بیمن چمن پیرائی کون و مکان کا فرمای ماشان کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائی جادو
تقریر نوعروس کلام زیباد نوطرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزائے

جلد پنجم حصہ دوم

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار سوم

تصنیف ... داستان گوی شیرین بیان سخن سنج مصائب ...
... سر آمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بہ قمر

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیۂ طبع محلّی ہوئی

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

اطلاع

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے فہرست شائق کو چھاپے خانے سے بلا قیمت مل سکتی ہے جس کے معائنہ و ملاحظہ سے شائقین اصلی کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی نہایت مناسب رکھی گئی ہے یہان بعض کتب قصہ کے درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کا رخھانے سے قدر دانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

المشتہر منیجر نولکشور پریس صیغہ بک ڈپو لکھنؤ

قصہ جات نثر اُردو

الف لیلہ بالتصویر۔ ترجمۂ سخنور سحر بیان الوناظم مولانا مولوی محمد حامد علی خان حامد کاغذ سفید ۱۲/

کاغذ حنائی ۸/

طلسم ہوشربا (جلد اول) ۸/

" (جلد دوم) ۸/

" (جلد سوم) ۷/

" (جلد چہارم) ۱۱/

" (جلد پنجم) ۸/

" (جلد ششم) ۱۱/

" (جلد ہفتم) ۱۱/

طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ ۱۲/

فسانۂ عجائب متوسط قلم۔ ۷/

ایضاً باریک قلم بلا تصویر۔ ۴/

سرورش سخن۔ جواب فسانۂ عجائب از سید فخر الدین حسین مودودی

باغ و بہار۔ معروف بہ قصۂ چہار درویش بالتصویر۔ ۴/

آرائش محفل۔ قصۂ حاتم طائی بالتصویر از سید حیدربخش۔ ۶/

ایضاً بغیر تصویر۔ ۵/

داستان امیر حمزہ۔ بالتصویر۔ ۸/

مقتول جفا۔ ۲/

نوطرز مرصع۔ ۲/

بستان حکمت۔ اُردو ترجمہ انوار سہیلی مترجمہ فقیر محمد خان گویا۔ ۱۲/

جام سرشار بالتصویر۔ مصنفہ پنڈت رتن ناتھ لکھنوی ۸/

فسانۂ آزاد کامل۔ مصنفہ پنڈت رتن ناتھ در کشمیری ہر چہار جلد۔ ۸/

فسانۂ جمیل۔ ترجمۂ منشی حامد حسین قصہ قابل دید ہے۔ ۵/

۲۴۲۹۰

منقبت جناب حیدرؑ کرار وصی احمدؐ مختار زوج زہرائے نامدار باب شبیرؑ و شبرؑ کنندۂ باب خیبر مظہر العجائب و مظہر الغرائب غالب کل غالب علی ابن ابی طالبؑ از نظم مصنف

ای ساقی آفتاب صورت
دل مین جب لطف می سمایا
حیدر صفدر لقب ہی تیرا
جلوہ ہر رنگ مین دکھایا
جب جمع ہوئے تھے جل کے ناری
یوسف کا بھی تذکرہ ہی روشن
نام آیا زبان پر علیؑ کا
کیا کوئی لکھے گا زور حیدرؑ
مرحب سا دہ دیو خوک پیکر
پیدا ہوئے کعبہ مین بصد جاہ
کام آتے ہین یہ مصیبتون مین

ہو شرب شراب مثل شربت
ساقی کوثر کا یاد آیا
اعلیٰ ہے نسب ہی تیرا
سلمان کو شیر سے بچایا
آفت مین پھنسے خلیل باری
بھائی اُنکے ہوئے جو دشمن
تاریک کنوان تھا قعر زیبا
اس باب مین ہی گواہ خیبر
اک حملہ مین دو ہوا برابر
یہ نور ہین کبریا کے واللہ
حیدرؑ ہین شریک آفتون مین

مینائے قلم ہی پر سر جوش
اُس ساقی آفتاب ضو کا
تجھ سا نہوا نہو گا نامی
ظاہر مین ہوئے بھی تھے پیدا
اس نام کا دھیان آگیا جب
دل مین اُنکے یہی سمایا
اس درجہ رجوع کی بصد جاہ
زور دست ید اللہی پر
شہرے ہین جہان مین طاقتون کے
دوش احمدؐ پہ پانون رکھکر
ای چرخ نبیؐ کے بدر کامل

کر دے مئی سرخوشی کسے مدہوش
ہون دل سے مین مبتلا و شیدا
معراج مین تھے نبی کے حامی
جسوقت یہ معجزہ دکھایا
آتش گلزار ہو گئی سب
اُس ماہ کو چاہ مین گرایا
آخر ہوئے مصر کے شہنشاہ
آگہ جبرئیل کے ہین شہپر
سکتے ہین تری شجاعتون کے
کعبہ سے کیا بتون کو باہر
آسان ہو فہم کی جلد مشکل

التماس بخدمت ناظرین و مشتاقین والاتمکین حصۂ اول جلد پنجم طلسم ہوش ربا اس مقام پر ختم ہوا کہ صاحبقران زمان قلعۂ آہن حصار کو فتح کر کے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوئے ہین لقا بمقابلہ سعد بن قباد بہ مدد سلیمان عنبرین موئے کوہی فرد کش ہی نامہ افراسیاب جادو کو بہ طلب مدد بھیجا ہی اسد نامدار باغ سیماب سے آوارہ ہو کر ایک جانب جلتے ہین خواجہ عمرو ایک سمت بدحواس پریشان چلے ہین برق و ضرغام آوارۂ دشت مصیبت و محنت افراسیاب خانہ خراب باغ سیماب سے لوح لے کر ششدر و مضطر طرف کوہ بلور کے جاتا ہی ان سب کے حالات اپنے اپنے مقام پر تحریر ہونگے

آغاز داستان شوکت بیان اول ہنر بردشت جرأت یکہ تاز میدان جلالت بہم زن لشکر ساحران نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و حال خیریت مآل گوہر بے بہائے قلزم طراری نہنگ بحر ذخار عیاری خنجر گزار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا پہونچنا شہر داؤد یہ مین و عشق ملکہ لالان خوش جمال دختر خداوند داؤد سے و ذکر حصول لوح بہ عیاری خواجہ عمرو - ساقی نامہ مصنف

نذر ہے تجھ تو ای ساقی لاجواب | قمر کو ہوئی خواہش آفتاب | [illegible] جسکا ہش ہوئی | شراب مضامین کی خواہش ہوئی

مجھے جام صہبائے گلگون پلا ۔ کھلے غنچۂ باغ حیرت فزا
مئے ارغوانی پلا ساقیا ۔ نیا رنگ مضمون دکھا ساقیا
پلا دے جو اک جام اے گلعذار ۔ کھلے دفتر نظم باغ وبہار
ہر اک حرف ہو غنچۂ دلستان ۔ ہر اک نقطہ خال رخ مہوشان
چمن سے مشابہ ہون بین السطور ۔ کشش ہو ہر اک حرف کی زلف حور
تجلی طبع قمر دیکھ لین ۔ اب اس بے ہنر کا ہنر دیکھ لین
شراب کہن مین نیا لطف ہی ۔ بھلا میکدے مین یہ کیا لطف ہی
شراب مصفا کی ہی جستجو ۔ پلا جلد اے ساقی ماہرو
عبارات رنگین کا ہو انتظام ۔ ہر اک جا پہ ہون چست فقرے تمام
وہ اس گلشن نظم مین گل کھلین ۔ کہ خار الم باغیون کو ملین
دکھاؤن وہ مین نظم کا بوستان ۔ جلین سبز بختان باغ جہان
دکھائین مضامین وہ گلزاریان ۔ ہون خوش ہمصفیران باغ جنان

چہرہ رہ نوردان غریب الوطن وطی کنندگان صحرائے خارستان رنج ومحن صعوبت زدگان جادہ مصیبت و گم کردگان راہ منازل محنت حال حیرت مآل مسافر شہر اندوہ وحرمان بے سروسامان یون تحریر فرماتے ہین شعر مصنف متانت شعاران فرخندہ پی ؛ رہ عشق کرتے ہین یون سر سے طی ؛ ادل دو کلمہ افراسیاب بیان ہوتے ہین جبکہ افراسیاب لوح طلسم ہوش ربا لیکر برسرکوہ بلور پہونچا ملکہ حیرت ومصور وصورت نگار وسرمایہ برف انداز ایریق کوہ شگاف وغیرہ چالیس سردار پاس افراسیاب کے پہونچے ملکہ حیرت نے دیکھا افراسیاب گھبرایا ہوا ماتھے پر پسینہ زرہ پارہ پارہ گریبان تا بدامن چاک چہرے پر خاک حیرت کمر سے لپٹ گئی کہا اے شہنشاہ جلد حال باغ سیماب بیان کیجیے باغ سیماب مین اسد اڑکر پہونچ گیا افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم مخمور وبہار وباغبان مرحلے شکست کراتے ہوئے اس راہ ہول خیز کے بند وبست کرتے ہوے باغ سیماب مین پہونچے ذکر لڑائی کا بہت طول طویل ہی اسکے بیان کرنے کی کیا سبیل ہی سیماب خوب لڑا مخمور وبہار وباغبان وبران وغیرہ کو سحر سے بیہوش کیا کوکب نے آکر سیماب کو مارا طلسم کشا قریب گلدستون کے پہونچ چکا تھا جاکر مین نے لوح کو لیا اس حال کو دیکھکر مین ایسا گھبرایا طلسم کشا کو ایک ہاتھ تلوار کا نہ مارسکا بالتصریح پھر بیان کرونگا ب سب صاحب یہ تبلائین کہ لوح طلسمی کو کسکے سپرد کرون سیماب ایسا خیرخواہ کہان سے لاؤن سیماب میری محبت مین کشتہ ہوا ایسا دوست صادق کیمیا ہی دنیا کی خاک چھانونگا ایسا جہوس محبت نپاؤنگا اپنی اپنی ہوا فق عقل کے سب نے کہا مگر صورت نگار جادوزوجہ مصور نے جواب دیا اے شہنشاہ وہ صلاح تبلاؤن کہ اگر سامری و جمشید قصد کرین لوح نہ پاسکین دیوار میرا خداوند داؤد ساحر اتنا بڑا ہی کہ آپ کو کتاب سامری بنا کر دیا ہی اگر وہ قبول کرے اور لوح اپنے پاس رکھے خداوند ہی تمھارا ہمارا پیدا کرنے والا ہی اگر اسکے دل مین آجائیگا لوح طلسم کو عرش اعلی پر بھیجوا دیگا فرشتون کے پاس رکھے گا سب کچھ اسکے اختیار مین ہی مسلمان دنیا کی خاک چھانین گے آسمان پر کیونکر جائینگے فرشتون کو کہان سے پائینگے تڑپ تڑپ کے مرجائینگے اس فصاحت وبلاغت سے ملکہ صورت نگار نے سامنے افراسیاب کے بیان کیا کہ افراسیاب نے کہا اے صورت نگار بات تو معقول کہی مگر اسکو امورات خدائی سے کب

مہلت ہے صورت نگار نے کہا آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے اول عرضی لکھیے اگر وہ قبول فرمائین تو ہم اور آپ لوح لے کر جائین زیارت سے بھی مشرف ہون لوح اُنکے سپرد کرین مدت سے آپ گئے بھی نہین ہین عمر بھی بڑھ جائین گے مسلمانون سے لڑائی ہے جان کا خوف بھی رہتا ہے جب خداوند عمر بڑھا کر لوح محفوظ پر دہ سن تحریر کر دینگے پھر کوئی مسلمان ہمکو نہ مار سکے گا افراسیاب کو یہ باتین بہت پسند آئین جواب دیا اے قدرت کی بہادر کیا معقول بات کہی ہے مگر احتیاط واجب و لازم ہے ایسا نہو کہ کسی طور سے ساربان زادہ دربار مین خداوند کے پہونچ جائے عرضی لیکر عیار پہچان جائین مکرر ایک کے بعد ایک دربار خداوندی کو اچھی طرح دیکھ آئین کہ اور اُس دربار مین کوئی عیار تو نہین پہونچا صورت نگار نے کہا کہ بہت مناسب ہے افراسیاب نے اپنے ہاتھ سے ایک عرضی لکھی اول القاب خداوندی بعد اُسکے یہ تحریر تھا اشعار مصنف

ہو یہ مقبول عرض پردازی — اپنے بندے کی ہو سرافرازی
وقت امداد و دستگیری ہے — آپ کی دی ہوئی امیری ہے
کہ خداوند عرض ہو یہ قبول — بندۂ خاص سامری ہے ملول
اہل اسلام سرکشی پر ہین — آپ ہی اب معین و یاور ہین

یہ عرضی خدمت فیض درجت مین پہونچتی ہے امیدوار ہون کہ لوح طلسمی قبول فرمایئے اپنی خدمت مین رکھیے مین خود لوح لیکر حاضر ہون زیارت سے مشرف ہون حال مصیبت اپنا بیان کرون آپکا بندۂ قدیم کوکب روشن ضمیر دشمن ہو گیا ہے لونڈیان غلام سب بگڑ گئے طلسم کشا کو تا بہ باغ سیماب پہونچا یا مگر یہ بندۂ حقیر آپ کا زور بھر کر لوح طلسمی لایا آج دو دن سے کوہ بلور پر حاضر ہون بخوف عیاران لوح لیے بیٹھا ہون مشکل آسان کیجیے مجلس رنج و الم سے نجات دیجیے یہ سب مضمون لکھکر صرصر شمشیر زن کو عرضی دی کہا دربار خداوندی مین جاؤ اپنی آنکھ سے وہان کا حال دیکھ آؤ ایک ایک امیر و وزیر مشیر و خدمتگار رجو بدار وغیرہ کو دیکھنا عرض کی ایسا ہی ہوگا صرصر شمشیر زن بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر طرف ملک داؤ دیہ کے روانہ ہوئی بعد جانے ملکہ شمشیر زن کے افراسیاب نے برائے انتظام و احتیاط صبا رفتار کمند انداز کو بھی اسی مضمون کی عرضی دی زبانی بھی سمجھا دیا کہ بخوبی وہان کا حال دیکھنا صبا رفتار بھی طرف ملک داؤ دیہ کے چلی ان دونون کو راہ مین چھوڑیے اب دو کلمہ داستان اسد عالی وقار و خواجہ عمرو نامدار ملحوظ خاطر ناظرین ہون کہ شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی باغ سیماب سے طعن و تشنیع خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سُنکر مضطر و پریشان آنکھون سے اشک حسرت جاری ایک جانب چل نکلا مگر دل سے کہتا ہے اے اسد نامدار خواجہ عمرو نے بہت بجا ارشاد فرمایا مین بداقبال ہون لوح کے سامنے پہونچا افسوس ہے تونے جبکہ افراسیاب کو ہاے مین کیون نہ لپٹ پڑا وہ ساحر تھا مجکو مار ڈالتا مجھ ایسے بدنصیب کا مرنا بہتر ہے مطلب یہ کہ کسی مقام پر جان دین اپنا خون اپنی گردن پر لین اب روے سیاہ خواجہ عمرو کو نہ دکھلاؤنگا اے اسد انصاف شرط ہے خواجہ عمرو نے کیا کیا جانبازی کی مین فتاح طلسم نہین ہون فتح طلسم کی تدبیر تو خواجہ عمرو

کر رہے ہین ہر مقام پر جان دیدینے کا قصد کیا خدا نے انکو بچایا پروردگار ایسا سامان کرے مجھ بدنصیب کا خاتمہ ہو وہ خدمت مین بابا جان کی پہونچ جائین یقین ہے مادر مہربان جناب ملکہ زبیدہ شیرگیر دختر بلند اختر امیر با توقیر حق شیر بجل کرونگی دو چار دن رونیگی آخر دل بہل جائیگا اے اسد بڑا افسوس یہ ہے کہ ہمارا لخت جگر نور نظر شاہزادہ غضنفر بھی اسی طلسم مین آگیا ہے ہمارے انتقال کی خبر سنکر افراسیاب سے لڑیگا مگر وہ بیچارہ کم سن کیا کرسکیگا افراسیاب گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ بادشاہ طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا فوج لشکر بے انتہا وزیر مشیر سب صاحبان تدبیر خواجہ عمرو کا یہ کلیجہ تھا سالہا سال اس ملعون سے لڑے کیسے کیسے گھمسان کے معرکے پڑے کسکی مجال ہے کہ افراسیاب سے لڑسکے کون ایسا ساحر ہے جو اسکے سامنے ٹھہرسکے پس وہ بیچارہ غضنفر کیا لڑیگا ہزار مکر و فریب سے اگر افراسیاب پکڑ لیگا ان خیالات مین ملکہ جبین کا بھی خیال آیا بے اختیار یہ اشعار زبان پر لایا

اشعار مصنف

ادبار نے سب طرف سے گھیرا
ہے خوف کہ راستہ نہ بھولون
جنگل کو بھی ہے غبار ہم سے
کانٹے تلودن کو چومتے ہین
آنکھون مین جہان ہے تیرہ و تار
ایذا سے مین کب تلک یہ کیا ہے
کب کا یہ عوض لیا ہے ظالم

تنہائی ہے میری حال پریشان
پس ماندہ کاروان ہون ہے شوق
ذرے مرے سر چڑھے ہین آکر
دشمن کی بھی دوستی ستم ہے
عریانی ہے بسکہ جامہ تن
کیون آنا مجھے ستا رکھا ہے

مین صورت زلف ہون پریشان
بتلا تو کہ مین کہان ہون اے شوق
خوش ہین مجھے خاک مین ملاکر
یہ اور بھی میرے حق مین سم ہے
جنگل دیتا ہے اپنا دامن
کیون دل کو مرے دکھا رکھا ہے

اقبال نے جب سے منھ کو پھیرا
کب تک حشم فلک مین کھٹکون
گھیرا ہے حصار گرد غم سے
گرد اپنے بگولے گھومتے ہین
ہر گام پہ دیتے ہین خلش خار
کہتا کبھی اے فلک یہ کیا ہے
مین نے ترا کیا کیا ہے ظالم

خار الم دل مین کھٹکتا ہوا سر پٹکتا ہوا ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچا ایک جانب دریائے قہار ایک سمت کوہ فلک شکوہ کنارے دریا کے یہ آوارہ دشت مصیبت و سرگشتہ وادی بلا و محنت زیر سایہ نخل بیٹھا اس سوچ مین کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤن سختی اٹھاؤن اپنے کو دریا مین گرا دون بحر زخار مین ڈوبون جسکی آبروریزی ہوچکی ہو اسکے واسطے یہی بہتر ہے نہنگان دریا کا طعمہ ہون اس خیال مین اسد غازی کی نظر طرف صحرائے سبزہ زار کے اٹھ گئی آفت دیدہ ہجران کشیدہ جان سے بیزار مجبور و ناچار دل مین یاد دلدار ملک الموت کا سامنا مونس نہ ہمدم شباب مین جان دینے کا غم دیکھا صنعت باغبان قضا و قدر سے وہ جنگل نمونہ گلشن ہے کہین لالہ با دل داغدار کہین کوڑیالا کھلا ہوا ہوائے سرد عیسی دم مسیح نفس چل رہی ہے **نظم**

زاہد کی جو دہ ہوا ہو قسمت
ابر و گل و سبزہ طرب ریز
دل مین ہوئی اپنے جائے صحرا

کاہے کو رہے ہوائے جنت
افلاک و زمین سرور انگیز
زنجیر بنی ہوائے صحرا

اور اسپہ وفور ابر و باران
کھینچا ہے ہوا نے دامن دل
رخسار زمین پہ سبزہ ہر سو

ہنگامہ عید بادہ خواران
بھڑکی تپ شوق گلخن دل
ریحان خط عذار گلرو

از بسکہ ہی سبزہ جلوہ آرا | ہی خاک طلسم چرخ خضرا

ہر مرتبہ شاہزادہ قصد کرتا ہی پہاڑ پر چڑھ جاؤن مگر موت بھی محافظ ونگہبان ہی زندگی دامن تھامے ہی دام حسرت ویاس مین شاہزادہ مبتلا ہی کبھی روتا ہی کبھی ہنستا ہی سراپا زخمی باغ سیماب مین انتہا کی تلوار چلی تھی ملول رنجور خانہ ہاے زرہ قطرہ ہاے خون سے معمور مرنے کی خواہش فراق مہ جبین الماس پوش کی کاہش رنگ رو متغیر متفکر متحیر نالان بیقرار نہ دوست نہ مونس نہ غمگسار بے مادر و پدر لگا ہے یہ خیال دلپر کہ افسوس دریاے طلسم مین اگر گوہر مراد ملا یا شاہزادہ بدیع الزمان اپنے ماموں جان کو نہ چھوڑا یہ حسرت لیکر پردۂ دنیا سے چلے شاہزادہ اس خیال محال مین سر زانوے تفکر پر جھکائے رو رہا ہی کہ دریا مین دور سے ایک مور پنکھی پیدا ہوئی کنارے کنارے آتی ہی ایک شامیانہ نہایت عمدہ اُسپر استادہ مسند پر ایک پریزاد گرو چند نازنینان جبین ساچخفین توم کی بنگالنین زر لفت کے لہنگے چُندریان اوڑھے ہوے زیور عمدہ زیب جسم ڈانڈین سنہری روپہلی تال سم سے مور پنکھی کو کھیتی ہوئی چلی آتی ہین صاحب خانہ کی نگاہ جمال خورشید مثال اسد نامدار پر پڑی دیکھا ایک شیر دلیر دریاے خون مین نہایا ہوا زرہ پارہ پارہ جوشنون کے تار کٹے ہوے سپر کے پھول مرجھائے ہوے آئینہ عارض سے حیرانی رنگ لف شگون سے پریشانی مگر سطوت صولت رعب و دبدبہ تہور شجاعت آشکار مثل چاکران کتر ین ملول غمگین ہر سمت نگران ابیات

بیٹھا تھا وہ جانشین مجنون | حیران وملول وخوار ومحزون
کیا تن بہ خاک اللہ اللہ | کیا صورت پاک اللہ اللہ
یہ جلوۂ حسن ناتوانی | زیبا اُسے لاف لن ترانی
تشریح کا وہ صحیفہ وہ تن زار | ہر ہر رگ پے غرض نمودار
لٹکے ہوے سر سے بال اُسکے | تھے ضعف سے کیا وبال اُسکے
وہ بال کہ زیب بخش سر تھے | آلودۂ خاک کس قدر تھے
بس اک سر مو کو جھاڑ دیے گر | پیدا ہووے زمین دیگر
سر پر گل داغ یون نمودار | جون لالہ ہو زیب بخش دستار
سب حال جبین کی چین سے ظاہر | قسمت کا لکھا جبین سے ظاہر
حیران سا چہرہ آئینہ وار | مُنھ زرد برنگ زعفران زار
آنکھین سبب سرشک گلگون | جون جام سر شہید پر خون
مژگان موے سر شہیدان | یا خار کہ دل مین تھے وہ پنہان
اب آنکھون مین اشک جو بھر آئے | وہ گریہ کے ساتھ باہر آئے
ظاہر رُخ زرد مک سے ہی غم | ہی انکو مگر کسی کا ماتم
ہین ورنہ سیاہ پیرہن کیون | ہین دست ثمرہ سے سینہ زن کیون
پر غم ہی تو انکو کسکا ہی غم | ماتم ہی تو ہی یہ کس کا ماتم
جاری ہی جو متصل سدا خون | شاید دل زار کا ہوا خون

اس شہنشاہ خوبی رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی کی نگاہ جو جمال اسد نوجوان پر پڑی بیساختہ مُنھ سے آہ نکل گئی قلب تھرایا حال زار اسد دیکھکر پسینہ آگیا بمشکل ضبط کیا ناگن جادو نامے وزیرزادی پہلو مین بیٹھی ہی ہمدم ہمراز ساتھ کھیل کر پرورش پائی ہی اسکی جانب دیکھکر کہا کیون وزیرزادی یہ جو بیچارہ غریب یکہ وتنہا اس صحراے پربلا مین بیٹھا ہی کسی کی تلاش مین گھر سے نکلا ہی نظم

بیوجہ کہان یہ ماجرا ہی | یون بھی یہ قلق کہین ہوا ہی
ہی کچھ تو کہ ہی کچھ اور ہی طور | کچھ تو ہی کہ ہی نظر ہی کچھ اور
اللہ ری نگاہ حسرت آلود | دل خون کن آہ حسرت آلود
انداز نگاہ چشم حیران | جون طرۂ خم بخم پریشان

وہ کان کہ دو جلاجل غم	وہ کان کہ برگِ نخل ماتم	لخت دل چاک گوشوارہ	صد برگ عذار پارہ پارہ
بینی ہے کہ شمع بزم ماتم	لب یا مہ عشرۂ محرم	سینہ فگار ہے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دل بھی داغدار ہے	

تشنہ شربت سے مبہوت لبون پر مہر سکوت ایسے کلمات حسرت دیکھکر وہ رشک قمر بیتاب ہوئی دید روے محبوب جان کو
عذاب ہوئی کھینے والیون سے کہا جلد کشتی کنارے لیچلو جب تک ملکہ کشتی سے اُترے یہ حیرتی آئینہ رنج والم گرفتار مجلس
اندوہ و غم شدت زخمداری سے اُٹھنے کا قصد تھا دل نے کہا بیٹھ بیہوش ہوکے زمین پر گرا وہ نازنین مہ جبین روتی
ہوئی سر بالین اپنے مسیحا کے آئی ساتھ والیان ہان ہان کرتی رہین مگر یہ گھبرا کر فرش خاک پر بیٹھ گئی کہا صاحبو
مجھے یہ خیال ہے اس امر کا بڑا ملال ہے یہ جوان رعنا کوئی رئیس جلیل ہے قزاقون کی تیغ بدعت کا قتیل ہے مال کی
ہوس مین جلادون نے گھیرا یہ شیر صولت خوب لڑا اسلاح جواہرات کو بچایا نقد جان کو لٹایا یہ بڑی بدعت ہے ہماری
عملداری مین ایک رئیس اسقدر زخمی ہو ہم خبر نہ لین اُٹھا کر باغ مین ہمارے لے چلو وہان علاج کرینگے جب اسکو
ہوش آئیگا حال پوچھین گے اُن ظالم جلادون کو گرفتار کراکے جن ہاتھون سے بدعت کی ہے اُنکے قلم کرنے کا حکم
دینگے اس ظلم وستم کا بدلا لین گے بڑے غضب کا مقام ہے مسافرون پر یہ آفت رئیسون کی یہ کیفیت کنیزون نے
سر جھکایا جب ملکہ خود اُٹھانے پر آمادہ ہوئی کنیزون نے بھی ہاتھ لگایا ہاتھون ہاتھ نہنگ بحر صاحبقرانی کو کشتی پر
لائین اب ملکہ نے حکم دیا جلد کشتی پھیرو کھینے والیون نے فوراً دریا سے ڈاند امیڈی شروع کی مثل ہلال شب اول
صفحۂ آب پر چلی باغ اُس رشک چمن کا قریب تھا چند ساعت مین زیر دیوار باغ پہونچین اُسی طرح ہاتھون ہاتھ اس
نامدار کو اُتارا تمام لباس ملکہ کا خون آلودہ ہوگیا کنیزون نے بہت کہا کہ حضور الگ رہین ہم لیے چلتے ہین ملکہ نے جو دیکھا
کہ نوجوانین لپٹی جاتی ہین فقرے اُڑاتی ہین ملکہ نے کہا حرامزادیو شفتلو اپنے باپ سے لپٹی جاتی ہو دیکھو اسکے زخم نہ
دکھ جائین الگ رہو ہین تو پاس آنے سے مانع ہو یہ کیا بیہودہ بے ادبی ہے زخمدوزی کرکے جن لوگون نے اس
بیچارے کو زخمی کیا مسافر کو لوٹ لینے کا قصد کیا دریافت کرکے اُنسے اسکو رخصت کر دینگے اگر دو چار دن مہمان رہیگا تو
کیا نقصان ہے ہمارا مہمان ہے لباس مین خون بھر گیا بلا سے بدل ڈالین گے کنیزین خاموش ملکہ کے دل مین محبت اسد کا
جوش ہاتھ پاؤن مین رعشہ جسم مین تھرتھری اسی حالت سے قصر عالی مین لاکر اسد نامدار کو پہونچایا چھپر کھٹ پر لٹایا اپنے
دست نازنین پنجۂ نگارین سے زخم دھوکے پٹیان مرہم کی چڑھائین کرسی پر آکر سامنے بیٹھی گلچلی گلشن جمال کی کررہی
ہے ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہے کبھی سینہ پر ہاتھ رکھدیتی ہے کبھی تنہا پاکر تلوے سہلانے لگتی ہے اشک آنکھون سے
ٹپک پڑتے ہین پھر کنیزون کے جو پاؤن کی آہٹ سنتی ہے الگ آکر کھڑی ہوتی ہے گھبرا کر کہتی ہے کیون سمن و یاسمن
میری اچھی بوا غنچہ دہن ذرا مُنہ سے بولو میری بات کا جواب دو تمنے ایسے زخمی کبھی دیکھے ہین یہ زخم اچھے ہو جائین گے
صحت پاکے اُٹھین گے چلین گے اس باغ مین مثل سرو خرامان ہونگے زخم بھر آئینگے تمنے تو ایک دن ذکر کیا کہ ہمارے

بھائی کمیدان ہین لڑائی مین زخمی ہوئے کیون ہوا اس قدر زخمی تھے یہ تو زخم بیشمار ہین تیرون کے تلوار کے نیزون کے صاف نشان ظاہر ہین بڑی لڑائی لڑے بڑا کام کیا ہزارون مین نام کیا کیونکر بچے اپ منھ سے باتین کرین تو مین جانون صحت پائیگا خوشی خوشی اپنے گھر جائیگا اپنے مان باپ سے جا ملے گا قوم کا تو شریف و رئیس معلوم ہوتا ہے ہمکو دعا دے گا عمر بھر احسان یاد رکھے گا آنے جانے سے تو کچھ کام نہین خط مین سوال و جواب ہوا کرے گا جب ہم خط پڑھینگے تم لوگ پوچھوگے کیون یہ کسکا خط ہے ہم تمھین یاد دلائینگے وہ جوان جسے جنگل سے اٹھا لائے تھے صبا جو یہ اسی نے خط لکھا ہے یہ چاہے نہ بھیجے ہم تو بھیجا کرینگے آہین کیا پروا ہے یہ ایک پیسے مین خبر بھیجے گا ہم نہال کر دینگے یہ بھی اپنے مان باپ سے کہے گا ایک ملکہ عالم ہماری جان بخش ہین انھون نے یہ تحفے بھیجے اسلیے عزیز آشنا سب ممنون و مشکور ہونگے ہوا اسی طرح امیرون رئیسون سے ملاقات ٹھہرتی ہے غنچہ دہن نے عرض کی حضور درست ہے یہ بہت جلد شفا پائین گے بہت جلد اچھے ہو جائینگے زخم اوچھے ہین ایسے زخمی بہت جلد اچھے ہوتے ہین ملکہ کو دمبدم بیقراری دل سے اشتیاق کہ یہ شخص آنکھین کھولے منھ سے بولے اسکا حسب و نسب پوچھین آج رات کو ہم اور یہ ساتھ کھانا کھائین اس حیرانی مین کبھی کنیزون کو ہٹا دیتی ہے تنہائی مین جو ڈرتی ہے پھر بلا لیتی ہے کسی پہلو دل کو آرام نہین آتا کچھ دن باقی تھا کہ اسد غازی نے آنکھ کھولی اُسوقت ملکہ سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی اول اسد نے قصر کو دیکھا مکان عالیشان اسباب عیش و نشاط سے درست جا بجا نازنینان مہجبین پھر رہی ہین مگر چالاک چست دوسری جانب جو نگاہ کی بے اختیار آہ کی ایک پری پیکر سمن بر گلعذار غنچہ دہن سہی قد خورشید خد طرۂ گیسو مشک آگین چہرۂ زیبا رشک ماہ جبین طرز جلالت آئین دریاے حسن کی گوہر یکتا بے مثل و بے نظیر سراپا

اشعار مصنف

نہ تھا رخسار کاکل کا سایہ پڑا — ہوئی تھی شب وصل و ہجر ایک جا
بیان کیا کرون ابرون کا خم — وہ تھے شاخ آہوے چشم صنم
سفیدی چشم اور سیاہی چشم — دکھاتی ہے ہر روز و شب بیناچشم
نہین گل سے تشبیہ رخسار کی — یہ گل داغی وہ گل عارضی
دہن اور لبون پر ہو بلبل نثار — کہ تھی غنچہ مین گل کی ساری بہار
زنخدان کی تعریف ہو کیا رقم — کہ یان راہ بھولا ہے خضر قلم
وہ گردن نہ تھی شمع طور تھی — حقیقت مین تھی اک بٹی نور کی
اگر وصف ناخن مین ہو کوئی بان — تو یاد آئے یہ شعر حسب الزبان
ہلالے کہ بر آسمان جاے اوست — تراشیدۂ ناخن پاے اوست
قیامت تھا اسکی کچون کا ابھار — جوانی کی تھی اُنسے دونی بہار
تماشاے قدرت یہ تھا خوب تر — مگر سرو آزاد مین تھے کمر
شکم اُسکا شفاف آئینہ دار — نظر آتی تھی قدرت کردگار
بیان کیا کرون مین کمر کی صفت — سمجھ مین نہین آتا ہے یہ لغت
محیط ایک یہ صف ہے ناف کا — وہ پرکار قدرت کا تھا دایرا
رقم کیا کرون نقطۂ زیر ناف — زبان قلم مین دیا ہے شگاف
وہ ساق اسکی تھی پائنچہ مین غلاف — رکھی شمع فانوس کے درمیان
بیان حباب اسکی انگیا تھی بس — ابھار سے تھی جسکو ہوا و ہوس

دریاے جواہر مین غوطہ زن دوپٹہ آب روان کا سر ڈھلکا ہوا حسن مین جھلکتی صبیح ملیح حسین جمیل اسد نامدار بیقرار ہو گیا ٹھنڈی سانسین کھینچکر یہ منہ سے نکل گیا

شعر سبز رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر ٭ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم ٭ جب اسد نے آہ کی اور یہ شعر پڑھا
ملکہ نے سر اُٹھا کر دیکھا اس جوان نے آنکھ کھولی میری جانب دیکھ رہا ہی ملکہ نے شرما کے دوپٹہ سے مُنہ ڈھانپ
لیا وزیرزادی کے چٹکی لی کہا ناگن مہمان بیدار ہوا مین تو نہ بات کرونگی جا کر مسند پر بیٹھتی ہون تو حال پوچھ
تو نے سنا اُنھون نے عاشقی و معشوقی کا شعر پڑھا ان باتون کو سمجھا دے ذرا جو پیچ اپنی ہند رکھین بیان کوئی کسی
بازاری نہین ہی کہدینا جو سب کے خدا خداوند داؤد جادو ہین یہ نور چکیدہ خالص قدرت صدف خداوندی کی
گوہر بے بہا موسوم بہ ملکہ لالان خون قبا ہے جب میرے سامنے آئین تو سجدہ کرین اسکے خلاف ہوگا تو مین
بہت بُری طرح پیش آؤنگی یہ کہکر ملکہ ہنستی ہوئی مسکرا کر پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہوئی بارہ دری مین آئی مسند پر
بیٹھکر ہنسنے لگی اور کنیزون سے کہا جاؤ مہمان کو ہوش آیا ہو مہمان کی خاطرداری کرو سب ہمرازین وہان آئین
اسد غازی اُٹھ بیٹھے زخمون کے اکثر ٹانکے بھی ٹوٹ گئے ناگن وزیرزادی قریب آئی جھک کے سلام کیا
عرض کی حضور مزاج کیسا ہی آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہی اسد غازی نے جواب دیا کہ ہم نام و نسب کچھ نہ
بتائینگے اب ہم رخصت ہوتے ہین یہ تو ہم پر ظاہر ہوا کہ جو صاحب کرسی پر جلوہ فرما تھین یقین کامل ہی کہ وہی
صاحب خانہ ہین ہمارے ہوشیار ہوتے ہی وہ تشریف لے گئین پس ہم بار خاطر ہین بموجب مصرع طاقت مہمان
ندا شت خانہ بمہمان گذاشت ٭ پس ہمارا ٹھہرنا بیکار ہی یہ کہکر اسد نے خود اُٹھا کر سر پر رکھا زرہ زیب جسم
کی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا چھپر کھٹ سے اُترے ناگن دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی عرض کی داری
مہمان صاحب جاتے ہین آپ کا اُٹھ آنا اُنکو بہت ناگوار ہوا کہتے ہین ہم صاحب خانہ کو بار ہین ملکہ گھبرائی کہا
ناگن جاؤ میرے سر کی قسم دلاؤ کہنا صاحب اگر آپ ہمکو بار ہوتے تو جنگل سے کیون اُٹھا لاتے یہ بھی سمجھا کے کہنا
ملکہ نے تمھارے زخمون کو اپنے ہاتھ سے دھویا شب بھر یہین بیٹھی رہین تم نے وہ شعر پڑھا اس وجہ سے چلی
گئین سمجھا کے یہان بلا لاؤ اپنی طرف سے کہنا اے جوان دختر خداوند کو چل کے سجدہ کرو جن لوگون نے
تمکو زخمی کیا اُنکا حال کہو اپنے حضور سب کو پکڑ بلائین گی ان سب کو دار پر کھنچین گی مرکب مع ساز و یراق
نقد و جنس تمکو دے کر رخصت کرینگی ناگن دوڑی ہوئی آئی اسد نعلین پہن چکے تھے کہ ناگن نے آکر
دامن تھام لیا کہا چلیے حضور آپ کو ملکہ عالم بلاتی ہین ابھی جانے کا قصد نہ کیجیے ملکہ آزردہ ہونگی اُنکی
خوشی بھی آپ پر واجب و لازم ہی انصاف کیجیے کہ ملکہ عالم دختر خداوند نے آپ کی جان بخشی کی آپ
ذراسی بات پر آزردہ ہوتے ہین چلیے میرے ہمراہ تشریف لے چلیے اسد غازی خود عشق مین اُسکے
بیقرار تھے بموجب مثل اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ساتھ چلنے پر ناگن کے آمادہ ہوگئے کہا وزیرزادی صاحب
ہم تمھارے کہنے سے چلتے ہین اب تم نے ملکہ عالم کا احسان بھی جتایا یہ بھی ثابت ہوا کہ دختر خداوند ہین اپنا

تو یہ قول ہے شعر کافرِ عشق مسلمانی مرا درکار نیست ٭ ہر رگِ من تار گشتہ حاجت زنار نیست ٭ حکم ملکہ عالم کا ہماری آنکھوں پر محراب ابروے خدا رہین سجدہ بھی کرینگے اُنھین کے نام کی تسبیح جپین گے یہ حقیر آپ کا زندِ عاشق مذہب ہے خوشی سے معشوق کی مطلب ہے سب طرح ملکہ عالم کا ہم پر احسان ہے معشوق خوشنود دین و ایمان ہے یہ کہتے ہوے اسد غازی چلے ناگن دوڑی ہوئی پہلے ملکہ کے پاس آئی کھلکھلا کر ہنسی کہا واری آپکے مہمان آتے ہین سجدہ کرنے پر بھی راضی ہین اب تو ملکہ خوشی مین پھول گئی دیکھا سامنے سے اسد شیر دل تنتا ہوا قبضہ شمشیر پر ہاتھ رعب و جلالت ساتھ ساتھ ملکہ بانکپن کی چال دیکھکر بیچین ہو گئی اسد غازی آکر مسند پر بیٹھ گئے ملکہ نے چاہا ہٹ جاؤن اسد غازی نے دامن تھام کر کہا دیکھو صاحب پھر کچھ ادائی طریقہ دلربائی ناگن اشارہ کرتی ہے سجدہ کرو اسد غازی نے کچھ جواب نہ دیا درچند کنیزین بڑھین چاؤن چاؤن کرنے لگین کہ میان سجدہ کرو یہ نور چکیدۂ خالص خداوند داؤدین جو افراسیاب جادو کو کتاب سامری بنا کر دیتے ہین ہفت اقلیم کے ساحر انھین کے بندے ہین اسد نے اُنکو جھڑک دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہو اب ملکہ بھی بول اُٹھی کہا صاحب چپ رہو کیا اُنکے سجدہ کرنے سے میری کچھ آبرو بڑھ جائیگی بی ناگن بیٹھ جاؤ نام و نسب وجہ زخمی ہونے کی پوچھو ناگن نے دست بستہ عرض کی ای شہریارِ من قزاقون نے آپ کو زخمی کیا مال چھین لینے کا ارادہ ہوا جس دشت مین تلوار چلی اس مقام کا نام اپنا حسب و نسب مفصل بیان فرمائیے اسد غازی نے درج دہن کو کھولا گہرہاے بے بہائے کلام اسطرح بر تقریر مسلسل سامنے ملکہ کے پیش کیے کہ ای شہنشاہ حسینان والے سرتاج مہ جبینان ہمکو قزاق کیا لوٹین گے فلک کجرفتار گردون غدار نے البتہ لوٹ لیا سانحہ نو بیش آیا یقین ہے تمنے بھی نام اُس بدبخت کا سنا ہوگا ہر ایک سنگریزہ طلسم ہوش رُبا کا ہمکو پہچانتا ہے افراسیاب جادو بخوبی جانتا ہے شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد غازی نبیرۂ صاحبقران عبد ذلیل رب دو جہان اس حقیر کا نام ہے فتاح طلسم ہوش رُبا لقب اول گنبد نور پر قید رہا میرے ساتھ اور بھی کوئی ماہ پیکر زندان مصیبت مین تھا بعد عرصۂ دراز گنبد نور سے رہائی پائی باغبان و بہار و ملکہ بُران شمشیر زن وغیرہ و خواجہ عمرو ہمکو ساتھ لے کر چلے شکست کرتے ہوے تا بہ باغ سیماب آئے انتہائی جنگ مغلوبہ ہوئی سیماب جادو واصل جہنم ہوا اگرچہ ہم پر ہجوم لشکر رنج و الم ہوا افراسیاب جادو لوح طلسمی لے گیا ہم آوارہ ہو کر اُس طرف نکل آئے رب اکبر نے تمکو مہربان کیا ہمکو اُٹھا کر یہان لائین ممنون و مشکور ہوے یہ حال مصیبت جو اسد نامدار نے بتصریح بیان کیا ملکہ لالان خون قبا کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے سر اُٹھا کر طرف وزیرزادی کے دیکھا کان مین کہا ناگن یہ کیا غضب ہوا یہ خیرہ وہ شخص ہے جسکا تمام عالم دشمن افراسیاب رہزن اب کیا کرون ناگن نے کہا جو گذرا وہ گذرا آپکے باغ مین اُنکا رہنا

مناسب نہین فوراً مرکب وغیرہ دیکر روانہ فرمائیے اگر خداوند داؤد و آپ کے والد نامدار کو خبر ہوگئی تو قیامت برپا ہوگی ہم سبھون کی ناک چوٹیان کاٹی جائینگی حضور بھی سزا پائینگی سالہا سال سے یہ دلیر گنبد نور مین قید تھا عمرو عیار نے بڑے زور و شور سے رہا کیا اب لوح طلسمی کی فکر مین مصروف ہی قاتل کفاران اس شیر کا لقب ہی نبیرۂ حمزہ عرب ہی ملکہ ہاتھ پکڑ کر وزیرزادی کا کنارے آئی گلے مین ہاتھ ڈالکر زار زار رونے لگی دریاے اشک چشمہ چشم سے موج زن ہوا کہا اے رفیق و شفیق اے ہمدم و ہمراز اے صاحب راز دنیا نہ اگر یہ جوان جائیگا روح قالب خاکی سے تڑپ کر نکل جائیگی کسی طور سے بندوبست کرو اسد نامدار کو اسی باغ مین رکھو مجھپر احسان عظیم ہوگا ناگن نے ماتھا کوٹ لیا کہا داری انکے رہنے سے جان و آبرو کا ضرر ہی خیال فساد و شر ہی مین نے پرچۂ اخبار دیکھا تھا تمام مرحلہ جات شکست ہوے غافل و ہوشیار جادو مارے گئے بڑے بڑے ساحران نامدار اسکے ساتھ تھے خداوند داؤد نے بھی ایک نامہ براے حفاظت لوح سیماب جادو کو لکھا نہین معلوم اُس نامہ دار پر کیا گذری مع بہار و باغبان یہ شیر ژیان باغ سیماب مین پہونچ گیا سیماب لاکھ تڑپا نہ بچا کوکب کے ہاتھ سے کشتہ ہوا رخصت کرنا کچھ مشکل نہین ہی یہ تو اُنکو ثابت ہوا کہ آپ دختر خداوند ہین ہم سمجھا دینگے کہ صاحب آپ یہان سے نکل جائیے یہ ہمارا احسان کیا کم ہی کہ اگر خداوند سے خبر کردین لاکھون ساحر خداوند کی خدمت مین ہین ایک حقیر کو اگر روانہ کردین آپکی مشکین باندھکر لیجائے گا یہان ٹھہرنا آپ کا مناسب نہین ہی خوف جان سے خود بھاگین گے اس طرف کا کبھی رخ نہ کرینگے یہ سُنکر رنگ ملکہ متغیر ہوا غش آنے لگا بیٹھ گئی مُنہ سے بیساختہ نکلگیا مصرع واے برما و گرفتاری ما ؎ یہ کہکر آہ کی حالت اپنی تباہ کی غش آگیا دانت بیٹھ گئے مردنی چہرے پر ہاتھ پانون ٹھنڈے سراسر یہ حال زار دیکھکر ناگن گھبرا گئی مُنہ پیٹنے لگی سر اُٹھاکر زانو پر رکھا گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا عرصہ مین ملکہ کو ہوش آیا ناگن نے کہا داری للہ صبر کیجیے کہا ناگن مین لاکھ دل کو سمجھاتی ہون تپش قلب دمبدم زیادہ پاتی ہون دامن صبر کا دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل بدعست سنگ عشق سے ٹوٹ گیا لاکھ چاہتی ہون صبر کرون مگر سوزش قلب سے مجبور و ناچار ہون مبادم آتش عشق شعلہ ور ہی پھنکی جاتی ہون دیکھ پنڈا پھیکا ہی کلیجہ جل رہا ہی تونے وہ کلام کیا تیر دلدوز بنکر کلیجہ پر پڑا تو وہ دل نشانہ ہوا الفت کا اس ظالم کی بہانہ ہوا مین تو اس رسم و راہ سے آگاہ نہ تھی اپنے حسن پر آپ فریفتہ رہی کسی کی چاہ نہ تھی اے وزیرزادی ابتو یہ حال ہی دلبر غم و ملال ہی بموجب مضمون مسدس مومن

یہ رنگ زرد جو ہی اور اشک آتے ہین لال بیان کرتے ہوے جی سکتے ہی یہ احوال	یہ سب وبال عرض جی کے لگنے کا ہی وبال خدا کے واسطے یارو نہ پوچھو انکا حال

دل فریفتہ دروے قاتلے دارم

ز دست دل بغدابم عجب دلے دارم

تڑپتے گذرے ہی ہر روز جاگتے ہر شب
کسی سے کہہ بھی تو سکتا نہین یہ کیا ہی غضب
یہ کیسی بنگئی مجھپر یہ کیا ہوا یارب
کہ سب عذاب یہ دلکے سبب ہین دلکے سبب

دلِ فریفتہ وروے قاتلے دارم
ز دست دل بغدابم عجب دلے دارم

نہ شکوہ فلک و بخت نارسا ہی مجھے
غرض کسی سے نہ شکوہ نہ کچھ گلا ہی مجھے
نہ کچھ شکایت دلدار بیوفا ہی مجھے
اگر گلا بھی ہی تو اپنے دل ہی کا ہی مجھے

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
ز دست دل بغدابم عجب دلے دارم

کہان تلک نفس سرد و آہ گرم بھرون
کہان تلک قلق و اضطراب سے ہین مرون
کہان تلک پئے تسکین جگر یہ ہاتھ دھرون
نہین ہی بس مین ذرا ایسے دلکو صدقے کرون

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
ز دست دل بغدابم عجب دلے دارم

یہ میرا حال جو ای یار دیکھتے ہو تباہ
ہین اشک چشم مین اور لب پہ نالۂ جانکاہ
کہ رنگ منہ کا ہی فق اور بکھری بکھری نگاہ
یہ سب ہین دلکے سبب مجھکو دل نے مارا آہ

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
ز دست دل بہ عذابم عجب دلے دارم

قلق مین رکھے ہی مجھکو ہمیشہ میرا دل
اگر ہوا بھی تھا تو جیسے اور سب کا دل
مرے تو سینہ مین ای کاشکے نہوتا دل
تجھے بھی دینا تھا یارب مجھی کو ایسا دل

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
ز دست دل بہ عذابم عجب دلے دارم

ملا جو مومن غمگین بحال زار سحر
تو کچھ بھی منہ سے نہ وہ دل گرفتہ بولا اگر
کہا یہ مین نے کہ کیا حال ہی بیان تو کر
پڑھا یہ شعر عظیم اُسنے ہاتھ دھر دل پر

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
ز دست دل بہ عذابم عجب دلے دارم

ان اشعار عشق انگیز محبت خیز کو پڑھکر بلک بلک کر روئی ناگن گھبرائی سوچی کہ اب آپ نصیحت سے یہ آتش ہرگز نہ بجھے گی نا واقف مذہب عشق دام مسلسل گیسوائے محبت مین پھنس گئی اب رہائی دشوار ہوئی پنجۂ عقاب محبت کی شکار ہوئی یہ باتین سوچکر چٹر چٹر چہرۂ زیبا کی بلائین لین ترقی حسن وجمال کی دعائین دین عرض کی واری ہم ہر حال مین آپ کے شریک ہین مگر مقدمۂ جانبازی ہی بسم اللہ مین دو رباغ کا بندوبست کرتی ہون آمد و رفت مین اپنے بیگانے کا خیال رہے جو گذرے گی وہ سہین گے ترک محبت طلسم کشا کو اب نہ کہینگے ملکہ خود ناگن کی بلائین لینے لگی کہا ای وزیرزادی مین تیری کنیز ہون ایسا انتظام کر کہ کسی طرح انکی جان بچ جائے جس طرح تم کہو گی وہی کرونگی ناگن نے ہاتھ تھام لیے کہا واری مین نگوڑی صدقے ہوئی اپنی کنیز خاص کی خوشامد نہ کیجیے مین اسی طرح حاضر ہون آپ کے حال نیک و بد کی ناظر ہون آنکھین ملکہ کی سوج گئین چہرہ تمتما یا ہوا پنجہ سنبھال کے اٹھی ناگن کا ہاتھ تھامے ہوے مگر ناگن کو پیچ و تاب دل بیتاب لیکن ملکہ نے وہ زہر اگلا کچھ بن نہ پڑا ملکہ لالان مون قبا کو لاکر پہلو سے اسد غازی مین جگہ دی اسد غازی نے جو دیکھا ملکہ کی آنکھین سوجی ہوئی گل عارض کھلائے ہوے رونے سے آنکھین لال اشک ٹپک پڑتے ہین ضبط کرتی ہی خوف مین اپنے باپ کے ٹھنڈی سانسین بھرتی ہی اسد نے اپنے دامن سے اشک پاک کرکے کہا ای شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی مین تمکو بہت متغیر پاتا ہون ہم سے مفصل حال بیان کرو ملکہ نے سر جھکا لیا وزیرزادی نے کہا کچھ آپس کی باتین تھین آپ کا ذکر نہین آپ آرام سے بیٹھیے شراب نوش فرمائیے یہ کہکر چند گلابیان پیش کین ملکہ نے جام مئے ارغوانی بھرکر کہا صاحب آپ مہمان عزیز ہین خاطر ہم پر واجب ہی دل آپ کی خوشنودی کا طالب ہی اسد نے ہاتھ رکھدیا ملکہ کا غصہ سے چہرہ سرخ ہوگیا کہا صاحب مین سمجھ بی حال سے بی مہ جبین صاحب کے باہر ہون عرصۂ دراز سے وہ آپ پر عاشق ہین انھون نے عہد و پیمان کرا لیا ہوگا قسم لی ہوگی کہ کسی کے ہاتھ سے شراب نہ پینا مین نے مہمان سمجھ کے آپ کی خاطر کی ہی مین عشق عاشقی کا نام نہین جانتی یہ کہکر سر جھکا لیا دل بھرا ہوا تھا آنسو ٹپک پڑے اسد غازی نے کہا ملکہ بخدا یہ بات نہین ہی جبتک کلمہ نہ پڑھو گی ہم کوئی شئے تمھارے ہاتھ کی نہ کھائین گے ناگن نے کہا ای شہریار انکے مذہب کو آپ کیا پوچھتے ہین یہ خداوند کی دختر بلند اختر ہین مرتبہ مین شاہان ہفت اقلیم سے بہتر ہین اسد نے کہا ای ملکہ عالم خدا کے بیٹی بیٹا جورو لڑکے بھی ہوتے ہین باپ تمھارا ساحر زبردست ہی بادۂ کبر و نخوت سے مست ہی بندگان خدا کو کھٹکتا ہی پروردگار وحدہ لا شریک ہی اعتقاد وحدانیت کرو ایسے دغاباز پر لعنت کرو وہ معبود یکتا رب دوسرا ہی

نظم

نہان گو کہ ہی پر وہ موجود ہی | رگ جان سے نزدیک معبود ہی
اگر اسکی قدرت کا ہو بند و بست | سلیمان کا لشکر کرے مور پست
یہ ہی اسکی قدرت کی ادنی سی بات | کہ اک کن سے پیدا ہوئی کائنات
کیا خاک سے خلق انسان کو | تو ناری بنایا پری جان کو
بھرے لعل و یاقوت سا بین سنگ | دکھائے یہ وحدت مین کثرت کے رنگ
مگر پھر وہ قادر ہی مختار ہی | وہ دیتا ہی جو جسکو درکار ہی

اس فصاحت و بلاغت سے ثنائے رب اکبر اسد نامور نے بیان کی کہ زنگ کفر آئینۂ قلب سے سب کے دور ہوا دیدۂ باطن روشن ہوے دل کو سرور ہوا ملکہ کلمۂ طیبہ پڑھکر مع کنیزون کے صدق دل سے مسلمان ہوئی مگر ناگن نے عرض کی حضور سوائے میرے ان مین کوئی ساحرہ نہین ہے مین دل سے مطیع الاسلام ہوئی اگر کلمہ پڑھونگی تو سحر فراموش ہو جائیگا شاید کسی وقت حضور کے کام آؤن دربار خداوندی مین صبح و شام جاؤنگی وہان کی خبر لاؤنگی یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی ساقیان گلرخسار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوے گائن کو حکم ہوا رقاصۂ ماہ طلعت حور پیکر گلعذار سمن بو خوش رو صاحب کرشمہ و ناز خوش آواز مصروف رقص ہوئی ساز ملے ہوے سُریلی آواز بتانے کا نیا انداز بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ شروع کی

غزل

ساغر پلا کے بیخبر دو جہان بنا
نکلا جو حرف منھ سے مرے داستان بنا
اُٹھا مرا غبار جو تعظیم یار کو
مجھ سے دہانِ یار بنا لامکان بنا
ہنسنے کا بس مرے وہین اطلاق ہوگیا
مقتل تمام معرکۂ امتحان بنا

اوپر سے فرش مین بھی جوان بنا
تھا کچھ تو جب بھی دیکھو تم کہ کچھ نہ تھا
ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا
سنبل و نہار گیسو و رخسار یار مین
جس جا کہین کسی کے قدم سے نشان بنا
بیکار تھی نہ خاک نہ دودِ جگر نسیم

اللہ رے درازی آغاز مدعا
گو کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا
وہ بے نشان تھا مین کہ رہا تک ہوا بنے
جی چاہتا ہے بیٹھ رہین اک جہان بنا
عشاق جانفروش کے دیکھو تو حوصلے
اُس سے زمین اٹھی ہے پر اک آسمان بنا

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا دو دو جام عاشق و معشوق نے پیے لال ڈورے نشیلی آنکھون مین آئے خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا اسد نے کہا ای ملکہ عالم چھوٹے نانا جان خواجہ عمرو نے لوح کی جستجو مین کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہین کیا مین بدنصیب تھا کہ لوح دستیاب نہوئی اور غصہ مین خواجہ سلامت نے ایسے کلمات طعن و تشنیع کہے کہ مین انکے ساتھ سے چلا آیا جوش مین جان دینے کے قریب دریا آکر بیٹھا تھا چاہتا تھا کہ دریا مین کود پڑون ڈوب مرون مگر نہین معلوم کہ خالق بحر و بر کو کیا منظور ہے کہ تم تک پہونچا کشتۂ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہوا مگر دل مین وہی خیال ہے کہ فضل سے پروردگار کے ذلیل نہونگا جستجو کرکے لوح طلسمی حاصل کرون انشاء اللہ بوقت سحر تلوار کھینچکر دربار مین داؤد جادو کے گھس جاؤنگا اس مردود کا تخت خدائی اُلٹ دونگا اپنا تو سر ہتھیلی پر رکھ چکا ہون موت کا مزہ چکھ چکا ہون اب موت زندگی ہے جان بچانے مین شرمندگی ہے ہمچشمون سے کیونکر آنکھ ملاؤنگا لشکر مین بڑے نانا کے کیا روے سیاہ لیکر جاؤنگا یہ سُنکر ملکہ عالم بے اختیار رونے لگی کہا اے شہریار بڑے بڑے شاہان عالی وقار ساحران غدار اسکو سجدہ کرتے ہین کل اہالیان طلسم ہوش رُبا اُسکی افسونگری سے ڈرتے ہین آپ کا اُسکے دربار مین جانے کا قصہ ہے سحر و ساحری مین آپ کو دخل نہین کوئی تحفۂ طلسمی اب تک ہم نہین پہونچا در دولت تک اُسکے جانا محال ہے آپکا بیجا خیال ہے وہ بڑا صاحب جاہ و جلال ہے جسکا ہمسر نا ممکن ہے پڑھا ہوا جن ہے مگر اسکی تدبیر کیجائیگی بوا ناگن دونون وقت دربار خداوندی مین جائینگی کسی

صورت سے لوح کا پتا لگائینگی جلدی نہ کیجیے دس پانچ دن یہان تشریف رکھیے اسد نے کہا ایک ایک دم زیر دم شمشیر ہے نصیحت کسی کی میرے واسطے تبر دتیر ہے کنیزون نے دیکھا کہ عاشق و معشوق مین باتین محبت کی گھاتین ہو رہی ہین رات زیادہ ہو چکی ملکہ انگڑائیان لے رہی ہے ہر کام کے حیلہ سے چمن محفل سے مثل طائر زمزمہ سرا اڑتی جاتی ہین صحبت گل و بلبل تخلیہ شمع و پروانہ رہگیا دونون شیدا یکدیگر مست مے محبت بادۂ خوار جام مودت جھومتے ہوے چھپر کھٹ پر آکے گرے آپس کے راز و نیاز باہم کلام سوز و گداز اسکو جوش محبت اسکو ولولہ وصلت اسکی زلفین عنبرین کو خوف سے پیچ و تاب مثل وصلی چسپان دل مین بھرے ہوے ارمان یہ ماہ طلعت وہ مہر صورت یہ شمع انجمن دلبری وہ پروانہ جمال حور و پری نشۂ شباب خمار شراب لپٹ کر دونون نے آرام کیا بوقت سحر کنیزان نامور سوکے سوتے اٹھین سب سے پہلے نرگس جاگی سنبل بل کرتی ہوئی اٹھی شمشاد بانکپن دکھاتی ہوئی آئی غنچہ دہن آتے ہی مسکرائی سمن دیاسمن اٹھلاتی ہوئی پہونچین قریب پردے کے آکر سب جمع ہوئین نرگس نے اشارہ کیا بو اغنچہ دہن کچھ شب کی کیفیت نہ معلوم ہوئی شاید کہا بدی آپسمین کھسر پھسر ہونے لگی ایک کہتی ہے زیادہ بات نہین ہوئی ورنہ آواز آہ واہ ضرور آتی دوسری بولی تو بھی بنفشی ہے تری ملکہ بھی نادان ہے اری اپنے دل کی محبت نہین نکالی کرلائی ہین اب صورت ہی اور ہے ہم لوگون سے آنکھ نہین ملاتی یہ باتین کر رہی تھین کہ اسد کے نماز پڑھنے کی آواز آئی ایک نے کہا اوئی بوا یہ مسلمان بے نہائے نماز بھی پڑھ لیتے ہین ایکنے کہا بوا کچھ عقل کام نہین کرتی سنا ہے مسلمانون مین طہارت کی بڑی احتیاط ہے رعب و داب ملکہ سے مردوا ڈر گیا ایکنے کہا دیکھو ابھی دریافت ہوا جاتا ہے حاضر حاضر ہوکے سب نوجوانین ہنستی مسکراتی اندر بارہ دری کے آئین دیکھا اسد غازی وظیفہ پڑھ رہے ہین ملکہ مسند پر مگر کرتی آب روان کی مسکی ہوئی چہرے پر سُرخی پاندان کھلا ہوا گلوریان بنا رہی ہین سبھون نے سلام کیا سوسن بڑی زبان دراز ہے عہدۂ مصاحبت سے سرفراز ہے بڑھکر عرض کی داری حمام تیار ہے ملکہ نے مسکرا کر کہا اُستانیو ہم تمھارے اشارے کنائے خوب سمجھتے ہین اے سوسن یہ لوگ پابند شریعت ہین اسی سے انکو انکے پروردگار نے سرفراز کیا ہے بدون عقد و نکاح امورات باطنی کی جانب توجہ نہین کرتے اپنے پیدا کرنے والے سے ڈرتے ہین مجھے بھی اسکا خیال تھا ملکہ مہ جبین الماس پوش عرصۂ دراز سے اینر مائل ہے سالہا سال انکے ساتھ گنبد نور مین رہی اصل تو یہ ہے کہ بڑی بڑی جفا سہی اب بعد قید سے چھوٹنے کے بھی ساتھ رہا وصل سے اب تک محروم ہے فرماتے ہین یا افراسیاب جادو مارا جائے یا مسلمان ہو قاضی نکاح پڑھے تب انکے یہان عورت مرد پر حلال ہوتی ہے ہر ایک کنیز نے اس مسئلہ کو سنکر وجد کیا کہا واہ ان مقدمات مین ربط و ضبط انھین کا کام ہے اسی وجہ سے ہفت اقلیم مین ان سب صاحبون کا نام ہے اسد غازی بعد فراغ نماز مسند پر آکر جلوہ فرما ہوئے ملکہ لالان خون قبا نے تاکن وزیرزادی کو حکم دیا کہ آج شب کو رقص دیکھنے کا سامان کرو تاکن نے کنیزون کو حکم دیا کنیزان کارگذار صاحبان ماہ رخسار آراستگی مین مصروف

ہوئین اسد غازی ملکہ لالان خون قبا کے ساتھ باغ مین مصروف عیش و نشاط ہین انکو تو ہین پر چھوڑو دو کلمہ
داستان پہونچنا خواجہ عمرو کا ملک داؤدیہ مین اور عیاری کرنا بشکل افراسیاب اور پہچانے جانا نجم درخشان
برج طراری آفتاب عالمتاب چرخ خنجر گذاری نہنگ بحر مکاری ہنر بردشت عیاری مہتر مہتران و بہتر بہتران
سرہنگ سرہنگان بلا نبی آدم مولا نائے معظم و مکرم جامع فضل و کرم دو مردہ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ عیار ذیوقار
خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کے بیان ہوتے ہین شعر عمرو تیز رو کا بتاؤن نشان * تراشندہ ریش جادوگران *
باغ سیماب سے جو اسد غازی کو طعن و تشنیع کر کے اپنے سے جدا کیا بعد چند ساعت کے غصہ اترا جیسے کوئی
سوتے سوتے اٹھتا ہی گھبرایا ہوا متردد متوحش دل سے کہتا ہی اے عمرو یہ تو نے کیا کیا نادانی کی اسد شیردل صاحب
غیرت شیر بیشہ جرأت پروردہ عہد نازو نعم معزز و مکرم اسکو ایسے کلمات مہملات کہے ایسا نہو غیرت مین اپنی جان
دیدے لوح کے مقدمہ مین وہ بیچارہ کیا کرتا سحر سے افراسیاب کے ناچار ہوا جہانتک مقام جرأت تھا
ملازمان سیماب سے خوب لڑا مین نے یہ کیا غضب کیا اسکی جان کا خواہان ہوا ہائے وہ ماہ طلعت صاحبقرانی
میری آنکھون سے نہان ہوا اسقدر زخمی تھا کہ تمام بدن پرزے پرزے اڑ گیا نیزہ و تیر و شمشیر کے زخم کھائے ہائے
تیری عقل پر کیا پتھر پڑے کہ پارۂ جگر کے ساتھ یہ سنگدلی کی چہار جانب دوڑا اسد کو ڈھونڈھا اس خیال سے کہ اگر
اُس شیر کو پاؤن عذر کرون جب اسد شیردل نہ ملا مجبور و ناچار صورت ایک ساحر کی بنکر ایک جانب چلا دور سے
ایک قریہ نظر آیا سوچا کہ اس قریہ مین چلیئے دو چار کوڑی کا روزگار کرین یہ بھی دریافت ہو کہ کس ملک کی یہ
سرحد ہی لشکر تہرخ کتنی دور ہی آخر رنگ روغن عیاری کا لگا کر اگھوری کی شکل بنکر تیار ہوئے ایک کھوپڑی
کسی کی اٹھالی اسمین کھلی بھر لی ایک ہاتھ مین بوتل شراب کی دھوتی کھلی ہوئی اوکتے دانکتے بازار مین آئے
جسکی دوکان پر جاتے ہین وہ رام رام کہکے پیسہ پھینک دیتا ہی خوب رقم تحصیلی ایک مقام پر بیٹھ گئے لوگون سے
پوچھا یہ قریہ کس شہر سے متعلق ہی ایک نے جواب دیا یہان سے بارہ کوس پر شہر داؤدیہ خداوند داؤد کا تختگاہ
سامری پرستون کی پشت پناہ تخت خدائی پر جلوہ فرما ہین اور بڑے بڑے شاہان ذی وقار برائے زیارت آتے ہین
سجدہ کر کے شرف کورنش پاتے ہین سال مین دو چار مرتبہ افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا بھی حاضر ہوتا
ہی کتاب سامری کو قدرت درست کر دیتے ہین وہ کتاب مثل جام جہان نما ہی تمام عالم کا حال گھر بیٹھے معلوم ہوتا ہی یہ
سنکر عمرو بن امیہ ضمری بیرون قریہ آیا درہ کوہ مین آکر ٹھہرا غواص عقل کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا بعد
عرصۂ دراز گوہر مراد ہاتھ آیا لیکن اسد غازی کی غربت یاد کر کے وہ بہت رویا آخر دل مین ٹھانی کہ اے عمرو حیلہ کر
اپنی جان دیدیا خداوند داؤد کو گرفتار کروا کر تماشائے ساحر جلیل دام مکر مین پھنسے کیا عجب ہی کہ اس ذریعہ سے لوح طلسمی
بھی ہاتھ آئے یہ سوچ کر جس عیاری کو پسند کیا اُس صورت پر طرف شہر داؤدیہ کے روانہ ہوا ناظرین پر ظاہر ہو جائیگا

جس صورت سے عمرو اپنے کو پاس داؤد جادو کے پہونچائیگا اب دو کلمہ داستان ذکر ملک داؤد و کیفیت
داؤد جادو بیان ہوتے ہین داؤد ایسا ساحر زبردست ہی کہ سامنے اُسکی افسونگری کے رتبہ سامری و جمشید
پست ہی یہ کیفیت تمام شہر داؤدیہ مین خدائی کرتا ہی یکتائی کا دم بھرتا ہی شہر آباد رعایا دلشاد ملک زر ریز
زمین حسن خیز آب و ہوا معتدل جب دارالامارۃ شاہی مین آکر تخت خدائی پر جلوہ افروز ہوتا ہی ساحران غدار
و شاہان عالی وقار حاضر ہو کر شجر اپنا جانکر سجدہ کرتے ہین لاکھون روپیہ بطور پیشکش لاتے ہین فوجین لاانتہا
سحر و ساحری مین یکتا اور ناف شہر مین ایک گنبد ہی اُسکا گنبد سامری نام رکھا ہی زیر گنبد ایک حوض کلان
آب صاف و شفاف سے معمور فوارے ہزار کے چڑھے ہوئے ہر وقت ساون بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہی
و دیواریں سیمین و نقرئی پہلوے گنبد سے تا بسر حد حوض درست کرائین ہین اُن دونون دیوارون پر تپلیان
سونے چاندی کی ہزار در ہزار قطار باندھے باوب تمام استادہ رہتی ہین بوقت سحر داؤد جادو بصورت اصلی
گنبد سامری مین یکہ و تنہا آکر بیٹھتا ہی اُن سونے چاندی کی تپلیون سے باتین کیا کرتا ہی وہ تپلیان خبر آئندہ و
گذشتہ داؤد جادو سے بیان کرتی ہین خصوص صبح کو اُس گنبد مین بیٹھکر تپلیون سے حالات طلسم وغیر طلسم پوچھا کرتا
ہی تمام اہالیان شہر بخوبی جانتے ہین کہ صبح کو خداوند گنبد سامری مین جلوس فرماتے ہین ہزار در ہزار لوگ برائے
زیارت زیر گنبد آتے ہین گھنٹ و ناقوس بجنے کا شور ٹھہرے ٹھہرے برہمن تہمبری دھوتیان باندھے ہوئے پوتھیان
ہاتھ مین بوجہ پاٹ مین مصروف رہتے ہین تا بر آمد ہونے نیر اعظم داؤد اسی گنبد مین موجود رہتا ہی کبھی تپلیون
کو آواز دی ای کنیزان سامری کچھ حال طلسم ہوش رُبا بیان کرو ایک اُنمین سے مسکرائی دوسری ہنسی تیسری
بول اُٹھی یا خداوند طلسم ہوش رُبا مین بڑا غدر ہی آپ کے بندے لاکھون مارے گئے زوال دولت افراسیاب
قریب ہی غرور اُسکا بڑھتا جاتا ہی عیش و عشرت کا پابند حال رعایا سے بیفکر اتفاق سے اسوقت داؤد
جادو اُن تپلیون سے حال باغ سیماب دریافت کر رہا ہی تپلیان بفصاحت بیان کر رہی ہین داؤد
بگوش ہوش سن رہا ہی سر دھن رہا ہی زیر گنبد ہزارہا آدمی جمع ہی اس کرامت پر قدرت کی ہر ایک مبہوت دہن پر
مہر سکوت آپسمین کہتے ہین قدرت خداوندی ظاہر ہی سوا قدرت کے اس بھید سے کون ماہر ہی سونے چاندی کی تپلیان
کیا باتین بناتی ہین ہزارون کوس کا حال بتاتی ہین طرز کلام تپلیون کا یہ ہی جب داؤد کسی بات کو پوچھتا ہی یعنی ای
کنیزان سامری کچھ حال بیابان گلہ زر بیان کرو ہمارا بندۂ خاص ملک جہاندار شاہ عرصہ سے خدمت ما بدولت
مین نہین آیا صاف بتا دو اُسپر کیا گذری ایک نے کہا عرض کرون دوسری بولی صاحب صاف بتاؤن تیسری یا تعجب
تھی قہقہہ مار کر ہنسی چوتھی نے بیان کرنا شروع کیا یا خداوند آج وہ بندۂ خاص آپکا سامان لشکر کشی مین مصروف
ہی جبسے اُسکا سپہ سالار صاحب جرأت یعنی معمار قدرت شریک مسلمانان ہوا ملک جہاندار شاہ کو بڑا قلق ہی اسوجہ

سے سامان لشکر کشی کر رہا ہی قصد ہی جا کر مہرخ و بہار کو مارون معمار کو سزا دون ایک نے کہا ہُوا انجام کا تو
حال کہو اب معمار قدرت مسلمانون سے جدا نہو گا آجکل قلعہ بے نظیر تیار کر رہا ہی اگر وہ قلعہ بنگیا اُسکا فتح ہونا دشوار
ہی قلعہ بنانے مین اُستاد ہی یہ سحر اُسکو مدت سے یاد ہی بڑا سردار ہی اسی وجہ سے نام اسکا معمار ہی داؤد گوش ہوش
سے سن رہا ہی کبھی جا کر تخت پر بیٹھتا ہی کبھی کھڑا ہو کر زیر گنبد نگاہ ڈالتا ہی اہالیان شہر داد مین مانگ رہے ہین کوئی
کہتا ہی یا خداوند اولاد نہین ہوتی کوئی کہتا ہی بیٹی ماندی ہی ایک ایک کو داؤد تسکین دیتا جاتا ہی کبھی کمال خدائی
دکھاتا ہی کچھ بڑبڑا کر سحر کر دیا رعد گرجا برق چمکی کبھی برف کبھی آگ لگ گئی کوتوال شہر کسی وزد یا خونی کو گرفتار کر کے
لایا حال بیان کیا داؤد ہنسا برق تڑپ کر اُس گنہگار پر گری کشت حیات گنہگار جلکر خاک ہوئی عدل و انصاف کے
شہرے خدائی کے ڈنکے بج رہے ہین عجائب و غرائب افسونگری کے دکھا رہا ہی جنکو بندہ قرار دیا ہی وہ وجد مین ہین پکار
رہے ہین یا خداوند تیرے صدقے تیری عدالت و انصاف کے نثار تو خاصہ خلاصہ دودمان سامری ہی تیرے
رگ و ریشہ مین کرامت بھری ہی پونے دوسو خداوند بھی تیرے بندے تھے تو نے انکو بنایا جب سرکشی کی مٹا دیا اب دنیا
مین جاگتی جوت کے دو خداوند ہین ایک زرد شاہ باختری جو اپنے بندون کے ہاتھ سے بھاگتا پھرتا ہی
اُسکی خدائی کا بھی حال کھل گیا اگر خداوند ہوتا بندون کے ہاتھ سے شکست نہ کھاتا غصہ کر کے اُنکو مٹاتا تیری
کرامات ظاہر ہی تیری بزرگی سے کون نہین ماہر ہی مشکل مین تو امداد کرتا ہی ہر بندہ تیرا نام لیکر فریاد کرتا ہی
دلون مین تیری یاد لب پر تیرا نام تو خداوند عالی مقام ہی بندے تیرے افراسیاب و کوکب روشن ضمیر
و ملک جہاندار شاہ و تنزلزل بن ازلال مقبول تیری بارگاہ کے اُن سے کون ہمسری کرے دل تیرے
تیرے مطیع مرتبے اُنکے رفیع طلسمات بنا کر ان سب کو حاکم کیا کسی کو وزیر کسی کو ناظم کیا کس لطف سے دنیا کو آباد
کیا ہر بندے کو اپنے شاد کیا اتنا بڑا املاک داؤدیہ گدا کی صدا کا یہان نام نہین غربت و فاقہ کشی سے
کسی کو کام نہین ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ داؤد یہ باتین سُنکر مغرور تاج خدائی سر پر لباس فاخرہ در بر ہنس ہنس کر
سب کو جواب دے رہا ہی تمام اہالیان شہر کی نگاہین باشتیاق گنبد سامری پر جمال کو داؤد کے دیکھ رہی
ہین یکایک آسمان پر سناٹا ہوا سب نے سر طرف آسمان کے اُٹھا کر دیکھا شہنشاہ طلسم ہوش رُبا
افراسیاب جادو ایک تخت پر سوار تاج شہنشاہی بر سر چار قبہ شہنشاہی در بر موتیون کے مالے کنٹھے
یاقوت احمر کے گلے مین بڑے کر و فر سے تخت اُڑاتا ہوا آتا ہی سب کی نگاہ تخت افراسیاب پر پڑی
داؤد جادو نے بھی دیکھا کہ افراسیاب جادو بڑے کر و فر سے تخت اُڑاتا ہوا آتا ہی یا شاہنشاہ کا
ہنگامہ ہوا داؤد جادو نے کہا ہمارا بندہ خاص الخاص آتا ہی یا تو تخت مثل ستارہ سحری کے بلند تھا یا مائل بہ پستی ہوا
ناظرین پر یہ ضرور واضح رہے کہ حقیر نے تحریر کیا کہ جس گنبد مین داؤد جادو کھڑا ہو وہ دیوارین سونے و چاندی کی گنبد

کے پہلو مین آراستہ ہین اُنپر سونے چاندی کی پتلیان کھڑی ہین مثل طفلان حسین داؤد سے باتین کررہی ہین جیسے ہی
تخت افراسیاب جادو آسمان سے نمایان ہوا ایک پتلی مسکرائی دوسری ہنسی تیسری نے کہا بوا کیا ہنسین چوتھی
نے کہا بوا کیا بتائین پانچوین نے جواب دیا کسی کا حال کہین اپنے کو دراندازِ بتائین چھٹی بولی ہم قدرت کے
نگہبان ہین ساتوین ٹھٹھا مارکر ہنسی اور کہا سامری جمشید کے ہمپر احسان ہین آٹھوین نے کہا بوا مین پہیلی کہنا نہین
جانتی جو بات ہوگی صاف کہدونگی میری بلا پوش چھپائے نوین بولی کون باتین بنائیے اس عرصہ مین تخت
افراسیاب جادو قریب دیوارون کے آپہونچا داؤد سے آنکھ ملی افراسیاب نے سر واسطے سجدے کے
جھکایا برائے تسلیم ہاتھ اُٹھایا داؤد نے آواز دی ای بندۂ خاص الخاص وای طاعت گزار با اخلاص ای شہنشاہ
با حیا ای آفتاب عالمتاب طلسم ہوش رُبا ہم عرصۂ دراز سے تمھارے مشتاق تھے تخت جیسے ہی سرحد مین دیوارون
کی آیا دسوین پتلی کہ جس پر اختتام کلام ہوا تھا مغرور خاموش کھڑی تھی بس اُسنے قہقہہ مارا آواز دی ای کنیزان سامری
ہوشیار ہو جاؤ بڑا غضب ہوا ہماری روح پر صدمہ ہی کوئی بلیچھ آتا ہی خود بخود دل گھبراتا ہی سب پتلیان
چائون چائون کرنے لگین غل مچایا خداوند داؤد آج کیا ستم ہی دل پر ہم سب کے ہجوم لشکر غم والم ہی اب وہ
تخت درمیان مین دیوارون کے پہونچ چکا جب پتلیون نے غل مچایا اور بلند ہو کر اپنا عکس تخت اور صاحب
تخت پر ڈالا اب جو داؤد نے نگاہ اُٹھائی دیکھا افراسیاب کیسا ایک شخص عجیب الخلقت تاریل سا سر
کلچھ سے گال مثل مردار یہ دندان خوشنما زیرہ سی آنکھین مثل جگنو کے چمکتی ہوئی طباق سا پیٹ تاگا سی گردن
مثل رسی کے ہاتھ پائون چھ گز کا دھڑ تلے کا تین گز کا اوپر کا مندلا تو گز کا پیادہ قیامت کا پرکالا مگر پیادۂ شطرنج
کا جو بڑھکر بادشاہ کو مارتا ہی داؤد کے ہوش اُڑ گئے پتلیون نے آواز دی یا خداوند عمرو آیا عمرو آیا ایک بونی
نگوڑے نے غضب کیا سامنے قدرت کے یہ گستاخی واضح رائے ناظرین ہو کہ عمرو بن امیہ ضمری افراسیاب
کی شکل بنکر چونکہ جان سے اپنی بیزار تھا تخت زبرجدی پر سوار اُڑتا ہوا آکر پہونچا یہ نہ سمجھا کہ سایہ مین دیوارون
کے رنگ و روغن عیاری کا اُتر جائیگا اب جو یہ کیفیت ہم پہونچی داؤد نے بھی دیکھا تخت پر سوار ہی سینہ سپر کیے ہوئے
آتا ہی عمرو نے جھک کر حوض مین دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا داؤد نے ہاتھ اُٹھایا کہ سحر کرون عمرو تخت اُڑا کر نہ
بھاگ سکا تخت زبرجدی اُسی مقام پر چھوڑا تخت سے کود پڑا گرتے گرتے ایک حقہ آتش بازی کا داغ دیا کتنون
کے مُنھ جلے کچھ مُنھ کے بل زمین پر گرے دامن و گریبان جلنے لگے بچیاؤن کی چشم سے شعلے نکلنے لگے لینا لینا کا ہلڑ ہوا
داؤد گنبد سے دیکھ رہا ہی عمرو مثل برق جہندہ کے زمین پر گرا غول مین جادوگرون کے قیامت برپا کرتا ہوا
جاتا ہی کسی پر کمند لگائی کسی کے مُنھ پر حباب بیہوشی مارا کبھی حقہ آتشبازی داغ دیا زبان ہلاتا ہاتھ اُٹھاتا ساحرت
کو مشکل ہوا ہر چند چاہتے ہین گرفتار کرین مگر برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے کبھی ظاہر کبھی غائب کبھی لوٹ مارکے

پالٹ کا ہاتھ مارا چار چار کے پاؤن اڑا دیے پھر جست کرکے نکل گیا جس ساحر نے منہ کھولا عمرو نے تاک کے تیر مارا
گدی کو توڑ کر پار گذر گیا ہزار ہا جادوگر پامال ہوئے داؤد گنبد سے دیکھ رہا ہی ہوش اڑ گئے خدائی کرنا بھولا
لینا لینا کہہ رہا ہی پتلیان قہقہے مار رہی ہین کہتی ہین کیون خداوند آپ نے کیسا بندۂ گستاخ پیدا کیا ہی آپ کے
بندون کو مارے ڈالتا ہی جلد تدبیر کیجیے اس بندہ بے ادب کو سنگ سیاہ بنا دیجیے داؤد غصہ مین جواب دیتا
ہی تمھین ہماری مشیت مین کیا دخل ہی تم آگاہ ہو کہ کون کون قتل ہو رہا ہی جو دل سے یاد نہین کرتے اعتقاد مین
خام ہین بد انجام ہین یہ بندہ بے ادب ہمنے بنایا ہی جلاد ساحران اسکو لقب دیا ہی اسکا آقا حمزہ صاحبقران
سپہ سالار قدرت ہی لقا ہماری ہمسری کرتا ہی اسکی بربادی کے لیے اس صاحب جاہ و جلال کو پیدا کیا ہی
اس طرار مکار غدار کو اسکا عیار بنایا خبردار خاموش رہو بیہودہ نہ بکو اس عرصہ مین عمرو ولڑ بھڑ کر نکل گیا گلیم
عیاری اوڑھ کر مخفی ہوا رعایا مین شور گریہ و زاری بلند ہوا کوئی کہتا ہی بیٹا مارا گیا کوئی کہتا ہی فرزند قتل ہوا
کوئی کہتا ہی بازو ٹوٹا برابر کا بھائی چھوٹا یا خداوندان سب کو جلا دیجیے کرامت دکھلائیے کبھی ملک داؤد
مین آفت برپا ہوئی تھی اپنے اپنے گھرون مین پاؤن پھیلا کر سوتے تھے یون نصیبون کو نہ روتے تھے یہ غریو سنکر
داؤد جادو جھلایا حکم دیا یہ سب بے ادب ہین مورد قہر و غضب ہین سامنے سے ہٹاؤ ہرگز مردون کو زندہ
نہ کرینگے اپنی اپنی جان کی خیر مناؤ سب کو سنگ سیاہ بنا دونگا ابھی سزا دونگا قہر و غضب سے قدرت کے نہین
ڈرتے ہو سب روتے پیٹتے اپنے اپنے گھرون کو آئے شہر داؤدیہ مین گھر گھر یہی ہنگامہ عمرو کیا بلا کا عیار ہی قدرت
کے سامنے آیا لاکھون کو مار کے نکل گیا کوئی کچھ نہ کر سکا اب دیکھیے کیا ہوتا ہی اس ملک مین بھی اس ظالم کا قدم
آیا بعض کہتے ہین اب خرابی در پیش ہی ہم لوگون کو برا پس و پیش ہی سامنے قدرت کے آیا قدرت نے کچھ نہ کیا اب کیا
ہوتا ہی ساحرون کے واسطے سراسر خرابی ہی تمام شہر مین یہی ذکر ہی ہر ایک کو اپنی جان کی فکر ہی مگر داؤد جادو
غصہ مین گنبد سے اترا تخت زبرجدی کو ہوا سے اتارا اب جو اس تخت کو دیکھا حکمایان اشراقین نے علوم حکمت
سے اسکو بنایا ہی ایک تختی اسمین نصب ہی اسمین کل کیفیت مرقوم ہی جو اسپر سوار ہو اگر بلند ہو تو یہ صورت ہی ٹھہرانے
کی یہ کیفیت ہی داؤد جادو کے ہوش اڑ گئے تخت کو اٹھوا کر ساتھ لیا دار الامارۃ شاہی مین آیا وزرا امرا حاضر
ہوئے تخت سلطنت پر داؤد متمکن ہی مگر قلب پر صدمۂ عظیم شہر داؤدیہ مین کبھی ایسا اتفاق نہ ہوا تھا خاموش
بیٹھا ہی مگر خواجہ عمرو جو شہر داؤدیہ سے بھاگے جنگل مین آکر ایک مقام پر بیٹھے دیکھا آگے آگے ایک ساحر
پشت پر چالیس ساحر توڑے روپیون کے کاندھون پر رکھے ہوئے چلے آتے ہین عمرو نے جو چالیس توڑے
دیکھے منھ مین پانی بھر آیا بتعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک برہمن کی صورت بنے گاڑھے کی
دھوتی دھوتر کا انگوچھا سر منڈا ہوا لنبی چٹیا ایک سنجتہ کنوین پر ڈول لوہے کا برنجی لٹیا لیکر بیٹھا پکارتا

شروع کیا جل ٹھنڈھا پیتے جاؤ اس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہا برہمن دیوتا جل پلاؤ مزدور بھی ٹھہر گئے توڑے سب کنوین پر رکھدیے خواجہ عمرو نے پہلے اس ساحر کو پانی پلایا اُسی موج مین مزدورون نے بھی پانی پیا آبرو ریزی کا نہ خیال کیا پانی پیتے ہی بناہ پانی مشکل ہوئی موجۂ آب سانپ کی لہر تھا پانی پینا قہر تھا پانی پیتے ہی لڑکھڑائے رام رام کہکے گرے بیہوش ہوے خواجہ عمرو کنوین سے اُترے چالیسون توڑے اُٹھا کر نذر زنبیل کیے واداجان لیجیے اور بیٹھکر اس ساحر کے بھی کپڑے اُتار لیے داڑھی موچھین مونڈین موچھ مین ایک بال رہنے دیا ایک کاغذ لکھا مضمون اسکا یہ تھا کہ او داود جادو منتم مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار پیک طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار آگاہ ہو کہ قدم ہمارا تیری سرحد مین آیا تخت زبرجدی ہمارا بہت احتیاط سے رکھنا ایک نگینہ بھی اگر گم ہو گیا نقد جان پر تمھارے بنے گی بہتر یہ ہی کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر آکر حاضر ہو مذہب اسلام قبول کر دیکتائی کا دعوی مناسب نہین ہی پروردگار برحق کارساز مطلق ربّ الکبر بانی بنائے زمین و آسمان پیدا کنندہ انس و جان رحیم و کریم سمیع و علیم ارحم الراحمین مالک یوم الدین ہمارا خدا ہی بے مثل و یکتا اپنے کو خدا کہواتا ہی پیدا کرنے والے سے نہین شرماتا ہی لیجیے اگر گھسکر نہ مارا تو نام اپنا خواجہ عمرو نہ رکھا یہ کلام کرکے خواجہ عمرو نامدار او صحرا مین جا بیٹھے بعد عرصۂ دراز اس ساحر نے چشم باز کی اپنے کو ننگا پایا ساتھ والون کو بیہوش دیکھا روپیہ ندارد اُٹھتے ہی سر پیٹنے لگا مزدورون کو ساتھ لیکے روتا پیٹتا شہر داؤدیہ مین آیا یہان خداوند داؤد ستانے مین بیٹھے تھے کہ دوہائی کی آواز آئی داؤد نے سر اُٹھایا پوچھا کیا ہی لوگون نے کہا ایک فریادی آیا ہی داؤد نے اندر بلوایا دیکھا ایک ساحر ملول رنجور موچھین داڑھی منڈی ہوئین ایک سخرقی باندھے ہوے ہی پوچھا ارے کیا ہوا ساحر نے تمام حال بیان کیا کہا حضور ایک برہمن سے پانی پیا ہم سب سو گئے پھر جو ہوشیار ہوئے نہ روپیہ پایا نہ پانی پلانے والا ہاتھ آیا یہ کاغذ ہماری موچھ کے بال مین بندھا تھا خداوند داؤد نے وزیرون سے کہا پڑھوا جو وہ پرچہ پڑھا گیا کمال یہ داؤد کے حرف آگیا گھبرا گیا کہا یہ کیا ماجرا ہی انشا غلط املا غلط یہ سوچ کے سر جھکا لیا اُس ساحر کو خزانہ سے چالیس ہزار روپے دلوائے اس خیال سے کہ خدائی مین فرق نہ آئے کہا اسٹھو جی روپیہ لیجاؤ مگر ہوشیار رہنا ظاہر مین اس سے کہدیا یہ کارخانے قدرت کے قدرت کی ذات پر موقوف ہین اسمین دخل دینے والے بیوقوف ہین جب وہ ساحر مہاجن جا چکا خداوند داؤد نے پکار کر کہا اے یارو خواجہ عمرو نے اس مہاجن کو لوٹ لیا صحرائے داؤدیہ مین موجود ہی جلد ساحران غدار جائین ساربان زادے کو جلد گرفتار کرکے لائین ہزارہا ساحر برائے گرفتاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار چلا شہر مین ہنگامہ ہوا لو صاحبو آج ایک مہاجن لوٹا گیا خواجہ عمرو نے داڑھی موچھین مونڈ ڈالین روپیہ لے لیا کچھ خداوند کو

لکھکر بھیجدیا خداوند خاموش ہین قضائے کار ناگن وزیرزادی ملکہ لالان خون قبا کی خیرخواہ عاشق زار دونون وقت واسطے خبر کے دربار مین آتی ہی حالات جاکر ملکہ لالان خون قبا کو سناتی ہی یہان آج وقت شب ملکہ نے چاندنی دیکھنے کا سامان کیا مسند پر اسد غازی نامدار کنیزین جوڑے بھاری پہنے ہوے محفل مین گلدستے چوگھرے چنگیر عطردان پاندان گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی فلک پر ماہ تابان محفل مین ملکہ ایسی مہر درخشان مصاحبین بجائے ثوابت وسیارگان مگر بوستان پر بھی جوبن تھا نظم

مگر بوستان پر تھے جوبن ہزار

وہ جوبڑ کی نہرین چمن کی بہار	جسے دیکھکر کم ہو رنج و محن	وہ تھے سرو شمشاد زیب چمن	کسی جا ہوا سے شجر باردار
زمین پس اٹھ اٹھکے ہون بار بار	شگوفون کی بو موسر و تنکی چھاؤن	پرندے بھی ہون ہر طرف باتون بانون	لگا ایک تختہ مین یون لالہ زار
دل عاشقان جیسے ہو داغدار	کہ غنچون کے سن سن کے وہ قہقہے	ہزارون کرین بلبلین چہچہے	ادھر کمسنین عورتین مثل حور
پرے باندھے ہنستی پھرین دردکے	مصاحب کوئی آسمین کوئی خواص	مگر اپنے عالم مین سب خاص خاص	تکلف کی پہنے تھی پوشاک وہ

جگت باز چالاک بیباک وہ

ملکہ لالان خون قبا زیب جسم گلنار جوڑا ساتھے مین ڈھلا ہوا سراپا دل مین جوش محبت اسد نامدار مختصر جلسہ پریون کا اکھاڑا اسد شیر دل بصد صولت و شوکت پہلو مین ملکہ کے جلوہ فرما کہ ناگن وزیرزادی ہانپتی ہوئی سامنے ملکہ لالان خون قبا کے آئی واسطے تسلیم کے خم ہوئی ملکہ نے پوچھا کیون بوا ناگن خیر تو ہی آج کیا کچھ پڑا پایا کچھ زہر گلو پیچ وتاب کھکر ناگن وزیرزادی نے کہا اے شہریار آپ کے سننے کی بات ہی جسدن سے حضور تشریف لائے آٹھ پہر یہی خیال ہی ایسا ہو کہ افشائے راز ہو جائے داؤد جادو سن پائے خدانخواستہ کوئی بلا نازل ہو دونون وقت دربار خداوندی مین جاتی ہون کسی فکر مین کوئی غمازی نہ کرے آج نیا معرکہ درپیش ہوا صبح کو خداوند گنبد سامری مین بیٹھے تھے آپ کے نانا جان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بصد کروفر بصورت افراسیاب تخت پر سوا تخت ہوا پر اڑتے ہوے آئے راز سے یہان کے واقف نہ تھے سونے چاندی کی پتلیان بول اٹھین عمرو آیا عمرو آیا رنگ روغن بھی چہرے کا خواجہ عمرو کے اڑ گیا داؤد نے چاہا پکڑلون تخت سے کودے ہزارون جادوگرون کو مار کر نکل گئے تخت انکا رہگیا خداوند دارالامارۃ مین جاکر بیٹھے وقت آخر ایک مہاجن کے چالیس ہزار روپیہ خواجہ عمرو نامدار نے لوٹ لیے مہاجن کی داڑھی مونچھین مونڈ ڈالین ایک کاغذ لکھا ہوا خواجہ عمرو نامدار کے ہاتھ کا لیکر دربار خداوندی مین آیا اس کاغذ کو پڑھکر رنگ روے خداوند داؤد متغیر ہو گیا مگر ہزارون ساحر برائے تلاش خواجہ گئے ہین خدا انکی جان دشمنون سے بچائے اے شہریار اگر آپ حکم دین تو مین خواجہ عمرو کو تلاش کرون یہان باغ مین بلالاؤن مگر انکا ملنا دشوار ہی آپ کچھ شناخت بتائین تو کنیز فوراً جائے اسد غازی یہ حال پر ملال سنکر بدحواس ہو گیا کہا او ملکہ تم نے سنا خدا انکو سلامت رکھے باغ سیماب مین مجھپر غصہ تو کیا مگر میری تلاش ہی لوح کی فکر مین یہان آ پہونچے اب میرا چھپنا مناسب نہین ہی بہتر یہ ہی کہ مین نکلون دربار مین داؤد کے

جاؤن یا تو اس بدبخت کا تخت الٹ دون یا لڑ بھڑ کے مرجاؤن خدانخواستہ آنکے دشمنون پر زوال آیا یا گرفتار ہوے
پھر مین منہ دکھانے کے لائق نہ رہونگا اب انکی محبت کیون ملکہ عالم پر ثابت ہوئی یہ لطف و کیفیت مجکو پرورش کیا
عزت و آبرو عطا فرمائی مین کیا سارے لشکر کے محسن ہین ہمارے نانا جان صاحب زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
انکے ساتھ کیا کیا کام کیے ہر ملک مین نام کیے یہ تخت زبرجدی جسکو اڑاتے ہوئے آئے تھے خوف جان سے چھوڑ کر
بھاگ گیے سلک زبرجد نگار مین اسکو پایا اسکا قصہ عجیب و غریب ہی عقل انسان دنگ ہو اگر دیکھے تو افلاطون
کا متغیر رنگ ہو دمامہ جادو نے واسطے زبرجد شاہ کے ایک قصر معلق بنایا تھا نہ زمین پر نہ آسمان پر کئی
ہزار گز کی بلندی قرار دے کر اس صاحب سحر و افسون نے قرار دیا تھا زبرجد شاہ شب کو اسی قصر مین جاکر رہتا
تھا ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو شب تیرہ و تار مین جنگ اڑا کر بر سر قصر معلق پہونچے تصریح اس داستان
حیرت بیان کی ایرج نامہ مین موجود ہی اگر مفصل لکھون اصل مطلب کو طول ہو ناظر و مشتاق ملول ہو اسد غازی
فرماتے ہین کہ ای شہنشاہ خوبان افسر محبوبان جب خواجہ عمرو مدار قصر معلق پر پہونچے زبرجد شاہ کو گرفتار کیا
اس تخت کے اوصاف سے آگاہ ہوے زبرجد شاہ کی شکل بنکر اسی تخت پر سوار ہوے خزانہ زبرجد شاہ کا
لوٹ لیا پھر چاہ الماس مین جاکر دمامہ جادو کو مارا تمام لشکر اسلام کو بچایا اگر عیاری ہاے خواجہ عمرو بیان
کرون سالہا سال گذر جائین عیاریان تمام نہون پس اگر انکے لیے نوع دگر ہوا از ہوش ربا تا کو عقیق شکست
حاصل ہوگی صرصر خ و بہار کا قدم نہ ٹھہر سکے گا ایک دن مین افراسیاب خاتمہ کر دیگا پس میرا نکلنا ضرور ہی
ملکہ لالان خون قبا بے اختیار رونے لگی کہا ای شہریار اس بات کو میرا دل کسی طرح قبول نہین کرتا کہ آپ
یکہ و تنہا در بار دادو مین جائین دشمن جا کر ساحرون مین پھنس جائین مین بیدست و پا کیا تدبیر کر سکتی ہون
اسد غازی نے کہا ملکہ بڑی مشکل ہی خواجہ عمرو کیا کیا کام کرینگے مین طلسم کشا قرار پایا ہون کد و کوشش ضرور ہی یہ
حال سنکر قلب ناصبور رہی زندگی میرے واسطے موت ہی لطف شادی و عیش دل سے فوت ہی آج تک جو کچھ کیا
خواجہ عمرو نے کیا مجھ سے کیا ہو سکا مرجانے مین نام ہی در پے ایذا فلک خود کام ہی اس حسرت سے اسد غازی
نے ان کلمات کو بیان کیا ملکہ کا کلیجہ پھٹ گیا کہا صاحب ہمارے حال دل سے تم نہین آگاہ ہو صاف یہ کیفیت
ہی شعر ہم نہین واقف کہ کیا الفت کی رسم و راہ ہی ٭ رحم لازم ہی کہ ظالم اپنی پہلی چاہ ہی ٭ یہ شعر پڑھکر
ٹھنڈی سانس بھری آنکھون سے آنسو نکلنے لگے چونکہ صاحب عفت و عصمت ہی اشعار بھی زیب النسا مخفی کے
یاد آئے رو رو کر پڑھنے لگی مسدس

بسر گوشہ رخسار قسم	بسر آن مہ دلدار قسم
بشہیدان محبت سوگند	بر اسیران مودت سوگند

رنجہ فرما قدم وشادم کن
از ہمہ رنج وغم آزادم کن

بصفاے برودوش توقسم
بہ صفاے گل نسرین سوگند

بحیا گیری ہوش توقسم
بہ سرساق بلورین سوگند

نگہے جانب ما باز بکن
شاہبازے سر پرواز بکن

بہ اسیر نظر یار قسم
با داے قدِ دلجو سوگند

بہ ضیاے مہ رخسار قسم
بہ نسیم سر گیسو سوگند

گوئی از لطف کہ من یار توام
بخدا خستہ و بیمار توام

بہ شکنج شکن یار قسم
بہ دلآویزیِ گیسو سوگند

بسر نافۂ تاتار قسم
بہ کج اندازی ابرو سوگند

ہردم از شوق وصالت ہردم
بہ تمناے دولعلت ہردم

بہ صفاے ملک العرش قسم
بخدا و بہ حقیقت سوگند

از سما تا بہ سر فرش قسم
بہ سر شمع نبوت سوگند

مدعا خاک رہ جانان است
نظر لطفِ پۓ درمان است

یہ اشعار پڑھکر بہت روئی کہا اے شہنشاہ اقلیم شجاعت اے ہژبر بیشۂ جرأت اگر سایۂ دامن دولت آپ ہمارے سر سے اُٹھاتے ہین یکہ وتنہا دربار مین اتنے بڑے جادوگر کے جاتے ہین ہماری مشکل آسان کرتے جائیے خنجر ابروے خمدار کو جنبش دیجیے یا دست زبردست سے اپنے تلوار لگائیے ہم کشاکش دنیوی سے چھوٹ جائین پھر آپ کو اختیار ہے اسد غازی نے سر ملکہ لالان خون قبا کا سینہ سے لگایا ٹھنڈی سانس بھرکر فرمایا اے ملکہ لالان خون قبا ہمارا حال زار قابل بیان نہین ہے ہمارے ماموں جان شاہزادۂ بدیع الزمان گرد لشکر شکن فرزند حمزۂ تیغ زن اس طلسم مین مدت سے قید ہین افراسیاب کے صید ہین ہم اُنکو چھڑانے کو آئے خود بلا مین پھنسے عرصۂ دراز تک قید رہے خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے مجھ ایسے اسیر دام سحر وافسونگری کو کس

زدر شور سے رہا کیا کیا عیاریان کیا کیا مکاریان کیا کیا جرات دکھائی ساحرون سے لڑے جان پر اپنی کھیلے یہان
بھی لڑتے بھڑتے آگئے جگر انکا غم سے پاش پاش ہی مجھ بدبخت کی تلاش ہی ای ملکہ عالم ای عاشق صادق وای یار موافق نظم

کیا کہون جی یہ کیا گذرتی ہی
یہ ستم کسکو آئے گا باور
ہی یقین یہ کہ خاک ہی مین ملے
آرزوئے وصال سیمین بر
دیکھو انصاف ہے کہ ظلم ہی ظلم
کہ نہو روئے التفات ادھر
نہ کوئی مایہ دار حسن اتنا
نہ کوئی مجھسا عاشق بے پر

اپنی حسرت کا کچھ علاج نہین
یار ہو بخت یا فلک یاور
نکلے ارمان کیا کہ نکلے ہیچ
نالہ ہائے شب و فغان سحر
تاب خسار تیرہ روزی سے
وہ اگر مہر ہی تو مین ہون قمر
عجب بلا مین مبتلا ہون نہ روئے رفتن نہ راہ ماندن

کیونکر جان دینے پر آمادہ نہون خواجہ عمرو نے اپنے کو میرے واسطے یہان تلک پہونچایا ہزارہا جادوگر انکی تلاش
مین گیا ہی ہر فرد بشر ڈھونڈھتا پھرتا ہی پس مین جا کر انکے شریک ہون یا لڑ بھڑ کر مر جاؤن اب گوشہ نشینی میرے
لیے بہتر نہین ہی ملکہ انصاف کو کام فرماؤ ایسے محسن کامل کے قدمون پر سر کاٹ کے رکھدینا مناسب ہی پھر انکی امداد
واجب ہی اتنے بڑے ملک کے قریب آئے نہ دوست نہ آشنا نہ مونس نہ ہمدم نہ غمگسار برق و ضرغام کو بیہوش کر کے
زنبیل مین ڈالکے لائے تھے صحرائے سیماب مین ایسا غصہ آیا انکو بھی اپنے ساتھ سے جدا کر دیا نہین معلوم اُن کمبختون پر
کیا گذری سب طرح کے مجکو خیال قلب پر ہجوم غم و ملال ہین بموجب رباعی مضمون زیب النسا مخفی رباعی

من زدل تنگ و دل زمن تنگ ست
صحبت ما چو شیشہ و سنگ است
مخفیا کے رسی بمنزل دوست
راہ تاریک و مرکبم لنگ است
فرد پروانہ نیستم کہ بیکدم عدم شوم
شمعم کہ جان گدازم و دم بر نیاورم

آجکی شب حکایت و شکایت مین بسر ہو رہی ہی کلمات حسرت انگیز اسد پر ملکہ بلک بلک کے رو رہی ہی ناگن
وزیرزادی ہر مرتبہ سمجھاتی ہی ملکہ عالم رنج و ملال کو دفع کیجیے دل کو تسکین دیجیے کبھی اسد نامدار کو اشارہ کرتی ہی
ای شہریار جو حضور کو منظور ہو وہ کیجیے گا زبان سے نہ فرمائیے کلمات تسکین سے اس سوختہ بخت کو سمجھائیے انھین باتون
مین رات قلیل باقی رہی مگر ناگن وزیرزادی دیکھتی ہی آج خود بخود گل رخسار ملکہ عالم کے مرجھائے ہوئے مین آنکھون
سے حسرت پیدا چہرے سے یاس ہویدا ہر چند کہ ناگن نے سمجھا کر عاشق و معشوق کو ایک ایک جام پلایا آب نصیحت
آتش شکایت و حکایت پر چھڑکا مگر ملکہ کی حسرت و یاس کو ترقی ہی بلا وجہ گھبرا رہی ہی کہ ناگن وزیرزادی نے
عرض کی حضور پشت و پہلو سے ہوشیار رہیے گا دروازہ بند رہے ایسا نہو کوئی دراندازی کرے میرے نزدیک تو بہتر
یہ ہی کہ اب صبح قریب ہی صحن باغ سے اُٹھکر بارہ دری مین جا بیٹھیے شاید صبح کے وقت کوئی جادوگر اڑتا ہوا آسمان پر
نکلے اس جلسہ عیش و نشاط کو دیکھ لے فساد برپا ہو راز افشا ہو پھر حضور جان پر بنے گی ہر وقت رنگ انقلاب
درپیش ہی ہر طرح کا پس و پیش ہی باغ عالم دمبدم رنگ بدلتا ہی کبھی بہار کبھی خزان گل کے پہلو مین خار ہمراہ
راحت رنج اور ایک نکتہ عرض کرون سماعت فرمائیے عشرت اور عسرت کی ایک صورت ہی بقول زیب النسا مخفی غزل

ابر بر رونق چمن گرید
گل بر ایام زیستن گرید
وصل شیرین نصیب خسرو شد
غم ہجران کوہکن گرید
سوخت پروانہ بر ہواے وصال
شمع بر صبح انجمن گرید
بسکہ غفلت ربود مردم را
چرخ بر حال مرد و زن گرید

دل ز دست فراق نالہ کند
دیدہ بر حال خویشتن گرید
رفت حسن گل و چمن برباد
سرو برباد و یاسمن گرید
روز این عمر کوتہ آخر شد
شب ز تاریکی وطن گرید
بیوفائی عمر ای مخفی
بر شگاف دل کفن گرید

حضور ہر وقت خیالِ انقلاب ہی دلکو کنیز کیے پیچ و تاب ہی خوب ملکہ کو سمجھا کر ناگن وزیرزادی طرف دربار داؤد جادو کے برائے خبر روانہ ہوئی یہان ستارہ سحری چمک چکا ہی ہنگامہ سحر برپا ہی طائر آشیانون سے پر کھولکر نکلے منقارین حمد الٰہی مین کھولین چہچہہ زن ہوئے قمری نے صدائے حق سرہ کی بلبل اڑکر پہلوے گل مین آئی ہر سمت آوازہ عیش و نشاط و سرور جام لالہ صہبائے شبنم سے معمور نسیم سحر مستانہ وار لڑکھڑاتی ہی مینا شجر سے سر ٹکراتی ہی نرگس شہلا نے برائے دیدار شاہدان چمن آنکھین کھولین سنبل نے موئے مشکین مین گرہ دی سوسن صفتِ باغبان قضا و قدر مین پھول اُٹھی سرو لب جو کی آئینہ آب روان مین خوشنمائی اپنے قد دلجو کو دیکھکر اکڑ رہا ہی دونون عاشق و معشوق مسند ناز پر جلوہ فرما شب کے جاگنے کا آنکھون مین خمار ملکہ نے کہا ای شہریار بارہ دری مین اُٹھ چلیے وہان چلکر بھیرویں سنیے ہماری وزیرزادی سمجھا گئی ہی ہماری خیرخواہ ہی کوئی بات اُسکی نصیحت سے خالی نہین ہی اسد غازی نے کہا ملکہ ذرا روشنی ہوجاے تو اُٹھکر چلین قضائے کار بہ قول ناگن وزیرزادی صبح کو اکثر ساحران غدار ملازمان داؤد جادو برائے سیر نکلتے ہین ایک ساحر موسوم بہ افلاک جادو مصاحب داؤد جادو اُڑا ہوا آسمان پر جاتا ہی طرف سے باغ ملکہ لالان خون قبا کے گذرا کان مین گانے کی آواز آئی طرف باغ ملکہ لالان خون قبا کے متوجہ ہوا نگاہ پڑی اسد نامدار و ملکہ لالان خون قبا کو ایک مسند پر دیکھا چونکہ اسد غازی مشہور طلسم کشا ہی تصویر اُسکی ہر ایک فرد بشر دیکھ چکا ہی نگاہ پڑتے ہی اسد نامدار کو پہچانا بیقرار ہو گیا جلسہ مین کنیزون کے دیکھا فوراً بھاگا کہاکہ خداوند داؤد سے کہرانا اس شوخ دیدہ کو سزا ملے طلسم کشا قتل کیا جاے ہمارا نام ہو یہ خار طلسم سے نکلے افراسیاب اِن جھگڑون سے چھوٹے سرداران افراسیاب سے میل کرینگے یہ سوچتا ہوا دربار مین داؤد جادو کے آیا اُسوقت داؤد جادو دارالامارۃ شاہی مین تخت پر بیٹھا تھا تمام سردار جمع ہین بڑے بڑے شاہان اولوالعزم سجدہ کر رہے ہین منزور متکبر سجدہ لے کر آواز دیتا ہی سر خود را از سجدہ بر دارید کہ لعنت بر شما نصیب کردیم خورشید جادو وزیر پہلو مین ہر چند کہ بالکل جاہل ہی مگر لقب اُسکا پیغمبر نادر مسل ہی اُس سے کہہ رہا ہی خواجہ عمرو کو کوئی گرفتار کرکے نہ لایا خورشید جادو نے دست بستہ عرض کی مین نے خداوند سے عرض نہین کیا خواجہ عمرو نے حوالی ملک داؤدیہ مین غدر ڈالدیا صدہا مسافر مار ڈالے راستہ بند ہے مہاجن درمند صدہا مسافر کی خبر غلام

نے پائی جو نکلا وہ لوٹا گیا صدہا جہاجنون کو گھر پر جا جا کر خواجہ عمرو نے لوٹ لیا کہین چور بنکر گیا چاندی سونے کا مال بیجا وہ تانبے پیتل کا نکلا سب خبرت غلام کو ملین بخوف حضور ذکر نہین کیا جا بجا غدر پڑا ہی داؤد جادو نے کہا ای سخیر مین کیا کرون خود قدرت تلاش مین اُسکی نکلین یا یہان سے بیٹھے بیٹھے تقدیر کرین خورشید جادو نے کہا خداوند قصد نہ کرین غلام خود جائیگا مشکین باندھکر اُس ساربان زادے کی لائیگا میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا داؤد نے کہا تم ہمارے رازدار ہو جا بجا ملک داؤد یہ مین ذکر ہی بندون کے دل مین فرق پڑ گیا کہ قدرت کے سامنے زیر گنبد سامری لڑا ہزارون کا کھیت ہوا کیسے کیسے ساحر مرے جنکا مثل نا ممکن خورشید جادو نے کہا حضور ایک دن کی جستجو کا کام ہی جس دن قصد کیا فوراً لایا کہان جاسکتا ہی اجل اسکی دامنگیر ہی ایک پیادہ عیار ذلیل و حقیر ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ افلاک جادو پسینے پسینے آیا گھبرایا ہوا سجدہ کرکے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا داؤد نے کہا کیون ای بندۂ خاص مصاحب با اخلاص کچھ عرض کرنا منظور ہی افلاک جادو اسکا نام ہی ظلم بدعت کام ہی عاشق و معشوق کو جو ایک مقام پر دیکھا جلگیا ہمیشہ سے مردم آزار طالب و مطلوب کا دشمن راہ عیش و عشرت کا راہزن کسی کی خوشی منظور نہین رنج و غم دینے مین قصور نہین ہر وقت اسی فکر مین پھرتا ہی کسکو مٹاؤن کسکا گھر برباد کرون کس کو جلاؤن کسکو پھونکون سامان غدر کا جو یا ظلم و بدعت مین فرد ہی مردان عالم کا دشمن یہ نامرد ہی بے اختیار عرض پیرا ہوا یا خداوند آج غلام کو بڑا تعجب ہی زبان سے وہ فقرہ نہین نکلتا اس ذکر مین یہی مصرعہ کافی ہی مصرع ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ہنہ حضور کی صاحبزادی نور چکیدہ خالص کو آج ایسے رنگ مین دیکھا غلام کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا قصد ہوا کہ باغ جلادون ہمراہیان ملکہ کو خاک مین ملادون مگر خائف ہوا شائد حضور کے خلاف ہو داؤد جادو نے کہا صاف صاف کہ کیا پہیلیان کہتا ہی آخر لالان خون قبا نے کیا کیا اُس سے کون سا قصور ہوا افلاک جادو نے کہا جان کی امان پاؤن تو مفصل کیفیت عرض کرون داؤد جادو نے کہا بیان کر کہا حضور مین بوقت سحر آسمان سے سیر کرتا ہوا آتا تھا طرف سے باغ ملکہ لالان خون قبا کے گذر ہوا طلسم کشا اسدؔ غازی کو پہلو مین ملکہ لالان خون قبا کے بیٹھے دیکھا صحبت عیش و نشاط آراستہ گانے والیان حاضر دور جام شراب دونون کا شباب غلام نے یہ انقلاب دیکھا قلب کانپا غصہ آیا ضبط کیا مگر حضور فوراً انتظام کرین یہ سُنکر داؤد جادو غصہ مین کانپ اُٹھا ایک چیخ ماری تمام قصر تھرایا حاضرین دربار کے رنگ رُو متغیر ہر ایک وزیر امیر منتشر متحیر داؤد جادو نے افلاک جادو کو حکم دیا کہ سولا زمان نمک خوار ساحران غدار ہمراہ لیکر طلسم کشا کا سر لا اُس گیسو بریدہ کو محافہ مین سوار کرکے ہم تک پہونچا یہ قدرت سے سزا دینگے مارے کوڑون کے کھال گرادینگے آتش قہر خداوندی مین جلائینگے ایسی گیسو بریدہ کو خاک مین ملائینگے مگر اد افلاک جادو اگر خلاف نکلا سنگ سیاہ بنادونگا تیری قوم بھر کو مٹادونگا

افلاک جادو نے کہا حضور غلام نے اپنی آنکھون سے دیکھا اگر خلاف نکلے گردن از مو باریک مجال ہی کہ خداوند
کے سامنے بمقدمہ نور چکیدۂ خالص ایسے مہملات حالات فضیحت آیات بیان کرین قدرت کے قہر و غضب سے نہ
ڈرین ابھی ظاہر ہو جائیگا غلام سو ساحر لیکر جاتا ہی طلسم کشا و ملکہ کو باحتیاط لاتا ہی یہ کہکر یہ بیچارا باہر نکلا
ساحرون کو جمع کرنے لگا مگر قضاے کار ناگن وزیرزادی دونون وقت براے دریافت خبر آتی ہی ایک
گوشہ مین حاضر ہی جس قصر مین چند نازنینان مہ جبین جو حوران قدرت کہلاتی ہین اُنسے ناگن بھی باتین کر رہی
ہی مگر گوش بر آواز ایک نازنین ہانپتی ہوئی آئی سبھون سے کہنے لگی اے حوران قدرت خداوند داؤ دشمنے کچھ سُنا
بڑا غضب ہوا ابھی مین دربار خداوندی مین حاضر تھی نگوڑا افلاک جادو زشت خو سامنے قدرت کے آیا
کہتا ہی ملکہ لالان خون قبا ہمراہ طلسم کشا باغ مین اپنے اُس باغی کو لیے بیٹھی ہین خداوند داؤ غصہ
مین کانپ رہے ہین اُسی نگوڑے افلاک جادو کو حکم ملا سو ساحر لیکر براے گرفتاری ملکہ لالان خون قبا
و طلسم کشا جاتا ہی بُوا ایسی خبرین سُنکر کلیجہ تھرّاتا ہی اُس قصر مین نازنینان مہ جبین کا جماؤ ہی ایک بولی بھیّو مرا سر
بہتان معلوم ہوتا ہی ملکہ لالان خون قبا کو مرد کے نام سے نفرت ہی اُسکے باغ مین مردانہ پھول نہین دوسری
بولی بیٹھ خالا دنیا مین ایک تجکو مرد سے نفرت ہی ایک بی ملکہ صاحب کواری جوانی دیوانی ہوتی ہی شباب مین
مرد کے نام پر رال ٹپک پڑتی ہی ہم بھی ایسا ہی کہتے تھے اب یہی جی چاہتا ہی بازار مین نکلین چار کو دیکھین اپنے
کو دکھائین جوانی کے فرے اُڑائین اس کو بہ عشق و محبت مین بڑے فرے ہین مردون کی بھولی بھولی باتین وقت
پر منتین کرتے ہین ذرا ہمنے اپنے کو کھینچا قدمون پر گرتے ہین تصدق نثار ہوتے ہین ذرا مُنھ پھیر لیا زار زار روتے
ہین جان تک مانگو دینے کو حاضر ہین بعض نگوڑے نٹ کھٹ اپنے مطلب کے عاشق یار جا موافق جہان مطلب
نکل گیا پھر کون آتا ہی اگر کہین ملے ہم تو وہی اپنا عاشق سمجھے وہی اُنکی چکنی چکنی باتین یاد رہین اُنھون نے
مُنھ پھیرا گویا ان تلون مین تیل ہی نہین بعض نازک مزاج ذرا بیوفائی کی گھبرا کر سنکھیا کھالی بوا نجھیر تو کئی زہر
کھا کھا کے مرگئے اب مجکو چاہت کی قدر ہوئی ایک سے کر کے بیٹھ رہی ہمارے ناز اُٹھاتا ہی اُسنے اپنے جورو
بچے چھوڑ دیے میرا کوڑیا غلام ہی اسی طرح جوش جوانی مین ملکہ نے بھی طلسم کشا کو بلا لیا ہوگا نہایت خوبصورت
جوان ہی جری بہادر صاحب حسب و نسب بی ملکہ مہ جبین دختر افراسیاب کا معشوق سُنا ہی بڑا خوش مزاج
ہی معشوقان جہان کے سر کا تاج ہی جب تو بی مہ جبین طلسم ہوش رُبا کی حکومت چھوڑ کر صحراے حیرت سے اُسکو
لے بھاگین قید بھی رہین مگر محبت سے اُسکی ہاتھ نہین اُٹھایا اب اُسکے لشکر مین چین کرتی ہین اُسنے تخت سلطنت
پر بٹھایا ہی شاہان عالم کو اُسکے مرتبے پر رشک ہی یہ باتین جو ناگن وزیرزادی نے سُنین گھبرا کر اُس قصر سے باہر
نکلی جی مین کہتی ہی ہاے بڑا غضب ہوا جس بات کا ہمکو خیال تھا بخت سیاہ نے وہی روز دکھایا مگر پر یہ واز

پیدا کرکے طرف باغ کے چلی ساحرہ زبردست ہے بیک چشم زدن کنج باغ مین آکر اُتری دیکھا ملکہ لالان خون قبا
اُسی طرح صحن مین باغ مین مشغول عیش ہین سامنے آکر سلام کیا عرض کی ذرا الگ تو چلیے مجھے کچھ کہنا ہے ملکہ
لالان خون قبا رنگ روے ناگن متغیر دیکھکر گھبرا کر اُٹھی ناگن ہاتھ تھام کر کنج باغ مین لائی چونکہ ملکہ
سے محبت دلی ہے بچپن سے ساتھ کھیل کر پرورش پائی ہے قدمون سے لپٹ کر رونے لگی ہچکی لگ گئی ملکہ گھبرائی بولا
ناگن جلد بیان کر خیر تو ہے ناگن وزیرزادی نے کہا واری خیر کیسی سراسر شر ہے حضور کو کیا خبر ہے ہم چلتے وقت کہہ گئے
تھے کہ اب صبح ہو چکی ہے اندر بارہ دری کے جا کر بیٹھیے آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا افلاک جادو اُڑا ہوا جاتا تھا
آپ کو پہلو مین طلسم کشا کے دیکھ گیا جا کر خداوند داؤ دے سر دربار اُس بیجیانے کہا قدرت نے حکم دیا مع فوج
برائے گرفتاری طلسم کشا آتا ہے یہ حال مصیبت مآل سُنکر ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ زرد ہو گیا ہاتھ پانون
مین رعشہ پیشانی پر ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ بے اختیار رونے لگی کہا اے وزیرزادی اب کیا کرون مین کنوین مین پھاند
پڑون ہیرے کی انگوٹھی چبا لون اُنکو کسی طرح بچالے مجھے اپنی جان کا خیال نہین ہے وہ بیچارے غریب الوطن
اُنکے بزرگ ہزارہا کوس پر ہین اُن بیچارے کو کون بچائیگا اس آفتاب عالمتاب حسن پر زوال آجائیگا آتش خو
شعلہ مزاج ہین تلوار کھینچکر لڑائی پر آمادہ ہونگے سحر ساحری کچھ جانتے نہین ہاے کیا کرون کہان اُنکو لے کر
نکل جاؤن مین کیا جانتی تھی آج آفت آسمانی آنے کو ہے فلک گردش دکھلائیگا افلاک جادو یون دیکھ جائیگا
ناگن نے کہا اب حضور گھبرائین نہین آئی ہوئی عقل جاتی رہیگی سوچین گے کچھ مُنھ سے بات کچھ اور نکلے گی
بگڑی ہوئی بات بننا دشوار ہے ابھی تک خیر ہے اُس بیجیا کے آنے مین عرصہ ہے اتنی دیر مین کچھ فکر کیجیے مرنے جینے
کا ذکر نہ کیجیے ملکہ لالان خون قبا نے کہا بوا ناگن تم جو کہو وہ کرون ناگن نے کہا اے ملکہ عالم یہ کوے محبت ہے
اسمین ہزار طرح کی آفت ہے کیسے کیسے جوان اس ظالم نے مٹائے نخل محبت سے کسکو پھل ملا کسکا غنچۂ آرزو کھلا مجنون
دشت نجد مین برباد رہا فرہاد ناشاد موا لیلیٰ کو کب شب وصل حاصل ہوئی ہمیشہ جفاے فرقت سہی شیرین نے
اپنی جان شیرین دی حضرت یوسف اسی چاہ کی بدولت سے قید ہوے دام الفت زلیخا کے صید ہوئے مگر لونڈی
اپنی جان مٹائیگی جہان تک ہو سکے گا آپ کی اور طلسم کشا کی جان بچائیگی مگر اتنا یاد رکھیے خداوند لاکھ آپ پر شدت
کرین سواے نہین مُنھ سے ہان نہ نکلے سر کٹ جائے بات مین فرق نہ آئے انکار بڑی چیز ہے افلاک جادو
حرامزادہ بڑا لپے تیز ہے اگر میرا فقرہ چل گیا تو آپ کو بچایا اُسکو قتل کرایا ورنہ مین بھی جان حضور کے قدمون پہ
نثار کرونگی مین اس گل سے چہرے کی بلبل شمع رخسار کی پروانہ آنکھین پھوٹین جو حضور کو بے طور دیکھون
یا دشمنون کے رنج و ملال کی خبر سنون اب یہ تدبیر ہے کہ طلسم کشا صاحب جرأت و شوکت اپنے زمانہ رستم اگر اس
بات کو سُن پائیگا تلوار کھینچکر سامنے ساحرون کے جائیگا ایک ساحر انکے واسطے کافی ہے ہماری اتنی لیاقت

نہین کہ داؤ وجادو سے لڑ سکین اب مین سحر کرکے طلسم کشا کو چھپاتی ہون آپ محفل عیش آراستہ کرکے
بیٹھے دل کو سنبھالیے جو کچھ گذرے دل پر گذرے تغیر ظاہر نہونے پائے جب افلاک جادو آئے جواب
صاف دیجیے اور دلیر ہوکر فرمائیے کہ ہم طلسم کشا کو نہین جانتے ہرگز نہین پہچانتے خدانخواستہ اگر خداوند
کے سامنے بھی پرسش ہوداری سر کٹ جائے بات مین فرق نہ آئے سراسر لونڈی کے کہنے کا خیال رہے بموجب
مصرعہ مصرع قدم عشق بشیر بہتر ہ اُس گوشہ مین کھڑے ہوکر ناگن نے ملکہ لالان خون قبا کو خوب
سمجھایا ملکہ سن رہی ہے سر دھن رہی ہے ہر بات کا یہی جواب ہے بوا جو کہوگی وہی کرونگی خدا اُنکی جان بچائے اے

خیر خواہ بلا اشتباہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہون غزل

امید وصل کی باشد ز غم دلریش کی مانند
دگر آنرا چو مجنون مکر کار خویش کی مانند
تو خواہی سود بالماس سینہ خواہ مرہم نہ
جو مخفی ہمقفلی عقل و ر اندیش کی مانند

گدا چون آشنا گردد شنے درویش کی مانند
جنون ہر جا سخن بلند رسوز دل بسر زلفے
جراحت چون شود ناسور ہم از ریش کی مانند

کسی کو شد گرفتار سر زلف پریشانی
مجال گفتگوئے عقل و ر اندیش کی مانند
کسی کز دست غم ہر دم ز خون دل کشد جامے

ناگن وزیرزادی کی بھی ان باتون سے ہچکی لگ گئی ہے کہا حضور خدا
آپ کی جان بچائے انجام اسکا بخیر ہو حقیقت مین کوے عشق مین سوائے رنج و مصیبت کے کیا ہے یہ کہکر ملکہ کو
ساتھ لیے ہوے جلسہ مین آئی اسد غازی کو بلاکر ایک کمرے مین لیگئی مخفی طور پر سحر کرتے کرتے اُنکو بیہوش کیا
ناظرین پر واضح ہو میر احمد علی صاحب نے اس مقام کو اسی طور پر لکھا ہے کہ ناگن نے اسقدر سحر کیا کہ اسد غازی
ایک مٹر کا دانہ بنگیا ملکہ لالان خون قبا کی پازیب کے گھنگرو کا منہ کھولکر یہ دانہ مٹر کا اُسی گھنگرو مین
رکھکر منہ اُسکا بند کردیا حضور اب اگر سامری جمشید بھی ڈھونڈھین گے نہ پائین گے آپکا معشوق آپ ہی
کا پابند رہا اور لونڈی بھی وقت پر کسی طور سے آئیگی یہ تقریر و تدبیر کرکے ناگن تو ایک جانب روانہ ہوئی مگر
ملکہ لالان خون قبا مثل زلف پریشان بصورت آئینہ حیران سر جھکائے بارہ دری مین بیٹھی تھی کنیزین بخوف
داود جادو کانپ رہی ہین گوشون مین چھپتی پھرتی ہین ملکہ لالان خون قبا ہرچند منع کرتی ہے دیکھو
صاحبو ہوش و حواس درست رکھو انتشار ثابت ہو تم لوگ کیون گھبراتی ہو جو آفت ہوگی میری جان
پر گذرے گی تمھارا ڈرنا بیکار ہے بچانے والا پروردگار ہے ملکہ ان باتون مین مصروف ہے کہ دروازے پر
غلہ ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی کہا داری افلاک جادو سو ساحرون کو لیکر آیا ہے کہتا ہے تمھارے
باغ مین طلسم کشا آکر چھپا ہے ملکہ نے کہا آنے دو کہو کہ آؤ تلاشی لو سارے باغ کو چھان لو افلاک جادو
بلبلاتا ہوا باغ مین گھس پڑا چاہتا ہے باغی کو گرفتار کرونگا ملکہ ایسی گلعذار کو خار دونگا مثل سگ صحرائی
اکڑتا ہوا ساحران غدار ساتھ مونچھون پر تاؤ دیتا ہوا ملکہ کے سامنے آیا بے ادب نے سلام بھی نہ کیا ملکہ

لالان خون قبا تو نہ بولی مگر کنیزون نے پوچھا میان افلاک کہان چلے کیون خیر تو ہی افلاک جادو نے کہا اوستانیو خوب ملکۂ عالم کو بدراہ کیا ہی بتلاؤ طلسم کشا کہان ہی کس مکان مین چھپا دیا صاف صاف بتلاؤ ورنہ مارے کوڑون کے کھال گرا دونگا اب ملکہ بول اُٹھی کہ افلاک کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا حقیقت مین اسم بامسمیٰ ہی بیشک فلک کا کام گردش ہی ظلم و بدعت مین کوشش ہے مگر ہمارے باپ نے اپنی قدرت سے زمین و آسمان بنایا ہی ہمارے ساتھ کج روی کریگا افلاک جادو نے کہا ملکۂ عالم بس اسی مین خیر ہی اپنی جان و آبرو بچایئے طلسم کشا کو بتلایئے مین صبح کو آسمان پر اڑا ہوا جاتا تھا اپنی آنکھون سے دیکھا طلسم کشا آپ کے پہلو مین بیٹھا تھا شراب چل رہی تھی ملکہ لالان خون قبا نے کہا دیوانہ ہی کیسا طلسم کشا ہمارے باغ مین طلسم کشا کا کیا کام ہی صبح کو ٹھیک جلسہ آراستہ تھا ناچ گانا روز ہوتا ہی کوئی خواص ہماری مردانے کپڑے پہنے بیٹھی ہوگی روز سوانگ بنتے ہین کسی کو مرد بنایا کسی کو شراب پلاکے بڑی دیوانہ قرار دیا ہمارے باغ مین مرد کا نام نہین اگر تو نے دیکھا ہی تلاش کرلے سارا مکان پڑا ہی خبردار میری کنیزون کے اوپر نگوڑے نگاہ نہ ڈالنا یہ سب ہماری ہمرازہین عہدۂ مصاحبت سے سرفراز ہین افلاک جادو نے کہا مین ڈھونڈھ لونگا یہ کہکے اشارہ کیا ساحران غدار ہر قصر و مکان مین گھسے تلاش کرنے لگے مثل غول بیابانی ہر طرف دوڑتے پھرتے تھے جس مکان مین جاتے تھے طلسم کشا کو بناتے تھے بدحواس آکر افلاک جادو سے کہتے تھے اے افسر سب مکان خالی پڑے ہین طلسم کشا کا نشان نہین معلوم ہوتا صحیح فرمایئے آپ نے اپنی آنکھون سے دیکھا تھا افلاک جادو گھبرا گیا صندوق پٹارے کھلوانے لگا ہر چمن مین جاتا ہی روش پٹری چھانتا پھرتا ہی اُس گل کا کہین پتا نہین ملتا اُس بیچارے کا غنچۂ آرزو نہین کھلتا تمام باغ کی خاک چھانی خاک مراد حاصل نہوئی تسکین دل نہوئی آخر غصہ مین سامنے ملکہ کے آیا کہا آپ نے کہین طلسم کشا کو چھپا دیا خداوند قدرت سے دریافت کرینگے چلیے سوار ہوجیے قدرت نے یاد فرمایا ہی ملکہ لالان خون قبا روتی ہوئی اُٹھی محافہ مین سوار ہوئی کنیزین اشک حسرت بہاتی ہوئی عقب مین محافہ کے افلاک جادو پایہ پر محافہ کے ہاتھ ڈالے ہوے کہتا ہوا دیکھیے ملکہ نہ چھپایئے اب بھی مفصل بتا دیجیے مین قدرت کو سمجھا دونگا کہ مین نے طلسم کشا کو جنگل مین پایا باغ مین ملکہ کے نتھا مین آپ کو بچا لونگا قدرت غصہ مین کوڑا لیے بیٹھے ہین ملکہ کچھ جواب نہین دیتی کنیزین کوستی چلی آتی ہین کہتی ہین یا خداوند نگوڑا افلاک جادو مرجائے بھڑوے کے ہاتھ پاؤن ٹوٹیں دیدے پھوٹین کیا مزا ہو جو خداوند قدرت نمائی کرین دونون دیدے بھڑوے کے بٹم ہوجائین ظالم کے کوڑھ ٹپکے ہماری ملکہ پر تہمت لیتا ہی اسی طور سے محافہ داخل شہر دادو یہ ہوا شہر مین بھی ہلڑ ہی ہر گھر مین یہی ذکر ہی کہ لو صاحبو ملکہ لالان خون قبا نور چکیدۂ خاص خداوند قید ہوکر آئی ہین نہین معلوم سچ ہی یا جھوٹ کہتے ہین کہ طلسم کشا اسد غازی باغ مین آکر ملکہ

لالان خون قبا کے چھپا ہی بعض کہتے ہین ملکہ عاشق ہوئی ہی ایک کہتی ہی بوا بھلا خداوند کی بیٹی کیا عاشق ہوگی کسی نے تہمت لی ہی عقلمند کہتے ہین مصرع تا نباشد چیز کے مردم نگویند چیزہا ٭ یہ آوازین کان مین ملکہ کے آتی ہین محافہ مین رو رہی ہی کبھی ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتی ہی اے آسمان کے خدائے نادیدہ میری عزت و آبرو بچانا پھر باغ مین خیر و عافیت سے پہونچون بیچارہ طلسم کشا مصیبت کا پابند ہی مین تو سحر و ساحری نہین جانتی نہین معلوم اس حال مین کیا گذر رہی ہوگی ناگن نے غضب کیا مٹر کا دانہ بنا کر گھنگرو مین رکھدیا ہی ایسا نہو جرم ثابت ہوجاے بیڑیان پنہائی جائین چھاگل اور کے قبضہ مین آئے کیونکر وہ بیچارہ بچے گا افلاک جادو دوڑا ہوا جاتا ہی پیشتر محافہ کے دربار مین آیا دیکھا داؤد جادو غصہ مین کانپ رہا ہی کوڑا ہاتھ مین غصہ بات بات مین جیسے ہی افلاک جادو سامنے آیا کہا کیون طلسم کشا کو لایا افلاک نے کہا یا خداوند معلوم ہوتا ہی کسی نے ملکہ کو خبر پہونچادی باغی کو کہین چھپا دیا ہر چند مین نے ڈھونڈھا نہ ملا حضور ملکہ سے پوچھین سزا پائینگی آپ ہی بتادینگی داؤد جادو تو غصہ مین بھرا بیٹھا تھا کہا گیسو بریدہ کو لاؤ ملکہ کانپتی ہوئی محافہ سے اتری داؤد جادو کو سلام کیا مثل شعلہ آتش بھڑک رہا تھا منھ پھیر لیا کہا کیون او گیسو بریدہ او ننگ خاندان بتا طلسم کشا کہان ہی ایسے کانٹے کو اپنے باغ مین جگہ دی ہمارے جاہ و جلال کا خیال نہ آیا سچ بتا کہان چھپایا خوف کے مارے ملکہ کے منھ سے بات نہین نکلتی ڈرتے ڈرتے غنچہ دہن وا کیا اے والد نامدار مین طلسم کشا کو نہین جانتی نام سے بھی آگاہ نہین کبھی تصویر تک نہین دیکھی داؤد جادو نے کہا میرے سامنے مکرتی ہی میرے مصاحب کو جھوٹا کرتی ہی افلاک نے اپنی آنکھون سے دیکھا مفصل حال کہچکا مجال ہی کہ قدرت کے سامنے جھوٹ بولتا صاف بتا نہین تو آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا دوزخ مین پھکوا دونگا ملکہ لالان خون قبا نے سر جھکا لیا جواب نہ دے سکی داؤد جادو نے کہا اسکو ستون سے باندھ دو گیسو بریدہ یون نہ قبولے گی تمام امرا اور وزرا ارکین سلطنت کانپنے لگے ہر ایک خائف ترسان مثل بید لرزان آپس مین کہتے ہین دیکھو یاروبیٹی پر یہ قیامت ہی اس مقدمہ مین اور کسکا پاس کریگا مسلمانون کے نام سے قدرت جلتے ہین اس قوم نے بڑا غضب کیا کہتے ہین خدائے نادیدہ آسمان پر ہی خداوند داؤد کا مقابل بنایا قدرت کو کیونکر رشک نہو مگر جب داؤد جادو نے دیکھا کوئی ملکہ کو ہاتھ نہین لگاتا خود تخت سے اٹھا اس شہنشاہ خوبی گلعذار ماہ رخسار سمن بو خورشید رو کے جسم نازنین پر جو مثل پھولون کی بار تھی رسن سے کس کے باندھا کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہا دیکھ او شوخ دیدہ مارے کوڑون کے کھال کھینچوا دونگا ملکہ لالان خون قبا نے جواب دیا مین نہین جانتی آپکو اختیار ہی کسکا نام اسد نامدار ہی اب داؤد جادو نے غصہ مین کوڑا مارا قیامت برپا ہوئی لباس پارہ پارہ خون کے فوارے جسم سے نکلنے لگے گل سا چہرہ کمھلا یا منکا ڈھلا آہ کا نعرہ کیا اتنا منھ سے نکلا اے والد نامدار مین

کوڑے کی مستحق نہ تھی خنجر تلوار سے قتل کیجیے آج مجھ بدنصیب کا نام مٹا دیجیے یہ کہکر ضرب کے صدمہ سے پھڑکی تڑپی
سارے جسم کو جنبش ہوئی داؤد جادو کوڑا لیے کھڑا ہی وزیرا میر لیٹ گئے کہتے ہین ای شہریار تاب کی کوڑے مین
مرجائیگی پرورده عہد ناز و نعم اسیر یہ ظلم و ستم بس اسی قدر سزا کافی ہی رحم کیجیے زیاده سزا نہ دیجیے اگر یہ بات سچ
ہوتی کیا مجال تھی چھپا سکتی افلاک جادو بھی تھر تھر کانپ رہا ہی اب سب افلاک جادو کو بُرا کہہ رہے
ہین کہ اس ملعون نے بڑا غضب کیا ملکہ پر تہمت رکھی اتنی بڑی سزا اُٹھا کر قدرت کے سامنے کیا مگر تی صاف صاف
کہدیتی جب داؤد نے دیکھا ہی کہ دوسرا کوڑا مارون وزیر ہاتھ باندھے ہین کہتے ہین بس حضور بس مگر قضاے کار کوڑا
کھا کر جو ملکہ لالان خون قبا کے جسم کو جنبش ہوئی ایڑیان زمین مین رگڑین اس کھنکرو کا منھ کھل گیا دانہ مٹر کا
زمین پر گرا پختہ زمین پر ڈھلکتا ہوا چلا ملکہ لالان خون قبا کی نگاه پڑی اپنا دکھ درد بھول گئی ہاتھ بندھے
ہوے بیدست و پا اگر ہاتھ کھلے ہوتے دانہ کو اُٹھا لیتی سٹر کرانے لگی نگاه اسی دانہ پر وه دانہ آخر ڈھلکتا ہوا
قریب دیوار جا کر ٹھہرا ملکہ لالان خون قبا دیکھ رہی ہی دیوار مین ایک روزن تھا اُس روزن سے
ایک چوہیا نکلی اُسنے دانہ مٹر کا منھ مین لے لیا روزن مین جا کر غائب ہو گئی اب تو ملکہ نے ہاے کا نعره مارا ضرب
تازیانے کا صدمہ کم یہ قلق انتہا کا دل ہلگیا کلیجہ مین ناسور قلب ناصبور دل سے کہتی ہی ای لالان خون قبا
جسکے واسطے یہ مصیبت اٹھائی اُسکو یون ہاتھ سے کھویا ہاے ناگن نے اس اعتراض کو نہ سمجھا کمبخت نے مٹر کا
دانہ بنا دیا چوہیا کھا جائیگی افسوس صد ہزار افسوس اس شیر بیشہ صاحبقرانی کی مفت جان گئی اس خیال مین
قلب کو تڑپین دل مین پھڑکن کلیجہ مین درد رنگ رو زرد ہونٹون پر آه سرد سکون سے سر دے دے مار رہی ہی
مگر داؤد جادو نہین مانتا چاہتا ہی پھر کوڑا مارون کہ دروازے سے بارگاه کے صدا رونے پیٹنے کی آئی کوئی یہ
کہکر روتا ہی ہی ہی اس خدائی مین آگ لگے خداوند داؤد کے ہاتھ مین کوڑے ہوتے ابھی شہر داؤدیہ مین آگ
لگجاے آسمان پھٹ پڑے زمین کے طبقے اُڑ جائین کوئی خداوند دنیا مین باقی نہ رہے سب گھبرائے کہ کون بانی
در انہی جو ایسے کلمات کہتا ہی ملکہ لالان خون قبا تو تڑپ تڑپ کے بیہوش ہو گئی دو صدمے کا مل قلب
پہونچے تاب نہ لاسکی بیہوش مدہوش ہنکا ڈھل گیا موت کے آثار چہرۂ زیبا سے ہویدا ادھر تو داؤد جادو کی نگاه
اس حال پر ملال پر تھی دختر بلند اختر کے پڑی تھرید ری نے جوش مارا کوئی خطاے فاش آنکھ سے نہین دیکھی فقط
افلاک جادو کی زبانی اسقدر صدمۂ عظیم ہوا قریب تھا روح جسم سے نکلجاے آنکھون مین آنسو بھرے ہوے تھے
اسی حال مین یہ صدا سُنی سر اُٹھا کر دیکھا تاگن جادو وزیرزادی ملکہ لالان خون قبا کی دونون ہاتھون
سے سر پیٹتی ہوئی کلمات گذشتہ زبان پر جاری سامنے خداوند داؤد کے آکر پہونچی آنکھ ملا کر کہا کیون
خداوند یہ کیا ستم کیا او جلاد اپنے نخل مراد کو اپنے ہاتھ سے قلم کیا اس پھول پر رحم نہ آیا گل سے چہره کی حالت

تو دیکھ مگر تو جلاد جفا کار ہو ایسے چمن حسن کو پامال کیا تیرے ہاتھ قلم ہون ایسے نازک بدن کو کیونکر کوڑا مارا اسنے کیا
خطا ہوئی یہ کہکر ایک دوہتڑ داؤد جادو کے مارا کہا ارے مجکو بھی کوڑا مار تلوار کھینچ نہین تو بوٹیان کاٹ کے
پھینکدونگی مین نے بھی تو یہی خطا کی کئی دن سے سجدہ کرنے کو نہین آئی جو سجدہ نہ کرے اُسکو جلا دے خاک
مین ملادے ارے جلاد بتلا تو میری بی بی نے تیری کیا خطا کی جو ایسی سزا دے کال دی داؤد جوش محبت مین
دختر کے بدحواس تو ہو چکا تھا ناگن جادو وزیرزادی نے جو سر دے مارا ایسے کلمات سخت کہے داؤد نے
ہاتھ ناگن وزیرزادی کا پکڑ لیا کہا بٹیا بس تو کہ کیا معرکہ گذرا میرے کلیجہ کے ٹکڑے ہو گئے ہین اسکے جسم پر زخم پڑے
میرے قلب مین ناسور ہوا جو کبھی اچھا نہوگا مگر بٹیا حال تو سن لے ناگن نے دامن تھام لیا کہا بتلایئے کسی کی چوری
کی کسی کا گھر لوٹا کسی کو ذبح کیا آخر ایسا کون سا گناہ ہوا جسکی یہ سزا ملی سمجھ گئی اس ہفتہ مین باغ مین نیا گل کھلا تھا ہر ایک
گلعذار مردانے کپڑے پہنکر آراستہ ہوئی تھی کوئی جمعدار کوئی کمیدان بنا تھا لڑائی کے سامان ہوئے تھے مٹی کے تیر مٹی کی
کمانین بنائی تھین تلوارین سپرین بانس کی اُسپر چاندی کے ورق لگائے گئے تھے کوئی رستم کوئی سہراب بنا تھا کسی
کا افراسیاب نام رکھا اسی بات پر شاید آفت آئی ہے میان خداوند صاحب ذرا تواریخ دیکھیے وہ افراسیاب
جو رستم سے لڑتا تھا اور بی بی ہماری رستم بنی تھین جسکو افراسیاب بنایا تھا اُسپر نیزے تلوارین مارین ملکہ کمر مین
ہاتھ ڈالکے کھینچا تخت سے اُتارا بی شمشاد افراسیاب بنی تھین جب تخت سے گرایا تھا بہت روئی تھین انہون نے
شاید آنکر آگ لگائی ہوگی تو حضور آپ کے بندے افراسیاب کا ذکر نہین ہے ذرا تواریخ منگوا کر ملاحظہ کیجیے
کہاں رستم و افراسیاب کہان یہ خانہ خراب یہ کہکے چیخین مار کے رونے لگی داؤد نے گلے سے لگایا کہا بی بی بات
تو سنو تم اپنے کو ہلاک نہ کرو ناگن نے کہا میری ملکہ مرے گی مین زندہ رہونگی پہلے تمکو اندھیری گور مین
سلاؤنگی اور مین تو ضرور سنکھیا کھا کے جان دونگی آپ مجکو رونے پیٹنے کو منع کرتے ہین اپنی بی بی کو دیکھکر میرا
کلیجہ پھٹا جاتا ہے داؤد سمجھا کہ حقیقت مین اسنے ملکہ کے ساتھ بڑی مشقت کی ہے ساتھ کھیل کر بڑی ہوئی ہے اُسکی روح
پر صدمہ ہے اسوقت اسکی بات کا بُرا نہ ماننا چاہیے میری بیٹی کی عاشق صادق ہے پیشانی پر بوسہ دے کے کہا بی بی
سنو بڑی قیامت کی خبر سنی ہے سوانگ نبیے گا اپنے باغ مین تمکو اختیار ہے جس طرح چاہو کھیلو کودو منع نہین
کرتا افلاک جادو نے مجکو خبر دی کہ طلسم کشا اسد غازی پہلو مین ملکہ لالان خون قبا کے بیٹھا ہے
تب مین نے ساحر بھیجکر گرفتار کرا منگایا ناگن وزیرزادی نے کہا ایک چمن مین طلسم بنایا تھا مگر شیر کوئی نہین
تھا کتے بھونکتے تھے کوے بنائے تھے ایک سر جلے پر انہون نے کان کان کی تھی شیر کا بھٹ بھی نہین بنایا پہلو مین
کیونکر آتا مین بھٹیارا خوب بنتی ہون لڑکے کوے بھاگتی ہون ایک لڑکا بناتے ہین اُسکے پیٹ مین خضاب بھر دیتے
ہین مین جب اُٹھا لیجاتی ہون پیٹ چاک کرکے الگ ڈال دیتی ہون اُسکے ماں باپ روتے ہوئے آتے ہین پھر محلے والے

اُسکے ماں باپ کو سمجھاتے ہین لڑکے کا لاشہ اُٹھتا ہی یہ بڑا عمدہ سوانگ بنایا جاتا ہی کئی دن مین ختم ہوتا ہی داؤد
جادو سوچا یہ تو نام بھی اسد غازی کا نہین جانتی کہا اری ناگن سُن تو کیسا سوانگ اسد غازی پوتا
صاحبقران کا جو شہنشاہ طلسم ہوش رُبا افراسیاب جادو سے لڑتا ہی اُسکو کہا کہ باغ مین ملکہ لالان کے
موجود ہی یہ سُنکر ناگن پیٹنے لگی کہ خداوند تیرا آسمان پھٹ پڑے گا ہماری ملکہ کے باغ مین مردوا یہ کون صاحب
کہتے ہین ذرا اُنکی صورت دکھائیے اُنکی داڑھی مونچھین مونڈ ڈالون ڈائن بنکے کلیجہ کھا جاؤن رات کو جو پاسی
بولتا ہی اُسکی آواز سے تو میری بی بی ڈرتی ہین نہ کہ مردوا پاس بیٹھے واسطہ اپنی خدائی کا تجھے کہنے والے کی صورت
دکھا دے ہی ہی ایسی بھولی بھالی پر یہ تہمت داؤد چونکہ جھلا یا ہوا تھا جھرجھری سے بیقرار تھا کہا یہ مصاحب
افلاک جادو کہتا ہی کہ مین نے آنکھون سے دیکھا یہ سنتے ہی ناگن پلٹی خوب غور سے افلاک جادو کی
صورت دیکھی جھک کر سلام کیا کہا میان افلاک صاحب واہ وا آپ کئی دن سے ہمارے گھر پر نہین آئے
مٹھائی میوہ نہین لائے اب ہمارے کپڑے پھٹ گئے تھان نہ منگوا دوگے ملکہ کے ساتھ شادی نہ کروگے یہ
کہکے داؤد جادو سے کہنے لگی افسوس آپ نے ذرا بھی نہ پوچھا یہ بھڑوا کلموا کئی مہینے سے روزمرہ
گھر پر آتا تھا روپیہ اشرفیان میوے مٹھائی لاتا تھا کہتا تھا بی ناگن تمکو لاکھون روپیہ دونگے تنہائی مین
ملکہ لالان خون قبا سے ملاقات کرا دو اس بات کی خطاوار ہون نقد روپیہ مین نے کبھی نہین لیا مٹھائی
میوہ کھایا مگر ملکہ سے کبھی ذکر نہین کیا دم دلاسے مین اسکو رکھا جب اسکا روپیہ بہت صرف ہو چکا اور کچھ
اسنے پھل نہ پایا تب جھلا کے ایک دن کہنے لگا اچھا بی ناگن تمنے ہمارے ساتھ پیچ کیا تمھاری ملکہ کو قتل
کراؤنگا مین نے کہا جا بھڑوے وہ دختر خداوند ہین تو کیا کر سکتا ہی ہم اپنی بی بی کو کبھی بدراہ نہ کرینگے
ایسا واہیات پیغام نہ پہونچائینگے ہاے جو مین جانتی کہ خداوند ایسے شعلہ مزاج ہین تو کٹنا پا کرتی بلا سے کسی
لونڈی باندی کو پھنسا دیتی خراب تو بہ ہوئی نیکی کرنے والا جوتیان کھاتا ہی مگر یہ تو مجھ تک پہونچا تھا مین نے
اسکے ساتھ برائی کی مین نے اسکی مٹھائی میوہ کھایا مجھپر آشنائی کسی کی جوڑتا تو البتہ ڈرتا تھا یہ باتین سُنکر
داؤد گھبرایا کہا ناگن سچ کہتی ہی میرے سر کی قسم تو کھا ناگن نے کہا خداوند تمھارے سر کی قسم تمھارے باپ دادا کے
سر کی سوگند خود اس نگوڑے سے پوچھیے ملکہ کو کوڑے مارے اسکو جوتیان ماریے تب قبولے گا داؤد جادو
تیغہ کھینچ کے طرف افلاک جادو کے پلٹا کہا کیون رے نمک حرام ہماری نورچکیدہ خالص قدرت پر
نگاہ ڈالی بڑی مستی سوار ہوئی افلاک جادو نے گھبرا کر کہا حضور مین تو اس بات کو نہین جانتا ناگن
وزیرزادی کے گھر پر کبھی نہین گیا داؤد نے کہا پھر تو نے جو خبر سُنائی بس طلسم کشا کہان ہی تو آپ ہی
کہتا ہی سارا باغ چھان ڈالا کیون نہ ڈھونڈھ کے لایا مجکو ناگن وزیرزادی کا قول سچ معلوم ہوتا ہی

چاہا تھا افلاک نے کچھ جواب دے چونکہ حال پرملال دختر بلند اختر کا دیکھکر تاب ضبط باقی نہ رہی تھی زمین سے چٹکی خاک کی اُٹھا کر سر پر افلاک نے ڈالدی افلاک نے چیخ ماری ہر سر مو دہن ہو سے افلاک جادو سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے دم بھر مین جلکر خاک ہوا ناری کا قصہ پاک ہوا فوراً جہنم واصل ہوا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من افلاک جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم اب داؤد جادو نے ناگن سے کہا جیسا اس بیحیا نے کیا ویسی سزا پائی ملکہ لالان خون قبا کو اُٹھا کے باغ مین لیجا علاج کر مگر خبردار کسی غیر کو کبھی اپنے باغ مین نہ آنے دینا لالان خون قبا سے زیادہ مجھے تجھ سے محبت ہی اسوقت قلب پر صدمہ عظیم ہی تو اُسکی وزیر و ندیم ہی ہر امر کا خیال رکھنا ناگن وزیرزادی نے کہا حضور سب کھیل کود سے توبہ کی ایک ایک کتاب خریدینگے مکتب خانہ کا کھیل کھیلین گے مگر اُسمین بھی خرابی ہی مولوی جو بنے گا اُسکو مردانے کپڑے پہننا ہونگے مگر بڑھیا آ تو بنائینگے خوب خدائی آپ کرتے ہین آج سے اعتقاد کامل ہوا داؤد نے کہا بٹیا اب جاؤ حقیقت مین میرے ہاتھ کاٹنے کے لائق ہین مین بے سمجھے اتنا بڑا کام کر گذرا آج کل بڑے تردد مین تھا اب ناگن نے ہوا دار منگا یا ملکہ لالان خون قبا کو اسپر سوار کیا لیکر باغ مین آئی مگر داؤد جادو بیٹی کو کوڑا مار کر بہت شرمندہ ہوا خورشید جادو سے کہا تم اپنا جلال دکھاؤ خواجہ عمرو کو تلاش کرکے پکڑ لاؤ خورشید جادو مع بارہ ہزار جادوگرون کے براے تلاش خواجہ عمرو چلا داؤد جادو رنج مین دوشالہ سے منھ لپیٹ کر پڑ رہا مگر ناگن ملکہ کو لیے ہوے باغ مین آئی زخمون پر پٹیان چڑھائین ملکہ لالا خون قبا کو ہوش آیا اُٹھتے ہی سر پیٹنے لگی کہا ناگن ہم لٹ گئے شاہزادے سے چھٹ گئے کس حسرت سے اُس شیر بیشۂ جرأت کی جان گئی آنکھون کے نیچے وہ مصیبت پھر رہی ہی مین زندہ نہ رہونگی تڑپ کے اپنی جان دونگی ہاے نہ تکو سوجھا نہ مجھ بدنصیب کو خیال آیا کہ انجام کیا ہوگا جو چاہا کر بیٹھے اشعار

کہ داد خویش ستانم زگریہ بار دگر
کہ پیش یار شکایت بود زبار دگر

بہار عمر گذشت چو نونہال چمن
ہزار شیشہ تہی کرد از ہوس مخفی

مرا ہمیشہ بود چشم بر بہار دگر
ہنوز از دل من بشگفت خار دگر

دریغ درد دل و چشم اشکبار دگر
نہ یار خویش بود آن نہ یار بیگانہ

ان اشعار کو پڑھکر اسطرح بلبلا کر روئی کہ ناگن کا کلیجہ منھ کو آیا کہا واری ذرا سن تو لیجیے آپ نے تو بات کرنا مشکل کردی کس بات کا غم ہی فرمایئے تو ملکہ نے کہا تو نے دانہ مٹر کا اُس داتاے روزگار کو بنا دیا تھا گھنگرو کا منھ کھولکر اُسمین چھپایا جب اس جلاد نے مجکو مارا جسم کو مجھ بدبخت کے جنبش ہوئی وہ دانہ گھنگرو سے نکل گیا قریب دیوار کے ڈھلکتا ہوا پہونچا وہان روزن سے ایک چوہیا نکلی دانہ منھ مین دبا کر لے گئی مجکو داغ تازہ دے گئی ہاے اس بیکسی بےبسی مین کیا گذری ہوگی ناگن ہنس پڑی کہا حضور پھر کیا کرین آپ کی جان تو بچی دانے کا کون شمار

کرے وہ چوہیا قول سعدی کی پابند ہوئی شعر تمتع زہر گوشۂ یافتم ✤ ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم ✤ آسنے بھی خرمن محبت
سے ایک دانہ پایا کھیتی کریگی تخم الفت طلسم کشا مزرعہ دل مین بوئیگی چوہیا جو فروش گندم نما کیون حضور تلازمہ
کی سب باتین آگئین لکھا جو جوبخشش سو سو ملکہ نے ایک دو ہتڑ مارا کہا او ناگن تیری زبان مین سانپ کاٹے
یہ مسخرے پن کا وقت ہے جسکے منہ مین جا نول بھرے ہوتے ہین وہ اس طرح چبا چبا کر باتین کرتا ہے ہمین آب و دانہ
حرام ہے تمکو دل لگی سے کام ہے ناگن نے کہا جلدی کیا ہے دانہ کو چوہیا کھا نہ سکے گی کہین ڈال دے گی مین
جاکر تلاش کرونگی چوہا بنونگی بی چوہیا کو مارونگی یا پکڑ لاؤنگی ملکہ لالان خون قبا رونے لگی کہا واہ
بی ناگن آج تو تم نے خوب زہر اُگلا ہماری جان پر بنی ہے شہ جلد تدبیر کر دیہ کہکر خنجر اُٹھایا چاہا اپنے شکم
مین مارے ناگن نے ہاتھ پکڑ لیا کہا نہ گھبرایئے جب آپ کی چھاگل سے دانہ گرا مین چوہیا بنکے پہونچی دانہ اُٹھا لائی
پھر آکر بھڑوے افلاک کو قتل کیا سچ لیسے میان داؤد پہ کیا رنگ جما یا ایسی روئی بیٹھی کہ وہ خود گھبرا گئے
افلاک میان کُتے کی موت قتل ہوئے چلیے ملاحظہ کیجیے طلسم کشا صاحب اس کمرے مین آرام فرما رہے ہین
واری خوشی کی خبر یکایک سنا نہین کہتے ہین کہ انسان کو شادی مرگ ہو جاتا ہے یہ سُنکر ملکہ لالان خون قبا
ناگن کی بلائین لینے لگی ناگن تو نے بڑے احسان کیے کیا شکر یہ ادا کرین ناگن نے ہاتھ تھام لیے
آنکھون مین آنسو بھر لائی کہا حضور ہماری جان تمھارے قدمون پر نثار ہے مین دل سے پیروی مین
مصروف ہون خدا انجام بخیر کرے ملکہ نے کہا ناگن برائے خدا اُسنے آفت کا ذکر نہ کرنا اگر زخمون کو
پوچھین گے مین کہدونگی کہ اندھیرے مین گر پڑی اگر سُن پائینگے آفت برپا کرینگے ہاے ناگن کیا
کرون آٹھ پہر تلوار برساتے ہین ہر وقت خوف ہے یہ کہکے ناگن کا ہاتھ تھامے ہوئے اس کمرے مین آئی
دیکھا چھپر کھٹ پر اسد نامدار آرام کر رہے ہین ناگن نے بڑھکر پاؤن پر ہاتھ رکھا سحر اُتارا اسد
بیدار ہوے اب ملکہ نے عہد کیا کہ کمرے سے باہر انکو نہ نکلنے دونگی پردے مین آنکھون کے چھپاؤنگی عاشق
و معشوق مصروف عیش ہوے مگر اس حقیر نے اس داستان شوکت بیان کو اسطرح عرض کیا ہے دانہ مٹر کا
بنانا قلب پریشان ہوا ناظرین کا دل مشتاق ہوا واضح رہے ناظرین والا تمکین ہو کہ جب ناگن نے
قصد کیا کہ اسد غازی کو مخفی کرون سحر کرکے بصورت شیر بنایا ایک درہ کوہ مین جاکر چھپایا درہ کو وہ پر بھی سحر کر دیا
کہ یہان سے کہین جا نہ سکین جو کوئی دور سے شیر کو دیکھے گا آپ بھاگ جائیگا شیر بیشۂ جرأت کے قریب کون
آئیگا ہر نوع اس طرح اسد شیر دل کو بچایا ساتھ ملکہ لالان خون قبا کے مصروف عیش و نشاط ہوے
ہر روز کہتے ہین کہ مین جاکر دالو دھا دو کو مار ونگا تخت بہ تخت کا اُلٹ دونگا ملکہ و وزیر زادی عقل سے
شاہزادے کو روک رہی ہین و گر اُنکا دفعیہ بحر پہ ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان گوہر آبدار قلزم طراری نہنگ بحر زخار عالمتاب آسمان خنجر گذاری ماہ درخشان برج بزدباری قاتل سحر مہتر خواجہ عمرو ساقی نامہ مصنف

پھر نکہت زلف یار آئی
یا عطر فشان بہار آئی
پھر دل پہ کھنچی شبیہ ساقی
پھر بادہ کشی کی بار آئی
فرقت کی شبین قمر نے کاٹین
اب نوبت وصل یار آئی
گر آئے تو دیکھنے کو ایجان
آنکھون مین جان زار آئی
لیلی تری زلف دیکھنے کو
شب جگنے ہزار بار آئی

سابق مین تحریر ہوا کہ مہتر جمتران و بہتر بہتران یعنی خواجہ عمرو ونامدار بصورت افراسیاب سامنے دو جادو گر آئے کنیزان سامری نے بیچارا تخت زبر جدی چھوڑ کر بھاگے گلیم اوڑھ کر نکل گئے صد ہا مسافرون کو مارا تون کو جاکر مہاجنون کو لوٹا حوالی شہر داؤد یہ مین غدر ہو گیا اب داؤد جادو نے بعد مقدمہ ملکہ لالان خون قبا خورشید جادو اپنے وزیر اعظم کو برائے گرفتاری خواجہ عمرو روانہ کیا بیان خواجہ عمرو ایک درہ کوہ مین بشکل ساحر تاک لگائے بیٹھے ہین کہ کوئی مسافر نکلے دو چار کوڑی کا روزگار کرون کئی دن سے آب و دانہ کی بھی مشکل ہی دیہات و قریات سے بمشکل متمکن ہوتا ہی دیکھا کہ ایک حلوائی گرم گرم پوریان بڑی بڑی برفی کی ڈلیان بھری تھالی ہاتھ پر رکھے کہین جاتا ہی طریقہ سے ثابت ہوتا ہی کہ کسی رئیس کے واسطے صبح کو لیکر چلا ہی خواجہ عمرو بہ تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا لگا کر عمدہ کھانا دیکھکر پانی منہ مین بھر آیا ہی ایک سوداگر نحیف وضعیف کی صورت بنکر تیار ہوے عصائے بادام کا ہاتھ مین موتیون کے مالے گلے مین جیب مین روپے اشرفیان کھنکھناتے ہوے درۂ کوہ سے باہر نکلے پکارا میان حلوائی پوریان بیچوگے اُسنے کہا گیان ٹھاکر صاحب کے واسطے لیے جاتا ہون یہ بکری کا مال نہین ہی عمرو نے کہا اچھا بھائی جاؤ ہمارے شہر مین اتنی بڑی ایک پوری روپیہ کو بکتی ہی پچاس روپیہ سیر برفی ہی اس شہر مین شکل بڑی ایک پوری دو روپیہ کو بکتی ہوگی برفی کا بھاؤ سو روپیہ سیر کا ہوگا یہ سنکر حلوائی پلٹ پڑا جی مین کہا بڑے سخی داتا کا سامنا ہوا کہا حضور آپ لے لیجیے آپ کے کھانے پر ترس آیا آپ مسافر ہین ہم خدمتگذاری کو حاضر ہین عمرو نے کہا کنارے آؤ درۂ کوہ مین جاکر بیٹھے کہا میان حلوائی صاحب ہمکو گنتی نہین آتی ہمارے شہر مین کھانا ضرور لیتے ہین ہم دو روپیہ طور پوری بات کر دو ایک پوری رکھوا دو پھر ایک ڈلی برفی کی رکھتے جاؤ حلوائی نے کہا بہت خوب آپ کی خاطر ضرور ہی سب پوریان مٹھائی شمار کرکے اسی تھال مین کہین روپے گن کر حلوائی کو دیے کہا بھائی ہم تھال بھی نہ دینگے ہمارے شہر کا یہ دستور نہین ہی حلوائی سو چا ایسا نہو کوئی راہ گیر آجائے اس بڈھے کو سمجھا دے جلدی روپیہ لیکر ٹینٹ مین رکھے کہا میان سوداگر صاحب آپ کی باتین برفی سے زیادہ میٹھی ہین تھال

کرے وہ چوہیا قول سعدی بلدی ہی جا کر اور پکاؤن ٹھاکر صاحب کے واسطے لیجاؤن حلوائی کے ہاتھ مین
سے ایک دانہ پایا کھیتی کر و نے کہا کیون بھائی ایسے کپڑے پانچ اشرفیون کو ملتے ہین حلوائی نے کہا نہین میان چھ
کو سب باتمین آگئین عمرو نے کہا یہ بھی ہمین دیدو چھ اشرفیان لے لو حلوائی نے جلدی سے کپڑے اُتارے پیر و مرشد نے
کپڑے بھی لیے چھ اشرفیان حوالے کین کہا بھائی ہم روز ادھر سیر کو آتے ہین صبح کو لا کر دیجایا کرو حلوائی بہت اچھا
کہکر بھاگا خواجہ عمرو دوسرے پہاڑ پر جا بیٹھے کپڑے اور تھال زنبیل مین رکھ لیے پوریان برفی نوش فرمائین پانی پیکر
شکر کیا پروردگار تو رزاق مطلق ہے اس صحرا مین یہ نعمتین پہونچائین حلوائی دوڑا ہوا گھر پر آیا جورو سے کہا آج بڑے
سخی داتا کا سامنا ہوا روپیہ اشرفیان لایا جورو بھی خوش ہوئی اب ٹینٹ سے روپیہ اشرفیان نکالین تو دیکھا ایک
لڈو بنکر رہ گیا سر پیٹنے لگا جورو نے لڈو مین سے لیکر قلیل سا زبان پر رکھا فرا جو چکھا عمدہ چورن ہے میان بی بی
روتے پیٹتے چلے کہ جا کر خداوند سے فریاد کرین صحرا مین آکر دیکھا لشکر وزیر اعظم خورشید جادو کا اُترا ہے خورشید
بجاہ و جلال کرسی پر متمکن ہے حلوائی نے آکر دہائی دی کہا وزیر صاحب ایک بڈھے نے مجکو لوٹ لیا خورشید
جادو حال سُنکر سمجھا یہ کام عمرو عیار کا ہے اسی وقت صدہا ساحر واسطے تلاش خواجہ عمرو کے روانہ کیے خود آکر
بارگاہ مین بیٹھا عمرو نے بھی راہگیرون کی زبانی سُنا کہ وزیر اعظم داؤد ہماری فکر مین آیا ہے ایک ساحر کی شکل
بنکر نکلے جس ملازم کو خورشید کے جہان پایا کسی کو فقیر بنکر مارا کسی کو عورت بنکر دھوکا دیا کبھی بصورت برہمن
کنوین پر جا بیٹھے جو اُدھر سے نکلا پانی پلا کے ٹھنڈا کیا ہر روز صبح کو سامنے خورشید جادو کے دو چار لاشے آتے
ہین جو ساحر برائے تلاش گیا زندہ نہ پلٹا تیسرے دن غصہ مین بیرون بارگاہ آیا کہا صاحبو تم لوگون کے ہاتھ سے
عمرو عیار نہ مارا جائے گا مابدولت خود جاتے ہین فوراً گرفتار کر کے لاتے ہین قدرت گھبراتے ہونگے امورات
مملکت و انتظام خدائی میری ذات پر موقوف ہے رفقا نے عرض کی آپ کلید عقل خداوند ہین تکلیف
نہ فرمایئے ایک عیار تین روپیہ کا پیادہ ذلیل و خوار مکار غدار اسکے واسطے آپ ایسا عالی وقار جائے غلام
کوہ و دشت چھانین گے جس طرح بنے گا گرفتار کر کے لائینگے خورشید جادو نے کہا یارو بڑی غیرت کی بات
ہے اس تین دن کے عرصہ مین کئی سو ساحر مارا گیا کوئی اُس ظالم کو گرفتار کر کے نہ لایا مین سارے جنگل کو سحر بند
کر دونگا ناچار ہو کے سامنے چلا آئیگا خورشید بیرون بارگاہ یہ باتین کر رہا ہے اسباب سحر جھولی مین
رکھ چکا ہے قصد ہے پرواز پیدا کرون تلاش عمرو مین جاؤن کہ صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا ملکہ
صبا رفتار کمند انداز بانہلے عیاری سے آراستہ نیمچہ ہاتھ مین طراری بات بات مین اسی جانب آتی ہے
ہلتو ہوا عیار بچی شہنشاہ طلسم ہوش رُبا کی آتی ہے یقین ہے کوئی خبر تازہ لاتی ہے صبا رفتار نے آکر
خورشید جادو کو سلام کیا نامہ افراسیاب کا خورشید جادو کو دیا خورشید جادو نے کھولکر نامہ

پڑھا لکھا تھا ای خورشید جادو ماہ دولت کو کتاب سامری سے ثابت ہوا کہ عمرو عیار باغ بساط سے بھاگ کر
صحرائے ملک داؤ دیہ میں پہونچا کئی سو ملازمان قدرت ہلاک کیے ماہ دولت نے صبا رفتار کو روانہ کیا عمر بھر
کبھی اسکو نہ پاؤ گے اس ہوس میں ہلاک ہو جاؤ گے ہمراہ صبا رفتار کے وہ تنہا صحرا میں جاؤ یہ بتلا دیگی تم سحر کرکے
گرفتار کرلینا خورشید کا چہرہ یہ مضمون پڑھکر سُرخ ہوگیا صبا رفتار سے کہا تم نے بڑا احسان کیا چلو میں تمھارے
ہمراہ چلتا ہون رفقا نے کہا حضور ہم آپ کو تنہا نہ جانے دینگے صبا رفتار نے کہا صاحبو جب تم دشمن ہزار ملکر
چلو گے وہ بلائے روزگار ہی منزلون نکل جائیگا کسی کے ہاتھ نہ آئیگا خورشید نے کہا تم سب بیٹھو اپنے مقام پر ٹھہرو
حقیقت میں یہ عیارہ ہی ہر صورت میں اسکو پہچان لیگی سب نے سر جھکا لیا خورشید صبا رفتار کے ہمراہ ہوا
صبا رفتار نے کہا حضور آپ الگ الگ آئیے میں پہچان کر اشارہ کرونگی آپ سحر کرکے گرفتار کر لیجیے گا
خورشید نے کہا جو مناسب وقت معلوم ہو تمھاری رائے پر ہم کاربند ہین اس ساربان زادے نے غضب کیا سامنے
خداوند کے افراسیاب بنکر آیا ہزارون کو قتل کر گیا قدرت کو بڑا قلق ہی ملکہ صبا رفتار تمکو بھی انعام
ملین گے قدرت عمر بڑھا دینگے سب کچھ انکے اختیار مین ہی مگر خواجہ عمرو کے نام سے وہ بھی گھبرائے
ہوے ہین فرماتے تھے بڑا بندہ بے ادب ہی ہمنے اسکو جلاد ساحران بنایا ہی مگر اب تقدیر جدید کرینگے
صبا رفتار ہان ہان کرتی ہوئی چلی آتی ہی جب صحرا مین پہونچی نخلستان کی آڑ پکڑی ایک طرف دوڑی
پھر گھبرائی ہوئی آئی کہا وزیر اعظم مین نے خواجہ عمرو کو دیکھا ایک جھاڑی مین نخلستان کے بیٹھا ہی کسی عورت
کی صورت بنا چاہتا ہی لنگا پھریا بھی رکھا ہی آپ چلکے سحر کیجیے زمین پر تھام لیگی مین گرفتار کر لاؤنگی خورشید
خوش ہوگیا ہمراہ صبا رفتار کے چلا پچاس قدم آگے صبا رفتار نے کہا دیکھیے وزیر اعظم وہ سامنے آڑ مین
پتون کی ساربان زادہ بیٹھا ہی جلدی سحر کیجیے خورشید نے کہا مجکو نہین معلوم ہوتا صبا رفتار نے کہا بڑے
آدمیون کو کم سوجھتا ہی روپیہ کا نشہ ہوتا ہی بخوبی نگاہ اُٹھا کر دیکھیے تساہل نہ فرمائیے خورشید جادو
آگے بڑھا ہر چند کچھ معلوم نہین ہوا اگر صبا رفتار کے کہنے سے گولا پھینک مارا ادھر متوجہ ہوا صبا رفتار
نے گلے مین حلقے کمند کے ڈالدیے کیون میان خورشید اب پہچانا یہ کہکے نعرہ کیا نعرہ عمرو دم دم کہ کلاہ از سر
قیصر بیرم ٭ رنگ از رخ نجنگ بد اختر بیرم ٭ در مجلس خسروان چو گردم ساقی ٭ تیغ و سپر و سبو و ساغر بیرم ٭
خورشید زرد ہوگیا ارے کہکے پلٹا عمرو نے تراق سے جاب بیہوشی مارا چرخ کھا کے خورشید زمین پر گرا عمرو
نے خورشید کو اُٹھا کے نذر زنبیل کیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا سر اسکا کاٹا اپنے سحر کی صورت بنایا سر اسر
کمال کیا فرق نہ معلوم ہوتا تھا آپ بصورت خورشید بنکر تیار ہوے سر رومال مین باندھ لیا ہنستے ہوے پلٹے
لشکر والے دوڑے کہا ای وزیر اعظم یہ کسکا سر ہی خواجہ عمرو نے کہا ماہ دولت کے جانے کی دیر تھی گھیر کے مارا

صبا رفتار حرامزادی ہوا ہو گئی عمرو کے مقابلے مین نہ ٹھہر سکی لوگ کہتے ہین عمرو ساحر نہ تھا ایسے ساحر زبردست
کو مین نے مارا اُسکے بیر چہار طرف سے مجکو گھیرے ہوے ہین بچاؤ میرے ہوش پراگندہ ہین اگر باتین خلاف سرزد
ہون گھبرانا نہین میری حفاظت مین مصروف رہو میرا جی چاہتا ہی اپنا گلا کاٹ لون حیرت کا آئینہ دل پر
جوش ہی سارا کمال سحر کا فراموش ہی جلد خدمت مین خداوند کی مجکو لے چلو یہ کہکر تخت پر سوار ہوے سر آگے
رکھ لیا مصاحبون سے کہا تم سحر سے اُڑا کرے چلو ساحرون نے فوراً سحر کیا تخت اُڑاتے ہوے چلے مگر باتون
سے خورشید جادو کی سب گھبرا رہے ہین کبھی خائف ہو کے کہتا ہی یارو دیکھو غضب ہو گیا دمامہ جادو آتی ہی
مجکو آنکھین دکھاتی ہی کبھی کہتا ہی لو ساحر شمشش آگیا اب مجکو زندہ نہ چھوڑے گا خنجر اُسکے ہاتھ مین ہی گدھے پر سوار
ہو کر آیا ہی شتر سوار بہت سے ساتھ ہین سب بھوت پلید چلے آتے ہین یارو مجھے چھپاؤ ایسا نہو کہ کھا لین یا سر پر
چڑھ بیٹھین برم راکس بھی ہمراہ ہین سالبان زادے کے خیرخواہ ہین یہی پوچھتے ہین عمرو کو کس نے مارا یارو میرا نام
نہ بتانا جلدی مجھے خدمت خداوند مین لیچلو وہ ان شیطانون کے افسر ہین سبھون سے بہتر ہین جان بچائینگے ورنہ
سب بھوت پلید مجکو کھا جائینگے ساتھ والے ان باتون پر رو رہے ہین کہتے ہین ہمارے وزیر اعظم کو کیا ہوا خواجہ عمرو
کو قتل کیا مگر دیوانے ہو گئے کمر سے لپٹے ہوے ہین ایسا نہو اپنے کو تخت سے گرا دین اسی طرح شہر مین آئے ہر کوچہ و
برزن مین ہلڑ ہوا خورشید جادو نے جاہ و جلال دکھایا عمرو کو مارا مگر قلب اُلٹ گیا ہاے واے کرتا ہوا آتا
ہی ہر شخص آکر دیکھتا ہی مُنہ پر مردنی چھائی ہوئی ہوش و حواس پراگندہ باتین خلاف کرتا ہی کبھی ٹھنڈی سانسین
بھرتا ہی آنکھین پھاڑ پھاڑ کر ایک ایک کی طرف دیکھتا ہی بموجب مضمون شعر آنکھ جس پر پڑ گئی دیوانہ بنا یک تھا
پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا۔ غول کے غول تخت کے ساتھ ہین لڑکے دوڑے چلے آتے ہین چہرے
کو میان خورشید کے دیکھ رہے ہین کہ وقت زوال ہی چہرہ کبھی زرد کبھی لال ہی مُنہ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین
ہر مرتبہ غل مچاتا ہی دیکھو یارو بچاؤ کالے کالے لوگ پرے باندھ کے آگے ہین چٹیان سرون پر مُنہ پھیلاتے ہین
مجکو بلاتے ہین ہرکارون نے جو یہ حال دیکھا گھبرائے سامنے داؤد جادو کے آئے کہا یا خداوند آپنے سُنا
بڑا غضب ہوا خورشید جادو نے عمرو کو تلاش کر کے مارا مگر سڑی دیوانہ ہو گیا عمرو کے قتل کا بہانہ ہو گیا
روتا پیٹتا آتا ہی عجب عجب طرح کے کلمات کہتا ہی ہزارون آدمی بازار مین جمع ہین اُسکی جوانی کا افسوس
کرتے ہین وہ کہتا ہی دمامہ و شمشش پیچھا نہین چھوڑتے طریقۂ کلام سے اُسکے ثابت ہوتا ہی کہ بیر عمرو کے
خورشید جادو کو گھیرے ہوے ہین بچنا اُسکا دشوار ہی نہایت نحیف و زار ہی داؤد نے حکم دیا جلد میرے
سامنے لاؤ بڑے شخص کو اُسنے مارا اگر میرے خورشید پر زوال آیا انتظام خدائی مین فرق پڑا بڑا ساحر
کامل ہی عالم عاقل ہی اُسکا بد حواس ہونا خالی از علت نہین داؤد کھڑا ہو گیا تخت سے اُتر ٹہلنے لگا دیکھا

کہ خورشید جادو رومال مین سر عمرو کا باندھے ہوئے مگر مضطر بدحواس چہرہ اُداس بکتا جھکتا سامنے
آیا سر عمرو کا قدمون پر ڈال دیا پھر چیخین مار کر رونے لگا کہتا تھا یا خداوند مجھے ہاتھ سے ان بجیاؤن کے بچائیے
مجھے پکڑنے آئے ہین تمام بارگاہ آپ کی تختین لوگون سے بھری ہی آپ کی بھی بوٹیان نوچ کے پھینک دینگے مین آپ کا
دامن دولت نہ چھوڑونگا لشکر مین قرنا کرائیے اپنے افسرون کو بلائیے داؤد نے خورشید کو گلے سے لگایا کہا ای
وزیر اعظم نہ گھبراؤ کلمات حسرت و یاس زبان پر نہ لاؤ میرے سامنے کون تمھین مار سکتا ہی دمامہ و شمشہ کی کیا
حقیقت ہی گوگل مرچین جلاؤنگا سب کو پھونک دونگا خورشید نے کہا میرے ساتھ کنارے چلیے تو اپنے دل کا حال
کہون آپ کی خدمت کرون عمرو کا سر کہین رکھوا دیجیے اُسکے بیر اسکا سر دیکھ دیکھ کے روتے ہین آمادہ حرب و پیکار
ہوتے ہین داؤد نے فوراً سر عمرو صندوق مین بند کیا دل مین بہت خوش ہی کہ آج رکن اعظم اسلام گرا اب مہرخ و
بہار کی کیا حقیقت ہی ایکدن مین شکست فاش کھائینگی کیا لڑسکین گی بھاگ جائینگی یہ شخص اُنکا سرپرست تھا
عیار زبردست تھا کوئی اسکا ہمسر نہین ممالک ساحران اسی نے برباد کیے گھر کے گھر مٹا دیے مابدولت کا اقبال
تھا کہ ایسا شخص مارا گیا جسکا ہفت اقلیم مین مثل نہ تھا اُسکا سر میرے سامنے آیا مگر خورشید جادو زندہ بچ گیا
بڑا اپنے وزیر اعظم کا غم ہی ہاتھ تھام لیا ایک کمرے مین لایا اور کہا ای خیرخواہ بیٹھ جا کہا حضور علاج میرا نہ کرین مرجانے
دین آپ کا ملک تو پاک ہوا مجھپر جو گذرے گی وہ گذرے گی نمک سرکار سے ادا ہوا اپنے خداوند پر فدا ہوا
داؤد نے کہا ہم سمجھاتے ہین تم وہی کہے جاتے ہو ہم ایک ایسا سحر کرینگے سب بھوت پلید بھاگ جائینگے اب ہم
صبح کو تمھین تدبیر معقول بتائینگے گنبد سامری مین لے چلین گے وہان کوئی بھوت پلید نہ جاسکیگا مگر مفصل بتاؤ
تمھارے دل پر کیا گذرتی ہی کہا ایک جام شراب پلوائیے نشہ ہو گذشتہ حال کہون داؤد نے کنیز شراب کا مینا
سے آتار کہا لو پیو مگر بھیا مین تمھارے جان کی نگہبانی کرتا ہون خورشید نے جام شراب بھرا ہاتھ پر رکھکر کہا
حضور اُلش کر دین کہ برکت ہو میری جان بچنے کی صورت ہو داؤد نے نصف شراب پی پیتے ہی گھبرایا کہا ای
خورشید جادو وہی حال میرا بھی ہی بیشک دمامہ لنگاٹا اُٹھائے کھڑی ہی شمشہ کے کبھی دکھلائی ہی فوجین چلی آتی
مین خورشید نے کہا یا خداوند مبارک آپ کے سر پر بھی آسیب چڑھا ذرا ٹھیلیے داؤد جادو گھبرا کر اُٹھا عمرو نے
وہ بیہوشی ڈالی تھی کہ جلد مین اُلو قطرے مین دیوانہ ہو لڑکھڑا کر گرا عمرو نے نعرہ کیا منم مہر سپہر عیاری
و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار زبان مین سوزن دیا اُٹھا کر زنبیل کر لیا
کہا داداجان انکو حفاظت سے رکھیے یہ خداوند طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا اسوقت کی عمرو
کی خوشی بند قبا ٹوٹ گئے عرض کی ای کریم کارساز و ای مالک بے نیاز مجھ مور ضعیف مشت استخوان کو
مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا اس ظالم اظلم کو میرے ہاتھ سے گرفتار کرایا عرصہ دراز تک خواجہ عمرو کو وجد

خداوندی بر سر لباس فاخرہ زیب جسم انور خرامان رہا رنگ روغن عیاری کا نکالکر بشکل خداوند داؤد تنیا رہوا تاج خداوندی بر سر لباس فاخرہ زیب جسم انور خرامان
رہا رنگ روغن عیاری کا نکالکر بشکل خداوند داؤد رہوئی تمھاری دفع ہو عمر وایسے
خرامان پکارتے ہوئے آئے اے وزیر اعظم خورشید جادو جاؤ دو ہفتہ بہشت مین رہو بیہوشی تمھاری دفع ہو عمر وایسے
شخص کو تمنے مارا کل وزرا امرا دربار مین حاضر ہین سب نے یہ باتین سنکین دیکھا خداوند آتے ہین بڑھکر سبنے پوچھا
خورشید جادو کہان گیا جواب دیا تحقیق تقدیرات قدرت مین کیا دخل ہے خورشید نام تھا برج عقرب مین گیا گھیان
رہتا گردش فلکی سے اسپر زوال آتا قدرت پر بخوبی ثابت ہے ستارہ اُسکے طالع کا قمر تھا زمانہ غروب قریب پہونچا
برائے چندے قدرت نے بہشت مین بھیجدیا گردش سیارگان سے محفوظ رہا خوشی خوشی آئیگا پھر ایکدن دربار روشن
ہو جائیگا جلال خداوندی سے خوف کرو خورشید کا نام نہ لو سب نے سر جھکا لیا اب عمرو آکر تخت خدائی پر جلوہ
فرما ہوا گنبد سامری مین جانا موقوف کر دیا حکم دیدیا تا زمانے کہ وزیر اعظم نہ آئیگا قدرت گنبد سامری و جمشید
مین داخلہ نہ کرینگے اب خواجہ عمرو نے وزراسے باتین کرنا شروع کین مگر ناگن وزیر زادی روز برائے خبر
آتی تھی آج یہ خبر وحشت اثر سُنی کہ عمرو مارا گیا خورشید پر بھی زوال آیا گھبرائی ہوئی خدمت مین ملکہ لالان خون قبا
کے آئی علیحدہ بلاکر کہا حضور بڑا غضب ہوا خواجہ عمرو کو خورشید جادو نے مارا خورشید جادو کو آپ کے والدنے
کہین چھپا دیا برائے خدا طلسم کشا کو خبر نہ کیجیے گا ورنہ سر ٹکرا کے جان دیگا اپنے والد نامدار کے سلام کو چلیے
اب وقت غفلت نہین ہے خداوند کو بربادی مسلمانان کا خیال ہر وقت ہے ذکر آٹھ پہر یہی فکر اشہر جادو
سے آج پوچھتے تھے کہ ہماری صاحبزادی کا مزاج کیسا ہے اشہر جادو نے تہمت افلاک کا حال کہا عرصہ
درازتک قدرت نے پوچھا رنگ روے ملکہ لالان خون قبا متغیر ہو گیا کہا کیون اے وزیر زادی اب کیا
کرون بڑے جاہل سے پالا پڑا آٹھ پہر تلوار برساتے ہین ہر روز یہی فرماتے ہین مین جاکر داؤد جادو کو قتل
کرونگا دیکھیے یہ حال کیونکر مخفی رہتا ہے آج آخر وقت مین برائے تسلیم والد نامدار جاؤنگی مگر خوف سے دل کانپتا
ہے ناگن وزیر زادی نے کہا حضور جب سامنا ہو اپنے کو سنبھالیے گا ہاتھ پانون مین رعشہ نہو روے زیبا پر تغیر
نہ آنے پائے آپ کے بشرے سے رنگ عشق ٹپک رہا ہے اس خیال سے لونڈی کا کلیجہ پھڑک رہا ہے جب دن قلیل
باقی رہا ملکہ لالان خون قبانے اسد غازی سے کہا اے شہریار مین برائے چند ساعت دربار خداوند داؤد
مین جاتی ہون بہت جلد واپس آتی ہون مگر برائے خدا باہر بارہ دری کے تشریف نہ لائیے گا ذکر قتل خواجہ
عمرو تو نہ کیا مگر دبی زبان سے یہ کہا کہ خداوند کو آج کل بڑی فکر ہے وہان کی جو خبر پاؤنگی شب کو عرض
کرونگی مگر شہریار احتیاط شرط ہے یہ مشکل سمجھا کر اسد نامدار کو بارہ دری مین چھوڑا کنیزون کو بخوبی سمجھا دیا
کہ انکو برائے سیر باغ نہ نکلنے دینا خدمتگزاری مین فرق نہ آئے کوئی تکلیف شاہزادہ والا قدر کو نہ پہونچے
یہ فرما کر لباس تبدیل کیا ہوادار پر سوار ہوئی ناگن کو مع چند مصاحبون کے ہمراہ لیا طرف دربار داؤد کے

سوار ہوئی مثل باد بہاری چلی مگر خواجہ عمرو نے اشہر جادو سے تہمت عشق اسد نامدار بمقدمۂ ملکہ لالان خون قبا دریافت کیا تھا دل مین بہت خوش ہوا سوچا کہ وہ شیر دل نذر کردۂ بندگان صاحب شوکت وشان یقین کامل ہی یہان تک پہونچا مگر عقل سے دریافت ہوتا ہی کہ ملکہ لالان خون قبا کے ہمراہ کوئی عقلمند ہی اُسنے کسی صورت سے بچایا اس راز کو چھپایا انشاء اللہ حال کھلجائیگا اتو چندے سلطنت کرو دو چار کوڑی کا روزگار کرلو ایسا وقت پھر نہ ملے گا بیٹھے بیٹھے فرمایا ما بدولت کو اپنے بندون کے حال پر رحم آتا ہی صرف زیادہ آمد کم اسی وجہ سے ہر ایک کا مزاج برہم رہتا ہی ہماری یاد مین فرق پڑتا ہی مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل ؎ قدرت چاہتے ہین سب امیر صاحب مال و دولت ہو جائین تکلیف رنج و ملال سے ہمارے بندے چھٹ جائین جسکو جو میسر ہو روپیہ پیسہ اشرفی جواہر نقد وجنس قصر خداوندی مین جمع کرو شرف کونین حاصل ہو قدرت کو بدل وجان منظور ہی بعد ایک ہفتہ کے دوتا کرکے واپس دینگے خزانۂ خداوندی سے فرشتے لاکر ملا دینگے بعد اسکے پھر بھر کامل شہر داؤدیہ مین ہُن برسائینگے دریادلی دکھائینگے مسلمانون کو ترسائینگے تمھاری امارت دیکھکر تڑپ تڑپ کر مر جائینگے ایکدن مین صاحب زر و دولت ہو جائینگے مال بیحساب پائینگے سب وزرا امرا دعا دینے لگے قصر عالی منزلت مین بلا تکلف مال جمع ہونے لگا کسی نے قصور نہ کیا مہاجنون کو جو خبر ہوئی یا تو روپیہ سیکڑا پر قرض دیتے تھے دونا ہونے کا جو غلغلہ سُنا اشرفیون کے توڑے جواہرات کے صندوقچے قصر مین لاکر رکھے اپنے اپنے مال پر اپنے اپنے نام کی چٹھیان لکھکر لگا دین جنکو نہ میسر تھا وہ قرض مانگتے پھرتے ہین عورتین پڑدس مین دوڑتی پھرتی ہین ایک ایک سے کہتی پھرتی ہین بوا اپنے ذرا جوشن اور طوق دینا مین بعد ایک ہفتہ کے دیجاؤنگی اُسنے کہا بی بی ہم خود جاکر خزانۂ خداوندی مین جمع کر دینگے دونا کرکے لائینگے تمھین بھی وہ زیور دکھائینگے دیکھنے والون کے منھ مین پانی بھر آئینگے ہم آپ اپنی آبرو بنائینگے بعد ایک ہفتہ کے دونا ہو کر ملے گا مانگے نہین دینگے اب دیکھیے ہُن کب برستا ہی سونے چاندی کے واسطے دل ترستا ہی مین سونے کی ایک بڑی سی ہسل بنوا کر گلے مین ڈالونگی دل کے حوصلے نکالونگی ایک کہتی ہی بوا سونے کی چھاگل نہین پہنی پانچ سیر کی چھاگل چھ سیر کا طوق تولہ ماشہ کا کون حساب کرے پتھر کے سیر سے تول کر دیدینگے سُنار بنا لائیگا سر سے پانون تک سونے مین پیلی رہونگی زیور بھی اپنا جمع کر آئی انگوٹھیان چھلے بھی اپنے رکھدیے میان سے چھپا کر جو مین نے پیسے جمع کیے تھے وہ بھی پوٹل مین باندھ کر ڈال آئی اب روز رتجگے ہونگے مہمان گھر مین بھرے رہینگے بوا مجکو ڈھول کا بڑا شوق ہی گلگلے بانٹنے کا بھی ذوق ہی اگر اللہ رحم کریگا بڑے دھوم سے رتجگہ ہوگا شہر مین ہر کوہ و برزن مین یہی ذکر ہین ہنگامے برپا ہو رہے ہین کہ بیارو آجکل خداوند داؤد اپنے بندون پر مہربان ہین اہالیان شہر داؤدیہ پر سراسر

احسان مین گھر گھر ہُن برسے گا ایک کا ایک دست نگر رہے گا کوئی رنج و ملال مفلسی نہ سہے گا لیکن شہنشاہ
اوج عیاری قطب فلک خنجر گزاری شاہ عیاران عیار پیک طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بشکل و اوُد
جادو سر پر جا نانی پر جلوہ فرما جنون اور جوہرون کا روپیہ چھکڑون اور ٹھیلون پر لدلد کر آرہا ہے
خزانہ دار داؤد کو الگ بلا یا کہا سب صندوقچے جواہرات کے نظر ثانی کراؤ خزانہ دار صندوقچے لاتا ہے
پیر و مرشد گوشے مین لیجا کر جواہرات لے لیتے ہین کنکر پتھر بھر دیتے ہین کہ ٹرھ کر ہرکارے نے خبر دی نور چکیدہ
خالص قدرت برائے زیارت حضور پر نور تشریف لاتی ہین عمرو سنبھلکر بیٹھا تاج کو سر پر کج کیا ایک ایک پر غصہ
کرنے لگا ایک جادوگر نے آکر پایۂ تخت کو بوسہ دیا سجدہ کرنے کے لیے سر جھکایا خواجہ عمرو نے تلوار کھینچکر ایک
ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے فرمایا بیحیا نہ صبح و شام لونڈی نے سکھا سلام یہ وقت سجدہ کرنے کا تھا اہالیان
دربار تھرا گئے مردہا سامنے عصائے مرصع کار پر تکیہ کیے کھڑا تھا اسکی جانب سر اُٹھا کر دیکھا کہا اس بیحیا کی
ناک کاٹ تو تاکہ اورون کو کان ہون رو برے قدرت یہ بے ادبی کسی کی ناک کٹی کسی کے قتل کا حکم دیا
دو چار لاشے سامنے لوٹنے لگے تیغہ خون آلود کھنچا ہوا سامنے رکھا ہوا ملکہ لالان خون قبا ہوادار سے اُتر کر
جیسے ہی اندر بارگاہ کے آئی وزرا امرا نے سلام کیا کہا اسوقت حضور خداوند قدرت کو بڑا غصہ ہے کئی ساحرون
کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اور لاشے اُٹھانے کا حکم نہین دیا دو چار کی ناکین کٹین دیکھیے کیا ہوتا ہے ملکہ
لالان خون قبا یہ سُنکر گھبرا گئی پلٹ کے کہا بوا ناگن پلٹ چلو اس وقت خداوند قدرت کا سامنا نہ کرو ناگن
وزیرزادی نے کہا حضور اب تو آ چکے جو خدا کو منظور وہ مالک و مختار ہے بندے کی عقلمندی بالکل بیکار ہے بسم اللہ
بڑھیے اپنے رحیم و کریم کا نام لیجیے خوف نہ کیجیے ناگن کے کہنے سے ملکہ لالان خون قبا آگے بڑھی دربان
سالار نے پردہ اُٹھایا چوبدار نے آواز دی نور چکیدۂ خالص قدرت نگاہ روبرو خواجہ عمرو نے سر اُٹھایا
ملکہ لالان خون قبا ڈرتی ہوئی واسطے تسلیم کے جھکی خواجہ عمرو نے دیکھا رنگ رو متغیر ہو ہونٹون پر خشکی
آنکھون پر تری چونکہ وصل محبوب سے دل بحال ہو چہرہ خوشی سے لال ہو خواجہ عمرو نے نور نظر کہکے دونون ہاتھ
پھیلا دیے سر سینہ سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پہلوے تخت مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھنے کا حکم دیا بی ناگن سے
آنکھ ملائی ناگن نے جلدی پایۂ تخت کو بوسہ دیا پوچھا یہ کون صاحب ہین اشہر جادو نے دست بستہ عرض
کی خاص صاحب ہین پلٹ کر غصہ مین فرمایا بیحیا تو کیون بول اُٹھا قدرت سب کو پہچانتے ہین ذرہ
ذرہ کا حال جانتے ہین تیرے بھروسے پر خدائی نہین کرتے اشہر جادو نے گھبرا کر دست بستہ عرض کی غلام
سے قصور ہوا ڈرا کہین ہاتھ تلوار کا نہ مار بیٹھین قدرت کا کوئی کیا کریگا یہ تو سر جھکا کر خاموش ہوا بی ناگن
سے آنکھ ملا کر کہا وزیرزادی صاحب مزاج اچھا ہے ناگن تھرا گئی قریب تھا خوف سے غش آ جائے اپنے کو

بمشکل تمام سنبھالا کہا لونڈی دعا مین مصروف رہتی ہی فرمایا آؤ بیٹھو ہم سب کے دل کا حال جانتے ہین مگر تم ہماری صاحبزادی کی بڑی خیرخواہ ہو کیا کہنا ہم تمکو بہت سرفراز کرینگے کیا خوب انتظام ہی مگر اتنا سمجھی رہو کہ ہم سب حال سے ماہر ہین تمام عالم کے حالات ہمپر ظاہر ہین ناگن کا رنگ رد اُڑ گیا ساری عقلمندی بھول گئی جی مین کہتی ہی آج تو خداوند صاف صاف فرما رہے ہین صرف نام اسد لینا باقی ہی ای خدائے کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچانا ملکہ لالان خون قبا سے اشارہ کر رہی ہی کہ حضور سنتی ہین آج قدرت کے رمز آمیز کلام ہین اُسکے بد انجام ہین ملکہ لالان خون قبا بھی مثل برگ بید کانپ رہی ہی خواجہ عمرو نے دیکھا مہ جبین نازک مزاج پروردۂ مہد ناز و نعم ہی ایسا نہو خوف سے دم نکلجائے دل مین سمجھ گیا بیشک اسکے باغ مین میرا پھول ہی دریافت ہوجائیگا مگر ملکہ لالان خون قبا کی پشت پر ہاتھ پھیرا کہا ایہا الحاضرین ہماری نور چلیدۂ خالص قدرت ماہ تمثال خورشید جمال کا نیر اقبال ساطع و لامع ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ طلسم ہوش رُبا کی حکومت کریگی اٹھارہ سو ملک اس شہنشاہ خوبی سرو باغ محبوبی کے زیر حکم ہوگا آج تک کسی نے ایسی سلطنت نہ کی ہوگی طلسم ہوش رُبا عدالت سے معمور ہر خرد و کلان مسرور بچۂ شاہین و عقاب شانہ زلف عصفور ہوگا رو باہ و شیر ہم پہلو خوف شحنائے عدل سے چور نگہبانی کرینگے کوئی دزدیدہ نگاہ سے کسی کو نہ دیکھے گا قزاقون کو عہدۂ نگہبانی جلادون کو خوف دربانی عدالت مین کوئی نوشیروان کا نام نہ لے گا نام جلسۂ جمشید کا مٹ جائیگا تمام عالم مین شہرۂ عدل و قبض و سلطنت ہوگا اوج پر آفتاب ہمت ہوگا کل اہالیان دربار زبان گہربار سے کلام فیض انجام سُن رہے ہین سوائے درسعد و بجا کے کیا کہہ سکتے ہین خوف سے مثل تصویر سب کو سکتے ہین عرصہ دراز تک ایسے کلام کیے ناگن کی عقل و فطرت کی تعریف کی اپنی غیب دانی کی توصیف کی پھر فرمایا ای نور نظر پارۂ جگر اپنے باغ مین جاؤ عیش عشرت مین مصروف ہو ملکہ لالان خون قبا مین جان تازہ آئی ناگن کا ہاتھ تھام کے ہوادار پر سوار ہوئی دار الامارۂ شاہی سے نکلی کہا کیون ناگن آج خداوند نے کیسی باتین کہین سراسر رمز کی گھاتین یقین ہی دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی ناگن نے کہا حضور میرے کلیجہ پر چھریان پھر رہی ہین ہر کلام سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ابکی مرتبہ فرمائینگے کہ اسد غازی کو تمنے اپنے باغ مین چھپایا ہی حضور میرے انتظام کی تعریف نہ تھی صاف پایا گیا کہ اُنپر ظاہر ہوگیا ہی کہ مین نے اسد غازی کو بچایا ملکہ لالان خون قبا نے کہا بوا ناگن مین گلا کاٹ کے مرجاؤنگی اُنکی خدا جان بچائے بڑا ہی خیال ہی اُسی حالت مین لرزان ترسان باغ مین آئی اسد غازی مسند پر جلوہ فرما تھے کنیزین خدمت مین مصروف بلکہ آکر خاموش بیٹھی ناگن کے بھی ہوش اُڑے ہوئے ظاہر مین اپنے کو شگفتہ کیا اس خوف سے کہ اسد غازی کو نہ ظاہر ہوجائے اسد نے پوچھا کیون ملکہ مین تمکو متفکر پاتا ہون صاف تبلاؤ مین ابھی تلوار کھینچکر دربار مین

داؤد جادو کے جاؤن ببیا کا تخت اُلٹ دون تم نے ابتک ہمکو اپنی عقلمندی سے روکا اب مین کل صبح کو ضرور جاؤنگا ان کلمات شجاعت آیات پر ملکہ لالان خون قبا زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی کہا صاحب تمھارے دھڑ کون نے ہمکو مارا جسوقت آپ کا جانے کو جی چاہے ایک ہاتھ تلوار کا لگا دیجیے اس بدبخت کا جھگڑا پاک کیجیے پھر اختیار ہی جہان چاہے جائیے ناگن وزیرزادی بھی قدمون پر گر پڑی کہا حضور ہم سب کی جان آپکے قدمون پر نثار ہی یہ کنیز آپ کے ہر مقدمہ کی رازدار ہی جلدی کرنا بیکار ہی مین سمجھکر عرض کرونگی پھر آپ جائیے گا ابھی دو دن تامل فرمائیے ہم خوب جانتے ہین آپ آفتاب عالمتاب جرأت و شوکت ہین صاحب ہمت و سخاوت ہین آپ کا چھپکر بیٹھنا بہت مشکل ہی یہ کنیز بھی جاہل نہین ہی ایسے موقع پر عرض کرونگی کہ کوئی سامان معقول ہو مطلب دلی حضور کا حصول ہو آٹھ پہر یہی دعا کرتے ہین انھین باتون مین خداوند آسمان چہارم یعنی نیر اعظم عرش تخت مغرب پر جلوہ فرما ہو کر پردۂ حجاب حلم رب اکبر مین مخفی بصد شوکت ہوا و پیغمبر ماہ تابان اقلیم فلک پر مبعوث برسالت احکام نبوت فرقہ ثابت و سیارگان مین مصروف ہدایت ہوا کنیزان ملکہ لالان خون قبا نے سامان روشنی مہیا کیا محفل خلد منزل مین مسند ناز پر دونون عاشق و معشوق بصد شوکت و ناز متمکن ہوئے جام ارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند خیر خواہان محفل خوش دشمن دردمند رقاصۂ حور مثال تانین مار رہی ہی بصد ناز و ادا

یہ غزل حسرت آمیز شروع کی غزل نسیم

بلند یون پہ ہی اپنی پستی یہ اوج کس خاکسار مین ہی
پسند آئی فلک پرستی وہ سرفرازی غبار مین ہی

خوشی شب و روز رد بر وتھی تبسم انگیز گفتگو تھی
ہمیشہ ہنس دینے کی جو خو تھی وہ ہن شکافت فزار مین ہی

عجب طرح کی پڑی ہی مشکل ہوئی ہین دو آفتین مقابل
بدن کو قید کفن ہی حائل کفن جو قید مزار مین ہی

بدن سے لپٹا کفن کا جھگڑا لبغل مین چھٹے ہین سر پہ تختہ
سمجھ کے آئے تھے جائے تنہا سو یہ بکھیڑا مزار مین ہی

فراغ زیر لحد کہان ہی وہان بھی تکلیف امتحان ہی
بدن تو اسدرجہ ناتوان ہی زمین امید فشار مین ہی

اسی طرح انتشار مین تھا ہمارے جب اختیار مین تھا
جو عالم اسکا کنار مین تھا وہ حال اپنا فشار مین ہی

پھرا دے خنجر مٹا دے جھگڑا ستم مین قاتل لحاظ کسکا
دبے ہین زانو کے نیچے اعضا رگ گلو اختیار مین ہی

یہ ساری چھل بل تمھین بھلا دین کبھی نہ دیکھا ہو وہ دکھا دین
جو گو دمین آؤ تو بتا دین کہ یہ مزا اختیار مین ہی

یہ بیخودی کا ہوا ہی عالم کہ سو گیا تھا جو یار یکدم
کئی برس ہو چکے ہین ہمکو یقین ہی دلبر کنار مین ہی

نہ پوچھیے لطف زندگی کا ہوا ہی وہ حال زار میرا
کہ جس طرح سے تمھارا وعدہ تزلزل اعتبار مین ہی

بس زفنا فقین ہمین نصیب عزتین بھی کم مین
زمین کے آغوش مین جو ہم ہین فلک کے کنار مین ہی

نسیم کیا جستجو سے ہوگا نہین ہے تقدیر مین جو لکھا		سوائے سرگشتگی بیجا بگولے کے کیا کنارے مین ہے

لیکن خواجہ عمرو بن امیہ نامدار بشر شناس نیک اساس عیار کامل عاقل علوم عیاری مین فاضل بڑے بڑے کاملین کی آنکھین دیکھین زبرجد نگار مین گذرے ہوا زبرجد شاہ کی بدعتین اور لان اول عزربان خراسانی پہلوان لاثانی کا برسم ایلچی گری دربار زبرجد شاہ مین جانا اور اُس ملعون کو سجدہ کرنا پھر طبل جنگی بجنا اعراک رعد آواز کا میدان مین آنا روز اول بدیع الزمان کا اسیر ہونا اور جاکر زبرجد شاہ کو سجدہ کرنا اور دربار مین کل اہل اسلام حیران پریشان مضطر ششدر لیکن اس ارسطو فطرت لقمان حکمت نے اس مشکل کو حل کیا پھر اعراک رعد آواز کو جاکر مارا اُسکی مان عنظروت کو للکارا لاشۂ اعراک رعد آواز لے کر میدان مین آئے زبرجد شاہ کو ذلیل کیا اعتقاد خدائی مین اسکی فرق پڑا شہر فرعونیہ مین کسی قدر اُس سے بڑھکر قیامتین دیکھین دربند دوم فرعونیہ قلعہ نقرہ کو سکندر شاہ نقرہ کوہی نے بڑے بڑے عجائب غرائب دکھلائے نقابدار سیہ پوش کو برائے مقابلہ مسلمانان بھیجا اُسنے سامنے صاحبقران کے بدیع الزمان اور قاسم کو قتل کیا بڑی بڑی بدعتین کین شوکتین دکھائین آخر خواجہ عمرو نے جاکر طران جادو کو عیاری کرکے مارا سرداران نامی کو چھڑایا نقابدار الفہ پوش بنکر نقابدار سیہ پوش کو ملا اُس روز زمین ملک سکندریہ کی کانپتی تھی شہناز جادو بڑے کروفر سے برائے مدد سکندر شاہ آیا خواجہ عمرو سوداگر بنکر اُسی وقت دربار مین پہونچے سامنے نقا کے تاج شہناز جادو کا لیا اُسنے کہا سوداگر صاحب لائیے دیکھ چکے خواجہ عمرو نے کہا حضور کیا طلب فرماتے ہین شہناز نے کہا میرا تاج دیجیے عمرو نے کہا حضور مین نہین بیچونگا آپ کم قیمت لگاتے ہین شہناز نے کہا کہ یہ تاج تو میرا ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ سبحان اللہ واہ حضور والا جسکی چیز اُسکے پاس یون آپ رئیس ہین دربار مین بلاکر لوٹ لیجیے ایک حبہ نہ دیجیے شہناز جادو بگڑا کہ بڈھے تیری کچھ شامتین آئی ہین میرا تاج ابھی دیکھنے کو لیا اب اپنا بتاتا ہی عمرو اپنے مقام سے اُٹھا کہا ای شہنشاہ مین خداوند کے کان مین جو اصل بات ہی وہ کہدونگا قدرت کو کان ہو جائینگے شہناز نے کہا کیا مضائقہ لقانے سر جھکایا عمرو نے کان مین مُنھ لگایا داہنا ہاتھ پھونک کر ایک دھول قدرت کے لگائی تراقے کی آواز آئی بائین ہاتھ سے تاج بھی لیا نعرہ کرکے نکلے ساحر پکڑنے کو دوڑے راہ مین آکر ناصر جادو کو مارا ساحر بنکر محیط سیہ چشمی پر سوار ہوئے دریا کے اس پار آئے اگر عیارین کا عمرو کی ذکر ہو تا روز حشر دفتر تمام نہو تعجب ہی ایسا کامل داخل جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ اگر کسی شخص کی پیشانی پر شکن پڑے سطر بنا کر اس سے حرف پیدا ہون مطلب دلی سے آگاہی ہو جائے خلاصہ کلام باتون سے ملکہ لالان و ناگن کے گمان غالب ہوا تھا کہ اسد نامدار باغ مین ملکہ مذکور کے ضرور موجود ہی جب رات ہوئی ہوا دار منگایا لباس خداوندی زیب جسم فرمایا سوار ہو کر کہا ہم کو در باغ

نور چکیدۂ خالص قدرت ہے بے چلو چند ساحر ہمراہ لیے وہ رہبری کرتے ہوئے لے چلے باغ مین ملکہ لالان خون قبا
کے بند و بست ہی دروازے پر محلدار ہر وقت بیٹھی رہتی ہی دروازے مین قفل روزن در سے دیکھا خداوند داؤد
ہوا دار پر سوار چلے آتے ہین چند ساحر بھی ہمراہ ہین اسی جانب آتے ہین محلدار بدحواس دوڑی ہوئی ملکہ لالان خون قبا
کے سامنے آکر گر پڑی کہا حضور برائے خدا ناچ گانا راگ رنگ موقوف کرو خداوند داؤد آتے ہین یہ سنکر
ملکہ لالان کے ہوش و حواس اُڑ گئے گھبرا گئی چہرے پر اداسی چھا گئی ہاتھ پیرون مین رعشہ آگیا قریب تھا
روح جسم زار سے نکل جائے اسد نامدار بھی مسند پر مسلح و مکمل بیٹھے ہین ملکہ لالان خون قبا کو جو متغیر دیکھا کہا
خیر تو ہی کیون گھبرا گئیں دروازہ کھول دو وہ بیچیا آئیگا تو کیا کریگا ساری خدائی کرنا بھلا دونگا ٹانگین
چیر کر پھینکدونگا اُسکی قضا ہی اُسکو یہان کھینچکر لائی ہی ملکہ لالان تو مثل تصویر خاموش ہو گئی ناگن قدمون
پر اسد غازی کے گر پڑی کہا حضور برائے خدا و رسول جرأت کو کام نہ فرمائیے ہماری سب کی جان بچائیے جلدی
کمرے مین جا کر بیٹھیے ہم نے آپ سے ذکر نہین کیا آج دربار مین خداوند نے ایسی باتین کی تھین جس سے صاف ثابت
ہوتا تھا کہ کسی نے کہدیا کہ طلسم کشا کو ہم لوگون نے چھپایا ہی آخر ہفت اقلیم پر خدائی کرتے ہین ایکدن میری باتون
مین دھوکا کھایا اب اُسکو بخوبی ثابت ہو گیا ہوگا بمشکل تمام اسد غازی نے مخفی ہونا قبول کیا ناگن نے چاہا تھا
تلوار وغیرہ اسد غازی سے لے لیں اسد نے اس بات کو نہ مانا رونے سے ملکہ لالان خون قبا کے کمرے مین
جا بیٹھا ناگن نے جلدی دروازہ بند کیا اب صحبت عیش و نشاط کیونکر مٹائے کیا کیا چیز اُٹھائے چنگیر چھگھٹے
عطردان پاندان کل سامان عیش و نشاط مہیا سارا قصر اشیاے نادرہ سے بھرا ہوا ہی کسی شے کو اُٹھا نہ سکی
گلابیان تک شراب کی ہٹا نہ سکی ملکہ لالان خون قبا دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے مثل عروس شب
اول عطر سہاگ کی بسی ہوئی بو خوشبو خوشخو اسی طرح بدحواس بالون کو نوچتی ہوئی ہونٹون کو اس قدر چبایا کہ
یاقوت احمر کے ٹکڑے معلوم ہوتے ہین ماتھے سے افشان چھڑائی مگر جلدی مین کیا بن پڑتا ہی وہ بگاڑ بناؤ سے
بہتر خورشید جمال پری پیکر مضطر و ششدر کنیزین آفتان و خیزان حیران و پریشان آپس مین اشارے و کنائے کرتی
ہوئین کہ آج ملکہ لالان خون قبا کے ساتھ ہماری بھی ناک چوٹی کٹی سب کی شامت آئی دیکھیے اب کیا ہوتا
ہی دل دھڑکتا ہی دھگڑے کو باغ مین بٹھایا باپ کا مطلق خیال نہ آیا کوڑے کھائے مگر محبت سے ہاتھ نہ اُٹھایا اب
خریداری کی کیفیت حاصل ہوگی دیکھیے خداوند داؤد کیا کیا قیامتین برپا کرتا ہی آخش ڈھاتا ہی ایک ایک
سزا کا سزاوار ہوگا سارا باغ آتش بہار ہوگا محلدار نے بڑھکر قفل کھولا ملکہ سر جھکائے ہوئے کھڑی ہی سفید چادر
محمودی کی اوڑھے ہوئے ناگن وزیرزادی پہلو مین شہنشاہ اوج عیاری ہوادار سے اُترے باغ مین آئے
ساحرون کو باہر چھوڑا جیسے ہی باغ مین قدم رکھا ملکہ لالان نے مؤدب جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے سراپا

دیکھا وہ ٹھن بنی ہوئی ہی ہاتھ تھام لیا ناگن سے کہا بی وزیر زادی صاحب ہمارے قریب آؤ تمھاری عقل و فطرت
پر ہمکو ناز ہی ناگن بھی مارے خوف کے کانپ گئی کہا سراسر حضور کی پرورش حضور کی ایک ادنی کنیز بے تمیز ہون
اب خواجہ عمرو سب کے چہرون پر بغور نگاہ ڈال رہے ہین رنگ زرو سب کے متغیر اب یقین کامل ہوا اپنی راے
پر آفرین کی اسی طرح دیکھتے بھالتے باغ کو چلے آتے ہین درختون پر جال مقیش کے پڑے ہین لالٹینین مثل قطرہ ہاے

نظم

نور روشن جوبن پر نوجوانان چمن
باغبان سمجھے فلک پر کوئی تارا ٹوٹا
سرخی لالہ و گل ہی شفق صبح سمن

پھول جو چاندنی کا ہی گل مہتاب ہے وہ
ٹوٹ کر کوئی زمین پر جو گرا برگ سمن
چھپ گیا چاندنی کا پھول جو تو نین کوئی

ہر شجر نور مین ہی غیرت نخل ایمن
ہر چمن نور مین مطلع گل خورشید کا ہی
شمع گلچین کو ہوا صاف کہ ہی چاند گہن

سارا باغ گلہاے رنگا رنگ سے مملو شب کا وقت گلون کی بھینی بھینی خوشبو نسیم اٹکھیلیان کر رہی ہی اس گلعذاران
کی محبت کا دم بھر رہی ہی تمام کیفیت و آراستگی باغ و رنگ وے گلعذاران نگاہ غور دیکھتا ہوا عمرو بارہ دری مین پہونچا
وہان بھی دیکھا کل سامان عیش و عشرت مہیا ثابت ہی کہ ابھی کوئی صاحب صحبت اٹھ گیا ہی دمبدم یقین بڑھتا جاتا ہی
آکر مسند پر خواجہ عمرو بشکل داؤد جادو بیٹھے قریب ایک طرف ملکہ لالان خون قبا کو ایک جانب ناگن وزیر زادی
کو پہلو مین جگہ دی چار جانب نگاہ اٹھا کر دیکھا کہا کیون بی ناگن بدون صاحب صحبت اس محفل مین سناٹا ہی اس شخص
کو ہمارے سامنے بلاؤ بس اب نہ چھپاؤ ہم کیا تمھارے بھروسے پر خدائی کرتے ہین جلد بتلاؤ کہان چھپایا ہی تو نے ہمارے مصاحب
افلاک جادو کو ہمارے ہاتھ سے قتل کرایا سب خطائین معاف کین خیر کچھ نہ کہین گے سنتی ہی کچھ جواب نہین دیتی
جب ناگن کچھ نہ بولی طرف ملکہ لالان خون قبا کے متوجہ ہوئے کہا کیون اے نور نظر ہماری بات کا کچھ
جواب نہین ملتا بتلاؤ صاحب خانہ کہان ہین لالان نے تھرا کر کہا بابا جان مین صاحب خانہ ہون اور سوا
میرے یہان کون مالک ہی خواجہ عمرو نے کہا اپنے مہمان عزیز کو بلاؤ جن صاحب کے واسطے یہ جلسہ آراستہ
ہوا ہم انکی ملاقات کے شائق ہین جو صاحب تمہارے دون مین فائق ہین ہم بھی دیکھین کیسے بہادر قلزم شوکت
کے بے بہا دُر ہین اپنا نظر کردہ کرین سپہ سالاری کا عہدہ دینگے ملکہ لالان خون قبا نے تھرا کے کہا
حضور مین نہین سمجھی میرے یہان کوئی مہمان نہین آیا نہ مین نے کسی کو بلایا جب تو خواجہ عمرو نے جھولی مین ہاتھ
ڈالا بڑا سا فولادی گولا نکالا کہا تم سب صاحبون نے ہمکو نادان سمجھا ہی ابھی سحر کرتا ہون گڈھا تمکے جہان ہوگا
وہ ڈرا آئیگا پھر عمر بھر آدمی نہ بناؤنگا کسی دھوبی کے سپرد کر دونگا بقول سعدی بیت مسکین خر اگرچہ بے تمیز است
چون بار ہمی برد عزیز است ؛ یہ کہکر کچھ پڑھنا شروع کیا ناگن سے کہا بی وزیر زادی صاحب کچھ زہر اگلو
ہمارا سحر دفع کرو ناگن نے کہا میری کیا مجال خواجہ عمرو نے کچھ پڑھکر گولہ اچھالا کہا دیکھو لالان خون قبا
ایکی مرتبہ جو گولے کو جنبش دونگا وہ شخص گڈھا بنجائیگا قضاے کار اسد نامدار روزن در سے یہ معاملہ دیکھ رہا ہی

سوچا غضب ہوا اب یہ سحر کریگا مین گدھا بنجاؤنگا دن رات دھوبی کے کھونٹے مین بندھا رہونگا اب کچھ تدبیر
کرنا ضرور لازم ہی نکل کے اس سے لڑو بھڑو دل کا حوصلہ نکالو یہ تو صاف ظاہر ہی کہ یہ بیچا بڑا ساحر ہی مگر جب تلوار
مردان عالم کی کھچی برق شمشیر چمکی خدا چاہیگا تو ہونٹھ نہ ہلاسکے گا یہ سوچ کر دروازہ کھولا دہین سے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ ‖ بدرم دل شیر و چرم پلنگ ‖ شہنشاہ نام آورد کامران ‖ اسد شیر دل ابن صاحبقران

او دادو جادو عورت کو کیا ڈراتا ہی مردون سے آنکھ چار کر قبضہ پر ہاتھ دھر ناحق ٹر ٹر بناتا ہی کلوا بیرون کو بلاتا ہی
خود بنکے بیٹھا ہی پیدا کرنے والے سے نہین ڈرتا ہی اب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اسد نامور شیرانہ تلوار کھینچکر کمرسے نکلا ملکہ
لالان خون قبا و ناگن مثل بید تھرا گئین بصورت آئینہ حیران بہ شکل زلف پریشان مثل نقش پا اسی مقام پر جم گئین
اپنے مقام سے ہل نہ سکین مگر خداوند داؤد گولا ہاتھ مین لیکر اٹھے کہا تبلا او سرکش برباد کن خانمان ساحران نابدولت
کے سامنے جرأت دکھاتا ہی جلا کر سنگ سیاہ بنا دونگا تلوار ہاتھ سے پھینک قدمون کو ما بدولت کے بوسہ دے سجدہ کر
یہان تیرا زور لوا زمین نہ چلے گا خواجہ عمرو تو گولے کو لیکر بڑھے اسد شیر دل سوچا اگر اسکا سحر مجھپر چل گیا ہاتھ پانون
بالکل بیکار ہو جائینگے بہت جلد تلوار کا وار کرکے سر کاٹ لون ہونٹھ اسکا نہ ہلنے پائے مثل برق دار ہمارا چل جائے خرمن
حیات اسکا جل جائے سارا سحر کرنے کا حوصلہ نکل جائے پس شاہزادہ شیرانہ جاپڑا خواجہ عمرو تو خالی ڈرا رہے تھے
اسد غازی تلوار لے کر سر پر پہونچا اتو ڈرے کہ ایسا نہو کہ اس شیر صولت کا وار پڑے دو ہی ٹکڑے ہوسنگے
اچکنکے الگ جاکر تو دور کھڑے ہوے مگر للکارنے لگے ارے تلوار پھینک دے ورنہ جانور بنا دونگا آنکھین
پھوٹ جائینگی قدرت کو نگاہ بد سے دیکھتا ہی اتو اسد شیر دل اور زیادہ شیر ہوا نعرہ کرکے شیرانہ جھپٹا یہ
کہتا ہوا کہ مردان عالم کہین ہاتھ سے تلوار پھینکتے ہین اب ملکہ لالان خون قبا اور ناگن نے دیکھا کہ
جب اسد غازی تلوار کھینچے ہوے قریب پہونچا ہی قدرت کو دکے بھاگے جاتے ہین دور ہی سے للکارتے
ہین خبردار میرے پاس نہ آنا اسد شیر دل ایسی گیدڑ بھبکیون کو کب مانتا ہی اپنے سامنے شیر کو روباہ جانتا
ہی کنیزون نے آپس مین کہا سبحان اللہ یہ نیا مقابلہ ہی طلسم کشا خداوند کو بھگاتا پھرتا ہی گرد ستون
بارگاہ کے خواجہ عمرو چرخ مار رہے ہین اسد شیر دل چاہتا ہی جہان پر پاؤن ہاتھ تلوار کا مارون
سر کاٹ لون مگر خواجہ عمرو تو شعلۂ جوالہ ہین اسد غازی بھی ہم سردار وہم عیار تعلیم کردہ انھین
پیر مرشد برحق کا ہی بچپن سے فن عیاری کو حاصل کیا ہی طرار قرار دلاورہ ملطعت شکن تیغزن صاحب
فن و علم محترم محتشم جنگ دیدہ کار آزمودہ ایک مقام پر جست کرکے اسد شیر دل جاپڑا اسایہ مین
تلوار کھینچ لیا اتو خواجہ عمرو گھبرا کے قریب تھا کہ تلوار کا وار پڑے خواجہ عمرو نے جلدی بائین آنکھ کا
تل دکھایا کہا کچھ شامتین آگئی ہین اپنے بیگانے کو نہین پہچانتا بڑے سپاہی بنگئے ہین کان پکڑکے اکھیڑ

ڈالونگا اسد غازی نے جو خواجہ عمرو کو پہچانا تلوار پھینک کے لپٹ گئے چیخیں مار مار کے رونے لگے
لالان خون قبا نے کہا اوناگن بڑا غضب ہوا شاہزادہ اسد سحر مین مبتلا ہو گیا دیکھو وہ چیخیں مار مار کے
رو رہے ہین قریب تھا کہ ملکہ لالان کی روح قالب سے نکل جائے اسد غازی نے پکار کر کہا ملکہ قدمبوسی کرو
ہمارے قبلہ وکعبہ خواجہ عمرو بن اُمیہ نامدار ہین ملکہ لالان خون قبا و ناگن وغیرہ کے ہوش وحواس
اُڑ گئے اسد غازی نے کہا حضور ان سبھون کو صورت اصلی دکھائیے اتنے خواجہ عمرو نے زمین پر پاؤن کی
ٹھیکی دی بلند ہوے آواز دی داد آدم درویش از کل عالم بیش یہ کہکر منھ پر ہاتھ پھیرا دنیا کی ہوا لگی
بصورت اصلی زمین پر ٹھہرے ملکہ لالان خون قبا نے جھک کر مودب سلام کیا کنیزین صورت زیبا دیکھکر بھاگنے
لگین اسد غازی نے کہا دیوانیو کچھ شامتین آئی ہین ہمارے قبلہ وکعبہ ہین ملکہ لالان خون قبا نے کئی
کشتیان جواہرات کی بطور نذر پیش کین اسد غازی سے اشارہ کیا حضور یہ تو پوچھیے کہ داؤد جادو کہان
ہین خواجہ عمرو نے کہا ہماری جیب مین ہین اور تمام کیفیت مفصل سامنے اسد غازی کے بیان کی ملکہ
لالان خون قبا وغیرہ کے ہوش وحواس اُڑ گئے کہا اب مین جا کر تخت خدائی پر بیٹھونگا اے نور نظر اسد
نامور تم اسی باغ مین رہو خدا چاہتا ہے تو اس رنگ مین لوح حاصل ہو گی اب جا کر تدبیر کرونگا مگر اے نور نظر ملکہ
لالان خون قبا تم دونون وقت بموجب قاعدہ قدیم دربار مین حاضر ہوا کرو گھڑی دو گھڑی بیٹھ کے چلی آیا کرو
ناگن نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری حقیقت مین آپ نے بڑا کام کیا مگر بڑے بڑے ساحر خدمت مین رہتے
ہین انسے ذرا بچے رہیے گا خواجہ عمرو نے کہا خدا مالک ہے وہ سب تابعدار ہین کہو تو آپسمین لڑوا کے خاتمہ کر دون
دارالامارۂ شاہی لاشون سے بھر دون داؤد بڑا شخص تھا جسکو مین نے پکڑا افضل پروردگار شریک ہوا
ورنہ میری کیا حقیقت ہے مگر اُسکی عنایت وہ مسبب الاسباب ہے ذرہ ذرہ اُسکی مہر سے کامیاب ہے ابھی تم سکا
زنبیل سے نکالنا مناسب نہین ہے شائد اسلام اختیار نہ کرے مغرور و متکبر اے طلسم ہوش ربا ایسے مقام مین خدائی
کی ناگن نے کہا خواجہ عمرو حقیقت مین اگر داؤد جادو آپ کا شریک ہو جائے تو افراسیاب جادو کو
سحر وساحری مین بڑی مشکل پڑے مگر اسکا ہمارے دل کو اعتبار نہین نہین معلوم کیا فساد برپا کرے مگر آپ خود
ارسطو فطرت لقمان حکمت ہین جالینوس آپ کے خرمن فہم و فراست کا خوشہ چین ہوا ارسطاطالیس کتب علم وہنر
کا حضور کے طفیل ابجد خوان بقراط آپ کے قصر ہمت ولیاقت کا دربان افلاطون اگر موجود ہوتا علم ادب کا
سبق پڑھتا دائرہ اعتدال سے نہ بڑھتا اے فخر عیاران عالم اے معزز ومکرم والا نبی آدم خداوند کریم آپ کو
طلسم ہوش ربا پر مظفر ومنصور کرکے فکر وانتشار دل تردد وتزلزل سے دور کرے دوست شاد دشمن پامال ہون عدو
بر سرکار کے ہجوم لشکر رنج وملال ہون مین ہر روز دربار مین ملکہ عالم کو ہمراہ لے کر حاضر ہوا کرونگی مگر حضور میری عقل

ناقص مین یہ آتا ہی کہ افراسیاب جادو کو ایک نامہ تحریر فرمائیے کہ لوح طلسمی لے کر ہمارے پاس چلا آئے ہم لوح کو اپنے پاس رکھین گے خواجہ عمرو نے کہا ای ناگن افراسیاب وہ پرفن ہی اگر وہین سے بیٹھے بیٹھے کتاب سامری دیکھے صاف سمجھ لے کہ عمرو نے داؤد کو گرفتار کر لیا وہین سے بیٹھے بیٹھے انتظام کر سکتا ہی اپنی جانب سے تحریک مناسب نہین ہی یہ مقدمہ نہایت غور طلب ہی اپنی کتاب عقل کو النسان بالاے طاق رکھے فراست پر ناز نہ کرے رب بے نیاز کی عنایت کا منتظر رہے دیکھو انشاء اللہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ مقدمہ لوح طلسمی ہی اسین بڑے بڑے مشورے افراسیاب کریگا مگر میرا پروردگار بہ آسانی پہونچا دیگا غرض چند ساعت خواجہ عمرو باغ مین ملکہ لالان خونین قبا کے ٹھہرا پھر اسی طرح صورت داؤد جادو کی بنا تاج و لباس سے آراستہ ہوکر اسد غازی سے رخصت ہوئے بخوبی سمجھا دیا خبردار ہماری رائے کے خلاف نہ کرنا ای نور نظر اگر اس حال مین کوئی فتور پڑا عمر بھر لوح طلسمی حاصل نہ ہوگی افراسیاب ایک دن مین سب کو قتل کریگا ہمسے کچھ نہ ہو سکے گا بخوبی سمجھاتے ہوے کلمات نصیحت فرماتے ہوے ملکہ و ناگن و کنیزین تا بہ در باغ پہونچانے آئین دیکھا بڑے بڑے ساحر در باغ پر دست لبستہ حاضر مین وہ رعب اپنا ڈال دیا ہی ایک سے ایک بات نہین کر سکتا مثل تصویر خاموش دریاے خوف خداوندی کے جوش جیسے ہی بیرون باغ تشریف لائے سب نے قدمون کو بوسے دیے ہوا دار پر سوار ہوئے نقیب آگے بڑھے مشیران سلطنت و زیران اہبت نے پایہ ہوادار کے ہاتھ ڈالا اس گرد فرجاہ حشم سے داخل دار الامارۃ شاہی ہوئے مگر آٹھ پہر دل مین یہی خیال کہ خواجہ کیا تدبیر کرون کس حیلہ سے افراسیاب کو بلاؤن پاے فطرت لنگ آئینۂ عقل و دنگ ہی کوئی صورت ذہن مین نہین آتی بہر نوع خواجہ عمرو اس فکر و تردد مین بصورت خداوند داؤد و ملک داؤدیہ مین ہین دیکھیے کس طرح لوح حاصل ہو کیونکر تسکین دل ہو یہ حالات عشرت آیات اپنے مقام پر تحریر ہونگے

دو کلمہ داستان فطرت بیان ملکہ صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کمند انداز جنکو افراسیاب جادو نے نامہ دیکر بصلاح ملکہ صورت نگار روانہ کیا ہی و کیفیت آوارگی مہتر برق فرنگی و مہتر ضرغام شیر دل راہ مین گرفتار کرنا صرصر و صبا رفتار کو اور لگا کے لانا افراسیاب کو مع لوح طلسمی شہر داؤدیہ مین و دیگر حالات متعلقہ داستان ساقی نامہ

بیا ای ساقی خورشید پیکر　　بیا ای راحت جان روح پرور
بیا ای رونق کاشانۂ ما　　بیا ای آبروے خانۂ ما
بیا ای رہبر آشفتہ کاران　　بیا ای چارہ ساز دلفگاران
بیا ای ملح فرق کج کلاہان　　بیا ای خسرو جادو نگاہان
بیا ای شاہد مست و طناز　　بیا ای پردہ دار محرم راز
بیا ای باغبان نخل امید　　بیا ای آسمان ماہ و خورشید
بیا ای آبروے بادہ و جام　　بیا ای آرزوے قلب ناکام
بیا ای عیسے دوران بیا زود　　بیا ای دشمن ایمان بیا زود

خیال قلب ہاے مردہ ام کن — علاج خاطر افسردہ ام کن
تماشاے ہجوم مدعا کن — بیا قفل در میخانہ وا کن
عمل از دل بحکم اشربوا کن — پر از مے شیشہ و جام و سبو کن
بیا اے ناخداے کشتی مل — ز جا برخیز و کن نظارہ گل
خدا را کشتی مے را روان کن — ز احسان خشک لب تر زبان کن
بہ بین ہر سو سیہ مست ابر آمد — بہ بین وقت وداع صبر آمد
گل افشان جابجا باد بہار ست — چہ گلکاری بفرش سبزہ زار ست
بیا نظارہ کن ہنگام سیر ست — در رنگ آخر چرا در کار خیر ست
دواے ساقی بیت العمل آر — بکف جام و صراحی در بغل آر
بدہ تکلیف چشم مست خود را — ز رنگ مے حنا کن دست خود را
بیا اے کعبۂ امید مستان — بیا اے پیشواے مے پرستان
دماغ جان معطر کن ز خوشبو — روان باد مرادم گشت ہر سو
بیفروز آتش بازار خود را — فروزان کن چراغ کار خود را
خرامان شد صبا در صحن گلشن — نظر بر میکشان نکہت بدامن
سرورا فزا ہواے بر شگالیست — چہ شد آخر کہ جام از بادہ خالیست

چہرہ محتسبان میخانۂ عقل و فطرت و عیاری و ساقیان ساغر رحیق میکدہ خنجر گذاری جام گلگون شراب مضامین نیرنگ سازی فہم و فراست کو یون پیش کرتے ہین شعر

مصنف سخن سنجان نیرنگ و بلاغت ٭ رقم کرتے ہین با فہم و فراست ٭

سابق مین تحریر ہوا کہ افراسیاب جادو نے بہ صلاح ملکہ صورت نگار زوجہ مصور دو عرضیان خدمت خداوند داؤد مین روانہ کین پیشتر صرصر شمشیر زن بعد صرصر صبا رفتار دونون الگ الگ طرف شہر داؤد دیکھے جاتی ہین خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار خداوند داؤد بنے ہوے دار الامارۃ خداوندی مین تخت خدائی پر بصد صولت و شوکت جلوہ فرما ہین ہر ساعت ہر وقت یہی تصور ہی کہ اے عمرو آنا تیرا کارنمایان کیا کوئی مطلب حاصل نہ ہوا افراسیاب جادو انتہا کا عقلمند ہی اگر بتحریک طلب لوح کرون فوراً بدگمانی ہو کہ خداوند لوح کیون طلب فرماتے ہین سارا بنا ہوا کھیل بگڑ جائے آخر کہان تلک اس تخت حکومت پر بیٹھے رہین ہزار ہا ساحران بہردست کا روز سامنا ہی اگر انمین سے ایک حقیر ساحر بھی آگاہ ہوجاے جان بچنا دشوار ہوا آخر کیا کرون اسد غازی کو ساتھ لے کر طرف لشکر حیرت کے کوچ کرون یہ بات بھی سراسر بیکار ہی حاصل ہونا لوح کا بہت دشوار ہی اس فکر مین عمرو بیٹھا ہی گرد ہزار ہا ساحران غدار دست بستہ حاضر ہین مقدمات عدالت درپیش مگر خواجہ عمرو کو اپنی جان کا پس و پیش کہ ایک مرد ہا دست بستہ آگے بڑھا عرض کی کہ یا خداوند ملکہ صرصر شمشیر زن عرضی افراسیاب پر گن لیے ہوئے حاضر در دولت ہی امیدوار باریابی ہی نام ملکہ صرصر شمشیر زن کا سنکر خواجہ عمرو کے ہوش اُڑ سے سوچا ایسا نہو یہ ظالم مجکو پہچان لے ساری ہوا بگڑ جاے مشقت برباد ہو نہین معلوم کیا اُفتاد ہو یہ سوچکر خواجہ عمرو نے وزیر سے فرمایا کہ اب قدرت چہرۂ زیبا ہر کس و ناکس کو نہ دکھائین گے پردۂ حجاب نقاب مین رہا کرینگے جلد نقاب لاؤ وزیر نے نقاب حاضر کی خواجہ عمرو نے نقاب چہرہ پر ڈالی حکم دیا صرصر کو سامنے لاؤ صرصر سامنے آئی خواجہ عمرو نے دیکھا صرصر مثل شعلہ جوالہ نازکرشمہ

دست بستہ ساتھ چہرۂ زیبا گرد آلود وہ بھی رعنائی سے خالی نہین ہر ذرۂ گرد پیشانی نورانی پر چمکتا ہو معلوم ہوتا ہو کہ افشان چنی ہی یا صفحۂ ماہ پہ ہجوم سیارگان بھولی بھولی صورت چہرے پر ملاحت ہونٹون سے مسیحائی ظاہر آب چاہ ذقن طیب و طاہر سہی قد لالہ عذار سمن بر یاقوت لب کافور گوش آنکھین قتال عاشقان پلکین تیر دلدوز اس سج دہج کو دیکھکر اور بیقرار ہوگیا کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا قریب تھا کہ منھ سے آہ نکلجاے بمشکل تمام ضبط کیا تیر مژگان تو دہ دل پر پڑے لب معشوق ہوے خنجر ابرو نے ذبح کیا شمشیر نگاہ نے خون بہایا بیقراری مین یہ اشعار زبان سے نکلے

غزل

بہت بیچین میری خاطر بسمل مین رہتے ہین
کسی سے پوچھ لینا تھا اُنھین کس دل مین رہتے ہین

اشارے مجھ سے تیغ ناز کے بسمل مین رہتے ہین
کہ ہم بھی حسرت نظارۂ قاتل مین رہتے ہین

کسی پر بار از خود رفتگی ہونے نہین دیتے
نرہنے کی طرح ہم یار کی محفل مین رہتے ہین

ہمارے نالے ہین یا بات ہی بھولی ہوئی کوئی
کہ آسکتے نہین جو لیے لبون ہمکو دل مین رہتے ہین

نہ پہونچین گے کہین مثل نگاہ نارسا ہم بھی
جہان سے چلتے ہین پھرکر اُسی منزل مین رہتے ہین

اعانت شوق بیحد کی کشش جبتک نہین کرتی
بہت سے نقص جذب الفت کامل مین رہتے ہین

برابر دید کی یاتے ہین حسرت دونون آنکھون مین
شب و روز امتحان شاہد عادل مین رہتے ہین

فراق یار مین کہتا ہون استقلال سے اپنے
جو ثابت آشنا ہین ساتھ ہر مشکل مین رہتے ہین

نہ پہونچا دل کبھی آغوش تک اُس بحر خوبی کے
اشارے دور ہی سے کشتی و ساحل مین رہتے ہین

مجھے ڈر ہی دل شیدا کو عقل اکدن نہ بہکا دے
یہ کیسے مشورے ہشیار اور غافل مین رہتے ہین

کسی کی شوخیون کا کچھ پتا ملتا ہی یارون کو
وہ انداز اضطراب عاشق بسمل مین رہتے ہین

نکلجاتا ہی دم تو سامنے اُنکے بہ آسانی
مگر دم توڑنے والے بڑی مشکل مین رہتے ہین

کسی کی وصل کی شب مختصر کتنی ہی ہوجائے
نکلنے والے ہین جو حوصلے کب دل مین رہتے ہین

کوئی کہدے کہ کھو بیٹھے گا عاشق تمکو بھی اکدن
وہ دل بن بن کے میرے سینۂ بیدل مین رہتے ہین

ادھر مجنون جو کھائی دے اُدھر لیلی کو لے بھاگین
یہی وعدے ہمیشہ ناقہ و محمل مین رہتے ہین

نہ دے کچھ پھوٹ کر منھ سے گواہی قتل عاشق کی
یہ چھالے کس لیے پھر خنجر قاتل مین رہتے ہین

نہ آتا دل مین تمکو لوٹ لینگے حسرت و ارمان
کہے دیتا ہون مین کچھ ٹھگ بھی اس منزل مین رہتے ہین

قضا کہتی ہی میرے ہین ادا اپنا بتاتی ہی
شہید دن پر بکھیڑے کوچۂ قاتل مین رہتے ہین

تمھارے وصل کے ارمان کتنے بڑھ گئے ہین مفسد
نکالے جاتے ہین یہ فتنہ گر جس دل مین رہتے ہین

سراپا ورد بنجانے کو ہم کیا آ کے بیٹھے تھے
اُٹھا دیتا ہی تو پھر بھی تری محفل مین ہتے ہین

تڑپ کر کیون نہ آغوش عدو سے وہ نکلجا ئین
بہت آ آ گیے یادِ عاشق بسمل مین رہتے ہین

جلال آ کر طریق عشق مین بہکا نہ دے کوئی
ادھر رُخ بھی نہ کرنا خضر جس منزل مین ہتے ہین

ملکہ صرصر شمشیر زن واسطے سجدے کے جھکی پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرضی افراسیاب کی ہاتھ پر رکھی عمرو نے کاغذ اُٹھا لیا وزیر کو دیا نامہ کو پڑھو عمرو تو ساعت مین نامہ کے معروف ہوا مگر صرصر عیار بچی ہی اس دربار مین ہزار مرتبہ آچکی ہی ہر رفیق و مصاحب پر نگاہ ڈال رہی ہی افراسیاب نے حکم دیا تھا کہ ای صرصر رنگ با خداوند دیکھنا سمجھنا شہر داؤد یہ کی ہوا تو نہین بگڑی اسوجہ سے نگاہ اُسکی چہار جانب ایک ایک کو میزان عقل مین تول رہی ہی سب سے زیادہ چہرے پر داؤد کے نگاہ ہی زبان سے صفت و ثنا کر رہی ہی سراپا کو بنگاہ غور دیکھ رہی ہی ایک یہی بات نئی ہی کہ خداوند نے نقاب چہرے پر ڈالی ہی دل مین ہی کہ نقاب چہرے سے ہٹے زیارت خداوند سے مشرف ہون صل جمال پر نگاہ ڈالون کیا سبب ہی کہ خداوند آج نقاب پوش ہین کیون بندون سے حجاب ہی کیا وجہ کہ چہرۂ زیبا پر نقاب ہی اس خیال مین متردد و متحیر جھک جھک کر دیکھتی ہی عمرو خوف سے آنکھ چراتا ہی نگاہ نہین ملاتا قضاے کار چونکہ عمرو عاشق زار صرصر ہی بیتابی دل ترقی پر ہی طرف وزیر اعظم کے متوجہ نامہ بغور سُن رہے ہین اپنے مطلب کی بات نکلی جو خواہش دلی تھی وہ پوری ہوئی خود افراسیاب تحریر کرتا ہی کہ لوح طلسمی اگر قدرت قبول فرمائین عمرو واسد کے ہاتھ سے میری جان بچائین مین بادشاہ ہون ایکسر ہزار سودے اسی نامہ مین ایک پرچہ ملکہ صورت نگار کیطرف سے لکھا ہی اُسمین مندرج ہی دیور صاحب مجھپر احسان ہوگا مین نے آپکی محبت کے بھروسے پر شہنشاہ سے اقرار کر لیا اگر عذر کروگے گوشمالی کروگی راز و نیاز کی باتین یاد کرو ہمیشہ ستاتے ہو اس حسرت مین عمر بھر رہوگے مطالب دلی حاصل نہوگا ہمکو راضی رکھو ہمسے بڑے بڑے کام ہین اس حیلہ سے ہم بھی آئینگے ایک نگاہ دیکھ جائینگے رات کو نہین رہینگے کچھ راز دل کہینگے اس مضمون کو سُنکر خواجہ ہنستے جاتے ہین کبھی فرماتے ہین ہماری بھاوج ہمکو بہت چاہتی ہی اگلی محبت ابتک نباہتی ہی مدت سے قدم بوسی کو نہین آئی اگر آئیگی جوتیان کھائیگی ایک ہفتہ نجانے دونگا اُسکے یہان رہنے سے بڑی کیفیت ہوتی ہی ہنسی مین روتی ہی صرصر شمشیر زن آواز بھی بگوش ہوش سُن رہی ہی دل مین شک آچکا اتفاقات قضا و قدر سے عمرو جو کئی مرتبہ تحریر صورت نگار پر ہنسا جسم کو جنبش ہوئی کسیقدر نقاب چہرے سے ہٹی صرصر کی آنکھ سے آنکھ لڑی اب تو صرصر نے بخوبی پہچانا مگر ٹال کر مُنھ پھیر لیا خواجہ عمرو سمجھے مجکو نہین پہچانا بند نقاب درست کر لیا جواب مین نامہ کے حکم دیا افراسیاب کو تحریر کرو ہم لوح لیکر کیا کرینگے اگر قدرت کا دل چاہے ایسی ایسی روز تختیان بنا کر پھینکدین مگر بھاوج صاحب کے خط کا جواب

لکھو کیون دیوانی ہوئی ہی بیہودہ بکا کرتی ہی یہ مقدمات طلسم ہین اسمین تجکو کیا دخل ہی اپنی اگلی پچھلی باتین
یاد کر اپنی غرض کو آپ ہی آئیگی آنے نہ آنے کا تجکو اختیار ہی مگر ہمارا دل تیری محبت مین بیقرار ہی فرصت کرکے
آنا ہمارے پاس ہنا خلاف کریگی تو جانے گی بتعجیل سوال وجواب ایک ہی جگہ ملفوف کر دیا وزیر نے ہاتھ مین
ملکہ شمشیر زن کے دیا سلام کرکے بھاگی دل سے کہتی ہی نگوڑے نے بڑا غضب کیا خداوند داؤد کو پکڑ لیا قدرت
کی شکل بنا بیٹھا ہی چلکر افراسیاب سے حال کہون وہ آنکر اس بھڑوے کے جنے کو قتل کرے سزا دے یقین
ہی کہ اسد غازی بھی اسی مقام پر ہوگا یہ دل سے سوچتی ہوئی مثل باد صرصر اڑی ہوئی جاتی ہی یہان خواجہ
عمرو اب بہت خوش ہین ایک پہر کا عرصہ گذرا تھا کہ عرض بیگی بڑھ کے آگے آیا عرض کی ملکہ صبا رفتار
کمند انداز مع نامہ افراسیاب وصورت نگار حاضر ہی عمرو جی مین کہتا ہی بھیجا نے بڑے انتظام کیے ہین بیساختہ
حکم دے دیا لاؤ یہ بھی بانہایت عیاری سے آراستہ سامنے آئی نامہ پیش کیا اُسی طرح خداوند نقلی نے وزیر سے پڑھوا لیا
ملکہ صبا رفتار صرصر سے زیادہ تیز ہی حکم نگہداشت افراسیاب جادو سے پا چکی ہی خاص فکر انتظام مین
آئی اسی طرح اسکی بھی نگاہ خواجہ عمرو پر پڑی اور بخوبی خواجہ عمرو کو پہچانا خواجہ عمرو نے
اُسی طرح پشت پر نامہ کے جواب لکھوایا صبا رفتار کو بھی دیدیا صبا رفتار آداب وتسلیمات بجا لائی
دعائین بھی دین بڑھکر سراپا کی بلائین لین پشت پھیر کر بارہ دری سے نکلی دل سے کہتی ہی واہ واہ صبا رفتار
نیا تماشا دیکھا خداوند بدل گئے عمرو خداوند بنا ہوا بیٹھا ہی کیا قیامت کا پرکالا ہی جہان کمند وہم خیال
نہ پہونچے وہان جاکر عیاری کرتا ہی بموجب شعر لا اعلم نہ جہان وہم فرشتہ کسی عنوان پہونچے ؎ الغرض جاکے
وہان حضرت انسان پہونچے تا پاے وہم وخیال تنگ حوصلہ فکر تنگ مگر واہ رے ظالم کیونکر پہونچا خداوند کو نہین
معلوم کیا کیا چلکے جلدی اپنے شہنشاہ سے اطلاع کرون وہ مثل برق جہندہ چشم زدن مین پہونچے گا نگوڑے
کی گردن لے گا نگوڑا بھاگ نہ سکے گا اب ناظرین پر واضح ہو کہ اول ملکہ صرصر شمشیر زن آئی خواجہ عمرو
کو پہچانا نامہ وجواب نامہ پاس آگیا صرصر شمشیر زن دو چار کوس پیچھے صبا رفتار دونون مکار غدار
خدمت افراسیاب مین جاتی ہین دیکھیے پہونچتین یا نہ پہونچین دو کلمہ داستان برق وضرغام بیان
ہوتے ہین سابق مین تحریر ہوا کہ برق وضرغام کو عمرو نے صحراے سیابیہ مین اپنے سے جدا کیا دونون
روتے ہوئے جب کوس دو کوس نکل آکے تھک کے ایک نخل کے سایہ مین بیٹھے اپنے حال زار پر رو دئے ایک نے
دوسرے سے کہا بھائی رونا بیکار ہی صبر کرو دل پر جبر کرو اپنے پیدا کرنے والے کو حاضر وناظر جانو خواجہ عمرو
کی شکایت بھی بیکار وہ بھی مجبور وناچار ہو کے بیاسے نہین معلوم کس آفت مین پھنسے ہوش وحواس بجا نہ تھے
وہ غصہ ہمپر اُتارا کچھ اسمین بھی بہتر ہوگا مصرع خطائے بزرگان گرفتن خطاست ؎ اُنکی بدعت سے

انجام مین راحت ہوگی نگاہ خشم آگین صورت فرحت دکھائے گی ہمارے مالک و مختار نے جو مناسب جانا وہ کیا اسکا پھل پائین گے ہمارے پیر و مرشد آج گوشمالی کرینگے کل گلے سے لگائینگے دل سے عزیز رکھتے ہین اب اپنے خدا سے رجوع کرو بموجب شعر مشکلے نیست کہ آسان نہ شود ٭ مرد باید کہ ہراسان نہ شود ٭ برق نے کہا بھائی ضرغام ساتھ رہنا مناسب نہین یہ تو خوب آگاہ ہو کہ طلسم ہوش ربا کے سنگریزے بھی ہمارے دشمن ہین خضر راہبر ہمارے رہزن ہین اگر آفت آئے دونون گرفتار ہو جائین ایک قید ہو ایک رہا رہے شاید کچھ تدبیر بن پڑے ضرغام نے قبول کیا برق الگ چلا ضرغام نے ایک جانب رخ کیا اول حال برق بیان ہوتا ہے کہ قریہ قریہ پھرتا ہے مگر ساحر کو جہان پایا راہگیر بنکر مار لیا رات کو کسی نخل کے اوپر چڑھ کے بیٹھ رہا صبح کو پھر چل نکلا اسطرح چند عرصہ گذرا ایک دن ایک صحرائے سبزہ زار مین برق فرنگی کا گذر ہوا چشمے پر بیٹھ کے منھ ہاتھ دھویا اپنی غربت پر بہت رویا دعا کی کہ اے رب اکرم بانی بنائے ہستی آدم اب تیرا بندہ گنہگار بہت بیقرار ہے مدد کر اس بلا کو رد کر جادۂ عیش و راحت کا نشان ملے یہ غربت زدہ تا بہ منزل مقصد پہونچے مدد اہل اسلام مین جان مٹائین وقت پر استاد تشنیع مدین زبان طعن نہ کھولین اتنے عرصۂ دراز تک مارے پھرے کیا کیا ہمارے ہاتھ سے کوئی کام ایسا بن پڑے جس سے فتاحی طلسم ہوش ربا کی صورت نکلے فرزند صاحبقران کو چھوڑ آئین خوشی خوشی جاکر صاحبقران سے ملین تواریخ مین ہمارے نام لکھے جائین کہ برق فرنگی نے بڑا کام کیا ہوشربا مین کیا کیا نام کیا شاعر نظم کرین منشی احمد حسین صاحب قمر جلد پنجم طلسم ہوش ربا ہماری تعریف مین لکھین معین اہل اسلام مشہور ہون خاکساری عطا کر قفس غرور سے رہا کر انجام بخیر بعد مردن باغ جنان کی سیر

اشعار

آن خانہ کہ آمدش لحد نام ٭ روشن کنیش ز نور اسلام
از سنگ لحد حصار دین ساز ٭ کز شب رہ معصیت ہم باز
چیزے کہ رضائے تو در انست ٭ بہبود ہمہ کسان در انست
روزے کہ شود بہار محشر ٭ چون سبزہ بر آرم از زمین سر
آن کن کہ نمایدم لب گور ٭ در دیدہ نکو تر از لب حور
آن چیز کہ بایدم بیاموز ٭ مگذار مرا بہ من دران روز
چیزے کہ در رضا نداری ٭ بر بندۂ خود روا نداری
انعام کنی مرا در آن دم ٭ از بہر رسول رب اکرم

اپنی غربت اور تنہائی پر خوب رویا فوراً دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا سامنے سے غبار نمایان ہوا اب جو بہ نگاہ غور دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن مثل باد صرصر اڑتی ہوئی آتی ہے جی مین کہتا ہے اے برق دعا مقبول ہوئی سعادت کونین حصول ہوئی استانی صاحب کو گرفتار کرو انھین کی صورت بنو جیسا مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا انشاء اللہ دریلے فکر سے گوہر مراد ہاتھ آئیگا یہ سوچکر زرغہ نخلستان مین چھپا سر اکمندین بچھائین انکو خس پوش کیا دام بکر بچھایا ملکہ صرصر شمشیر زن تا دانستہ اس مقام پر آئی جب کہ بیچ مین حلقہ ہائے کمند کے پہونچی برق نے شیر کی آواز دی صرصر زکی برق نے کمند کھینچی جھٹکا دیا دونون پانون صرصر شمشیر زن

کے پھنسے برق نے ہوا پر قبضہ کیا منھ کے بھل زمین پر گری برق نے تڑپ کے حباب بیہوشی مارا صرصر بیہوش ہوئی
کو دین اُٹھا کے گوشہ مین لایا اس سرو قامت کو ایک نخل سے باندھا اب ہوشیار کیا ملکہ صرصر کی آنکھ
کھلی برق کو سامنے دیکھا تڑپ گئی برق نے صرصر کو جھک کر سلام کیا کہا اُستانی صاحب آپ واجب التسلیمات
مادر مہربان کہان سے آتی ہو کچھ اپنے بچون کی بھی خبر رکھتی ہو پیدا کرکے پھینک دیا باپ کو تو ہمیشہ کم محبت ہوتی
ہی مگر مان ایسی ظالم نہ دیکھی تھی بڑی سنگ دل ہو ملکہ صرصر شمشیر زن نے کہا نگوڑے کچھ شامت آئی ہی مجھے
ایک کام کو افراسیاب نے بھیجا تھا وہان سے آتی ہون نگوڑے دیوانے تیرے استاد کی جورو جو ملکہ سرپین تن
ہی اُن سے ایسی باتین کیا کرو بھڑوے رانڈ کے سانڈ میرے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ ہوگا برق نے کہا اُستانی صاف
صاف بتاؤ مین نے جنگل مین بڑی مصیبت اُٹھائی ہی سارا اُستاد کا غصہ تمھین پر اُتارونگا کسی کنوین مین ڈال
دونگا کوئی حال سے بھی نہ آگاہ ہوگا ملکہ صرصر شمشیر زن نے کہا تجھے اختیار ہی مار ڈال عوض مین میرے خون
کے افراسیاب تجھے قتل کریگا میری عیار بچیان تیری بوٹیان کاٹین گی برق نے کہا جو میر گذرنا ہوگی گذر جائیگی
میرا کوئی کیا کرسکے گا خدا اُستاد کو سلامت رکھے انکا البتہ ڈر ہی تم سے بہتر معشوق تلاش کر دونگا اُس وقت
اُستانی تمھارے کلام سے بوے صداقت نہین آتی کہین دور سے آتی ہو پسینہ پسینہ ہو رہی ہو اور یہ بھی بشرہ سے
صاف ثابت ہی کسی بڑے کام پر گئی تھین ملکہ صرصر شمشیر زن نے لاکھ انکار کیا ہزار طرح سے ٹالا مگر برق نے
نہ مانا آخر تلاشی لی تو بٹوے سے عیاری کے وہ کاغذ نکلا اسمین پتہ نشان تحریر ہی طرف سے افراسیاب کے نامہ
طرف سے خداوند داؤد کے جواب بہ مقدمہ لوح برق خوب ہنسا شادی مرگ ہوگیا کہا اُستانی صاحب یہ تو
مژدہ جان بخش ہاتھ آیا شہنشاہ کوہ بلور پر لوح لیے بیٹھے ہین کوئی خداوند داؤد ہین انکی خدمت مین لوح بھیجی
جائیگی ملکہ صرصر شمشیر زن زرد ہوگئی ہوش و حواس پراگندہ جواب دیا ارے کچھ دیوانہ ہوگیا ہی یہ کاغذ
کئی سال ہوے جب لکھا تھا تجھے اس حیلہ سے قتل کرنا ہی قتل کر تیرے اُستاد کو بھی یقین ہی ملال ہوگا برق
نے کہا اُستانی یہ فقرے کسی لونڈے لاڑی کو سناؤ مین نے خواجہ عمرو کی آنکھین دیکھین ہین قوم کا فرنگی
ایسی ایسی دورنگی بہت دیکھی ہی تم ایسی عیار بچیان میری جیب مین پڑی ہین اب صاف یہ ہی کہ تمھاری
صورت بنکر کوہ بلور پر جاؤنگا عیاری کرکے افراسیاب کو بیہوش کرونگا لوح لیکر اپنے طلسم کشا کو دونگا
ایسا مطلب عظیم عنایت رب کریم سے حاصل ہوتا ہی خط مین سب پتہ نشان موجود ہی ہم تمھارے فرزند دلبند
ہین صرف اشارہ کافی ہی ملکہ صرصر شمشیر زن خاموش بحر بیقراری کا جوش پراگندہ ہوش اب کیا جواب دے
برق نے وہ نامہ کسوت عیاری مین رکھا سامنے صرصر شمشیر زن کے رنگ روغن نکالا صورت
صرصر کی بنا پوچھتا جاتا ہی کیون اُستانی صورت اچھی ہی سراپا مین تو فرق نہین ہی افراسیاب تو نہ پہچان

سکے گا اُستانی ہو جو نکتہ رہگیا ہو تعلیم کرو دیکھو عارض پر تل بناؤن یہی نکتہ باقی تھا صرصر جھلا کر جواب دیتی
ہی میری پاپوش جانے آئینہ مین دیکھ لے تیرا اُستاد وہ اُستانی دونون بھاڑ مین پڑین جب برق بخوبی صورت صرصر
بن چکا صرصر کو نخل سے کھولا اور گود مین لیکر درخت پر چڑھا شاخین کاٹ کر مچان بنایا اسیر صرصر
شمشیر زن کو بٹھلا دیا کمندون سے ہاتھ پانون باندھے کہا کیون اُستانی ہین کس قدر تمھارا خیال ہی اب
چندے اس جھونجھ مین رہو جھکارے مار کر وہ صرصر نے کہا ارے او باجی مین بھوکون کے مارے مر جاؤنگی
برق نے کہا واہ اُستانی فرزند مان کو بھوکا رکھیگا یہ کہکے ٹکڑے شیرمال کے نکالے سامنے ملکہ صرصر شمشیر زن
کے رکھدیے ایک جام مین پانی بھرا کہا لو استانی یہ ٹکڑے شیرمال کے کھانا پانی پینا آبرو بچانا تم کم خوراک ہو ایک
ٹکڑے مین پیٹ بھر جائیگا صرصر شمشیر زن نے کہا ارے بیحیا ہاتھ تو میرے بندھے ہین برق نے کہا استانی بڑی
بیوقوف ہو مثل کتے کے مُنھ سے اُٹھا کے کھا لینا زبان نکال کے پانی چاٹنا صرصر چپ ہوگئی جب برق درخت
سے اُترنے لگا صرصر شمشیر زن نے کہا ارے او نالایق جانوران صحرائی منقارون سے مجکو ہلاک کرینگے
بوٹیان نوچ نوچ کر کھا جائینگے برق نے کہا حقیقت مین جاے استاد خالی مین بھول گیا یہ کہکے اپنی جیب سے
ایک بانات کا ٹکڑا نکالا اسمین گھنگرو ٹانکے مثل پٹے کے اُسکو بنایا گلے مین ملکہ صرصر کے باندھ دیا کہا اُستانی
جب کوئی طایر کلان آئے گردن ہلا دینا گھنگرو کی آواز بلند ہوگی طایر بھاگ جائیگا کبھی تمھارے پاس آئیگا
صرصر شمشیر زن مجبور و ناچار بصد حال زار نخل پر رہی مگر برق فرنگی بہ صورت صرصر شمشیر زن کوہ بلور
کی طرف چلا دو کلمہ داستان ضرغام شیر دل بیان ہوتے ہین یہ جو برق فرنگی کے ساتھ سے علیحدہ ہوا
حیران و پریشان ایک صحرا مین آکر ٹھہرا اسی فکر مین کیا کرون کہان جاؤن اسی سوچ مین تھا کہ صبا رفتار
کمند انداز کو سامنے سے آتے ہوئے دیکھا بہ طور مذکورہ بالا صبا رفتار کو گرفتار کیا اسی طرح اُسکے پاس سے
بھی نامہ نکلا ضرغام شیر دل مثل گل شگفتہ ہوا یہی خیال آیا بہ شکل صبا رفتار بر سر کوہ بلور پاس
افراسیاب جادو کے چلو اگر خداوند کریم اپنا فضل شریک حال کرے لوح طلسمی افراسیاب جادو
سے لین رہبر کامل نے رہبری کی خضر بیابان کرامت نے راہ بتائی اب تامل کیا اسی طرح صبا رفتار کو
درخت پر پتون مین چھپایا آپ بصورت صبا رفتار کمند انداز بصد غمزہ و ناز طرف کوہ بلور کے چلا لیکن
افراسیاب خانہ خراب بر سر کوہ بلور لوح لیے ہوئے بیٹھا ہی عیش و آرام ترک کردیا ہی ملکہ حیرت جادو
و مصور و صورت نگار و سرما و ابریق و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ خدمت مین موجود
ہین چونکہ لوح پاس ہی اس وجہ سے کل مقام کی آمد و رفت موقوف رکھی چاہتا ہی لوح مقام محفوظ پر
رکھ دون تو جاکر مہرخ و بہار وغیرہ کو سزاے کامل دون دمبدم صورت نگار سے یہی ذکر ہی

آٹھ پہر یہی فکر ہی کہ صرصر و صبا رفتار ابھی تک نہین پلٹین نہین معلوم خداوند نے کیا تجویز کیا صورت نگار
کہتی ہی خداوند مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہین سوال و جواب کیسا صرصر آئین یا نہ آئین آپ چلیے مین زبردستی
لوح اُنکے سپرد کرونگی میرے کہنے سے خلاف نہ کرینگے لوح اپنے پاس رکھ لینگے افراسیاب کہتا ہی عیار بچپا ن
پلٹ کے آئین تو تسکین کامل ہو اے صورت نگار مجکو خوف ہی شاید کسی وجہ سے ساربان زادہ شہر داود دیہ مین
پہونچ جاے کچھ دام مکر بچھاے یہ مقدمہ لوح طلسمی ای ہر وقت اُسی مین جان لگی ہی صورت نگار نے کہا شہنشاہ عقل
کے ناخون لیجیے ساربان زادہ سامری جمشید سے سوا ہی ملک خداوندی مین جا سکتا ہی مثل ہمارے اور آپ کے
خداوند بھی ہوگئے وہ انکے ملک مین جاوے اور انکو حال معلوم ہو جو ساربان زادہ طرف ملک خداوند کے آنکھ
اُٹھا دیکھے نگوڑے کی آنکھین پٹم ہو جائین دربار خداوندی مین عیاری مکاری کا کیا ذکر ہی اے شہنشاہ آپ کے
اعتقاد مین فتور ہی سراسر عقل کا قصور ہی خداوند ایسے ہین کتاب سامری آپ کو بنا کر دیتے ہین افراسیاب
کہتا ہی اے صورت نگار ان مقدمات مین دم مارنے کی جگہ نہین ہی خداوند لقا کو دیکھو عمرو کے ہاتھ سے
داڑھی منڈوالی اس سے بڑھ کے زحمت کیا ہوگی صورت نگار نے کہا لقا کو کیا لیاقت اپنی کشت کی خبر نہین
رکھتا خداوند داؤد سہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری و علم کتابت مین بے نظیر اگر بگڑ جاے تو تمکو مشکل پڑے
افراسیاب جادو نے کہا خداوند داؤد ایسے ہی ہین مگر عمرو بھی قیامت کا پرکالا ہی اُسکی عیاری نے
مجکو دیوانہ بنا رکھا ہی صاف تو یہ ہی اُسی کے خوف سے یہان آکر بیٹھا ہون لوح ہر وقت اپنی نگاہ کے سامنے
رکھتا ہون یہ راتین کس سختی سے کاٹی ہین نیند اپنے اوپر حرام کر دی بدون واپس ہوے صرصر و صبا رفتار
کے مین نہ جاؤن گا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے بونڈلا گرد کا اُڑا دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن بانہاے عیاری سے
آراستہ ہنستی ہوئی آتی ہی صورت نگار نے کہا لو شہنشاہ ملکہ صرصر بھی آپہونچی ہوا زمانے کی معتدل
ہوئی اب تسکین دل ہوئی جھتر برق فرنگی بصورت صرصر بڑھ کر بالاے کوہ آیا پہلے افراسیاب نے
یہی پوچھا کہو صرصر دربار خداوندی مین خیر و عافیت ہی برق فرنگی نے کہا حضور سب طرح سامری
و جمشید کی عنایت ہی ملک خداوندی آباد رعایا دلشاد شہر زرریز زمین حسن خیز قدرت کے جاہ و جلال
خورد و کلان مرفہ حال وہان کے قانون مین عورتین صاحب اختیار مرد بالکل بیکار ذرا مرد نے عورت کو
جھڑکی دی اُسنے خداوند قدرت سے فریاد کی کہ حضور مین اپنے مردوے سے راضی نہین قدرت نے فوراً حکم
دیا پس مرد کے حکم سنتے تو باہر ہوئی جان تیرا جی چاہے بسر کر اچھا وضع دار کوئی شوہر پسند کر لے بازار
مین ہزار ہا مستین بیٹھی ہین کسب کر رہی ہین مرد بیچارے نے پہلے تو جورو کو چھوڑ دیا جب وہ بازار مین جا کر
بیٹھی حسین تھی قدر ہوئی پوچھی گئی زیور بنوا لیا لباس اچھا پہنا اب تو میان بھی دوڑے ہوے گئے جورو سے

ہاتھ جوڑ کر خطا معاف کرائی اُسنے کہا میاں پڑے رہو چلین بھرا کرو جو کوئی پوچھے کہدینا ہماری بھانجی ہی
وقت بیوقت تمکو بھی بلالین گے نگوڑے مرد نے غنیمت جانا ماموں بنکے رہنے لگا ملک دادو دیہ مین ایسے
رسوم بہت جاری ہین بدعت سے عورتون کی مروہبت عادی ہین افراسیاب نے کہا عرضی کا حال کہو
صرصر نے کہا وہ بھی معقول تحریر ہی پڑھ لیجیے نوشتۂ تقدیر ہی حرف حرف سے مطلب دلی آشکار ہر دائرہ
خنجر آبدار یہ کہکے نامہ افراسیاب کے ہاتھ مین دیا نامہ تو صلی ہوا دل سوال افراسیاب جواب لاجواب
لکھا تھا کہ مین لوح لے کر کیا کرونگا اگر جی چاہے ایسی ایسی لوحین روز بناؤن بازار والون کو تقسیم کرون
آیندہ تو ہمارا بندۂ خاص بخاص ہی دشکنی تیری قدرت کو گوارا نہ ہوگی صورت نگار نے کہا بس چلیے
قدرت صاف صاف فرماتے ہین حقیقت مین اُنکو کیا ضرورت ہم اُنکے نزدیک اُنکی کیا حقیقت ہی افراسیاب
نے کہا کہ دوسری عیار بچی کو بھی آلینے دو تو دل تردد منزل قرار پکڑے اسیر برق فرنگی بہت گھبرایا
متردد ہوا پوچھا ای شہنشاہ بعد میرے کیا اور کسی کو بھی روانہ کیا تھا افراسیاب خانہ خراب نے کہا ای
صرصر جس وقت مسلمان لڑ بھڑکے باغ سیاب مین پہونچے سیاب ایسا معتبر مارا گیا دل تڑپ رہا ہی کہ
سیماب ایسا خیر خواہ کہان سے پاؤن اُسنے جان دیدی اپنی حیات مین لوح کی بخوبی حفاظت کی
اب دل پریشان ہی کہ لوح کہان رکھون تیرے بعد مین نے صبا رفتار کو بھی روانہ کیا سمجھا دیا کہ دربار
خداوندی کو بہ نگاہ غور دیکھنا ایسا نہو کوئی عیار طرار مکار غدار وہان پہونچ گیا ہو صورت نگار نے کہا
ای شہنشاہ آپ کے دماغ مین کچھ فتور آگیا جب مقدمہ مین خداوند کے ایسی ایسی باتین سوچتے ہین اور کسی کی
کیا حقیقت ہی صرصر شمشیرزن اپنی آنکھون سے جو دیکھ کے آئی ہین اب اُسمین آپ شاخین نکالتے ہین
چلیے صبا رفتار بھی ملجائیگی آپ سوار ہو جیے کلام ملکہ صورت نگار کی صرصر نقلی نے بھی تائید کی کہا ای
شہنشاہ ملکہ صورت نگار بہت بجا ارشاد فرماتی ہین آپ بخوف وخطر چلیے یہ لونڈی بھی ہمراہ چلے گی
ہر بات کا خیال رکھیگی میرے سامنے نگوڑا مکار عیار کیا کر سکتا ہی عمرو وغیرہ سب تباہ ہوئے سنتی ہون
ادھر اُدھر جا بجا تڑپ تڑپ کے مرے لشکر مہرخ مین رونا پیٹنا پڑا ہی خواجہ عمرو داسد نامور کا نشان نہین
ملتا نہین معلوم کہان ڈوبے جبدن قصد کیجیے گا ان سب کو بھی مار لیجیے گا برق فرنگی چاہتا ہی صبا رفتار
ذ آنے پائے افراسیاب کو لے نکلون راہ مین عیاری کرون کسی نہ کسی صورت سے لوح لے بھاگون افراسیاب
خانہ خراب اچھا اچھا کر رہا ہی کبھی کہتا ہی لوح کے نام سے میرا دل گھبراتا ہی جی چاہتا ہی اپنے ہی پاس رکھون
کسی کے سپرد نہ کرون مگر مجکو ہر وقت انتظام ملکی دمالی درپیش رہتے ہین کہان لوح کو چھپاتا پھرون ہنوز
یہ باتین ناتمام تھین کہ دیکھا صبا رفتار آتی ہی گر پسینے پسینے برق فرنگی کے ہوش وحواس اُڑ گئے جی مین

کہتا ہی یہ ہی بڑا غضب ہوا مجھکو ضرور پہچانے گی ساری مشقت ضائع ہوئی مگر اب کیا کرون کہان جاؤن آتی
ہی تو آنے دو جان تلک ہنے گا اسکو بھی دھوکا دونگا ورنہ لڑ بھڑ کے مرجاؤنگا ای برق فرنگی جہان
ڈر وہان ہمارا گھر ہمارے اُستاد بھی یاد کرینگے کہ ہمارا کوئی شاگرد تھا کارنمایان کرکے مرگیا اپنا نام کرگیا یہ
سوچ سمجھ کے ٹہلنے لگا دور سے ضرغام نے دیکھا کہ صرصر شمشیرزن بھی موجود ہی یہ بھی گھبرائے ایک ڈر دولت
جانب یہ خائف وہ ترسان یہ حیران وہ پریشان یہ مضطر وہ منتشر اسکو شش و پنج وہ ششدر اپنے
مقام پر دونون امید و بیم مین مبتلا دونون کا ایک حال مگر ضرغام شیر دل بھی بصورت صبا رفتار سینہ
سپر کیے ہوے مگر آنکھین چراتا ہوا سینہ پر دوپٹے سے کچھ کچھ چھپاتا ہوا برق فرنگی کو تڑپن ضرغام
شیر دل کو الجھن ضرغام نے آکر سلام کیا افراسیاب خانہ خراب نے کہا کیون ای خیر خواہ صرصر شمشیرزن
بھی کہتی ہی وہان سب خیر و عافیت ہی تم کہو کیا صورت ہی ضرغام کے منہ سے بخوف ملکہ صرصر شمشیرزن
بات نہین نکلی اپنا سر جھکا کے کہا حضور کاغذ مین سب کچھ لکھا ہی عرض کرنا بیجا ہی مگر برق کے کنکھیون سے
جو دیکھا قد و قامت مین شک ہوا جان بچ کے ملیٹ پڑا ضرغام نے بھی نگاہ ملائی دل مین غیرت آئی
ایک عورت سے کیا ڈرتے ہو اگر پہچان لے تو تیور ڈالو دونون کی آنکھین چار ہوئین مثل مشہور ہی آنکھین
ہوئین چار دل مین آیا پیار ایک نے دوسرے کو پہچانا دوڑکر صبا رفتار اُستانی کہکے لپٹ گئی ملکہ
تم بے مثل و بے نظیر ہو صرصر شمشیرزن نے کہا بوا تم روشن ضمیر ہو آپسمین خوب باتین ہوئین اشارون مین
عیاری کی گھاتین ہوئین ضرغام اشارہ کرتا ہی کہ آگ لگاؤنگا برق فرنگی مسکرا کر کہتا ہی تڑپ تڑپ
کے بجلی گراؤنگا نامہ دیا ہوا صبا رفتار کا پڑھا گیا ملکہ صورت نگار نے کہا لو شہنشاہ اب تو کوئی تردد
دل مین باقی نہین رہا افراسیاب نے کہا ای صورت نگار ابھی دو چار دن تامل کرو اسی پہاڑ
پر سخت سہو پڑے بڑے ساحرون کو بلائین خیر خواہان دولت یہان آئین اس مقدمہ مین انجمن مشاورت
ترتیب دو اس جلسہ مین ہر بعید و قریب بزرگان دین سے صلاح کی جاے تب قلب ناصبور تسکین
پائے افراسیاب خانہ خراب لاکھ حیلہ حوالہ کرتا ہی مگر ملکہ صورت نگار کا یہی قول ہی ای شہنشاہ آپ کو
ناحق ہول ہی اور تائید کلام صورت نگار صرصر و صبا رفتار کر رہی ہین ہوا باندھتی ہین ہر مرتبہ
بڑھ بڑھ کر عرض پیرا ہین ای شہنشاہ شکوک بیجا ہین کیا بزرگان دین قدرت سے بہتر ہین ملکہ صورت نگار
کی رائے سالم بس اُٹھئے سوار ہو جیے دونون لونڈیان ہمراہ چلین مقدمہ لوح سے مہلت پائین اور کام
مین مصروف ہون عیاریان کرین مسلمانون کو گھس گھس کے پکڑین سالہا سال گذرے لڑائی مین آگ لگے
سب مسلمان مارے جائین ملازمان شاہی مہلت پائین افراسیاب کا تو دل نہین چاہتا مگر کہنے سے

اِن سب کے ناچار ہوا تخت پر سوار ہوا لوح رومال مین لپیٹ کے اپنی کمر مین رکھی مصور و صورت نگار
دسرما سے برف انداز و ابر تیغ کوہ شگاف و ملکہ حیرت جادو و صرصر و صبار فتار ہمراہ افراسیاب
یہ سب تخت پر سوار ہوے حیرت نے کہا اے شہنشاہ کچھ فوج طلب کر لیجاے افراسیاب نے کہا لاہ
مین صدہا ملک ملین گے فوج کی کیا احتیاج ہے کل ہوش رُبا مین دین سامری کا رواج ہے جہان سے فراج
مین آئیگا فوج ہمراہ لے لین گے صورت نگار نے چاہا سحر کرے تخت بلند ہو مصور کو چھینک آئی افراسیاب
خانہ خراب نے کہا اے صورت نگار دیکھ چھینک ہوتی ہے آج کے دن ٹھہر جاؤ کل چلین گے ملکہ صورت نگار
نے کہا اجی چھینک کیسی اب لتاہل نہ کیجیے اندیشہ کو دل مین راہ نہ دیجیے کئی دن سے اس پہاڑ پر ہین
کہان تک سنگ صبر و شکیبائی دل پر رکھین برق دختر غام نے ملکہ صورت نگار سے اشارہ کیا سحر کرو
شہنشاہ کو بکنے دو مصور و صورت نگار نے سحر کیا تخت بلند ہوا لکہ ہاے ابر افراسیاب کے سر پر لبعد کرد فر
سمت ملک داؤد یہ چلا دو کلمہ داستان حیرت بیان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بیان کیے جاتے
ہین خواجہ نے یہ دستور قرار دیا ہے دن کو دار الامارۃ شاہی مین بشکل داؤد مصروف عدل و انصاف شب کو
باغ مین ملکہ لالان خون قبا کے آتا ہے شب بھر ملکہ لالان خون قبا و اسد نامدار سے صحبت رہتی ہے
کبھی مرتبہ اسد نے کہا نانا جان زنبیل سے داؤد جادو کو نکالیے اسکو سمجھائین راہ راست پر لائین شاید
مسلمان ہوکر لڑائی کا افراسیاب خانہ خراب سے سامان ہو عمرو نے کہا اے نور نظر ان مقدمات مین تم
کچھ دخل نہ دو ہماری رائے ناقص پر چھوڑ و جس دن ملکہ صرصر شمشیر زن و صبار فتار آئین شب کو
عمرو نے ملکہ لالان خون قبا سے کہا لو خدا نے سامان اپنی قدرت سے پیدا کیا آج صرصر و صبار فتار
نامہ افراسیاب کا لیکر آئی تھین مراد تحریر یہ تھی کہ لوح کو اپنے پاس رکھیے ہمپر احسان ہوگا مین نے
جو مناسب جانا جواب لکھ بھیجا مسبب الاسباب نے سبب تو پیدا کیا ہے انجام بخیر ہو ضرور افراسیاب
خانہ خراب آئیگا لوح طلسمی میرے پاس لائیگا مین انکار کرونگا کہ مین لوح اپنے پاس نہ رکھونگا اے
لالان خون قبا اُس وقت عقلمندی کو کام فرمانا بہ محبت مجکو لپٹ جانا افراسیاب کی سفارش
کرنا بہت اچھی طرح گذارش کرنا مین لاکھ انکار کرون تم ایک نہ ماننا لوح ہاتھ سے افراسیاب کے
لے کر اپنے گلے مین پہن لینا پھر جو کچھ بن پڑے گا دیکھ لینا اُس وقت کی مشکل کو خدا آسان کرے کہ افراسیاب
لوح دیکر چلا جاے بعد حصول لوح انشاء اللہ میان داؤد جادو صاحب کو زنبیل سے نکالون گا
سمجھاؤنگا اگر خداوند کریم نے اپنا فضل کیا اور یہ مطیع الاسلام ہوا پھر بہ کیفیت افراسیاب
جادو سے مقابلے ہونگے اسد شیر دل مرحلات کی جانب جائینگے ہم ملکہ مہرخ وغیرہ کو نامہ لکھکر

بلائین گے بڑی کیفیت سے مقابلے ہونگے یہ خبر فرحت اثر سُنکر خوشی سے ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ سُرخ ہوگیا ناگن وزیرزادی نے بھی بڑھ کر مبارکباد دی کہا ای شہنشاہ عیاران آپ کی راے معقول ہی سب کو بدل وجان قبول ہی ملکہ لالان خون قبانے اسد غازی سے اشارہ کیا آج تو خواجہ صاحب بہت خوش ہین آپ فرمایے آج تو نوبجائین اسد نے کہا میرے کہنے سے نہ بجائینگے ہزارون جلواتین سنائینگے تمھاری خاطر مدنظر ہی کچھ پیشکش کرو مہربانی فرمائینگے اُنکے دل مین آئیگا گائین گے بجائینگے ملکہ لالان خون قبا نے کئی لاکھ روپیہ کا موتیون کا مالا گلے سے اُتار کے کہا نا ناجان یہ نالا حضور کے لائق ہی خواجہ عمرو نے جلدی سے لے لیا کہا بیٹیا تمھاری دلشکنی مجکو منظور نہین کیا نی نوازی کی مشتاق ہو اچھا سازندون سے کہو ساز درست کرین جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوا مسند پر قران السعدین اسد شیردل و ملکہ لالان خون قبا یہ حسن مین بے نظیر وہ جلالت و شوکت مین یکتا ایک ماہ تابان دوسرا مہر درخشان گرد ہجوم سیارگان خواجہ عمرو قریب سازندون کے آئے نوبجائی رنگ محفل دگرگون صدلے آہ اور واہ بلند ہوئی ہر ایک نازنین مثل مرغ بسمل تڑپ رہی ہی واقفکاران علم موسیقی فرنج ہوگئے سازبھی خوب ملا ہوا عمرو کا بھی دل لگ گیا مدتین گذرین اپنے آقا سے جدا فراق صاحبقران مین مبتلا صورت پرنور صاحبقران عمرو کی آنکھون مین پھرنے لگی ندی اشکون کی آنکھون سے جاری ہوئی یاد مین اپنے آقاے نامدار معشوق طرحدار کے یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے اشعار

روتے روتے ہجر مین بے نور آنکھین ہوگئین رفتہ رفتہ صورت ناصور آنکھین ہوگئین

ضعف سے طاقت گئی بے نور آنکھین ہوگئین دست و پا بیکار ہین معذور آنکھین ہوگئین

فرقت ساقی مین مژگان وارلبست تاک مین آنسوؤن سے خوشۂ انگور آنکھین ہوگئین

کن نشیلی انکھڑیون سے لڑگئی گلشن مین آنکھ نرگس شہلا کی کیون مخمور آنکھین ہوگئین

نوح کی کشتی قد خم گشتہ میرا بنگیا اشکون سے طوفان اُٹھا تنور آنکھین ہوگئین

دیکھ کر مین گر پڑا غش کھاکے موسی کی طرح میری خاطر اُسکی برق طور آنکھین ہوگئین

لوٹ لیتی ہین متاع دل ہراک انسان کا اس لیے رہزن تری مشہور آنکھین ہوگئین

خانہاے چشم مین یہ سیمبر رہنے لگے ہم فقیرون کی تو ذی مقدور آنکھین ہوگئین

دیکھکر آنکھین تری پیدا ہوا آزار دیدہ شکل نرگس میری بھی رنجور آنکھین ہوگئین

شیشۂ دل سنگ الفت نے کیا یان چور چور تشنۂ مے سے جو اُسکی چور آنکھین ہوگئین

تیر مژگان کے تصور نے مشبک کر دیا صاف شکل خانۂ زنبور آنکھین ہوگئین

ایسی گئین تیغ نگہ نے انہ نون خونریزیان قاتل عالم تری مشہور آنکھین ہوگئین

ناتوانی نے انھین نظرون سے نہان کردیا — دامنِ مژگان مین اب مستور آنکھین ہوگئین
نورافزا حسن ہی اُس حور کا کیا ای قلق — جلوۂ رخسار سے پر نور آنکھین ہوگئین

خواجہ عمرو بھی خود ان اشعار دن کو گا کر اس قدر زار زار روئے کہ غش آگیا اسد غازی و ملکہ لالان خون قبا دونون گھبراگئے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا ملکہ لالان نے پوچھا کیون حضور اسوقت کیا قلب پر صدمہ پہونچا خواجہ عمرو نے کہا ای بی اس اسد کی محبت مین اپنے آقاے نامدار مولاے قدرشناس زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران سے جدا ہوا لاکھ معشوق اُسکے ناخن پا پر نثار معشوق عاشق خصال آقاے باکمال ناز اُٹھانے والے مجھ ایسے ذلیل کو یہ مرتبہ دیا کہ فرزند اُسکے عمر نامدار پوتے اُسکے جد عالی تبار کہتے ہین کہ ایکشب اگر کہین جاکر مین رہتا تھا خاصہ نہ نوش فرماتے تھے بہ محبت و شفقت اپنے پہلو مین بٹھاتے تھے سالہا سال گذرے کہ وہ روے زیبا آنکھون سے نہان ہی زندگی وبال قلب پر ہجوم غم و ملال جی چاہتا ہی پر پرواز پیدا کرون زیارت سے مشرف ہون بیان پر خواجہ عمرو کے اسد غازی خوب زار زار مثال ابر نوبہار رویا کہا نانا جان حقیقت مین آپ نے بہت بجا فرمایا میرے واسطے آپ نے کو رنج دالم سر پر اُٹھایا حضور خوب آگاہ مین کہ اس حقیر پر تقصیر کو جناب والدہ ماجدہ ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر بلند اختر امیر با توقیر نے کس ناز و نعم سے پرورش کیا مگر جب یہ نیاز مند عازم طلسم کشائی ہوکر برائے رخصت حاضر ہوا تو زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ ارے اسد مین تجکو اپنے برادر بجان برابر بدیع الزمان گرد لشکر شکن پر نثار کرتی ہون میرے بھائی کو ہمراہ لے کر آنا تنہا مُنھ نہ دکھانا وہ کلمہ اسوقت تک مجھے یاد ہی رہائی ماموں جان کی حاصل مراد ہی پس حضور کی کوشش سے سب کچھ ہوگا ہم ان مقدمات سحر و ساحری مین مجبور و ناچار ہین جب پروردگار عالم اپنا فضل و کرم شریک حال کریگا اور لوح طلسمی حاصل ہوگی اُسوقت تسکین دل ہوگی جو کچھ جانبازی اور سرفروشی میرے لائق ہی حضور ملاحظ فرمائین گے یہ سنکر خواجہ عمرو نے گلے سے لگایا فرمایا ای اسد شیر دل جرأت تیری میرے دل پر نقش ہی مگر اس طلسم ہوش رُبا مین ساحران خرس پیکر افسونگر حیلہ ساز شعبدہ باز شمار سے باہر ہین نتھ ہلاتے ہین لشکرون کو تہ و بالا کرتے ہین مکاری پر مرتے ہین حافظ حقیقی مالک تحقیقی انکے شر سے بچائے انھین باتون مین وہ رات تمام ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا قفل طلسمات عالم یعنی نیر اعظم لوح ضیا و فوج شعاع ہمراہ لیکر مرحلۂ فلک چہارم پر سرگرم فتاحی و مصروف سیاحی ہوا خواجہ عمرو نے بتعجیل صورت اپنی تبدیل کی بصورت داؤد بنکر تیار ہوا تاج سر پر رکھا لباس فاخرہ زیب جسم کرکے ملکہ لالان خون قبا کو بخوبی سمجھایا کہ بعد چند ساعت دربار مین آنا جس طرح کہدیا ہی لوح طلسمی افراسیاب سے لیکر اپنے گلے مین

بہن لینا ناگن کو بخوبی تعلیم کر دیا اُسی طرح ہوا دار پر سوار ہو کر مع مشیران سلطنت و وزیران اہبت داخل دربار خداوندی ہوئے اپنے اپنے مقام پر ساحر آکر بیٹھے دربار عدل و انصاف گرم ہوا بعد چند ساعت ملکہ لالان خون قبا و ناگن وزیرزادی مع چند کنیزان محرم راز بعد کرشمہ و ناز داخل بارگاہ ہوئین یکایک ہرکارے دوڑے ہوئے آئے بعد دعاے و ثنا غرض کی وہ ملکہ ابر ہفت رنگ آسمان پر چمکا دیکھا افراسیاب جادو آتا ہے اب عمرو سنبھل کے بیٹھا وزیرزادی کو واسطے استقبال کے بھیجا دوسرے ہرکارے نے عرض کی ہمراہ افراسیاب ملکہ صورت نگار و مجبور و سرما و ابریق و صرصر و صبا رفتار عیار بچیان بھی تخت پر سوار ہین نام عیار بچیون کا سُنکر خواجہ عمرو کے کلیجہ پر خنجر غم و الم پھر گیا ہاتھ پانون مین رعشہ مگر کلیجہ پر سنگ صبر رکھا پروردگار عالم سے التجا ہے اے معبود حقیقی اس مہم عظیم کو تو سر کرے گا لوح طلسمی دلوائے گا صرصر و صبا رفتار بھی ساتھ ہین ہر رنگ مین پہچان سکتی ہین مگر تو پردہ پوش عالم حاکم محکم اُنکی نگاہ سے مجکو بچانا جیسے باطن انکا کور ہے ظاہر مین بھی نابینا بنا نا عمرو پریشانی مین زانو بدل رہا ہے روح پر صدمہ افراسیاب جادو بیرون بارگاہ تخت سے اترا برق فرنگی و ضرغام شیر دل پہلو مین گھنٹون مین افسوس کرتے ہوئے کہ راہ مین ہمارا پنجہ قابض نہوا اب بیان ہم کیا کر سکین گے اگر لوح داؤد جادو کو افراسیاب نے دیدی پھر دستیاب ہونا دشوار ہے سنتے ہین بڑا مکار و غدار ہے آپسمین اشارے کنائے کرتے ہوئے عقب مین افراسیاب جادو کے داخل بارگاہ ہوئے افراسیاب نے بڑھکر پایۂ تخت خداوندی کو بوسہ دیا واسطے سجدے کے جھکا صرصر و صبا رفتار نقلی بھی گرد تخت پھرین ادرون کی پشت پر عمرو ہاتھ پھیرتا ہے مگر عیار بچیون کے خوف سے آنکھ چراتا ہے دل سے کہتا ہے کہان چھپون ان ظالمون کے ہاتھ سے کیونکہ بچون ملکہ صورت نگار بلائین لے رہی ہے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دے رہی ہے اُسی پریشانی مین خواجہ عمرو کی نگاہ اُٹھی برق فرنگی سے آنکھ چار ہوئی بھوری بھوری آنکھین دیکھکر دل باغ باغ ہوگیا فرمایا صرصر مزاج تو اچھا ہے ذرا ہم سے آنکھین چار کرو بڑی بے مروت ہو تمھاری عیاریون کے بڑے شہرے ہین برق فرنگی نے سر اُٹھایا اپنے اُستاد والا نژاد کو تخت خداوندی پر پایا ضرغام کے چٹکی لی پکار کر کہا خداوند سے آنکھ ملاؤ دولت حسن و جمال طلب کرو ضرغام نے بھی سر اُٹھا کر اپنے والد نامدار کو پہچانا خوشی سے جامہ مین نہ سماتے تھے خواجہ عمرو نے بھی عنایت پر اوہ گاریہ وجد کیا کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچایا افراسیاب جادو کو اپنے پہلو مین جگہ دی ملکہ صورت نگار قریب تخت کے شانے سے شانہ ملا کر بیٹھی صرصر و صبا رفتار نے تعریفین شروع کین یا خداوند جہان پناہ آپ کے تصدق سے شہنشاہ باغ سیماب مین غالب آئے کوکب شفضمیر

سے لڑکر لوح لائے اب حضور اپنے پاس رکھ لین اپنے بندون کو مہلت دین باغیون کو غارت کیجیے مسلمان
آپکو اور آپ کے پوتے دوسو بھائیون کو بُرا کہتے ہین لیکن مشیت ایزدی مین کسکو دخل ہی ظاہر مین تو سراسر
گنہگار ہین باطن مین نہین معلوم کیا اسرار ہین خواجہ عمرو نے کہا کنارے بیٹھو زیادہ گستاخی نہ کرو اب یہ
دونون پہلو مین افراسیاب کے آئے چپکے چپکے کان مین کہ رہے ہین اے شہنشاہ لوح جلد نظر دیجیے دیر
نہ کیجیے افراسیاب خاموش بیٹھا ہی صورت نگار اُٹھی گرد پھری تصدق ہوئی نثار ہوئی شانے پر
ہاتھ رکھکر کہا دیور صاحب مجکو تو گھور گھور کر نگاہون مین کھائے جاتے ہو آنکھین جھکاؤ خواجہ عمرو نے مسکراکر
ہاتھ سر پر رکھدیا کہا کچھ دیوانی ہوئی ہو آج کل تو تجھپر خوب جوبن ہی چراغ حسن روشن ہو آج کسی طرح تمکو
نہ جانے دونگا بھائی مصور سے پوچھ لونگا مصور قہقہہ مارکر ہنسا ہین ہین کرنے لگے کہا بھائی صاحب آپ ہی
انکو خوب راضی کرتے ہین رات کو آپکو یاد کرتی ہی آپکا نام لیکر فریاد کرتی ہی مجکو لات مارکر پلنگ کے نیچے گرا دیتی
ہی بڑی زبردست ہی صورت نگار نے کہا تم چپ رہو اپنی جوتی سنبھالو مین اپنے دیور کو سمجھا لونگی کیا مین
اسکی محبت سے انکار رکھتی ہون وہ مجھے راضی کرینگے مین انکو خوش کرونگی یہ کہکے دامن تھام لیا کہا دیور صاحب
آج کہنا میرا ضرور مانو لوح طلسمی اپنے پاس لیکر رکھ لو یا عرش علی پر بھیجدو فرشتون کے پاس حفاظت سے رہیگی
خواجہ عمرو نے کہا بیٹھ شغفتل مین لوح لیکر کیا کرونگا ایسی لوحین کہ تو ہزارون بنا دون تیرے ہاتھ سے طلسم
فتح کرا دون تیرا طلسم تو مین نے بنایا ہی یاد ہی تو بھول گئی صورت نگار نے کہا زیادہ نہ بکو مطلب کی بات کہو لائیے
شہنشاہ لوح نکالیے افراسیاب جادو کا دل دھڑک رہا ہی کسی طرح دل گوارا ہی نہین دیتا لیکن مصور و
صورت نگار و صرصر و صبا رفتار و وزیران سب یہی کہ رہے ہین حضور لوح نذر دیجیے افراسیاب
دیوانہ ہوگیا کس کس کو جواب دے جب افراسیاب نے گھبرا کے سر جھکایا ملکہ صورت نگار نے جیب مین
افراسیاب کے ہاتھ ڈالکے لوح نکال لی افراسیاب سے یہ نہ ہوسکا کہ ہاتھ سے صورت نگار کے لوح چھین لے
سر جھکا لیا کہا بی صورت نگار تمکو اختیار ہی ملکہ صورت نگار نے کہا دیور صاحب لیجیے خواجہ عمرو نے کہا
مین لوح نہ لونگا ملکہ لالان قبا کھڑی ہوگئی دست بستہ عرض کی اے والد نامدار شہنشاہ آپ کے بندگان خاص
مین طاعت گزار باخصاص آپ کو انکی مدد واجب و لازم ہی لوح کی حفاظت سے چشم پوشی آپکی بندہ نوازی
سے دور ہی یہ کہکے صورت نگار سے کہا لاؤ چچی اماں لاؤ مجھے دو مین قدرت کو سمجھا دونگی فرشتے آکر آسمان
پر پہنچائینگے صورت نگار نے فوراً ملکہ لالان خون قبا کو لوح دیدی ملکہ نے گلے مین پہن لی افراسیاب نے
لوح کو نگاہ یاس سے دیکھا اب عمرو طرف افراسیاب جادو کے پلٹا کہا اے افراسیاب لالان خون قبا
نے تمہاری سفارش کی بھابھی صاحب نے گذارش کی اب ہمکو یہ منظور ہوا بالکل جھگڑا پاک کردین بالکل

لگا کو نہ رہے خاتمہ ہو جائے افراسیاب جادو نے کہا آپ مالک ہین جو مناسب وقت ہو تجویز فرمایئے
اب خواجہ عمرو کا دل بہت مضبوط ہی کہا ای افراسیاب خانہ خراب تیری عیش پسندی نے لاکھون بندے
قتل کرائے اسوقت مشیت مین گذرتا ہی کہ مسلمانون کے ہاتھ سے تجکو بچاؤن آتش قہر و غضب سے
جلادون جہنم مین پھینکدون افراسیاب تھرتھر کانپنے لگا ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہو گیا کہا یا خداوندا
الامان کیا مجال جو غرور کو دل مین جگہ دون جاکر مسلمانون کو مار ڈالون گا اب طلسم مین قدم نہونے پائیگا
خواجہ عمرو نے کہا اب تجکو موت زیست مین بھی دخل ہی اگر ہمنے بندگان مغضوب کی موت نہ مقرر کی ہو تو
کیونکر قتل کریگا خود طلسم کشا تیرا قاتل ہی تقدیرات خداوندی مین تو دخل دیتا ہی بڑا جاہل ہی ہمارے نانا دادا
سامری و جمشید تحریر فرما گئے ہین کہ اسد غازی بادشاہ طلسم ہی طلسم کو آکر فتح کریگا ساکنان طلسم کے خون سے
ہاتھ بھریگا او غافل یہی زمانہ ہی تونے کتاب سامری مین لکھا دیکھا ہی کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے ہاتھ سے نہین
ہی وہ جلاد ساحران ہی آفتاب عالمتاب عیاری کل عالم مین تابان و درخشان ہی اب ہمکو تقدیر جدید کرنا
منظور ہی اُن احکام قدیم کو مٹانا منظور ہی تو باتین بناتا ہی غرور مین اپنے جامہ سے باہر ہوا جاتا ہی تجھ ایسا
رازدار بادشاہ عالی وقار ایسا بیوقوف ہی ہر وقت عیش و عشرت مین مصروف ہی دیکھ دیدۂ حقیقت سے کر کان
پر ہاتھ دھر لا کتاب سامری ہمکو دے اُسکو پھر سے بنا مین اسمین بھی ایک نکتہ ہی حرف حرف اسرار سے معمور ہی
غفلت سراسر قصور ہی جب خداوند نے کتاب کا نام لیا افراسیاب نے کہا یا خداوند کتاب سے ہر وقت کام
رہتا ہی یہ تو جام جہان نما ہی اسکے ملاحظہ سے بڑا مطلب نکلتا ہی حضور کے بیان سے ایک مہینے کے عرصہ مین تیار
ہو کر ملے گی غلام حالات طلسم کس مین دیکھے گا داؤد نے کہا قدرت مہینون کا کام ایک گھنٹے مین کر سکتے ہین تنے ہی
عرصہ مین بالاے عرش اعلیٰ جائین گے گردش سیارگان ملاحظہ فرماکر چشم زدن مین آئین گے کتاب ترتیب
کردینگے یہ کیا مشکل ہی آج دریاے رحمت خداوندی جوش مین ہی منظور ہی ہمارے بندے قتل نہون
تکلیف نہ اُٹھائین آٹھ پہر پوجا پاٹ کرین افراسیاب نے سُنکر سر جھکایا صورت نگار اُٹھ کھڑی
ہوئی کہا ای شہنشاہ سجدۂ شکریہ ادا کرو قدرت پر جان و مال فدا کرو تقدیر نو فرمائینگے کتاب سر نو سے
بنائین گے بغل مین کتاب دبائے بیٹھے ہو پیش کر دو مین ابھی تقاضا کر کے بنوا لونگی قدرت کا پیچھا نہ
چھوڑونگی میری بات مین انکار نہین کر سکتے افراسیاب نے کہا ای صورت نگار کتاب مین چھوڑ کر
نہ جاؤنگا مشکل پڑیگی مین حالات آیندہ و گذشتہ سے محروم رہونگا صرصر و صبا رفتار آگے بڑھین کہا
ای شہنشاہ طلسم ہوش ربا قدرت تو فرماتے ہین کہ ابھی عرش اعلیٰ پر جاؤنگا کل نسوبات فلکی ملاحظہ
کرکے درج کتاب کردونگا تقدیرہاے آیندہ منسوخ فرمائینگے احکام جدید بنائینگے سامری جمشید کے حکم

خاک مین ملین جو دل مین آیا لکھ گئے ہی ہو نگوڑے اسد غازی کو ہمارے بھولے شہنشاہ کا قاتل قرار دیا وہ
خود ہمارے شہنشاہ کے ہاتھ سے بموت مارا جائیگا ہم خود جہان پائینگے اس ظالم کو قتل کرینگے بی بی حبین کے
ٹکڑے اڑائینگے ملکہ مہرخ و بہار کو خاک مین ملائینگے یا خداوند ہم دونون کی پشت پر دست شفقت پھیرے
اپنا نظر کردہ کیجیے پھر کسی کی نظر نہ لگے جو نگاہ بد سے ہمکو دیکھے اندھا ہو جاے خواجہ عمرو کو جانور بنا دیجیے
برق فرنگی پردۂ ابر مین چھپے قران کا لیانگ سیاہ ہو جاے جانسوز کے جسم مین سوزش ہو ضرغام کو شیر
بھیڑیے کھا جائین یہ کہکے جو دونون قہقہے مارکے ہنسے کہا تو قدرت کے صدقے دعائین قبول ہوئین امیدین
حصول ہوئین پردہ حجاب ہماری آنکھون سے اُٹھ گئے جو ہم نے کہا اُسی حال مین سب کو دیکھ رہے ہین عمرو
دیوانہ ہو گیا جنگل مین مارا مارا پھر رہا ہی مگر یہ پردے کی باتین خلالی دیکھے گا حرامی کو کچھ خاک نظر نہ آئیگا
سب دربار والے کہنے لگے ہان ملکہ سچ ہی ہم بھی دیکھ رہے ہین ملکہ صورت نگار نے بغل سے کتاب
افراسیاب جادو کے نکال لی کہا لو بھیا جلدی تیار کرو ورنگ روے افراسیاب جادو متغیر مگر سامنے
داؤد جادو کے کچھ بول نہین سکتا خاموش حیران حیران ایک ایک کو دیکھتا ہی صرصر و صبا رفتار و
صورت نگار کی ایک راے ہی خواجہ عمرو نے کتاب ہاتھ سے ملکہ صورت نگار کے لی لیتے ہی کھڑا ہو گیا کہا
ہم ابھی بنا کے لاتے ہین اپنی بھاوج کی بڑی خاطر منظور ہی جو کہے گی ہمکو بدل و جان کرنا پڑے گا وہ بھی
ہماری بڑی خاطر و مدارات کرتی ہی ہر چند کہ قدرت کو انتہا کی مشقت پڑے گی مگر فوراً تیار کرکے لاتے ہین
وہ تقدیر مضبوط ہو کہ ورق اُلٹ جاے صرف کتاب کا نام باقی رہے آج شیرازہ بندی اجزاے کتاب
زمین و آسمان منظور ہی دشمن کو زیر و زبر کرنے مین سرور ہی خداوند قدرت کی بات لاجواب دشمن ہمارا
بے کتاب شکنجہ مصیبت مین کھنچا جائے گا تقدیر کا لکھا ہوا پیش آئیگا مضمون اصلی درج ہو بس کلام کو
قطع کر دو یہ کہکر قدرت ایک کمرے مین تشریف لے گئے دروازے اندر سے بند کر لیے کتاب سامری خواجہ
عمرو کے ہاتھ مین دل سے کہتا ہی کہ اس کتاب کا تو خاتمہ کر دو جس وقت جو جی چاہتا ہی اسمین دیکھ لیتا ہی
عیاری کا رنگ نہین جمنے دیتا ہی یہ سوچ سمجھکر ایک کونڈا پانی کا لبریز رکھا تھا حرف حرف کو بیٹھکر دھویا
نقطہ نقطہ مٹایا بالکل کتاب سامری کو حرفون سے معرا کیا ویسی ہی ایک کتاب جلد بندھی ہوئی اپنے
زنبیل سے نکالی بڑا افسوس ہی کہ کتاب کے بدلے کتاب بنانا پڑی ہر چند کہ اس زمانے مین کاغذ کی کل شہر
مین تیار ہوئی کاغذ نہایت ارزان ہی دو آنے دیکر جلد بندھوالی ڈیڑھ آنے کا دستہ کاغذ کا لگا یا جسکا
نقصان ہو وہی جانے اسد بیدرد اسکو کیا سمجھے مگر مجبور دل سے فرمایا وقت صبر و جبر ہی نفع نقصان
ہوتا رہتا ہی سوداگر سب طرح کے جبر سہتا ہی اب خواجہ عمرو نے بیچ مین سے کتاب کو کھولا عمدہ قلم خوشنویس

کے لکھنے کا نکال کر پہلے لکھا یا فتاح العلیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بعد اسکے حمد الٰہی و نعت جناب رسالت پناہی و اوصاف زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران و حالات جرأت و شوکت اسد نوجوان لکھے پھر تحریر فرمایا منم ہنر بر بیشۂ طراری گو ہر بے بہائے قلزم خنجر گذاری نہنگ بحر زخار عیاری جو ہر شمشیر مکاری تیغ غداری سرہنگ سرہنگان بساط بلاد جبی آدم مولانا معظم و مکرم جامع الفضل و الکرم دوندۂ بے درنگ قاتل کافران یلچ گیر پیش سر تن ستمگاران بر ہم زن صف کافران جہان شہسوار عرصۂ چالاکی شاہباز اوج بیباکی مفتی احکام عقل و فطرت قاضی مسند شوکت و جرأت مہر آسمان جاہ و وقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار او افراسیاب خانہ خراب لوح طلسم ہوش ربا لے لی کتاب تیری خاک مین ملا دی حرف حرف اسکا دھویا تیرے بزرگون کا نام ڈبویا او بے آبرو اب مناسب یہ ہے کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھ کے مثل غلامان حلقہ بگوش در دولت اسد نامدار پر حاضر ہو سامری و جمشید پر لعنت کر مذہب اسلام کی اطاعت کر ورنہ ایسی بُری طرح پیش آؤنگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال زار پر روئین گے انشاء اللہ اسد نامدار برائے فتح مرحلہ جات طلسم ہوشربا جائیگا تو اپنی سرکشی کی سزا پائیگا خوب نام کو میرے یاد رکھ تیری کتاب مٹانے والا اگر فقرات نثر شائد نہ یاد رہین یہ مضمون آبدار تصنیف کردۂ مصنف عالی وقار یاد کرے نظم

ڈرے مکر سے کانپتا ہے جہان
عمرو ہون مین عیار صاحبقران

ترا خندۂ ریش کفار ہون
زمانے کا مکار و فدا ہون

اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
ذرا تیز رفتار ہو گر قدم

جہان گیر عالم کا عیار ہون
دوندہ جہان گرد طرار ہون

عمرو نے دو تین ورق کامل مقفی مسجع اشعار آبدار سلسلہ وار تحریر فرمائے تنبیہ و تادیب کچھ حالات ساحران گذشتہ و کیفیت عنظلی آباد و چاہ ماران دام الجبال وزیر جد نگار وغیرہ بہ لطف لکھ دیئے کہ اشتیاق ناظرین بڑھے اور افراسیاب محزون و اندوہگین ہو کتاب کو بند کیا ایک جزدان بہت عمدہ جھوٹے زربفت کا اسمین کتاب کو رکھا یہان دارالامارۂ شاہی مین افراسیاب وغیرہ بیٹھے ہین ملکہ صورت نگار ریہی کہ رہی ہے اب قدرت بروج آسمانی مین پھر رہے ہونگے ملاحظہ گردش سیارگان سے یقین ہے مہلت حاصل ہو صرصر و صبا رفتار کہتی ہین بی صورت نگار صاحب تمھارے اعتقاد مین فتور ہے سراسر عقل کا قصور ہے اتنے عرصہ مین قدرت نے ساتون آسمان طے کیے ہونگے آیا چاہتے ہین فقط ہم تم لوگون کے دکھانے کو کتاب مین اتنا عرصہ ہوا کل اوراق زمین و آسمان پیدا کرنے والے کے پیش نگاہ ہین جس نے بیک چشم زدن مین تمام عالم کو بنایا اپنے بندون کو کیا کیا تماشا دکھایا اسکے نزدیک سب کچھ آسان ہے ہر طرح اسکا اپنے بندون پر احسان ہے اعتقاد درست رکھو شک کو دل مین راہ نہ دو خداوند آیا چاہتے ہین افراسیاب خاموش بیٹھا ہے حیران و پریشان مضطر و شسدر سب کی صورت دیکھ رہا

ہی یکایک کمرے مین سے آواز قدرت کی آئی ثابت ہوتا ہی کسی سے لڑرہے ہین کبھی غل مچاتے ہین کبھی کسی کو جھڑکتے
ہین کبھی ہنسنے کی آواز کبھی سوز کبھی ساز ناگاہ دروازہ کمرے کا کھلا سب نے دیکھا کہ قدرت کتاب بغل مین دبائے
ہوے پسینے پسینے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کوئی بڑا سفر عظیم کرکے آئے ہین چہرے پر گرد غبار پڑا ہی لڑکھڑاتے
ہوے آتے ہین سب کھڑے ہوگئے افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا یا خداوند کتاب تیار ہوگئی قدرت نے کہا او
بندہ بے ادب آج قدرت نے تیرے واسطے بڑی تکلیف اُٹھائی بڑی محنت مین کتاب بنائی مگر جو لکھی ہی
بختگی نہین ہوئی حرفون کو اضطراب ہی سطرون کو مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہی ہر نکتہ خشم قہر و غضب اگرے
خنجر آبدار ہر ایک صفحہ دریاے قہار الف نیزۂ جان ستان ساری کتاب مین صفوف قتال و جدال کا
سامان عیان ایک ہفتہ کی تمھارے واسطے تکلیف ہی خبردار ہرگز ہرگز کتاب کھول کر نہ دیکھنا ورنہ
سب وار پھر چل جائینگے استخوان جل جائینگے کتاب کو بغل مین دبائے رہنا خبردار ہوا نہ نکلنے پائے ورنہ صورت
بربادی دیکھوگے زندہ نہ بچوگے تین شبانہ روز جاگتے رہنا سامری و جمشید کا نام جپنا خبردار شراب و
کباب بھی ترک رہے کھانا بھی مزے کا نہ کھانا زور سلطنت نہ دکھلانا یہ مقدمات دین و آئین ہین سب
سختیان مابدولت نے اپنے اوپر لین چند باتین موافق تمھاری حقیقت کے بتائین سب طرح احتیاط لازم ہی
ذرا فرق نہ پڑے مضمون کتاب خراب ہوجائیگا ملکہ صورت نگار نے کہا نہین خداوند ہم سب شہنشاہ کے
ساتھ جاگین گے سہل و آسانی ایام احکام کو کاٹ دینگے افراسیاب نے کتاب لیکر بغل مین دبائی بڑا خوف
یہی ہی کہ ہوا نہ نکلنے پائے قدرت ہاتھ تھام کے ملکہ لالان خون قبا کا اُٹھ کھڑے ہوے کہا بس قدرت کو
زیادہ فرصت نہین کلام کرنے کی مہلت نہین ابھی مشقت شاقہ باقی ہی لوح کو لیکر عرش اعلی پر جائین گے
فرشتون کے سپرد کردینگے افراسیاب نے دست بستہ عرض کی یا خداوند یہی سبب سے بہتر ہی کہ لوح
پردۂ دنیا مین نرہے خواجہ عمرو نے تیوری پر بل ڈالکے کہا تجھے آپ کیا دخل ہی جو مناسب وقت ہوگا
وہ کرینگے ارے بیوقوف لوح کو جلا کر خاک سیاہ کردینگے اب ہزار برس تک طلسم کو زوال نہوگا کبھی تجکو
رنج و ملال نہوگا جا عمر بھی تیری بڑھادی کوئی دنیا مین تجھ سے آنکھ نہ ملا سکے گا مابدولت خود مسلمانون کے
مشغلہ مین مصروف ہونگے سب حال تجھپر کھلجائینگے یہ کہکے عمرو ملکہ لالان خون قبا کا ہاتھ تھامے ہوے
ہوادار پر سوار ہوا امراء حضار آکر گرد کھڑے ہوگئے فرمایا کہ ہم باغ مین اپنی دختر بلند اختر کے جائین گے
افراسیاب قدمبوسی کرکے رخصت ہوا جب تخت پر سوار ہونے لگا برق فرنگی و ضرغام نے جو
بصورت صرصر و صبا رفتار ہین افراسیاب خانہ خراب سے عرض کی ای شہنشاہ دوران ہم کو
دو چار دن دربار خداوندی مین ضرور رہنا چاہیے اور تقدیرات معقول کرائینگے شاید بیان کوئی

عیار مکار غدار آئے اُسکا بھی حال قدرت سے عرض کرینگے قدرت کو ہزار طرح کے کام ہین تمام عالم کے اہتمام ہین داؤد نے بھی پلٹ کے کہا اے بندۂ خاص ملکہ صرصر و صبا رفتار کو ہین چھوڑ جا یہ عیاران اسلام کو خوب پہچانتی ہین لشکر مہرخ کا بھی حال بخوبی جانتی ہین ایک ایک کا نام دریافت کرکے پردہ ہاے غفلت اُنکے دلون سے اُٹھا دینگی پھر کوئی سرکشی نہ کریگا ہر ایک دشمن تیری محبت کا دم بھریگا افراسیاب خانہ خراب گرد تخت کے پھرا دوبارہ قدمون کو بوسہ دیا ملکہ صرصر و صبا رفتار کو ہین چھوڑا ملکہ صورت نگار و ساحران مذکور کو ہمراہ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف کوہ بلور کے چلا راہ مین کہتا ہے اے صورت نگار اس وقت میرے دل کا عجیب حال ہے خود بخود قلب پر ہجوم لشکر غم و ملال ہے قدرت نے یہ بڑی مشکل کی بات بتائی جلدی مین کتاب بنائی کچی رہگئی بغل مین دبائے ہون بڑا خوف تو یہی ہے کہ ہوا نہ نکلنے پائے تین شبانہ روز جاگ کر بسر کرنا ہوگا صورت نگار سمجھاتی ہے اے شہنشاہ آپ قدرت کا شکر یہ ادا نہین کرتے کہ اتنے عرصہ مین بالاے آسمان ہفتم گئے کل بروج سیارگان ملاحظہ کیے احکامات قدیم منسوخ فرمائے نئی تقدیرین بنا کر لائے قدرت نے اتنی بڑی تکلیف اُٹھا کر مختصر مشقت تمھارے سپرد کی اسپر اسقدر آپ گھبراتے ہین مجکو ہمیشہ سے آپ جانتے ہین بچپن مین سر پر ہاتھ دھر کے بیاہ کے لائے یہان مصور صاحب ہمیشہ کے مورکھ ہین انھین کھیل کی پڑی ہوئی ہے برسون اُنکے پہلو مین سوئی کیا میرے اُنکے کسی بات کا پردہ ہے میری خاطر سے سب کام کیے ورنہ کتاب سامری تین مہینے کے بعد ملا کرتی تھی یا ایک گھنٹہ مین بنا کر دیدی پھر تبلاؤ کیونکر نہ کچی رہجاتی ہم بھی آپ کے ساتھ کوہ بلور پر حاضر رہین گے سوتے جاگتے کی حفاظت سہین گے تین دن کی مشقت عمر بھر کی چین اسپر بھی آپ کو اعتراض ہر بات مین اغماض افراسیاب کہتا ہے مین کیا کرون میرے دل کو آرام نہین آتا دل بیقرار یہی کہتا ہے پلٹ پڑون لوح قدرت سے مانگ لاؤن کیا لوح رکھنے کی مجکو جگہ نہین ملتی ہزارہا ملک میرے قبضہ مین ہین کاشکے خدمت مین شہنشاہ توسن کے بھیجدیتا وہان ہوا کا گذر مشکل ہے جو جو چیزین مین نے اُسکے سپرد کی ہین اُن سے آج تک کوئی آگاہ نہین ملکہ صورت نگار نے کہا قدرت سے بڑھ کر کون زیادہ نگہبانی کریگا اب لوح طلسمی دنیا سے معدوم ہوئی خواجہ عمرو و اسد سر ٹپک ٹپک کر مرین اگر عمر نوح پیدا کرین تو بھی آسمان تک نہ پہونچ سکین افراسیاب جادو نے کہا اے ملکہ صورت نگار تیرے کلام سب راست و درست ہین مگر مین اپنے قلب کو کیا کرون دل تردد منزل کسی طرح قرار نہین پکڑتا خود بخود اُلجھن ہے کسی طرح سے چین نہین آتا مصور و صورت نگار و سرما و ابریق کوہ شگاف سب مخاطب ہو کر سمجھانے لگے اے شہنشاہ عالم چونکہ ہمیشہ رنج و ملال بیحد اُٹھاے ہین اسوجہ سے آپ کو تردد و انتشار ہے اب بہت جلد چلکے کتاب ملاحظہ فرمائیے گا تیسرے دن سب رنج و ملال خاطر اقدس سے دور ہوگا مگر افراسیاب

سر جھکائے ہوئے تخت اُڑاتا ہوا اُسی حال پر ملال مین طرف کوہ بلور کے جاتا ہی حال اُسکا آیندہ تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان خواجہ عمرو سمجھانا داؤد کو اور تائب ہونا اسکا افعال قبیح سے بیان کیے جاتے ہین نظم

کٹتی ہی میری تیغ زبان سے زبان تیغ
کیا دور ہی کہ دم نہ رہے درمیان تیغ
یہ دل خراشیان مرے اشعار طبع کی
پیدا سرنگون سے ہی عجز بیان تیغ
مت پوچھ مجھ سے خون عنادل کا ماجرا
سرگرم لاف و دعوی برش زبان تیغ
اک بات مین تمام ہی یان کار مدعی
ہر خط پہ نکتہ چین کو ہی وہم و گمان تیغ

کیونکر سخن فروش ہون سوداگران تیغ
حتا دم سے پاؤن تلک خون فشان ہوجائین
سینہ پہ سینکڑون کے ہین لاکھون نشان تیغ
خجلت سے آب تاب سخن کی ہی آب آب
ہر گل زمین شعر پہ ہی آسمان تیغ
کیسی شکست رونق بازار ہوگئی
کسکی بلا ہو بار کش امتحان تیغ
گر شوق زخم عشق کی لذت بیان کون

میرے نفس کی دیکھ کے معجز نمائیان
جوہر اگر دکھاؤن مین اپنے لسان تیغ
ہرگز نہ کرسکے مرے خامہ سے سرکشی
کیونکر چھپے چھپائے سے شرم نہان تیغ
ہو دے نہ میری حجت قاطع کے سامنے
ہی تختہ بند و لب قلم سے دکان تیغ
کیا بات میرے حرف پہ انگشت رکھ سکے
ہرگز ہما نہ کھائے بجز استخوان تیغ

گوہر آبدار سخن کو آویزہ گوش حق نیوش ناظرین والاتمکین کرکے جوش طبع گہربار یون دریا دلی دکھاتا ہی کہ خواجہ خواجگان عالم صاحب جود و کرم محترم و محتشم یکہ تاز میدان جلالت سرخیل روندگان باشوکت ذی وقار خواجہ عمرو نامدار لوح طلسم ہوش رُبا **افراسیاب** خانہ خراب سے لیکر کتاب سامری کو بے آبرو کرکے دھو دھاکے خاک مین ملایا ملکہ **لالان خون قبا** کو ہمراہ لیا وزیران سلطنت و مشیران ابت کو دارالامارہ شاہی مین چھوڑا کہا آپ سب صاحب حاضر رہین ما بدولت چند عرصہ مین تشریف لاتے ہین ملکہ **لالان خون قبا** و ملکہ **ناگن** و کنیزان ملکہ سیمتن خوشی سے خواجہ عمرو کے ہمراہ خرامان خرامان داخل باغ ہوئین سب کے دل باغ باغ رنج و الم سے فراغ اسد نامدار گوش برآواز بیٹھے تھے کنیزون سے کہ رہے تھے دیکھیے آج ہمارے نانا جان پر کیا گذرتی ہی **افراسیاب** ہمہ دان ہمہ گیر سحر و ساحری مین بے نظیر ہر رنگ مین ہمارے نانا جان کو پہچان لیتا ہی ایسا نہو خدا نخواستہ کتاب سامری دیکھ لے تو غضب ہو جاے تخت پر خداوند بنے بیٹھے ہین بھاگ بھی نہ سکین گے اگر اس صورت مین پہچان لیا تو آج زندہ نہ چھوڑیگا اس خیال مین اسد نامدار مسلح و مکمل ہتھیلی پر رکھے ہوے آمادۂ مرگ و مہیاے قضا دروازے پر باغ کے ٹہل رہے ہین کنیزون سے ہر مرتبہ فرماتے ہین برا ے خدا جاکر خبر لاؤ دیکھو **افراسیاب** سے کیا گفتگو ہوتی ہی اگر پہچان لیا ہو تو مجھ سے آکر جلد خبر بیان کرو مین بھی تلوار کھینچکر جا پڑون لڑ بھڑ کر اپنی جان دون میرے واسطے زندگی موت ہی لطف عیش و آرام فوت ہی کنیزین ابھی جانے نہ پائی تھین کہ باغ مین بہار آئی خواجہ عمرو کی صورت زیبا نظر آئی ملکہ **لالان خون قبا** کا

خوشی سے چہرہ گلنار ناگن وزیر زادی خوشی سے اکڑتی ہوئی پیچ و تاب ندارد کنیزین خوشی خوشی پھولی ہوئین ہر ایک کے چہرے سے خوشی آشکار غنچہ ہاے خاطر شگفتہ ملکہ لالان خون قبا کے گلے مین لوح طلسمی مثل آفتاب تابان یا ماہ درخشان چمک رہی ہی اسد غازی دوڑ کر خواجہ عمرو سے لپٹ گیا کہا نانا جان فرمائیے خیریت تو ہی لوح طلسمی ملی یا نہین عمرو اس قدر خوش تھا بیساختہ بہ الحان داودی یہ اشعار دعائیہ شروع کیے ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھائے

اشعار دعائیہ

یہ آستانۂ قبلۂ اہلِ وفا رہے　　صحبت مین عاشقونکا یوہین جمگھٹا رہے
حسنِ ضیاے گوہر دندان کے سامنے　　شرمندہ کس طرح نہ دُربے بہا رہے
اقدام پاک شاہ پہ ہر دم جھکا رہے　　یارب ہے تا کہ رقص مین یہ چہر آسمان
تا ہے رواج عشق گل و عندلیب کا　　جبتک چمن مین سرو پہ قمری فدا رہے
بطن صدف مین تا کہ دُربے بہا رہے　　خطبہ ہو ہر دیار مین میرے حضور کا

ہر ایک محو ابروے شہ جبہہ سا رہے
خوش ان گوالنون مین کنھیا مرا رہے
تائید ایزدی سے سر سرکشان دھر
خورشید و ماہتاب مین جبتک ضیا رہے
فرقِ حباب تا ہو قلم تیغ موج سے
جاری جہان مین سکہ فیض و سخا رہے

اسوقت خواجہ عمرو کی زمزمہ سرائی خوشی مین اسد غازی کو گلے لگانا فرحت مین اشعار آبدار گانا اشعار

جو کھل کر انکا جوڑا بال آئین سر سے پانون تک　　بلائین آکے لین سو سو بلائین سر سے پانون تک
ہم انکی چال سے پہچان لین گے اُنکو برقع مین　　ہزار اپنے کو وہ ہم سے چھپائین سر سے پانون تک
یہ جتنے سرو ہین سب اُسکے قد پر زہر کھاتے ہین　　چمن مین سیر کو کیونکر نجائین سر سے پانون تک
مرا دل ایک ہی دو ن خوش ادا کی کس ادا کو مین　　کہ ہین دان تو ادائین ہی ادائین سر سے پانون تک
سراپا شوق جائین سر کے بل ہم جنکے جلسے ہین　　مثالِ شمع وہ ہمکو جلائین سر سے پانون تک
نہو ن بے پردہ تو بھی دو گھڑی ہو ہو کے شوخی سے　　پھبین چلمن مین در پردہ دکھائین سر سے پانون تک
بنایا اس لیے اس خاک کے پتلے کو بھی انسان　　کہ اُسکو درد کا پتلہ بنائین سر سے پانون تک
سراپا پاک ہین دھوئے جنھون نے ہاتھ دنیا سے　　نہین حاجت کہ وہ پانی بہائین سر سے پانون تک
مزا اتنا ہی ذوق افزون ہو جتنے زخم افزون ہون　　نہ کیون ہم زخم تیغ عشق کھائین سر سے پانون تک

گلعذارون کے قہقہے عندلیبان خوش نوا کے چہچہے گلون کا پھولنا غنچون کا مسکرانا سرو چمن اکڑنے لگے نوجوانان چمن کے پھول کھلے نرگس کے اشارے طائران چمن کے چکارے سوسن خوش آواز بصد ناز زبان رازی کا قصد کرتی ہی محبت باغبان ازل کا دم بھرتی ہی سنبل نے زلفون کو درست کیا نخل چمن نہال بلبلین خوش حال خواجہ عمرو اسد غازی کو ساتھ لیے ہوے بارہ دری مین آئے فرمایا بسم اللہ یہ لوح طلسم ہوشربا ہی پروردگار نے اپنا فضل و کرم شریک حال کیا اتنے بڑے بیدار مغز نے دھوکا کھایا لوح اپنے ہاتھ سے

مجھے دے کر چلا گیا اسد نامدار نے خوشی خوشی لوح طلسمی گلے مین پہنی پوچھا کیون نانا جان کتاب سامری کا کیا ذکر ہو خواجہ عمرو نے کہا کتاب سامری مین نے افراسیاب خانہ خراب سے لیکر ڈھونڈالی ملعون کی بے آبروئی ہوئی انشا اللہ اب برائے فتاحی طلسم تمھارا جانا ہوگا ہمسر سامان لشکر کشی افراسیاب کرے گا یقین ہی ضرور لڑے گا گھبرا کر ملکہ لالان خون قباؔ نے عرض کی ای خواجہ عمرو اب مقدمہ مین والد نامدار کے حضور کو کیا منظور ہی خاص اب وقت عیش و سرور ہی خواجہ عمرو نے کہا مجھے اسی کا انتظار تھا طبیعت کو انتشار تھا کہ اتنا بڑا بادشاہ زبردست اگر بگڑ جائے کون سنبھال سکے اب صاحب لوح موجود ہی کیا زبان ہلا سکتا ہی مگر خدائی کر چکا ہی کیونکر نصیحت وصیت کو مانے گا اسد غازی نے کہا نانا جان اصل تو یہ ہی کہ اب قتل ہونا داؤد جادو کا مجھے بہت شاق ہی خدا کرے وہ مسلمان ہو دل اس فرزدۂ جانبخش کا مشتاق ہی خواجہ عمرو نے کہا بخدا و رسول مجھے بھی نام سے داؤد کے بہت محبت و نہایت صاحب شوکت و لیاقت ہی یہ فرما کر اسد غازی کو ایک دنگل زرین پر بصد شوکت و حشمت جگہ دی ملکہ لالان خون قبا خوف سے کمرے مین چھپ گئی کنیزین تمام دست بستہ اپنے اپنے عہدون پر حاضر ہین مگر رنگ رُو ہر ایک کا متغیر حیران و پریشان ششدر و متحیر ایک سے ایک اشارہ کرتی ہی کہ لو اب خداوند زنبیل سے خواجہ عمرو کی نکلتے ہین دیکھیے کیا قیامت و مصیبت برپا ہوگی مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار نے اپنی صورت اصلی بنائی داؤد جادو کو زنبیل سے نکالا ستون سے خوب کسکر باندھا مگر زبان مین دو دو سوزن فتیلہ رفع بیہوشی ناک مین دیا داؤد کو ایک چھینک آئی ہوش آتے ہی آواز دی ای بندگان من جلد حاضر ہو سامنے آؤ قدرت خواب استراحت سے بیدار ہوے خواجہ عمرو نے پکارا ای داؤد جادو چشم خود را واکن حال خود را تماشا کن سامنے پہلوان دوران گرشاسپ جہان غارت کن ساحران سرکوب افراسیاب خانہ خراب اسد عالیجناب موجود ہی اُٹھکر قدمبوسی کر تو نے بڑا اپنے نفس پر ظلم کیا معاذ اللہ خداوند بنکر بیٹھا جامۂ خودی سے باہر آ او ر چشم بصیرت وا کر اشعار

سفر ہی دشوار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہی
نسیم جاگو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی

نسیم غفلت کی چل رہی ہی اُمنڈ رہی ہین قضا کی نیندین
کچھ ایسا سوئے ہین سونیوالے کہ جاگنا حشر تک قسم ہی

جوانی و حسن و جاہ و دولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
اجل ہی استادہ دست بستہ تو ید رخصت ہر ایکدم ہی

بسان دست سوال سائل تہی ہون ہر ایک ماسے
نیاز ہی بے نیازیون سے بغل مین دل ہی صورت صنم ہی

مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدے پر
جو چار دن ہی وفور راحت تو بعد اُسکے غم و الم ہی

دریغ کرتا نہ زور بازو مٹائے ساری کدورتون کو
ہوس نہ رہجائے کوئی قاتل کہ سر تہ خنجر دو دم ہی

زبان وکو ہبک رہے ہو سرور دوشینہ جوش پر ہی
یہ مصرعۂ مخبر مصیبت کمال ہمکو پسند آیا
ہے وصال شب تمنا ہر ایک لب سے ابھی بسم ہی
نسیم جا گو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی

ہزار ہا بندگان خدا کو برگشت کیا ای برگشتہ راہ ضلالت وای گم کردہ رسم وراہ حقیقت ابھی زبان مین طاقت کلام ہی اس سرکشی کا بدانجام ہی دقت سکرات کوئی کام نہ آئیگا اعمال قبیح صورت مہیب دکھائیگا اُسکی صورت ہیبت ناک دیکھکر ڈرجائیگا مسطور ہی کہ جب انتقال انسان قریب آتا ہی صورتین مہیب اشکال عجیب سامنے ظاہر ہوتی ہین اگر صاحب جاہ وحشم ہی بادشاہ کل عالم ہی وزیر وامیر مشیران باتوقیر پہلوانان وجوانان شمشیر زن کو یہ کہکر پکارتا ہی کہ یارو آؤ ان لوگون کو میرے سامنے سے ہٹاؤ مجکو ڈراتے ہین بلکہ دھمکاتے ہین جب کوئی بھی جواب نہین دیتا اس مضطر وبیتاب کی خبر نہین لیتا خوب ظاہر ہی کہ آفت دنیا زر وجواہر دینے سے ٹلجاتی ہی پس گھبراکر کہتا ہی یارو دروازہ خزانے کا کھولدو ان سبھون کو روپیہ پیسہ دے کر ٹالو مال سے صدا بلند ہوتی ہی او بدمآل اب ہم سے کیا ہوسکتا ہی یہ وہ وقت ہی کہ ہر چیز کو سکتا ہی ناحق کے لیے پھڑکتا ہی آتنا ممکن ہی کہ مجھسے تجکو دو گز کفن ملے گا اول مجکو خدا کی راہ مین نہ لٹایا زاد آخرت نہ بنایا اب تیرا وقت آخر ہی ہمسے مدد غیر ممکن ظلم وبدعت کرکے مجکو جمع کیا مار وعقرب بنکر تیرا ساتھ دونگا ہر مقام پر نیش زنی کرونگا جب مال سے یہ جواب سنتا ہی اور وای وحیا دوگوش ہوش سے سُن وہ شخص اور زیادہ سر دھنتا ہی خیال مین آتا ہی کہ مین نے اپنے اہل وعیال کو پرورش کی وہ ضرور کام آئینگے ان صورت ہاے مہیب سے مجکو بچائینگے گھبراکر بیٹی بیٹا جورو بھائی قوت بازو کو پکارتا ہی کہ یارو میری مدد کرو اس بلاے ناگہانی کو رد کرو ای داؤد پنبۂ غفلت کوش ہوش سے نکالکر سُن جنکے واسطے دنیا مین جان لڑائی ذلت اُٹھائی جستجو کرکے انکو پہونچایا وقت فاقہ کشی عیال امر دہنی الٰہی کو بھول جاتا ہی بار گناہ عظیم اپنے سر پر اُٹھاتا ہی سُن وہ کیا خوب جواب دیتے ہین کیا اچھی طرح اپنے سرپرست کی خبر لیتے ہین انھین کی زبان سے یہ جواب ہی اپنے بزرگ خانہ سے خطاب ہی ای شخص ہم مجبور و ناچار ہین ہم سے کچھ نہین ہوسکتا ایک کام کرینگے کاندھے پر سوار کرکے مکان تنگ وتاریک مین بند کردینگے پھر کبھی جاکر تیری خبر بھی نہ لین گے ہمسے زیادہ امید ترکہ ذائقۂ موت چاہے تب وہ شخص مایوس و ناامید ہوکر درگاہ رب بے نیاز مین بہ گریہ وزاری عرض کرتا ہی کہ اگر ایک سال کی مہلت ملے کل احکام الٰہی ادا کرون وہ جو سامنے بصورت مہیب ڈرانے والا کھڑا ہی کہتا ہی اب وقت مہلت نہین ہی موت سے فرصت نہین ہی یہ کہتا ہی چھ مہینے کی مہلت ملے کل اعمال نیک کرونگا وحدانیت پروردگار عالم کا دم بھرونگا جواب دینے والا کہتا ہی کہ غیر ممکن اب زبان مہلت کہان یہ شخص گھٹاتے گھٹاتے آخر مین عرض رسا ہوتا ہی اگر ایک شب کی مہلت ملے مین اپنا سارا مال راہ خدا مین لٹادونگا اطوار بد واعمال قبیح سے توبہ کرونگا جواب دینے والا

کہتا ہی اب مہلت ناممکن مجبور و ناچار ہو کر چند ساعت کی امید کرتا ہی اسوقت بھی جینے پر مرتا ہی مگر قابض ارواح جسم سے روح کو کھینچکر دماغ مین بند کر دیتا ہی تمام اہل و عیال کے رونے کی صدائین پا ہی کلام کرنے کی طاقت نہین بولنے کی لیاقت نہین گھبراتا ہی کہ میرے عزیز و اقارب کیون روتے ہین کس واسطے اپنی جان کھوتے ہین ای داؤد جادو جب باب قبر بند ہوا تب راز اصلی کھلا اعمال کی پرسش صدمۂ فراق احباب مکان تنگ و تاریک نکیرین نے کیا پوچھا اُسنے کیا جواب دیا ہوش گم اس برگشتگی و سرگشتگی کا انجام جہنم

نظم

ہی رخصت جان جال مین تلا نہین سکتا
مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد
پھاہا کوئی تا زخم جگر آ نہین سکتا

رہوار بہت تیز ہی ٹھہرا نہین سکتا
کچھ خال سے بھی کم ہی کنار لحد تنگ
دام رگ تن روح کو اُلجھا نہین سکتا
رُکتے نہین سیاح عدم اشک کی صورت

وہ ضعف ہے اس دم کہ کہین جا نہین سکتا
آرام کہان پاؤن تو پھیلا نہین سکتا
دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کے شعلے
جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہرا نہین سکتا

مشکل ہی نسیم اب کہ میسر ہون وہ راتین
کھوئے ہوئے آرام بستر پا نہین سکتا

دیگر اشعار آبدار عبرت آمیز

ہر شخص کو ایک دن ہی مرنا
جانے کے لیے ہی سب کا آنا
اک نقش بر آب ہی یہ دنیا
پھر رُک نہ سکا وہ جسکی آئی
جو مان کے کنار مین پلا ہی
سب کے لیے ایک ہی سبق ہی
جس گھر مین تھے حضرت سلیمان
موقوف اک آدمی پہ کیا ہی
آئے تو خدا کی مہربانی

بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا
گذرا یون ہین اسقدر زمانہ
لے دیکھ کہ خواب ہی یہ دنیا
بیٹا ہو کہ باپ ہو کہ بھائی
آغوش لحد مین اُسکی جا ہی
مرنا برحق ہی موت حق ہی
کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا وان
ہر چیز کے واسطے فنا ہی
جائے تو وداع زندگانی

مٹی مین ملی ہین صورتین سب
کیا زور امانت خدا ہین
فرصت نہین منہ سے بولنے کی
جا بو و اور لفظ بو دہی ایک
ہو زیست اگر بصورت نوح
یہ بات مگر سمجھنے کی ہے
پھرا دیتے تھے الناس و رجن
اس دم کا اعتبار کیا ہی
ناحق جینے کی یہ ہوس ہی

مٹنے کو بنی ہین مورتین سب
کیا دخل مشیت خدا ہین
مہلت نہین آنکھ کھولنے کی
سب کا عدم و وجود ہی ایک
اک دن نکلے گی جسم سے روح
اچھون کو قضا بھی چاہتی ہی
ہو جو بھی یہ موتی ان ضمنی لیکن
اس سانس پہ اختیار کیا ہی
اس موت پہ کبھی کسی کا بس ہی

کیون اے داؤد جادو لحد مین برائے نکیرین کوئی جواب سوچا ہی یہی کہوگے مین خدا ہون سحر و ساحری مین یکتا ہون سوچو تو یہ شیاطین ساتھ ہونگے جہنم سے بچا دینگے یہ مشکلات سکرات و اموات و قبر جو بالتصریح خواجہ عمرو نے بیان کیے داؤد مرد عقیل ہی مثل بید تھرایا تمام جسم پسینے مین ڈوب گیا آہ کا نعرہ کیا کہا خواجہ عمرو بولے خدا بس مجھکو جلد

کھولدو قدمون پراس شیر بیشۂ جرات کے گردن عذر عفو تقصیرات کرون للہ مجکو صورت نجات بتاؤ گم گشتۂ راہ ضلالت کی رہبری کرو جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ داؤد ایسا بیتیاب ہوا ستون سے سر ٹکرانے لگا خواجہ عمرو گھبرائے کہ کہین ایسا نہو جسم سے اُس کا مرغ روح پرواز کر جائے باپ کی بدحواسی پر ملکہ لالان خون قبا سر پیٹنے لگی کنیزدن کی صدائے گریہ وزاری بلند ہر ایک خُرد و کلان دردمند خواجہ عمرو نے جلدی سے بڑھکر زبان سے داؤد کی سوزن نکالا کمندون کو کاٹا داؤد ولڑکھڑاکر زمین پر گرا کبھی قدمون سے اسدغازی کے لپٹتا تھا کبھی گھبراکر خواجہ عمرو سے کہتا تھا ای شہنشاہ عیّاران ای صاحب ایمان برلے خدا کلمۂ طیبہ زبان سے جلد فرمائیے اقرار وحدانیت رب اکبر کرون اس سرکشی سے تائب ہون ہرچند عمرو سنبھالتا ہی یا تون مین ٹالتا ہی کہتا ہی ای داؤد ہماری بات تو سنو ابھی کلمہ نہ پڑھو مطیع الاسلام ہوا افراسیاب خانہ خراب سے لڑائی کا سامان کرو اور ہزارون کو صاحب ایمان کرو راہ خدا مین جہاد کرو طلسم کشا کی امداد کرو جہاد کے بڑے بڑے شرف ہین انشاء اللہ سمجھ جاؤگے ایسا وقت پھر کبھی نہ پاؤگے داؤد جادو جواب دیتا ہی ای نظر کردۂ ہفت پیغمبران مین نے کوہ گران معصیت اپنے سرپر اُٹھایا رب اکبر سے ہمسری کا دعوی کیا نجات ناممکن اب اور دوسرا بار اُٹھاؤن کیونکر متحمل ہون راہ دور دراز زاد سفر سے ہاتھ خالی منزل بے نشان ایسا بار عظیم سرپر رکھکر کیونکر منزل طی کرونگا یہ جسم خاکی پروردۂ مہد ناز ونعم اسپر یہ بار رنج والم یہ نحیف وضعیف اُس بار معصیت کے اُٹھانے کے لائق ہی ہر استخوان پر صدمہ پہونچے گا عیش وآرام کے عادی یکایک یہ بربادی اب یہ بہت بڑا احسان ہی کہ بہت جلد راہ ضلالت سے نکالیے باغ ایمان کی سیر کرائیے شاید کسی پھول کی بو دماغ مین پہونچ جائے غنچۂ پژمردہ خاطر شگفتہ ہو اب آپکے غلام ناکام سے کوئی کار دنیوی ممکن نہین اپنے گناہون کبیرہ سے قلب مطمئن نہین کلمہ بتائیے عقاید دین مبین تعلیم فرمائیے ایک گوشۂ تنہائی مین بیٹھکر عبادت پروردگار عالم کرون کیا عجب ہی کہ عذاب دوزخ سے رستگار ہون خواجہ عمرو نے کہا ای داؤد وہ رحیم وکریم ہی سمیع وعلیم ہی شعر

ہم حشر مین کہین گے خدائے قدیر سے ✽ کیا کیا گنہ کیے تیری رحمت کے زور پر ✽

اسی شعر پر حقیر مصنف نے مصرع لگا دیے ہین لائق ملاحظہ ناظرین والاتمکین ہین صرف داؤد اور خواجہ عمرو سے کلام تھا اکیلا شعر اُس مقام پر لکھا

خمسہ

روز نشور قہر سمیع وبصیر سے ✽ کانپینگے جسم دہشت بئس المصیر سے
پلہ قوی ہی ملکے جناب امیر سے ✽ ہم حشر مین کہینگے خدائے قدیر سے
کیا کیا گنہ کیے تری رحمت کے زور پر

وہ رحیم و کریم خالق بے نیاز ربّ کارساز رحمت اُسکا شیوہ ہی گناہگارون کے گناہ بخشتا ہی اسکی ثنا وصفت مین زبان انسان ضعیف البنیان قاصر ہی

ابیات

بہر چہ آفریدی و ہستی طراز ۔ نیازت نہ ای از ہمہ بے نیاز ۔ چنان آفریدی زمین و زمان ۔ ہمان گردشِ انجم و آسمان
کہ چندانکہ اندیشہ گردد بلند ۔ سر خود برون نا در از کمند ۔ نبود آفرینش تو بودی خدای ۔ نباشد ہمہ ہم تو باشی بجای
نہ خلوت بدی کافرینش نبود ۔ نہ چون کردہ شد بر تو رحمت فزود ۔ ز تعظیم تو بیش تو ہست و نیست ۔ اگر باشد و گر نباشد یکی ست

داؤد نے کہا خواجہ مسئلہ سکرات نے آپکے مجکو مارا روح قالب مین بیچین ہی حقیقت مین وہ رب المشرقین والمغربین ہی ہان رحیمی اسکی صفت لیکن قہار و جبار بھی نام ہی اس وقت آنکھون کے آگے تاریکی قبر پھر گئی لذت عیش و عشرت دنیا نگاہون سے گر گئی میری دستگیری فرمائیے زیادہ نہ سمجھائیے عمرو اسد سے اشارہ کرتا ہوا ای نور نظرم تم کسی طرح اُسکو سمجھاؤ ابھی کلمہ نہ پڑھے افراسیاب سے اسکا مقابلہ کرائین بڑی مشکل ہی تم برائے طلسم کشائی جاؤگے ملکہ مہرخ و بہار پر افراسیاب جادو لشکرکشی کریگا وہ ہنگامے ہونگے کہ نہایت مشکل ہوگی آخر کیونکر تسکین دل ہوگی افراسیاب قصد کریگا کہ طلسم کشا کو مٹاؤن مرحلات طلسم پر برسر طلسم کشا لشکرکشی کردن یہ ساحر زبردست جو ہمارے ساتھ ہوگا افراسیاب سے برابر لڑے گا قدم نہ بڑھانے دیگا یقین کامل ہی سوائے طلسم بند ہونے کے اور کسی شرف مین افراسیاب اس سے زیادہ نہین ہی کاہن ساحر زبردست اور ستارہ شناس خوشرو خوش لباس اسد غازی یہ سُنکر اُٹھے داؤد جادو کو گلے سے لگایا کہا ای نہنگ محیط افسونگری وای دُر بے بہائے دریائے ساحری آپ ہمارے بزرگ ہین اب ہر امر مین صلاح نیک دیجیے فتح طلسم کی تدبیر کیجیے آپ اس طلسم کے راز دار ہین صاحب جاہ و وقار ہین آپ کے نام سے ساحران ہوش رُبا تھراتے ہین آپکی ہیبت و شوکت سے مکارون کے دم لبون پر آتے ہین صرف آپ خدا سے توبہ کیجیے مطیع الاسلام ہوجیے آپ کی توبہ قبول ہی سعادت دارین حصول ہی نظم

نہان گو کہ ہی پردہ موجود ہی ۔ رگ جان سے نزدیک معبود ہی ۔ اگر اہلِ قدرت کا ہو بند و بست ۔ سلیمان کا لشکر کہے مو لیست
مین مخلوق اسی کے زوال و کمال ۔ غرض ہی کھون کا برا خیال ۔ نہین یان حقیقت مین جائے کلام ۔ ہین لی و صاف اسکے اسی پر تمام

یہ کلام نصیحت انجام جو داؤد جادو نے زبان معجز بیان اسد نامدار سے سُنے اور زیادہ بیقرار ہوا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی قریب تھا کہ دم نکل جائے بمشکل اپنے کو سنبھالا آتنا جواب دیا ای آقائے نامدار و اے مولائے قدر شناس ای رہبر راہ حقیقت وای خضر بادیہ طریقت آپ کے کلام فیض انجام صفحۂ دل پر نقش ہوے روح کو راحت وہ قلب کو فرح بخش ہوے مگر غلام کی اب رائے یہی ہی کہ تائب ہوکر ایک گوشہ مین بیٹھکر عبادت کرو اُمورات دنیوی مین اب ملوث نہو زیادہ حضور لغو تکلیف نفرمائین کلمہ طیبہ بتائین غلام اپنے

گناہانِ کبیرہ کو یاد کرتا ہی سبدم فریاد کرتا ہی کیون شہریار پیدا کرنے والے کا ہمسر بنکر بیٹھا اس خیال مین استخوان جسم لرزان ہین جسکے کنگرۂ صنعتِ قدرت تک طائر وہم وخیال نہ پہونچے اُسکا ہمسر بنے اس سے بڑھکر اور کیا گناہ عظیم ہی وہ رحیم وکریم ہی شاید میری غربت پر رحم کرے جس قدر حضور سمجھاتے ہین عبرت بڑھتی جاتی ہی روح قفس جسم خاکی مین گھبراتی ہی اب اسد وعمرو مجبور وناچار ہوے اسد نے کہا نانا جان آپکے کلمات نصیحت آیات قلب پر اسکے تاثیر کامل کر چکے یہ نقش اب نہ مٹے گا اسد وعمرو نے حکم دیا داؤد نے طریقہ پر اسلام کے غسل کیا طریقۂ وضو بتلایا کلمہ پڑھایا داؤد جادو طیب وطاہر ہوا بصدق دل دائرہ اسلام مین آیا داؤد کو ایک لمحہ صحبت اسد ناگوار ہی عرض کی حضور دربار مین چلین کُل سردارون کو مطیع کرادون جو سرکشی کرے اُسکو سزا دون اسد نامدار لوح گلے مین پہنکر مسلح ومکمل ہوے خواجہ عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر ہمراہ داؤد بیرون باغ آئے وزرا امرا نے دیکھا ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت لیئق متین صاحب شوکت وجرات موافق شعر سعدی علیہ الرحمۃ شعر بالاے سرش ز ہوشمندی ٭ میتافت ستارۂ بلندی ٭ سپر فولادی پشت پر تیغہ برق مثال زیب کمر خود زرین بر سر زرہ سونے چاندی کے کڑیون کی زیب جسم انور سرو قد خورشید خد فتح وظفر دست بستہ پہلو مین آثار جلالت وشوکت چہرۂ زیبا سے ہویدا صدف قتانی صفدری ناصیہ سے پیدا آگے آگے اپنے خداوند کو دیکھا دست بستہ اُسی جوان صاحب لیاقت کی پشت پر مثل چاکرانِ کمترین ایک شخص دُبلا پتلا تانتیا بانہاے عیاری سے آراستہ ساتھ ساتھ چلا آتا ہی سب حیران پریشان کہ یہ کیا معرکہ ہوا آج تو خداوند کسی کے تابعدار معلوم ہوتے ہین مگر خاموش ہمراہ ہولیے آکر دارالامارۃ مین پہونچے داؤد تخت پر نہ بیٹھا مقامِ صدر پر بھی نہ بیٹھا مقام صدر پر زنگل اسد غازی بٹھایا اُسیر شاہزادے کو جگہ دی آپ کرسی پر بیٹھا ایک جانب خواجہ عمرو وزرا امرا دست بستہ حاضر ہین میدوا ہین کہ دیکھین قدرت کیا فرماتے ہین داؤد نے سر اُٹھایا پکار کر بہ آواز بلند صدا دی ایہا الحاضرین پہچان لو شیر بیشۂ وغا فتاح طلسم ہوش ربا شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی وجہ سپہر عیاری وقطب فلک خنجر گزاری آپہونچے تمکو کیا خبر ہی خواجہ نے ہمکو گرفتار کیا احسان اُنکا کہ قتل کیا اگر قتل کر ڈالتے ہمکو خبر بھی نہوتی میری صورت بنکر افراسیاب جادو سے لوح طلسمی لے لی کتاب اُس بے کتاب کی ڈھونڈھ لی طلسم کشا کو لوح ملگئی عرصہ دراز تک اُس بیحیا نے اس شیر صولت کو گنبد نور مین قید رکھا مگر قتل نہ کرسکا اُنکے خدا نے انکو بچایا اس قید شدید سے چھٹایا یہ سب مجھکو بخوبی ثابت ہوا اُس نے دعوٰی باطل کیا تھا اُس پیدا کرنے والے کا ایک حقیر بندہ ہون جن صاحبون کو اطاعت دین اسلام منظور ہو اس شیر صولت کی اطاعت کرین ورنہ میرے شہر سے نکل جائین یہ بخوبی سمجھ لو اسوقت کی میری بات کو دل مین لگہ دو مستقر دل پر ایک ایک

حروف کو نقش کر د طلسم ہوش ربا ضرور فتح ہوگا اسد نامدار قاتل افراسیاب ہی بہت قریب زمانہ انقلاب
ہی جو انکا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائے گا ورنہ بحر ذلت مین غوطے کھائیگا آبرو پر بن جائیگی پناہ پانی مشکل
ہوگی دریائے ہوش ربا مین تلاطم ہوگا آمد طوفان قریب ہی محبت مسلمانان کشتی نجات ہی ہم تمھارے افسر تھے
راہ راست بتادی آیندہ اختیار رہی ہمکو آج سے خداوند کوئی نہ کہے داؤد ذلیل بندہ رب جلیل نام ہی
دیکھو یار و باطل پرستی کا بد انجام ہی ایسے کلمات عبرت آمیز ورد کر داؤد جادو نے جو اپنی زبان سے کہے دربار مین
ایک شور بلند ہوا ہر ایک وزیر امیر قدمون سے داؤد جادو کے لپٹ گیا کہا ای شاہنشاہ ہمنے دل و جان
سے اطاعت دین اسلام قبول کی افراسیاب کے باپ سے لڑینگے جان دینگے انکا ساتھ تا بہ حیات نہ
چھوڑینگے محبت سے اس شیر دل کی منہ نہ موڑینگے کیا دولت لازوال پائی نعمت ملت اسلام ہاتھ آئی
داؤد نے سب کو مطیع الاسلام کرایا قدمون پر اسد و عمرو کے گرایا اُسی وقت کارگزار و ن کو بلا کر
حکم دیا بہت جلد ایک عبادت خانہ تیار ہو ہم اس مین بیٹھ کر عبادت کرینگے فوراً ایک قصر مختصر مثل مسجد کے
درست ہوا داؤد محراب عبادت مین صحیفۂ ابراہیمی لیکر بیٹھا چند صحیفہ خوان جمع کیے اُنکو اپنی صحبت مین
جگہ دی شاہنشاہ داؤد بندۂ خاص معبود کا یہ انجام ہوا کہ ہر وقت عبادت الٰہی مین مصروف لباس کہنہ
پیوند دار جسم نحیف و ضعیف مین جب طاقت عبادت نہ رہتی اُسوقت ایک ٹکڑا کھا لیتا چند قطرے پانی کے
پیتا کہ قلب کو تسکین رہے مگر شاہنشاہ اوج عیاری نے چاہا پانچ لاکھ ساحرون کا لشکر جمع کیا ایک نامہ مندرج
کل احوال یعنے حصول لوح وغیرہ کا حال درج کرکے ایک ساحر تیز رو کو دیا کہ یہ نامہ جلد ملکہ مہرخ کو پہونچا دو
زبانی بھی ہدایت کرنا کہ شہر داؤدیہ سے طلسم کشا نے کوچ کیا ہی آپ لشکر کو لے کر آئیے انشاء اللہ راہ مین ملاقات
ہوگی نامہ دار اُسی طرف چلا عمرو نے کوچ کا قصد کیا ملکہ لالان خون قبا کو حاکم ملک داؤدیہ قرار دیا ملکہ
ناگن کو بخوبی سمجھایا کہ تم ملکہ کی حفاظت کرنا واضح رہے ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو بصد کر و فر مع اسد
نامور مع لشکر ظفر اثر شہر داؤدیہ سے روانہ ہوئے اُنکو راہ مین چھوڑیے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو کا پہونچنا کوہ بلور پر اور کتاب دیکھکر
گھبرانا آگاہ ہونا کہ لوح طلسمی ہاتھ سے گئی کتاب سامری بھی مٹی نہایت بیقرار ہونا اور
طعن کرنا صورت نگار پر اور صورت نگار کا شرمندگی مین روانہ ہونا طرف شہر
داؤدیہ کے آمادۂ قتل داؤد ہو کر و دیگر مقدمات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ساقی اک جام اور دینا
ہوتا ہے سارا نشہ پانی

گرتا ہوں میرا ہاتھ لینا
بس بندہ نواز مہربانی

ای میرے شغب مراد کے ماہ
دم پر اب ضعف سے بنی ہے

دکھلا کہیں آفتا
ایذائے فراق جا

دلپر مرے پڑرہی ہے اک چوٹ	ہی پردۂ ہجر بیچ کا اوٹ	شیشے کی سُن رہا ہون قلقل	آنکھون سے نہان ہی ساغرِ مُل
ی کشتیِ دخترِ زر کے ملاح	دے راحت روح شیشۂ راح	چلتے ہین آخری ہی یہ دور	صحبت اب تھوڑی سی ہے اور
ہان جلوۂ دخترِ زر دکھادے	بچھڑے ہوے دوست سے ملادے	کہدے یہ مری طرف سے للہ	آیا ہی ترا فقیر اے ماہ
الجھن ہی بہت خموشی اُسکا دل کر	اب حال بہت چھپا نہ دل کر	کچھ ڈر نہین اب خدا نہ کردہ	کس واسطے پھر گیا ہی پردہ
پھر دل کی الم سرا ہو آباد	دیدار سے تیرے دوست ہون شاد	کر قصۂ غم خوشی سے آغاز	دم بند ہی کھول پردۂ راز
ساقی نے یہ سُنکے مے پلائی	دریا کی طرح طبیعت آئی	منھ مین جو بھر آیا اُسکے پانی	کی خامہ نے یون گہر فشانی

غزل زیب النسا مخفی

تا باد صبا را بہ گلستان گذرے ہست	گل را نظرے جانب صاحب نظرے ہست
ہشیار ستمگر کہ لب نالۂ مظلوم	پوشیدہ ز چشم تو خدنگ اثرے ہست
تا ہست بہ بستانِ جہان فیض سحابی	از شجرہ امید امید ثمرے ہست
غم نیست اگر روشنی دیدۂ من رفت	با چشم ترم شعلۂ آہ جگرے ہست

سیاحانِ دشتِ پر ہولِ معانی و رہ نوردانِ جادۂ خوش بیانی اس داستان شوکت بیان کو یون سحر پر فرماتے ہین یعنی محررانِ قصص صاحبان ذہن و ذکا رقم یہ کرتے ہین اب داستان ہوش رُبا ہے جبکہ افراسیاب خانہ خراب لوح طلسم خواجہ عمرو کو دیکر کتاب سامری کو بغل مین دبائے ہوے حیران و پریشان لرزان و ترسان اُفتان و خیزان ہردم یہی کہتا ہوا جاتا ہی ہاے کتاب تمام ہی اسکا بد انجام ہی اس زور سے بغل مین دبائے ہون کہ شاید گھُٹا جاتا ہی اُسپر ڈر ہی کہ بربادی نہ صورت اپنی آئینہ خیال مین دکھائے کہین ہوا نہ نکل جائے اس انتظام مین گو زندگی مشکل ہی یا دھوان باتون پر طبیعت مائل ہی دیکھو صرصر و صبا رفتار بھی وہین ٹھہر گئین خداوند نے اُنکو کیون روک لیا اب مجھکو یاد آیا اُسوقت تجھکو دیوانہ بنادیا سوائے لوح دینے کے نشیب فراز نہ سوچا اب ٹھہرے تیرے خیال ہم سے ہین ہوا نکلنے کے خیال سے ہوش اُڑے جاتے ہین کیونکہ ہوا کو روکون صرصر و صبا رفتار ساتھ ہوتین تو ہم باسکتے ہین کوئی ہوا کے باندھنے کی تدبیر بتاتین اسی حال خراب مین جبرکوہ بلور پہ چلا تہ دھرا کنیزین آ کر حاضر ہوئین ... ت برائے افراسیاب سیہ بخت آراستہ ہوا افراسیاب نے کہا مین تخت پر بیٹھکر کیا کرونگا مین ... ل محال مین مبتلا ہون نام سامری و جمشید جپ رہا ہون کتاب تمام دستیاب ہوئی دیکھیے ... ملتی ہی یقین شاہ ہر روز یہی مصیبت ہی سر پا دا برق وغیرہ باتون مین بہلاتے ہین حیرت ... از دیکر قصہ کرکے اپنی جانب متوجہ کرتی ہی لیکن افراسیاب کچھ نہین بتاتا کتاب بغل مین لیے

بیٹھا ہی حیران حیران ایک ایک کا مُنھ دیکھتا ہی صورت نگار بہت خوش ہی ملکہ حیرت جادو سے کہتی ہی
کیون بُوا حیرت تمنے دیکھا خداوند مجھسے دل لگی کرتے ہین مدت سے مجھ مرتے ہین تمھارا ساتھ ہوتا تو مین ابھی
دو چار دن نہ آتی ہمارے میان مصوّر وہان رہنے کو نہین منع کرتے صاف تو یہ ہی کہ وہ سب ساحرون کے
خداوند ہین اولاد سامری ہین مرتبے اُنکے بلند ہین اُنسے کسی بات مین انکار کرنا بیکار ہی انھون نے پیدا کیا
ہی ننگا کھلا دیکھین گے تو کیا ہوگا حیرت کہتی ہی واہ بوا خداوند ہین تو ہوا کرین کیا سب کی آبرو لینگے انھین
باتون مین وہ شبانہ روز بہ سختی افراسیاب نے کاٹے جبکہ مُعلّم علوم آسمانی خوانندۂ کتب نکتہ دانی ادیب
خوش نویس بے نظیر اعنی ماہ منیر طفلانِ ثابت وسیارگان کو چھُٹی دیکر قصر مغرب مین داخل ہوا اور مجتہد عصر
آفتاب عالمتاب جماعت شجاع ہمراہ لیکر منبر فلک چہارم پر خطبہ خوان ہوا اور روز روشن عیان ہوا
افراسیاب نے کہا لو صاحبو بڑی سختی سے مین نے دو راتین کاٹین اب تو آج تیسرا دن ہی سب
صاحبون کی طبیعت مطمئن ہی کتاب کھولون پختہ ہوگئی ہوگی صورت نگار نے کہا آج کا دن گذر جانے دیجیے
شب کو ملاحظہ کیجیے افراسیاب نے کہا مابدولت کی جان پر بنی ہی تو دن اور رات کا ذکر کرتی ہی اب
مابدولت سے صبر نہین ہوسکتا اگر ایک آدھا ورق کچا رہ جائیگا پھر سمجھا جائیگا سلطنت کرتے کو زمانہ گذرا
کتاب کو کچا پکا نہ سُنا تھا ایکی قدرت نے نیا لغت فرمایا ہی دیکھیے انجام بخیر ہو اب کھولتا ہون صبر مابدولت سے
نہین ہوسکتا یہ کہکے افراسیاب نے کتاب کو جزدان سے نکالا سب سردار مصاحب گرد گھیرے ہوئے ہین نگاہ
سب کی لڑی ہوئی ہی سب سے زیادہ صورت نگار اُچھل رہی ہی کہتی ہی کیا جلدی قدرت نے میرے خاطر
سے کتاب بنا دی شاہنشاہ صاحب مہینون سرگردان رہتے جب کتاب ملتی مین نے اُسی وقت لڑ بھڑ کر
دلوا دی ہان شاہنشاہ کھولو تو حرف حرف پر نگاہ ڈالو ایک ایک سطر مشابہ بہ زلف محبوب ہوگی
عبارت بہت خوش اسلوب ہوگی ہر دائرہ عشرت فزا نکتہ اسکا خال چہرۂ معشوق دلربا افراسیاب
نے کہا اب خاموش رہو سامری وجمشید کا نام لو کتاب کھولتا ہون سب نے کہا کھول دیجیے
مضامین فرحت آگین پر نگاہ پڑے تسلسل عبارت سے طبیعت لڑے افراسیاب نے ڈرتے ڈرتے
کتاب کو کھولا پہلا صفحہ سُترا پایا صورت نگار نے کہا دیکھیے حکم کے خلاف ہوگیا حرف اُڑ گئے کاغذ
صاف ہوگیا ہم منع کرتے تھے ہمارا کہنا نہ مانا ہم ناحق خداوند سے شرمندہ ہوئے افراسیاب نے
بصد پیچ وتاب کہا اے صورت نگار تمھاری زبان نہین رکتی میرے کلیجے پر چھُریان چل رہی ہین تجھکو رنگ
دگرگون معلوم ہوتا ہی یہ کہکے جو ورق اُلٹا صاف وشفاف حرف کیسا نقطے کا بھی نام نہین سفیدی اُسکی
جوڑے شیر سواد سے کام نہین جب دس بیس ورق اُلٹے عبارت ظاہر ہوئی صورت نگار نے کہا لو شاہنشاہ

بہت کچھ لکھا ہی تمھاری تقدیر کا نوشتہ ہی ناحق کو گھبرا گئے کتاب بری نہی ایک دن پیشتر تمنے کھولی کچی رہگئی تھی اتنے ورق ابھی نہین بنے کل تمام بن جائینگے بروقت کام آئی جانے کے حسرت پسلئے چھین گئے اب تیغ بنانیوالے کیا کام ہی ہر طرح قدرت کا نام ہوا افراسیاب نے حرفون پر نگاہ ڈالی کہا اری زبان دراز دیکھ تو کیا لکھا ہی سیاہی حروف دیکھکر میری آنکھون مین اندھیرا آگیا ہی ارے عربی فارسی پڑھنے والون کو لاؤ اسمین عربی لکھا ہی جلد ترجمہ کراؤ اس تحریر پر پیچ کو مترجم صاحب تجھین گے منشی احمد حسین قمر کو بلاؤ وہ ترجمہ بہت صاف صاف کرینگے مین نے عبارت انکی دیکھی ہی زبان صاف و شفاف ہر طفل و جوان خواندہ ناخواندہ خاص عام نے انکی زبان کو پسند کیا ہی روسانے شاہنشاہ سخنوران خطاب دیا ہی ابریق نے کہا حضور مین نے فارسی پڑھی ہی اردو کی کتابین بھی اکثر دیکھی ہین مجھے دیجیے افراسیاب نے کہا میرے پاس آؤ اے بھائی جلد اسکا مطلب سمجھاؤ ساری کتاب معمّا مضامین سے مبرا صرف دو ورق لکھے ہین اس مین تمام ہوش ربا کا حال کیونکر معلوم ہوگا ابریق نے سر جھکا کے کہا حضور اول کا لفظ مین نے ہجے کرکے نکالا ہی زیر زبر بھی بنے ہین دیکھیے لکھا ہی یا فتاح العلیم اسکے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم اب آگے مین نہ پڑھونگا شاہنشاہ خفا ہونگے افراسیاب نے کہا تمھاری کیا خطا ہی پڑھنے مین کیون عذر کرتے ہو کہا حضور مین نے دونون ورق پڑھ لیے لفظاً لفظاً پڑھون یا خلاصہ بتلا دون افراسیاب نے کہا میان وزیر صاحب تم مجھکو مسخرے سے معلوم ہوتے ہو کتاب کا پڑھنا ہی یا بھانڈون کی نقل ہی ابریق نے کہا زبان سنبھالیے کوئی کلمہ سخت منھ سے نہ نکالیے ہم بھی قوم کے شریف ہین دیکھیے کپڑے بھی عمدہ پہنے ہین باپ دادا جولاہے تھے ہم تو تھان کے ٹرے ہین اتبو تانا تمھاری نہین کرتے ہین وزارت کا دم بھرتے ہین یہ سارا مضمون خواجہ عمرو عیار کے ہاتھ کا لکھا ہی لوح اُنسے خداوند داؤد بنکر آپ سے لے لی کتاب سامری ڈھونڈھ لی یونے دو سو خداوندون کے پرستارون کی آبرو مٹی خوب دریا دلی دکھائی اتبو افراسیاب جادو پیٹنے لگا کہا لوصاحبو غضب ہوگیا لوح طلسمی ہاتھ سے گئی اب طلسم کشا سرکشی کرے گا ایک ایک ملازم سرکشی کرے گا آجتک با بدولت مسلمانون سے منھ نہ پھیرتے تھے جب قصد کیا شکست دی اب طلسم کشا کے سامنے سے بھاگنا پڑیگا وہ لوح طلسمی چمکائیگا جان کا خوف تو بری چیز ہی اس ناچیز کے سامنے سے منھ پھیر دونگا اگر ایک سحر کردن طلنا بین آسمان کی زمین پہنچیدون طبقات زمین آسمان پہ پہونچا دون میری افسون گری نے نام سامری و جمشید روشن کیا مگر یار و عمرو نے خداوند داؤد کو کیونکر گرفتار کردیا کیا کرشمہ کیا یہ سارا زبان زادہ وہان کس طرح پہونچا اب نہین معلوم قدرت پر کیا گذری ہوگی کیون اے صورت نگار تم نے ہمکو ڈبو دیا ارے یہ تو دیکھو صرصر و صبا رفتار کہان ہین کئی دن سے میری آنکھون سے نہان ہین جو کہ میرے ساتھ گئین وہ

صرصر و صبا رفتار نہ تھین ارے کہین سے ڈھونڈھکر رقعہ سامری لاؤ خدمت مین ماہیان زمرد پوش نانی اماں کے جاؤ انکے پاس اوراق متفرق موجود ہین اول اس مین حال صرصر شمشیر زن و صبا رفتار دیکھکر دریافت کرون ابریق نے کہا غلام ابھی جلد جاتا ہی کوہ بلور پر قیامت برپا ہوئی اب ملکہ صورت نگار بھی گھبرائی کہتی ہی یہ کیا نقشہ ہوا افراسیاب کہتا ہوا ای صورت نگار تونے مجھکو تباہ کیا کسی کام کا نہ رکھا دربار خداوندی مین ایسی باتین کہین مجھکو گھبرادیا ای صورت نگار مین لوح تجھسے لونگا ہائے مضمون غزل زیب النسا یاد آیا

غزل

روز نو امیدی چو آید آشنا دشمن شود — غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود

هر که پیش از وقت درمان خواه درد سر بود — گر طبیبش بوعلی باشد دوا دشمن شود

چون ز بلبل بخت برگردد برغم باغبان — حسن گل را جنبش باد صبا دشمن شود

رو بسوے هر که آرم رو بگرداند ز من — بخت چون گردد زبون بر تن قبا دشمن شود

بر مراد ما زند در هم اگر باد مراد — در محیط عافیت هم ناخدا دشمن شود

نیست مخفی در دل ما با کسے چون دشمنے — هر که با ما دشمن است او را خدا دشمن شود

سراسر میرے ساتھ سب نے دشمنی کی حقیقت مین میری عقل میری دشمن ہی مگر خاص اس راہ مین تو رہزن ہوئی مشیر وزیر سب ساتھ تھے کسی نے صلاح معقول نہ دی بیچ دریا مین کشتی ڈوبی اسی اثنا مین ابریق وزیر پردۂ ظلمات سے جاکر رقعہ جمشیدی لایا پہلے افراسیاب جادو نے اس مین حال صرصر و صبا رفتار دیکھا کہا صاحبو وہ بیچاریان فلان صحرا مین درختون پر بندھی پڑی ہین ابریق جلد جاکر لاؤ ابریق کوہ شگاف گیا صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کو اٹھا کر لایا دیکھا وہ بیچاریان بندھی پڑی ہین ٹپیان بیہوشی کی دماغ پر چڑھی ہین بیہوش و بدحواس افراسیاب جادو نے کہا انکو ہوشیار کرو جب دونون ہوشیار ہوئین دیکھا عجب صحبت ہی شاہنشاہ غصے مین کانپ رہے ہین حیرت جادو بال کھولے پیٹ رہی ہی صورت نگار بدحواس تمام دربار محفل خاموشان رنج و ملال ہر ایک کے چہرے سے عیان افراسیاب نے کہا ای صرصر و صبا رفتار ہمنے تمکو کہان بھیجا تھا دونون نے کہا ای شاہنشاہ ہم شہر داؤدیہ مین گئے جب دربار خداوندی مین پہونچے دیکھا بخوبی پہچانا ساربان زادہ تخت خدائی پر موجود ہی وہان ہمنے بولنا مناسب نجانا کہ ذرا منھ سے بولین گے سب امیر وزیر اسکی خدمت مین حاضر ہین ہمکو گرفتار کرے گا اسوجہ سے ٹالا جواب نا سہلیا یہ سوچ کے پلٹے کہ جاکر شاہنشاہ سے عرض کرینگے انتقام ہو جائیگا راہ مین ایک برق نے گرفتار کیا ایسے ویسے جنگل مین شیر بیٹھا تھا یعنی نگوڑا ضرغام شیر دل چھپا ہوا تھا اسنے دام تزویر

بچھایا ہمکو پکڑکے درختون پر باندھ دیا کاغذ لے لیے یہ فرمائیے ہمارے بعد کیا ہوا افراسیاب جادو نے کہا
اے صرصر شمشیر زن اب زندگی دشوار ہے بیان کرنا بیکار ہے تم دونون کی صورت بنکر برق و ضرغام
یہان آئے کاغذ تو سند کے اُنکے پاس موجود تھے مجھکو لگا کر شہر دار کو دیے مین لیگئے مگر مین نے عیارون کی
بات کا اعتبار نہین کیا جو کچھ کیا صورت نگار کا فعل ہے مین نے اسکے اعتبار پر لوح حوالے کردی اُسنے
آپ سے ناز و نخرے سامنے خدا وند دا ؤ دکے کیئے ساربان زادے نے خوب سینہ کو ملا دلا چٹاچٹ بوسے
لیے دست درازی کی مرشد زادے صاحب ہنسے دیتے تھے ایسے نامرد میری نگاہ سے نہین گذرے جورو
کی یہ گت بنے اور شوہر خوش ہو یہ بھی دمبدم کہے جاتی تھی لوح دیدیجیے بعد لوح حاصل ہونے کے
اُسنے کتاب ڈھونڈالی صرصر و صبا رفتار کو سناٹا آگیا کہا اے شاہنشاہ حقیقت مین بڑا ستم ہوا یہ
تازہ غم ہوا کیون بی ملکہ صورت نگار صاحب آپ نے بڑے مزے اُڑائے ساربان زادہ ایسی
باتون کی فکر مین رہتا ہے خیر ہوئی اگر تم رات کو رہجاتین وہ نگوڑا بدمعاش عیار مکار تمکو شراب پلا کر
خراب کرتا اب کہیے کیا ہوگا شاہنشاہ جان دینے پر آمادہ ہین اب کچھ تدبیر کرو ناحق کی کائین کائین
سے کیا فائدہ یہ کہکے دونون عیار بچیان اُٹھین افراسیاب کے قدمون سے لپٹ گئین کہا اے
شاہنشاہ اپنی جان دینگے عیاری کرینگے عمرو کا جی چھڑا دینگے مگر بی ملکہ صورت نگار صاحب قدرت
کی بہو کہلاتی ہین ساحرہ بھی زبردست ہین ساری آگ بھی انھین کی لگائی ہوئی ہے اب کچھ فکر معقول کرین
لونڈیان تو ہر وقت سر ہتیلی پر رکھے پھرتی ہین ہم مجبور ہین کہ سحر نہین جانتے عیاریان کرنے مین کمی نہ کرینگے اب
سب نے صورت نگار کو برا کہنا شروع کیا جدھر سر اُٹھاتی ہے جس سے آنکھ ملاتی ہے وہ یہی کہتا ہے واہ
بی صورت نگار بڑا احسان کیا لوح کو ہاتھ سے کھو دیا اب طلسم کشا کس سے دبے گا ساحرون کو گھس کے
قتل کریگا فخر رستم و اسفندیار ہے جرأت و شمشیر زنی مین صاحب وقار ہے اب اُسکی بن پڑی لوح طلسمی ملی بعض
کہتے ہین شاید شکل مہرخ و بہار و باغبان بی صورت نگار صاحبہ بھی ملگئین لگا کر شاہنشاہ کو بے گئین
اب کسی مقام پر بڑا دھوکا دینگی شاہنشاہ کے جان جانے کی فکر کرینگی اتنا بڑا کام کیا صاحب خوب نام کیا اب
طلسم ہوش رُبا کا ہمکو بچے کا بڑے بڑے لوگ طلسم کشا کے دستدار ہین مرحلہ جات کا فتح ہونا کیا مشکل لوح
قدم بقدم رہبری کریگی جو ساحر مکر و حیلہ کرنے کا ارادہ کریگا طلسم کشا لوح دیکھے گا سُنا ہے کہ وہی مضمون لوح
مین نکل آئیگا عجب صورت ہے لوح طلسمی بڑی نعمت ہے نگہبان طلسم کشا اگر سامری و جمشید بھی سحر کرین حساب
لوح پر تاثیر نہوا ان باتون کو سُن سُنکر یہ نقشہ ہوا کہ صورت نگار سُن ہوگئی بے اختیار رونے لگی کہا صاحبو
زبان سنبھالو ایسے کلمے زبان سے نہ نکالو مین سامری و جمشید کی بہو ہوکر مسلمانون سے ساز کرونگی اپنے

نانا دادا کو بُرا کہواؤنگی یہن کیا آگاہ تھی کہ ساربان زادہ خداوند داؤد بنا بیٹھا ہی مگر خیر ای شاہنشاہ جو
کچھ ہوا میری ذات سے ہوا اب یا جاکر جان دونگی یا لوح کی فکر کرونگی اگر داؤد جادو نے اطاعت مسلمانان
کی ہی سحر و ساحری ہین بیشک مجھسے زیادہ ہی مگر عیاری مکاری جو کچھ مجھسے ہوسکے گی تامل نکرونگی ہیان
داؤد کی بوٹیان کاٹونگی اور یا زندہ نہ پلٹونگی اُسوقت **مصوّر** کی بیقراری زوجہ کے واسطے اشکباری کہا ای
ملکہ عالم مین بھی تمھارے ساتھ چلونگا سحر تصویر انکا تیار ہی اُس مغرور بدمست بادۂ غرور کو دیوانہ نکردون تو
نام میرا نبیرۂ **جمشید** نہ رکھنا **صورت نگار** نے کہا صاحب **داؤد** کے سامنے سحر و ساحری کا کام نہین اگر
ہو سٹھ ہلا دیگا آسمان کو زمین سے ملا دیگا نہین معلوم کیا کیا تدبیر کرونگی کسی کی میرے ساتھ ضرورت
نہین اب مجھے طعن و تشنیع نہین سنے جاتے اگر یہ کام میرے ہاتھ سے نہوا مین کسی کو مُنھ نہ دکھاؤنگی اتبو
ہر ایک کی زبان پر یہ جاری ہی کہ **ملکہ صورت نگار** طلسم کشا کی شریک ہوگئی لوح جاکر دلوا دی اب
برائے شراکت جاتی ہین یا لوح لیکر آتی ہین جو کچھ ہوگا اظہر من الشمس ہو جائیگا کہنے والون کو بخوبی یقین آئیگا
جس طرح شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا کی لونڈیان باندیان شریک مسلمانان ہوئین اُسی طرح ہم بھی اسد کا ساتھ دینگے اب
شاہنشاہ سے سر میدان لڑینگے یہ کہکر لباس تبدیل کیا اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جوش فکر مین گویا دریاے سحر
مین غوطہ مارا اُسوقت **افراسیاب** کو بھی انتشار رہا **مصور** بہت بیقرار رہا مگر **صورت نگار** نے کسی کا کہنا
نہ مانا **ملکہ حیرت جادو** نے جو زیادہ کہا **صورت نگار** نے خنجر کھینچکر گلے پر رکھ لیا کہا ای زوجۂ شاہنشاہ اب
کچھ نہ فرمائیے لونڈی بہت ذلیل ہوئی لائق مُنھ دکھانے کے کسی کو نہین رہی ایسی سخت جان ہون کہ موت نہین آتی
یہ کلمات کان سے سنے کہ بی **صورت نگار** شاہنشاہ کی دشمن ہین اپنے نانا جان دادا جان کے بندون کے لیے
رہزن ہین عزت و آبرو بالکل مٹگئی **ملکہ حیرت جادو** نے دیکھا اُسکو انتہا کا رنج و غم ہی **سامری و جمشید**
کی بہو کہلاتی ہی خطاے فاش ہوئی بہت شرماتی ہی کہا اچھا بی بی **سامری و جمشید** کے سپرد کیا **صورت نگار**
آمادۂ قتل شاہنشاہ **داؤد جادو** ہوکر طرف ملک داؤدیہ کے روانہ ہوئی بحسب حال اس معاملہ کے

ناظرین یہ غزل ملاحظہ فرمائین

غزل

خطا بجا ہیگی کیا اور کفیل کیا ہو گی — مرے نجات کی یارب سبیل کیا ہوگی
خدا تو ایک ہی کعبہ جو تم بناتے ہو — بنائے کعبۂ دل ای خلیل کیا ہوگی
کسی ہی ایسی کرہی تو ن تیغ ابروے یار — اب اس سے بڑھ کے کوئی تیغ اصیل کیا ہوگی
ہرن کی آنکھ کمر چیتے کی نڑے گی اگر — تمھاری چشم و کمر سے ذلیل کیا ہوگی
ہمیشہ فرقت سنگین ولانکا غم کھایا — غذا کسی کی اب اس سے ثقیل کیا ہوگی

قیامت آئی بھی گذری بھی پر نہ وصل ہوا
اب اُس طرف سے بھلا اور ڈھیل کیا ہوگی
ہو اُنکی آنکھ کی اُلفت کا روگ نرگس کو
غرض جو ہو تو یہی ہو علیل کیا ہوگی
علیؑ کے دوستون کی وہ اگر نپیے نہ سبیل
قبول خلد مین تو سلسبیل کیا ہوگی

ملکہ صورت نگار تو اُدھر سے جاتی ہو وقت پر ذکر ہوگا اسد غازی مع فوج ظفر موج شہر وادی سے کوچ کرکے روانہ ہوگئے یہ بھی حال اپنے مقام پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو فریح خنجر ابرو حسن و جمال مین یکتا ملکہ لالان خون قبا کے بیان ہوتے ہین

بعد جانے اسد نامور کے وہ باغ جس مین کئی مہینے گل گلزار صاحبقرانی کا گذر رہا آٹھ پہر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ رہا اب جو بعد جانے اُس سرو قد کے باغ پر نگاہ پڑی خار فراق دلمین کھٹکا ہر پھول شعلہ آتش معلوم ہونے لگا نخلہاے باغ دیکھکر آہ کا گمان ہوا سنبل کو دیکھکر اور زیادہ دل پریشان ہوا رعنائی پھولون کی کب آنکھون مین سماتی ہو نرگس بھی غصہ مین آنکھ دکھاتی ہو طائرون کی زمزمہ سرائی سے سر پھرتا ہو قطرۂ اشک آنکھون سے چنگاری بنکے گرتا ہو یاد گل رخسار اسد نامدار مین گھبراتی ہو سرو چمن کو دیکھکر صورت محبوب آنکھون مین پھر جاتی ہو

نظم مصنف

بیتابیِ دل جو زار پاتی
برباد حواس مثل نکہت
اللہ رے اضطرار اُسکا
تھم جاتی کبھی جو آنکھ رو کر
بھولے سے جو اُس طرف کو آتی
کہہ عقل یہ کچھ عتاب کرتا
فریاد نے گر کبھی کیا جوش
سر کھینچا اگر کبھی فغان نے

سو بار اُسے اُٹھا بٹھاتی
اُڑتی تھی غبار بنکے رنگت
دم رُکتا تھا بار بار اُسکا
پھرتے تھے ڈھیلے خشک ہوکر
ساتھ اُسکے صبا بھی خاک اُڑاتی
کہہ غزل توان و تاب کرنا
کم گوئی یہ کہتی تھی کہ خاموش
کھولا نہ دہن کا در زبان نے
راحت پہ دل جگر ہی آزار

پھوٹی قسمت کو رو کے چھالے
آنکھون سے تھے خرچ اشکباری
سر عقل سے ہو گیا تھا خالی
تب چڑھتی سموم کے چلے سے
رکے ہوئے اسکو لاغری تھی
بالین پہ جو شب کو خواب آتا
پہلو سے اگر کبھی اُٹھا درد
سونے دیتا نہ بخت بیدار
آزار دہی عشق کا گرفتار

دل کے وہ تمام زخم آلے
پھولون پہ پڑی تھی وہ ساری
چہرے پہ ذرا نہ تھی بحالی
پڑتے تھے بدن پہ آبلے سے
تھامے ہاتھون کو بے بسی تھی
بیداریون کا ادب بٹھاتا
صبر آکے پکارا بیٹھ نامرد
روتے دیتا نہ ضبط زنہار

آٹھ پہر خاموشی سے کام گرفتار رنج و آلام صحبت گذشتہ کی یاد قلب مائل فریاد دل مرغ بیقرار کی طرح آنکھین آشناے اشکباری خواب و خور حرام تڑپنے سے ہر وقت کام اگر کسی نے کچھ کلام کیا ٹھنڈی سانس بھر کے رہگئی لیکن جواب نہ دیا ناگن وزیرزادی ہر چند بہلاتی ہو دل نہین بہلتا لاکھ ضبط کرتی ہو مگر قلب نہین

سنبھلتا جب ایک ہفتہ اسی عالم مین گذرا آپ دوانہ بالکل ترک ہوگیا آٹھ پہر غم کھانا خون دل پینا ناگن
نے محبت سے گلے مین ہاتھ ڈال دیے کہا کیون داری آپ کو چپ لگ گئی ہمارے کلام کا جواب نہین ملتا
آخر اسکا انجام کیا ہوگا وہ مرد ہین آمادۂ طلسم کشائی افراسیاب اپنے ظالم سے لڑائی اُنکے واسطے دعا
کیجیے کہ خدا دشمن پر مظفر و منصور کرے آپ کا بلکنا تڑپنا اُنکے واسطے مضر ہے وہ بھی وہان گھبراتے ہونگے
اگر اُنکے قلب کو اطمینان نہوا پراگندہ خاطر رہے انتظام جنگ مین فرق آئیگا دشمن کی بن پڑیگی لڑائی مین
طبیعت کیونکر لڑیگی خدا نے ایسا فضل شریک حال کیا یا تو بالکل بیدست و پا تھے اب تو اُنکو لوح طلسمی ملی کسی
کا سحر بھی تاثیر نہ کریگا جرأت و شوکت مین فرد ہین ساحر تمام وہین شمشیر زنی سے اُنکی تھرائینگے سب کفار
سامنے سے رو بفرار لائینگے اسی ہفتہ عشرے مین انشاء اللہ ضرغام شیر دل عیار اُنکا فتح نامہ لیکر آئے گا
سن لیجیے گا افراسیاب خانہ خراب مارا گیا اس ہنگامۂ گیر و دار مین آپ کو کیونکر ساتھ لیجاتے واے
بر حال ملکہ مہ جبین الماس پوش اُنکو بھی تو لشکر مین چھوڑا ہمراہ اپنے نہین لیا بعد فتح طلسم سب ایک
مقام پر ہو جائینگے عیش و راحت کے سامان مہیا ہونگے برائے خدا صبر کیجیے دل تر دد منزل کو اپنے سمجھائیے
آٹھ پہر رونا بہتر نہین ہی دشمنون کو بُرا عارضہ نہو جاے قسمت یہ روز سیہ نہ دکھائے جب ناگن نے اُس آوارۂ
دشتِ رنج و محن کو اس طرح سمجھایا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا مصرعہ کیا بتاؤن کہ جو حالت
دل ناشاد کی ہی تو اے خیر خواہ مین بدنصیب سب کچھ سمجھتی ہون مگر دل بیقرار نہین مانتا آٹھ آٹھ آنسو
رولاتا ہی بلحظہ اضطرار بڑھتا جاتا ہی غزل

فراقِ یار مین مجھپر اذیت بڑھتی جاتی ہی
شب ہجران تو گھٹتی ہی مصیبت بڑھتی جاتی ہی

عروج حسن ہی اُنکا محبت بڑھتی جاتی ہی
بہار آتی ہی جو جو میری وحشت بڑھتی جاتی ہی

مجھے منظور ہی دم بھر نہ وہ اوجھل ہون آنکھون سے
اُنھین پروا نہین کچھ اور نفرت بڑھتی جاتی ہی

نبھیگی کس طرح اُنکی طبیعت مین تلون ہی
خدایا خیر کرنا اب محبت بڑھتی جاتی ہی

غم و رنج و الم کی ہجر مین دل پر چڑھائی ہی
غضب کی جا ہی اس لشکر کی کثرت بڑھتی جاتی ہی

ترے گیسو کے سودے مین نکلتے ہین وطن سے بھی
غریبون کی مصیبت پر مصیبت بڑھتی جاتی ہی

نباہ اسکا بہت دشوار ہی اب دیکھیے کیا ہو
وہ کم کرتے ہین اور میری محبت بڑھتی جاتی ہی

دکھایا یاس کو مشق سخن نے رنگ یہ اپنا
خدا کے فضل سے اسکی طبیعت بڑھتی جاتی ہی

اب تو اپنی زندگی سے بیزار ہون شاہد مرگ کی خواستگار ہون تجھسے کیا کہون دل مین آتا ہی کہ اپنی جان
دیدون یا کچھ کھاکر سو رہون کہ اس بلاے رنجِ فراق سے چھوٹون شعر غم فراق کو مین جانون یا خدا جانے ؏

جو میرے دل پر گذرتی ہی کوئی کیا جانے شعر نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم ۞ حدیث دل بکہ گویم عجب غمے دارم ۞ ہر وقت خیال خام تصور تھا تمام در پیش ہی آٹھ پہر یہی پس و پیش ہی افراسیاب بڑا بادشاہ جابر و قاہر ہی اُسکے سحر و ساحری کا حال سب پر ظاہر ہی ایسا نہو کہ دھوکا دیکر لوح لے لے وہ تو سیدھے مسلمان ہین نیک بد دنیا کا نہین جانتے دوست دشمن کو نہین پہچانتے ہین اگر ساتھ ہوتی ہر وقت سمجھاتی رہتی کہ صاحب بارگاہ سے باہر نہ جاؤ اس زمانے مین کسی سے نہ ملو دربارگاہ پر پہرے مقرر کرتی غیر اُنکے سامنے نہ آنے پاتا بخوبی انتظام ہوجاتا ناگن وزیرزادی نے جواب دیا جوش محبت مین آپ کو یہ خیال ہی ناحق کا رنج و ملال ہی خواجہ عمرو ایسے عقیل اُنکے بزرگ چاہنے والے تم انکے ساتھ ہین جو اُڑتی ہوئی چڑیا کو پہچانتے ہین ارسطو و لقمان کو طفل مکتب جانتے ہین اُنسے بہتر کیا انتظام کرتین دوست و دشمن کو کیونکر پہچانتین ان خیالات کو دل سے نکالیے رنج و الم کو ٹالیے ملکہ نے کہا ناگن پیراہبت دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی آخر سب کنیزون نے باہم صلاح کرکے کہا بی وزیرزادی صاحب اگر آپ کے نزدیک مناسب ہو تو ملکہ کو واسطے سیر و شکار کے صحرا مین لے چلیے یقین کامل ہی کہ وہان جاکر دل بہل جائیگا طبیعت کو فرحت ہوگی قلب ناصبور آرام پائیگا اس راے کو ناگن وزیرزادی نے بھی پسند کیا کہا اچھا اچھا جلد واسطے شکار کے انتظام کرو صید گیر چیلے قراول وغیرہ کو حکم دو کہ جلد در دولت پر حاضر ہون اُسیوقت سب کارگزاران شاہنشاہی انتظام مین مصروف ہوے چیلے میر شکار کتون کی جوڑیان چیتون کی چارپائیان باز بہری جرّہ لگر جھگر وغیرہ رات ہی کو ان سب اشیا کا انتظام ہوگیا جبکہ شہسوار فلک چہارم یعنی آفتاب عالمتاب براے صید و شکار کمند شعاع ہاتھ مین لیکر صحراے فلک مین داخل ہوا ناگن وزیرزادی نے ملکہ کے قدمون پر ہاتھ رکھا ملکہ نے کہا اے وزیرزادی کیا مین سوتی ہون اپنی تقدیر کو روتی ہون یہ کہکے آنکھین ملتی ہوئی خوابگاہ سے اُٹھی ناگن نے طشت و آفتابہ منگوایا منھ ہاتھ دھلوایا باتون مین بہلایا ملکہ نے مردانہ لباس پہنا خود زرین سر پر رکھا گھٹنا چست زرہ جسم پر دست کمان کیانی مثل ہلال پہلوے ماہ تابان مین تیرون کا ترکش مثل دم طاؤس بائین شانے پر جسمین وہ تیر ولدوز جو طائر وہم و خیال کو شکار کرین دل سنگ سے پار گذرین نیمچہ برق مثال زیب کمر سپر پشت پر مثل قرص قمر اس آن بان سے ملکہ بارہ دری سے برآمد ہوئی مادیان عربی برق رفتار صرصر کردار آراستہ ہوکر سامنے آئی دامن زرہ گردان کر پشت مادیان پر سوار ہوئی نیزہ ہاتھ مین لیا مادیان کو کاوے پر لگایا بارہ ہزار نازنینان پری پیکر لباس مردانے پہنکر مرکب ہاے تازی و عجمی و کمیتی پر سوار ہوئین اس کروفر سے براے شکار سمت صحرا چلین ناگن کا توسن برابر ملکہ کے اب جو ہواے سحری چلی فرحت تازہ و سرور بے اندازہ حاصل ہوا ملکہ نے کہا کیون اے وزیرزادی یہ سفر خدا ایسا مبارک کرے کہ ہمارے پردیسی آملین باغ سے کنیزین صحرا مین خبر لیکر آئین

کہ حضور جلد چلیے طلسم کشا طلسم کو فتح کرکے آئے کیون ناگن اگر اسد دلاور ہمارے باغ مین آئین اور ہمکو وہان نپائین یقین تو ہی کہ بہت گھبرائین چلتے وقت بھول گئی کنیزون کو سمجھا دیتی کہ اگر پوچھین ملکہ کہان گئین تو سب کنیزین کہین کہ حضور آپ کے فراق کا صدمہ اُنسے نہ اُٹھ سکا ملکہ کا انتقال ہوا ناگن نے کہا واری ایسی باتین نہ کیجیے وحشت ہوتی ہی یہ فکر بیجا حواس کھوتی ہی دیکھیے صحرائے سبزہ زار ہی ہر گل بوٹے پر تازہ بہار ہی دیکھیے جھاڑیون سے ہرن نکلے تیہو بگلے اپنے اپنے مقام سے اُڑے تیر کمان سنبھالیے شکار کیجیے بازدارون نے باز چھوڑے بہری نے طائرون کے کان کھولے باز بھی شکار سے باز نہ آیا ہر پرند کا خون بہایا شکاری کتے ہرنون پر جا پڑے تازی بات ہی مُنہ زور بیان کرنے لگے ناگن نے ملکہ کو شکارگاہ مین بہلایا دن بھر شکار کھیلا شب کو بارگاہ استادہ کرائی صحبتِ عیش آراستہ کی ملکہ لالان خون قبا ہر روز شکار مین مصروف رہتی ہین مگر فراق اسد کا رنج سہتی ہین ان کو تو اس حال مین چھوڑیے دوسرا طائرِ مضمون شکار کیجیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان بدکردار ملکہ صورت نگار کے تحریر ہوتے ہین جلادان کاشتکار زمین طلسم مین تخم غم والم بوتے ہین ساقی نامہ مصنف

ای ساقی جنگجو کہان ہی
مقتل ہی کہ تیرا میکدہ ہی
اس دور مین کیا امنگ ہوگی
رندون کا یہی کلام ہوگا

کیون بادہ کشو نسے تو نہان ہی
مے ہی کہ سبو مین خون بھرا ہی
ظاہر ہی کہ خوب جنگ ہوگی
اس ظلم کا انتقام ہوگا

ہی موج شراب تیغ بران
آیا ہی زمانہ ادر ساقی
ہی بادہ کشون کا حال ابتر
کر جلد پلا دے ساقیا جام

کس ندے قتل کا ہی سامان
بدحت کا ہوا ہی دور ساقی
بیوجہ بہے گا خون زمین پر
روشن ہی قمر پہ حال انجام

غزل مومن حسب حال مضمون

وہ ہنسے سنکے نالہ بلبل کا
ہم کسی شاخ مین سے چھپنگے
حال ساقی سے لیکے روتا ہون
جلوہ دکھلائے تھا وہ در پردہ

مجھے رونا ہی خندہ گل کا
سبب آشفتگی کا کل کا
کہ محرک ہی خندہ قلقل کا
مین نے دعویٰ کیا تجمل کا
حیلۂ بیخودی سے ہی مومن

دھیان ہی غیر کے تجمل کا
لاش کسکی ہی یہ عدو سے نہ پوچھ
نکہت اپنی لف کی صہبا مین ہی
نالہ شب نے یہ ہوا باندھی
توڑنا ہمکو شیشۂ مل کا

ہوش دیکھا ترے تغافل کا
مین ہون کشتہ ترے تجاہل کا
اُڑ گیا رنگ بوئے سنبل کا
ہوگیا گل چراغ بلبل کا

ظالمانِ خون خوار و خون خواران تہور شعار حالات مصیبت آیات مکاری ملکہ صورت نگار کے صفحۂ قرطاس پر یون تصویر کھینچتے ہین کہ ملکہ صورت نگار جادو زوجہ مصور زشت رو بقہر و غضب تمام طرف شہر دائودیہ کے فکر لوح و برائے قتل شاہنشاہ دائود روانہ ہوئی مگر دائود پاک باطن کلمات نصیحت آیات خواجہ عمر و نیک صفات سے ایسا خائف و ترسان ہوا کہ تائب ہوکر عبادت خانے مین بیٹھا ہر وقت رکوع و سجود

دل سے یاد معبود و تسبیح مین اپنے کو تحلیل کیا تقلیل غذا ترک لذات یاد ممات زندگی سے بیزار مطیع احکام
پروردگار سرشار جام عبادت مست الست شراب وحدت مشتاق دور خمخانۂ ازل مخمور ساغر صہبائے محبت
لم یزل صحیفہ خوان پاک باطن کی ہر وقت صحبت سحر و ساحری کے نام سے نفرت بہ سبب ہونے ملکہ لالان خونقبا
کے شہر داؤدیہ مین جا بجا سناٹا ہر کوہ و برزن ویران شہر سنسان فوج جنگی مختصر ہر کس و ناکس متردد و متحیر مگر
صورت نگار جب قریب شہر داؤدیہ پہونچی بشکل طایر ایک نخل پر ٹھہری دل مین سوچی کہ اے صورت نگار
ستم کیا بے سمجھے چلی آئی یہ نہ سمجھی مین داؤد سے کیا مقابلہ کرونگی وہ بلائے روزگار ہے سرکردہ ساحران
طلسم ہوش ربا کل علوم شعبدہ بازی مین یکتا اگر بگڑ گیا افراسیاب کو مشکل پڑیگی تو اس سے ساحر و ساحری
مین کیا لڑیگی یہ تو خبر پاچکی ہے کہ طلسم کشا مع فوج ظفر موج برائے طلسم کشائی گیا ہے راہ مین آیندہ روندہ سے یہ بھی سنا
کہ داؤد جادو شہر مین موجود ہے آخر سوچی کہ طائر بنی ہوئی شہر مین چلون پہلے وہان کا مفصل حال دیکھون
جو کچھ کرون سمجھ بوجھ کے کرون ایسا نہو شرمندہ ہوکے پلٹون یہ سوچکر بشکل قمری اُڑی دیوار شہر داؤدیہ پر آکر
بیٹھی نگاہ اٹھا کر کل شہر کو دیکھا بہ سبب نہونے کسی حاکم کے اہالیان شہر حیران و پریشان عرصہ دراز تک دیوار
قلعہ پر سے بیٹھ کر چہار جانب دیکھا کہین سامان معقول نپایا وہان سے اُڑی خدا اسکو اڑائے پھرتے پھرتے قریب
عبادت خانہ ایک قصر پر آکے بیٹھی مسجد کو دیکھکر چلگئی سمجھی کہ یہ مکان نیا تعمیر ہوا ہے مگر کسی نے تصور کیا ہے اس
مقام پر مکان کا محل نہ تھا سمجھی بنا خیر دیکھون اسمین کون رہتا ہے بہ نگاہ غور اس ملعونہ نے دیکھا ایک شخص
نحیف و ضعیف محراب عبادت مین مصروف صحیفہ خوانی آئینۂ رخسار سے ظاہر حیرانی مضطر و دلریش حیران
سر سے سراسر پریشان بگوشۂ تنہائی مسرور از خویش و بیگانہ مہجور از شاہراہ دنیا بیرون مشتاق لیلائے حقیقت
بصورت مجنون در جوانی از کثرت اندوہ پیر و در پیری از حسرت جوانی دلگیر تمام جسم غبار مین نہان کثرت
عبادت سے تمام بدن پر جھریان بوریئے بیریا پر تکیہ فرش سے نفرت کثرت سجود سے پیشانی پر گھٹا مثل ستارہ
سحری درخشان رحمت پروردگار کا مشتاق گناہون سے بری گرد چند صحیفہ خوان بخورات جا بجا روشن
نقوش بوریائے بیریا سے وہ مقام رشک گلشن صورت نورانی دیکھکر صورت نگار گھبرائی بصورت تصویر
خاموش دل مین حیرت کا جوش دل سے کہتی ہے اے صورت نگار یہ کوئی بڑا عابد ہے حقیقت مین کامل اکمل
ٹپک رہا ہے نور اسلام سے چہرہ رشک آفتاب عالمتاب اس کو ظاہر و باطن نے بعد عرصہ دراز پہچانا کہ یہ تو
شہنشاہ داؤد ہین اب جو اس ملعونہ نے بخوبی پہچانا غصہ سے تھرائی یہ تو اچھی طرح سمجھ گئی کہ اُسنے سحر سے توبہ
کی اسباب سحر کا کہین قصر مین نام نہین ساحر بھی کوئی اس مقام پر نہین ہے سمجھ گئی کہ یہ گوشہ نشین ہے مطمئن ہوکر
بصورت اصلی تیار ہوگئی آواز دی اے مکار ستم ملکہ صورت نگار خاتون مصور جادو نبیرہ خداوند سامری

یہ کیا جال پھیلایا تو سب سے سجدہ کراتا تھا اب تو کسکو سجدہ کرتا ہی کسکی محبت کا دم بھرتا ہی لاڈلی بیٹی نے تمھاری طلسم کشا کو گھر مین جگہ دی لوح تک دلوا دی مگر اب بھی راہ پر آ سامری و جمشید کو خدا جان پوجنے دوسو کو پہچان ورنہ قیامتین برپا کرونگی آتش قہر و غضب مین پھونک دونگی تیرے سبب سے مین بدنام ہوئی افراسیاب نے وہ کلمات کہے جو کبھی ہماری لونڈیون نے نہ سُنے تھے داؤد جادو نے جواب دیا ای صورت نگار مین تارک دنیا ہوا مجھے ایسے کلام بیکار ہین لوح وغیرہ عمرو نے لی تجھکو دولت دی وہ لشکر کشی کرکے مقابلۂ حیرت مین پہونچے ہون گے اگر دعوے ہی تو جاکر مقابلہ کر مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ سب وہان موجود ہین تیری سرکشی کا جواب دینگے مین فقیر گوشہ نشین تارک دنیا جو کام کیا اسکا انجام بُرا تھا تصدق سے اسد نامدار کے راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر پہونچا آب نایاب مذہب حقیقت سے سیراب ہوا ان باتون کو سنکر صورت نگار اور بھڑک گئی آواز دی او زبان دراز ان باتون سے کیا نفع اب آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو مین آتی ہون ملازمانِ داؤد نے جو بیرون مسجد سے یہ معرکہ دیکھا کہ صورت نگار ایک دیوار پر سے کلماتِ سخت ہمارے شاہنشاہ کو کھڑی کہہ رہی ہی چند مصاحب چند خدمتگار بیقرار اشکبار دوڑے ہوے سامنے شہنشاہِ داؤد کے آئے عرض کی ای شہنشاہ گیتی پناہ یہ فاحشہ کیا بک رہی ہی اسکو سزا دیجیے اسباب سحر ہم حاضر کرین توبہ شکنی کیجیے یہ حرافزادی شغفتل آپ سے کیا مقابلہ کریگی ایک ہی وانہ مین ماش کے پھنک جائیگی بھاگتے ہوے راستہ نہ ملے گا اسی دن کے لیے خواجہ عمرو آپکو منع کرتے تھے کہ مطیع الاسلام ہوجیے سحر سے توبہ نہ کیجیے جبکو آپ کی کنیزان کمتر سے نگاہ ملانے کی پہلے لیاقت نہ تھی اب بسبب تائب ہونے کے آپ سے کلام کر رہی ہی دم افسونگری کا بھر رہی ہی ہر وقت بابِ توبہ وا ہی آپ بندۂ معبودِ حقیقی ہین کیا پروا ہی توبہ کرلیجیے گا جلد اٹھکر اسکو سزا دیجیے گولہ آہن ترنج و نارنج لائین شارہ ابرو مین حضور کے خنجر اسکے گلے پر پھر جائیگا یہ باتین سنکر شاہنشاہ داؤد نے بہ نگاہِ حسرت و یاس طرف مصاحبان نیک اساس کے دیکھا کہا ای خیرخواہان دولت صرف دنیاے ناپائدار مین تم ہمارے ساتھ ہو قبر مین ہمراہ نجاؤگے وہان اعمال کی پرسش ہوگی ایک بار عظیم سر سے نہین اُترا دوسرا پہاڑ سر پر کیونکر اُٹھاؤن پیدا کرنے والے کو کیا جواب دون یہ سب باتین صورت نگار سُن رہی ہی آنکھون سے دیکھتی ہی کہ صدہا مصاحب و ملازم نمکخوار داؤد کے قدمون سے لپٹے ہین سحر کرنے کی ترغیب دے رہے ہین مگر داؤد توبہ توبہ کرتا ہی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی ہر ایک سے یہی کلام ہی یارو توبہ شکنی کا بد انجام ہی مصاحب کہتے ہین دیکھیے حضور ایک شعر ہمکو کسی شاعر کا یاد آیا اسکے پابند ہوجیے جان بچائیے **شعر** زاہد کا دل نہ خواطر میخوار توڑیے ٭ سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑیے ٭ داؤد نے کہا یارو کیا باتین بناتے ہو شاعرون کے کلام سُناتے ہو شاعران

شیرین سخن مضامین نو وکہن کے پابند ہوتے ہین رشتہ نظم مین موتی پروتے ہین مگر احکام امر ونہی مین یہ مثال ٹھیک نہین ہی رب اکبر کا کوئی شریک نہین ہی مین ہرگز تو بہ شکنی نہ کرونگا جب ملکہ صورت نگار نے دیکھا کہ داؤد جادو نے سب کو جھڑک دیا اور آپ اُسی طرح بخضوع وخشوع محراب عبادت مین جا بیٹھا تسبیح وتہلیل مین مصروف ہوا اتو صورت نگار دلیر ہوئی قتل پر داؤد کے شیر ہوئی نیمچہ سحر کھینچکر کو دی ملازمان داؤد نے روکا سحر چلنے لگے زمین سے شعلہاے آتش نکلنے لگے مگر یہ ملعونہ زوجہ مصور جادو نبیرہ سامری ہی سحر وساحری مین طاق شہرۂ آفاق ان بیچارے ملازمون کے روکے سے کب رُک سکتی ہی جسنے سحر کیا اُسنے اُلٹا پلٹا دیا وہ گولا اُسی بیچارے کے سینہ پر پڑا توڑ کر پشت کو نکل گیا ہزارہا ساحر مطیع الاسلام اس ملعونہ کے ہاتھ سے مارا گیا گولے مار مار کے صدہا قصر گرا دیے نیمچہ سحر سے دریاے خون بہا دیے صداے الامان الامان بلند سحر سے اس ساحرۂ مکارہ کے ہر شخص دردمند لڑتی ہوئی طرف مسجد کے جاتی ہی اہالیانِ شہر سینے اپنے سپر کرتے ہین مگر کسی کا پنجہ اسپر قابض نہین ہوتا جتنے عمدہ افسر زبردست تھے داؤد جادو نے چھانٹ کر طلسم کشا کے ساتھ کر دیے یہان چند اہالیان فوج باقی رہگئے تھے وہ صورت نگار پر پلوہ کر رہے ہین مگر صورت نگار مثل برق جہندہ نیمچہ سحر تا نے مٹھی بھر بھر کے ماش کے دانے پھینکتی ہی کسی پہ برق گرتی کہین آگ بھڑکی کبھی خنجر برسے کبھی آب باران سحر کی طغیانی ہوئی کشتی جات اہالیانِ شہر داؤد یہ طوفانی ہوئی ہزارہا بندگان خدا اِس بیحیا کے ہاتھ سے شہید ہوے سب بیچارے مجبور و ناچار سحر انکا اس ملعونہ پر اثر نہین کرتا آخر جست کرکے درِ مسجد پر پہونچی درِ مسجد پر بھی ٹرا کشت وخون ہوا مگر یہ خونخوار سب کو مار کر صحن مسجد مین در آئی داؤد اُسی طرح سے عبادت معبودِ حقیقی مین مصروف ہی جان کے خوف سے تیور پر بل بھی نہین آیا نہ اپنے مقام سے اُٹھا نہ گھبرایا تسبیح ایک سو ایک دانے کی ہاتھ مین صحیفہ ابراہیمی کھلا ہوا تلاوت کر رہا ہی دم یکتائی معبود کا بھر رہا ہی صورت نگار نے صحن مین آکر للکارا کیون او داؤد اب بھی ہوشیار نہین ہوتا کیسی غفلت ہی خداے نادیدہ سے بڑی محبت ہی داؤد نے اُس ملعونہ کی بات کا کچھ جواب نہ دیا عبادت الٰہی مین مصروف رہا صحیفہ خوان اُٹھکر بھاگے اُن بیگناہون کو بھی اُسنے قتل کیا ہر فرد بشر کو جان بچانا مشکل ہوا یہ بے ادب اندر مسجد کے آئی طرف محراب عبادت کے چلی اسوقت داؤد نے صحیفہ ابراہیمی کو ہاتھ مین اُٹھا لیا پلٹ کر کہا اے صورت نگار مصور عالم سے ڈر مجھ بیگناہ کے خون سے ہاتھ نہ بھر مین تجھے سمجھاتا ہون آتش جہنم سے بچاتا ہون یہ آتش خوا ور زیادہ بھڑکی شعلۂ جوالہ بنگئی لپک کر ہاتھ تلوار کا مارا داؤد نے سر صحیفہ پر رکھدیا اُس ملعونہ خود سر کا ایسا ہاتھ پڑا کہ ذرا فرق نہوا سر اُس افسر کا کٹ کر محراب عبادت مین گر اگیا عاشق رب اکبر تھا اس سر سے کوئی آگاہ نہوا جسم سے

جدا ہو کر سر نے بھی سجدہ کیا لاشہ اپنے حال پر تڑپا فوارہائے خون دست قے عاشقکے دہان زخم سے آواز آئی **نظم مصنف**

اے خالق بے نیاز میرے	اے مالک کارساز میرے	مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر	عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
	عصیان کے حجاب سے مفر دے	دامن گل آرزو سے بھر دے	

بندۂ گنہگار امید وار رحمت الٰہی سر نذر کیا **مصرعہ** گر قبول افتد زہے عز و شرف پس عجب ہنگامہ برپا ہوا اہالیان شہر بیحساب قتل ہوے جو باقی رہے جان بچا کر شہر سے نکل گئے اب **صورت نگار** اُسی حال مین مسجد سے نکلی باہر آکر دیکھا ہر کو و برزن مین لاشون کا انبار ابر حسرت و یاس برس رہا ہی سارے شہر مین سناٹا پڑا ہی جو لوگ بھاگے ہوے جاتے ہین اُنکی زبان پر یہ کلام حسرت انجام ہی چلو یارو شکارگاہ مین چلکر **ملکہ لالان خون قبا** سے خبر کرین افسوس ہی وہ شکار مین مصروف ہین یہان باپ انکا ہاتھ سے اس دنیا کے شکار ہوا یہ باتین جو سنی اور شہر کو بھی ویران پایا اب **صورت نگار** بھی گھبرائی عجب نقشہ ہوا انجام اِس فعل بد کا سوچی دل سے کہتی ہی اے **صورت نگار** تونے یہ کیا غضب کیا مرقعہ شہر داؤدیہ کو مٹا دیا بیگناہ داؤد شاہ کو قتل کیا اب **ملکہ لالان خون قبا** کو خبر پہونچی طلسم کشا آگاہ ہوگا ساربان زادہ جس وقت اس بدعت کا حال سنیگا سر دھننے لگا اگر لوح طلسم کشا کے پاس ہی کہی جہان جاکر تو چھپے گی تلاش کرکے قتل کریگا تیرے خون سے ضرور ہاتھ بھریگا اسکی بدعت سے کون بچائیگا **افراسیاب** بھی سامنے سے صاحب لوح کے بھاگ جائیگا **سامری و جمشید** کی خدائی بخوبی دیکھ چکی اپنے ناز کرنا بیجا ہی ہر ایک سنگدل پتھر کا تیلا ہی اپنی تدبیر مناسب ہی اگر مجھپر کوئی آفت آگئی **افراسیاب** ہین کرکے چپ ہو رہینگے ہزارون ساحر مارے گئے بڑے بڑے افسر خاک مین ملے شاہنشاہ نے کیا داد دی اُنکے اہل و عیال کی بھی خبر نہ لی ہزار ہا کی ارتھی بھی نہ بنی پانچ سیر لکڑیان چندن کی بھی نصیب نہوئین لاشون نے ٹھوکرین کھائین طعمۂ زاغ و زغن ہوے یہی ہمارا انجام ہوگا یہ سوچکر بہت گھبرائی خوف طلسم کشا سے جان لبون پر آئی ایک گوشہ مین آکر ٹھہری ایک طائر کی شکل بنکر عیش خانے مین **ملکہ لالان خون قبا** کے آکر چھپی اسبات کو دل مین جگہ دے لی کہ جب **ملکہ لالان خون قبا** کو خبر قتل داؤد پہونچے گی روتی پیٹتی ضرور آئیگی اور لاش لیکر خدمت مین اسد کے جائیگی کسی کنیز مصاحب کی صورت بنکر ہمراہ جاؤن تب لوح دستیاب ہو اس خیال سے **صورت نگار** بشکل طائر قصر **لالان خون قبا** مین چھپی ہی دیکھیے یہ مکارہ کیا قیامت برپا کرتی ہی اب حال **لالان خون قبا** بیان ہوتا ہی تحریر ہوچکا ہی کہ **ملکہ لالان خون قبا** کو **ناگن** وزیرزادی شکارگاہ مین لائی ہی کئی دن مین آتے ہوے صحرا سے ملکہ شگفتہ ہوئی بوقت شب شکارگاہ سے پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئی **ناگن** نے فوراً جلسہ آراستہ کیا گانیوالیان حاضر ہوئین قریب تھا کہ دور جام مے گلفام شروع ہو کہ خود بخود ملکہ کے قلب پر ہجوم غم و الم ہوا دل تر و دو منزل گھبرایا کہا **ناگن** خدا خیر کرے فرقت شاہزادہ والاقدر مین قلب کی اور کیفیت تھی اسوقت اور

صورت ہی یا دین شاہزادے کے مُہر خاموشی لب پر تھی اُسوقت دریاے اشک کے چشمہ چشم سے طغیانی ہی آئینہ قلب پر و فورِ حیرانی ہی جی چاہتا ہی چیخین مار کر روؤن سر ٹکراؤن استخوان آتش غم و الم سے جل رہے ہین شعلے دہن سے بجاے نفس نکل رہے ہین شہر داؤدیہ پر کوئی بلا نازل ہوئی ناگن جلد خبر منگاؤ ذرا خیال تو کرو جتنے ساحران نامی عمدہ تھے وہ طلسم کشا کے ساتھ چلے گئے خدمت مین والد بزرگوار کے کوئی ساحر زبردست نہین ہی صرف بیچارے اہالیانِ فوج قبلہ و کعبہ کو کلام فیض انجام خواجہ عمرو سے وہ عبرت ہوئی کہ سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہوئی اگر وہ آمادۂ سحر ہوتے کچھ مقامِ خوف نہ تھا یہان تو خواجہ عمرو نے دم دیکر لوح لے لی کتاب اُس بے کتاب کی دھوڈالی اب جب کوہِ بلور پر پہونچے گا سب حال ظاہر ہوگا عیاری سے عمرو کی ماہر ہوگا کسی ساحر زبردست کو ضرور بھیجے گا کہ جاکر شہر داؤدیہ کو برباد کرے یہان کون ہی کہ ساحرون کو روکے گا شہر گھر جائیگا وہ بیچارے غریب مصاحب افراسیاب سے آنکھ بھی نہ ملا سکین گے یا بھاگین گے یا جان دینگے اے ناگن یہ رات مجھکو کاٹے کھاتی ہی یہ اژدرِ مہیب شب نگل جائیگا یا الٰہی جلد سحر ہو کہ شہر داؤدیہ کی مفصل خبر ملے اس تقریر کو سُنکر ناگن وزیرزادی بھی گھبرائی کہا حضور نے بہت بجا ارشاد فرمایا حضور حقیقت مین بڑی غفلت ہوئی خداوند کا توبہ کرنا سحر سے تائب ہونا اگر مشہور ہو گیا ایک ایک ساحر حقیر ذلیل مقابلہ کا قصد کریگا افراسیاب کے تو کلیجہ پر چھریان چلی ہونگی بی حیرت مثل آئینہ ششدر رہوئی ہونگی بلکہ لونڈی کو خیال ہی کہ کہین افراسیاب دل کباب اُسی پیچ و تاب مین خود نہ قصد کرے اس ظالم کو کون روکے گا افسوس بروقت روانگی طلسم کشا کو خیال نہ آیا کہ خواجہ عمرو کو سمجھاتے وہ کوئی اسکی تدبیر بلطف کر دیتے اب صبح ہو تو لونڈی خود جائے وہان کی مفصل خبر لائے پروردگار اہالیان شہر داؤدیہ کی جان و آبرو بچانا لونڈی کے بھی عزیز و اقارب وہان موجود ہین سب کو خدا اپنے حفظ و امان مین رکھے دیکھیے کیسی رات پہاڑ ہوگئی کسی طرح سے نہین کٹتی ہنوز یہی ذکر تھا کہ یکایک عابدِ شب زندہ دار ماہ نے سبحۂ انجم کو سجادہ فلک پر رکھکر براے اعتکاف قصرِ مغرب مین داخل ہوا زاہدِ مسجد فلکِ چہارم اعنی نیر اعظم گلدستہ فلک پر براے تسبیح و تہلیل جلوہ فرما ہوا ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ فق دل مین قلق کہا ناگن جلد کسی کو بھیجو شہر داؤدیہ سے خبر لائے کل حال اپنی آنکھون سے دیکھ آئے قبلہ و کعبہ کو جاکر تسلیمات عرض کرے میری بیقراری کا حال کہے کہ شب سے کنیز بہت بیقرار ہی اپنے دست حق پرست سے خیر و خوبی ترقیم فرمایئے کہ دل کو تسکین ہو گلعذار نامے کنیز آمادہ ہوئی جب وہ چلنے کا قصد کرتی ہی ملکہ گھبرا کر کہتی ہی بوا ٹھہر جاؤ خود والد نامدار سے باتین کرنا خدمتگارون سے پوچھکر نہ چلی آنا ناگن کہتی ہی واری واری اسقدر نہ گھبرایئے دل کو ٹھہرایئے ملکہ کہتی ہی مین کیا کرون ہر اک موے جسم کو پیچ و تاب ہی دل بہت بیتاب ہی ناگن نے کہا اسقدر

بیقرار نہو جیسے ابھی خبر آتی ہی حضور مین جاؤن اپنی آنکھون سے شہنشاہ کو دیکھ آؤن ملکہ نے کہا میرا ارادہ ہی کہ مین خود جاؤن اسوقت دل چاہتا ہی گریبان چاک کرون مُنھ پر خاک ملون والد نامدار کی خبر نہین معلوم ہوتی دیکھو لے چہرے پر گرد بیٹھی ہی ناگن نے کہا حضور خدا نخواستہ ایسا تو نہ کہیے لونڈی کو وسواس آتا ہی آپکی ان باتون سے کلیجہ پھٹا جاتا ہی سب کو عیش و راحت مین چھوڑ کر آئے ہین خدا کے فضل سے سب طرح خیریت ہی یہ کلام ناگن کا تمام نہونے پایا تھا کہ طرف سے شہرداؤدیہ کے شور گریہ وزاری بلند ہوا دیکھا اہالیان شہر خستہ و شکستہ زخمدار بیقرار روتے پیٹتے چلے آتے ہین ہزارہا عورتین بامُوے پریشان فریادکنان کوئی شوہر کا نام لیکر روتی ہی کوئی فرزند کے غم مین جان کھوتی ہی کوئی کہتی ہی ہاے جوان بھائی چھوٹ گیا بازو ٹوٹ گیا چھوٹے چھوٹے بچے خاک اُڑاتے ہوے مان کی اُنگلی تھامے ہوے کسی کا سر زخمی کسی کا ہاتھ جھولا ہوا کوئی سراپا دریاے خون مین ڈوبا ہوا ہر خورد و کلان بدحواس جینے سے یاس حیران و پریشان ملکہ لالان خون قبا نے کہا لو ناگن ہمارے غم و الم کا ظہور ہوا ناگن وزیرزادی گھبرا کر دوڑی پکاری صاحبو براے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو بیان تو کرو کس نے لوٹ لیا کیون دُکھ دیا کیا بلا نازل ہوئی شہرداؤدیہ مین ڈانکا پڑا کس کا گھر لٹا کون بچا چند رئیس بدحواس عالم یاس چہرون پر خاک ملے ہوے فریاد کرتے سر پیٹتے ہوے سامنے ملکہ کے آئے عرض پیرا ہوے حضور آپ کے والد نیک اساس بصد حسرت و یاس تیار گلشن جنان ہوے قیامت کے سامان عیان ہوے صورت نگار ریگ دتنہا آئی اُس بلعو نہ نے وہ تصویر صفحہ ہستی سے مٹائی ہرچند ہم سب نے بمنت آپ کے والد نامدار کی خدمت مین عرض کیا بہت کچھ سمجھایا مگر اُس ثابت قدم راہ رضا نے توبہ شکنی نہ گوارا کی محراب عبادت مین اپنی جان دی تمام شہر کو صورت نگار بدکردار نے قتل و غارت کیا ہر گلی کوچہ لاشون سے بھر دیا آپ کے نمکخوار خوب لڑے مگر وہ زوجہ مصور جادو تعلیم کردہ افراسیاب ہی ہم انسون کے سحر کو کب مانتی ہی ہر ایک کو طفل مکتب جانتی ہی مسجد مین گھس کر شہنشاہ کو قتل کیا اُس بیگناہ کا خون صحیفہ ابراہیمی پر بہا انشاءاللہ اس خون کا بہت جلد انتقام ہوگا اس ظلم و بدعت کا بد انجام ہوگا یہ حال پر ملال سُنکر ملکہ لالان خون قبا نے اپنے کو زمین پر گرا دیا آہ کا نعرہ مارا ہاے والد نامدار کہکر تڑپنے لگی ناگن وزیرزادی نے فوراً بغلون مین ہاتھ دیکر روکا کنیزون مین شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر ایک اپنے اپنے عزیز و اقارب کی خبر پوچھتی ہی شہر والے جواب دیتے تھے صاحبو کسی کا پتہ نہین شہرداؤدیہ مین غدر تھا باپ کو بیٹا بھائی کو بھائی نہ پہچانتا تھا اُس سحر ف نے برف برسائی آگ لگائی شعلے بھڑکے ہزارہا بندگان خدا ڈوبے نہین معلوم کون کس طرف گیا کون مارا گیا کون جیتا بچا اب جو زندہ بچے ہین مستون مین ملین گے بمشکل غنچہ سربستہ آرزو کھلین گے اس کیفیت کو سُنکر

ہر ایک بیقرار ہوا ہنگامۂ محشر آشکار ہوا کنیزون نے ملکہ کو بڑی مشکل سے سنبھالا دیکھا فرط رنج وغم سے آنکھیں پتھرائی ہوئی ہوش وحواس مین خلل بیقراری ہین یہ اشعار زبان پر لائی اشعار

ای والد نامدار میرے
ای بلبلِ بوستانِ اسلام
کیا خوب ہوا ہی نیک انجام

ای افسر تاجدار میرے
ای عابد وزاہد خوش انجام
فردوس مین اب کروگے آرام

ای سالک مسلک طریقت
خواہش تمھین ہوئی عدم کی نزدکی

ای سرو حدیقۂ حقیقت
کیا عشق کی راہ سر سے طی کی

بروقت رخصت بصد حسرت کنیز کو وصیت کی تھی کہ بٹیا تا دمِ مرگ راہ اسلام سے منھ نہ موڑنا دامن دولتِ طلسم کشا نہ چھوڑنا ہماری زلیست کا کیا اعتبار ہی آفتاب لب بام وچراغ سحری ہین ہمارے بعد تم سے نام روشن ہوگا جب زبان سے نام پروردگار کا لوگی ثواب اسکے ہمکو تا روز قیامت پہونچین گے ای ناگن ایک حسرت بہت بڑی والد نامدار دل مین لیگئے جسدن سے مسلمان ہوئے جب مین برائے تسلیم جاتی تھی فرماتے تھے ای نور نظر دعا کرو کہ صاحبقرانِ زمان کوچک سلیمان افسر مسلمانان ہماری زندگی مین طلسم ہوش ربا مین تشریف لائین کیا روز سعید ہو اسدن ہمکو عید ہو کہ قدمون سے صاحبقران کے لپٹین وہ دستِ حق پرست پشت پر رکھکر ہمارے واسطے دعائے مغفرت کرین بابا جان یہ ارمان دل مین لیگئے کیون ای ناگن ہم گرفتار رنج عظیم ہوے آج سے یتیم ہوے کوئی سرپرست باقی نہ رہا ناگن نے عرض کی واری رونے کو تو مین آپ کو کیا منع کرون مگر بڑی خوشی کی بات ہی کیا جلد امورات قبیح سے تائب ہوے رستم وقت تھے نفس سرکش پر فوراً غالب ہوے جو شخص دعوے ہمسری رب اکبر کرے وہ تائب ہوکر وحدانیت کا دم بھرے حضور اب چلیے اُس کشتۂ حسرت ویاس کا لاشہ اُٹھائین دفن وکفن کا سامان کرین جسوقت اسد شیردل وخواجہ عمرو کو یہ خبر وحشت اثر پہونچے گی یقین کامل ہی قیامت برپا کرینگے صورت نگار کو کسی صورت سے زندہ نہ چھوڑینگے خواجہ کو شاہنشاہ مرحوم سے بڑی محبت تھی وہ ضرور ان زن وشوہر کو قتل کرینگے خون ناحق کا بدلا لین گے ملکہ لالان خون قبا نے کہا ای ناگن خبر پہونچا کیا چلکے لاش شاہنشاہ کی اُٹھاؤ جہان لشکر طلسم کشا کا ہو وہین چلو شرف آخرت یہ والد ماجد کو حاصل ہو طلسم کشا وخواجہ عمرو جنازے کو کاندھا دین اپنے دستِ حق پرست سے دفن کرین نصیحت کرکے مسلمان کیا تھا دقتِ آخر بھی وہی تلقین پڑھین ناگن نے کہا حضور بہت مناسب ہی مگر پہلے کنیز جاتی ہی شہر خالی پڑا ہی ایسا نہو کسی ساحر کو حرامزادی چھوڑ نہ گئی ہو مین بخوبی جاکر دیکھ آؤن تب حضور شہر مین تشریف لائین اب تو ہین آپکی جان کے لالے پڑے ہین ہزار طرح کا خوف ہی آپ مبتلاے غم والم آپ کی رائے کا اس زمانے مین کیا اعتبار ہی ہزار طرح کا انتشار ہی ناگن نے یہ کہکے ملکہ کو تخت پر سوار کیا سب نے لباس سیاہ پہنا کنیزون کو ساتھ لیکر ملکہ نالان وگریان چلی ناگن بھی بصد رنج ومحن

ایک طاؤس پر سوار ہوئی اسباب سحر ذات برآراستہ کیا ملکہ کو بخوبی سمجھا دیا کہ آپ شہر سے دو کوس کے فاصلے پر ٹھہر جائیے گا مین شہر کے نیک و بد کا حال دیکھکر آؤنگی اپنے ہمراہ آپ کو شہر مین لیجاؤنگی ناگن نے سب طرح کا انجام سوچ لیا مگر کیا کرے فلک کجرفتار و غدار ہر وقت درپے آزار ہی طریقہ ظلم و بدعت مین عقل بیکار رہی ہمیشہ صاحب فراست کو دام مصیبت مین پھنساتا ہی ہر نازک مزاج کو وہ الم سر پر اُٹھاتا ہی بڑے بڑے حکما و عقلا اسکی بدعت سے پامال ہوے جب اسنے گردش دکھائی کچھ عقلمندی نہ چلی مُنہ کے بھل گر پڑے تڑپے پھڑکے سنبھل نہ سکے بڑے بڑے شاہان اولوالعزم کے نام مٹے صاحبان فوج و چتر و علم تھے بڑے جاہ و حشم تھے اب اُن کا کوئی نام بھی نہین لیتا قبر تک کا نشان نہین ملتا

نظم

تخت جمشید و خطِ جام ہوا نقش فنا — نہ سکندر رہا نہ آئینہ حیرت افزا
مرتبہ دولتِ قیصر رہی نہ اقلیم قباد — پایۂ شوکت سنجر رہی نہ ملک دارا
نفس بادِ سحر سے یہ صدا آتی ہی — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا
سیکڑون قافلے راہی ہوے اس منزل سے — گرد اُڑتے کہین دیکھی نہ سُنی بانگِ درا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال — جسکو گل کر نہ گئی جنبشِ دامانِ قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ مین ہنستے دیکھا — ٹھنڈی سانسین نہ بھرے جسکے لیے بادِ صبا
اِس خیابانکا ہراک نخل ہی نخل ماتم — کفِ افسوس ہراک برگ ہی اس گلشن کا
لیے پھرتی ہی صبا دوش پہ آج اُنکے غبار — جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
اُنکی صورت کو ترستی ہین نگاہین افسوس — صورت نور نظر آنکھون مین ہی وہ نقشا
جنکی آواز مین تھا مایۂ اعجاز مسیح — خواب مین بھی کبھی سُنتے نہین اب اُنکی صدا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پُوچھین — ای مقیمانِ عدم حال کہو کیا گذرا
ہمدمو کیا ہوئین چہلین جو بہم رہتی تھین — کیا ہوا ہمنفسو رابطہ صبح و مسا
نہ وہ ہنگامۂ صحبت ہی نہ وہ بزم نشاط — نہ وہ اندازِ سخن ہے نہ زبانِ گویا
ربط و اخلاص جو آپس مین تھے معمول گئے — دفعتہً ہمسفر و ایسا ہمین بھول گئے

انتظام سراسر بیکار عقل و شعور پر ناز بیجا خدا گردش فلکی سے بچائے کچھ انسان کا زور نہین چلتا ناگن نے سب کچھ انتظام کیا مگر کیا معلوم تھا کہ صورت نگار مکارہ طائر ہی ہوئی قصر مین ملکہ لالان خون قبا کے بیٹھی ہی وقت کی منتظر گوش بر آواز اپنے مکر و غدر و عقل و فطرت پر ناز ناگن بصد رنج و محن نالان و گریہ کنان ہر سو نگران شہر مین آئی جہان کہین تپا کھڑکا اسکا دل دھڑکا ہوشیار ہو گئی سحر کیا دیکھتی بھالتی آگے بڑھی

دیکھا تمام شہر ویران جابجا لاشون کے انبار مکانات خالی گلی کوچون مین سناٹا وہ شہر آباد کہ جس مین آٹھ پہر
گھونگرو کھنکتا تھا گرم بازاریان رہتی تھین جابجا یارون کے جمگھٹے نازنینان مہ جبین کے جماؤ تھے اب وہان پر
خاک اُڑ رہی ہے ویرانہ دیکھکر دل گھبراتا ہے اشعار

ہر اک سو ہر اک سمت اندھیر ہے
چمن مین یہی کہتی ہے عندلیب
ہر اک سرو ہے خشک حسرت زدہ
اُسی دن سے لالہ کے ہے دل مین داغ
کلیجہ ہو کیونکر نہ تیہو کا شق
تذرو دیکھکر ہو گیا شاد شاد

غم و یاس و حسرت کا اک ڈھیر ہے
وہ کیا ہو گئی اس چمن کی بہار
ہر اک نہر ہے چشم حیرت زدہ
اُسی دن سے ہے خشک نرگس کا جام
کہ ہوتا ہے بلبل کے غم سے قلق

کرون اور کیا عرض مین بدنصیب
کہ ہر گل نظر آتا ہے مثل خار
خزان کا ہے مورد اسی دن سے باغ
اُسی دن سے بلبل کا نالہ ہے کام
غرض ایسے گلزار کو نامراد

یہ بربادی و ویرانہ دیکھکر قریب تھا کہ ناگن کا کلیجہ پھٹ جاوے
در و دیوار سے لپٹ لپٹ کر خوب روئی صورت نگار جو عیش خانہ مین چھپی بیٹھی تھی آواز رونے کی اسکے
کان مین آئی جھپٹ کر بنگاہ غور دیکھا ملکہ ناگن وزیرزادی کو پہچانا اور زیادہ اپنے کو مخفی کیا ناگن بھری
بھراتی اشک حسرت چشم پرنم سے بہاتی ہوئی نشۂ غم والم سے لڑکھڑاتی ہوئی اُس قصر مین آئی دیکھا یہان بھی
صد ہا لاشے پڑے ہین چند عزیزون کو جو اپنے مردہ پایا غم والم سے کلیجہ منھ کو آیا ہر ایک کی لاش پر خوب چیخین
مار کر رونے لگی نام لیکر ہر ایک کا پکارا مردے کیا جواب دیتے اور زیادہ اضطرار بڑھا سکتے کا عالم ہوا
صورت نگار نے جو دیکھا کہ وزیرزادی کا یہ نقشہ ہے مثل تصویر خاموش دریائے غم والم کا جوش کبھی اٹھی کبھی بیٹھی
ترپی پھڑکی سحر کی جھولی کا بھی کچھ خیال نہ رہا شانے پر سے گر گئی صورت نگار نے جب اسکو مبہوت پایا چپکے چپکے
سحر کرنا شروع کیا ناگن غافل ز شعبدہ بازی فلک کجرفتار رُسے تاثیر سحر سے تھرائی زمین پر گری بیہوش ہوئی یہ
ملعونہ جھپٹی اسم سحر کا پڑھکر گولہ مارا ناگن کو غرق زمین کر دیا اب مطمئن ہو کر بیٹھی سحر سے اپنی صورت ناگن کی
سی بنائی خوشی سے پیرہن مین نہ سماتی تھی اپنی عقل و فطرت پر ناز دل سے کہتی تھی بڑا کام کیا طلسم ہوش رُبا مین
نام کیا لوح طلسمی ملنا کتنی بڑی بات ہے اتو کل انتظام ملکہ لالان خون قبا میرے ہی ہاتھ ہے اب چلکے ملکہ حنا
کو ترغیب دونگی لشکر مین طلسم کشا کے بیچلونگی رات کو سوتے مین لوح طلسم گلے سے اسد غازی کے اتار لونگی
افراسیاب کو دونگی بہت راضی ہوگا سلطنت طلسم ہوش رُبا اب ہمارے خاندان مین رہیگی داؤد جادو
مر چکا عہدۂ خداوندی میرے شوہر منصور کو ملیگا سب طرح کا ہمین کو اختیار رہیگا بی حیرت جادو بھی میری
دست نگر رہینگی جب کبھی بات پڑیگی جواب دونگی مین نے سب کی جان بچائی مذہب سامری میرے ہی دم قدم
سے ہے واکو دجادو کو مارا لوح طلسمی لشکر خدا پرستان سے لائی ایسے وقت پر کسی نے جانبازی نہ کی ہے

سر ہتیلی پر رکھا زندگی مین موت کا مزا چکھا جب تو لوح طلسمی لائی عمرو ایسے عیار کے چونا لگایا شہر داؤد دیہ کو مثل نقش قدم مٹایا افراسیاب ہمیشہ دبتا رہیگا ایسے خیالات تُہلات کرکے دل مین بہت خوش ہوئی پھر ... ناگن تیار ہوکر طرف لشکر ملکہ لالان خون قبا کے چلی یہان ملکہ لالان خون قبا دو کوس جب شہر قریب رہا بموجب فہمایش وزیرزادی کے ٹھہر گئی دیکھا کہ ملکہ ناگن بصد اندوہ و محن آتی ہو مگر بد حواس عالم یاس ... خون مُنھ پہ ملے ہوئے سر کے بال کھلے ہوئے نالان و گریہ کنان حیران و پریشان ملکہ نے گلے سے لگا لیا پوچھا اے خیرخواہ جلد بتلا کہ شہر کی کیا صورت ہو اُس مکارہ نے اُسی طرح بلائین لیکے جواب دیا کس زبان سے اُس حال مصیبت ... کو بیان کرون حقیقت مین جلاد کا کام کیا اپنے نزدیک بُرا نام کیا تمام گلی کوچہ لاشون سے معمور ہو حسرت و حرمان کا دفور ہو بڑے بڑے رئیسان عالیوقار صاحب اقتدار اُس مکارہ کے ہاتھ سے بیجان ہوے شہر مین قیامت کے سامان عیان ہوے اول یہ کنیز مسجد مین گئی لاشہ شاہنشاہ عبادت خانہ مین دیکھا کلیجہ پھٹ گیا عین محراب مین مسجد کے یہ ثابت قدمی کی جان دی کل صحیفہ خوان بھی مارے گئے اب حضور شہر مین تشریف لے چلیں اور سب طرف سے اطمینان خاطر ہو یہ کنیز خود اپنی آنکھون سے سارے شہر کو دیکھ آئی وہ ملعونہ سب کو قتل کر کے چلی گئی یہ بھی بخوبی ثابت ہوا کہ کسی اور ساحر کو شہر مین نہین چھوڑا غرض ملکہ کو سمجھاتی ہوئی بہلاتی ہوئی شہر کی طرف چلی سب کنیزین روتی پیٹتی بال سر کے کھلے لباس سیاہ پہنے ہوے ساتھ صورت نگار مکارہ نے سب سے زیادہ اپنا حال تباہ کیا ایسی ہاے واے کر کے تڑپی کہ خود ملکہ لالان خون قبا سمجھانے لگی کہا اے ناگن اگر تم اپنا حال ابتر کروگی تڑپ تڑپ کر جان دوگی پھر ہماری دستگیری کون کریگا ہمکو دیکھو کہ باپ کا سایہ ہمارے سر سے اُٹھ گیا عین کم سنی مین یتیم ہوئی جسکو وارث قرار دیا دامن دولت تھاما وہ ہنوز سفر مین ہین خدا اُنکو دشمنون سے بچائے اپنے حفظ و امان مین رکھے تمام طلسم ہوش رُبا اُنکا دشمن ہو اب صرف تمھاری محبت و خیرخواہی کا سہارا ہو تم اپنے ہوش و حواس درست رکھو ہر امر مین صلاح نیک دو صورت نگار نقلی نے کہا حضور مین جان تک نثار کرنے کو حاضر ہون مگر کیا کرون دل نہین مانتا صبر نہین ہوسکتا آپ کے والد نامدار کی پیدا ... نہین یاد آتی ہین آپ سے زیادہ تر مجھکو چاہتے تھے بجاے فرزند پرورش کیا عزت و آبرو مرحمت فرمائی اسی طرح کے فقرے بناتی ہوئی ملکہ کو لیکر شہر مین داخل ہوئی ملکہ نے جو ایسے شہر آباد کو ویران پایا ہر مقام پر کھڑی ہو کر روئی مصاحبین کنیزین اپنے عزیزون کی لاشون پر خوب بیٹین ناگن نقلی نے فوراً سب کے لاشے اُٹھوائے دفن کرائے لاشہ شاہنشاہ داؤد کے واسطے ایک صندوق سیاہ آراستہ کیا اُس کشتۂ حسرت و یاس کو اُسمین رکھا مگر لاشے دفن کرانے مین رات ہوگئی آخر یہ صلاح ٹھہری کہ شب کو چلنا مناسب نہین ہو صبح کو طرف لشکر ظفر اثر طلسم کشا کے روانہ ہونگے آخر کار انھین قصر ہاے ویران مین آکر مقام کیا لیکن اُس رات کا سناٹا ہو ایک

کے قلب پر ہجوم غم و الم اپنے اپنے عزیزون کے ماتم مین چاک گریبان ملکہ لالان خون قبا مضطر و پریشان ملکہ کی بیقراری و حالت گریہ و زاری دیکھکر صورت نگار مکار بار بار عرض کرتی ہی حضور آرام فرمائین کنیز بیدار رہیگی حضور ہزار طرح کا دل کو وسوسہ ہی ایسا نہو کہ افراسیاب خانہ خراب کسی اور ساحر کو روانہ کرے اور وہ آکر ہماری آپ کی گرفتاری کا قصد کرے مین برائے نگہبانی گرد قصر کے پھرونگی ملکہ نے کہا اے مونس و ہمدم تیرے پاس بیٹھنے سے کسی قدر غم غلط ہوتا ہی حقیقت مین مجھکو بھی اسکا خیال ہی کہ خود افراسیاب نہ چلا آئے تو غضب ہو جائے اکثر اُسنے یہ قصد کیا کہ مجھکو اپنے قبضہ مین کرے کنیزون سے تقریر کرائی کہ مین ملکہ لالان خون قبا پر مائل ہون عرصہ دراز سے تیغ ابرو کا گھائل ہون مین نے کبھی جواب نہ دیا ہمیشہ سکوت کیا رُعب و داب سے جناب قبلہ و کعبہ کے اُس خانہ خراب کا کبھی زیادہ کہنے کا حوصلہ نہ پڑا اب ہم تیمم ہوے اُس کینہ و دیرینہ کو ظاہر کرے گا پس ایسے وقت مین غافل ہوکے سونا مناسب نہین ہی اگر شاید وہ بیحیا بانی مکر و دغا بہ ارادۂ حرام آئے تا کام جائے مین اُسی وقت اپنے کو ہلاک کرون خنجر موجود ہی مجھکو مردہ پائے عمر بھر پچھتائے ای ناگن کیا بتاؤن جبدن سے شاہزادۂ عالی وقار اسد نامدار رخصت ہوکے گئے ہین خواب نایاب آٹھ پہر پیچ و تاب شب بھر تارے گن گن کے سحر کرتے ہین رات دن تڑپ تڑپ کے بسر کرتے ہین بقول نواب مہدی علیخان صاحب حسن مرحوم مخمسہ

ہم کسی کے منتظر جو ہین تو گھبراتی ہی نیند
دیو نی بنکے شب وحشت مین دھمکاتی ہی نیند
حسب عادت جو اکیلے ہین اُچٹ جاتی ہی نیند
تارے گنتے ہین نہین آتی ہی نیند
دل کو تڑپاتا ہی ہجر آنکھون کو تڑپاتی ہی نیند

یان تصور مین بھی کوسون تک نہین آتی ہی نیند
منتظر فرط الم سے سخت گھبراتی ہی نیند
اور اگر آئی بھی تو آکر پلٹ جاتی ہی نیند
گھر مین آنکھون کے قدم رکھنے نہین پاتی ہی نیند
دونون پلکون کے طمانچے رات بھر کھاتی ہی نیند

بوستان دہر مین ایسا کھٹکا مانند خار
ایک بوسیدہ سا پنجرہ ہی نہین یہ جسم زار
وحشتین مجھپر شب فرقت مین ہوتی ہین ہزار
فرش راحت پر مجھے جسوقت یاد آتا ہی یار
مرغ دل ایسا پھڑکتا ہی کہ اُڑ جاتی ہی نیند

مارے مارے پھرتے ہین جنگل مین گاہے کوہ مین
خاک اُڑاتے ہین کبھی تنہا کبھی انبوہ مین
عمر آخر ہوگئی ای ہمدم اس ٹوہ مین
کون ہی راحت رسان اپنا شب اندوہ مین
موت بھی آنکھین چُراتی ہی جو شرماتی ہی نیند

ای مسیحا غور سے اِس سمت فرما تو نگاہ
آنکھین پتھرائی ہوئی ہین منتظر بے اشتباہ

بڑھ کے دکھلا یا بتون کے عشق نے روز سیاہ ۔ سو ؤن کیا آنکھون کے ڈھیلے ہوگئے ہین سنگِ راہ
آکے میری خوابگہ مین ٹھوکرین کھاتی ہی نیند

دیدہ و دانستہ بد ہی دوستداری یار کی ۔ پر ہی فرضِ عین اے دل پاسداری یار کی
ہی مآلِ زندگانی ہمکناری یار کی ۔ عین راحت ہی مجھے خدمتگذاری یار کی
تلوے آنکھون سے جو سہلاتا ہون آجاتی ہی نیند

ایک غافل کا تصور ہر گھڑی ہی سوؤن کیا ۔ سوزِ اُلفت کی بدولت دائمی ہی سوؤن کیا
بند اپنے شیشۂ دل مین پری ہی سوؤن کیا ۔ خواہش دیدار آنکھون مین بھری ہی سوؤن کیا
پتلیون مین اپنی جا تل بھر نہین پاتی ہی نیند

عشق مین آزاد اور مجبور دونون ایک ہین ۔ فاختہ اور بلبلِ رنجور دونون ایک ہین
دیدہ تر نرگسِ مخمور دونون ایک ہین ۔ مرغِ بسمل عاشقِ مہجور دونون ایک ہین
اُسکو پھڑکاتی ہی مرگ اور اسکو تڑپاتی ہی نیند

ناتوانی مین غشی کے سے ہمیشہ ہین جو ڈھنگ ۔ ہوش مین آنے سے دل کو ہی نہایت عار و ننگ
کیسی راحت کیسی عشرت کس مین باقی ہی اُمنگ ۔ کیسے تکیے کیسی توشک کیسا ہوتا ہی پلنگ
مین وہ غافل ہون مرے گھر آکے پچھتاتی ہی نیند

ہجر مین آرام ہی تکلیف قلبِ زار کی ۔ ایک حالت ہی مری اور نرگسِ بیمار کی
مہربانِ من قسم ہی دیدۂ بیدار کی ۔ بھول جاتا ہون مین غفلت مین کہانی یار کی
بدلے راحت کے اذیت مجھکو پہونچاتی ہی نیند

شغل نالہ قبر مین کیونکر نہو مجھ زار کو ۔ مرکے بھی ہی ہجر کا غم قلبِ حسرت یار کو
صور کا ہوتا ہی دھوکا خفتہ و بیدار کو ۔ سوتے سوتے جب پکار اُٹھتا ہون اپنے یار کو
مرقدون کے سونے والونکی اُچٹ جاتی ہی نیند

اے ثمر کچھ خیر ہی وہ لالہ رو دلبر کہان ۔ سیر جنت کی کہان اور مجھسا بد اختر کہان
ہی تصور ہی تصور اعتبار اسپر کہان ۔ یار گل اندام کا زانو کہان اور سر کہان
ہجر مین سوتا ہون مجھکو خواب دکھلاتی ہی نیند

یہ اشعارِ حسرت خیز مصیبت انگیز پڑھکر ملکہ لالان خون قبا اسقدر روئی کہ غش آگیا مصاحبانِ خاص کا قلب تھرا گیا گلاب کیوڑا چھڑکا بہ مشکل اُس آفت رسیدہ ہجران دیدہ کو ہوش آیا اسی طرح بیقراری

و اشکباری مین وہ شب رنج و مصیبت بسر ہوئی ناگاہ مسافر منزل افلاک رہگراے جادۂ آسمان ہوا ناگن نقلی نے بتعجیل تمام سامان سفر آراستہ کیا بارہ ہزار کنیزان ماہ پیکر و رئیسان نیک سیر سیاہ پوش ہر ایک کے قلب پر بحر رنج والم کا جوش لاشۂ شاہنشاہ داؤد بندۂ خاص معبود بیچ مین شامیانہ سیاہ کھنچا ہوا گریان و نالان خاک بر سر کنان طرف لشکر ظفر اخر شاہزادہ اسد نامور کے روانہ ہوے

روکلمۂ داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر باتوقیر گیتی ستان وکیفیت لشکر نکبت اختر زمرد شاہ گمراہ بیان ہوتے ہین ساقی نامۂ مصنف

ساقی جام جہان نما دے ۔ کیفیت دو جہان دکھاوے
گل ہو مرا اظہار غم شتابی ۔ منگوا دے پھول کی گلابی
وہ بادہ پلا جو مست کر دے ۔ وہ مے جو سخن پرست کر دے
جب نشہ مین دونون لہلاؤن ۔ مردہ مضمون کو جلاؤن
کھولون جو زبان مین ہنرمند ۔ بلبل کا ناطقہ کرون بند
صیقل جو ہو بادہ سے مکرر ۔ پھر تیغ زبان کے دیکھ جوہر
ہو ملک سخن کی شہریاری ۔ سکہ مرے نام کا ہو جاری
پھر سوز و گداز کا بیان سن ۔ پھر درد بھری ہوئی فغان سن
گلدستہ بناؤن شاعری کا ۔ پھر سحر دکھاؤن ساحری کا
صرف آہین ہوئی ہے خوش بیانی ۔ حیرت آگین ہے یہ کہانی

عندلیبان خوش الحان بوستان سخنوری وزمزمہ سرایان حدیقۂ افسونگری شاخسار نخل چمنستان بیان مین مصروف رنگین طرازی ہین شاعر سحن سنج وغواص دریاے ہوش چنین ریخت گوہر بدامان گوش پند سابق مین تحریر ہوا کہ زمرد شاہ باختری نے نامہ بطلب ساحر طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ کیا تھا جس زمانے مین افراسیاب دل کباب بصد اضطراب متردد و متوحش بر سر کوہ بلور غمگین و رنجور فکر حصول لوح مین تھا اُسی تردد مین نامۂ لقا بیچیا کا پہونچا افراسیاب نے صیقل جادو کو بلا کر حکم دیا کہ اے صیقل جلد خدمت مین خداوند لقا کی جاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ زنگ کبر و نخوت آئینہ خاطر پر تمہارے پڑنے پائے مثل آئینہ دل صاف رہے وہ مقام دربار خداوند ہے قدرت کو کبر و نخوت کسی کا پسند نہین ہے جو بیان سے گیا دو چار دن لڑا مسلمانون سے معرکہ بڑا قدرت نے تقدیر کر کے غالب کرایا پس اُسکے دل مین غرور آیا قدرت نے فوراً عیاران اسلام کو حکم دیا وہ بلاے روزگار تعلیم کردۂ عمرو مکار اُنھون نے چشم زدن مین مار ڈالا پس خبردار خبردار عیارون سے ہوشیار رہنا اُنکے مکر مین نہ پھنسنا صیقل نے دست بستہ عرض کی آپ مالک ہین جو سمجھا یا عنایت و پرورش عیارون کی کیا مجال ہے کہ قریب آپکے نمکخوارون کے آسکین اور غلام کبر و غرور بھی نہ کرے گا جاتے ہی مسلمانون کا خاتمہ کریگا قدرت کو بالاے فیلقون پہونچا دیگا غرض صیقل مع بارہ ہزار ساحران غدار طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا یہان لشکر اسلام مین بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد بارگاہ سلیمانی مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین تمام سرداران نامی وپہلوانان گرامی فرزندان

صاحبقران عالیشان اپنے اپنے دنگلون پر متمکن ہین مگر بادشاہ کو کمال انتشار کل سردار بیقرار گزارش کر چکا
ہون کہ صاحبقران عالیوقار عرصۂ دراز سے لشکر مین نہین ہین بادشاہ نے ہرکارے صاحبقران کی جستجو کے واسطے
بھیجے مگر ابھی تک خبر نہین دریافت ہوئی احوال صاحبقران زمان کا ناظرین پر بخوبی واضح ہی تحریر ہو چکا ہی
کہ صاحبقران کو اُسی حالت زخمداری مین مرکب نکال لے گیا تھا قلعہ ہوشنگ وزدیر پہونچے وہان سے گذر
آہن حصار مین ہوا بڑی بڑی سخت لڑائیان ہوئین اب مع ہوشنگ نوجوان شاہنشاہ زرّین علم کے
فوج ظفر موج ہمراہ لیکر طرف کوہ عقیق کے آتے ہین اسی وجہ سے بادشاہ اسلام گھبراتے ہین کہ دنگل آصفی پہ
غاشیہ پڑا ہی نہونے سے صاحبقران کے بارگاہ مین سناٹا ہی عیاران طرار خنجر گذار سات بہتر جو وہ سر ہنگ
بحر عیاری کے نہنگ سامنے بادشاہ کے حاضر ہین بادشاہ نے جواہر بن عمرو سے فرمایا کیون ای جانشین خواجہ
عمرو کچھ جدعالی تبار کی کیفیت نہین معلوم ہوئی جواہر نے عرض کی غلام خود بھی گیا جابجا تلاش کیا کہین پتا
نہ ملا آخر مجبور ہو کر واپس آیا مگر چند عیار مین نے بھیجے ہین یقین ہی بہت جلد خبر لائین یہ کلام ہنوز تمام نہونے
پایا تھا کہ لشکر لقا سے صدائے طبل شادیانی بلند ہوئی بادشاہ نے فرمایا ای جواہر خبر تو لو لقا کے دربار مین کیا
خوشی ہوئی جو شادیانے بجتے ہین کیا کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے آیا عرض کی کہ حضور ہرکارے ہر وقت
وہان موجود رہتے ہین خبر لیکر حاضر ہوتے ہونگے کہ یکایک نامیان خبیری وغیرہ حاضر ہوے بعد دعا وثنا کے
عرض کی کہ صیقل جادو مع بارہ ہزار ساحران غدار طرف سے افراسیاب نابکار کے آیا ہی وہ بیجا بیٹھا ہوا
بلبلا رہا ہی بادشاہ نے فرمایا مقام انتشار ہی کہ جد عالیوقار موجود نہین ہین ساحر اگر اپنے سحر کی نیرنگیان
دکھائیگا بندگان خدا کے سر پر بلائے تازہ لائیگا جواہر نے عرض کی حضور نہ گھبرائین خدا اچھا ہیگا تو دات ہی کو
رو سیاہ کو قتل کرینگے اپنی جان لڑا دینگے بیان تو یہ ذکر ہو رہا ہی کچھ عیار اُٹھے لشکر سے نکلکر طرف بارگاہ لقا کے
بیجا کے چلے بیان زمرد شاہ باختری تاج نخوت بر سر تخت نکبت پر بیٹھا تھا کہ صیقل جادو آکر حاضر ہوا
نامۂ افراسیاب پیش کیا واسطے سجدے کے جھکا لقا نے صیقل کو خلعت دیا نامہ پڑھوا کر خاموش ہو رہا
افراسیاب نے اپنی تمام مصیبتین تحریر کی تھین حال رہائی اسد نامدار اور عیاریان خواجہ عمرو عیار کی شرکت
ملکہ ماران زمین کہن و اسرار جادو وغیرہ بتصریح تحریر کی لقا نے کہا وہ بندہ مغضوب ہمیشہ جوتیان
کھائے گا طلسم رفتہ رفتہ فتح ہو جائیگا قدرت کو کئی سال گذرے آجتک برائے زیارت ما بدولت نہ آیا قدرت
کو بھی غصہ ہی طلسم ہوش رُبا کو خاک مین ملائین گے افراسیاب کو جوتیان کھلوائین گے بڑا بیجا مغرور ہی قدرت
کی قدمبوسی نہ کرتا سراسر قصور ہی صیقل منتین کرنے لگا کہ یا خداوندا تو معاف فرمائیے مین یہان سے جا کر شاہنشاہ
کو اپنے ہمراہ لاؤنگا قدرت کے قدمون پر گراؤنگا بختیارک قہقہہ مار کر ہنسا کہا میان صیقل صاحب آپ بلو

یہان سے واپس جانے کی بھی امید ہی یہ دربار قدرت ہی اسمین بڑا بھید ہی جو ساحر ہوش رُبا سے آیا زندہ
پلٹ کر نہ گیا فرزندانِ خواجہ کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا یہی آپ کا بھی حال ہوگا **صیقل** کانپنے لگا کہا
میان شیطان صاحب ذرا زبان سنبھالو ایسے کلماتِ نامبارک منھ سے نہ نکالو ابھی تو نئی نئی میری شادی
ہوئی ہی جوان جورو کو چھوڑ کر آیا ہون جلدی مین ہاتھ بھی نہین لگا یا **بختیارک** نے کہا محلہ مین دو چار
جوان ضرور ہونگے میان **صیقل** صاحب مثل مشہور ہی ہمسایہ مانگا جایا انکا بھی حصہ ضرور ہی ابھی تمھاری
جورو باکرہ ہوگی اگر خون محلہ والون کی گردن پر ہو تو بہتر ہی **صیقل** بہت بگڑا کہا یا خداوندا اس
شیطان کو منع کیجیے **بختیارک** نے کہا جو ہونے والا ہی وہ کہتا ہون اور اگر آپ کو منظور ہی کہ جا کر جورو سے
ملین وصل کے مزے اُڑین عیارون سے ہوشیار رہیے طبل جنگی بجوانے مین جلدی کیجیے ایک وجہ سے تو آپ کی
تقدیر زبردست معلوم ہوتی ہی کہ جو ساحرون کے واسطے ملک الموت ہین یعنے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان
حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان صاحب اسم اعظم محترم و محتشم سپہ سالار خداوند لقا جرأت و شوکت مین
یکتا آج وہ لشکر مین نہین ہین زخمی ہوگئے تھے مرکب نکال لے گیا یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ اکیلے گئے ہین
ہزارون کو لیکر آئینگے کسی اور ملک پر آفت برپا ہوگی کسی معشوقہ کو پہلو مین لیے بیٹھے ہونگے مزے اُڑ رہے
ہونگے صدہا کافر قتل کیے ہونگے پہلوانون کو بادشاہون کو ساتھ لائینگے اپنا جاہ و حشم دکھائینگے اے **صیقل**
جادو صاحبقران نہ آنے پائین کہ طبل جنگ بجواؤ مسلمانون کا خاتمہ کرو ایک بات اور ہماری یاد رکھو یہ ساحرون
کا بہت بُرا دستور ہی ظاہر مین قتل کرتے ہین اصل مین وہ شخص زندہ رہتا ہی جب میان ساحر صاحب مارے جاتے
ہین وہ زندہ ہو کر چلے آتے ہین اے **صیقل** مسلمانون کی صفائی کرو عیارون سے بچتے رہو یہ سنتے ہی **صیقل** نے
کہا ملک جی مین ایک دن مین کل مسلمانون کو قتل کرونگا دوسرے دن سران سب سرکشون کے لیکر طرف ہوش رُبا
کے جاؤنگا ملک جی آپ فوراً طبل جنگی بجوائیے اب تامل نفرمائیے **بختیارک** تو اسی بات کی آرزو رکھتا تھا
حکم دیا نقارۂ رزمی گرگڑا یا صدائے طبل جنگ لشکر کفار مین بلند ہوئی جاسوسان لشکر اسلام جو واسطے خبر کے
موجود تھے حال دریافت کرکے طرف لشکر اسلام کے چلے یہان بارگاہ مین بادشاہ جمجاہ جواہر بن عمر و شعبان
خنجر گذار پر تاکید کر رہے ہین کہ اے فرزندانِ خواجہ تازمانیکہ تم خود نہ جاؤگے جد عالی تبار کا حال مفصل نہ معلوم
ہوگا جواہر نے عرض کی اب غلام کا جانا غیر ممکن ہی **صیقل** جادو طلسم ہوش رُبا سے آیا ہی سحر کی لڑائی ہوگی
ہم ایسے غلامون کا لشکر مین نہونا باعث خرابی ہی مگر خاکسار اور عیارون کو بوقت سحر ضرور روانہ کریگا کہ فوراً
جا کین منزلون کی خبر لائین یہ سخن ابھی ناتمام تھا کہ نامیان **خیبری** و توميان **خیبری** و سرہنگ ملکی
دا بو طاہر خونریز آ کر حاضر ہوے ہاتھ اُٹھا کر دعاے جاندرازی دی **نظم**

اے فریدون بارگہ دارا حشم | کاسہ گر ہے تیری در کا ایک جم
کیقباد و قیصر و نوشیروان | حاکمان ہند و شاہان جہان
دمبدم لب پر یہ ہے اپنی دعا | رکھ انہین تا قیام جہان انہین اے خدا
بلبلین جبتک کہ ہین گرم فغان | خندۂ گل ہے بہار بوستان
ہے خزان جبتک جہان مین اور بہار | سنبل و ریحان ہے جبتک سوگوار

او
عشق جہ
روشنی جبتک

اے شہنشاہ عالم پناہ بختیارک نے صیقل جادو کو خوب بھڑکا یا صاحبقران
بجوایا ہے کل اسکا ارادہ ہے کہ لشکر ظفر اثر سرکار دولتمدار سے مقابلہ کرے غلامان جہ
اسکو سحر و ساحری پر بڑا غرور ہے یہ خبر سنکر بادشاہ جمجاہ نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی
بجے جواہر بن عمرو نے جاکر قلابہ جنی و کبابہ جنی داروغہ نقار خانہ سلیمانی و سکند
چوب پڑی تمام لشکر مین مشہور ہوا طبل جنگی بجا کل لشکر کفار سے مقابلہ ہے مگر سرداران نامی
میدین سے لڑنا پڑیگا ہمارا حوصلہ نکلے گا اپنی اپنی بارگاہون مین سر جھکائے ہوے ملکر بیٹھے
صاحبقران نامدار کی یاد مین دل مائل فریاد مگر جواہر بن عمرو طبل جنگی بجا کر بیرون بارگ
نکلکر صورت تبدیل کی بصورت خدمتگار تیار ہوکر طرف لشکر کفار کے چلا یہان صیقل
بلبلا رہا ہے کہتا ہے ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا عیارون کے سر توڑ دونگا فرزندان عمرو
بختیارک نے کہا میان صیقل زبان کو روکیے بدلگامی نہ کیجیے مرشدزادون کے متعلقین کوئی کر
کان نہین سن سکتے ہین مین شراب مین آپکو بیہوشی پلاؤنگا ذبح کر ڈالونگا صیقل نے کہا ملک جی کیا بہ
مسلمانون کی تعریف کررہے ہو بختیارک نے چپکے سے کہا اے صیقل مجھسے زیادہ مسلمانون کا کون دشمن ہے مگر اے
جادو کیا کرون ڈرتا ہون مرشدزادے یہان موجود ہونگے تمہاری تو گردن ضرور لین گے میرے واسطے بھی باعث خرابی
ہے زندگی دشوار ہوجائیگی اگر فرزندان عمرو برقا بو پاؤن بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤن یہ جو بختیارک نے کہا
خدمتگار سر پر رومال جھل رہا تھا پشت پر ملک جی کے چپکے سے خنجر چبھویا ملک جی نے پلٹ کے دیکھا جواہر بن عمرو
نے جھک کے سلام کیا بختیارک تھرتھر کانپنے لگا جواہر نے چپکے سے کہا کیون ملک جی ہماری بوٹیان کاٹوگے
بختیارک بہت گڑگڑایا ہاتھ باندھنے لگا توبہ کرکے کان پکڑے صیقل نے پلٹ کر دیکھا کہا ملک جی کیون کان
پکڑتے ہو کس واسطے توبہ کرتے ہو کیا خدمت مین خداوند لقا کے کوئی گستاخی کی بات ہوئی بختیارک نے آنکھ سے
اشارہ کیا لقا سے بقا سے ڈرنا کیا دیکھو ملک الموت سر پہ کھڑے ہین بول نہین سکتا صیقل نے کہا کہان بختیارک
بلبلا جواہر تو نکل گیا تھا اب بھلا کب ٹھہرتا ہے قضا کا دایک خدمتگار بیچارہ مصیبت کا مارا ستون کی آڑ پکڑے

ت سمجھا کہ جواہر بن عمرو ہی صیقل سے کہا لینا یہ عمرو کا
ہاتھ مارا اُس خدمتگار کے دو ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ عمرو کا بیٹا
سکا چلایا یہ کیسی رسوائی ہی حضور یہ تو میرا بھائی ہی ایسی بدعت کسکو
اپر جادو ہو گیا ہی سنجتیارک نے جھڑک کر اُسکے بھائی کو ڈھکیل دیا کہا
مد ہی جب اُسنے نانا بھائی کی لاش سے لپٹنے لگا رو رو کے چلایا ہاے میرا
نے دھوکا کھایا صیقل بے عقل سے میرے برادر کو قتل کرایا مین ایسی نوکری
ے دیکھا کہ بیچارہ بھائی کے غم مین جان دیتا ہی کسی کا کہنا نہین سنتا ہی پکار کر کہا ارے
مال کھلے میاں صیقل کی آبرو ڈبرے جواہر بن عمرو خلوتخانہ مین آکر ٹھہرا غلغلہ
ٹ کر اندر آیا دیکھا ملک جی صیقل کی تعریف کر رہے ہین کہا صیقل تمھاری تیغ
ہاے خنجر بدعت سے زائل ہوئی ہمیشہ ہمارے اشارے کا خیال رکھنا ہم عیارانِ اسلام کو
ے کی حقیقت جانتے ہین صیقل کہتا ہی ملک جی دیکھنا گھس کے فرزندان عمرو کو مارڈالنگا
لگا تھا بھی تخت پر کھڑا ہو گیا کہ دیکھین کون مارا گیا یہی کہتا ہی جلدی پانی لاؤ اس
پر سنجتیارک کی ہوئی خدمتگار تو بنا ہوا تھا مصاحب صیقل کے قریب کھڑے ہوے ہین
ہی خدمتگار کو دیکھا کہ کھڑا ہوا ہی کہا ارے جلدی پانی لا اس مُردے کا منہ دھلا جواہر نے
نی لایا جیسے ہی سنجتیارک نے منہ پھیرا جواہر نے ایک دھول سر پر سنجتیارک کے ماری
دو دگر اشمشیر جادو صیقل کا مصاحب برابر کھڑا تھا اُسنے پلٹ کر کہا او خدمتگار یہ کیا کیا جواہر
ما وہبی کے یہ کہکر فوراً کوکھ پر خنجر مارا شمشیر پر بھی قبضہ کیا وہ جادوگر ہاے کا نعرہ مار گرا جواہر اندھیرے
مین باہر نکلا ملک جی نے کہا لینا صیقل جادو سر پیٹنے لگا ساحر کے مرنے سے تاریکی پھیلی بعد سنگ باری و
برف باری کے آواز آئی کشتی دراتام من شمشیر جادو بود اب صیقل نے دیکھا زنگ حیات شمشیر سے دور ہوا
لاشہ تڑپ رہا ہی صیقل نے کہا واہ ملک جی کیسا فرزند عمرو کو قتل کرایا آپ نے دھول کھائی میرا مصاحب
شمشیر جادو مارا گیا اب مُردے کا جو منہ دھلایا جیسی صورت تھی ویسی ہی رہی کچھ تبدیلی نہوئی سنجتیارک
بہت شرمندہ ہوا کہا میاں صیقل صاحب فرزندان عمرو کا نمونہ دیکھا جو کیا تھا اُس سے دونا پایا
صیقل گھبرایا کہا ملک جی مین اب اپنی بارگاہ مین جاتا ہون وہان انتظام کرونگا کسی غیر کو اپنے یہان نہ
آنے دونگا سنجتیارک نے کہا جائیے مگر ملک الموت آپ کو دیکھ گئے ہین بہت احتیاط کیجیے کا مصروف عیش و نشاط
نہوجیے گا ورنہ جان جائیگی صیقل تھراتا ہوا مصاحبون کو ساتھ لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا جواہر نے

پیچھا کیا جب صیقل جاکر اپنی بارگاہ مین پہونچا ساتھ والون سے کہا صاحبو خیال رکھنا دیکھو کوئی غیر نہ آنے پائے سب ساحر گھبرائے ہوئے کہتے ہین حضور اپنے بیگانے کو کیونکر پہچانین خداوند کے سامنے شیطان درگاہ خداوندی موجود سارا دربار بھرا ہوا قدرت کے تھا تو صیغم خون آشام ایسے مقام پر سار بان زادے کا فرزند بیخوف و خطر شمشیر ایسے صاحب جوہر کو مار کے نکل گیا کوئی کچھ نہ کر سکا نجتیارک نے کبھی دھول کھائی صیقل نے کہا چپ رہو ذکر نہ کرو وہ شیطان ہی کچھ دل مین وسوسہ نہ ڈالے ہمکو تمکو آپس مین نہ لڑوا دے یہ باتین ہو رہی تھین کہ خدمتگار نے بڑھکر عرض کی ملک جی دروازے پر کھڑے ہین صیقل دوڑا باہر آکے جو دیکھا تو حقیقت مین ملک جی ٹہل رہے ہین صیقل نے جھک کر سلام کیا کہا ملک جی آئیے سرفراز فرمائیے نجتیارک نے کہا اے صیقل جادو مجھے تمھارا بڑا خیال ہی شمشیر جادو کے قتل ہونے کا ملال ہی مین نے خود قصد کیا کہ تمھاری نگہبانی کرون صیقل نے کہا آپ تکلیف نکرین اندر بارگاہ کے چلکر تشریف رکھین نجتیارک نے کہا خیر تمھاری خوشی صیقل نجتیارک کو اندر لایا مسند پر بٹھایا مصاحبون سے اشارہ کیا شراب کباب لاؤ گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی آئین نجتیارک نے کہا اے صیقل تم آزردہ نہو تو مین ایک بات کہون مجھے تمھارے ساتھی بیچون کا اعتبار نہین مین اپنے ہاتھ سے پیونگا اور تمکو بھی اپنے ہاتھ سے پلاؤنگا ایسا نہو کہ ان لوگون کی صورت بنکر کوئی عیار چلا آئے صیقل نے کہا آپ کو اختیار ہی آپ کی فطرت کے آگے سب کی عقلمندی بیکار رہی آپ کے مہمان ہین ہمارے سر پر احسان ہین نجتیارک نے گلابی اُٹھائی جام بھر کے پہلے صیقل کو دیا صیقل سلام کرکے پی گیا نجتیارک نے سب کو دینا شروع کیا چند عرصہ مین سبکو شراب پلائی تھوڑی دیر مین سب کی آنکھون مین چربی چھائی صیقل بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا ملک جی دیکھیے تخت خداوندا اُڑتا ہوا آیا نجتیارک نے کہا قدرت کی ٹانگ نیچے پکارکے کہیے خداوند لقا نیچے آئیے صیقل گھبرا کر اُٹھا بیہوشی کام کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرا سب مصاحب لینا لینا کہکے اُٹھے چشم زدن مین برلب فرش ہوئے نعرہ ہوا منم جواہر بن عمرو صیقل جادو کی زبان مین سوزن دیا مشکین باندھکر پشتارہ پشت پر لگایا سراچہ چاک کرکے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا جواہر بن عمرو صیقل کو لیے جاتا ہی مگر نجتیارک جب اپنی بارگاہ مین آیا سوچا اب صیقل جادو کا بچنا دشوار ہی اگر نجتیارک اگر خیر و عافیت سے صبح ہو جائے اور یہ لشکر اسلام سے لڑے کیا عجب ہی فتح حاصل ہو آج کل صاحبقران زمان بھی نہین ہین مین خود جاکر صیقل کی حفاظت کرون اُسکی خبر تو لون یہ سوچتا ہوا اُٹھا چند ملازمون کو ساتھ لیکر در بارگاہ صیقل پر آیا دروازے پر دیکھا خادم و خدمتگار بیہوش پڑے ہین گھبرا کر اندر آیا دیکھا صیقل ندارد اور ساحر بیہوش پڑے ہین نجتیارک نے سب کو ہوشیار کیا کہا ارے کمبختو مالک کو اپنے ہاتھ سے کھویا کون یہان آیا تھا سب نے کہا میان شیطان صاحب آپ ہی نے تو سب کو شراب پلائی نجتیارک

نے کہا میری شکل بنکر عیّار آیا ہوگا وہی بیٹا عمرو کا جواہر بڑا مکار ہے حقیقت مین بلاے روزگار ہے مگر تم سب بلوہ کرکے لشکر اسلام پر جا پڑو جہان تک ہوسکے سحر کرو ہم خداوند کو تخت پر سوار کرکے لاتے ہین ساحرون نے کہا غلام ابھی جاتے ہین اپنے افسر کو ابھی چھڑا کے لاتے ہین بارہ ہزار جادوگر فوراً سوار ہوے اسباب سحر ہاتھ مین لیکر چلے بختیارک نے آکر اس خفتہ بخت کو جگایا لقا بیچیا اُٹھا گویا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا کُل لشکر نکبت اختر مین قرنا ہوئی ہر ایک سردار ہشیار ہوا فوجین طرف لشکر اسلام کے چلین جس وقت کہ شاہنشاہ خاور نیر خطوط شعاعی سنبھالکر بارادۂ جنگ دیکار رشید نیر فلک چہارم پر سوار ہوکر داخل میدان کارزار ہوا شاہ انجم سپاہ ہزیمت خوردہ پریشان و مضطر میدان چرخ سے افواج کواکب کو پھیرکر طرف ظلمات مغرب کے رو بفرار لایا ستارۂ سحری فلک پر چمکا نظم

سحر تیر کا نہ قصد اِن چشم کرد — شہ خاور سپہر گرد ہوا
دم گرگ نمود دگلہ رم کرد دیگر — رونق تخت لاجورد ہوا
دم صبح کہ فرزندان انجم — علم آفتاب نکلا جب — ہوا میدان چرخ سے اکبار
شد نداز چشم یعقوب فلک گم — فوج انجم ہوئی گریزان سب — شہ انجم سپاہ رو بفرار

لشکر اسلام مین صداے تکبیر بلند ہوئی اپنی بارگاہون سے سرداران نامی و پہلوانان گرامی نکلے طرف درِ دولت شاہنشاہی کے چلے جلوخانہ مین آکر ٹھہرے ایک جانب سے رستم پیلتن و پیلتن کشندۂ قویل ہندی و ویل ہندی سرفتنۂ ملک فرنگستان علم شاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران بصد عظم و شان آکر ٹھہرے اُنکے بعد داراے ہند لندھور بن سعدان جانشین امیر گیتی ستان دوسری جانب سے مالک اثر در و صاحب تیر دو سر غلام نبیؐ و چاکر حیدرؑ و خاقانِ ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین صاحب تاج و نگین و شاہزادہ خاور سپاہ و ایرج نوجوان و توریج بن بدیع الزمان و ہاشم تیغ زن و خورشید بن ہاشم تیغ زن وغیرہ درِ دولت شاہنشاہی پر حاضر ہین امیدوار آمد شاہنشاہ گیتی ستان ہین ناگاہ مُرد ہے نے بڑھکر آواز دی بادشاہ جمجاہ برآمد ہوتے ہین پردۂ زنبوری کھنچا غراٹے کی صدا بلند ہوئی دیکھا سعد بن قباد بصورت نورانی تخت سلیمانی پر جلوہ فرما کہاریان گل اندام پری پیکر سمن بر سیمین مہ جبین بصد عشوہ و ناز تخت شاہنشاہی کاندھے پر لیے ہوئے کہارون نے تخت کو بڑھکر کاندھا دیا سرداران صف شکن نے مجراگاہ پر سے مجرا کیا بادشاہ جمجاہ سب کا مجرا لیتے ہوے جلوخانہ سے باہر نکلے تھے کہ سامنے سے جواہر بن عمرو بصد کرو فر گردین اٹھا ہوا پشتارہ بدوش نمایان ہوا بادشاہ نے پوچھا ای نور نگاہ شاہنشاہ عیاران کسے گرفتار کرکے لائے عرض کی حضور کا اقبال شریک حال ہوا رات بھر جانبازی کی صیقل جادو کو گرفتار کرکے لایا ہون حضور بارگاہ حشامی مین تشریف لیچلین اس بیچیا کو دربار مین سمجھائین اگر مطیع الاسلام ہو بہتر ورنہ قتل کیجیے اسکی خود سری کی سزا دیجیے لیکن یہ ملحوظ خاطر رہے کہ

یہ بارہ ہزار ساحرون کا سردار ہی اسکی جستجو مین سب آئینگے آفت ڈھائینگے جلد پھر کار تدبیر فرماوین بادشاہ حمجاہ مع سرداران نامی آکر بارگاہ حشامی مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئے سرداران عالی وقار چپ و راست اپنے اپنے مقام پر ونگھاے زرنگار پر بیٹھے جواہر بن عمرو نے صیقل جادو کا پشتارہ کھولا زبان مین اسکی سوزن دیا ہوا تھا بادشاہ نے فرمایا اسکو ہوشیار کرو جواہر نے بڑھکر فتیلہ رفع بیہوشی ناک مین دیا صیقل کو چھینک آئی اپنے کو اس بارگاہ آسمان جاہ مین پایا نگاہ اٹھا کر جو دیکھا محو تماشا ہوا نظم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار
تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار
عجب بارگاہ معلا اساس
ز قالین و جاجم بودے قیاس

قدرت پروردگار کا ظہور شیران دشت نبرد تاجداران جلیل ہزبران پلتین و سرداران صف شکن سے وہ بیشہ معمور صیقل گھبرایا آنکھین بند کرلین سمجھا مین نے خواب پریشان دیکھا جواہر نے آواز دی اے صیقل چشم خود وا کر حال خود را تماشا کن دیکھ کل تو اپنے مقام پر کہتا تھا کہ صبح کو مسلمانون کو قتل کرونگا یا اب عنایت سے پروردگار کے پنجہ شاہباز اجل مین گرفتار ہوا شاہنشاہ گیتی ستان سامنے موجود ہین ساہری و جمشید پر لعنت کر مطیع الاسلام ہو بیشہ شیران دشت نبرد مین تیرا بھی نام ہو بادشاہ حمجاہ نے خود زبان معجز بیان سے فرمایا اے صیقل جادو ساہری و جمشید بھی مثل تیرے ساحر تھے انکو اپنا خدا جانتا ہی کل سے تو دربار لقا مین آیا ہوا ہی اس بحیا کا بھی حال دیکھا اپنی پشت پر کی تو خبر نہین رکھتا بیٹھا تقدیرین بگھارا کرتا ہی معبود حقیقی اپنے پیدا کرنے والے کو سجدہ کر تو ہی دیکھ کر ملکہ بہار جادو کو کیسے کیسے مرتبے ملے غنچہ آرزو کھلے ملکہ مخمور سرخ چشم و باغبان قدرت وغیرہ یہ سب ارکین سلطنت طلسم ہوش ربا تھے تو نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہوگا خواجہ عمرو کا ساتھ دیا سر تسلیم پر رکھے ہوئے افراسیاب ایسے بادشاہ سے لڑ رہے ہین خدا انکو ہر معرکہ مین مظفر و منصور کرتا ہی اب انصاف کر کہ یہ لوگ قابل مقابلہ افراسیاب ہین مگر خدا کی قدرت سے کیا کیا کام کر رہے ہین دم وحدانیت پروردگار کا بھر رہے ہین وہ کریم کارساز بمصداق وحدہ لا شریک لہ اکیلا ہی معاذ اللہ ان سگہاے ناپاک و ملعونان حجلباز کو اس بے نیاز کا ہمسر بنایا روز حشر کا کچھ خوف نہ آیا نظم

ہی وہ پیدا کنندہ دارین — رازق العبد و خالق کونین — لائق حمد ہین صفات خدا
وحدہ لا شریک ذات خدا — کرد لطف و کرم یہ اسکے قیاس — ہان بجا لاؤ اسکا شکر و سپاس
دیکھو قدرت کی اسکے جلوہ گری — کر دیا ہم کو صورت بشری — اسکی کیا نعمتون کا شکر کرون
صفتین اسکے ہین بیان سے فزون — ہر بن مو اگر زبان بنے — تب بھی خالق کا شکر ہو نہ سکے
بیان اسکے اوصاف ہین کیا کرون — کہ تحریر و تقریر سے ہی فزون — عجب باغ قدرت کی ہی یہ بہار
کہین لالہ زار اور کہین سبزہ زار — کہین یہ بہاے نسرین کہین نسترن — شگفتہ کسی جا گل یا سمن

کسی جا چمن مین ہی سوسن خموش
کوئی گل کھلا ہی مہکتا ہوا

کسی جا غنا دل کا برپا خروش
کوئی گل ہی گلزار مین داغدار

کہین پر ہی نرگس کو سکتا ہوا
اداسی کسی گل پہ ہی بیشمار

ایک عرصہ تک بادشاہ جمجاہ صیقل روسیاہ کو سمجھایا کیے مگر زنگِ کفر اُسکے دل سے نہ دور ہوا شعر
گلیم بخت کسانیکہ بافتند سیاہ ٭ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ اُسوقت سرداران نامی نے عرض
کی ماشاء اللہ اسقدر حضور نے اثباتِ وحدانیت مین کلام کیا فصاحت بلاغت کلام معجز نظام مین ہی مگر
یہ کور ظاہر و کور باطن گم گشتۂ راہِ ضلالت و غولِ بیابانِ جہالت کبھی راہ پر نہ آئیگا حکم دیجیے کہ طائر روح
اسکا طعمۂ شہباز اجل ہو مرنے سے اس بیحیا کے جہنم مین روح سامری و جمشید بیکل ہو بادشاہ نے حکم
فرمایا جلاد لشکر ذوالنجار عادی کو بلاؤ اسکو قتل کرے ذوالنجار عادی فوراً حاضر ہوا ہاتھ پکڑکر
صیقل جادو کا کھینچا بیرون بارگاہ حشامی لایا بادشاہ جمجاہ بھی باہر نکل آئے تمام سردار مسلح و مکمل
ہمراہ رکاب چونکہ میدان کارزار مین جانے کا قصد تھا کل لشکر بھی تیار ہی کمر بندی ہو چکی ہی پلٹنین
رسالے آگے جسے بادشاہ جمجاہ اب بھی فرما رہے ہین اسکو سمجھاؤ راہِ راست پر لگاؤ سب سردار حسب الارشاد
شہریار قریب آئے ہر چند اس سخن ناشنو کو سمجھاتے ہین مگر یہ بیحیا یہی کہے جاتا ہی جان میری نام سامری
و جمشید پر نثار ہر گز خدائے نادیدہ کو سجدہ نہ کرونگا اپنی جان دونگا ذوالنجار عادی تلوار کھینچکر سر پہ
صیقل کے آیا بموجب قاعدے کے کہا اے صیقل رشتۂ حیات تیرا منقطع ہوا ساغر عمر لبریز ہو چکا دیکھ
اب بھی بادشاہ جمجاہ سمجھاتے ہین لقا پر لعنت کر اگر یہ نہین قبول ہی ہوس دلی ظاہر کر جو کھانا ہو کھالے
اگر کسی کے دیکھنے کی آرزو ہو بیان کر وہ مغرور چپکا بیٹھا رہا کبر و نخوت سے کچھ جواب نہ دیا گونگا بہرا
بنگیا بادشاہ حکم اول دے چکے ہین اب قصد ہی کہ حکم ثانی برائے گردن زدنی صیقل دین کہ
یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا ہزارہا شعلہ بھڑکا آگ برسنے لگی رسالون مین صدائے فریاد بلند ہوئی
بادشاہ گردون بارگاہ نے سر اُٹھا کر دیکھا مرکب اپنے اپنے سوارون کو پشت پر سے گرا کر بھاگے جاتے
ہین بعضے بدلگامی دکھا رہے ہین صدہا پیدل زمین پر گرے مثل مرغ بسمل تڑپنے لگے ایک جانب سے دریا
جوش مارتا ہوا آتا ہی ہزارہا بندگانِ خدا اُسمین گر گر کر ڈوب رہے ہین سیاہ آندھی اُٹھی صدہا خیمے گر گئے
جاسوسان لشکر اسلام نے بڑھکر خبر دی بارہ ہزار ساحرانِ غدار ہمراہیان صیقل نابکار آپڑے ہین لشکر پامال
ہو رہا ہی یہ خبر وحشت اثر بادشاہ عالیجاہ سنکر فوراً پشت مرکب پر سوار ہوے سب سے پہلے سر خیل وفاداران
مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی تبار بارہ ہزار تیر اندازون کو لیکر ایک گوشہ مین آیا ساحرون پر تیرون کی
بوچھار گوشون سے کمانون کی کڑک عقاب تیر پر کھول کے اُڑے مرغ روح ساحرون کو شکار کیا سو پچاس

ساحر مرکر گرے اور زیادہ اندھیرا ہوا جو جادوگر مرا اُسکے مرنے کی علامت برپا ہوئی آوازین آئین کشتی مرا
نام من فلان بود اس اثنا مین مقبل نے لڑائی کورو کا کل سردار گھوڑون پر سوار ہوئے نعرے کرکے لشکر ساحران پر
جا پڑے آمادہ سرفروشی ہوئے مگر جادوگر سحر کرتے ہوئے قریب صیقل کے پہونچے زبان سے سونرن اسکے
نکالا صیقل رہا ہوا غصہ مین تھراتا ہوا اُٹھا زمین سے سنگریزے اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکے لشکر اسلام
پر اُس سنگدل نے پتھر برسائے اب ساحرون نے صیقل کے پاس جھوٹی سحر کی پہونچا دی صیقل سحر کرتا ہوا
بڑھا جس سردار کو جہان پایا قتل کیا قید ہوکر آیا تھا جھلایا ہوا تھا گولے فولادی مارنا شروع کیے صیقل
چاہتا ہی کہ مین بالکل صفائی کردون ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑون زیادہ خرابی یہ ہوئی کہ عین بڑاؤ پر لشکر
اسلام کے یہ معرکہ پڑا ہیچ لشکر مین صیقل کھڑا سحر کر رہا ہی مگر سرداران نامدار و غازیان دیندار و مجاہدان
تہور شعار ہرچند کہ سحر سے مجبور و ناچار بلائے تازہ مین گرفتار ہین لیکن اگر کسی ساحر کو پاگئے یا تو نیزہ
مارا سینہ پُر کینہ پر ساحر کے پڑا ساحر تڑپ تڑپ کے جہنم واصل ہوا اگر اُسکا سحر چلگیا تو یہ گھوڑے سے
گرے وہ غالب آیا اگر کوئی سردار سپاہی یا سوار قریب جادوگر کے پہونچا غصہ مین لپٹ پڑا مثل
کرپاس کہنہ چیر کر پھینکدیا چھاتی پر چڑھ بیٹھا سر اُس خود سر کا کھینچ لیا اس طرح ساحرون سے لڑ رہے
ہین جانبازی مین مشغول ہین مگر مردانِ عالم کا زور نہین چلتا لشکر پامال ہو رہا ہی بادشاہ
گردون بارگاہ حیران پریشان تاجداران جلیل جابجا سحر مین گرفتار کوئی گھوڑے پر سے گرتا ہی
کسی کی تلوار نیام سے اُگل رہی ہی اپنا حربہ اپنے گلے پر چلتا ہی ہنوز اس مصیبت تازہ مین اہل اسلام
گھرے ہوئے ہین کہ یکایک چار سو نقارے پر چوب پڑی دیکھا زمردشاہ باختری قابو پرست
نشۂ شراب کبر و نخوت سے مست تخت نکہت پر سوار کل لشکر کو ساتھ لیے ہوئے آپہونچا یہ جو بیچا نے
سُن پایا کہ صیقل جادو رہا ہوا سمجھا کہ مسلمان متردد ہو رہے ہین چلکر قتل کرون بختیارک بھی نجوبی
سمجھا چکا ہی کہ یا خداوند آج کل صاحبقران لشکر مین نہین ہین چلکر مسلمانون کو مارین شکست دین تمام
سنجانی باختری ستری حصاری اس بیچا کے ساتھ بے تکلف تلوارین تولے ہوئے یا تو نام سے اہل اسلام
کے بھاگتے تھے آج سینے سپر کیے ہوئے للکار رہے ہین لینا لینا کی صدا بلند نقارے بھی نعرہ کیا بیچا نامرد
پکار اُٹھا منم خداوند زمردشاہ باختری ای مسلمانو قدرت تو سے ہزار برس پیشتر تقدیر کر چکے تھے کہ ہاتھ
سے اپنے بندۂ خاص صیقل جادو کے مسلمانون کو مٹائین گے صیقل کو مشیر قدرت بنائین گے اب پسر
ملک باختر قدرت جائینگے جب قیطولات پر پہونچین گے تقدیر اعدار نگارنگ کرکے جسقدر بندے قدرت
کی محبت مین مارے گئے ہین سب کو زندہ کرینگے ایسے کلمات کبر و غرور زبان سے بکتا ہوا لشکر اسلام پر

آپڑا یا تو تخت پر سوار تھا یکایک پکارا قدرت کی سواری کے واسطے مرکب لاؤ قدرت آج اپنے ید قدرت
سے مسلمانون کو قتل کرینگے جوان تو قدردار ہی تیغہ کھینچکر مسلمانون پر جا پڑا جو لوگ سحر مین تبلا تھے اُنکو قتل
کرنے لگا اُس وقت سرداران نامی کی بیکسی و بےبسی رنگ فق دل مین قلق عالم یاس چہرے اُداس دیکھتے
ہین کہ وہ نامرد بڑھ بڑھ کر غازیانِ دیندار کو قتل کرتا ہی رہ رہ کے پیچ و تاب کھاتے ہین سوزش قلبی سے
سینہ مین دل کباب ہو رہے ہین دانتون سے بوٹیاں چباتے ہین کیسا انقلاب ہی اس سبب سے پیچ و تاب
ہی وہ نامرد کہ جو نام سے ان غازیان دیندار کے فرار کرتے تھے آج قتل کرنے پر آمادہ ہین سنگدلی مین جلاد
سے زیادہ ہین بقول سنجتیار کہ جس طرح بن پڑے مسلمانون کو قتل کرو ہزارہا بندگان خدا ان نامردون
کے ہاتھ سے قتل ہو رہے ہین لاشے زمین پر پھڑک رہے ہین آتش سحر نے خرمن ہستی مسلمانان جلائی ملازمان
لقا مسلمانون سے چلے ہوے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین اہل اسلام کی پامالی لشکر کفر و ظلام کی بجائی
بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد ایک گوشہ مین کھڑے ہوے یہ قیامت دیکھ رہے ہین مرکب شاہنشاہ کا
بھی بدلگامی کر رہا ہی ہرچند چاہتے ہین روکین نہین رکتا اگر زمین پر پانون رکھتا ہی سم پھسلے جاتے ہین
بدحواس ہوکر طرارے بھرتا ہی بادشاہ ٹبری جماتے ہین ران نہین لڑتی ہر مرتبہ یقین ہوتا ہی اب مرکب سے
گر پڑونگا اور تاجداران جلیل کا بھی یہی حال ہی بادشاہ نے بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا فرمایا
بھائیو ساحرون نے قیامت کر دی لقا آمادۂ بیداد ہی براے مسلمانان جلاد ہی آج نامردون نے قابو پایا
ہی یہ امان نہ دینگے دیکھو یارو جب اُس صاحب اقبال کا قدم لشکر مین نہین ہوتا جان پر بنجاتی ہی جد
عالی تیار نہین ہین ساحرون کا غیو ہی وہ موجود ہوتے اسم اعظم پڑھکے چشم زدن مین ساحرون کو داخل
جہنم کرتے اب اپنے بےنیاز سے رجوع کرو سب نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے بادشاہ جم جاہ نے تاج سر
اُتارا محتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر پکار اُٹھے ای پروردگار اس مصیبت سے اہل اسلام کو بچالے
کبھی بلک کر دعا کرتے ہین کبھی مقبل کو اپنے قریب بلاتے ہین فرماتے ہین ای مقبل وفادار و ای غمخوار
قدیم ناموس کے رازدار اب کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی تو میدان کارزار سے نکل جا مجھے ممکن
کرکے ناموس صاحبقران کو جلد سوار کر براے خدا جس جانب مناسب جان نکلجا بلکہ اگر جاسکے تو اپنے کو
ملک باختر پر پہونچا کل ناموس قلعہ ذوالامان مین موجود ہین مظفر بن ضیغم خون آشام کو توال و
شاہ سلیمان فارسی وہان کا بادشاہ ہی یہ دونون نہایت خیرخواہ ہین ناموس کو وہان پناہ ملے گی
سرداران سنجان سُن پائینگے فوراً براے حفاظت آئینگے یہان ناموس کا ٹھہرنا اب مناسب وقت نہین ہی
ہم یا قتل ہون یا گرفتار ہو جائین کچھ معیوب نہین ہی مستورات کے لیے سب طرح خرابی ہی خیال حرمت

ناموس مین بڑی بتیابی ہی ہمارے ساتھ مرنے سے یہ کام بہتر ہی صاحبقران بھی راضی ہونگے یہ کلمات حسرت آمیز مصیبت خیز سُنکر مقبل چیخین مارکر رویا قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے شاہنشاہ اگر غلام اسوقت بدبین زندہ نکل گیا تو صاحبقران کو کیا روے سیاہ دکھائیگا صاحبقران فرمائینگے کہ میرے فرزند نور نظر و سرداران خوش سیر میدان کارزار مین مارے گئے تونے اپنی جان بچائی کیون نامرد شرم نہ آئی اُسوقت غلام کیا جواب دیگا یہ خدمت غلام کے سپرد نہ فرمائیے غلام ہرگز نہ جائیگا گستاخی معاف آنکھون سے دیکھ رہا ہون علم شاہ نوجوان و قاسم عالیشان و شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان وغیرہ مبتلائے بلائے ناگہانی ہین دشمن اُنکے قتل ہوا چاہتے ہین اسوقت کیونکر ہوسکتا ہی کہ غلام خانہ زاد جان بچائے یہ کہکر کمان کیانی دوش سے اُتاری بارہ ہزار تیر اندازون کو آواز دی جو جو سحر سے بچے ہوے تھے اپنے افسر کی آواز سُنکر قریب آئے مقبل تیر اندازی کرتا ہوا بڑھا دریائے لشکر لقا مین نہنگانہ غوطہ لگایا صدہا غلام نے اپنی جان دی بادشاہ نگاہ حسرت سے دیکھ رہے ہین ایک مقام پر مقبل بھی لڑتے لڑتے تھم گیا معلوم ہوا کسی کے سحر کی تاثیر ہوئی بادشاہ بلک گئے جانتے تھے کہ صاحبقران نے مقبل کو مثل فرزندون کے پرورش کیا ہی اسکا یہ حال پر ملال دیکھکر کلیجہ مُنھ کو آگیا اور یہ بھی دیکھا کہ لقاے بیحیا رستانہ لڑتا ہوا طرف بارگاہ ناموس کے جاتا ہی اتبو کلیجہ مین شعلے بھڑکنے لگے قریب تھا حجاب سے روح جسم خاکی سے نکلجاوے اُدھر محلدارون نے ناموس کو خبر دی حضور سب فرزندان صاحبقران گھر گئے ساحرون نے سحر سے سب کو بیکار کردیا لقا لڑتا ہوا اسطرف آتا ہی کنیزان جانباز در دولت پر لڑ رہی ہین یہ سُنکر ناموس شاہنشاہی نے بال کھول دیے سجادے بچھائے سب بیبیان دعا مانگنے لگین کنیزین سر پیٹ رہی ہین محل مین شور گریہ وزاری بلند ہر شخص دردمند شاہزادیون نے خنجر کھینچکر سامنے رکھے جام زہر بھرے گئے دو تہر چل رہا ہی کنیزین بڑھ بڑھ کے خبر دے رہی ہین لقا آگے بڑھ آیا ہی کئی ہزار جان نثارون نے جان دی شاہزادیون نے سرزمین پر دے مارا جان دینے پر آمادہ ہوئین رجوع قلب سے طرف درگاہ بے نیاز کریم کارساز کے فریاد کی پروردگارا ہماری ذلت جائز نہ رکھ حکم دے ملک الموت کو قبض روح کرے یہ سب صاحبانِ عصمت و عفت ہین تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بادشاہ جنکا جھبی نوبت بجان کارد باستخوان ہین کہ ناگاہ دامن صحرا سے گرد اُڑی نظم

از دامن دشت کوہ ادرنگ		گردے برخاست توتیا رنگ

از دامن دشت آن غبارے		رخسار نمود شہریارے

اہل اسلام دیکھنے لگے وہ گرد برائے تشنہ کامان صحرائے مصیبت و آوارگان دشت کربت و غربت ابر رحمت تھی دافع کلفت و کدورت تھی دیکھا آگے آگے ساٹھ علم نشان ساٹھ ہزار سوار کا ہر ایک علم کے پھریرے پر حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد فوج

ظفر موج کی دھوم سب نے دیکھا کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان پشت اشقر پر سوار تخت پر ایک بادشاہ
عالیجاہ پہلو مین ایک پہلوان پشت پر کثرت سپاہ عیاران اسلام پڑے ہوئے تڑپ رہے تھے
کوئی بیہوش کوئی زخمدار صاحبقران زمان کو دیکھکر دوڑے عرض کی ای شہریار جلد تشریف لائیے
لشکر کا خاتمہ ہو دیر نہ لگائیے جادوگرون نے قیامت برپا کر دی ہو وہ دیکھیے آگ برس رہی ہی
یہ سنتے ہی صاحبقران نے اشقر دیوزاد بڑھایا نعرہ کیا باشیدای کفاران بحیا وای نابکاران پر دغا ہر کہ داند
داند و ہر کہ نداند بشناسد منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر گیتی ستان قاتل ساحران نعرہ

امیر عرب ضیغم روزگار کیے تیغ عقرب یکے ذوالحجام	بحکم خدا بستہ شمشیر جار بن کافران از جہان پاک کرد	یکے تیغ صمصام و قمقام نام سر سرکشان جملہ در خاک کرد

ایک جانب سے ہوشنگ نوجوان ایک سمت سے شہنشاہ زرین علم بصد شوکت وحشم مع فوج قلعۂ
آہن حصار ہوشنگ کے سرداران نامدار تلوارین کھینچکر آپڑے دریاے خون بہادیے جواہر بن عمرو
قریب صاحبقران پہونچا عرض کی ای شہریار سحر سے صیقل کے لشکر اسلام کا خاتمہ ہو ہر ایک بہادر
سحر مین مبتلا ہو اسم اعظم باواز بلند پڑھیے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ساحرون کے سحر
پلٹنے لگے نعرۂ صاحبقرانی سے کلیجے پھٹنے لگے سحر مین جو ذرا کمی ہوئی فوج ساحران مین برہمی ہوئی
سرداران صاحبقران بھی سنبھلے ہوش و حواس بھی درست ہوے لڑائی پر چست ہوے بڑھ کے نعرہ کیا
اول سب سے علم شاہ نوجوان مثال شیر نر میدان کارزار مین آکر گونجا نعرۂ علم شاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب علم شاہ رومی شہ فیل زور	دیگر	کیست علم شاہ چو رستم لقب کہ بر تخت ہرمز دق افگندہ شور

دوسری طرف سے آواز آئی نعرۂ لندھور

جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندوستان	اگر نامم بدانی منم لندھور بن سعدان

ایک جانب سے نعرہ ہوا نعرۂ مالک اژدر

منم مالک اژدر خشمگین	سپہدار در لشکر اہل دین

نعرۂ بہرام گرد بن خاقان چین

منم گرد بہرام خاقان چین	کہ از ہیبت من بلرزد زمین

بادشاہ جمجاہ نے مرکب جنگ سیاہ قیطاس کو بڑھایا بصد صولت و شوکت نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاؤس و جم	منم صف شکن صاحب عز و جاہ	یل نامور سعد عالم پناہ

مگر صاحبقران نے ملاحظہ کیا عین پڑا و پر تلوار چل رہی ہی ہزارہا اہل اسلام مارے گئے گھوڑے کوتل ہورہے
ہین صدہا خیمے گر گئے ہین ملازمان لقا لڑتے ہوے تا بخیمۂ ناموس پہونچ گئے ہین اول اُسی جانب رخ
کیا کنیزون نے بڑھکر محلات کو خبر دی مُبارک ہو صاحبقران مع فوج ظفر موج آ پہونچے دیکھیے سب سردارون
کے نعرے کی آواز آئی اُس شیر کے آتے ہی زمین تھرائی قریب در دولت ضیغم خون آشام لقاے
بیحیا کا خانہ بیدین و بدخو لڑائی مین مصروف تھا صداے نعرۂ صاحبقران سُنکر لیے لڑے بھڑے مثل
صید خائف بھاگا روتا پیٹتا قریب لقا کے پہونچا لقا نعرے کرتا پھرتا تھا من چہ تقدیر کردم ضیغم نے قریب
آکر کہا ارے بھاگ تیری تقدیر مین آگ لگے صاحبقرانِ زمان آپہونچے جلدی بھاگ جا ورنہ لشکر سے نکلنا
دشوار ہوگا طعمۂ نہنگ شمشیر آبدار ہوگا ساحرون کے دم بند ہین بھاگا چاہتے ہین سردارانِ حمزہ سنبھل گئے
سنجانی باحریون کے بل نکل گئے بے لڑے بھڑے بھاگے جاتے ہین لقا نے کہا ای خانوے قدرت آج ما بدولت
تقدیر کر چکے ہین کہ بدون قتل مسلمانان واپس نہونگے ضیغم نے کہا شامت آئی ہی یکایک دیکھا زمین تلے اوپر
ہوئی ساحرون مین بھگدر پڑی صاحبقران لڑتے ہوے چلے آتے ہین ساحر لاکھ سحر کرتے ہین صاحبقران پر تاثیر
نہین ہوتی جسکو بڑھکر ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوے ساحر یا سامری یا جمشید پکار رہے ہین کلو ابھیرون کا نام
لیتے ہین مگر نہیب شمشیر صاحبقران سے دوہائی دیتے ہین لقا بیحیا پکارا ای بندۂ خاص الخاص ای صیقل
جادو جلد اپنے کو قدرت تک پہونچا حمزہ لڑتا ہوا آتا ہی ما بدولت کو سرکشی دکھاتا ہی قدرت نے اُسکی قضا
تیرے ہاتھ سے مقرر فرمائی ہی اگر اور کوئی حمزہ کو قتل کریگا تیری لیاقت مین فرق آجائیگا صیقل نے
جو نعرۂ قدرت نُما سحر کرتا ہوا چلا قریب لقا آکے کہا خداوند کیون غل مچاتے ہو خیر تو ہی لقا نے پکارا
اس بندۂ مغضوب کو لینا صیقل جادو صاحبقران پر سحر کرنے لگا پہلے گولہ مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا
گولہ پھٹکر زمین پر گرا صیقل جادو نے آواز دی تو بھی کسی گرو کا مونڈا ہی دو چار نچھر جانتا ہی سحر کو میرے
باطل کیا یہ کہکے ماش کے دانے پھینکے وہ بھی صاحبقران پر صدقے ہو کر گر پڑے اتنے مین اُسنے گینڈا بڑھایا
تیغۂ سحر کرکے کھینچا قریب آکے ہاتھ مارا امیر نے تیغۂ عقرب سلیمانی کو اسم اعظم پڑھکے چہرے کی پناہ کیا وار کو
اُس نابکار کے روکیا جیسے ہی وہ تلوار مارکے پلٹا امیر نے خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا اُس روسیاہ نے
سپر سحر کو اُٹھایا تیغہ برق مثال چمک کے گرا اور سپر کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا سپر کو کاٹ کر سر پر گری ہر چند
سحر کرتا رہا کچھ نہوا شعلۂ شمشیر نے خرمن ہستی کو اُس بیحیا کی جلاکے خاک کیا اُس بخس کا قصہ پاک کیا
مرتے ہی صیقل کے ساحرون کو آئینۂ شمشیر صاحبقران مین جلوہ عروس مرگ دکھلائی دیا سنگباری
برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من صیقل جادو بود اتنے مین ایک جانب سے عیارانِ اسلام

حقہ ہائے آتشبازی لیکر ساحرون پر گرے ساحرون کے دم بند کردیے مگر رستم پیلتن علم شاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران تیغہ کپتان فرنگی ہاتھ مین کھنچا ہوا اُسترا لاکبود فرنگی پر ٹیری جمی ہوئی گرد انکے سردار آلا گرد فرنگی و مالاگرد فرنگی دکیبی ابزال دکیبی زلزال ونہنگ بچہ دریائی وساقط شاہ دربندی تنبور گڑگڑاتا ہوا بگل بجتا ہوا پلٹنین گورون کی جمی ہوئی بڑی شوکت وشان سے لڑتے ہوئے سامنے لقا کے پہونچے للکارا او کندۂ ناتراش او بدمعاش او خرس بادیۂ ضلالت او غولِ صحراے جہالت آج تو ہزارہا مسلمانون کا خون تیری گردن پر ہے لقا نے جو علم شاہ کو آتے ہوئے دیکھا آواز دی او پسر حمزہ قدرت کے جاہ وجلال سے نہین ڈرتا ابھی سنگ سیاہ کر دونگا بھول گیا تیرے ہاتھ سے فرنگستان فتح کرایا سر فتنۂ ملک فرنگستان لقب دیا قدرت سے یہ بے ادبی جا بھاگ جا قدرت کو رحم آتا ہے بادولت کو شوکت دکھاتا ہے علم شاہ نہایت غصہ مین تھے بے اختیار ہنس پڑے فرمایا اب رحم نہ کیجیے او ٹٹوے یہ مُنہ زوریان ظاہر ہے کہ تو تھان کا ترا ہے ہمیشہ جوتیان کھاتا ہے پھر بیہودہ بکے جاتا ہے مگر آج تو سنگدلی دکھا مجھکو پتھر کا بنا لقا بھی غصہ مین تھا جا پڑا خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا جوان بڑے قد کا دیو ہے کہ قالب انسان مین سمایا ہوا ہے دُوسومن کا تیغہ لنگردار جو ہر دار مارا علم شاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا پھر کر تلوار کو روکا تلوار گھاٹ سے آشنا ہوئی زورق حیات رستم طوفانی ہونے سے بچی اب رستم پیلتن نے اُسی جوش وخروش مین نہنگا نہ ہاتھ تیغہ کپتان کا مارا نہیب شمشیر علم شاہ نوجوان سے لقا تھرایا سپر کو اُٹھایا مگر دل سے کہتا ہے نام اسکا بیہاسہی اگر اصل مین ایک بد پر بھی ہوتا اُڑ جاتا مگر تلوار نہ روکتا تیغہ تڑپ کے گرا سپر کے دو ٹکڑے ہوے تاج کٹا فرق قدرت شگافتہ ہوا جس سر مین غرور تھا اُسپر زخم آیا غرور خون بنکے نکلا بے غیرت سجھا مین سُرخ رو ہوا ایک چیخ ماری ای بندگانِ قدرت دوڑو بٹیا سپہ سالار قدرت کا قدرت کو مارے ڈالتا ہے تمام اہالیانِ فوج اُس مقام پر آپڑے خوب تلوار چلی لقا کو لیکر کفار بھاگے لاشہ صیقل لیکر چند ساحر طرف طلسم ہوش رُبا کے چل نکلے بعد مرنے صیقل کے نہ تھم سکے بختیارک نے دیکھا قدرت زخمی ہوئے ساحر لاشہ صیقل لیگئے مگر مسلمان چلے آتے ہین ڈیرا لوٹ لیا بارگاہ مین جلادین گھبرا کے حکم دیا طبل امان بجے اِدھر اُدھر طبل امان پر چوب پڑی صاحبقران نے حسام انتقام کو نیام مین کیا سرداران زخمدار کو ہوادار ون پر ڈالا کشتے اُٹھوائے میدان کارزار سے واپس آئے بادشاہ جہاجاہ کو سلام کیا ہوشنگ نوجوان وشاہنشاہ زرین علم کو قدمون پر گروایا بادشاہ نے دو نون جوانون کو گلے سے لگایا ہوشنگ نوجوان کو بہت پسند فرمایا آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے تمام کیفیت اپنی صاحبقران زمان نے سامنے سردارون تہمتن کے بیان کی فرمایا ہوشنگ نوجوان نے ہماری جان بچائی

پھر اپنا قید ہو کر قلعۂ آہن حصار مین جانا وہان کے حالات لفظاً لفظاً بیان کیے بلکہ جواہر بن عمرو سے فرمایا
کیون اے نور نظر یہ ساحر جو طلسم ہوشربا سے آئے تھے اُنسے کچھ اسد نامدار کی کیفیت ظاہر ہوئی یا نہ جگر
نور نظر بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے چھوٹنے کی خبر پائی اسد نے طلسم فتح کیا کچھ لوح کے ملنے کا
ذکر سنا جواہر بن عمرو بے اختیار رونے لگا عرض کی اے شہریار جب طلسم سے کوئی ساحر آتا ہے دل اسی
فکر مین جاتے ہین کہ اپنے والد نامدار و شاہزادگان عالیوقار کی کیفیت دریافت کرین مگر ابکی مرتبہ سیقل
جادو زیادہ نہ ٹھہرنے پایا کہ غلام نے جاکر گرفتار کیا ساتھ والے اُسکے یہ کہتے تھے کہ آج کل خواجہ عمرو و
اسد نامدار کو ساتھ لیکر تلاش لوح مین نکلے ہین کوئی خداوند داؤد تھا اسکو مسلمان کیا لوح ملنے کی تدبیر
ہو رہی ہے ابھی طلسم ظاہر سے مہلت نہین پائی طلسم باطن ہے۔ بڑا یہ طلسم وسیع ہے افراسیاب بہت بڑا ساحر
ہے علوم شعبدہ بازی سے خوب ماہر ہے خواجہ عمرو ویسے ہی کامل ہین جو ایسے بادشاہ خودسر کو دھوکا دیتے
ہین برق و قران بڑے بڑے کام کر رہے ہین مگر یہ کبھی سنا ہے کہ بدیع الزمان والاشان کا ابتک پتا نہین ملا
صاحبقران کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے فرمایا مجبور ہون چارہ نہین ہمارا فرزند اس بلا مین مبتلا ہے اور ہمسے
کچھ نہین ہوتا ہمنے بھی اکثر سنا ہے کہ طلسم ہوشربا کا فتح ہونا بہت دشوار ہے دیکھیے اپنی حیات مین پھر ہم اُنکو
پائینگے یا بعد مرنے کے قبر پر آئینگے صاحبقران کے ان کلمات حسرت آیات پر تمام اہل دربار رونے لگے شاہزادہ
نور الدہر قدمون سے صاحبقران کے لپٹ گئے عرض کی اے جد عالی تبار غلام کو رخصت فرمائیے ہمراہ اپنے والد
نامدار کا پتا لگاؤن یا اسی جستجو مین اپنی جان دون اگر راہ مین غلام کا کام تمام ہوا مردان عالم مین نام ہوا
اگر رہبر عالم نے رہبری کی منزل مقصود تک پہونچے سعادت دارین حصول ہوئی دعا قبول ہوئی بڑی خاطر جمعی سے ہم
آرام سے سوئین والد نامدار انہین معلوم کس مصیبت مین ہین خواجہ عمرو ایک سر ہزار سودے بیچارہ اسد نامدار
کیا کرے غلام ہر طرح پر اپنے کو تا بہ طلسم ہوشربا پہونچائیگا حال عجائب و غرائب طلسم کھل جائیگا
صاحبقران نے نور الدہر کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا انشاء اللہ ہم تم خود اس بیجا کو
شکست دین رو براہ لڑتے بھڑتے طرف طلسم ہوشربا کے چلین خبردار ایسا نہ کرنا خلاف ہمارے حکم کے اس
راہ پر خطر مین قدم نہ دھرنا خوب ہمکو دریافت ہو چکا ہے راستے طلسم ہوشربا کے بند ہین بیچ مین
بڑے بڑے دربند ہین اگر تم ہماری نظرون سے چھپے پھر ہماری زندگی دشوار ہے نور الدہر کو سمجھا کر
جواہر بن عمرو سے فرمایا بارگاہ لقا مین جاؤ خبر معقول بمقدمۂ طلسم ہوشربا لاؤ جواہر اُسی وقت
بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر برائے دریافت خبر طرف بارگاہ نمرود شاہ باختری کے روانہ ہوا
یہان لقا شکست خوردہ افتان و خیزان باغ مینا مین آیا مکاران خرس طینت میمون خصلت گرد آکر

جمع ہوے تعریفین کرنے لگے لقانے کہا **صیقل** جادو بڑا مغرور تھا قدرت نے اُسکو ہاتھ سے اپنے سپہ سالار قدرت کے وصل جہنم کرایا قدرت نے کیا برجستہ تقدیر کی راہ دور و دراز سے بلایا **صیقل** کو مٹایا مگر افراسیاب حرامزادہ بڑا مغرور ہی سراسر اُسی بچیا کا قصور ہی اگر قدرت کے قدمون پر گرتا اتبک قدرت مسلمانون کو بھی غارت کر دیتے غدر ہوش رُبا مٹ جاتا مگر اب قدرت اُس مست بادہ کبر و نخوت کو خاک مین ملائینگے طلسم ہوش رُبا اسد شیردل کے ہاتھ سے فتح کرائینگے وہ ہمارے سپہ سالار قدرت کا نواسا ہی افراسیاب کے خون کا پیاسا ہی اے شیطان درگاہ من ایک نامہ متضمن بہ تنبیہ و تہدید براے افراسیاب خانہ خراب جلد تحریر کرد آخر مین یہی لکھو کر ادبچیا اگر قدرت کی قدمبوسی کو نہ آئیگا بڑی مصیبت اُٹھائیگا قدرت تجھسے بہت خفا ہین طوفان کوہ ہفت زلازل کے چلے جائینگے اُسکو بادشاہ ہوشربا بنائینگے نحچیار کت نے نمک مرچ ملا کر نامہ تیار کیا طرف طلسم ہوش رُبا کے روانہ کیا نامہ دار کو راہ مین چھوڑ دیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر اسد نامدار راہ مین قلعہ پر لڑنا اور پہونچنا ملکہ لالان خون قبا کا مع لاشۂ داؤد شاہ و ملکہ صورت نگار و عیار نی خواجہ عمرو نامدار گرفتار کرنا ملکہ صورت نگار کو اور آنا مصوّر جادو کا عمرو کا غصّہ مین اسکو بھی گرفتار کرنا زن و شوہر کو کوڑے مارنا اور عین وقت پر آنا افراسیاب خانہ خراب کا اور مقابلہ کوکب روشنضمیر سے ساقی نامہ مصنف

مرے ساقی مجھے دے جام بھر کر
ترے میخانہ مین گھبرا رہا ہون
ہی اک ساغر کے دینے مین تکلف
ہی اب فوج اسد کی یادگاری
کسی جادوگر افسونگری ہی
پھنسے ہین دام اُلفت مین بکلفت
بہ گیسویت پریشان روزگارم
بسوز دشکل گلخن قلب غمناک
دماوم شغل آہ و نالہ دارم
نہ بار فرقتش لذبت بجانست
کشیدم چند مدت انتظارے

نہ رندان ازل سے شور و شر کر
جھیاے جفا ہی دور گردون
یہ جام مے ہی یا چشم تاسف
کوئی ہی فکر عیاری مین حیران
قمر بزم جہان مین ابتری ہی
دل آشفتہ پر غمگین اثر ہین
بہ ابرویت کہ از بس دلفگارم
زخم مثل گل صد برگ زرد است
بدل داغ و بلب تبخالہ دارم
مرض دارم علاجے کن خدا را
ندیدم شکل آن عجوبہ کارے

جفاے دور گردون مین پھنسا ہون
اُٹھے رندون سے کیونکر جو گردون
یہ کب تک میکدے مین بادہ خواری
کہین ہی شعبدہ بازی کا سامان
مگر ہم بادہ خوران محبت
ہم اپنے حال سے خود بیخبر ہین
مگر یہ مثل شبنم چشم نمناک
جگر خشک از ہواے آہ سرد است
فراق و ہجر زر بس گراں نست
خدا را کہ خود آرا کن مدارا
کمن از خون من آلودہ دامان

مسلمانم مسلمانم مسلمان
نہان شد آسمان از غرب تا شرق
چہ گویم ہوش بر بود اضطرابم
زمان فرقت بنت العنب رفت

نظر بر عالم ابر و ہوا کن
ببین بر گریۂ من خندۂ برق
نظر بر التہابِ قلب من کن
سپاہِ صدمہ و رنج و تعب رفت

نگاہے جانب فوق السما کن
چہ سازم در کسوف است آفتابم
بیا برخیز و گلگشت چمن کن
ہنگامہ پروازانِ میدان جانبازی

دسر فروشانِ بازارِ رزم یکہ تازی اسپ تیز گام کلک کو یون جولان کرتے ہین شعر مصنف منجان دقائق شناس وعقل وشعورپۂ اسد کے حال کو کرتے ہین اس طرح مسطور پۂ سابق مین تحریر ہوا کہ شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و مہتر مہتران شاہنشاہ عیاران مع لشکر ظفر اثر شہر داؤدیہ سے بصد کر و فر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوے تھے اول ایک نامہ ایسے مضمون کا کہ لوحِ طلسمی اسد غازی نے پائی اے ملکہ مہرخ اُدھر سے لشکر لیکر تم آؤ اِدھر سے ہم آتے ہین اثناے راہ مین بہ کیفیت تمام ملاقات ہو گی اور یہ بھی اسد غازی کا قصد ہے کہ راہ مین جو خارستان ملین اُنھین بھی فتح کرتے چلین خواجہ عمرو ساتھ ساتھ قطع منازل و طے مراحل کرتے ہوے جس دیہ و قریہ کے قریب پہونچے ناظمان افراسیاب کو شکست دی مقام اسلام آباد کیا گرد سکہ نام سے سعد بن قباد کے جاری ہوا تسخیرات کرتے ہوے لشکر دمبدم زیادہ ہوتا جاتا ہے مگر اسی مقام پر ذکر لشکر مہرخ بھی کر دینا واجب و لازم ہے یہ تمام سرداران نامی و ساحران گرامی بارگاہِ آسمان جاہ مین جلوہ فرما ملکہ مہ جبین الماس پوش دختر افراسیاب معشوقۂ اسد نامدار تخت سلطنت پر مگر یاد مین اسد نامور کے آٹھ پہر بیقرار اشکبار راتین اختر شماری مین دن بیقراری مین بسر ہوتا ہے ہر کارون پر تاکید کہ حالِ طلسم کشا دریافت کرو اوّل ملکہ بہار و باغبان وغیرہ نے جو سردار تا بہ باغ سیماب ہمراہ اسد عالیجناب گئے واپس آئے تمام کیفیت باغ غافل و ہوشیار و حالات گنبد نور وغیرہ سامنے ملکہ مہ جبین کے بیان کیے کہا ہمارے سامنے کوکب روشن ضمیر باغ سیماب مین آئے یقین ہے اسد غازی کو لوح ملگئی ہے اب تو غالب ہے کہ مرحلہ جات پر ہونگے ملکہ مہ جبین فرماتی ہین آپ لوگون کے منھ مین گھی شکر ہمین اُسوقت یقین آئے کہ جسوقت کوئی نامہ فرین پہر خواجہ عمرو ہم تک پہونچے بمقدمۂ لوح افراسیاب بڑی کد و کاوش کریگا نہایت کوشش کریگا خدا اُنکی جان اُس ظالم کے ہاتھ سے بچائے آفتاب جمال نظر آئے ملکہ مہرخ فرماتی ہین بی بی اب لوح ملنے مین کیا تامل ہے یہ راہ پر خطر طے ہونے کی امید نہ تھی یہ لوگ باغ سیماب سے آئے ہین کوکب روشن ضمیر نے سیماب کو کشتہ کیا ہوگا اگر اسد نامدار کا داخلہ طلسم باطن مین ہو تو عجب نہین وہان سے نامہ آنا دشوار ہے بی بی سجدہ شکریہ پروردگار کر کہ وارث تمھارے خیر و عافیت سے ہین بڑی بات تو یہ ہے کہ خود خواجہ عمرو

ساتھ ہین یہ کلام ناتمام تھا کہ ملکہ سرخ موے کاکل کشا نے آکر عرض کی حضور مبارک ہو نامہ دار لشکر ظفر اثر طلسم کشا سے نامہ لیکر آیا ہی امیدوار باریابی ہی ملکہ مہ جبین نے خوش ہوکے فرمایا جلد بلاؤ نامہ دار اندر آیا داسطے مجرے کے خم ہوا پایۂ تخت شاہنشاہی کو بوسہ دیا نامہ پیش کیا ملکہ مہ جبین نے سرنامہ پر مہر اسد غازی و خواجہ عمرو دیکھی نامہ کو آنکھون سے لگایا ملکہ مہرخ کو دیا کہا نانی امان جلد اسکو پڑھوایئے شاہزادۂ شکیل جادو کو وہ نامہ ملاسونے کا منبر بچھایا گیا شکیل نے آواز بلند نامہ پڑھنا شروع کیا اسد نامدار نے اول باغ سیماب سے آوارہ ہونا کوہ و دشت مین پھرنا تحریر کیا تھا اس حال مصیبت مآل کو سُنکر دربار مین شور گریہ و زاری بلند ہوا شکیل نے کہا صاحبو صبر کرو خدا کے فضل سے انجام بخیر ہی سب خاموش ہوے اب پہونچنا باغ مین ملکہ لالان خون قبا کے اور عشق پردے مین تحریر کیا تھا بعد اُسکے خواجہ عمرو کا بصورت خداوند داؤد جادو لوح طلسمی حاصل کرنا داؤد کا سحر سے غائب ہونا بعد اُسکے سامان لشکر کشی یہ کیفیت تمام مندرج تھا آخر مین لکھدیا تھا اے سرداران ذیشان ادھر ہم لڑتے بھڑتے آتے ہین بمجرد ملاحظہ نامہ ہذا مع کل لشکر و سرداران نامور کوچ کرکے اس طرف روانہ ہو تنا ے راہ مین ہمارے تمھارے ملاقات ہوگی یہ مژدہ فرحت و مسرت افزا سُنکر نوبت و نقارے بجنے لگے ملکہ مہ جبین کو نذرین گذرنے لگین ملکہ مہرخ نے فرمایا کیون بی بی کیا جلد پروردگار نے فضل اپنا شریک حال کیا نامہ دار کو خلعت فاخرہ عطا فرمایا ملکہ مہرخ نے اُسی وقت لشکر مین ڈھنڈورا پھیکوائی منادی نے ندا کی اے ملازمان طلسم کشا واے جان نثاران کوے وفا آگاہ ہو کہ تمھارے آقاے نامدار و مولاے قدرشناس اسد نامدار فلک اساس نے لوح طلسمی پائی لشکر کشی کا سامان ہوچکا سجدۂ شکر بہ پروردگار کرو بتعجیل تمام سامان سفر آراستہ ہو سلاح سحر سے پیراستہ ہو چلکے اپنے آقاے نامدار سے ملین غنچۂ باغ مراد کھلین تمام لشکر مین سامان خوشی مہیا ہوے سفر کی تیاری ہونے لگی اُسی دن ملکہ نے لشکر تیار کیا ملکہ مہ جبین الماس پوش کو تخت سلطنت پر سوار کیا نقارے پر چوب پڑی نقیب بلند آواز آگے بڑھے ایک طرف ملکہ بہار جادو ایک جانب ملکہ مخمور خوشخو صاحب سطوت و صولت ایک جانب باغبان قدرت و شاہزادہ خورشید زرین سحر تیغ زن صف شکن ملکہ ہلال سحر افگن افسونگری مین یکتا ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ملکہ ماران زمین کن و ملکہ اسرار جادو و گلزار چشم و زربور چشم وغیرہ بصد جاہ و حشم دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوے جاتے ہین جب دو تین منزلین طے ہوئین ملکہ بہار جادو نے ملکہ مہرخ سے کہا اگر آپکی خوشی ہو ہم آگے بڑھین پہلے جاکر لشکر طلسم کشا سے ملین آپکے ساتھ لشکو بحساب پانچ کوس سے زیادہ سفر ناممکن باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم کی بھی راے ہوئی کہ ہمارا آگے رہنا مناسب ہی شاید راہ مین کوئی بادشاہ جلیل طلسم کشا

کو روکے لڑائی سحر و ساحری کی پڑے تو کیا وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی کیا کرے گا کوئی ساحر نامی و گرامی ہمراہ نہین ہے ہم لوگ رازدار طلسم ہین ہر ایک بادشاہ کو پہچانتے ہین ہر ایک ادنیٰ اور اعلیٰ کا مرتبہ جانتے ہین جیسا موقع ہوگا ویسا عرض کرینگے حالات اس طلسم کے قابل عبرت ہین خدا نخواستہ کوئی ساحر دام مکر نہ پھیلائے دھوکے مین لوح طلسمی ہاتھ سے جائے ملکہ مہرخ نے فرمایا اے آپ سب صاحبون کی ہمت سالم ہے بسم اللہ آگے بڑھیے ہم بھی جلدی کرتے ہین اسی وقت ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم یہ تینون سردار عالی وقار پانچ ہزار فوج جرار اپنے ہمراہ لیکر طاؤسان زرین بال و مرکب ہاے صبا تمثال پر سوار ہوے سحر کرکے مثل باد صرصر طرف لشکر شاہزادہ اسد نامور کے روانہ ہوے ملکہ مہرخ نے بھی کل سردارون کو حکم دیا کہ شتابی اٹھا کر بارگاہ کا لدے لشکر ظفر اثر بہ تعجیل چلے انکا حال بھی وقت پر تحریر ہوگا لیکن اسد عالیوقار مع چار لاکھ ساحران نامدار راہ کو طے کرتے ہوے آتے ہین کسی مقام پر لڑائی پڑی برکت سے لوح محفوظ کے سر ہوئی اب ساحرون مین جا بجا یہی فکر ہے اسد نامدار کو طلسم کشائی کی فکر ہے ایک دن وہ آفتاب عالمتاب صاحبقرانی ایک صحراے سبزہ زار مین پہونچا دوپہر اس جنگل کو طے کیا زوال آفتاب ہو چکا ہے کہ دور سے ایک ریتی کا میدان نظر آیا کارگزاران شاہنشاہی نے بڑھکر عرض کی اے شہریار آج اسی جگہ پر مقام کیجیے فرمایا کوس دو کوس اور آگے بڑھو خیمے بارگاہ مین نصب کروا ہالیان فوج آگے بڑھے یکا یک دور سے ایک دریاے قہار و زخار بطمطراق آفت نما نظر آیا جہانتک نگاہ کام کرتی ہے دوسرا کنارہ نہین معلوم ہوتا غرانے سے دریا کے گوش گردون کر پانی اُس دریا کا مکدر موجہ در کو دیکھکر خوف آتا ہے صورت وہ مہیب ناک کہ قلب تھراتا ہے نظم

عجب بحر قہار و زخار تھا
وہ گرداب اسکی مصیبت کا گھر تھا
نہان چشم انسان سے وہ پاٹ تھا
ہر اکدم یہ موجون سے تھا آشکار

قیامت کا سامان نمودار تھا
ہر اک لہر قہر و غضب تھی مگر
ہر اک گھاٹ تلوار کا گھاٹ تھا
کہ ہے تیغۂ خونفشان آبدار

نہنگان دریا کا وہ شور و شر
پھڑک کر ابھرتی تھیں جب مچھلیان
نہ کشتی نہ بیڑون کا ہمین نشان
یہ روشن ہے دریا سے حال اے قمر

اُبھرتے تھے کچھ کچھ مین جانور
نہ ہوتی تھی ماہیت انکی عیان
قیامت کے آثار سارے عیان
کہ ہے جوش مین اژدر فتنہ گر

اسد غازی قلب فوج مین ہے پہلوانان و سرداران نامدار گھیرے صبا رفتار سے اترے خواجہ عمرو قریب آئے پوچھا کیون نور نظر آج اس صحراے ریگستان مین مقام ہوگا اسد نے جواب دیا حضور سنتا ہون دریا قہار حائل ہے راستہ اسطرف کا کسی نے بند کیا ہے انشاء اللہ ظاہر ہو جائیگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا اسد شیر دل نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے ضرغام گھبرایا ہوا ناگاہ سامنے آیا عرض کی اے شہریار لشکر آپکا قریب تھا کہ دریا غرق ہونے کو تھا کہ دریا سے طوفان اٹھا مچھلیان تڑپ کر نکلین ہزارہا بندگان خدا کو کھینچکر دریا مین لیگئین نہنگان خون آشام صدہا کو نگل گئے موجہ آب شدہ آفت ہے کل اہالیان لشکر کشاکش مین ہین ہزارہا

بندگان خدا کو کھینچکر دریا مین غرق کیا جو ڈوبا پھر نہ اُبھرا دیکھیے دریا بڑھتا چلا آتا ہی پانی زور و شور دکھاتا ہی عمرو نے کہا اے نور نظر معلوم ہوتا ہی کسی ساحر نے مکر کیا دریا بنایا پناہ پانی مشکل ہوئی بندگان خدا کی آبرو کا خواستگار ہی کوئی بڑا مکار و غدار ہی جلد لوح کو دیکھو آگے بڑھو ہالیانِ لشکر کو بچاؤ تم طلسم کشا ہو دریا دلی دکھاؤ اسد کو سمجھا کر خواجہ عمرو ایک جانب بھاگے صحرا مین ایک نخل کلان تھا اُسپر چڑھ گئے اب جو عمرو نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا حقیقت مین ساحران لشکر اسد ہزار ہا اُس بحر مصیبت خیز مین ڈوب گئے بڑے بڑے ساحر لڑ رہے ہین گولے ترنج و نارنج دریا پر مارتے ہین کوئی مطلب نہین حاصل ہوتا ماہیان دریا کا ہنگامہ تڑپ کر دریا سے نکلین مثل پیکان تیر جیسے سینہ پر پڑین پشت کو توڑ کر پار نکل گئین کبھی نہنگ نکلا مُنھ مثل قعر بلا کے کھولکر دو چار کو نگل گیا تڑپ کر دریا مین گرا غوطہ مار کر غائب ہو گیا کسی سوس نے اپنی مونچھ بڑھائی مثل کمند پاؤن مین کسی کے لپٹی کھینچکر لیگئی ساحر ہر چند سحر کرتے ہین مگر اُن جانورانِ دریائی پر سحر تاثیر نہین کرتا جوش و خروش دریا کا بڑھتا جاتا ہی عمرو تو نخل کے پتون مین چھپا ہوا دیکھ رہا ہی اسد نے بڑھکر لوح طلسمی کو گلے اُتارا ملاحظہ کیا اُسمین یہ مضمون نکلا اے فتاح طلسم ہوش رُبا آگاہ ہو کہ لوح طلسم بدون حصول مہرۂ آبدار سلیمانی کے بیکار ہی طلسم کشا پر واجب و لازم ہی کہ مہرۂ مذکور کی جستجو کرے جب عکس مہرے کا لوح پر پڑیگا حالاتِ طلسم باطن روشن ہونگے لیکن اگر راہ مین کوئی دریاے قہار و زخار ملے اور اہالیانِ لشکر پر صدمہ پہونچے یہ مرحلہ طلسم نہین ہی نہنگ جادو اِس مقام کا حاکم ہی اس صحرا و دریا کا ناظم ہی جب تک وہ نہ قتل ہوگا گذر لشکر ظفر اثر کا اس بحر ناپید اکنار سے دشوار ہی مگر فتاح طلسم پر واضح ہو کہ اپنے کو بالاے کوہِ فلک شکوہ پہونچائے اُسمین حاشیۂ لوح پڑھا جائے اگر اپنے زمانے کا صاحبقران ہی جرأت طلسم کشا مثل آفتابِ عالمتاب عیان ہی دریا سے خوف نہ کرے اس بحر قہار و زخار مین پھاند پڑے برکت سے لوح کے سامنے قلعۂ نہنگ خونخوار کے پہونچے گا مقابلہ اُس سے ہونا زور و قوت پر موقوف ہی اسد نے یہ حال دریافت کرکے ساحرون کو آواز دی بھاگیو آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کرو آب سحر نہنگ خونخوار سے آبرو بچاؤ یہ کہتا ہوا وہ نہنگ بحر جرأت بصد صولت و شوکت بہ سختی پہاڑ پر آیا اسمین حاشیۂ لوح پڑھکر بیخوف و خطر دریا مین پھاند پڑا بے اختیار زبان سے نکل گیا شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان شورا فزا ٭ دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرساہا عمرو نے اور تمام سرداران لشکر نے دیکھا کہ اسد نامدار دریا مین کود کر غائب ہوے لشکر کنارے سے بھاگ کر الگ جا کر ٹھہرا مگر اسد جو پہاڑ سے کودے پاؤن زمین پر قائم ہوے دیکھا سامنے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ برج وغیرہ آراستہ دروازہ قلعہ کا بند خندق مین پانی جوش مار رہا ہی صدہا توپین چڑھی ہوئی گولہ انداز ٹہل رہے ہین ایک ساحر بصورت مہیب بشکلِ عجیب سر قلعہ پر بیٹھا ہی اسد نے سامنے

قلعہ کے جا کر نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوار عرصۂ روز جنگ	بدرم دل شیر و حریم ملنگ	شہنشاہ نام آور دکامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

نہنگ خونخوار نے بالاے قلعہ سے دیکھا کہ طلسم کشا سامنے قلعہ کے آپہونچا گولہ اندازون کو اشارہ کیا گولہ
ٹرنے لگا مگر اسد نے نیا معرکہ دیکھا مثل آسمان وہ دریاے قہار سر پر موجود ہی یہان اہالیان لشکر نعرہ اسد
نامور کی صدا سُن رہے ہین توپون کی بھی آواز آرہی ہی مگر وہ دریا بیچ مین حائل اِسوجہ سے اہالیان لشکر کو
طلسم کشا اور قلعہ وغیرہ معلوم نہین ہوتا اسد نامدار نے جب دیکھا کہ قلعہ سے گولہ چلنے لگا گرز گران سنگ
آسمان رنگ ہشت پہلو ہاتھ مین لیا مثل سمندر اُس دریاے آتش کو طے کرتا ہوا طرف قلعہ کے چلا جاتا ہی
ایسا ہی دل و گردہ ہی کہ اپنے کو گولون سے بچاتا بر لبِ خندق پہونچ کر نعرہ کیا ادہنگ خونخوار کیون
مال خراب کرتا ہی مستم شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی قلعہ مین کھلبلی پڑ گئی نہنگ خونخوار
نے کہا یار و غضب ہوا طلسم کشا زیر قلعہ آپہونچا گولہ اندازون سے اشارہ کیا ہاتھ کو روکو نعرۂ طلسم کشا کی
آواز آئی زمین قلعہ تھرائی اب جو ہاتھ روکا دھنوان بر طرف ہوا سب نے دیکھا کہ طلسم کشا گرز کاندھے پر
رکھے بر لبِ خندق کھڑا ہی قصد ہی کہ جست کر کے خندق کو پھاند دن نہنگ خونخوار نے آواز دی یار و اس
جوان کو قلعہ مین نہ آنے دو پھاٹک کھولکر نکل پڑو تیر و تلوار و نیزہ سے لڑو یہ کہکر ساحران خرس ہیکل
بلوہ کر کے آپڑے قلعہ سے نکلے پُل تختہ جڑ گیا ایک ساحر زبردست دو رکابے مرکب پر سوار قریب اسد نامدار آیا نیزہ
ہلاتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہوا بڑی آن بان سے نیزہ مارا اسد نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر نیزے کے ہاتھ ڈالدیا ایک
مارا یون چھین لیا جیسے کسی طفل کے ہاتھ سے نیشکر کو بدر کیا اُس بیحیا نے جھلا کر ہاتھ تلوار کا مارا اسد شیر دل نے بارِ دہ
بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا وہ سوار بدکردار منھ کے بھل زمین پر آیا اسد نے قبضہ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا
پھٹ گیا اُسی کے گھوڑے پر سوار ہوا نعرہ کر کے دریاے فوج مین غوطہ مارا کافرون نے سحر کرنا شروع کیا لوح کے
سبب سے سحر تو تاثیر نہین کرتا ٹر ہکر جسکے ہاتھ مارا دو ٹکڑے کیا کسی کی بیاض گردن پر ہاتھ مارا صفحۂ ہستی سے مٹا دیا
کسی کو جنیوا کا ہاتھ مارا کسی کے سر پر تلوار پڑی مع راکب و مرکب چار پرکالے ہوے کس زور و شور سے شاہزادہ
لڑ رہا ہی شعر ترکِ خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ٭ رزم او می دید و می گفت آفرین صد آفرین ٭ کیا عجب ہی
زبان تیر و کلۂ عمود سے صداے احسنت و آفرین بلند ہو نہنگ خونخوار پکار رہا ہی یارو سحر نہ کرو صاحب
لوح پر سحر تاثیر نہ کریگا اسد للکارتے آتے ہین و نامرد اتر نہین آتا کیسا افسر لشکر ہی مقابلہ سے منھ چھپایا ہے
مردان عالم کے سامنے نہ آیا اُستادان سخنور نے تحریر کیا ہی کہ آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب افروز
ششش جہت جہانداری شاہزادہ اسد نامدار کو لڑتے لڑتے دن تمام ہوا آفتاب عالمتاب لرزان

ترسانِ نہیبِ شمشیر اسد نامدار سے کاشانۂ مغرب مین جاکر مخفی ہوا ماہِ تابان مع فوج ثابت و سیارگان برائے تماشائے جنگ اسد نوجوان میدان جہان مین جلوہ فرما ہوا ہرچند کہ پردۂ شب حائل مگر پردۂ اس شیر بیشۂ جرأت کا نہ ہٹا اُسی طرح ہنگامۂ گیر و دار بلند ہو قلعہ سے برابر ساحر چلے آتے ہین نہنگ خونخوار ترغیب دے رہا ہی پکار پکار کے کہہ رہا ہی ارے یارو طلسم کشا کو قتل کردیے نا مرد ہوا ایک شخص کو نہین گرفتار کرسکتے ہر طرف سے ساحر ملادہ کرتے ہین مگر یہ رستم وقت ہمہ تن چشم بنا ہوا ہرچند کہ تمام جسم چھنا ہوا قطرات خونِ جسم سے جاری مگر صولت و شوکت جرأت و ہمت مین فرق نہین اک عجب عالم یاس ہو دل سے کہہ رہا ہو کہ ای اسد پہلی ہی بسم اللہ غلط ہوئی لوح خبر دے چکی ہو کہ بزور صاحبقرانی نہنگ خونخوار کو قتل کرو یہان ہنگامہ بشیار دمبدم ساحران غدار قلعہ سے چلے آتے ہین اگر دس قتل ہوے ہزار آگئے کس طرح اپنے کوتاہ نہنگ جادو پہونچاؤن پھلادا کیونکر بنچاؤن وہ بچیا بالائے قلعہ مین زیر قلعہ زمین و آسمان کا فرق ہی ای پروردگار کوئی توسامان پیدا کر ظاہرا تو اس خونخوار کا قتل ہونا دشوار ہی مگر تو ستار و غفار ہی ای عیب پوش عالم و ای خالق اکرم اس بلائے ناگہانی سے نجات دے یہ فرحلہ طلسم نہین ہی آسپر یہ سختی واقف کاران طلسم جو کہتے تھے وہ ظاہر ہوا کہ طلسم ہوش ربا کا فتح ہونا دشوار ہی ای خالق بے نیاز و ای کریم کارساز تیرے نزدیک سب آسان ہی سراسر تیرا احسان ہی اسی طرح لڑتے بھڑتے وہ رات بھی نہیب شمشیر اسد نامدار سے کٹی شاہ زرین آفتاب نے سپر زرین کو پشت پر لگا کر نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ مہر کو حائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا اشعار

روزِ دیگر کاین جہان پر غرور
یافت از سرچشمۂ خورشید نور
ترک روز آخر باین زرین سپر
ہندیِ شب را بہ تیغ افگندہ سر

قلعۂ نہنگ خونخوار مین گھنٹے ناقوس بجنے لگے یا سامری و جمشید کی صدائین آئین پوجا پاٹ کرکے نامردون نے کمرین باندھین پھر آکر شریک جنگ ہوے اس آٹھ پہر مین اسد نے کئی مرکب تبدیل کیے ساحر بڑھکر مرکب ہی کو زخمی کرتے ہین اب نہنگ خونخوار نے ساحرون کو حکم دیا یارو آٹھ پہر گذرے تم لاکھون آدمی لڑ رہے ہو مگر طلسم کشا پر پنجہ قابض نہین ہوتا کمندون مین گرفتار کرو دام مکر پھیلاؤ کسی طرح اس کو پھنساؤ یہان تو یہ سامان درپیش ہین اسد نامدار کو یہ پس و پیش ہین لیکن یہان لشکر مین اسد نامور کے سب متردد و متفکر رات بھر نعرۂ اسد کی صدا سُننے کان لگائے ہین جب صدا آجاتی ہی خوش ہو جاتے ہین اگر پہر چار گھڑی آواز نہ آئی طبیعت گھبرائی ہر ایک سردار بیقرار ہوتا ہی چیخین مار کر روتا ہی خواجہ عمرو ان سب کو سمجھا رہے ہین کہ یارو نہ گھبراؤ اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ تمھارا آقا کافرون پر مظفر و منصور

ہو رنج و الم دل پُر غم سے دور ہو اگر دریا بیچ مین حائل نہوتا اپنے کو تا بہ اسد پہونچاتے جان اپنی مٹاتے
مگر دریا سد راہ ہی حاکم بحر د بر سے دعا کرو اسقدر بیقرار نہو ہر چند کہ خواجہ عمرو نبظاہر سب کو سمجھا رہے ہین
مگر کلیجہ پر چھری چل رہی ہی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی عمرو نے دیکھا کہ ملکہ بہار جادو باغبان قدرت
و ملکہ مخمور سُرخ چشم طاؤسان زرین بال پر سوار آ کر پہونچے دیکھا خواجہ عمرو سر برہنہ کھڑے ہین
اہالیانِ لشکر سر پیٹ رہے ہین خیمے جابجا سرنگون بارگاہین ہر مقام پر چھٹی ہین سامانِ حزن و ملال
مُہیا عیش و راحت عنقا گھبرا کر خواجہ عمرو سے پوچھا اے شاہنشاہ اوجِ عیاری خیر تو ہی ہمارے آقائے
نامدار کہان ہین دیدار فرحت آثار کے مشتاق ہو کر آئے راہ مین بڑے صدمے اُٹھائے عمرو نے کہا اے
سرداران نامدار وا ہی ملکہ بہار فلک کجرفتار درپے آزار ہی ہین نے کس وقت سے مصیبت اُٹھا کر داؤد کو گرفتار
کیا لوحِ طلسمی افراسیاب سے لی جب اس مقام پر پہونچا صدہا اہالیانِ لشکر اس دریا مین ایسے
ڈوبے کہ اجتک نہ اُبھرے اسد نے لوح مین دیکھا وہ شیر دلیر جوش قہر و غضب مین پھاند پڑا آٹھ پہر
گذرے صد الغرے کی شیر دلیر کے آ رہی ہی دریا بیچ مین حائل ہی ان ساحرون مین جو کوئی جاتا ہی موج دریا
کمند بنکے کھینچ لیتی ہی یہ بیچارے سرداران نامی کیا کرین ہر طرح مصروف جانبازی ہین ہزارون نے اپنی
جان دی کوئی مطلب حاصل نہوا یہ سنتے کے ساتھ ہی باغبان قدرت ہنسا طرف ملکہ بہار کے متوجہ
ہوا کہا اے گُلِ باغ افسونگری وا ے سروِ ریاض سحر و ساحری تم نے حال دریا کا سُنا نہنگ خونخوار
اس مقام کا حاکم ہی اُس بیحیا کو سحر کس نے سکھایا شعبدے کے بھی لائق ہوا بے آبرو نے دریا بنایا اے
شاہنشاہ عیاران عالم ابھی جاتے ہین دریا اُسکا دیکھین کیونکر روکتا ہی یہ کہتا ہوا باغبان قدرت
گیند پھولون کا ہاتھ مین لیکر آگے بڑھا ملکہ بہار نے گلدستہ سنبھالا ملکہ مخمور سُرخ چشم نے دانہ یاقوت
احمر کا کنٹھے سے نکالا تینون سردار طرف دریائے قہار کے بڑھے اوّل باغبان قدرت نے بڑھ کے
گیند پھولون دریا پر مارا بہار کا گلدستہ چلا مخمور نے دانہ یاقوت پھینکا لب لعلین کو جنبش ہوئی
نگاہِ سحر آگین ڈالی بہار مسکرائین پھول برسنے لگے باغبان نے دریا کو بہ نگاہ تہر دیکھا برق چمکی
آسمان سے آگ برسنے لگی دریا سے شعلے پیدا ہوے یا تو حبابون سے دریا آنکھین نکال رہا تھا یا آنکھین
بند ہوئین پتھرائین ورم آ گیا موجون نے برائے فریاد ہاتھ بلند کیے برق سحر باغبان نے دستگیری
کی کلائیان کاٹین گرداب جو قعرِ مصیبت تھے اُسکی دیوارین گرنے لگین غرّانا کم ہوا خوف سے ان
ساحرون کے مزاج دریا کا برہم ہوا کنارے کنارے غار پیدا ہوے پانی کو پناہ پانی مشکل جابجا
خشکی پیدا ہوئی ٹاپو ظاہر ہوے خاک اُڑنے لگی عمرو دُور سے کھڑا ہوا تعریف سحر بہار و باغبان

ومخمور کر رہا ہے پلٹ کر باغبان نے آواز دی ای سرفروشان لشکر اسلام وای جوانانِ خوش انجام جلد
کمر بندی کرو حربہاے سحر سنبھالو یہ کہکر باغبان و بہار و مخمور اُس دریاے سحر مین پھاند پڑے
عمرو نے دیکھا دریا بالکل غائب ہوا قلعۂ نہنگ خونخوار سامنے لاکھون جادوگر گرد پیچ مین اسد
نامدار گھرا ہوا تھا رستم شعار مصروف کارزار اتنے عرصہ مین بہار و باغبان و مخمور جا پہونچے جاتے ہی
سحر کرنے لگے باغبان نے گیند مارا صدہا کو جلا دیا بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے ہزارہا جادوگر
جھومنے لگے آنکھین سُرخ ہوئین نگاہِ محبت سے ملکہ بہار کو دیکھا آواز دی ای سروِ باغ حسن و جمال ہم تجھپر
مرتے ہین ملکہ نے مسکرا کر فرمایا شعر ایسے چودہ ہزار مرتے ہین ؎ کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین ساحری پرست
ظاہرا تو معلوم ہوتا ہے کہ فاقہ مست ہو بھوک سے مرتے ہو کیون اپنے کو بدنام کرتے ہو اگر عشق صادق
رکھتے ہو تلوار کھینچو جانبازی دکھاؤ بعد مرنے کے عاشق کا نام روشن ہوتا ہے اپنے اُستاد قیس و فرہاد
کے طریقے یاد کرو بیچارہ فریاد کرو ان بیچارون نے بہ نگاہ حسرت دیکھا دانت نکال دیے کہا ای گلِ بوستان
خوبی وای بلبلِ چمنستان محبوبی تیرے بہار عارض حسن پر نثار تیرے سوداے زلفِ معنبر کے خریدار ہین واسطہ
ساحری کا آنکھ تو چار کر اتنا نہ بیقرار کر ایک ہاتھ تیغ ابرو کا بڑھکر لگا عاشقانِ جانباز کا جھگڑا چکا ہمتو
جان و دل سے تجھی پر نثار کرنے پر تیار ہین تیری ہی اُلفت کا دم بھرتے ہین سوداے محبت مین سرفروشی
پر فخر کرتے ہین لیجیے خنجر گلے پر دھرتے ہین شعر تمھین پر ہون عاشق تمھین پر ہون شیدا ؎ مریجان تمھین پر
مری جان فدا ہے ؎ ملکہ نے مسکرا کر فرمایا بسم اللہ کیجیے بیکار کڑکا نہ راندھیے اسقدر نہ گڑگڑائیے جلوہ عروس
مرگ ملاحظہ فرمائیے سرخرو ہوجیے آپ کے خون سے صحرا لالہ زار ہو خزان مین نئی بہار ہو اُن کشتگان تیغ ابرو
نے دم شمشیر پر گلے رکھے ہاے کہکر جان دی ہزارہا ناری جہنم واصل ہوے مخمور کا جب دانہ یاقوت احمر
چلا ہزارہا کا خون ہوا لشکر ظفر اثر شاہزادہ اسد نامدار بھی بیچ گیا اب دونون لشکر مل گئے نظم

افغان و غریو کوس برخاست
خورشید برین سپہر اخضر
کوس از غم سروران لشکر
باران شدہ تیغ و تیر کینہ

شد قلب و جناح ہر دو صف راست
از نالۂ کرناے شد کر
میزد بدریغ دست بر سر
آن دوخت و این درید سینہ
سرہاے سران فتادہ بر خاک

ہر سو دم تیر ناے زرین
بر باد دلیران آہنی تن
مرگ آمدہ در کمین جانہا
در خون یلان و گرد لشکر
پہلوے دلاوران شدہ چاک

افروختہ گشت آتش کین
گردیدہ ز کوہ کوہ آہن
جا کردہ بگوشۂ کمانہا
گم گشتہ زمین و چرخ اخضر

اب جو اسد نے اتنی مہلت پائی لڑتا بھڑتا اندر قلعہ کے داخل ہوا ایک پہلو پر باغبان قدرت سحر کرتا ہوا
ایک جانب ملکہ بہار بہارِ حسن دکھاتی ہوئی پھول برساتی ہوئی پشت پر ملکہ مخمور ایک جانب خواجہ عمرو

لڑائی مین مصروف جو ساحر مر کر گرا اُسکی کمر ٹٹولنے لگے ہمیانی کاٹ لی کپڑے اُتار لیے تلوارین ٹوٹی چھٹے
پھرتے ہین اگر کوئی جادوگر سامنے آگیا اُسنے قصد کیا سحر کرے جست کرکے حلقہ کمند کا لگایا گرتے گرتے خنجر
مارا سر تن سے اُتارا ساحرون کے مرنے سے صدا آہی آتی لیکن اسد نامدار شیر بیشۂ جرأت نہنگ دریائے ہمت
سامنے نہنگ خونخوار کے پہونچا نہنگ نے سحر کرنا شروع کیا اسد لوح کو سامنے کر دیتا ہو سحر باطل ہوجاتا
ہو بڑے بڑے سحر اُسن بچانے کیے مگر کچھ نہ ہوسکا اسد قریب پہونچ گیا مجبور ہو کر اُس بد اختر نے ہاتھ تیغۂ سحر کا
مارا اسد نامدار نے تیغۂ خون آلود پر رد کا اُلجھاوے سے ہاتھ نکالکر نعرۂ تکبیر کیا ہاتھ تلوار کا مارا برق شمشیر
چمک کر گری خرمن حیات نہنگ بدصفات کو پھونکدیا مع گینڈے بچیا کے چار ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ
اُٹھی قلعہ تیرہ و تار ہوگیا سنگ باری و برف باری ہوئی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کُشتی مرا نام من
نہنگ خونخوار جادو بود افسوس مُردیم و جان دادیم و بمطلب خود نہ رسیدیم تمام ساحران قلعہ
لڑائی سے عاجز ہو چکے تھے چادر ہلنے لگی آواز الامان بلند ہوئی اسد نامدار نے تلوار کو روکا نیام
انتقام مین کیا رئیسان شہر نے آکر طلسم کشا کی قدمبوسی کی ملکہ بہار و باغبان انتظام مین مصروف ہوے
لشکر ظفر اثر اندر قلعہ کے نہ سما سکا بیرون قلعہ خیمے بارگاہین استادہ ہونے لگین اسد غازی مع سرداران نامی
و ساحران گرامی آکر داخل بارگاہ ہوے باغبان و ملکہ بہار و ملکہ مخمور سرخ چشم آکر طلسم کشا سے
قدمبوس ہوے اسد غازی نے پوچھا اسکا کیا سبب ہو کہ آپ تینون صاحب پیشتر پہونچے اور کل لشکر تو
بخیریت ہو بادشاہ لشکر اسلام کا مزاج کیسا ہو نہ تشریف آوری کا سبب کیا ہو بہار نے دست بستہ عرض
کی کہ فرمان حضور کا پہونچا جیسی خوشی ہوئی اسکو زبان سے نہین عرض کرسکتے ہین ملکہ مہ جبین الماس پوش
بہت بیقرار تھین یا تو اُنکو حضور کی خیر و عافیت نہ دریافت ہونے کا تردد تھا جب مژدۂ فرحت افزا
لوح دستیاب ہونے کا حال سُنا اب یہ جلدی ہوئی کہ کوچ کرو اُسی شب کو لشکر تیار کیا کئی منزل ہم لوگ
ہمراہ رہے خود بخود یہ دل مین خیال آیا کہ لوح حضور کو دستیاب ہوئی یہان کے قواعد مین کچھ تردد ہو
آپسمین صلاح کرکے آگے بڑھ آئے یقین ہو لشکر بھی قریب ہو ملکہ مہرخ کو بھی قدمبوسی کی بڑی تعجیل
ہو پروردگاران سب کا کفیل ہو یہ ذکر تھا کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی نظم

الٰہی آب پہ تا ہو زمین کو ثبات
زمین پہ تا ہو فلک اور فلک کو ہو تدویر
فلک بھی چھوڑے نہ تا دامن مسیح حیات
زمین پہ خضر کی تا ہو فنا نہ دستگیر
عطا کرے تجھے عالم مین قادر قیوم
بجاہ و دولت و اقبال و عزت و توقیر
تن قوی و مزاج صحیح و عمر طویل
سپاہ وافر و ملک وسیع و گنج خطیر
یہ جلسہ آباد رہے دشمن پامال

دوست دل شاد رہین لشکر ظفر اثر حضور کا آپہونچا علمہائے لشکر معلوم ہوتے ہین اسد نام لشکر کا سنکر

اشتیاقِ دیدار ملکہ مہ جبین الماس پوش مین باہر نکل آئے دیکھا آمد لشکر بصد کر و فر آگے آگے علمدار اُنکے عقب مین سردار قلب فوج مین مثل دل کے تخت ملکہ مہ جبین الماس پوش کا ملکہ مہرخ و نافرمان و شکیل و رعد و برق جادو و برق لامع وغیرہ پایۂ تخت شاہنشاہی پر ہاتھ رکھے ہوئے سواری شاہنشاہ کی مثل بادِ بہاری آتی ہے ملکہ مہ جبین الماس پوش نے دور سے جمال اسد نامدار بمثال دیکھا تخت رکھوا دیا اِدھر سے اسد نامدار باشتیاق بڑھے ملکہ مہ جبین قریب آئین دونون مین اشتیاق بھرے ہوئے آپسمین آنکھین چار ہوئین مہ جبین کی آنکھون سے اشکِ حسرت جاری ہوئے ملکہ مہرخ نے بڑھ کر کہا بی بی سجدۂ شکر یہ پروردگار کرو ہنگامۂ عظیم سے کریم کارساز نے طلسم کشا کو بچایا تمھارے وارث کو تم سے ملایا وقت خوش ہونے کا ہے اسد استقبال کر کے ملکہ مہ جبین کو بارگاہ مین لائے ملکہ بہار و باغبان نے تمام کیفیت نہنگ خونخوار بدکردار کی بیان کی کہا حضور اگر ہم لوگ نہ پہونچ جاتے آٹھ پہر لڑتے ہوئے طلسم کشا کو گذرے تھے خدا نے عین وقت پر ہمکو پہونچایا ماشاء اللہ کس زور و شور سے اس معرکہ مین لڑے نہنگ خونخوار کو عین گرمی جنگ مین قتل کیا مکار نے بڑا شعبدہ بنایا تھا ارہ مین چ ریا حائل کر دیا تھا بہر نوع لڑائی فتح ہوئی ملکہ مہ جبین نے حکم دیا سامان عیش و نشاط مہیا ہو سردارانِ نامی کو خلعت ہائے فاخرہ سے سرفراز کیا عنایت رب اکبر پر ناز کیا خواجہ عمر و مُنہ پھلائے بیٹھے ہین ملکہ مہ جبین نے نانا جان کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہے خواجہ نے فرمایا بی بی تمھین سلطنت مبارک ہو سب مطلب ہو گئے لوح طلسمی ملی اب ہم رخصت ہوتے ہین لشکر مین اپنے آقا کے جائین گے ایک بات کا بڑا افسوس ہے لڑکے بالے پوچھین گے کہان گئے تھے تو کیا کہین گے یہ مثل ہمارے حق مین اصل ہے۔ بارہ برس دلی مین رہے بھاڑ جھونکا کیے سچ تو یہ ہے کہ ٹکڑے کھائے دن بہلائے کپڑے پھٹے گھر کو آئے بی بی کہین گی نگوڑا نکھٹو کس ناقدر شناس کے ساتھ تھا کہ ٹکا لیکر گھر کو نہ آیا اسوقت کیسی شرمندگی ہوگی زادِ سفر تک ممکن نہین مانگتے کھاتے گھر کو چلے جائینگے میان اسد صاحبِ دولت و جاہ ہین آپ لشکر کی بادشاہ ہین ہم کس شمار و کس قطار مین ہین اسد نے کہا نانا جان آپ نے سارے شہر داؤدیہ کو لوٹ لیا مگر آپکا پیٹ نہ بھرا یہ سنکر عمرو غصہ مین پلٹا کہا بیٹا وہ مال تمھارے باپ کا تھا ملنا ہمارا یاد رہا صرف کا خیال نہ کیا لاکھون روپے مصاحبان داؤد کو دیے تر صدار ہو گئے شہر داؤدیہ مین مُنہ دکھانے کے لائق نہین ہین محاجن ڈھونڈھتے پھرتے ہین علاوہ لڑائی کے اب ہمارا کیا کام ہے جس حال مین ہین شکر خدا ہے کارساز ہے اپنے آقا کی خدمت مین پہونچ جائینگے وہان بھی غیر حاضری لکھی ہوگی وہ بھی پوچھین گے طلسم ہوش ربا سے ہمارے واسطے کیا تحفہ لائے یہان پیسہ میسر نہین کیا تحفہ لیجائین آقا کو بھی نفرت ہوگی بموجب مضمون چھوچھا تجھے کن پوچھا۔ یہ کہکے کرسی سے

اُٹھے ملکہ مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا سب کچھ حاضر ہی یہ کہکر خلعت پر زر طلب فرما کر دیا جملہ سرداروں نے بقدر ہمت خواجہ کے نذر کیا ملکہ نے پچاس ہزار روپیہا ور حاضر کیے اور کہا مین حضور کو نہین جانے دونگی عمرو نے گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا کہا ای نور نظر وای پارۂ جگر مجھے تجھسے محبت ہی بی بی تجھکو چھوڑ کر کہان جاؤنگا مُرغ زرین بنکر کرسی پر بیٹھے ساقیان ماہ پیکر جام و صراحی لیکر حاضر ہوے ملکہ مہ جبین نے کہا آج تو ہم اپنے نانا جان کی نے نوازی سُنین گے طائفون کو منع کردو خواجہ نے کہا ای نور نظر مین تو صرف تمھارے دم سے اس لشکر مین ہون بسم اللہ مین تو خود کہنے کو تھا کہ آج ہمارا جی چاہتا ہی ایک غزل عاشقانہ تمکو سنائین نئے طور سے آج نے بجائین یہ تو خوب یقین ہی کہ تمھارا باپ بادشاہ طلسم ہوش رُبا سطوت وصولت و لیاقت مین یکتا لئیق و خلیق غربا کا کفیل اُسکے گھر مین تمنے پرورش پائی ہی ہمت و سخاوت تمھارے گھر کے غلام آج سرفرازی منظور ہوئی تم سے ہمین کیا انکار ہی اسد نے کہا پھر حضور نے پانون پھیلائے خواجہ نے جھڑک کر فرمایا او دیوانے تو دخل نہ دے بادشاہون کے دربار مین دراندازضرور ہوتے ہین مگر ہماری ملکہ تمھاری بات کب سُنین گی بس بی بی تم تو اب متوجہ ہو ان کو بکنے دو یہ فرماکر خواجہ نے نے نکالی آنکھ ملاکر ملکہ مہ جبین سے یہ غزل گائی

غزل

چُرا کر لے گیا دل کو وہ ہم بیدار کیسے تھے
کیا بیخود دکھا کر آنکھ ہم ہشیار کیسے تھے

ہوے واعظ بھی آخر عشق مین اُس بت کے سرگردان
بھلا بیدین ہمتو تھے یہ سب دیندار کیسے تھے

اُسے آتے جو دیکھا اُٹھکے دوڑا بستر غم سے
وہ ہنسکر بولا شوخی سے کہ تم بیمار کیسے تھے

وہ کہتا ہی کہ رو پر وصل مین قطرہ نہین بہتا
ہمارے ہجر مین دیدے یہ دریا بار کیسے تھے

ہوا یہ طول فرقت گو کہ دل سے پوچھتا ہون مین
جبین کیسی تھی میرے یار کے رخسار کیسے تھے

مجھے ای برہمن ادو پھنسایا اپنی اُلفت مین
یہ کیا دام بلا تھے رشتۂ زنار کیسے تھے

تمھارے گیسوؤن نے کیون نہ جھاڑا میری تربت کو
سیہ پوشی یہ کیسی تھی یہ ماتمدار کیسے تھے

وہی مین ہون کہ ای گل خار ہون ہر سو چمن مین
دگرنہ آگئے تم میرے گلے کا ہار کیسے تھے

وطن کے باغ سیر سبزۂ صحرا سے مین بھولا
چمن مین کس روش کے ای جنون گلزار کیسے تھے

عوض مہر و وفا کے اب جفا و جور مجھپر ہی
مجھے حیرت ہی تیرے وعدۂ و اقرار کیسے تھے

اُلجھکر مرگئے ہم تو بھی یہ سیدھے نہین ہوتے
پریشان مجھسے تیرے گیسوے خمدار کیسے تھے

لپٹ کر یار سے تا صبح سوئے وصل کی شب مین
سحر تک شام سے فرقت مین ہم بیدار کیسے تھے

نہ اک قطرہ لہو کا جسم مین باقی رہا میرے
لہو کے پیاسے ای قاتل لب سوفار کیسے تھے

غزل کہنا نہ آیا حیف تجھکو اے قبول اب تک		مزا پایا نہ کچھ بھی یہ تیرے اشعار کیسے تھے

خواجہ عمرو نے جو یہ غزل گائی عاشق مزاجون کی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے دل سب کے بھر آئے شب بھر خواجہ نے ذی بجائی بوقت سحر اسی طور سے وہ جلسۂ عیش و عشرت آراستہ ہی دماغ سب کے تر دنگل زرین پر اسد ایسا افسر تخت پر ملکہ مہ جبین الماس پوش ایسی شاہزادی صاحب بہت و سخاوت حسن مین بے نظیر صاحب جاہ و توقیر سب عیاران نامدار خنجر گذار اپنے اپنے مقام پر متمکن بارہ کوس کے گردمین لشکر ظفر اثر فرو کش ہی ہر مقام پر دورہ جام بے دغدغہ خیال انجام گردش مین پردے بارگاہون کے اُٹھے ہوئے افسران فوج اپنی اپنی بارگاہون مین ناچ دیکھ رہے ہین جوش عیش و عشرت مین ہاتھ اُٹھاکر شاہزادۂ عالیوقار اسد نامدار کو دعائین دے رہے ہین کہ پروردگارا ہمارے افسر کو سلامت رکھنا جسکے دم سے یہ سارا جلسہ ہی کیا لشکر ظفر اثر ہی جراءت و مردانگی مین ایک سے ایک بہتر ہی سب جانباز و سرفروش کجھ ہین انشاء اللہ طلسم ہوش رُبا فتح کرینگے جان لڑا دینگے جان پائینگے افراسیاب خانہ خراب کو قتل کرینگے نامرد کو للکارینگے کیا لڑسکے گا ہمارے آقاے نامدار کے سامنے سے بھاگ جائیگا شکست فاش کھائیگا اگر مقابلہ کریگا تو ذلت اُٹھائیگا لشکر کیا ماشاء اللہ کئی شہر آباد معلوم ہوتے ہین جس جانب نظر جاتی ہی بجز آبادی کچھ نظر نہین آتا ہر کوچہ و بازار آراستہ و پیراستہ ہر راستہ ہی وہ مصفا جو کوچہ ہی وہ پر فضا اس طرح کا جلسہ عیش و نشاط جو آراستہ ہوا فلک کجرفتار کو رشک آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی سنگ تفرقہ پھینکا چاہتا ہی شعر یہ دو دل کو یکجا بٹھاتا نہین ۔ کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ۔ اس سنگدل کو ہر وقت یہی فکر ہی اسکی محفل مین کج خلقی کا آٹھ پہر ذکر ہی کسی کو مثل نقش قدم مٹائے رہرو جادۂ عیش کو راہ بھلائے کوئی برباد ہو فلک کجرفتار شاد ہو ہر فرد بشر کو شادمان دیکھکر رشک کرتا ہی دمبدم درپے آزار رنج رسانی مین اصرار بانی بنائے ظلم و فساد آمادۂ بدعت و بیداد اسد نامدار نے کیا کیا ظلم سہے گنبد نور برسا برس قید رہے جب قید سے چھوٹے باغ سیماب مین جاکر کیا مصیبت اُٹھائی صورت ملک الموت نظر آئی ایسی مصیبت مین گرفتار ہوئے جان دینا قبول تھا قلب حزین ملول تھا اب ایک شب کی راحت نصیب ہوئی پہلو مین معشوق خورشید جلسۂ جام و سبو رنج و مصیبت مین مبتلا تھے دریاے آفت کے آشنا تھے یہ بانی بیداد خوش تھا اس محفل عیش و نشاط کو دیکھکر فکر مین ہی کہ سنگ تفرقہ پھینکون کسی مصیبت تازہ مین مبتلا کرون دیکھیے نیرنگی فلک کی کیا رنگ دکھلاتی ہی ظاہر ہوا کہ ایک خبر وحشت اثر آتی ہی اسد نامدار نے تیسرے دن جلسۂ عیش و نشاط کو موقوف کیا سردارون سے صلاح ہوئی باغبان قدرت نے کہا اول حضور کو دریا دکھانا چاہیے دریاے نیل تک جانا چاہیے ملکہ بہار و مخمور نے بھی یہی کہا مشورہ کامل قرار پایا ایک بارگاہ عالی

واسطے ملکہ مہ جبین کی نصب ہوئی اُسمین ملکہ مہ جبین کا داخلہ ہوا اسی مضمون فرحت آئین کا ایک نامہ طرف کوکب روشن ضمیر کے روانہ کیا خواجہ نے اُسمین تحریر فرمایا کہ اے برادر بجان برابر عنایت سے پروردگار کے لوح طلسمی حاصل ہوئی کسی قدر تسکین دل ہوئی اسد نامدار پس فرداصرف باغبان کو ہمراہ لیکر واسطے مٹانے خارستان وا ہ کے طرف دریاے نیل کے جائینگے کل لشکر دامنۂ قلعۂ نہنگ خونخوار مین فرد کش ہی مین بھی عقب مین طلسم کشا کے ضرور جاؤنگا یقین ہوا افراسیاب جادو بد سرشت وغیرہ لشکر کشی کرے بعد جانے طلسم کشا کے ان سردارون جانباز سے سرکشی کرے اطلاعاً تحریر کیا اس لشکر کا خیال رکھنا واجب ولازم ہی وہ مالک بے نیاز حاکم ہی والسلام والاکرام ساحر تیزرو نامہ لیکر اُدھر گیا یہان لشکر مین منادی نے ندا کی کل بوقت سحر اسد نامدار طرف دریاے نیل کے توجہ فرمائینگے باغبان قدرت نے ساٹھ ہزار جوانان شیر دل منتخب کیے کہ ہمراہ اسد نامدار رہین اب سب سردار اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہین خواجہ واسطے بالا دستی کے گئے ہین برق و چالاک وغیرہ حفاظت لشکر کر رہے ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان لاشۂ داؤد دلیگر ہو پچنا ملکہ لالان خون قبا کا و چند اشعار آبدار ذوق موافق مقام کے بیان ہوتے ہین

ہین مرے آبلۂ دل کے تماشا گوہر
تہ دریا سے کبھی جا ڈھونڈھ نکالا گوہر
پاک دنیا سے ہین دنیا مین ہین گو پاک سرشت
کر پہ رکھتا نہین جز دیدۂ بینا گوہر
صدق اور کذب پہ ہر نکتہ کے ہی شرط نظر
تو کبھی کان سے باہر نہ نکلتا گوہر
دل عاشق مین کرے کیونکہ نہ آنسو سوراخ
آگے تقدیر سے خرمہرہ ملے یا گوہر

اک گہر ٹوٹے تو ہون کتنے ہی پیدا گوہر
رزق تو در خور خواہش ہی پہونچا سکو
غرق ہو آب مین پر تر نہین ہوتا گوہر
ربط نا جنس سے کرتے ہین کوئی پاک نہاد
کور کیا جانے یہ بجا ہی کہ جھوٹا گوہر
خلش خار جنون سے ہی پڑا کیا کیا
اسی الماس سے جاتا ہی یہ بیدھا گوہر

نظر خلق سے چھپ سکتے نہین اہل صفا
مرغ کو دانہ ملا ہنس نے پایا گوہر
کور باطن کو ہو کیا جوہر دانش کی شناخت
ہو نہ ہم صحبت تار رگ خارا گوہر
ہوتی غربت پہ اگر قدر نہ خوش جوہر کی
ہر قدم پر ہی قدم آبلہ فرسا گوہر
غوطہ دریاے سخن مین ہین لگاتا ہی بہتر

غزل دیگر مومن خان دہلوی حسب حال مقام ہذا

گلشن مین لالہ مین ہون کہ ہی دل مین جاے داغ
کیا دکھ نہ دیکھے عشق مین کیا کیا نہ پاے داغ
کیا کہیے گرمیان دل بیتاب کی کہ ہی
کرنا ہی سخت ناخن غمزہ خراشیان
اُس رشک مہر و مہ کی نشانی ہی دیکھنا

اپنے تو دلنشین نہین کچھ بھی سواے داغ
زخمون پہ زخم جھیلے ہین داغون پہ کھاے داغ
سینہ ہی ایک شعلۂ جوالہ جاے داغ
دل کو یہ کیسے چہرے کے چیچک کے بھاے داغ
اے چشم اشکبار کہین نہ بجھاے داغ

چھوڑا نہ لالہ زار مین ساتھ اُسنے غیر کا
دوزخ مین کچھ عذاب نہ پایا زبسکہ مین
رہ تو بغل مین غیر کے سینہ سے لگ کے یان
تارون کے بدلے گِن کے شب تار کاٹ دی
جلتا ہون اہل نار کی تبدیل جلد سے

سو بار سینہ چیر کے مین نے دکھائے داغ
خوکردہ تھا بہ تاب و تب شعلہ ہائے داغ
پہلو برائے زخم ہی سینہ برائے داغ
ایام ہجر مین مرے کیا کام آئے داغ
مومن غضب ہی آتش لذت فزائے داغ

رائے ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ ملکہ لالان خون قبا رنج و مصیبت مین مبتلا صورت نگار جادو صورت ناگن وزیرزادی کی نبی ہوئی مکر کی باتین منزل بمنزل سمجھاتی ہوئی قریب لشکر اسلام پہونچین ملکہ لالان خون قبا نے چاہا کہ مین داخل لشکر ہون اسد غازی سے جاکر ملاقات کرون صورت نگار نے منع کیا اور کہا آپ خداوند طلسم کی دختر ہین بی مہ جبین الماس پوش کی افسرین سوت کے سامنے جانا کیا ضرور ہی ایسا ہو وہ بی جھلو ٹوٹکے ٹاڑے کرنے لگین کچھ میری بھولی شاہزادی کو کھلا دین تو مین کیا کرون اسی مقام پر اُتریے ایک کنیز روانہ کیجیے صرف ایک کاغذ پر لکھ بھیجیے کہ والد نامدار آپ کی محبت مین مارے گئے سیار گلشن جنان ہوئے لاش اپنے باپ کی لیکر آئی ہون اُنکی وصیت تھی کہ طلسم کشا جنازے کو کاندھا دین تا بہ قبر پہونچا دین آسمین محبت کا حال بھی کھل جائیگا اگر عاشق صادق ہین کلیجہ تھام کے دوڑے آئینگے اور یہ لونڈی مکرر عرض کرتی ہو کہ بی مہ جبین کا بھی سامنا نہ کیجیے گا اگر طلسم کشا کہین تو اقرار نامہ اُنسے لیجیے کہ بی مہ جبین استقبال کو آئین سلام کرین اُنکا باپ آپ کے در دولت پر ناصیہ فرسائی کیا کرتا تھا اُنکی کیا حقیقت ہی سلام کرنا اُنکے واسطے شرف حاصل ہوگا ملکہ تو اپنی وزیرزادی کی رائے کی پابند ہین اسی طرح ایک کاغذ لکھکر ایک کنیز کو روانہ کیا اُسوقت اسد نامدار کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے ٹہل رہے ہین لوح طلسمی گلے مین سرداران سرفروش کے خیمون پر نظر ہی ملاحظہ کر رہے ہین اپنے اپنے مقام پر سب مصروف سحر خوانی مسلح مکمل ہر وقت تیار آمادۂ حرب و پیکار رنگ جنگ افراسیاب سے ناہر ہین بخوبی حال ظاہر ہین جسوقت اُسکا جی چاہتا ہو لشکر اسلام پر آپڑتا ہی بقہر و غضب لڑتا ہی مدت مدید عہد بعید سے یہ جفائین اُٹھا رہے ہین اسوجہ سے ہر وقت آراستہ و پیراستہ رہتے ہین اسد تعریفین سب سردارون کی جانبازی کی کرتے ہین کہ صحرا سے رونے کی آواز آئی اسد نے پلٹ کر دیکھا چند کنیزان سیہ پوش خاک اُڑاتی ہوئی آتی ہین اسد گھبرا کر آگے بڑھے کنیزان ملکہ لالان خون قبا کو پہچانا فرمایا کیون نرگس خیر تو ہی نرگس دوڑ کر لپٹ گئی کہا اے شہریار ملکہ لالان خون قبا یتیم ہوگئین شہنشاہ داؤد سیار گلشن جنان ہوے ملکہ عالم جنازہ اُس یزدان پرست کا لیکر آئی ہین اسد نامدار نے

گریبان پھاڑ ڈالا طرف صحرا کے کنیزون کو ساتھ لیکر چلے اُسوقت وہان چند خدمتگار حاضر تھے وہی ساتھ
ہولیے اُس بیقراری مین اسد نے کسی افسر کو خبر نہ کی کنیزون سے حال پوچھتے ہوئے کہ بیان کرو کیا لڑائی پڑی
افراسیاب خود چڑھ آیا فلک نے عجب روز سیہ دکھایا کنیزین عرض کرتی ہین کہ شہریار سامان لشکر کشی
کہان ہوا صرف صورت نگار جادو آئی شہنشاہ حق پرست نے توبہ شکنی نہ کی راہ خدا مین جان دی اُس
کافرہ نے عین محراب عبادت مین مرد مومن کا خون بہایا انکی لیاقت اور غربت پر سنگدل کو رحم نہ آیا اسد
نامدار نے پوچھا ملکہ کیونکر بچین کنیزون نے عرض کی حضور حافظ حقیقی نے انکو بچایا کئی دن پیشتر سے آپ کے
فراق مین نہایت بیقرار تھین ناگن وزیرزادی نے سمجھایا عرب زبانی سے واسطے شکار کے لگا کر لے گئی
شکار گاہ مین یہ خبر وحشت اثر سُنی وہ حرامزادی سارے شہر کو مٹا کر مکانون کو گرا کر صحیح وسالم چلی گئی جب
ملکہ کو خبر ہوئی لاش اُس ثابت قدم کوے حق پرستی کی لیکر کوچ کیا وہ شہر ویران اب لائق رہنے کے
نہین رہا یہ حال مصیبت مآل سُنکر اسد کا رومال پر رومال تر ہو رہا ہی دل اُسکی مصیبت پر رو رہا ہی
جب قریب لشکر ملکہ لالان خون قبا پہونچے دیکھا خیمہ ہاے سیاہ برپا ہین اسد غازی کا کلیجہ پھٹ گیا
ملکہ سر برہنہ سیاہ پوش خیمہ سے روتی ہوئی نکلی صورت نگار ساتھ ساتھ چلاتی ہوئی مکر کے
ڈھکوسلے دکھاتی ہوئی جیسے ہی اسد کی نگاہ اُس دریتیم پر پڑی ملکہ بین کرتی ہوئی بڑھی کہا اے
شہریار ہم یتیم ہو گئے

نظم

ضبط پیہم کی توانائی نہین
طاقت صبر و شکیبائی نہین
ماجرا ہی سخت مشکل کیا کرون
کیا کرون چھٹتا نہین دل کیا کرون

بس چلے تا چند توان کاکب تلک
پاس ہو راز نہان کا کب تلک
پھر سرشک لالہ گون غماز ہی
رنگ دیہر یا کل پرواز ہی

پھر ہوا ہی ناخن غم جانخراش
پارہ پارہ دل جگر ہی پاش پاش
جان پر اللہ کیسی آ بنی
حال بگڑا جاے ہی یہ کیا بنی

چارہ و تدبیر کا امکان نہین
درد اپنا قابل درمان نہین
حال ابتر کو دکھاؤن کس طرح
ماجرائے غم سناؤن کس طرح

اسد غازی نے اپنے دامن سے اشک ملکہ پاک کیے فرمایا ملکہ بخدا یہ معلوم ہوا کہ میرے قبلہ و کعبہ کہ بے گناہ ہیں
قتل ہوے مگر انشاء اللہ یہ خون پامال نہ جائیگا خون بیگناہ سر چڑھے گا جسوقت خواجہ عمرو سنین گے وہ اس
خون ناحق کا بدلہ لین گے صورت نگار نے اپنے واسطے کانٹے بوئے اس سرو باغ حقیقت کو قتل کیا انشاء اللہ جو
ظہور ہوگا آنکھون سے دیکھو گی اے ملکہ عالم اب صبر کرو دل پر جبر کرو میت جلد دفن کرنا مناسب ہی راہ مین بھی
کئی دن گذرے ہونگے صورت نگار تو تھرائی دل سے کہتی ہی اے صورت نگار جو خوف تھا اُسکا سامنا
ہوا میری جان بچنا مشکل ہی اب یہی علاج ہی کہ طلسم کشا سے لوح لو اگر لوح اُسکے پاس رہیگی تجھکو ڈھونڈ ھ کے
مارے گا یہ سوچکر قدمون سے اسد غازی کے لپٹ گئی مکر سے خوب روئی کہا حضور اب دیر نہ لگایئے امن

مردِ موحد کا لاشہ اُٹھائیے رونا تو عمر بھر ہی اسد نامدار نے آکر جنازہ اُٹھوایا خود کاندھا دیا تا بہ منزل اول پہونچایا اپنے دستِ حق پرست سے دفن کیا خود تلقین پڑھی صورت نگار دیکھ رہی ہی دل سے کہتی ہو عقائد مسلمانون کے بُرے کائل ہین کلمات تلقین سُنکر وجد ہوا ملکہ لالان خون قبا نے اپنا حال ابتر کیا صورت نگار نے اشارہ کیا حضور ایسا نہو باپ کے غم مین تڑپ کر روح جسم سے نکل جائے اسد نے ملکہ لالان خون قبا کو سمجھایا قبر سے داؤد کی اُٹھایا فرمایا صاحب صبر کرو دنیا کا یہ طریقہ ہی بموجب شعر حضرت شیخ سعدی شعر ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت ٭ رفت و منزل بدیگرے پرداخت ٭ ملکہ یہ دُنیا مقام عبرت ہی حضرت آدم ابوالبشر جنکو رب اکبر نے خلیفہ روے زمین قرار دیا مسجود ملایک کیا واسطے فرحت کے کہ دوسرا انیس ممکن ہو پہلوے چپ سے حضرت مذکور کے جناب حوا کو پیدا کیا اُنکے جمال جہر تمثال پر حضرت آدم کو شیدا کیا دنیا کو اُنکے ذریعہ سے آباد کیا آخر کیا ہوے چشم زدن مین مثل نقش قدم مٹگئے بزرگان دین ہادی رہبر بندگان خدا کے افسر صاحبان اعجاز و کرامات جن صاحبون نے مردون کو زندہ کیا کلیم اللہ و روح اللہ لقب پائے اورون کے مردون کو زندہ کیا اپنا وقت موت نہ ٹال سکے گردش گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون ہر دم نیا رنگ دکھاتا ہی بیت ہر دم ازین باغ برے میرسد ٭ تازہ تراز تازہ ترے میرسد ٭ دیگر اشعار آبدار لالا علم

عاقلان باغ یہ نہین دلکش
خاک جب ہوگئے قدِ رعنا
جب مٹے میکشان محفل درد
مرگئے جب ہزار غنچہ دہان
نرگسی چشم این جو دفن ہین
عندلیبون کے ہین یہی الحان
دیکھکر بے ثباتی عالم
اسی اندوہ مین کرد ہو تو یاس

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان و خجل
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
جعفری نے دکھایا تب رخ زرد
ہوا گلشن مین ایک غنچہ عیان
چشم نرگس جھکی ہی سوے زمین
غافلو کل من علیہا فان
ہمہ تن اشک ہوگئی شبنم
گل سوسن کا ہی کبود لباس

اس چمن کی ہوا ہے ہمن و دے
لالہ و دل پہ لگیے جب داغ
جب ہوے خاکِ صاحب کاکل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
شاخ پر ہی جو سیب بے چمن
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
جب ہوا صرصرِ خزان کا ڈر
یہ گلستان نہین ہی قابل سیر

آہ سیمین ذقن چراغ عقل پہ ہی
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
تب نظر آئے گیسوے سنبل
تب گلستان مین گل ہوا اظہار
کسی محبوب کا ہی سیب ذقن
باغ مین آبشار روتے ہین
خاک اُڑانے لگی نسیم سحر
کرے اللہ خاتمہ بالخیر

ان اشعار عبرت آثار کو سُنکر ہر خورد و کلان کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے بے ثباتی عالم کا نقشہ آنکھون مین پھر گیا لطفِ عیش دل سے گر گیا نازنینانِ مہ جبین و مہ جبینانِ مہر تمکین بدحواس ہوگئین کہتی تھین اے شہریار آپ کے کلمات حسرت آیات سے چھُریان کلیجہ پر چل گئین حسرتین آنسو بنکر آنکھون سے نکل گئین کوئی حسرت دل مین باقی نہ رہی بس موت کی یاد ہی دنیاے فانی ایسا مختصر مقام ہی مسافر

کو آرام سے کیا کام ہی معلوم ہوا دُنیا عبرت سرا ہی اسکا طالب مطلوب جور و جفا ہی ہرچند کہ صورت نگار
کافرہ بت پرست ہی بادۂ ظلم و بدعت سے مست ہی مگر اسوقت یہ بھی گھبرا گئی قلب پر بدلی غم و الم کی چھا گئی
بہ مشکل ضبط کیا ملکہ کو سمجھایا ارشارے مین کہا آج طلسم کشا کو جانے نہ دیجیے اپنی بارگاہ مین لیچلیے ملکہ نے
اسد نامدار کا ہاتھ تھام لیا کہا اے شہریار اب بارگاہ مین تشریف لے چلیے جو قضا و قدر کو منظور تھا وہ
ہوا آپ رنجیدہ ہون والد نامدار کو بڑا شرف حاصل ہوا دامن اُنکا غبار گناہ سے آلودہ نہوا تو بہ شکنی
نہ کی راہ خدا مین جان دی انجام بھی بخیر ہوا آپ کے دست حق پرست سے دفن و کفن کا سامان ہوا
اُنکی روح کو آپ نے شاد کیا اسد نامدار ہمراہ ملکہ لالان خون قبا بارگاہ مین آئے صورت نگار
نے چھپر کھٹ آراستہ کیا دسترخوان لاکر بچھایا کہا حضور ملکہ کئی روز سے بے آب طعام ہین اپنے ہمراہ کھانا
کھلائیے اپنی زبان معجز بیان سے سمجھائیے اسد نے ملکہ کو خاصہ کھلایا آپ بھی نوش کیا اس عرصہ مین
مسافر روز با جگر پر سوز سیاحی عالم بے ثبات کرکے داخل سرائے مغرب ہوا شہنشاہ پردۂ ظلمات تخت
جلالت آیات فلک پر متمکن ہوا فوج ثابت و سیارگان کی کمربندی ہوئی صورت نگار نے بہ تعجیل بارگاہ
مین روشنی کی اسد غازی نے فرمایا ملکہ اب تم لشکر ظفر اثر مین چلو ملکہ مہ جبین سے بھی ملاقات کرو ملکہ مہرخ
و بہار وغیرہ بھی تمھارے دیدار فرحت آثار کی مشتاق ہین یہ نہ سمجھنا تم سے یہ لوگ آمادۂ نفاق ہین مین
صبح کو طرف دریائے نیل کے سفر کرونگا صرف باغبان قدرت کو ہمراہ لونگا مضمون لوح سے ثابت ہوا
کہ ابھی لوح بیکار ہی مہرۂ طلسمی کی ضرورت ہی رازداران طلسم کہتے ہین جب تک دریائے نیل قبضہ مین نہ آئیگا
اس مرحلۂ سخت و صعب کا طی ہونا دشوار ہی ملکہ تو شاہزادے کا منھ دیکھنے لگی لیکن صورت نگار نے
بڑھکے عرض کی اے شہریار آج کی شب اس حسرت دیدہ مصیبت کشیدہ کو سمجھانا ضرور ہی حضور کی
فراست سے دور ہی میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ آج کی شب یہین آرام فرمائیے بوقت سحر انکو لشکر مین
پہونچا دیجیے گا آپ طلسم کشائی پر کمر باندھیے ہر نوع صبر کرینگی حضور کے لیے دعائے فتح و ظفر مین مصروف
رہینگی اسد کے بھی خیال مین آیا کہ سچ کہتی ہی اس شب کو جانا میرا باعث بیقراری لالان خون قبا
ہوگا ملکہ لالان نام فراق سُنکر روتی تھی اسد نے اشک اپنے دامن سے پاک کیے کہا اے شہنشاہ خوبی
اے رنگ و بوئے گل حدیقۂ محبوبی اس شب کو ہم اسی مقام پر آرام کرینگے سفر و حضر تمھاری رائے پر ہوگا
صورت نگار نے فوراً مختصر سا جلسہ آراستہ کیا لباس سیہ سب کا تبدیل کرایا یہان تو اسد غازی آمادہ
ہو چلے کہ شب کو اسی مقام پر رہین صورت نگار اس فکر مین کہ یہ دونون عاشق و معشوق آرام کرین
جس طرح بنے لوح طلسمی لون طلسم کشا کو قتل کردن لالان خون قبا کا خون بہاؤن مثل شہداد دیو انکو

بھی مٹاؤن لوح لیکر بخدمت افراسیاب پہونچون عہدہ ہائے جلیل سے مشرف ہون لیکن دو کلمے حال
خواجہ عمرو و ملکہ مہ جبین الماس پوش کے گذارش ہوتے ہین خواجہ عمرو و ملکہ مہ جبین بارگاہ آسمان جاہ
مین داخل ہین ساٹھ ہزار کنیزان زرین پوش حاضر خدمت فیض درجت ہین تین دن لشکر مین جشن نوروزی ہا
اب خیال سفر طلسم کشا مین متردد و متفکر بیٹھین کہ کنیز بے تمیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی حضور نے کچھ سنا بی
لالان خون قبا دختر شہنشاہ داؤد بھی یہان آکے موجود ہوئین پہلے خبر سنی تھی کہ طلسم کشا کو کچھ ناز نخرے دکھلا
کے اُس بھولے شاہزادے کو لگا کے اپنے باغ مین لے گئین وہ حضور کے اشتیاق مین چلے آئے کسی وجہ مین
اُنکے باپ مارے گئے نیا ڈھکوسلا بتایا لاش کو یہان لاکے پہونچایا بی بی اِن عورتون کے چلتر سے ڈرنا
چاہیے آپ کے خوف سے وہ کوس بھت کے اُترین ایک کاغذ لکھکر بھیجا کہ میرے باپ کو آکر دفن کیجیے آپ کی
محبت مین مارے گئے وہ یہ خبر سُنکر دوڑے جب وہان پہونچے یقین ہے مرد کے سامنے ٹسوے بہائے ہونگے
نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلایا اُس شہریار کو آج کی شب روک لیا اب خاصہ وغیرہ نوش فرمائیے مرچے
کی زبانی ابھی معلوم ہوا شب کو وہین تشریف رکھین گے اب سفر کیسا جستجوے طلسم کشائی کجا داری ہمکو
ڈر ہے کچھ کھلا پلا نہ دین عورتین بڑی چلتر باز ہوتی ہین مردون کو دیوانہ بنا دیتی ہین میرے شوہر سے مجھ سے
لڑائی رہا کرتی تھی پڑوسن نے مجھکو ایک ٹوٹکا بتلا دیا کہ بوا جوتی سے آٹا تولکر ٹکیا پکاؤ اندھیرے پاکھ مین
میان کو کھلاؤ ہمیشہ جوتی کے نیچے رہین گے مین نے یہی کیا اب کبھی سر نہین اُٹھاتے بھگو بھگو کے جوتیان مارتی ہون
حضور ایسی باتون کا ڈر ہے بعض ٹوٹکا پلٹ پڑتا ہے مرد کی جان جاتی ہے ان خیالات مین لونڈی بہت
گھبراتی ہے جلد کچھ تدبیر کیجیے مین جاؤن ہاتھ پکڑ کے کھینچ لاؤن مجھسے بی لالان نہین بول سکین گی مین آپکی
خدمتگزار ہون اگر بولین تو سو صلواتین سناؤنگی صاف کہدونگی ہماری بی بی بیاہتا ہین تم اُبھری ہو
میان سلامت رہین ایسے ایسے معاملے بہت سے ہونگے رہتا باقی رہجائیگا بہتا پانی بہ جائیگا یہ سنکر ملکہ مہ جبین
رونے لگی کہا بوا اُسکو تم دخل نہ دو مین اُنکے مزاج سے ڈرتی ہون ذرا مین بگڑ جاتے ہین تلوار چمکاتے ہین
مجھے کسی شغل سے کیا کام گنبد نور پر کوئی آشنائی کرنے نہ آیا تھا مگر خدا اب قید سے رہا ہوئے اب سیطرح کے لوگ
جمع ہونگے مجھے چھوٹے نانا جان خواجہ عمرو سے کام ہے جلد اُنکو بلا کر لاؤ مجھے سوار کراکے خدمت مین میرے
ابا جان کرب غازی کے بھیجدین اپنی مادرمہربان ملکہ زبیدۂ شیرگیر کے زیر سایۂ دامن دولت بسر کرونگی
عمر بھر اُنکو صورت نہ دکھاؤنگی بی لالان خون قبا کو لیکر بیٹھین مزے اُڑائین مین کچھ اُنکی عاشق
نہین ہون بنے لوگ اپنا عشق جتائین بس اب میری بارگاہ مین کبھی نہ آئین ملکہ مہ جبین کا غصہ مین چہرہ
سُرخ جوش محبت مین آنکھون سے آنسو جاری ہچکی لگی ہوئی بات منھ سے نہین نکلتی سوت کا نام جو سُنا

ضبط نہین ہوسکتا کبھی غصہ مین الماس کی انگوٹھی اُتاری کہا اسکو چبا جاؤن کلیجہ کٹکے مُنھ سے نکلجائے
ابھی میرا خاتمہ ہو مگر مین وصیت کرتی ہون میرے جنازے پر نہ آئین میرا مردہ خواجہ عمرو اُٹھائین دلارام
وزیرزادی نے ہاتھ تھام لیا کہا وارثی آپکے دشمن جان دین ایسی کیا دشمنون کو مصیبت ہی مین نے کنیز
کو بھیجا ہی خواجہ عمرو آتے ہونگے اُنسے شکایت کیجیے وہ بخوبی سمجھا دینگے آپ کے سامنے کسی کی حقیقت نہین ہی
خدا وارث کو سلامت رکھے ایسی ایسی بہت آئینگی انصاف یہ ہی کہ آپ کی محبت کا طلسم کشا کے بھی دل پر
نقش ہی اس مقدمہ مین جو کچھ سچ ہوگا کھلجائیگا خواجہ عمرو ہی اس بات کا فیصلہ کرینگے اُسوقت باتون
پر ملکہ مہ جبین و دلارام کے محل مین ہنگامہ جہان چار ملکر بیٹھین یہی کھسر پھسر ہورہی ہی دیکھو بوا طلسم کشا
نے کیا غضب کیا اب جو قید سے چھوٹے رنڈی بازی کرنے لگے بی لالان خون قبا کی بارگاہ مین گئے
ہین مردوے کے دل مین ڈر نہین ایک کہتی ہی بوا ہماری بی بی صاحب نے اپنی محبت ظاہر کردی یہ
بڑی خرابی ہوئی جہان مردوے کو معلوم ہوا کہ یہ عورت چاہتی ہی بھول جاتے ہین اپنے آپ مین نہین
رہتے یارون مین بیٹھکر ذکر کرتے ہین کہ فلان عورت ہم پر مرتی ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی ہماری ملکہ بہت
بگڑی ہوئی ہین بڑی ضد مین ہین بُرا مانا مُنھ پھلایا ہی سوت کا نام سُنکر غصہ آیا ہی ایک نے کہا بوا اچھو
کچھ بھی اب نہوگا اُنکے سر پر کو دو دن دلینگے ملکہ کو اس مقدمہ مین بہت بگڑنا چاہیے ضد کرین کھانا
نہ کھائین ایک پلنگ پر نہ سوئین اچھی طرح بات نہ کرین پہلا مقدمہ ہی بوا مین پڑھی لکھی ہون دیکھو
سعدی نے کہا ہی مثل گربہ کشتن روز اول بﺌ اگر یہ نہ کرینگی پچھتائینگی بار فراق اُٹھائینگی یہ باتین
جو کنیزون کی ملکہ نے سُنین فرمایا صاحبو مین تمھاری بات کا جواب نہین دیسکتی دل کی جو کیفیت
ہی کیونکر دکھاؤن اس بیقرار کو کیا کہکے سمجھاؤن

اشعار

یاران عجم یار من میرسید
برکندہ دل ز دیار دیارم
بینی بسر از زمین بے زیارت
اب کرتی ہی سانس بھی گرانی

درد دل زار من میرسید
از صبر و قرار من میرسید
جز راہ مزار من میرسید
سب خاک مین ملگئی جوانی

در من نہ قرار ہست نے صبر
ترسم کہ شود نہ تیرہ عالم
ہر دم ہی کچھ اضطراب لکو

از یار و دیار من میرسید
حال شب تار من میرسید
طاقت نے دیا جواب لکو

اے دلارام واے مصاحبان قدیم اب ہمکو نہ سمجھاؤ

دل ہمارا نہ دکھاؤ صاحبو مین سخت جان نہین ہون ایک آہ مین جان دونگی یقین ہی شکے تشریف لائین
کہدینا آپ کے ظلم و بدعت نے ہمکو ہلاک کیا آہ جگر سوز نے جلا کر خاک کیا ایک جنازہ دفن کرچکے اس
کشتۂ حسرت و یاس کی بھی لاش اُٹھائیے تا بہ قبر پہونچائیے دلارام ہماری جانب سے سمجھا کے کہنا کہ اے
گل باغ خوبی کا نشا نکل گیا ہمراہ معشوق سرو سہی قد ابصد رشد و در باغون مین ٹہلین کیجیے باغی نرہا علین

بہار مین گلشن حیات پر خزان آئی صیاد و گلچین کی بن آئی یہ باتین حسرت آمیز کرکے زار زار مثل ابر نو بہار
رونے لگی ہچکی لگ گئی بات مُنہ سے نہ نکلتی تھی کہ خواجہ عمرو پھرتے پھراتے در بارگاہ ملکہ مہ جبین پر آئے
محلدار نے پکار کر کہا خواجہ سلامت اندر جائیے عرصۂ دراز سے ملکہ عالم آپ کو یاد کر رہی ہین دیکھیے تو محل مین
کیا رنگ اُچھل رہا ہی آتش غم و الم سے ہم سب کا کلیجہ جل رہا ہی عمرو نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہی محلدار نے کہا آپ
اندر تشریف لیجائیے آپ کو خود معلوم ہو جائیگا میرے عرض کرنے کی ضرورت نہین ہی عمرو بھی گھبرایا بیقرار ہوکر
محل مین آیا دیکھا وہ بارگاہ محل رنج و الم ہی ہر ایک کے قلب پر ہجوم غم ہی ملکہ مہ جبین الماس پوش
کو دیکھا تمام کنیزین گھیرے بیٹھی ہین ہچکی لگی ہی رنگ زرد متغیر متردد متحیر خواجہ عمرو کو دیکھا ملکہ مہ جبین نے اُٹھکر
خواجہ عمرو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے چیخ مارکر روئی عمرو نے دامن سے اشک پاک کیے پیشانی کے بوسے لیے
کہا کیون نور نظر خیر تو ہی دشمنون کو کیا ایسا صدمہ پہونچا یہ کیا حال ہی مجھ سے مفصل کہو اے مہ جبین مجھے
چالاک سے زیادہ تجھسے محبت ہی اگر کسی نے آنکھ دکھائی ہو اندھا کر دون مہ جبین تو فرط گریہ وزاری
سے جواب نہ دے سکی دلآرام نے ہاتھ خواجہ کا تھام لیا کہا حضور تجھسے نہین آپ کے نواسے صاحب نے
اور معشوق کی آنکھون سے دور تھی کوئی نہ جانتا تھا بی لالان خون قبا کے والد مارے گئے وہ لاش
لیکر آئین طلسم کشا صاحب فوراً تشریف لے گئے میان داؤد کو دفن کیا ابھی چوبدار نے آکر خبر دی ہی کہ
آج شب کو وہین تشریف رکھین گے انصاف فرمائیے اُنکو یہ مناسب تھا کہ ملکہ کا کچھ خوف نہ کرین سوت
کے خیمہ مین چلے جائین یہ مضمون سُنکر عمرو کے ہوش اُڑ گئے مگر ضبط کرکے کہا اے نور نظر مہ جبین لالان
خون قبا کے مقدمہ مین ملال نہ کرو انصاف شرط ہی اُسی کی وجہ سے اسد کی جان بچی اُسکے باپ کی
وجہ سے لوح ملی عشق مین اسد کے لالان خون قبا نے کوڑے کھائے یقین تھا روح جسم سے نکل جائے
لیکن اُسنے نہ بتایا اگر اُسکا باپ مارا گیا بڑا غضب ہوا لیکن بٹیا اُسکا خیال رکھنا تیرے برابر کسی کا رتبہ
نہین ہی نہ ہوسکے گا اگر سو معشوقین اسد کی ہونگی سب کو تمھاری اطاعت کرنی پڑیگی تم اسکا ملال
نہ کرو ملکہ دعا مین مصروف ہو خدا اسد کی وہان جان بچائے لوح پر کوئی افتاد نہ پڑ جائے تم کھانا
کھاؤ عیش کرو دلآرام تو نہین ملکہ کو سمجھاتی یہ فرزندان صاحبقران ہین ان باتون کی تاکید اُنپر ناممکن ہی
اگر اُنسے ملکہ کو محبت ہی رشک و حسد کو دل مین جگہ نہ دین یہ کہکہ عمرو گھبرایا ہوا باہر آیا مہتر برق فرنگی
کو بلایا کہا تو نے سُنا اسد نامور ملکہ لالان خون قبا کے خیمے مین لوح پہنے گیا ہی دل میرا تڑپ رہا ہی
ایسا نہو کوئی عیارچی اُنکے لشکر مین ملی ہوئی چلی آئی ہو لوح کی فکر ہوگی جاکر بیٹا تدبیر کرو ملکہ زرینگ
اسد نامور کے آنے تک کرو تو بہتر ہی مین بھی وقت پر آؤنگا بڑا مجکو تردد ہوا دل مثل ماہی بے آب

تڑپ رہا ہی یہ بھی امر سبب سے خالی نہین ہی اسد نامدار وہان شب کو کبھی رہنے کا ارادہ نہ کرتا لالان خون قبا کی یہ لیاقت نہین ہی کہ باتون مین روک لیتی یہ بھی کسی مکارہ کا کام ہی رات کو اُسکو روک لیا یہی امر کافی تھا کہ بعد دفن شہنشاہ داؤد ملکہ لالان خون قبا کو لشکر ظفر اثر مین لاتے ملکہ مہ جبین سے ملواتے ان آئینہ رخسارون مین صفائی ہو جاتی غبار خاطر دفع ہوتا اور ای برق مجھکو قتل ہونے کا داؤد کے بڑا قلق ہی صورت نگار و مصور سے سمجھ لونگا اگر ان زن و شوہر پر پنجہ قابض ہو فوراً مجھکو خبر دینا مارے کوڑون کے کھال اُڑا دونگا خون ناحق داؤد کا بخوبی بدلہ لونگا برق نے کہا اُستاد مین ابھی جاتا ہون خوب سمجھ گیا غلام کو بھی انتہا کا قلق ہوا اُس مرد خدا پرست کو بیکس و بے بس کر کے مار ڈالا مگر کیا ثابت قدم کوے یزدان پرستی تھا تو بہ شکنی نہ کی اپنی جان دی اگر ذرا ہونٹھ ہلا دیتا آسمان کو زمین سے ملا دیتا آپ کے کلام معجز نظام نے اُسکے قلب پر تاثیر کی حضور نے ایسی مسلسل تقریر کی خوف خدا سے ڈرایا صفت قہاری کا قائل ہوا دل و جان سے اپنے پیدا کرنے والے پر مائل ہوا اُستاد شاگرد دیر تک سرگوشی کیا کیے برق نے بہت بہت کہا کہ اُستاد آپ بھی چلیے عمرو نے کہا تم جاؤ مین وقت پر آؤنگا برق فرنگی بانہاے عیاری سے آراستہ ہوا تڑپ کر طرف بارگاہ ملکہ لالان خون قبا کے روانہ ہوا بعد جانے برق فرنگی کے خواجہ عمرو بھی لشکر مین پھرتے ہوے جا بجا اہالیان طلایہ کو جگا یا ہر ایک سے یہی فرمایا بھائیو ہوشیار رہنا یہ راتین سونے کی نہین ہین خوف آمد افراسیاب ہی لشکر کشی ہوا چاہتی ہی تمام طلسم ہوش رُبا مین لڑائی کے سامان ہین کمال افراسیاب کے تم سب صاحبون پر بخوبی عیان ہین پھرتے پھراتے خواجہ بھی فکر حفاظت اسد غازی مین روانہ ہوے لیکن وہان بارگاہ لالان خون قبا کا حال سنیے صورت نگار مکارہ نے دونون عاشق و معشوق کو شراب پلائی جب رات زیادہ آئی صورت نگار نے اسد نامدار سے اشارہ کیا اے شہریار راہ مین ملکہ لالان خون قبا نے بڑی مصیبتین اُٹھائین خیال فرمائیے باپ کا لاشہ ہمراہ تھا اب تک آب و دانہ بھی ترک رہا آج آپ کے تشریف رکھنے سے غنچہ خاطر انکا شگفتہ ہوا اب رات زیادہ آچکی آرام فرمائیے تنہائی مین بھی معشوق کو سمجھائیے آپ کا سمجھانا بہت بہتر ہوگا عاشق کے سامنے اگر معشوق جھوٹ بھی کہے اُسکو بمنزلہ حدیث و آیہ ہوتا ہی یہ کہکر صورت نگار سامنے سے ہٹ گئی پردہ کھینچ دیا کنیزون سے کہا باہر چلو اپنے اپنے مقام پر آرام کرو یہ تخلیہ کا مقام ہی صحبت گل و بلبل مین گلچین کا کیا کام ہی اب عاشق و معشوق تنہا رہے اسد غازی نے ہاتھ ملکہ لالان خون قبا کا تھا منا چھپر کھٹ پر آئے ملکہ بیتاب ہو رہی تھی باپ کی یاد نہ بھولتی تھی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اسد نے کہا ملکہ اب غم والم کو خانہ

دل مین جگہ نہ دو صبر کرو تمکو اگر ملول و حزین چھوڑ کر جائینگے سفر مین بھی تمھاری یاد رہیگی دل کو چین نہ آئیگا
لالان خون قبا نے کہا حضور جہان جائیے مجکو اپنے ساتھ رکھیے میرے لشکر مین کون ہی ایسا نہو بیہ جبین
میرے ساتھ دشمنی کرین سب سردار اُنکے مطیع ہین اسد نے کہا اے ملکہ عالم کیا مجال ملکہ مہ جبین سے تمھین
ملوا کر جاؤنگا ہر ایک کو بخوبی سمجھا دونگا سب سردار تمھارے تابعدار رہین دل و جان سے خدمتگزار رہین
دونون کو نشۂ شراب تھا باتین کرتے کرتے سو گئے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا صورت نگار اُٹھی پردے سے
دیکھ رہی تھی دیکھا عاشق و معشوق نے آرام کیا نفیر خواب بلند ہی پردہ اُٹھا کر قریب پلنگ کے آئی دیکھا لوح
گلے مین اسد نامدار کے پڑی ہی شاہزادہ غافل سو رہا ہی خوف سے اُس شیردل کے کانپ رہی ہی جانتی ہی
اگر بیدار ہوا ایک طمانچے مین تیرا کام تمام ہو جائیگا اُس شیر کے پنجہ سے کون بچائیگا کانپتی تھراتی قریب پلنگ
کے آئی جھولی سے مقراض نکالی دوڑا لوح کا کاٹا عکس سے لوح کے بھی گھبراتی ہی سحر بھولی جاتی ہی مُنھ پھیر کر
ہاتھ بڑھا لوح کو اُٹھایا رومال مین لپیٹ کر لوح کو جھولی مین رکھا اب منظور ہوا طلسم کشا کو بھی لیچلو اُس ظالم کو
کیون چھوڑو اب بخوبی اطمینان ہی لوح قبضہ سے طلسم کشا کے لیلی اب بیدار بھی ہوگا تو کیا کریگا اِس خیال سے
پنجہ کمر مین اسد نامدار کے ڈالا سحر کرکے قصد کیا قبۂ بارگاہ توڑ کے نکل جاؤن قضا کار عہتر برق فرنگی بموجب
حکم خواجہ عمرو چھپ کر آیا زیر پلنگ سو رہا تھا آہٹ سے پاؤن کے آنکھ کھلی دیکھا صورت نگار جادو بصورت
چھلی اسد غازی کو پنجہ مین دبا چکی ہی چاہتی ہی کہ سحر کرکے بلند ہون برق تڑپ کر اُٹھا جی مین کہتا ہی
ہائے بڑا غضب ہوا یہ ملعونہ کہان سے آئی صرصر وغیرہ کا البتہ خیال تھا یہ کیا نقشہ ہوا یہ تو زوجہ مصور ہی
پلنگ کے نیچے سے دبا ہوا نکلا پشت پر صورت نگار کے پہونچا صورت نگار کا قصد تھا کہ بلند ہون
برق نے چودہ حلقے کمند کے مارے تڑپ کر نعرہ کیا نعرۂ برق شعر منم برق رفتار و خنجر گزار منم یکہ لیکن گران
بسہزار ہا اے ملعونہ کہان جاتی ہی حلقہائے کمند گلے مین صورت نگار کے پڑے برق نے جھٹکا مارا
اسد غازی پنجہ سے چھوٹ کے صورت نگار کے الگ گرا صورت نگار گرتے گرتے سنبھلی لفظ اُف مُنھ
سے نکل گئی فوراً کمند جل گئی صورت نگار نے گیر کھا کے دو تھپڑ مارا برق زمین پر گرا مثل ماہی بے آب
تڑپنے لگا صورت نگار نے کہا او لنگوڑے پاجی بھوریے اب کہ کہان جائیگا افراسیاب تجکو دار پر
کھینچے گا برق کی زبان بند مجبور و درد مند زبان صورت نگار نے اُسکی بند کردی اس خیال سے کہ غل نہ
مچائے بڑھکر برق و اسد نامدار دونون کو پنجہ مین دبا یا سحر کرکے بلند ہوئی تا بہ قبۂ بارگاہ پہونچی تھی
لیکن آفتاب عالمتاب آسمان عیاری کوکب درخشان خنجر گذاری خواجہ عمرو بھی آکر اس بارگاہ مین
ٹھہرے ایک قنات گوشہ بارگاہ مین لپیٹی کھڑی تھی اُسمین گھسکر سو رہے جب برق نے صورت نگار پر

کمند ماری نعرہ کیا اسد کے گرنے کا دھما کا ہوا عمرو کی آنکھ کھلی قنات سے گھبرا کر نکلا دیکھا صورت نگار بلند ہوکر قریب قبۂ بارگاہ پہونچ چلی ہی قصد ہی سحر کر کے قبہ بارگاہ توڑ دون عمرو گھبرایا فوراً خیال مین آیا جال الیاسی نکالا نعرہ کیا او مکارہ کہان جاتی ہی نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
ذرا تیز رفتار ہو کر قدم
دوندہ جہانگرد طرار ہون

ڈرے مکر سے کانپتا ہی جہان
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
جہانگیر عالم کا عیار ہون

تراشندۂ ریش کفار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو

زمانہ کا مکار و غدار ہون
بنائے مری گرد پاپوش کو

صورت نگار سحر کر کے بلند ہوئی تھی عمرو جست کر کے برابر پہونچا جال مارا صورت نگار و برق و اسد جال مین پھنسے اُسی طرح تڑپ کر عمرو زمین پر آیا جیسے ہی صورت نگار پھنسکر گری عمرو نے حباب بیہوشی مارا صورت نگار کا منکا ڈھل گیا بیہوش ہوئی عمرو نے اسد غازی کو اور برق فرنگی کو جال مین سے نکال لیا صورت نگار کی زبان مین سوزن دیا کھینچتا ہوا لیکر باہر آیا ملکہ لالان خون قبا بیدار ہوئین پیٹنے لگین عمرو نے کہا بٹیا کیون روتی ہو سب طرح خیر ہی مین نے اپنے دوست صادق محب واثق کے قاتل کو گرفتار کیا معاوضۂ خون بیگناہ لیتا ہون یہ خبر لشکر اسلام مین پہونچی باغبان و بہار و مہرخ و معمار قدرت و ہلال سحر افگن و سُرخ موے کاکلشا وغیرہ دوڑے غول کے غول لشکر سے آنے لگے آکر دیکھا کہ صورت نگار کو خواجہ عمرو نے ایک ستون سے باندھا ہی ہوشیار کر دیا ہی تازیانہ حضرت اسحٰق کا لیکر کھڑا ہوا ہی صورت نگار کی صورت دیکھکر کانپ رہا ہی کف مُنھ سے عمرو کے جاری دیوانہ وار وحشی مثال للکار رہا ہی او حرامزادی فاحشہ تو نے اُس مومن دیندار کو بخیطا مارا کچھ خوف خدا نہ آیا بتلا کہ اسوقت اغراسیاب کیا ہوا وہ کہاں تیرا مصور کدھر گیا او مکارہ عیارہ تو نے مثل عیارون کے عیاری کی اور ملکہ لالان خون قبا فرما رہی ہین کہ چھوٹے نانا جان یہ تو اس سے پوچھیے کہ میری وزیرزادی ناگن کو اس حرامزادی نے کیا کیا عمرو نے کہا مین اس حرامزادی سے کیا پوچھون ناگن کو مار کے اسکی صورت بنی صاف ظاہر ہی سب اُمورات کا معاوضہ ہوا جاتا ہی کل اہالیان شہرداؤدیہ کا خون اس حرامزادی کی گردن پر ہی یہ ملعونہ جلادون کی افسر ہی ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ سترہ سو سردار گرد عمرو جمع ہین تھر تھرا رہے ہین کہ ایسے غصہ مین ہمنے کبھی خواجہ کو نہین دیکھا چاہتے ہین شفاعت کرین مگر حوصلہ نہین پڑتا عمرو نے برق و ضرغام کو آواز دی دونون کانپتے ہوے سامنے آئے ایک ایک کوڑا عمرو نے دونون کے ہاتھ مین دیا ضرغام سے کہا تو میرا فرزند ہی صاحب ہمت جرات ہی دیکھون کس قدر تیرے جسم مین طاقت ہی اور برق سے کہا او بے انگریز کوڑے لگا تم دونون مین سے اگر ایک کا ہاتھ رُک گیا تو بسر صاحبقران یہی حال تمھارا کرونگا برق و ضرغام جھپٹے صورت نگار

پر کوڑے پڑنے لگے شراٹے خون کے بلند ہوئے بوٹیاں اُڑنے لگیں جب ذرا ان دونون کے ہاتھ رُکتے ہین
عمرو تازیانہ حضرت اسحٰق کا لیکر بڑھتا ہی ایک ضرغام پر ایک برق پر ایک سڑاکا صورت نگار پر
پڑتا ہی صورت نگار دوہائی دینے لگی تمام لباس پارہ پارہ چھاتیاں کھلی ہوئین تمام جسم خون مین لال
صورت نگار کا عجیب حال پکارتی ہی ای عمرو توبہ کرتی ہون اب کبھی ایسی حرکت نہو گی تیری لونڈی
بنکے رہونگی عمرو کہتا ہی او مکارہ تیرے قول و فعل کا کیا اعتبار ہی تجکو اُس مرد خدا پرست پر رحم نہ آیا خدا
کا خوف نہ کیا محراب عبادت مین اُسکا خون بہایا اُسی کے خون نے جوش مارا ہی مین تیری توبہ کو قبول
نہ کرونگا اگر وہ مطیع احکام امر و نہی نہوتا تیری یہ مجال تھی کہ اُسکے سامنے زبان کھولتی آنکھون کے نیچے
اُسکی لیاقت پھر رہی ہی میرے کلمات نے اُسکے قلب پر ایسی تاثیر کی دُنیا سے دو دن کو سچ جانا راہ خدا مین
جان دی وہ داخل بہشت عنبر سرشت ہوا تیرے اعمال زشت نے تجکو مبتلائے بلا کرایا اب مین تجکو زندہ
نہ چھوڑونگا تڑپا تڑپا کر مارونگا ایک مرتبہ نہین قتل کرونگا جب باغبان قدرت نے دیکھا
صورت نگار قریب مرگ ہی ایسا نہو دو چار کوڑون مین اسکا دم نکل جائے دوڑ کر باغبان نے
خواجہ کا ہاتھ تھام لیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری بس یہ بڑے جلیل کی زوجہ ہی سزا سے کامل ہو چکی عمرو کی
آنکھون مین آنسو بھرے تھے نام شہنشاہ داؤد کا لیکر رو رہا تھا ہر مرتبہ یہ زبان پر جاری ہوتا تھا ای برادر
بجان برابر افسوس وقت انتقال تمھارے ہم قریب نہوے کچھ وصیت و نصیحت کرتے کس حسرت و یاس سے
تیری جان گئی اس حال مین جو باغبان نے ہاتھ تھام لیا عمرو اپنے ہوش مین نہ تھا ایک کوڑا باغبان
پر مارا کہا او باغی اس ملعونہ جہنمی کی سفارش کرتا ہی مین اسکے زخمہائے جسم پر نمک پاشی کرونگا بلبلا کر
باغبان پیچھے ہٹا عمرو کا غصہ دیکھکر اسد نامدار ایک ایک سے کہتا ہی خبردار اسوقت نانا جان کے
قریب نہ جاؤ بخدا مین نے کبھی ایسا بیقرار نہین دیکھا اسوقت کوئی نانا جان کو نہ سمجھائے اور نہ قریب جائے
اسوقت کسی کا کہنا نہ مانینگے مہرخ و بہار بھی بڑھ بڑھکر عذر کرتی ہین مگر خواجہ کا غصہ ہر ایک پر
اُسی طور کا ہی جو باغبان کے ساتھ کیا فرماتے ہین برلے خدا اسوقت میرے پاس کوئی نہ آوے اسوقت
مجھے اُس مرد خدا پرست کی حسرت و یاس کا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی مین اپنے ہوش مین
نہین ہون اب ناظرین پر واضح ہو کہ صورت نگار پر تو یہان کوڑے پڑ رہے ہین سترہ سو سردار
نامدار و اسد عالی وقار غصہ کو عمرو کے دیکھکر کانپ رہے ہین ہر چند سردار سمجھاتے ہین
مگر عمرو نہین مانتا کہتا ہی اسکی ہڈیاں تک شکست کر ڈالونگا زندہ اسکو نہ چھوڑونگا
یہان تو یہ ہنگامہ ہی۔

دو کلمۂ افراسیاب و مصوّر و چند اشعار آبدار حسب حال مقام فرحت انجام برائے کفار مصیبت و آلام بیان کیے جاتے ہین

ابر دیکھا تو کہا دل نے بخار اپنا ہی
داغ داغ اپنا یہ سارا تن زار اپنا ہی
ساقیا ہمسے زیادہ کوئی میخوار نہین
آگے جاتے ہو کہان تم یہ فرار اپنا ہی
سیکڑون پھول ہیے ہین غم داغ حسرت
دھیان گلفون ہی ہین لیل و نہار اپنا ہی
اس سے سینہ مین خلش آٹھ پہر ہی اے گل
خو تمھاری جو وہ ہی تو یہ شعار اپنا ہی
سینہ اپنا نہین داغون سے گلستان ہی یہ
ایک مدت ہوئی سنسان دیار اپنا ہی
پڑھکے اشعار مرے ہوتی ہین پریان بیخود
اندنون کوچۂ جانان مین گذار اپنا ہی

برق چمکی تو صدا دی یہ شرار اپنا ہی
تجھپہ مر جائینگے ہم ہمسے بچیگا نہ رقیب
بیخودی کہتے ہین جسکو وہ خمار اپنا ہی
اے صنم کس لیے دامن سے چھڑاتا ہی تو
دل نہین سینہ مین یہ باغ و بہار اپنا ہی
جان لی بیکسے محب پر نہ اُٹھایا لاشہ
غنچۂ دل نہین پہلو مین یہ خار اپنا ہی
نظر یار مین ہوتی ہی زیادہ توقیر
نالہ کش دل جو ہی سینے مین ہزار اپنا ہی
حرص دنیا کو جدا کب دل سے کیجیے
خامہ جادو رقم سحر نگار اپنا ہی

بسکہ سرگرم ستم لالہ عذار اپنا ہی
ہم ترے صید ہین لیکن وہ شکار اپنا ہی
تھا تباہی پنجۂ حسرت نے تمھارا دامن
بیوفا ایسا نہ بچا یہ غبار اپنا ہی
دن ہو یا رات ہو آنکھون مین ہی عالم اندھیر
جان لون پھر اُسے کس طرح کہ یار اپنا ہی
دل سے توڑوگے تو ہم مُنہ نہ کبھی موڑینگے
جسقدر عشق مین لذت ہو وقار اپنا ہی
اب بھی ملین بھی ہوتا نہین جو جلوہ نما
اب چکیے اسے ناچیز سوار اپنا ہی
دل بہت خوش ہی مرا خوب گذرتی ہی قبل

بر سر کوہ بلور افراسیاب مغرور و مصور جادو چند سردار انتظار مین صورت نگار کے مصور ہر مرتبہ گھبرا گھبرا کر کہتا ہی اے شہنشاہ جورو میری بڑے کام پر گئی ہی ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جاے اس فکر مین کہ آسمان سے ایک طائر زمین پر اُترا گلے مین اُسکے نامہ بندھا ہوا تھا افراسیاب کے کاندھے پر آکر وہ طائر بیٹھا افراسیاب نے جلدی وہ نامہ کھولا سر نامہ پر مُہر صورت نگار کی پائی تصویر فرحت آئینہ خیال مین نظر آئی افراسیاب نے خوشی مین نامہ کھولا کہا اے فرشتہ زادے صاحب سماعت فرمائیے آپ کی گھر والی نے لکھا ہی مصور متوجہ ہوا افراسیاب نے پڑھنا شروع کیا صورت نگار نے جنگ شہر داؤد دیہ کا نقشہ کھینچا تھا لکھا ہی کہ مین نے خداوند داؤد کو لڑ بھڑ کے مارا شہر کو تباہ و برباد کیا ایسا شہر کو مٹایا کہ کبھی آباد نہوگا اب مین بصورت ناگن وزیرزادی ساتھ ملکہ لالان خون قبا کے طرف لشکر اسد غازی کے لوح کی فکر مین جاتی ہون اے شہنشاہ نہ گھبرائیے گا لوح لیکر آؤنگی طلسم کشا کا نقشہ خاک مین ملاؤنگی اب میرے ہاتھ سے وہ کیونکر بچین گے انجام جنگ میرے ہاتھ پر موقوف تھا پھر اگر کوئی ضرورت ہوگی نامہ روانہ ہوگا ورنہ خود ہی لوح لیکر آؤنگی یہ مژدۂ فرحت افزا سنکر مصور اپنے جامہ سے باہر ہوگیا کہا کیون شہنشاہ میری جورو نے کیا کام کیا داؤد ایسے ساحر زبردست کو کس دھوم

ہے قتل کیا خدائی کرتے تھے مگر میری جورو سے نہ ٹہر سکے اب عیاری کر کے گئی ہو بڑا کلیجہ رکھتی ہو مہرخ وبہار
وغیرہ سب کو ماریگی ایک اُسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچے گا اب طلسم کی سلطنت کا ہمکو اختیار ہو جسکو چاہین بادشاہ
کرین جسکو چاہین وزیر بنائین افراسیاب جادو نے اِن غرور کی باتون پر حیرت سے اشارہ کیا اسوقت
تو مرشدزادے آپ سے باہر ہوگئے سفلے پن کے طریقے سب ظاہر ہوگئے ای حیرت مقام حیرت ہو داؤد
پر صورت نگار کیونکر غالب آئی اُسکے سحر سے تو مین خائف تھا کسی غفلت مین اسکو مارا جو کچھ کیا بڑا کام کیا
خوب نام کیا مگر کان مین کہا ای حیرت اگر انکی وجہ سے لڑائی فتح ہوئی بہت بلبلائینگے مین خاطر کرتا ہون
اسوجہ سے خاموش ہون کان پکڑ کے طلسم سے نکال دونگا نہین معلوم کیا سمجھے ہین بیہودہ بکتے ہین حیرت نے
کہا اب اسوقت خاموش رہیے کسی طرح لوح طلسمی ملے پھر سمجھا جائیگا مگر افراسیاب نے مصوّر سے کہا
مرشدزادے مین تو تردد مین ہون یہ رقعہ جمشیدی لیجیے اسمین حال اپنی زوجہ صاحب کا دیکھتے رہیے نگہداشت
کرنا واجب ولازم ہو بڑے کار بزرگ پر اُسنے کمر باندھی ہو لشکر قیامت اثر طلسم کشا مین گئی ہو وہان عیاران
اسلام موجود ہین ایک ایک اُنمین اپنے وقت کا بقراط و جالینوس ہو ایسا نہو کہ پہچانی جائے مصیبت اُٹھائے
مصور نے رقعہ جمشیدی ہاتھ مین لیا افراسیاب تو سردارون سے باتون مین مصروف ہوا مصوّر رقعہ
دیکھ رہا ہو کبھی ہنسے کبھی خوش ہو کر کھڑے ہو گئے ناچنے لگے افراسیاب نے کہا مرشدزادے کچھ خوشخبری
سنائیے کیا معرکہ گذرا مصور کہتا ہو منزلون کا حال دیکھ رہا ہون صورت نگار صورت پرنائن کے
ہمراہ ملکہ لالان خون قبا کارگذاری مین مصروف ہو بڑی صاحب قوت ہو قضائے کار افراسیاب نے
سر اُٹھا کر دیکھا مصور نے غم کی صورت بنائی سر پیٹنے لگا ہو ہو میری جورو کہکر پچھاڑ کھائی تڑپنے لگا
ہر چند افراسیاب نے پوچھا مرشدزادے کچھ بیان تو کرو کیا ہوا بدحواسی مین کچھ نہ کہہ سکا اتنا منھ سے
نکلا اس رقعہ مین پڑھیے اپنی بی بی کی مدد کو جاتا ہون رقعہ پھینک کر تڑپا مثل برق جہندہ بلند ہوا
چشم زدن مین آنکھون سے مخفی ہوگیا افراسیاب تو حیران کہا ای حیرت مرشدزادے بھی عجب اُلّو کے پٹھے ہین جورو
جورو کرتے ہوئے بھاگے کچھ مجھسے حال صاف نہ کہا حیرت نے کہا صورت نگار ہمیشہ سے حسن پرست ہو کسی کے
لپٹ گئی ہوگی یہ ناحق دوڑے گئے ہین جوتیان کھائینگے داڑھی بچوا کے آئینگے حیرت تو یہ مسخرے پن کی باتین
کرنے لگی افراسیاب نے کہا مین طائر سحر روانہ کرتا ہون وہ تھوڑے عرصہ مین پلٹ آئیگا مفصل حال سنائیگا یہ کہکر
افراسیاب نے ماش کے آٹے کا ایک جانور بنایا یا ساحری کہکے اُسکو اُڑا دیا لیکن یہان صورت نگار پر کوڑے
پڑرہے ہین کہ مصور آسمان پر چمکا دیکھا تمام لشکر کا مجمع ہو سب سردار عمرو کی منتین کر رہے ہین عمرو نہین مانتا
یہ حال پُرملال دیکھکر مصوّر جادو نے نعرہ کیا کہا یا شیدا ہو مسلمانان ساحری و جمشید کی ہو یہ ستم کیا بہت سے

ماش کے دانے طرف مہرخ و بہار کے پھینکے عمرو تو سایۂ مصور دیکھکر ایک غار مین گر پڑا اپنے کو چھپایا مگر
مصور نے ایسا سحر کیا لشکر اسلام پہ اندھیرا چھا گیا مہرخ و بہار سحر دفع کرنے لگین مصور اُسی اندھیرے
مین گرا وہ ستون جسمین صورت نگار بندھی تھی سحر کرکے اُسے اکھیڑا زوجہ کو جلدی مین کھول نہ سکا لیکن
ستون کو کاندھے پر رکھکر بلند ہوا عمرو نے غار مین سے دیکھا مہرخ و بہار وغیرہ سے کچھ نہین ہو سکتا تاریکی
دفع کر رہی ہین کئی سو ساحرون کے سر کٹ کر گر پڑے بس عمرو اسی جوش مین غار سے نکلا وہی جال الیاسی
کاندھے پر رکھکر نعرہ کیا او مصور کہان جاتا ہی میرے صید کو نہ لیجانا یہ کہکر مثل برق کے تڑپا جست کرکے
پچاس گز کی بلندی پر پہونچا وہی جال مصور کو مارا مصور و صورت نگار و میل آہنی سب جال مین پھنسے
عمرو نے اُسی طرح جھٹکا مارا زمین پر آتے آتے حباب مار کر بیہوش کیا لشکر مین ہنگامہ ہوا خواجہ عمرو
سبحان اللہ اب اور زیادہ سب کے ہوش اُڑ گئے مصور کو بھی مثل صورت نگار کے ستون سے باندھا
زن و شوہر دونون باندھے گئے سوزن زبان مین دیکے مصور کو ہوشیار کیا مصور نے دیکھا زوجہ کے
جسم سے خون بہ رہا ہی عمرو مثل جلاد کھڑا ہوا گالیان دے رہا ہی اور کہتا ہی کیون او بیحیا تو میرے صید کو
لیچلا تھا قدرت پروردگار کو دیکھا آج عمرو کو پہچانا مصور نے للکارا او ساربان زادے تو نے میری
زوجہ کے ساتھ یہ بدعت کی اگر چھوٹونگا تو قیامت برپا کرونگا عمرو نے کہا جب تم زندہ بچکے جاؤگے
جو بن پڑیگا وہ کرنا یہ کہکر عمرو نے ضرغام کو اشارہ کیا فرمایا ہان انکو بھی لینا مثل زوجہ کے انکا بھی حال
بناؤ بلکہ شوہر کا مرتبہ زوجہ سے زیادہ ہی یہ نبیرۂ سامری ہی انکی خدمتگزاری اچھی طرح چاہیے ضرغام نے
جھپٹ کر مصور کے کوڑا مارا اسکی بھی بوٹیان اُڑنے لگین چار پانچ کوڑے پڑے تھے کہ مصور چیخنے لگا پکارتا
ہی او ساربان زادے جورو میری مرجائیگی تو یہ کرتا ہون اب کبھی تجھسے نہ لڑونگا کبھی جورو کو گالیان دیتا ہی
کہتا ہی او مردار تو نے داؤد جادو کو مار کر اپنی اور میری جان پر یہ آفت لی اب اس ظالم کے ہاتھ سے کون بچائے
افراسیاب نالائق کہان ہی طلسم ہوش رُبا مین آگ لگے ہم قوم کے برہمن ہین ٹھلی لیکر مانگ کھائین گے
جسکے دروازے پر جائینگے چٹکی آٹا پائینگے اب کبھی سلطنت کا نام نہ لین گے کنارے دریا کے چلکر بیٹھین گے
نہانے والے جو آئینگے سیر دو سیر اناج دیجائینگے عمرو کہتا ہی ابے او نالائق اب مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگا تیری
زوجہ نے کام جلادون کا کیا وحید عصر کو مارا تمام گناہ اُسکے اس فاحشہ کے ذمے ہوئے ذرا تو مین دل ٹھنڈا
کر لون جی چاہتا ہی اسکی بوٹیان کاٹ کر چیل کوّون کو کھلاؤن آنکھین اسکی نکالکر پاؤن کے نیچے ملون اسوقت
کا لشکر کا ہنگامہ لوح تو عمرو نے صورت نگار کی جھولی سے نکالکر اسد کے گلے مین پہنا دی ہی یہ خبر مسلح کھڑا
ہوا ہی اشارون سے سردارون کے بڑھکر عرض کرتا ہی نانا جان بس معاف فرمائیے انکو قید کیجیے آپ کے

مذہب مین اس قدر بدعت درست نہین عمرو کوڑا پکڑ کے طرف اسد کے چلا کہا او دیوانے تو مذہب کو کیا جانے یہ کافر کافر قاتل مرد خدا پرست اس لائق ہین کہ انکو بوریے مین لپیٹ کر پھونکدین جب عمرو نے اسد پر بھی کوڑا اُٹھایا اسد الامان کہکر پیچھے ہٹا کہا حضور کو اختیار ہو مجھے کیا دخل جو مناسب ہو وہ کیجیے اور کسی سردار کی کیا مجال ہو جو اسوقت عمرو سے بول سکے سب سناٹے مین ہین لیکن افراسیاب خانہ خراب برسر کوہ بلور بعد چلے آنے مصور کے تھوڑی دیر تو مسخراپن کرتا رہا کسی نے کہا مرشدزادے جورو کو بچانے گئے ہین کسی نے کہا بیٹھے بیٹھے گھر لگے تھے سیر کرینگے لیکن حیرت نے کہا صاحب ذرا رقعۂ جمشیدی مین دیکھو وہ رو تے پیٹتے گئے ہین کوئی تو بلا ایسی نازل ہوئی کہ کچھ کہہ نہ سکا سحر کرتا ہوا بھاگا ہاے میری جورو اتنا کلمہ زبان سے نکلا تھا افراسیاب نے رقعہ جمشیدی اُٹھایا حیرت نے دیکھا کہ شہنشاہ کی بھی رنگت متغیر ہوئی واے رسوائی کہکر چھاتی پر ہاتھ مارا ریش فش کو نوچنے لگا حیرت نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہو افراسیاب اُٹھا کہا یار دناک گنگئی صورت نگار و مصور ایک ستون مین بندھے ہوئے کوڑے اُنپر پڑ رہے ہین حقیقت مین صورت نگار نے بڑا کام کیا تھا مگر ساربان زادہ جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ اُسکے سامنے کسکا مکر چل سکتا ہو پیر فلک کو نسلی شعبدہ بازی سے سکتا ہو دونون زن وشوہر پکڑے گئے ایسی ذلت کبھی کسی کے واسطے نہین ہوئی خبردار میرے پیچھے نہ آنا یہ کہکر تُبرے کہرو فر سے ملبند ہوا مثل بلاے مُبرم چلا یہان وہ وقت ہو کہ ضرغام و برق نے اس قدر کوڑے دونون کو مارے کہ تڑپتے تڑپتے زن وشوہر دونون بیہوش ہوگئے عمرو کہتا ہوا اے ضرغام و برق ان دونون کو پھر ہوشیار کر دو یہ مرے نہین مکارون نے دم چُرالیے ہین مجکو دھوکا دیتے ہین جب تک انکی ہڈیان باقی رہینگی جب تک مین سزا دونگا اسی طرح انکو جہنم واصل کرونگا کہ آسمان سے نعرہ ہوا باشیدای مسلمانان غضب کیا مرشدزادے پر یہ بدعت آواز سُنتے ہی افراسیاب کی عمرو و برق و ضرغام ایکجانب بھاگے عمرو نے گلیم اوڑھ لی سردار سنبھلے ملکہ مہرخ وبہار و باغبان قدرت وغیرہ نے دیکھا کہ افراسیاب اس غصہ مین آتا ہو کہ دیکھنے والون کا قلب تھراتا ہو اُن سبھون نے چاہا سحر کرین افراسیاب نے آتے ہی یہ نگاہ گرم لشکر اسلام کو دیکھا آگ برسنے لگی صداے فریاد و والغیاث ملبند ہوئی مگر اسد نامدار نے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوار مرکز درد جنگ | بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور کامران | اسد شیر دل ابن صاحبقران

افراسیاب نے جو اسد غازی کو لوح پہنے ہوئے دیکھا قلب تھرا گیا کلیجہ مُنھ کو آیا مگر طرف سے اسد کے مُنھ پھیرا اتنی تو آواز دی یا سامری جمشید مجکو اس غیر ساحر کے سامنے سے بھاگنا پڑا اگر زبان ہلاؤن آگ برسادون لاکھون کو دریاے سحر مین ڈبو دون مجکو ایک کس سے یہ خوف یہ کہتا ہوا کف مُنھ سے جاری تاج ڈھلکا ہوا برابر ستون کے آکر گرا ہاتھ ڈالکر ستون کو اُکھیڑا مصور و صورت نگار اُسمین بندھے تھے انکو

جلدی مین کھول نہ سکا مگر یہ بادشاہ طلسم ہوش رُبا زور مین بھی یکتا ہی بائین ہاتھ مین ستون لیا داہنے ہاتھ سے سنگریزے اُٹھا کر طرف مہرُخ و بہار کے پھینکتا ہوا طرف صحرا کے چلا سرداران اسلام نے پیچھا کیا لیکن اُنکے سحر کو وہ کب مانتا ہی ایک ایک کو حقیر جانتا ہی جسکو جھڑک دیتا ہی وہ خائف ہو کر تھم جاتا ہی مثل نقش پا زمین پر جم جاتا ہی سوا ے اسد غازی کے اور کسی سے نہین ڈرتا ہزارہا بندگان خدا کو پامال کیا کبھی سنگدلی کی پتھر برسائے کبھی شعلہ خوئی دکھاتا ہی آگ برساتا ہی عجائب غرائب سے مملو شعلہ مزاج آتشخو عمر دلے بھی گلیم سر سے اُتاری ہی چاہتا ہی کوئی عیاری کرون مگر مہلت نہین ملتی افراسیاب مثل باد صرصر چھپٹا ہوا جاتا ہی سرداران اسلام کو قریب نہین آنے دیتا عمر دنے کئی مرتبہ آواز دی ای ملکہ مہرُخ و بہار اب اس ناہنجار کو نکل جانے دو پیچھا نہ کرو وہ جواب دیتی ہین خواجہ ہم خود مجبور و ناچار ہین اس ملعون کے سامنے بالکل بیکار ہین ہزارہا بندگان خدا پامال ہوئے یہ سحر کرتا ہی اگر اپنے کو نہ بچائین آتش سحر سے اِس جہنمی کے جل جائین کس طرح اس تک پہنچین کیونکر جان بچائین اسد نامدار ہر مرتبہ چاہتا ہی مین قریب افراسیاب جادو کے پہونچون مگر افراسیاب مثل ہوا کے جاتا ہی پیک وہم و خیال کا اُس تک پہونچنا دشوار ہی بادشاہ طلسم ہوش رُبا بلاے روزگار ہی پلٹ کر اسد غازی سے کہتا ہی او جوان یہ لوح طلسمی بیکار ہی امروز فردا مین تجھسے لونگا مین کیا چھوڑتا ہون اسکی بھی فکر ہو جائیگی مین نے غفلت کی اِسوجہ سے یہ دن تجکو نصیب ہوا اب مابدولت نے بیدار مغزی پر کمر باندھی ہی دیکھ تو کیا آفتین برپا کرتا ہون اور وہ مکار کہان ہی جسنے مرشدزادے اور قدرت کی بہو کا یہ حال کیا ہی دیکھنا تو اسکا بدلہ کیسا لیتا ہون اس طرح للکارتا ہوا نعرے مارتا ہوا افراسیاب جادو اُس ستون کو کاندھے پر رکھے ہوئے جیسے کوئی پھول کو اُٹھائے ہوے رواردی مین جاتا ہی دیکھنے والون کا اِس قوت پر اُسکے قلب تھراتا ہی اسوقت عمر و کی بیقراری غل مچاتا ہی یارو افراسیاب نکلا جاتا ہی ای مہرُخ و بہار اگر تم بڑھکر سحر کرو ذرا افراسیاب اُلجھے مین بڑھکر عیاری کرون اس حرامزادے کو دام عیاری مین پھنساؤن یا رواب مصور و صورت نگار بگڑ جائین گے قیامتین برپا کرینگے تصویرین کھینچے گا تمھین معلوم کیا نقشہ کریگا سرداران نامی جواب دیتے ہین خواجہ کس پر سحر کرین کسکو روکین بلاے روزگار شعلہ جوالہ علم سحر و ساحری مین مشاق فنون شعبدہ مین طاق ہماری اُس بیحیا کے سامنے کیا حقیقت ہی یہ اُس قوی و توانا کی قوت ہی کہ ہم اس ظالم کے ہاتھ سے بچ جاتے ہین دیکھیے نعرہ سے اُسکے پہاڑ تھراتے ہین ہرچند کہ سرداران اہل اسلام کے سحر کو نہین مانتا مگر یہ سب لپٹے ہوے چلے جاتے ہین بڑھ بڑھکے اپنی جرات دکھاتے ہین اب افراسیاب نے پلٹ کے دیکھا کہ تین چار کوس مین پیدل آیا لیکن سردار پیچھا نہین چھوڑتے خیال مین آیا زمین کا راستہ چھوڑدون سحر کرکے ملبند ہو جاؤن اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی یہ سوچکر افراسیاب نے موتیون کا مالا گلے سے توڑ کر

طرف ملکہ مہرُخ و بہار وغیرہ کے پھینکا آبرو موتیوں کی ظاہر ہوئی جس پر جو دانہ پڑا دانائی افراسیاب ثابت وہ گر کر بیہوش ہوا کسی کے سینہ پر موتی پڑا توڑ کر پشت کو پار نکل گیا کوئی لڑکھڑا کر گرا کوئی بیہوش ہوا اس حال مین سب کو مبتلا کر کے جُھک کر افراسیاب نے خاک اُٹھانے کا قصد کیا شانون پر خاک ڈالون پر پرواز پیدا کرون اُڑ کر نکل جاؤن عمرو نے گوشہ سے دیکھا کہ اب افراسیاب سردارون کو بیکار کر چکا نکل جائیگا کچھ بن نہ پڑا یہ سمجھا جو چاہتا ہو کر گذرتا ہی خدا ہی اسکی بدعت سے بچائے دل مین عمرو حیران ہی کہ اتنا بڑا معرکہ پڑا کیا کوکب روشن ضمیر کا ستارہ گردش مین آگیا وہ خورشید آسمان جانبازی ماہ فلکِ شعبدہ بازی ہر حال مین ہمارا خیال رکھتا تھا آج کیا باعث ہوا کہ ہمارے حال مصیبت مآل کی خبر نہ پائی عمرو نے یہ خیال کیا تھا کہ آسمان پر برق چمکی لکۂ ابر سفید پیدا ہوا مگر ابر سفید سے جلالت آشکار رعد کی گرج برق کی چمک ابر ہیبت ناک بہ تعجیل اسی جانب آتا ہی قریب آکر لکۂ ابر شق ہوا آفتاب عالمتاب طلسم نور افشان آسمان عز و شرف کا ماہ منیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بسطوت شاہانہ رستمانہ ابر سے ظاہر ہوا وہین سے نعرہ کیا باش اے افراسیاب خانہ خراب مین آپہونچا خواجہ نے کیا کار نمایان کیا خوب میان مصور کی تصویر کھینچی خوب کوڑے مارے مین نے قصر جمشیدی سے سب حال دیکھا مراتِ واقعہ مین ملاحظہ کیا یہ سب حال مجھپر آئینہ تھا آنے مین البتہ عرصہ ہوا آج افراسیاب کو مین کب زندہ چھوڑتا ہون دیر کرنے مین کچھ تو سبب ہی یہ بیجا بے ادبی ہی آج غرور اِسکے دماغ سے نکل جائیگا یہ کہکر افراسیاب پر نعرہ کیا کہان جاتا ہی

نعرہ کوکب تصنیف قمر

منم مالکِ ملکِ افسون گری
منم گوہرِ بحرِ جاہ و جلال
شہنشاہ کوکب شہِ بے نظیر
منم رائجِ سکۂ ساحری
منم آفتابِ سپہرِ کمال
ملقب بالقابِ روشن ضمیر
منم صاحبِ شوکت و عز و جاہ
جلالت شعار و فریدون حشم
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ
قوی دست بازو و رستم شیم

جیسے ہی افراسیاب نے کوکب روشن ضمیر کو آتے ہوئے دیکھا فوراً زمین پر دونون پانون مارے ایک غار ظاہر ہوا اُسمین افراسیاب کود پڑا کوکب بھی مثل شیر غضبناک اُس غار مین پھاند الپشت پر ملکہ مہرُخ و بہار وغیرہ اب افراسیاب نے سحر کر کے زمین کو مثل نقب کے بنایا ہاتھ بڑھا کر سحر کرتا ہی نقب بنتی جاتی ہی افراسیاب جادو کوکب روشن ضمیر کی چوٹین روکتا ہوا مصور و صورت نگار کے ستون کو کلیجے سے لگائے ہوئے چلا جاتا ہی اُنکو بھی بچاتا ہی سحر بھی روکتا ہی اب ملکہ مہرُخ و بہار وغیرہ اُس نقب مین دور رہگئین کوکب سو قدم آگے بڑھا ہوا کوئی شی سُرخ مثل یاقوت احمر کے ہاتھ مین ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ افراسیاب پر پھینک مارون لیکن افراسیاب زد پر نہین ٹھہرتا جس طرح مار سیاہ زمین کو کاٹتا ہوا جاتا ہی اور زمین جگہ دیتی ہی اُسی طرح یہ اژدہیب زمین کے طبقے کو ہٹاتا ہوا راہ کو طی کر رہا ہی مگر گھبرایا ہوا کہ آج بے طرح کوکب نے گھیرا ہی ادر حقیقت مین کوکب نے

ایک ہفتہ مشقت کرکے لعل بے بہا سحر کا بنایا ہے وہ لعل بے بہا گویا کلیجہ کا ٹکڑا ہے خون اپنا اس سحر بنانے مین
صرف کیا ہے کوکب کو اس سحر پر دعوی ہے کہ اگر افراسیاب پر مار دونگا مرنا تو اس سخت جان کا مشکل
ہے لیکن کوئی اعضا ضرور بیکار ہو جائیگا آج یہ بیجا سزاے کامل پائیگا افراسیاب جادو اس لعل بے بہا
کو مٹھی مین کوکب کی دیکھکر کچھ سمجھ گیا ہے اس وجہ سے نہین ٹھہرتا ہے دو شکلین افراسیاب کو درپیش ہین
اسی سبب سے پس وپیش ہین اول تو وہ لعل بے بہا دیکھ لیا ہے دوسرے مصور وصورت نگار کا ستون
ہاتھ مین یہ بھی خوف ہے کہ اپنر کوئی زوال نہ آجاے ورنہ یہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے سحر وساحری مین
یکتا ہے کوکب کے آگے سے کیون بھاگتا کیون منھ چھپاتا سحر وساحری مین کوکب وشنضیر پر غالب ہے
اٹھارہ سو ملک کا بادشاہ عالیجاہ تیرنج وشعبدہ وسحر وکہانت مین بے مثل ہے لیکن آج بڑے دباؤ مین پڑ گیا ہے
اس وجہ سے کچھ بن نہین پڑتا کوکب اسی کا منتظر ہے کہ کسی مقام پر ٹھہرے تو مین یہ لعل بے بہا پھینک مارون
ایک آدھ اعضا اس بیجا کا بیکار کردون افراسیاب اس پہلو پر کب آتا ہے بڑے قیامت کے آپسمین
دونون کے سحر ہورہے ہین کوکب وہ لعل بے بہا نہین مارتا مگر اور سحر کررہا ہے افراسیاب انکو دفع کردیتا
ہے مہرخ وبہار وغیرہ عقب سے سحر کرتی جاتی ہین اس جادو کو افراسیاب بدخو کب مانتا ہے ایک اشارے
مین دفع کردیتا ہے صرف کوکب کا خیال ہے سب سے زیادہ یہ خوف ہے خداوند داؤد تو دنیا سے اٹھ گئے
اگر یہ مرشد زادہ قتل ہوا زمین طلسم ہوش ربا مین برکت کسکے دم سے ہوگی یا کوہ ہفت رنگ پر صراط ہفت تنگ
نبیرۂ سامری وجمشید ہے کہ جسکے قدم کی برکت سے انتظام دریاے نیل ہے یہ ہمارے امورات مشکلات مین کفیل ہے
ہے افراسیاب اب لڑنا مناسب نہین راے بیضا ضیاے ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ داستان شوکت
بیان عجب طرح کے پیچ سے واقع ہوئی تھی مگر حقیر پر تقصیر نے گنجائش آگہی نکالی مضمون جلالت مشحون کو مثل آئینہ
صاف وشفاف کیا مآل یہ ہے کہ افراسیاب جادو علم شعبدہ وتیرنج مین کامل واکمل لشکر سحر سامری
وجمشید کا ہراول ہے یکایک کوکب وشنضیر نے دیکھا کہ افراسیاب نے اپنے ہاتھ کی جانب سحر کیا طبقہ
زمین کا ٹوٹا اسی جانب پلٹ پڑا نہین معلوم وہان کیا شعبدہ کیا جب کوکب اس مقام پر پہونچا دیکھا کہ
افراسیاب جادو مصور وصورت نگار کو مع ستون پہلو مین چھپائے ہوئے گوشۂ دیوار سے
لپٹا ہوا کھڑا ہے کوکب سمجھا افراسیاب یہان آکے چھپا اب میری زد پر ہے وہ دانہ لعل بے بہا نکالا
جو منظور تھا وہ اسم پڑھا افراسیاب پر کھینچ مارا پیشانی پر افراسیاب کے پڑا سر پھٹ گیا ہر سر مو
وہر بن مو سے شعلے آتش کے نکلنے لگے استخوان افراسیاب جلنے لگے کوکب نے جھوم کر نعرہ کیا
وہ مارا لو خواجہ مین نے نام افراسیاب مٹا دیا اتنے بڑے سرکش کو خاک مین ملا دیا یہ کہکے سحر کرکے

طبقہ زمین کا اُڑا دیا اب تو تمام لشکر نے دیکھا کر لاشہ افراسیاب مثل ہیمہ خشک جل رہا ہی نوبت نقارے بجنے لگے کوکب تو اپنے جامہ سے باہر ہوگئے ایک ایک سردار سے فرماتے ہین یہ دانہ بے بہا چالیس روز مشقت کرکے مین نے بنا رکھا تھا استاد نورافشان بھی اس مین شریک تھے چھوٹے اُستاد صفدر صف شکن برہمن روئین تن کی بھی ہدایت تھی کہ اس سحر سے افراسیاب پر غالب آؤ گے مگر سحر کے طریقہ سے صرف کرنا بھی بہت دشوار ہی کس زور و شور سے مین نے حرامزادے کو گھیرا کس دانائی سے دانہ مارا اُس دانۂ زر کو مٹا یا کس غضب کا ساحر تھا ہر طرف سے تعریفین ہین کہ ای شہنشاہ سبحان اللہ بڑے شخص کو مارا چراغ ہوش رُبا گل کر دیا کوکب روشن ضمیر لقب ہی اسد نے بھی دوڑ کر گلے سے لگا لیا خواجہ عمرو سے خود کوکب بغلگیر ہوا کہا خواجہ تم پر عیاری کا خاتمہ ہوا مین نے انجام سحر دکھایا سب تعریفین کوکب کی کر رہے ہین اور کوکب بھی پھولے ہوے ہین یکا یک وہ لاشہ جلکر خاک ہوا ایک غبار تاریک اُٹھا اسمین سے برق چمکی آواز آئی او کوکب تو ابھی سفلہ ہی چند دن سحر سیکھ تب اہالیان ہوش رُبا سے مقابلہ کرنا یہ طلسم ہوش رُبا ہی منم ملکہ ماہیان زمرد پوش تمھاری مہینون کی مشقت خاک مین ملائی او نادان افراسیاب کہان یہ اُسکی تصویر تھی تمھین دھوکا دینے کی یہ تدبیر تھی وہ مثل برق چمک کر آسمان پر غائب ہوئی اب تو سب کے کان کھڑے ہوئے عمرو نے کہا ای کوکب یہ کیا ہوا کوکب نے کہا خواجہ بڑا غضب ہوا یہ سحر مین نے بڑی مشکل سے تیار کیا تھا بڑا دھوکا کھایا کاشکے وہ ٹڑ بھڑ کے نکل جاتا تو اسقدر افسوس نہو تا اُستاد نورافشان نے کہدیا تھا کہ اس سحر سے کوئی اعضا افراسیاب جادو کا ضرور بیکار ہوگا کسی معرکۂ بزرگ مین اس سے کام لینا یہ سحر بڑی مشکل مین درست ہوا ہی دو کوس تک مین نے پیچھا کیا گرتے گرتے پھینک مارتا وہ پریشان ہو رہا تھا ضرور مطلب نکلتا مگر خیر اگر حیات باقی ہی تو ایسے ایسے سحر بہت تیار رہونگے مگر یہ فاحشہ ماہیان زمرد پوش افراسیاب کی نانی علم شعبدہ مین کامل و اکمل ہی ہر وقت فکر افراسیاب مین رہتی ہی وہی آکر دھوکا دیگئی تصویر بنا کر چھوڑ دی وہی اُسکو لیگئی اسد غازی نے کہا ای شہنشاہ اب بارگاہ مین چلیے انشاءاللہ میرے ہاتھ سے اُسکی موت ہی اب سرداران نامی و ساحران گرامی بارگاہ آسمان جاہ مین آئے اسد نامدار دنگل زرین پر جلوہ فرما ہوئے کوکب کو اپنے پہلو مین جگہ دی ملکہ مہرخ و بہار گلعذار و باغبان ذیشان و سرخ موے خوشخو و ہلال با کمال و شکیل بعدیل و رعد و برق لامع و ملکہ یاقوت یا قوت پوش و خورشید زرین سحر و معمار قدرت وغیرہ اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے اُسوقت فلک بارگاہ سیارگان سرداران سے روشن و منور ہوا بیچ مین آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت جہانداری ماہ آسمان سرفرازی

شاہزادہ اسد بن کرب غازی بصد صولت و شوکت جلوہ فرما خواجہ کرسی جواہر نگار پر رونق افزا ملکہ مہرُخ نے حکم دیا سامانِ عیش و نشاط مہیا کرو ساقیان پریچہرہ جام و سبو لیکر حاضر ہوئے جلسہ گرم ہوا رقاصانِ ماہ جبین مہر تمکین بصد ناز و انداز با ہزاران کرشمہ و ناز مصروف رقص و سرود ادل خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے مآل اس جلسہ کا یہ تجویز فرمایا ملکہ مہرخ و بہار سے کہا ایک شب مین یہ قیامت برپا ہوئی لوح طلسمی پروردگار نے بچائی اسد کی جان کی خیر ہوئی ملکہ لالان خون قبا کا بیرون لشکر رہنا مناسب نہین ہے وہ بھی معشوقۂ طلسم کشا ہے بار غم و الم اُٹھایا باپ اُسکا محبت اسلام مین نثار گلشن جنان ہوا آپ سب صاحب جائین ملکہ لالان خون قبا کو باعزاز و اکرام لشکر مین لائین ملکہ مہ جبین الماس پوش سے ملوا دین اور نجومی ملکہ مہ جبین کو سمجھا دین کہ معشوق عاشق خصال ہے آسمان جاہ و جلال کی بدر کمال ہے باپ اُسکا کل کا حاکم تھا طلسم ہوش رُبا کا ناظم تھا علاوہ دعوی خداوندی بادشاہ جلیل فہیم عقیل دانائے روزگار صاحب لیاقت و ذی وقار تھا انجام اُسکا پروردگار نے بخیر کیا ثابت قدم کوے محبت رہرو جادۂ وحدت عابد زاہد تسبیح مین تحلیل ہوا پروردگار اُسکا کفیل ہوا ایسی موت کسکو ملتی ہے باوضو مصروف عبادت ہاتھ مین صحیفۂ ابراہیمی ہاتھ سے ایسی کافر اکفر کے جان بحق تسلیم ہوا یہ رائے خواجہ کی سب نے پسند کی ملکہ مہرخ سردارانِ ذیشان کو ساتھ لیکر مع فوج ظفر موج محافۂ زرین درست کر کے چلین یہان ملکہ لالان خون قبا اس ہنگامۂ عظیم کو دیکھکر غم مین مبتلا ناگن وزیرزادی سے مایوس ہونا بلک بلک کے رونا کنیزین سمجھا رہی ہین واری خدا نے خیر کی لوح طلسمی بچی یکایک یہ بھی خبر آئی کہ افراسیاب کو کوکب و شعلہ ضمیر نے مار الڑائی فتح ہوئی سب سردار کوکب کو لیکر بارگاہ مین گئے ہین ملکہ گھبرا کر کہتی تھی اب اسد نامدار یہان کا ہیکو آئینگے میری بارگاہ مین رہنا نامبارک ہوا خدا نے اُنکی جان بچائی ورنہ مہ جبین فرماتین اپنی بارگاہ مین لوح چھنوا دی کوئی کہتا افراسیاب سے ملگئین صورت نگار کو صورت پر اپنی وزیرزادی کے ساتھ لائین کنیزین کہتی ہین واری آپ کو یہ کون کہہ سکتا ہے کسکی مجال ہے جو ایسے کلمات کہے طلسم کشا اُسکی زبان کاٹ ڈالین آپ کے حالات سے خواجہ عمرو نجومی ماہر ہین یقین آپ کے جاہ و جلال کی کما حقہ ظاہر ہین ملکہ فرماتی ہین بوا کوئی کہنے والے کی زبان نہین پکڑتا دیکھو تو یکایک کیا انقلاب ہوا والد نامدار یون قتل ہوئے حرامزادی مکار صورت نگار ناگن وزیرزادی کو مارکر اُسکی صورت بنکر آئی اگر کوئی سوچے تو صاف یہ مضمون پیدا ہوتا ہے کہ ہماری ذات سے یہ فساد برپا ہوا مگر خدا نے فضل اپنا شریک حال کیا اب ہمارا رہنا یہان بہتر نہین ہے اپنے اُسی شہر ویران سنسان مین جاکر رہینگے بی مہ جبین کی یہان سلطنت ہے بی مہرخ صاحب جو منتظم کل لشکر ہین وہ اُنکی نانی ہین بہار وغیرہ اُنکے باپ کے ملازم ہزار طرح کے فساد برپا ہونگے مجھسے کسی کی بات نہ سُنی جائیگی طلسم کشا صاحب جہان رہین اپنی جان سے اچھے

رہین نامہ و پیام سے خبر منگالین گے ہر طرح دل تردد منزل کو تسکین دینگے باپ کے مرنے سے سب حسرت وارمان خاک مین ملے چند دن زندگی کے باقی ہین بسر ہو جائینگے تقدیر نے برباد کیا کون ہمکو آباد کر سکتا ہی آج بے اعتدالی ظاہر ہوئی لڑائی کو فتح کر کے ہمارے پاس آتے کہتے لو صاحب مبارک ہو ہمنے لڑائی فتح کی ہم بھی خوش ہو جاتے مہرخ کے ساتھ خوشی خوشی چلے گئے یہ باتین تھین کہ ضرغام شیر دل حاضر ہوا کہا ملکہ عالم سب سردار آپ کے استقبال کو آتے ہین یہ کہکے ضرغام باہر گیا کنیزون نے کہا کیون حضور آپ گھبراتی تھین دیکھیے کل سردار آپ کے لینے کو آتے ہین آپ کے مراتب سے تمام عالم آگاہ ہی کسکی مجال ہی جو سر نیاز آپ کے در دولت پہ نہ جھکائے اسوقت طلسم کشا نہ آسکے بہ سبب حجاب کے ساتھ کوکب کے چلے گئے یہ کلام ناتمام تھا کہ کئی ہزار نقارہ بجا گا ذ زمین تھرا گئی یہ صدائین سنکر ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ سرخ ہوگیا بہ تعجیل لباس تبدیل کیا دریاے جواہر مین غوطہ ماریکا یک پردہ بارگاہ کا اٹھا آگے سب کے ملکہ مہرخ عقب مین ملکہ بہار و نافرمان و ہلال و سرخ مو چار سو شاہزادیان اندر آئین مہرخ واسطے تسلیم کے خم ہوئین ہاتھ بڑھا کر بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین دست بستہ عرض کی بسم اللہ حضور سوار ہون یہان صحرا مین رہنے کی کیا ضرورت ہی ملکہ مہ جبین الماس پوش ملاقات فرحت آیات کی مشتاق ہین ملکہ لالان خون قبا نے سب سے خوشی خوشی ملاقات کی ایک ایک کو گلے لگایا زبان معجز بیان سے فرمایا آپ لوگون نے مہربانی فرمائی مین خود ملکہ عالم کی زیارت کی تمنا رکھتی ہون سب شاہزادیون نے بڑے اعزاز و اکرام سے ملکہ لالان خونقبا کو محافہ زرین مین سوار کیا کہاریان حور شکیہ حسین مہ جبین وردیان عمدہ پہنے ہوئے محافہ کو اٹھایا ملکہ مہرخ نے پائے پر محافہ کے ہاتھ رکھا سب شاہزادیان گرد آگئین اس شوکت و شان سے سواری مثل باد بہاری کے چلی خواجہ عمرو نے بارگاہ سے نکلکر دیکھا سواری ملکہ لالان خون قبا کی قریب آپہونچی اسد غازی سے کہا لو اب خوب فساد ہوگا ملکہ مہ جبین کو سلطنت کا غرور ملکہ لالان خون کو شراب حکومت کا سرور خوب دونون مین جھونٹم جھونٹا ہوگی لالان خون قبا قتل ہو جائیگی مہ جبین کے زیر حکومت سب سردار یہ بیچاری بیکس و بے یار بی مہرخ انکی نانی صاحبہ ایک سحر کر دینگی بدن مین آگ لگ جائیگی افسوس مفت مین بیچاری لالان خونقبا کا خون ہوا بی مہ جبین نے صبح سے سامان کر رکھا ہی ہاتھ اٹھا اٹھا کر کوس رہی تھین بی بہار انکی خالا امان صاحبہ نے اقرار کیا ہی کہ مین پھولون کی بدھی بنا کے پنھا دونگی سارا بدن پھول جائیگا کلیجہ مین درد اٹھے گا دیوانی ہو کر مرینگی یہ سنکر اسد غازی گھبرا گیا کہا چھوٹے نانا جان برائے خدا جلد جاکر اسکا انتظام کیجیے عمرو نے کہا مین کیا انتظام کرون مہ جبین میرے باپ کا کہنا نہین مانینگی وہ کہتی تھین میرے

سر پر سوت لائے ہین سب سردار میرے تابعدار ہین اسد غازی بولین گے تولوح چھنوالونگی شب کو روتی تھی میرا دامن تھام لیا اور کہا کیون خواجہ ہماری ثابت قدمی کا خوب بدلہ ملا ابھی طلسم ہوش رُبا نہین فتح ہوا اُسپر یہ رنگ ہین ہم اپنی جان سے تنگ ہین بی لالان خون قبا کو ضرور قتل کرونگی آنکھین نکلوا کر تلوون سے ملونگی اور بیٹا صاف تو یہ ہی کہ سردارون کے بھی تیور بدلے ہوئے ہین بی بہار سیدھی بات نہین کرتین مین کس کس سے مقابلہ کرونگا مگر اے نور نظر اے پارۂ جگر انتظام ضروری ہی خزانہ کی کنجی مجھے دومین جاکے سب کی مُنھ بھرائی کرون مہرخ و بہار وغیرہ کو رشوت دون بچارِی لالان خون قبا کی جان بچاؤن اسد نے گھبرا کر کہا نانا جان مین دو لاکھ روپے دونگا مہ جبین جو لالان سے فساد ہونے پائے عمرو نے کہا دو لاکھ مین کیا ہوگا سب شاہزادیان ہین انکے مُنھ بڑے ہین بھلا بی مہرخ لاکھ دو لاکھ پر نگاہ ڈالین گی بی بہار ہزارون مانگین گی اس گھبراہٹ مین اسد غازی سے عمرو نے پانچ لاکھ روپے کا رقعہ لکھوایا یہ بھی کہدیا خیر لڑکا ایک حرکت کر گذرا اب ہمکو سنبھالنا مناسب ہی ہم بھی کچھ قرض دام لیکر ملا دینگے بہر نوع راضی کرینگے یہ کہکر پیٹ پکڑے ہوئے دوڑے اندر بارگاہ مہ جبین الماس پوش کے آئے ملکہ مہ جبین کو خبر پہونچ گئی تھی کہ طلسم کشا نے سب سردارون کو برائے استقبال ملکہ لالان خون قبا کے بھیجا ہی سواری بڑی دھوم سے آتی ہی مہ جبین بگڑی ہوئی بیٹھی ہی ساتھ والون سے کہ رہی بُرے وقت پر کوئی شریک نہوا میری بارگاہ مین وہ آئیگی بڑا ملال اُٹھائینگی ہان صاحبو تیار ہو ساٹھ ہزار کنیزین نیچے ہاتھ مین صف جمائے کھڑی ہین خواجہ عمرو کو جو آتے دیکھا ملکہ مہ جبین واسطے تعظیم کے اُٹھین لب جونگاہ خواجہ پر پڑی دیکھا عجیب حال زار سے آتے ہین چہرہ اُداس عالم یاس آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے تھر تھر کانپتے ہوئے مہ جبین نے کہا نانا جان خدا کے واسطے کچھ حال تو کہیے طلسم کشا کی جان کی تو خیر ہی عمرو نے کہا بیٹیا اُس نالائق کا نام نہ لو کمبخت بدنصیب بیہودہ دیوانہ آشنائی کر بیٹھا آغاز مین انجام نہ سوچا اب بڑا غضب ہوا طلسم کشا کی بھی جان گئی ہم سب بموت مرے تمھاری کم ہمتی کا بڑا ملال ہی ہائے یہ بھولی بھولی صورت یہ عالم شباب موت کا سامنا کیون بی بی ہمارا تمھارا جنازہ کون اُٹھائیگا میرا فرزند چالاک بھی مارا جائیگا اب تو مہ جبین گھبرا گئی کہا خواجہ کیا افراسیاب آگیا لشکر کشی ہوئی عمرو نے کہا افراسیاب بھڑوا کیا ہی ملکہ لالان خون قبا غصہ مین آتی ہی میان اسد نے بروقت آشنائی کے جوش محبت مین کہدیا تھا کہ ہوش رُبا مین میرے پاس کوئی عورت نہین ہی اب اُسنے تمھارا نام سُنا غصہ مین آتی ہی بی مہرخ و بہار اپنی جان کے خوف سے مثل کنیزون کے ہمراہ ہین وہ کہتی ہی کہ پہلے بی مہ جبین کو قتل کرونگی سارے لشکر کو سزا دونگی اسد کو اپنے شہر مین لیجاؤنگی طلسم مین آپ فتح کرا دونگی اُسکا باپ سب اُسکو حال بتلا گیا ہی شاید کسی نے یہ بھی خبر اُسکو پہونچائی کہ ملکہ لالان خون قبا کو اپنی محفل مین بی مہ جبین نے کلمات سخت و سُست کہے کوستی ہین

کہ یہان کیون آئی یہ حالات مصیبت آیات سنکر ملکہ مہ جبین کے منھ پر ہوائیان اڑنے لگین دامن سے
خواجہ کے لپٹ گئی کہا نانا جان برائے خدا کچھ تدبیر کیجیے مین سحر و ساحری کا ایک حرف نہین جانتی اور
خالہ امان ملکہ بہار جادو نے بھی ہمارا خیال نہ کیا انسے ساز کیا عمرو نے کہا بی بی جان سب کو عزیز ہی بہار
کیا مثل تمھارے بے تمیز ہی مثل مشہور ہی جو اسپر عمل نہ کرے سراسر عقل کا قصور ہی مثل جسکے ہاتھ ہنڈیا ڈوئی
اُسکا سب کوئی دیگر مثل جسکی تیغ اُسکی دیگ اُن سبنے دیکھا یہ دختر خداوند ہی مزاج بدعت پسند ہی دیکھو
قریب پردے کے جلکر پائے پر محافہ کے ہاتھ رکھے ہوئے سب صاحب ساتھ ہین اہالیان فوج بھی پہونچ گئے
صاف ظاہر ہی کسی بادشاہ جلیل کی سواری آتی ہی جسکا بڑا بھروسا ہی مشہور ہی کہ طلسم کشا ہی وہ بارگاہ
مین بیٹھے ہین اُٹھتے ہین لیکن ای نور نظر اب ایک تدبیر ہی کہ سب کنیزون کو آراستہ کرو قریب پردے کے جلکر
ٹھہرو جسوقت وہ خونخوار محافہ سے اُترے بہن کہکے لپٹ جاؤ اور کہو کہ ہمشیرہ ہم تمھارے دیدار فرحت آثار
کے مشتاق تھے افسوس تمھارے والد نامدار عجب حسرت سے قتل ہوئے بڑے عابد و زاہد تھے بیشک راہ خدا
کے مجاہد تھے ہمکو اُنکا نہایت قلق ہی آپ کا ہمپر بڑا حق ہی سب کی جان آپ کے سبب سے بچی لوح طلسمی
آپ کی کوشش سے ملی ایسی ایسی باتین خوشامد کی کرو اشک حسرت بھی آنکھون سے ٹپکاؤ مثل
مشہور ہی مصرع خوشامد کرد ہر کس را خوش آمد ۔ شاید اُسکو رحم آجائے سر جھکانے والے کو کوئی قتل
نہین کرتا اور روپیہ بھی کسی قدر دو کہ اُسکی کنیزون کو رشوت پہونچا دو ن مہ جبین نے کئی لاکھ روپیہ
کا زیور تمام تار کے خواجہ کو دیدیا عمرو نے لیکے زنبیل مین رکھ لیا کہا بیٹا اسد سے یہ ذکر نہ کرنا کلمۂ رشوت
زبان سے نہ نکالنا رشوت کا بڑا جرم ہی لینے والا دینے والا دونون گرفتار ہوتے ہین خوب مہ جبین کو
سمجھا کر خواجہ تو بارگاہ سے باہر گئے یہ آراستہ ہوکر قریب دربار گاہ آکر ٹھہرین کنیزون نے صفین باندھین
اُدھر ملکہ لالان خون قبا امید و بیم مین محافہ سے کانپتی ہوئی اُتری دیکھا ملکہ مہ جبین دربارگاہ پر برائے
استقبال حاضر ہین اُترتے ہی ادھر سے مہ جبین نے ہاتھ بڑھائے ہمشیرہ کہکر اُدھر سے ملکہ لالان خون قبا
نے بہن بہن کہکے سر جھکایا بہار وغیرہ نے خوشی خوشی دونون کو بغلگیر کرایا مہ جبین نے ہاتھ تھام لیا لاکر مسند پر
پہونچایا دونون شاہزادیان ایک مسند پر جلوہ فرما ہوئین اجماع نیرین و قران السعدین ظاہر ہوا دو ماہ تابان
ایک برج مین دو گوہر بے بہا ایک قلزم حسن ایک درج مین دو گل رعنائی ایک چمن مین دو سرو زیبائی ایک گلشن مین
گرد تمام شاہزادیان آفتاب جمال حور تمثال مہ جبینون کا جمگھٹا پریون کا اکھاڑا ملکہ مہ جبین نے کل
مصاحبان ملکہ لالان خون قبا کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ساقیان شوخ و شنگ
جام سبو گلرنگ لیکر حاضر ہوئے دور جام گردش مین آیا دونون معشوقان طناز بعد کرشمۂ و ناز آپسمین باتین

کر رہی ہین خوف دونون کے دل سے دور ہوا قلب مضطرب کو سرور ہوا یہان اسد نامدار بارگاہ مین منتظر بیٹھے تھے کہ خواجہ آکر پہونچے اسد نے پوچھا حضور آپسین دونون سے بخیر ملاقات ہوئی عمرو نے کہا بیٹیا مین نے جان لڑادی بڑی کوشش کی لیکن روپیہ بہت صرف ہوا ایک ایک کو رشوت دی مگر لیا انتظام مین نے کیا کہ دونون برابر سے ملین اب جلسۂ عیش آراستہ ہی گانا ہو رہا ہی اسد نے کہا نانا جان مین اندجاؤن عمرو نے کہا ابھی دونون کو غصہ آجائیگا ابھی سب کام بنا ہوا بگڑ جائیگا اسد نے کہا نانا جان میرا دل اسوقت بیقرار ہی عمرو نے کہا لاکھ روپیہ صرف کرو تو مین یہ تدبیر کرون اسد نے خوشی مین یہ بھی منگا کر حاضر کیا عمرو اُٹھا بارگاہ مہ جبین مین گیا دیکھا نہایت محبت سے دونون مسند پر جلوہ فرما ہین عمرو کو دیکھکر سب اُٹھے مہ جبین نے کہا نانا جان اب حضور کی نے نوازی کے مشتاق ہین عمرو نے کہا صاحبو برات تو جمع ہی مگر دولھا بغیر یہ برات سونی ہی اسی طرح وہبار جاکر اسد نامدار کو بھی لاؤ سب نے کہا بہت مناسب ہی جملہ شاہزادیان جاکر اسد نامدار کو استقبال کر کے لائین اب تو بیچ مین یہ ماہ رخسار رستم خصال دو نجم درخشان دونون جانب اسد نے دیکھا لالان فی مہ جبین کے دماغ تر آپس مین شیر و شکر ہاے پر خواجہ کے آفرین کی کہا نانا جان آج تو آپ کی نے نوازی کا دن ہی شکر ہی کہ آج ہر ایک مطمئن ہی عمرو نے بھی جو اسد نامدار کو اس شان و شوکت سے دیکھا نقشہ اپنے آقاے نامدار صاحبقران عالی وقار کا آنکھون کے نیچے پھر گیا ترقی کی اسد کو دعا دے کر نئے طور سے بجائی صدائے نے سنکر ہر ایک کی طبیعت بھر آئی عمرو نے جوش بیقراری مین بہ الحان داؤدی یہ غزل شروع کی غزل

پی جا ذوق نگہ بیش و پس جام شراب
بنگیا خالی لب اسکا مگس جام شراب
دست بدست سبے کی لوٹ کے فریاد بہت
گرچہ ٹوٹا دل آتش نفس جام شراب
مرغ دل نرگس میگون کی ہی نظر کا نہین اسیر
برات پھر گشت کرے گر عسس جام شراب
بیخبر قافلۂ عیش گذر جاتا ہی
ورنہ اب تک نہ سنا تھا جرس جام شراب
بادۂ صاف مین آیا ہی کہان سے تنکا
لب نازک کو ہی اسکے ہوس جام شراب

لب پہ توبہ ترے دل مین ہوس جام شراب
بازگشت اپنی ہی یون جانب قسام ازل
نہوا کوئی بھی فریاد رس جام شراب
رات مے خانے مین ساقی جو نشہ مین بہکا
تازہ مضمون ہی جو باندھون قفس جام شراب
نوشدارو سے بھی بہتر ہی دم رنج خمار
بے زبان ہی جو دہان جرس جام شراب
سمجھے مے خانے کی عظمت تو نہ بیٹھے ہرگز
عکس مژگان تیرا میکش ہی خس جام شراب

لب تک اسکے جو ہوئی دسترس جام شراب
جیسے ساقی کی نظر بازو پس جام شراب
محتسب شعلہ آواز سے جل جاؤنگا
خس شیشہ کو لگا کہنے خس جام شراب
ساقی اس دور مین کب آنکھ چرا سکتا ہی
ساقیا شربت فریادرس جام شراب
ابلق چشم سیہ مست کو تیرے دیکھا
سر جمشید پہ اُڑ کر مگس جام شراب
ذوق جلدی مے گلرنگ سے بھر ساغر گل

خواجہ عمرو نے اس لطف سے نے نوازی کی کہ سامعین کی زبان سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی اگر جمشید جم ہوتا اس محفل خلد منزل کو دیکھکر رشک کرتا راجہ اندر پریون کے

اکھاڑے کی جانب متوجہ نہوتا دو شبانہ روز یہ جلسہ آراستہ رہا غم دین و دنیا فراموش کل لشکر اسلام مین دریاے عیش و عشرت کا جوش بعد دو دن کے جلسہ برخاست ہوا ملکہ لالان مہ جبین سے رخصت ہوئین آپس مین دوپٹہ بدلہ گیا بہنا پا ہوا پہلوے بارگاہ ملکہ مہ جبین مین بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ لالان خون قبا استادہ ہوئی اب بارگاہ مین اسد نامدار آکر داخل ہوا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر و سرداران خوش تدبیر جمع ہوئے کوکب نے کہا اے شہریار افراسیاب نابکار رنجیدہ ہو کر گیا ہے اب اس مقدمہ مین غفلت نہ کریگا سامان لشکر کشی ہو تو عجب نہین ہے یا خود وہ فکر لوح مین آئے یا کسی مکار و غدار کو بھیجے اب بہت جلد سامانِ سفر تیار ہو ایسا نہو کہ مشقت خواجہ عمرو بیکار ہو آپ دریا دلی دکھائین طرف دریاے نیل کے مع لشکر ظفر اثر جائین آپ کی کنیز ملکہ بران شمشیر زن کو روانہ کرتا ہون انشاء اللہ مین بھی وقت پر پہونچونگا یہ صلاح نیک سب کو پسند آئی کوکب تو بخوبی سمجھا کر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوا اسد نامدار نے باغبان قدرت کو حکم دیا اے خیر خواہ بلا اشتباہ تم اپنے جوانانِ صف شکن و سرداران تیغ زن آراستہ کرو ہم سے ایک روز پیشتر اٹھالہ بارگاہ کا لیکر بڑھو صرف راہبری کی ضرورت ہے باغبان قدرت نے عرض کی دو دن کی مہلت ملے جو سامان سفر مہیا کیا تھا آمد افراسیاب مین نیاز مند کو بڑا انتشار ہوا کل انتظام بیکار ہوا باغبان کو مہلت ملی اب تمام لشکر مین مشہور ہوا ایسی فردا طلسم کشا براے طلسم کشائی تشریف لیجائینگے لوح طلسمی مل چکی مہرۂ طلسمی کی ضرورت ہے اب دریاے نیل پر لشکر کشی ہے اب قریب دریاے نیل خون کے دریا بہینگے انشاءاللہ مرحلہ جات بھی فتح ہونگے لیکن حقیقت مین افراسیاب خانہ خراب بڑی بڑی کوشش کریگا ناظمانِ دربند طلب ہونگے خواجہ عمرو نے بھی بلا کر مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و مہتر قران و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل کو حکم دیا کہ آپ سب صاحب لشکر اسلام کی حفاظت کرین مین ہمراہ طلسم کشا ضرور جاؤنگا میرے قلب کو کیونکر تسکین ہو کہ اسد غازی معرکۂ عظیم پہ جاتا ہے نام دریاے نیل سنکر قلب تھراتا ہے اب لشکر ظفر اثر مین اسد کے روانہ ہونے کی تدبیر ہو رہی ہے انکو اس حال عشرت مآل مین چھوڑیے وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو و عیاری ملکہ صرصر شمشیر زن تدبیر لوح طلسمی مین یہ مضامین دلنشین لائق ملاحظۂ ناظرین فصاحت آئین ہین بیان ہوتے ہین ساقی نامہ تصنیف مصنف

اے ساقی مہروش کدھر ہے
اب لطف شراب ناب کیا ہے

کچھ تجھکو بسنت کی خبر ہے
کیا محفل عیش مین مزا ہے

آمادۂ ظلم دور گردون
سامان مصیبت و بلا ہین

فریاد ز دست جور گردون
کس رنگ مین آہ مبتلا ہین

اے ساقیِ بیخبر خبر لے
رندون مین نہین ہے ہوش باقی
ہر جام ہے شکل چشم حیرت
رندون سے یہ بکمال ہے ہنر مند
کیا دہر مین گردشین جو دکھائے

ساغر مے بیخودی سے بھر دے
تجھکو یہ عبث ہے جوش ساقی
ہے موج شراب تیغ عبرت
ہے قصر زبان کا صاف ربند
کس مکر و دغا سے پیش آئے
دیکھین کیونکر مہم یہ سر ہو

کیسا یہ انقلاب آیا
مے خانے مین آج غدر سا ہے
ہے بنت عنب بھی ڈر سے لرزان
دیکھین یہ آسمانِ کج باز
آمادۂ بدعت و جفا ہے
انجام بخیر اے قمر ہو

ہے ابر غم و الم کا چھایا
لو پیر مغان بھی گھورتا ہے
مے خانے مین حشر کا ہے سامان
مکار و محیل و شعبدہ ساز
عیاری کی چال چل رہا ہے

غزل بمضمون غم انگیز چونکہ یہ داستان مصیبت خیز ہے موافق مقام غم انجام

ہوئی بلند جو اپنی شرر فشان فریاد — کریگا صورت اسپند آسمان فریاد
وہ دل جلا ہون اگر ہو پہنچے تازبان فریاد — فغان کرے ابھی صیاد باغبان فریاد
اگر یہی رہے بعد فنا بھی جور بتان — کرینگے صورت ناقوس استخوان فریاد
نہ نیند آتی ہے مجھکو نہ موت آتی ہے — خیال زلف مین کیا ہے بلائے جان فریاد
تمھارے اس دل بیرحم کو دکھا دیگی — ابھی سنی نہین عاشق کی مہربان فریاد
چمن کی سیر مبارک ہو ہمصفیرون کو — بیان نفس مین ہے وردِ زبان فغان فریاد
جلائیو نہ اسے اے فروغ آتش گل — کرینگے مرغ چمن بہر آشیان فریاد
یہ ضعف ہے اُنھین تو بھی نظر نہین آتا — بتا رہی ہے تن زار کا نشان فریاد
یہ ضعف ہے کہ دہن سے نکل نہین سکتی — زبان تک آپ کو لائی کشان کشان فریاد
تمھارے ظلم سے ہے کون جو نہین نالان — دہن دہن کی فغان اور زبان زبان فریاد
چلے ابھی قفس جسم مرغ جان ہو رہا — کرون جو صورت ققنس شرر فشان فریاد
ہمارے سوگ نشین اتنے ہین ہمارے بعد — ملال کو قت قلق درد و غم فغان فریاد

چہرہ راقمان داستان دلستان عیاری و محرران فسانہ شعبدہ و مکاری جالات فراست آیات قصص رنگین کو یون مسطور فرماتے ہین شعر جو ہین راقمان جلالت نشان ؛ وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان جبکہ افراسیاب خانہ خراب با دل کباب حیران پریشان لرزان ترسان مصور و صورت نگار کو لیے ہوئے برسر کوہ بلور پہونچا بلکہ حیرت نے بھی اس خرابی مین افراسیاب کو دیکھا اور مصور و صورت نگار کو اس کیفیت مین ملاحظہ کیا کہ تمام جسم پاش پاش ہو گئے ٹکڑے جلے ہوئے بیہوش و مدہوش افراسیاب کا لباس پارہ پارہ تاج سر پر نہ دارد حیرت نے بال کھولدیے پیٹنے لگی کمر سے لپٹ گئی

پوچھا ای شہنشاہ یہ کیا حال ہو مرشد زادے پر یہ کیا معرکہ گذرا تمام کیفیت افراسیاب نے سامنے حیرت کے بیان کی اور کہا صاحبو اصل تو یہ ہو کہ آج ناک کٹگئی نبیرہ سامری کے لیے یہ ذلت قدرت کی ہو پھر یہ مصیبت عمرو نے ستون سے باندھکر مارے کوڑون کے دونون زن و شوہر کی سربازار کھال گرا دی ماہ دولت وقت پر پہونچے ورنہ اُس ساربان زادے تین روپیہ کے پیادے کو بڑا غصہ تھا حقیقت مین صورت نگار نے بڑا غضب کیا کہ شہنشاہ داؤد کو بہ حسرت مسجد مین قتل کیا ای حیرت اگر داؤد سحر کرتا زبان ہلا دیتا زمین کو آسمان پر پہونچاتا مگر اُسنے جان دی زبان نہ ہلائی تو بچھکنی نہ کی سُنا ہی کہ مذہب مسلمانان مین مسئلہ ہی کہ بعد توبہ کہنے کے وہ شخص پاک و صاف ہو جاتا ہی گناہ گذشتہ اُسکے باقی نہین رہتے توبہ شکنی جرم عظیم ہی وہ احکام خدائے نادیدہ کا پابند حق پسند رہا مجھکو بڑا خوف تھا کہ اگر ہمراہ لشکر مسلمانان داؤد لڑنے آئیگا طبقات زمین ہلائیگا ایک تقدیر خداوند لقانے معقول کی کہ داؤد پر آتنی بڑی افتاد پڑی عمرو کو نہایت غصہ تھا اگر مین نہ پہونچتا وہ انکو زندہ نہ چھوڑتا جلد تدبیر کرو اب اُنکی مرہم پٹی ہو تمام طلسم مین شہرہ ہوا مرشد زادے پیٹے گئے کوڑے کھائے کاشکے کسی ہمسر کے ساتھ ایسا معاملہ گذرتا بڑی آبروریزی ہوئی حیرت نے فوراً حکم دیا جراح آکر موجود ہوے زخم دوزی ہوئی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ماہیان زمردپوش آکر پہونچی افراسیاب نے کہا نانی اماں دیکھا تمنے کیا غضب ہوا مرشد زادے پر کیا افتاد پڑی عمرو نے مارے کوڑون کے کھال گرا دی ماہیان نے کہا ای افراسیاب تیرے غرور نے اس درجہ کو پہونچایا ذلت پر ذلت ہو رہی ہی اگر مین نہ پہونچتی آج کوکب کے ہاتھ سے تمھارا بچنا دشوار تھا نورافشان جادو نے انتہائی مشقت کرکے ایک لعل بے بہا کوکب کو بنا دیا تھا اُس لعل کے بنانے مین خون جگر صرف کیا گویا اُسکے کلیجے کا ٹکڑا تھا کوکب اُس سحر کو توڑا نہ کرسکا ورنہ ایک ایک عضا تمھارا بیکار ہو جاتا بیٹھے بیٹھے پردۂ ظلمات مین مین نے یہ اندھیر دیکھا تاب نہ آئی آخر پہونچی کوکب کو دھوکا دیا تمکو نکال لائی سحر اُسکا بگڑوایا چلتے چلتے آواز دے آئی کہ ای کوکب ابھی چندے سحر حاصل کرو افراسیاب نے کہا نانی اماں بتائیے اب کیا ہوگا لوح طلسم کشا کے پاس ہی ہرچند کہ مہرہ درخشان سلیمانی کا ملنا دشوار ہی پر دن بھر اسی مہرہ لوح بیکار رہو مرحلہ جات کا راستہ نہ ملے گا مگر یہ بات کیا کم ہی کہ اسد غازی اپنے زمانے کا رستم جری بہادر صف شکن تیغ زن فنون سپاہگری مین یکتا ارباحران غدار اسکا کیا کرسکنگے اور جن نکھرا مون نے لوح کا مقام بتایا تا بہ باغ سیماب پہونچایا وہ اب بھی رہبری کرینگے ماہ دولت کا قصہ ہی کہ خود جاکر مقابلہ کرین لشکر کو اُسکے مٹائین طلسم کشا اکیلا رہجائیگا لوح کے چھین لینے کی تدبیر کرینگے ماہیان کو بھی سنانا آگیا کہا ای افراسیاب حقیقت مین بڑی خرابی ہوئی فلک در پے آزار ہے کدو کاوش بیکار رہی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم اسی طرح خاک مین ملے جب وقت زوال آتا ہی سب تدبیر

الٹی ہو جاتی ہی تیری غفلت نے برباد کیا بے انتظامی نے مسلمانون کو آباد کیا اب جو کچھ کرنا سمجھکے کرنا یہ
خیال سراسر بیکار ہی کہ چہرۂ درخشان سلیمانی کا ملنا دشوار ہی رکن طلسم تو تے پہلے ہی گرا دیا باغبان ایسا
وزیر اعظم منتظم خوشنحو زینت پہلو نمک حلال صاحب جاہ و جلال طلسم کا ر کار دار عقیل فہیم جری نامدار اسکو
ستایا آخر جا کر شریک مسلمانان ہوا اگر وہ باغی نہوتا باغ غافل و ہوشیار کا رنگ نہ ٹلتا باغ غبان مین
جو جاتا ہاتھ پانون پھولتے دام رگِ گل مین گرفتار ہوتا موج ہوا باغ کی شمشیر خونریز ہر برگ نخل اسکا خنجر
سے زیادہ تیز ہر سر و نیزۂ جانستان شاخون پر تیرون کا گمان اسکے بزرگون نے یہ رنگ جمایا کس مشقت سے
اس باغ کو بنایا اس باغی نے محبت مسلمانان مین ایک چشم زدن مین اسکو مٹایا مسلمانون کو راستہ ملا
غنچۂ آرزو کھلا اگر تو آمادۂ حرب و پیکار ہی مین بھی تیرے ساتھ موجود ہون مگر اسمین صلاح واجب و لازم
ہی مشیران سلطنت و وزیران اُبہت ناظمان طلسم ہوش رُبا درویشان با صفا حکمایان اشراقین ندیمان
فصاحت آئین ان سب کا جمع ہونا ضرور ہی ان سب سے صلاح ہو یقین ہے اس مقدمہ مین فلاح ہو یہ کلام
حسرت انجام تمام نہونے پائے تھے دیکھا سامنے سے ملکہ صرصر شمشیر زن مثل باد صرصر اڑتی ہوئی آتی ہی گرید جو اس
عالم یاس گرد و غبار چہرے پر پڑا ہوا آکر سامنے افراسیاب کے پہونچی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ
دیا ہاتھ اُٹھا کر یہ قطعہ پڑھا قطعہ

ای سرت سبز تا خزان بہ چرند
شکست طبل تاسگان بدرند
گر ز آتش ہزار رنگا رنگ
بر سر تو موکلان بر شمہ

ابرق کوہ شگاف نے کہا بیش با دکھو ملکہ عالم کیا خبرین لیکر آئین صرصر نے سر پیٹ لیا کہا ای شہنشاہ ہوا
طلسم کی بگڑ گئی آپ جب لڑ بھڑ کے چلے آئے تین دن جشن رہا بی لالان خونین قبا و ملکہ مہ جبین الماس پوش
سے ساربان زادے نے ملاپ کرایا سامان عیش و نشاط مہیا رہا بعد تین دن کے انجمن مشاورت منعقد ہوئی سب طرح
کے لوگ لشکر طلسم کشا مین موجود ہین سب مکارون کا اُستاد بانی بنائے ظلم و بیداد ساربان زادہ سے کئی
دن صلاح رہی اب یہ امر قرار پایا کہ طرف دریائے نیل کے کوچ کرو نہین معلوم یہ راز کس نے بتایا یقین ہی بی بہار
و مخمور اس صلاح کی بانی ہون کل طلسم کشا پاس نورد امیر باغبان قدرت سمت دریائے نیل روانہ
ہو جائینگے حفاظت لشکر کا انتظام سپرد شہنشاہ کوکب روشن ضمیر ہوا وہ یہ فرما کر رخصت ہوے کہ مین ملکہ
بہاران شمشیر زن کو با فواج جرار روانہ کرتا ہون وہ بھی دریائے نیل پر پہونچے گی اور اپنے کو فرمایا ہے کہ
وقتاً فوقتاً لشکر اسلام کی خبر لیتا رہونگا عمرو بھی ساتھ اسد غازی کے جائیگا چالاک کو اپنا نائب قرار دیا
مہتر قران منتظم ہین برق کو عمرو نے اپنے ساتھ لیا ہی اسکی عیاری پر عمرو کو بڑا ناز ہے مشہور ہے کہ شاگرد رشید
عمرو ہی بڑا ہاہنر ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر رنگ رو سے افراسیاب متغیر ہو گیا کہا تانی امان آپ نے سنا

دریائے نیل پر جانے کی کس سیہ بخت نے صلاح دی ماہیان زمرد پوش سے کچھ آپسمین اشارے کنائے ہوئے ماہیان نے کہا اے افراسیاب اب راز کا چھپنا دشوار ہے عمرو ٹرامکار دغاباز ہے باغبان ومخمور و بہار نے کہا ہوگا لڑتے بھڑتے بجوش وخروش طرف دریائے نیل کے جائیے مسلمانون کے لیے سامان غیب سے پیدا ہوتا ہے کوئی نمکحرام ملجائیگا سارا حال تبلا دیگا اب تو ماہیان زمرد پوش بھی گھبرائی کہا اے افراسیاب غضب ہوا اگر مسلمان لڑ بھڑ کر دریائے نیل پر پہونچ گئے پھر طلسم کا بچنا دشوار ہے کوہ بلور پر شور گریہ وزاری بلند ہوا ہر کہ دمہ دردمند ہوا ماہیان زمرد پوش نے کہا اس فریاد والغیاث سے کیا فائدہ ہوگا کچھ تدبیر کرنا مناسب ہے افراسیاب غصہ مین تھرایا کہا نانی امان آپ تو پردۂ ظلمات مین جائیے مین ابھی جاکر دریائے خون بہاتا ہون تم نکو تابہ دریائے نیل نہ جانے دونگا جب آبرو مین فرق آیا لطف زندگی باقی نہ رہا یہ کہکر تاج سر پر رکھا زرہ پہنی اسباب جنگ سے اپنے کو آراستہ کیا ترنج و نارنج چند ماش کے دانے کارد سحر وغیرہ جیب مین رکھے غصہ مین دستک دی دیکھا سب نے صحرا سے گرد اڑی ایک مشکین پرند کلائیان مارتا ہوا مثل باد صرصر اڑا ہوا آتا ہے ہمسر باد برق مرکب کو دیکھکر بیچین ہوگئے دور کا بہ مرکب چوٹیان گندھی ہوئین تھوتھنی مثل غنچۂ گل زنجیر سلسل کاکل کوہ سرین کوہ کفل چال مین چھل بل ناز سے قدم اٹھاتا ہے مثل طاؤس طناز اڑا ہوا آتا ہے نظم در صفت مرکب

وہ جو مرکب عجب برق یا بادے
طرفہ دیو اور پریزاد سے
نرمی گوش و نرمی کاکل
خوش خرامی ز آب نازک تر
دستہ بید و دستۂ سنبل
تیز گامی ز برق چابک تر

چشم زدن مین بالائے کوہ آیا سر جھکا کر سامنے افراسیاب کے ٹھہرا افراسیاب نے غصہ مین قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا سپر فولادی سیہ رد نے اٹھائی پشت نجس پر لگائی بخت سیاہ کا سامنا ہوا پانیل کا ٹیکا ماتھے پر دیا گیا کمان کیانی حلقہ جانکر اترکش پر دہن اژدر کی مثال آنکھین غصہ سے لال دامن گردانکر قصد کیا کہ پشت مرکب پر سوار ہون مسلمانون سے جاکر صرف کارزار ہون اسوقت حیرت نے پریشان ہوکر بال کھول دیے پیٹنے لگی رکاب سے لپٹی کہا اے شہنشاہ مین آپکو لشکر مسلمانان مین نہ جانے دونگی یہ بڑی خرابی ہے اسد غازی کو لوح مل گئی ہے اور کوئی سردار آپ کا سامنا نہ کرسکیگا اسد غازی سر چڑھے گا اگر آپ مقابلہ کرینگے سحر اسپر تاثیر نہوگا پھر کیا تدبیر ہوگی اگر سامنے جاکر فرار برقرار کیا کیسی ذلت ہے طلسم کشا اور زیادہ شیر ہوگا حوصلہ بڑھے گا جرأت دکھائے گا باغ سیب مین گھس آئیگا ماہیان زمرد پوش نے کہا اے افراسیاب حقیقت مین بزرگون نے کہا ہے سخن شنیدن بیخ دولت بقول سعدی شیرازی شعر

دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ٭ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ٭

اے افراسیاب غفلت کا یہ مآل ہے

آخر یہ حال ہوا ایسا حقیر تھا جسدن تونے قصد کیا اُسی دن طلسم کشا کو پکڑ لا یا سالہا سال قید رہا قتل کرنا
دشوار ہوا آخر عمر د نے رہا کر لیا شہر داؤ دیہ مین جا کر لوح اپنے ہاتھ سے دیکر کتاب حوالے کی آئنا نہو سکا
جام جہان نما ہاتھ مین تھا اُسیر نگا ڈالے کہ دیکھین کہنے والا کیا کہتا ہے روتے پیٹتے چلے آئے اب یہ غصہ بیکار ہے
جب تک لوح طلسمی اسد کے قبضہ مین رہے اُس سے سامنا کرنے کا قصد نہ کرو اور کچھ فکر نکرو افراسیاب نے
گھبرا کر جواب دیا کہ پھر نا نی امان کیا کرون خاموش ہو کے بیٹھ رہون اُس نہنگ بحر جرات کو دریا نیل
پر جانے دون اتنی بڑی تدبیر سے کنارہ کش ہون ہر ایک مشیر و وزیر اس مقدمہ مین حیران سب گرد افراسیاب
مثل تصویر خاموش کھڑے ہین جب افراسیاب نے ایسے مجبوری کے کلام کیئے اسوقت بیقرار ہو کر ملکہ صرصر
سامنے آئی عرض کی اے شہنشاہ گردون بارگاہ یہ خیر خواہ کچھ عرض کیا چاہتی ہے شعر یکے عرض حال من
گوش کن ؛ دگر خوش نہ آید فراموش کن ؛ ایک شب حضور اور تامل فرمائین کنیز جاتی ہے اگر نتیجہ قابض ہوا
لوح لیکر خدمت مین آتی ہے پھر شہنشاہ کو اختیار ہے جس طرح جی چاہیگا جا کر مقابلہ کیجیے گا ایک چشم زدن مین شکست
دیجیے گا آپ سے وہ لوگ کیا کر سکین گے صرصر نے جو اس طرح سمجھا کر کہا حیرت جادو نے صرصر کو گلے سے
سے لگا لیا کہا بوا صرصر اسوقت مین دستگیری ضرور ہے مین تجکو دولت دنیا سے نہال کر دونگی صرصر نے
عرض کی لونڈی کی جان قدم اقدس پر نثار ہے مال کی کیا حقیقت ہے ہماری آبرو و عزت آپکی بدولت ہے سب
صرصر کی تعریفین کرنے لگے کہ حقیقت مین صرصر صاحب عقل و ہوش جانباز سرفروش ہے سب نے سمجھا کے
افراسیاب کو بٹھایا کہا حضور غمخوار خیر خواہ جو عرض کرتی ہے قبول فرمائیے آٹھ روز ٹھہر جائیے بیشک دل
گواہی دیتا ہے کہ یہ لوح لیکر آئیگی اس عیاری مین اپنی جان لڑائیگی افراسیاب نے کہا جو سب صاحبون
کی خوشی اتبو صرصر نے باندھلے عیاری جسم پر آراستہ کیے ملکہ صبا رفتار کمند انداز بھی آپہونچی صرصر کو جو
اتنے بڑے کام پر آمادہ دیکھا صبا رفتار نے کہا آپ ہماری افسر ہین اسوقت ہین ہمارا ساتھ چلنا ضرور
ہے آپ تنہا نہ تشریف لے جائین اسوقت مین ہم سب آپکا ساتھ دینگے بڑے بڑے عیار وہان موجود ہین
ایک ایک اُن مین ارسطو فطرت لقمان حکمت ایسا نہو آپ کے دشمن کسی بلا مین مبتلا ہون اگر ہم موجود ہونگے
خبر تو شہنشاہ کو پہونچائین گے لڑائی مین اپنی جان لڑائینگے صرصر نے کہا اے صبا رفتار تم سے زیادہ کسکو
محبت ہوگی ایک ساتھ کھیل کر بڑے ہوے ایک سرکار مین ملازم ہم تم ایک روح و دو قالب ہین لیکن
اس عیاری مین ہمارے ہمراہ چلنا مناسب نہین مین یکہ و تنہا جاؤنگی کسی گوشہ مین جا کر پڑ رہونگی جسوقت موقع
پاؤنگی عیاری کر گذرونگی اور اگر موت قریب ہے یہ بھی خوشی کی بات ہے جسکے نمکخوار ہین اُسپر جان نثار ہے ہر چند
افراسیاب نے بھی کہا مگر صرصر نے قبول نہ کیا یکہ و تنہا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی موافق مقام غزل قبول

بزم ہی صورت مین ہر رہرو شمائل ایک ہی
جائے سلطان تخت پر اور خاک پر ہو خاکسار
چودھوین شب شرم سے تا صبح نکلے گا نہ چاند
ابتدائے بحر الفت مین وہ ڈوبے ہین بہت
عشق مین کامل ہون مین وہ دشمنی مین لاجواب
ابرو و مژگان و زلف و خط الفت ہی شروع
جب ترے جیتے ہی دل مین اسقدر ہی بغض غیر
کیکے کیکے خون کا دعوے سُنے پروردگار
گرم بازاری قضا ہی پھر رہی ہی تیغ یار
شکوۂ ظلم و جفائے اہل دُنیا کچھ نہ کر
نذر تیرے کیا کرون ای دلربا دل کے سوا
چاہتا ہی زخم کاری سے تڑپتا ہی رہون
جس طرح چہرہ ترا یکتا ہی رنگ و حسن مین
جسطرف سب متفق ہین مین اُدھر ہون ای قبول

دل مین سب کہنے کے قابل ہین مگر دل ایک ہی
جب سفر دونون کا ہوتا ہی تو منزل ایک ہی
تیرے دو رخسار تابان ماہ کامل ایک ہی
یہ وہ دریا ہی کہ دھارا اور ساحل ایک ہی
دل سے منہ ہو دور تو دونون کا حاصل ایک ہی
سامنا ہی لاکھ داغون کا مرا دل ایک ہی
یون بھی چلتا ہون کہ گیون دونون کی منزل ایک ہی
حشر مین مقتول تو لاکھون ہین قاتل ایک ہی
ایک عاشق ہی اگر ٹھنڈا تو بسمل ایک ہی
لاکھ ظالم ہون تو ہون غالب وہ عادل ایک ہی
سیکڑون ہین عضو لیکن تیرے قابل ایک ہی
ہائے دو ٹکڑے نہین کرتا وہ قاتل ایک ہی
اُس طرح ای دلربا چہرے کا بھی تل ایک ہی
لاکھ ناقص ہین زمانے مین تو کامل ایک ہی

لشکر اسلام مین تیاری روانگی اسد نامدار مین تمام سردار مصروف ہین کوئی ملول کوئی متحزین کوئی رنجیدہ کوئی ہمگین بعض کا قول ہی کہ یارون کیا صاحب نصیب ہین کہ جو ساتھ طلسم کشا کے جائینگے سفر کے مزے اُڑائینگے ملک فتح ہونگے حاکمان دربند طلسم ہوش ربا ہر منزل پر طلسم کشا سے قدمبوس ہونگے سامان دعوت و ضیافت مطیعان اسلام کرینگے علاوہ ازین بعد جانے طلسم کشا کے افراسیاب خانہ خراب اس فوج پر لشکر کشی کریگا ایک ایک ساحر سرکشی کریگا ہر ایک کو یہ خیال ہوگا کہ لشکر بے افسر ہی چلکر لوٹ لین یہان بڑی بڑی لڑائیان پڑینگی دوسرے نے جواب دیا بھائی یہ خیال خام تصور نا تمام دل سے دور کرو ایک زمانہ قید مین طلسم کشا کو گذرا افراسیاب نے کیا کیا کد و کاوش کی مٹا دینے مین لشکر کے کیسی کیسی کوشش کی آخر کیا کر سکا خواجہ نے اسد غازی کو رہا کر لیا جسکی اس حیلہ سے موت آئی ہی اسکو کون بچائیگا نوشتہ پیشانی پیش آئیگا ایک جانب جو ہمراہ جانے کو اسد نامدار کے قرار پائے ہین اُنھین کمر بندی کے سامان مین خاص بارگاہ باغیان قدرت پر ساٹھ ہزار جوانان تیغ زن سر فروش بادہ جرأت سے مدہوش ترے ہوے مین اسباب سحر تیار کر رہے ہین سر شام صرصر شمشیر زن پھرتی پھراتی داخل لشکر اسلام ہوئی صورت

تبدیل کرکے ایک ضعیفہ فقیرنی بنی دیکھتی بھالتی سامنے بارگاہ ملکہ لالان خونقبا و بارگاہ ملکہ مہ جبین
الماس پوش کے آئی دیکھا دربارگاہ ملکہ مہ جبین الماس پوش پر سرداروں کے جاؤ حاجب و دربان بصد
شوکت و شان دست بستہ حاضر ہین عرصۂ دراز تک وہان ٹھہری سمت بارگاہ ملکہ لالان خون قبا آئی
دیکھا یہان بھی انتہا کا بند و بست ہے لیکن ایک مرکب باد رفتار باسازو یراق مرصع کار کو ایک سائیس
باگ مین ہاتھ ڈالے ہوئے ٹہلا رہا ہے صرصر نے ایک سپاہی سے سوال کیا لشکر اسد نامدار مین ایک ایک
فیاض سخی بہادر جری جیسے آقا ویسے ملازم بھی ہین اُس مرد سپاہی نے ایک دوانی نکالکر صرصر کو دی اور کہا
بڑی بی ٹھہری رہو طلسم کشا اس محل مین گئے ہین تھوڑی دیر مین برآمد ہونگے ہم کہدینگے ایسا کچھ ملجائیگا اپنے
بال بچون مین بیٹھکر کھانا اس بڑھاپے مین گھڑی گھڑی نہ آنا صرصر تو ایک عیارہ مکارہ تھی سہارا ہجو پایا لٹھیا
رکھکے وہین پر بیٹھ گئی کہا میان سپاہی صاحب اس بارگاہ مین کون سی بی بی ہین سُنا ہے کہ میان طلسم کشا کے دو
محل ہین ایک بادشاہ کی بیٹی اور ایک خداوندزادی سپاہی نے جواب دیا بڑی بی حماقت ہے کوئی خداوند
نہین اُسکا شہنشاہ داؤد لقب ہے خداوند کہنے والا بے ادب ہے جناب افصح الفصحا و ابلغ البلغا مداح بنیظیر
فلک سریر مرزا دبیر صاحب اعلی اللہ مقامہ اس مضمون بلاغت مشحون کو کس لطف سے نظم فرما گئے ہین رباعی
نادان کہون دل کو خردمند کہون ؛ یا سلسلۂ وضع کا پابند کہون ؛ اک روز خدا کو مُنھ دکھانا ہے دبیر ؛
کس مُنھ سے مین بندے کو خداوند کہون ؛ بڑھیا نے کہا میان سپاہی صاحب تو یہ ہوئی ہم ان باتون کو نہین جانتے
دختر شہنشاہ داؤد کی بارگاہ مین ہین شب کو یہین آرام فرمائینگے سپاہی نے کہا کل بوقت سحر دم آفتاب
عالمتاب سپہر جلالت یکہ تاز میدان جرأت ہمارے شہریار اسد نامدار کوچ کرینگے آمادۂ سفر ہین دوپہر یہان
تشریف رکھین گے بعد دوپہر بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہ جبین مین تشریف لیجائین گے بوقت سحر آمادۂ سفر
ہونگے یہ خبر جو اُڑتی ہوئی صرصر نے پائی پہر رات گئے گرتی پڑتی وہان سے اُٹھی سامنے بارگاہ ملکہ مہ جبین
کے آئی دیکھا اکثر کنیزین گھبرائی ہوئی باہر آتی ہین جو بداروں سے کچھ پوچھکے چلی جاتی ہین بعد عرصۂ دراز
ایک ماہ پارہ بصد ناز اندر سے نکلی پکارتی ہوئی میان مردے صاحب ذرا بڑھکے دیکھو تو تشریف لانے
مین طلسم کشا کے عرصہ کیا ہے معرفت محلدارین پڑے تو کہلا بھیجو کہ وقت خاصۂ تناول فرمانے کا قریب ہے ملکہ
عالم بکاول کو حکم دے چکین دسترخوان اب بچھا چاہتا ہے ملکہ ہماری انتظاری مین ہین یہ سُنکر مردہا آگے
بڑھا واسطے خبر کے چلا وہ کنیز نوجوان طرار پراق خوش مزاج ایک ایک پر کھڑی پھبتیان کہہ رہی ہے کسی
کا مُنھ چڑھا دیتی ہے کبھی کسی سپاہی کو پکارتی ہے بڑے میان کیا پہرا دیتے ہو بیٹھے ہوے اونگھ رہے ہو
آمد طلسم کشا کا وقت قریب ہے کل خانصاحب کی وردی چھن چکی میدان پر جرمانہ ہوا رسالہ انکی بدلی

ہوئی تم کیسے بیخبر ہو ہوشیار نہین بیٹھتے اگر کوئی نوجوان سامنے آیا اُسپر پان کا اوگال پھینک مارا اُسنے پلٹ کے دیکھا یہ قہقہہ مار کے ہنسی وہ بھی ظریف تھا مسکرا کر کہا کون ڈھیلے پھینکتا ہی یہ طرار و قرار ہنسکر جواب دیا میان جھکے یہان بیری ہوتی ہی اُسکے یہان ڈھیلے آتے ہین تمھاری ظرافت پر تھوک ہی صرصر نے جو اس کنیز کو بیقرار پایا چند قدم وہ بارگاہ سے باہر بھی نکل آئی صرصر نے بڑھ کے سوال کیا بی حسن و جمال کی ترقی رہے چاہنے والون کی بڑھتی رہے یہ بڑھیا بھوکی ہی کچھ کھلوا دیجیے کنیز نے انگیا مین سے چونی نکالی کہا لے بڑھیا صرصر نے کہا داری مین بھوکی ہون یہ لیکر کیا کرونگی ایک رکابی پلاؤ کی دو روٹیان خمیری دلوا دیجیے اپنی کچھ جھوٹن چھاٹن رحمت ہو کنیز نے کہا او بڑھیا ٹھہری رہ مین تیرے لیے لاتی ہون یہ کہکے دھڑ دھڑ دوڑی ہوئی اندر گئی ایک طباق پلاؤ کا لیکر نکلی وہین سے پکارتی ہوئی او بڑھیا کہان گئی صرصر نے دعائین دین کہا حضور اس درخت کے نیچے چلی آئیے میری نواسی بیٹھی ہی کنیز طباق لیے ہوے دس قدم آگے بڑھی تھی کہ صرصر نے حلقہ کمند کا مارا گرتے گرتے بیہوش کیا ٹانگ پکڑ کر کنارے کھینچ لائی لباس اور زیور اُتار لیا رنگ روغن عیاری کا نکالکر اسی کنیز کی صورت بنکے تیار ہوئی دوڑتی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی مگر دل مین سوچتی ہی کہ جسکی صورت بنی اُسکا نام نہ دریافت کیا جیسے ہی قریب دروازہ کے آئی اس سے سب سپاہی ہنستے ہین جمعدار نے کہا بی غنچہ دہن کم سخن کہان گئی تھین اب تو تمھاری آنکھ نہین ملتی صرصر نے کہا جمعدار صاحب ذرا اپنے ہوش درست کیجیے مین کسی کی لونڈی باندی نہین ہون یہ کیا آپ نے کہا کہ آنکھ نہین ملتی مین نین مٹکا کرنے والی نہین ہون ایک کوٹھے مین بیٹھی رہتی ہون بی نرگس کی طرح نظارہ بازی میرا شیوہ نہین ہی میرا نام غنچہ دہن ہی مین ایسے ویسے سے بات نہین کرتی اُسی طرح تڑاک پڑاق لڑتی بگڑتی ایک ایک پر پھبتیان کستی ہوئی اپنی ہوا باندھتی ہوئی صرصر اندر پہونچی دیکھا بارگاہ آسمان جاہ ملکہ مہ جبین کی کس حسن و خوبی سے آراستہ ہی جا بجا جھاڑ کنول قندیلین مثل قطرہائے نور لٹک رہی ہین سامنے مسند جواہر نگار فرش دیبائے رومی پر ملکہ مہ جبین گرد پریزادان دُر در گوش ایک ایک سرو قد غنچہ دہن گل پیرہن شیرین عذار ماہ رخسار صاف ثابت ہی کہ بیچ مین ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان مگر ملکہ مہ جبین نے پوچھا کیون غنچہ دہن کچھ دریافت ہوا آنے مین طلسم کشا کے کیا دیر ہی معلوم ہوا یہ بھی ہماری تقدیر کا پھیر ہی خاصہ ٹھنڈا ہوتا ہی بوقت سحر قصد سفر ہی آج کی شب نہین معلوم کیا مد نظر ہی غنچہ دہن کو آتنا جو ملکہ نے منہ لگایا طریقہ کلام کرنے کا ہاتھ آیا کہا داری مین ابھی وہین سے آتی ہون مجکو ایک چوبدار نے خبر دی طلسم کشا نہین ٹھہرتے تھے بی لالان خوش لقبا نے دامن تھام لیا رونے لگین کہا آج ہماری بارگاہ سے نہ جائیے خاصہ ہمارے ساتھ نوش فرمائیے اسوجہ سے شاید طلسم کشا ٹھہر گئے لیکن یہ انکار کیا کہ میرے خاصے کا وقت نہین ہی آپکا انکو بڑا خیال ہی مگر

عورت اگر ایسی ہو مرد کیا کرے رونے لگین دامن نہین چھوڑتین نسوے بہاتی ہین ناز و نخرے دکھاتی
ہین ہزار طرح مرد کا دل بہلاتی ہین مہ جبین نے کہا یو ہین اِن باتون کو کیا جانون آنکا جی چاہے
آئین خواہ وہین تشریف رکھین مجھے اُنکی خوشی سے کام ہے یہی خوف ہے ایک مرتبہ لوح پر افتاد
پڑ چکی کچھ اور خرابی نہ ہو یہ کہکر دوسری کنیز کو آواز دی اے گلرخسار دیکھو تو خواجہ عمرو کہان تشریف
رکھتے ہین وہ کنیز عمرو کو بلانے چلی صرصر گھبرائی وہان سے اُٹھکر ایک گوشہ مین آئی دیکھا تو عمرو
سامنے سے آتا ہے ایک ایک کنیز پر نگاہ ڈالتا ہوا صرصر نے جلدی سے لوٹا پانی کا بھر لیا پاخانے مین گھس گئی
ملکہ مہ جبین نے اُٹھکر سلام کیا تو خواجہ نے سر سینہ سے لگا لیا مہ جبین نے سر جھکا کر کہا دیکھیے نانا جان ابھی تک
آپ کے صاحبزادے تشریف نہین لائے ہین گھبرا رہی ہون ہول کھا رہی ہون ایسا نہو دشمنون کو کوئی
صدمہ پہونچے آپ ہی فرماتے تھے کہ افراسیاب باغ سیب مین نہین گیا کوہ بلور پر ٹھہرا ہوا ہے لوح کی
اُسکو بڑی فکر ہے آٹھ پہر صحبت مین یہی ذکر ہے مناسب ہو تو آپ تشریف لیجائین اُنکو سمجھائین کہ آج کی شب
احتیاط لازم ہے آپ یہان تشریف لائین خاصہ نوش کرکے آرام کرین سفر دور و دراز در پیش ہے نانا جان
مجکو بڑا پس و پیش ہے عمرو نے کہا بیٹا شام سے مجکو پھرتے پھرتے لشکر مین یہ وقت آیا سارا لشکر چھانتا پھرتا ہون
اسی خیال مین کہ کوئی عیار پھر نہ آئے چالاک وغیرہ بھی بازار مین موجود ہین راہین لشکر کی مسدود ہین انشاءاللہ
کل ضرور سفر ہوگا عمرو بخوبی سمجھا کہ مہ جبین کو باہر گیا اب عمرو کو بخوبی اطمینان ہو گیا اس خیال سے کہ اسوقت
تک مین بارگاہ مہ جبین مین ہو آیا سب کنیزون کو دیکھ لیا بعد جانے خواجہ عمرو کے صرصر پاخانے سے نکلی
جی مین کہتی ہے اگر اسوقت کچھ کام نہ کیا پھر غضب ہے پھر کچھ نہو سکیگا کلیجہ پر پتھر رکھکے سامنے ملکہ مہ جبین کے آئی
کہا واری اُسوقت مین بھول گئی تھی اب اور ایک بات یاد آئی ہے ایک چیز آپکی مین نے پائی ہے یہان عرض
کرنے کے لائق نہین حضور تخلیہ مین چلین تو مین عرض کرون مہ جبین اُٹھ کھڑی ہوئی صرصر کو اپنی کنیز خاص
ہمدم باختصاص جانکر ہاتھ تھام لیا پردہ اُٹھا کے اس خیمہ مین آئی کہ جہان چھپر کھٹ لگا ہوا ہے صرصر نے کہا
حضور بیٹھ جائیے ابھی ایک کمیدان کہتا تھا لالان خون قبا کو سفر مین ساتھ لیجائینگے فرماتے ہین اُسکا باپ تک
انتقال کر چکا وہ یہان دشمنون مین کسکے پاس رہیگی صدمہ تنہائی اُسے ہوگی یہ سُنکر ملکہ مہ جبین غصہ مین کانپنے لگی کہا اے
بیچہ ذہن مین اس سلطنت کو خاک مین ملا دونگی تو نے مجھسے پہلے نہ کہا خواجہ عمرو تشریف لائے تھے مین اُنسے کہتی کہ حضور
مین یہان رہ کر کیا کرونگی مجکو میرے وارثون مین طرف کوہ عقیق کے روانہ کر دیجیے اگر بی لالان کو ساتھ
لیجائینگے تو بہت سنج اُٹھائینگے مجکو زندہ نہ پائینگے صرصر نے جب دیکھا ملکہ کو غصہ آچکا چہرہ سرخ ہو گیا رگ رگ
سے ہونٹھ کانپ رہے ہین خاصدان سے گلوری نکالکر کہا حضور غصہ نہ کیجیے کہنے والے جھوٹ سچ بات اُڑا دیتے

ہین طلسم کشا آپ کے نام کے عاشق ہین لالان کو کبھی ساتھ نہ لیجائینگے یہان تشریف لائینگے ہم لوگ بھی
بخوبی سمجھائینگے غصہ مین منہ خشک ہوگیا گلوری نوش فرمائیے ملکہ نے گلوری کھائی پان کھاتے ہی کلیجہ خون
ہوگیا گھبرا کر کہا ارے میرے کلیجہ مین آگ لگی غنچہ دہن یہ کیسی گلوری تھی ہڈیان جلنے لگین ایک سلاخ آہن کلیجہ
مین پڑ گئی صرصر نے کہا اُٹھکے ٹہلیے ملکہ اُٹھی بیہوشی کام کرچکی تھی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی صرصر کے ہاتھ پاؤن مین
رعشہ عیاری تو کی مگر ہوش اُڑے ہوئے دل سے کہتی ہی ایسا نہو ساربان زادہ آجائے فوراً پہچان لیگا لیکن اب
جو کچھ ہو سو ہو اس عیاری مین سر ہتیلی پر رکھا موت کا مزہ چکھا اگر لوح ہیلی ساربان زادہ عمر بھر یاد کریگا یہ سوچکر
ملکہ مہ جبین کو گود مین اُٹھایا چھپر کھٹ کے نیچے سلا دیا پٹی بیہوشی کی دماغ پر چڑھا دی اوپر چاندنی وغیرہ
ڈالکر چھپا دیا رنگ روغن عیاری کا نکالکر بشکل ملکہ مہ جبین الماس پوش تیار ہوئی ہنستی ہوئی باہر
نکلی کنیزین سب حاضر ہین کسی نے پوچھا حضور غنچہ دہن کہان گئی صرصر نے تیور بدلکر کہا تم ہماری اتالیق ہو
ہمنے کہین بھیجا آئیگی وقت پر یا نہ آئیگی تمھین کیا فکر پڑی ہی ادب گفتگو زبان ہلانا دشوار ہوئی جو منا سب
جانتے ہین وہ کرتے ہین مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند بس تب خاموش ہو رہین اب صرصر مسند
پر آکو بیٹھی لیکن عمرو کے خوف سے دل کانپ رہا ہی خیال مین ہی کہ ای صرصر دیکھیے آج کیونکر جان بچتی
ہی لیکن ابھی عمرو آیا تھا چلا گیا یقین ہی کہ انتظام مین مصروف ہوا اپنے نزدیک بہی صورت نگار نے بڑا کام
کیا اس مقام پر ہوتین تو معلوم ہوتا دیکھیے فلک کیا دکھاتا ہی کس طرح کا معرکہ پیش آتا ہی طلسم کشا بھی تعلیم کردہ
عمرو ہی صاحب شوکت افسر ہی فخر شاہان روزگار تیز دار دہم حیا راس فکر مین بیٹھی تھی کہ کنیزین دوڑی ہوئی
آئین عرض کی کہ حضور طلسم کشا صاحب آتے ہین صرصر نے حکم دیا کیا دل کو بلاؤ جلد دسترخوان آراستہ کرے
فوراً دسترخوان بچھا کھانا عمدہ چنا گیا آپ سر جھکا کر بیٹھی عطر کی روئی آنکھون مین لگائی آنسو بھر آئے یکایک
در دولت پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی صدا بلند ہوئی روح سامری وجمشید دردمند ہوئی کنیزین واسطے
استقبال کے دوڑین دو چار نے عرض کی حضور برائے استقبال چلیے طلسم کشا بارگاہ مین آگئے صرصر نے کہا
مین تو دسترخوان پر بیٹھ چکی دسترخوان سے اُٹھنا بڑا گناہ ہی آتے ہین تو آنے دو آپ چلے آئینگے کہ دیکھا سامنے
سے یکہ تاز میدان جلالت شہسوار معرکہ شوکت وہمت آفتاب عالمتاب آسمان جرات ماہ تابان فلک سطوت
وصولت شاہباز اوج جانبازی اسد بن کرب غازی مسلح مکمل آگئے ہین صرصر نے دیکھا حسن اسد
غازی کا کمال پر ہی حقیقت مین جادوگر جرات ولیاقت کا رہبر ہی جاہ وجلال دیکھکر تھرا گئی لیکن سر جھکائے
بیٹھی رہی اپنے مقام سے جنبش نہ کی اسد غازی نے دیکھا ملکہ سر خم کیے بیٹھی ہین آنسو بھی آنکھون مین
بھرے ہوئے سمجھے کہ ملکہ رنجیدہ ہین قریب آکے بیٹھے کہا کیون ملکہ عالم خیر تو ہی مزاج کیسا ہی صرصر نے آنکھ

چار نہ کی کہا صاحب خاصہ نوش فرمائیے مجھے زیادہ نہ ستائیے مین نے آپ کے ساتھ کھانے کی ناحق عادت
کی بھوک کے مارے دم نکلا جاتا ہی مگر ناچار دسترخوان لیے بیٹھے ہین آپ تو خاصہ نوش فرما کے آئے ہونگے ہم
ناحق اپنی جان دیتے ہین اُنکے یہان کھانا بھی عمدہ پکتا ہوگا وہ خداوندزادی ہین یہان رد کھاپھیکا آپ
کا ہیکو کھایا جائیگا اسد نے دامن سے اشک پاک کیے کہا ملکہ تمھین ناحق کو ملال ہوتا ہی مین نے تو ابھی کھانا
نہین کھایا کہو کھائین کہو نہ کھائین ملکہ نے کہا ہان صاحب بہانہ منظور ہی میرا اتنا کہنا دو نکا ہو گیا اب ہاتھ بڑھائیے
باتین نہ بنائیے اسد نے خاصہ نوش کیا صرصر ہر بات مین ٹالتی گئی بعد خاصہ کے صرصر نے کہا ہمکو نیند آتی
ہی اسد نے کہا ملکہ کانا نہ سنوگی یہ شب غنیمت ہی کل روز فرقت ہی تمھاری یادین بیقرار رہینگے صدمہ ہجر سہینگے
صرصر تو ایک بلاے روزگار ہی جواب دیا صاحب صبح کو جو کچھ ہوگا ہو جائیگا ان دھڑکون مین جان گئی یہ کہکر
طرف تخلیہ کے چلی اسد غازی ہمراہ کنیزین ٹھہر گئین اس خیال سے کہ عاشق و معشوق جاتے ہین کنیزون مین
جابجا چرچا ہی شاہزادے کے دم قدم سے بڑی آبادی تھی کل اس بارگاہ مین سناٹا ہو جائیگا خدا اس سفر کا
مآل نیک کرے دیکھو صاحب آج ہی سے اُداسی پائی جاتی ہی خود بخود طبیعت گھبراتی ہی مگر صرصر ربط و ضبط
دکھاتی ہوئی شرماتی ہوئی ساتھ اسد غازی کے تخلیہ مین آئی چھپر کھٹ پر بیٹھ گئی اسد نے چاہا گلے مین ہاتھ
ڈالے صرصر نے کہا صاحب بیٹھو ایک جام شراب کا نوش فرماؤ آرام کرو دو پہر سے زیادہ شب گذر چکی ہی
صبح کو تیاری سفر ہی ہزار طرح کا خوف و خطر ہی اسد سمجھے ملکہ کا جی چاہتا ہی گلابی کھینچی جام لبریز کیا ملکہ کو
دیا صرصر نے دو قطرے پیے گھائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی کہا کیجیے حضور آپ نوش کیجیے اسد نے بلا تکلف
جام پی لیا نہ سمجھا کہ یہ جام زہر ہی موج شراب سانپ کی لہر ہی پی گیا پیتے ہی دم گھبرایا کہا ملکہ یہ کیسی شراب
ہی پیتے ہی کلیجہ کباب ہو گیا دل بیتاب ہو گیا صرصر نے کہا صاحب گرمی مین آئے ہو ذرا اُٹھکر ٹہلو فرحت
تازہ سرور بے اندازہ حاصل ہو تسکین دل ہو اسد یہ کہکر اُٹھے خدا خیر کرے دشمن کا دور ہی رنگ بیطور ہی قصد
کیا تھا کہ مہ جبین کا ہاتھ تھام لون یہ دل کو یقین ہو چکا تھا کہ اسی شراب مین فتور ہی بے سمجھے پی لیا عقل کا
قصور ہی یہ کہتے کہتے شاہزادہ لڑکھڑایا چھپر کھٹ پر گر کر بیہوش ہوا اسوقت صرصر کی خوشی پھولون نہ سماتی
تھی جامہ سے باہر ہوئی جاتی تھی مگر خوف جان لرزان و ترسان باہر بارگاہ کے نرسنگھا پھنک رہا ہی حاظر باش ناظر باش
کی صدا آتی ہی صرصر نے لوح گلے سے اسد غازی کے اُتاری باچھیا رومال مین لپیٹکر اپنے پاس رکھی قصد
ہوا کہ طلسم کشا کو بھی لیچلون بارگاہ مین روزن کرکے دیکھا ناموس طلسم کشا کی بارگاہ ہی ہزارہا ساحر گرد پھیر رہا ہے
پرندہ پر نہین مار سکتا دو ندے کی کیا لیاقت ہی کھڑی ہوئے سوچنے لگی دل سے کہتی ہی اے صرصر طلسم کشا کا
لیجانا دشوار ہی کدھر سے جاؤن تا بہ کوہ بلور کیونکر پہونچون اگر کسی نے دیکھ لیا زندہ بچنا مشکل ہوگا گھبرا کے

صحن بارگاہ مین آئی ستارون پر نگاہ ڈالی صاف ثابت ہوا کہ ستارۂ سحری چمکا چاہتا ہی یہ خیال ہوا کہ شب
اسی مقام پر بسر کیجیے گوشۂ بارگاہ مین چھپ رہیے مگر سوچی عیار طلسم کشا کا ضرغام شیردل واسطے جگانے نماز
کے آئیگا جب اسد کو بیہوش پائیگا فوراً ہنگامہ برپا ہو جائیگا پھر نکل نہ سکونگی آخرش چوڑی خنجر کی نکالی
ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگانا شروع کی انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکنے لگے لیکن جان دیے ہوئے کھودرہی
ہی چند عرصہ مین زیر سایۂ نخل وہنہ نقب کا توڑا سر نکالا دیکھا معلوم ہوا یہان سناٹا ہی گردمین آئی ہوئی نقب
سے نکلی صحرا کا راستہ لیا طرف کوہ بلور کے روانہ ہوئی یہان اسد غازی چھپرکھٹ پر بیہوش پڑے ہین کہ صدائے مرغ
سحر بلند ہوئی عمرو پہر رات رہے تک لشکر مین پھرا قلیل رات باقی تھی کہ جا کر لیٹا لیٹتے ہی خواب پریشان دیکھا گھبرا
کے اٹھا باہر اپنے خیمے کے آیا دیکھا ستارۂ سحری چمک چکا ہی پیالیان طلا پلٹ رہے ہین سجائے جا بجا بچھے ہین
سرداران لشکر وضو کر رہے ہین عمرو کو دیکھکر سردارون نے سلام کیا عمرو نے کہا یارو خدا خیر کرے مین نے ایسا
خواب پریشان دیکھا کہ بہت رویا ایک خدمتگار سے اشارہ کیا برق فرنگی و ضرغام شیردل و جانسوز
بن قران و چالاک کو جلد لاؤ مین جبتک واجب خدا کو ادا کرون دو رکعت نماز پڑھون عمرو نے بتعجیل
نماز سے فراغت کی پانچون عیار سامنے آئے عمرو نے کہا ای خوش انجام بیٹا ضرغام شب کہان بسر کی ضرغام نے
عرض کی مین در دولت ملکہ مہجبین پر تھا عمرو نے کہا اچھا افتاد پڑی جلد بارگاہ ملکہ مہجبین پر چلو پانچون
عیارون کو ساتھ لیکر بارگاہ ملکہ مہجبین پر آیا دیکھا چوبدار یساول نقیب ان رسالدار بڑے بڑے سردار
حاضر ہین باغبان قدرت بصد صولت و شوکت مسلح مکمل اسباب سحر سے درست چالاک و چست ٹہل رہا ہی
منتظر ہی کہ اسد غازی برآمد ہو سویرے سے نکل چلین دس بارہ کوس پر جا کر مقام کرین کہ عمرو سامنے سے آیا
باغبان واسطے تسلیم کے خم ہوا دست بستہ عرض کی حضور جا کر طلسم کشا کو جلد بیدار کرین ندبانی مخلدار کے ثابت
ہوا وہ ماہ تابان برج تخلیہ سے ساطع و لامع نہین ہوے عمرو نے کہا ای باغبان دیکھون فلک کیا دکھاتا ہی صورت
اسد نامدار دیکھون تو دل کو قرار آئے باغبان نے کہا کیون خواجہ کیا ہو عمرو نے کہا خواب مین بخت خوابیدہ
بیدار ہوا گھبرا کے جاگ اٹھا یہ کہتا ہوا عمرو اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا انیسین جلیسین کنیزین پرے باندھے
کھڑی ہین عمرو نے دلارام وزیرزادی سے پوچھا آج کیا ہی شاہزادہ بیدار نہین ہوتا ملکہ سب سویرے
اٹھتی ہین دلارام نے عرض کی رات کم باقی تھی جب آرام فرمایا ہی جدائی کا شاہزادے کی ملکہ کو خیال تھا
قلب پر ہجوم غم و ملال تھا عمرو قریب پردے کے آیا اول آواز دی جب صدا نہ آئی عمرو پردہ اٹھا کر
اندر آیا دیکھا صورت مصیبت ظاہر ہی اکیلے اسد نامدار چھپرکھٹ پر بیہوش پڑے ہین عمرو نے ایک
چیخ ماری مہرخ و بہار کو خبر پہونچی دوڑی ہوئی آئین اسد غازی کو ہوشیار کیا اسد گھبرایا ہوا اٹھا چلے

عمرو نے لوح کو پوچھا اسد نے گلے پر ہاتھ ڈالا لوح کہان، تبو ہلڑ ہوا فرش پر عمرو نے پتیرا صرصر کا پچانا ملکہ مہرخ رونے لگین بیقرار ہوکر کہا خواجہ اپنی کنیز کو تو تلاش کرو عمرو نے کہا غضب ہوا شاید مہ جبین کو بھی لیگئی کسی کنیز کی نگاہ پڑی کہا حضور دیکھیے چھپر کھٹ کے نیچے کیا ہے اب جو دیکھا ملکہ مہ جبین کو بیہوش پایا مہ جبین کو بھی ہوشیار کیا گھبرا کر پوچھا بی بی یہ کیا حال ہے مہ جبین گھبرا گئی چہار جانب دیکھتی دلارام نے کہا داری طلسم کشا کے ساتھ خاصہ نوش کیا تھا مہ جبین نے کہا مجھے نہین معلوم عمرو نے کہا صاحبو سمجھے یوں جب مین بارگاہ مین آیا تھا اسوقت مہ جبین اصلی تھین مگر صرصر کسی صورت پر بارگاہ مین آچکی تھی مجلس دیکھکر چھپ گئی ہوگی بعد میرے جانے کے یہ آفت برپا ہوئی اُسنے تخلیہ مین لیجا کر مہ جبین کو بیہوش کیا اسد غازی کے ساتھ خاصہ نوش کیا لیکن کس طرف سے وہ نکل گئی ہوا تھی کسی نے نہ دیکھا مہتر قران کی نگاہ نقب پر پڑی کہا استاد دیکھیے نقب موجود ہے اسد غازی کو نہ لیجا سکی لوح ملنا غنیمت ہوا لیجے تمام سردارون مین ہنگامہ عظیم برپا ہوا

نظم مصنف

کسی نے کہا آہ واغبتا ۔ فلک پر سر ظلم و بدعت ہوا
خزان کا ہوا اس چمن مین گذر ۔ نہال مصیبت ہوا بار ور
سموم الم کیسی چلنے لگی ۔ ہر اک شاخ پر میوہ جلنے لگی
کہا رو کے مہرخ نے کیا خوف ہے ۔ ابھی منزل جنگ کرتے ہین طے
ڑرائی کے آفات جھیلینگے ہم ۔ بس اب جان پر اپنی کھیلینگے ہم
مصیبت کے اب تنگ پیش ہین ۔ نہایت قلق مین بیش و پیش ہین
گئی لوح اب نزد افراسیاب ۔ خوشی اسکو پانی لگو ہیچ و تاب
بھلا دینگے زر کر اسے سرکشی ۔ بہ تعجیل لازم ہو لشکر کشی
کہا را دلو العزم نے جھوم کر ۔ کہا باغبان سے کہ ای نامور
ہوائے خزان نے کیا زرد رد ۔ گل عیش کی ہم نے سونگھی نہ بو
عجب داغ باغی ہمین دے گیا ۔ گل لوح اس باغ سے لے گیا
بس اب جان دینے پر آمادہ ہو ۔ ملے لوح تدبیر ایسی کرو
دیا باغبان نے یہ رو کر جواب ۔ کہین کیا جو ہے قلب کو اضطراب
بجز جان دینے کے کیا اختیار ۔ جو مرضی خلاق لیل و نہار

مگر ای ملکہ عالم زندگی بیکار ہے لشکر مین گھر جا ہو کر بندی کرا دو لڑ بھڑ کر مر جائینگے طلسم ہوش ربا مین نام کر جائینگے جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی اسی بات پر آمادہ ہین کہ آج لڑ بھڑ کر مر جاؤ ایک جانب سے ملکہ مہرخ سحر کا کل کشا ایک سمت سے ملکہ بہار سحر افگن و خورشید زرین سحر و رعد و برق لامع و معمار قدرت و ملکہ گلزار چشم وزیر چشم و ملکہ مخمور سرخ چشم سب سلاح جنگ سے آراستہ ہوکر آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوئے ہر چند عمرو غل مچاتا ہے کوئی نہین سنتا ہر ایک کا یہی قول ہے کہ خواجہ اب آپ دخل نہ دیجیے جو آپکا کام تھا بجا لائے بسر فروشی بہ عیاری بجرأت اسکو پورا کیا ہم لوگ سب بدنصیب آپکا کیا اختیار اب اسد نامدار کو بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیجیے طرف کوہ عقیق کے چلے جائیے ہم سب لڑ بھڑ کے جان دینگے اب ہم مایوس ہوے لوح طلسمی گئی ایسے مقام پر افراسیاب رکھے گا کہ طائر وہم و خیال

نہ پہونچ سکے گا کیونکر ہمارے دل کو یاس نہو باغ سیاب سے لوح گئی آپ شہنشاہ داؤد پیکر یا شاہنشاہ کس تدبیر و لپذیر سے لوح لائے اب اسیر افتادہ ٹری آپ کی کیا خطا ہمارے بخت واژگون و طالع نگون نے یہ روز سیہ دکھایا اگر ہم نہ جائینگے افراسیاب جادو لوح مقام محفوظ پر رکھے خود لشکر کشی کریگا ہم اسکے لشکر کا بار سنبھال سکین گے خود تقدم کرنا بہتر ہی عمرو نے ایک ایک سردار کو گلے سے لگایا کہا تم جان نثار و سر فروش ہو ا تنا تامل کرو کہ مین جاکر واپس آؤن اگر بن پڑا تو لوح لیکر آتا ہون جب مجھے کچھ نہو سکے اسوقت مین تمکو اختیار ہی مہتر چالاک مہتر برق فرنگی نے بھی جملہ سردارون سے دست بستہ کہا حقیقت مین استاد بہت معقول فرماتے ہین ابھی صرصر لوح لیکر گئی ہی ہم سب جاتے ہین کیا عجب کہ راہ مین ملجائے ورنہ انشاء اللہ سامنے افراسیاب کے عیاری کرینگے از کوہ بلور تا بہ باغ سیب جائینگے لوح کے واسطے پیچھا نہ چھوڑینگے جب سن لینا ہمارے عیار جانباز مارے گئے جو مناسب ہو کر گذرنا ہم خوب جانتے ہین آپ سب صاحب نام پر مرتے ہین اب سب سے زیادہ کام یہ ہی کہ طلسم کشا کو بہلائیے سمجھائیے ایسا نہو وہ شیر دلیر اپنی جان ضائع کرے یہ لڑائی ہی کبھی فتح کبھی شکست عقل سے بندوبست ضرور ہی جہالت کرنا سراسر قصور ہی سردار ناچار ہوے ملکہ مہرخ اسد غازی کو سمجھاتی ہوئی سب سردارون کو لیکر داخل بارگاہ ہوئین خواجہ نے فوراً صورت بدلی عیارون سے اشارہ کیا اپنی اپنی صورتین نئے طور سے تبدیل کرکے طرف کوہ بلور کے چلو دو کلمہ افراسیاب جادو کے بیان ہوتے ہین

غزل میان جلال صاحب

گھر ہو وحشت کا دل دیوانہ ایسا چاہیے
یار ایسے گھر کو صاحب خانہ ایسا چاہیے
زندہ ہو جائے تغافل کا ترے مارا ہوا
بت جسے سجدہ کرین بتخانہ ایسا چاہیے
رات فرقت کی بری ہوتی ہی اے افسانہ گو
کھو دے میرے دل کی الجھن شانہ ایسا چاہیے
یون کسی پردہ نشین کی کیجیے پردہ دری
مے پرستو خندۂ مستانہ ایسا چاہیے
جو شرر اٹھا دل سوزان سے دل ہی پر گرا
برہمن مجکو بت بیگانہ ایسا چاہیے
دیکھکر دل آنکھ کو کہتا ہی دل کو چشم یار

خاک ہی اڑتی رہے ویرانہ ایسا چاہیے
آنکھ ادھر اسکی رہے یارانہ ایسا چاہیے
یار کوئی ناز معشوقانہ ایسا چاہیے
اے چشم مست ساقی اپنے بوسے دے مجھے
اسکو کم کردے کوئی افسانہ ایسا چاہیے
سر زمین کوے جانان سے نہ اٹھے خاک
خود کہے دست جنون دیوانہ ایسا چاہیے
دھیر سے عاشق کے بجکر طور پر بجلی گری
شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے
ہجر کی شب تیرہ بختی کو ہماری اے فلک
مست ایسا چاہیے دیوانہ ایسا چاہیے

دل مین تو ہو رونق کا خانہ ایسا چاہیے
رام آہو کو کرے دیوانہ ایسا چاہیے
قبلۂ خوبان عالم ہو وہ دل اللہ دے
لب ملب خم و جھک کے پیمانہ ایسا چاہیے
یار کی زلفون کو مشاطہ نے سلجھایا تو کیا
عاشق گریان کو آب دانہ ایسا چاہیے
دست ساقی میں اشارہ کر رہا ہی جام
کیون تجھے اے جلوہ جانانہ ایسا چاہیے
کافر و مومن جسے دونون [illegible]
دیکھکر [illegible] غافلانہ ایسا چاہیے
گر پڑے بجلی [illegible]

کوئی تو انداز بتا بانہ ایسا چاہیے	ہائے کیوں اس جان کے دشمن کو دل دیتا چلا	کاش کوئی دوست ہو کہتا ایسا چاہیے

افراسیاب جادو در نجور بر سر کوہ بلور انتظار مین ملکہ صرصر شمشیر زن کے مع حیرت جادو بیٹھا ہی حیرت کہہ رہی ہی اے
شہنشاہ صرصر بیچاری کیا کر سکیگی بڑے بڑے ارسطو فطرت لقمان حکمت عمرو کے نام سے عاجز ہوگئے وہ عورت
کم حقیقت کیونکر دست انداز ہوگی اگر آپ حکم دین مین اپنے کو پہونچاؤن صرصر کی مدد کرون اگر اسکا ہاتھ تا بہ
لوح پہونچے اور عیاران طرار اسکو گھیر لین مین اسکو بچاؤنگی عیارون کو پکڑ لاؤنگی میرے ہاتھ سے نگوڑے بچکے کہان
جائینگے حکم سے سامری کے ذلت اٹھائینگے اگر شاید اسنے عیاری کی اور ہنگامہ مین عیارون کے پھنس گئی ہمکو سنکر
بڑا ملال ہوگا افراسیاب نے کہا اے حیرت جادو تیرا جانا لشکر اسلام مین مناسب نہین ہے ابھی صورت نگار و
مصور پر کیا معرکہ گذر چکا ہی سامری و جمشید کی خدائی مین آگ لگی خداوند لقا بے بقا جو چاہتا ہی تقدیر
کر بیٹھتے ہین نہ کسی کی برائی سے مطلب نہ بھلائی سے کام اگر کوئی افتاد مجھپر پڑے یا عمرو ظالم اظلم گرفتار کرے
کیسی ذلت و رسوائی ہی ابھی تک میری آنکھون کے نیچے پھر رہا ہی مرشدزادے پر کس قیامت کے کوڑے پڑے
ہر چند مین نے اس خبر کو بہت چھپایا مگر پرچہ اخبار ہفتہ وار جو مطبع نامی و گرامی موسوم بہ اودھ اخبار منتظم جس کے
منشی نولکشور صاحب عالی وقار ہین اس پرچہ مین مفصلاً و مشروحاً لفظاً لفظاً یہ اخبار مصیبت آثار درج تھے
اخبار کی صحت اس مطبع نامی گرامی پر ختم ہی مہتمم مطبع کا حکم ہی کہ جس خبر کو مفصل سنو تصحیح درج کرو مہتمم صاحب
لئیق کارگذاران مطبع فہیم اپنے مالک کے خیر خواہ صاحبان علم و فضل کا مطبع موصوف مین مجمع ہی مطبع نہین
نگارخانہ چین کا مرقع ہی اے حیرت اب خبر مخفی نہین رہ سکتی تجھکو حکم دون اور ذلت اٹھاؤن مگر دل میرا کہہ رہا
ہی کہ صرصر خاک چھانے گی ہماری بربادی کا اسکو بڑا غم ہی عمرو کی کا وہی جواب دیتی ہی یقین ہی کہ لوح لیکر آئیگی
سرمایہ برق انداز و ابریق کوہ شگاف ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ حاضر ہین قول افراسیاب کی
تصدیق کر رہے ہین مصور و صورت نگار کے بھی ہوش درست ہوئے ہین مصور کہتا ہی اے شہنشاہ اب عمرو
کی میرے ہاتھ سے قضا ہی صحت پا جاؤن تو اس بدعت کا مزہ چکھاؤن اگر دیوانہ کرکے نہ مارا تو نام اپنا مصور
نبیرہ سامری نہ رکھا افراسیاب کہتا ہی مرشدزادے اب تمکو برسون قصر سے نہ نکلنے دونگا تمہاری ذات سے
بڑی برکت ہی جب خیال آتا ہی فلک تھرا جاتا ہی کیا مذہب تباہ و برباد ہوا داؤد جادو کو ہمنے ناحق سجدہ کیا
ہفت اقلیم مین مشہور ہو جائیگا کہ سامری پرستون کے خداوند مسلمان ہوکر مارے گئے مسلمان اپنے مذہب کا اور
زیادہ شرف بیان کرینگے آپس مین کہتے ہونگے سامری پرستون کا کیا برا مذہب ہی جو بڑے خداوند لقا مین وہ بھاگتے
پھرتے ہین ایک خداوند مسلمان ہوگئے مصور نے کہا ہمارے گھر کا غلام تھا مارف خداوند جام تھا مین نے خود اسکو
بد دعا دی تھی اسی کا یہ انجام ہوا افراسیاب نے کہا ساری خرابیان خداوند لقا کر رہے ہین ہم انکو یہ سب ناگوار ہوا

کہ مین براے قدمبوسی نہین گیا مرشدزادے آپ گواہ رہیے مین اقرار کرتا ہون اگر صرصر شمشیرزن لوح لیکر آئے
خداوند لقا کا پوجا پاٹ کرونگا خدمت مین اُنکی جاؤنگا طلسم ہوش ربا مین قدرت کو بڑی دھوم سے لاؤنگا
سارے طلسم کی سیر کراؤنگا قدرت کو بڑی ہوس ہے کہ ابھی قیطولات پر پہونچین یہ کام میری کوشش پر موقوف ہے
جسدن مقصد کردونگا اُسی دن تخت ہوا پر سوار کرکے قدرت کو لیجاؤنگا قدرت کا قول ہے جسدن بالاے قیطول
جاؤنگا تقدیرات رنگا رنگ کرکے مردون کو جلاؤنگا افراسیاب یہ باتین کر رہا ہے طرف لشکر اسلام کے نگاہ
ہے یکایک دیکھا دور سے بونڈلا گرد کا اُڑا افراسیاب نے کہا کیا عجب ہے کہ صرصر شمشیرزن آتی ہو لیکن بارگاہ
مین یہ معرکہ گذرا عمرو جو چلا تھا پانچ کوس لشکر اسلام سے نکل کے ایک پہاڑ پر آیا دور سے دیکھا صرصر بھاگی
ہوئی جاتی ہے عمرو سمجھا کہ ابھی لوح اُسکے پاس ہے پہاڑ سے کود کر دوڑا لیکن صرصر اتنا بڑا کام کرکے آتی ہے
پشت پہلو سے ہوشیار جہان پتہ کھڑکا تھا کہ ٹھٹھکی سنبھل گئی چار جانب دیکھنے لگی اسنے جو پلٹ کے دیکھا عیار
معلوم ہوا دل سے کہتی ہوی صرصر یقین کامل ہے کہ عمرو آ پہونچا اب تو صرصر تیر چلی عمرو جانتا ہے کہ اسکے
برابر پہونچون ہزار دو ہزار قدم کا فاصلہ ہے نہین پہونچ سکتا یہانتک کہ صرصر سامنے کوہ بلور کے پہونچی کھٹکا تو
اسکو ہو چکا تھا دور سے آواز دی اے شہنشاہ مین لوح لائی گھبراتی ہون کہ تھک گئی ہون پانون سوج گئے میرے
پیچھے عیار آتے ہین یہ سنکر افراسیاب اُٹھ کھڑا ہوا خود جست کرکے پہونچا صرصر کو گود مین اُٹھا لیا کہا اے صرصر
بڑا کام کیا لوح طلسمی لائی صرصر نے کہا لونڈی نے جان لڑا دی افراسیاب نے لاکر پہاڑ پر صرصر کو اُتار دیا ملکہ
حیرت کی آئین جلیس صنعت کی ہمراہ والیان ملکہ صاحبان سرما وابرنق سب نے آکر صرصر کو گھیر لیا عمرو
نے دور سے دیکھا کہ صرصر کو افراسیاب گود مین اُٹھا کر لے گیا عقل کی آڑ پکڑ کر دیکھا کوہ بلور پر ہنگامہ ہے تعجیل
صورت تبدیل کرکے ایک ساحرہ حسین کی شکل بنکر تیار ہوا قریب پہاڑ کے آیا افتان وخیزان مبارک مبارک کہتا
ہوا بالاے کوہ پہونچا ایک کنیز نے پوچھا بوا تم کون ہو ہنسکر کہا خیلا دیوانی ہوئی ہے تیری آنکھون مین چربی چھا گئی
ہے شمع رخسار میرا نام ہے آتش محفل افروزی ہمارا کام ہے ہم نہون تو محفل مین اندھیرا ہے ہزارون اس شمع جمال
کے پروانے ہین سوداے زلف عنبرین مین دیوانے ہین ہمیشہ ہمارا تمھارا بستر قریب رہتا ہے اسوقت ایسی گھبرائین
عمرو یہ کہتا ہوا غول مین ملگیا پہلے تو عرصہ دراز تک ہنگامہ رہا افراسیاب نے کہا یارو غل نہ مچاؤ ایسا نہو
عیاران اسلام آ پہونچین صرصر نے کہا حضور سب عیار چل چکے ہین صحرا مین مین نے عمرو کو دور سے دیکھا تھا
جب تو مین نے غل مچایا وہ ضرور آگیا ہوگا نگوڑا چھلاوہ ہے ہوا کا تپکہ ہے لیجیے لوح تو اپنے پاس رکھیے عمرو
نے دیکھا کہ صرصر نے کمر سے لوح نکالی ہاتھ پر رکھکے افراسیاب کو نذر دی افراسیاب نے لوح کو رومال
مین لپیٹا تخت پر اپنے سامنے رکھ لیا صرصر سے حال پوچھ رہا ہے صرصر کیفیت عیاری عرض کرتی ہے عمرو بھی

داہنے کبھی بائین حیران کہ کیونکر لوح طلسمی لون کون سی عیاری کرون افراسیاب ایسا ساحر زبردست گرد وزیر وشیر گھیرے ہوے بیٹھے ہین افراسیاب نے فوراً ایک کاغذ اپنے ہاتھ سے لکھا جیب سے سونے کی تیلی نکالی اُسکے ہاتھ مین کاغذ دیا عمرو بشکل کنیز کھڑا دیکھ رہا ہی وہ تیلی کاغذ لیکر مثل برق آسمان مین ڈوب گئی کوئی نہ سمجھا کہ افراسیاب نے یہ کیا حیل کیا عمرو چاہتا ہی کہ جان جائے مگر لوح ہاتھ آئے کبھی قصد کرتا ہی تخت پر لوح رکھی ہی منھ کے بھل گر پڑون لوح اُٹھالون مگر افراسیاب کا خوف دل سے کہتا ہی ای عمرو افراسیاب جلاکے خاک کردے گا زندہ نہ جانے دیگا اس خوف سے عمرو کھڑا ہوا دیکھ رہا ہی مگر یہ خیال ہی کہ دو چار پہر یہ یہان رہیگا کچھ عیاری کرونگا لوح نہ لیجانے دونگا عمرو دل سے یہ باتین کر رہا ہی کہ سامنے سے ایک زمیندار کو دیکھا انگوچھا سر پر دوہری مرزائی مارکین کی دھوتی آڑا جینو گلے مین پڑا ہوا کمبخت کے نیام کی تلوار چاندی کے تار کا اسپر کام کیا ہوا کوٹھی سنہری اُسکی کٹوری کا قبضہ ٹیری سی اسپر پشت پر چرمر ودھا جوتا پہنے ہوئے پہاڑ پر چڑھ کر آیا غل مچاتا ہوا ای شہنشاہ دوہائی ہی تحصیلدار کی بدعت سے آپکی رعایا تباہ ہوتی ہی غلہ کی مہنگی خشک سالی ہو چکی ہی دانہ پیدا نہین ہوا اسٹر پر پالا پڑا تحصیلدار ظالم سے پالا پڑا اسامیان بھاگی جاتی ہین گوئیان بیل کی بک گئین کسی گھر مین لُٹیا باقی نہین تحصیلدار صاحب نے وارنٹ مع قرقی بھیجا ہی صبح سے آفت برپا ہی زمیندار نے یہ باتین تمام نہ کی تھین کہ چپراسی بھی آکر پہونچا پٹہ چپراس کا گلے مین اونچی کمر باندھے ہوئے کرڑیری واڑھی غل مچاتا ہوا ارے کہان بھاگا جاتا ہی ٹھہر جا زمیندار نے کہا خداوندگیان ملاحظہ کیجیے گھر بار کی تھلیا لٹیا قرق ہو گئی اب فقط جان باقی ہی اُسکے بھی لینے کے طالب ہین چپراسی نے آتے ہی کمر مین ہاتھ ڈالدیا کہا حضور یہ گنہگار سرکاری ہی تحصیلدار کے سامنے سے بھاگا ربیع کی ادھکڑی باقی ہی ہنیوت تو خریف کا بھی روپیہ ادا نہین کیا یہ بڑا سرکش ہی کئی مرتبہ قیدخانہ سے بھاگا وارنٹ سے نکل گیا جمعدار اتبک بیچارے قید ہین دونون مین جا نون جانون ہونے لگی افراسیاب ہان ہان کرتا ہی چپراسی کہتا ہی حضور مین لیجاؤنگا آپ کون ہین جو دخل دیتے ہین زمیندار نے کہا ہمرے گسیان بادشاہ ان داتا دونون مین لڑائی موقوف نہین ہوتی افراسیاب نے کہا تامل کرو ہم فیصلہ کیے دیتے ہین دونون جاکر کنارے بیٹھے عمرو نے نگاہ ملائی زمیندار مہتر قران نامدار چپراسی عیار کامل مہتر ضرغام شیر دل آپسمین نگاہین ملائین عمرو بشکل کنیز ہی بڑھکر کہا زمیندار صاحب بیٹھو ہاتھ اُٹھاکر طرف افراسیاب کے کہا ہم فیصلہ کرا دینگے اب دونون سر جھکا کے بیٹھے قران سے ضرغام شیر دل نے اشارہ کیا قبلہ و کعبہ آپہونچے خلیفہ کچھ تدبیر کرو قران نے کہا بیٹا کیا تدبیر کرون افراسیاب چست و چالاک بیٹھا ہی لوح کو دیکھ رہا ہی کیا آنکھون مین خاک ڈالون کہو تو جاکر چھاتی پر چڑھ بیٹھون ایک بغدا مارون کہ سر پھٹ جائے ضرغام نے کہا خلیفہ یہ بیجا طلسم بند ہی بدون دست زبردست طلسم کشا قتل اسکا ناممکن ہی قران کہتے ہین شب تو ہونے دو

تاریکی مین اندھیر مچائینگے ایک پہلو سے عمرو نے جشن کو دیکھا کالے کالے موٹے موٹے ہونٹھ گھٹنا چپت بڑے بڑے چوتڑ چلنے مین ہلتے ہین گویا دو ٹکڑے پہاڑ کے آپسمین ٹکراتے ہین تیغہ ہاتھ مین سپر پشت پر افراسیاب کو جھک کے سلام کیا ملکہ حیرت سے عرض کی لونڈی کا پہرا نہ بدلا جائیگا حیرت نے کہا نقشہ آئے تو بدلوا دیا جائے وہ جشن پہلو مین حیرت کے ٹہلنے لگی عمرو نے آنکھ ملا کے دیکھا دل مین خوش ہوئے کہ بھگو رہا ہی آپ ہو بچا ہاتھ پھیلا پھیلا کے افراسیاب سے باتین کررہا ہی یکایک حیرت نے پکارا گلشن ہماری خواص کہان ہی کنیزین دوڑین عمرو نے دیکھا سامنے سے ایک مہ جبین سرو قد غنچہ دہن تمکین بوٹا سا قد بھولی بھولی صورت واسطے مجرے کے خم ہوئی افراسیاب نے جو نگاہ اُٹھائی اُسنے سینہ اُبھار کے سلام کیا افراسیاب آن بان کو گلشن کی دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوا گلچینی گلشن حسن وجمال کی کرنے لگا تیر ولد وزِ مژگان تو دُہ دل پر پڑے افراسیاب بیچین ہوگیا کہا گلشن کیون مزاج کیسا ہی نشیلی آنکھین جھپکا کے شرما کے جواب دیا شہنشاہ سر مین میرے خلل ہی بیٹھا اچھا کا ہی کئی دن سے ہڈیون مین بخار رہتا ہی یہ کہکر ہاتھ بڑھایا افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا نبض دیکھنے لگا آنکھ سے اشارہ کیا گلشن نے مسکرا کر مُنھ چڑھا دیا انگوٹھا دکھایا بائین ہاتھ سے زانو مین افراسیاب کے چٹکی لے لی افراسیاب اس ناز و ادا پر تڑپ گیا قریب اپنے بٹھالیا گلشن بیٹھو ہم تمھارا علاج کرینگے حکیم سے نسخہ لکھوائینگے مسکرا کر جواب دیا بیچے آپ میرا علاج کیا کیجیے گا اشارہ طرف حیرت کے کیا کہ اپنی جورو کے سودے کی دوا کرو نیم حکیم خطرۂ جان نیم ملا خوف ایمان افراسیاب گلشن کو دیکھکر باغ باغ ہورہا ہی جو بات کرتا ہی موزون جواب ملتا ہی گلشن کے مُنھ سے پھول جھڑ رہے ہین افراسیاب نہال ہوا جاتا ہی گلشن بھی زانو دبا کے بیٹھی عمرو نے جو یہ نگاہ غور دیکھا گل گلشن عیاری سرو بوستان طراری نامی و نامور بہترین بہتر چالاک بن عمرو زانو دبائے افراسیاب کا بیٹھا ہی عمرو بشکل کنیز ہنستا ہوا بڑھا پکار کر کہا بی گلشن اب تو مقرب شہنشاہی ہو ذرا ہمارا بھی خیال رکھنا چالاک نے خواجہ کو پہچانا مسکرا کر جواب دیا ہمین سب کا خیال ہی اپنے کام مین مصروف ہو ہمارے سر مین درد ہی ہمسے بات نہ کرو عمرو پیچھے ہٹ آیا پانچون عیار عیاری مین طاق محفل مین افراسیاب کی پہونچ گئے ہین باعث یہ ہی کہ صرصر سی کی مانند آئی لوح افراسیاب کو دیکر قصر مین جا کر سو رہی افراسیاب نے کئی مرتبہ پوچھا صرصر کہان ہی حیرت نے کہا صاحب اُسکا گروہ دیکھو رات بھر لشکر اسلام مین رہی بیچاری نے نقب کھودی کس مشکل سے لوح لیکر آئی اب جو لیٹی بیہوش ہوگئی گلشن نے دست بستہ عرض کی اسوقت حضور ایک طائفہ کو حکم دیجیے جلسہ آراستہ کرلیجیے آنکھون کو گردش دیکر کہا دور جام بھی ہو اسوقت شراب پینے کو دل چاہتا ہی افراسیاب نے کہا اے گلشن چند ساعت تامل کرو لوح طلسمی کا انتظام کرلین پھر کا ماسنو جلسہ آراستہ ہو آج شب بھر اسی مقام پر رہینگے گلشن ہر بات مین تمھاری خوشی کرینگے گلشن نے تتلا کے کہا اے شہنشاہ لوح ملگئی اب انتظام کیسا آپ سے کون

بہتر ہی اپنے پاس رکھیے یا ملکہ حیرت کے سپرد کر دیجیے ایک بڑے سے صندوق مین رکھکر بھاری لوہے کا قفل لگا دیا جائے وہ قفل کوئی نہ توڑ سکے گا افراسیاب ان بھولی باتون پر ہنس پڑا کہا بی گلشن سو منزل پر لوح تھی مرحلات طلسمی بیچ مین بندھے ہوئے تھے وہان تو مسلمان لڑتے بھڑتے جا پہونچے یہ چیزین صندوق مین رکھنے کی ہین گلشن نے کہا واہ شہنشاہ مجھکو دیجیے مین اپنے پاندان کی ڈبیا مین رکھ چھوڑون میری اشرفیان پڑی رہتی ہین وہ قفل کیسے کھولے سے نہین کھلسکتا دن رات جسوقت آپ مانگین گے امانت حاضر کرونگی افراسیاب نے کہا تو کیا جانے یہ بہت بڑی چیز ہی جان سے زیادہ عزیز ہی ایسے مقام پر پہنچوں کہ طائر وہم و خیال بھی نہ جا سکے ایک ایک لمحہ مجھپر شاق ہی ایک شخص کو بلایا ہی آیا چاہتا ہی گلشن نے کہا شہنشاہ وہ کون شخص ہی کہان سے آئیگا نام کیا ہی کوئی بڑا بادشاہ ہو گا افراسیاب نے کہا اُسکا نام ونشان میرے دل مین ہی جانبازی سرفروشی اُسکے آب و گل مین ہی اور وقت پر نام بتا دینگے ہر چند چالاک چاہتا ہی کہ وہ نام تزویر مین پھنساؤن نام ونشان پوچھون کوئی عیاری کر گذرون لیکن افراسیاب چاق و چوبند ہوشیار چوکنا ہر طرف دیکھ رہا ہی کبھی چالاک کو جھڑک دیتا ہی کہتا ہی اے گلشن دور باتین کرو لوح کا نام نہ لو ان باتون سے تجھے کیا کام ہی تو تو ایسا کھو دکھود کے پوچھتی ہی جیسے کوئی عیار ہو لگتا ہی مجھے تیری باتون سے خوف آتا ہی یہ کلمات سُنکر چالاک گھبرا گیا نہایت خائف ہوا اپنے مقام سے اُٹھا مسکرا کے کہا شہنشاہ آپ تو ہر ایک کو عیار جانتے ہین اپنی کنیزان قدیم کو نہین پہچانتے ہین یہ کہکر پشت پر کھڑا ہو کر مگس رانی کرنے لگا عمرو سے آنکھ ملائی اشارہ کیا حضور سنتے ہین جو کچھ تدبیر کرنا ہو کیجیے لوح جایا چاہتی ہی عمرو گھبرایا مسکراتا ہوا آگے بڑھا برق بھی تڑپا قران دضرغام یہ کہتے ہوئے اُٹھے حضور ہمارا فیصلہ کرا دیتا تحصلدار صاحب گاؤن مین آفت مچا رہے ہونگے اب یہ سوچکر مہتر قران بڑھا کہ چالاک تو مایوس ہوا بشکل گلشن سر پر موجود ہی مگر رنگ نہین جمتا اب مجبوری کو نیسٹ پڑ دیا تو اپنی جان دو یا لوح لیکر بھاگو سپرد رنگ بچانے والا ہی شاید کوئی سامان بن پڑے اب چھوٹون عیار اپنے اپنے طور سے آگے بڑھے اپنی اپنی کہہ رہے ہین افراسیاب کسی کو جواب نہین دیتا لوح پر ہاتھ رکھے بیٹھا ہی ہر چند کہ اسوقت صورت زیلے گلشن پر مائل ہوا لیکن اب بات کا گلشن کے بھی جواب نہین دیتا محفل مین ذکر شراب و کباب ناچ رنگ کا نام نہین اب عیاری کیا کرین آمادہ مرگ ہیں یا سے قضا مین حواس پراگندہ کچھ بن نہین پڑتا دن قلیل باقی ہی افراسیاب طرف صحرا کے دیکھ رہا ہی کبھی لوح ہاتھ مین لیکر ٹہلتا ہی کبھی بیٹھتا کبھی اُٹھا متحیر متردد کبھی حیرت سے کہتا ہی بڑا عرصہ ہوا حیرت جواب دیتی ہی مجھکو حکم ہو مین جاؤن جسکو فرمایئے بلا لاؤن افراسیاب نے کہا کسی کے جانے کا کام نہین ہی اسے حیرت جادو وا ہی زینت پہلو کوئی لفظ زبان سے نکال نہین سکتا جانتا ہون کہ دیوار و در ہمہ گوش دارد یقین کامل ہی اس جلسہ مین عیار ضرور موجود ہون اب کسی طرح پر دل کو اطمینان نہین آپ دانہ حرام ہی جسکو بلایا ہی وہ

گمنام ہی حیرت نے سر جھکا لیا افراسیاب پھر ٹہلنے لگا یکا یک صحرا سے گرد اُڑی افراسیاب دیکھنے لگا
ہر ایک کی نگاہ اسی جانب اُٹھی دیکھا کہ ایک نر گاو برابر فیل مست کے دم اُٹھائے ہوئے آتا ہی قریب کوہ آکر حسب
کی مثل برق پہاڑ پر آیا مُنھ اُٹھا کر سامنے افراسیاب کے کھڑا ہوا اُس زبان مین باتین کین کہ کوئی نہ سمجھا
افراسیاب سر ہلاتا جاتا ہی پشت پر نر گاو کے ہاتھ پھیرتا جاتا ہی اب اُسوقت عیارون کی بیقراری چاہتے
ہین افراسیاب سے لپٹ جائین اپنی جان مٹائین کیونکہ ہاتھ سے افراسیاب کے لوح لین گدھے نے بیل کہان
سے بلایا مگر کچھ چارہ نہین ہی افراسیاب نے چند باتین کر کے لوح اُٹھائی بیل نے مُنھ کھولا افراسیاب نے
بیل کے مُنھ مین لوح ڈالدی نر گاو نے مُنھ بند کر لیا جھم سے پہاڑ پر سے کود اور دواردی کرتا ہوا طرف صحرا کے جاکر
چشم زدن مین غائب ہوگیا عیار بدحواس ہوکر پہاڑ سے کود کے کئی کوس تک گئے مگر بیل کا نشان نہ ملا نقش پا تک
نہ پایا روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف لشکر اسلام کے پلٹے زیر کوہ آکر دیکھا افراسیاب تخت زرین پر بیٹھا ہوا
مونچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی اب سامان عیش و نشاط مہیا ہو رہا ہی عمرو نے کہا اب بالائے کوہ جا کر کیا کرین چلکر
سرداران لشکر سے اطلاع کرین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی اب لوح کا کاہکو پتہ ملے گا پانچون عیار خاموش ملول حزین
چلے یہان لشکر اسلام مین ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ انتظار مین خواجہ و عیارون کے بارگاہ مین بیٹھی ہین اسد نامدار جھکائے ہوئے
اپنی غفلت پر نادم و پشیمان کہ ہرکارون نے بڑھکر خبر دی چھؤن عیار آتے ہین اسد نامدار خواجہ عمرو کو دیکھکر برائے تعظیم
اُٹھے مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے عمرو نے سر اسد نامدار کا سینہ سے لگایا دامن سے اشک پاک کیے کہا ای نور نظر نہ گھبراؤ
انشاء اللہ لوح کی فکر ہوگی ملکہ مہرخ وغیرہ نے جو یہ سُنا گھبرا کر پوچھا کیون خواجہ انجام لوح کا کیا ہوا عمرو نے کہا کیا کہون ہم سب
عیار پہونچ گئے تھے مگر افراسیاب اپنے ہاتھ مین لوح لیے بیٹھا رہا آخر ہم کیا کرتے صحرا سے ایک بیل آیا افراسیاب نے اُسکے مُنھ مین
لوح ڈالدی وہ مثل برق چمک کر غائب ہوگیا رنگ بہار تغیر باغبان کے جسم مین رعشہ مہرخ مو پریشان رعد و برق تڑپے
ہلال سحر افگن کلاہ سیدہ اُسوقت لشکر اسلام مین ہنگامہ عظیم برپا ہوا ہر سردار کو یاس ہر ایک کی زبان پر یہی
کلمہ جاری ہی اب طلسم ہوش رُبا کا فتح ہونا مشکل ہی اب لوح کیونکر ملے گی اسوقت باغبان قدرت سب
سردارون کے قریب آیا کہا صاحبو ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے نہ نکالو جس طرح ابکی ملی تھی اسی طرح پروردگار
پھر دلوائیگا ای شہنشاہ اوج عیاری اب ہماری رائے یہ ہی کہ انجمن مشاورت منعقد کیجیے شمع رائے روشن ہو چراغ
عقل گل نہ کیجیے ہوش و حواس درست رہین جنگ پر چست رہین جو ہونا تھا ہوا عمرو نے کہا میری رائے بھی یہی ہی
چالیس سردار ایک مقام پر بیٹھین اس مقدمۂ خاص مین صلاح کرین اگر آپ لوگ بتلائین کہ فلان مقام پر لوح
گئی اگر وہ ساحر آسمان پر رہتا ہوگا اپنے کو مثل دعائے مظلوم پہونچاؤنگا اگر تحت الثریٰ مین ہوگا تو مثل
قطرۂ آب جذب ہو جاؤنگا سب سے زیادہ ملکہ بہار جادو کو افسوس ہی اپنی بارگاہ مین سر جھکائے ہوئے آئی

چھپر کھٹ پر لیٹی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی کہ سعد بن قباد کو عالم خواب مین دیکھا چاہا کچھ کلام کرین بخت خوابیدہ
نے مدد نہ کی آنکھ کھل گئی گھبرا کے چہار جانب دیکھنے لگی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس
کبھی خیال مین آتا ہی ای ہمارا افراسیاب درپے قتل دل خانہ خراب درپے آزار کس امر کی فکر کرین کیا کہکے
دل کو بہلائین ایسے خیالات محالات مین طبیعت کو اُلجھن سروسہی قد وزیرزادی اُٹھکر آئی دیکھا ملکہ بہار
حال پرملال بیٹھی ہین گل سا چہرہ مرجھلایا نرگسی آنکھون مین اشک حسرت آئینہ رخسار پر غبار حیرت گیسوان عنبرین
مائل بہ پریشانی سراپا سے ہویدا ہے سروسامانی سروسہی قد نے بڑھکر بلائین لین پوچھا کیون واری اسوقت کیا تردد
ہی کیا انتشار ہی اسوقت حضور کو بہت متوحش پاتی ہون رنجیدہ دیکھکر بہت گھبراتی ہون کون ایسا رنج تازہ درپیش
ہوا کاہے کا پس و پیش ہوا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا ای سروسہی قد مین اپنے حال سے آپ بیخبر ہون ظاہرا نہ کوئی
غم ہی نہ الم ہی فلک کجرفتار درپے ظلم و ستم ہی یہ فرما کر طرف آسمان کے سر اُٹھایا یہ اشعار حسب حال مخفی زبان سے نکلے اشعار

یارب این پرتو خورشید زرکاشانہ کیست
بزم آرائے کہ او بادہ پیمانہ کیست
گفت افسانہ بسیار وند انست کسے
تا گرفتار کہ او مسکن جانانہ کیست
شد بامید ہمین خانہ عمرم ویران
گفت مخفی چہ کسم عاشق دیوانہ کیست

یارب این آفت جان ہمدم و ہمخانہ کیست
یارب آن شاہ رخ و بادشہ کشور حسن
کہ درین انجمن آن مائل افسانہ کیست
عندلیبان بہ نگاہے دل خود باختہ اند
گر بہ لطف بپرسی کہ تو دیوانہ کیست

بادہ لعل لبت را کہ بجا الفت نیست
دوش بر دوش بر او گوہر یکدانہ کیست
دارد امروز بمن گرچہ نگاہے کرمے
یارب این لب رے از نرگس مستانہ کیست
گفتمش مخفی سودا زدہ دیوانہ کیست

اس حسرت و یاس سے ملکہ نے یہ اشعار عاشقانہ پڑھے سروسہی قد بے اختیار
رونے لگی کہا حضور حقیقت مین آپ نے آتش عشق کو خوب کانون سینہ مین چھپایا چپکے چپکے کلیجے کو جلایا للہ حال بیان
کیجیے ضبط کو اسقدر کام نفرمائیے کہا ای سروسہی قد ہائے وائے کہنے سے کیا نفع ہوگا جو دل پر گذرتی ہی وہ گذرتی ہی
کس سے کہین کدھر نکل جائین دمبدم سر پر بلائے تازہ نازل ہی جان بچانا مشکل ہی سروسہی قد نے کہا واری مین سمجھی جس
وجہ سے آپ کی بیقراری ترقی پر ہی آج کل لشکر مین تلاطم ہی مین کسی سے ذکر نہ کرونگی آپ دو چار دن کے واسطے
طرف کوہ عقیق کے تشریف لیجائیے شہنشاہ گیتی ستان کو دیکھ آئیے شاید کوئی ساحر زبردست گیا ہو اُسنے دشمنون
کو رنج و ملال پہونچایا ہو اس وجہ سے حضور کی طبیعت کو بھی انتشار ہی دل تردد منزل بیقرار ہی مشہور ہی یہ شعر
دل زا بدل رہیبت درین گنبد سپہر ٭ از سوے سکینہ کینہ و از سوے مہر مہر ٭ اگر پانون مین معشوق کے کانٹا گڑا
قلب عاشقی مین خلش پیدا ہوئی اگر گلرخسار معشوق جھونکے سے ہوا کے گرم کے کھلایا عاشق زار مثل لہل ملال ُزار
ہمشا حضور دل کو دل سے راہ ہی کیا عجب ہی کہ کوئی صدمہ شہنشاہ گیتی ستان کو پہونچا ہو بڑے بڑے ساحر
یہان سے جاتے ہین زمین سر پر اُٹھاتے مین ماشاء اللہ کیا صاحب لیاقت بندگان درگاہ والا ہین انکی

شان و شوکت کا ذکر کیا ہزارہا ساحران نامی اُنکے مطیع ہین سحر و ساحری مین جنکے مرتبے رفیع ہین اگر حکم دین مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہین مگر زبانی خواجہ عمرو کے سنا شہنشاہ نے ساحرون کا ساتھ رہنا قبول نہین فرمایا مکلل خان جادو و بادشاہ طلسم گوہر بار سلیمانی فتح کردۂ نور الدہر بن بدیع الزمان شہنشاہ شہریار جادو و ساحران خوشخو شاہان طلسم ہزار اسپ یہ تینون خداوند ساحران کہلاتے ہین مگر اپر تاکید ہے کہ ہماری مدد کو نہ آنا ورنہ اُنکی تمنائے دلی ہو کہ ہمراہ لشکر ظفر اثر جادو کرین مگر حضور نے نہین قبول کیا اور ظل اللہ نے سلطنت بزور شمشیر لی نقابدار بنکے ایسے ایسے مقام پر مدد کی کہ صاحبقران نے خوشی ہو کر سلطنت دی تعریفین بادشاہ کی جو ملکہ سرو سہی قد نے کین ملکہ بہار جادو مثل گل شگفتہ ہوگئین یا تو آنکھون مین آنسو بھرے تھے یا ہنس پڑین کہا اے مونس و ہمدم تو نے زبانی خواجہ عمرو مختصر مختصر سنا ہے تاریخ تو اُٹھا کے دیکھ مین مقام و نشان بتادون جس مقام پر کہ صاحبقران کو فرامرز بن قارن عدلی کے عالم کفر مین گرفتار کیا عقابین پر کھینچا شہنشاہ گیتی ستان نقابدار سیہ پوش بنکر برائے مدد لشکر اہل اسلام آتے تھے اور سیہ پوشی کا باعث یہ تھا کہ یہ شکم مادر مین تھے انکے والد نامدار قباد شہریار عین شباب مین قتل ہوئے ہمارے شہریار بڑے صاحب حسب و نسب ہین والدہ ماجدہ انکی ملکہ ماہ مغربی دختر بلند اختر سکندر بن ہیکلان والد نامدار قباد شہریار نبیرۂ نوشیروان بچپن سے صاحب شوکت و لیاقت و جرأت ہین سرو سہی قد نے دیکھا ملکہ نے خوشی خوشی حالات تولد سعد شہریار و کیفیت حصول سلطنت بیان کی ذکر سے معشوق کے رنج و غم دفع ہوگیا چہرے پر سرخی آگئی سرو سہی قد بھی چھیڑ چھیڑ کے حال پوچھ رہی ہے اس ذکر مین ملکہ نے گلوری کھائی مُنہ ہاتھ دھویا کہ کنیز نے عرض کی مہتر برق فرنگی آپ کو بلانے آئے ہین ملکہ نے کہا بلا لو برق فرنگی سامنے آیا برائے تسلیم خم ہوا ملکہ بہار نے پوچھا کہو مہتر صاحب خیر تو ہے تڑپ گیا کہا ملکہ کیا عرض کرون جو جفا درپیش ہوئی آپ کو بخوبی معلوم ہی نہین معلوم ہوا افراسیاب نے لوح کہان بھیجدی اب باغبان قدرت نے صلاح دی ہے کچھ نشان ملکہ مخمور بتائینگی وہ بھی راز دار طلسم ہین کہ سب صاحب بیٹھکر صلاح کرین اب اسمین دیر مناسب نہین ہے ایسا ہو افراسیاب لشکر کشی کرکے آجائے آپ لوگ طلسم کشا کو ساتھ لیکر برائے لوح لشکر سے نکل جائین بیان جو لشکر پر گذرے گی جھیلین گے مرنے والے اپنی جان پر کھیلین گے ملکہ بہار اُٹھین ہمراہ مہتر برق فرنگی بارگاہ آسمانجاہ مین آئین دیکھا سترہ سو سردار جمع ہین خواجہ عمرو فرما رہے ہین یارو جو کام کرنا ہو کر لو پھر دو پہر مین آفت آیا چاہتی ہے افراسیاب جادو نے مقدمہ لوح سے فرصت پائی اب وہ خود لشکر لیکر آئیگا اُسکے سحر و ساحری کا کون بار اُٹھائیگا آخر باغبان قدرت و ملکہ بہار نے کہا اے شہنشاہ دون و عیاری آپ کی ذہانت و متانت کو کیا ہم کہہ سکتے ہین مگر آپ سردربار فرماتے ہین یہ سب جھوٹ افراسیاب جادو کو بہو نچین گی جب انتظام کا قصد کیجیے گا اُسکے دفعیکا وہان انتظام

ہوگا ایک خیمہ بطور تخلیہ الگ استادہ کرائیے جس جس مشیران سلطنت و امیران اُبہت کو ہمراہ لیجیے وہان بیٹھکر پہر دو پہر مین صلاح معقول کیجیے اُسپر سب صاحب کار بند ہون اس راے کو عمر و نے پسند کیا ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ ایک خیمہ کنارے پر لشکر اسلام کے استادہ ہوا عمر و و اسد نامدار و مہر برق فرنگی و ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و ملکہ برق لامع و شاہزادہ خورشید زرین سحر و شکیل جادو و نور نگاہ مہرخ خوشخو یہ بارہ سردار و خواجہ عمر و نامدار اس خیمہ مین تخلیہ مین آکر بیٹھے اسد غازی مقام صدر پر گرد یہ سب خیر خواہان دولت صاحبان فطرت و لیاقت جمع ہین صلاحین بمقدمہ لوح طلسمی ہونے لگین ملکہ بہار جادو نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری کیا عجب ہی کہ یہ لوح افراسیاب نے دربند مہر و ماہ پر بھیجدی ہو اگر حقیقت مین لوح وہان گئی تو بیچ مین تمام طلسم صندل خاص ہے گذر ہی اسکو ایسا درپیش ہی کہ اول طلسم صندل کو فتح کرے تب تا بدربند مہر و ماہ پہونچے یہ راستہ مدت مدید سے بند ہی مخمور نے کہا یہ صلاح ناپسند ہی ہم بارہ سردار قصد کرین رہبر کامل پہونچائیگا نشان لوح عنایت سے پروردگار کی ملجائیگا عمر و نے کہا ان سب سردارون کا لشکر سے نکلنا مین مناسب نہین جانتا اگر ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت لشکر ظفر اثر مین نہونگے لشکر کا تھمنا دشوار ہی یہ صلاح بالکل بیکار ہی اسد نامدار نے فرمایا ایسے ایسے اعتراضات بیکار ہین جستجوے لوح منظور ہی اسی طرح کی صلاحین مختلف ہو رہی ہین کوئی امر ابھی قرار نہین پایا خواجہ و اسد نامدار اسی تخلیہ مین موجود ہین دیکھیے فلک کیا سامان دکھاتا ہی گردش ناہنجار سے کیا پیش آتا ہی انکو اس حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب خانہ خراب کے کہ لوح کو روانہ کرکے بر سر کوہ بلور مصروف عیش و سرور تہرے قہر و غضب مین آنا لشکر اسلام پر اور گرفتار کرکے سب کو بیجانا اور رہا ہونا مدبران سے و عیاری خواجہ عمر و بصورت حیرت اور دریافت ہونا مقام لوح کا افراسیاب سے اور روانہ ہونا طرف طلسم صندل کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ قمر

کوئی اب تہا ساغر پلا ساقیا　　شراب غم انگیز لا ساقیا
مصیبت کا سامان ہی ظلم ہی تمام　　خمیدہ ہین خم منقلب ہین جام
کریگا کوئی آگے پھر سرکشی　　عبث ہی غریبون پہ لشکر کشی
نہ اسوقت کر ساقیا تو درنگ　　کہ رندون سے لازم نہین غم جنگ
پینچوا دون پھر ظلم و جور و ستم　　کرم کر کرم کر کرم کر کرم
سنے کون فریاد وندان رہبر　　مئے عیش ہی صورت جام زہر

عجب رنگ پر تیرا میخانہ ہی　　یہ ہی میکدہ یا عزا خانہ ہی
کوئی آفت تازہ آنے کو ہی　　فلک رنگ غم کا جمانے کو ہی
اُٹھا ساقیا جام مل بے خطر　　تباہی کا ہی دور پیش نظر
ترے ساقیا آج تیور ہین اور　　کہ بدمستون کا میکدہ ہی بگور
عبث ساقیا مست و مدہوش ہی　　کہ مینائے مے نیمہ در گوش ہی
تلاطم ہی میخانہ مین دمبدم　　تجھے ساقیا جام مے کی قسم

تجھے اپنی ناز و ادا کی قسم
بدہ جام مے تا شود رفع غدر

بلا خیز زلف دوتا کی قسم
قدیان خود را بیفزائے قدر

تجھے بادۂ ارغوان کی قسم
فلک پر رہے جبتک کہ ماہ منیر

تجھے مہر پیر مغان کی قسم
قمر اختر نظم ہو اوج گیر

اشعار مخفی موافق مقام

در دیکہ در آمین وفا ہمرہ جان نیست
روز رقم ہیچ شب ماتمیان نیست
گر قدر شناسی دُرِ اشک سحری را
کین قاعدہ در سلسلۂ پیر و جوان نیست
خوش باش ولا تا ہمہ غمہا کہ درین دہر
ہر چند کہ از منزل مقصود نشان نیست

در دلیست کہ این قابل پیدا و نہان نیست
ای خاک بران سر کہ براہ تو نشد خاک
زین گونہ دُرے در صدف سینہ دکان نیست
تا چند زنی تیر نگہ از خم ابرو
شہ را و گدا را ز دم مرگ امان نیست

از تہمت سینہ شکوہ ام نیست کہ جو نیست
ای وائے بر آن دل کہ ز درد تو فغان نیست
با زلف دل آشوب زبا سلسلہ مسلسل
مجروح ترا حوصلۂ تیر و کمان نیست
تو مید مشو مخفی و مردانہ قدم نہ

چہرہ گرفتاران مجلس ظلم و جفا اسیران دام حسرت و انجام محنت و بلا خانہ زنجیر سیان مین یون نقل کرتے ہین شعر مصنف فصیحان جادو بیان دمبدم ٭ رقم کرتے ہین حال اندوہ و غم ٭ افراسیاب جادو بعد روانہ کرنے لوح طلسمی کے فرحان و شادان بر سر کوہ بلور بصد سرور مصروف عیش و نشاط ہوا حیرت جادو سے کہہ رہا ہے ای خاتون محل لوح مین نے ایسے مقام پر بھیجی ہے اگر تمام عالم جستجو کرے سایہ نشان لوح مین نہ پہونچ سکے ملکہ حیرت کے بے اختیار مُنھ سے نکل گیا ای شہنشاہ کیا طلسم مین لوح کو روانہ کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان ای سرو باغ خوبی ای غنچۂ حدیقہ محبوبی جان و مال تیرے نام پر نثار ہے مگر اس مقدمہ مین تفتیش بیکار ہے سب صاحب اس بات کو بگوش ہوش سن لین مقدمہ لوح مین کبھی کوئی صاحب کلام نہ کرین مجھسے نہ پوچھین ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو مین نے آگاہ نہین کیا اس گوہر آبدار کو صدف قلب مین چھپایا جب مین نے ملکہ حیرت کو آگاہ نہ کیا اور کسی کی کیا حقیقت ہے اب کل کام ماہ دولت اپنے ہاتھ سے کرینگے مسلمانون نے بڑے صدمے سہو بچائے اب ماہ دولت کے پنجۂ ظلم سے بچکر کہان جائینگے اب ماہ دولت کسی کا پاس و لحاظ نہ کرینگے بی حیرت جادو اپنی ہمشیرہ صاحبہ کو لکھ بھیجیے کہ رومال سے ہاتھ باندھ کے چلی آئین ورنہ اب جان بچنا دشوار ہے کسی سردار کو نہ بھیجونگا اپنے دست زبردست سے جا کر سحر کرونگا میرے حربے کو کون روک سکیگا اگر سامری و جمشید ہوتے ماہ دولت کو خدائی مانتے مین خداوند طلسم ہون میری وجہ سے نام سامری و جمشید روشن ہوا کون انکو جانتا تھا یہ مذہب تو ہمیشہ سے بے گانہ کا کوندا ہے خداوند لقا بھگوڑے بندون کے ہاتھ سے بھاگتے پھرتے ہین سامری و جمشید جو جو لہہ بد لگے آگ مین جل گئے لات و منات کا اسوقت تک کچھ پتہ نہین ملتا پھر کسکو خداوند جانون مین اپنے طلسم کا خداوند ہون کسکی مجال ہے جو مجھسے لڑسکے اشارے مین سحر تیار کرتا ہون چونکہ اب دماغ افراسیاب گرم ہے نشہ مین بلبلا

رہا ہی شان وشوکت دکھا رہا ہی حیرت جادو ایسی معشوقہ پہلو مین نشۂ شراب سے مست بادۂ دولت سے
سرشار ساغر صہبائے مکنت وحشمت سے اپنے جامہ سے باہر ہو رات اسی عیش مین بسر کی نازنینان ماہ رخسار کی
اُداسی رنگ سفید وقت صبح امید فرش پر تارے مثل نجم درخشان لباس سے نازنینانِ ماہ بیکر کے گرے ہین وہ فرش
رشک آسمان ہو رہا ہی شمع ہائے مومی و کافوری لہراتین لگن مین پروانون کا انبار درختون پر طائران
خوش الحان مصروف ثنائے رب دوجہان شراب کے نشہ کا اُتار آنکھون مین معشوقون کے نیند کا خمار افراسیاب
نے چاہا دربار برخاست کرے کہ حیرت جادو نے دیکھکر کہا ای شہنشاہ اب مین سامان لشکر کشی کردن مقابلہ
مین مسلمانان کے جاؤن جاتے ہی جنگ آغاز کردون میدان جنگ لاشہ ہائے مسلمانان سے بھردون افراسیاب
نے کہا ای ملکہ عالم میرا یہ قصد ہی کہ ایکی مرتبہ اس طرح کی لشکر کشی کرون کہ ایک ہی مرتبہ خاتمہ ہوجائے
لڑائی کو بہت طول ہوا تو مسلمان کو مرتبہ جاہ وحشم حصول ہوا مابدولت نے بھی غفلت کی انتظام کا خیال نہوا
بس اب کی مقابلہ مین خاتمہ ہی حیرت جادو نے کہا رقعۂ جمشیدی مین ملاحظہ تو فرمایئن کہ اب مسلمان کس حال مین
ہین ایسا نہو کہ اسد غازی کو ہمراہ لیکر فرار برقرار کرین طرف کوہ عقیق کے چلے جائین بڑے بڑے کارگزار سرداران
عالی وقار ہمراہ طلسم کشا موجود ہین لوح طلسمی کے تو لینے سے اب مایوس ہوئے جان بچاکر نکل جائینگے انکار وکنا
ضرور ہی آیندہ فساد برپا کرینگے جاکر لشکر حمزہ سے ملین گے پھر آپنے پنجہ قابض ہونا دشوار ہوگا وزرا نے بھی
کلام لیاقت انجام حیرت کی تائید کی کہا ای شہنشاہ حقیقت مین ملکہ نے بہت بجا ارشاد فرمایا یہ خبر تو آئی تھی
لوح طلسمی نکل جانے سے مسلمان بہت بدحواس ہین لوح طلسمی ملنے سے بہت بلبلاتے تھے جامہ سے باہر ہوئے جاتے
تھے اُن سب کو یقین مرگ ہی خبر لینا واجب لازم ہی افراسیاب نے پوچھا یہ سب سچ کہتے ہین بڑا خیال ملکہ
مخمور و بہار جادو کا ہی یاد بہار جو آئی رنگ رو متغیر یاد مخمور مین نشۂ اُتر گیا ساغر دل شراب غم والم سے
بھر گیا گھبراکر رقعۂ جمشیدی اُٹھایا مضمون لشکر مسلمانان دیکھنے لگا چند سطرین پڑھکر بہت خوش ہوا رقعہ کتاب
مین رکھدیا تاج ہین کے لباس جسم پر آراستہ کیا کہا ای حیرت لو آج تمھاری آرزو دل پوری ہوئی دوعیار گیارہ
سردار ایک خیمہ مین بیٹھے ہوئے صلاح کر رہے ہین تم کہتی تھین وہ بھاگ جائینگے وہ آمادۂ حرب وپیکار ہین یہی صلاح
ہی کہ لڑین بھڑین لوح طلسمی کی جستجو کرین طلسم کشا بھی اُسی خیمہ مین ہی ساربان زادہ بھی موجود ہی بہار و مخمور
باغبان ادرج رعدان لشکر مین رعد و برق و برق لامع کلان افسر ہین اسطرح یہ جملہ سردار ایک خیمہ مین
ایک جا ہوئے ہین مین جاکر ان سب کو لاتا ہون ایسے مقام پر قید کرون عمر بھر رہائی نہو تڑپ تڑپ کے مرین موت
مانگین اور موت نہ آئے حیرت جادو نے کہا مین بھی چلون سرمانے عرض کی مین سبکو جاکر ٹھنڈا کردون ابرق
نے کہا حضور جاتے ہی پتھر برساؤن افراسیاب ہنس پڑا کہا ای وزیر اعظم ملکہ بہار و مخمور و باغبان وغیرہ

اُس جلسہ مین موجود ہین کیا کسی کی مجال ہی جو انکے سامنے جائے یا سحر کرکے ہونٹ ہلائے مابدولت کے تعلیم کردہ
ہین تم لوگون سے برابر مقابلہ کرینگے اور کمین بہار کا گلدستہ جل گیا تنکے چنوا دیگی مخمور شرابی بنا دیگی بیہوش
کرکے قتل کریگی جو اُسکے مقابلہ مین جائے سحر اُتر جائے تم لوگ جا کر کیا کروگے مابدولت جاتے ہین یہکر افراسیاب
جادو بقہر و غضب تمام سمت لشکر اسلام چلا ستارہ تھا کہ چمک کر آسمان مین ڈوب گیا بعد جانے افراسیاب
کے حیرت کو بھی تاب نہ آئی بیقرار ہوگئی وزیرزادیون سے کہا شہنشاہ یکہ و تنہا گئے ہین سار بان زادہ
دوسرا انگوٹرا بھوریا دونون مکار جعلساز اُس جلسہ مین موجود ہین ایسا نہو کسی دام مکر مین ہمارے شہنشاہ کو پھنسائین
اپنے کو خداوند بنائین ساری سحر و ساحری بھول جائین لہذا میرا جانا واجب و لازم ہی جس طرح بنے مین اپنے
کو پہونچاؤن وزیرزادی نے عرض کی لونڈیان غلام بھی ساتھ چلین کہ آج کی لڑائی بھی دیکھنے کے لائق ہی شہنشاہ
پر سحر مین کون فائق ہی خوب سحر ہونگے ہم لوگ بھی چلکر شراکت کرین جنگ سحر و ساحری کا تماشا بھی دیکھین
حیرت نے کہا نہین شہنشاہ منع کر چکے ہین تمہارا چلنا مناسب نہین مین یکہ و تنہا جاتی ہون وزیران سلطنت
مشیران ابہت کو روک کر آپ خود یکہ و تنہا طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی
لیکن یہان خواجہ کو شب بھر اُسی مشورے مین گذری کہ رائے ہر ایک کی مختلف ہی باغبان لیا راز دار بھی
معترف ہی کہ ای شہنشاہ عیاران و ای افسر خنجر گذاران حقیقت مین ابکی افراسیاب نے ایسے مقام پر لوح
بھیجدی کہ ہم مین سے کوئی اُس مقام کا نشان نہین سمجھ سکتا توکلت علی اللہ سفر کیجیے شاید گوہر مراد دستیاب ہو عمرو
نے کہا ای باغبان عالیشان سفر کی کیا احتیاج ہی اسی مقام پر جنگ شروع ہوجائیگی کوئی سردار ایسا بھی آئیگا
کہ لوح طلسمی کا بھی حال کھل جائیگا جب اس مقدمہ مین آپ سب صاحب حیران ہین پھر سفر و حضر دونون یکسان ہین
ایسی ایسی صلاحین بیکار رہو رہی ہین کل لشکر اسلام چند قدم ہٹکر زرد کش ہی کیدان و رسالدار اپنے اپنے خیمون مین بیٹھے
ہوئے دیکھ رہے ہین یعنی ہمارے آقائے نامدار اس خیمہ مین جلوہ فرما ہین دور سے ہم لوگ نگاہبان ہین یکایک سب نے
دیکھا کہ آسمان سے ایک ابر سیاہ مثل اژدر مہیب شعلہ زن پیدا ہوا اسمین برق کی چشمک زنی اسقدر جلد زمین پر
گرا کہ آنکھین سب کی جھپک گئین اب جو آنکھین کھولکر دیکھا افراسیاب جادو بصد قہر و غضب دروازے پر
اُس خیمہ کے کھڑا ہی غصہ مین کانپ رہا ہی سبھون نے چلا کر غل مچائین کہ ای فرخ و بہار وغیرہ ہوشیار رہو جاؤ
دشمن آ پہونچا افراسیاب نے طرف لشکر کے کچھ اشارہ کیا سب پر پتھر برسنے لگے لشکر کو اس بلا مین پھنسا کر
پردہ خیمہ کا اُٹھایا دیکھا سرداران مذکور بیٹھے مشورہ کر رہے ہین اُسوقت بہار کے مُنہہ سے یہ نکلا تھا کہ خواجہ
نہ گھبرائیے باغ عالم مین کبھی خزان کبھی بہار ہی باغبان قضا و قدر مالک و مختار ہی انشاء اللہ پتہ لوح کا ملے گا
غنچہ آرزو کھلے گا یہ سنکے افراسیاب نے نعرہ کیا او بہار دیکھ غنچہ آرزو کھلتا ہی تیرا گل حیات خاک مین ملتا ہی

افراسیاب کو دیکھکر سردارون کے ہوش اُڑ گئے قصد کیا اپنے مقام سے اٹھین افراسیاب نے
زبان ہلانے کی مہلت نہ دی یا سامری کہکر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا شعلہ ہائے آتش اس ناری کے منھ سے نکلے
کل بارگاہ میں تا مردود کے سحر سے دھوان چھا گیا ہر ایک کا قلب تھرا گیا سب گر کر بیہوش سحر فراموش ہوا دامن
گرداتا ہوا آستین چڑھاتا ہوا باہر خیمہ کے آیا مجھو اشارہ کیا آندھی سیاہ چلی خیمہ مثل تنکے کے اُڑ گیا دوسرے اہالیان
لشکر نے دیکھا کہ سب سردار مع خواجہ برق بیہوش پڑے ہین افراسیاب دونون پانون مار کر غرق زمین ہوا
بعد تھوڑے عرصہ کے طبقہ زمین کو ہاتھ پر رکھکر اُبھرا پھر غصہ مین نعرہ کیا سامری جمشید کو پکارا اتنے طبقہ زمین
کو لیکر مع سردارون و خواجہ وغیرہ کے بلند ہوا معلوم ہوتا تھا کہ ایک تنکا اُٹھا لیا طبقہ زمین ہاتھ پر تاج شاہی
بر سر بند قبا ٹوٹے ہوئے کڑیان زرہ کی اُلجھی ہوئے نعرے کرتا ہوا طرف آسمان کے زمین سے کئی سو گز بلند وہ خود
پسند روانہ ہو گیا لشکر مین فریاد و الغیاث کا شور ہوا مہترین مہتر چالاک بن عمرو پڑا ہوا سو رہا تھا غلغلہ جو ہوا آنکھ
کھل گئی دیکھا صدہا آدمی مرے پڑے ہین کسی کا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا پوچھا صاحبو خیر تو یہ کیا بلا نازل ہوئی
سردارون نے کہا اے نور نگاہ خواجہ عمرو بڑا غضب ہوا ہوا افراسیاب جادو آیا تھا لشکر کو پامال کیا تیجر سہا سہا
سنگدل نے صدہا کو مارا خواجہ عمرو و اسد وغیرہ کو مع طبقہ زمین اُٹھا کرے گیا وہ دیکھو آسمان پر کڑکتا ہوا
جاتا ہی چالاک کے ہوش اُڑ گئے بتعجیل سُرخ موے کا کلکشا و ہلال سحر افگن وغیرہ چند سردارون سے
بلا کر کہا صاحبو کارگذاری کرو لشکر کو روکو ایسا نہو گھبراہٹ مین بخوف جان بھاگ کر نکل جائین پھر لشکر کا جمع
ہونا دشوار ہوگا مین جا کر دیکھون کہ ان سب کو کہان لیگیا اگر موقع پاؤنگا دیکھکر واپس آؤنگا آپ لوگون کو
خبر کرونگا جیسا موقع ہو آپ لوگ نامہ مندرج مضامین حال گذشتہ لکھکر طرف طلسم نور افشان کے روانہ کر دین
کوکب نوبران اس حال مصیبت مآل سے آگاہ ہو جائین آئندہ جو منظور پروردگار ہے یہ کہکے چالاک نے فوراً
باہمارے عیاری ذات پر آراستہ کیے جس طرف افراسیاب جادو گیا تھا اُسی سمت یہ بھی بائے شاطری
مارتا ہوا چلا مگر دل سے کہتا ہی اے چالاک راہ مین عیاری کرنا افراسیاب پر دشوار ہی کدھر کا دشمن بکار
ہو کیا تدبیر کرون افسوس لشکر کا کوئی سرپرست باقی نرہا اگر اسد غازی کو لے گیا تھا قبلہ و کعبہ ہا رہتے
سب طرح کا انتظام کر لیتے اب کون فریاد کو پہونچے مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ بھی گرفتار ہو گئے مایوس
رزتا ہوا چالاک ادھر جاتا ہی لیکن افراسیاب طبقہ کو لیے ہوئے سناٹا بھرے ہوئے جاتا ہی باغبان
وغیرہ بیہوش ہین آنکھین پتھرائی ہوئین اگر موج ہوا سے آنکھ کھل گئی اپنے حال زار کو دیکھ رہے ہین کہ طبقہ
بر زمین کے پڑے ہین افراسیاب نہین معلوم کہان لیے جاتا ہی دل سے کہتے ہین کہ کچھ اور نہ کرے صرف اس
مقام سے چھوڑ دے استخوان ریزہ ریزہ ہو جائین نہ ہاتھ پانون مین طاقت نہ آنکھون مین بصارت ساتھ والے

سب بیکار خواجہ عمر درہم سے زیادہ مجبور ونا چار آج افراسیاب کو ہم پر غصہ قیامت کا آیا اب
زندہ نہ چھوڑیگا مثل نقش پا مٹا دیگا قضائے کار افراسیاب آتے آتے سرحد زعفران کوہ مین پہونچا
ملکہ زعفران زعفران پوش اپنے کوہ فلک شکوہ پر بصد نازو ادا مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہے کئی ہزار
کنیزان خوش رو بیٹھی ماہوش نیکخو حاضر ہین ایک کنیز نے پکار کر کہا حضور دیکھیے آسمان سے کیا بلا آتی ہے زعفران
نے سر اُٹھا کر دیکھا وہ کیفیت نظر آئی کہ زعفران کا چہرہ زرد ہوگیا بہ نگاہ غور دیکھکر پہچانا کہ افراسیاب
جادو طبقہ زمین کا ہاتھ پر لیے ہوئے چند ستارے اُس طبقہ پر چمک رہے ہین کئی مرد بھی بیہوش پڑے ہین اب افراسیاب
مائل بہ پستی ہوا زعفران یہ کہکر اُٹھ کھڑی ہوئی ارے صاحبو جلد آراستہ ہو جاؤ محفل کو بھی درست کرو شہنشاہ
افراسیاب کچھ گنہگارون کو پکڑ لائے ہین زمین پر آتا ہے میری سرحد مین انکو قتل کریگا گنہگارون کے خون سے
ہاتھ بھریگا مین جا کر استقبال کرون ورنہ باعث خرابی ہوگا یہ کہکر زعفران جادو کوہ سے اُتری آراستگی محفل کو حکم
دیا آپ خرامان خرامان چلی گر افراسیاب زمین پر اُتر رہا ہے اُدھر سے چالاک بن عمر وافتان وخیزان آکر پہونچا
محل کی آڑ پکڑ کر اسنے بھی دیکھا کہ افراسیاب قریب آکر ایک چشمہ کے پاس جوش مین اُتر رہا ہے اُدھر سے چالاک سینہ سینہ
تاج ڈھکا ہوا تیور پر بل زمین پر اُترتے اُترتے چشمہ کو نگاہ قہر سے دیکھا وہ چشمہ جوش مار کر اُبلا افراسیاب نے وہ
طبقہ زمین کا جسپر سرداران نامی وخواجہ عمرو واسد ناسور وغیرہ بیہوش پڑے ہین چرخ دیکر چشمہ پر پھینک مارا
چالاک دور سے دیکھ رہا ہے اُس آب سحر مین ایک جوش وخروش پیدا ہوا عرصہ دراز تک موجین بلند کبھی
مچھلیان نکلتی تھین کبھی نہنگان خون آشام مگر گھبرائے ہوئے لب دریا سے سر ٹکراتے تھے کبھی پانی سے دھوان نکلا
دیر تک صدائے ہاہو بلند رہی بعد عرصہ دراز پانی کو سکوت ہوا جوش وخروش موقوف ہوگیا چالاک نے دیکھا
اب وہ آب نایاب مثل آب گوہر صاف شفاف موج مار رہا ہے تیرہ حباب سطح آب مین قائم ہین صاف اُن حبابون سے
ظاہر ہے کہ چشمہ کی آنکھین پتھرا گئین اب افراسیاب نے چند سنگریزے اُٹھا کر دریا مین پھینکے وہ سنگریزے دریا مین
ٹکڑے ہوئے اب چالاک نے دیکھا تیرہ پیر کوے جو دریا کے کنارے پر ہوتے ہین اکثر ناظرین نے دیکھا ہوگا سیاہ
رنگت قد مین ہنس سے کمتر پیدا ہوئے یہ تیرہ پیر کوے ظاہر ہو کر مثل شعلہ جوالہ طرف اُن حبابون کے جھپٹے ایک ایک
پیر کوا ایک ایک حباب سے لپٹ گیا کبھی زبان سے اس حباب کو چاٹتے ہین کبھی گرد چرخ مارتے ہین افراسیاب
سطح اُن غریقان دریائے مصیبت دگر فتاران لطمۂ آفت کو بلائے سحر مین پھنسا کر پلٹا ملکہ زعفران نے عفران پوش
یہ کیفیت دیکھکر بدحواس کھڑی کانپ رہی ہے مُنھ سے آواز نہ نکلتی تھی جب افراسیاب پلٹا ملکہ زعفران
نے جھک کر سلام کیا افراسیاب کی نگاہ جمال جہان آرائے زعفران پر پڑی ہنسنے لگا پوچھا اے ملکہ عالم
تم کہان عرض کی سامنے کوہ زعفران ہے سرحد کنیز مین حضور تشریف لائے یہ کسکو حضور نے قید کیا یہ کون لوگ تھے

افراسیاب نے زعفران کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا سراپا پر نگاہ کبھی آہ کبھی واہ صورت زعفران کی بہت پسند آئی جواب دیا مسلمانون نے بہت سر اُٹھایا تھا عیارون نے بڑا ہنگامہ مچایا تھا لوح بھی لیلی نژاد طلسم کشائی کا رکھتے تھے مابدولت کو جب خیال آیا لوح چھین لی سب کو لاکر اس تالاب مین قید کیا ای زعفران یہ سحر ساختہ سامری ہی اس سحر کے طریقے مین افسونگری بھری ہی یہ سحر آبرو دار ہی دریا پر کرتے ہین مابدولت نے تالاب پر کیا اب یہ سحر نایاب ہوا دیکھنے والا آب آب ہوجاے آبرو ریزی ہوا اس آب سحر کی ایک ایک موج سنان جانستان یا خنجر بران گرداب محیط آفت کنارہ اسکا کنارۂ صحرا ے قیامت یہ پیرکوے جو مقرر کیے ہین چشم دشمنون کے چاٹ رہے ہین چالیس دن مین گھلکر پانی پانی ہوجائینگے اب پناہ پانی مشکل ہی ہر ایک پیر کو ابیر ہی دشمن کے مٹانے کی کامل تدبیر ہی برائے استقبال افراسیاب ہزارہا کنیزین بھی کوہ سے اُتر آئی ہین جالاک بھی پٹا ہوا آیا ہی ایک کنیز کی شکل پر مجمع عام مین ملا ہوا چلا آتا ہی یہ سب باتین سن رہا ہی مصیبت پر اپنے سردارون کی سر دھن رہا ہی افراسیاب بالاے کوہ آیا زعفران نے تخت آراستہ کیا افراسیاب آکے تخت پر بیٹھا گرداگرد کنیزان زرین پوش جمال زعفران پر ہر وقت افراسیاب نگاہ حیرت سے دیکھتا تنیلی انکھڑیون پر جو نگاہ پڑی نشہ ہوگیا جھومنے لگا دل سے کہتا ہی زلف عنبرین کو اگر سنبل سے مثال دون سراسر خطا ہی پیشانی نورانی پر ماہ عالم افروز کا دھوکا ہی خال کو کس سے تشبیہ دون ستارہ سحری کہون یہ مثال بہت سعید ہی ابرو ہلال عید ہی آنکھون کو چشم غزال سے مثال دینے مین دل کو وحشت ہی اسکے نظارہ سے دیدۂ دلکو فرحت ہی گردش چشمان دلربا سے لیل ونہار کو حیرت ہی نرگس خود آنکھین چراتی ہی ان سے کب آنکھ ملاتی ہی لب غنچہ سوسن دندان دُر عدن بات مین مسیحائی کلام معجز نظام مین دلربائی سینہ پرناز پستان میوۂ باغ رضوان موے میان نازک معدوم عنقا کی جستجو غیر مفہوم آگے مقام حجاب ہی آداب حُسن دورباش کہتا ہی شگاف کلاک وزبان کا نشان ملا یا صدف بحر خوبی کہون غنچہ ناشگفتہ سے مثال دون ساق بلورین شمع انجمن زیبائی کف پا سے مثال پنجہ مرجان ہاتھ آگے سراپا حسن سے معمور حور کہنا عقل کا قصور ایک جانب صحراے سبزہ زار کوہ فلک شکوہ پر چمنستان کی بہار چمن ہاے طولانی ایک ایک نخل سرسبز وشاداب ولاثانی جب شمیم گل آئی ہی صبا عطر مجموعہ لاکر سنگھاتی ہی افراسیاب نے جو کچھ رنج وملال اُٹھایا اس مقام پر بہار کو دیکھکر غنچۂ خاطر شگفتہ ہوا پہلو مین معشوقہ زعفران ایسی خوشخو گرداگرد کنیزان ماہرو سامنے باغ پر بہار لپٹین پھولون کی آرہی ہین کنیزان گلعذار جوبن اپنا دکھارہی ہین جوانان چمن اکڑ رہے ہین عندلیبان خوشنوا شاخ گل پر نہال فاختاؤن کو کوکو وبال

نظم

غیرت طائر زرین ہی ہر اک مرغ چمن
باغبان سمجھے فلک سے کوئی تارہ ٹوٹا

پھول جو چاندنی کا ہی گل مہتاب ہی وہ
ٹوٹ کر کوئی زمین پر جو گرا برگ سمن

نور پر آئی ہی امسال بہار گلشن
ہر شجر نور مین ہی غیرت نخل ایمن
گل کے تختے جو شگفتہ ہین گئی اسکے پاس

باغبان کہتے ہین سب چمپئی ہی یہ شام سوسن
چھپ گیا چاندنی کا پھول جو پہنچین کوئی
منقلون کی روشن یک ایک ہمتاب جو چمن
طرب انگیز ہی ایک ایک ہوا کا جھونکا
رنگ گل کھیلتے ہین سارے جوانان چمن

ہر چمن نور مین مطلع گل خورشید کا ہی
شبنم گلچین کو ہوا صاف نہ ہو چاند گہن
آب و تاب ایسی ہی اس رنگ کی شادابی ہی
شورش برگ درختان ہی صدائے ارغن
باغبان مست صبا مست شمیم گل مست

سرخی لالہ و گل ہی شفق صبح سمن
آتش گل کو صبا اور بھی بھڑکاتی ہی
جوہری ہوتے ہین جانتے ہین در عدن
فصل گل آئی ہی کیا باغ مین اک ہولی ہی
بلبلین نغمہ سرا کیک دری قہقہہ زن

افراسیاب کی بھی چمنستان پہ نگاہ کبھی گلچینی گلشن حسن ملکہ زعفران یہ جوش محبت کا دل مین جوش حسن دلفریب دیکھکر بھول گیا کس کام کو مین آیا تھا وہ بھی بھول گیا یہ حال پر ملال جو چالاک نے دیکھا دل مین سوچا کہ ای چالاک اگر عیاری کی کل اہالیان جلسہ کو مع افراسیاب بیہوش کیا کیا مراد حاصل ہوگی رہائی سرداران نامی کی غیر ممکن اب کیا تدبیر کرون آنکھون مین آنسو بھرے ہوے افراسیاب کو جو دیکھا مصروف عیش و نشاط و مجلس فرحت و انبساط چالاک کا غنچہ خاطر پژمردہ ہوا روتا ہوا پہاڑ سے اترا ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرا تختۂ عقل پر قرعہ تفکر کو پھینکا شکلین بے انتہا سامنے آئی ہین خانہ فرح و انبساط کی صورت نہین دکھاتی ہین ستارہ گردش مین فلک بربادی کی کوشش مین کبھی سوچتا ہی جا کر لشکر مین خبر کرون افراسیاب جادو یہان مصروف عیش رہے وہ لوگ سحر کرکے قیدیان بلا کو رہا کرین تالاب کو خاک مین ملا دین لیکن پھر کہتا ہی وہ سحر خانہ خراب افراسیاب کا ہی کسکی تاب ہی کہ جو اس تالاب پر دست انداز ہو کوئی اسکا ہمسر ہو تو اسکو یہ شرف میسر ہو بعد چند ساعت کے اٹھے گا طرف باغ سیب کے چلا جائیگا ہمارے کیا ہاتھ آئیگا اگر جا کر پہاڑ پر پہنچی اٹھاؤن افراسیاب کو بیہوش کردون سراسر عقل کے خلاف ہی اسکے بیہوش ہونے سے سحر نہ اتریگا جب یہ قتل ہو تب سحر مٹے قتل ہونا اس بیحیا کا دشوار ایسے مقام پہ کوشش بیکار جب کچھ عقل نے کام نہ کیا روتا ہوا قریب اس چشمہ کے آیا دیکھا وہ پیر کوے جا بجا یون سے لپٹے ہوے ہین کراہنے کی سردارون کے آواز آتی ہی ایسی درد آمیز صدا ہی سنکر دل کھٹا ہی کبھی صدائے بہار آتی ہی کبھی آواز مخمور کبھی اپنے قبلہ و کعبہ کی صدا سنتا ہی کہ آہ آہ کر رہے ہین کبھی صدائے اسد شیر دل ایسی درد آمیز مصیبت خیز آتی ہی کہ جی چاہتا ہی اپنا گلا کاٹ ڈالون مگر یہ صدائے دہشت انگیز نہ سنون افراسیاب کی زبان سے سن چکا تھا کہ یہ پیر کوے چاٹتے چاٹتے جسم ان سب کے کھا جائینگے اندر چالیس دن کے استخوان پانی ہوکر بہ جائینگے ان خیالات سے اور زیادہ دل بیقرار ہوتا ہی کبھی بلکتا ہی کبھی روتا ہی کبھی قصد کرتا ہی کہ مین بھی اس دریا مین پھاند پڑون اپنے باپ کے ساتھ ڈوب جاؤن جان جائے ای چالاک نام نہ ڈوبے بحر مصیبت کا جوش پراگندہ عقل و ہوش کوئی تدبیر نہین سوجھتی دل سے کہتا ہی اگر اپنے کو تالاب مین گرایا ڈوب کر مرے گو ہر مراد دستیاب نہو گا ایسی جگہ مرد ہزار دو ہزار کو لے ڈوبا آخر

خیال مین آیا کہ طرف قصر جمشیدی کے چلو چلکر کوکب روشن ضمیر کو خبر کردو افراسیاب کا ہم بزم ہو حقیقت مین یہ بانی اصلی پاپوش لی گردہی بیشک وہ رہا کریگا افراسیاب کو خبر بھی ہوگی یہ سوچکر طرف طلسم نور افشان کے چل نکلا وہ کلمہ ملکہ بران شمشیر زن کے سُنیے کہ انکا داخلہ باغ نگارین مین ہو یہ خبر بخوبی سُن چکی تھی کہ طلسم کشا کو لوح ملی اب طلسم کشائی کے جائینگے افراسیاب لشکر کشی کریگا بڑے بڑے مقابلے پڑینگے باغ نگارین مین مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہو ملکہ مجلس و ملکہ عمران جادو و ملکہ شگوفہ سحر ساز کی سو شاہزادیان دست بستہ حاضر ہین ملکہ بران نے اُن سب سے بیان کیا کہ ہا جو یقین ہو طلسم کشا برائے طلسم کشائی گئے ہون افراسیاب لشکر جرخ پر قیامت برپا کریگا خبر لینا واجب و لازم ہو ملکہ شگوفہ نے عرض کی کسی ساحر کو روانہ کرون ابھی خبر منگا دو مجلس نے دست بستہ عرض کی امی جان مین جاؤن وہان کا حال اپنی آنکھون سے دیکھ آؤن ملکہ بران نے فرمایا اسوقت خود بخود دل کو انتشار ہو خدا خیر کرے ایسا نہو افراسیاب نے فساد عظیم برپا کیا ہو جب تک کوئی یہان سے پہونچے کوئی خرابی نہ درپیش ہوجائے شگوفہ نے قریب آکر عرض کی حضور توخیر اپنے والد نامدار کی زبان سے سن چکین کہ افراسیاب آیا آپ کے والد سے مقابلہ ہوا بدون حصول لوح پلٹ گیا صرف مصور و صورت نگار کو زخمداری مین لے گیا اب سب طرح خیر و عافیت ہو ملکہ بران نے کہا اے شگوفہ ابھی جو میری آنکھ لگی شاہزادہ ایرج نوجوان کو عالم خواب مین دیکھا فرماتے تھے کہ ملکہ اسد غازی کی خبر لو ہمارے بھائی پر بڑی مصیبت ہو غفلت تمکو مناسب نہین ہو اے شگوفہ مین نے چاہا اور کچھ پوچھون بخت بیدار سو گیا آنکھ کھل گئی کیا دل کی کیفیت کہون نظم

بس گریہ کہ در گلو گرہ شد — خوناب دل از کنار برگشت
صد رہ بہ تصحیح غم دل — باز آمد و شرمسار برگشت
از آتش دیدہ دانہ اشک — از دیدۂ اشکبار برگشت
کے غنچۂ دل شگفتہ گردد — ہرگز کہ ز ما بہار برگشت
صد شکر کہ دردمند عشقم — کہ از دل من قرار برگشت

از من رخ روزگار برگشت — برگشت ز من چو یار برگشت
گفتم رخ آرزو بہ بینم — آئینۂ اختیار برگشت
از دیدہ خیال دوست مغبب — تا دیدہ مرا ز عار برگشت
پندار کہ خون دل بریزد — صیاد کہ از شکار برگشت
در کوچۂ عشق خار ریزد — آنکس کہ ز کوئے یار برگشت
بنشینم و صبر را کنم یار — تا یار مرا شود خریدار

اے شگوفہ عجب کشاکش مین ہون کچھ بن نہین پڑتا مگر یہ خواب میرا رویائے صادقہ ہو اس حسرت سے فرمایا کہ ملکہ ہمارے بھائی کی خبر لو اسوقت تک یہ نقشہ آنکھون کے نیچے پھر رہا ہو حقیقت مین اسد نامدار سے وہ انتہا کی محبت رکھتے ہین مدتون ساتھ رہا فرماتے تھے کہ مجکو طلسم ہوش رُبا مین لیچلو مین چلکر اپنے بھائی کو رہا کردون یا جان دیدون مین نے جواب دیا تھا اے شہریار طلسم ہوش رُبا ہو شربا ہو افراسیاب ساحر

یکتا ہی کد دکاوش بیکار ہی دہان جانا دشوار ہوا ی شگوفہ کیا کہون کیسا دہ شیر دل تڑپتا تھا اسد غازی
کے گرفتاری کا حال سُنکر کلیجہ اُن کا دھڑکتا تھا اگر مین ان کو یہان لاتی کسی بلا مین مبتلا ہو جاتے
سیدھے سپاہی ہین یہ نہین جانتے کہ طلسم کیا چیز ہی کہتے تھے کہ جاتے ہی افراسیاب کو قتل
کرونگا اے شگوفہ مین نے اکثر کہا کہ افراسیاب سحر بند ہی اُسکا قتل ہونا ناممکن تو جواب
دیا کہ جب تلوار کھینچ گئی کوئی سحر طلسم سامنے نہین آتا بھلا ایسے جاہلون کی بات کا کیا جواب
مگر آج مین نے انکو بہت پریشان پایا خواب مین بیقرار ہوکر فرمایا کہ ہمارے بھائی کی خبر لینا بیشک
اسد غازی پر کچھ افتاد پڑی ایک ہفتہ سے کچھ احوال نہین معلوم مین خود جاؤنگی دیکھون کیا ہنگامہ درپیش ہی
یہ باتین تھین کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ماہ رخسار نامے کنیز ملکہ مہرخ کی بال کھولے ہوے گریان نالان
موے سر سراسر پریشان آکے پہونچی ملکہ بران نے کہا ماہ رخسار خیر تو ہی قدمون سے لپٹ گئی اور رونے لگی
کہا حضور چشم زدون مین گلزار لشکر مین خزان آئی فلک کجرفتار نے عجیب کیفیت دکھائی اسقدر بیقرار ہی کہ کلام کرنا
دشوار ہوا اور روتے روتے ہچکی لگ گئی رونے پر ماہ رخسار کے سب اہالیان دربار رونے لگے ملکہ بران نے اپنے
ہاتھون سے ماہ رخسار کے آنسو پونچھے کہا ماہ رخسار للہ مفصل حال بیان کرو کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی ہمارے دلکو
پہلے خبر ہو چکی ہی ہم ابھی اسی ذکر مین مصروف تھے آخر وہ خواب خیال ہمارا ظاہر ہوا رویاے صادقہ تھا
ماہ رخسار نے ضبط کرکے کہا حضور اول لوح طلسمی قبضہ سے گئی اب آج گیارہ سردار و عیار ایک خیمہ مین صلاح
کر رہے تھے افراسیاب آکر پہونچا سب کو گرفتار کرکے لے گیا اب لشکر کا کوئی دستگیر نہین ہی فوج کے تھمنے
کی کوئی تدبیر نہین ہی لشکر مین تلاطم ہی فوج والے بھاگے جاتے ہین تین افسران نامی خواجہ عمرو و اسد نامور
و ملکہ مہرخ خوش سیر یہ بھی گرفتار ہوئے اب لشکر کو کون سنبھالے جو سرداران نامدار ہین اُنکی کون سُنتا ہی اگر
دو چار روز یہ لوگ لشکر مین نہ آئے پڑا و چھوٹ جائیگا یہ حال مصیبت مآل سُنکر ملکہ بران بیقرار ہو گئی شگوفہ
سے اشارہ کرکے کہا دیکھا نیا گل کھلا یہ فرماکر اسیوقت اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا اختر مرواریدِ جوڑے سے
نکالکر چمکایا فرمایا یہ بھی دریافت ہو کہ افراسیاب ان سب صاحبون کو لیکر کہان گیا کہین قید کیا یا خدانخواستہ
سامان قتل مین مصروف ہی ماہ رخسار نے عرض کی چالاک بن عمرو براے تجسس خبر سب صاحبون کو سمجھا کر گئے
ہین واپس نہین آئے ہین اول حضور لشکر اسلام مین چلین اہالیان فوج جو گھبرائے ہوئے ہین اُنکو تسکین دیجیے
یقین ہی چالاک بن عمرو خبر لیکر آئینگے جیسا مناسب وقت ہو انتظام کیجیے بران نے کہا بیشک پہلے لشکر ہی
مین جانا مناسب ہی یہ فرماکر طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر یکہ و تنہا چلین بگر صورت شاہزادۂ ایرج نوجوان
آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی آس بیقراری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہین اشعار

بجاے اشک آنکھوں سے لہو پیہم نکلتا ہے
دل ناشاد سے یون نالۂ پرغم نکلتا ہے

بہت اُس شوخ کا آنکھیں لڑانا یاد آتا ہے
میرے سینہ مین شاید حسرتون کا دم نکلتا ہے

جگہ دینا بہت دل مین نہ یارو نوک مژگان کو
غزا خانہ سے جیسے صاحب ماتم نکلتا ہے

یہ رعب حسن ہے جب وہ مخاطب ہم سے ہوتا ہے
کوئی با دام مین با دام جب توام نکلتا ہے

گذرتا ہے جہان سے جب تمھارے دید کا کشتہ
یہ وہ کانٹا ہے جو پاے جگر سے کم نکلتا ہے

ادا پر اُس ستمگر کے نہ تلوارین چلین کیونکر
جواب اُسکے حضور اپنی زبان سے کم نکلتا ہے

اُلجھتا ہے عبث ہر دم یہ کہدے کوئی شانہ سے
تو اُسکا آنکھوں کے رستہ سے اکثر دم نکلتا ہے

تلاش رازدان عشق کرتا ہون جو پہلو مین
کہ آُسکے بانکپن پیرادل ہی عالم نکلتا ہے

وہ بدقسمت ہون جب ہمدردا تجویز کرتے ہین
نکالے سے کہین اُن گیسوؤن کا خم نکلتا ہے

سواے دزد دل کوئی نہین محرم نکلتا ہے
زہر مین اے قلق تریاق مثل سم نکلتا ہے

اِس حال پر لال ہین بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان یاد ابروے دلدار مین چھری کلیجے پر چل رہی ہے آہ آتشناک قلب سے نکل رہی ہے کبھی خیال آتا ہے اگر کوئی محبوب قریب ہوتا جا کر نظارۂ جمال کرکے عرض کرتا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی آپ نے جو فرمایا جان نثار حاضر ہے جستجو مین آپکے بھائی صاحب کے نکلنے ہین دعا کیجیے مقام اُنکا دستیاب ہو جان لڑائین اُنکو قید سے چھوڑائین لیکن یہ بھی خیال خام تصور نا تمام ایسے خوش نصیب نہین ہین کہ کوے محبوب مین گذر ہو سیر بہشت مین عمر بسر ہو مگر سابق تحریر ہوا کہ کوہ بلور سے جب افراسیاب جادو چلا تھا حیرت جادو بیقرار ہوکر جستجو مین اپنے شوہر کے روانہ ہوئی اتفاقات قضا و قدر سے ادھر حیرت جادو آتی ہے ادھر سے یہ مبہوت عشق گرفتار محبس محبت اسیر زندان ہیبت سوختہ تن ملکہ بران شمشیر زن جستجوے اسد نوجوان مین نکلی ہے حیرت جادو سے سامنا ہوا اُسنے ملکہ بران کو دیکھا شاید حیرت کو کچھ خبر معلوم بھی ہو چکی ہے کہ افراسیاب نے کچھ کار نمایان کیا دیکھتے ہی بران کو مثل شعلہ جوالہ بھڑکی وہین سے للکارا چھوکری کہان جاتی ہے تمھارے مددگار سب خاک مین ملے لوح طلسمی شہنشاہ نے چھین لی تمھاری قضا دامنگیر ہوئی اب مجھسے بچکر کہان جائیگی بڑے بڑے صدمے اہالیان ہوش ربا کو پہونچائے ہین کس جوش مین تو نے پل پر یزدان توڑا دریاے خون روان خشک کیا آجتک اُسکا ملال ہے اب آج تمھارا بچنا محال ہے ملکہ بران شمشیر زن اسوقت ساغر بادہ محبت اسیر نوجوان مین مدہوش غم دین و دنیا فراموش سر جھکائے ہوئے جاتی ہے حیرت نے جو آواز دی صدا ے حیرت کان مین آئی پلٹ کر دیکھا فرمایا ای حیرت تو بڑی بے غیرت ہے تو نے اور تیرے دھگڑے نے کیا کیا ذلت اُٹھائی لیکن شرم نہ آئی پھر منہ چڑھتی

ہی سحر چلنے لگے نخل صحرا جلنے لگے کبھی آگ برسی کبھی بارش آب دونون حسین جمیل یہ حور پیکر دہ سیم بر یہ سرو باغ خوبی دہ ارنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی یہ سحر و ساحری مین طاق دہ فن افسونگری مین شہرۂ آفاق بجلیان چمک رہی ہین رعد کی گرج برق کی تڑپ حیرت نے سحر کیا بران لہرائی کبھی بران نے اختر دوار یہ چمکایا حیرت گھبرائی ایک کا پنجہ دوسرے پر قابض نہین ہوتا ایک نے آگ برسائی اُسنے باران سحر برساکر ٹھنڈا کیا اسنے گولہ مارا اُسنے رد کیا سوال جواب آپسمین ہو رہے ہین تقضاے کار مہتر بن مہتر چالاک ابن عمرو کوہ زعفران سے یہ حال پر ملال اسد وغیرہ کا دیکھکر چلا تھا اس خیال مین کہ اپنے کو تا بہ قصر جمشید پہونچاؤن کیفیت گرفتاری طلسم کشا سناؤن اس مقام پر آکر پہونچا دور سے دیکھا صحرا مین ہنگامہ گیرودار بلند ہی گھبرا گیا خداوندا یہ کیا معرکہ ہی کون لڑ رہا ہی جھپٹ کے قریب آیا دیکھا ملکہ بران شمشیر زن و حیرت پرفن دونون آپسمین سحر و ساحری مین مصروف ہین دو بلبلین ہین کہ گتھی ہوئی ہین دو تارے ہین چمک رہے ہین دو برقین تڑپ رہی ہین حیران کہ اے چالاک یہ کیا معرکہ ہی شاید یہ خبر دہشت اثر سنکر ملکہ بران چلی تھین راہ مین حیرت نے روکا دونون سحر و ساحری مین بے نظیر ہین غالب و مغلوب ہونا دشوار ہی تدبیر مناسب ہی کنارے آکر رنگ و روغن عیاری کا نکالا صورت ملکہ صرصر شمشیر زن کی بنکر تیار ہوا گوشہ سے نکلکر آواز دی اے خاتون تجمل شہنشاہ اے ملکہ حیرت عالیجاہ آج یہ دختر کوکب نہ جانے پائے شہنشاہ نے کل کا خاتمہ کیا اسد وغیرہ کو قید کر لیا بس آج لڑائی کا خاتمہ ہی مین بھی آپہونچی اس چھوکری کو گرفتار کر لیجیے مہلت نہ دیجیے حیرت نے جو صرصر کو آتے ہوے دیکھا خوش ہو گئی کہا صرصر قریب نہ آنا یہ دختر کوکب ہی عرصۂ دراز سے مجھسے لڑ رہی ہی مین کیا اب اسکو جانے دونگی تو تماشا دیکھ صرصر نقلی نے کہا واری مین آئی یہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ میرا کیا کر سکے گی یہ کہتا ہوا چالاک برابر حیرت کے پہونچا پہلو مین آکر آواز دی اے ملکہ عالم بچے دیکھیے اُسنے گولہ پھینکا اختر دوار یہ نکالا حیرت ادھر پلٹی چالاک قریب پہونچ چکا تھا حلقۂ کمند مارے گلے مین پڑے ارے کہکر پلٹی چالاک نے جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب بیہوشی مار دیا حیرت گر کر بیہوش ہوئی اب نعرہ کیا نعرہ چالاک

بعیاری من آنم حیرت و چالاک | بجنبم دشمن اندازم بخاک | خدا آید بیاد گرد تیز گامم | خلیفہ اولم چالاک نامم

ملکہ بران نے دوڑ کر چالاک کو گلے سے لگا لیا کہا اے چالاک کیا کام کیا عرصہ دراز سے اس سے مقابلہ ہو رہا تھا حرامزادی چوٹ نہ کھاتی تھی چالاک چیخ مار کر رو دیا کہا اے ملکہ عالم ہمارے برابر کون نالائق ہوگا قبلہ و کعبہ گرفتار ہوے سب معاملہ آنکھون سے دیکھا افراسیاب طبقے کا طبقہ زمین کا اٹھا کر لے گیا سرمنہ زعفران کو وہ ایک تالاب پر بیجا کر سب کو پھینکدیا ایسا سحر بنایا مین نے کبھی آنکھون سے یہ شعبدہ نہین دیکھا مگر اب اسوقت ایک صلاح بیشتری مصلحت ہی حیرت کو گرفتار کیا آج افراسیاب کو وہ داغ دو کہ عمر بھر یاد رکھے

حیرت جادو کو اپنی شکل بناؤ تم بشکل حیرت بنو اور اس لعونہ کی زبان مین سوزن دو گرفتار کرکے بر سر کوہ
زعفران لیجاؤ افراسیاب سے کہنا مین نے راہ مین لڑکر بیران دختر کوکب کو گرفتار کیا چونکہ یہ دختر کوکب
ہی اسکے قتل ہونے سے بڑا مطلب ہی میرے قتل کرنے سے یہ بہتر ہوگی آپ سحر کرکے اسکو قتل کیجیے کوکب کو داغ
تازہ دیجیے باتون مین سمجھانا یہ کلمات سنانا کہ روح روان نورافشان ہی مہ وجلال اسکا مثل آفتاب عالمتاب
درخشان ہی کوکب کی کمر ٹوٹ جائیگی داغ اولاد نوجوان مین ساری سحر و ساحری بھول جائیگی لیکن مین
جلکر طلسم نورافشان پر قبضہ کر لیجیے جب افراسیاب خوش ہوکر اسکو قتل کرے گا مین تمھارے عقب مین
آتا ہون جسطرح بن پڑیگا زعفران کو بیہوش کرکے افراسیاب کو بیہوش کرینگے یہ تو ظاہر ہی کہ اسکا قتل ہونا
ناممکن ہیں اسکو بیہوش کرکے وہین پڑا رہنے دینگے زعفران زردرو کو بھی قتل کرینگے وہان سے پلٹو
جوش مین تالاب پر گرد مثل دریاے خون روان خشک کرو سرداروں کو اپنے چھڑاؤ جب افراسیاب
بیدار ہوگا لاشہ اپنی پہلونشین کا دیکھکر ٹکر ٹکرا کر جان دیگا اسکی بدحواسی مین لوح طلسمی کی فکر کرینگے
بجیستی و چالاکی جو چالاک نے سامنے ملکہ بران کے بیان کیا بران خوش ہوگئی مثل گل شگفتہ ہوگئی کہا اے
چالاک کیا خوب بات سوچی ہی مین بڑے لطف سے اس حرامزادی کو اپنی شکل بناؤنگی آپ اسکی شکل بنکے اسکو
لیجاؤنگی بیشک ہاتھ سے افراسیاب کے قتل کراؤنگی مگر تم اپنے کو جلد پہونچانا دیر نہ لگانا چالاک نے کہا مین
برابر تمھارے پہونچونگا آتے ہی زعفران کو پکڑ لونگا دیکھو تو کس خوبصورتی سے حرامزادی کو بیہوش کرتا ہون
اے ملکہ عالم اس عیاری سے بڑا لطف ہوگا قبلہ و کعبہ بہت تعریف کرینگے تمام طلسم ہوشربا مین مشہور ہوجائیگا
کہ ملکہ بران ذیشان و چالاک جلالت نشان نے ملکہ حیرت جادو ایسی ساحرہ کو مارا ملکہ بران بھی
گھبرائی ہوئی چالاک بھی متنشر ناظرین پر واضح ہو کہ اس عیاری مین بہت بڑا عیب ہی مگر چالاک نے
اسوقت اسکے عیب و ہنر کو نہین سمجھا چونکہ اپنے والد تاجدار و سرداران عالی وقار کو مبتلاے سحر مصیبت
دیکھکر آیا ہی راے سالم نہین ہی معیوبی اس عیاری کی وقت پر تحریر ہوگی موافق راے نکتہ سنجان عالی وقار
تقریر ہوگی جو کچھ چالاک نے کہا بران نے قبول کیا حیرت کو بشکل بران و بران کو بشکل حیرت آراستہ
کیا زبان مین حیرت کے سوزن دیا بران نے ایک تخت سحر تیار کیا حیرت کی مشکین باندھکر اسی تخت پر
ڈال لیا سحر بھی صورت کا حیرت کی تیار کیا چالاک سے کہا اے بہتر نامور تمھارے حکم کے بموجب مین بر سر
زعفران کوہ جاتی ہون مگر تم عرصہ نہ کرنا بہت جلد آنا چالاک نے عرض کی کہ اے ملکہ عالم میرے دلکو لگی ہوئی
ہی سر کو پاؤن بناؤنگا مثل باد صرصر اڑا ہوا آؤنگا اس حال پر ملال مین سرداران نامدار و والد عالی وقار
کو دیکھا ہی میرے دل کو صبر آئیگا اے ملکہ عالم جب پیر کو سحابون کو چاٹتے ہین کراہنے کی آواز آتی ہی کہ نہین

تھراتی ہی میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین کبھی ایسا سحر نگاہ سے نہین گذرا ملکہ بران نے کہا افراسیاب کا ہفت اقلیم مین مثل نہین ہی ای چالاک قبلہ وکعبہ مرد سپاہی ہین جرات کے جوش مین افراسیاب پر جا پڑتے ہین ورنہ کوئی اسکا ہم نبرد نہین ہی غرض بخوبی آپسمین صلاح کرکے بران شمشیرزن نے بصورت حیرت تخت اڑایا چالاک بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر مثل ہوا کے اڑتا ہوا طرف زعفران کوہ کے چلا ان دونون کو راہ مین چھوڑیے دو کلمہ حال افراسیاب کے بیان کیے جاتے ہین خمسہ موافق مقام

عنادل گل روے تو گلعذار انند
غبار راہ وفاے تو شہسوار انند
اسیر دام بلاے تو دل فگار انند
غلام نرگس مست تو تاجدار انند
خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

ہمارے مد نظر تھے بہت نشیب و فراز
یہ کیا کرے کہ یہ ہی اقتضاے راز و نیاز
نہ کوئی واقف اسرار تھا نہ محرم راز
ترا حیا و مرا آب دیدہ شد غماز
دگر نہ عاشق و معشوق رازدار انند

خرام ناز سے پامال ہی جہان یکسر
وے نہین تجھے احوال پر کسی کے نظر
ہی عاشقون کا ترے ساتھ ساتھ اک لشکر
بہ زیر زلف دوتا چون کنی نگہ بنگر
کہ در یمین و یسارت چہ بیقرار انند

ہمارے جلنے سے کیا تجھکو کیون لگی ہی تو
یہان نہین کوئی دیوانہ جو کرے تگ و دو
سنے نہ ایک تری تو بنائین باتین سو
نصیب ماست بہشت ای خداشناس برو
کہ مستحق کرامت گناہگار انند

کہے ہی پیر مغان دیکھنا یہ رنگ سخن
کہے ہی تیرہ درون اعظ اسکی بات نہ سن
ہی تازہ توبہ ابھی یاد کر شراب کہن
بیا بہ میکدہ و چہرہ ارغوانے کن
مرو بصومعہ کانجا سیاہ کار انند

وہ کون ہی کہ نہین پاے بند دام ہوس
پڑا ہی شور زمانے مین ای نسیم نفس
ہوے ہین زمزمہ سنج وفا کس و ناکس
بہ فن بران گل عارض غزل سرایم و بس
کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

سیاہ پوش ہی اک خلق اک جہان غمگین
ہمارے کہنے کا تجکو اگر نہ آئے یقین
وہ کون ہی کہ پریشان و خستہ حال نہین
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و بین

کہ از تطاول الفت چہ سوگوارانند

ہین اور چند ہوسناک عاشقی دشمن | ہوئے ہین راہبر جلوہ گاہ رشک چمن
ہین خار یان تہ پا دان ہین زیر ران توسن | تو دستگیر شوائے خضر پے خجستہ کہ من

پیادہ میروم و ہمرہان سوارانند

ہین امید رہائی نہ آرزوے خلاص | نہ چھوٹنے کی تگ و دو نہ جستجوے خلاص
ہی ناگوار بلا جی کو گفتگوے خلاص | ز دام زلف تو دل را مباد روے خلاص

کہ بستگان کمند تو رستگارانند

ہی سر پہ خاک کلہ گرد ہی لباس بدن | کدورت دل غمگین غبیر پیراہن
غبار فرق سے آئینہ جبین روشن | ز نقش چہرۂ حافظ ہمی توان دیدن

کہ ساکنان در دوست خاکسارانند

محرران جادو تقریر و کاتبان فصاحت تحریر اس داستان حیرت بیان کو بعبارت سلیس و بکیفیت ظریف یون تسطیر فرماتے ہین کہ افراسیاب جادو بصد شکوہ بر سر زعفران کوہ پر جوش بیٹھا ہی ناچ سامنے ہو رہا ہی پری رخساران حور طلعت و معشوقان خوبصورت سامنے حاضر ہین زعفران زعفران پوش ایسی غنچہ دہن یاسمن بو خوشخو حسین چنچل بصد ناز و ادا تمکین جام ارغوانی گردش مین نشہ دولت سے بدمست ساغر بادۂ کبر و نخوت کا خمار کبھی غافل کبھی ہشیار چاہتا ہی زعفران کو تخلیہ مین لیجاؤن اُس زرد رو سے مُنھ کالا کرون مگر زعفران اپنے کو بچا رہی ہی کبھی تیوری پر بل آیا کبھی منت کبھی خوشامد افراسیاب نشہ مین کہتا ہی اے جان جہان وا ے آرام دل مشتاقان ہمارا کہنا مان لو تمھارا مرتبہ بڑھائینگے بادشاہ طلسم ہوشربا بنائینگے حیرت جادو کیا شغل ہی تیری محبت مین دل بیکل ہی تنہائی مین چلو تم سے ہمین کچھ کہنا ہی زعفران گھبرا گئی جواب دیا اے شہنشاہ مین تو حاضر ہون ارشاد فرمایے سب کنیزین حاضر ہین بدمستی نہ کیجیے ہاتھ بیدم نہ بڑھائیے دست درازی سبکو ناگوار ہی زبردستی بیکار ہی دیکھو مجھکو ہاتھ نہ لگاؤ سلیقہ سے بیٹھو مین بدنام ہو جاؤنگی تمھارا یہی کام ہی ایک کو سائی ایک کو بدھائی حیرت ایسی معشوقہ کو شغل بناتے ہو حسن بے نظیر صاحب تحریر و تقریر سحر فن زبردست شراب حسن سے مست صاحب حسب نسب بیٹی حیات جادو کی جسکا سحر مین ڈنکا ہی قلب پر ہر ساحر کے اُسکے نام کا سکہ ہی دونون بھائی اُسکے نیرنگ عنقا صورت گیر نگ عنقا صورت شاہزادگان والا قدر دایہ اسکی ملکہ سوسن زبان دراز خود سحر و ساحری مین یکتا مسلمانون سے کیسا کیسا لڑ رہی ہی اسوقت جوش مین ہین آپ ایسا فرماتے ہین ہین کیا امید کرون گھڑی بھر کے لیے بدنام ہون

بس معاف فرمائیے افراسیاب نشہ مین کہتا ہی اے زعفران تم سے ہمیشہ یہی رسم و راسم رہیگا اس پہاڑ کو مثل گلدستہ آراستہ کرودنگا تختگاہ ہوش ربا قرار پائیگا ہر ایک بادشاہ تمھاری قدمبوسی کو آئیگا یہ کہکر افراسیاب نے یہ اشعار عشق آمیز محبت انگیز سامنے زعفران زعفران پوش کے پڑھے کہا اے ملکہ عالم ان اشعار کو بگوش ہوش سنو نظم دل پذیر

ہی تیرے کان زلف معنبر لگی ہوئی
رکھے گی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی

بیٹھے بھرے ہوئے ہین خم مے کیطرح ہم
پر کیا کرین کہ مُہر ہی منہ پر لگی ہوئی

چاٹے بغیر خون کوئی رہتی ہی تیری تیغ
ہی یہ تو چاٹ اسکو ستمگر لگی ہوئی

میت کو غسل دیجو نہ اس خاکسار کی
ہی تن پہ خاک کوچہ دلبر لگی ہوئی

نکلے ہی کب کبھی سے کہ اُسکی مژہ کی نوک
ہی پھانس سی کلیجے کے اندر لگی ہوئی

کرتی ہی زیر برقع فانوس تاک جھانک
پروانہ سے ہی شمع مقرر لگی ہوئی

بیٹھے ہین دلکے بیچنے والے ہزار ہا
گذرے ہی اسکی راہ گذر پر لگی ہوئی

یہ چاہتا ہی شوق کہ قاصد بجائے مُہر
آنکھ اپنی ہو لفافہ کے اوپر لگی ہوئی

منہ سے لگا ہوا ہی اگر جام مے تو کیا
ہی دل سے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی

اے ذوق دیکھ دختر رز کو نہ منہ لگا
چھٹتی نہین ہی منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

زعفران زعفران پوش ان اشعار کو سُنکر ہنس پڑی کہا اے شہنشاہ آپ کو تو پورے دیوان شاعرون کے یاد ہین آپ خود بھی شاعر ہین نظم ونثر سے ماہر ہین اس لگی ہوئی کو بجھائیے ایسے اشعار زبان پر نہ لائیے ہر چند زعفران زعفران پوش اپنے کو بچاتی ہی مگر افراسیاب نہین مانتا کبھی غصہ کرتا ہی کہتا ہی اے زعفران تم ہماری بات کو ہنسی سمجھین اگر سو ہنسی پھر ہو دون مجھسے زیادہ تمکو محبت ہوا ابھی ہاتھ پھیلاکے لپٹ جاؤ مقدمہ وصل کی خود خواہش کرو زعفران ہاتھ باندھنے لگی کہا اے شہنشاہ واسطہ سامری کا ایسا ارادہ نہ کیجیے اگر آپ نے سحر سے میرا دل اُلٹ دیا اور باعث میری رسوائی کا ہوا جب ہوش آئیگا اپنے کو ہلاک کرونگی مصیبت مین میری جان جائیگی افراسیاب اور زعفران سے یہ باتین ہین عشق و محبت کی گھاتین ہین یکایک آسمان پر بجلی چمکی دیکھا ملکہ حیرت جادو بران شمشیر زن کی شکلین باندھے ہوئے تخت اُڑاتی ہوئی آتی ہی زعفران شرماکر کھڑی ہو گئی افراسیاب بھی حیرت کو دیکھکر ذرا پہلو تہی کرنے لگا اس خیال سے کہ حیرت آزردہ ہو گی سنبھلکر بیٹھا ناچ وغیرہ موقوف ہوا حقیر نے جو خدمت ناظرین مین عرض کیا تھا کہ اس عیاری مین بڑا امر معیوب واقع ہوا اب وہ خرابی ناظرین پر واضح ہوتی ہی یعنی جیسے ہی تخت حیرت قریب آیا افراسیاب بطور خوشامد کھڑا ہو گیا بے اختیار پکار اُٹھا صاحب آؤ مین تمھارا نہایت مشتاق تھا اے ملکہ عالم تمھارا اسوقت کیونکر آنا ہوا اس دختر کو کب کو کہان پایا میری آنکھین تمکو ڈھونڈھتی تھین یہ کہکے بے اختیار اشعار شوقیہ پڑھنے لگا اشعار شوقیہ

کیا ہو زبان خامہ سے شرح کلام شوق
دفتر ہو گر لکھون سخن نا تمام شوق

یہ آج سے نہین ہی یہان انتظام شوق

مدت سے ہے علاقہ دل پائے نام شوق
کہتا چلا جو نامہ بروں سے پیام شوق
درہائے خاک دل پہ ہے یا دن عام شوق
ترساؤں اسکو ترک ملاقات یار سے
مملو شراب عشق سے رہتا ہے جام شوق
تا زیست عشق زلف سے چھٹنا محال ہے
جپتا ہے لاکھ ہونٹوں پہ تنگ کلام شوق
دیتا نہ جان ابلق چشمان یار پر
داغ دل و جگر میں تعلق نقش گام شوق

ظاہر ہے قدر و منزلت احترام شوق
گھر تک بھی یار کے ہوا احتشام شوق
دکھلائے کیوں سپہر طلسم جمال یار
جی چاہتا ہے دل سے میں لوں انتقام شوق
چھوڑا نہ کوے یار کو دیوانگی میں بھی
مرغ دل حزیں ہے گرفتار دام شوق
رکھتا ہے راہ عشق میں ہر کبک گہ قدم
ہوتی نہ اختیار میں میرے لگام شوق

زاہد میان کعبۂ دل ہے مقام شوق
روکے نہ کوئی حسرت و اندوہ و یاس کو
جام جہان نما سے زیادہ ہے جام شوق
رہتی ہے دل میں یاد تری چشم مست کی
مجنون کے بعد ہم پہ ہوا اختتام شوق
زینت کے وقت کرتے ہیں جب گرز ذوق وصل
بسمل سے پہلے سیکھ لے طرز خرام شوق
باقی ہے عشق رفتہ کا پیری میں بھی نشان

یہ اشعار عشق آمیز جو افراسیاب نے آنکھ ملا کر ملکہ بران سے پڑھے یہ معشوق نا کتخدا ان کلمات ذوق شوق سے گوش حق نیوش نا آشنا صاحب شرم و حیا خالی از ناز و ادا حسین بے پردا دختر کوکب روشن ضمیر عالی جاہ صاحب حکومت و ثروت گل گلزار حدیقہ سلطنت یکتاز میدان جرأت شہسوار عرصۂ شوکت عاشق جمال ایرج نوجوان معشوق دلستان یہ کلمات سنکر ہوش و حواس پراگندہ ہوگئے دل دھڑکنے لگا کلیجہ خیال عصمت میں پھڑکنے لگا دل سے کہا او خانہ خراب یہ کیا کیا بیٹھے بٹھائے اپنے کو رسوا کیا اس بیحیا سے کیونکر آبرو بچیگی مرد شرابی جاہل اجہل بدزبانی کا عادی نشہ نخوت سے چور مست و مغرور ایسے ایسے جو خیال محال دل میں آئے تخت تو زمین پر اُتار الیکن رنگ متغیر چہرہ اداس عالم یاس خیال آبرو ریزی و رنج جان جانے کا پس و پیش شرمندہ از کردۂ خویش مغموم و مہموم دلریش بشکل تصویر عاشق خاموش فرمایے قہر و غضب کا جوش سر جھکا کر کرسی پر بیٹھی بات کا افراسیاب کے جواب بھی نہ دیکی افراسیاب کیا سمجھا کہ حیرت کو غصہ ہے زعفران جادوجو میرے پہلو میں بیٹھی تھی حیرت کو انتہا کا ناگوار ہوا زعفران سے کہا دختر کوکب کو ستون سے باندھ دو زعفران نے اُسی عالم میں حیرت کو جو بشکل بران ہے ستون سے باندھ دیا اب افراسیاب طرف ملکہ بران کے اپنی زوجہ جان کے پکا عذر کرنے لگا کہ ملکہ جان تو کہو دختر کوکب کو کہاں پکڑا کیونکر معرکہ پڑا ملکہ بران نے ڈرتے ڈرتے سر جھکا کر اتنا جواب دیا کہ میں راہ میں آتی تھی وہان یہ ملی لڑائی پڑی میں سحر میں غالب آئی گرفتار کرکے لے آئی اتنا نہیں کہہ سکتی کہ اسکو قتل کیجیے یا سزا دیجیے دل سے کہتی ہی ہے بران یہ کیا غضب ہوا نگوڑے چالاک مکار نے مجھکو عجیب بلا میں پھنسایا دیکھوں تقدیر کیا دکھاتی ہے کیسی پیش آتی ہے کبھی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے چہار جانب دیکھتی ہے کہ چالاک کمبخت نہ آیا اور آئیگا تو میں کیونکر بچا تو نگی جسقدر افراسیاب عذر کرتا جاتا ہے یہان

شرم و حیا کو ترقی ہی حیرت کو غیرت بڑھتی جاتی ہی زعفران جادو اس خوف مین کنارے آکر ٹھہری ہی کہ
حیرت جادو نے مجھکو پہلوے افراسیاب مین دیکھ لیا دیکھیے کیا قیامت برپا کریگی کبھی سراپا کو حیرت تقلی
کے دیکھتی ہی چہرے سے حقیقت مین قہر و غضب آشکار ہی ماتھے پر غصہ سے پسینہ چہرہ گلنار ابر در رشک خنجر آبدار
زعفران خوف کے مارے دبی جاتی ہی دل سے کہتی ہی کہ ای زعفران افراسیاب ہر چند کہ صاحب تخت و تاج
ہی مگر سفلہ مزاج ہی بیوجہ مین بدنام ہوئی حیرت اپنے دل مین سمجھی ہوگی یہ میری سوت ہی یہ خیال محال میرے
واسطے موت ہی کہان چلی جاؤن اگر میرا گھر ہوتا کسی حیلہ سے چلی جاتی منہ چھپاتی اب ٹل جانا بھی باعث خرابی ہی
اپنے اوپر الزام آئیگا حیرت کو کون سمجھائیگا کیونکر اسکے دل سے خیال نکلے زعفران اس تردد مین کھڑی ہوئی
کانپ رہی ہی حیران اس مصیبت مین افراسیاب حیرت مین مگر مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو وضع کرکے بشکل
ساحرہ سینیان اٹھاکے پہاڑ پر پہونچا دل پر پتھر رکھ لیا ہی کنیزون مین آکر شریک ہوا اس محفل خانہ خراب کو دیکھا اب
یہ بھی گھبرایا یہ دیکھا کہ افراسیاب ملکہ حیران سے منتین کر رہا ہی دم محبت کا بھر رہا ہی یہ بیچاری آفت کی ماری
نو گرفتار دام عیاری اسیر مجلس مکاری سر جھکائے بیٹھی ہی گل سا چہرہ کمھلایا کچھ غصہ کچھ حجاب دل مین الجھن لفون
کو پیچ و تاب خاموش سر جھکائے ہان ہان کیے جاتی ہی اب چالاک مآل کو سمجھا دل سے کہتا ہی ای چالاک یہ
تونے کیا کیا یہ مقدمہ عیاری ہی افراسیاب کی زوجہ کی شکل بناکر حیران کو بھیجدیا ہے تجھسے بڑی نادانی ہوئی
کاش کے مین صورت حیرت بنکر آتا ایسی باتین بناتا افراسیاب کے ہاتھ سے حیرت کو قتل کراتا بھلا اس بیچاری
سے کیا ہوسکے گا جسکو بات کرنا دشوار ہی اگر اسپر کوئی افتاد پڑی یا افراسیاب نے ہاتھ لگایا یہ صاحب عفت و
عصمت اپنی جان دیدیگی بدنامی میرے ذمے رہیگی اس عیاری پر سب تمکو نادان بنائینگے زمرۂ عیاران سے تمام
نکل جائیگا ایسی ایسی باتین سوچکر چالاک کا قصد ہوا مین اپنے کو خنجر ماردون پھر دلکو مضبوط کیا کہا ای چالاک
اپنے کو سنبھالو اس حماقت کا دفعیہ کردو یہ سوچکر بشکل ساحرہ قریب زعفران زعفران پوش کے آیا بلا تکلف ہاتھ
تھام لیا کہا ملکہ آپ کیون حیران کھڑی ہین ایسے ایسے مہمان آپکے گھر مین آئے ہین شراب کباب کا سامان کیجیے گوتین کو بلائیے
زعفران نے گھبراکر کہا بوا مین کیا کرون اسوقت عجب مصیبت مین ہون افراسیاب تو بیغیرت ہی مجھکو حیرت کے آنے سے
بڑی غیرت ہی مین اسکے پاس بیٹھی تھی حیرت نے مجھکو دیکھ لیا اب ناحق کو منہ لٹکائے بیٹھی ہی نہ منہ سے بولتی ہی نہ سر سے
کھیلتی ہی مین ناحق گنہگار بنی نہ لینا نہ دینا مجھے اس بیہودہ سے کیا مطلب بے سبب مجھسے پھولی ہین اپنی سلطنت پر پھولی
ہین چالاک نے کہا ملکہ وہ کیا کرینگی تم کیا کسی کی لونڈی باندی ہو کیا کسی کا دیا کھاتی ہو کنارے چلو مین ایک تدبیر
بتلاؤن ابھی صفائی ہوجائے مطلب کی بات نکل آئے زعفران تو گھبرائی ہوئی تھی کہا بوا بہلے ساحری تبلا
چالاک زعفران کو تنہائی کے خیمہ مین لے گھسا بوا بوا کہکے گھبرا دیا جیسے ہی زعفران بیٹھی چالاک نے جھٹ بیٹھ

گلوری مین بیہوشی ملائی کہا ملکہ گلوری تو کھائیے پھر مین سب کچھ عرض کرونگی زعفران نے گلوری کھائی پیک
حلق سے اُتری گھبرا کر کھڑی ہوگئی کہا یہ اس گلوری مین کیا تھا چالاک نے کہا سنکھیا زہر زعفران ارے
کہکر چلی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی چالاک نے لباس اسکا اُتارا زیور لیا چٹائی مین لپیٹ کر گوشۂ بارگاہ مین چھپا دیا
آپ بہ تعجیل تمام رنگ و روغن عیاری کا لگا کر صورت زعفران جادو کی بنکر تیار ہوا باہر نکلا نکلتے ہی چالاک
نے رنگ جما دیا کنیزون پر غصہ مصاحبون پر آفت کسی سے کہا او خفقل کیسی بے قرینے کھڑی ہے دیکھو تو جانب
جب دیکھو کمبخت کا جھنڈا سا سر کھلا ہوا ہے جوانی پھٹ پڑی دھگڑے کو ڈھونڈھتی ہوگی نوکری کرنا کیا ضرور ہے
دو مہینے چار مہینے مونڈھے پر بیٹھ بازار کی ہوا کھا جب دیکھو کسی وقت ہوش درست نہین کمبختون نے میری زبان
خراب کر دی ہین اول فول بکنے لگی کسی کے کوڑا مارا کسی کی چوٹی پکڑ کے کھینچ لی ساقی بچے کے بٹے پکڑ کر پانچ جوتیان
برابر مارین کہا نگوڑے بدذات یا جی شہنشاہ آئے ہین ذرا سی مسی لگائے آنکھون مین کاجل دیے اجڑا اجڑا کھڑا ہے
ارے نگوڑے شہنشاہ مردم شناس بھی ہین اگر پسند کیا عمر بھر کو فرصت ہے محفل مین ہنگامہ ہو گیا سب کو مارتا پیٹتا
بکتا جھکتا سامنے افراسیاب کے آیا کہا اے شہنشاہ اسوقت ملکہ عالم کو اور کچھ خیال ہے انکے مزاج پر چھوڑ دیجیے
دم بھر نہ کلام کیجیے یہ کہکر بیچ مین افراسیاب اور حیرت نقلی کے کھڑا ہوا بران کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر کہا اے
ملکہ عالم آپ کا مطلب سمجھی بادشاہون کی بات کا خیال بیکار ہے بقول سعدی گاہے بسلامے برنجند وگاہے
بہ دشنامے خلعت دہند اسطرح کی باتین کرتے کرتے جھکی کان مین کہا اے ملکہ بران نہ گھبراؤ منم چالاک بن عمرو
ابھی حیرت جادو کو قتل کرواتا ہون بران مین جان آگئی بہ نگاہ حیرت دیکھکر کہا بھیا چالاک خدا
کے واسطے میری عزت و آبرو بچالے یہ ملعون بیحیا مجھکو ہاتھ نہ لگانے پائے چالاک نے کہا کیا مجال بران
کو مطمئن کر کے پھر طرف افراسیاب کے پلٹا کہا شہنشاہ ملکہ کی خفگی کا باعث بھی آپ سمجھے وہ تو کس مصیبت
سے بران کو گرفتار کر کے لائین آپ نے صرف ستون سے باندھ دیا ہے نہ سزا نہ جزا اسنے تو بڑے بڑے
رنج و ملال آپ کو پہونچائے بڑے بڑے ساحران نامی مارے پل پر نیا دان توڑا دریائے خون رواں کو خشک کیا
اسی کی وجہ سے آپ کے استاد عشاق سبزہ رنگ مارے گئے بیٹی بادشاہ عالیجاہ کی ہے سوائے آپ کے اسکو
کون قتل کریگا سحر کامل پڑھکر ایک گولہ مارے سر پھٹ جائے طلسم نور افشان مین قیامت برپا ہو کوکب زندہ
نہ بچے گا غم مین بیٹی کے جان دیگا اب آپ کیون دیر کرتے ہین ایسا صید کسکو ملتا ہے مگر خبردار کشتہ سحر نہ سمجھے گا تیر تلوار
سے ماریے ایسا دن پھر کبھی نصیب نہوگا افراسیاب نے کہا اے زعفران حقیقت مین رنج ملکہ عالم کا صاف سے
ہے بران ثانی کوکب ہے اسکو تو بڑے کے گرفتار کیا بڑا کام کیا مین ابھی اسکو اپنے ہاتھ سے قتل کرتا ہون میرے دل
پر بھی روشن ہے کہ ماہ آسمان طلسم نور افشان کوکب کی روح رواں ہے کوکب دیوانہ ہو کر نکل جائیگا تاج و تخت سے

ہاتھ اٹھائیگا یہ کہکر افراسیاب نے کہا ملکہ ہٹو مین تلوار سے اسکو قتل کرون کشتۂ سحر کرنا حقیقت مین بہتر نہین ہی یہ کہکر افراسیاب جادو تخت سے کود اڈور اکھولنے لگا تیغہ تولنے لگا بران سے کہا او ملکہ تمھاری خاطر سے اُسکو قتل کرتا ہون بران نے اسپر بھی کچھ جواب نہ دیا بات بات پر خون خشک ہوا جاتا ہی کلیجہ پر خنجر غم والم پھر رہا ہی چالاک الگ ہوا یہ بھی خیال آیا ای چالاک جب حیرت مریگی اسکے مرنے کی علامت برپا ہوگی بڑا غل مچایئنگے حیرت کے نام کی آوازین سُنائینگے سب طرح خرابی ہی دیکھیے اس بیوقوفی کا کیا انجام ہوتا ہی ایسی حماقت کبھی سرزد نہین ہوئی یہ سوچ رہا ہی خوف مین ہوش درست نہین مگر قضائے کار افراسیاب جب تخت سے کودا تیغہ کھینچکر دم شمشیر پر ہاتھ رکھا ایک جھوتکا ہوا کا چلا نخل سے پتہ ٹوٹکر گود مین افراسیاب کے گرا افراسیاب نے نگاہ ڈالی صاف تحریر تھا گویا نوشتۂ تقدیر تھا طرف سے ماہیان زہر دیوش کے مرقوم ہوا د غافل چور کو قتل کرتا ہی آنکھ سے نہین سوجھتا ہی بران بشکل حیرت کھڑی ہوئی ہی آج آبرو اسکی مٹا دے پھر کبھی کوئی ایسی گستاخی نہ کرے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب کے ہوش اُڑگئے فوراً بران کا ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ ذرا کنارے چلو تجھے تم سے کچھ کہنا ہی ملکہ نے ہاتھ تو چھڑا لیا مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین ہاتھ باندھکر کہا حضور تنہائی مین کیا کام ہی افراسیاب نے کہا کچھ ضرورت ہی یہ کہکر آگے بڑھا چاہا ہاتھ ڈالون بران خوف آبرو سے خود آگے بڑھی کہتی ہوئی حضور مین چلتی ہون ہاتھ نہ لگائیے اب بران کو کچھ بن نہین پڑتا آگے آگے افراسیاب کے چلی جاتی ہی افراسیاب چاق وچوبند اس امر پہ آمادہ کہ آج بران کی آبرو مٹا دون چالاک تو بشکل زعفران باہر آیا افراسیاب جادو نے پلٹ کر کہا خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے مین اپنی بی بی سے کچھ باتین کرونگا کنیزون کی تو کیا مجال جو قدم آگے بڑھائین یا ساتھ مالک کے تخلیہ مین جائین مگر چالاک کئی مرتبہ حضور حضور کہکے بڑھا کہتا جاتا تھا شہنشاہ سُنیئے تو افراسیاب نے زعفران کو پہچانا نہین پلٹ کے جھڑک دیا کہا او زعفران ہمارے تخلیہ مین نہ آنا یہ کہکر غصہ سے نگاہ ڈالی چالاک نے دیکھا جسم سے چنگاریان نکلنے لگین خائف ہوا ایسا نہو کہ آتش قہر وغضب افراسیاب سے جل جاؤن گھبرا کر یہ تو پیچھے ہٹا افراسیاب پردہ اُٹھا کر خیمے کے اندر آیا اُسوقت تک بران آگے تھی لیکن چونکہ کئی پردے پڑے ہوئے تھے وہان پر اندھیرا تھا بران جھجک کر پیچھے ہٹی افراسیاب آگے بڑھ گیا جانتا ہی کہ بران میرے آگے جاتی ہی پیاری کہتا جاتا ہی کبھی کہتا میرا جان و مال تجھپر نثار ہی تو معشوق گلعذار ہی یہ کہتا ہوا افراسیاب چند قدم آگے بڑھا تھا اب بران کو اپنے قریب نہ پایا گھبرا کر پلٹا پکارا جان جہان کہان ٹھہر گئین اب آج تمکو نہ چھوڑونگا دیکھا پردے سے لپٹی ہوئی بران کھڑی ہی اندھیرے مین اچھی طرح صورت نہین معلوم ہوتی ہاتھ پکڑ کے کھینچا گلے مین ہاتھ ڈالدیے تڑاق سے بوسہ لیا جسکا بوسہ لیا اسنے آواز دی ابا جان مجھے تنہائی مین کہان لائے کچھ

دیوانے ہو گیا و حیرت کو خجل بناؤ گے بدنام ہو جاؤ گے اب جو افراسیاب نے بہ نگاہ غور دیکھا تو بصورت
اپنی بیٹی کو پایا افراسیاب نے جھلا کے دھکیل دیا کہا حرامزادی تو یہاں کہاں آئی گھٹنے گرتے وہ عورت
پانی ہو کے بہ گئی افراسیاب شرم سے آب آب دریائے خجالت میں غرق گرفتار محیط غیرت پابستہ زنجیر موج حیرت
دل سے کہا افراسیاب یہ کیا ہوا فوراً گود میں ایک پرچہ گرا اسکو جو پڑھا طرف سے ماسیان مرد پوش
کے لکھا تھا او بھڑوے گدھے الو کے پٹھے جتنی دیر میں تو آگے بڑھا اتنے عرصہ میں بگرمن نا دیگت بران
شمشیر زن کو لے گیا جلد جا جزیرے وہ تالاب پر پہنچی ہو گی سب کو رہا کرینگی افراسیاب گھبرا گیا شرم سے
پسینہ آ گیا اب اسوقت قید حیرت کو بھی چھوڑا سحر کیا مثل شعلۂ جوالہ بھڑکا چالاک باہر کھڑا ہوا کانپ
رہا ہے دل میں سوچتا تھا کہ ارے بڑا غضب ہوا اس گوہر بے بہا کی آبرو گئی کیا بروے سیاہ کسی کو دکھائیگا
یکایک دیکھا کہ افراسیاب خیمہ سے کڑک کر نکلا آتش خور گ و ریشہ سحر و ساحری سے مملو نگاہ قہر جو ڈالی
خیمہ جلنے لگا یہ معاملہ عجیب و غریب دیکھکر کنیزیں چیخیں مار کر بھاگیں چالاک بھی بخوف جان بھاگ سے
کود کر بھاگا حیرت اسی طرح ستون سے بندھی رہ گئی بھاگ پر سناٹا ہو گیا حیرت بیہوش اسی عالم میں ستون سے
بندھی ہوئی نہ یار ہے نہ مددگار ہے بھاڑ پر نہ انسان نہ حیوان چالاک جب زیر کوہ آیا حیران کہ خدایا یہ کیا
شعبدہ ہوا افراسیاب شرارہ بنکر کہاں گیا بران پر کیا گذری کہیں بیٹھ میں خنجر مار کے مر تو نہیں گئی لیکن
اگر بران نے جان دی افراسیاب غصہ میں کیوں بھاگا چلو چلکر تالاب پر تو دیکھیں چالاک تو اسی طرح
بانہاے عیاری سے آراستہ اپنی صورت اصلی پر مگر بدحواس عالم یاس کبھی سوچتا ہے شاید افراسیاب قید یاں بلا
کو قتل تو کرنے نہیں گیا افسوس نہ لشکر میں جا سکتا ہوں نہ کوئی تدبیر ممکن دمبدم ترقی حیرت اس پریشانی
حیرانی میں چالاک آخر مجبور و ناچار ہو کر طرف تالاب کے چلا اسکو راہ میں چھوڑیے دو کلمہ حال حیرت آں

ملکہ بران شمشیر زن کے سنیے نظم

از جیب بنمونہ الیست با من	دوان ہم شدہ چاک تا بدامن	زان پیش کہ چہرہ کہربائی	بودم بہ غم تو آشنا من
وارستگیم محال عشق ست	از عشق کجا شوم جدا من	میرفت غم و محبت آزبیش	چون بادہ و آتش از قضا من
صد تیر غمت با متحان زد	زانہا ہمہ بود مدعا من	تا گفت دعا اثر ندارد	شرمندہ گشتم از دعا من
از جذبۂ عشق گشتم آخر	سرگشتہ و زار و بینوا من	در راہ عدم چو تنہا نیست	برگشتہ زدم با بتدا من
من قوت طلبے ندارم	بیہودہ روم رہ دعا من	بنشینم و صبر را کنم یار	تا یار مرا شود خریدار

دیگر اشعار آبدار ذوق

نشۂ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا	سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

عشق کے ڈھب پہ نہ کوئی بھی بجز انسان چڑھا — اسکے قابو پہ چڑھا تو یہی نادان چڑھا

چڑھ گیا جبکہ زمین توسن وحشت اپنا — دینگے افلاک پہ ہم خاک بیابان چڑھا

ہین ہنے دیکھا مہ نو کو تو اُس ابرو کا خیال — لیکے خنجر مری چھاتی پہ وہین آن چڑھا

دیکھیے ملت و دین کتنے کرے گا برباد — باد کے گھوڑے پہ وہ دشمن ایمان چڑھا

مصحفِ رُخ پہ ترے رنگ سنہرا اُٹھرا — واہ کیا خوب ہی سونا سر قرآن چڑھا

جب لڑی آنکھ تری کوئی مرے دیکھے سوا — تو ج مژگان کے نہ مُنھ بر سر میدان چڑھا

ناز سے تان کے ابرو سے لگا تیر نگاہ — چلّہ جلد اپنی کمان پر ترے قربان چڑھا

دیکھو قسمت کا لکھا اُسنے پڑھا خط سو بار — دھیان پر میرا نہ مضمون کسی عنوان چڑھا

غمزۂ یار کو دے سونپ متاع دل و جان — چور تھا پر نظر اپنی نہ نگہبان چڑھا

اشک آتے نہین مژگان پہ کہ یارون نے بھی — پانی سو نیزے دیا باندھ کے طوفان چڑھا

حضرت عشق کی درگاہ مین آکر ای ذوق — دل و دین دیتے ہین سب گبر و مسلمان چڑھا

اُستادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ جسوقت افراسیاب جادو بخیال خام و بہ تصور ناتمام برائے آبرو ریزی ملکہ بران شمشیر زن کو لے کر خیمہ مین گھسا اور چاہا کہ دست انداز ہو یہ نکتہ تحریر کر چکا ہون کہ اُس خیمہ مین اندھیرا تھا افراسیاب آگے بڑھا بران پیچھے رہ گئی اُسوقت عاشق صادق کوکب ستارہ شناس فلک اساس صفدر و صف شکن برہمن روئین تن نقشہ جات ملاحظہ کر رہا تھا بروج فلک پر نگاہ تھی یکا یک ثابت ہوا کہ بران شمشیر زن کا ستارہ گردش مین آیا افراسیاب جادو درپے آبرو ہی ایسے لطف سے سحر کرکے غرق زمین ہوا چشم زدن مین اُس خیمہ مین پہونچا بران کو اُٹھا لیا ایک پتلہ بصورت دختر افراسیاب ڈالدیا بران کو لاکر ایک پہاڑ پر پہونچا یا ہوشیار کیا دیکھا رنگ روے بران متغیر خوف آبرو ریزی مین متردد متحیر استاد کو اپنے دیکھکر لپٹ گئی رونے لگی برہمن نے گوشمالی کرکے کہا او نادان بیوقوف عیارون کا کام تو نے کیا یہ کام عیارون کا ہی کسی کی زوجہ کسی کی معشوق بنتے ہین چونکہ عیار مکّار ہوتے ہین جو صورت بنائی اس وضع کو نباہ لے گئے تو ان باتون کو کیا جانے جو روا افراسیاب کی بنکر ڈور پڑی اگر مجھ ایسا جانباز نہوتا شیر کے پنجے سے کیونکر رہائی پاتی بران کے بجلی لگ گئی کہا استاد مین ان باتون کو کیا جانون جو چالاک نے کہا وہ مین نے کیا برہمن نے کہا ای بران حقیقت مین چالاک بلا کا عیار ہی ہمسر خواجہ نامدار ہی مگر داے برحال عیاران ایک سر ہزار سودے سرفروشی کرتے ہین اُسنے بھی اپنے سوارون کو مع خواجہ اہل حال پہ بلال ہین دیکھا ہوش اُسکے درست نہ تھے خیر مصرع رسیدہ بود بلاے ولے بخیر گذشت افراسیاب

ابھی تک کوہ زعفران پر موجود ہی تو اپنے کو جلد بر سر تالاب پہونچا ئے گوہر صدف قلزم افسونگری داغ گل شاداب حدیقہ ساحری مثل دریاے خون روان اس چشمہ کو بھی جا کر مٹانا دریا دلی دکھانا مگر جوش جرات مین آبرو کا خیال رہے افراسیاب بھی ضرور آئیگا میرا ٹھہرنا مناسب نہین ہی یہ کہکر برہمن رخصت ہوکر طرف اپنے قصر کے روانہ ہوا افراسیاب کا حال عرض کرچکا ہون کہ غصہ مین قید حیرت کو بھی بھول گیا گرمی مین ذلت کی مثل شعلہ جوالہ جل چکا ہی بران شمشیر زن اسباب سحر سے آراستہ ہوئی پر پرواز پیدا کرکے جوش و خروش مین طرف اس چشمہ کے چلی مثل ستارہ سحری آکر آسمان پر چمکی چشمہ مین وہی کیفیت دیکھی چشمۂ آب جوش مار رہا ہی تیرہ حباب بر سر آب نایاب تیرہ پیر کوے حبابون سے لپٹے ہوئے چاٹ رہے ہین صداے آہ آہ بلند ہی اس صداے دردناک کو سنکر ہر ایک طائر صحرا دردمند ہی گھبرا کر طائر قریب چشمہ آتے ہین صداے آہ سنکر بیتاب ہو جاتے ہین پانی نہین پیتے سیراب نہین ہوتے آنکھون سے طائران صحرا کے آنسو جاری ہر شاخ نخل پتون سے سر پیٹ رہے ہین درختون پر بار غم و الم سر دصحرائی پر ارہ غم و مصیبت چل رہا ہی بلبلان نغمہ سرا کا بیقراری سے دم نکل رہا ہی بونڈلے گرد کے اُٹھتے ہین مگر دن بیٹھا جاتا ہی صحرا خاک اُڑاتا ہی پانی کنارے سے سر ٹکرا رہا ہی مقام ویران جنگل سنسان عجیب حال ہیبت ناک ہی موجین نہین چشمے کا وحشت سے گریبان چاک ہی بران نے جو یہ حال پر ملال دیکھا غم سے کلیجہ پھٹ گیا آسمان پر مثل برق جہندہ کے نہنگ بحر جرات بنکر پانی مین گری وہ پیر کوے شعلے بنکر ملکہ بران پر گرے بران نے ایک ایک ماش کا دانہ مار کر جلایا اُن پیر کوون کو خاک مین ملایا چار جانب سے بران کو مچھلیون نے گھیر لیا نہنگ بنکر بران نے مچھلیون کو نگلنا شروع کیا کبھی تڑپ کر بلند ہو جاتی ہی یہ ماہی دریاے حسن اپنے کو مچھلیون سے بچاتی ہی مگر تمام جانوران دریا نے بران پر بلوہ کیا مگر سونس گھڑیال لپٹے جاتے ہین زخم جو بران نے کھائے صدمات شب فراق یاد آئے دل سے کہا جوش محبت ایرج نوجوان مین یہ سب کچھ ہوا کونسی ساعت بد تھی کہ اُس ظالم پر مائل ہوئی ایسے بیوفا کے تیغ ابرو سے گھائل ہوئی اُس بیتابی مین یہ اشعار مصیبت آثار پڑھنے لگی اشعار

راحت کے نام سے بھی نہیں آشنا نصیب
ہمسے کبھی فلک کی ہمیشہ چلی گئی
جور و بدی کو کب ہین یہ تازہ داد نصیب
کن حسرتون سے کہتے ہین فرقت زدہ ترے
تجھسا نہین جہان مین کوئی ہی بد نصیب
چھپکر وہ شب کو آئے مین جب ہو گئی سحر

صدمہ جو ہمکو ہجر بتان کا ہوا نصیب
اک روز بھی ہمارا نہ سیدھا ہوا نصیب
اکبار انسے اور کرونگا سوال وصل
جنکی بغل مین یار ہی انکا خوشا نصیب
کرتا ہی بیوفائی دلبر کا کیا گلہ
بنکر بگڑ گیا ہی مرا بارہا نصیب

ہمکو ازل سے آج تلک غم رہا نصیب
دشمن کو بھی یہ رنج نہوا ہی خدا نصیب
ختم اُس نگار پر ہی سب انداز دلبری
پہنچاے انہین کچھ کہ بگڑ جاے یا نصیب
محبوس زلف یار ہی مدت سے مرغ دل
ہوتے ہین قسمتون سے شفیق آشنا نصیب
جس سے لگایا دل ہی دئے رنج اُسکی ذات نے

ہم آزما چکے ہین قلق یار بانصیب ۔ ان اشعار فراق آمیز کو ملکہ بران شمشیرزن پڑھتی جاتی ہو اور لڑتی
جاتی ہو یاد معشوق جو آگئی اور جراءت بڑھگئی تڑپ تڑپ کے گرنا شروع کیا کبھی حباب توڑے کبھی موجون کے
ہاتھ کاٹے کبھی سپر گرداب کو قلم کیا فوج ماہیان کو درہم و برہم کیا کس زور و شور سے ملکہ بران استلا ایک
لڑ رہی ہو یاد ابروے خمدار محبوب مین ہر چند کہ خنجر کلیجہ پر چل رہا ہو مگر جراءت بڑھتی جاتی ہو صد ہا نہنگان آشام
کو چیر کر پھینک دیا ہر مرتبہ نہنگ منہ پھیلا کر آتے ہین سامنے سے ملکہ بران کے بھاگ جاتے ہین کبھی مچھلیون سے
لڑائی ہوئی کبھی کسی سوس نے منہ نکالا چاہا بران کو نگل جائے اس صاحب سطوت و صولت نے دونون کلون مین
ہاتھ ڈالکے چیر کے پھینک دیا کبھی تڑپ کے تہ چشمہ کے پہونچتی ہو جب مچھلیان زیادہ گھیرتی ہین برق بنکر آسمان
پر اُڑ جاتی ہو پھر تڑپ کر زمین پر آتی ہو اس آمد و رفت مین فوج ماہیان کو پامال کیا اور نہنگان دریا سر کشتی
بھولے جل جلکر خاک ہوئے تھوڑے عرصے مین تاریکی چھائی صداے ہیبت ناک آئی کشتی مرا تا من نہنگ خونخوار
دماہی آتشبار بود افسوس مردیم و جان دادیم و بہ مطلب خود نرسیدیم عرصہ دراز تک اندھیر رہا آندھی اٹھی
سنگ باری و برف باری ہوئی ملکہ بران نے جو انتہا کا اندھیرا دیکھا مشعل سحر کو روشن کیا دیکھا تمام سردار فرش
زمین پر بیہوش پڑے ہین ایک جانب خواجہ عمرو و برق ایک سمت اسد نامدار ایک طرف ملکہ مہرخ و بہار
و باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع پڑے ہین زمین پر تڑپ رہے ہین بران نے بڑھکر اپنی پیشانی پر
نشتر مارا خون چلو مین لیکر سبھون پر چھڑکا پہلے سب سے خواجہ عمرو و برق و اسد نامدار کو ہوشیار کیا عمرو
اٹھ کھڑا ہوا ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ بھی اُٹھی ہین مگر سحر افراسیاب سے لڑکھڑا رہی ہین بران ملا یک ایک
کے منھ پر چھینٹے دیتی ہو یہ ملحوظ رہے کہ عمرو و اسد و برق اچھی طرح ہوشیار ہو چکے ہین اور سب پر کسی قدر غنودگی
باقی ہو ملکہ بران چاہتی ہین کہ سب سحر سے بخوبی نجات پائین بیان سے سب کو لے جائین بہار وغیرہ خود
ساحر زبردست ہین اپنے اپنے سحر آپ اُتار رہی ہین مگر چونکہ سحر افراسیاب ہو دفع ہونے مین کد و کوشش
ہو یکایک صحرا سے گرد اُڑی عمرو نے دیکھا نور نظر پارہ جگر چالاک بھاگا ہوا آتا ہو مگر بدحواس پراگندہ
پریشان مضطر و حیران جیسے ہی خواجہ عمرو کو کھڑے ہوئے دیکھا بیقرار ہو کر دوڑا آ کے قدمون سے لپٹ گیا
چیخ مار کے رویا عمرو نے کہا اے نور نظر خیر تو ہو عرض کی حضور کو اس حال زار مین دیکھا قریب تھا کلیجہ
پھٹ جائے مگر افراسیاب آیا چاہتا ہو بڑے زور شور سے چلا ہو عمرو نے چاہا چالاک سے سب حال
پوچھے اتنا چالاک کے منھ سے نکلا کہ ملکہ حیرت جادو بر سر کوہ زعفران مضطر و حیران ستون سے بندھی
کھڑی ہو زیادہ عمرو نہ پوچھنے پایا کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا منم شہنشاہ طلسم ہوش رُبا بران کو دیکھکر
جل گیا وہین سے ڈانٹا او چھوکری تو نے غضب کیا میرے قیدیون کو چھڑا لیا آج تیری قضا دامن گیر ہو اب

تیرے قتل کی تدبیر ہی بران نے بہار وغیرہ کو آواز دی تو جلاد آپہونچا ملک الموت سے سامنا ہی ہم کہتے تھے
جھٹ پٹ نکل چلو ہمارا کہنا نہ مانا آخر اسی مصیبت کا سامنا ہوا رنگ روے بہار متغیر ہوا باغبان کانپنے لگا برق
و رعد تڑپ گئے مگر سب نے حربہاے سحر سنبھالے سب سے پہلے خواجہ عمرو نے جیسی ہی افراسیاب کو آتے ہوے دیکھا
گلیم اوڑھکر کنارے چھپا برق فرنگی بھی عیار تیز رو ہی یہ بھی ایک طرف جھپا سامنے سے ہٹ گیا مگر ہٹتے ہٹتے
حقہ آتش بازی داغ دیا چرخ د بہار و باغبان وغیرہ نے گولے ترنج و نارنج کے افراسیاب پر مارے
افراسیاب ایسے سحر کو کب مانتا ہی ان سب کو حقیر جانتا ہی زمین پر کود اسب کے سحر کو دفع کیا
اسد نامدار نے جو افراسیاب کو دیکھا جوش جرأت مین قبضہ پر ہاتھ ڈالا اور بڑھکر نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوار مرد رزم خنگ	بدژم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نامآور د کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

اسد نے جو نعرہ کیا افراسیاب نے پلٹ کر دیکھا چل گیا طرف اسد کے جھپٹا بران نے دیکھا غضب ہوا اگر
اسد نامدار کو پائیگا آتش قہر و غضب مین جلا دیگا اگر خدا نخواستہ اس شیر دلیر پر کوئی افتاد پڑی ای بران بلی ری
کدو کاوش بیکار ہو جائیگی دولہا کے دم سے برات ہی چولی دامن کا ہمارا اسکا ساتھ ہی کتب ہاے معتبر مین یہ تصریح لکھا
ہی کہ یہ شیر دل طلسم کشا ہی یہ سوچکر جھپٹی بیچ مین آگئی افراسیاب پر گرا کھینچ مارا افراسیاب ضرب سے گرے گی
زمین پر گرا مگر پیشتر منہ کا گرا پھر غصہ مین اُٹھا ملکہ بران نے آواز دی ای اسد شیر دل ہٹیے ایسا نہو یہ بچا آپکو
گرفتار کرلے یہ دیکھکر سب سردار افراسیاب سے لڑنے لگے آتش سحر برسادی برق فرنگی نے جو دیکھا کہ افراسیاب
چاہتا ہی کہ بڑھکر اسد کو پکڑ لون برق فرنگی نے بھی نکلکر ایک حقہ آتشبازی کا داغ کر افراسیاب پر مارا
افراسیاب طرف برق کے پلٹا اور ڈانٹا او بھورے خبردار کیون تیری قضا آئی ہی اب عمرو نے دیکھا کہ اسد و برق
گرفتار ہوا چاہتے ہین عمرو بیقرار ہو کر دوڑا سوچا کہ ایسا غضب نہو کہ یہ سردار تہمتن گر گرفتار ہوا سارا لشکر بھاگ
جائیگا اگر خدا نخواستہ برق پکڑا گیا بازو ٹوٹا یہ سوچکر عمرو نے زنبیل سے جال الیاسی نکالا برق و اسد پر
جال مارا دہ نون جال مین پھنسے دونون کو کھینچکر عمرو نے زنبیل مین ڈال لیا اور ایک جانب بھاگا اب عمرو
کے خیال مین آیا کہ حیرت جادو زعفران کوہ پر بندھی ہوئی ہی اُسکو چلکر لینا چاہیے یہ سوچکر عمرو تو
طرف زعفران کوہ کے چلا یہان افراسیاب جادو سے بہار وغیرہ سے جنگ سحر ہو رہی ہی مگر افراسیاب
نے ایسے ایسے سحر کیے چار طرف سے گھیر لیا باغبان وغیرہ کا نکلنا مشکل ہوا کبھی بران سینہ سپر کرکے
لڑتی ہی کبھی ملکہ بہار بڑھکر گلدستہ ماردیتی ہی کبھی تڑپ کر برق لامع گرتی کبھی رعد نے غصہ مین آکر
چیخ ماردی باغبان قدرت نے کئی زخم کاری ہاتھ سے افراسیاب کے کھائے لیکن افراسیاب حیران
ہی کہ اسد غازی تلوار کھینچے کھڑا تھا کہان غائب ہوا برق عیار کہان گیا اندھیرے مین کچھ سوجھتا نہین

ہر چند یہ جملہ سردار افراسیاب پر غالب نہین آسکتے مگر دیوانہ کردیا ارا کین طلسم ہوش ربا مین شہرۂ آفاق فنون افسونگری مین طاق آخر افراسیاب جھلایا اس ہنگامۂ سحر مین سے نکلکر الگ ہوا بہار نے کہا اے باغبان بچنا افراسیاب اور کچھ تدبیر کرتا ہی مگر اسکے سحر سے کون ہوشیار ہو سکتا ہی بلکہ جھپکانا دشوار ہی پیچھے ہٹ کر افراسیاب نے ایک دو ہتڑ زمین پر مارا یا ساحری کا نعرہ کیا زمین سے شعلے آگ کے نکلنے لگے غبار زرد بلند ہوا سب سے بیشتر باغبان دردمند ہوا لڑکھڑا کے زمین پر گرا بران نے چاہا اپنے کو سنبھالون نہو سکا یہ بھی زمین پر گری بہار کا گل سا چہرہ کمھلایا باغبان پر زوال آیا اب بہار کب بچ سکتی ہی برق لامع کو تڑپن رعد کو الجھن مخمور کو غشی طاری ہوئی نشۂ بادۂ سحر نے مست کردیا سب گر کر بیکار ہوے افراسیاب نے تیغہ کھینچا چاہا جاکر ان سب کے سر کاٹ لون بران کی بوٹیان اُڑا دون اسوقت ان سردارون کا بیقرار ہونا بلک بلک کے رونا اپنے معبود حقیقی رب تحقیقی سے رجوع کی تڑپکر آواز دی شعر بادشاہا تو کریمی و رحیمی و غفور دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم پ کبھی اوصاف رب اکبر بیان کیے اے رب دو جہان اے خالق کون و مکان تو خالق یکتا صانع مہر و ماہ بادشاہ عالیجاہ نظم مصنف

درخت و گیاہ و ثمر ساختی
توئی ساخت این چرخ سیارگان

بیک قطرۂ تو گہر ساختی
بہ آواز کن خلق کردی جہان

خدایا توئی ہست شاہ جہان
کنی ذرہ را آفتاب از نظر
زمین را تو بر آب دادی مقام

بنا کردۂ تو زمین و زمان
سفیدی بہ شب سیہ ہمی از سحر
بدائم فلک را چہ کردی قیام

یہ تو سب بلک رہے ہین تڑپ رہے ہین اپنے پیدا کرنے والے کے دل سے یاد بیقراری کی فریاد افراسیاب تیغہ کھینچے ہوئے چلا آتا ہی اس بے حیا کو کب رحم آتا ہی مگران بیکسون کا تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بیحیا کیا کرتا ہی سنو صاحب جاہ و توقیر اعنی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر دیکھا افراسیاب نے کوکب تلوار کھینچے ہوے نعرہ کرتا ہوا آتا ہی مثل برق تڑپ کر زمین پر گرا ایک گولہ مارا افراسیاب کی چھاتی پر پڑا افراسیاب اس سحر کو دفع کرنے لگا کوکب نے پلٹ کر اشارہ کیا سب پر سے سحر اُتارا آواز دی جلد نکل جاؤ مین اس بیحیا سے سمجھ لونگا بران سے آنکھ ملائی کہا اے نور نظر لڑائی مین اُڑنا کیسا لڑے بھڑے جلد بیے ایسے خوک صحرائی کے سامنے کھڑے ہوکر سحر کرنا سراسر حماقت ہی جاؤ طرف قصر جمشیدی کیسے اخیال نکرنا فوراً ملکہ بران و بہار و باغبان وغیرہ اُٹھ اُٹھکے بھاگے افراسیاب نے چاہا ان سبھون کو روکے کوکب سینہ سپر کر کے سامنے آیا کہا او نامدار لی دا بدی اُدھر کہان جاتا ہی مردان عالم سے آنکھ چار کر پھیر وار کر تیرم چارہ ڈھونڈھتا ہی افراسیاب طرف کوکب کے پلٹا کوکب نے دور ہی سے دو تین گولے مارے افراسیاب پر چادر گلنار گری گنبد خونی مین چھپا کوکب سوچا اب ٹھہرنے سے کیا فائدہ اب یہ سحر دفع کر کے نکلے گا فساد برپا کریگا قتل ہونا اسکا نا ممکن بس اس سے مقابلہ کیا ضرور ہی عقل سے یہ بات دور ہی یہ سوچکر دو تون پا نون

زمین مین مارے غرق زمین ہوکر غائب ہوا افراسیاب نے بعد عرصہ دراز اس چادر خونی کو دفع کیا اب جو نگاہ اٹھاکر دیکھا کسی حریف کا نشان معلوم نہین ہوتا مثل غول صحرائی کے جنگل مین دوڑنے لگا اب ناظرین اس داستان حیرت بیان کو ملاحظہ فرمائین

خمسہ مومن حافظ

کسے بہ غمکدہ تاکے بصد محن باشد — زداغ رشک عدو گرم سوختن باشد
بگوشۂ جگر افشان و نالہ زن باشد — خوش ست خلوت اگر یار یار من باشد
نہ من بسوزم و او شمع انجمن باشد

بتنگ آئے ہین اب تجھکو چھوڑ دینگے ہم — ہمین پسند نہین ہیوفا یہ لطف و کرم
کہ غیر سے بھی ملاقات ہے اگرچہ کم — من آن نگین سلیمان بہیچ نستانم
کہ گاہ گاہ برو دست اہرمن باشد

کہان تلک ہے خاطر مین حزن و رنج و ملال — کہان تلک ستم رشک سے ہو جان پامال
بس اسکی محفل دلچسپ سے عدو کو نکال — روا مدار خدایا کہ در حریم وصال
رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد

عدو کی بات بھلی اور برے مرے اشعار — پسند نالۂ زاغ اور بد نوائے ہزار
کہان ہے جلد بھیج ہدہد صبا رفتار — ہمائے کو منفگن سایۂ شرف زنہار
دران دیار کہ طوطی کم از زغن باشد

وفور وحشت و جوش قلق ہے روز افزون — نہین ہے صبر و شکیب و قرار و تاب و سکون
اگرچہ خوار وزبون دشت دشت پھرتا ہون — ہوائے کوے تو از سر نمی رود بیرون
غریب را دل آوارہ با وطن باشد

مین کیون وہ بات کرون جس سے ہو وہ شوخ بجل — وفور ولولے کے التماس سے حاصل
ہر ایک حرف ہے یان دل شگاف تا بگسل — بیان شوق چہ حاجت کہ شرح آتش دل
توان شناخت ز سوزیکہ در سخن باشد

ہے مومن آگے ترے کیا ہے دم بخود حافظ — مجال ہے جو کرے تجھسے جد و کد حافظ
تو رہنمائے سخن اور نابلد حافظ — لبان سوسن اگر وہ زبان شود حافظ
چو غنچہ پیش تو اش مہر بر دہن باشد

مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیک طرار عمرو بن امیہ نامدار قید سحر تالاب سے

رہا ہوکر طرف کوہ زعفران کے قطرہ زن ہوئے دریائے عیاری جوش مین قلزم مکاری خروش مین کوہ زعفران
پر پہونچے دیکھا حقیقت مین حیرت زر در دستون سے بندھی ہی بیہوش و مدہوش زبان مین سوزن بال لاکھون
روپے کا بہاڑ پر پڑا ہی پہلے خواجہ نے سب مال اُٹھا کر نذر زنبیل کیا سب چیزین اُٹھاتے جاتے ہین لو دادا جان
کہکے دیتے جاتے ہین خیمے تک اُکھیڑ لیے اب قریب حیرت کے آئے حیرت کی زبان مین سوزن بیہوش و مدہوش عمرو
نے اُٹھاکر حیرت کو نذر زنبیل کیا پکار کر کہا دادا جان اسکو اچھی طرح رکھیے گا زوجۂ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی سحرو
ساحری مین یہ بھی یکتا ہی اسپر کوئی زوال نہ آنے پائے حفاظت سے رہے ورنہ افراسیاب بری طرح پیش آئیگا
یہ کہکے رنگ و روغن عیاری کا نکالا کلیجہ پر پتھر رکھا صورت حیرت کی بنکر تیار ہوا ویسا ہی لباس ویسا ہی زیور
زیب جسم کیا مگر خوف سے ہاتھ پانون مین رعشہ دل سے کہتا ہی اے عمرو اگر یہ عیاری خالی گئی تو پھر عمر بھر لوح کا پتہ
نہ ملے گا یا تو موت نے یہ راستہ بتایا ہی دستیاب ہونے لوح کا وقت قریب آیا ہی عنایت پروردگار پر نگاہ کی نہ
واہ کی نہ آہ کی کوہ زعفران سے اُترے بصورت حیرت روتے پیٹتے ایک جانب چلے یہ کہتے ہوئے خواجہ جاتے ہین
یا سامری جمشید طلسم ہوش ربا مین آگ لگے افراسیاب نگوڑا مارا جائے اب بھیک مانگ کر بسر کرونگی سلطنت کا نام
نہ لونگی اگر کوئی عیار آکر قتل کرڈالتا کون بچاتے والا تھا اب جوگن بنکر قبر سامری پر جاؤنگی داغ لالے کے پھول
چڑھاؤنگی اشکون سے چھڑکا کرونگی سامری کی چیری بنکر وہین رہونگی دنیاداروں سے اب نہ ملونگی سب اپنے مطلب کے
خواہان ہین اے حیرت ابھی نوجوان ہون جہان جاؤنگی وہ خاطر کریگا بڑھاپے کا کون ٹھکانا افراسیاب پھر دو منھ
نہ لگائیگا نانی خالا بنائیگا بلک بلک کر جو حیرت نقلی نے بین کیے افراسیاب خانہ خراب بعد جانے کوکب روشن ضمیر
کے جنگل مین دیوانہ وار وحشی مثال دوڑتا پھرتا ہی لباس پارہ پارہ تاج ڈھلکا ہوا تیغہ خون آلود کھنچا ہوا ہاتھ مین
لختے خون کے زرہ پر جمے ہوئے گھبراکر زیر نخل ٹھہرا کان مین حیرت کے بین کرنیکی آواز آئی صدا اپنی معشوقہ کی سُنکر
طبیعت گھبرائی صدا پر جھپٹا نخلستان سے نکلکر دیکھا حیرت جادو با موے پریشان کھڑی سر پیٹ رہی کلمات مذکور
زبان پر افراسیاب کا کلیجہ پھٹ گیا بیقرار ہوکر آواز دی اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان خیر تو ہی
افراسیاب کو دیکھکر حیرت تڑپی ایک چیخ ماری ہائے کا نعرہ کرکے زمین پر گری بیہوش ہوگئی آنکھین پتھرا گئین
منکا ڈھلکگیا آثار موت کے چہرے پر افراسیاب پیٹنے لگا ہائے بی بی یہ کیا غضب ہوا تو نے بڑا صدمہ عظیم اُٹھایا
ہائے مسلمانون نے بہت ستایا نازک مزاج شاہزادی نے کیسے کیسے رنج و ملال اُٹھائے تقدیر نے مصیبت کے دن
دکھائے مگر چونکہ شاہراہ ہی آیندہ و روند کو دیکھکر شاہ بابا خیال مین گذرا یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی اب اسکو اسی حال
مین اُٹھاکر کسی مقام معقول پر لیچلو وہان چلکر سب حال دریافت کرونگا حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی نکلجانے
سے بران کے ایسا گھبرایا کوہ زعفران پر اسکو چھوڑکے چلا آیا اے افراسیاب کیا کیا رنج و ملال پہونچے

ہین مسلمانون نے دیوانہ کر دیا جور و بچون کو بھولا یہ سوچکر بہت بیقرار ہوا اُسی خیال مین حیرت کی کمر مین پنجہ دیا
ایک تخت سحر تیار کیا اسپر سوار ہوکر تخت اُڑاتا ہوا چلا ایک کوہ ہی کہ اُسکو کوہ نیرنگ کہتے ہین ملکہ نیرنگ جادو
مع ہزار نازنینان مہ جبین کے مسند جواہر نگار پر بیٹھی ہی اور کوہ فلک شکوہ پر قصر عالی نہایت تکلف
سے تعمیر یہ کوہ نیرنگ عیش گاہ افراسیاب مشہور ہی ملکہ نیرنگ جادو نے دیکھا افراسیاب
تخت پر سوار ملکہ حیرت کا سر زانو پر رکھے ہوے رنجیدہ و کبیدہ آتا ہی نیرنگ براے
استقبال اُٹھ کھڑی ہوئی براے تسلیم جھکی سحر سے بلند ہوکر پایہ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کہا اے
شہنشاہ گردون پناہ اسوقت کیا حال ہی لباس پارہ پارہ کڑیان زرہ کی نمارد چہرے سے رنج و ملال
ہویدا افراسیاب نے کہا اے نیرنگ کیا کہون جسدن سے یہ مسلمان میرے طلسم مین آئے ایسے ایسے رنج و ملال
پہونچاے جنکے بیان کرنے سے حجاب آتا ہی نیرنگ نے کہا مین ضرور پوچھونگی مگر قصر مین تشریف لیچلیے یہ تو عیش گاہ
حضور ہی تخت شہنشاہی بھی اس مقام پر رہتا ہی کل سامان عیش و نشاط مہیا ہی افراسیاب چونکہ گھبرایا ہوا
تھا یہ بھی منظور ہی کہ حیرت کو ہوشیار کر دون کلام عذر سے تسکین دون ملکہ نیرنگ سے کہا حیرت جادو کو اندر
لے چلو نیرنگ جادو مع چند کنیزون کے حیرت کو لپٹ گئی باحتیاط اندر بارہ دری کے لیکر آئی افراسیاب
تخت پر بیٹھا حیرت کا سر زانو پر رکھ لیا خوشامد سے تلوے سہلانے لگا اس عرصہ مین سیاح جہان گرد آفتاب نے منزل
عالم کو طے کرکے سراے مغرب مین پہونچا مسافرانہ شب بسر کرنے کو اُترا شام تیرہ فام نے اپنا چہرہ دکھایا شہنشاہ
ماہ عالم افروز کی عملداری ہوئی افواج انجم نے صف باندھی تخت فلک زبرجدی پر ماہ تابان جلوہ فرما ہوا
ملکہ نیرنگ جادو نے براے روشنی حکم دیا کنیزون نے فوراً جھاڑ وغیرہ روشن کیے افراسیاب نے
نیرنگ سے اشارہ کیا کیا غضب ہی ملکہ کو ہوش نہین آتا ایسا صدمہ عظیم اُٹھایا دیکھو تو دانت بیٹھ گئے
ہین دشمنون کے چہرے پر مردنی چھائی ہی نیرنگ نے پوچھا آخر اے شہنشاہ یہ کیا معرکہ ہوا کنیز کو تو آگاہ کیجیے
افراسیاب نے کہا اے نیرنگ حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی عیاران اسلام ملکہ کو گرفتار کرکے
بر سر کوہ زعفران لے گئے صورت پر ملکہ بران کی بنایا مین کمبخت نہ سمجھا بران حیرت بنکر گئی اب تجھ بی بران
بھی عیاریان کرتی ہین اے نیرنگ سامری جمشید نے خیر کی ورنہ مین گولہ تیار کر چکا تھا اگر ما بدولت کے
ہاتھ کا گولہ چل جاتا حیرت جلکر خاک ہوتی مین پھر ایسی جورو کہان سے پاتا نانی امان کا میرے پاس پرچہ پہونچا
جب آگاہ ہوا ورنہ سامان بربادی درپیش تھا تب مین نے قصد کیا کہ آج بران کی آبرو لیلون اُس کو
برہمن لے گیا عجیب ظالم نے شعبدہ کیا میری بیٹی کی شکل بناکر ایک پتلا چھوڑ گیا اس غصہ مین ما بدولت کے ہوش
درست نہ رہے طرف تالاب کے دوڑ پڑا یہ پہاڑ پر بندھی رہ گئی شاید ملکہ زعفران نے رہا کیا ہوگا بمشکل صحرا مین

پہنچی بیچاری روتی پھرتی تھی مجکو دیکھکر بیہوش ہوگئی اُسوقت سے ہوشیار نہین ہوئی عجب صدمۂ عظیم قلب پر
پہونچا نیرنگ جادو بیٹھکر تلوے سہلانے لگی اور حال پر ملال حیرت دیکھکر رونے لگی کہا اے شہنشاہ حقیقت
مین آپنے بڑا ستم کیا اپنی جورو کا خیال نرکھا اگر بران کی آبرو دیلیتے تو کیا نقع ہوتا یہ نہ آپ سمجھے کہ
کوکب آنا بڑا بادشاہ عالیجاہ آفتین برپا کریگا ایک تو آپ کے اور اُنکے دشمنی چلی آتی ہے اور زیادہ بغاوت
بڑھتی آپ ہٹ جائیے مین ابھی ہوشیار کرتی ہون ہائے غضب میری بی بی کا پھول سا چہرہ کمھلا گیا پروردہ مہد
ناز ونعم اسیر یہ ستم بیٹی شہنشاہ حیات جادو کی وہان سے بھی سلطنت کرتی ہوئی آئی آپ کے یہان اور ترقی ہوئی
اٹھارہ سو ملک کی سلطنت کی آپ ایسے گھبرائے ایسی جلیل القدر کو چھوڑ کر چلے آئے جسقدر رنج وملال کرے
زیبندہ اور سزاوار ہے بڑی ساعت بدبختی جو ایسی مہ جبین آپ کو بیاہی گئی جبھی تو حیرت کہتی ہے کہ مین افراسیاب
کو چھوڑ دونگی بازار مین جا بیٹھونگی افراسیاب نے کہا اے نیرنگ جو کچھ چاہے سو کہے مین آج معقول ہون اُسکے
رنج والم سے خود ملول ہون اب نیرنگ نے تلوے سہلانا شروع کیے ملکہ عالم کہکے پکارا حضور آنکھین کھولیے ملکہ حیرت
نقلی نے آنکھین کھولین گھبرا کے چہار جانب دیکھا ہائے کا نعرہ کرکے پھر آنکھین بند کین افراسیاب نے جلدی قریب
آکر کہا اے ملکہ عالم خیر تو ہے حیرت نقلی نے کہا ہے ہے مین ڈر کے مارے مری جاتی ہون وہ سامنے دیو آتا ہے مجکو کھا جائیگا
مجھ بے والی وارث بیوہ کی کون خبر لیگا نیرنگ نے کہا واری اسقدر نہ گھبرائیے ایسا کلمہ زبان پر نہ لائیے سامری جمشید آپکے وارث
کو سلامت رکھین آپ سہاگن ہین نتھ چوڑیان قائم رہین دیکھیے شہنشاہ بیٹھے ہین آپ کو پکار رہے ہین جب حال اپنا
کیا ہے گردش فلکی سے سب طرح کے سامان ہوجاتے ہین آپ میرے قصر کوہ نیرنگ مین آئی ہین دیو بھوت پلید کیسا
یہان کون آسکتا ہے جب اسطرح بالتصریح نیرنگ نے بیان کیا تب حیرت گھبرا کر اُٹھی افراسیاب کے گلے مین
ہاتھ ڈالدیے ابا جان کہکے رونے لگی نیرنگ کو امی جان افراسیاب کو ابا آبا کہہ رہی ہے افراسیاب
ہر مرتبہ گلے لگا کر کہتا ہے بی بی نہ گھبراؤ مین تمھارا میان ہون نیرنگ کہتی ہے حضور مین تو آپ کی کنیز ہون
امی جان کہان ہوش مین آئیے ایسے کلمات اپنی زبان پر نہ لائیے حضور میرا نیرنگ جادو نام ہے افراسیاب
نے کہا اے نیرنگ بران نے سحر کیے چالاک نے نہین معلوم کیا کھلا دیا روغن چنبیلی کا لاؤ دماغ پر ڈالو اس
پاجی نے بیہوشی کھلائی ہوگی دماغ مین فتور آگیا کنیزان نیرنگ روغن لائین افراسیاب نے اپنا ہاتھ دماغ پر
حیرت نقلی کے پھیرا نیرنگ تلوون مین ملنے لگی حیرت نقلی لڑکھڑا کر پھر گری بیہوش ہوگئی جب خوب تلوے
سہلائے گئے رات بھی زیادہ آچکی ہے بڑی مشکل سے حیرت کو ہوش آیا مگر حیران پریشان چوکنی چہار طرف دیکھا
افراسیاب کے چہرہ پر نگاہ ڈالی پوچھا اب مین کہا ہون افراسیاب نے کہا بی بی تمکو تخت پر سوار کرکے
کوہ نیرنگ پر لایا ہون نیرنگ جادو تمھاری مصاحب اور سب کنیزان خاص حاضر ہین قصر عیش گاہ ہے

اکثر یہان آنے کا اتفاق ہوا ہی تم کہا کرتی تھین کو وہ نیرنگ نہایت فرحت افزا ہی اسی واسطے تمکو لیکر آیا
ہون کہ رنج و ملال دفع ہو سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہو بوجہ احسن تسکین دل ہو ملکہ حقیقت مین
تمنے آج بڑا رنج و ملال اُٹھایا معاف کرو اب کبھی ایسی خطا نہو گی ایسا ہی سبب کامل تھا جو مین تمکو دشمنون مین
چھوڑکر چلا آیا یہ کہکر افراسیاب نے چاہا کہ سر قدمون پر حیرت نقلی کے رکھے حیرت نے ایک لات ماری
اور سرا نیاز مین پر دے مارا پچھاڑ کھائی بال نوچے انگیا کرتی کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے اپنے کو زمین پر گرایا یہ کہکے
پیٹنا شروع کیا یا سامری تمھاری خدائی مین آگ لگے پونے دو سو بھڑوون کی خدائی مٹے لقا نگوڑا غول
صحرائی مسلمانون کے ہاتھ سے جوتیان کھائے ذلیل ہو کر مارا جائے کیسی ان سب بھڑوون نے ملکہ تقدیر کی
کر مین ایسے ناقدرے کے ساتھ بیاہی گئی کاشکے کسی گھسیارے کے ساتھ شادی ہوتی چین تو کرتی پانون
پھیلا کر سوتی ان مصیبتون مین تو نہ مبتلا ہوتی یہ کہکر سر پیٹنے لگی افراسیاب بڑھا کہ مین ہاتھ تھامون
کہا خبردار او جلاد اگر مجکو ہاتھ لگائیگا تو خون پانی ایک کرونگی سنکھیا کھا لونگی کنوین مین ڈوب مرونگی
جب تمکو میرا اعتبار نہین تو جورو شوہر کیسے بی نیرنگ تم نے سُنا مجھے مونڈی کاٹا نگوڑا دشمن جانتا ہی راز
کی باتین مجھسے چھپائین کہتے ہین جورو خصم کی رازدار ہوتی ہی اگر چہ اُچکا جواری ہو بیبیان گھر کی بیٹھنے والیان
اپنے شوہر کا عیب و ہنر چھپاتی ہین جب یہ مجکو دشمن جانتا ہی تو اس گھر مین رہکر کیا کرونگی باہر نکل جاؤنگی
اور تیرے منھ مین کالک لگا دونگی دیکھ تو سہی تجھے چار آدمیون مین کیسا بدنام کرتی ہون اسنے سب طرح مجکو
دبا لیا کسی بات سے ہمکو کام نہین جو چاہتا ہی کر گذرتا ہی علاوہ اسکے یہ مسخرہ رند شرابخوار ہی اسکو کسی کی
ضرورت ہی کیا ہی ایک نگوڑے گر ڈریے کا لونڈا ابھی اسکا آشنا ہی اسکو جنگل سے اُٹھا لایا فرزند کیطرح
گود مین پالا اب اُسکا خورشید تاج بخش نام رکھا ہی مجھسے چھپکے وہان جاتا ہی وہ نگوڑا زنان مشتری خوب
اسکو ناز و کرشمہ دکھاتا ہی وہان سے بہت خوشی خوشی آتا ہی ہمارے پہلو مین راتون کو نگوڑا ٹھنڈی
سانسین بھرتا ہی میری طرف سے پیٹھ موڑکے سوتا ہی سنو بوا اسکی ہمین پرواہ نہین ماں باپ کی بیٹیان
ہین اور بات خواہ ہو یا نہو نگاہ تو سیدھی رکھے راز تو ہم سے نہ چھپائے افراسیاب نے کہا رو و پیٹو نہین
یہی خطا مجھسے ہوئی کہ تمکو چھوڑکر چلا آیا مجکو یقین کامل تھا کہ وہان زعفران جادو اور کنیزین اسکی موجود
ہین رہا کرینگی ورنہ مین کاہیکو آتا حیرت نے کہا میرے قریب نہ آئیے مجھے ہاتھ نہ لگائیے جو بات چھپائی
ہی صاف صاف کہونگی تو مرچین لگین گی بس یہی بہتر ہی کہ مجکو دو انگل کا پرزا طلاق کا لکھکر دیدو مین
ٹھنڈے ٹھنڈے میکے مین اپنے ماں باپ کے گھر مین جا بیٹھون یہ تو مین نے غصہ مین کہا کہ بازار مین بیٹھونگی
ارے او نگوڑے مورکھ مجکو چھوڑکے اور دوا کیا کرونگی تجھسے دنیا مین کون بہتر ہی بادشاہ طلسم ہوشربا

جتنی دولت حشمت اور مال تیرے گھر مین ہی دنیا مین کہین نہ ہوگی اگر مین یہ سب چھوڑ کر چلی جاؤنگی تو راتین فراق کی تڑپ تڑپ کے کاٹونگی تیری یاد مین یہ اشعار پڑھا کرونگی یہ کہکے دلکو بہلاؤنگی نظم قلق

ہجر مین رونے سے ای دیدہ تر کیا ہوگا
اسمین حاصل تجھے ای دیدۂ تر کیا ہوگا
دشمنی کی کبھی امید نہ رکھ دوست سے تو
سفر گور مین بے زاد سفر کیا ہوگا
دل فرقت زدہ ٹکڑون سے بہلتا ہی کوئی
بعد تیرے یہ زر ای صاحب زر کیا ہوگا
ایک دیتا ہی تو دس غیب سے ملتے مین اُسے
اور اس خاک کی چٹکی مین اثر کیا ہوگا
کبھی چشمک کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی ناز
سنگ سرما سے نمودار شرر کیا ہوگا

ایسے چھینٹون سے فرو سوز جگر کیا ہوگا
آبرو ہوگی نہ دنیا مین کبھی موذی کی
برق انداز بھلا ابر سپر کیا ہوگا
دل نہین معرکۂ عشق مین منت کش داغ
غم غلط اشکون سے ای دیدۂ تر کیا ہوگا
جب چلی تیغ خزان باغ مین ٹُم کنے کی نہین
اہل ہمت کا تہی کیسۂ زر کیا ہوگا
خانۂ دلمین نہ اُتریگی تری تیغ ای ترک
چشم جانان سے کوئی شعبدہ گر کیا ہوگا
کوچ کے وقت قلق ہی عمل نیک کا دھیان

خرمن ہستی عاشق کو نہ کر خاک سیاہ
آبلہ سانپ کے تالو کا گہر کیا ہوگا
اتنی بھی فکر نہین بیٹھے ہین گویا بر کاب
شور بختر مند کا احسان سپر کیا ہوگا
بند مٹھی کو نہ اس باغ مین کہہ غنچہ صفت
گل کا داغ پر طاؤس سپر کیا ہوگا
دہن گور کو بھر دیتا ہی جسم لاغر
اس پری کا در شیشہ مین گذر کیا ہوگا
کوکب بخت نہ چمکے گا سیہ بختی سے
ایسے ہنگام مین سامان سفر کیا ہوگا

یہ کہکے حیرت نقلی منھ ڈھانپ کے خوب روئی دریاے محبت افراسیاب نے جوش مارا ایک ایک اشک حیرت تیر بنکر کلیجہ پر پڑا تیر بھی آبدار تھے تو وہ دل کے پار تھے دامن صبر دست استقلال سے افراسیاب کے چھوٹ گیا شیشۂ دل سنگ بدعت محبت حیرت سے ٹوٹ گیا نیرنگ نے کہا ای شہنشاہ ایسی چاہنے والی بیبیان کسکو ملتی ہین کلمات حسرت آیات سُننے سے کلیجہ کے ٹکڑے ہوتے ہین آپ شوہر یہ زوجہ ہم باہر جائین تخلیہ کر دین حضور تنہائی مین سمجھائین یہ کہکر نیرنگ وغیرہ باہر گئین افراسیاب نے بیقراری مین سر پائون پر حیرت جادوگے رکھدیا گلے مین ہاتھ ڈالے چاہا گلے لگائے حیرت نقلی نے ڈاڑھی نوچ ڈالی کہا بس الگ سے بات کیجئے اور دل سے کہتے ہین ای خواجہ عیاری کیا بری چیز ہی جورو اسکی بنکر آئے خدا آبرو بچائیے آج تک کبھی ایسا اتفاق نہین ہوا ہمپر یہ نئی مصیبت پڑی ہی اللہ مالک ہی افراسیاب نے کہا ملکہ یہ بتادو وہ راز مین نے تمسے کون سا چھپایا جسپر تمکو غصہ آیا حیرت نے کہا ای شہنشاہ آپ نا انصاف ہین آپ کے سامنے کہنا نہ کہنا دونون بیکار ہین افراسیاب نے کہا ملکہ بیان کرو جان و مال میرا تمھارے سپرد ہی خواجہ نے کہا ای ناانصف مین چاہتی تھی اس راز مخفی کو تو اپنے دل مین رکھون جب کسی دن برادری جمع ہو چودھری سے کہکر تمھارا حقہ پانی بند کراؤن کہ تمکو چھی بکی دونون دینا پڑین یہ کہکے افراسیاب کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا کیون او ظالم ساری آفتین تو ہمارے سر پر ہین ہماری بہار نکل گئی ہمین تم سے محبت نہ ہوتی تو ہم بیان کیون

رہتے لشکر مسلمانان مین جاتے سو مرتبہ ہوا بہار نے پیغام دیا کہ تم یہان چلی آؤ ہم تمھین بادشاہ کرین ہمیشہ یہی جواب دیا کہ ہم اپنے وارث کے قاتل نہین ایسی سلطنت مین آگ لگے اگر ہمارے شہنشاہ کی سلطنت مٹ جائے گی ہم ماں باپ کی بیٹیان ہین سوئی مار کے بسر کرینگے چرخہ کاتین گے اپنے شوہر کو چیلا بنا کے نکالین گے مگر تو نے خوب اسکا بدلہ کیا کیون صاحب لوح طلسمی کا حال ہم سے چھپایا ہم لوح طلسمی کو لے کر کیا کرتے اگر ہم کو حال معلوم ہوتا ہم جا کر طلسم کشا کو آگاہ کرتے جسدن سے مٹنے لوح طلسمی روانہ کی اوسحال ہم سے نہ کہا آٹھ آٹھ آنسو روتی ہون لخت جگر کھاتی ہون خون جگر پیتی ہون حیرت مین ہون کہ کیونکر جیتی ہون غم کھاتے کھاتے ایکدن مرجاؤنگی تجکو کیا ہی تو اور ڈھیٹر بیخہ کریگا شاہزادیون مین ذکر ہوا کہ افراسیاب اپنی جورو کو دشمن جانتا ہی مین شرم سے کٹ گئی بموجب مثل اپنی ماری کس سے کہون ٭ پیٹ مسوسا دیدے رہون ٭ تجھ ایسا نا خلف اگر ہمکو نہ ملتا تو یہ باتین کاہیکو سنتی اب آج اپنی تمھاری جان ایک کرونگی سنو صاحب دو باتون مین فیصلہ ہی اگر مین دشمن ہون تو بس مجکو جانے دو مین اپنے میکے جا دن تمکو شیطان کے حوالہ کیا اگر دشمن نہین ہون تیری جورو وفادار ہون کوئی آج تک تیرا بھلا کرم نہین کیا تو صاف بتلا لوح طلسمی کسکے پاس ہی اور کہان ہی ورنہ اپنی جان دونگی جن شاہزادیون نے مجکو طعنہ دیا ہی اُنکے سامنے سرخرو ہوئی تو زندگی ہی ورنہ مجھ ایسی کا مرنا بہتر چار عورتون مین ذکر ہو چکا کہ حیرت کو افراسیاب دوست نہین جانتا افراسیاب نے کہا ملکہ ذراسی بات کا تو نے تبنگڑ باندھا ہی مین نے تم سے اسواسطے نہین کہا کہ سابق مین مین نے مخمور و بہار و باغبان کو رازدار کیا تھا وہ لوگ طلسم کشا کو تابہ باغ سیماب لے پہونچے اب مین نے لوح طلسمی بڑی مشکل سے پائی اسوجہ سے لوح چھپائی حیرت نے اپنا منھ پیٹ لیا کہا او ظالم بے مروت مجکو بہار و مخمور سے مثال دیتا ہی وہ لونڈیان باندیان نمک حرام تھین مٹکا کر نکل گئین تبلا تو مین کہان جاؤنگی اگر تو مریگا تو تیرے ساتھ ستی ہونگی جہنم تک تیرا ساتھ نہ چھوڑونگی بس اب جلدی صاف بتاؤ ورنہ یہ الماس کی انگوٹھی چبا جاؤنگی افراسیاب نے ہاتھ تھام کیا کہا ملکہ ایسا ارادہ نہ کرنا مین حال بیان کرتا ہون مگر اسکا کسی سے ذکر نہ کرنا خواجہ نے ہنسکر کہا مین تو عمرو سے کہدونگی اسد غازی کو ساتھ لیکر جاؤنگی لوح دلواؤنگی طلسم فتح کراؤنگی تمھارا جی چاہے تو بیان کرو نہ جی چاہے نہ کہو مین تو دشمن دشمن یہ کہکے اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا افراسیاب گال سہلا کر رہ گیا خواجہ نے کہا اب بیان کرو جلدی افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم بگوش ہوش سنو اگر کوئی قصد کرے کہ تا بہ لوح طلسمی جائے جس قصر مین تم بیٹھی ہو اول مجکو بیہوش کرے میرے جوڑے مین ڈبیا ہی اس ڈبیا کو کھولے کلید نکالے یہ تخت

جو سامنے بچھا ہی جسپر بادولت جلوہ فرما ہوتے ہین تخت کو اُٹھائے فرش ہٹائے دہنہ نقب ظاہر ہوگا اُسمین داخل ہو کئی سو سیڑھیان طی کر کے باہر نکلے صحراے حیرت خیز وحشت انگیز ملےگا اے جان جہان اس صحرا کا طی کرنا نہایت دشوار ہی آب و دانہ ممکن نہین انسان وحیوان کا نام نہین ایسا ہی سخت جان ہو تو اُس صحرا کو طی کرے بعد کئی دن کے طلسم صندل ملےگا جب اس طلسم کو فتح کرے تب راستہ کھلے کیونکہ ملکہ عالم کسکو ایسا دردسر ہی کہ طلسم صندل کو فتح کرے بادشاہ طلسم صندل ملکہ صندل جادو ساحرہ بے نظیر فلک افسونگری کی ماہ منیر سامری و جمشید بھی اُسکو قتل نہین کر سکتے لیکن بہر تقدیر اگر طلسم صندل فتح ہوا اور راستہ کھلے بعد کئی منزل کے ایک دربند ہی اسکو دربند مہر و ماہ کہتے ہین مہر و ماہ جادو وہان کے حاکم و ناظم ہین تین لاکھ فوج کی مالک جادۂ افسونگری کی سالک مین نے اُسکے پاس لوح بھیجدی ہی کیون اے ملکہ اب کسکی لیاقت ہی کہ مجکو اسی قصر مین بیہوش کرے کنجی پاے نقب مین جاے طلسم صندل فتح کرے مہر و ماہ جادو قتل ہون لوح طلسمی دستیاب ہو خواجہ نے مسکرا کر محبت سے ایک طمانچہ مارا کہا اے نگوڑے جو ہونا تھا ہو چکا اب کیا لوح بھیجکی بس اب چلو آرام کرو نیند کے مارے بُرا حال ہی مگر میری ہڈیان چور چور ہو رہی ہین مجکو ہاتھ نہ لگانا بس چپکے چلکے سو رہو صبح کو جو کچھ ہوگا سمجھا جائیگا افراسیاب نے دیکھا اب ملکہ کے چہرے پر بحالی آئی حیرت نے کہا نگوڑے شیطان پر لعنت ہی ناحق مین اپنے شوہر سے اُلجھی نہین معلوم تمنے کیا بکا مین سمجھی بھی نہین تم لوح لوح بکا کیے مین نے نیند مین سُنا بھی نہین کیون شہنشاہ تمنے تو یہی کہا کہ تخت کے نیچے صندوق مین لوح رکھی ہی افراسیاب اپنے دل مین خوش ہوا کہ خوب ہوا نیند مین حیرت کچھ نہین سمجھی کہا ہان ملکہ انھین صندوقون مین لوح رکھی ہی یہ کہکے تیز رنگ کو آواز دی کہ ایک گلابی و پیالۂ و کباب حاضر کرو حیرت نقلی نے کہا شراب کیا ہوگی مین اسوقت تمکو نہین پینے دونگی شراب پی کے دھاچوکڑی مچاؤگے مجھ مین اسوقت طاقت نہین اور یون تمھاری خوشی کیا مین تیری ونغلکنی کرونگی یہ کہکے خود دوڑی گلابی اُٹھاکے لائی جام لبریز کیا گھائی سے پُڑیا بیہوشی کی ڈالی کہا لو جام پیو گے یہ کہکے ہاتھ کورو کا مسکرا کر یہ اشعار پڑھے

اشعار

قسمت سے ملگیا مجھے ساغر شراب کا
مہتاب سے مقابلہ ہی آفتاب کا
انصاف پر کچھ آپس مین ہون تو باغبان
عالم ہی اپنے خواب مین گونگے کے خواب کا
مجھ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہی
لبریز ہو چکا ہی پیالہ گلاب کا

چھپنا ہی تجھ بخت نے برج آفتاب کا
ہر سال قبر پیر مغان پر چڑھاتے ہین
دے قبر عندلیب مین تختہ گلاب کا
سیخ خرہ پہ دیکھکے لخت جگر مرا
صدقے مین میرے دیجیو تیلہ شراب کا
غش آگیا ہی دیکھتے ہی حسن ورے گل

اُس مہ کے ہاتھ مین نہین ساغر شراب کا
شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا
رویاے وصل کہہ نہین سکتا ہین شرم سے
کیا کیا جلا بھنا ہی کلیجہ کباب کا
بیجا نہین ہی گریۂ شبنم دم سحر
بلبل کے منہ پہ دے کوئی چھینٹا گلاب کا

پر نور میکدہ ہی یہ ساقی کے حسن سے
جام شراب پر ہی گمان آفتاب کا
بے وجہ شغل شیشہ زنی یہ نہین قلق
پیری مین کر رہا ہون مین ماتم شباب کا

ہنس ہنس کے جو یہ شعر ملکہ حیرت نقلی نے پڑھے افراسیاب مست ہو گیا دل مین سوچا کہ اسکا بھی اسوقت یہی چاہتا ہی جام ہاتھ سے لے لیا بدون زرد قدح پی گیا اب افراسیاب جھومتا ہوا اٹھا پلنگ پر لیٹتے ہی بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے سجدہ شکر یہ پروردگار کیا کنجی جوڑے سے افراسیاب کے نکالی اب کھڑے ہو کر سوچنے لگے کہ اے عمرو حیرت کا زنبیل مین رہنا اچھا نہین افراسیاب بہت پیچھا کریگا تا بہ طلسم صندل جانا مشکل پڑیگا یہ سوچکر حیرت جادو کو زنبیل سے نکالا پہلو مین افراسیاب کے سلا دیا دونون کو بیہوشی اتنی دی کہ صبح تک ہوشیار نہون اب یہ بھی خیال ہی جب افراسیاب صبح کو اُٹھتے ہی جوڑے مین کنجی نہ دیکھے گا اسی وقت دوڑ پڑیگا ایسی تدبیر کرو کہ یہ دونون دوپہر تک تو غافل رہین حال ہمارے جانے کا ثابت نہو سوچے کہ برق بھی تو میری زنبیل مین ہی بہوریے کو بھی نکالکر یہین چھوڑ دو ہمارے روانہ ہونے کی لشکر مین خبر بھی کر دیگا باغبان وغیرہ اگر مناسب جانین گے ہمارے پاس آئینگے آگا . تو ہو جائینگے یہ سوچکر برق کو نکالا ہوشیار کیا برق کی آنکھ کھلی دیکھا استاد کھڑے ہین ایک قصر عالی اسباب عیش سے آراستہ چھپر کھٹ پر افراسیاب و حیرت سو رہے ہین برق تڑپ گیا جھک کے سلام کیا کہا استاد یہ کیا مقام ہی فرمایا بیٹا برق بڑا عیاری کا دم بھرتے ہو دیکھو کس تدبیر سے یہان پہونچے ہم اب دہن اژدر مین جاتے ہین حافظ حقیقی مالک ہی مگر تم ایک کام کرنا تخت اسی طرح بچھانا کنجی جوڑے مین افراسیاب کے رکھنا کنیز کی شکل بنکر ساتھ افراسیاب کے چلے جانا ملکہ مہرخ و بہار کو خبر پہونچانا اے برق حال ہمارا بیان کرنا کہ افراسیاب سے لوح کا حال پوچھا بیٹا بڑی سختیان ہین اول راہ مین طلسم صندل ملیگا جب وہ فتح ہوگا تب راستہ کھلے گا در بند مہر و ماہ پر لوح طلسمی ہی برق تڑپ گئے کہنے لگا کہا استاد راہ سخت و صعب مین غلام کو بھی ساتھ لیجیے حضور کے کام آؤنگا عمرو نے کہا میرے ساتھ چلنے سے یہ کام بہتر ہی دو پہر افراسیاب غفلت مین رہیگا مین دس بیس کوس تو نکل جاؤن ورنہ نقب سے نکلتے نکلتے روک ٹوک شروع ہو جائیگی تا بہ طلسم صندل پہونچنا دشوار ہو جائیگا رہبر کامل منزل مقصد تک پہونچا ئیگا اے نور نظر بہت حفاظت کے ساتھ اس کام کو کرنا بلکہ جہانتک ہوسکے جب تمکو خدا خیر و خوبی سے لشکر مین پہونچائے ملکہ بران شمشیر زن کو بھی ایک نامہ لکھنا میری جانب سے اتنی تاکید مندرج ہو کہ اے برخوردار نور نظر پارہ جگر خواجہ عمرو صرف اسد کو لیکر طرف طلسم صندل کے گئے مین مقدمہ طلسم ہی اگر ہو سکے تو اپنے کو ضرور پہونچانا اسد نامدار کے پاس کوئی تحفہ طلسم موجود نہین ہی بڑی مشکل پڑیگی اور بہار و مخمور و باغبان پر بھی تاکید کرنا کہ اپنے کو جلد پہونچاؤ ایسا نہو خدا نخواستہ

اسد نامدار کسی بلا مین مبتلا ہو جائے تم لوگ راز دار ہو ساحران نامدار ہو اس سفر کا پروردگا انجام
بخیر کرے برق نے کہا اُستاد مین سب کچھ سمجھ گیا خدا انجام بخیر کرے حضور جلدی کیجیے رات بہت کم
باقی ہو ایسا نہو یہ بچا خواب خرگوش سے بیدار ہو جان بچانا بھی دشوار ہو کنجی تو خواجہ کے ہاتھ مین
اب عمرو و برق نے ملکر تخت اُٹھایا فرش بہ کیفیت تمام ہٹایا دیکھا ایک تختہ سنگ لشب کا ہے
برق نے زور کرکے بہ شراکت خواجہ سنگ کو بھی ہٹایا حقیقت مین وہ نقب ظاہر ہوا مگر اندر نقب
کے اندھیرا نمونۂ پردۂ ظلمات شب فراق اُسکی تاریکی سے مات عمرو نے چاہا نقب مین اُترے برق
لپٹ گیا کہا استاد نہین معلوم اس اندھیرے مین کیا بلا ہو کہ آپ اُترتے ہی پھنس جائین افراسیاب
بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہی شعبدہ بازی اُسکا کام ہو حیا افزا دے نے بیان مین دھوکا نہ دیا ہو عمرو نے
کہا بیٹا اب تو قصد کر چکے مصرع قدم عشق پیشتر بہتر ہمارے مصیبت و حسرت پر جائے عبرت ہی
سالہا سال گذرے اس طلسم مین آئے جو حاصل مطلب ہے اس سے اب تک خبر دار نہوے یعنی شاہزادہ انجم
گروہ رستم شکوہ سر فتنۂ ملک باختر پہلوان تہمتن بدیع الزمان گر دلشکر شکن زینت آغوش صاحبقران
تیغ زن قید ہوکر یہان آئے اسقدر لڑے ہزارون ساحر مارے اسد غازی کو گنبد نور سے چھڑایا لیکن
آجتک یہ ثابت نہوا کہ بدیع الزمان زندہ ہین یا مردہ کتنے رازداران طلسم ہمارے شریک ہین لیکن
کسی کی زبان سے اتنا نہ سنا کہ بدیع الزمان فلان مقام پر قید ہین جستجو کرکے اس جگہ جاتے شیر بیشۂ
صاحبقرانی کو چھڑاتے سامنے اپنے آقاے نامدار کے سرخرو ہوتے ایسے کلمات مصیبت خیز غم انگیز عمرو
نے اُسوقت کہے کہ برق کا کلیجہ پھٹ گیا غربت پر اپنے اُستاد کی بہت رویا کہا بسم اللہ پروردگار آپ
کو مظفر و منصور کرے رنج و غم دل تردد منزل سے دور کرے جو آپ نے فرمایا بہت بجا ارشاد ہوا حافظ حقیقی
کے سپرد کیا شعر بسفر رفتنت مبارکباد ٭ بہ سلامت روی و باز آئی ٭ برق پیچھے ہٹا خواجہ عمرو روتے
ہوے اس نقب تنگ و تاریک مین فتیلۂ عیاری روشن کرکے داخل ہوے برق غم مین اپنے استاد کے
تڑپتا ہوا پلٹا اول وہ پتھر دہن نقب پر رکھا فرش بچھایا تخت اسی طرح آراستہ کر دیا کنجی کو لیکر قریب
چھپر کھٹ کے آیا ڈبیا مین بند کرکے اُسکو بھی اسی طرح جوڑے مین افراسیاب کے رکھدیا اب اپنی فکر
مین ہوے کہ مین کیا تدبیر کرون کسی حسین مہ جبین کی صورت بنون دیکھا ایک گوشہ مین کنیزان ملکہ نیرنگ
سو رہی ہین ایک حسین نوجوان کو تاکا اُسکے دماغ پر مٹی بیہوشی کی چڑھائی گودمین اٹھا لایا اُس کنیز کو
علیحدہ لایا لباس اور زیور اُتار لیا اُس ننگی ننگ خاندان کو ایک غار مین ڈالدیا آپ رنگ روغن عیاری
کا لگا کر صورت اُس کنیز کی بنکر تیار ہوا جہان سب کنیزین سو رہی تھین دولائی اوڑھ کر لیٹ رہا مگر

افراسیاب وحیرت کو تاک رہا ہی استاد کے تنہا جانے کا خیال قلب پر ہجوم غم وملال دل سے
باتین کرتا ہوا ای برق حقیقت مین اُستاد نے بڑا کمال کیا خدا انکو خیر و عافیت سے لائے یہ نقب تنگ و
تاریک ہی آمین یکہ و تنہا جانا طلسم کا پتہ لگانا اُنھین کی ذات پر موقوف ہی جو پتھر کا کلیجہ بنائے تب عیاری کا
نام لے خدا وہ دن کرے کہ پھر اپنے استاد کو صحیح وسالم دیکھین قدمبوسی حاصل کرین دیکھیے طلسم صندل چالاک
کیا ہوتا ہی پھر دل سے کہتا ہی ای برق مجکو بھی مشکل ہی اگر کہین افراسیاب نے مجکو پہچان لیا سارا عہدہ استاد
کا میچھر نکلا لیگا آپ تو چلے گئے مجکو یہان چھوڑ گئے تا بہ لشکر مہرخ جادو جانا دشوار ہی نہین معلوم یہ قصر کہان
ہی وسعت طلسم بیپایان ہی اگر یون بھاگ کے چلا جاؤنگا لشکر مین کیونکر پہونچونگا اسی تردد مین پڑا تڑپ رہا ہی
یکایک گریبان سحر چاک ہوا افراسیاب آنکھین ملتا ہوا اُٹھا حیرت کو پہلو مین دیکھا پڑی سورہی ہی
دل مین اپنے شرمندہ ہوا کہا ای افراسیاب کس محبت سے شراب پلائی اور بادہ پیمائی کے لطف
اُٹھائے لیکن شراب کا انجام خراب ہی اسوقت دل کباب ہوا نا حق کا پیچ و تاب ہوا شراب کا نشہ
ایسا ہوا کہ مین غافل سوگیا پھر آنکھ نہ کھلی حیرت کو بڑا رنج ہوا ہوگا حیرت کو جگانے لگا ملکہ عالم
اٹھو دن چڑھ آیا دھوپ نکل آئی برق اپنی آنکھین ملتا ہوا تڑپ کے اُٹھا دوپٹہ سنبھالتا ہوا اچھوٹے
کپڑون کو درست کرتا ہوا افراسیاب کو جھک کے سلام کیا افراسیاب نے سراپا دیکھا جانتا ہی کہ ملکہ
نیرنگ کی کنیز خاص ہی پوچھا بی سمن عذار مزاج تو اچھا ہی کہا حضور کی جان و مال کو دعا کرتی ہون ای
شہنشاہ آپ ایسے غافل سوئے کہ پھر کروٹ بھی نہ لی پہر رات رہے مین نے سُنا کہ ملکہ حیرت آپ کو جگاتی
تھین عورت بیچاری کیا کرے یہی کہتی تھی کہ صاحب ذرا ہوشیار ہوئیے پانی پیونگی پیاسی ہون نہایت بےچین
تھین اور سمجھیے تو طعنہ دے رہی تھین آپ کے فرشتون کو بھی خبر نہ تھی آپ نے کروٹ بھی نہ لی ان باتون
باتون سے آگاہ نہین لوگون سے سنتی ہون کہ اگر مردوے نشہ مین بھی ہوتے تو اسقدر غافل نہین ہوتے
خدا جانے آپ کو کل کہان کی نیند آگئی تھی مین تو جانتی ہون کہ شراب بڑی تیز تھی مین نے دیکھا حیرت
پکارتی تھین آپ جواب بھی نہین دیتے تھے آخر مین نے دیکھا کہ ملکہ نے اپنا منہ لپیٹ لیا یہ کہکے
پڑ رہین کہ ایسے مردوے سے کبھی بات نہ کرونگی ہم پیاسے ہین نگوڑا مردہ بنا ہوا پڑا ہی افراسیاب نے
کہا ای سمن عذار مین خود شرمندہ ہون شراب ایسی تیز تھی کہ پھر آنکھ نہ کھلی حقیقت مین حیرت بہت
رنجیدہ ہوئی ہوگی اس عرصہ مین ملکہ نیرنگ جادو مع کل مصاحبون کے آنکھی سامنے آئی برائے تسلیم
خم ہوئی افراسیاب نے کہا ملکہ نیرنگ جادو حیرت کو جگاؤ ہم سے آج بہت خفا ہین نیرنگ جادو قریب
آئی تلوون سے آنکھین ملین ملکہ حیرت نے چشم نرگسی وا کی گھبرا کر آنکھ کھولی حیران حیران چہار جانب

نگران نہایت انتشار دل بیقرار دمبدم ترقی حیرت اپنے حال پر ملال پر عبرت کر ای حیرت مین تو زنبیل مین عمرو کے تھی کیا کیا عجائب دیکھے پھر تقدیر نہ دکھائے عمرو نے تاکید کر دی تھی کہ زوجہ افراسیاب ہے اسکو کوئی نہ ستائے اسیر ہزارون لونڈیان جانون جانون کرتی تھین ہزارون گالیان دین ہاتھ پھیلا پھیلا کر کوستی تھین کہتی تھین اس کمبخت نالائق کو خدا غارت کرے اسکا ستیاناس جائے اسکا دھگڑا ہمارے شہنشاہ سے لڑتا ہے ان حالات کو یاد کر کے حیرت کی دمبدم حیرت بڑھتی جاتی تھی اٹھتے ہی سر جھکا لیا افراسیاب کی جانب سے منھ پھیر کے بیٹھی افراسیاب سمجھا ملکہ میرے سور ہنے پر آزردہ ہے آج دن کو راضی کرونگا اس خیال سے افراسیاب بھی جب ہو رہا لیکن نیرنگ جادو بلائین لے رہی ہے آفتابہ لیے کھڑی ہے کہ حضور منھ دھوئین گلوری نوش فرمائین کیون نصیب اعدا مزاج کیسا ہے آج چہرہ بھی حضور کا اترا ہے ہر چند نیرنگ نے کہا حیرت نے کچھ جواب نہ دیا غصہ مین یہ بولی بوا مین منھ ہاتھ دھو کے کیا کرونگی مین تو زندگی سے ہاتھ دھوئے بیٹھی ہون مجھسے کوئی صاحب کلام نہ کرین مین نہین معلوم کہان ہون برق گھبرایا ایسا نہو کہ باتون مین راز کھلے تڑپ کے سامنے افراسیاب کے آیا اشارہ کیا کان مین جھک کے کہا دیکھیے یہ آپ پر آزردہ ہے غم ملکہ حیرت کا اسی طرح تازہ ہے ملکہ نیرنگ کو منع کیجیے انکو نہ ستائین جسطرح بیٹھی ہین بیٹھا رہنے دین اب جلدی کیجیے ملکہ کو سوار کر کے لشکر مین لے چلیے آنکے صحبت کی شاہزادیان وزیرزادیان کنیزان خاص موجود ہونگی وہ بہلالینگی یہان اور غم بڑھیگا اس چھپر کھٹ کو دیکھکر جھلاتی ہونگی یہ چھپر کھٹ نامبارک ہوا قصر بھی بڑا ہے اب یہان دیر نہ لگائیے افراسیاب سمجھا سمن غدار سچ کہتی ہے کہا اے سمن غدار ناحق کا غصہ ہے بس اب غصہ کو تھوک دو کبھی ایسا ہوتا ہے برق نے کہا ملکہ مجھسے بہت مانوس ہین جب کبھی اس کوہ پر آتی تھین دل کا حال مجھسے بیان ہوتا تھا اکثر یہ بھی فرمایا کہ سمن غدار ہمارے پاس رہا کرو تھین اپنا مصاحب کرینگے مین نے حضور کہانیان بہت یاد کی ہین انکو سنین گی بہت خوش ہونگی افراسیاب نے کہا اے سمن غدار اسوقت تو تمکو ضرور ساتھ لے چلین گے مگر ہماری خدمت مین رہنا برق نے ماتھا کوٹ لیا کہا نہین شہنشاہ مین بی بی کے ساتھ رہونگی آپ سے کبھی بات نہ کرونگی آپ مجھسے بے رخی کرین تو مین کیا کرون میرا یہان کون بیٹھا ہے جو حمایتی بنے گا اور آپ سے بدلا لیگا مین بی بی کے ساتھ رہونگی مجھے ساتھ لے چلنے مین آپ کا کوئی فائدہ نہین بلکہ اسمین ہر طرح کی آپ ہی کی برائی ہے دیکھو مین پھر کہتی ہون کہ آپ مجھے ساتھ نہ لے چلین آپ لاکھ کہینگے مین ہرگز نہ مانونگی برق نے ایسی بھولی بھولی باتین کین کہ افراسیاب بیقرار ہو گیا کہا سمن غدار تمکو ضرور اپنے ساتھ لے چلین گے برق نے چٹکی لے کے کہا بس اب نیرنگ کو منع کیجیے زیادہ ملکہ کو نہ ستائین کیون بیہودہ باتین بنائین افراسیاب نے کہا ای

نیرنگ ملکہ کو چپکا بیٹھا رہنے دو طبیعت اُنکی سُست ہی اب مین جاکر علاج کر دونگا تخت تیار کر دو
ما بدولت ملکہ کو ساتھ لے کے لشکر مین جائینگے وہان مصاحبان خاص کنیزان قدیم موجود ہونگی وہ موافق
مزاج کے بہلالینگی افراسیاب یہ سب طرح کی باتین کرتا ہی مگر حیرت مثل تصویر خاموش نیرنگ جادو
فوراً تخت لائی سامنے افراسیاب جادو کے حاضر کیا گلدستے تخت پر آراستہ کردیے افراسیاب
جادو اُٹھا حیرت کا ہاتھ تھام کر کہا ملکہ چلو لشکر مین تمھارے سب سردار گھبراتے ہونگے شاید مہرخ و
بہار نے طبل جنگی بجوایا ہو اس لشکر کا انتظام تمھاری ہی ذات خاص پر موقوف ہی ملکہ حیرت نے
بنگاہ حیرت چہرے کو افراسیاب کے دیکھا کچھ زبان سے نہ کہا خاموش اُٹھ کھڑی ہوئی افراسیاب
تخت پر سوار ہوا حیرت کو پہلو مین بٹھا لیا اب برق تڑپا کہ ایسا نہو مین یہین رہجاؤن تنتا ہوا
قریب آیا افراسیاب سے اشارہ کیا ہمین بھی ساتھ لیتے چلیے آپ ہم سے وعدہ کرچکے افراسیاب نے
فوراً نیرنگ جادو کو بلایا کہا اے نیرنگ ہم تمھاری کنیز ماہ رخسار سمن عذار کو ساتھ لیے جائین
پھر چلی آئیگی نیرنگ نے کہا شہنشاہ کیا مضائقہ ہی ہرچند کہ یہ محبوبہ عزیز ہی مگر حضور کی کنیز ہی
افراسیاب نے کہا بی سمن عذار آؤ برق اُچک کر تخت پر بیٹھا افراسیاب سے باتین بناتا ہوا چلا
مگر حیرت مُنھ سے نہین بولتی افراسیاب بھی برق سے اشارے کنائے مین کہتا تھا سنو بی سمن عذار
مین بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہون ایک سر ہزار سودا نمک حرامون نے سر اُٹھایا ہی صدہا مصاحبان
جانباز وزیران ہمراز مسلمانون کے جاکر شریک ہوگئے کبھی سامان لڑائی کا لوح بچانے کی فکر اسمپر بھی ذکر
تھکا ماندہ آیا سو گیا جگانے سے بھی بیدار نہوا ہرچند افراسیاب ایسی باتین کرتا ہی حیرت جادو جواب
نہین دیتی اُسی طرح خاموش بحر غیرت و حیرت کا جوش زمین و آسمان حیران تکتی ہی دل مین دھڑکن
خوف آبروریزی مضطر دلریش ہزار طرح کا پس و پیش افراسیاب کا اب غصہ بڑھتا جاتا ہی کہا ای
سمن عذار کیا عورت ناقص العقل ہوتی ہی اتنی بڑی سلطنت معرض زوال مین افسوس ہی کہ اسکا
بالکل خیال نہو دنیا کے لہو و لعب بعد انتظام سلطنت دیکھے جاتے ہین آٹھ پہر اگر بادشاہ مبتلائے دام
لہو و لعب ہو وہ سلطنت خراب ہوگی سمن عذار درست و بجا کہکر عرض کرتی ہی جو حضور ارشاد
فرماتے ہین اُسمین دخل دینا عبث ہی لیکن اپنی پہلو نشین کی خاطر بھی واجب و لازم ہی دلشکنی نہ کرنا شیوۂ
صاحبان وفا ہی آپسمین یہ دو قدح افراسیاب سے اور سمن عذار سے ہو رہے ہین یہان دربار مین ملکہ
حیرت کے مصور و صورت نگار رو نما صنعت سحر ساز و سرمایۂ برف انداز و ابر برق
کوہ شگاف وغیرہ انتظار مین بیٹھے ہین کہ نہین معلوم شہنشاہ پر کیا گذری قیدیان بلا کو قتل کیا

یار ہا ہوگئے یکایک ہرکارون نے بڑھکر خبر دی کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین سب سردار واسطے استقبال
کے دوڑے وہان لشکر ملکہ مہرخ مین ملکہ سرخ موے کاکل کشا وغیرہ جو سردار قید ہونے سے بچے تھے بارگاہ
مین موجود ہین اتنے سردار اسد نامدار و خواجہ عمرو و مہرخ و بہار کے واسطے بیقرار ہین جانسوز بن قران
وضرغام شیردل سے کہہ رہے ہین کہ چالاک اپلٹ کر نہ آیا کچھ احوال مفصل نہ ثابت ہوا کہ ہمارے آقاے
نامدار مولاے قدرشناس پر کیا معرکہ گذرا سواے پروردگار کے کون رہا کرے گا افراسیاب سے کون لڑسکتا ہی
اب بڑا غضب ہوا کہ افراسیاب نے خود کمر ہمت چست باندھی ہی اب بڑی مشکل ہی روز ساحر آتے تھے اُنسے
برابر کے مقابلے ہوتے تھے اب جب یہ خود آئیگا کون روک سکے گا لشکر مین آکر طبقہ زمین اُٹھا کر لے گیا کوئی اسکا
کیا کرسکیگا چالاک ہم سب کو منع کرگئے تم ہمارے عقب مین نہ آؤ ورنہ جاکر اپنی جان دیتے حقیقت مین ہم
اسیر غائب نہ آتے اپنے سردار کے ساتھ لڑ بھڑ کر مرجاتے ذلت تو نہ اُٹھاتے اب کیسی مصیبت ہی کہ خبر تک [illegible]
ہوئی اس حسرت مین سب کے سب پریشان تھے کہ آسمان پر برق چمکی برق کو دیکھکر سب دوڑے دیکھا ملکہ مہرخ
وبہار و باغبان ورعد و برق و برق لامع و ملکہ بران شمشیرزن چلی آتی ہین سب نے بڑھکر استقبال
کیا ہمراہ لیکر سرداران مذکور کو بارگاہ مین آئے اضطرار مین پوچھا اے ملکہ عالم اسد نامدار و خواجہ عمرو و
برق فرنگی کہان ہین ملکہ مہرخ کی آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے کہا صاحبو کیا بیان کرون حال مصیبت کیونکر
عیان کرین افراسیاب خانہ خراب نے اپنے نزدیک ہم سب کو مار ڈالا تھا مگر حافظ حقیقی نے ہم سب کو زندہ
کیا چالاک نے بڑا کارنمایان کیا ملکہ بران کو لایا تالاب پر لڑوایا مگر خواجہ عمرو اسد و برق غائب ہوگئے
نہین معلوم افراسیاب جادو گرفتار کرکے لے گیا یا اور کوئی ساحر غدار پہونچا اُسنے اُٹھا لیا کچھ حال نہ
کھلا کیا معرکہ ہوا ہم چھوٹے مگر قید غم و الم سے رہائی نہوئی فلک کجرفتار گردون غدار ہر وقت درپے آزار ہی
ایک لمحہ آرام نہین ملتا اب کیونکر دریافت کرین کس سے پوچھین چالاک بھی واپس نہ آئے خدانخواستہ
وہ بھی نہ گرفتار ہوگیا ہو باپ کے واسطے بہت بیقرار تھا مگر صاحبو سبحان اللہ باپ ایسے کامل بیٹا ایسا
عیار زبردست اتنے عرصہ مین قیامت برپا کردی نہین معلوم کیا کیا عیاری کی ہین مفصل نہین دریافت ہی
یہ باتین تھین ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ حضور چالاک تو آتے ہین سب سردار باہر نکل آئے زیر سایبان زربفتی
ٹھہرے سامنے دیکھا کہ چالاک آتا ہی ملکہ مہرخ نے فرمایا برائے خدا جلد ظاہر کرو کہ اسد غازی برق فرنگی
و خواجہ عمرو پر کیا گذری چالاک نے کہا کیا عرض کرون مین نے عیاری کرکے حیرت کو گرفتار کیا ملکہ حیرت
کو بران شمشیرزن بنا کر برسبز زعفران کوہ پہونچا وہان کی حماقت کا عرض کرنا کچھ ضرور نہین ہی پھر تو
ملکہ بران نے آکر آپ لوگون کو رہا کیا عین گرمی جنگ سے قبلہ و کعبہ و اسد نامدار و برق عالی وقار غائب

ہوئے نہین معلوم افراسیاب نے سحر کر دیا پھر مین نے ان صاحبون کو نہ دیکھا ساری مشقت خاک ہوئی وہ معاملہ سب مین نے آنکھون سے دیکھا تھا میرے سامنے افراسیاب نے تالاب بنایا اسکو قید کر کے برسر کوہ زعفران ٹھہرا تھا مین بر آن کو لے پہونچا اب نہین معلوم کہان گیا کدھر جا کے تلاش کرون کس سے پوچھون یہ خبر وحشت اثر محل مین پہونچی ملکہ مہ جبین الماس پوش سنکر پیٹنے لگین مع مصاحبان نامدار روتی ہوئی باہر نکل آئین سب سردار واسطے تعظیم کے اُٹھے ملکہ مہ جبین تخت پر بیٹھین ملکہ مہرخ کی جانب متوجہ ہوئین کہا نافرمان اور سب صاحبون سے تو مین کیا کہون مگر آپ سے ہمکو بڑی شکایت ہے اپنی جان بچائی انکا خیال نرہا آپ خوب جانتی ہین کہ وہ سیدھے سپاہی ہین مکاری غداری اُنکی بلا جانے تلوار کھینچکے افراسیاب پر جا پڑے ہونگے وہ کیا جانین کہ یہ ساحر ہے یا غیر ساحر ہے ہر مرتبہ انکے مزاج کا ہمنے امتحان کیا اگر گرجانے کو شرف جانتے ہین دوست دشمن کو نہین پہچانتے ہین کیا ہماری بدنصیبی ہے کاشکے ہم سحر جانتے ہوتے اپنا سر اُنکے قدم پر نثار کرتے ہم کیس بے بس دست و پاشکستہ نیارے نہ مددگار رے لینے کو بادشاہ ہین اپنی جان کے سوا ہماری کس پر حکومت ہے کہ بیکار سلطنت ہے سب صاحب اپنی جان بچا کر چلے آئے انکو سامنے دشمن کے چھوڑ دیا اتنا تو آپ سب صاحبون نے سمجھا ہوتا کہ سیدھے سپاہی سحر و ساحری نہین جانتے افراسیاب سے کیونکر لڑینگے جن صاحب کے مزاج مین آتا پنجہ مین دبا کے اُنکو اُٹھا لیتے اگر یہ کہیے کہ وہ اس حرکت پر خفا ہوتے یہان آکے ہم سمجھا لیتے اپنے ملازم کا کیا سر کاٹتے مگر افسوس دنیا مین کوئی کسی کا نہین ہے تو اب تاج و تخت ترک کرینگے اُنکے نام پر جان دینگے یہ کہکر آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے بیقراری مین یہ اشعار مخفی پڑھے

ہمتے ارباب ہمت کز پے غم مے روم	گیسوئے آہ پریشان بہر ماتم میروم
روز گارم گر زند رخنے بہ تار رگے	کافرم گر یک قدم دنبال مرہم میروم
بر سر راہ اجل بنشستہ بیم مرگ چیست	خلق و عالم رفتہ اند این راہ من ہم میروم
گرچہ دنبالم زہمراہان درین رہ باک نیست	میروم گرچند گامے بیش یا کم میروم
در غم و اندوہ محنت چیست این بیباکی	مخفیا امروز فردا چون زعالم میروم

دیگر نظم

اے آسمان مجھکے ذرا کچھ ملال دے	ظالم ہماری حسرت دل تو نکالدے	جتنی محبت انسے ہے ہمکو انھین نہین
کیونکر کسی کے دل مین کوئی غم دلکو ڈالدے	للہ کوئی رہبر صحراے درد و غم	کانٹا ہمارے پاے جگر سے نکالدے

ان اشعار کو پڑھکر دوپٹہ منھ پر رکھ لیا ایسی بیقرار ہو کر روئین کہ بارگاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ سب کانپ گئین ہاتھ باندھنے لگین کہا حضور ہم سب آپکے ملازم ہین بیشک ہم سپاہ

خطا ہو گئی معاف فرمایئے ابھی ہم سب جاتے ہین انکو تلاش کرینگے یا حضور کو خبر یہ پہنچیگی کہ ہمارے نمکخوار لڑبھڑ کر مر گئے اور حضور جو معرکہ گذرا اُسکو نہین عرض کر سکتے عین گرمی جنگ تھی اس طرح وہ غائب ہوئے کہ ہم لوگ نہ سمجھ سکے کسی نے اُٹھا لیا سانحہ گذرا چالاک نے کہا مجکو یقین کامل ہی قبلہ و کعبہ نے لیکر اسد نامدار کو زنبیل مین ڈال لیا ہو گا وہ کیا نادان ہین سمجھتے نہین کہ افراسیاب کے سامنے اسد غازی کا تلوار کھینچنا بالکل بیکار ہی ملکہ مہ جبین نے فرمایا بھیا چالاک جسطرح چاہو مجکو سمجھا لو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا یہ باتین ہوتی تھین کہ آسمان سے ابر سرخ رنگ پیدا ہوا چرند و پرند نے پڑھکر عرض کی حضور افراسیاب آتا ہی حیرت بھی ساتھ ہی سردار استقبال کے واسطے گئے ہین داخل بارگاہ ہوا چاہتا ہی یہ سنتے ہی چالاک نے کہا اے شہنشاہ گیتی ستان حضور چند ساعت صبر کرین مین ابھی مفصل خبر لاتا ہون یہ بڑی بات ہی کہ حیرت جادو بھی ساتھ ہی صنعت وغیرہ بھی موجود ہین ضرور اُنسے احوال اپنا بیان کریگا اگر خدانخواستہ وہ تینون صاحب قید ہو گئے تو بھی ظاہر ہو جائیگا اُسکی جستجو ہو گی حضور گھبرانے سے سب نمکخوار پریشان ہونگے ملکہ مہ جبین نے گھبرا کر دوپٹہ منھ سے ہٹا دیا کہا بھیا چالاک مین نہین روکتی بسم اللہ جاؤ مگر اپنے تئین دشمن سے بچانا یون یکایک سامنے نہ چلے جانا تمھارے دم سے بڑی ڈھارس ہی چالاک نے عرض کی ہم غلام جانباز ہین اگر ہماری جان جائے شرف کونین حاصل ہو یہ کہکر چالاک نے باتھاے عیاری ذات پر آراستہ کیے بارگاہ سے نکلکر طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوا یہان ملکہ صنعت و سرماے برف انداز و ابریق کوہ شگاف وغیرہ استقبال کرکے افراسیاب کو بارگاہ مین لائے میان برق بھی ساتھ ساتھ ہین ہنستے ہوئے چلے آتے ہین ابریق کی جو نگاہ پڑی سراپا دیکھنے لگا پوچھا بی ہمن غدار مزاج تو اچھا ہی برق نے تیوری چڑھا کے کہا صاحب یہین کیا تجھے گھور گھور کے نہ دیکھو میرا خون بہت ہلکا ہی کس نگاہ سے دیکھا کہ میرا پینڈا گرم ہو گیا یہ ترچھی آنکھین پٹم ہو جائین جو ہمین بری نگاہ سے دیکھے وہ اندھا ہو سرما نے کہا بی ہمن غدار آجکل زبان بہت کھل گئی ہی ملکہ حیرت کی مصاحب خاص ہو اب وہین آکر تم سے باتین کرینگے برق نے کہا وہان آنے کی کیا ضرورت ہی مین کسی سے بات نہین کرتی ایک ایک سے پھکڑ لڑتا ہوا ہنستا ہوا کھیلتا ہوا چلا آتا ہی ملکہ صنعت نے دیکھا کہ ملکہ حیرت کی رنگت متغیر خاموش سر جھکائے ساتھ ساتھ افراسیاب کے چلی آتی ہی جب بارگاہ مین پہنچی صنعت وغیرہ نے کہا ملکہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے ملکہ حیرت نے حیران ہو کر صنعت کو دیکھا کبھی وزیر زادیون کی جانب متوجہ ہوئی آنکھون مین آنسو بھر لائی خاموش سر جھکا کر تخت پر بیٹھ گئی صنعت نے افراسیاب سے کہا کیون اے شہنشاہ آج ملکہ بہت رنجیدہ معلوم ہوتی ہین افراسیاب نے کہا اے

صنعت بعضی بات ایسی ہی ہو بموجب مصرع گویم مشکل دگرنہ گویم مشکل ۔ صنعت نے کہا فرمایئے لونڈیون سے کہا پردہ ہی افراسیاب نے کہا رات سے ملکہ کا فراج بگڑا ہوا ہی ذراسی بات مین یہ فساد برپا ہوا کہتی مین کہ مجھسے راز کو چھپاتے ہو خیر مین نے اس راز کو بھی تبلا دیا سارا غصہ یہ ہی کہ رات کو مین نشہ مین شراب کے سو گیا اُنھون نے شاید جگایا میری آنکھ نہ کھلی اسپر لائق سزا و جزا ہون اب اسوقت سے ساری رات موجود ہون یہ سُنکر حیرت مثل شعلۂ جوالہ بھڑکی پہلے تو چیخ مار کر رو دی پھر کہا یا ردیہ تو تبلاؤ مین زندہ ہون یا مردہ ارے یہ سب میرے ملازم ہین مین اپنی بارگاہ مین آئی افراسیاب نے کہا اور نیا جملہ سُنیے صنعت نے کہا شہنشاہ خاموش رہیے ایسا ملکہ کو مین نے بدحواس نہین پایا نہایت صاحب فہم و فراست مالک سر رشتہ سلطنت منتظم کاروان ہین اسوقت کیا گذری کہ مثل آئینہ حیران ہین یہ کہکر صنعت نے بلائین لین کہا ملکہ مین حضور کی لونڈی صنعت سحر ساز ہون سب کنیزان حضور موجود ہین کس مقدمہ مین حیرت ہی دل تردد منزل کی کیا کیفیت ہی حیرت نے کہا ای صنعت جب شہنشاہ طرف لشکر مسلمانان روان ہوے میرے دل کو قرار نہ آیا مین بھی انکے پیچھے چلی راہ مین بران سے مقابلہ ہوا مین لڑ رہی تھی کہ یکایک صرصر پہونچی نہین معلوم اُسنے کیا کر دیا مین بیہوش ہو گئی پھر جو آنکھ کھلی ہی ای صنعت کیا کہون دیکھ میرا کلیجہ کانپتا ہی اپنے کو عمرو کی زنبیل مین پایا یہ بھی مین نے آواز سُنی کہ عمرو نے پکار کر کہا ای ملازمان من یہ زوجہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی دریلے حسن و جمال کی گوہر بے بہا ہی اسکو احتیاط سے رکھنا ای صنعت کیا کہون کہ کیا کیا چیزین دیکھین کالے کالے مردودے میرے سامنے آتے تھے کوئی کہتا تھا یہ ساحرہ ہی اگر ہمکو ملے تو جیتا نہ چھوڑین خوب برے اُڑائین مین سحر یاد کرتی تھی ایک لفظ تک یاد نہ آتی تھی لونڈیون کا تانتا لگا گوری کالی سانولی ہزارون پھر رہی ہین کوئی کہتی ہی دیکھو یہ عورت گھور گھور کر دیکھ رہی ہی اسکی آنکھین نکال لو ایک ڈوئی اُٹھائی تھی ایک جلتا ہوا سوختہ لیکر آتی تھی ایک کہتی تھی ہمارے شہنشاہ کی دشمن ہی ساحرہ پرفن ہی اسکا دو پٹہ چھین لو میلی جا در اُڑھاؤ ایک کہتی تھی اسکا مُنہ جلا دو اسی زبان سے ہمارے استاد کو کوستی ہو گی کیا کہون جو میری جان پر آفت تھی اُسی ہنگامہ مین ایک شاہزادی آئی عمدہ تاج سر پر لباس معقول زیب جسم انور زیور بیش قیمت حسین جمیل ماہ پیکر سیمبر آنکھین رشک غزال ابرو غیرت ہلال سینہ پر اُبھار باغ حسن مین بہار گلعذار سرو سہی قد خلیق مزاج مین ملائمت کلام مین لیاقت اُس ماہ جبین نے آکر سب کو منع کیا کہ نالائقو دور ہو ہر چند کہ ہمارے شہنشاہ کی دشمن ہی مگر بڑے ملک کی شاہزادی ہی قید مین آکر پھنس گئی تم جو اسکو زیادہ ستاؤ گی ہمارے شاہ کے ساتھ دشمنی کریگی اتفاق ہی شاہان جلیل پر مصیبت پڑتی ہی اپنے ملک و مال پر لڑتی ہی اسمین خطا کیا ان سب کو میرے پاس سے دور کیا یہ محبت میرے پاس آ بیٹھی فرمایا

اے ملکہ عالم نہ گھبراؤ ہمارے اُستاد ظالم نہین ہین تمکو کچھ تکلیف نہ پہونچیگی اُس بیچاری نے مجکو گلوری کھلائی
پیاس کے مارے میرا دم نکلتا تھا پانی پلایا تسکین دی دلاسا دیا اے صنعت اگر وہ نہ آجاتی دہ نقتلین
کائین کائین کرکے میرا دماغ کھا جاتین ایک ایک انین شوخ و شنگ آمادۂ جنگ ہوا سے لڑتیان ہین
اُسنے کون بولے نہین معلوم عمرو نے کہان سے لیکر بھر لیا ہے ایک گوشہ مین نے دیکھا سنتی ہون بڑی سعت
ہے اس نگورے ساربان زادے کی بڑی لیاقت ہے شہنشاہ اپنی بگھارتے ہین پھر جو میری آنکھ کھلی صبح
ہو چکی تھی یہ فرماتے ہین مین سو گیا جاگ اُٹھا مین ان مہملات کو کیا سمجھون کیسی شراب کیسے کباب افراسیاب
نے گھبرا کر کہا اے ملکہ عالم اول شب مجھسے کس نے ضد کی تھی کون اپنا گلا کاٹتا تھا الماس کی انگوٹھی کس نے
اُتاری یہ کس نے کہا مجھے طلاق دیدو مین نکل جاؤنگی تیرے گھر مین رہکر کیا کرونگی مین نے لوح کا حال کس سے
بیان کیا حیرت نے کہا میری بلا پوش جانے جب تم کوہ بلور پر کہہ چکے تھے کہ خبردار کوئی مجھسے لوح کا حال نہ پوچھے
پھر مجھے کیا ضرورت تھی مین کیون پوچھتی افراسیاب نے کہا ہے بڑا غضب ہوا آخر وہ کون تھا ضرور بھی موجود
ہے اُسنے کہا اے شہنشاہ معلوم ہوتا ہے وہ عمرو تھا جب حال دریافت کر چکا انکو سلا دیا آپ جیسے کوچ مین
گیا افراسیاب نے کہا تو کیا جانے بیہودہ بکتی ہے ملکہ نے شب کو وہ ضد کی ہیونک مین دم آگیا گلا کاٹنے ڈالتی
تھین کہ حال لوح کا بتادین نے لفظاً لفظاً سب احوال بتایا یہ کہکے جوڑے پر ہاتھ ڈالا کھا ٹوڈیا تو میرے
جوڑے مین موجود ہے کنجی اُسمین رکھی ہے حیرت نے کہا اے شہنشاہ کنجی ہو یا نہو مین رات کو آپ کے سامنے
نہ تھی سحر سے مجکو حیرت ہے آپ ہی صبح سے بکتے تھے کہ سو گیا جاگ اُٹھا شراب بڑی تیز تھی مین حیران ہنستی
تھی دل ہی دل مین چلی جاتی تھی اب جب اپنی بارگاہ مین آئی تو میری طبیعت کھلی اب تک تو مین جانتی تھی
مین عمرو کی زنبیل مین بیٹھی ہون جب صنعت نے کلام کیے تب مین سمجھی مین نے آپ سے لوح کا پتہ نہین پوچھا
آپ ناحق مجھے متہم کرتے ہین اب اسوقت بارگاہ مین عجیب غریب ہے برق فرنگی کھڑا ہنس رہا ہے کوئی
کہتی ہے ہے ہے میری بی بی زنبیل مین قید ہوئین ایک کہتی ہے نہین معلوم نگوڑے عمرو نے کیا کر دیا پھول سا
چہرہ کمھلا گیا اب افراسیاب کو ایک وحشت ہوئی کہتا ہے صاحب عقل نہ کرو بات تو سمجھنے دو اس وقت
برق فرنگی تڑپ کر آگے بڑھا یہ تو ناظرین پر واضح ہے کہ صورت سمن عیار کی بنا ہوا ہے ایک مرتبہ سا
جادوگر تاک کے اسکو تو اپنے پاس ٹھیرایا کہا بھیا میرے پاس کھڑے رہو اسوقت جو باتین شہنشاہ کے
دربار مین ہو رہی ہین بھیا میرا دل کانپ رہا ہے مجھے خوف معلوم ہوتا ہے جادوگر جب قریب آچکا برق نے
تدبیر کامل کر لی تب پکار کر آواز دی شہنشاہ سنیے سب حال لونڈی کو معلوم ہے ناحق سب صاحب لڑ
رہے ہین سب کو خاموش کیجیے بگوش ہوش سماعت فرمایئے لفظاً لفظاً بیان کر دون افراسیاب پکارا

خبردار خاموش رہو سب اہالیان دربار خاموش ہوئے سمن غدار کا مُنھ دیکھنے لگے افراسیاب نے کہا ہان بی سمن غدار بتلاؤ یہ کیا معرکہ گذرا برق نے کہا حضور سماعت فرمائے **نظم**

سہ چیز آمد مسلم نزد شاہان ۔ ہنر یا مال یا مرد سخندان
من از مال و ہنر چیزے ندارم ۔ مگر فضل سخن دارم بیارم
بیایم بار دیگر من بگفتار ۔ درون سینہ دارم قصہ بسیار

سنو صاحبو کا نون کی سنی نہین کہتی ہون عرض کرتی ہون آنکھون کی دیکھی ہوئی بات ہے یہ بیان معجزات وکرامات ہے شب کو لونڈی نے دیکھا ساربان زادہ اول ملکہ حیرت بنا ہوا تھا آپ سے لوح کا حال پوچھا جب آپ لوح کا حال بیان کر چکے تب آپکو شراب پلا کے بیہوش کیا ملکہ حیرت کو نکالکر آپ کے پہلو مین سلایا اپنے شاگرد برق فرنگی کو زنبیل سے نکالا اس سے کہا اے فرزند مین اسد کو لیکر جستجوے لوح مین جاتا ہون تو افراسیاب کے ساتھ کنیز بنکے جانا ملکہ مہرخ وبہار کو خبر پہونچانا حضور مین چلیے دیکھا کی عمرو وبرق نے تخت کو اُٹھایا فرش ہٹایا بہرہ نقب ظاہر ہوا عمرو نقب مین گیا نہین اُسپر کیا گذری برق کنیز کی شکل بنکر سو رہا آپ کے ساتھ اس دربار مین آیا اصل یہ حقیقت ہے ملکہ بہت بجا ارشاد فرماتی ہین مین نے سارا حال اپنی آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے کہا حرامزادی تو دیکھا کی غل کیون نہ مچایا مجھکو کیون نہ جگادیا کہا حضور اس مین باعث تھا بچپن سے مجھکو نانی جان نے پڑھانے مین سمجھا دیا تھا کہ خبردار کسی کی غیبت نہ کرنا غیبت بہت بُری چیز ہے اسوجہ سے مین چپکی دیکھا کی مین نے حضور کو نہ جگایا بزرگون کی بات یاد رکھی افراسیاب نے کہا ارے غیبت کیسی ہمارا گھر برباد ہوتا ہے تجکو غیبت سوجھی ہے اگر تو مجھکو جگا دیتی مین عمرو کو گرفتار کر لیتا برق نے کہا یہ مجھکو منظور نہ تھا کہ ایک بیچارہ غریب تین روپیہ کا پیادہ پکڑا جائے آپ اُسکو قتل کرتے خون کسکی گردن پر ہوتا ناتی امان تجکو گھر سے نکال دیتین افراسیاب نے کہا اس حرامزادی کے جوتیان مارو ابھی کہے جاتی ہے معلوم ہوتا ہے عمرو سے ملگئی برق نے کہا او بیوقوف مین اپنے استاد کو کاہیکو گرفتار کراتا مین صاف صاف کہتا ہون نہین پہچانتا یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی منم برق رفتار وخنجر گذار منم یکہ بیکن گران بر ہزار یہ نعرہ کرکے جس جادوگر کو پہلو مین کھڑا کیا تھا اُسکو خنجر مارا وہ ٹرکھڑا کے گرا دستور ہے کہ ساحر کے مرنے سے تاریکی ہوتی ہے صداہاے مختلف بلند ہوئین اس اندھیرے مین برق اور دو چار کو مارکر نکل گیا بعد عرصہ کے آواز آئی کشتی مرا نام من سربنگ جادو بود اب روشنی ہوئی افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا عمرو عیار جستجوے لوح مین روانہ ہوا مین جانتا تھا یہ راز کبھی نہ کھلے گا سارباں زادہ بلاے روزگار حیرت پیٹنے لگی کہا اے شہنشاہ جلد تدبیر کیجیے افراسیاب نے کہا وہان سارباں زادہ جائیگا تو کیا کریگا

طلسم صندل کا فتح ہونا دشوار ہی مین ابھی نامہ پاس ملکہ صندل جادو بادشاہ طلسم صندل کے روانہ کرتا ہون وہ ہوشیار ہوجائیگی عمرو کو پہونچتے پہونچتے گرفتار کریگی رسائی تا بہ دربند مہر وماہ دشوار ہی ناحق کا تردد و انتشار ہی یہ کہکے ایک نامہ بنام صندل جادو اس مضمون کا لکھا کہ اے ملکہ صندل ساربان زادہ عمرو عیار طرف تمھارے طلسم کے طلسم کشا کو لیکر آتا ہی بہت ہشیار رہنا آتے ہی اُسکو گرفتار کرنا یہ نامہ لکھکر کاسک جادو کہ ساحر تیز پر ہی اُسکو نامہ دیا کہا یہ جاکر خدمت مین صندل جادو کے پیش کرنا اور آنکھون سے جو کچھ دیکھا ہی زبانی بھی تاکید کرنا یہ جادوگر نامہ لیکر طرف طلسم صندل کے روانہ ہوا اسکا حال وقت پر عرض کیا جائیگا مہتر برق فرنگی افراسیاب کلاہ مہاے مذکور کرکے بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت گذشتہ ظاہر کی اور کہا خواجہ عمرو نے فرمایا ہی کہ مین یکہ و تنہا اسد غازی کو لیکر طرف طلسم صندل کے جاتا ہون اگر مناسب ہو تو تم سب صاحب آنے کا قصد کرو اپنے کو ہم تک پہونچاؤ باغبان نے کہا اتبک ہم راہ سے ناواقف تھے اس وجہ سے کوئی تدبیر نہ کرسکے اب احوال مفصل ثابت ہوا ہمکو جانا واجب لازم ہی اسی وقت ایک نامہ حالات خواجہ عمرو کا لکھکر ملکہ بران شمشیر زن کے پاس روانہ کیا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی آگاہ ہوجائین بعد نامہ روانہ کرنے کے مہتر قران نامدار بارگاہ مین آئے تمام کیفیت سُنی کہا اے ملکہ عالم مین تلاش مین اپنے اُستاد کے جاؤنگا جس طرح سے بنے گا اُن تک اپنے کو پہونچاؤنگا کیون ادبھوریے تو کیون نہ گیا یہان باتین بنانے کو چلا آیا برق نے کہا مین اگر جاتا تو خبر تمکو کون پہونچاتا پھڑک پھڑک کے سب صاحب رہتے قران نے کہا اب حفاظت لشکر آپ کے سپرد ہوتی ہی مین جاتا ہون برق نے کہا مین بیچارہ کا ہی مین ہون مرشدزادے میان چالاک صاحب نائب اُستاد کے جانشین موجود ہین اُنسے بہتر کون ہی جو مجکو حکم دینگے بجالاؤنگا قران نے کہا تو بڑا تقریریا ہی برق نے جواب دیا کیا مین گونگا ہون بات کا جواب نہ دون جو مرشدزادے حکم دینگے بجالاؤنگا بارگاہ کے دروازہ پر پہرہ دیا کرونگا مہتر قران نے کہا کہ بھائی تمکو اختیار ہی یہ کہکر اُسی وقت مہتر قران نامدار ملکہ مہرخ سے رخصت ہوے برائے تلاش خواجہ چلے بعد جانے مہتر قران کے باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ بہار جادو و رعد و برق و برق لامع اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ مہ جبین کے پایۂ تخت کو بوسہ دیا عرض کی کہ ہم خدمت فیضدرجت سے رخصت ہوتے ہین اسوقت دربار مین شور گریہ وزاری بلند ہوا ملکہ مہ جبین نے اُن سب کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا دامن بہار گلعذار تھا مگر غنچۂ دہن کو وا کیا فرمایا میری گستاخی آپ لوگ معاف فرمائیے گا شہریار نامدار کی خبر وحشت اثر سنکر دل قابو مین نہ تھا ملکہ بہار نے دست بستہ عرض کی آپ ہماری بادشاہ عالیجاہ ہین سرداران نامی کی پشت و پناہ ہین بہت بجا ارشاد ہوا حقیقت مین ہملوگون نے اپنی جان بچائی اپنے آقا کی فکر نہ کی خطاے

فاش ہے انشاء اللہ اب جاکر فتح طلسم صندل کی تدبیر کرینگے ورد سر سنائینگے ملکہ مہ جبین نے فرمایا جسوقت
کوئی صورت بہبودی پیدا ہو خدا اپنا فضل شریک حال کرے شاید آپ لوگ نہ آسکین خط مسرت نمط
سے یاد فرمائیے گا لفظاً لفظاً تحریر کرنا جس سے تسکین دل ناصبور کی تدبیر ہو باغبان وغیرہ نے عرض
کی انشاء اللہ پہونچتے ہی عرضی پہونچے گی مگر چالاک سے باغبان نے کہا فرشتہ زادے خواجہ عمرو
لشکر مین نہین ہین ہم لوگون کا جانا دشمنون پر ظاہر نہو حیرت ہمارے حال سے واقف نہو ورنہ افراسیاب
راہ مین روکے گا چالاک نے اسی وقت ایک ساحر کو بصورت باغبان ایک بصورت رعد ایک
کنیز کو بصورت برق ایک خواص گل اندام بشکل بہار جادو ایک حسین کو بصورت ملکہ برق لامع بنا کے
انکے مقامات پر جگہ دی یہ سرداران مذکور اہالیان دربار سے رخصت ہوئے علیحدہ علیحدہ سحر کرکے تلاش
مین خواجہ عمرو کے روانہ ہوے اب ملحوظ خاطر ناظرین ہو خواجہ عمرو نامدار نقب مین داخل ہوئے ہین
نامہ دار افراسیاب نامہ لیکر چلا ہے یہ سردار نامی بجستجوے اسد غازی و خواجہ عمرو جاتے ہین
مہتر قران نامدار بھی چل چکے ہین ان سب کو راہ مین چھوڑیے انشاء اللہ وقت پر ہر ایک کا حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم اسکندریہ جسکا نام جلد چہارم مین طلسم آئینہ تحریر ہوا ہے نزدیک حقیر کے اس طلسم کا نام نامی اسکندریہ ہے پہونچنا ایرج نوجوان کا براے فتح طلسم مذکور و دیگر داستان متعلق طلسم ہذا بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

ساقیا دے شراب آتش رنگ
گرم و سرد زمانہ سے ہون تنگ

مے طبیب دل محزون ہے
خم بادہ خم فلاطون ہے

گرم تدبیر گر ذرا ہو جائے
تپ غم نار عنصری ہو جائے

اس سے ممکن علاج عاشق ہے
گرم و تر ہم مزاج عاشق ہے

مین بھی ممتاز چارہ سازی ہون
خستہ ناز بے نیازی ہون

جوش الفت ہو اسقدر مجھ کو دے
نہ صراحی سبو پیالے دے

مثل قلقل خروش مین آؤن
صورت بادہ جوش مین آؤن

خم کے خم متصل کردون خالی
جی بھرے یہ کہ دل کردون خالی

جوش دل کو جو یک بیک آئے
راز پنہان زبان تک آئے

نالہ آتشین جو تف پرورد
کرہ زمہریر ہے دم سرد

یہ اگر التفات فرما ہو
باد صرصر دم مسیحا ہو

گر عرق ریز فکر درمان ہو
گریہ ماتم آب حیوان ہو

کھو دے یہ زنگ شربت اعجاز
نزلہ اشک چشم اہل نیاز

ہے حواسون مین انتشار بہت
خم کے خم لا کہ ہے خمار بہت

پاس ناموس تنگ اڑ جائے
ہوش مانند رنگ اڑ جائے

دامن تر طلسم باران ہے
رعد سوز سیاہ کاران ہے

قلقل مے ہو سوز مستانہ
کہہ دون جو شیشون مین افسانہ

یعنی طفلی مین ہو غمین پیر مغان
ملت راہ گمرہان جہان

چہرہ طلسم سازان آئینہ خیال و صیقل کنندگان مرآت حسن و جمال آئینہ صورت نمائے مضامین کو زور سکندری کی طرح
سے بعد دن طبع ارسطو فطرت یون منجلی فرماتے ہین شعرا و دیے این حکایت شیرین * زد ہے قلم بر بیاض صفحہ چمن

سابق مین تحریر کیا ہی کہ ایرج نوجوان و قاسم عالیشان طلسم سکندریہ سے قید ہو کر اس طرح آئے تھے کہ ملکہ مرائت جادو نے طوفان جادو کو بھیجکر انکو گرفتار کرایا اور لکھ بھیجا کہ طلسم کشا کو خدمت مین خداوند لقا کے نیجاؤ وہ تقدیر کرکے قتل کرینگے یہ لوگ قریب لشکر آکر بہ عیاری شاپور رہا ہوئے طوفان قتل ہوا ایرج نوجوان رہا ہو کر لشکر مین رہے شورش ساحران طلسم ہوش رباد کوہیان رجفا سے آجتک مہلت نہین پائی کہ طرف طلسم مذکور کے توجہ فرماتے مگر محبت ملکہ شیشہ می نوش دختر مرائت جادو کا کانٹا دل مین کھٹک رہا ہی اکثر شاپور سے فرمایا ای برادر کچھ اس گرفتار محبس رنج و مصیبت کا حال معلوم نہوا شاپور نے عرض کی انشاء اللہ مہلت پا کر اپنے جد عالی تبار سے عرض کیجیے اور طلسم سکندریہ کی لوح لیکر مفتوح فرمائیے اگر پنجہ قابض ہوا تو غلام عیاری کرکے مرائت کو ماریگا طلسم ٹھوکون کھاتا رہ جائیگا اور ایرج نوجوان قصد کرتے ہین کہ صاحبقران زمان سے عرض کرون مہلت لون شکار کے حیلے سے طرف طلسم سکندریہ کے جاؤن اپنی معشوقہ ملکہ شیشہ می نوش کو رہا کرون مگر جنگ کوہیان سے مہلت نہین ملتی ہر روز طبل جنگی بجتا ہی مقابلہ مین اکثر زخمدار ہوے صحت کے منتظر رہے مگر جب یاد اس معشوق باوفا کی آتی ہی طبیعت گھبراتی ہی راتون کو کراہتے ہین شاپور سمجھاتا ہی ای شہریار صبر کیجیے ایرج نوجوان فرماتے ہین ای برادر شاپور ہمارا عشق حقیقی تو ساتھ اس صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن کے ہی انسے بعد مشتاق و منعرب وصل ملاقات کا طالب یقین ہو انکو بھی ہماری یاد ہو مگر وہ مجبور ہم ناچار وہ بیکس ہم بےبس وہ رنجور ہم مہجور وہ بصورت آئینہ حیران ہم مثل زلف پریشان انکو غم ہمکو الم انکو حیرت ہمکو عبرت انکو خواہش ہمکو کاہش اس طلسم مین جو داخلہ ہوا اس محبوب جانی نے خود محبت کی اپنی جان پر آفت لی سمجھے تھے ملکہ شیشہ مے نوش سے دل بہلا بیٹھنگے دل لگی رہیگی یہ نہ سمجھے وہ ہمارے واسطے یہ جفا سہیگی ای شاپور میرے دل کا عجب حال ہی سنبھالے سے نہین سنبھلتا مخمسہ

تمکو اندیشۂ انجام نہین تم جانو ۔ ہم کبھی ہونے کے بدنام نہین تم جانو
کہہ چکے ہم یہ کچھ الزام نہین تم جانو ۔ جاؤ اس بن اگر آرام نہین تم جانو
حضرت دل ہمین کچھ کام نہین تم جانو

دیدۂ دل مین تمہارے نہین غیرت کا گذر ۔ آنکھین ہر دم سے لڑا یا نہ کرو آٹھ پہر
ہمکو جر بانکی سے مطلب نہین کچھ غم ہی مگر ۔ چڑھتے نظرون مین ہو لگجاے کسی کی نہ نظر
مسّی بیٹھا خوب لب بام نہین تم جانو

لپکے آپ تو ہو بیٹھا حسرت مشحون ۔ کشش دل کے سبب [illegible] فکر مین ہون

روشناسی نہین کچھ انکو لکھون کیا مضمون قاصدو مین نہ کرون منع نہ تمکو بھیجون
مجھسے اس سے خط و پیغام نہین تم جانو

تم بتاؤ یہ کہ اے جان ہے تمھین کیا منظور صاف کہدو کہ ہے منظور نہین یا منظور
تو جو لینا ہو کہ مجھکو تو ہے دنیا منظور دل تو موجود ہے کرنا ہے جو سودا منظور
گرہ زلف مین گر دام نہین تم جانو

جو جفا چاہیے کرو ہم پہ جناب عالی ہمتو عاشق ہین ہمارا نہین کوئی والی
بدزبانی سے نہین بات تمھاری خالی طلب بوسہ یہ کہتے ہو کہ دینگے گالی
بات تو قابل دشنام نہین تم جانو

تم ہی عاشق جانباز سے کہنا ساقی ہے غضب ترمی آواز سے کہنا ساقی
ہو لنا ہے برن انداز سے کہنا ساقی قتل کرنا ہے ترا ناز سے کہنا ساقی
کوئی پیتے ہو تو لو جام نہین تم جانو

مان لو باقی کے کہنے کو نہ سمجھو نادان باقی رہنے کا نہین مذہب و دین و ایمان
سوچ لو رشتۂ زنار مین پھنستے ہو کہان تم مسلمان ہو ظفر خوب نہین عشق بتان
اور اگر یہ ہے تو اسلام نہین تم جانو

دیگرہ دردا کہ زقید ستم آزاد نگشتیم یکلحظہ بہ غم ہای جہان شاد نگشتیم تا بود خنکا فندۂ خارا خرۂ ما
محتاج دم تیشۂ فرہاد نگشتیم تا خوے بو میرانہ گرفتیم درین دہر نزدیک درین خانۂ آباد نگشتیم
تا پاے طلب در رہ عشاق نہادیم سرگشتہ درین بادیہ چون باد نگشتیم ہرجا کہ درآمد سخن درس محبت
شرمندہ زشاگردی استاد نگشتیم تا شیفتۂ سلسلۂ زلف تو گشتیم پابند سر زلف تو آزاد نگشتیم
مابلبل عشقیم کہ بے واسطہ مخفی صید قفس و حیلۂ صیاد نگشتیم

شاپور نے کہا اے شہریار انشاء اللہ ملکہ بران کے وصل سے بھی کامیاب ہوجیےگا اس مرحلہ کو بھی خدا طے کرادیگا ایرج نامدار تو اکثر یہ ذکر کیا کرتے ہین لیکن دو کلمہ داستان طلسم اسکندریہ کے ذکر ہوتے ہین کہ ملکہ ہوائت جادو بادشاہ اسکندریہ بعد روانہ کرنے قید ایرج نوجوان کے مطمئن ہوکر بیٹھی مگر اس خیال سے کہ طلسم کشا وہان قتل ہوگیا ہوگا لیکن کہتی ہے کہ کیا سبب ہوا کہ طوفان جادو پلٹ کر نہ آیا مصاحبون نے عرض کی حضور روہ دربار خداوندی ہے وہان جاکر مصروف عیش ہوا ہوگا آٹھ پہر دربار قدرت شب و روز عیش و عشرت سامنا خداوند کا ذرا طبیعت گھبرائی قدرت سے تقدیر کرائی صحبت پاگئے قدرت نے

حور بقصور عطا فرمائی ہوگی اُس سے آٹھ پہر صحبت دربار خداوندی مین ملال کہان باغ بہشت کو زوال کہان ملکہ ہرائت نے کہا یہ توسب کچھ ہمنے قبول کیا لیکن نمکحرام اتنا تو لکھ بھیجتا کہ طلسم کشا قتل ہوا اہالیان طلسم جو پریشان رہتے ہین شادیان کرین غارمٹ گیا ہر شخص باغ باغ ہو دل کو رنج والم سے فراغ ہو مین ایک عرضی برائے دریافت حال قتل طلسم کشا قدرت کو مرقوم کرون کیون صاحبو جواب آئیگا مصاحبون نے کہا حضور وہ دربار خداوندی ہی بندون کی عرضی کون پہونچائیگا فرشتے وہان چوکی پہرہ بھی دیتے ہونگے ملک الموت سامنے حاضر رہتا ہوگا ہرائت جادو کو حیرت ہی کہ پھر آخر کیا کرون کیونکر حال دریافت ہو دربار مین یہ ذکر ہورہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی کنیزون نے بڑھکر عرض کی ای ملکہ عالم آپ کی ہمشیرہ صاحبہ ملکۂ انور جادو مصاحب شہنشاہ طلسم ہوش رُبا تشریف لاتی ہین ہرائت جادو کھڑی ہوگئی واسطے استقبال کے باہر آئی دیکھا انور جادو مع چند کنیزان مرصع پوش تخت سے اتری ہرائت جادو کو جھک کر سلام کیا ملکہ ہرائت نے سر سینہ سے لگایا کہا بوا انور تم سے ملاقات مشکل ہوگئی بعد عرصہ دراز آئی ہو ملکہ انور نے عرض کی نہین ہین اس زمانے مین ایک سر ہزار سودے طلسم ہوش رُبا مین آفتین برپا ہین طلسم کشا جو گنبد نور مین قید تھا اُسنے رہائی پائی لاکھون جادوگر مارا گیا روز رہائی طلسم کشا شہر نا پرسان مین نا پرسانی تھی دریاے مرگ ساحران کی طغیانی تھی اب طلسم کشا کو لوح کی تلاش ہی ہم خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے رہتے ہین لمحہ بھر فرصت نہین ملتی سر پیٹنے کی جگہ ہی ملکہ حیرت جادو زوجہ بادشاہ طلسم ہوش باسحر وساحری مین بے نظیر صاحب جاہ و توقیر دختر حیات جادو ہمشیرۂ نیرنگ عنقا صورت گیرنگ عنقا صورت اور زیادہ انکی شوکت کیا بیان کرون انکی لیاقت پر یہی تقریر وال ہی خورشید خاورہ سے بڑھکر انکا جاہ و جلال ہی انکو ایک عیار نے پکڑ لیا اُنکی صورت بنکے افراسیاب سے سارا حال لوح کا دریافت کر لیا طلسم کشا کو لیکر واسطے فتاحی طلسم صندل کے آیا زن وشوہر سے ناحق کو کئی دن تک فساد رہا مطبخ سر د پڑا تھا ہم لوگون کو آب ودانہ حرام تھا کئی دن تک رونے پیٹنے سے کام تھا پھر ہمشیرہ صاحبہ ہمکو فرصت کیونکر ملتی تمھارے یہان تو خیر وعافیت ہی میری بھانجی ملکہ شیشہ مرنوش کہان ہی مین اُسی کے دیکھنے کو آئی ہون آنکھین ڈھونڈھ رہی ہین کہین چھوکری کی شادی بھی ٹھہرائی کئی رقعہ میرے پاس آئے کسی شاہزادے کا پیغام ہی کوئی تاجر نیکنام ہی کوئی وزیر اعظم کوئی صاحب جاہ وحشم حسن تمھیری بھانجی کا رشک ماہ تابان ہی اکثر افراسیاب جادو نے بھی پوچھا کہ ای ملکہ انور جادو دختر بادشاہ طلسم سکندریہ کی شاہزادی تمھاری بھانجی یہان کبھی نہین آتی مین نے کہدیا حضور وہ مان کی لاڈلی ہین ہماری ہمشیرہ گھر سے اسکو نہین نکلنے دیتین اب کی میرا ارادہ ہی کہ چھوکری کو ساتھ لیتی جاؤن افراسیاب مردہ اشتیاقین

بڑا تماشا ہین ہی اگر کہین نگاہ پڑ گئی سلطنت طلسم ہوش رُبا ہمارے گھر مین آئی مجھپر اکثر ریجھے مین نے مناسب نہین جانا مگر صدقے سے سامری کے اُنکا زمانہ ہی میرے سامنے بلاؤ مین اُسکی بلائین لون یہ سُنکر مرائت جادو چیخ مارکر روئی کہا بوا انور جادو کیا پوچھتی ہو خداوند سامری وجمشید نے مجکو عجیب بلا مین مبتلا کیا نگوڑے مسلمانون کا قدم منحوس اس طلسم مین آیا پر دتا حمزہ کا ایرج نو جوان لڑتا بھڑتا ہونچا بہت سے قلعے ویران ہوئے ہزارہا جادوگر مارے گئے بھانجی صاحب آپ کی اس جوان کے حسن ملیح پر عاشق ہوئین گھر برباد کرانا شروع کیا آخرین نے غصہ مین چھوکری کو گرفتار کرکے قید کیا طوفان جادو کو روانہ کر دیا اُسنے جاکر سب کو پکڑا طوفان نے مجکو لکھا مین نے حکم دیا خدمت مین خداوندی لیجاؤ وہ تقدیر کرکے قتل کرینگے بونڈیا اب تک قید ہی جب کبھی کنیزون کو بھیجا سُنا وہ دیوانہ وار کلام کرتی ہی اُسی کی محبت کا دم بھرتی ہی میرا گھر برباد ہوا مگر وہ بھی نگوڑا حسرت دیاس سے قتل ہو گیا ہوگا قدرت نے سنگ سیاہ بنا کے جہنم مین پھنکوایا ہو تو عجب نہین مین نے عرضی مین بدعتین اسکی لکھدی تھین کہ آپ کے ہزارون بندون کو بیخطا اسنے مارا وہ بھی اُسکا باپ بھی گرفتار ہوکر گیا لیکن طوفان جادو نے ابتک جواب بھی نہین لکھا دربار خداوندی مین جاکر بیٹھ رہا چلو اچھا ہی دریاے لشکر خداوندی مین طوفان رہے ہماری کشتی عیش عشرت گرداب مصیبت مین رہے چھوکری کی جان بچتی نہین معلوم ہوتی اب تک تو اُسکو خبر نہین کہ وہ جوان قتل ہوا اس امید مین مرتی ہی کہ میرا دھگڑا طلسم فتح کرکے آئیگا مجھکو چھڑا لیجائیگا کسی طرح سر سے اُسکے سحر اُس مسلمان کا نہین اترا یہ حال سُنکر انور جادو نے حال اپنا تباہ کیا کہا بوا خاک تمھارے مُنھ مین ہاتھ تمھارے ٹوٹین جن ہاتھون سے تمنے اس بھولی چھوکری کو سزا دی وہ نگوڑی عشق وعاشقی کیا جانے چھ مہینے ہوئے مین آئی تھی اُسوقت تک وہ کے روٹی مانگتی تھی ساتھ والیان جوان مستانیان بازار کی بیٹھنے والیان یہ اُنکی صحبت کا اثر ہی اور تمنے قیدی کو وہان کیون بھیجدیا بقول شخصے پیر خود درماندہ شفاعت کسی کی کیا کریگا وہ خود مسلمانون کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے ہین مین ہوش رُبا مین ہمیشہ انکے فرمان دیکھا کرتی ہون یہان سے جادوگر براے مدد جاتے ہین جو گیا جہنم واصل ہوا بڑے بڑے ساحران نامی گئے کوئی پلٹ کے نہ آیا یہ بھی تجھے خوب معلوم ہی کوئی بیٹا پوتا حمزہ کا قتل نہین ہوا اور جسکو تم ایرج کہتی ہو وہ طلسم نور افشان مین بھی آیا تھا جہانگیر بن صاحبقران سے لڑا اسپر میان کوکب بی برآن نے بڑی مہربانی کی اگر وہ قتل ہوتا زمین طلسم سکندریہ کی کانپ جاتی خود کوکب کلیجہ پکڑے آتے بران آفتین برپا کرتی خیر اسکی تدبیر مین کرونگی ذرا چھوکری کو بلواؤ ذرا مین اُس سے بات تو کرون سامری وجمشید اسکو زندہ رکھین تم سے زیادہ وہ مجھسے محبت رکھتی ہی ہاے مین جب کبھی آتی تھی خالہ اماں کہکو چار چار دن نہ جانے دیتی تھی اُسپر تمنے یہ بدعت کی جلد بلاؤ ورنہ مین اپنے کو ہلاک

کرونگی مرائت جادو نے کہا بوا مین ابھی بلواتی ہون تمھاری لڑکی ہی چاہے قتل کرو چاہے بخشو لیکن اتنا سمجھ لو وہ نگوڑی سامنے آئیگی سامری وجمشید کو دس صلواتین سنائیگی اور مین بیچاری کس کھیت کی مولی ہون مجھے تو بالکل دشمن جانتی ہی انور نے کہا بوا تم خفا نہو تو مین ایک بات کہون تمھین بات بھی کرنا نہین آتی تم بات کرتی ہو کہ ڈھیلے مارتی ہو ایسی سختی سے اُس سے کلام کیا ہوگا اسکو ناگوار ہوا تمکو جواب سخت دیا تم اسکو دشمن جاننگئین ہاے وہ تو بچپن سے ضدن تھی ذراسی بات مین دو دو دن کھانا نہ کھاتی تھی نو مہینے تم نے پیٹ مین رکھا لیکن اُسکے مزاج کو نہ پہچانا ہم اُسکے رگ و ریشہ کے حال سے واقف ہین مرائت جادو نے کہا ہان بوا میرا دل تو آئینہ ہی مین اس زمانہ کے مکرو فریب کو کیا جانون یہ کہکے حکم دیا شجر جادو کو بلاؤ ایک سیہ فام ساحر سامنے آیا ملکہ مرائت نے کہا بھیا شجر جادو مین تمکو نہال کرونگی تمھاری قید مین ملکہ شیشہ می نوش ہی صاف تبلاؤ اب بھی اسکو اسی طرح عشق کا جوش ہی یا کچھ راہ پر آئی شجر جادو نے کہا حضور ہر وقت خداے نادیدہ کا نام لیکر دعائین کرتی ہین طلسم کشا کے نام پر مرتی ہین سارے طلسم والون کو کوستی ہین مین نے اکثر سمجھایا اِن کے خیال مین نہ آیا میرے اوپر غصہ رہتا ہی فرماتی ہین یا اللہ اس شجر پر تبر بدعت تیرا چلے یہ نہ پھولے نہ پھلے عین بہار مین قلم ہو جو بات کہتا ہون اسمین شاخ نکالتی ہین جڑ کی بات نہین سمجھتین انور نے کہا نگوڑے شجر تجھ پر بجلی گرے تو بھی چھوکری کا دشمن ہو گیا جا باحتیاط ہمارے پاس لیکر آ شجر جادو گیا انور جادو نے رو کر جل تھل بھر دیے مرائت جادو کو کئی دہتڑ مارے کہ بوا تمنے بڑا غضب کیا میری گلعذار پر یہ جفائین اب مین تمھارے پاس نہ چھوڑونگی طلسم ہوش ربا مین اپنے ساتھ لیجاؤنگی میرے ساتھ حیرت جادو کی خدمت مین رہیگی پڑھے گی لکھے گی مین اسکا بر ڈھونڈھ کے ذہین شادی بھی کرونگی تمھارے پاس رقعہ بھی نہ بھیجیگی دشمن کے ملنے سے کیا کام مرائت کہتی ہی بوا تمھین اختیار ہی اب ذرا سے آنے تو دو ذرا اس فتنہ انگیز کی باتین تو سنو بہت خوش ہوگی انور نے کہا بوا تمھاری بلا سے ہمین چار باتین کہیگی ہمین گوارا ہی یہ ذکر تھا کہ کنیزین دوڑی ہوئی آئین کہا حضور شجر جادو ملکہ شیشہ می نوش کو لیکر آیا کنیزین جوان جوان کوئی کھل کھل ہنستی ہی کوئی کہتی ہی مجھے صاحبزادی کے حال پر رونا آتا ہی ارے انکا تو عجیب حال ہی ہوش مین نہین شعر پڑھتی ہین گانے والی غزلین بہت سی یاد ہین انور جادو نے جو یہ باتین سنین کہا بھلا حرامزادیو مین سب کی باتین سن رہی ہون کیا تمھاری طرح پردہ جاہل ہی گلستان بوستان سب پڑھ چکی تھی اسی مین کا کوئی شعر پڑھا ہوگا یکایک پردہ بارگاہ کا اُٹھا انور جادو نے دیکھا ملکہ شیشہ می نوش مست بادۂ محبت سرشار ساغر مودت جھومتی ہوئی بال کھلے ہوئے گل سا چہرہ کمھلایا ہوا آنکھین مثل نرگس بیمار سر جھکائے ہوئے کچھ شرم کچھ حجاب

دل ہی دل مین پیچ و تاب ہر چند کہ لباس میلا جسم مین ہی اُس سے بھی ایک بناؤ ظاہر بقول میر حسن صاحب مغفور شعر یہ نیکون کا دیکھا ہی ہم نے سبھاؤ ❊ کہ بگڑے سے دونا ہوا نکا بناؤ ❊ ہونٹھ خشک پیشانی پر شکن مثل غزال صحرائی چوکنا گریبان تا بہ دامن چاک چہرۂ نورانی پر خاک آکر فرش خاک پر بیٹھ گئی انور جادو نے جو اس حال پر ملال مین دیکھا دوڑ کر گلے مین ہاتھ ڈالدیے پیشانی پر بوسے دیے پوچھا کیون بی بی یہ کیا حال ہوا مجھسے دل کا حال کہو مجھے بتا نا میری بچی پر بامرائت جادو نے یہ ستم کیا اسی کا غصہ ہو گا غصہ تھوک ڈالو چلو میرے پاس چل کے بیٹھو زمین پر کیون بیٹھی ہو ہر چند انور جادو نے کہا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا مرائت جادو کے مُنھ سے نکلا بوا تم کس سے باتین کرتی ہو لاتون کا آدمی کہین باتون سے مانتا ہی یہ سنکر ملکہ نے سر اُٹھایا ٹھنڈی سانسین بھر کے جواب دیا شعر ہم خاک نشینون کا ستانا نہین اچھا ❊ ہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے ❊ یہ شعر پڑھکر آنکھون سے آنسو جاری ہوئے طرف انور جادو کے متوجہ ہوکر کہا خالہ امان ہم کیا جواب دین یہ اشعار ہمارے حسب حال ہین

نظم

بیمار عشق اور تو سب کر چکا علاج
درد غم فراق طبیبو ہی لا علاج
کیا کیجیے معالجہ شرم چشم یار
اپنے مریض عشق کا اچھا کیا علاج
اکدن ہماری جان کو لیکر یہ جائیگا
ایسے جنون زدہ کا کرے کوئی کیا علاج
جراح کو جنون ہی کھوا اپنی فصد لے
ہی یہ مریض چشم و لب یار کا علاج

باقی فقط ہی اک ملک الموت کا علاج
آئے تھے کرنے تو ترے دیوانے کا علاج
کرتا ہی کون نرگس بیمار کا علاج
کیونکر کہون امید شفا تو نہین مجھے
درد جگر ہی اے طبیبو ہی لا علاج
جانبر مریض عشق کو ہوتے نہین سنا
تیغ نگاہ ناز کا زخمی ہی لا علاج
صحت پذیر عشق کا آزار ہی نہ تھا

جز وصل یار اور ہی بے فائدہ علاج
اپنا ہر اک طبیب کو کرنا پڑا علاج
پھر عیادت آئے تو ہمراہ غیر کے
عیسی کرینگے عشق کے آزار کا علاج
خود میرا دل ہی دل دیوانہ ناصحا
کوئی کریگا کیا مرض الموت کا علاج
عناب لب ہو شربت دیدار مین شریک
ورنہ قلق علاج سا میرا ہوا علاج

یہ ولولہ دیکھکر بی انور جادو کے بھی ہوش اُڑے کہا ہی ہی بچی یہ باتین تجکو کس نے سکھا دین بس بس بی بی چپ رہو سامری و جمشید کا نام لو اُنکے نام کی برکت سے مسلمانون کا سحر اُتر جائیگا مین بھی سنا تو تھی میری بچی کو کسی نے کچھ کھلا دیا کسی نے ٹوٹکا کیا آنکھین تو اسکی دیکھو صاف ظاہر ہی نظر کسی کی ہو گئی یہ کہکے تصویر سامری جمشید کی گلے سے اُتاری چاہا گلے مین محرلوش کے ڈالے ملکہ نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا خالہ امان ہٹاؤ یہ کیا ڈھکوسلا ہی مین تو ان نگوڑون پر لعنت کرتی ہون گو مثل تمھارے یہ بھی جادوگر تھے خدا کیسے پروردگار وحدہٗ لاشریک ہی رب اکبر صانع شمس و قمر سمیع و بصیر بادشاہ بے وزیر جس نے ہمکو پیدا کیا اُسکے مطیع ہین طیعان اہل اسلام کے مرتبے رفیع ہین یہ دلیل سُنکر انور جادو

گھبرا گئی کہا بوا مرائت تم سچ کہتی ہو یقین اسپر رعب مسلمانون کا غالب ہو یہ تو جان دینے کی طالب ہے
ہوش وحواس کہان دیکھو ہم ابھی تدبیر کرتے ہین ہمین سب حال لشکر مسلمانون کا بخوبی معلوم ہی مگر آخر بوا
مرائت طوفان جادو ابھی نہین پلٹا اُسکے ساتھ والا کوئی واپس آیا شجر جادو نے کہا اکثر لوگ آئے
دربار شہنشاہی مین نہین حاضر ہوئے حکم ہوا کسی کو لاؤ ایک ساحر کو شجر لایا ملکہ انور جادو نے اُس سے پوچھا
قدرت نے ایرج وقاسم کے ساتھ کیا کیا مجھے معلوم ہی کہ قتل ہوئے یا قید ہین اُسنے کہا حضور کون کسکو قتل
کرتا ہر چند کہ مقام صدمہ ہو مگر قدرت کے لشکر مین ایک غدر ہی قریب لشکر خداوند جا کر ہم لوگ اُترے
اُسی رات کو قدرت نے تقدیر کر دی یکایک لشکر مین تلاطم ہوا غل ہوا طوفان جادو مارا گیا حمزہ
نے خبر سنی وہ آپڑا خداوند تخت پر سوار ہو کر آئے ہم نے قدرت کو آنکھون سے دیکھا ایسے بدصورت
ہین جنگل کے ریچھ معلوم ہوتے ہین بڑی سی داڑھی کالی کالی صورت چھوٹی چھوٹی آنکھین سر جیسے کچی گڑھی کا
برج داڑھی کے بالون مین موتی پروئے ہین ظریفون کے ذہن خوب لڑے ہین کہتے ہین کہ کملی پرا دسے
بڑے مین قد بہت بڑا ہی یا تاڑ کا درخت یا ساکھو کا لٹھا ایک دل لگی باز نے کہا تھا کہ الو کا پٹھا ہی شاعر نے
نظم کیا کہ بولے کا گٹھا ہی غلام تعریف قدرت کی نہین کر سکتا یہ تو غلام نے آنکھون سے دیکھا کہ اُسی
جوان قیدی نے جا کر تلوار چمکائی قدرت تخت سے کود کے بھاگے ہم بھی حضور عزت و آبرو سے اپنے گھر چلے آئے
یہ سنکر مرائت جادو کے ہوش اُڑ گئے کہا او بدزبان چپ رہ جاگتی جوت کے خداوند کو تو ایسی بات
کہتا ہی اُسنے کہا مین نے سب حقیقت حضور سے نہین بیان کی قدرت پر بڑی بڑی پھبتیان ہوتی تھین
وہ سب مجکو نہین یاد رہین کوئی کہتا تھا غول صحرائی ہی ایک کہتا تھا عوج بن عوق کا بھائی ہی یہ مثال تو
غلام کو بھی بھائی ہی زیادہ عرض کرنے مین مذہب کی رسوائی ہی ہر چند کہ تک بازون نے بڑے بڑے
تک جوڑے ہین لیکن یہ ہم یہ بخوبی ظاہر ہوا بڑے لشکور مین پہنچتے ہین چلاتے ہین مسلمانون کا نام سنکے بھاگے
جاتے ہین انور جادو نے کہا اس نگوڑے کی گردن مین ہاتھ دو ہمارے دربار سے نکالو اُسنے کہا حضور مین
خود جاتا ہون جب سے وہان سے پھر کے آیا ہون سوچا کرتا ہون آخر کسکو سجدہ کرون مین مسلمانون سے
مل جاؤنگا انور نے کہا بھڑ دے کو جوتیان مار و اس ساحر کو تو نکال دیا یہ بڑبڑاتا ہوا چلا مرائت جادو نے
کہا بوا سب حال سُنا ملکہ شیشہ می نوش بھی بیٹھی سن رہی ہی سر اُٹھا کے کہا خالہ امان تسلیم کیا اچھا آپکا مذہب ہے
ہمپر غصہ کرتی ہوا انور نے کہا بی بی تم کلام نہ کرو مسلمانون کے سحر مین مبتلا ہو وہی سحر بول رہا ہی ہم سحر اتار دینگے
دستور ہی جو سحر کرتا ہی جب وہ مارا جاتا ہی سحر کی تاثیر جاتی رہتی ہی ہم اس نوجوان کو ابھی گرفتار کرا منگاتے
ہیں تمھارے سامنے دار پر چڑھاتے ہین ملکہ شیشہ می نوش نے کہا اُنکا خدا نگہبان ہی ظاہر ہوا اسی طرح کے

فتح ہونے کا سامان ہی انشاء اللہ اُنکا قدم آیا اور یہ طلسم برباد ہوا نور جادو نے غصہ مین حکم دیا ای شجر
اُسی اپنے باغ مین ملکہ کو لیجاؤ اپنی کنیزون کی جانب پلٹی سوزن جادو سے کہا بوا سوزن تمہارا سینا
اچھا ہی تم لباس حیات اُسکا قطع کرو گی تمہاری زبان مثل قینچی کی چلے گی جاکر ٹکڑے کی دامنگیر ہو ہمارا
تمہارا جولی دامن کا ساتھ ہی مسلمانون کا گریبان ہی ہمارا ہاتھ ہی سوزن جادو اُٹھی کہا واری ابھی جاکر
لاتی ہون یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا پر پرواز پیدا کرکے سوزن جادو طرف لشکر اسلام کے روانہ
ہوئی یہان لشکر مین نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان بارگاہ سلیمانی سے اُٹھے شاپور
شیردل ساتھ فرماتے ہوئے ای برادر شاپور آج بہت دل گھبراتا ہی ملکہ شیشہ مہ نوش کی جاکر خبر لاؤ یا
دادا جان سے مہلت شکار کی لین اس حیلہ سے نکل چلین ای شاپور اُسکی گرفتاری کا بڑا ملال ہی شاپور
کہتا ہی حضور آپ کو اُسنے گرفتار کرا کے بدست طوفان جادو یہان بھیجدیا اُسکے نزدیک آپ کے دشمن قتل
ہوئے بس بیٹی کو قید سے چھوڑ دیا ہوگا ایرج نے کہا ای شاپور یہ غیر ممکن ہی وہ اُنکے خداوندون کو برا کہتی
ہوگی جفائے فراق سہتی ہوگی وہ اُنکے خداوندون کی اطاعت نہ کریگی یقین تو یہی ہی اور آیندہ کی صورت ہی
کسی بلا مین پھنس جائے مگر وہ ثابت قدمان کوے محبت سے ہی بڑی مصیبت مین مبتلا ہوگی ضرور اسیر جفا ہوگی
خدا اُسکی جان بچائے ای شاپور آج تو دربار سے ہم اُٹھکے جد عالی تبار کی بارگاہ مین داخل ہو چکے کل انشاء اللہ
رخصت شکار کی لین گے طرف طلسم اسکندریہ کے چلین گے شاپور نے عرض کی حضور ابھی تکلیف نہ فرمائین غلام
جاکر خبر لائیگا ایرج نے کہا مقدمات طلسم مین کئی طرح کی مشکل ہی ہر شخص طلسم مین جا نہین سکتا جب تک لوح طلسم
دستیاب نہو ہمکو بھی مشکل ہی تم دربند پر نہ جا سکوگے خاص طلسم کی خبر ملنا دشوار ہی کدو کاوش سراسر بیکار ہی
انشاء اللہ ہم تم ہمراہ چلین گے ای برادر اول فکر لوح مناسب ہی دل تردد منزل اُسکی رہائی کا طالب ہی
شاپور نے کہا اُس طلسم مین داخلہ حضور کا بے قاعدہ ہوا اسی وجہ سے فتح نہو سکا اول یہان سے تشریف
لے چلیے علامت کے قریب عبادت خانہ استادہ ہوا اپنے رب اکبر سے رجوع کیجیے یقین کامل ہی کہ ضرور ہدایت ہو
لوح دستیاب ہو پھر سب طرح آسانی ہی ایرج نوجوان طرف اپنی بارگاہ کے جاتے ہین اسی وقت سوزن جادو
آسمان پر چلی جال بے مثال ایرج نوجوان پر نگاہ ڈالی عرائت جادو نے تقریر مین تصویر ایرج نوجوان
دکھائی تھی دیکھتے ہی اُسنے پہچانا تڑپ کے جو گری کمر مین ایرج نوجوان کے پنجہ دیا لے اُڑی ایرج نوجوان
تموج ہوا سے بیہوش ہوگئے لشکر مین غل پڑا ہوا قاسم اپنی بارگاہ سے نکل آئے صاحبقران زمان کو خبر پہونچی
آکے دیکھا شاپور تڑپ رہا ہی سرداران ایرج نوجوان بیقرار امیر نے پوچھا شاپور کیا ہوا عرض کی ای
شہریار اک ساحرہ ابھی آسمان سے اُتری شاہزادے کو اُٹھا کر لیگئی فرمایا کچھ تمکو اسکا احوال دریافت ہی شاپور

نے عرض کی کیا گذارش کرون ذہن مین غلام کے نہین آتا طلسم سکندری مین جاکر عرصہ دراز تک ٹہرے وہ طلسم فتح نہوا طوفان جادو گرفتار کرکے یہان لایا مین نے عیاری کرکے طوفان کو مارا دختر بادشاہ طلسم اپنر عاشق ہوئی ہے ہمرات جادو نے اُسکو قید کیا ابھی یہی ذکر کر رہے تھے کہ مین برائے فتحی طلسم جاؤنگا اُس گرفتار رنج و مصیبت کو قید سے چھڑاؤنگا اسی ذکر مین یہ سانحہ درپیش ہوا کیا عجب ہے وہین سے کوئی اُٹھا کر لے گیا ہو قاسم نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہ غلام ابھی جاتا ہے جاکر طلسم کو درہم و برہم کردونگا صاحبقران زمان نے قاسم کو روکا فرمایا ہم ابھی خواجہ زادون سے دریافت کرتے ہین یہ فرماکر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے فرزندان خواجہ بزرجمہر کو یاد فرمایا اُن سے حکم ہوا مقدمہ ایرج نوجوان ملاحظہ فرمائیے کون لے گیا سرداران اسلام کو داغ دے گیا فوراً خواجہ زادون نے تختۂ تعقل پر قرعہ تفکر کو پھینکا آواز دی پروردگارا غیب کا حال جاننے والا تو ہے سولہ شکلون پر نظر ڈال کے یون ثابت کرنے لگے بعد عرصہ دراز سر اُٹھایا عرض کی شاہزادہ والا قدر کو کوئی ساحرہ لیگئی ہرچند کہ ساحران بیجا کو آپ کے فرزندون سے بیر ہے مگر انجام بخیر ہے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ شاہزادہ والا قدر منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہے اس طلسم کا وہی شیر فاتح ہے اول رنج و ملال انجام مین ترقی جاہ و جلال اول کوچہ گردی و دشت پیمائی آخر مین تاج گوہر مراد رسائی یقین ہے کہ راہ مین صورت رہائی ہو کوئی نازنین حوروش مائل ہو کر تجسس سے لوح مین قدم مارے کوئی تدبیر معقول نکلے مگر البتہ اُنکے عیار شاپور شیردل کا جانا واجب و لازم ہے اور جو کوئی بہادر اُنکے تعاقب مین جائیگا رنج و ملال اُٹھائیگا صاحبقران نے قاسم سے فرمایا اے نور نظر تم نے سُنا تمھارا جانا بہتر نہین خدا کو یاد کرو اپنے بے نیاز سے فریاد کرو جامع المتفرقین پھر ملائیگا لیکن اے شاپور اگر کوئی افتاد پڑے فوراً ہمکو خبر پہونچانا شاپور نے عرض کی غلام اسی حکم کا پابند رہیگا اب جلد غلام کو رخصت کیجیے شاید راہ مین کوئی تدبیر بہتر نکل آئے بیجانے والا ملجائے صاحبقران نے فرمایا حافظ حقیقی مالک تحقیقی ہے تمکو سپرد کیا خوشخبری لیکر آنا خواجہ عمرو نے تمکو فخر دودمان عیاران لقب دیا ہے سب طرح کا خیال رکھنا مزاج سے ایرج کے بخوبی آگاہ ہوا آتشخو شعلہ مزاج جاہلون کے سر کا تاج اُنکے حکم کا خیال نہ کرنا فوراً ہمارے پاس چلے آنا جیسا مناسب ہوگا ویسی تدبیر کیجائیگی شاپور بہت خوب کہکر با نہایت عیاری سے آراستہ ہوا قدمون سے صاحبقران کے لپٹ کے رویا صاحبقران نے سر سینہ سے لگایا شاپور شیردل کو رخصت کیا شاپور شیردل اسیوقت تلاش مین اپنے آقاے نامدار کے چل نکلا

دو کلمہ داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین مسدس بطور ترجیع بند

من ز پیش آمد اغیار چو فستم رفتم	هر دو از راہ کہ بیزار چو فستم رفتم

یا چنین رنجش و آزار چو رفتم رفتم — از جفائے تو من زار چو رفتم رفتم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

جبکہ جی بیٹھ گیا ناز اٹھانا معلوم — اٹھ گیا دل تو سماجت سے بٹھانا معلوم
آ بنی جان پہ جب دم تو بچانا معلوم — پھر گئی تجھسے طبیعت تو پھر آنا معلوم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کس لیے کوئی حریف غم و حرمان ہوگا — پائمال ستم رشک رقیبان ہوگا
تختۂ مشق جفاہائے نمایان ہوگا — چھوڑ دے جو نہیں دیکھ پشیمان ہوگا

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

خبر آئی جو عدو کو بھی ستائے تو کبھی — نہ لگے آگ جو اس کو بھی جلائے تو کبھی
جی میں ہی جاؤں وہاں اب کہ آئے تو کبھی — گم کردن آپ کو ایسا کہ نہ پائے تو کبھی

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

رحم ہرگز نہیں آتا تجھے ہم پر ظالم — دل ٹھہرتا نہیں ٹھہرے کوئی کیونکر ظالم
تری محفل سے چلے سخت مکدر ظالم — اے دل آزار جفا کیش و ستمگر ظالم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیوں نہ آزردہ ہوں کچھ حال سے بیزار نہیں — مجھ میں تاب ستم غیرت اغیار نہیں
جس سے ہو جاتی ہے صحبت یہ وہ آزار نہیں — اب کی ہو ترک وفا ہم سے تو دشوار نہیں

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیا ترے عشق میں پائی ہے سراسر رنجش — یعنی موجود ہے ملنے کو برابر رنجش
سلسلہ ہوتی گئی ہر بار فزون تر رنجش — اب کی بیحد و نہایت ہے ستمگر رنجش

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

لا علاج آہ جب آزار کو اپنے پایا — عدم آباد کو ناچار سفر ٹھہرایا
تو سمجھ یا نہ سمجھ میں نے تجھے سمجھایا — یہ نہ ہو گھر کہ گیا اور مجھے لے آیا

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

اے صنم رشک سے کب تک کوئی ناشاد رہے — مثل ناقوس سدا ہمدم فریاد رہے
دیر ویران سے کعبہ مرا آباد رہے — یعنی مومن ہوں چلا جاؤنگا یہ یاد رہے

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

سوزن جادو شاہزادہ ایرج نوجوان کو لیکر بلند ہوئی اُڑی ہوئی جاتی ہی ایرج نوجوان ایسا شیر دل
پنجہ مین دبا ہوا ہر مرتبہ اپنے کو سنبھالتی ہی پہر بھر کامل اُڑی ہوئی گئی اب خیال مین سوزن کے یہ ہی کہ کوئی
جگہ ملے تو گھڑی دو گھڑی ٹھہر جاؤن قضائے کار ایک قلعہ ہی کہ اُسکو قلعہ انجم حصار کہتے ہین علمداری مین
طلسم اسکندریہ کے ہی ملکہ انجم ماہ رخسار حاکم و ناظم سریر جہانبانی پر متمکن ہی انیس جلیسین ہمدم وہمراز مین
حاضر صحبت عیش و نشاط آراستہ کسی مصاحب نے ذکر طلسم اسکندریہ کیا اور یہ بھی کہا اے ملکہ عالم آپ نے سنا
طلسم مین بڑا ہنگامہ ہوا کوئی نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران جاکر طلسم مین پہونچا ہی ہم نے خبر پائی کہ ملکہ
شیشہ مے نوش دختر مرأت جادو اس نوجوان پر عاشق ہوئین خوب اپنے گھر کو برباد کیا عزیز ایسے ایسے
قتل ہوئے طلسم مین ہنگامہ پڑ گئے اب چندے سے نہین معلوم کہ کیا سانحہ گذرا مگر یہ بخوبی ہمکو معلوم ہی کہ
مرأت جادو نے اپنی بیٹی کو جرم عشق طلسم کشا مین قید کیا اُسپر بڑی بڑی عقوبتین کین لیکن وہ ایسی بہوت ہی
کہ مان کا کہنا نہین مانتی نہین معلوم اب طلسم کشا پر کیا گذری آیا لیان طلسم نے قتل کیا یا جان بچا کر نکل گیا یا
دشمنون کے کان بہرے طلسم فتح ہوا یہ سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار نے فرمایا اگر اس طلسم پر آفت آئی تو ہم کیونکر بچین گے
اسی وقت ایک ساحر تیز رو کو خدمت مین مرأت جادو کے روانہ کرو کہ کل حالات اپنی آنکھ سے دیکھ آوے
ہماری جانب سے آداب تسلیمات بھی جاکر عرض کرے بخوبی مفصل حال دریافت ہو کہ اب کیا انجام ہوا اگر طلسم کشا
زندہ موجود ہو تو چلکر ہم بھی اپنے بادشاہ کی مدد کرین لڑین بھڑین مصاحبون نے عرض کی حضور ابھی جاتے
ہین مفصل خبر لاتے ہین ملکہ انجم ماہ رخسار نے قصد کیا کہ واسطے مرأت جادو کے عرضی تحریر کرون کہ چوبدار
نے بڑھکر عرض کی کہ ملکہ سوزن جادو ایک شخص کو گرفتار کرکے لیکر آئی ہین امیدوار باریابی ہین ملکہ
انجم ماہ رخسار نے گھبرا کر پوچھا گرفتار کرکے کسکو ملکہ سوزن لائی ہین کہا حضور کیا عرض کرون ایک
جوان نوخاستہ ہی مین نے تو کبھی ایسی صورت نہین دیکھی اسکو سحر مین گرفتار کیا ہی وہ بالکل بیہوش و مدہوش
ہی اب حضور کے سامنے آئینگی دریافت کر لیجیے گا ملکہ انجم نے حکم دیا بلاؤ کنیزون نے آکر سوزن
سے کہا سوزن جادو نے ایرج کو کاندھے سے اُتار کر زمین پر قائم کیا سحر سے ہتکڑیان بیڑیان پہنائین
ایرج نوجوان بن قاسم کو ہشیار کیا ایرج نوجوان اپنے حال زار کو دیکھکر حیران و پریشان کہ کس آفت
مین مبتلا ہوا کس مقام پر پہونچا مگر خاموش سوزن جادو نے سر زنجیر کو ہاتھ مین تھاما کشان کشان ایرج
نوجوان کو لیکر بارگاہ مین داخل ہوئی سوزن جادو نے جھک کر سلام کیا انجم ماہ رخسار نے سر
اُٹھا کر دیکھا ہزبر بیشہ جرأت نہنگ دریائے ہمت کو پابند غل و زنجیر پایا لیکن فر و شوکت چہرے سے

عیان ہوے سر سرا سر پریشان رعب و دبدبہ تہور و شجاعت چہرے سے ٹپک رہی ہو غصہ مین بل ابرو سے نمودار پرشیر کے تیور نگاہ مین آمیزی فراج مین برہمی مگر حیران حیران چہار جانب نگران لیکن بارگاہ مین قدم رکھتے ہی لبطور اہل سلام صاحب سلامت کی ساحران غدار بگڑنے لگے ملکہ انجم ماہ رخسار اس آن بان کو دیکھکر تڑپ گئی تیر مژگان ایسے نوجوان تو دہ دل پر پڑے تیغ ابرو سے کلیجہ فگار دل بیقرار ہا ہا لیان دربار کو منع کیا صاحبو کیون بگڑتے ہو اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی جو جسکا مذہب ہے وہ اسکو اچھا جانتا ہی شاید یہ جوان خوشتر و خداے شاوید کا کو مانتا ہو یہ آواز جو کان مین ایسے نوجوان کے آئی سر اٹھاکر ایک حوردش پری نژاد کو سر پر جہانبانی پر دیکھا کہ نہایت حسین اور حسن خوبصورت نظم

پری پیکرے رشک حور بہشت	خمیر وجودش ملایک سرشت	بہار لباسان صد بوستان	خط و خال طاؤس ہندوستان
دیگر اشعار مصنف	قدش سرو گلزار راز جنان	دہن غنچہ گلشن امتیاز	جبینش منور چو نظم سحر
دو رخسار مانند شمس و قمر	دو گیسو دو مار سیہ سر بسر	چہ دام بلا بہر مرغ نظر	سراپا مین نزاکت ملاحت لیے

ایسے نوجوان نے کلیجہ پر ہاتھ رکھا ملکہ انجم ماہ رخسار تو پھڑک گئی ضبط نہ کرسکتی تھی جی چاہتا ہی اٹھکر لپٹ جاؤن سوزن جادو کو کرسی پر جگہ دی کہا یہ کس بیگناہ کو پکڑ لائین کیا پیشہ جلادی اختیار کیا یہ جوان کس خاندان عالی سے ہے کیا تھا را گناہ کیا اسکے ہاتھ سے کسی کا خون ہوا جو اسطرح بیدردی سے گرفتار کیا ہے یا کوئی ساحر زبردست ہی تھے سراپا سحر مین مبتلا کر دیا گلے مین بیچارے کے سانپ لپٹے ہتکڑیان اتنی بھاری بیڑیان دوہری یوا کچھ ساحری جمشید کا بھی خوف ہی تم تو جلاد سنگین ہو سوزن تم تو کلیجہ مین کھٹکین اسم بامسمے ہو گئین درزی کی سوئی کبھی گاڑھے مین کبھی زربفت مین قطع و برید تم پر ختم ہوئی سوزن نے کہا ملکہ عالم آپ ناحق خفا ہوتی ہین مین گھڑی بھر کے واسطے آئی ہون اپنے قیدی کو لیکر چلی جاؤنگی یہ شخص قاتل ساحران طلسم اسکندری ہی اسکے رگ و ریشہ مین جرات بھری ہی اس جوان نے جاکر طلسم مین ہزارون کو قتل کیا ملکہ شیشہ نوش دختر ملکہ مرات اسکے آئینہ رخسار کی شیفتہ ہوئین صفائی پر جمال کے فریفتہ ہوئین دھگڑے کی محبت مین ہزارون کو قتل کرایا آخر مین طوفان جادو نے گرفتار کیا ملکہ نے حکم دیا خدمت مین خداوند کے لیجاؤ اسکے عیار نے طوفان جادو کو مارا لڑ بھڑ کر یہ جوان اپنے دادا کے لشکر مین پہونچ گیا بی شیشہ نوش اب تک اس کی محبت مین مدہوش ہین دل پر نہین معلوم کیا گذرتی ہے ظاہر مین خاموش ہین ملکہ مرات نے مجھکو حکم دیا کہ جاکر اس جوان کو پکڑ لاؤ قتل کرین اہالیان طلسم کو اطمینان ہو مین یہان سے گئی اسکے لشکر سے گرفتار کرکے لائی ہون طلسم اسکندریہ مین لیجاؤنگی مین تھک گئی تھی لحظہ بھر کے واسطے ٹھہر گئی یہ سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار کے ہوش اڑگئے کہا اے سوزن جرات و شوکت مین یکتا یہی جوان طلسم کشا ہے سوزن

نے کہا حضور مین مفصل نہین عرض کرسکتی طول طویل داستان ہی اگر مفصل عرض کرون ہوش و حواس اُڑ جاٸین
عیار اسکا بلاے روزگار آنکھ ملتے ہی جادوگر کو مارتا ہی اس جوان کو سحر نہین آتا مگر ساحر کش ہی ملکہ مرائت
جادو نام سے اسکے جلتی ہین جاتے ہی قتل کرینگی تمام اہالیان طلسم اسکے نام کے دشمن ہین وزیران سلطنت اسکے
واسطے رہزن ہین بڑے بڑے سرداروں کو اس ظالم نے مارا ہی اسکی بوٹیان کاٹی جاٸینگی کل اہالیان طلسم جمع
ہونگے اُسوقت یہ جوان قتل کیا جاٸیگا کہ ناظرین کو عبرت ہو پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے یہ باتین سُنکر ملکہ
انجم ماہ رخسار کا غصہ سے چہرہ سُرخ ہوگیا کہا بی بس ہیچ سنبھالو جلادی کی باتین زبان سے نہ نکالو
ہزارون ساحرون کو قتل کیا یہ بڑی شکایت ہی ناحق کی حکایت ہی اُن لوگون کے ہاتھ مین مہندی لگی تھی لڑنے
آئے تھے اچھا ہوا مارے گئے بڑی خطا تجویز کی بی شیشہ می نوش کیون عاشق ہوئین اپنی بیٹی کو سمجھائین جلائین
اس بیچارے کی خطا کیا جوان خوبصورت پایا ایک پری ہاے واے کرنے لگین مان صاحب کو ناگوار ہوا
بیٹی کو گھر مین بٹھائین اور پر کیون ہاتھ اُٹھائین بی سوزن کتنے تو تار باندھ دیا قتل کرینگی قتل کرینگی ابھی انھین کے
لشکر کا ذکر ہو رہا تھا اس شیر کا نام تو بتاؤ بی سوزن جادو نے کہا کہ ایرج تو جوان فرزند قاسم عالیشان ہی نقشہ
ملک باختر اسکا لقب ہی ملکہ انجم ماہ رخسار کی مصاحب نے جواب دیا حضور یہ خداوند کے نواسے ہین ملکہ
گیتی افروز نور چکیدہ خالص قدرت انکے والد تاجدار قاسم صف شکن پر مائل ہو کر نکل گیٔن یہ انکے بطن سے
ہین ملکہ انجم ماہ رخسار خوب قہقہہ مار کر ہنسی کہا لو بی سوزن سنو بی شیشہ می نوش کی خطا کیا ان نوجوانون
کی عشق و عاشقی خداوند لقا نے اپنے گھر مین جائز رکھی تو بندون کا کیا ذکر قدرت اس امر پر راضی ہوے
جب تو بی گیتی افروز نکل گیٔن اگر قدرت چاہتے سنگ سیاہ کر دیتے بیٹی کو بھی نہ روکا انکو نہ غارت کیا
پس ثابت ہوا کہ یہ خداوند کے پیارے بندے ہین جو انکے ساتھ دشمنی کریگا اسکی شامت ہی باعث خوشنودی
قدرت انکی محبت ہی یہ بندگان مقبول ہین انکے دشمن ہمیشہ ملول ہین اب بی سوزن صاحب آپ تشریف
لیجاٸیے قدرت کے نواسے کو نہ ستاٸیے جیسا مناسب وقت ہوگا دیا کیا جاٸیگا اور مرأت سے کہیے گا
اگر آپ کو ناگوار ہی تو صاحبزادی کو سنبھالیے قدرت کے نواسے پر بدعت کرنے مین خرابی ہی سوزن نے کہا
کہ آپ کو اس سے کیا کام مین جا کر بمشقت پکڑ کر لائی تھک گئی یہان ٹھہر گئی جسطرح لائی تھی اُسی طرح لیجاؤنگی
مین دشمن کو یہان نہ چھوڑونگی ملکہ ماہ رخسار نے کہا تمھاری کیا طاقت ہی سہیل جادو وزیرزادی سے
حکم ہوا اسیر قدرت کے جسم سے قید سحر دور کرو ہمارے باغ مین لیچلو جیسے ہی ملکہ سہیل اُٹھی سوزن جادو
نے کہا دیکھو بی سہیل ہمارے قیدی کے قریب نہ جانا گنہگار ہو بادشاہ کے ہاتھ نہ لگانا سہیل نے کہا جو ہمارے
مالک کا حکم ہی وہ کرینگے سوزن نے اُٹھکر گولہ مارا سہیل نے اشارہ کیا سوزن کا گولہ لوٹ کے گرا سوزن

نے دوسرا سحر کیا سہیل بیہوش ہو کے گری ملکہ انجم ماہ رخسار غصہ مین یہ کہتی ہوئی اُٹھی رہ تو شفقل ہمارے سامنے
بیگستاخی ہم در پردہ سمجھاتے ہین سمجھ مین نہین آتا ہم قدرت کے نواسے کے قتل ہونیکی کیونکر اجازت دین سوزن سہیل
کو بیہوش کر کے ایرج نوجوان پر جا پڑی ایسا سحر کیا کہ ایرج بیہوش ہو کے گرے قصد ہوا پنجہ کرمین پکڑ کے نکلون تو ملکہ
انجم چمک کر اُٹھی چہرۂ آفتاب عالمتاب دونون عارض ماہ تابان محبت مین ایرج کے بہوت غصہ آیا کہ سامنے ہمارے
معشوق پر یہ بدعت ایرج جو زمین پر گرا بیہوش ہو کر ایڑیان زمین پر رگڑنے لگا ملکہ کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب
تھرا گیا پنجہ کھینچ کے سوزن پر جا پڑی اسنے کئی سحر کیے سب سحر رد کرتی ہوئی قریب سوزن کے پہونچی پنجہ مارا اسنے گھبرا کر سپر
سحر کو چہرے کی پناہ کیا پنجہ گرا سپر کٹی سوزن کے دو ٹکڑے ہوئے لاشہ سوزن کا جلنے لگا آواز آئی کشتی ہرا نام من
سوزن جادو بود رشتہ حیات سوزن قطع ہوا ایرج بیہوش پڑے ہین سہیل بھی بخیا رہوئی دربار مین سب کانپنے لگے ملکہ نے
فرمایا ای سہیل نبیرۂ قدرت کو باغ مین لیجاؤ ہم بھی آتے ہین ہماری مراد مرف یہ ہے کہ قدرت نہ آزردہ ہو اسنے ان
لوگون کو ستایا ہلاک ہوا کوئی نانا چاہیگا کہ نواسا مارا جائے عقل پر پتھرون کے پتھر پڑے قدرت کے نواسے لڑے
کیونکر فتح نصیب ہوا سبھی ہم سے ملک کے ملک برباد ہوے کیا قدرت کو اختیار نہین کہ ان سبکو مٹا دین اگر یہ کوئی کسکے
لڑائی ہوتی ہے اس امر کو قدرت جانے ہمین کیا دخل ہے ملکہ سہیل وزیرزادی نے ایرج نوجوان کو عالم غشی مین ہوادار پر سوار
کیا چند کنیزون ساتھ ہوئین باغ مین داخل کیا سامان عیش و نشاط آراستہ ہوا یہان ملکہ انجم ماہ رخسار نے دربار مین سب سے کہا
کیون صاحبو تم لوگ سمجھے مین نے برا کیا کہ قدرت کے نواسے کو بچا لیا دو ایک روز انکی دعوت کرونگی پھر شوکت و فر عزت
مین انکے نانا جان خداوند لقا کے روانہ کر دونگی میرے سامنے انکے نواسے پر یہ مصیبت تھی مین خاموش ہو رہتی
اگر قدرت دامنگیر ہوتے فرماتے ہمارے نبیرۂ خاص قرابت دار با اختصاص کو نہ بچایا کیا جواب دیتی سب نے
کہا آپ نے بہت خوب کیا اب آپ بھی تشریف لیجائیے ملکہ نے سب کو رضامند کر کے بھاری جوڑا اتکال کر پہنا
دریائے جواہر مین غوطہ مار اگئی دلبران ماہ رخسار آگے آگے یہ گلعذار داخل باغ ہوئی دیکھا سہیل نے وسط
باغ مین شامیانہ عمدہ استادہ کرایا مسند بچھائی جلسہ کی تیاری ہو رہی ہے ایرج اب تک صدمہ سحر سے بیہوش ہے
ملکہ نے آتے ہی ایرج نوجوان کو مسند پر بٹھایا آپ پہلو دبا کر بیٹھی آب دمیدۂ سحر کے چھینٹے دیے ایرج نوجوان
کی آنکھ کھلی دیکھا پہلو مین وہی ماہ تمثال حور پیکر سمن عذار سہی قد سر جھکائے ہوئے جلوہ فرما ہے سامنے باغ
بہشت آئین گلہائے رنگا رنگ گفتگو فرما رہے بوقلمون ہر نخل سرسبز و شاداب زلف سنبل پیچان کو پیچ و تاب ہے غنچے
مسکراتے ہین پھول خوشی سے کھلے جاتے ہین نوجوانان چمن اکڑ رہے ہین گلچین و باغبان اپنی سبز بختی پر لڑ رہے ہین
نرگس شہلا دیدہ بازی مین مصروف سوسن کو اپنی زبان درازی مین دکھ وقت اُس باغ بہشت آئین پر جوش
بہار ہے زلف سنبل عطر بیز و شکبار ہے نظم

برشتگی ہی نگہ مین یہ گرم ہی جوبن
کہ ہر طرف ہی گل افشان عام گلخن
کھڑا ہوا ہی جو ابر بہار صورت شام
ہوا ہی سرد کا ہر سمت گرم ہی توسن
ہجوم شوق مین فرصت نہین ہی سجدون کی
ہر ایک غنچہ تو خنجر کا کھلا ہی دہن
نہین ہی ایک گھڑی بھی فراغ ہم نفسی
کہ آجکل ہی فراموش عادت دردن

فروغ عارض گل ہی قندیل روشن
عجیب طرح سے ہوتے ہین منعقد غنچے
جبین شاخ پہ گل کھل کے کنول روشن
پڑے ہین عکس جو رخسار گل کے ہر جانب
نصیب ہی سر بلبل کو آشیان چمن
صبا نے سحر محبت سے کر لیا اشتاق
چمن مین نالہ بلبل ہی دل بی شور محن

ہمت نون مین قدم رنجگی بہار نے کی
اڑا رہی ہی مزے نو عروسی گلشن
نہال جھوم رہے ہین وفور مستی مین
زمین باغ کا رنگین ہی جابجا دامن
ہوائے خندہ پیہم جو گد گدا لی ہی
امیدوار ہی بوسون کا عارض گلشن
اجل کشاکش امید مین پریشان ہی

ایرج نوجوان رسائی پہ اپنے بخت رسا کے نازان ہوا نیر اقبال پہ آفتاب
عالمتاب کا گمان ہوا باغ ایسا خوشنما پہلو مین ماہ سیما باغ مین جوش بہار پہلو مین گلعذار یا وہ مصیبت یا یہ
محفل عیش و عشرت طرف ملکہ انجم ماہ رخسار کے شاہزادہ متوجہ ہوا فرمایا اے ماہ آسمان خوبی اے اختر تابان برج
فلک محبوبی اپنے نام و نسب سے ماہر کر دیجیے تو ثابت ہو کہ مہمان نواز ہو تاج و تخت سلطنت سے سرفراز ہو
گوہر ریزی زبان معجز بیان کے مشتاق ہین صاف ظاہر ہی کہ آپ صاحب مذاق ہین ملکہ نے مسکرا کر غنچہ دہن وا کیا
منھ سے پھول جھڑنے لگے فرمایا صاحب سلطنت و لیاقت کا کیا ذکر ہی سوزن جادو آپ کو گرفتار کر کے لیے جاتی
تھی ہمکو معلوم ہوا کہ آپ خداوند لقا کے نواسے ہین مذہب کے خیال سے بچا لیا سوزن جادو کو قتل کیا ایرج
نے فرمایا مین تو خداوند لقا پر لعنت کرتا ہون وہ بیحیا بھگوڑا ہمارے ہاتھ سے مارا مارا پھرتا ہی ہماری رشتہ داری
سے اسکو شرف حاصل ہی وہ ایک مردود دروغ گو جاہل ہی ملکہ ماہ رخسار نے سہیل جادو کی جانب اشارہ کیا
فرمایا لو بھا سہیل جادو شاہزادے صاحب اپنے نانا خداوند لقا کو برا کہتے ہین انسے ڈرنا چاہیے بموجب قول
شیخ سعدی شعر ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد ٭ بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد ٭ ایرج نے کہا ملکہ
برا کہنے کا یہ سبب ہی وہ بیحیا بڑا بے ادب ہی دعوی خدائی کرتا ہی اپنی یکتائی پہ مرتا ہی ای ملکہ تصور تو کرو
انسان دعوے خدائی کا کرے کیونکر اسپر لعن تعزین ہو اگر ہمکو مہمان کیا ہی مہربانی فرمائیے ہم دولت
کونین سے ہمکو شاد کرتے ہین مذہب بڑی چیز ہی جو اس سے واقف نہو وہ بڑا بے تمیز ہی لقا کی حماقت
ظاہر ہی ہر فرد بشر اسکی حماقت سے ماہر ہی اگر با تقرتا بہ کوہ عقیق ہمارے بزرگون کے ہاتھ سے بھاگتا
ہوا آیا مگر اپنے افعال قبیح سے تائب نہ ہوا اس طرح چند کلمات ایرج نوجوان نے صفت رب اکبر مین بیان
کیے اور مذہب لقا مین کچھ فقرات کہے ملکہ انجم ماہ رخسار نے فرمایا صاحب ہم دلیل طول و طویل
سے کیا فائدہ ثابت ہوا کہ آپ کا مذہب برحق ہی خدائے نادیدہ خدائے مطلق ہی آپ مہمان ہین خاطر داری

ضرور ہی ہم نے دل وجان سے اطاعت دین اسلام ملت بیضا قبول کی انکی وجہ سے یہ سعادت حصول کی
ملکہ سہیل سے اشارہ کیا کہ گائن کو بلاؤ سامان عیش ونشاط مہیا ہو کنیزون نے فوراً گلابیان شراب کی
کشتیان کباب کی حاضر کین یہان تو سامان عیش ونشاط مہیا ہو رہا ہی مگر مہتر شاپور شیر دل جستجو مین جو شاہزادہ
والا قدر کے نکلا بصورت باغبان عصا و قدر زیر دیوار اسی باغ کے آکر پہونچا رات ہو چکی ہی خیال مین گذرا اگر
جنگل مین کہین پڑ رہینگے کوئی جانور درندہ وگزندہ شاید آزار پہونچائے آج کی شب اس باغ مین بسر کرین صبح کو پھر
اپنے گل حدیقہ جرأت کی جستجو مین مصروف ہون یہ سوچکر شاپور نے کمند پھینکی جست کرکے دیوار پر آیا شاخ
نخل تھام کر اترا دور سے دیکھا وسط باغ مین جلسہ آراستہ ہی صدہا نازنینان مہ جبین کا مجمع طبیعت تو
مزیدار ہی حیران ہین کہ اس محفل عیش منزل مین رات بسر کرنا ضرور ہی سامان محفل عیش وسرور ہی شراکت کرنا واجب
ولازم ہی یہ سوچ رہے تھے کہ ایکنازنین شوخ وشنگ سانولا رنگ بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی آ فتابہ ہاتھ مین
تھرکتی ہوئی ایک نخل کے سایہ مین پائجامہ کھولکر بیٹھ گئی شاپور نے منھ پھیر لیا خیال مین آیا کیا عجب ہی کہ
گانے والی ہو اسی کی صورت بنکر چلو قریب آکر اسکو بیہوش کیا کنارے لاکر اسی کا لباس اور زیور اتارا اسی
کی صورت بنکر تیار ہوے پائنچے سنبھال کر مسکراتے ہوے چلے مگر حیران کہ اے شاپور جسکی صورت بنے ہو اسکا
نام کیا ہی یہ سوچتے ہوے محفل مین آئے نگاہ اٹھا کر دیکھا آفتاب عالمتاب شوکت وماہ آسمان بہت جرأت
اپنے آقائے نامدار مولائے قدر شناس سخاوت اساس ایرج نوجوان بہ فر وحشمت مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین
ایک شاہزادی حسین جمیل دوسری جانب ایک ماہ پارہ محفل وشکیل استادہ پہلوے ماہ مین دست بستہ حاضر
ہی یعنی سہیل وزیرزادی کو دیکھکر شاپور محو مطلق ہوے جی مین کہتا ہی ہمارا آقا کیا صاحب اقبال ہی گرفتار
ہو کر آئے معشوق ماہ لقا کو لیے ہوے پہلو مین بیٹھے ہین اس حیرانی مین کھڑا ہوا جمال سہیل پر نگاہ کبھی
داہ کبھی آہ سراپا پر نظر ہی گویا تصویر تصور ہی سہیل نے جو سر اٹھا یا دیکھا گلبہن گاین بہ نگاہ حیرت
تجکو دیکھ رہی ہی مسکرا کر فرمایا بی گلبہن تمھین کسی وقت فرصت بھی ہوتی ہی بے ٹھسہ کیے ابی صحبجی سے
نہین نکلتی ہو عرصہ سے ملکہ عالم یاد فرما رہی ہین صحبت عیش دیر سے آراستہ ہی اب آئی ہو تو خاموشی کا کیا
باعث کچھ مجھسے کہو گی تنخواہ تمھاری دیدی گئی تمھارے سارنگی والے آئے تھے صبح کو اسی کے سپرد کی تمھارے
پانون مین ہمیشہ مہندی لگی رہتی ہی تمھاری حاضری ناممکن اتنا اشارہ جو شاپور نے پایا قریب ملکہ
سہیل کے بیٹھ گئی ہاتھ بڑھا کر بلائین لے چپکے سے کہا مین صدقے ان انکھڑیون پر قربان کیا سراپا ہی
قادر مطلق نے جسم انور نور کے سانچے مین ڈھالا ہی مین تو اس شمع جمال کا پروانہ ہون ملکہ سہیل نے ہنسکر
کہا دیوانی کیا بیہودہ بکتی ہی دیکھ مین آزردہ ہونگی اپنا کچھ کمال دکھاؤ آج مہمان عزیز آئے ہین انکو رجھاؤ

سر جھکا کر چپکے سے کان مین کہا گلیر ہمن یہ رنگ ہمنتے دیکھا ملکہ نے جوش محبت مین ایرج نوجوان کے سوزن جادو ملازم بادشاہ طلسم کو مارا اب معشوق کو پہلو مین لیے ہوئے بخوف بیٹھی ہین دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی شاپور نے کہا حضور جوان بھی تو رشک یوسف کنعان صاحب شوکت وشان حسن و جرائت مین بے نظیر کیونکر عاشق نہون ایسے معشوق کسکو ملتے ہین سہیل نے کہا گلیر ہمن انجام اسکا برا ہی شاپور نے کئی مرتبہ ہنستے ہنستے ملکہ سہیل جادو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے سینہ پر ہاتھ رکھا سہیل نے اری ہٹ کہکے ہاتھ اسکا جھٹک دیا ملکہ انجم ماہ رخسار نے فرمایا بی گلیر ہمن آج ہماری وزیرزادی سے کیا کھسر پھسر باتین کر رہی ہو کیا گاے کو دل نہین چاہتا تمھاری بہن کو بلا بھیجین شاپور نے کہا حاضر سامنے ایرج نوجوان کے آکے جھک کے سلام کیا سازندون کو اشارہ ہوا شاپور بھی تو خنجر ابروے سہیل کے گھائل ہوے ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین سامنے اپنے مالک سے آنکھ ملا کر یہ خمسہ عاشقانہ شروع کیا خمسہ

فزون چمن سے بہار آج یار راہ مین ہی — سکون راحت صبر و قرار راہ مین ہی
شجر کا شور یہی بار بار راہ مین ہی — ہوائے دور مئے خوشگوار راہ مین ہی
خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی

ہزارون گل ہین نہین ایک خار راہ مین ہی — دوچند باغ جہان سے بہار راہ مین ہی
غریب آو یہی اب پکار راہ مین ہی — گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی
بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی

ہین اسکو دیکھکے بیہوش یوسف مصری — خجل ہین روے منور سے اسکے حور و پری
ابھی سے جان تصدق ہی اسیر ہر اک کی — شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی
ہنوز حسن و جوانی یار راہ مین ہی

بشر کو خوب ہی تدبیر اوج پستی مین — رکھے تمیز ثواب و عذاب مستی مین
ضرور چاہیے صحرا کا خوف بستی مین — عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی

مسافرون کو سفر مین خیال راہ ہی شرط — رفیق یکدل و یکرنگ خیر خواہ ہی شرط
ہر ایک کام مین انجام پر نگاہ ہی شرط — طریق عشق مینا ہی دل عصاے آہ ہی شرط
کہین چڑھاو کسی جا اتار راہ مین ہی

حسین ہی مہ ہی خورشید ہی پری رخسار — ہلال برق ہی اعجاز ہی پری رفتار

جلاتا مردے ہی تو دمبدم ہزار ہزار
جگہ ہی رحم کی اسکو بھی ایک ٹھوکر مار

شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

نہ فکر کھانے کی اُسکو نہ آب کی خواہش
قدم قدم یہ ہی نیرنگی اُسکی افزایش
نہ زینت اُسکو ہی منظور اور نہ آرایش
سمند عمر کو اللہ شوق آسایش

عنان گسستہ وبے اختیار راہ مین تھا

یہ راہ سخت ہی اسمین ہزار ہین کھٹکے
جواب مین یہی کہتا ہون مین تو ان سب کے
یہ مجھسے کہتے ہین جتنے ہین ہمنشین میرے
نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے

فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

کمال دھوپ پڑے دوپہر ہی گرمی کی
زمین ہی آگ ابھی دوپہر ہی گرمی کی
زیادہ لو بھی ہی دوپہر ہی گرمی کی
نہ جایئن آپ ابھی دوپہر ہی گرمی کی

بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہی

یہ راہ وہ ہی نڈر اسمین ہی کبھی کا ساتھ
نہ ہمکو چاہیے اب خضر سے بنی کا ساتھ
جگر کا اشک کا نالے کا دل کا جی کا ساتھ
تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ

ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

ہزار رنج اٹھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
ہر اک کی ٹھوکرین کھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
نہین وہ جاتا ہی آتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
جنون مین خاک اڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے

شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی

سفر جو کرنے مین آتا ہی دل مین یہ تیرے
خیال ہی یہی اے ہمنشین تجھے گھیرے
رفیق ہین نہ ملازم مین ورنہ مین چھیڑے
سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے

ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہی

یہان یہ ہنگامہ عیش ونشاط گرم ہی فلک کج رفتار کی کج رفتاری ظاہر ہوئی اسکے بغض و حسد سے ہر عقیل و فہیم ماہر ہی بقول جناب میر حسن مغفور و مرحوم شعر یہ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہین * کسی کا ابھے وصل بھاتا نہین * شاپور کی گرمیان ساتھ ملکہ سنبل کے ابھی تک اپنا حال اسنے ظاہر نہین کیا اب حال دربار مرائت جادو ساعت فرمایئے مرات جادو تخت پر پہلو مین انور جادو و ملکہ شیشہ می نوش کو شجر جادو کے سپرد کرکے طرف باغ کے روانہ کر دیا جب عرصہ ہوا کہ سوزن جادو

واپس نہ آئی تو انور جادو نے ہرائت سے کہا بوا زیادہ تجھے فرصت نہین ہی ملکہ حیرت جادو تجھے
یاد کرتی ہونگی اُنکی مصاحبت مین آٹھ پہر حاضر رہتی ہون علاوہ ازین زمانہ انقلاب ہر وقت جھگڑا فساد
مسلمانون سے مقابلہ عیارون سے مچا ولہ مصاحبان ملکہ کو آرام نہین عیش و راحت سے کام نہین کیا سبب
ہوا مین نے سوزن جادو کو اسواسطے روانہ کیا تھا کہ وہ نہایت تیز رو ہی میری تعلیم کردہ نامہ و پیام لیکر
صدہا کوس جاتی ہی بہت جلد واپس آتی ہی میرا دل گھبراتا ہی ہرات جادو نے کہا بوا مجھے تو سب حال آئینہ
ہی تم نے جلدی مین اُسکو روانہ کیا لشکر حمزہ مین ایک ساحرہ کا جانا عین دربار سے اتنے بڑے جلیل کا
لانا سو دو سو جادوگر ساتھ جاتے تو شاید وہ جوان گرفتار ہوتا انور نے کہا مین خود جاتی ہون ہرائت جادو
نے ہر چند منع کیا انور نے کہا بوا تمھین کچھ خبر ہی مجھے لستاہل کرنے سے بیر ہی مین اس مقدمہ کا فیصلہ کرکے
جاؤنگی چھوکری کا حال دیکھکر میرا کلیجہ پھٹ گیا اس نگوڑی کمبخت کا آب و دانہ ترک ہی میرے دلکو قرار
کیونکر آئے مین اُسکو فوراً پکڑ لاؤنگی سامنے لونڈیا کے قتل کرونگی جب تک وہ قتل نہوگا یہ ہوش مین آئیگی
میرا ہوش رُبا مین دل نہ لگے گا آٹھ پہر یہی دھڑکا رہیگا مین اب شیشہ می نوش کو یہان نہ چھوڑونگی
ہر چند کہ طلسم ہوش رُبا مین غدر ہی لیکن مقام صدر ہی اس جوان کے قتل کرنے سے شہنشاہ خوش ہونگے
حقیقت مین میری عقل نے کمی کی مزاج مین برہمی تھی غصہ مین خیال نہ رہا سوزن کو اکیلا بھیجا تھا یہ کہکر
تخت پر سوار ہوئی سو جادوگرنیان ساتھ لیکر چلی یہ ادھر سے جاتی تھی وہان ایرج نوجوان نے قلعہ انجم
حصار مین ملکہ انجم ماہ رخسار کے ساتھ عیش مین رات بسر کی جب رات قلیل باقی رہی ایرج نوجوان ساتھ
ملکہ انجم کے اُٹھے چھپر کھٹ پر آکے عاشق و معشوق نے آرام کیا شاپور شیر دل بہ شکل گلچہرہ ہمن گائن قریب
ملکہ سہیل وزیرزادی کے آیا سہیل گانے پر شاپور کے چونکہ مائل ہو چکی تھی جب وہ عاشق و معشوق
اپنے مقام پر گئے سہیل نے ہاتھ شاپور کا تھام لیا گلچہرہ ہمن ہماری کنجی مین چلو اب تو شاپور نے نخرے
کرنا شروع کیے کہا اہی وزیرزادی مجھے نیند آتی ہی ہمین مہلت کہان جو تمھاری کنجی مین چلین اے ملکہ عالم غزل

وقت پیری شباب کی باتین
ایسی ہین جیسی خواب کی باتین

اسکے گھر لے چلا مجھے دیکھو
دل خانہ خراب کی باتین

واعظا چھوڑ ذکر نعمت خلد
کہ شراب و کباب کی باتین

حرف آیا جو آبرو پہ مری
ہین یہ چشم پر آب کی باتین

یاد ہین مہ جبین کہ بھول گئے
وہ شب ماہتاب کی باتین

تجھکو رسوا کرینگی خوب اے دل
تیری یہ اضطراب کی باتین

جائو ہوتا ہی اور بھی خفقان
سن کے ناصح جناب کی باتین

جام کو لب سے لے لگا اپنے
چھوڑ شرم و حجاب کی باتین

سنتے ہین اسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم
کس مزے سے عتاب کی باتین

دیکھ ای دل نہ چھیڑ قصہ زلف
کہ ہین پیچ و تاب کی باتین

ذکر کیا جوش عشق مین ای ذوق
ہم سے ہون صبر و تاب کی باتین

سہیل نے کہا مجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہین چل کھیلے

آج وہین آرام کرین شاپور نے کہا خوشی تمھاری سہیل کے ساتھ اُسکے کمرے مین آیا سہیل چھپر کھٹ پر
لیٹ گئی کہا او کلیمہن میرے پیر دباؤ شاپور نے کہا مین خود تھک گئی ہون ناچتے ناچتے ابھی فرصت
پائی تم خود میرے پیر دباؤ یہ کہکے پاس لیٹ گیا چونکہ سہیل بھی جاگی ہوئی تھی لیٹتے ہی سوگئی شاپور
نے دروازے کمرے کے کھولدیے بصورت اصلی بنکر گلے مین ہاتھ ڈالکر اپنی معشوقہ کے ساتھ چین سے سو رہا
ذراسی بیہوشی بھی دماغ مین سہیل کے دیدی کہ بعد عرصۂ دراز آنکھ کھلے مین تو فرصے اڑاؤن معشوقہ پری پیکر
کو خوب گلے لگاؤن اس خیال مین یہ بھی سو رہا یہان شاہزادہ ایرج نوجوان بوقت سحر بیدار ہوئے
ملکہ انجم ماہ رخسار نے اٹھکر ہاتھ مُنہ دھویا ایرج نے نماز پڑھی وظیفہ پڑھ رہے ہین دو چار خواصین
جو صبح کو اٹھین ٹہلتی ہوئی طرف کمرے کے آئین دیکھا بی سہیل وزیر زادی ایک مردوے کے ساتھ
بلاتکلف سو رہی ہین دروازے تک کمرے کے کھلے ہوے ہین اور تو سب چپ ہو رہین مگر سوسن زبان دراز نے آہستے
کہا واہ بی سہیل کی بڑی عصمت داری مشہور تھی کیا بیخوف دھڑکے کو لیے پڑی ہین نہ مالک کا خوف
نہ ساتھ والون کا لحاظ شمشاد سیدھی بھاگی کہ مین جاکر ملکہ سے کہون ملکہ ماہ رخسار بیٹھی گلوریان
بنا رہی ہین کہ غنچہ دہن خاموش سوسن باتین بناتی ہوئی غل مچاتی ہوئی چلی آتی ہے ملکہ نے کہا
بی سوسن آج کیا کچھ پڑا پایا کہا حضور کیا عرض کرون ملکہ غنچہ دہن سے متوجہ ہوئین کچھ تو بولی مسکرا کے
رہ گئی شمشاد اکڑنے لگی کہا حضور ہم سے سنیے آپ کی وزیر زادی صاحب ایک مردوے کو لیے پہلو مین
سو رہی ہین دروازے بھی کمرے کے نہین بند کیے ایسی بلبلائین کہ بند وبست بھی نہ کیا ملکہ نے کہا کیا بیہودہ
بکتی ہو سہیل ایسی نہین ہے نرگس نے کہا چلکے اپنی آنکھون سے دیکھ لیجے دیدے پھوٹین جو مین جھوٹ کہون
ملکہ اٹھین کہا حرامزادیو جو جھوٹا ہوگا مارے کوڑون کے کھال گرادونگی ایرج نے اخبارے سے
پوچھا کیا ہے ملکہ نے کہا کچھ نہین مین ابھی آتی ہون یہ کہکر چلین دروازے پر خواصون کا جمگھٹا تو چاؤن چاؤن
ہو رہی ہے میان شاپور جاگ رہے ہین مگر آنکھین بند کیے پڑے ہین اور اچھی طرح پر گلے مین ہاتھ
ڈالدیے خواصین کہہ رہی ہین لو مردوا لپٹ لپٹ کے فرصے اُڑاتا ہے ملکہ انجم ماہ رخسار کمرے تک قریب
نہ پہونچنے پائی تھین کہ خواصون کی آواز سنکر سہیل کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مردوا مجھے لپٹا ہوا ہے خواصین
ٹھٹھے مار رہی ہین اور غل کرتی ہین کہ ملکہ جلدی آئیے سہیل نے اُٹھتے ہی ایک چیخ ماری ارے یہ کون ارے
صاجو دوڑو یہ مردوا کہان سے آیا اور ایک دوہتڑ شاپور پر مارا ارے او بیحیا چوٹٹے آٹھائی گیرے تو
کہان سے آیا شاپور کود کر بھاگا سہیل اٹھکر دوڑی خواصون سے کہتی ہے ارے اسے پکڑو شاپور
دوڑتا پھرتا ہے ہرچند سہیل چیختی ہے بھلا شاپور کو کب پاسکتی ہین ملکہ نے آگے دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا

تماشئیا باغ مین دوڑا دوڑا پھرتا ہی اور سہیل پیٹ رہی ہی ملکہ نے پکار کر کہا او سہیل یہ کیا معرکہ ہی سہیل نے چیخ مار کر کہا حضور مین لٹ گئی نہین معلوم یہ نگوڑا مردوا کہان سے آیا مجھ سے لپٹ کے سو رہا للہ حکم دیجیے اسکو گرفتار کرائیے سزاے معقول اسکو ملے یہ کوئی چوٹا اٹھائی گیرا ہی حضور مین پہچانتی بھی نہین شاپور نے کہا ملکۂ عالم دوہائی ہی آپ ہی مجکو بلایا اپنے کمرے مین سلایا اب کہتی ہین مین نہین پہچانتی ملکہ نے کہا تو ہی کون شاپور نے کہا حضور کا غلام ہون میرے انکے مدت سے آشنائی ہی آج انکار کرتی ہین حضور انصاف کرین سہیل پیٹ رہی ہی کہتی ہی حضور کے سر کی قسم مین اس بھڑوے کو نہین پہچانتی ہلڑ جو ہوا ایرج نوجوان قبضہ پر ہاتھ ڈالکر اٹھے بارہ دری کے باہر آئے دیکھا ہمارا عیار وفادار مونس و غمگسار شاپور نامدار نخل کی آڑ پکڑے ہوئے کھڑا ہی ملکہ انجم ماہ رخسار غصہ کر رہی ہی سہیل پیٹ رہی ہی کہ کھلے روتی ہی کہ ہاے میری آبرو گئی یقین ہی کہ اپنی جان دیدے جیسے ہی اپنے آقا کو آتے ہوے دیکھا شاپور نے جھک کر سلام کیا ملکہ نے کہا اے شہریار یہ موا موئنڈی کاٹا نہین معلوم کہان سے آیا ہی میری وزیرزادی کو اسی نے رلایا ہی آپ کو سلام کرتا ہی نگوڑے کو ایک تلوار ماریے کہ اس کا سر اڑ جائے ایرج نے کہا ملکہ یہ تمھارا غلام ہی اور قریب آکر کان مین کہا ملکہ یہ میرا عیار فرزند عمرو نامدار ہی سہیل کو سمجھاؤ اسپر عاشق ہوا ہی ان کمبختون کا یہی طریقہ ہی جسپر عاشق ہونگے اسے رسوا ضرور کرینگے شاپور آکے قدمون سے لپٹ گیا ایرج نے سر سینہ سے لگایا ملکہ نے ترچھی نگاہون سے شاپور کو دیکھا سہیل وزیرزادی روتی ہوئی قریب آئی کہا حضور میری داد نہ ملے گی آپ اس نگوڑے بدمعاش کو کیا پہچانتی ہین شاپور نے کہا وہ نہین پہچانتین تم نے اچھی طرح پہچانا یا نہین رات کو نتین کرکے اپنے کمرے مین لائین وہی گلپیرہن ہون ملکہ نے کہا صاحب یہ تو اس سے پوچھیے میری گائن کو کہان چھپا دیا شاپور نے کہا ایک نخل کے نیچے پڑی ہی اٹھوا منگوائیے کنیزین گئین دیکھا گلپیرہن ننگی پڑی ہی کنیزین اسکو لباس پہنا کر لائین جب قریب ایرج کے شاپور گھل ملکے کھڑا ہوا باتین لشکر صاحبقران کی کرنے لگا قاسم کے غصہ کا حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ حضور مین رہبری سے خواجہ زادون کے اسطرف آیا شکر ہی کہ حضور کو بہ عیش وکامرانی پایا ایرج نے کہا ای شاپور رسوزن جادو طلسم اسکندری سے آئی تھی ملکہ انجم ماہ رخسار نے اسکو مارا ہین رہا کیا مگر وہ بیان کرتی تھی کہ ملکہ شیشہ عمی نوش اسی طرح ساغر بادۂ محبت سے مست ہی آٹھ پہر گریہ وزاری ہی کام اسی کی شورش کی وجہ سے ملکہ مہراتنگ نے اس ساحرہ کو روانہ کیا مگر قضا نے اس ملعونہ کو تیر کا نشانہ کیا ای شاپور بڑے حیف کی بات ہی کہ وہ سوختہ آتش دوری وافروختہ شعلۂ مہجوری اس حال پر ملال مین ہو اور ہم خبر نہ لین اگر تڑپ تڑپ کے مر گئی کیسی بدنامی ہی دفتر عاشقان ثابت قدم سے نام نکل جائیگا ذکر

عشق و محبت ہمارے نام سے معشوقان طناز کو حجاب آئیگا سہیل نے جو دیکھا اُسی نگوڑے اُٹھائی گیرے
سے شاہزادہ ایرج نوجوان باتین کر رہے ہین کبھی گلے لگا لیتے ہین کبھی فرماتے ہین کہ ای شاپور اب اپنے
طرف طلسم اسکندریہ کے چلو یا تو چلکر ملکہ شیشہ می نوش کو رہا کرین یا مر بھر کر جان دین شاپور کہتا
ہے اے شہریار تا بہ طلسم رسائی دشوار ہے بے پتے نشان کوشش بیکار ہے حضور یہان ٹھہرین غلام جا کر
پتہ لگائے اور اگر پہونچ گیا رسائی ہو گئی تو ملکہ شیشہ می نوش کو ضرور نکال لاؤنگا ایرج نے کہا اے
شاپور یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے ہر چند کہ ملکہ انجم ماہ رخسار نے ایکروز مین اپنی محبت صرف کی طبیعت
بہل گئی مگر کسی طرح کے خیال مین لشکر پر بھی آٹھ پہر یورش ساحران دل یا در نفت ملکہ بران مین پریشان اُس
مہجور کا بھی خیال سب طرح مشکل ہے سہیل وزیر زادی یہ حالات دیکھکر پیٹتی ہوئی سامنے شاہزادے کے آئی
دامن تھام کر کہا ای شہریار میری داد نہ دیجیے گا اس نگوڑے کو قید کیجیے ایرج نے کہا ملکہ سہیل خفا ہو
تو مین کہون یہ تو عیار ہے گلبدن بنکر آیا گانا تم نے سنا اپنے کرے مین کیون لے گئین سہیل نے کہا حضور مین
اپنی گائن جانکر لیگئی یہ کیا سمجھی تھی کہ یہ نگوڑا لو نڈا ہے حضور فریاد نہ سنین گے تو مین اپنی جان دونگی سنکھیا
کھا لونگی آپ بھی مجھی کو قائل کرتے ہین ایسے چوٹے اُٹھائی گیرے کو نوکری سے چھڑا دیجیے یہ حضور کو
بدنام کرے گا ایرج نوجوان نے ملکہ سہیل کو گلے سے لگا لیا کہا ملکہ یہ ہمارا بھائی ہے آج سے ہماری بھاوج
کہلاؤ گی شاہزادۂ خاور سیاہ ملک قاسم ہمارے قبلہ و کعبہ کی بہو کہلاؤ گی اب ہماری خاطر کر دو بخش دو
سہیل شاپور کے گانے سے عاشق تو ہو چکی تھی شرما کے سر جھکا لیا کہا حضور خوب زیرہ پتی ہو پا...
سے شاپور کو بھی دیکھ رہی ہے شاپور ہاتھ بلند کیے کھڑا ہے کہہ رہا ہے ملکہ خطا معاف فرمائیے مین تا بجد
ہون آپ کا گنہگار ہون سہیل غصہ مین کچھ جواب نہین دیتی دل مین توفرا گانے کا بھرا ہوا ہے ظاہر مین ابرو
خمدار پر بل لیکن جی کمال کے خیال مین بیکل اب ملحوظ خاطر سامعین ہو کہ ملکہ انجم ماہ رخسار و کنیزون نامدار
و ایرج زیوقار و شاپور شیر دل عیار سب صحن باغ مین کھڑے ملکہ انجم بھی وزیر زادی کو سمجھا رہی ہین کہ
ایرج نوجوان نے کہا ای ملکہ عالم اب برائے چندے رنج مفارقت سہو ہمکو رخصت کرو ہم طرف طلسم
اسکندری کے جائینگے نام طلسم سنکر ملکہ رونے لگی کہا ای شہریار مین سمجھی آپ واسطے ملکہ شیشہ می نوش کے
بیقرار ہین مجھ بدنصیب نے ناحق آپ سے دل لگایا بیٹھے بٹھلائے سودائے محبت مول لیا ہمکو قتل
کرکے جائیے جاکر طلسم مین ملکہ شیشہ می نوش سے دل بہلائیے ہماری محبت بیکار ہے ہرات جادو
کی دختر بلند اختر ہین طلسم مین آپ کی عملداری کرا دیگی یہ کہکر رو دی گوہر ہائے اشک صدف چشم سے نکلکر
عارض رشک ماہ تابان پر گرے صاف ثابت ہوا شب ماہ مین ستارے چھٹکے کنیزین بھی یہ حال دیکھکر

ملول ہوئین ایک ایک کنیز شاہزادے سے منت کرتی ہی کہتی ہی شہریار ہماری ملکہ کو چھوڑ کر نہ جائیے آپکی
صحبت مین ہمنے ملکہ مرأت جادو سے دشمنی پیدا کی یہ خبر ضرور وہان پہونچے گی بموجب ارشاد فیض بنیاد
مصائب نامدار شعر دوست دشمن میشود آخر بوقت عاجزی ٭ چون نزخم آہوان رہ می برد صیاد را ٭
ایرج نے کہا صاحبو آخر تمکو ہم سے کیا امید ہوگی ملکہ نے کہا آپ لوگ نہ روکیے جانے دیجیے مصرع
وا بے برما و گرفتاری ما ٭ یہ کہکے دامن ایرج کا تھام لیا یہ اشعار پڑھے اشعار

ہائے نصیب کھینچ کے بیداد کی طرف
دی جان دیکھ دیکھ کے صیاد کی طرف
ہین جنبش قفس سے تجھے اجنبی
کیون کھینچتا ہی مجکو تو صیاد کی طرف
دیکھی جو مین نے روز جزا اسکی بیکسی
گردن جھکائے جاتا ہون جلاد کیطرف
شوق نیاز ہون کبھی تہ نگاہ ہون
منہ بھی کیا نہ عالم ایجاد کی طرف
قمری وہ کسی طرح کا شاتا ہی گر کوئی
تکتے ہین باغبان مری فریاد کی طرف

دن بھر پھرا پھرا آیا تو صیاد کی طرف
کیا اضطراب ہی کہ برابر ہین گردشین
وہ مجکو دیکھتا ہی مین صیاد کی طرف
کہتا ہی دل پچھاڑ رہی یہ طرفہ لطف ہے
شرماکے ہوگیا اُسی جلاد کی طرف
رو کو خدا کے واسطے یارو کہ جوش شوق
اپنی طرف ہو نہین کبھی جلاد کی طرف
عاشق کا دل ہی امین خوشی کا گذر کہان
مین دیکھتا ہون خاطر ناشاد کی طرف
غنچے کھلے ہوے ہین چلو سیر کو نسیم

پاس وفا سے منھ نہ پھرا وقت ذبح بھی
سوے چمن کبھی کبھی صیاد کی طرف
ای دام روزگار نہین بخت عندلیب
میری طرف نہ اُس ستم ایجاد کی طرف
ہی مجکو جوش شوق شہادت حیا کے ساتھ
پھر مجھکو لیچلا اُسی جلاد کی طرف
ایسے مسافران عدم تنگدل گئے
آتا ہی کون خانۂ برباد کی طرف
انکو شگون آمد فصل بہار ہی
جاتے ہین دام بلبل ناشاد کی طرف

اس طرح ملکہ نے یہ اشعار عشق انگیز پڑھے یہ تو خود چوٹ کھائے ہوے ہین اُسی محبوب جانی کا فراق شب روز
ملاقات کا اشتیاق یعنی یاد مین ملکہ بران شمشیر زن کے مصروف رہتے ہین وصل سے نا امید مبتلاے
دام بلاے ہجران آشفتہ سری مین بے سروسامان ہر دم یہی خیال ہی کہ کیونکر اس محبوب جانی یار جادوانی
سے ملین کیونکر غنچہ آرزو کھلین بقول فردوسی شعر صبا بہ گلشن آن گلعذار میگذری ٭ اذا لقیت حبیبی فقل لہ
خبری ٭ اس خیال مین ملکہ کے اشک حسرت پاک کیے سمجھے جو ہمپر گذرتی ہی وہی اس تو گرفتار کو بھی سامنا
ہی کہا ای ملکہ عالم سواے صبر کے کیا چارہ نہ جانے مین بڑی بدنامی ہی وفاداری مین خامی ہی انشاء اللہ ہم
جس وقت جہان اطمینان کامل پائینگے فوراً لکھکر تمھین بلائین گے ملکہ نے کہا ای شہریار مین آپ کے بلانے کو
نہین منع کرتی مجھے بھی ساتھ لیجیے درد فراق مین مبتلا نہ کیجیے ہم سے یہ بار نہ اُٹھے گا خدا کی عنایت سے چند
الفاظ سحر بھی جانتی ہون مرأت جادو سے تو نہین لڑسکتی کہ وہ بادشاہ طلسم ہی اور کوئی آپ پر دست انداز
نہ ہوسکے گا مین دروازے پر آپ کو قلعہ طلسم سکندریہ کے پہونچا دونگی اور یہ بھی وعدہ کرتی ہون

جس باغ مین ملکہ شیشہ مے نوش قید ہین وہین چلکر اُتریے پہلے انھین کو چھڑا لیجیے آیندہ عجائبؔ و غرائب طلسم مین مجھکو دخل نہین جو کچھ ہو ملکہ شیشہ مے نوش بادشاہ طلسم کی دختر بلند اختر ہین وہ حال لوح کا بتا ئینگی اور مجھسے کچھ نہو سکیگا تو لڑ بھڑکے مرجاؤنگی مگر جفاے فراق نہ اُٹھاؤنگی ایرج فرماتے ہین ملکہ یہ بھی بہتر نہین ہی غیر کا طلسم مین گذر نہین ہی نہین معلوم میرے نام طلسم کشائی ہی یا بخت کی نارسائی ہی یہ باتین سحر انگیز وحشت خیز عاشق و معشوق مین ہو رہی ہین کہ سینہ مین پتے مانگو دیکھلے اور ہی ہین مگر انور جادو بدخو شعلہ مزاج سو جادوگرنیون کو لیے ہوے طرف لشکر اسلام کے جاتی تھی تخت بر روے ہوا خود غصہ مین ساتھ والیان باز و بط ذرقہ پر سوار نگاہ ملکہ انور جادو کی باغ کی جانب گئی ملکہ انجم ماہ رخسار اسی طلسم کی خراج گزار ہی تصویر طلسم کشا دیکھلے آئی پس اسکی جو آنکھ پڑی دیکھا باغ مین صدہا نازنینان گلعذار بیچ مین یہ سرو حدیقۂ خوبی بلبل گلزار محبوبی یعنی ملکہ انجم ماہ رخسار اسوقت یہ بھی ذکر ہوتا ہی کہ سوزن جادو کو مین نے مارکر آپ کو رہا کیا لیکن افسوس مین نے کیا کیا شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے ٭ تجھے چاہ کے ہمتو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوے نہ اُدھر کے ہوے ٭ یہ حال زار و نیاز دیکھا اور قتل سوزن کا بھی اپنے کانون سے سُنا انور جادو نے للکارا اد شوخ دیدہ گیسو بریدہ انجم ماہ رخسار مین نے سب حال تیری سرکشی کا سُنا ہماری مصاحب کو مار اقیدی کو چھین لیا ہمارے دشمن سے یہ راز و نیاز دھگڑے گے یہ انداز یہ کہتی ہوئی مثل شعلۂ جوالہ آسمان سے اُتری انجم نے جو انور جادو کو دیکھا کہا او شہریار غضب ہوا امرائت جادو کی بہن پر سب حال آئینہ ہوا اب اس ملعونہ نے معائنہ کیا ایرج نوجوان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا بڑھکر نعرہ کیا نعرہ ایرج نوجوان صف شکن

ملک ایرج آن آفتاب شیر ستم فارس عرصۂ کارزار
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر گل گلشن قاسم نامدار
ہنر پرور مان و ہنر دار آزما
جری صف شکن شیر دشت وغا

لقا پور نے بھی کمند سنبھالی جھپٹ کر ایک ساحرہ کو حباب مار الپٹ کے خنجر بھی مار دیا انور نے سحر کیا آگ برسنے لگی ایک ساحر کو ایرج نے تیر مارا حلق کو اُسکے توڑ کے پار نکلا ملکہ انجم بھی چلکی باران سحر برسا کر آگ بجھا دی کئی جادوگرنیون کو ٹھنڈا کیا دس پانچ کنیزین ملکہ انجم ماہ رخسار کی بھی جلین بعض بیہوش ہوگئین ہنگامہ سحر گرم ہوا برق بلٹی رعد گرجا ملکہ انجم ماہ رخسار مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی جس ساحرہ پر جا پڑی اُسنے سحر کیا انجم نے ماش کا دانہ مار کر اسکو پھونک دیا ایرج نے دو تین جادوگرنیون کو مارا تھا کہ انور جادو طرف ایرج کے جھپٹی آواز دی خبردار اے مسلمان تجکو یہ لیاقت ہوئی تلوار کھینچکر آیا کیون قضا آئی ہی ساحران طلسم اسکندری کا خون تیری گردن پر ہی اب تیری قضا قریب ہی ایرج نے چاہا جا پڑوں اس ملعونہ کو زباندرازی کی سزا دون انور جادو نے بہ تعجیل سحر کیا تلوار ہاتھ سے ایرج کے گر پڑی زمین نے پاؤن تھام لیے پنجہ پکڑ کر چلی

کہ قتل کرون انجم کی نگاہ پڑی بیقرار ہوکر جھپٹی نعرہ کیا او ملعونہ کیا کرتی ہو وہ سحر نہین جانتے اے زبردست
بدعت دراز نہ کرنا یہ کہکے گولہ مارا انورجادو نے گولے کو کاٹا گولے سے دھوان نکلا برق چمکی سر انورجادو
کا اس برق سے زخمی ہوا ایرج وشاپور تو سحر مین انورجادو کے مبتلا ہوکر گرے مگر انجم ماہ رخسار نے
خوب سحر کیے انورجادو بھی زخمی ہوئی قریب تھا کہ جادوگرنیان اسکی بھاگین انجم ماہ رخسار
نیمچہ کھینچکے جا پڑی چاہا کہ انورجادو کا سر کاٹ لون اسوقت انورجادو گھبرائی جلدی مین کچھ ادر تو
بن نہ پڑا اس ملعونہ کو خیال آیا کہ میری جھولی مین ڈبیا خاک قبر جمشید کی ہی یہ بات بڑی بعید کی ہی اکثر
گزارش کیا ہی کہ خاک قبر جمشید اگر کوئی شخص افراسیاب پر مار دے تو اسکے بھی قلب پر غبار الم چھائے
چند ساعت کو بیہوش ہو جائے پس انورجادو نے بتعجیل تمام انجم ماہ رخسار کی زبان مین سوزن دیا
کنیزین کچھ بھاگ گئین کچھ قتل ہوئین انورجادو نے ایرج وشاپور و ملکہ انجم کو مع چند کنیزدن کے
گرفتار کر لیا سر پر اپنے ایک پٹی مرہم جمشیدی کی چڑھائی سو جادوگرنیان لیکر آئی تھی پچاس قتل ہوئین
ملکہ انجم و ایرج وشاپور کو تخت پر ڈال لیا لیکر طرف طلسم اسکندریہ کے روانہ ہوئی ایرج کو مسلسل
و مطوق کر لیا ہی اب جو ایرج نوجوان کی آنکھ کھلی اپنے کو غل و زنجیر مین گرفتار پایا ایک جانب شاپور
ایک جانب ملکہ ماہ رخسار کو دیکھا کہ زبان مین سوزن بیقرار و اشکبار انورجادو تخت اڑائے ہوئے لیے
جاتی ہی ایرج نوجوان نے ملکہ انجم کو بہ نگاہ حسرت دیکھا اشارہ کیا اے ملکہ عالم تم ہماری محبت مین مبتلا سے بلا
ہوئین عذر کر کے اپنے کو بچاؤ ہم پر جو گذریگی سمجھا جائیگا رب اکبر ہمکو بھی قید سے چھڑائیگا انجم نے کہا اے
شہریار کیا اپنی جان مجکو ایسی عزیز ہی کچھ کنیز کا خیال نہ کیجیے یہ قید رہائی سے بہتر ہی اسوقت شاپور کی
بیقراری ایرج کی اشکباری انور نے جو عاشق و معشوق کے اشارے دیکھے جل گئی کہا کیون بی انجم
تمھارا ابھی ستارا گردش مین آیا ہمارے دشمن کو گھر مین جگہ دی مصاحب کو ہمارے قتل کیا مرأت جادو
نے قصور کیا ہی مین دشمن کو قید نہین کر دنگی پہونچتے ہی وار پر کھینچ دونگی سر انکا لیکر خدمت مین شہنشاہ
طلسم ہوش ربا کے پہونچاؤنگی اس نگوڑے کے سحر مین چھوکری مبتلا ہی اسکے قتل سے اسکا بھی علاج ہوگا
انجم نے کچھ جواب نہ دیا شرما کے سر جھکا لیا مگر ایرج نے جواب دیا او ملعونہ کیا بکتی ہی ساحران طلسم ہمارے
ہاتھ سے قتل ہوے ہین تیرا گنہگار ہون اس بیچاری کی کیا خطا اسکو رہا کر دے ہم سے بدلہ لے یہ بالکل بے خطا
ہی اور سحر کیسا ہم سحر و ساحری کو برا جانتے ہین وہ شاہزادی سحر محبت مین مبتلا ہی سر بیچکر اسنے یہ سودا
خریدا ہی انشاءاللہ اسکا بھی وقت رہائی قریب ہی تو ہمین کیا قتل کر سکے گی انور کنیزون سے کہتی ہی دیکھو
تو اس جوان کا دیدہ دلیر ہی حقیقت مین بیشۂ جرات کا شیر ہی خوف نہین کرتا مرنے سے نہین ڈرتا اسطرحہ

باتین کرتی ہوئی انور جادو قید ایرج دشاپور وانجم طرف اسکندریہ لیے جاتی ہے۔

دو کلمہ داستان گرفتار دام محنت اسیر محبس محبت فراق دیدہ ہجران کشیدہ وارد مہمانسرائے رنج ومحن اعنی ملکہ بران شمشیر زن کے تحریر ہوتے ہین حسب حال خمسہ مومن

دربزم یار ہمرہ دشمن گذر کنم
سوئیم چو بنگرد بسوے دیگر نظر کنم
گر گریہ سر دہد گلہ درد سر کنم
ترسم کہ از محبت خویشش خبر کنم
با خویش سرگرانی او بیشتر کنم

کیا کیا امید تھی ترے ہاتھون سے قتل کی
تھی جی مین آرزو کہ ملے آرزو میری
پر کیا کرون نزاکت دل یاد آگئی
ترسم زبیوفائی خود منفعل شوی
گر از امیدواری خویشت خبر کنم

دیکھا جو میرے حال پہ ہنستے ہین شیخ وشاب
کھائی قسم پھر آنے کی اے جوش اضطراب
پردہ نشین ہو آئے نہ کسطرح سے حجاب
وقت وداع او من دیوانہ خراب
با ہر کہ رو برو شوم دگریہ سر کنم

کیا طلوع صبح کہان ہی نمود روز
ہی گھر مین جلوہ گر ابھی وہ آہ دلفروز
کیا کیجیے ہمنشین گلہ جوش تاب سوز
بے طاقتی شوق ببین کز برم ہنوز
بگذشتہ یار وروے براہ دگر کنم

ناصح ذلیل گننے لگے مجکو شیخ وشاب
ملنے سے میرے کرنے لگی خلق اجتناب
اب مجھکو یاد آئی مری خانمان خراب
رسوائیم رسید بجائے کہ از حجاب
دیگر بہ پیش او نتوانم گذر کنم

مومن کی طرح جوش مین پھرتا ہون کو بکو
شوق نظارہ سے ہوئی برباد آبرو
افسوس کامیاب نہین ہوسکا کبھو
میلی زشرم عشق بجائم کہ سوے او
باشوق این چنین نتوانم نظر کنم

اس زمانہ مین ملکہ بران شمشیر زن باغ نگارین مین داخل ہین کنیزون کو برائے خبر خواجہ عمرو واسد نامور روانہ کیا ہی بوقت سحر بیٹھے بیٹھے خود بخود دل گھبرایا بارہ دری سے اُٹھکر کمرے مین آئی ٹہلنے لگی ہر چند دل کو بہلاتی ہی مگر طپش قلب زیادہ پاتی ہی یون جو نگاہ اُٹھائی تصویر ایرج نامدار رکھی تھی اُٹھائی تصویر کو گلے سے لگایا جوش محبت مین بعارض پہ عارض رکھدیا شکایت آغاز کی

بیساختہ منھ سے نکل گیا کہ اے شہریار کبھی ہمارا بھی خیال آتا ہے اب کی تو آپ بعد عرصۂ دراز تشریف لائے مزاج کیسا ہے کیا آجکل کسی ساحر سے مقابلہ ہے طلسم ہوش ربا میں تو ہنگامہ برپا ہے دیکھیے افراسیاب کے پنجہ سے کیونکر بچیے ہیں سب سامان لشکر کشی ہے افراسیاب بر سر کشی ہے آپ طلسم ہوش ربا سے تشریف لیجایئے اب بڑے غضب کے سحر ہونگے یہاں کی خبر ہم آپکو لکھ بھیجیں گے جوش محبت میں دو چار باتیں جو کیں ایسی محو حیرت تھی سمجھی کہ میں اصل شاہزادہ والا قدر سے باتیں کر رہی ہوں جب جواب نہ ملا جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہے اب جو دیکھا سر تا سر بیجا ہماری تقریر ہے ہمارے ہاتھ میں اس ظالم کی تصویر ہے وہ لالہ جنون کا جوش آیا اب بیہوشی سے ہوش آیا قلب تڑپا دل پھڑکا قلب سے شعلے نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے سامنے باغ دل داغ داغ ہر نخل نخل آہ غم سے حال تباہ اشعار

گلبرگ کہیں جو دیکھ پایا
رنگینی بزم کا بندھا دھیان
خونناب دل آنکھ نے بہایا
جون بو بے گل اڑ گئے بس یہان
یاد آگیا وہ غیرت گل رنگ
دل غنچہ سے بیشتر ہو آتنگ

وحشت کی ترقی ہوئی دل سے کہتی ہے طرف صحرا کے چلو یا دچشم محبوب میں آہوان صحرا سے دل بہلائیں تا بہ دشت نجد جائیں قیس مجنون سے پوچھیں کیوں بدنصیب تونے عمر کیونکر کاٹی شب فرقت کیونکر بسر ہوتی ہے یہ تو ظاہر ہے کہ تڑپ تڑپ کے سحر ہوتی ہے کیا کھایا کیا پیا اتنی مدت تک کیونکر جیا یہان تو زندگی دشوار ہے دل تمہ دو منزل بہت بیقرار ہے نظم دیگر

اب عشق ہوا ہے مہربان پھر
پھر ہو بجا ہے اب پیام الم کا
پھر چشم ہے خونفشان و خونبار
پھر آتے ہیں غش پہ غش جو پیہم
پھر داغ جنون سے سر پہ ہے گل
پھر ہمدم و ہمنفس ہوئی آہ
غم کرنے لگا ہے غمگساری
پھر آنکھوں سے خون دل بہے ہے

بیتاب ہے جان ناتوان پھر
پھر آنے لگا سلام غم کا
پھر چہرہ بنا ہے زعفران زار
پھر ہے وہی بیخودی کا عالم
پھر نالہ ہے ہمنوائے بلبل
دمساز ہے نالۂ سحرگاہ
دیتی ہے قرار بیقراری
پھر سینہ بھی گرم سا رہے ہے

پھر دل کو طپش سی ہو رہی ہے
پھر داغ کہن ہے تازہ و تر
پھر دیدۂ تر ہے تنگ دامان
پھر ناوک درد دل شکن ہے
پھر ہے وہی پیچ و تاب دل کو
گستاخ ہے آہ خونچکان پھر
پھر کوچۂ یار کی ہوس ہے

سینہ میں خلش سی ہو رہی ہے
پھر زخم جگر ہنسے ہے گل پر
پھر ہاتھ ہے مائل گریبان
پھر سینہ کا زخم خندہ زن ہے
پھر ہے وہی اضطراب دل کو
منہ تکنے لگا ہے بخیہ گر پھر
پھر گھر مرے واسطے قفس ہے

ان اشعار کو پڑھکر بیقرار ہو کر رودی دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت ہجر معشوق سے ٹوٹا دوپٹہ منھ پر رکھکر چیخیں مار کر رودی ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی کے کان میں آواز رونے کی ملکہ کے پہنچی گھبرا کے دوڑی کمرے میں آکے دیکھا تصویر ایرج نوجوان ہاتھ میں رنگ رو متغیر صدف چشم سے گوہر بے بہا اشک پیہم جاری ہیں ہچکی لگ گئی تھی منھ سے بات نہیں نکلتی شگوفہ دوڑکر قدموں سے لپٹ گئی بلائیں لینے لگی کہا حضور برائے خدا خیر تو ہے ہر چند

شگوفہ پوچھتی ہی ملکہ کے مُنھ سے بات ہنین نکلتی گل سا چہرہ کھلایا ہوا ہاتھ پاؤن ٹھنڈے آہ مین گرمی قریب ہی روح قالب سے نکلجائے جب تو شگوفہ نے کہا واری مین بھی اپنے کو ہلاک کرونگی جلد مجھ سے کلام کیجیے بات کا جواب دیجیے پھر آپ پچھتائینگی کوسا ایسا مقدمہ ہی کہ جسکا انتظام لونڈی سے نہین ہوسکتا حضور نے سحر اسقدر تعلیم کیا ہمسر اپنا کہلوایا پروردگار نے اپنی عنایت سے روپیہ پیسہ سب کچھ مرحمت فرمایا ہی لونڈی سمجھ چکی ہی ابتک مین اس مقدمہ مین تامل کرتی تھی چاہتی تھی حضور بہل جائین جب دشمنون کا یہ حال ہی پھر ہمین جستجو مین کیا عذر ہی مفصل فرمائیے آپ ہم سے کیون چھپاتی ہین لونڈی تو اسمین ابتدا سے راز دار ہی جب شگوفہ نے اس طور سے کہا ملکہ برّان نے ضبط کرکے فرمایا کیا بیان کرین ناحق کی وحشت ہی محبت مین عقل کی حماقت ہی آج شام سے طبیعت ایسی گھبرائی اُنکی یاد آئی مین سوختہ بخت آپ ہی آپ راز و نیاز کرتی ہون زندگی کے دن مر کے بھرتی ہون اسی پریشانی مین کمرے سے تصویر اُٹھالی حضرت عشق کے نیرنگ آشکار ہین صاف یہ ثابت ہوا کہ خود وہ سامنے موجود ہین وہ جو دل مین حماقتین بڑی تھین وہی باتین کین اب جو ہوش آیا تصویر کو ہاتھ مین پایا اب یہ ضرور خیال ہی کہ دشمنون پر غم و ملال ہی یا انپر کسی نے نگاہ ڈالی میری داہنی آنکھ پھڑکتی ہی یا خدا نخواستہ کچھ ہاتھون پر اُنکے صدمہ پہونچا ہاتھ پاؤن مین اینٹھن ہی قلب مین جلن ہے آٹھو پہر لڑائی انکا کام ہی اسی کا بد انجام ہی یہ سیدھے سادھے سپاہی کفار مکار غدار ہر وقت درپے آزار نگوڑے مکر کرین عیارون سے کام لین ساحرون کو بہر مدد بلائین چھپ کے قتل کرین چاہتے ہین راہ مین کنوئین کھودین حافظ حقیقی انکا مالک ہی ای شگوفہ دل تو یہ چاہتا ہی کہ مین خود جاؤن ایک نگاہ دیکھ آؤن لیکن اس زمانے مین خواجہ عمرو برائے تلاش لوح گئے ہین قبلہ و کعبہ قصر مرات مین اکثر جاتے ہین مجھکو بھی جستجو سے خواجہ عمرو ضرور ہی اگر جاؤن رنج و ملال اُٹھاؤن قبلہ و کعبہ کی نگاہ پڑجاے ستارہ شناسی سے ثابت ہو اپنی جان کا کیا خوف زیادہ غصہ کرینگے قتل کرڈالینگے ہم خود چاہتے ہین زندگی بیکار ہی سر جسم پر سرا سر بار ہی مگر قلق یہ ہی کہ قبلہ و کعبہ کہین اُنپر نہ دست انداز ہون اور بیشک قبلہ و کعبہ کبھی گوارا نہ کرینگے مہاجنون سے فساد ہوگا ایک ایک مسلمان کو جان بچانا مشکل ہوجائیگی پھر ہماری طبیعت کیونکر تسکین پائیگی ای شگوفہ اگر ممکن ہو تو تم تکلیف کرو اپنی آنکھون سے دیکھ آؤ مین اپنی طبیعت کا امتحان کرچکی کئی مہینہ ہوے اسی طرح گھبرائی سہیلی پر رکھکر واسطے دیکھنے کے چلی سختی اُٹھاکر ایک پہاڑ پر پہونچی حقیقت مین وہ قید ہوگئے ایک کنیز شوخ چشم جادوگنی نامہ لیے جاتی تھی ہینے اسکو قتل کیا جاکر اُنکو قید سے چھڑایا وہی آج بھی طبیعت کا حال ہی دیکھو رات کیسی پہاڑ ہوگئی شگوفہ نے کہا حضور لونڈی ضرور جائیگی مفصل خبر لائیگی ملکہ کو سمجھا کے بہلانا شروع کیا شگوفہ نے یہ بھی

کہا اتنی رات بسر ہو بہت جلد جاؤنگی حکم سے پروردگار کے خبر لیکر آؤنگی ملکہ نے جو شگوفہ کو مہربان پایا ذکر ادہر ادہر کا شروع کیا نظم مصنف

گہ روتی تھی اپنی بے کسی پر
گہ کڑھتی تھی اپنی بے بسی پر
جیون تیون شب ہجر کی بسر وہ
اٹھی بستر پہ تا سحر وہ
فرقت کی وہ رات تھی بلا کی
تکلیف اُٹھائی انتہا کی
وہ نصف شب ایکسال کی تھی
افراط غم و ملال کی تھی
گویا وہ شب تھی امتحان کی
منزل وہ غضب تھی امتحان کی
ناگاہ ہوئی سحر نمودار
گل ہو گئی شمع ماہ اکبار
نکلا گل صبح کھلکھلا کر
چھپنے لگے نجم جھلملا کر

وہ سحر فراق دل میں معشوق سے ملنے کا اشتیاق طائروں کی نغمہ سرائی سے سر پھرنے لگا اور زیادہ دل گھبرایا کہا شگوفہ دیکھ تو آج صبح کو باغ میں نہ گل کھلا ہے بالکل ویرانہ معلوم ہوتا ہے نظم مصنف

صورت اسکی بگڑ گئی ہے
سوسن نہیں لب تلک ہلاتی
نرگس نہیں آنکھ بھی ملاتی
شبنم پہ تو اوس پڑ گئی ہے
کس بل اپنا دکھا رہی ہے
سرکش ہے ہر ایک سرو و شمشاد
سنتا ہے وہ کب کسی کی فریاد
سنبل کچھ پیچ کھا رہی ہے
خوشبو سے ہوا کے مست ہر پھول
پتے ہیں تالیاں بجاتے
طوطے ہاتھوں کے ہیں اڑاتے
بلبل ہے دید گل میں مشغول
سیوتی خوشبو اڑا رہی ہے
شبو دم صبح بھر رہی ہے
سجدہ ہر شاخ کر رہی ہے
چنپا تری دکھا رہی ہے
غم سے نہیں ہیں کوئی خالی
کس سے کہوں حال زار اپنا
یا کون ہے دردمند اپنا
تھے پھل پھول شاخ ڈالی

شگوفہ نے فوراً لباس سحر ذات پر آراستہ کیا قدموں سے لپٹ کر کہا بیبی آپ کیوں گھبراتی ہیں دل کو تسکین دیجیے لونڈی تیز روی سے جائیگی بحکم جامع المتفرقین خبر انکی لیکر آئیگی آپ کو حقیقت میں یہی چاہیے کہ قصر جمشیدی میں جا کر خبر خواجہ عمرو دریافت کریں ابکی مرتبہ مقام سخت وصعب پڑے گئے ہیں خدا خواجہ کی جان بچائے اس مطلب سے دل مطمئن کیجیے یہ میں بھی خوبی آگاہ ہوں کہ وہ منتظم لشکر اسلام ہیں انہیں کے دم سے سرداران ذیشان کو آرام ہے ہر جنگ میں اپنا سینہ سپر کرتے ہیں دور دور جا کر لڑتے کہاں کہاں جا کے پڑے اگر لشکر میں نہ رہ کے مین صورت بدل کے کسی عیار سے حال پوچھونگی جس ملک پر جانا انکا ثابت ہو گا وہیں اپنے کو پہونچاؤنگی ایسی دلدہی کر کے شگوفہ نے سمجھایا کسی قدر دل کو اطمینان ہوا تو اسکو خدا کے سپرد کیا شگوفہ ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر برائے جستجوئے عمرو نوجوان چلی جب شگوفہ چاہتی ہے کہ طاؤس کو اڑاؤں ملکہ کہتی ہے شگوفہ ٹھہر جا ہماری طرف سے بہت بہت مزاج پرسی کرنا مگر اسطرح نہ پوچھنا کہ اشتیاق ہمارا ثابت ہو نہیں بھول جائینگے اور راگ لائینگے سمجھینگے بر ان ہم پر مرتی ہے بلکہ یہ کہنا کہ رمال نے بیان کیا کہ جسکے نام میں دال الف ہو اُسکے لیے زمانہ خلاف ہے اس وجہ سے ملکہ نے فرمایا ہمیں خواجہ کی خاطر داری ہے بطور گردش فلکی انکے لیے کچھ ضرر ہے خبر لے آؤ کسی مصیبت میں ہوں تو بچاؤ کہنا اس وجہ سے میرا آنا ہوا شگوفہ نے کہا حضور میں سمجھ گئی اسی طور سے کہونگی یہ کہکر شگوفہ نے قصد کیا چند قدم چلی تھی ملکہ نے کہا

شگوفہ ایک بات اور سن لو شگوفہ پلٹ آئی کہا حضور فرمایئے کہا شگوفہ اگر تمھاری صلاح ہو تو ایک نامہ بھی لکھدون
مین نے ایک دن چند شعر نظم بھی کیئے تھے مسودہ رکھا ہی مین ابھی صاف کر دون زبانی تو کہوگی وہ پرچہ بھی دیدینا پڑھکر
خوش ہو جاینگے انھین کے پاس وہ کاغذ رہیگا ہر چند کہ ہرجائی ہین لیکن اس کاغذ کو بہت احتیاط سے رکھینگے آنکھون سے
لگائینگے اور اُنکے ہرجائی پن سے مجھے کیا کام ہی جس سے چاہین دل لگائین اپنے کو بہلائین یہ مین خوب جانتی ہون
اگر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اور طلسم ہوش رُبا فتح ہوا اور خواجہ نے صاحبقران سے کہکر اس شادی کی
تقریب کرائی اور یہ بات راس آئی جسدن مین جاؤنگی سب حرامزادیون کو نکالدونگی وہ خود بھی کسی محل مین جا نہ سکینگے
خود میرے والد اقرار نامہ لینگے مین تمکو سمجھادونگی پہلی شرط یہی لکھوانا کہ رات کو کہین نہ رہین شگوفہ نے کہا واری وہ دن
تو خدا دکھائے شہنشاہ پر کیا موقوف ہی کیا یہ لونڈی آپ کی بیوقوف ہی بڑا اقرار لکھوادینگے وکیلون سے صلاح کر کے
پانچسو روپیہ کے اسٹامپ پر اقرار نامہ ہوگا رجسٹری بھی کرادونگی دولھا میان کو بڑے کنوین جھنکاؤنگی وہ شرطین
لکھی جائین کہ میان وکس نہ سکین یہ جو شگوفہ نے کہا خوشی سے ملکہ بران کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا شگوفہ یہ تو سب کچھ
سچ ہی مگر وہ بڑے نازک مزاج ہین واہیات شرطین نہون ورنہ کاغذ پھاڑ کے پھینکدینگے تنہائی مین مجھسے شکایت
کرینگے ای وزیرزادی کیسا اقرار نامہ سارا دل کا اقرار و مدار ہی لکھنا پڑھنا بالکل بیکار ہی شگوفہ دل مین کہتی ہی کہ اللہ رے
جوش محبت دریاے الفت کی طغیانی ہی خدا اسکا انجام بخیر کرے کہا حضور بس باتین ہو چکین لایئے نامہ مرحمت
فرمایئے کہا ای شگوفہ ان باتون سے دل بہلتا ہے روح کو لطف ملتا ہی یہ فرماکر انھین قلمدان مرصع کار لائین
کلک جواہر سلک پنجہ نگارین مین لیا بجلے روشنائی سواد چشم کو صرف تحریر کیا یہ مضمون بلاغت مشحون پڑھا

نامۂ اشتیاق از طرف ملکہ بران شمشیر زن برائے ایرج صف شکن

اے کشتۂ تیغ دل ربائی	وے ظلم رسیدۂ جدائی	اے آہوے وادی مودت
آوارۂ دشت ریگ فرقت	اے ماہ منیر عشقبازی	اے یکہ سوار ترکتازی
اے بلبل گلشن محبت	اے قمری سرو باغ محنت	تجسا کوئی بے زبانہ دیکھا
مجسا کوئی باوفا نہ دیکھا	اس بات پہ ہوئین ترے عاشق	سچ سمجھو اسکو میرے عاشق
گر یاد رہے یہ بات تجکو	گر دور رہین سمجھ کے مجکو	وان آنکھ کسی سے گر لگائی
تو جان لو اسمین موت آئی	دلمین اگر آرزو کچھ آئی	تو تیر ہے خنجر جدائی
گر ہاتھ ہوے کسی کے پابوس	برسون ہی ملوگے دست افسوس	فرقت مین ہمارے تو خبردار

رکھنا مری یاد سے سروکار

اسکی ہمکو کیا ضرورت ہی جھگڑون سے طبیعت کو نفرت ہی تمھاری
خیر و عافیت سے کام ہی کچھ دل مین خیال آیا اسوجہ سے شگوفہ کو روانہ کیا اگر مہلت ہو جواب

ضرور تحریر فرمائیے گا الخط نصف الملاقات ہی زیادہ آرزوے ملاقات مسرت آیات راقم الحروف مجبور ہی محسن ملکہ بران شمشیر زن آفتاب جرأت و ہمت ہمیشہ تابان و درخشان رہے دوست شاد دشمن پامال ہون جنگ مین ظفر حاصل ہو شکر خدا ہم بھی خیر عافیت سے ہین جو گذرتی ہی اُسکا لکھنا مناسب نہین عرصۂ دراز مین نامہ تحریر فرمایا ملفوف کرکے سر نامہ پر مہر کرکے کہا تو بوا شگوفہ تمکو حافظ حقیقی کے سپرد کیا بہ تعجیل جانا بہت جلد واپس آنا شگوفہ نے نامہ لیکر جھولی مین رکھا طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر بہ جستجوے ایرج نوجوان روانہ ہوئی تحریر کرچکا ہون کہ انور جادو ایرج وشاپور شیر دل و انجم ماہ رخسار کو قلعہ انجم حصار سے گرفتار کرکے لیکر چلی چونکہ طلسم کی راہ دور ہی ایک پہاڑ پر اترکر ٹھہری دم لینے لگی پچاس جادوگرنیان ساتھ ہین جب اس کوہ فلک شکوہ پر اتر چکی ایرج وشاپور زنجیر ہاے سحر مین مسلسل ہین انجم ماہ رخسار کی زبان مین سوزن انور جادو کو بڑا غصہ ہی کہا کیون بی انجم تم ہماری صاحبزادی کی سوت بنین کچھ مالک کا خوف نہ آیا تم جانتی ہو مرات جادو آتشخو شعلہ مزاج ہی فوراً تمکو قتل کریگی وہ اس نگوڑے کی بوٹیان کاٹی جائینگی جب تک یہ قتل نہو گا سر سے لڑکی کے بھوت کیونکر اترے گا خیر تو قدمون پر گر مذہب سے خداے نادیدہ کے تائب ہو اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا انجم نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہی ہمین اپنے دل کا اختیار ہی سامری جمشید کیا کتے تھے تیرے سگے ہونگے انکو کیا کوئی خدا جانے لائق لعنت ہین کندۂ جہنم ناری باغی طاغی دشمن خداے عالم یہ کلمات غصہ مین جو انجم نے کہے انور جادو نے حکم دیا اس زبان دراز کا سر کاٹ لو ہمارے سامنے یہ باتین کنیز تیغ کھینچکر چلی ایرج نوجوان کو تاب نہ آئی کہا اے انور جادو اس بیچاری کی کیا خطا ہی مجکو قتل کر میرے ہاتھ سے طلسم اسکندری کے ہزارون جادوگر مارے گئے اُنکے خون کا بدلہ لے اُسنے کسکو مارا کسکو قتل کیا سوزن کا رشتہ حیات قطع ہوچکا تھا جہنم واصل ہوئی انور جادو نے غصہ مین دوسری کنیز سے اشارہ کیا کہ اسکا بھی سر کاٹ لے مین مطمئن ہوکر ہواکے پاس جاؤن اپنی صاحبزادی شیشہ مے نوش کو بعیش و فرحت دیکھون دوسری کنیز طرف ایرج نوجوان کے تلوار کھینچکر بڑھی شاپور تڑپ گیا آواز دی او ملعونہ یہ میرا آقا ہی مین اسکا نمکخوار ہون پہلے مجکو قتل کر انور نے کہا موے مونڈی کاٹے کیا مین تجکو زندہ چھوڑونگی اسوقت اُس کوہ فلک شکوہ پر عجب طرح کا غلغلہ ہوا ایرج نوجوان نے عالم یاس مین دعا کی پروردگارا ملکہ انجم ماہ رخسار بے سبب ہماری محبت مین قتل ہوتی ہی ہم نے تو راہ جہاد مین قدم رکھا جب تیغہ پہ ہاتھ ڈالا موت کا مزہ چکھا مرنا جینا یکسان ہی ہر حال مین تیرا احسان ہی وقت بیکسی و بے بسی مین تو معین و مددگار ہی سب طرح کا تجکو اختیار ہے بیقرار ہوکر ایرج نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا غنچہ آرزو کھلا نخل تمنا سرسبز ہوا باغ رنج و ملال مین ہواے عیش چلی گل تر مژدۂ خاطر کھلا ملکہ شگوفہ سحر ساز مثل نسیم بہار آکر پہونچی صداے نوحہ و شیون

گوش زد ہوئی نگاہ اُٹھاکر دیکھا شاہزادہ ایرج کو زیر شمشیر پایا ایک ساحرہ کلمات سخت و سست کہہ رہی ہے
آنکھوں کے نیچے اندھیرا آگیا جی مین کہتی ہے ای شگوفہ حقیقت مین دل سے دل کو راہ ہے وہ جو ملکہ عالم فرماتی تھین
شاہزادے پر کوئی افتاد پڑی وہی حال پُر ملال آنکھوں سے دیکھا وہین سے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار اگر شاہزادے
کا ایک موے جسم کم ہوا تو مجھکو تیری قتل کرونگی نہین جانتی کہ ہمارے شہنشاہ گیتی ستان صاحب جاہ و توقیر
یعنی کوکب روشن ضمیر ان سب صاحبون سے تعلق رکھتے ہین سر اُٹھاکر جو انور جادو نے ملکہ شگوفہ وزیر
زادی کو دیکھا یہ تو بخوبی آگاہ ہے کہ کوکب سے اور مسلمانون سے رسم و راہ ہے ترنج و ناریخ ہاتھ مین لیکر اُٹھی
شگوفہ پر سحر کئے اپنے نزدیک آگ برسائی شگوفہ ہنس پڑی شعلہ پھول بنکر گرنے لگے شگوفہ نے ایرج
پر سے قید سحر دور کی شاپور کو بھی رہا کیا ایرج نے آواز دی ای شگوفہ ملکہ انجم ماہ رخساد کو بچانا شگوفہ نے
جو پلٹ کر کمسن حسین کو دیکھا مسکراکر کہا حضور یہ کون صاحب ہین انکو کیون رہا کردن اسی طرح قید مین انکو سامنے
اپنے مالک کے لیجاؤنگی اگر وہ سمجھ لینگی کہ گنہگار نہین ہے خود ہی رہا کردینگی ورنہ سزاے معقول ملیگی ایرج نے کہا ملکہ شگوفہ
یہ ہماری خیر خواہ ہے اسنے ہماری جان بچائی شگوفہ نے کہا خیر خواہی کم کی خطا اس سے زیادہ ہے ایرج نے خود بڑھکر
ملکہ انجم ماہ رخسار کی زبان سے سوزن نکالا اب تو انجم بھی لڑنے لگی مگر شگوفہ کسی کے سحر کی کب محتاج ہے تعلیم کردہ
ملکہ بران ہے مثل شعلہ جوالہ لڑتی بھڑتی سحر کرتی انور جادو پر جا پڑی انور نے کیسے کیسے سحر کئے شگوفہ نے سب
دفع کیے آخر پنجہ کھینچکر شگوفہ پر آئی ہاتھ مارا اسنے سپر سحر کو اُٹھادیا زبان سے کچھ اسم پڑھا تلوار اسکی سپر مین
اُلجھکے ٹوٹی پہلی یہی شکست ہوئی اب شگوفہ نے نعرہ کرکے پنجہ سحر مارا انور جادو نے چاہا ہٹون جان بچاؤن
مگر شگوفہ کب جانے دیتی ہے پنجہ سے کب پناہ ملتی ہے انور کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا ہوگیا آگ برسنے لگی بعد عرصہ دراز
آواز آئی کشتی مرا نام من انور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم
دس کنیزین قتل ہوئین چالیس کنیزین الامان کہتی ہوئی ایرج کے قدمون پر گرین
مطیع الاسلام ہوئین ملکہ شگوفہ نے اس کوہ فلک شکوہ پر فرش پر تکلف آراستہ کیا
ایرج نوجوان کو لاکر بٹھایا ملکہ انجم ماہ رخسار پر جو ظاہر ہوا کہ ملکہ بران شمشیر زن
کی وزیر زادی ہے شرمائی ہوئی آکر بیٹھی مگر خائف کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے اب شگوفہ نے
ایرج نوجوان کی سر سے پانون تک بلائین لین ترقی جاہ و حشم کی دعائین
دین ایرج نوجوان شگوفہ کو دیکھکر مثل گل شگفتہ ہوے مسکراکر فرمایا کیون شگوفہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا
عرض کی ای شہریار کیا گذارش کرون دیکھیے اس نامہ کو پڑھیے اور جواب بھی ضرور تحریر فرمائیے دو دن سے
ملکہ عالم کو انتشار ہوا فرمایا تھا کہ ای شگوفہ کوئی خرابی وہان ضرور ہے وہی آکے دیکھا حقیقت مین دختر روشن ضمیر ہے

ایرج نے نامہ کو لیکر کھولا آنکھوں سے لگایا پھاہا زخم دل کا جانکر کلیجے پر رکھا مضمون کو پڑھا انجم دیکھ رہی ہے کہ نامہ پڑھنے مین شاہزادے کے ہوش درست نہین ہین کبھی آہ کبھی واہ فرماتے ہین شعر من دانم و دل داند گر نامہ چہ ہا دیدم × صد بار زبیتابی وا کردم و پیچیدم × یہ شعر کبھی بیقراری مین ورد زبان ہے شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید × در حیرتم کہ جان بکدامی کنم نثار × اللہ رے جوش نامہ پڑھنا دشوار ہوا اور انجم ماہ رخسار کا خیال ہے معشوق کے بدنام ہونے کا ملال ہے اسوجہ سے ضبط کررہے ہین مگر ضبط ممکن نہین عرصۂ دراز مین نامہ ختم کیا شگوفہ نے کہا اب یہ ارشاد فرمائیے کہ آپ کا کیا قصد ہے ایرج نے کہا مین طلسم اسکندری کی جانب جاؤنگا شگوفہ نے کہا ای شہریار بدون حصول لوح کیونکر رسائی ہوگی ایرج نے کہا تم ملکہ اسمین دخل نہ دو مجھے وہانتک جانا ضرور ہے نہ جانے مین فتور ہے شگوفہ نے کہا اتنا آپ تامل فرمائیے کہ مین جاکر ملکہ عالم سے عرض کرون مجرات جادو بھی وہان کی خراج گذار ہے کیا حکم سے گردن تابی کرسکتی ہے ہزار طرح سے تدبیر لوح ہوجائیگی ایرج نے کہا اے شگوفہ یہ غیر ممکن ہے اگر حیات مستعار باقی ہے پروردگار پہونچائے گا طلسم بھی فتح ہوجائیگا شگوفہ سوچی یہ سپاہی جاہل ہین آسمان جرأت کے ماہ کامل ہین انکو آگاہ نہ کرو وہان چلکے تدبیر کیجائیگی کہا ای شہریار آپ کو اختیار ہے جواب نامہ مرحمت ہو یہ کنیز خدمت سے رخصت ہو ایرج نوجوان نے اسی پیشانی مین قلم فراق رقم کو دست گریبان گیر عشق سے اٹھایا بکمال اشتیاق لکھا

نامہ اشتیاق آمیز ایرج نوجوان برائے معشوق مہربان

ای نوگل باغ شادمانی تو بادۂ گلشن جوانی
شاہنشہ ملک کامرانی ای نزہت باغ زندگانی
ای تازگی دماغ عاشق پرسازئ ایاغ عاشق
ای تازہ شمیم گلشن عشق ای نور چراغ روشن عشق
ای موجۂ نکہت گل عشق ای سوزش مستی مل عشق
ای تاب و شکیب بیقراران کافور قلوب دل فگاران
ای شعلۂ ناز فتنہ بازی تاثیر فنون سحر سازی
ای نیر آسمان تمکنت ای گوہر بحر درج حشمت
خورشید سپہر جاہ و اقبال آسائش قلب مضطرب حال
ای ماہ سپہر عشوہ و ناز بیباکی زمانہ شوخ و طناز
ای نور جمال ماہ رویان زیبائش تاج مشکبویان
سرحلقۂ زمرۂ حسینان سرکردۂ بزم نازنینان
سرمایۂ عیش و کامرانی بخشندۂ عمر جاودانی
ای صحت جان آزار ہوجائے شفا جو ہووے بیمار
ہو بعد سلام شوق دیدار ای جان جہان ہے تم پہ اظہار
ہے دن کو قرار اور نہ شب کو ہے فکر یہی کہ وصل کب ہو
دن بھر رہتی ہے بیقراری ہے رات کو شغل اشکباری
گاہے لب جو بحالت زار گاہے سر کو بشکل بیمار
پایا اگر باغ مین ٹھکانا جاکر وہین اشک کو بہانا
گہ سرو سے خوب سا لپٹنا وان سے بھی اداس ہو کے ہٹنا

گذری جو نظر بسوے سنبل توڑا کوئی پھول بھی چمن کا بلبل کو قرین گل جو دیکھا	آیا سر مین خیال کاکل کھٹکا جی مین یہ اپنے کانٹا اک نالۂ سرو دل سے کھینچا	دیکھا شمشاد کو جو بارے لائی ہی نسیم نکہت بو نرگس کرتی ہی یہ اشارا	چلنے لگے دل پہ غم کے آرے گل پھولے ہین جب سے یان آہ سحر ہی سحر نگاہ کا یہ مارا

منھ کرکے بسوے چرخ ہر بار — پڑھتا ہون ولولے مین اشعار

مسدس

فراق مین یہ غم بحساب ہی دل کو — کہ زندگی کی طرف سے جواب ہی دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہی دل کو — خیال یار مین کیا اضطراب ہی دل کو

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

جدائی اُسکی خدایا بہت ستاتی ہی — علاج کیجیے کیا کچھ نہین بن آتی ہے
اجل بھی ہجر مین صورت نہین دکھاتی ہی — نہ یار آتا ہی مجھ تک نہ جان جاتی ہی

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی تپش سے گھبراؤن — خلاف وضع ہی گر کچھ زبان پر لاؤن
فراق یار مین جی کسطرح سے بہلاؤن — غضب مین جان ہی کس سے کہون کہان جاؤن

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہی حال تباہ — کوئی نہین مری فریاد کو پہونچتا آہ
تڑپتا رہتا ہون بسمل کیطرح شام و پگاہ — پڑی ہی جان حزین کس بلا مین یا اللہ

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہی — سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہی
جو اسکو کہیئے تو وہ گالیان سناتا ہی — خموش رہیئے تو منھ کو کلیجہ آتا ہی

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

ای غنچۂ باغ مہر و وفا و ای رنگ و بوے گل حدیقۂ شرم و حیا اگر حال فراق تحریر کرون قلم سے شعلے

نکلین آتش فراق دست و پا کو جلا دے آرزوے دل کو خاک مین ملا دے اس شعر پر خاتمہ کیا

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم درکش	حسن این قصۂ عشق است در دفتر نمی گنجد

یہ نامہ ملفوف کرکے ملکہ شگوفہ کو دیا شگوفہ نے کہا ایک ہفتہ تو اس جگہ پر مقام کیجیے مین بہت جلد نامہ لیکر حاضر ہونگی ایرج نے کہا آب و دانہ کے اختیار ہے انسان مجبور ہونا چاہی شگوفہ تو نامہ لیکر روانہ ہوئی بعد جانے شگوفہ کے چالیس کنیزون نے جو اطاعت کی خدمت مین حاضر ہین مگر سموم جادو کہ مصاحب بی انور کی تھی بیٹھے بیٹھے سوچی کہ بچپن سے ہم نے نمک ملکہ انور جادو کا کھایا انجم ماہ رخسار ایرج نے ہماری ملکہ کو قتل کرایا افسوس ہر کہ اپنی جان بچائین بیٹھکر دشمنون کے ساتھ چین کرین انسانیت کے خلاف ہی چلکر ملکہ مرات جادو کو خبر کرنا چاہیے کہ لاشہ ہماری بی بی کا جنگل مین پڑا ہی تھی بھی نصیب نہوئی دس سیر لکڑیان نہ ممکن تھین کہ بی بی کو اپنی جلاتے کریاکرم بھی نہوا کتھے برہمن بھی نہ اسکے ہم اپنے مالک کا مردہ نہ اُٹھا سکے یہ سوچکر کسی حیلہ سے پہاڑ سے اتری طرف طلسم اسکندریہ کے روانہ ہوئی بعد اسکے جانے کے شاہزادے نے ملکہ انجم سے کہا کہ ہم زیر کوہ جاکر ایک آہو شکار کرین اُسکے کباب لگائین انجم نے کہا آپ کیون تکلیف کرین مین ابھی جاکر سحر سے جتنے جانور فرمائیے گرفتار کرلاؤن ایرج نے کہا نہین وہ جانور ذبح کرنیکے لائق نرہینگے مین ابھی لایا شاپور نے شاہزادے کے واسطے مرکب حاضر کیا باقی کنیزین جو دل سے مطیع ملکہ انجم ہو چکی ہین وہ خدمت مین حاضر رہین ایرج واسطے شکار کے چلے شاپور ساتھ ہولیا ملکہ نے کہا ای شہریار دور نہ جائیے گا ایرج نے کہا سامنے صحراے سبزہ زار ہے دل مین ہواے شکار ہے بہت جلد واپس آؤنگا ملکہ انجم نے شراب وغیرہ ممکن کی انتظار مین شاہزادے کے بیٹھی ایرج براے شکار صحرا مین گئے تھوڑی دور چلے تھے دیکھا ایک آہو چرنے مین مصروف ہے ایرج نے چاہا تیر مارین آہو کنوتیان بدل کے بھاگا ایرج نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑے نے طرارہ بھرا آگے آگے آہو عقب مین یہ جوان خوشرو تھوڑے عرصہ مین شاپور کی نگاہ سے ایرج نوجوان مخفی ہوے ڈھونڈھتا ہوا شاپور چلا مگر ایرج نے دو گھڑی اس آہو کا پیچھا کیا قریب ایک باغ کے وہ آہو آکر پہونچا آہو نے جست کی دیوار باغ کو پھاند گیا ایرج کو غصہ از حد تھا گھوڑے کو زانوؤن مین مسلا چارون تلیان جھاڑ کر مرکب بھی دیوار کو فرا گیا باغ مین داخل ہوے ایک گوشہ مین لاکر مرکب کو ٹھہرایا دیکھا آہو چھلانگین مارتا ہوا جاتا ہے صحن باغ مین پہونچا ہے ایرج گھوڑے سے کود پڑے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر بجر کمان مین پیوست کیا تاک کے مارا آہو سکے پیٹھے پر پڑا توڑ کے پار گذرا آہو چوراکے گرا ایرج جھپٹے ایسا نہو تڑپ کے مرجاے قرولی کھینچکر چاہا کہ آتے ہی بقربانی پہونچایا چاہا کہ اُسکو لیکر پلٹین پہلو سے آواز آئی او بے ادب تو کون ہے ایرج نے دیکھا ایک سلکرہ

مع چالیس جادوگرنیون کے بیٹھی شراب خواری کر رہی ہی اُسنے للکارا ہی اب جو اُسکی نگاہ جمال ایرج پر پڑی عاشق ہوگئی کہا اے جوان تونے خوب کیا آؤ صحبت مین بیٹھو اسکے کباب تیار کرین شراب بھی حاضر ہی ٹھہر ٹھہر کے پیو جوانی کے مزے ہون یہ کہکے اُٹھ کھڑی ہوئی ایرج حیران حیران دیکھ رہا ہی کہ یہ ملعونہ کیا بکتی ہی وہ چبوترے سے کود کے قریب آئی ایرج کا ہاتھ تھامنے لگی ایرج نے کہا او فاحشہ شامتین آئی ہین اُسنے کہا اے جوان ثمرات جادو میرا نام ہی اس صحرا کی مالک ہون سحر و ساحری مین یکتا صاحب مہر و وفا مال و اسباب بے حساب جمع ہی مرکب و اسلحہ معقول جو تاجر ادھر سے نکلا اُسکو لوٹ لیا بیٹھکر سلطنت کر سارا مال و اسباب تیرے ہی واسطے جمع کیا ہی یہ کہکر چاہا لپٹ جائے بوسہ لے ایرج نے ایک طمانچہ مارا اس زور سے منھ پر ثمرات کے پڑا کہ زمین پر گری گال اُسکا سوج گیا مثل مرغ بسمل تڑپی اب جو اُٹھی غصہ مین کہتی ہوئی او موئے مونڈی کاٹے تیرے ہاتھ کاٹون تونے تو مار ہی ڈالا ہوتا سامری جمشید نے بچا لیا ایرج نے چاہا تلوار کھینچکر جا پڑون اُسکو قتل کرون اب بھلا وہ تلوار کب کھاتی ہی اُٹھتے ہی ایک دانہ ماش کا مارا ایرج زمین پر گرے ہاتھ پاؤن بیکار ہوگئے ثمرات جادو نے آواز دی اس نگوڑے کو گرفتار کرو جادوگرنیان کشان کشان ایرج کو لیکر چبوترے پر آئین ثمرات تو آنکر مسند پہ بیٹھی مگر کلہ سوجا ہوا غصہ مین کانپ رہی ہی ایرج کے ہاتھ پاؤن بیکار سامنے جادوگرنیون نے لاکر بٹھا دیا اب ثمرات جادو اپنے گال سینک سانک کے سنبھلی متوجہ ہوئی کہا او نوجوان نامنصف مجھ ایسی حسین روپے والی تجھسے خواہان وصل ہی اب تو تیرا ناز بھی اُٹھا چکی اب کیا تامل ہی کہنا میرا مان لے ورنہ قسم ہی سامری جمشید کی بوٹیاں کاٹ کر تیرے کباب کھاؤنگی اگر تو نے عاشق جان کر طمانچہ مارا مین نے معاف کیا ایرج نے غصہ مین کچھ جواب نہ دیا اسنے کنیزون سے اشارہ کیا ارے ظالم کو سمجھاؤ ظاہر مین تو کم سن ہی مگر بالکل ٹھنڈا مزاج مین گرمی کا نام نہین کنیزین ایرج کو سمجھانے لگین ایک نے قریب آکے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے جوان میرا سمن بر نام ہی لیکن اسکی مصاحب قدیم ہون اسنے ہزارہا بندگان خدا کو ہلاک کیا ہزارہا قید مین تڑپتے پھڑکتے ہین اُسکو رحم نہین آتا اپنی جان بچاؤ ایرج نے کچھ جواب نہ دیا مگر علاوہ سب خواصون کے یہ نازنین بہت بیقرار ہی ثمرات جادو کے قریب آکر کہا ملکہ عالم ابھی یہ بیچارہ تازہ وارد ہی ہوش و حواس درست نہین ہین اسوجہ سے ایسے کلام کرتا ہی ورنہ ایسا کور ظاہر کور باطن کون ہوگا کہ آپ کی صورت زیبا طلعت جہان آرا پر مائل نہو ثمرات نے کہا اے سمن بر مین کیا کرون میرا دل بیقرار ہی ہرچند کہ اسنے طمانچہ مارا جی چاہتا ہی قتل کرون مگر دل نہین مانتا تو اس ظالم کو سمجھا مین بہت سرفراز کرونگی آخر یہ ظالم کیا کہتا ہی کیون جفاے قید سہتا ہی سمن بر نے کہا آتے ہی آپ نے ایسی بدعت کی ظاہر ایسی خرابی معلوم ہوتی ہی معشوق پر کوئی

بدعت کرتا ہی ثمرات جادو یہ باتین کر رہی ہی جوش محبت مین ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی اُٹھکر ٹہلنے لگی
سمن بر سے کہا تم سمجھاؤ ہمارے وصل پر آمادہ کرو اب ٹہلتے ٹہلتے اسی وحشت جوش محبت مین قریب
در باغ پہونچی قلب پر ہاتھ رکھے ہوے خیال ابروے خمدار ایرج نوجوان مین دل زخمی تیر مژگان کلیجہ پیتا تیر
کر چکے ہین بیتاب یاد زلف مین پیچ و تاب ناگاہ رونے کی آواز کان مین آئی ثمرات نے سر اُٹھاکر دیکھا
ایک ضعیفہ گوری صورت جھریان پڑی ہوئین کمر مین خم محمودی کی چادر اوڑھے ہوے سفید اطلس کا
پائجامہ لٹھیا ہاتھ مین گرتی پڑتی نخل کے نیچے بیٹھکر چیخین مار مار رونے لگی اس رونے مین بین کرتی ہی کہ کیون بی بی
آج تین دن گذرے کہ خواب مین بھی نہ آئین بڑھیا مان کو رونے کے لیے چھوڑا ہماری محبت سے منھ موڑا مین تو تم سے
کبھی بیچھے پھیرکے نہ سوتی تھی بڑھیا مان سے کیا خطا ہوئی کہ کفن مین منھ چھپایا اسطرح بلک کے یہ بڑھیا روئی کہ ثمرات کا
قلب بھر آگیا کلیجہ منھ کو آگیا دروازے سے نکلکر دوڑی قریب جاکے بڑھیا سے لپٹ گئی آنسو پونچھے بڑھیا نے جو منھ کھولا
تو دیکھا رونے سے آنکھین سرخ مین چہرہ تمتمایا ہوا ثمرات نے کہا کیون اماں کیون روتی ہو کیا غضب ہی تمھارے
بین سے کلیجہ پھٹتا ہی بڑھیا نے سر اُٹھاتے ہی ثمرات جادو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے اسقدر روئی کہ روتے
روتے بیہوش ہوگئی ثمرات نے دیکھا کہ اس بڑھیا کا دم نہ نکلجائے کنیزون کو آواز دی دو تین کنیزین دوڑ کر آئین
کہا اس بڑھیا کو اُٹھا کے اندر لے چلو صاحبو یا تو یہ رو رہی تھی یا مجکو دیکھکے بیہوش ہوگئی کنیزون نے اُٹھا یا لاکر ایک
کمرے مین لٹایا پنکھا جھلا تلوے سہلائے بڑھیا کا حال زار دیکھکر ایرج نوجوان کو بھول گئی کنیزون سے کہتی جاتی ہی
اسکے رونے نے دل میرا بیقرار کردیا خانۂ چشم کو غم و الم سے بھردیا لخلخہ منگواؤ اسے جلد ہوش مین لاؤ جب عطر وغیرہ سنگھایا
بڑھیا کو ہوش آیا اُٹھتے ہی ثمرات سے پھر لپٹ گئی ثمرات نے بھی گلے لگا لیا پوچھا بڑی بی اپنے کو سنبھالو ایسا نہو
دم نکلجائے مفصل حال بیان کرو کیا کسی نے لوٹ لیا یا کوئی صدمہ پہونچا مین نے تمھارے منھ سے تمکو مان کہا ہی میرے دل کو
بڑا احاق ہی جلد بیان کرو مین ابھی اُس درد کا علاج کردون میرے کیے سے سب کچھ ہوسکتا ہی مین ساحرہ ہون ویسے
بھی سامری جمشید نے بہت دیا ہی لات و منات نے صاحب مقدور کیا ہی بڑھیا نے کہا بیٹی لات و منات تجکو
سلامت رکھین ہزار برس کا سن ہو دودھون نہاؤ پوتوں پھلو کیا کہون کس مصیبت میں ہون آج تیسرا دن ہی
جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون میرا چاند کا ٹکڑا میری آنکھون سے مخفی ہی آج تین دن کے بعد سامری نام کے
درمیان کچھ نقشہ دیکھا ہی دیکھو بی بی کلیجہ دھڑکتا ہی ثمرات نے کہا مفصل بیان کیجیے بڑھیا نے ثمرات کی سر سے
پانون تک بلائین لین کہا بی بی اصل کیفیت یہ ہی کہ لات منات نے ایک بیٹی عطا کی تھی جوان خوبصورت تیسرا دن
ہی اُسنے انتقال کیا سامری جمشید کی خدائی مین آگ لگ گئی بد دن میری بچی کے نگوڑون کا گھر خالی تھا اب خطر
کیا ہوگا یہ بڑھیا تین دن سے جنگلون مین ماری ماری پھرتی ہی اپنے ماہ تابان کو کہین نہ پایا اسی جوش وحشت مین

ادھر نکل آئی درخت کے نیچے بیٹھکر رونے لگی شاید اُس گل کی دماغ مین بو آئے میری بلبل اپنی آواز مجکو سنائے لیکن سامری جمشید کے تصدق ہو جاؤن روتے روتے جو آنکھ کھلی تجکو دیکھا تیرے مان باپ کا کلیجہ ٹھنڈا رہے آج اپنی بچی کی صورت کا نقشہ دیکھا کلیجہ ٹھنڈا ہوگیا ہی پتلے پتلے ہونٹ یہی چاند سا چہرہ یہی نخل چمن خوبی یہی قد و قامت یہی بھولی بھولی صورت یہی میٹھی میٹھی باتین یہی محبت کی گھاتین اُس کمبخت مین بھی تھین جس طرح امان جان کہکے تم دوڑکر لپٹ گئین اسی طرح وہ مرنے والی بھی چمٹی تھی بی بی محتاج نہین ہون سامری جمشید نے سب کچھ دیا ہی محبت کی بھوکی ہون یہ کہکے ایک بٹوہ نکالا اسکو کھولا اسمین اشرفیان دس پانچ جواہرات کے نگینے سامنے ثمرات کے پیش کیے کہا لو بی بی اپنی صندوقچی مین رکھ چھوڑو کل مزدور ساتھ کر دینا اسباب اُٹھوا لاؤنگی تیری صورت دیکھکے شاد رہونگی اپنا پکاؤنگی کھاؤنگی دو چار لونڈیان غلام بھی ہین یہان تمھارے باغ مین میرا بھی دل بہل جائیگا سب اسباب تیرے نام لکھدونگی ثمرات نے کہا امان جان مال اسباب میرے پاس بہت ہی تمھارا گھر ہی رہو مین آنکھون پر رکھونگی بڑھیا نے کہا بٹو یہ تو بتاؤ اس چاند سے چہرے پر سہرا بندھا یا ابھی کورا پنڈا ہی مین سب امیرون رئیسون مین جاتی ہون اچھے کسی نوجوان بانکے ترچھے کے ساتھ اپنی بچی کی دھوم سے شادی کرونگی اتنا جہیز دونگی کہ گلیان بند ہو جائین ثمرات نے شرماکے سر جھکا لیا کہا امان جان شادی تو نہین ہوئی دو چار ٹھیرے نیچے کیسا اب آجکل کسی سے لگا سگا نہین ہی بڑھیا نے کہا بیٹا یہ تو بُری بات ہی ہمارے پیچھے اس سن مین پلٹنین پھرتی تھین دو چار کا روز خون ہوتا تھا کئی سنکھیا کھاکے مرے کئی نے گلے کاٹ ڈالے بہت سے نگوڑے فقیر ہوکے نکل گئے یہ جوانی دیوانی ہی یہ زمانہ کھیلنے کھانے کا ہی پھر بڑھاپے مین کون پوچھتا ہی مگر سن نگوڑی خفا نہو تو مین ایک بات کہون اپنے کو بگاڑے ہوئی ہو دو انگلیان مسی کی ملو ہونٹون پہ لالی جماؤ یاقوت کو نیلم بناؤ آنکھون مین سرمہ دو تیغ نگاہ پر باڑھ رکھو کرتی آستینون دار پہنو چھوٹے کپڑے مین سی دونگی اس نگوڑی ساری کو کھول کے پھینکو بڑے پائچون کا پائجامہ پہنو دن ڈھلے بن ٹھن کے کوٹھے پر کھڑی ہو دیکھو کتنے مرتے ہین پھر اور تدبیرین بتلاؤنگی جو ایک دفعہ تجکو دیکھ لیگا تڑپ تڑپ کے مر رہیگا تمھاری زلفون کے دام سے نہ نکل سکیگا اب ہم تمکو ناز کرشمے بتائینگے رو رہی دل مین قائل بنائینگے یہ سنکے ثمرات رونے لگی کہا امان جان مین نے کبھی کسی مرد سے محبت نہین کی سیکڑون کو قید مین رکھا رات کو اپنا مطلب نکالا پھر قید خانے مین ڈال دیا مگر آج دام زلف مین ایک ظالم کے پھنسی ہون کلیجہ پر چھری چل رہی ہی وہ نگوڑا انکار کرتا ہی گالیان دیتا ہی نہین معلوم کون ظالم ہی شکار کھیلتا ہوا اس طرف آنکلا آہو کو میرے باغ مین آکر شکار کیا وہ تیر میرے کلیجہ پر پڑا کیا کہون امی جان کیسا نکیلا سجیلا جوان ہی حسین جمیل سپاہی عقیل خوبصورت نیک سیرت چاند سے رخسار محبوب گلعذار مین نے اسکو بلا کر اپنے پاس بٹھایا

ہر چند چاہا شراب پلاؤن اُس کمبخت سے دل لگاؤن وہ تو بپھرا جاتا ہی لاکھون صلواتین سناتا ہی کہتا ہی
تیری کالی صورت ہی اب مین نے قید کیا ہی قتل کرنے کا قصد کیا تھا کہ تمھارے رونے کی آواز آئی مین ادھر
چلی آئی امی جان اس غم مین مین نہ جیونگی اُسکو قتل کرکے مین اپنے کو بھی ہلاک کرونگی یہ سنکر بڑھیا نے
اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہا بیٹھ نگوڑی ذرا تجھے تو اس نامنصف کی صورت دکھا تجھ ایسی پر کون مائل نہوگا مگر
تو خیلہ طویلہ ہی بنو چاہت کے کوچے الگ ہین مردون کو جوتی کے نیچے رکھتے ہین تو نے اپنی چاہت ظاہر کردی
ہوگی وہ موا کھ پھول گیا مجھے دکھا دے مین ابھی قدمون پر گرا دونگی ناک رگڑیگا ذرا خوب ترسا تا کہ ایک
اُسکے دم مین نہ آجانا جب مین دخل دونگی کہ تم میری رائے پر کام کرو اری سیکڑون ہمنے گلے کٹوا دیے یہ کون
ہی جو تجھپر توجہ نہین کرتا دیکھ ثابت ہو جائیگا تیرے ہی حماقت ہوگی مین ابھی سب حال کھول دونگی قند کیطرح
نگوڑے کو باتون مین گھول لونگی ثمرات خوشی مین پھول گئی کہا امی جان تمھارے صدقے تمھارے قربان جاؤن وہ
بارہ دری مین بیٹھا ہی بڑھیا پائنچے سنبھال کے بڑبڑاتی ہوئی چلی ثمرات نے کہا امی جان مین بھی چلون کان پکڑکے
ایک طمانچہ مارا کہا بیٹھ نگوڑی تو وہان جاکے کیا کریگی اب مین اُس نگوڑے کو ترساؤنگی دو دو پہر تیری صورت
اُسکو نہ دکھاؤنگی ثمرات کو وہان ٹھہرا کر بڑھیا بارہ دری مین آئی سمن بر بیچاری بیچارہی ہی ہاتھ باندھے
کھڑی ہی کہتی ہی اے شہریار اپنی جان بچائیے اب جو وہ پلٹ کر آئیگی آپکو قتل کرڈالیگی ایرج نوجوان فرماتے ہین
اری سمن بر تو دخل نہ دے مین اُس کمبخت کی جانب کبھی نہ تھوکونگا کہ اتنے مین بڑھیا آنکر پہونچی سمن بر کو آواز
دی او نفسل ہٹ جا تو کون ہی سمجھانے والی کیا تو نے دھگڑے کو پسند کیا ثمرات سے کہدونگی کہ تیرے معشوق
پر بی سمن بر نگاہ ڈالتی ہین سمن بر تھراتی ہوئی بارہ دری کے باہر نکل آئی بڑھیا ایرج کے پاس بیٹھی سر سے پاتک
بلائین لین کہا میان بنے صاحبزادے کیا ثمرات مین بُرائی ہی جو قبول نہین کرتے ابھی تو صاحبزادے ہو مٹی
کی عورت ملے اُسکو بھی نہ چھوڑو وہ تمکو ملائی پراٹھے کھلائیگی لباس اچھا پہنائیگی گھوڑا خرید دیگی خدمتگار مصاحب
نوکر رکھو بازار مین ہٹو بچو کرتے پھرو دوسرے بڑا نفع یہ کہ ساحرہ با اختیار ہی بڑے تمھارے مرتبے ہو جائینگے بیٹا
چاہنے والے کہین ملتے ہین جادوگرنیون مین بڑے مزے ہوتے ہین کبھی بڑھیا بنے گی کبھی جوان کبھی پانچ
برس کی بنکر تمھاری گود مین کھیلنے لگے گی بس غصہ تھوک ڈالو تخلیہ کراؤن ثمرات کو بلاؤن اُسکا مطلب دلی
حاصل کردو سر جھکا کر نہ بیٹھو ایرج نے کہا او بڑھیا کیا بیہودہ بکتی ہی کمبخت فاحشہ جادوگرنی تین معلوم کے سنتو
برس کا سن ہی منھ سے گوہ کی بو آتی ہی تو اُلٹا ہمکو سمجھاتی ہی جا دور ہو میرے سامنے سے بڑھیا نے
کہا واہ میان تمنے تو اپنی مجھپر آنکھین نکالین مین کچھ آپ کی چاہنے والی نہین ہون ہی نگوڑی تمھارے پیچھے
یہ مرہ پر مرتی ہی مین تو کبھی پاخانے مین لوٹا نہ رکھواؤن ایرج نے کہا او بڑھیا تجھسے کون بات کرتا ہی جب تو

بڑھیا نے بھی آنکھین نیلی پیلی کین کہا میان اپنی جان بچاؤ ابھی آکر قتل کر ڈالیگی لاشہ زمین پر تڑپے گا کوئی کفن
بھی نہ دیگا ایرج نے کہا تیری بلا سے جب بڑھیا نے قریب آکر کہا اے شہریار آپ کی جہالت نے مارا بچپن سے آپ کو
خواجہ عمر نے تعلیم کیا مگر آپ کچھ خاک نہ سمجھے اکثر انھون نے ارشاد فرمایا کہ جادوگرنی کو زور دکھانا اپنی جان
کا نہ بچانا عین حماقت ہے اپنے غلام کو حضور نے اب بھی نہین پہچانا مین مہتر شاپور ہون یہ سُنکر ایرج نوجوان
مثل گل کے شگفتہ ہوگئے فرمایا بھائی تو نے بڑا کمال کیا عجب بلا مین آکر مبتلا ہوا شکار کو آیا تھا خود شکار ہوا
اس ملعونہ نے اس بلا مین پھنسایا بھائی شاپور جلد اس کمبخت کو قتل کرو ملکہ انجم ماہ رخسار پہاڑ پر انتظار کر رہی
ہو گی کہتی ہو گی مجھسے حیلہ کر کے کہان چلے گئے ہماری محبت مین اس سے ملک و مال چھوٹا نہایت پریشان ہو گی
شاپور نے کہا جو مین کہون وہ حضور کہدین مین ابھی اس فاحشہ کو مار لیتا ہون حقیقت مین ملکہ انجم ماہ رخسار
بہت گھبراتی ہونگی غلام ابھی آتا ہے یہ کہکے اُلٹے پاؤن پلٹا ثمرات کے پاس آیا ایک دوہتڑ مار کہا او
چھوکری تو تو کہتی تھی کہ وہ راضی نہین ہوتا وہ تو تیرے نام پر جان دیتا ہے لیکن اُسنے یہ کہا کہ آتے ہی
مجھپر بدعت شروع کر دی قید کر لیا قتل کا ارادہ ہوا کہتا تھا اب مین اپنی جان دونگا مگر ملکہ عالم کا
وصل نہ قبول کرونگا یہ بھی کہتا تھا کہ اگر شاید زندہ بچ گیا تو یہ کالی راتین ہجر کی کیونکر کٹین گی ملکہ ثمرات
کی انکھڑیون نے مجھکو ذبح کیا لو اب جلد مزے اڑاؤ اتنا کہدینا مجھسے خطا ہوئی مین نشہ مین شراب کے
تھی کہ تیرے قتل کا ارادہ کیا ثمرات نے کہا امی جان میرے سر کی قسم وہ مجھکو بلاتا ہے شاپور نے کہا تمھارے
باپ کے سر کی قسم چلو ابھی حال کھلجائیگا دم بھر مین پردہ اُٹھ جائیگا مگر لباس تبدیل کرلو اچھا زیور عمدہ
پہن لے ہر چند بقول سعدی۔ حاجت مشاطہ نیست روے دل آرام را ۞ مگر دنیا کی ظاہرداری ضرور ہے اُن
نوجوانون کو ظاہرداری بہت پسند آتی ہے ثمرات نے فوراً صندوق پٹارے کھلوائے بہت بھاری جوڑا
پہنا دریاے جواہر مین غوطہ مارا شاپور اپنے ساتھ لیکر چلا مگر سمجھاتا ہوا کہ چلتے ہی سحر اُتارنا نہین کرنا
ثمرات نے کہا مین قدمون پر گر پڑونگی شاپور نے کہا نہین تمھارا زبان سے کہنا کافی ہے معشوق اگر
جھوٹ کہتا ہے عاشق کو بمنزلہ حدیث و آیہ ہوتا ہے ثمرات نہال ہوئی بارہ دری مین آکر پہونچی
آتے ہی ایرج نوجوان پر سے سحر اُتارا مگر شاپور نے ایسا سمجھایا ہے کہ گھونگھٹ نکالکر بیٹھی شاپور نے
گلابیان اُٹھائین ایک مین بیہوشی ملائی جام بھر کر ایرج سے اشارہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے پلا دیجیے
ایرج نے چپکے سے کہا بھائی مجھے محروم رکھو تم اپنے ہاتھ سے شراب پلا دو ہماری جان بچاؤ اور جو زیادہ
ہمکو ستاؤ گے تو ہم ثمرات جادو سے کہدینگے کہ یہ شاپور فرزند عمرو تجھکو قتل کرنے آیا ہے اپنی جان سے
ہم بیزار ہین شاپور نے پکار کے کہا بھلا او چھوکرے بڑے غمزے نخرے تجھکو آتے ہین ثمرات جادو خود شراب

نوش فرمائیگی تجھکو ترسائیگی یہ کہکر جام منھ سے ثمرات جادو کے لگا دیا کئی شعر پڑھے شعر ساقی بنور بادہ برا فروز جام ما۔ مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما۔ ثمرات جوش مین جام پی گئی کنیزون سے کہا اری لوتم بھی پیو میری چھوکری کو نظر نہ لگانا اسکا خون بہت ہلکا ہی جو اسکو کچھ ہو جائیگا تو سب کی ناک چوٹی کاٹونگی علاوہ اسکے عاشق و معشوق ایک مقام پر بیٹھے ہین منھ پھیرکے بیٹھو یہ کیا بے غیرتی ہی کہ دیدے مین دیدہ ڈالے بیٹھی ہو یہ کہکے بڑھیا نے اشعار عاشقانہ پڑھے مخمسہ

پرتو پڑے جو اسکے رخ بے حجاب کا
پیدا ہو رنگ سنگ مین لعل خوش آب کا
پردہ مین تو یہ جلوہ ہو اس رخ کی تاب کا
جب پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا
جلوہ ہر ایک ذرہ مین ہو آفتاب کا

شب بزم مین تھی اور تھے سب جمیع آشنا
اک رند می پرست نے مذکور یون کیا
یعنی عجیب نقل ہی اور طرفہ ماجرا
کل بنکے شیخ مجتہد عصر ساقیا
دکھلا کے ایک باغ عذاب و ثواب کا

دینے لگا وہ رنج و تکلیف مجھے بطرز
یعنی جتایا اپنا تفاخر مجھے بطرز
جب دیکھا خوب محو تحیر مجھے بطرز
کہنے لگا زراہ تمسخر مجھے بطرز
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا

جب اس طرح سے پند و نصیحت وہ کر چکے
مین بیٹھا چپکا سنتا رہا وہ مکے گئے
جانا یہ مین نے یون تو یہ چپکے نہ ہو سکینگے
مین نے کہا کہ ہم بھی ہین یہ خوب جانتے
پر کیا کرین کہ ہی ابھی عالم شباب کا

جو کچھ کہ آپ کہتے ہین سب سچ ہی ہی تو یون
لیکن تمھارا زہد ہی یہ مکر اور فسون
دعوی جو آپ کرتے ہین باطل ہی اور جنون
گستاخی ہو معاف تو اک عرض مین کرون
مجھکو اگر نہ کیجیے مورد عتاب کا

جو طعن ہیکسون پہ کرو تم بجا درست
ایسا ہی ظاہر آپ نے اپنا کیا درست
لیکن صلاح و زہد کا دعوی ہی نا درست
تقوی ہمارے آگے جب ہو آپ کا درست
پھر تب یقین ہو آپکے اس اجتناب کا

جسدن کہ روز بزم ہو اور سارے بادہ کش
پیاسے پکارین ہاتھ سے ساقی کے العطش
جسدن یہ جلسہ سب ہو تو ہو جاؤ تم بھی غش
ہمراہ در کنج باغ ہو ساقی ہو ماہوش

اور وان خجل نہو لوگی باعث حجاب کا

مدہوش کر دے باتوں میں تلو لگا کے منھ — پھر دیکھیے کہ بیٹھے کدھر تم چھپا کے منھ
اور جب زردے طرز ہنسی کا بنا کے منھ — کھینچے ہنسی ہنسی میں وہ منھ سے ملا کے منھ

یہ ریش جیسے جلوہ ہے رنگ خضاب کا

اک مست تار حور شمائل پری لقا — مستی میں جس کو پاس نہو کچھ بھی شرم کا
از روئے لطف بوسہ کرے یوں تمہیں عطا — گردن میں ہاتھ ڈال کے وہ شوخ بیحیا

دے ذائقہ دہن کو زبان کے لعاب کا

پھر دیکھیں کیسا لطف ہی ہے بیٹھیں دل دیے — جب وہ حریف ہاتھ میں اک جام مے لیے
گرم تم نے می کے پینے میں کچھ عذر بھی کیے — مستی سے یوں کہے کہ ہمارا لہو پیے

گر پی نہ جاسے جلد یہ ساغر شراب کا

جس وقت اس طرح سے رہا مان کہیں ہاں — اور مے پلانے والا بھی ایسا ہو خوبرو
اور وہ بھی خندہ ہو کے کہے ایسی گفتگو — اس وقت میں سلام کروں قبلہ آپ کو

گر آپ خوف کیجیے روز حساب کا

اور یونہی ہم بھی جانتے ہیں بادہ ہے حرام — اور آپ کو بھی یاد ہے انکا ہے مدام
پر اعتقاد ہوگا اسی وقت لا کلام — اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام

قائل نہیں ہے بندہ کسی شیخ و شاب کا

کرتے ہیں مومنوں کے لیے ہم ثنان پاک — کیا کیا دعائیں دل سے بوقت امید و باک
یاں رہ تو بھی کہدے بیک آہ دردناک — یارب تمہیں جہان میں سدا ہو جگہ خاک

سایہ اُسی کے قدم بو تراب کا

یہ اشعار جو شاپور نے بہ خوش الحانی پڑھے ملکہ خرّات جادو مست ہو کر جھومنے لگی بیہوشی نے بھی تاثیر کی اور سب کنیزوں نے بھی پی خرّات کھڑے اٹھی کہا امی جان اب میں اپنے میاں کے ساتھ جا کر آرام کروں شاپور نے کہا اچھا جم تم جاؤ خرے اٹھاؤ خرّات جوش میں نشہ کے اٹھی بیہوشی بخوبی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرپڑی گرتے ہی بیہوش ہوئی شاپور نے نعرہ کیا ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا ہاں بھائی سوتے میں نہ قتل کرو شاپور نے کہا اے شہریار آپ کی جرأت نے تو ہلاک کیا ساحرہ کو ہر طرح سے قتل کرنا چاہیے اگر کہیں بیدار ہو جائیگی جان بچانا مشکل ہوگا ایرج نے کہا سمن رکو نہ قتل کرنا یہ ہماری خیرخواہ ہے خدا چاہے گا تو

مطیع اسلام ہوگی شاپور نے کہا کیا مضائقہ یہ کہکے ہمرات کے خنجر مارا اس ملعونہ کا شکم چاک قصہ پاک ہوا آندھی اُٹھی تمام باغ آتش بہار ہوگیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ہمرات جادو بود اب شاپور نے سمن بر کی زبان مین سوزن و یا ستون مین باندھکر ہوشیار کیا سمن بر کی آنکھ کھلی دیکھا ہمرات کا لاشہ تڑپ رہا ہے وہ شاہزادہ کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہے ایک عیار دبلا پتلا نیچے کھنچے کھڑا ہے مگر وہ شاہزادہ فرما رہا ہے اے سمن بر حقیقت مین تمنے ہمارے ساتھ خیر خواہی کی دیکھو ہمارے عیا رنے بڑھیا بنکر ہمرات جادو کو واصل جہنم کیا یہ فرزند خواجہ عمرو ہین ہزارہا جادوگرنیان قتل کر ڈالین انکے باپ کا سر برندۂ جادوگران لقب ہے شاپور نے کہا اے سمن بر یہ نبیرۂ زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران ہین اطاعت دین اسلام قبول کرو پروردگار اکیلا ہے سمن بر نے اشارہ کیا مجھے پہلے ہی سے حضور سے محبت ہوئی ہے اطاعت کو حاضر ہون شاپور نے زبان سے سمن بر کے سوزن نکالا وہ قدمون پر شاہزادے کے گری سمن بر سب جادوگرنیون کی افسر تھی سب نے اطاعت قبول کی سعادت دارین حصول کی اب ایرج نوجوان و شاپور بخوشی مسند پر بیٹھے سمن بر سے پوچھا یہ ہمرات جادو کون تھی اُسنے عرض کی طلسم اسکندری کے بادشاہ کی ملازم تھی اسکے مزاج مین ظلم تنہا کا تھا جو جوان ادھر سے نکلا اہر رئیس جلیل اسکو لوٹ لیا پکڑ لائی پہلے اُس سے اپنا منھ کالا کیا پھر قیدخانہ مین ڈال دیا کئی ہزار بندگان خدا قید ہین اس باغ مین لاکھون روپیہ کا مال ہے یہ لونڈی نے دیکھا کہ ملکہ ہمرات جادو بادشاہ طلسم اسکندری کبھی کبھی آتی تھین اسکی بڑی خاطر کرتی تھین اکثر یہ کلمہ کہا کہ ہماری جان تمھارے پاس ہے اے ہمرات تم باغ سے کہین جایا نہ کرو پہلے حضور بندگان خدا کو قید سے رہا کرین پھر خزانہ نکلوائین کل جواہرات ملاحظہ فرمائین ایرج اُٹھے ایک جانب باغ کے قصر تھا اُس کو کھولا دیکھا دو ہزار بندگان خدا رئیس جلیل صاحبان لیاقت قید ہین ایرج کو دیکھکر فریاد کرنے لگے کسی نے کہا تاجر ہون اس راہ سے میرا کاروان نکلا ہمرات نے مال لوٹ لیا ہمکو قید کیا بیگناہ قید ہین کوئی کہتا ہے مین شاہزادہ ہون بیکسی سے مرنے پر آمادہ ہون یہ رہزن پکڑ لائی اس راہ مین آنے کی سزا پائی ایرج نے سب کو قید سے رہا کیا سب جوان کلمہ پڑھکے بصدق دل مسلمان ہوئے ممنون احسان ہوئے ایرج کو بڑی خوشی حاصل ہوئی دو ہزار جوان صاحبان لیاقت جری بہادر صف شکن تیغ زن انکو ہمراہ لیکر باغ مین آئے سمن بر نے کنجیان خزانہ کی حاضر کین کہا بسم اللہ ان کوٹھون کو کھولیے ایرج نے کوٹھا کھولا تلوارین سپرین خود چار آئینہ نیزے بہت نکلے دوسرا کوٹھا کھولا اسمین صندوقچے جواہرات کے نکلے ایک صندوقچہ اسپر غلاف مخمل کاشانی کا چڑھا ہوا ایرج نے اُسی صندوقچہ کو اپنے دست حق پرست مین اُٹھایا غلاف اُتارا دیکھا اسپر لکھا ہے کہ

اس صندوقچہ مین عجیب نعمت ہی جو اسکو پائے کلاہ فخر اپنی آسمان پر پہونچائے یعنی بانیان طلسم اسکندری
نے ایک تختی الماس کی بنائی اسپر حروف لکھے اُنکی تاثیر یہ ہی کہ وہ تختی جسکے گلے مین ہو اگر سامری جمشید
قبر سے اُٹھ آئین اور سحر کرین اُس شخص پر بالکل تاثیر نہو کوئی ساحر اسکا مقابلہ نہ کر سکے ایرج نے شاپور
کو اپنے پاس بلایا کہا دیکھو برادر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اپنی عنایت سے دور دل کا ملال
کیا یعنی اسمین لوح محفوظ ہی اسوقت طبیعت بہت محظوظ ہی شاپور نے کہا آپ صاحب اقبال ہین
بسم اللہ جلد کھولیے خدا نے یہ تحفہ اپنے خزانہ غیب سے دلوایا جب حضور ارشاد فرماتے تھے کہ مین طلسم مین
جاؤنگا بہت خوب کہتا تھا لیکن دل ڈراتا تھا کہ حضور مقدمہ طلسم مین ہزارون خرابیان ہونگی کوئی تحفہ
پاس ہونا اب عنایت پروردگار سے یہ ہوگا کہ سحر ساحران تو حضور پر تاثیر نہ کریگا وہی بے نیاز کارساز
لوح طلسمی بھی دلوائیگا اب شاہزادہ ایرج نوجوان نے لوح محفوظ کو بخوشی گلے مین پہنا سمن بر سامنے
موجود ہی اُسکو جو حال لوح محفوظ ثابت ہوا بطرح عرض کی اے شہریار اسی وجہ سے ملکہ مرآت جادو
یہان اکثر آتی تھین بعنایت و شفقت فرماتی تھین کہ اے مرآت ہماری جان تمھارے سپرد ہے تم ہر کس و
ناکس کو اس باغ مین نہ آنے دیا کرو لیکن یہ وہ جلاد صاحب بیداد تھی کہ ہر روز دس پانچ بندگان خدا
کو گرفتار کر کے لاتی تھی اُنسے مزے اُڑاتی تھی جب وہ مرد کمزور ہو جاتا تھا اسکو قید خانہ مین بھیجدیتی
تھی پھر خبر نہ لیتی تھی آج اُس بدعت کا ملعونہ کو ثمر حاصل ہوا لیکن امیدوار ہون کہ کنیز کو بھی ہمراہ لیجیے ایرج
نے کہا ہم احسان فراموش نہین ہین انشاء اللہ تم کو جادوگرونکا افسر بنائینگے تا بہ طلسم اسکندری سے
چلینگے استادان سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرمایا ہے کہ اب ہمراہ ایرج نوجوان چار ہزار
صف شکن شاہ و شہریار زادے کہ جنکو قید سے رہا کیا موجود ہین چالیس جادوگرنیون کی افسر ملکہ سمن بر کو قرار دیا
مال و اسباب کو بار کرایا ملکہ انجم ماہ رخسار کا طرا خیال ہی دوسرے دن اس شوکت و شان سے طرف اُسی کوہ فلک شکوہ کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ مرآت جادو بادشاہ طلسم اسکندریہ کے بیان ہوتے ہین خمسہ

طبع سنبل کدہ گاہست پریشان از من — گہ کدورت بدل کوہ و بیابان از من
چہ کنم من کہ نہ صحرا نہ گلستان از من — نہ ہمین می رہدان تو گل خندان از من
میکشد خار درین بادیہ دامان از من

لطف ہی یہ ستم آلودہ کرم ہین آزار — دل کہین اور ہی بیٹھا ہے بغل مین ناچار
ایکدم بھی تو نہین شوخی بیجا سے قرار — بامن ہم آمیزش او الفت موج است کنار
روز و شب با من و پیوستہ گریزان از من

اسکو ڈھونڈھو نہین کہان جاؤن کہ باقی نہین دم
وقت رحم و دم الطاف ہی ہنگام کرم
کیا کرون اُٹھ نہین سکتا ترے کوچے سے قدم
قمری ریختہ بالم بہ پناہے کہ رسم
تا بکے سرکشی اے سرو خرامان از من

اب تلک صدمۂ الفت سے نہین ہون آگاہ
کوئی دلدار رہا اور کوئی ادائے دلخواہ
کچھ بھی دشوار نہین میری گرفتاری آہ
بہ تکلم بہ خموشی بہ تبسم بہ نگاہ
میتوان کرد بہر شیوہ دل آسان از من

کرتے ہین رند قدح کش مری صحبت سے حذر
جل رہا ہون مجھے کیا آتش دوزخ سے ضرر
ایسے ناکام کے جینے سے تو مرنا بہتر
نیست پرہیز من از زہد کہ خاکم بر سر
ترسم آلودہ شود دامن عصیان از من

کف کشادہ ہی پر افسوس نہین دست کرم
گر کوئی لے تو ہین جان دینے تلک حاضر ہم
ہین گدا لیک شہنشاہ اقالیم ہمم
گرچہ مورم و لے آن حوصلہ با خود دارم
کہ بہ بخشم بود ار ملک سلیمان از من

قابل چارہ نہیں ہی مرا احوال سقیم
تجکو مومن کی سی نفع ہی نہ دلیا تو حکیم
رہ گئے سر پھرے سارے اطبائے فہیم
اشک بیہودہ مریز این ہمہ از دیدہ کلیم
گرد غم را نتوان شست بہ طوفان از من

واضح ہو کہ ملکہ مرأت جادو بعد روانہ ہونے ملکہ انور جادو کے حیران و پریشان غم مین دختر کے اشک ریزان تخت پر متمکن ہی ساتھ والیون سے کہہ رہی ہی کہ صاحبو کیا قیامت کا دن ہی کہ اول سوزن جادو کو روانہ کیا وہ واپس نہ آئی ہمشیرہ صاحبہ ملکہ انور جادو چمک کر گئین انکو بھی گئے ہوئے عرصہ ہوا واپس نہ آئین اب دل بیتاب ہی نہایت پیچ و تاب ہی سننے والون کے کان بہرے اگر اونپر کوئی افتاد پڑ گئی برادری کے سامنے منہ کالا ہوگا ہر ایک طعن کریگا کہ بہن کو قتل کروا ڈالا اپنی بیٹی کا کچھ نہ کر سکین بہن کا پاس نہ کیا کیسی مصیبت مین پڑی ہون اور حالات مسلمانان جو تواریخ مین ملاحظہ سے گذرے انکو پڑھکر قلب تھراتا ہی جس ملک پران لوگون نے لشکر کشی کی اُسکو مٹایا خاک مین ملایا ملک عظلی آباد مشہور ہی کہ سترہ لاکھ ساحران زبردست وہان رہتے تھے بادشاہ مالک بن زردشت منتظم ساحرون کا عاقل اپنے مذہب کے علم مین فاضل اسکا بھی گھر دختر بلند اختر نے تباہ کیا وہ جوان نبیرہ حمزہ صاحب فوج و لشکر مالک تیغ و سپر اسوقت ہارے خیال مین نہ آیا بہن کو بھیجدیا وہان بڑے بڑے لوگ موجود ہین کیا کھیل ہی کہ اتنے بڑے لشکر سے ان

کو پکڑ لائیں اور م انکے عزیز دخل نہ دیں یہ ناممکن ہے کیوں صاحبو تمھاری کیا صلاح ہے اس تدبیر میں کیا فلاح ہے
کریں خود جاؤں اس نگوڑے جلاد کو خود پکڑ لاؤں سب نے کہا حضور ہم کیونکر کہیں لشکر حمزہ میں بڑا انتظام ہے
جب وہ لوگ خداوند سے برابر لڑتے ہیں کیسے کیسے معرکہ پڑتے ہیں وہ اور کسی سے دبیں گے ہر ایک سے سرکشی کرینگے
اگر دشمن وہاں گرفتار ہو جائیں تو طلسم کی تباہی ہے اب حضور تدارک نہ کریں خاموش ہو رہیں ہم میں سے کوئی
جائیگا مفصل خبر لائیگا جو مناسب ہوگا تدبیر کیجائیگی طبیعت تسکین پائیگی مرات جادو نے کہا آئینہ دل پر
غبار ہے صاف آئینہ ہے کہ اسپر کوئی افتاد پڑی ساتھ والیاں بڑی بڑی جادوگرنیاں ہیں اگر ایک بھی واپس آتی
دل تردد منزل کو تسکین ہوتی اب مجھکو کچھ نہیں بن پڑتا میں خود جاؤنگی بہن کی خبر لاؤنگی یہ باتیں ناتمام تھیں
کہ سموم جادو بد جو ہوا کی طرح اڑتی ہوئی آئی سامنے ملکہ مرات کے گر پڑی مرات نے کہا خیر تو ہے سموم نے کہا
ساری ہوا بگڑ گئی ملکہ انور جادو قتل ہوئیں اول سوزن نے بڑا کام کیا عین لشکر مسلمانان سے جاکر
ایرج نوجوان کو گرفتار کر لائی شاہزادی قلعہ انجم حصار ملکہ انجم ماہ رخسار نے سوزن کا رشتۂ حیات
قطع کیا نگوڑے مسلمان کو پہلو میں لیکر بیٹھی وہاں آپ کی ہمشیرہ پہونچیں انجم و ایرج و شاپور عیار کو
پکڑ لیا ایک پہاڑ پر آکے ٹھہریں قصد کیا طلسم کشا کو قتل کریں عین وقت پر وزیرزادی ملکہ برّان کی
شگوفہ سحر ساز آئی ملکہ انور کو قتل کیا اب بی انجم دھگڑے کو لیے ہوے بالا کوہ صحبت آرا ہیں سب
کنیزیں نمک حرام شریک ہوئیں مجھکو تاب نہ آئی چھپکر بھاگی کہ جاکر حضور کو خبر کروں یہ سنتے ہی مرات
جادو غصہ میں تھرائی کہا صاحبو غضب ہوا بی ماہ رخسار کو یہ دن نصیب ہوا کہ طلسم کشا کو پہلو میں
لیکر بیٹھی ہیں دھگڑے کی صحبت میں ملکہ انور جادو کو قتل کرایا ہمارا خیال نہ آیا ابھی جاکر دیکھو تو کیا
حال کرتی ہوں قلعہ انجم حصار میں آگ لگا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی سموم جادو نے عرض کی
حضور وہ قلعہ میں نہیں ہیں اسی کوہ فلک شکوہ پر جہاں ملکہ انور جادو قتل ہوئیں وہیں سامان
عیش و نشاط مہیا کیا ہے پہلو میں طلسم کشا کے بیٹھی بیخوف و خطر مالک کا خیال نہ حضور کا ڈر مرات نے کہا
اب سب خوف ہو جائیگا یہ کہکر فوراً تخت سحر پر سوار ہوئی آمادہ حرب و پیکار ہوئی بارہ ہزار جادوگرنیاں
ہمراہ ہیں سموم جادو سے کہا چل بتلا دے اس باغی کی صورت دکھا دے سموم آگے بڑھی گویا آندھی چلی
ہوا میں بھری ہوئی بکتی جھکتی بارہ ہزار کا لشکر پشت پر روارو ی کرکے سب تلاش میں ملکہ انجم ماہ رخسار
و ایرج عالی وقار کے چلیں لیکن ملکہ انجم ماہ رخسار ہی کوہ فلک شکوہ پر جہاں انور جادو قتل ہوئی تھی
بیٹھی ہے چالیس کنیزیں ہمراہ یا دہیں ایرج نوجوان کے حال تباہ تحریر کرچکا ہوں کہ ایرج نوجوان شکار
کا وعدہ کرکے یہاں سے گئے باغ میں مرات جادو کے پہونچے وہاں سے کوچ کر چلے ہیں مگر ملکہ انجم

بیقرار ساتھ والیون سے کہہ رہی ہی فلک نے کج رفتاری دکھائی نہین معلوم شاہزادے پر کیا گذری ایسا نہو راہ
مین کوئی اور ملازم ملکہ حیرت کا ملجائے دشمنون کو گرفتار کرلے تو کیسی مشکل ہو کس طرح تسکین دل ہو اگر مین
برائے تلاش جاؤن ایسا نہو وہ اسطرف آئین مجھکو نہ پائین تو پھر کیسے گھبرائین کچھ بن نہین پڑتا کنیزین کہتی ہین
حضور وہ خوبصورت ہین صاحب لیاقت وشوکت ہین کسی اور سے دل لگا لیا ہوگا اب اُنکا آنا دشوار ہی تردد
بیکار ہی انجم نے کہا ظاہرا تو بیوفا نہین ہین آیندہ ہماری تقدیر انکی محبت مین بادشاہ طلسم کو اپنا دشمن کیا اب
بھی ہمارا خیال نہو تو مقام تعجب ہی یہ باتین کر رہی ہی دم محبت کا شاہزادے کے بھر رہی ہی شب ہجر دور دراز
ہوتی ہی تڑپ تڑپ کر کاٹی جب صبح لبون پر آیا تب سحر فراق نے منھ دکھایا انجم کے منھ پر ہوائیان آنکھون
مین حلقے چہرہ زرد ہونٹھون پر آہ سرد دل مین درد بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان اب انجم کو یقین کامل
ہوا کہ ہمارا ستارہ گردش مین آیا فلک نے اس ماہ اوج صاحبقرانی سے جدا کیا آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے
آنچل دوپٹہ کا منھ پر رکھکے بیقراری مین چیخ مار کر رودی کنیزین سمجھانے لگین حضور اسقدر بیقرار نہو جیے شاید
شکار کی جستجو مین راہ فراموش کی ہو یہان کی رسم و راہ سے وہ ماہر نہ تھے بیشک وہ راستہ بھولے ہم لوگ جائین
تلاش کر کے لائین حضور کے رونے سے کلیجہ پھٹتا ہی ملکہ انجم نے کہا ہماری تقدیر کی خوبی گھر بار چھوٹا سختی اُٹھائی
اس پہاڑ پر شب بسر کی ہم آپ جا کر تلاش کرینگے تلوے اتبک سلگ رہے ہین پاؤن لپک رہے ہین آنکھین
اشارے کرتی ہین وہ صورت زیبا دکھاؤ ہاتھ دستگیری چھوڑتے ہین گریبان چاک کرنے پر آمادہ
ہین حقیقت مین

نظم مصنف

تنگ جامہ دری دپاس عزیزان کیسا	دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا
پاؤن پڑپڑ کے مجھے دشت مین بھٹلایا ہی	میرا مشتاق تھا ہر خار مغیلان کیسا

دیگر

زلف و رخ کی عاشقون کو فکر صبح وشام کیا	رند مشرب ہین ہمارا کفر کیا اسلام کیا
اپنی ہستی مٹ گئی ہمکو دوئی سے کام کیا	ہی انا المحبوب لب پر نامہ و پیغام کیا
کچھ خبر دیتا نہین اُسکی دل آگہ مجھے	وحی کیسا تند اب موقوف ہی الہام کیا
ہم سبکدوش کو لاسکتا نہین تو دام مین	طائر نکہت ہون ای صیاد اسیر دام کیا
میرے دل کی طرح سے جلجائے تو آوے قرار	کر دئین لیتا ہی تابے پر کباب خام کیا
یا دچشم یار نے تو ہمکو اندھا کر دیا	یہ بھی ہم واقف نہین ہین صبح کیا اور شام کیا
سنتے ہی پیغام برسے مین تڑپ کر مر گیا	تھا قلق پیغام جانان موت کا پیغام کیا

ان اشعار نے اور آگ بھڑکائی جان بیقرار لبون پر آگئی قریب تھا کہ انجم ماہ رخسار اپنے کو ہلاک کرے کہ آسمان سے

مرائت جادو مع بارہ ہزار ساحرہ آگے آگے سمدم جادو چلی وہین سے للکارتی ہوئی بی انجم اب کہان جاؤ گی ملکہ انور کو قتل کرایا کچھ ملکہ عالم کا خوف نہ آیا انجم ماہ رخسار نے جو ان سب کو آتے ہوئے دیکھا آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو کر اُٹھی چہار طرف سے ملازمان مرائت نے آکر گھیر لیا سحر چلنے لگا انجم لڑتی بھڑتی پہاڑ سے اُتری جاہتی ہے نکل جاؤن لیکن مرائت بادشاہ طلسم اسکندریہ ہے سب عالم اسپر آئینہ ہو چکا ہین کو ہلا دیا چاہتی ہے انجم کو گرفتار کرون سکین چہار جانب دیکھ رہی ہے بڑی حیرت ہے کہ وہ جوان قاتل ساحران صاحب شوکت و شان کیا ہوا وہ چھپنے والا نہین کنیزین ملکہ انور جادو کی بھاگ بھاگ کر سامنے ملکہ مرائت کے آئین عرض کر رہی ہین حضور ہم واسطے خبر دینے کے حاضر ہونے کو تھے لیکن بی انجم نے ہمکو نہ آنے دیا بی سمدم تو ہوا خواہ ہین مثل آندھی کے نکل گئین اگر وہ ہم سے اطلاع کرتین ہم بھی اُنکے ساتھ جاتے اب ہم حضور کے تابعدار ہین یہ کہکے انجم پر وہ سب سحر کرنے لگین چہار جانب سے اس اکیلی پر بلوہ ہوا مرائت جب سحر کرتی ہے انجم کو دفع کرنا مشکل ہو جاتا ہے قلب تھراتا ہے ایک طرف سے کنیزون کی چانون چانون جادوگرنیون کی کانون کانون ساحران غدار کا بلوہ یہ بیچاری یکہ و تنہا مونس نہ غمگسار نہ یار نہ مددگار اکیلی سب کے سحر دفع کر رہی ہے مرائت جادو سے بھی بچنے کی تدبیر کرتی ہے مگر کئی زخم کھا چکی سر سے خون جاری شانہ زخمی آگ برس رہی ہے ابر چھایا ہوا تنہائی کا خیال شاہزادۂ والا قدر کے گم ہونے کا ملال عجب مصیبت مین انجم ماہ رخسار مبتلا ہے مرائت جادو آواز دیتی ہے اسکو جلد گرفتار کر دو اس گیسو بریدہ نے ہمارا پاس نہ کیا سوزان جادو کو تنہا پاکر مارا جلد اسکی مشکین باندہ لو گرفتار کرکے کشان کشان لیچلو نگوڑا انجم اپنے دھگڑے کو کہان چھپایا انجم ماہ رخسار بادشاہ قلعہ انجم حصار غصہ مین کچھ جواب نہین دیتی زخم کھا رہی ہے لڑکھڑا رہی ہے کس کسکو روکے مرائت کو کیونکر ٹوکے حیران پریشان لرزان ترسان موت کا سامنا فراق محبوب ہجر مطلوب دل کو یقین موت خوشی فوت عقل کو زوال یاد زلف بس جان وبال آخر مجبور ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہری سحر کر رہی ہے مگر یقین ہے گرفتار ہو جاؤنگی ای انجم افسوس بوقت آخر جمال بے مثال اُس شیر بیشۂ جرأت کا نہ دیکھا اگر سامنا ہوتا کہدیتی کہ حضور ہمارا خیال نہ کیجئے گا ہو سکے تو لاش کو دفن کرانا جنازے کو کاندھا دینا قبر پر ہاتھ رکھکر فاتحہ پڑھنا جب ہچکی آئے نام ہمارا لیکر یاد کرنا اس حسرت مین ایسے کلمات زبان پر جاری عالم بیقراری مین طرف آسمان کے دیکھا دل کو رجوع کیا عرض کی اے معبود حقیقی ای رب حقیقی خالق کارساز اس مصیبت سے بچائے نظم

زبان چون خط ترسا میخورد پیچ	ترا خواندن نہ حد ہر زبان است	الٰہی من ترا دانم دگر ہیچ
نہ خاکم میخورد اندام بے درد	نہ با دمے پرد خاکستر سرد	اگر خورشید تابانش دہان است
مگر لطفت کہ دربانست بیباک	زآب و تاب عکسش کافتابست	نہ آسیم میکند زآلودگی پاک
		دل مردم زتابش داغ یابست

پس مژگان کمین گاہ دلم بود | کہ مژگان تیر جان غافلم بود | اگر گفتم طفل اشکے بر رخم جست
کہ غم در منزلست و پاسبان نیست

بیقرار ہو کر روئی دریا کے رحمت الٰہی جوش مین آیا دیکھا ملکہ انجم
ماہ رخسار نے صحرا سے گرد اڑتی مگر گرد عظیم تمام صحرا تاریک ہو گیا روے آفتاب مخفی ہوا نظم

از دامن دشت کوہ اور نگ | گردے برخاست تو بتا رنگ | از دامن دشت آن غبارے
رخسارہ نمود شہریارے

لقد روح روان قاسم عالیشان نور نگاہ صاحبقران شاہزادہ ایرج
نوجوان مرکب باد رفتار پر سوار لشت پہ تین ہزار جوانان جرار ایک جانب ایک ساحرہ حسین مع چالیس
جادوگرنیون کے سامنے سے نمایان ہوئی شاپور نے دیکھا زیر کوہ آگ بھڑک رہی شعلے چمک رہے ہین ہزارہا
نخل جلے ہوے پڑے ہین ایرج نوجوان نے فرمایا اے برادر شاپور دیکھو تو یہ کیسا ہنگامہ ہے ملکہ انجم
ماہ رخسار اس کوہ سے اتر کے کہان گئین شاپور نے بلندی سے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار دریاے خون مین
نہائی ہوئی یکہ و تنہا ایک نخل کے سایہ مین کھڑی ہوئی جھوم رہی ہے اور شاپور شیر دل نے ملکہ مرأت
جادو بادشاہ طلسم اسکندریہ کو بھی پہچانا عرض کی کہ اے شہریار ملکہ انجم کو مرأت جادو کے لشکر نے
گھیر لیا ہے دشمن اس کے قتل ہوا چاہتے ہین ہمارے آپ کے جانے کے بعد یہ آفت برپا ہوئی
کسی نے خبر پہونچا دی ہوگی آکر اس نے گھیر لیا ایرج نے وہین سے مرکب بڑھایا نعرہ کیا او مرأت
جادو خبردار ملکہ انجم ماہ رخسار پر دست انداز نہ ہونا سمن بر نے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہے ایرج
نے کہا اے سمن بر ملکہ انجم ماہ رخسار بادشاہ قلعہ انجم حصار ہماری دوست صادق محب و اثق
یہان ٹھہری ہوئی تھین کفار نے گھیرا ہے نہین معلوم ان کو کیونکر معلوم ہوا ہمین جستجو کرنا فرض
و لازم ہے یہ کہکے تلوار کھینچکر لشکر ساحران غدار پر جا پڑے سمن بر بعد کر و فر چالیس جادوگرنیون کو لیکر
سحر کرنے لگی ایرج نوجوان کے گلے مین لوح محفوظ پڑی ہوئی اسکے سبب سے کسی کا سحر تاثیر نہین کرتا جس نے
بڑھکر سحر کیا ایرج نے تختی کو چمکا دیا سحر الٹا پلٹا سینہ پر اسی کے جا پڑا الٹ کر پار گذر ا دوسری بڑھی ایرج
نے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے سپر سحر کو چہرہ کی پناہ کیا تیغہ دو دمہ اسکندری تڑپ کر گرا سپر کٹی ساحرہ نے چاہا بھاگون موت تنگ
تھی جہنم واصل ہونیکی نار کے یہی تدبیر تھی تلوار گری دو ٹکڑے ہوے لاشہ جلا آواز اسکے مرنیکی آئی دو چار کو سمن بر نے مارا ایک کو
شاپور نے للکارا تھوڑے عرصہ مین سو جادوگر مرأت کے مارے گئے حیران کہ یہ کیا معرکہ ہے اس جوان پر سحر نہین تاثیر کرتا پھر سوچی
جن لوگون نے سحر کئے اس سے بھی ایرج کو ضرر نہ ہوا لڑتی بھڑتی سمن بر پر جا پڑی سمن بر نے کئی سحر دفع کئے مگر وہ بادشاہ طلسم ہے
مرأت نیچہ کھینچکر قریب پہونچی ہاتھ مارا سمن بر نے ہر چند چاہا روکون مگر نیچہ چمک کے سر پر گرا سر بچو نہ زخمی ہوا چاہا اس طرح
سے کہ سکا ٹون ایرج نوجوان نے دور سے دیکھا نعرہ کیا مین آپہونچا او مرأت ایک موے جسم سمن بر کا اگر کم ہوا قیامت

برپا کروں گا یہ فرما کر گھوڑے کو کوڑا کیا مرکب طرارہ بھر کے سامنے مرائت کے آیا سمن بر لوہٹ گئی مگر ساحران مرائت
نے ایرج نوجوان پر بلوہ کیا کئی افسران فوج ہاتھ سے شاہزادے کے واصل جہنم ہوئے مرائت نے بھی خوب چب
سحر کئے مگر ایرج پر تاثیر نہوئی گھبرا گئی ای مرائت یہ کیا ماجرا ہے سحر کسی کا اس جوان پر تاثیر نہیں کرتا اس عرصہ میں ایرج
کئی سرداروں کو مار کر قریب مرائت پہونچا مرائت نے تیغہ سحر کا ہاتھ لگایا ایرج نے سپر پر روکا نیام انتقام سے تیغہ برق
مثال کھینچا مرائت کو آئینہ شمشیر میں جلوہ عروس مرگ دکھائی دیا گھبرائی تھی کیا کروں کیونکر بچوں مگر سپر سحر کو اٹھا دیا
کلوا بھیروں کو یاد کیا تلوار تڑپ کر گری سپر سحر کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی سر پر مرائت کے پڑی زخم کاری کھایا تڑپ
کر اپنے کو زمین پر گرا دیا ایرج نے چاہا چھاتی پر چڑھ بیٹھوں چیر کر پھینکدوں مگر یہ ساحرہ زبردست ہے تڑپ کر نکل گئی
سر سے خون بہتا ہوا چمک کر بلند ہوئی ساحروں کو آواز دی صاحبو نکل چلو اس ظالم جلاد سے جان بچاؤ نہیں معلوم کیا
سبب ہے سحر تاثیر نہیں کرتا تیرھویں صدی کا زمانہ ہر بات کا بہانہ ہے ساحر فرداً فرداً اڑے چشم زدن میں بازو
عقاب بنکر ہمراہ مرائت نکل گئے ایرج نے چاہا پیچھا کریں ممکن نہوا بہت جلد ساتھ والے نکل گئے ایرج پلٹے دیکھا ملکہ انجم
ماہ رخسار زخموں میں چور ایک نخل کے سایہ میں پڑی ہے ایرج نے بازو تھام کے اٹھایا انجم نے آنکھیں
کھولیں ماہ برج صاحبقرانی کو اپنے سر پر پایا آنکھوں میں نور قلب کو سرور شاہزادے نے
حکم دیا بہت جلد بارگاہ استادہ کرو فوراً بارگاہ استادہ ہوئی سمن بر کو حکم ہوا باحتیاط تمام
ملکہ انجم کو بارگاہ میں داخل کیا زخم صندلیان ہوئیں سرداران تہمتن آکر فروکش ہوئے ایرج نوجوان
سے ملکہ انجم نے تمام کیفیت پوچھی شاہزادے نے تمام حال لوح محفوظ کے ملنے کا بیان کیا انجم
کو بڑی خوشی ہوئی کہا آپ صاحب اقبال ہیں لیکن حضور بدوں حصول لوح طلسمی طلسم کا فتح ہونا دشوار
ہے یہ لوح محفوظ ہے کیفیت سنا اپنے بزرگوں سے اس کے حالات سنے ہیں جس کے پاس یہ لوح ہوگی
اس پر کوئی سحر تاثیر نہ کرسکے گا مرحلہ جات پر یہ کام نہ کریگی ایرج نے فرمایا اے انجم تم لوگ عقل کی قائل ہو ہم
تکیہ اپنے رب اکبر پر رکھتے ہیں جو اسکے نزدیک مناسب ہوگا اپنے بندہ کے واسطے سوائے بہتری سے
خلاف نہ کرے گا ماں باپ سے ستر درجہ مہربان ہے ہر حال میں اسی کا احسان ہے کس فکر میں تھے کہ لوح
محفوظ ہاتھ آئی لوح طلسمی بھی ملیگی اگر ہم طلسم اسکندری کے محتاج ہیں اس راہ عجائب وغرائب کے سیاح ہیں
فتح کر رہیں گے ورنہ اسی حیلہ میں جان دینگے ملکہ انجم تم تمھارا اچھا ہوا جلد سامان لشکر کشی کرو تا بہ طلسم جلد پہونچیں
جمع ہو کر گئی بعد فساد برپا کریگی مطمئن نہ ہونے پاوے کہ ہم پہونچ جائیں انجم نے عرض کی دو روز کی حضور مہلت دیں
میں انجم حصار سے فوج بھی طلب کروں ایرج نے کہا جو کچھ منظور ہو جلدی واجب ولازم ہے انجم
نے اسی وقت ایک کنیز کو نامہ دیکر طرف انجم حصار کے روانہ کیا چونکہ ملکہ انجم وہاں سے قید ہو کر آئی تھی

قلعہ مین کھلبلی ہی یہ مشہور ہوا کہ ملکہ انور جادو بادشاہ کو اور جہان تازہ وارد کو گرفتار کرکے لے گئی خلقت پریشان دار الامارۂ شاہی مین سناٹا ہر ایک کو خوف جان ہر مقام پر یہی ذکر ہو رہا ہی کہ مرأت جادو ہم سب کو قتل کریگی کیونکر ہم سبھون کی جان بچے گی اس تردد مین سب تھے کہ اس کنیز نے آکر مژدہ فرحت افزا پہونچایا کہ ملکہ نے مع شاہزادہ ایرج نوجوان کے رہائی پائی خود مرأت لڑتی بھڑتی آئی تھی اسنے بھی شکست کھائی مثل صید خائف بھاگی اب ملکہ نے اہالیان لشکر کو طلب فرمایا ہی طلسم پر لشکر کشی منظور رہی افسران فوج مخفی ہوے تھے وزرا امرا موجود نہ تھے سب کی یہی صلاح ہی کہ ملکہ کو عرضی لکھو کہ آپ یہان آکر ایک ہفتہ مقام کیجیے سامان فوج ولشکر کا ہوجاے ہر ایک کی یہی خواہش ہی حضور کے ہمراہ رہین قدم اقدس پر جان نثار کرین یہ جواب اہالیان شہر سے جب ملکہ کو پہونچا انجم نے ایرج نوجوان سے عرض کی حضور مین قید ہوکے آئی تھی اہالیان شہر بہت بیقرار ہین حضور وہان تشریف لے چلین بعد ایک ہفتہ کے سامان لشکر کشی ہوا ایرج نوجوان بموجب کہنے انجم کے قلعہ انجم حصار پر آکر پہونچے بیرون شہر بارگاہ استادہ ہوئی اہالیان شہر کو یہ خبر پہونچی جو بخوف جان ومال بھاگ گئے تھے خیل خیل آکر حاضر ہوئے ایرج نے تمام مردان عالم کو سرفراز فرمایا اب صلاح ہوئی بعد ایک ہفتہ کے بر سر طلسم اسکندری لشکر کشی ہوگی تیاریان ہونے لگین یہان تو سب تیاریون مین مصروف ہین

دو کلمہ داستان شوکت بیان ملکہ مرأت جادو وملکہ بران شمشیر زن کے بیان ہوتے ہین مخمسہ

خار صحرا جو سمجھے خار چمن بھول گئے | تیر جو کھائے تھے ای تیر فگن بھول گئے
تیغ سے تیز جو لگتے تھے سخن بھول گئے | تیرے جور و ستم ای عہد شکن بھول گئے
رنج غربت مین یہ پایا کہ وطن بھول گئے

ادھ چھپے زخمون سے ابھی جان ہی باقی ہم مین | نہ تو مرتے ہین نہ جیتے ہین پھنسے ہین غم مین
اب وہ آتے نہین جو فیصلہ ہوا ک دم مین | جان کیا مفت گئی صید کہ عالم مین
نیم جان کرکے ہمین صید فگن بھول گئے

تری آنکھون نے کیا آہوون کو بھی برباد | بند ہو گئے رشتۂ نظارہ سے سب ای جلاد
پاؤن کیا اٹھین اٹھین دشت ختن ہو نہین یاد | ہاے کیا ہوشربا ہین تری آنکھین صیاد
چوکڑی کیا کہ ہرن راہ ختن بھول گئے

باغبان پھولا ہی اس فصل مین ایسا گلزار | سیر کرتے ہی مرے دل سے گیا صبر و قرار
لیک اس دہ مرے ہاتھ جنون مین اکبار | چاک کرتے ہی رہے سینے کو تا فصل بہار

دست وحشت مرا پیراہن تن بھول گئے

کیون خفا ہمسے ہوای جان ادھر تو دیکھو
کی جو توبہ شکنی وجہ بھی اسکی سن لو
نشہ مین ہوش کہان رہتے ہین تم سوچو تو
ہم جو میخانہ سے مستی مین گئے مسجد کو
توبہ ای شیخ جی توبہ شکن بھول گئے

مجھ کو گل یہ جوانان چمن ہین بالکل
روے گل زرد پریشان ہے غم سے سنبل
تیرے جوبن سے غرض حال گیا سب کا کھل
جسکے چلتے ہین تری راہ مین کلیان ای گل
تیرے کوچہ مین ہزارون کو چمن بھول گئے

سمجھے زخمون کا مرے بھید نہ صلا جراح
آج بیفائدہ ہو جائینگے رسوا جراح
زخمی زلف ہون ہین کرتے ہین یہ کیا جراح
کاشغر سے جو منگائے ہین سپیدا جراح
میرے زخمون کے لیے مشک ختن بھول گئے

نہ دہن ہونیکی تیری جو ہوئی ہے شہرت
سچ ہے اس بات مین لوگون کو عبث ہے حیرت
کھنچی جب شکل تری ای صنم خوش قسمت
محو اس درجہ ہوئے دیکھکے تیری صورت
چہرہ پرداز ازل نقش دہن بھول گئے

جب تلک یاد رکھا اسنے گلستان مین ہمین
سب یہ تسجیع رہی بزم سخندان مین ہمین
قید جب بدن سے کیا خانۂ زندان مین ہمین
اس قدر مشق رہی نالہ و افغان مین ہمین
یاد محبوب مین ہم طرز سخن بھول گئے

لوز دندان سہل اب نہین کچھ یاد دہن
لب رنگین سے عقیقون کو بھی ہے یاد یمن
ہمتو عاشق ہین ترے ہمکو وہ کیا یاد رہین
دانت ہونٹون سے نظر آ جو گئے ہنسنے مین
تو سہیل اور عقیق اہل یمن بھول گئے

تیرے عشاق ہوے تیغ پہ جس دم مائل
ہوے فردوس مین سب پاکے شہادت داخل
کھل جاتا تھا چمن خلد مین کچھ غنچۂ دل
چمن جوہر تیغ آئے جو یاد اے قاتل
شہدا کو وہین جنت کے چمن بھول گئے

پیرہن زیست مین جو چاک کیے حد سے فزون
ہاتھ شل ہو گئے ہیہات مین اس رنج مین ہون
ایمان کا دم مرے زور ترا اب دیکھون
دم خفا زیر زمین ہے مدد اے دست جنون
اتنا چاک گریبان کفن بھول گئے

ای جنون دشت مین یاد آتے ہین وہ دن ہر دم
لیتے تھے بوسۂ سیب ذقن اسکا پیہم
گر وطن پہونچے تو جانینگے مزہ پھر بھی ہم
دشت غربت مین رہی ہی جو غذا حنظل غم
ای جنون ہم مزۂ سیب ذقن بھول گئے

آتش افروز زبان اگلی نہین یاد ای دلبر
داغ تو مجھکو جلاتے ہین مگر شام و سحر
جھوٹ ہرگز نہین انصاف ذرا تو ہی کر
ایک مجمر ہی یہ دل کتنے سمائین اخگر
داغ تازہ جو ملے داغ کہن بھول گئے

سابق مین تحریر ہوا کہ ملکہ شگوفہ سحر ساز نامہ راز و نیاز عاشق جانباز لیکر طرف ملکہ بران کے روانہ ہوئی مرائت جادو شکست کھاکر قلعۂ طلسمی مین پہونچی کارگزارون کو بلاکر حکم دیا کہ اہالیان لشکر جابجا تیار رہین ساحران نامی آمادۂ حرب و پیکار رہین آمد طلسم کشا قریب ہی یہ معاملہ عجیب غریب ہی سابق مین طوفان جادو گیا اسنے طوفان اٹھاکر طلسم کشا کو گرفتار کیا اب کیا باعث ہوا کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہین کرتا انتہا یہ کہ بادرد نے شکست کھائی بات سمجھ مین نہ آئی یہ ذکر تھا کہ طائران طلسمی آکر پہونچے عرض کی ای ملکہ عالم ثمرات جادو کو طلسم کشا نے باغ مین قتل کیا لوح محفوظ اُسکے قبضہ مین گئی تمام مال لدواکر باغ ثمرات سے لیگیا بی سمن بر طلسم کشا کے ساتھ گئین یہ سنتے ہی مرائت جادو کا چہرہ فق ہو گیا آئینۂ رخسار پر گرد ملال غصہ سے رنگ چہرے کا لال کیا پوچھا جو ثابت ہوا طلسم کشا پر سحر نہ تاثیر ہونے کا یہ باعث تھا اسے یہ بتلاؤ باغ ثمرات مین طلسم کشا کیونکر پہونچا ہرکارون نے عرض کی کہ برائے شکار آیا تھا بی ثمرات عاشق ہوئین اسی عاشقی مین یہ آفت برپا ہوئی شاپور شیر دل عیار اُس شیر دلیر کا بڑھیا بنکر آیا بی ثمرات کو مارا خزانہ سے وہ صندوقچہ بھی نکل آیا جسمین لوح محفوظ بھی تین ہزار جوان مقید تھے انھون نے بھی غلامی اختیار کی وہ لشکر طلسم کشا قرار پایا آپ نے جاکر ملکہ انجم کو گھیرا تھا طلسم کشا باغ سے جاکر شریک جنگ ہوا جب تو حضور کے ساتھ والون پر حوصلۂ جنگ تنگ ہوا اب قلعۂ انجم حصار پر لشکر طلسم کشا کا جاؤ ہی کوچ کرنے کی تیاری ہی یہ سنکر ملکہ مرائت جادو نے ساحرون کو حکم دیا کہ تم مین کوئی ایسا ہی کہ اپنے کو تا بہ قلعۂ انجم حصار پہونچائے لوح محفوظ قبضہ سے طلسم کشا کے نکال لائے اسوقت بہت سے ساحران غدار حاضر تھے ہر ایک نے کانون پر ہاتھ رکھا کہ حضور طلسم کشا تک جانا اور لوح محفوظ کا چھینکر لانا بہت دشوار ہی لیکن سموم جادو جو خبر لیکر آئی تھی یہ جلی ہوئی بیٹھی ہی مجمع ساحران سے اُٹھی کہا حضور ایک ہفتہ کی مہلت ملے تو یہ لونڈی جاکر طلسم کشا کو مع لوح محفوظ لائے بعد قتل انور جادو کئی دن خدمت طلسم کشا مین رہی اوقات نشست برخاست سے ماہر ہو چکی ہون مرائت نے کہا ای سموم اگر تو جاکر لوح محفوظ طلسم کشا کو لائے وزیر اعظم اپنا مقرر کرونگی دولت دنیا سے مالامال کر دونگی سموم نے عرض کی حضور کی

سلطنت قائم رہے ہمین سب طرح کی امید ہے یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا طرف لشکر طلسم کشا کے
چلی لیکن مہجور فراق دیدہ آفت کشیدہ گرفتار محبس رنج والم مقید سلسلۂ زنجیر اندوہ و غم شال عزا بر دوش
یعنی ملکہ شیشہ می نوش باغ مین شجر جادو کے دس بیس کنیزین دل بہلانے کو سمجھانے کو مرات مقرر
کر دی ہین گویا بطور نظر بند ہے شجر جادو نگہبان رہتا ہے سر کس کے جانے کا حکم نہین ہے مگر کنیزین ملکہ کی حاضر
رہتی ہین ایک کنیز گلشن نامے بہت شگفتہ مزاج یکایک دوڑی ہوئی آئی شیشہ می نوش کا یہ حال تھا
کہ جہانتک ذکر ایرج نوجوان ہوتا ہے دل دیکھے سکتی ہے نہین تو سر دھنتی ہے گریہ و زاری بیقراری کہ گلشن
دوڑی ہوئی آئی اُسنے عرض کی حضور ایک خبر فرحت اثر سناتی ہون ابھی ابھی لونڈی نے مفصل خبر سنی ہے ملکہ
شیشہ می نوش نے پوچھا گلشن کچھ ہمارے مطلب کی بات ہے عرض کی حضور بڑی خوشی کی جگہ ہے دشمنون پر
آفت آئی فلک نے ساعت نیک دکھائی بی انور جادو آپ کی خالہ امان لڑائی مین قتل ہوئین مادر مہر بالشت
آپ کی گئی تھین لڑین شکست کھا کے آئین طلسم کشا کو لوح محفوظ ملگئی بی مرات بھی عاشق ہوئی تھین مگر شاکر
شیر دل نے بڑھیا نکلے مارا باغ مرات سے لشکر لیکر آئے بی مرات کو شکست دی اب بی مرات پر سب الزام
اب حضور سموم جادو پر الزام اٹھا کر گئی ہے کہ مین لوح محفوظ چھین لاؤنگی اور طلسم کشا کو بھی گرفتار کر دونگی یہ سنکر
ملکہ شیشہ می نوش بے اختیار رونے لگی کہا گلشن مین تو قید مین پڑی ہون مین کیا تدبیر کرون دست و پا شکستہ
طائر پر بستہ ہون یہ تو ظاہر ہے کہ ملکہ بران شمشیر زن اُنکی معین و مددگار رہین یا عاشق زار ہین فنون سحر و ساحری
مین کامل و اکمل ہمکی وزیرزادی نے آکر بی انور کو قتل کیا اب اُنکو کسی طور سے خبر ملتی کہ وہ اُنکی حفاظت
کوشش کرین اگر خدانخواستہ یہ حرامزادی سموم جادو پہونچی اور جاکے اُسنے کسی عیاری بیکاری سے لوح لیلی
تو جان اُنکی بچنا دشوار ہوگی بارہ چودہ خواصین اسوقت خیرخواہ نمک حلال حاضر تھین سنتے ہی کہا کہ
حضور آپ ملکہ بران کو آگاہ کیجیے ایسا نہو کہ یہ حرامزادی جاکر ہوا بگاڑ دے اگر لوح محفوظ قبضہ سے نکل گئی
پھر بڑی مشکل ہوگی گلشن نے کہا حضور اگر خط دین مین تا بطلسم نورافشان خط حضور کا پہونچا دون ملکہ
شیشہ می نوش نے کہا اے گلشن مین تیری لونڈی ہو جاؤنگی تو جلد خط پاس ملکہ کے پہونچا یہ کہکر قلم دوات منگایا
واسطے ملکہ بران کے القاب شاہانہ لکھا بعدہ مرقوم تھا یہ کنیز بے تمیز گرفتار پنجۂ تقدیر ذلیل حقیر اکبر ان
ویدۂ آفت کشیدہ از خود فراموش ملکہ شیشہ می نوش کی عرضی خدمت مین پہونچتی ہے مرات جادو نے
سموم جادو حرامزادی کو برائے گرفتن لوح محفوظ سمت قلعہ انجم حصار روانہ کیا ہے برائے خدا جاکر
ہوائے گرم طلسم کشا کے جسم نازنین تک نہ پہونچنے دیجیے اگر سموم کا عکس پڑا گل سا چہرہ کمھلا جائیگا
سوائے حضور کے کون دستگیر ہے اس سے بہتر کیا تدبیر ہے جس طرح ہوسکے حضور لیجیے کو تا بہ انجم حصار

پہونچا مین خواہ نامہ لکھ بھیجین اس گل گلزار صاحبقرانی سرو بوستان جہانبانی کو ہواے گرم حوادث روزگار ناہنجار سے بچانا واجب و لازم ہی چند فقرات ایسے لکھکر یہ غزل عاشقانہ تحریر کی غزل نسیم

پابند تلبیس تھا نہ اسیر مزار تھا
دو دن کی بات ہی کہ شریک بہار تھا
دو دن سے شرمسار رہا اضطراب مین
کچھ دم کو عکس مہ جو ردائے فرار تھا
ہیبت سے تجھ کو گئے مری جان نکلگئی
جو زخم تھا یہ شگفتہ شگاف مزار تھا
ای جوش شوق تونے کیا یہ امیدوار
مین سینۂ مزار کا اپنے غبار تھا
منت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی
سیدا ان مین زبان نکالے جو خار تھا
مثل خیال یار رہین گردشین مجھے
مین روز باز پرس بھی ننگ شمار تھا
آئے لحد مین بالش و مسند سے ای نسیم

تھا جوش اشتیاق قدمبوس یار تھا
کیون جانتا تھا حسن پریشانیان مری
پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا
اس جسم پر ذلیل کیا تونے ای ہوس
ہر ہر وہان زخم وہان مزار تھا
پاتے تھے اہل درد خبر سرگذشت کی
ورنہ مجھے تہیۂ خواب مزار تھا
برسون رہا زبان صغیر و کبیر پر
مانند قول یار مین بے اعتبار تھا
ای روزگار مجھسے دورنگی تھی کیا ضرور
آیا اسی کے دل مین جو امیدوار تھا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمین
انجام عیش دہر یہ کنج مزار تھا

کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہو مین
ای روزگار مین بھی مگر زلف یار تھا
وہ بھی مٹا خیال سیاہی زلف سے
دو استخوان کے واسطے شوق مزار تھا
کرتی تھی مرگ بازوئے قاتل پہ فخر مین
مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا
کھٹکا کیا ہون خاک کو بھی خاک ہو کے مین
میرا فسانہ بھی ستم روزگار تھا
مین نے وہان آبلہ مین اسکو لے لیا
مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا
پوچھی نہ مجھسے یار نے کچھ میری سرگذشت
تھے رنج چند نام فقط روزگار تھا
ماجرائے فراق انگیز مصیبت خیز

تحریر فرماکر ملفوف کیا سرنامہ پر مہر ثبت کی آخر مین یہ بھی تحریر تھا کنیز از خود فراموش ملکہ شیشہ مہی لوش گلشن کو نامہ دیا کہا جلد لیجا ملکہ بران کی خدمت مین پہونچا گلشن نے نامہ جھولی مین رکھا طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوئی یہان ملکہ بران شمشیر زن باغ نگارین مین داخل ہین شاہزادۂ ایرج نوجوان کی خبر کا اشتیاق کہ شگوفہ سحر ساز آکر پہونچی مگر ہنستی ہوئی ملکہ بران نے گھبراکر پوچھا کہو بوا کیا خبر لائین عرض کی کہ حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا سب آنکھون سے دیکھا شاہزادہ والا قدر گرفتار ہوگئے تھے لونڈی وقت پر پہونچی الور جادوگر فتار کرکے لیچلی تھی اس سے مقابلہ پڑا آپ کے تصدق سے حرافزادی کو قتل کیا مگر حضور مقدمۂ سکندری درپیش ہی ابھی ٹیرا ہین وبیشہ ہی وہ جانے پر تیار ہین پاس کوئی تحفۂ طلسمی موجود نہین دیکھیے کیا ہوتا ہی دل اُچھی مصیبت پیورو تا ہی ملکہ بران نے کہا ای شگوفہ چلکر مین قبلہ وکعبہ سے کہون فرمان اُنکا مہری دلواؤن وہ لیکر تم پاس مرات جادو کے جاؤ جس طرح بن پڑے اُس لعونہ سے کہو لوح طلسمی شاہزادہ ایرج نوجوان کے حوالے کرے اگر انکے دشمنون کو کسی طرح کا ملال پہونچا مین خود جاکر بی مرات کو سزاے کامل دونگی وہ اس

طلسم کی تاجدار ہین لیکن ہماری خراج گزار ہین ہمکو سب طرح کے اختیار ہین اگر یہ ہمارے حکم کے خلاف کیا کوئی جرأت بہت پچھتائینگی ملکہ بران شمشیرزن یہ باتین کر رہی ہین اور قصد ہے کہ جا کر کوکب روشن ضمیر سے اطلاع کرون نام سے ایرج کے دل بیقرار ہو رہا ہے کبھی گھبرا کر فرماتی ہین ای شگوفہ بڑی خرابی تو یہی کہ اُنکے مزاج مین جہالت ہے جو تونے کہا ہے یقین کامل ہے کہ وہ اُسکے خلاف کرینگے یعنی پہاڑ پر نہ ٹھہرینگے ہرچند کہ سفلہ مزاجی اُنکی بہت ناگوار ہے تمھارے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ بی انجم سے بھی محبت ہو گئی آخر انور جادو اُسکے باغ مین گئی انکی تو دشمن تھی مگر انجم کو گرفتار کر لائی نہین معلوم کس طور سے سیجے ہونگے شگوفہ نے کہا انجم نے تو بڑا کام کیا پہلے تو سوزن جادو جا کر ہمارے شہریار کو لشکر سے پکڑ لائی تھی انجم نے سوزن کو قتل کیا انکو چھین لیا ایک شب وہان گذری تھی کہ انور جادو پہونچی انجم اور انور سے خوب خوب سحر چلے لیکن انور تو مصاحب حیرت تھی سحر وساحری سے بڑی رغبت تھی انجم گرفتار ہوئی یا تو حضور محبت ہوئی یا رحم دلی کو کام فرمایا ملکہ بران نے کہا بوا شگوفہ ایک تم دنیا مین رحم دل ہو ایک وہ بے حیا بے نصیب اپنے کو کیون مصیبت مین ڈالتی صورت زیبا دیکھی کھل پڑی اور انکے مزاج کی تو مین کیا شکایت کرون خیر کبھی سامنا ہوگا تو پوچھین گے وہ کیا جواب دینگے ہمنے اپنے کو مصیبت مین پھنسایا آٹھ پہر انھین کا خیال ہے ہمارے عیش وآرام مین فرق آیا تھا اُنی مین اپنے پیچھے روگ لگایا ٹھنڈی سانس بھر کے زبان پر یہ اشعار آبدار جاری کیے شعار مخفی

دلم ز نالہ فرو ماند آہ من باقیست — بہار رفت و سرسبزی چمن باقیست
بہ پیش شمع رخت سوختم ز پروانہ — ہنوز طعنۂ ارباب انجمن باقیست
مقیم کوے تو جانان کجا رود چہ کند — کہ گر نجلد رود لذت وطن باقیست
اگر چہ گرگ صفت چرخ یوسف عمرم — ربودہ از کف من بوے پیرہن باقیست
ز زخم ناوک مژگان مثال ای مخفی — کہ تیغ غمزۂ جادو صف شکن باقیست

دیگر

زمزمہ کس کی زبان پر بدل شاد آیا — منہ نہ کھولا تھا کہ پر باندھنے صیاد آیا
قد جو بوٹا سا ترا سرو روان یاد آیا — غش پہ غش مجکو چمن مین تہ شمشاد آیا
جسنے نظارہ کیا صل علیٰ یاد آیا — تیرے حصہ مین صنم حسن خداداد آیا
بلبلین جام مے شوق سے کیا مست ہوئین — دام لے کر جو گلابی مرا صیاد آیا
خوش قدون سے دل وحشی کو تعلق نہوا — سرو کی طرح مین اس باغ مین آزاد آیا
چالین رفتار کی سیکھا ہے وہ گل ای قمری — ٹھوکر کون مین کوئی دن کو ترا شمشاد آیا

تونے اے دیو اجل اسکو نہ ماری کبھی
رعب سے زرد ہوا چہرۂ مریخ فلک
فصل گل آتے ہی گلچین کو لیا پھندے مین
تونے اے دست جنون پانون نکالے یانتک
لے اڑی دل کو سوئے دشت ہوائے وحشت
دل پھنسانے کو لکھا اُسنے تھا جال یہ خط
قید خانے کا بندھا ہے جمع سر مین رنگ
دم چرایا یہ قفس مین کہ کیا اس نے رہا
روند کر لائے کہسار کو شیرین نے کہا

پر اڑانے مرے مقراض سے صیاد آیا
سرخ جوڑا جو پہن کر مرا جلاد آیا
جال پھیلانے کو گلزار مین صیاد آیا
ہتکڑی ہاتھ مین پہنانے کو حداد آیا
پھر یہ جھونکا مجھے کر دینے کو برباد آیا
جعلسازی کی طرف پھر مرا صیاد آیا
پھبتیون کے لیے کیون باغ مین شمشاد آیا
جعلسازی سے مرے دام مین صیاد آیا
میری پابوسی کو خون سر فرہاد آیا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتے ہی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے ہچکی لگ گئی غش آنے لگا شگوفہ نے آنسو پونچھے کہا حضور باتون مین یہ جوش و خروش للہ صبر کیجیے دشمنون کی جان پر بنجائیگی پہلے اس مقدمہ کا انتظام کیجیے پھر جو مناسب ہوگا اسکی تدبیر کیجائیگی معقول تقریر کیجائیگی بفضل خدا سے ابتو میری آمد و رفت کا سلسلہ کھلگیا ہر ہفتہ عشرہ مین جاکر خبر لا دیا کرونگی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا اے شگوفہ یہ صدمہ جدائی ہمین زندہ نہ چھوڑے گا ہماری جان بچنا دشوار ہے ہمارے مقدمہ مین کدو کاوش بیکار ہے اب قصد ہوا کہ طرف قصر جمشیدی کے جائین کہ محلدار نے آکر عرض کی حضور در باغ پر ایک ساحرہ کمسن حاضر ہے کہتی ہے کہ طلسم اسکندری سے ایک کا غدلائی ہون مگر ملکہ بران کے ہاتھ مین دونگی ملکہ بران نے فرمایا اے شگوفہ جلد بلاؤ دیکھو کس نے نامہ بھیجا ہے محلدار ہی سے حکم ہوا اپنے ساتھ گلشن کو لیکر سامنے ملکہ بران کے آئی گلشن نے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیکر گرد پھری تصدق ہوئی نثار ہوئی ملکہ نے گھبرا کر کہا اے نیک بخت تیرا کیا نام ہے کسکا نامہ لیکر آئی ہے گلشن نے نامہ ملکہ شیشۂ مے نوش جھولی سے نکالا ہاتھ پر رکھکر بطور نذر ملکہ کو دیا ملکہ نے جلدی سے کھولا طرف سے ملکہ شیشۂ مے نوش کے غدر تقصیرات اپنی مصیبت کے حالات تحریر تھے بعد اُسکے لکھا تھا اے شہنشاہ اقلیم ہمت و سخاوت ہای تاجدار ممالک جرأت و شجاعت اے دستگیر بیکسان واے یاور غریبان واضح رائے عالی ہو کہ کنیز جرم محبت شہریار ایرج نامدار مین قید ہے فلک کج رفتار و گردون غدار آمادۂ مکر و کید ہے اس کنیز کی رہائی دشوار ہے اس عبارت کے بعد یہ اشعار تحریر تھے اشعار

چند دلا آزردہ دیدن گلزار را	صحن قفس گلشن است مرغ گرفتار را	دل گر گرفتہ لعشق از غم ہجران ہمالکہ	

وعدہ قیامت بود طالب دیدار را
لازمۂ عاشقی ست بر سر دار آمدن
بند گران زینت ست پای گرفتار را
ہر نفس از خون دل فرد طلبگار عشق
باعث افزونی است رونق بازار را

کم ز برہمن مشو در روش عاشقی
شاد ز خود ساختن خاطر اغیار را
کوہکن از بیدلی تیشہ نجار را زند
رشک گلستان کند معرکۂ خار را
مخفی اگر زینت ست رہ بگلستان غم

گر ز رگ جان می گسستہ رشتۂ زنار را
سلسلہ در پا چہ شد نالہ زبونی کند
نالہ بود در پی سینۂ افگار را
رشتہ بگردن کشان از پی جلاد عشق
کس نشناسد زمین سایۂ دیوار را

ملکہ بران اشعار پڑھ پڑھکے روتی جاتی ہین کبھی فرماتی ہین کیا کلام ہین شیشہ می نوش کے سوز وگداز ہی ہمیشہ سے عاشق ومعشوق مین راز ونیاز ہی تحریر پڑھنے سے کلیجہ منھ کو آتا ہی قلب تھراتا ہی لکھنے مین جا بجا اشک خونی ٹپکے ہین صاف ثابت ہی کہ شنجرف کے نقطے دیے ہین شگوفہ نے کہا حضور اصل مطلب کو تو ملاحظہ فرمائیے اپنے کو دام تحریر مسلسل مین نہ پھنسائیے آخر مین وہی کیفیت تحریر تھی کہ سموم جادو برائے گرفتاری ایرج نوجوان طرف قلعہ انجم حصار کے گئی ہی اس گلعذار کو اس ہوائے گرم کے جھونکے سے باغبان قضا وقدر بچائے گلشن جاہ وجلال مین خزان نہ آئے آفتاب اقبال روشن رہے ظل خدائے کارساز اس شہریار پر تو فگن رہے ماہ جرائت ساطع اختر شوکت لامع دوست شاد ہوا خواہان گلشن عیش وراحت آباد بحق رب العباد اسکے بعد دعائے ترقی حسن وجمال ملکہ عالم مین بہت کچھ تحریر کیا تھا ملکہ فقرات پڑھتی جاتی ہی فرمایا کیون شگوفہ دعائین نہین تمام ہوتی ہین مجھے تو دعا یہ خوشامد سے دی ہی نام ہی سے ہمارے جلتی ہو گی شگوفہ نے کہا واری آپ سے کیا رشک کرینگی آپ کو مرتبہ پروردگار نے دیا ہی بران نے کہا کیون صاحب دل مین تو یہی سوچتی ہونگی کہ ہم مین اور ملکہ بران مین کیا فرق ہی خیر اگر زندگی ہی تو فرق بتا دونگی سب صاحبون کو سمجھا دونگی یہ فرما کر نامہ ہاتھ سے رکھا کہا شگوفہ یہ بڑی مشکل ہوئی سموم جادو بلائے روزگار ہی ضرور جا کر دھوکا دیگی وہ تو بھولے بھالے ہین کسی فقرے سے لوح مانگ لیگی ای شگوفہ مین خود جاتی ہون بے میرے گئے اب نہ بن پڑیگا مگر قبلہ وکعبہ کو اطلاع دینی ضرور ہی ای شگوفہ ہم ایک عرضی لکھکر تمھین دیتے ہین تم خدمت مین قبلہ وکعبہ کے پہونچا دینا وہ بھی تدبیر کرینگے میری جانب سے بدگمانی تو نہ رہیگی یہ فرما کر چند فقرات لکھکر شگوفہ کو دیے اور آپ فوراً طاؤس زرین بال پہ سوار ہوئین اور گلشن کو ساتھ لیکر طرف طلسم سکندری کے روانہ ہوئین

دو کلمہ داستان ملکہ فرائت جادو کے بیان ہوتے ہین

فرائت بعد روانہ کرنے سموم جادو کے تخت پر بیٹھی ہی مگر نہایت پریشان ومخوف ہی کہ ایسا نہو طلسم کشا لشکر کشی کرے لوح محفوظ پا چکا اسکا روکنا دشوار ہوگا سب سردار کہ رہے ہین بہت بجا ارشاد ہوا

بدون تحفہ اس جوان نے صدہا ساحران غدار مارے اب تو لوح محفوظ پاس ہے یہ ذکر نا تمام تھا کہ آسمان
سے برق چمکی ایک جادوگرنی نامہ لیے ہوئے حاضر خدمت ہوئی پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ مرات نے
پوچھا کیون اے ساحرہ کہان سے آنے کا اتفاق ہوا اُسنے کہا حضور مجھکو ملکہ حیرت جادو نے بھیجا ہے
انور جادو کئی مہینے سے مہلت لیکر آئی تھی ملکہ عالم نے یاد فرمایا ہے اپنی مصاحب خاص کو بلایا ہے ملکہ
انور کا جو اُس ساحرہ نے نام لیا ملکہ مرات جادو نے کلیجہ تھام لیا چیخ مار کر رو دی کہا ہماری ہمشیرہ صاحبہ
کو سامری جمشید نے اپنی خدمت مین بلا لیا اُس کنیز کا گلرنگ جادو نام تھا مرات کو روتے دیکھکر
پیٹنے لگی گھبرا کر پوچھا واری یہ تو بتائیے مصاحب خاص ہماری بی بی کو کس نے قتل کیا کسکی شامت آئی
ہے کیا نام سے شہنشاہ افراسیاب کے باہر نہ تھا ہماری ملکۂ عالم کا جاہ و حشم اُسپر ظاہر نہ تھا علاوہ ازین
کس سے مقابلہ ہوا کہان لڑائی ہوئی ملکہ انور ایسی نہ تھین کہ ہر کس و ناکس کی زبردست انداز ہوتا ملکہ
حیرت زوجہ شہنشاہ افراسیاب کی تعلیم کردہ خود سحر مین طاق افسونگری مین شہرۂ آفاق مرات نے
کہا بی بران شمشیر زن دختر کوکب و شنضم آج کل اُنکے بڑے زور و شور ہین شہنشاہ ہمارے عیش پسند
یہ لوگ زور دن پر چڑھے ہوئے ہین گویا سامری جمشید سے بھی بڑھے ہین اُنکی وزیرزادی شگوفہ نے یہ
قتل کھلایا تنہا پا کر گھیر لیا سحر مین بھی شگوفہ بلا ہے روز لگا رہی ہے سامری جمشید کا گھر ویران پڑا تھا خدائی مین
آگ لگے میری بہن کو بلا لیا بازو میرا ٹوٹ گیا گلرنگ بھی بلک بلک کر رو دی اور کہا اے ملکہ مرات جاکر
مین ملکہ حیرت کو خبر کرون مرات نے کہا یہ مقدمہ طول طویل بدون تحریر ملکہ کو ثابت نہوگا سمجھ نہ سکینگی
مین لفظاً لفظاً تحریر کرتی ہون مرات نے اُسوقت پرچۂ کاغذ اُٹھایا القاب و آداب ملکہ حیرت کو بہت تکلف
سے لکھا اُسکے بعد تمام کیفیت طلسم اسکندری یعنی آنا ایرج نوجوان کا اور پھر قید ہوکے جانا اور اب دوبارہ یہ
ہنگامہ ہونا انجم ماہ رخسار کی شرارت سوزن جادو کی مصیبت انور جادو کا غصہ مین جانا شگوفہ کا آکر
قتل کرنا سب لفظاً لفظاً تحریر کیا آخر مین لکھا تھا اے ملکۂ عالم آپ ہماری بادشاہ عالیجاہ ہین جلد خبر لیجیے
دشمنون کو سزا دیجیے طلسم کشا قلعہ انجم حصار پر مع فوج ظفر موج فروکش ہے مین نے ایک کنیز کو روانہ کیا ہے
اگر اُسکا پنجہ قابض ہوگا کسی حیلہ سے لوح لیلے گی میرا بھی ارادہ ہے کہ لشکر کشی کرون سب کیفیت لکھکر نامہ کو
ملفوف کیا گلرنگ کو نامہ دیا کہا جلد خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے پہونچا گلرنگ نامے کو لے کر
روانہ ہوئی سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ حیرت جادو رنج و ملال اُٹھا کے لشکر مین آئی ہے میرا خیال
ہے کہ عمرو طلسم کشا کو لیکر طرف طلسم صندل کے گیا ہے دیکھیے یہ درد سر کب ٹلتا ہے وزیرزادیان عرض کرتی
ہین حضور شہنشاہ نے نامہ روانہ کر دیا ساربان زادہ گرفتار ہوکے آتا ہوگا طلسم صندل تک پہونچنا کیا

کھیل ہی صندل جادو بڑی منتظم ہی اگر وہان کوئی جائے تو کیا ہاتھ آئیگا حیرت نے کہا صاحبو جو اس
ساربان زادے نے دریافت کرلیا وہ سب بیکار لوح کا مقدمہ ایسا تھا کہ شہنشاہ صاف صاف
کہدیتے یہ مقدمہ لوح ہی عمرو کو قضا لیگئی ہی سر آتا ہوگا یہ باتین تھین گلرنگ گھرائی ہوئی آ کے
پہونچی حیرت جادو نے پوچھا کہ انور جادو کے آنے مین کیا عرصہ ہی گلرنگ رونے لگی کہا حضور کس زبان سے
عرض کرون ملکہ انور جادو کو دشمنون نے قتل کیا اس نامہ مین سب کچھ لکھا ہی حیرت نے نامہ کھولا مراۃ
جادو نے سب کیفیت تحریر کی ہی حیرت جادو پڑھکر مثل شعلۂ سرکش بھڑکی منھ سے دھوان نکلنے لگا
غصہ مین کہا گلرنگ بیٹھ جاؤ دیکھو ابھی انتظام کرتی ہون سب کو مشکین بندھوا کر بلواتی ہون یہ
کہکر ایک پرچہ کاغذ کا لکھا آواز دی ای طیران فلک سیر جلد حاضر ہو جیسے ہی حیرت نے آواز دی آسمان سے
ایک طائر اُترتا ہوا آیا حیرت کے کاندھے پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی کرنے لگا چہکار رہا تھا صاف ثابت ہوتا
تھا کہ چہکار سے اُسکے یہ آواز آتی تھی شعر بلبلو اتنا اثر پیدا کرو فریاد مین ٭ چاہیے منقار چبھکے دل صیاد مین ٭
حیرت جادو نے کہا نگوڑے کیون چیخین مارتا ہی جلد جا اپنے کو صحرائے حیرت مین پہونچا پہلوے صحرائے حیرت
مین کوہ فلک شکوہ ہی دہان پر کھڑے ہوکر آواز دینا ای ملکہ سہمناک جادو جلد چلو میرا نام لینا کہ بلایا ہی
یہ سنکر طائر چلا گیا سب کے ہوش اُڑ گئے کہ حقیقت مین یہ خاتون محل افراسیاب ہی عرصہ نہ گذرا تھا کہ
آسمان سے ٹکڑا ابر سیاہ پیدا ہوا ایک ساحرہ تخت پر سوار بصورت مہیب بشکل عجیب کریہ منظر خرس پیکر پشت
پر چار ہزار جادوگرنیان ہر برہائے آتشین پر سوار وہ ساحرہ آکر اُتری ملکہ حیرت کے قدمون کو بوسہ دیا
دست بستہ سامنے کھڑی ہوئی کہا کیون حضور کیا حکم ہوتا ہی ملکہ حیرت نے کہا ای سہمناک جادو جلد
اپنے کو طلسم سکندری مین پہونچاؤ انجم ماہ رخسار حاکم بادشاہ قلعہ انجم حصار نے طلسم کشا کو اپنے گھر مین جگہ
دی ہی مگر لوح محفوظ اُسکے پاس موجود ہی کسی ترکیب سے پہلے لوح محفوظ لینا پھر اُسکی مشکین باندھکر
اس سرکش کو کنیزون کے سپرد کرنا مگر بی انجم ماہ رخسار کا علاج بہت اچھی طرح پر ہوا ہا لیان قلعہ کے
آبادی کی تدبیر واجب و لازم ہی ملک ویران ہونے پائے سہمناک نے عرض کی لونڈی سمجھ کے اس
کام کو کریگی یہ کہکر فوراً تخت پر سوار ہوئی اپنے ساتھ والیون کو لیکر طرف قلعہ انجم حصار کے چلی لیکن
ایرج نوجوان بیرون قلعہ انجم حصار فروکش ہین ملکہ انجم نے لشکر گران مرتب کیا ہی لشکر مین چرچا ہی
کہ امروز فردا مین کوچ ہوگا بارگاہین استادہین وردیان تقسیم ہوچکین افسرون پر حکم قضا نسیم
صادر ہوچکا کہ کل صبح کو اٹالہ بارگاہ کا لدے گا لشکر تیار رہے اسی شب کو سموم جادو آکر پہونچی صورت
تبدیل کرکے داخل لشکر ایرج نوجوان ہوئی فقیرنی بنکے پھرنے لگی بیچ لشکر مین بارگاہ کلان استادہ ہی

اُسمین ایرج نوجوان و ملکہ انجم ماہ رخسار و چند سردار داخل ہین خدمتگار آتے جاتے ہین سموم جادو کھڑی دیکھا کی ایک خدمتگار کسی کام کو نکلا سموم نے گوشۂ لشکر مین جاکر اُسکو دانہ ماش کا مارا وہ بیچارہ گرا اس ملعونہ نے اُس خدمتگار کو کنارے ڈالدیا آپ سحر سے اسکی شکل بنکر تیار ہوئی اُس صورت سے اندر بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان مقام صدر پر جلوہ فرما ہین کرسی جواہر نگار پر ملکہ انجم ماہ رخسار ایک جانب ملکہ سمن برادر تمام سرداران نامی پہلوانان گرامی غازیان صف شکن تہور شعاران شمشیر زن اپنے اپنے مقام پر لعبد کرد فر بیٹھے ہین مہتر شاپور شیر دل بھی خدمت مین حاضر ہی مگر کل امورات کا انتظام اسی کی ذات سے متعلق ہی سموم جادو ساتھ والیون مین ملکر ٹھہری رنگ بارگاہ دیکھ رہی ہی کہ ایرج نے فرمایا برادر شاپور کل رات رہے سے اٹالہ بارگاہ کا لدے بہیر وغیرہ روانہ ہو جائے ہم دن نکلتے نکلتے انشاء اللہ سوار ہونگے عازم کوے دلدار ہونگے شاپور نے عرض کی خدا خیر کرے انجام بخیر ہو آج شام سے غلام کو تردد ہی انور جادو ہمشیرہ مرات مصاحب حیرت قتل ہوئی اسکا تدارک ہوگا یقین ہی کہ حیرت جادو کو خبر پہونچے اور وہ خود قصد کرے تو عجب نہین اور رائے شہریار آج ہمارے لشکر مین کوئی آپ کی فکر مین آیا ہی دل کو یقین کامل ہی شام سے غلام کو یہی فکر ہی کہ آپ کے پاس سے جدا نہون ایرج نے فرمایا بھائی یہ فرط محبت کا باعث ہی جسکو جس سے زیادہ محبت ہی اُسکو ایسے ایسے خیال بہت آتے ہین یہان کون آئیگا اور جو کوئی آئیگا تو سزا پائیگا شاپور نے کہا ایکخیال ہی غلام کو ایک سر ہزار سودے میرا ہر وقت قریب رہنا ممکن نہین حضور خود بھی سب کچھ جانتے ہین اپنی حفاظت ضرور ہی ایرج نے کہا ہمکو بخوبی خیال ہی آپ سامان سفر مین مصروف رہین یہ سنکر شاپور بیرون بارگاہ آیا سموم جادو نے یہ سب باتین سنین جی مین کہتی ہی کہ ساہری جمشید ہاتھ سے اس موذی فرزند عمرو کے بچا ہین کیا فہم و فراست ہی عقل سے کہتا ہی آپ کی فکر مین کوئی آیا ہی یونہین جادوگرون مین لگی رہی دو پہر رات گئے دربار برخاست ہوا بعد خاصہ وغیرہ نوش کرنے کے ایرج نوجوان اُس خیمہ مین آئے جہان آرام فرماتے ہین اب شاپور شیر دل اُسوقت حاضر ہو سکا مصروف انتظام ہی طلایہ وغیرہ مقرر کر رہا ہی آب و آذوقے کی فکر بوقت سحر سفر کا ذکر سموم جادو ایک گوشہ مین جاکر لیٹ رہی شاپور شیر دل کو کب آرام آتا ہی جب اُسنے خبر پائی کہ شاہزادے نے آرام کیا ہر کام سے اپنے کو علحدہ کرکے صورت بدلے ہوے بشکل ایک ساحرہ کے اندر بارگاہ کے آیا ایک سمت آکر بیٹھ گیا نگاہ طرف اپنے آقا کے چھپ کھٹ کے ہی مگر سموم جادو جب رات کم باقی رہی اپنے مقام سے اُٹھی سر اُٹھا کر چہار جانب دیکھا عقل سے دریافت کیا کہ سب سو رہے ہین یہ ملعونہ اُٹھی شاپور بھی رات بھر جاگا تھا جب فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوا یہ بھی سو گیا سموم اُٹھکر چلی پردہ اُٹھا کر

اندر آئی دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار غافل سو رہی ہی ایرج نوجوان کا بھی نفیر خواب بلند پہلوے شاہزادے مین
لوح مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی سموم تختی کو دیکھکر بیقرار ہوگئی سوچی اسکو لینا واجب و لازم ہی اگر یہ قبضہ
سے اس جوان کے نکل جائیگی پھر اسکی کیا حقیقت ہی ملکہ مرات جادو ایک سحر مین اسکو دیوانہ کر دیگی تمام
قلعہ انجم حصار لاشون سے بھر دیگی پس اپنے مقراض جھولی سے نکالی ڈورا لوح محفوظ کا کاٹا تختی کو ہاتھ
مین لیا رومال مین لپیٹا اب قصد ہوا کہ سحر کرکے اس جوان کو بیکار کردون پنجہ کمر مین دیکے لے اڑون لیکن ایرج
نوجوان کے دیدۂ ظاہری بند ہین دیدۂ باطنی کھلے ہین اسی عالم خواب مین معشوق گلعذار سرو قد غنچہ دہن
شمع انجمن عاشق خصال حسین باکمال کو دیکھا کہ دربارگاہ سے تشریف لاتی ہین ایرج نے مسکراکر فرمایا اے
شہنشاہ اقلیم خوبی و اے تاجدار ممالک محبوبی اسوقت کیونکر اتفاق ہوا سر جھکاکر فرمایا تمھارے دیدار
فرحت آثار کا قلب مشتاق تھا مگر صاحب ذرا ہوشیار ہو جاؤ لوح محفوظ کو کھویا جان تو بچاؤ دیکھو تو سرپر
کون کھڑا ہی ایرج نے گھبراکر آنکھ کھولدی حقیقت مین ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ سرہانے موجود ہی کچھ سحر پڑھا
چاہتی ہی پس ایرج نے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار تو کون ہی نعرہ کرکے ایرج نے چاہا اٹھون سموم جادو نے
سحر کیا ایرج اٹھتے اٹھتے گرے انجم ماہ رخسار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ ایک ساحرہ نے سحر کیا شاہزادہ زمین
پر گرا سموم نے جھپٹکر کمر مین پنجہ دیا چاہا ایرج کو لے نکلون انجم نے نعرہ کیا گو سحر کا مارا ایرج کو چھوڑکر یہ الگ
ہوئی مگر بسبب لوح محفوظ سحر نے اسپر تاثیر نہ کی انجم ابھی سنبھلکے اٹھی کہ جا پڑون سموم جانتی ہی یہ شاہزادی
مین کنیز یہ عقیل مین بدتمیز اسکے سحر کو کیونکر رد کرونگی لوح محفوظ نکالکر چمکا دی انجم ماہ رخسار کی آنکھین جھپکین
سموم جادو سوچی کہ اب میرا نکل جانا بہتر ہی غنیمت ہی کہ نکل جاؤن یہ تو ملحوظ خاطر نہ ہی کہ انجم لوح محفوظ کو
دیکھکر گری ایرج مبتلاے سحر سموم جادو اب سموم کو کون روکے لیکن شاپور شیردل جو بشکل کنیز پڑا ہوا
سو رہا تھا اس ہنگامہ کو سنکر آنکھ کھلی ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ ایرج پر سحر کر چکی ہی انجم زمین پر گری پڑی
ہی لوح محفوظ اسکے ہاتھ مین چاہتی ہی پرپرواز پیدا کرکے نکل جاؤن شاپور یہ حال مصیبت مآل دیکھکر
اپنی جگہ سے اٹھا اٹھتے اٹھتے سموم پر حلقے کمند کے مارے گردن مین اس ملعونہ کے پڑے اور کھینچکے الٹی
شاپور نے جھٹکا مارا سموم خم ہوئی شاپور نے جھاپ ماردیا یہ ملعونہ لڑکھڑاکر گری نعرہ ہوا منم شاپور
شیردل لپٹ کے خنجر مارا سموم کے خنجر دو سار ہوا صدائے گیرودار بلند ہوئی ایرج کے حواس درست ہوئے
انجم ماہ رخسار اٹھی آواز دی بھیا شاپور لوح محفوظ اس ملعونہ کے پاس ہی آواز آئی کشتی مرا نام
سموم جادو ہوا انجم نے کہا یہ وہی کنیز بدتمیز ہی پہاڑ پر سے تختی اٹھاکے بھاگ گئی تھی مرنے سے اسکے اندھیرا
چھایا ہوا ہی شاپور کا قصد ہوا کہ دیکھون لوح محفوظ کہان ہی اسوقت ستارۂ سحری چمک چکا ہی لشکر مین

بھی ہلڑ ہوا سرداروں مین برائے سفر کمر بندی ہو چکی تھی یہ ہنگامہ سنکر سب دوڑے قضائے کار ابھی تک لوح محفوظ قبضۂ ایرج مین نہین آنے پائی شاپور چاہتا ہی تلاش کرون چونکہ علامت مرنے کی جادوگرنی کے برپا ہی اس وجہ سے نہین سوجھتا کہ لوح کس مقام پر ہی اُسی وقت سہمناک جادو فرستادہ ملکہ حیرت جادو بارہ ہزار ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوئے بر روئے ہوا چلی آ سکے بھی کان مین آواز آئی کہ کشتی دا نام من سموم جادو بود وہین سے نعرہ کرکے گری سحر کرتی ہوئی عین بارگاہ مین ایرج کے اُتری شاپور تو اس ملعونہ کو دیکھکر لوح نہ اُٹھا سکا اُسنے گرتے گرتے ایرج پر ہاتھ ڈالا ایرج کے پاس لوح محفوظ تو موجود نہین ہی سحر نے اُسکے بجوبی تاثیر کی دس پانچ جادوگرنیان اسکی گر پڑین ایرج کو قبضہ مین کرلیا سہمناک جادو نے لوح محفوظ کو قریب لاشۂ سموم کے پڑے ہوئے دیکھا اُسنے اپنے قبضہ مین کیا انجم ماہ رخسار اُٹھنے لگی اب یکھا شاہزادہ ایرج نوجوان غیرون کے قبضہ مین ہو گیا کلیجہ منھ کو آیا کئی کنیزون کو جھپٹ کے مارا اب تو سب سردار پہونچ گئے ایرج نوجوان قبضہ مین سہمناک جادو کے آ گئے انجم ماہ رخسار لڑ رہی ہی شاپور نے کئی جادوگرنیان حلقہائے کمند سے مارین دو چار کو حباب بیہوشی سے بیہوش کیا کسی کو خنجر سے قتل کیا کبھی حقۂ روغن نفط مارا جسپر قطرہ پڑا جل گیا کبھی جنگلی بان داغ دیا شاپور سب کچھ فطرتین کر رہا ہی جان دینے پر آمادہ لیکن کسی طرح ایرج نوجوان پر قبضہ نہین ہوتا سہمناک جادو اپنے پاس کسی کو نہین آنے دیتی لوح محفوظ چونکہ پا چکی ہی ایرج بھی قبضہ مین جا چکا ہی چاہتی ہی لڑ بھر کر نکل جاؤن ملکہ انجم ماہ رخسار روک رہی ہی تمام جادوگرنیان قلعہ انجم حصار کی آمادہ مرگ ہیں ہر طرف قضا چار جانب یہی ہلڑ ہی کہ طلسم کشا کو سہمناک جادو نے گرفتار کر لیا لوح محفوظ اُس ملعونہ کے قبضہ مین ہی خدا شاہزادے کو بچائے پروردگار اُسکے شر سے محفوظ رکھے یہ بھی ثابت ہوا کہ ملکہ حیرت جادو نے بحکم افراسیاب مدد بھیجی ہی سہمناک جادو آتی ہی دیکھیے اب کیا ہوتا ہی شاپور نے بڑا کام کیا سموم جادو کو مار لیکن جلدی مین لوح محفوظ کو قبضہ مین نہ کر سکا اب سہمناک جادو نے شاہزادے کو گرفتار کر لیا مگر ملکہ انجم ماہ رخسار جانبازی کر رہی ہی سہمناک جادو رہنے والی طلسم ہوشربا کی یہ کسکو مانتی ہی انجم کو ذرہ سے بھی کمتر جانتی ہی یہان تو لڑائی کی یہ صورت ہی کہ سہمناک جادو ایرج کو قبضہ مین کرکے لڑ بھڑ کے کنارہ لشکر تک آ پہونچی ہی چاہتی ہی کہ نکل جاؤن انجم ماہ رخسار جانبازی مین مصروف ہی مگر گلشن کنیز سہمناک جادو کو ادھر روانہ کرکے خدمت مین حرائت جادو کی پہونچی عرض کی حضور قتل ہونا ملکہ انور جادو کا ملکہ حیرت کو بہت ناگوار گذرا سہمناک جادو کو فوراً برائے گرفتاری طلسم کشا روانہ کیا یقین ہی وہ پہونچ گئی ہون اے ملکہ عالم اگر آپکو لڑائی فتح کرنا منظور ہو تو فوراً سوار ہو جیسے حرائت نے حکم دیا لشکر مین قرنا ہوا اُسی وقت لشکر تیار ہوا ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر چلی حرائت جادو بادشاہ طلسم سکندری فنون سحر مین طاق شہرۂ آفاق گولے ترنج نارنج ہاتھ

مین لیے کل ساحر پشت پر ایک ایک ساحری عہد جمشید زمان اس شوکت وشان سے طرف قلعہ انجم حصار کے چلی
یہان سہمناک جادو نے قیامت برپا کی ہی انجم کو زخمی کیا آگ برسا دی صدہا کو قتل کر ڈالا اب کوئی جادوگر
منھ پر نہین چڑھتا صف سے آگے نہین بڑھتا ایرج نوجوان کو اڑا بے پر سوار کر لیا لوح محفوظ رومال مین
لپیٹ کر جھولی مین رکھ لی جب سحر کرتی ہی کبھی آگ برسائی کبھی آندھی سیاہ چلی سیکڑون بندگان خدا سر ٹکرا
کے مر گئے اب لشکر ایرج مین ہنگامہ برپا ہی سردارون کے پانون اٹھ چلے انجم بھی مضطر و بیقرار ہی کہ یکایک نقارے
پر چوب پڑی زمین تھرائی آسمان سے آواز آئی منم ملکہ مرائت جادو بادشاہ طلسم اسکندری شاپور ایک گوشہ
پر کھڑا ہوا مگر مقدمہ سحر و ساحری کنارے کنارے تدبیر کرتا پھرتا ہی ڈرتا ہی ایسا نہو کہ مین بھی گرفتار ہو جاؤن اب
جو شاپور نے سر اٹھا کر دیکھا مرائت کا حال بخوبی آئینہ ہوا فرزند عمرو صاف باطن خیر خواہ نے آقا کے
نام پر جان دینے کو شرف کونین جانا مرائت جادو کو عرصہ دراز سے پہچانتا ہی اب شاپور بدحواس ہوا
یقین کامل ہوا کہ سہمناک جادو پر کوئی عیاری کرتے شاید آقا کو چھڑاتے گو ہرا دیتے لیکن اب غالب
ہونا دشوار ہی لڑنا بھی بیکار ہی ملکہ چلکر اپنے جد عالی تبار سے اطلاع کر دو وہ مالک اسم اعظم صاحب شوکت
وحشم وہ اگر وقت پر پہونچ گئے تو اُنسے کوئی ساحر مقابلہ نہ کر سکے گا مگر ای شاپور تا تریاق از عراق آوردہ
شود مار گزیدہ مردہ شود جب تک ہم جائین صاحبقران کو یہان تک لائین گھڑی بھر مین خاتمہ ہی لوح محفوظ
قبضہ سے جا چکی جس پر دار و مدار تھا وہ گرفتار ہوئے اب ٹلنا بیکار ہی یہین لڑ بھڑ کر جان دو اپنے کو ظاہر
کر دو اس سوچ مین تھا کہ ملکہ انجم ماہ رخسار پر نگاہ پڑی دیکھا انتہا کی زخمی ہو چکی ہی زمین پر گرا چاہتی ہی
شاپور ایک ساحرہ کی شکل بنکر قریب انجم ماہ رخسار کے آیا ہرچند کہ اس مقام پر غیر ساحر کا ٹھہرنا ممکن
نہین ایک نخل کی آڑ لیکے کھڑا ہوا شانے پر انجم کے ہاتھ رکھا انجم نے پلٹ کے دیکھا شاپور رونے لگا
اپنا حال ظاہر کیا کہا کیون ای ملکہ انجم ماہ رخسار اب کیا تدبیر کرین انجم شاپور کو پہچان کر رونے لگی کہا
ای برادر شاپور غضب ہوا شاہزادہ گرفتار ہوا لوح محفوظ پروردگار نے اپنی قدرت سے پہونچائی تھی اُسکا
یہ انجام ہوا اور یہ ملعونہ سہمناک جادو طلسم ہوش ربا سے آئی ہی نہایت زبردست ہی ای برادر دوسری
خرابی یہ پڑی کہ مرائت جادو بھی آ پہونچی ہم ایسی لڑائی کا بار نہین اٹھا سکتے اسکو کون جواب دیگا مین تو زندہ
نہ بچونگی تم نکل جاؤ جا کر انکے قبلہ و کعبہ جد عالی تبار وغیرہ کو خبر کرنا اور جو انتظام ممکن ہو بہر نوع ای شاپور یہ
ہمارا سحر جواب دیتا ہی یکایک شاپور نے دیکھا کہ اب فوج مرائت جادو بھی زمین مین اترنے لگی اور انتہا کا
بلوہ ہوا مرائت کا تخت ایک مقام پر ٹھہرا آواز دی او انجم ماہ رخسار نمک حرام تو نے ہمارا کچھ پاس نہ کیا ہمارے
گنہگار کو چھین لیا ہمارے مرتبہ کو تو نے دیکھا شہنشاہ ہوش ربا نے کیسا تدارک کیا اگر مین عرش پر وار ہوتی

خود شہنشاہ تشریف لاتے اور کیا کوئی بات رہجائیگی کل مسلمانون کی تباہی کا وقت قریب آیا کوہ عقیق پر
جاکر ایک دن مین سب کا خاتمہ کر دونگی یا اُن سب کو گرفتار کر کے خدمت مین آقاے نامدار افراسیاب
عالی وقار کے بھیجدونگی انجم ماہ رخسار نے اپنے کو سنبھال کر جواب دیا کیا بیہودہ بکتی ہو کیسی نمک حرامی جو تجھ سے
ہوسکے ہرگز قصور نہ کر ہماری ہزار جان نام پر شاہزادۂ والا قدر کے نثار ہے ملکہ انجم ماہ رخسار نے جو سطرح
کا جواب دیا ملکہ مرائت جادو غصہ مین کانپنے لگی آواز دی اے ملکہ سہمناک جادو ذرا ٹھہر جاؤ مین ابھی
اس حرامزادی کی ناک چوٹی کاٹے لیتی ہون یہ کہتی ہوئی مرائت تخت سے کودی یہ تو ناظرین پر واضح
ہے کہ لوح محفوظ سہمناک جادو کے پاس ہے اور ایرج نوجوان کو اپنے قبضہ مین کر چکی مرائت جادو نے
قصد کیا ہے کہ اپنی جرائت آئینہ کرے وہ کلمہ ملکہ شیشہ می نوش کے شیشے کیہ گرفتار محبس رنج و مصیبت
اسیر زندان صعوبت از خود فراموش ملکہ شیشہ می نوش باغ مین شجر جادو کے قید ہے کنیز کو نامہ دیکر
خدمت مین ملکہ ہیران کے روانہ کیا جبدن سے یہ بیچاری قید تھی شجر جادو بھیجا یا تو ملکہ سے بات نہ کرسکتا
تھا یا قصد کرتا ہے کہ مین اس محبوب جانی یار جادو وانی پر دست اندازی کرون چونکہ چند کنیزان خاص ملکہ کی
ہر وقت حاضر رہتی ہین اسوجہ سے شجر جادو جبر کی بات نہین کہ سکتا تھا مگر صورت زیبا دیکھ دیکھ کر آٹھ پہر
محو حیرت رہتا ہے ملکہ نے جو حالات قلعہ انجم حصار سنے ہین سر جھکائے بیٹھی رو رہی ہے یکایک گلرنگ کنیز
طلسم نورافشان سے پھر کر خدمت مین آئی چونکہ یہ بات راز و نیاز کی تھی اشارے مین کچھ باتین ہوئین ملکہ
نے حیلے سے قریب بلایا جب ملکہ گلرنگ پاس آئی پوچھا کیون ملکہ ہیران شمشیرزن سے ملاقات ہوئی
گلرنگ ہنس پڑی کہا انکا دربار گہر بار دیکھا کنیزان شاہی کا عز و وقار دیکھا حضور نامہ پڑھتے ہی انکو
بڑا غصہ آیا فرماتی تھین ہم سلطنت طلسم اسکندری حرامزادی سے چھین لینگے اور کیا عجب ہے کہ خود سوار ہوکر
قلعہ انجم حصار پر جائین یہان طلسم مین بھی آنے کا قصد ہے بڑے قیامت کے مقابلے پڑینگے خود شہنشاہ
کوکب روشن ضمیر اس شیر بیشۂ جرائت کے نام کے عاشق ہین وہان بھی جاکر یہ لڑ چکے کوکب ممنون و شکور
ہے خدا نخواستہ انکے دشمنون کا کوئی ایک موے جسم کم کریگا کل اہالیان طلسم نورافشان سامان لشکرکشی
کرینگے دشمن کو زندہ نہ چھوڑینگے بی مرائت کو جان بچانا مشکل ہوگی یہ ذکر تھا کہ نقارے بجنے لگے
گھنٹ و ناقوس کی صدائین بلند ہوئین ملکہ نے گھبرا کر پوچھا دیکھو آج شہر مین کیا قیامت ہے کیا بلا نازل
ہوئی کسکا گھر لوٹا گیا گلرنگ گئی ہانپتی کانپتی آئی عرض کی حضور ملکہ مرآت جادو آپ کی مادر خونخوار
بڑے کر و فر سے طرف قلعہ انجم حصار کے جاتی ہین طلسم کشا کے قتل کی فکر ہے ہر وقت یہی ذکر ہے سُنا ہے
بادشاہ ہوش رُبا نے ابھی کچھ فوج براے گرفتاری طلسم کشا روانہ کی ہے پس یہ بھی بہ حکم شہنشاہ مع لشکر روانہ

ہوئی ہین یہ حال مصیبت مآل سُنکر ملکہ شیشہ می نوش رونے لگی کہا کیون گلرنگ ہمارے واسطے
تمام عالم انکا دشمن ہوا ایک جان کے لاکھون گاہک اگر مین بدنصیب یہان قید نہوتی وہ ادھر کا قصد
کیون کرتے ابھی بی مرات کو شکست دی زخمی ہوکر آئین اسی طرح وہ لڑتے بھڑتے اپنے لشکر مین چلے جاتے
اس اقلیم مین کیون ٹھہرتے یہ تو خبر تمکو ملی کہ فرماتے تھے کہ اس بےنصیب کو مین بے رہا کیے نہ پلٹونگا اسی
وجہ سے قلعہ انجم حصار پر مقام کیا کیون گلرنگ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ ہم بھی اس ہنگامہ مین اپنے کو
پہونچائین اپنی جان انکے قدمون پر نثار کرین انجم ماہ رخسار نے کیا کیا کارنمایان کیے اول سوزن کو
مارا قید سے انکو چھڑایا انور جادو سے مقابلہ ہوا اب خدمتگزاری مین مصروف ہین کیون اے گلرنگ کوئی
جادوگرنی ہوش رُبا سے آئی ہو گی اُدھر سے ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر یہ بھیجا جاتی ہی جسکی فوج کی روانگی مین
زمین تھراتی ہی گلرنگ نے کہا حضور شجر جادو آپکی والدہ ماجدہ کا رازدار ہی لیکن آپ کے نام نامی اسم گرامی
کا عاشق زار ہی کئی مرتبہ مجھسے کہا کہ ملکہ کو راضی کردو ہم قید سے چھڑوا دین جان طلسم ہمارے قبضہ مین ہی حضور
دلدہی کرکے دریافت تو کیجیے کہ کیا شی اُس ملعون کے پاس ہی مین کہون کہ مین نے ملکہ کو راضی کیا آپ ذرا مُنھ
لگائیے فوراً حال دل کہدے گا حضور میرے خیال مین یہ ہی کہ لوح طلسمی اسکے قبضہ مین ہی شہر بھی آج خالی پڑا
ہی اگر خدا فضل کرے لوح طلسمی ملے غنچہ آرزو کھلے ہم آپ سب ملکر چلین سامنے بی انجم کے پہونچکر لوح طلسمی پیش
کرین اسوقت شہرہ ہو کہ شیشہ می نوش چونکہ دختر بادشاہ طلسم ہی اتنا بڑا کام کیا یعنی لوح طلسمی لا کردی کہ
نے کہا مین تو کچھ کلام نہ کرونگی گلرنگ تم رنگ جماؤ میرا تو اس سے بات کرتے کلیجہ کانپتا ہی اُنکھین کی صورت
زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی گلرنگ نے کہا واری مین ایسے طور سے باتین کرون کہ حرامزادے کے
ہوش درست نہ رہین جو دل مین ہی سب ظاہر کردے آپ میری بات مین ہان مین ہان ملاتی جائیے مین سمجھ
لونگی ملکہ نے کہا گلرنگ تمکو اختیار ہی گلرنگ اپنے مقام سے اُٹھی شجر جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہوا نظارۂ
گل و ریحان مین مصروف گلرنگ نے آن کر سلام کیا شجر نے پوچھا کیون اسوقت کہان آئین گلرنگ نے
کہا بیٹھ بھڑوے تجھے ہماری کیا قدر ہی تمنے ہمسے کچھ کہا تھا ہمنے اُسکی فکر کی شجر خوشی مین آکر جھومنے لگا کہا
گلرنگ اگر انکو راضی کردے تو تجھے نہال کردونگا اُسنے کہا ہمنے راضی کرا لیا لیکن آہوے وحشی ہی مس نا تحذا
نام سنتے مرد کے نا آشنا چلکر صحبت شراب کباب آراستہ کرو باتون مین یہ پہلو بھی نکل آئینگے تم مردوے ہو
راضی کر لینا لیکن اتنا خیال رہے جس دن تیزی سے جس بات کو کہے فوراً کہنا حضور سبھی حاضر ہی شجر خوشی خوشی
اُٹھا گلرنگ نے کہا بھڑوے کدھے لباس تو عمدہ پہن لے چنبیلی کا تیل تو میسر نہوگا چراغ کا لیکر لگالے
داڑھی کے بال کھلے ہین خضاب کرلے نہ ممکن ہو تو منڈوا ڈال شجر جادو ان باتون سے پھولا نہین

سماتا بہت بھاری عمدہ لباس نکالکر پہنا منڈے سر پر تاج رکھا گلرنگ سے کہا تم جاکر فرش وغیرہ آراستہ
کرو گلرنگ دوڑی ہوئی کھل کھل ہنستی ہوئی آئی ملکہ نے پوچھا گلرنگ کیا کچھ پڑا پایا عرض کی حضور
اپنا رنگ جما یا دیکھیے پھڑوا بن ٹھن کے آتا ہی بحکم باغبان قضا و قدر آج اس شنجر ملعون کو قلم کیجیے سرکشی کی
سزا دیجیے یہ باتین تھین کہ شنجر جادو اکڑتا ہوا آکر مسند پر بیٹھا پوچھا ملکہ مزاج کیسا ہی ملکہ نے تو کچھ جواب
نہ دیا مگر گلرنگ نے کہا ملکہ فرماتی ہین تمھین ہمارے مزاج سے کیا کام شنجر نہال ہوگیا کہا ملکہ عالم مین تو
تابعدار ہون پھر گلرنگ نے جواب دیا ملکہ فرماتی ہین اپنی جورو کے تابعدار ہوگے اب گلرنگ نے
باتون مین لیا چرچا شراب کا بھی شروع ہوا ایک دو جام جو شنجر جادو نے پیے نشہ مین بلبلانے لگا ملکہ
شیشہ مے نوش کا ہاتھ تھام لیا ملکہ تو رونے لگی مگر گلرنگ نے ملکہ کا ہاتھ چھڑا کر شنجر جادو کو ایک طمانچہ
مارا کہا او نالائق معشوق پر کوئی ظلم کرتا ہی ملکہ فرماتی ہین کہ یہ تو پہلے تبلا کہ ہماری قید سے کیونکر رہائی ہوگی
مرائت جادو تو کہتی ہین کہ قید مین مار ڈالونگی ابتر کون حاکم ہی شنجر جادو نشہ مین بول اٹھا بی گلرنگ
اگر بی مرائت میرا کہنا نہ مانینگی بہت پچھتا ئینگی دم بھر مین طلسم کو برباد کرادونگا سلطنت کو غنیمت جانین
مجھ سے بگڑنا مناسب نہین گلرنگ نے کہا میان شنجر سنو تو ملکہ تمھارے قبضے مین ہین اب انکو قید سے چھڑا کے
اپنے محل مین لیجاؤگے خاص محل بناؤگے شنجر نے کہا اے گلرنگ ملکہ عالم کو مین اپنی آنکھون کے پردے
مین رکھونگا گلرنگ نے کہا تو برا کد ھا بیوقوف ہی آخر دریافت ہوگا ملکہ باغ سے کیا ہوئی تم کیا جواب دوگے
شنجر نے کہا مین صاف کہدونگا دو دل راضی تو کیا کریگا قاضی اے ملکہ مرائت اس مقدمہ مین دخل نہ دیجیے
صاحبزادی آپ کی میرے گھر مین ہین آپ کا داماد ہوا کل انتظام کرلونگا یقین تو ہی کہ اس بات کو سنکر
خوش ہوجائین اگر کچھ ناراض ہوئین اسی وقت طلسم فتح کرلونگا گلرنگ نے کہا آخر وہ کون ایسی صورت
ہی کہ طلسم فتح ہوجائے شنجر نے کہا ملکہ لوح طلسمی میرے پاس موجود ہی پھر طلسم کا کیا عدم وجود اب تو ملکہ
شیشہ مے نوش بھی بول اٹھی کہا وہ لوح کہان ہی اسنے کہا وہ سامنے جو صندوق کلان رکھا ہی بجائے قفل
جسمین مار سیاہ لپٹا ہی اسمین لوح طلسم اسکندری ہی کہ جسپر نگاہ ڈالنے سے ساحرون کے ہوش گم ہوتے ہین
گلرنگ نے کہا پھر اس صندوق سے لوح کیونکر نکلے شنجر جادو نے کہا ملکہ اگر کوئی شخص مجھکو قتل کرے تب یہ
قفل مار سیاہ ٹوٹے اندر اسکے لوح طلسمی ہی کسکی مجال ہی جو مجھ سے آنکھ ملائے مگر تمھارے واسطے
بی مرائت سے لڑونگا مین خود طلسم فتح کرونگا گلرنگ نے کہا صاحب پھر مجھ سے کیا انکار ہی ملکہ کو اشارہ کیا
گلرنگ نے گوشہ مین جاکر انگشتری کی الماس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا سو وہ الماس شراب مین ملایا خوب اس شراب
کو خراب کرکے جام لبالب کیا وہ جام ہاتھ مین ملکہ شیشہ مے نوش کے دیا کہا لو شنجر ملکہ عالم اپنے ہاتھ

سے جام مرحمت فرماتی ہین شجر باغ باغ ہو گیا اُٹھ اُٹھ کے سلام کرنے لگا کہتا جاتا تھا کہ مین غلام ہون
عمر بھر خدمتگزاری کرونگا گلرنگ نے کہا میان شجر اب تمکو اختیار رہی ہمنے تمھارا کام تمام کیا جس فکر مین
تھے اُسکا آج انجام ہو گیا بس اب چین کرو کبھی تکلیف نہو گی ٹانگ پھیلا کے سونا اپنے نصیب کو نہ رونا ہم
ایسا خیر خواہ نپاؤگے ہماری قدر نہ کی تو بہت پچھتاؤگے شجر ہین ہین کرتے کرتے وہ جام پی گیا گلرنگ
نے جلدی کباب وغیرہ پیش کیے گلوریان کھلائین لمحہ بھر مین گھبرا کر اُٹھا کہا ملکہ میرا کلیجہ کوئی کاٹ رہا
ہی دم نکلا جاتا ہی گلرنگ تو نہایت عقیل ہی اُسنے کہا اے شجر ہمارا بھی یہی حال ہی دم گھبراتا ہی کوئی
آسمان پر لیے جاتا ہی شجر گھبرا کر اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے قی ہوئی کلیجے کے ٹکڑے کٹ کٹ کے گرنے لگے شجر ادک رہا
ہی ڈانک رہا ہی گلرنگ نے قریب آکے ہاتھ تھاما کہا اے شجر ہوشیار رہو شجر نے کہا اے گلرنگ اب
دم نکلا چاہتا ہی کلیجے کے ٹکڑے کٹ کٹ کے گر رہے ہین یہ کہہ کے اُٹھا ایک چمن مین جاکر مُنہ کے بھل گرا
ایڑیان رگڑنے لگا اتنے مین گلرنگ نے دل کو مضبوط کر کے اسکے شکم مین ایک خنجر مارا شکم چاک شجر کا قصہ
پاک بیخ ظلم و بدعت کھدی شاخ بغض و حسد کٹی شجر کبر و نخوت سے یہ شجر کہ ثمر جاہل ہوا ذلت و رسوائی
سے جہنم واصل ہوا باغ مین اندھیرا ہو گیا نخل جلنے لگے پتے کف افسوس ملنے لگے شاخین جھوم کر سر زمین پہ
ٹپکتی تھین کلیان خوف سے نہ چٹکتی تھین پھولون کے رنگ متغیر گل لالہ کے قلب پر داغ سوسن نے نیلی چادر
سر پر کھینچی نرگس ٹکٹکی باندھے دیکھ رہی تھی آنکھ لڑانا بھولی شبنم پر اوس پڑی گل اشرفی کی رنگت زرد تھی
مین درد گلاب عرق عرق دریائے خجالت مین غرق آندھی سیاہ اُٹھی دیوارین باغ کی گرین اس طرح کی
صدائے مہیب آئی شیشہ می نوش گھبرانے لگی گلرنگ جلدی بڑھکر قریب اس صندوق کے آئی دیکھا
قفل مار سیاہ ٹوٹا پڑا ہی کہا حضور جلدی یہان تشریف لائیے ملکہ قریب آئی گلرنگ نے صندوق کھولا
ملکہ شیشہ می نوش نے دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا تڑپ رہا ہی یا ستارہ سحری یا آفتاب عالمتاب گلرنگ
نے کہا ملکہ عالم اُٹھائیے ظاہر اثابت ہوتا ہی کہ یہی لوح طلسم ہی ملکہ نے اس تختی کو اُٹھایا خوشی خوشی رومال
مین لپٹیا کہا اے گلرنگ جلدی چلو گلرنگ نے فوراً سحر سے تخت تیار کیا ملکہ کو اسپر سوار کیا چالیس
کنیزین اس مقام پر موجود تھین وہ ہمراہ ہوئین اب جو تخت ملکہ کا باہر نکلا جسنے ملکہ کو دیکھا وہ ساتھ ہوا
گلرنگ اقرار دیتی ہوئی جاتی ہی کہ جو ملکہ عالم کا ساتھ دیگا امان پائیگا ورنہ کتے کی موت مارا جائیگا
بارہ ہزار ساحران غدار ساتھ ہو لیے یہ بھی خبر اُڑ گئی کہ شجر جادو واصل جہنم ہوا شجر بغض و حسد قلم ہوا
قلعہ سے نکلتے نکلتے بارہ ہزار ساحران نامی ادہر ہمراہ ہوے رہبری کرکے طرف قلعہ انجم حصار کے چلے
اب ناظرین حال قلعہ انجم حصار سماعت فرمائین وہ وقت ہی کہ سہمناک جادو و ہرات بدخصلت

قیامتین برپا کردین ملکہ انجم ماہ رخسار زخمون مین چور چور قریب ہی کہ گرفتار ہو جائے شاپور ساغر مین نخل کے کھڑا سر پیٹتا ہی کبھی اپنے پیدا کرنے والے کو پکارتا ہی عرض کرتا ہی اے رب دو جہان اے خالق انس و جان میرے آقا کو بچالے اس مصیبت سے نجات دے ادھر انجم ماہ رخسار زندگی سے نا امید اہالیان فوج بھاگے جاتے ہین شہر والے خاک اُڑاتے ہین یکایک آسمان پر برق چمکی سب کی آنکھین جھپک گئین دیکھا پہلوے کوہ سے چودھوین رات کا چاند جسکی تڑپ سے ضیاے نیر اعظم ماند سب حیران ہوکر دیکھنے لگے کہ دن کو ماہ کامل پہلوے کوہ سے کیونکر پیدا ہوا وہ چاند بلند ہوا جسپر عکس ماہ کامل پڑا مثل ہیمہ خشک جلنے لگا جب کئی ہزار ساحر جلکر مرے مرائت جادو کو حیرانی دریاے آتش کی طغیانی اُٹھاکر ایک گولہ مرائت جادو نے مارا چاند کے دو ٹکڑے ہوئے جھناٹے کی آواز بلند ہوئی وہ ٹکڑے چاند کے زمین پر گرے کئی ہزار ساحر جلکر خاک ہوئے چاند نے آفتاب تابان کی تابش دکھائی زمین تھرائی ناریون کا ستارہ گردش مین آیا چاند نے خود برج عقرب کا اثر دکھایا انتہا کا انقلاب ہوا بیچاؤن کو پیچ و تاب ہوا چاند کے ٹوٹنے سے عرصۂ دراز تک اندھیرا رہا صدا ہائے ہا ہو کی بلند زمین تہ تزلزل آسمان متحرک بعد عرصہ دراز گردش زمین کو سکون ہوا اب سب نے دیکھا ماہتابان فلک حسن و جمال بدر درخشان آسمان جاہ و جلال نیر برج جلالت آفتاب عالمتاب سپہر منزلت صفدر صف شکن ملکہ بران شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار فوج جاہ و حشم یمین و یسار سطوت صولت دبدبہ چہرہ بے نظیر سے آشکار نامی نامدار القہر و غضب تمام نعرہ کیا نعرہ بران

منم دختر کوکب ذی وقار	منم ذی حشم صف شکن نامدار	بشال جوانمرد لشکر شکن	ملقب گشتہ بران شمشیر زن

سہمناک جادو و مرائت جادو نے دیکھا کہ ملکہ بران شمشیر زن نے گرتے گرتے دس ہزار ساحران غدار قتل کیے ملکہ انجم ماہ رخسار کا بازو تھاما انجم کہتی ہی یا تو مجھپر غش طاری تھا یا کسی نے دستگیری کی قلب مین قوت آئی روح کو راحت ہوئی آنکھون مین بصارت ہوئی سر اُٹھاکر دیکھا ملکہ بران فرما رہی ہین اے انجم ایسی گھبرائیت ہوشیار ہو جاؤ انجم نے جھک کے مسکرا کے فرمایا صاحب مین تمکو کیا جواب دون ماشاءاللہ خوب لڑین کیا کہنا بڑا کام کیا لڑنے والون مین خوب نام کیا انجم ماہ رخسار نے عرض کی یہی تقریب تھی کہ حضور ہماری خیر لینگی ان بیحیاؤن کے ہاتھ سے بچائینگی عین وقت پر آئین سرفراز کیا آپ کی حالت پر ہر دان عالم نے ناز کیا ملکہ بران شمشیر زن نے مسکرا کر فرمایا بس اب زیادہ تعریف کی ضرورت نہین ہی لڑائی مین مصروف ہو ملکہ انجم ماہ رخسار بھی سحر کرنے لگی خوف سے ملکہ بران کی سہمناک جادو تھرائی سحر کرتی ہوئی قریب مرائت جادو کے آئی کہا اے ملکہ عالم اے حاکم طلسم اسکندری اب ایرج نوجوان کے گرد ساحران زبردست مقرر کیجیے دختر کوکب آپہونچی سحر کا اسکے ہوش ربا مین

شہرہ ہی نہنگ بحر جرأت نام ہی برائے ماہیان سحر دام ہی کس زور شور سے اُسنے دریاے خونریزان کو
مٹا یا پل پریزادان کو توڑا اس جوان سے شائد کسی طرح کا لگاؤ ہی کہ طلسم نور افشان سے یہان تلک
آتا ہمکو اپنی جرأت دکھاتا دیکھو اسی جانب لڑتی ہوئی آتی ہو ایرج کی قید کو چھپاؤ مین بڑھکر دختر
کوکب کو روکتی ہون تم قیدیون کو لیکر نکلجاؤ مین بھی لڑ بھڑ کر چلی آؤنگی یا اس نہنگ بحر جرأت کو
دام مکر مین پھنساؤنگی لیکن حقیقت مین بلاے روزگار ہی اسیر پنجہ قابض ہونا دشوار ہی اب مرائت و
سہمناک نے بڑھکر صفین باندھین گرد ایرج نوجوان کے کئی ہزار جادوگر مقرر کیے سحر ہونے لگے ملکہ
بران شمشیرزن کے پہونچتے ہی اہالیان انجم حصار کے قدم جمے بھاگتے بھاگتے پھر تھمے نقباے فوج
آوازین دے رہے ہین ای مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید شعر روز جنگ ست جنگ باید کرد ٭
کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ مرنے والے آوازین دیتے تھے شعر آن نمن باشم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے ٭ زمین و آسمان سے خون برس رہا ہی ہواے گرم چل رہی ہی
آتش سحر جل رہی ہی ملکہ بران کے ہاتھ مین اختر مرواریدجو تھا کھینچ مارا دس دس کے سینون کو
توڑ کے نکلگیا اس ماہ تابان کا اختر بصد کر و فر چل رہا ہی سہمناک و مرائت بھی اسی فکر مین ہین کہ
کسی تدبیر سے ملکہ بران شمشیرزن کو گرفتار کرین کشان کشان سامنے افراسیاب کے لیے جائین
برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے جو قریب آیا مارا گیا ملکہ بران ہر چند کد و کوشش کرتی ہین کہ سہمناک کو
گرفتار کرون ایرج عالی وقار کو قید سے چھڑاؤن وہانتک رسائی نا ممکن گرد شاہزادے کے ہزارون دشمن
اژدران سحر ماران سیاہ ہیبت اپنی دکھا رہے ہین تختے زمین کے تھراتے ہین ناگاہ آسمان پر برق چمکی سب
دیکھ رہے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز آئی مرائت جادو حیران کہ یہ کون آتا ہی ابر تیرہ و تار شق ہوا سب نے
دیکھا ملکہ شیشہ می نوش بصد جوش و خروش مع بارہ ہزار ساحران غدار نوبت نقارہ بجتا ہوا آکر پہونچیت
مرائت جادو اپنی دختر بلند اختر کو دیکھکر گھبرا گئی حیران تھی کہ یہ کیونکر یہان پہونچی لیکن یہ نہیں تمام تحت ملکہ
شیشہ می نوش اُترا مرائت جادو نے آواز دی کہ بی بی یہان کیونکر آئین شجر جادو کہان ہی ملکہ شیشہ می نوش
نے جواب دیا ای مادر مہربان شجر ظلم و بدعت کو مین نے قتل کیا مین نے کہا دیکھیا میری مادر مہربان لڑنے گئی
ہین یہ میرے دل کو گوارا نہین کہ مادر مہربان کو صدمۂ عظیم پہونچے مین زندہ رہون مجھے بھی لے چل اسنے جواب
سخت دیا حال میرے دل کا حضور پر آئینہ ہی وہ میری آبرو کا بھی خواہان تھا مین نے اس نامرد کو قتل کیا اب
آئی ہون کہ حضور کی شراکت کرون طلسم کشا کہان ہین مجھے بتایئے اپنے ہاتھ سے مار ڈالون کہ میری بدنامی مٹے
لوگون کے کہنے سے مجکو بھی ضد ہوگئی ہی کسکو گوارا ہوگا کہ مان باپ پر صدمہ پہونچے ملکہ مرائت جادو نے

جو یہ باتین ملکہ شیشہ می نوش کی سنین مست ہو گئی پکار کر کہا مین صدقے ہمنے بھی تو تمھارے واسطے کیا کیا صدمے اُٹھائے نو مہینے پیٹ مین رکھا بارہ بہر درد کھائے موت کی لذت زبان پر آہی صدقے سے سامری کے جوان ہوئین تم نہ خیال رکھو تو کسکو خیال ہوگا ہماری شفقت کا کسکو ملال ہوگا وہ دیکھو سامنے قیدی موجود ہی تمھین قتل اور غیر قتل کا اختیار ہی میرے بعد تمھین وارث سلطنت ہو گھر کو سنبھالو خزانہ دیکھو شیشہ می نوش بہت اچھا کہتی ہوئی نیمچہ کھینچے ہوے طرف ایرج نوجوان کے چلی لوگ سمجھے واسطے قتل کے جاتی ہی جسوقت کہ شیشہ می نوش مع لشکر پہونچی تو ملکہ بران شمشیر زن نے پوچھا تھا یہ کسکی سواری آئی ملکہ انجم ماہ رخسار نے کہا تھا کہ حضور یہ دختر مرائت جادو ہی مگر تعجب یہ ہی کہ جرم عشق ایرج نوجوان مین قید تھی یا اب آمادہ قتل ایرج نامدار ہی ملکہ بران شمشیر زن نے فرمایا اسمین بھی کچھ اسرار ہی یہ تو بخوبی آگاہ ہین کہ اُسنے مجکو اطلاع دی ورنہ یہان خاتمہ ہو گیا ہوتا یہ دیکھکر ملکہ بران نے بھی دباؤ ڈالا سحر کرتی ہوئی بڑھین انجم سے کہا یہ وقت جنگ وجدل ہی مصیبت طلسم کشا مین جو ل بیکل ہی شیشہ می نوش قتل کرنے جاتی ہی انجم نے بھی اپنے لشکر کو بڑھایا لیکن ملکہ شیشہ می نوش قریب ایرج نوجوان پہونچی یہ سحر مین سہمناک کے مبتلا جران پریشان اراب پر بیہوش پڑے ہین ملکہ شیشہ می نوش نے آتے ہی کنیزون کو اپنی اشارہ کیا سب سے زیادہ گلرنگ مصروف جانبازی شہنشاہ اقلیم سحر کرنے لگی شیشہ می نوش نے پڑھکر لوح طلسمی نکالی گلے مین ایرج نوجوان کے پہنائی مرائت نے دور سے دیکھا کہ شیشہ می نوش یا تو قتل کرنے کے لیے گئی تھی یہ کیا ستم ہوا وہ شیر بیشہ جرات اپنے مقام سے اُٹھا قبضہ شمشیر پر ہاتھ ڈالا صدائے شیر آتی زمین تھرائی نعرہ ایرج نوجوان × ملک ایرج آن آفتاب منیر × کہ صاحبقران نیم وآفاق گیر × ہنر پروران نبرد آزما × جری صف شکن شیر دشت دغا × منم فارس عرصہ کارزار × گل گلشن قاسم نامدار × نعرہ کرکے شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا ہنر بر بیشہ جرأت آمادہ حرب وپیکار ہوا اسب نے دیکھا لوح طلسمی گلے مین مثل ستارہ سحری چہرہ آفتاب عالمتاب بدست زبردست مین تیغہ برق تاب زیر ران مرکب رشک عقاب ایرج لڑتے ہوے آگے بڑھے ملکہ شیشہ می نوش مع بارہ ہزار ساحران ہمراہ رکاب ایرج یہ دیکھکر مرائت نے سر پیٹ لیا کنیزون نے بڑھکر خبر دی حضور صاحبزادی لوح طلسمی لیکر آئین طلسم کشا کو پہنا دی لوح محفوظ لی کیا حقیقت ہی اب طلسم کشا کا کون سامنا کریگا نعرہ ایرج نوجوان کی صدا جو بلند ہوئی ملکہ بران شمشیر زن نے سر اُٹھا کر دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری کوکب شعشعہ جہت افروز جہانداری کو پشت مرکب پر دیکھا آپ بھی نگاہبین چار ہوئین سنان ہاے مژگان دلون کے پار ہوئین ایرج نوجوان کو حیرت ملکہ بران کو غیرت ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کے اپنے کو قریب ملکہ بران شمشیر زن کے پہونچا دین مگر لوہے کی دیوارین بنی ہوئی ہین ہر صف پر تلوار چل رہی ہی ملکہ

شیشہ می نوش کو جادوگردن نے چار جانب سے گھیرا ہی مرأت جادو کی آنکھوں مین اندھیرا ہی دل سے کہتی ہی ارے یہ کیا معرکہ ہی کیونکر طلسم کشا چھوٹا اب اس بدبخت نے لوح کیونکر پائی شجر جادو پر کیا آفت آئی اب اس ہنگامہ مین کون سمجھائے یہ مشہور ہوگیا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کو شیشہ می نوش نے حوالہ کردی آتے ہی قید سے اپنے عاشق کو چھڑا لیا وہان ایرج نوجوان و ملکہ بران شمشیر زن سے بیدہ بہ پردہ اشارے ہو رہے ہین ایرج نوجوان نے کلیجہ پر ہاتھ رکھکر عین گرمی جنگ مین یہ اشعار صداقت شعار پڑھے اشعار مخفی

آتشِ عشق تو بلبل در دلِ پروانہ را
عاقبت کردی بپا زنجیر این دیوانہ را
بعد ازین مخفی ترا باید در آتش زیستن
اشعار جاری ہوئے اشعار
سحر کو غنچہ کھلا دوپہر کو تھا سوکھا
ہے یہ کہتے تھے دلمین غبار تھوڑا ہی
پچھوسے سیکڑوں قلب صنوبری مین پڑے
مری نظر مین بھی دل کا وقار تھوڑا ہی

بادۂ شوق تو بر لب ساغر و پیمانہ را
دیدہ را از لخت دل گنجایش اشکے بماند
کاش افشا کردہ از راہ شفقت جانہ را
کمال شوق ہی دیدار یار تھوڑا ہی
عروج و وقفۂ جوشِ بہار تھوڑا ہی
شبِ وصال ہی اب کم ہی پوچھتے کیا ہو
وہ سر دیکھ کے کہتا ہی بار تھوڑا ہی
تڑپ تڑپ کے وہ کاٹا ہی روز ہجر قبول

از شکنج زلف او حاصل نشد آرام دل
تا بکے لبریز خون دارم من این پیمانہ را
کبھی ایرج کی زبان سے یہ
زیادہ جبر ہی اور اختیار تھوڑا ہی
ہماری خاک سے کرتے ہو بند آنکھوں کو
کہ میرے سینہ مین دم ای نگار تھوڑا ہی
نگاہ کم سے جو دیکھا ہی یار سرکش نے
کہ اب نگاہ مین روز شمار تھوڑا ہی

اس طرح کے اشعار جو ایرج نوجوان نے پڑھے ملکہ بران شمشیر زن مسکرائین ملکہ شیشہ می نوش کی جانب اشارہ کیا شیشہ می نوش شرمائی جاتی ہی ملکہ بران کے جاہ و جلال حسن و جمال کو دیکھکر جسم مین تھرتھری پڑی دل مین کہتی ہی سبحان اللہ کیا پروردگار عالم نے صورت زیبا طلعت جہان آرا مرحمت فرمائی ہی نقاش ازل نے یہ تصویر دلپذیر اپنے دست حق پرست سے بنائی ہی مگر ملکہ بران و ایرج نوجوان سے آپسمین اشارے کنایے ہونے لگے اب اس شیر بیشۂ جرأت سے کون لڑ سکتا ہی ایک جانب سے ملکہ انجم ماہ رخسار سنبھلی ملکہ بران شمشیر زن نے طبقے زمین کے ہلا دیے باغ سحر و افسونگری کے گل دکھلا دیے ایرج نوجوان جس غول پر جا پڑے جس ساحر نے سحر کیا انھون نے لوح کو سامنے کردیا سحر اُسکا باطل ہوگیا ضرب تیغ بیدریغ سے وہ ملعون جہنم واصل ہوا سہمناک جادو سہمی ہوئی لوح محفوظ اُسکے پاس موجود ہی یہ اُسپر ثابت ہوا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے گلے زمین ہی اب وہ شیر دشت نبرد لڑتا بھڑتا آتا ہی سحر تاثیر نہ کریگا لمحہ بھر مین یہ جوان دفتر ساحران کو اُلٹ دیگا چہرے کشتگے لاکھون نظری ہوچکے تنخواہ بیباقی بٹ رہی ہی شاخ نخل حیات ساحران چھٹ رہی ہی ملک الموت جائزہ لے رہا ہی جہنم مین بھرتی کا ارادہ ہی اتنے ہی عرصہ مین ساحر بھاگنے لگے نعرے سے اس صاحب سطوت و صولت کے زمین کانپی سہمناک خائف ہوکر سوچی کہ مین نکل جاؤن جاکر ملکہ حیرت

کو خبر پہونچاؤن اب ٹھہرنا بہتر نہین ہوش رُبا سے زیادہ آج یہان کا طور دیکھا یا تو یہ مصیبت چشم زدن
مین در عیش و فرحت کھل گیا مسلمانون کی مدد غیب سے ہوتی ہی کس خوبصورتی سے لوح طلسمی پہونچی ہی یہ
سوچکر سحر کرتی ہوئی بڑھی اس طرف سے ملکہ بران شمشیر زن لڑتی ہوئی آتی تھین سہمناک جادو پر
نگاہ پڑی کہ اُسنے فوج انجم ماہ رخسار کو ستھراؤ کردیا ملکہ بران نعرہ کرکے جا پڑی کئی ہزار ساحر اُف کرکے
پھونک دیے سہمناک جادو نے ملکہ بران شمشیر زن پر سحر کیے ملکہ بران نے مسکرا کر برق چمکائی سر پر اس
ملعونہ کے پڑی ہرچند چاہا روکون نہو سکا سر زخمی ہوا ملکہ بران جھپٹ کر قریب پہونچین چاہا کہ اسی بیحیا کا سر
کاٹ لون اُسنے گولہ اُٹھا کر ملکہ بران پر مارا ملکہ اُس سحر کو دفع کرنے لگین سہمناک جادو چرخ مار کر
اُڑی کہ نکل جاؤن شیشہ مئی نوش نے شاہزادے کی جانب اشارہ کیا انجم ماہ رخسار نے بھی آواز دی
کہ حضور وہ ملعونہ لوح محفوظ لیے جاتی ہی شاہزادۂ والا قدر نے کمان کیانی دوش سے اُتاری مین بھال
کا تیر ترکش سے نکالا سیسر کمان کا کرکا عقاب تیر پر تولتا ہوا چلا چونکہ سہمناک جادو پر تولتی ہوئی
تھی تیر نے دوسرا ترکش تلاش کیا بر سے بقام پر پراگندگی کو توڑ کر پار گذرا زمین پر گری لاش ملعونہ کی جلنے لگی ملکہ
شیشہ مئی نوش نے بڑھکر لوح جھولی سے نکال لی سامنے ایرج نوجوان کے بطور نذر پیشکش کی آندھی سیاہ
چلی آواز آئی کشتی مرا نام من سہمناک جادو بود افسوس بردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم صراۂت
جادو یہ ہنگامہ دیکھکر گھبرائی ثابت ہوا کہ ہاتھ سے بران شمشیر زن و ایرج نوجوان کے بچنا دشوار ہی
اب چلکے اپنے قلعہ مین داخلہ کرون بڑے بڑے پہلوان بھی میرے خراج گزار ہین ساحر بھی بڑے بڑے مکار ہین
کسی تدبیر سے لوح طلسمی لے لینگے تب انکو شکست دینگے اب لڑنا سراسر بیکار ہی یہ سوچکر تخت اُڑاتی ہوئی
بھاگی تمام فوج سہمناک جادو بھی اسی کے ساتھ ہوئی ایرج نوجوان نے پیچھا کیا ملکہ بران شمشیر زن نے
دیکھا کہ اب میرا ٹھہرنا مناسب نہین ہی دل کی بیقراری سے مجمع عام مین آنے کا اتفاق ہوا کلام کرنے کا بھی
موقع محل نہین ہی یہ سوچ کر دور سے کچھ ایسین اشارے کناۓ ہوے ایرج کا تڑپ کے اشارہ کرنا کہ آج کی شب
رہجاؤ ملکہ کا اُنگلی دانت کے نیچے دبانا کہ چلکے کنایہ سے صاف ظاہر تھا کہ ٹھہرنے مین بدنامی ہی دام محبت مین
اسیر ہین قفس مصیبت مین پھنس چکے آپ بڑے خوش تقدیر ہین دو دو چاہنے والے ساتھ ہین جو مخل صحبت ہو
اُسکا ٹھہرنا اچھا نہین ہی پھر جامع المتفرقین کسی حیلہ سے ملائیگا اس لڑائی کا ذکر جاکر ہم اپنے والد نامدار
سے بھی کردینگے شاید کسی وقت کوئی ضرورت ہو فلک ہردم درپۓ سرکشی ہی ہوش ربا مین بھی سامان لشکر کشی
ہی وہان کی خبر لینا بھی ضرور ہی دقت مین سر پھیرنا بڑا قصور ہی اپنے ایسے اشارے کرکے سنگ صبر دل پر رکھا
طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوئین صراۂت جادو نے شکست کھائی

طرف قلعہ طلسمی کے بھاگی ایرج نوجوان نے پیچھا کیا انجم نے بھی کہا اب تامل کرنا بہتر نہین ہی اسی جوش و خروش مین مرحلہ جات طلسم بھی فتح ہون ورنہ یہ طلسم وسیع ہی اگر لشکر جمع کریگی مشکل پڑیگی اسکے طلسم مین بڑے بڑے نامی پہلوان ہین اُنکو بھی آپ کے مقابلہ کے واسطے بھیجے گی سب طرح کی تدبیرین کرینگی اُسکی سلطنت مٹتی ہی مرات جادو تخت اُڑا کر نکل گئی فوج والے کچھ بھاگے کچھ لشکر ایرج مین گرفتار ہوے بعد جانے مرات جادو کے ایرج نوجوان نے قصد کیا اور آگے لشکر بڑھاؤن ملکہ سمن برد ملکہ شیشہ مے نوش وملکہ انجم ماہ رخسار وغیرہ نے آکر گھیر لیا عرض کی اے شہریار بہتر تو یہی تھا کہ اسی لگاؤ مین لڑتے بھڑتے چلے لیکن سب ملازمان جانباز حضور کے زخمدار ہین ایسا نہو کسی خرابی کا سامنا ہو خدا نے بڑا فضل بنا شریک حال کیا اب حضور کو اختیار ہی بعد دو چار دن کے سفر ہوگا اب یہ سلسلہ نہین چھوٹے گا بہت سامان لشکر کشی ہوگا آخر ایک صحراے سبزہ زار مقام خوشگوار کو دیکھکر لشکر فروکش ہوا ملکہ انجم ماہ رخسار نے نہایت تکلف سے لشکر کو اتارا بارگاہین استادہ ہوئین غازیون نے کمرین کھولین ایرج نوجوان وشاپور شیردل وملکہ انجم ماہ رخسار وملکہ سمن برو ملکہ شیشہ مے نوش وغیرہ داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے زخمیون کی زخمبد و زیان ہونے لگین اب یہی قصد ہی کہ اندر اسی ہفتہ کے طرف طلسم اسکندریہ کے کوچ کرین مرائت جادو سے معرکے پڑین اس شیر بیشہ جرائت کو اس حال مین چھوڑیے دقت پر حال خیریت مآل تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان دُربے بہاے صدف قلزم عیاری ونہنگ دریاے زخار طراری ہنر بردشت جرات رستم رزمگاہ فطرت سرکوب ساحران غدار یعنی خواجہ عمرو نامدار تحریر ہوتے ہین کہ افراسیاب سے حال لوح پوچھکر نقب مین داخل ہوے پہونچنا تا بہ طلسم صندل ساقی نامہ

ساقی کوئی جام مے پلادے — بیتاب ہون درد سر مٹادے
ساقی لانا شراب سرجوش — پھر آ ہوپنچے ہین حضرت ہوش

لانا بنت العنب کو لانا — جتنی ہو شراب سب پلانا
دریا نوشون کا سامنا ہی — دو چار خمون کی اصل کیا ہی

کچھ کم کی نہ سال بھر کی دنیا — دس پانچ برس کی دھر کی دنیا
وہ مے جو ہو بیشال سب مین — وہ مے کہ جو ہو حلال سب مین

جو سرخی روے یار کی دے — جو بو عرق بہار کی دے
جسکا مارا مرے تڑپ کے — جسپر زاہد کی رال ٹپکے

وہ مہر کہ جسکا برج ہی جام — وہ زہرہ کہ جسکا ہی دوا نام
جسکا اک نام ہی ادا مست — جسکا دیوانہ ہی سدا مست

ہی نشہ سرود جسکا وہ مے — متوالا ہی سور جسکا وہ مے
تابان ہی جو آفتاب کی طرح — دیتی ہی مہک گلاب کی طرح

شیشہ ہی جس پری کا مسکن — جس پھول کا میکدہ ہی گلشن
جسپر میری طبیعت آئی — جو ہاہ مرے قلب مین سمائی

جسکا ایوان ہی شیشہ دل — آنکھین ہین جسکی سیر منزل
رکھتی ہی ہنسی خوشی جو ہمکو — کھوتی ہی جو فکر و وہم و غم کو

ساقی سے ابھی یہ کہتے تھے ہم
وہ آئی کیا مراد آئی
پھر تو تن تن کے یان تلک پی

آپہونچی جو دخت رز پری چہم
مطلب نکلا مراد آئی
خالی ہو سے ظرف بھر گیا جی

کیا جھرنے ذرہ پروری کی
بے منت خلق و خوف انجام
جب نغمہ اپنا رنگ لایا

آمد ہوئی بزم مین پری کی
ملنے لگا لب سے لب جام
لکھنے بیٹھے قلم اٹھایا

چہرہ سیاحان صحرا ے ظلمات تحریر و تقریر و فتا حان مرحلجات تسطیر دلپذیر منازل پر خمار مضامین فرحت آگین کو یون طی کرتے ہین شعر سعدی بر من کہ سبوحی زدہ ام خرقہ حرام است ؞ ای مجلسیان راہ خرابات حرام است

دیگر قطعہ

از ہوش ربودند کین ہرزہ درایان
شور زغن و زاغ بلندست درین باغ
خیر است چرا این ہمہ بیہوش نشستی
ای بلبل خوش لہجہ چہ خاموش نشستی

دیگر شعر مصنف سخن سنج دانا ے رمز بیان ؞ نویسند این قصہ دلستان ؞ سابق مین تحریر ہو چکا کہ خواجہ عمرو نے صورت حیرت زوجہ افراسیاب کی بنکر حال لوح دریافت کیا برق کو زنبیل سے نکالکر سب کیفیت سمجھائی آپ داخل نقب ہوئے برق کا انجام گذارش کر چکا کہ داخل لشکر اسلام ہوا چند سردار تجسس خواجہ عمرو مین روانہ ہوے افراسیاب جادو نے نامہ بنام صندل جادو تحریر کر کے اپنے ملازم کلنگ جادو کو دیا کلنگ جادو طرف طلسم صندل کے چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار لرزان و ترسان حیران و پریشان نقب مین داخل ہوئے اسقدر نقب مین اندھیرا تھا کہ تاریکی مین دم گھبرایا قریب تھا کہ روح قالب سے نکلجاے خواجہ عمرو نے فتیلۂ عیاری روشن کیا اسکی روشنی سے نقب کو طی کرتا ہوا مگر خائف کہ ای عمرو اگر افراسیاب بیدار ہو کر آگاہ ہو جائے ابھی آ کر گرفتار کر لے سواے پروردگار کے کون معین و مددگار ہی مگر معبود حقیقی سرپرست ہی ہمارا معین و مددگار زبردست ہی مصیبت مین وہی پروردگار مدد کرے گا وہی اس بلا کو رد کریگا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا عمرو بدحواس چلا جاتا ہی ہر قدم پر پانون لڑکھڑاتا ہی اپنے معبود کا نام لیکر سنبھل جاتا ہی افتان خیزان راہ تیرہ و تار جھیلتا ہوا بمشکل تمام نقب سے نکلا عجب مقامات عجائب و غرائب مین کہ طائر وہم و خیال کے پانون تھکتے ہین طی کنندگان منازل مصیبت کو سکتے ہین چند قدم رہبری کی تھی پلٹ کے دیکھا اس قصر و عمارت کو پھر نہ پایا دل سے کہتا ہی ای عمرو یہ کیا صورت اتنی بڑی عمارت کیا ہوئی خواجہ بہنے برا کیا اس نقب تنگ و تاریک مین اپنے کو گرا دیا انجام نہ سوچے اسد غازی کو زنبیل مین ڈالکر چلے آئے ہمتو ہر مقام پر بسر کر لینگے مگر اسد غازی کو کیون لائے چاہیے تھا ہمراہ ملکہ مہرخ و بہار چھوڑتے جب نشان لوح دریافت ہوتا بلوا لیتے اب کیا پلٹ جاؤن ہاے کسکو جا کر دے سیاہ دکھاؤن سردار

کہین گے عمرو کا جی چھوٹ گیا ساری شفقتین خاک مین ملائینگے اس سوچ مین عمرو راہ کو طے کرتا ہوا جاتا ہے
دن چڑھا نیر اعظم بلند ہوا گرمی صحرا مین شروع ہوئی جنگل نے کرۂ ناری کیفیت دکھائی ہوائے گرم چلنے لگی
ہر جھونکے سے منہ پھنکا جاتا ہے نقیب گردباد دورباش کی صدائین دیتے ہین کہ اے آیندو روند کیون اپنی
جان دیتا ہے اس صحرا سے گذرنا دشوار ہے ہمسے اُنس بیکار ہے ہم بھی کسی خوش رفتار کی خاک ہین لیکن
تباہ و برباد زیر افلاک ہین برباد کن ناموس و ننگ لباس خاکساری سے تنگ اس منزل جادۂ فنا
سے نہ بچ سکے آخر بیابان مرگ ہوئے عمرو بونڈلون کو دیکھکر گھبراتا ہے ہرچند کہ وہ انکی تعظیم کو اُٹھتے
ہین انکا دل بیٹھا جاتا ہے قلب تھراتا ہے موت کا سامنا تشنگی کا جوش پراگندہ ہوش رہروی مین
مصروف ہے مگر دل سے کہتا ہے اے عمرو افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا مکار غدار نیرنج باز شعبدہ ساز
یہ بھی اُسنے ایک فقرہ کیا مجکو بیجا نا مگر تساہل کیا حرامزادے نے ہمکو ابھی راستہ بتلایا اب اس صحرائے
آفت خیز مصیبت انگیز سے نکلنا دشوار ہے موت لیکر آئی ہے دمبدم حدت نیر اعظم بڑھتی جاتی ہے خون
گھٹ رہا ہے کوئی نخل سایہ دار معلوم نہین ہوتا ہے ہر شجر بے برگ و بار سایہ مثل طائر عنقا دھوپ کی شدت
آفتاب کی حدت عمرو تلاش آب مین دوڑتا ہوا پھرتا ہے شدت تشنگی سے جابجا گرتا ہے کسی مقام پر کھڑے
ہوکر نگاہ اُٹھائی بیک نظر کو دوڑایا دور سے دریا موج مارتا نظر آیا عمرو گھبرا کر دوڑا جب اُس مقام پر پہونچا
سوائے خاک وہان کیا تھا موجۂ ریگ روان نے دھوکا دیا پانی کیسا کسی چیز کا کہین نشان نہ ملا جھیل کا
گمان نہین بیقراری کو اسپر قرار ہوا کہ تڑپ تڑپ کے اسی صحرا مین مرے بیابان مرگ ہوئے کون پیاسے کو
پانی پہونچائیگا سوائے پروردگار عالم کے کون مدد کو آئیگا سامنے ایک درۂ کوہ تھا سختی اُٹھا کر اس
درہ مین آکر بیٹھا اپنی بیکسی پر خوب رویا آنسو بھی خشک ہوگئے ڈھیلے آنکھون کے نکلے پڑتے ہین
مردمان چشم پیاس کی شدت سے تڑپتے ہین صحرا تپ رہا ہے ڈر ہے کہ اے عمرو پہاڑ نہ جل کر گر پڑے خیر کسی قدر
سایہ تو ہے اب کدھر جاؤن اس سوچ مین عمرو بن امیہ ضمری نامدار بیٹھا ہوا دعا کر رہا ہے اشعار مصنف

اے خالق بے نیاز میرے
عصیان کے حجاب سے سفر دگے
ہین جو زفلک کے لب پہ نالے

اے مالک کارساز میرے
دامن گل آرزو سے بھردے
اے رب کریم تو بچالے

مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر
دام غم و رنج مین پھنسا ہون

عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
زندان بلا مین مبتلا ہون

یہ تو عمرو بخوبی جانتا ہے کہ تمام ہوش ربا مین مجھکو سب
پہچانتے ہین صورت اپنی بدل لی ہے ایک ساحر کی شکل بنکر بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہے تڑپ رہا ہے صحرا کی
حرارت دیکھ کر دل کانپتا ہے ہوش اُڑے جاتے ہین کہ عمرو نے دور سے دیکھا ایک ساحر بدحواس پسینے
پسینے گھبرایا ہوا دوڑتا چلا آتا ہے پیاس مین زبان منھ سے نکل آئی ہے تمازت و حرارت آفتاب عالمتاب

سے پاؤن مین آبلے منھ مین چھالے پریشان و مضطر ہر طرف بیک نگاہ دوڑ آتا ہے کہین پانی کا نشان نہین پایا اگر کسی چشمہ کو دیکھا جستجوے آب مین دوڑا جب قریب پہونچا دیکھا پانی کا کہین نشان نہین اگر کسی قدر پانی پایا اور ہاتھ ڈال دیا چنگاریون کا لطف پایا ہاتھ جل گیا پھر وہان سے بھاگا اب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اسی درہ کوہ کی جانب وہ ساحر بھی آتا ہے عمرو نے اپنے ہوش و حواس درست کیے اٹھ کر ٹہلنے لگا اُس ساحر کو آواز دی اے بھائی جانے والے یہان آؤ اس دھوپ مین کہان مارے مارے پھرتے ہو ٹھیک دوپہر کا وقت ہے ٹھہر جاؤ لُون لگ جائیگی اور دو گنوار تڑپ تڑپ کے مرے اُنکے بھائی بند اُٹھائینگے تم تو اپنی جان بچاؤ یہان سایہ مین چلے آؤ وہ ساحر اپنی زندگی سے بیزار پیاس سے مجبور ناچار اپنے ہمجنس کو دیکھا کہا بھائی مین آیا خواجہ عمرو نے کہا اے برادر یہ وقت منزل چلنے کا ہے دیکھو تو آفتاب کی حرارت سے صحرا تپ رہا ہے اُس نے کہا اے برادر نوکری بری چیز ہے حکم حاکم سے مجبور ناچار خواجہ عمرو نے پوچھا بھائی کس کے نوکر ہو کون ایسا جلاد صاحب بیداد ہے جسنے اس دھوپ مین تمکو دوڑایا سامری جمشید سے خوف نہ آیا اُسنے کہا اے برادر شہنشاہ طلسم ہوش ربا کے ملازم ہین حوالی طلسم صندل کے عازم ہین خواجہ عمرو نے کہا اے برادر طلسم صندل پر جانے مین کیا سر ہے کیا وہان کوئی زبردست ساحر ہے اُسنے کہا ان باتون مین شہنشاہ کو دخل ہے ہم کیا جانین حکم ہوا کہ یہ نامہ لیکر دروازہ طلسم صندل پر جاؤ ملکہ صندل جادو کو یہ نامہ پہونچاؤ عمرو عیار آتا ہے اسکو گرفتار کرکے ہمارے پاس روانہ کرو عمرو نے کہا بھائی عمرو عیار کون ہے اُسنے جواب دیا اے برادر ایسا ظالم ہے کہ شہنشاہ نے لوح طلسمی کا حال چھپایا عمرو نے ملکہ حیرت کی صورت بنکے شہنشاہ سے تمام حال لوح طلسمی دریافت کرلیا اب اسی فکر مین گیا ہے شہنشاہ چاہتے ہین عمرو طلسم صندل مین نجانے پائے ملکہ صندل جادو آگاہ ہوجائے انتظام کرے اسواسطے ہمکو حکم ہوا ہے کہ جلد نامہ پہونچاؤ کلنگ جادو نے کہا جو تم نشان شہنشاہ نے بتلائے ہین اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دس پانچ کوس دریائی ہے عمرو نے باتون مین گھلا ملا کے کلنگ جادو کو پانی پلایا انکے ہاتھ کا پانی پینا تھا کہ نباہ پانی مشکل ہوئی کلنگ جادو گھبرایا جوش مین اُٹھا بیہوشی اپنا کام کرچکی تھی اُٹھتے اُٹھتے گرا خواجہ عمرو نے گردن پکڑکے کلنگ جادو کو ایک گوشہ مین ڈالدیا رنگ روغن عیاری کا لگاکر صورت کلنگ جادو کی بنکر تیار ہوے نشان تو دریافت کرچکے تھے نامہ سر سے باندھکر بشکل کلنگ جست و خیز کرتے ہوے طرف طلسم صندل کے روانہ ہوے بعد تھوڑے عرصہ کے صحرا ہلے سبزہ زار و چشمہ ہاے آب خوشگوار جابجا ملے کسی مقام پر درخت بار و اثمار سے سر سبز دیکھو ان کے انبار نخل ہر ایک سایہ دار طائران زمزمہ سرا صفت مین صناع ازل کے مصروف عندلیبان نغمہ سرا گویا عیان ازل کی تعریف کا وقوف خواجہ عمرو کیفیت صحرا کی دیکھتے بھالتے اس راہ قیامت خیز کو

طے کرکے بعد کئی دن کے سامنے قلعہ طلسم صندل کے پہونچے خواجہ عمرو نے سر اُٹھا کر دیکھا ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ برجہائے کلان آراستہ پہلوے قلعہ مین ایک برج رفیع و وسیع نہایت تکلف سے صناعان چابک دست نے درست کیا ہے اُس برج پر ایک پریزاد نہایت حسین و مہ جبین گلنار پوش غارت گر عقل و ہوش ایک طبق مروارید پنجۂ نگارین مین لیے ہوے خاموش صاف ثابت ہوتا ہے کہ اُس گوہر یکتاے حسن و جمال کی نگاہ مروارید ہاے طبق سے لڑی ہوئی جب نگاہ مہر و وفا سے موتیون کو دیکھتی ہے ایک بجلی چمک جاتی ہے چند مروارید شکست ہوتے ہین ایک ابر مروارید ی سر پر اس لعل بے بہاے بدخشان حسن و جمال کے سایہ افگن ہے صاف ثابت ہوتا ہے کہ سیارگان مروارید کا وہ ابر مسکن ہے لڑیان موتیون کی ازابر تا بہ طبق گوہر بے بہا سلسلہ آمد و رفت گہرہاے نایاب سے شکست نہین ہوتا ابر سے کبھی پانی برستا ہے کبھی شعلہ ہاے آتش بھڑک کر غائب ہو جاتے ہین وہ سحاب شعبدہ و نیرنج عجائب و غرائب تماشے دکھاتا ہے اس کیفیت کو دیکھکر دیکھنے والے کی آبرو پر حرف آتا ہے قلعہ کا رنگ صندلی بہت وسیع قلعہ ہے بلندی تک دیوارون کی کمند وہم و خیال نہین پہونچتی جہان تک نگاہ کام کرتی ہے اُسی قلعہ کی عمارت معلوم ہوتی عرصۂ دراز تک خواجہ عمرو حیران حیران اس قلعہ کو دیکھا کیے سامنے قلعہ کے خندق آب روان آب صاف و شفاف سے معمور تھا یک بند خواجہ عمرو متردد ہین کہ مین اس قلعہ مین کیونکر داخل کرون سواے اس پریزاد کے اور کوئی ذی حیات مثل انسان یا حیوان نہین موجود ہے جسکو آواز دین اُسکی معرفت قلعہ مین جائین آخر خواجہ عمرو نے اپنے دل کو خوب مضبوط کیا بہ شکل کلتاک جادو سامنے قلعہ کے آکے پکار کر آواز دی اے ساکنان قلعہ طلسم صندل نام میرا کلتاک جادو فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا یہ نامہ حاضر ہے پاس ملکہ صندل جادو کے پہونچا دو خواجہ عمرو نے کئی آوازین دین کچھ جواب نہین ملتا وہ پریزاد حسین و جمیل حسن مین بے عدیل گوشۂ چشم سے خواجہ عمرو کو دیکھ رہی ہے کبھی مسکرا دیتی ہے برق خندہ خرمن ہوش و حواس عمرو کو جلا دیتی ہے کبھی ابروے خمدار ہلا یا نیچی نیچی نظرون سے مسکرانا عاشق کے قتل کا بیڑا اٹھانا شعر

جنبش تیغ نگہ سے جب کیا بسمل مجھے — ہنسکے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا

دیگر

سرمگین آنکھین شرم آلودہ خاک مین ہمکو ملائینگی — کیا یہ نگاہین نیچی نیچی اوپر اوپر جائینگی

اُسکے مسکرانے پر عمرو ذبح ہوا جاتا ہے حیران جمال محو دیدار ہو کر یہ اشعار آبدار بے اختیار زبان سے نکل گئے اشعار محمدی

کوی عشق ست بناموس سلام ست اینجا — صد چو محمود بہر گوشہ غلام ست اینجا

طالب دانہ درین دام در افتاد مدام — دانہ گر خال بود دانہ و دام ست اینجا

آنکھین نشیلی مثل جام گردش مین نگاہون کی چھریان قتل عاشق کی کوشش مین اُن نشیلی آنکھون پہ

خواجہ عمرو کی نگاہ پڑی بے اختیار پکار اٹھا اشعار

بادہ درکش کہ درین بزم گہ حادثہ خیز
کہ شکایت ز الم شیوۂ عام است اینجا
در پے مستی ہر شام خمار سحر است
ہر چہ جز بادہ بود جملہ حرام است اینجا
موسیا لاف مزن طاقت دیدار نیست
مخفیا بزم فرحناک کدام است اینجا
زہر غم نوش کن و لب بہ شکایت مکشا
پرتو نور تجلی چو تمام است اینجا

جب عمرو آواز دیتا ہے کہ اے ساکنان طلسم صندل ہم سرکش نہین ہین شہنشاہ ہوش ربا نے بھیجا ہے کسی کی آواز نہین آتی وہ نازنین جبین خواجہ عمرو سے نگاہ ملا کے مسکرا دیتی ہے خواجہ عمرو کو آنکھ ملتے ہی کیفیت حاصل ہوتی ہے بیقرار ہو کر یہ اشعار زبان سے خواجہ عمرو کی نکل گئے غزل مومن خان دہلوی

مجھ میں ستم اٹھانے کی طاقت کہاں ہے اب
سجدے پہ سر قلم تو دعا پر زبان کٹی
لب پر ہمارے غلغلۂ الاماں ہے اب
کہدین رقیب نے تری بے التفاتیان
تیرا مریض عشق بہت ناتوان ہے اب
بیطاقتی سے مجھ مین نہین تاب التفات
مومن ہلاک خنجر ناز بتان ہے اب
وحشت سے میری سارے احبا چلے گئے
گویا نہ وہ زمین ہے نہ وہ آسمان ہے اب
پیری مین وصل غیرت یوسف ہوا نصیب
ناصح ہمارے حال پہ کچھ مہربان ہے اب
چشم غضب سے مشورۂ قتل کھل گیا
بیہودہ فکر جور دِ سر امتحان ہے اب
قتل عدو مین عذر نزاکت گران ہے اب
آتا ہے گر تو آؤ کہ خالی مکان ہے اب
قتل عدو نے شوق شہادت مٹا دیا
بخت وفا مثال زلیخا جوان ہے اب
رکھ لے سر اپنے زانوے نازک پہ شوق سے
جو بات دل مین ہے سو نظر سے عیان ہے اب
وہ دن گئے کہ لاف و گزاف جہاد تھا

خواجہ عمرو کبھی گھبراتے ہین کبھی کھچینی گلشن جمال اس پری پیکر کی کرتے ہین کبھی دل پر درد سے ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین کبھی پھر کھنچتے ہین کہ کیون یارو مین پلٹ جاؤن شہنشاہ سے جا کر کہدون کہ اہالیان طلسم صندل ہماری بات کا جواب نہین دیتے وہ بلاے روزگار ہے ابھی قلعہ مین آکر آگ لگا دیگا سب کا درد سر مٹا دیگا جب عمرو بہت چیخا پٹیا اور کسی طرح جواب نہ ملا پھر تو عمرو نے گالیان دینا شروع کین اور پکار کر کہا کہ لو اب جاتا ہون تمھارے باپ افراسیاب جادو کو لے کر آتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو نے قصد کیا کہ چلا جاؤن دل مین کہتا ہے سمجھا تھا کہ نامے کے ذریعہ سے یہ کیفیت تمام اندر قلعہ کے رسائی ہوگی یہان کوئی جواب تک نہین دیتا یا الٰہی اب کہان جاؤن کیا کرون اس حیرانی و کشمکش و پیچ مین عمرو کھڑا تھا ملحوظ خاطر ناظرین والا تمکین ہو کہ جسوقت عمرو کھڑا پکار رہا ہے دن بہت قلیل باقی ہے طائر درختون پر بسیرا لے رہے ہین دھوپ مائل بزردی سامنے صحراے سبزہ زار ایک جانب قلعۂ طلسمی نمودار بالاے قلعہ ایک نازنین ماہ رخسار سر پر اسکے سایہ ابر گوہر بار دمبدم مروارید بے بہا کی بارش اس نازنین گلنار پوش کی نگاہون کی سازش عمرو اپنی جان سے بیزار مثل ابر نوبہار چیخ مار مار کر رو رہا ہے کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی عمرو سر اٹھا کے دیکھنے لگا کہ ایک جوان صندلی پوش بصد جوش و خروش مرکب باد رفتار پر سوار دریاے سلاح

مین غوطہ مارے ہوے پشت پر بارہ ہزار سوار جوانان جرار لباس صندلی رنگ سے آراستہ اُس جوان نے آتے آتے حکم دیا کہ دامنۂ قلعہ مین بارگاہ استادکرو کارگزار جو ساتھ تھے انھون نے فوراً بارگاہ صندلی استادکی وہ لشکر صندلی پوشان پشت مرکب سے اُتر کر خرامان خرامان قریب خواجہ عمرو کے آیا خواجہ عمرو نے سلام کیا اس جوان نے ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام لیا کہا آپ میرے ساتھ آئیے بارگاہ مین چلکر تشریف رکھیے ہم نامہ کا جواب ابھی تمکو منگوا دینگے ہمین سرفراز کیجیے یہان آپ کسے پکارتے ہین کون جواب دیگا کون نامہ لینے آئیگا خواجہ عمرو نے سر جھکا لیا اُس جوان کے ساتھ چلے آتے آتے بارگاہ صندلی مین پہونچے بارگاہ مین دنگلہاے زرین کرسیان مکلل بجواہر موجود ہین سامان شاہی مہیا وہ جوان صندلی پوش مقام صدر پر آکر بیٹھا سرداران تہمتن جوانان صف شکن دنگلہاے جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوے خواجہ عمرو کو اُس جوان افسر نے اپنے پہلو مین جواہر نگار کرسی پر جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا جام وسبو لیکر حاضر ہوے جب کل سامان عیش ونشاط مہیا ہو چکا وہ جوان خوشرو خوش کلام نیک انجام رستم وقت سہراب زمان خواجہ عمرو سے متوجہ ہوا کہا اے شہنشاہ اورج عیاری دانے قطب فلک خنجر گذاری مین عرصۂ دراز سے آپ کا مشتاق تھا آج قدمبوسی حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی لیکن یہ مقام طلسم صندل ہے دشمنون نے قصد کیا کہ آپ کو آکر قتل کرین مین مانع ہوا اور یہی جواب دیا کہ ایک شخص کے قتل ہونے سے کیا لڑائی فتح ہو جائیگی مگر آپ بہت بدنام ہین اور میرا نام شاہزادہ صندلان صندلی پوش ہے ہمیشہ سے محبت اہل اسلام کا دل مین جوش ہے آپ براے خدا جان بچا کر چلے جائیے اپنے کو ساحران مکار وغدار سے بچائیے صندلان صندلی پوش نے جو اس طرح کہا عمرو ولبلٹ کے چہار جانب دیکھنے لگا گھبرا کر جواب دیا آپ کس سے کہتے ہین میرا تو یہان کوئی بھی یار ودوست نہین ہے یکہ وتنہا آیا ہون بس اب مین رخصت ہوتا ہون مین شہنشاہ سے جاکر کہدونگا وہ اور کسی کے ہاتھ نامہ بھیجدینگے صندلان صندلی پوش ہنسا کہا آپ مجھ سے کیون چھپاتے ہین ناحق عیاری کی باتین بناتے ہین مین آپ کے لیے درپے آزار نہین ہون مجھ سے نہ چھپایئے اس خیالی کی منتظم ملکہ گوہر جادو اس حقیر پر آپ کے عاشق ہے مجھے بچپن سے فنون سپاہگری کا شوق بڑے بڑے پہلوان زیر کیے اکثر مین نے ملکہ گوہر جادو سے کہا کہ صاحبقران زمان کے مقابلے کا مشتاق ہون مجکو مہلت دو لشکر کشی کر کے جاؤن صاحبقران اور فرزندان صاحبقران سے مقابلہ کرون تب مجکو یقین ہو کہ اب مین پہلوان زمانے کا ہوا ملکہ عالم نے ہمیشہ منع کیا رخصت نہ دی آج بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کلنگ کی شکل بنکر تشریف لائے ہین مین جاکر ابھی قتل کرتی ہون جب اُنھے یہ قصد کیا تو مین مانع ہوا کہ اے ملکہ جو شخص یکہ وتنہا آوے اُسکا قتل کرنا مناسب نہین ہے مین جاکے

سمجھائے دیتا ہون تو اے شہنشاہ اوج عیاری مجکو دشمن نجانیے اپنے کو ظاہر کیجیے مین آپ کو گرفتاری سے
بچالونگا قلعہ طلسم صندل مین جانا بہت دشوار ہے آپ نے امتحان بھی کرلیا اتنی حضور نے آوازین
دین کسی نے بھی کچھ جواب باصواب دیا اگر مین اسوقت موجود نہ ہوتا آپ کے لیے ضرر کامل تھا
گوہر جادو آکر تمکو بے آبرو کرتی گرفتار کر کے لیجاتی صندل جادو بادشاہ طلسم صندل بلائے روزگار
ساحرہ عذار اہل اسلام کے نام کی دشمن جب اس طرح پر اُس جوان فصیح و بلیغ نے خواجہ عمرو
کو سمجھایا تب کسی قدر خوف دل سے دور ہوا خیال آیا اے عمرو حقیقت مین یہ جوان رعنا مکار نہین
معلوم ہوتا جری بہادر صاحبان سپر و شمشیر مکار نہین ہوتے یہ سوچ کر خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان
دوران واے گرشاسپ جہان حقیقت مین کلنگ جادو کو مین نے گرفتار کیا ہے اُسکی شکل بنکر آیا
صندلان نے کہا کہ اب آپ ذرا صورت اصلی دکھائیے مین عرصۂ دراز سے زیارت کا مشتاق ہون سوائے
سچ کے اب خواجہ عمرو کو چارہ نہین ہوا ازنگ روغن عیاری کا دفع کیا صورت اصلی دکھائی اہالیان دربار
کو ہنسی آئی صندلان صندلی پوش مانع ہوا ہر ایک کو اشارہ کیا خبردار یہ امر سراسر لیاقت کے خلاف ہے
برائے تعظیم اُٹھا بڑے تکلف سے خواجہ عمرو کو جگہ دی عطر وغیرہ حاضر کیا ایک ساقی بچے کو بلا کر کہا کہ خواجہ
اس سے کلمہ پڑھوا لیجیے تب اُسکے ہاتھ سے جام نوش کیجیے خواجہ عمرو نے کہنے سے صندلان صندلی پوش کے
جام شراب پیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا صندلان صندلی پوش نے کہا اے
شہنشاہ عیاران دا اے افسر خنجر گذاران ایسا ممکن ہے کہ ذکر فرزندان صاحبقران زمان سے سرفراز
ہون سنا ہے مین نے کہ آج کل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زن زندگہ
زمرد پلے ایمان نور دیدۂ صاحبقران بن بدیع الزمان و تقش روح دوران قاسم عالیشان
ایرج نوجوان ان دونون شیرون کے سکے ہین بڑے بڑے دونون شیرون نے کارہائے نمایان کیے ہین
تواریخ دیکھا کرتا ہون بعض کتابین ممکن بعض ابھی تک ممکن نہین ہوئین انکی تلاش ہے اور آپ زندہ تاریخ ہین آپ
کی آنکھون کا یہ معرکہ دیکھا ہوا ہے صحیح صحیح بیان ہو عمرو نے کہا اے شیر بیشۂ جرات واے یکہ تاز میدان
شوکت اس حالات جلالت آیات کے بیان مین سالہا سال صرف ہون تو ایک لڑائی کا ذکر زلزلۂ قاف ثانی
سلیمان کا ختم ہو کس کس کا حال بیان کرون بارگاہ صاحبقران مین مجمع شیران صحبت دلیران جوانان بیلتن
و سرداران صف شکن غازیان جلالت شعار دینداران نامدار شہسواران معرکۂ شجاعت سرخروشان عرصۂ
ہمت و سخاوت ایک ایک واتاے روزگار نامی گرامی سرفروش مخمور بادۂ جانبازی رند میکدۂ سرفرازی
جانشین حمزہ صاحبقران دارائے ہند لندھور بن سعدان قوت بازو و زینت پہلو مالک اژدر صاحب نیزہ دو سر غلام نبی چالاک

حیدر صف شکن و صفدر قالب عزت کی جان صاحبقران نیزہ باز ان وہ فخر ہندوستان یہ ہزبر بیشۂ عربستان یہ دونون جانشین صاحبقران ہین اے شیر دل سالہا سال صحبت ہو صبح سے تا بہ شام و از شام تا بہ صبح ان حالات کا ذکر کرون اور آٹھ پہر یہی فکر کرون کہ اس حال خیریت مآل کو تمام کر دون تو بھی ناممکن ہے میرے آقائے نامدار صاحبقران عالی وقار کرور سوار کے بادشاہ سے ہمیشہ لڑے کیسے کیسے معرکے پڑے نوشیروان کی سلطنت سرداروں کے اوسکی شوکت اگر رستم ہوتا آمد فوج دیکھکر کلیجہ پھٹ جاتا مگر ہمارے آقائے نامدار کی کبھی ابرو پر بل نہین آیا بڑھ بڑھ کے علم فوج قلم کیا فرزند اول امیر حمزہ صاحبقران گل گلزار صاحبقرانی شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی بارہ برس کے سن مین سرداران شہر خوارزم سے بگڑی اُلجھی بادشاہ خوارزم تنگل بن تنگا دہ بدست فیل زور خوارزمی رستم خوارزم کہلاتا تھا سترہ لاکھ فوج کا مالک جادۂ جرات کا سالک اپنی تیغ زنی پر گھمنڈ تھا سترہ ارنج کا قد و قامت دیو خصال مریخ مثال یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی بارہ برس کے سن مین اُسکے شہر مین گھس گیا بارہ ہزار سے سترہ لاکھ فوج کو روکا بارگاہ مین اُسکی خون کا دریا بہا دیا تخت پر چڑھ کر اس دیو کو للکارا ایک ضرب شمشیر دو پرکالے کئے شہر کو تسخیر کیا اُسکی چودہ تاریخ جادو سے معرکہ پڑا اس شیر نے بہ سطوت و صولت اس طلسم کو فتح کیا اہالیان خوارزم و طلسم تاریخ اس شیر کے نام سے تھراتے ہین لہراسپ تیرانداز و ہزبر خوارزمی و سہیل شیر شکار و شاہباز یکہ تاز مشرقی و ابوالفرح فرنگی دلالان زنگی یہ اس صاحب شوکت کے سردار ہین نامی نامور ذی وقار ہین دوسرا شیر بیشہ آقائے نامدار کا رستم پیلتن و پیلکن کشندہ قویل ہندی و دویل ہندی و قاتل کپتان فرنگی سر فتنۂ ملک فرنگستان صاحب شوکت و شان علم شاہ نوجوان ایک جرات اس شیر کی یہ ہے کہ دو پہلوان ہندوستان کے قویل ہندی و دویل ہندی برائے مدد نوشیروان آئے تھے اے جوان شیر دل یہ معرکہ لائق سماعت ہے کہ ہمارے آقائے نامدار و جملہ سرداران ذی وقار تپ محرقہ مین مبتلا ہوئے ایسی ہوا چلی کسی کے حواس درست نہ تھے مین نحیف و ضعیف کل امورات کا منتظم تھا سب کو اُس علالت مین لیکر بھاگا راہ مین قلعہ قضا و قدر ملا اُسمین لیکر سب شیرون کو چھپا دوسرے دن نوشیروان قویل و دویل کو لیکر چڑھ آیا طبل جنگی بجوا دیا مین کبھی بیمارون کے حلق مین پانی ٹپکاتا تھا کبھی بالائے قلعہ جاتا تھا توپین درست کرنے مین مصروف کبھی بیمارون کے علاج کا وقوف اس مصیبت مین وہ رات کٹی کہ پروردگار کسی اپنے بندہ کو نہ دکھائے اس ہنگامے کو دیکھکر رستم کا قلب تھراتا کرور سوار و پیدل نے چہار جانب سے آکر قلعہ کو گھیر لیا وہ دونون پہلوان تشنۂ خون دشمن جان صبح کو فوج مثل مور و ملخ کے ہمراہ لیکر قلعہ پر چڑھ آئے ہین آپ ہی اکیلا استادل گروہ کہان کہ سب توپون کو فیر کرتا دو چار فیر کرکے خاموش ہو رہا ہوائی کو ہاتھ سے پھینک دیا پروردگار

پر تکیہ کیا یقین کامل ہوا کہ اب یہ قلعہ مین گھس آ پہنچینگے صاحبان فراش کو قتل کرینگے وہ دونون پہلوان
مست ہاتھیون پر سوار خود ہاے آہنی بر میں زرہ موٹی کڑیون کی جسم پر جس مین پہنے ہوے سات سات
سو من کے گرز دونون کے ہاتھ مین علاوہ قد و قامت اسقدر بار رلا دے ہوے میدان کو طے کر کے قریب
خندق کے پہونچے تھا لیان قلعہ تڑپے صحرا سے گرد اُڑی یہی جوان شیر دل رستم لقب فرزند حمزہ عرب
نقاب دار یاقوت پوش بنا ہوا آکر پہونچا دونون نے گرز مارے گھوڑا اس شیر کا ہلاک ہوا اسے
صندلان صندلی پوش اسنے دونون جوانون کو مع ہاتھی اُٹھایا سات قدم اُٹھا کر لے گیا خندق قلعہ
قضا و قدر مین مارا دونون بیچا سرکش ہارو ہے دار چاہ ضلالت مین غرق ہوے اتنا بڑا زور کرنے کے
بعد اُنکی فوج پر جا پڑا کرور سوار کے بادشاہ کو شکست دی اُسدن سے کشندۂ قویل ہندی و دویل ہندی
لقب ہوا کپیتان فرنگی بیٹا فرزدق شاہ بادشاہ فرنگستان کا سات سو من کے تیغے سے بروز مصاف کام
لیتا تھا اُسنے نانا کے ملک پر چڑھ آیا قلعہ پر قبضہ کر لیا اس شیر دل کو جب خبر ہوئی چار جوان سے لشکر
کپیتان مین گھس گیا ساٹھ لاکھ پرنجون مارا فوج مین گھسکر کپیتان کو للکارا اُسنے تیغے کا وار کیا اُسی کی
تلوار چھینکر اُسی تیغہ سے اُسکے دو ٹکڑے کیے قاتل کپیتان نام ہوا اس جرات کا یہ انجام ہوا پھر ملک
فرنگستان مین لڑائی ٹھیری یہی شیر دل دربار فرزدق شاہ مین گھس پڑا چونسٹھ لاکھ فرنگیون مین لڑا تخت سے
اُسے اُٹھا لیا واصل جہنم کیا سر فتنہ ملک فرنگستان لقب پایا اس شیر کا فرزند شاہزادہ تخا ور سیاہ اُسنے
سات برس کے سن مین خروج کیا بارہ برس کے سن مین ترک توسن ایسے پہلوان کو بارگاہ جمشیدی مین
مارا فرزند امیر شیر گیر بدیع الزمان گرد لشکر شکن فن کشتی مین بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر تیغ زن
صف شکن ملک سنجان مین جا کر گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان دیو کش کو شکست دی بیٹی اسکی گوہر ملک
کو نکال لائے ہم اسکے بطن سے شاہزادۂ نور الدہر قاسم کا فرزند ارجمند ایرج نوجوان بدیع الزمان
کا نور نظر نور الدہر والا شان پیدا ہوے ان دونون شیرون کی دھاک ہے دادا و ہمارے آقاے نامدار
کا قبۂ دین ستون اسلام کرب نامدار انکا نور نظر نبیرۂ صاحبقران شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن
کرب غازی جو براے فتاحی طلسم ہوش ربا آیا ہے زمین ہوش رُبا کو ہلا دیا سرکوب افراسیاب
جرأت و جلالت مین نایاب اے صندلان صندلی پوش اونے جرات اس شیر دل کی یہ ہے کہ بارہ ہزار
فوج سے افراسیاب پر چڑھ آیا کچھ خیال نہ کیا اکیلا لاکھون مین لڑا بڑے بڑے پہلوانون سے
معرکہ پڑا قلعہ جات فتح کیے جرأت کے جھنڈے گاڑ دیے باختر مین اُسکے نام سے بڑے بڑے پہلتن تھراتے
ہین اسد شیر دل کے نام سے خواب مین ترساتے ہین کم سنی مین کیا کیا کام کیے لڑ بھڑ کے اپنے نام کیے

جوہر تیغ صاحبقرانی دکھائے بڑے بڑے پہلوان صف شکن بڑے بڑے پیل پچھاڑے ہر ملک مین اس شیر کی
دھاک ہی دیوان قاف سے لڑا افراسیاب جادو پر چڑھائی ہی سن لینا انشاء اللہ لوح حاصل
ہونے کی دیر ہی ٹوک کر افراسیاب جادو کو مارینگا یہ حالات جرأت فرزندان صاحبقران زبان سُنکر
صندلان صندلی پوش بادۂ جرأت سے مست ہوگیا جھومنے لگا کہا خواجہ عمرو اسوقت تم نے
مبہوت کردیا خانۂ دل کو مضامین جنگ خونریزی سے بھر دیا جی چاہتا ہی طرف کوہ عقیق کے کوچ کرون
فرزندان صاحبقران سے لڑون یا زیر کرکے اُنکو اپنا تاج سر بناؤن یا اُنکا غلام حلقہ بگوش ہون مثل
چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہون امورات جرأت کا ناظر رہون خواجہ عمرو نے دیکھکر آواز دی ای
صندلان صندلی پوش جو بات کہنا آغاز انجام سمجھ لینا تجکو فرزندان حمزہ سے مقابلہ کی ہوس ہی
صندلان نے کہا خواجہ بہت بیقرار ہون عرصۂ دراز سے گوہر جادو جواس حوالی کی مالک ہی اسکو
مجھ سے نہایت محبت ہی مگر مجکو فنون سپاہگری کا ذوق ہی جہان پہلوان سنا گیا جاکر لڑا زیر کرکے لایا
اپنا رفیق بنایا یہ ساٹھ ہزار جوانان صندلی پوش جمع کیے یہ سب سرداران زبردست ہین یہ سب صاحب میرے
سرپرست ہین مجکو ان صاحبون کی صحبت پر ناز ہی یہ نیازمند آپ کا ان شیرون کی قدمبوسی سے سرفراز ہی
دولت دنیا کیا چیز ہی جسکو اسکا غرور ہی وہ بدتمیز ہی آپ اگر رہبری کرین اور تا بہ لشکر اسد نامدار لے چلین
بیشک مین اُنسے امتحان کرونگا اگر وہ مجکو زیر کرینگے حلقہ غلامی کان مین ڈالونگا اور شاید اگر مین غالب
آیا لشکر کا اپنے بادشاہ کرونگا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای صندلان صندلی پوش اگر اسد غازی
فوج لے کر آئے تو گاؤ زمین بار نہ اُٹھا سکے آپ واقف نہ ممکن نہ ہو لیکن کسی کی تکلیف اُنکی تسیر کو گوارا نہین
ہی بیکہ و تنہا تمھارے مقابلے مین آئیگا خبردار شب کو طبل جنگی بجوانا قول مین مردان عالم کے فرق نہ آئے گا
بوقت سحر آمد سے اُس شیر کی طبقۂ زمین کا تھرائے گا صندلان صندلی پوش خواجہ عمرو کی باتین
سنکر حیران حیران ساتھ والون سے اشارے کر رہا ہی کہ کیون یارو سنتے ہو تمھاری کچھ سمجھ مین آتا ہی سردار
چپکے سے جواب دیتے ہین حضور یہ شخص عیار ہی اپنی جان بچانے کی تدبیر کر رہا ہی یہ یہان سے جائیگا پھر واپس
نہ آئیگا اسکو قید کیجیے ملکہ گوہر جادو کے حوالہ کیجیے وہ خدمت مین صندل جادو کے بھیجی
بادشاہ عالی جاہ کو اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ بخشے صندلان نے کہا یارو یہ مجھ
اگر آئیگا اسد نامدار کو بمقابلہ لائیگا بہتر ہی اگر جان بچاکر بیٹھ رہے اختیار
ہی بلکہ جان بخشی کا احسان ہی یہ تو تم سب صاحب سُن چکے
مین مجمع شیران دشت نبرد ہی یہ اُنکا عیار جانا نہ صاحبو

ممنون و مشکور ہوگا اتنے کے واسطے سرداران نامی شاہان گرامی کیا کیا کام کرتے ہیں اور پھر بھی نام گرامی ساتھ نیکی کے نہیں لیا جاتا شعر ہر کرا آمد عمارت نو ساخت و رفت و منزل بدیگرے پرداخت سب نے سر جھکا لیا حضور کو اختیار ہے مجھے پوچھنا بیکار ہے عرصۂ دراز تک صندلان صندلی پوش خاطر و مدارات میں خواجہ عمرو کی مصروف رہا کشتیاں جواہرات کی نہایت بیش بہا منگا کر پیش کیں خواجہ عمرو نہ لیتے تھے صندلان صندلی پوش نے عرض کی کہ یہ آپ کی رونمائی ہے خواجہ عمرو نے سر جھکا کر کہا اے فرزند ارجمند میں تمھاری دلشکنی نہیں چاہتا ہوں یہ کہہ کے کشتیاں اٹھا میں نذر زنبیل کر لیں جب شام قریب ہوئی خواجہ عمرو نیچہ ٹیک کر اٹھے صندلان سے کہا تو اے فرزند خدا حافظ اب ہم رخصت ہوتے ہیں کل وقت سحر شاہزادہ اسد نامدار یہ احقر تمھارے مقابلہ کے لیے آئیگا اسد غازی سے اور تم سے سامنا ہو جائیگا صندلان خوش ہو گیا خواجہ عمرو رخصت ہو کر ایک طرف نکل گئے مگر صندلان نے بعد جانے خواجہ عمرو کے چونکہ وعدہ کر چکا تھا سرداروں کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے سرداران صندلان حیران کہ ہمارے آقا کو کیا دھوکا ہے ایک عیار طرار جسنے تمام عالم کو دھوکا دیا چار باتیں بنا کر چلا گیا اسنے اس شرارت سے اپنی جان بچائی انکو یہ کیفیت ہاتھ آئی مگر حکم حاکم کیسر و چشم بجالانا چاہیے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی لشکر میں مشہور ہوا کہ کل صندلان صندلی پوش اور اسد غازی سے مقابلہ ہوگا ساتھ والوں کو صندلان کے تردد ہوا ایک کہتا ہے بار و اگر یہ مقدمہ حقیقت میں سچ ہے یعنی عمرو عیار اسد نامدار کو لے کر آیا ہمارا آقا زیر کر لیگا آج حوالی طلسم صندل میں ہمارے آقا کا مثل نہیں ہے انسے کون مقابلہ کر سکتا ہے یہاں یہ چرچے ہو رہے ہیں خواجہ عمرو اپنی فکر میں تشریف لیگئے ناظرین پر حال ظاہر ہو جائیگا اس جنگ سے لطف ملیگا خمسہ مومن

خانہ زاد شعم واندوہ ہمراز من است
از جفاے طالع من او دبیدا دمن است

یاس وحرمی فرحت طبع ناشاد من است
آنکہ رحم از دل برد تا غیر فریاد من است

وانکہ نسیان آورد خاصیت یاد من است

ہم کبھی تھے مے پرست اور گاہ تھے شاہد پرست
اشق بت تھے کبھی کر محو معشوق الست

گہ حزین و مضطرب گہ بیخود و بیہوش مست
نیست در عالم تمناے کہ از قیدم نجست

ہر کجا بینی ہواے صید آزاد من است

... آمد ز رہ جب ...
... بجنن

شوق کہتا ہے کہ گرد آرائش بیت الحزن
ساختن مضمون دیارہ بجسرت ...

... ے نرہاب خداداد من است

دیکھ سے ہسا ندیکھا ہوئیگا الفت پرست ‏ ہین خموش اس جور پر اے ترک چشم نیم مست
جی کبھی ایسا ہی بھر آیا تو کاٹی پشت دست ‏ حرف عاشق بے زبانے شکوۂ دل عاجز است
انچہ ہرگز آشنا بالب نشد دامن ست

ایک مشت استخوان ہے بلکہ کچھ اُس سے بھی کم ‏ جو کمین ہین اپنی ہے سچ تو یہ ہے اسکا کرم
قتل گہ مین سر نگون خجلت زدہ بیٹھے ہین ہم ‏ آن شکارم من کہ لائق ہم بکشتن نیستم
شرم سے آید مرا آنکس کہ جلاد من ست

جو ہو خود ہر کام مین درماندۂ اصلاح جو ‏ اُس سے مطلب نکلے کیا وہ ہے فریب آرزو
جا ہی رونے کی ہے مومن شادگی تو دیکھ تو ‏ کار دشواری نظر لے گر بہ من آرد کہ او
شاد از تدبیر ہائے سست بنیاد من است

لیکن مہتر مہتران و بہتر بہتران خواجہ عمرو بن امیہ نامدار صندلان صندلی پوش سے وعدہ کرکے آئے درہ کوہ مین آکر آرام کیا بوقت سحر نماز سے فراغت حاصل کرکے اسد نامدار کو زنبیل سے نکالا اسد نامدار حیران ایک صحرائے سبزہ زار مین خواجہ عمرو حاجت فرما مین پوچھا نانا جان یہ کیا مقام ہے خواجہ عمرو نے کہا اے نور نظر قصر نیرنگ سے نقب مین اُترے اب یہان آکر پہونچے ایک پہلوان سے مقابلہ ہے لڑوگے اسد نامدار نے کہا حضور ہوشربا مین نام پہلوان کا بھول گئے مفصل فرمائیے کہ کیا کیفیت ہے خواجہ عمرو نے کہا ایک جوان ہے شاہزادہ صندلان صندلی پوش اُسکو اپنی جرأت کا بڑا دعویٰ ہے فرزندان حمزہ سے مقابلے کا قصد رکھتا ہے اس حوالی مین آپ چلیے اسد نے سر جھکایا عرض کی کہ من آنم کہ من دانم آیندہ جیسا ارشاد فیض بنیاد اگر آپ کا حکم ہو تو بہرام فلک سے مقابلہ کرین رستم و سہراب سے منہ نہ پھیرین دریائے آتش ہو تو کود پڑین خواجہ عمرو نے کہا آپ زیادہ باتین نہ بنائیے چلنے کی تدبیر کیجیے وعدہ ہو چکا ہے اُسنے طبل جنگ بجوایا ہوگا اسد غازی نے عرض کی کہ مین حاضر ہون لیکن ایک مرکب تو کہین سے لائیے خواجہ عمرو نے کہا اس ملک مین گھوڑون کی تجارت نہین ہوتی اگر کہین ہین تو پیسے کے سولہ ملتے ہین اسد غازی نے کہا جو مزاج مین آئے وہ کیجیے ہم پیدل بھی چلنے کو موجود ہین آخر ہمارا ہم نبرد مرکب پر سوار ہو کر آئیگا پہلے یہی فکر ہوگی کہ مرکب اُس سے کسی طرح سے لین پھر مقابلہ کرین خواجہ عمرو نے کہا آپ ایسے ہی ہین مجھے یہ خوف ہے کہ اُس جوان کے سامنے خائف و ترسان ہونا بزرگون کی آبرو ڈبونا ہے مین گھوڑے کی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو ایک طرف چلے اتفاق سے ایک سائیس کسی رئیس کا مرکب لیکر ٹہلانے کو جاتا تھا خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک سائیس

کی شکل بنے جا کر صاحب سلامت کی پوچھا بھائی کسکے نوکر ہو ہمین بھی نوکر رکھا دو باتین کرتے کرتے ایک حباب مار کر بیہوش کیا مرکب پر سوار ہو کر سامنے اسد غازی کے گئے کہا لوا ی نور نظر پانچ ہزار کو یہ گھوڑا ملا ہی ساز وغیرہ اپنے پاس سے درست کر دونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے مرکب آراستہ کیا سلاح سامنے اسد غازی کے پیش کیے اسد غازی نے ذات پر آراستہ کیے پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوے خواجہ عمرو نے رکاب پر ہاتھ رکھا مرکب صبا رفتار رم کرتا ہوا چلا وہان صندلان مع بارہ ہزار جوانان شیر دل آراستہ ہو کر میدان کارزار مین آکر ٹھہرا انتظار کر رہا ہی خواجہ عمرو کی محبت کا دم بھر رہا ہی یکا یک سبنے دیکھا کہ صحرا سے گرد اڑی وہ شخص دبلا پتلا آتا ہمراہ ایک جوان شیر صولت رستم ہیبت پشت مرکب پر سوار چہرہ آفتاب عالمتاب رعب و داب ہمراہ رکاب سطوت و صولت غاشیہ بردار مرکب کلانچیان مارتا ہوا مثل غزال صحرا وہ اشہب باد پا طرارے بھرتا ہوا آتا ہی **نظم**

ترا سمند ہی وہ تیز رو کہ وقت خرام
کہ اسکا شرق سے تا غرب عرصہ گام میں

نظر سے تیز ہی جسکا نہین جہا نمین نظیر
وہ کیفیتیان ہین کہ چھل بل ہین جنکی تیز بھی

کہ سیر گاہ دو عالم ہی راہ یک روزہ
کہ حسن کبک دری کو ہی شرم دامن گیر

سلاح عمدہ ذات پر آراستہ تیغ برق تاب زیب کمر

وہ برق قہر خدا تیری تیغ آتش دم
وہ ہی تفنگ کا تیری قتال عدو تخچیر

کہ جسکے قہر سے ہو دشمنون کو بار شریر
جو تیر نکلے کمان سے تیری وہ ہو جائے

جہاں ہی خدنگ کا تیرے نشانہ جسم حسود
طلب مین جان عدو کے روان قضا کا سفیر

عجب عب و دبدبہ چہرے پر اس شہریار کے دیکھا ہر چند کہ اکیلا ہے مگر فوج جلال و حشم ہمراہ ہی **اشعار**

شہ بلند نگہ شہریار والا جاہ
فلک مؤید و اختر معین و بخت نصیر

خدیو مہر کلہ خسرو سپہر سریر
زمین ہو سبز جو تیرے سحاب بخشش سے

جہاں مسخر و عالم مطیع و خلق مطاع
تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی بنے اکسیر

صندلان صندلی پوش حیران جمال محو دیدار تمام سرداران نامدار حیرت مین تھے کہ یہ عیار اس سردار عالی وقار کو لے کر آیا ہی صاف ظاہر ہی کہ آسمان چرخ نہین مارتا ہی سر پر اس شہریار کے بلا گردان ہو رہا ہی رہوار روی مین گھوڑے کی خاک نہین اڑتی خاک رستم و اسفندیار کی ام اٹھ اٹھ کر قدم اقدس کو بوسہ دے رہی ہی ہمراہیان صندلان صندلی پوش بے اختیار ہو کر پکار اٹھے **اشعار**

آج وہ دن ہی کہ ای خسرو والا گوہر
سیم سے زر تلک اس لعل سے لے تا گوہر
مشتری کہتے ہین جسکو وہ اٹھا لایا چرخ
جو ترا طرہ دستار کا چمکا گوہر

کوہ دے نذر تجھے لعل تو دریا گوہر
ہو ترے فیض قدم سے جو زمین گوہر خیز
ٹوٹ کر جو تری تسمہ سے گرا تھا گوہر
حلد خلق مین ہی سینہ ترا آئینہ

بحر و بر مین ہی شہا تیرے دہانے نثار
ہو نصیب صدف نقش کف پا گوہر
صبح اقبال و سعادت کا ستارہ چمکا
عدن علم مین ہی قلب مصفا گوہر

پرورش دیوے چمن کو جو ترا ابر کرم ‖ موتیا مین عوض غنچہ ہویدا گوہر

ہر شخص صفت مین اس شہسوار
عالی مقدار کی مصروف ہی اور صندلان کی تو یہ کیفیت ہی کہ جیسے کوئی معشوق کو دیکھکے مبہوت
ہوتا ہی گھوڑے کو بڑھایا ساتھ والون کو آواز دی کہ یارو برائے استقبال بڑھو لیے شیر صولت سہراب
ہیبت آفتاب طلعت ہنر بربیشۂ جرأت پردۂ دنیا مین موجود ہین کہ برائی علمداری مین بکہ وتنہا برائے
مقابلہ تشریف لائے دیکھو تیوری پر بل نہین ہراس نہین عالم یاس نہین یہ کہکر مرکب کو بڑھایا بارہ ہزار
جوان اسکے عقب مین چلے سو قدم آگے بڑھ کر گھوڑے سے کود پڑا چاہا رکاب پر ہاتھ رکھون اسد نامدار
خود خلق مجسم ہین صاحب جاہ و حشم ہین بتعجیل گھوڑے سے کود پڑے صندلان نے چاہا کہ گرد پھرون اسد
نے گلے سے لگایا کہا ای برادر گھوڑے پر سوار ہو صندلان کہنے سے اسد غازی کے پشت مرکب پر سوار
ہوا ہمراہ اسد نامدار چلا آتا ہی گرد اسکے سوار پیدل گلچینی گلشن چال کرتے ہوے داخل قلعہ صندلی رنگ
مین آکر ٹھہرے اسد غازی نے مرکب کو مہمیز کیا پکار کر آواز دی ای پہلوان دوران ای فخر سام نریمان ہم
تجھ سے امتحان کے مشتاق تھے صندلان صندلی پوش نے آواز دی ای آفتاب عالمتاب آسمان جرأت
وای نیر تابان برج شوکت ولیاقت آپ میرے مہمان عزیز ہین سرفراز فرمایئے جو کچھ حصہ آتش اس ذرہ بیمقدار
کو میسر ہو تناول فرمایئے پھر میرے آپکے امتحان ہوجائیگا اسد نامور نے فرمایا کہ ای برادر بدون امتحان
لطف صحبت نہوگا تمکو خیال ہوگا کہ اگر مقابلہ ہوتا مین غالب آتا ایسا ہی کچھ مجکو بھی تصور ہوگا بس
لطف صحبت کہان صندلان صندلی پوش نے کہا مین تو بے لڑے بدون مقابلہ غلام حلقہ بگوش ہوچکا
آیندہ جو رائے عالی اسد غازی نے فرمایا ہمنے زبانی ناناجان کے سنا کہ تمکو فرزندان حمزہ صاحبقران جگر گوشگان
ثانی سلیمان سے مقابلہ کی حسرت ہی انمین سے کوئی شیر یہان موجود نہین ہی مگر یہ حقیر خوشہ چین خرمن شجاعت
و ہمت ذرۂ خاک در دولت صاحبقران حاضر ہی امتحان کا مشتاق تمھاری ملاقات کا اشتیاق ناناجان
نے جو بیان کیا آخر یہان تک آنا پڑا اب یہ میدان کارزار ہی یہ عبد ذلیل رب جلیل بھی آمادۂ حرب و
پیکار ہی بعد امتحان جلسہ عیش و سرور آراستہ و پیراستہ ہوگا بہ فصاحت و بلاغت تقریر دلپذیر اسد نامدار
سنکر صندلان صندلی پوش بھی آمادہ ہوا کہا ای شہریار سراسر بے ادبی ہی دل یہی چاہتا ہی کہ
آنکھین قدم اقدس پر ملون خاک پائے حضور توتیائے چشم بناؤن امتحان مین آپکی خوشی ہی کیا مضائقہ
حربہ کیجیے حوصلہ دل کا نکال لیجیے پھر اس عاشق زار کی بھی کیفیت کھل جائیگی اسد غازی ہنسے فرمایا ای
صندلان صندلی پوش ہمارے مذہب کا قاعدہ کلیہ ہی جب تمھارے حربہ سے پروردگار بچائیگا
تب حربہ کرینگے پیشدستی غیر ممکن صندلان کو اور زیادہ وجد ہوا جی مین کہتا ہی کہ جامۂ جرأت برائے

مسلمانان قطع ہوا ہی خیر اب کھلجائے گا یہ سوچکر نیزہ اُٹھایا مثل آہ عاشقان دکاکل معشوقان پیچ د
تاب دیتا ہوا تاک کر سینۂ بے کینۂ اسد نامدار پر نیزہ لگایا اسد غازی نے سنان نیزہ کو سنان پر لیا
خواجہ عمرو ملاحظہ فرمارہے ہین ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہوئے تعریفین کررہے ہین دو چار جوڑ توڑ
جو صرف ہوئے اب صندلان کو ثابت ہوا کہ فنون سپاہگری مین بے مثل و بے نظیر ہین صندلان
کو چونکہ اپنی سپاہگری پر بڑا ناز ہی جان دیے ہوئے نیزہ بازی کررہا ہی شعر دو نیزہ دو بازو دو مرد دلیر
تو گوئی کہ بودند دو نرہ شیر ٭ ایک مقام پر اسد غازی نے نیزہ صندلان کا گانٹھا مرکب کو آڑا کر
ہلہ مارا صاف نیزہ ہاتھ سے صندلان کے نکل گیا چونکہ جوان صاحب غیرت تھا یہ معلوم ہوا کہ نیزہ سینہ
کو توڑ کر نکل گیا حجاب سے پسینہ آگیا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آواز دی ای شہریار آپ نے غضب کیا نیزہ
میرے ہاتھ سے نکالا مجھے اور ہی کچھ منظور تھا مگر قضا ہی لیکر یہان آپ کو آئی تھی یہ تیغہ برق مثال
جب تڑپ کر گریگا خرمن ہستی کو پھونک دیگا اگر پہاڑ پر ہاتھ ماردن تا بہ پیچ کاٹون نیزہ بازی
مردان عالم کا کھیل ہی اسپر ناز نہ کیجیے گا غصہ مین تیغہ کھینچکر جا پڑا اسد غازی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا
مگر حرکات جرائت جو پسند آئی ہین خیال مین ہی کہ تلوار نہ چلے جب تیغہ قریب سر آکر چمکا دم شمشیر پر دستانہ
مارا تیغہ ہٹ پڑا اسد غازی نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد ہوا کہ تلوار چھین لون صندلان صندلی پوش
نے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا غصہ سے کف منھ مین بھر آیا کہا ای شہریار کہین قبضہ سے مردان عالم کے تلوار
نکلتی ہی اسد نامدار نے فرمایا ای برادر نیزہ نکلنے سے تمکو غصہ آیا تھا تو کہتے تھے ہمسے کہ اپنے لشکر کا بادشاہ
کرینگے محبت کا دم بھرینگے تلوار کی لڑائی مین تو جان بچنا دشوار ہی اسواسطے کہ ہمارے تمھارے امتحان
کا اقرار ہی صندلان صندلی پوش نے شرما کر سر جھکا لیا تلوار کو ہاتھ سے چھوڑ دیا صندلان گھوڑے
سے کود پڑا اسد غازی بھی مرکب سے اُترے بارہ ہزار جوان ملازمان صندلان بہ نگاہ غور دیکھ
رہے ہین دونون جوانون مین کشتی شروع ہوئی اسد نامدار کا چہرہ مثل گل شگفتہ صندلان صندلی پوش
مرجھایا ہوا دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین سامنے کے داؤ پیچ ہو رہے ہین جو پیچ صندلان نے
باندھا فوراً اسد نامدار نے توڑ کیا سلسلہ بندھا ہوا ہی شیر سے ٹکرا رہے ہین جس مقام پر گھڑی دو گھڑی تھم کر
لڑے اسقدر پسینہ جاری ہوتا ہی کہ تلے بنجاتے ہین دن بھر ایک طور سے شاہزادہ صندلان اسد نامدار
سے لڑا شام کو روک کر ٹھہرا کہا ای شہریار آپ مجھ سے خوب لڑے اب شب کو چلیے آرام کیجیے جو کچھ ماحضر ہی
تناول فرمائیے صبح کو پھر مقابلہ ہوگا اسد غازی نے کہا ای برادر اسقدر مین عرصۂ دراز تک فیصلہ ہوگا
روشنی کو حکم دو صندلان صندلی پوش نے جواب دیا کیا مین دب کر باتین کرتا ہون ابھی سامان

روشنی ممکن ہو یہ کہکے اپنے سردارون کو آواز دی سامان روشنی آراستہ ہونے لگا اسد غازی نے بہ نگاہ
یاس طرف خواجہ عمرو کے دیکھا خواجہ عمرو نے جوش محبت اسد غازی مین جھاڑ سلیمانی زنبیل سے
نکالکر درختون مین لٹکا دیے بس ہا بیان لشکر صندلان کے ہوش اُڑگئے کہ اسقدر سامان ایک
شخص کیونکر لایا آسمان پیر کو بھی ان شیران دشت نبرد کی کشتی دیکھنے کی انتہا کی خوشی تھی مشعل ماہتاب
چراغان وسیارگان روشن کرکے مصروف تماشاے جوانان شیر دل ہوا نہایت لطف حاصل ہوا چار پہر
رات بڑے زور شور سے کشتی ہوئی ہمراہیان صندلان صندلی پوش جرات اسد نامور کی تعریفین
کر رہے ہین ہر ایک کا آپس مین قول ہو کہ یارو فنون سپاہگری مین یہ جوان انتخاب ہو حقیقت مین سرکوب
افراسیاب ہو اسی ہنگامہ مین وہ شب بھی بسر ہوئی آفتاب عالمتاب بصد پیچ وتاب چرخ نیلی پر
جلوہ فرما ہوا تماشا کشتی کا دیکھنے لگا یکایک صندلان صندلی پوش اسد غازی کو لے دوڑا
تا ہزار وہ دم کے بھروسے پر قدم کے شمار پر ہٹا چلا جاتا ہو نو دس قدم اسد نامدار کو صندلان
صندلی پوش ریل کر لایا وہان پر آکر ہکہ مارا بایان گھٹنا ماہ اوج صاحبقرانی کا جمکا غصہ مین آکر
لنگر مارا صندلان اوپر آکر چھایا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر ایسے ایسے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر قصد کرتا بیخ سے
اُکھاڑ کر پھینکدیتا لیکن لنگر مین اُس کوہ وقار کے حس وحرکت بھی نہ ہوئی قریب تھا کہ صندلان کی
کنپٹیان شق ہون انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک پڑین آنکھین حدقۂ چشم سے نکل جائین تھک کر
ہاتھ اٹھالیا کہا اب آپ کے زور کا مشتاق ہون اسد نامدار مثل شیر غضبناک جست وچالاک اپنے مقام سے
اُٹھا دونون مونڈھے صندلان کے تھامے شیرانہ ریل کرے چلا ہرچند صندلان چاہتا ہی پیچھے ہٹون
قدم گاڑدون مگر وہ برا وقت ہو کہ زمین پانون کے نیچے سے نکلی جاتی ہو خوف سے تھراتی ہو پچیس قدم اسد
نامدار ریل کر لایا ہکا مارا صندلان کے دونون گھٹنے آشناے زمین ہوئے چاہا تڑپکر لنگر قائم کرے حریف زبردست
کب لنگر قایم ہونے دیتا ہی کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر نعرۂ تکبیر کی صدا بلند کی پہلے زور مین تا بہ گھٹنا دوسرے زور مین
تا بہ سینہ تیسرے زور مین سر سے بلند کیا چاہا زمین پر دے مارون صندلان نے آواز دی اے شہریار الامان آپنے
سر سے بلند کیا سر عزت نیاز مند عرش اعلے پر پہونچا اب زمین ذلت سے بچائیے اسد غازی نے فوراً ہاتھ
سے رکھدیا صندلان قدمون سے لپٹ گیا کلمہ پڑھکر بصدق مسلمان ہوا پلٹ کر ساتھ والون کو آواز دی صاحبو
مین نے تو بدل وجان اطاعت طلسم کشا قبول کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو دین اسلام قبول کرے
ورنہ اپنے فعل کا اختیار ہو سب نے عرض کی ہم حضور کے مطیع ہین جس وقت سے اس آفتاب آسمان
اقبال کو دیکھا خواہش تھی کہ قدم بوسی کرین سب سردار دائرہ اسلام مین آئے ایک ایک سردار کو

لاکر صندلان قدم پر اسد غازی کے گرتا ہی خواجہ عمرو کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہین صندلان
صندلی پوش کو تہنیت اسد نامدار کا جوش حلم دے رہا ہی بارگاہ استاد کر و سامان عیش و نشاط مہیا
ہوا ابھی بارگاہ مین استاد نہین ہونے پائی تھین بیچ مین ماہ اوج صاحبقرانی گرد تمام سرداران
صف شکن جوانان تیغ زن صندلان نے آکر دامن تھاما کہ حضور بارگاہ مین تشریف لے چلین آج یہ
نیاز مند سرفراز ہوا اب مجکو اپنی جرائت پر ناز ہوا اسد غازی نے قصد کیا کہ صندلان کے ساتھ طرف
بارگاہ کے چلین کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش اے صندلان غضب کیا ہمنے تجکو کس واسطے بھیجا تھا عمرو تو
آواز سنکر ایک جانب بھاگا گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا مگر وہ برق چمک کر صندلان و اسد غازی و کل لشکر
پر گری آنکھین سب کی جھپک گئین بعد عرصہ دراز دیکھا سب سردار مسلسل و مطوق گوہر جادو چارسو
جادوگرنیون کو لیے کھڑی ہی صندلان پر خفا ہو رہی ہی کہتی ہی تو نے میری محبت کو فراموش کیا
سامری جمشید کو برا کہا طلسم کشا کا مطیع ہوگیا افراسیاب سے نہ ڈرا خیر جو گذرا جو گذرا اب تو یہ
طلسم کشا کا سر کاٹ کر خدمت مین صندل جادو کے روانہ کرونگی تمکو بچا لونگی محبت سے اسکی ہاتھ
اٹھا یہ سنکر صندلان نے کہا اے گوہر جادو مین نے اطاعت دین اسلام ملت بیضا قبول کی سعادت
دارین حصول کی اگر تجکو مجھسے محبت ہی طلسم کشا کا ساتھ دے یہ کلام حسرت انجام صندلان کے سنکر
گوہر جادو رونے لگی کہا اے صندلان مین تیری عاشق صادق ہون مجھے کیون تباہ کرتا ہی طلسم کشا
کی دوستی مین خرابی ہی ملکہ صندل جادو کے قہر و غضب سے نہین واقف کسکی مجال ہی کہ طلسم صندل پر
دست انداز ہو کیون اپنے کو خرابی مین ڈالتا ہی اے صندلان تیری محبت مین مین نے سلطنت چھوڑی
اس حوالی کے انتظام پر اکتفا کیا تیرے ہجر مین تڑپ تڑپ کے مرجاؤنگی مجھسا عاشق صادق دستیاب
نہوگا یہ کہکے گوہر جادو روئی دامن صندلان کا تھام لیا بیساختہ یہ اشعار آبدار پڑھنے لگی اشعار

نہان راز محبت ہمنے رکھا مثل جان برسون — تہینون دم نہین مارا کیا ضبط فغان برسون
مٹاتا ہی جو مجکو دیکھنا پچھتائیگا ایسا — کہ سر پر خاک اڑائیگا مرے بعد آسمان برسون
دُکھے کیونکر نہ دل صیاد کا اب انکے نالون سے — سنی ہی عندلیبون نے ہماری داستان برسون
رہا ہی ایسا سودائے تلاش یار مٹ کر بھی — بھری ہی خاک میری صورت ریگ روان برسون
بیان سوز دل اک دن کیا تھا دیکھنا سوزش — دہن گلخن بنا اپنا رہی شعلہ زبان برسون
مقیم کوچۂ جانان کبھی ہم بھی تھے اے بلبل — ہمارا بھی رہا ہی اس چمن مین آشیان برسون
کفن کی اس سے رکھے خاک امید آپکا کشتہ — رہا دو گز زمین کے واسطے کج آسمان برسون

وہ دیوانہ ہون وحشی جانور تک سننے آکے ہین
دہن میرے حبیب کم سخن کا تنگ ایسا ہے
مرا قبضہ ہوا ہی میرے دل پر اب کئی دن سے
سبک روحی نے رکھا خانہ بردوش ایک مدت تک
مزے مستی مین کیا کیا دختر رز سے اُڑائے ہین
مٹے پر بھی رہی ہی جستجو یہ اپنے یوسف کی
قلق پاجاتا ہی نادار کا زخم اندمال اکثر

دری وحشت کی مجنون نے کہی ہی داستان برسون
رہے ہین جستجو مین جسکی عاجز غیب دان برسون
رہا ہی عہد وحشت مین تزلزل یہ مکان برسون
رہے یہ اپنے بال و پر بھی مثل آشیان برسون
جوانی مین رہی ہی صحبت پیر مغان برسون
غبار اپنا رہا ہی ستد راہ کاروان برسون
مگر بھرتا نہین ہی زخم شمشیر زبان برسون

صندلان صندلی پوش نے جواب دیا ای گوہر جادو مجھے تجھ سے زیادہ محبت ہی مگر اب عشق مین اسد غازی کے مبہوت ہون اگر میرا پاس ہی اس سنگدل کی اطاعت کر گوہر جادو نے ان سب کو گرفتار کیا آہنگرون کو بلاکر حکم دیا بیگر بیان بیڑیان پہنا و سب کو مسلسل مطوق کرکے لاکے ایک بارگاہ مین داخل کیا ہمراہیان صندلان کو قید کیا اسد غازی و صندلان کو الگ الگ خیمہ مین رکھا آپ آکر بارگاہ مین بیٹھی مگر بہت بیقرار کنیزون سے کہتی ہی صاحبو جاکر صندلان کو سمجھاؤ مین اب عرضی خدمت مین ملکہ صندلان جادو کے روانہ کرتی ہون اگر وہان سے حکم قتل آگیا پھر میرا زور کچھ نہ چلیگا کنیزین قید خانہ مین جاتی ہین صندلان صندلی پوش کو سمجھاتی ہین یہ کہتا ہی جاکر ملکہ سے کہو مردان عالم نے جو کہا وہ کیا قول مردان جان دارد سخن مردان اعتبار جب کنیزین آکر یہ جواب دیتی ہین ملکہ گوہر جادو گھبراجاتی ہی جب بالکل جواب صاف پایا تب ناچار ہوکر عرضی لکھی کہ ای ملکہ صندل جادو عمرو عیار مع اسد نامدار حوالی طلسم صندل مین پہونچا طلسم کشا کو گرفتار کیا عمرو بھاگ کر نکل گیا لیکن ایک مصیبت تازہ مین گرفتار ہون یعنی غلام زادہ صندلان معشوق ہیرا طلسم کشا سے لڑا نہین معلوم طلسم کشا نے کیا طلسم کردیا میرے نام سے اُسکو نفرت ہوئی جان دینے پر آمادہ ہمراہ طلسم کشا قید ہی لیکن عمرو کی تلاش ہی جیسا مناسب ہو تحریر فرمائیے یہ عرضی لکھکر ایک کنیز کو دی وہ لیکر طرف قلعہ کے روانہ ہوئی ملکہ گوہر جادو نے اس رات فراق محبوب مین شغل شراب کباب ترک کیا کبھی گھبراتی ہی کبھی در زندان پر آتی ہی نامہ کا انتظار کبھی اضطرار دیکھیے ملکہ صندل جادو کیا تحریر فرماتی ہین کنیزین عرض کرتی ہین حضور آپ کو اختیار ہی خواہ قتل کیجیے خواہ جان بخشی فرمائیے گوہر جادو نے آہ کی کنیزین گھبراگئین عرض کی حضور اس وقت تو حضور کی آہ نے دل کو بیقرار کردیا ایسا ہو کہ بجلی گرے خرمن حیات جلکر خاک ہو ملکہ گوہر جادو نے کہا صاحبو دیکھیے انجام کیا ہونا ہی مین ہر چند سمجھاتی ہون دل خانہ خراب نہین مانتا اُس سنگدل کے دل پر ہماری آہ آتش فشان تاثیر نہین کرتی بے اختیار یہ اشعار پڑھے اشعار

کرینگے ہم سے وہ کیونکر نباہ دیکھتے ہین
کبھی جو کوئی کبھو تر نباہ دیکھتے ہین
مزے اڑالے زمانہ کے سن نہ وعظ کی
بھری ہوئی جو تمھاری نگاہ دیکھتے ہین
ترے ستائے ہوے ہین جو ای شب فرقت
وہ لوگ کب طرف بادشاہ دیکھتے ہین
ملال کس کو ہوا ہی منائین ہم یا وہ
وہ آئین راہ پر ہم اپنی راہ دیکھتے ہین

ہم انکی تھوڑے دنون درجاہ دیکھتے ہین
تمھاری آنکھون کے کشتے تڑپتے ہین
کہین کیا ہم بھی ایدل گناہ دیکھتے ہین
رقیب جا لین چلا کرتے ہین قیامت کی
تمام عمر وہ روز سیاہ دیکھتے ہین
امید صبح تو ہمکو کہان مگر ہر دم
خود آئین یا کہ بلائین یہ راہ دیکھتے ہین
عدم کا کوچ تو درپیش ہی تعلق لیکن

گمان قاصد گم گشتہ ہمکو ہوتا ہی
یہ خوب اصالت تیغ نگاہ دیکھتے ہین
یقین ہوتا ہی برگشتگی قسمت کا
حبیب نے ہمسے بہت رسم و راہ دیکھتے ہین
فقیر ہوکے جو بیٹھے ہین آپکے در پر
اجل کی ہم شب فرقت مین راہ دیکھتے ہین
نکال لینگے کوئی راہ وصل کی لیکن
نہ توشہ پاس نہ کچھ زاد راہ دیکھتے ہین

اس حال پر ملال مین شب بسر کر رہی ہی کسی مرتبہ قید خانہ مین آئی یہ بھی اطلاع کی اے صندلان مین نامہ روانہ کرچکی اب حکم قتل آیا چاہتا ہی دیکھ اپنی جان بچا اپنی جوانی پر رحم کھا مسلمان کا ساتھ چھوڑ مفت مین قتل ہو جائیگا پھر بھرے بنائے کچھ نہ بن پڑیگا ابھی تک خیر ہی صندلان نے کچھ جواب بھی نہ دیا بلکہ اسد غازی کی مصیبت پر روتا ہی کہتا ہی ای شہریار گرفتاری حضور کی غلام پر بہت شاق ہی اسد غازی فرماتے ہین ای برادر تم اپنی جان بچاؤ گوہر جادو سے ملجاؤ تمام طلسم ہوش ربا ہمارا دشمن ہی کس کس سے ہمین بچاؤگے خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے وہ بھاگ کر نکل گئے ہین یقین کامل ہی وہ کچھ ہماری رہائی کی فکر کرینگے شب یون ہی تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی صبح کو گوہر جادو کے پاس طرف سے صندل جادو کے جواب نامہ پہونچا مضمون اسکا یہ تھا کہ طلسم کشا کو قتل کر دو عمرو بھی ملجائیگا تلاش کرنا واجب و لازم ہی یہ جواب پاکر گوہر جادو نے حکم دیا میدان خونی کی تیاری ہو گوہر صدف قلزم صاحبقرانی نہنگ دریاے جہانبانی وار پر کھینچا جائیگا سزا سرکشی کی پائیگا سب سمجھے کہ مسلسل تقریر ہمارے دسمنانے کی تدبیر ہی کشان کشان صندلان صندلی پوش کو مع اسد نامدار و سرداران شورشعار لیکر میدان خونی مین حاضر ہوے وارین اشاد ہونے لگین جلادون نے خلنگین لگائین آرہ کش تسمہ کش چشم کن سب طرح کا اسباب سیاست موجود ہی اسوقت بلکہ گوہر جادو وردی تھوی سامنے صندلان صندلی پوش کے آئی کہا مرت مین نے تیرے واسطے اتنی دیر لگائی دیکھ اب طلسم سے سردارون کا تانتا لگا ہی تمام جادو و مقیم جادو کو ملک صندل جادو نے بھیجا نامہ مین بھی لکھدیا ہی کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کرو خواجہ عمرو کی جستجو مین مصروف رہو ادہر ایک کیفیت ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ گوہر جادو نے میدان خونی کی تیاری زیر دیوار قلعہ صندلی قرار دی ہی وہ پریزاد عاشق کش معشوق فریب محفل ساحران کی زیب بہ نگاہ حیرت

اس میدان خونی کو دیکھ رہی ہو وہی مروارید بے بہا کی لڑیان از طبق تا بہ ابر مرواریدی بندھی ہوئی ہین حسن مین دمبدم ترقی ہوگا ہ مین افسونگری اشارے کنائے چھڑیان کٹاریان اب اسوقت صندلان اسد غازی کو حال زار مین دیکھ کر رونے لگا کہا آقا آپ کسی طور سے اپنے کو بچائیے اسد غازی نے کہا ای برادر کیون گھبراتے ہو اگر ہماری قضا نہین ہی تو ہمکو کون قتل کرسکتا ہی شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جای نہ بُرد رگے تا نخواہد خدای اور اگر موت قریب ہی تو یہ بھی ایک حیلہ ہی پھر حکم مالک حقیقی سے گردن تابی کیا ای صندلان اپنے پیدا کرنے والے کو یاد کرو اُسی سے فریاد کرو اپنا تو یہ اعتقاد ہی بموجب مخمسہ

رہے وہ لب کہ ہی جس لب پہ گفتگو تیری
رہے وہ چشم کہ ہی جسکو جستجو تیری
رہے وہ جان کہ جو یا ہو چار سو تیری
خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

لہو کا نام بھی باقی نہین رہا تن مین
مگر ہی داغ محبت کا قلب و تن مین
مقام ہوگا کئی دن کے بعد مدفن مین
یقین ہی اٹھے گی جان اپنی آگے گردن مین
سُنا ہی جا ہی قریب رگ گلو تیری

جو تو ہی پاک تو عاشق کا دل بھی طاہر ہی
دوئی کا دخل نہین اک زمانہ ماہر ہی
وہ ناتوان ہون جسے پھول بار خاطر ہی
وہ گل ہون مین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہی
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہی جسکے بو تیری

ہوا ہی چار عناصر سے اجتماع محال
کیا ہی زرد ہوا نکلے شش جہت مین خیال
ترے فراق مین برسون رہی ہی فکر وصال
پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہی صنم ہمنے چار سو تیری

عدم سے جانب ہستی بحال زار آیا
تجھی کو ڈھونڈھنے تیرا گناہگار آیا
خیال جلوۂ عارض کا لاکھ بار آیا
شب فراق مین اکدم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہی شاہد ہی آرزو تیری

چمک ہی دلمین ہمارے بھی نور عرفان کی
کہ یہ بھی ایک نشانی ہی دین و ایمان کی
ان آیتون کی صفت کیا مجال انسان کی
پڑھا ہی ہمنے بھی قران قسم ہی قران کی
جواب ہی نہین رکھتی ہی گفتگو تیری

بھو نچلے حال مرا کہیو میرے یوسف سے
ہزار جان فدا کہیو میرے یوسف سے

نہ کھول بند قبا کہیو میرے یوسف سے
دری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہی بہت پیرہن سے بو تیری

مآل کار نہ تقریر سے ہوا ثابت
نہ کوششوں سے نہ تدبیر سے ہوا ثابت
مگر ستارون کی تاثیر سے ہوا ثابت
یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف گو کرتی ہی جستجو تیری

بہائے آنکھ سے آنسو برنگ شبنم صبح
سفیدی آنکھون کی دکھلا رہی ہی عالم صبح
وہ طول رات کا وہ انتظار وہ غم صبح
شب فراق مین ای رونز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ مین ہی اور جستجو تیری

شبیہ عاشق و معشوق ہی فلک پہ عیان
ہی آسمان و زمین مین یہ شعلہ نور افشان
یہ حسن و عشق کے جلوے ہین دیکھ ای نادان
جو ابر گریہ کنان ہی تو برق خندہ زنان
کسی مین خو ہی ہماری کسی مین بو تیری

تعجب اسکا ہی کیا گر چمن معطر ہی
کہ ذکر یار سے ہر انجمن معطر ہی
فقط نہ غنچے کا نازک بدن معطر ہی
دماغ اپنا بھی ای گلبدن معطر ہی
صبا ہی کے نہین جسمین آئی بو تیری

مثال طبع ذکی تو ہی رستم میدان
مقابلہ کرے تجھ سے کوئی مجال کہان
جو کند ذہن ہین کہتے ہین اُسکے تیر ابیان
زمانے مین کوئی تجھسا نہین ہی سیف زبان
رہیگی معرکہ مین آتش آبرو تیری

ان اشعار دعائیہ کو سُنکر صندلان صندلی پوش نے بھی طرف آسمان کے نگاہ کی دعائین مانگ رہی ایسے کلام بلاغت نظام زبان سے اسد غازی کے نکلے کہ صندلان کے قلب کو بھی تقویت ہوئی مگر ملکہ گوہر جادو سامنے آکر کھڑی اشارہ ہوا جلاد نے اسد نامدار کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی ای ملکہ عالم وقت قتل طلسم کشا ہی یہ جوان حور مثال آفتاب جمال زور و جرأت مین یکتا ہی اسکے قتل کا حکم مجھکو دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا پیدا کرنے والے کے اختیار مین ہی اس مقام پر یہ جوان یکہ و تنہا مجبور و ناچار ہی ہزار ہا شیر دلیر اسکے خون کا دعوی کرینگے ملکہ گوہر جادو نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی جلد قتل کر جلاد نے کوئلے کا خط گردن پر کھینچا تیغۂ برق مثال چمکا کے بر سر اسد نامدار آیا اس مجمع عام مین ایک گنوار وضع فقیر گاڑھے کی مرزائی شنجرفی دھوتی پڑیا مین رنگی ہوئی تسمہ غل مار سیاہ کمر مین لپٹا ہوا سر برہنہ پاؤن

مین کھڑا اُن پہنے ہوے ہاتھ مین تیر کا بنجڑا ایک گوشہ مین یہ فقیر بھی کھڑا ہی معبود موجود کی صدا دیتا ہو ملکہ گوہر جادو نے جلاد کو حکم دیا جلاد نے ہاتھ تیغے کا مارا اُسنے دیکھا ایک سناٹے کی آواز آئی جلاد کا سر پھٹا پڑا ہی طلسم کشا بہ اطمینان تمام بیٹھا ہو لوگون نے کہا جلاد دیوانہ تھا خنجر پھرا کے اپنے سر مین مارلیا ملکہ گوہر جادو نے کہا کیا مضائقہ ہی قول ہمارے بادشاہ صندل جادو کا تخت نشین ہوا کہا دوسرے جلاد کو بلاؤ فوراً دوسرا جلاد تلوار کھینچے ہوئے آیا ملکہ گوہر جادو نے اشارہ کیا کہ خواجہ عمرو فقیر بنے سامنے کھڑے ہوئے ہین کیونکر دل کو اطمینان ہو نور نگاہ زبیدہ شیر گیر قتل ہوتا ہی کلیجے پر چھریان چل رہی ہین گو دیون مین پرورش کیا ہی کیونکر دل قبول کرے کہ آنکھون کے سامنے وہ شخص قتل ہو جاے اُدھر جلاد نے تیغہ مارا اُدھر خواجہ عمرو نے سر سے گوپھن کھولا سنگ تراشیدہ و خراشیدہ کلۂ گوپھن مین دیا جلاد نے ایک ہاتھ مارا جلاد کا سر پھٹا وہ پریزاد قلعہ سے سکرائی ایک موتی ٹوٹا اسمین سے ایک پتلہ پیدا ہوا خواجہ عمرو کی گردن پر چڑھ بیٹھا خواجہ عمرو کون ہی کون ہی کہتے ہین بھلا وہ پتلہ سحر کا کب مانتا ہی منھ پر ہاتھ کو پھیر دیا رنگ روغن چہرے کا اُڑ گیا ہٹر ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہوئے ملکہ گوہر جادو نے کہا میرے سامنے کھینچے ہوے لاؤ ملکہ صندل جادو نے تحریر فرمایا تھا کہ جب قصد قتل طلسم کشا کرینگے وقت پر عمرو بستر ارہو کر آینگا یہی پریزاد جو علامت طلسم ہی گرفتار کریگی وہی ہوا اسد غازی نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سلسل مطوق چلے آتے ہین اسد غازی نے جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے کہا اے نور نظر فلک درپے بدعت ہی جو تدبیر کرتے ہین اُلٹی ہو جاتی ہی اچھا کیا اختیار ہی وہ مالک و مختار ہی صندلان صندلی پوش کو بھی اب یاس ہوئی کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ کے گرفتار ہونے سے امید زیست منقطع ہوئی خواجہ عمرو نے کہا اے شیر بیشۂ جرات و شجاعت کیون اسقدر بیتاب ہی وہ بڑا مسبب الاسباب ہی ملکہ گوہر جادو نے اُسی وقت ایک تخت پر اسد غازی و خواجہ عمرو کو سوار کیا قیام جادو و مقیم جادو کو حکم دیا کہ انکو اندر قلعہ کے سامنے ملکہ صندل جادو کے لیجاؤ قتل اور غیر قتل کا انکو اختیار ہی قیام جادو و مقیم جادو نے اشارہ کیا چند جادوگرون نے تخت کو دوش پر لیا صندلان صندلی پوش تڑپتا رہ گیا پکارتا تھا کہ او گوہر جادو میرے آقا سے ناحق اس سے مجکو جدا نہ کر ملکہ گوہر جادو نے کچھ جواب نہ دیا اُسکے خیال مین ہی کہ وہان جاکر اسد غازی و خواجہ عمرو دونون قتل ہو جائینگے صندلان میری شراکت کریگا مگر صندلان ہتکڑیون سے سر ٹکراتا ہی

اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہین اشعار

آشیانہ نہ قفس ہین نہ چمن یاد آیا	آنکھ کھلتے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا	رو دیا ابر بہاری جو برستے دیکھا
کرم سیر خرابات مجھے یاد آیا	نہ کہو فصل بہار آئی ہی بلبل نہ سنے	چپ ہے سو چپ ہو ہنگامہ فریاد آیا

قطعہ امید ہوئی رحم بھی آجانے کی
ذبح کرنے مجھے منہ پھیر کے جلاد آیا
در گہ یار مرادون کا محل ہی آتش
شادمان یاس سے گیا جب کوئی ماشاد آیا

صندلان صندلی پوش کو بہت بیقراری ہی دیکھ رہا ہی کہ تخت شاہزادے کا قیام جادو و مقیم جادو دونون لیکر بلند ہوے اب خواجہ عمرو کو بھی یقین کامل ہوا کہ قلعہ کے اندر سے جاکر رہائی غیر ممکن قلعہ طلسمی ہی اگر کسی عیاری سے وہان جاکر رہا بھی ہوے تو قلعہ طلسمی سے نکلنا دشوار ہی اس خیال محال مین آنکھون سے آنسو جاری ہین جیون جیون تخت بلند ہوتا ہی خواجہ عمرو دلکو رجوع کر رہا ہی پکار رہا ہی قطعہ

شاہا ز کرم بر من درویش نگر
بر حال من خستہ دلریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو
بر من منگر بر کرم خویش نگر

اسد غازی کو بھی معشوقان پریچہرہ کی یاد سب سے زیادہ مہجبین الماس پوش کا خیال ملکہ لالان خون قبا کی جدائی کا ملال اپنی گرفتاری کا الم دل پر ہجوم لشکر غم دعا مین مصروف ہی کہ آسمان سے برق چمکی لپٹین پھولون کی آئین صاف سب کو ثابت ہوا کہ آمد فصل بہار ہی ملکہ گوہر جادو نے دیکھا یکایک ہواے سرد عیسیٰ دم مسیح نفس چلی نخل جھومنے لگے پتے جو زرد تھے وہ سبز ہوگئے نوجوانان چمن کے بخت نے رسائی کی عندلیبان خوش نوا نے زیر شجر گل جبہ سائی کی غنچے چٹک کر گل ہوے پھول فرط خوشی سے پھولے نہین سماتے تھے سرو کو ہوس دامنگیر ہوئی کہ اکڑتا پھرون سارے باغ کی سیر کرون ہر شخص حیران کہ طائرون نے یہ کیسا غل مچایا ہی ہر نخل کیون وجد مین آیا ہی شاخون کے وجد سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ کسی گل پیرہن کی آمد کے مشتاق ہین گل و بلبل بین اسوقت عجب طرح کے مذاق مین نظم

فصل گل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا
دیکھکر روزن گمان ہوتا ہی مجکو گوش کا
کیا ہوا ہی جو میرے دل کی طرح وہ چھپے ہا
وہ ستارہ غیرت خورشید ہے پاپوش کا
ہاتھ اٹھاکر دوسرے کو تیغ عاشق کش لے
اپنے کانون پر گمان ہی مجکو گل کے گوش کا
سر اٹھا احسان قاتل کے کہانتک شکر ہون
رخصت ای زاہد زمانہ ہی وداع ہوش کا
ایک چپ سنے سے لاکھون لا جواب ہو جو دہن
پیچ گیسو کھلگیا آخر تو حلقہ گوش کا

ہمت ای ساقی یہی ہی وقت نوشانوش کا
چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے تو بہ شکن
حال چل کر پوچھیے کچھ دلبر مدہوش کا
تنگ آ کر دوست اٹھ جاتے ہین میرے پاس سے
تیر آنا ہوگیا ہی مجھ مین آنا ہوش کا
مثل خنجر ہلا چلا آتا ہی دل ناصح معاف
بعد مدت آج اترا بار میرے دوش کا
صبر کر سکتا نہین ملتا ہی سب کچھ گو اسے
مٹ گئے جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا
ایک دو ساغر سے ڈھکاتا ہی کیا ساقی مجھے

بات کر سکتا نہین دیوار کے بھی سامنے
خود بخود بودینے لگتا ہی دہن بینوش کا
کس غضب کی رفتنی دیتا تھا شکوا ہی بری
اب یہان زخم بھی منھ ہوگیا مینوش کا
نالۂ بلبل سنا کرتا ہون مین آٹھون پہر
غیر ممکن ہی سنبھلنا خاطر پر جوش کا
پھر سبو ابلے جھکے شیشے ہوے لبریز جام
بھول جاتا ہی بشر سامان ذوق و ہوش کا
بہنائے بھی ہوا کرتی ہین اکثر نشتین
خم اٹھا پھر دیکھنا دل مجھ سے دریا نوش کا

مین تو کیا ہون کئی روان کے کاروان نکلے ہیں سیر | بندہ لاکھون کو کریگا آج بندہ گوش کا | سینجر رکھتا ہی مجکو جوش وحشت ای نسیم

بد تمین گذرین نہین رکھتا تعلق ہوش کا

حوالی طلسم صندل مین عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہی زمین سے غبار زرد اٹھنے لگے صاف ظاہر ہوا کہ بوندلے بھی کسی کے استقبال کو اُٹھے ہین جس تخت پر اسد و عمرو کو سوار کیا تھا وہ بھی چلتے چلتے رک گیا ہرچند کہ قیام جادو و مقیم جادو دونون سحر کرتے ہین تخت آگے نہین بڑھتا ساتھ والے اُسکے جھومنے لگے کہ آسمان سے نعرہ ہوا انتم ملکہ بہار جادو خبردار ہمارے آقاے نامدار کو لیکر آگے نہ بڑھنا کنیز اُنکی آپہونچی ملکہ گوہر جادو نے دیکھا کہ قیام جادو و مقیم جادو اُلٹے پھر پڑے گمر ملکہ گوہر جادو نے جھپٹ کر قیدیون کو سنبھالا قیام و مقیم کے ہوش و حواس درست نہ رہے ساتھ والے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے کوئی کہتا ہی ای ملکہ ہم تیرے گلشن جمال کے گلچین ہین مدت کے عاشق زار ہین نرگس شہلا کے بیمار ہین نظم

کسی نے آپ کو دیکھا نہو گا
کوئی ہمسا بھی بے پروانہ ہوگا
کہ اس سنہ مین بھرپرت انہو گا
وہان کیا آپ کا چرچا نہ ہوگا
نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہ ہوگا

زمانہ مین کوئی ایسا نہو گا
اُٹھاتا ہی ندامت کیلیے تو
کہے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین
قیامت جسکو کہتے ہین وہ ہی یہ
نئی دھمکی ہی یہ تو بندہ پرور
نسیم اب اُنکی باتون پر نجاؤ

جو تیرے حسن پر شیدا نہو گا
یہ درد ا ہی چارہ گر اچھا نہو گا
کربلائے زمین کیا کیا ہوگا
کنار قبر مین مُردا نہ ہوگا
نہ دوگے دل تو پھر اچھا نہو گا
بھلا کل وعدۂ فردا نہ ہوگا

ازل سے ہی یہی عصمت مآبی
ہزارون مرگئے لیکن نہ دیکھا
وہ حسن رستے سے نکلے دیکھلینا
اگر خادم کوئی جنت مین پہونچا
بنا کر حضرت واعظ کو ناھم
آپسین ملازمان قیام و

مقیم لڑنے لگے گوہر جادو کی آبرو پر بنی بر قول شخصے یہ تو موتی کی آب ہی سراسر سلسلۂ پیچ و تاب ہی صندلان صندلی پوش قید مین یہ سب دیکھ رہا ہی اسد غازی کا تخت یا تو بلند ہوگیا تھا یا زمین پر قائم ہوا ملازمان قیام جادو و مقیم جادو دیوانہ وار وحشی مثال گریبان چاک چہرے پر خاک سحر بہار کی تاثیر کا فرون کے قتل کی تدبیر بھولے ہوے اپنے کو بھولے ہوے اب زمین پر تو یہ ہنگامہ ہی مگر ملکہ بہار جادو آسمان پر ظاہر ہوئی ملازمون کے قلب تو الٹ دیے یہان کے حال سے آگاہ نہ تھی کہ مقدمۂ طلسم ہی ورنہ اُسکی بھی تدبیر کرتی چاہا کہ زمین پر گردن اسد غازی و خواجہ عمرو کو چھڑا دون وہ پریزاد جسکے ہاتھ مین طبق مروارید ہی اُسنے بہار پر نگاہ ڈالی اور مسکرائی غنچہ دہن کھلا ابر مروارید ی مین تلاطم پیدا ہوا کہ موتی برسنے لگے ملکہ بہار دفع سحر کرتی ہی موتیون کا توڑتا بیکار آبرو بچانا دشوار یہ گوہر صدف بحر حسن و جمال بصد جاہ و جلال اُس پریزاد پر جا پڑی ملکہ بہار تو تعلیم کردہ افراسیاب جادو ہی سمجھ گئی کہ یہ سحر اس صاحب علامت کا ہی اسد غازی کا رہا ہونا دشوار کدو کاوش محض بیکار کئی گلدستے بڑھکر اُس ملعونہ پر مارے مگر مطلق تاثیر نہوئی وہ پریزاد ہر مرتبہ ہنستی ہی ہنس ہنس کے

سحر دفع کرتی ہی ملکہ بہار کا غصہ بڑھتا جاتا ہی مگر زور نہین چلتا جب ملکہ بہار خوب سحر کر چکی تب اُس پریزاد نے ابر پر نگاہ ڈالی تڑاقا ہوا وہ ابر پھٹا کچھ دھوان نکلا اُس دھوین کو دیکھکر بدن سے چنگاریان نکلنے لگین معلوم ہوا کہ استخوان جل جائینگے آہ کا نعرہ مُنھ سے ملکہ بہار کے نکلا رنگ رو متغیر ہوا ہاتھ پانون پھولے سحر فراموش ہاتھ پانون مین رعشہ حجاب سے پیشانی پر پسینہ قریب تھا کہ لڑکھڑا کر زمین پر گرے کہ دوسری جانب سے نعرہ ہوا منم باغبان قدرت آتے ہی باغبان نے بہار کو سنبھالا چاہا کہ لے نکلون اس پریزاد نے وہی لکہ ابر سیاہ جو سر پر سایہ فگن ہی شاید اُسمین کوئی ساحر پر فن ہی اشارہ کیا کچھ شعلے اُسی ابر سے نکلے بھڑکتے ہوے سامنے باغبان کے آگئے یہ جوان شیر دل بھی مبہوت ہوا سحر کرتے کرتے سکوت ہوا قریب تھا کہ زمین پر گرے کہ آسمان سے برق چمکی رعد و برق مان بیٹے دونون آکر پہونچے رعد نے باغبان و بہار کو سنبھالا برق تڑپ کے گرنے لگی اُس پریزاد نے ہنس ہنس کے برق کو بھی بیکار کیا برق لامع تڑپکر گری ابر مروارید ی کے ٹکڑے ٹکڑے اُڑا دیے ابر کو توڑ کر جب قریب پریزاد کے پہونچی چاہا تڑپکر گردن اسکے بھی دو ٹکڑے کر دون مُنہ سے طبق کو گردش دی مروارید بے بہا ٹوٹ کر برق لامع پر گرا یہ بھی بیکار ہوئی قریب تھا کہ یہ سب کے سب زمین پر گرین کہ آسمان نعرہ ہوا کہ منم ملکہ مجلس جادو سب نے دیکھا مجلس جادو گر تا آب روان کا پہنے ہوے مرکب بگلی پر سوار نیچہ گلی ہاتھ مین آتے ہی نعرہ کر کے گری نیچہ گلی طبق زرین پر مارا مروارید بے بہا ٹوٹ کر مجلس جادو پر گرے یہ بھی بیکار ہوئی قریب تھا کہ سب سرداران مذکور بیکار ہوکر زمین پر گرین ہاتھ پانون لوٹین خواجہ عمر نے جو یہ حال اپنے سرداران نامی کا دیکھا دعائین مانگنے لگے اے پروردگار آج لشکر اسلام پر یہ بلا نازل ہوئی بہار و باغبان وغیرہ قتل ہوتے ہین اس آفت سے ان سب کو بچالے اسد نامدار بھی بیقرار ہوگیا صندلان صندلی پوش برق لامع کی جرأت دیکھ کر تڑپ گیا عظیم و شان بہار دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تھی جب بہار جادو مبتلائے بلا ہوئی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بے اختیار پکار اُٹھا پروردگار ان سب کو بچالے بیتاب ہوکر ان سب کا دعا کرنا کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا صحرا مین روشنی ہوئی ابر سیاہ وسط سما پر لہرایا ابر فوراً شق ہوا چودھوین رات کا چاند یعنی بدر کامل اُس ابر تیرہ تار سے ظاہر ہوا اب عکس ماہ کامل طبق مروارید ی پر پڑا ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ایک مروارید ٹوٹ کر ماہ تابان پر پڑا دو ٹکڑے ہوگئے اب سب نے دیکھا کہ دختر کوکب صف شکن ملکہ برآن شمشیر زن بصد سطوت و صولت لڑنے لگین سحر کرنے لگین اُس پریزاد نے بھی ایسے ایسے سحر کیے قریب تھا کہ ملکہ بران قتل ہون ملکہ بران تیغ شیرزن

نے جوڑے سے اپنے اختر مروارید نکالا اُسکا عکس ڈالا کئی مرتبہ سحر دفع کیا جب ملکہ بران نے ابر مروارید کو توڑا طبق کے ٹکڑے اُڑا دیئے اسوقت اُس پرنیزاد نے اپنے مقام پر سے جنبش کی تلوار کھینچکر ملکہ بران پر جا پڑی قریب آکے ہاتھ مارا ملکہ بران نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا نیمچہ اُس پرنیزاد کا پڑا سپر کٹی سر ملکہ بران کا زخمی ہوا اتبہ یہ ملعونہ برس پڑی کئی زخم ملکہ بران نے کھائے ہر مرتبہ وہ پرنیزاد چاہتی ہے کہ لپیٹ جاؤن ملکہ بران شمشیر زن سحر کر رہی ہین اپنے کو بچاتی ہین مگر قیامت کا ہنگامہ ہے دونون مین نیمچہ چل رہا ہے آخر کو ملکہ بران نے جب دیکھا کہ اُسکے ہاتھ سے رہائی میری بہت دشوار ہے اختر مروارید جلا کر کھینچ مارا سینہ پر اس پرنیزاد کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذر گیا اندھیرا چھا گیا آندھی سیاہ اُٹھی برف باری سنگباری ہونے لگی بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من مریخ جادو صاحب علامت طلسم صندل بود افسوس عدیم دجان ادیم و طلب خود نرسیدیم پھر بھر کامل اندھیرا رہا سرداران نامی و گرامی ملکہ بہار و باغبان و بران وغیرہ لشکر قیام جادو مقیم جادو پر آپڑے سب سے پہلے خواجہ عمرو کو ملکہ بران شمشیر زن نے رہا کیا خواجہ اُٹھتے اُٹھتے گلیم اوڑھ کر غائب ہوئے ہنگامہ مین لوٹ شروع کردی ملکہ بہار لڑتے لڑتے قریب اسد نامدار پہونچی سحر سے رہا کیا قیام و مقیم نے ہرچند چاہا ملکہ بہار و باغبان کو تاب طلسم کشا نہ آنے دین لیکن باغبان رستم وقت یہ شاہزادی شمشیر زن کب کسی بچا کے روکے سے رکتی ہے گلدستہ چل رہا ہے اسد شیر دل کو مرکب پر سوار کر لیا اسد کا بھی نعرہ ہوا نعرہ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ
بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران

اسد غازی نے رہا ہوتے ہی ہمراہیان صندلان کو چھڑانا شروع کیا قریب آکر صندلان کے کود پڑے صندلان کی ہتھکڑی کاٹی یہ قدمون سے لپٹ گیا اور کہا اے آقائے نامدار اپنے کو ساحران غدار سے بچایئے ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہے اسد غازی نے اپنا مرکب صندلان کے سامنے کیا صندلان بھی پشت مرکب پر سوار ہوا لیکن اسد غازی ہنگامہ دریائے فوج ساحران مین ڈوبے ہوئے لڑ رہے ہین ملکہ بران نے قیامتین برپا کردین باغبان نے لڑ بھڑ کے قیام و مقیم جادو کو گرفتار کر لیا ملکہ گوہر جادو لڑ رہی ہے بہار نے کہا دیکھو مین اسکو تنکے چنوا کے مارتی ہون یہ سنکر صندلان صندلی پوش رونے لگا اسد غازی سے بڑھکر عرض کی حضور مجکو گوہر جادو کا بڑا خیال ہے کہ میری عاشق صادق یا رموافق ہے اتنا کی خدمتگذاری کرتی تھی مسلمان ہونا اُسکو ناگوار ہوا اسوجہ سے یہ بدعت کی اسد غازی نے بڑھکر ملکہ بہار سے کہا کہ صندلان صندلی پوش واسطے ملکہ گوہر جادو کے بہت بیتاب ہے جہان تک ہوسکے اُسکو گرفتار کرو جملہ سردارون نے قبول کیا بہار و باغبان نے گوہر جادو کو بیہوش کیا زبان مین سوزن دیا ساتھ والون نے صدائے الامان الامان بلند کی ملکہ بران شمشیر زن نے تلوار کو نیام انتقام مین رکھا سب کو منع کیا اسد نامدار آگے خواجہ عمرو ہمراہ بارگاہ مین آکر جلوہ فرما ہوئے ملکہ گوہر جادو کو ہوشیار کیا

صندلان نے اُٹھکر سمجھایا کہا اے ملکہ عالم تم نے قدرت پروردگار کو دیکھا چشم زدن مین کیا ہوا سرداران تہمتن دل
جان نثاران صف شکن کیا وقت پر آئے مریخ جادو کا قتل ہونا کیا آسان تھا ماشاء اللہ ملکہ بران نے کس زور وشور
سے قتل کیا کیا کمال دکھایا لات و منات پر لعنت کرو اطاعت دین اسلام ملت بیضا قبول کرو گوہر جادو اس طور کو
دیکھکر خود وجد مین تھی اشارہ کیا خواجہ عمرو نے زبان سے سوزن نکال لیا گوہر جادو اسد غازی کے قدمون
سے لپٹ گئی اسد غازی نے دست حق پرست پشت پر رکھا ملکہ گوہر جادو صدق دل سے مطیع الاسلام ہوئی
اسی وقت انتظام لشکر ظفر اثر کرنے لگی اسباب عیش ونشاط مہیا ہوا سردارون نے خواجہ عمرو سے تمام کیفیت
دریافت کی عمرو نے سب حال ظاہر کیا کہا کہ مین نے افراسیاب جادو سے حیرت بنکر حال لوح دریافت کیا
تا بہ طلسم صندل پروردگار عالم نے پہونچایا کیون اے ملکہ گوہر جادو اب طلسم صندل مین داخل ہونے کی کیا
صورت ہے عرض کی مین جوالی طلسم کی منتظم ہون مجھے حال طلسم کا نہین معلوم یہ بزرگون سے دریافت کیا کہ لوح
طلسم صندل معدوم ہے یا نہین کنیز کو اس مقدمہ مین بالکل دخل نہین ہے ملکہ بران شمشیر زن نے کہا اے شہنشاہ
اوج عیاری ہم لوگون نے راستہ اسطرف آنے کا دریافت کر لیا جسوقت کوئی آپ کے دشمنون پر سختی ہوگی فوراً
اپنے کو پہونچا دینگے جو آپ کے مذہب کا قاعدہ ہے اسی طرح اسد غازی کو برائے عبادت حکم دیجیے اپنے
مالک حقیقی رب تحقیقی سے رجوع کرین کیفیت لوح طلسم دریافت ہوگی قبلہ وکعبہ نے بھی بعد آداب و تسلیمات
عرض کیا ہے اول طلسم کشا کو مناسب ہے کہ لوح طلسم صندل کی تلاش کرین تب فتح مرحلہ جات کی تدبیر ہوگی مگر یہ
بھی عرض کیا کہ اول سامان قتل صندل جادو مہیا ہو لوح طلسم سے صندل جادو قتل ہوگی خواجہ عمرو نے کہا اے
ملکہ بران لوح سے سب مشکل آسان ہوتی ہے ملکہ بران نے جواب دیا جو قبلہ وکعبہ نے کہا مین نے عرض کی آیندہ جو
مناسب وقت ہو اب آپ عبادتخانہ تو آراستہ کرائیے ہم لوگون کا زیادہ ٹھہرنا بہتر نہین ہے ملکہ بہار و باغبان
نے بھی کہا ملکہ مہرخ وغیرہ لشکر مین منتشر ہین اپنے کو جلد وہان پہونچائیے ایسا نہو افراسیاب جادو انکی تدبیر
کرے یہ کہکر باغبان وبہار وبران وغیرہ سب اُٹھے اسد غازی سے قدمبوس ہوکر تخت پر سوار ہوے آمادہ
قطع منازل صحرائے پرخار ہوے یہ سب سردار ہمراہ ہوکر جاتے ہین ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا بعد جانے
ان سرداران مذکور کے ملکہ گوہر جادو نے خدمت مین خواجہ عمرو کے عرض کی اے شہنشاہ اوج عیاری اب
آپ بھی طلسم کشا کو لیکر نکلجائیے فکر حصول لوح مین مصروف ہوجیے مین جا کر اپنے کو کسی مقام محفوظ پر مخفی کرونگی
جسوقت آپ کو لوح وغیرہ دستیاب ہوگی ہم خدمت مین حاضر ہونگے اپنے کو آپکی خدمت مین پہونچائینگے اب یہان جاحشم
سے یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہے ایسا نہو کہ صندل جادو کو خبر ہوجائے مشقت آپکی ضائع ہے صندل جادو سے
لڑنا بہت دشوار ہے ساحرہ قدیم جہاندیدہ گرم وسرد عالم چشیدہ انتظام سلطنت پر ایسا نازہے کہ مشہور کیا کہ ملکہ

صندل جادو کی موت کسی چیز سے نہین ہی خواجہ عمرو نے کہا سب سامان پروردگار مہیا کردیگا اسی وقت خواجہ عمرو نے ہاتھ اسد غازی کا تھاما کہا ہی تو نظر کسی گوشۂ عافیت مین چلکر رب اکبر سے رجوع کرو ابھی تابہ دو ہفتہ ٹھہروا ہ جانا ہی اصل لوح طلسم ہوش ربا کا پتا لگا تا ہی ابھی براے لوح طلسم صندل یہ دردسر اس منزل سخت وصعب مین پڑا چلکر ہوا ملکہ گوہر جادو تو اسی وقت بارگاہ مین غیرہ الد وا کر طرف صحرا کے روانہ ہوئی صندلان صندلی پوش کو اپنے ہمراہ لیگئی خواجہ عمرو مع اسد نامور ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر پہونچے سامنے ایک درہ کوہ فلک شکوہ ہی عمرو نے اسد نامدار سے تاکید کی کہ اے نور نظر واے شیر بیشہ جرأت ہمت اپنے بے نیاز کارساز سے رجوع کرو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی اسد نامور تو اُس درہ کوہ پر بیٹھکر مصروف عبادت ہوے دیکھیے پردۂ غیب سے انکو کیا ہدایت ہو خواجہ عمرو کنارے صحرا مین جاکر ٹھہرے اسد غازی بصد خضوع وخشوع درہ کوہ مین مصروف عبادت رب بے نیاز ہوے انکو اس حال مین چھوڑ دو وقت پر ذکر انکا تحریر ہو گا۔

دو کلمہ داستان ملکہ بہار و باغبان وغیرہ کہ خواجہ عمرو سے رخصت ہو کر طرف لشکر اسلام کے جاتے ہین بیان ہوتے ہین نظم

فزون چمن سے بہار آج یار راہ مین ہی	سکون راحت صبر و قرار راہ مین ہی
سحر سے شور یہی بار بار راہ مین ہی	ہوائے دور مئے خوشگوار راہ مین ہی
خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی	
ہزارون گل ہین نہین ایک خار راہ مین ہی	دو چند باغ جہان سے بہار راہ مین ہی
غریب آدمی اب پکار راہ مین ہے	گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی
بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی	
ہین اُسکو دیکھ کے بیہوش یوسف وعیسی	خجل ہین روے منور سے اُسکے حور و پری
ابھی سے جان تصدق ہی اسیر ہر اک کی	شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی
ہنوز حسن جوانی یار راہ مین ہی	
بشر کو خوب ہی تدبیر اوج پستی مین	رکھے تمیز ثواب و عذاب مستی مین
ضرر جاہیے صحرا کا خوف بستی مین	عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی	
مسافرون کو سفر مین خیال راہ ہی شرط	رفیق یکدل و یکرنگ خیر خواہ ہی شرط
ہر ایک کام مین انجام پر نگاہ ہی شرط	طریق عشق مین اے دل عصاے آہ ہی شرط

کہین چڑھاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہے

حسین ہین حور ہین خورشید ہین ترے رخسار
ہلال برق ہی اعجاز ہی تیری رفتار
جلاتا مردے ہی تو دمبدم ہزار ہزار
جگہ ہی رحم کی اسکو بھی ایک ٹھوکر مار

شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہے

نہ فکر کھانے کی اُسکو نہ آب کی خواہش
نہ زینت اُسکو ہی منظور اور نہ آرایش
قدم قدم پہ ہی نیرنگی اُسکی افزایش
سمند عمر کو اللہ رے شوق آسا کش

عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہی

یہ راہ سخت ہی اسمین ہزار ہین کھٹکے
یہ مجھ سے کہتے ہین جتنے ہین ہمنشین میرے
جواب مین یہی کہتا ہون مین تو اُن سب سے
نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے

فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

کمال دھوپ کڑی دو پہر ہی گرمی کی
زیادہ لو بھی ہی دو پہر ہی گرمی کی
زمین ہی آگ ابھی دو پہر ہی گرمی کی
نہ جائین آپ ابھی دو پہر ہی گرمی کی

بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہے

یہ راہ وہ ہی کہ بدا سمین ہی سبھی کا ساتھ
جگر کا اشک کا نالے کا دل کا جی کا ساتھ
نہ ہمکو چاہیے اب خضر سے نبی کا ساتھ
تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ

ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

ہزار رنج اُٹھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
نہین وہ جاتا ہی آتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
ہر اک کی ٹھوکرین کھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
جنون مین خاک اُڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے

شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی

سفر جو کرنے مین آتا ہی دل مین یہ تیرے
رفیق ہی نہ ملازم ہین اور نہ ہین ڈیرے
خیال خام یہ ہی ہمنشین تجھے گھیرے
سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے

ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہی

افراسیاب جادو باغ سیب مین داخل ہی تحریر کر چکا ہون کہ جب مفصل اُسکو معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو نے صورت حیرت جادو کی بنکر مجھسے حال لوح طلسمی دریافت کیا اور برائے تلاش لوح روانہ ہو گیا افراسیاب جادو نے کلنگ جادو کو نامہ دیکر روانہ کیا تھا اُسکو راہ مین عمرو نے مارا افراسیاب جادو نے بروقت

روانہ کرنے کالنگ جادو کے اُسکے ہاتھ سے ایک گلدستہ سحر بنوا کر اسواسطے رکھ لیا تھا کہ اگر اسپر کوئی اُفتاد پڑے
ہمکو فوراً معلوم ہو جائے جب افراسیاب جادو کو رقعہ جمشیدی سے دریافت ہوا کہ عمرو عیار اسد نامدار کو
لیکر تا بہ طلسم صندل پہونچا اور رقعہ جمشیدی سے یہ بھی دریافت ہوا کہ برآن وغیرہ برائے مدد پہنچین مریخ
جادو صاحب علامت طلسم صندل کو مارا اور سرداران مذکور جو حوالی طلسم صندل سے واپس ہوئے اور فلان راہ سے
آتے ہین بہت جھلایا قبضہ پر ہاتھ ڈالکے اُٹھا یہ کہتا ہوا کہ بران وغیرہ کی قضا دامنگیر ہے آج ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا اسد غازی کی مدد کرکے چلتے ہین اب مابدولت کے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے ہر چند وزرانے منع کیا
اور کہا کہ شہنشاہ تکلیف نہ فرمائین غلامان جانباز جائین جس جس باغی کو حکم دیجیے فوراً گرفتار کر لائین اگر
حکم ہو سر حاضر کرین افراسیاب جادو نے کہا اس سر سے کوئی آگاہ نہین دختر کوکب ایسی نہین ہے کہ
نرگس کے روکے سے رُک جائے یہ وہی ہے جسنے دریائے خون رواں کو خشک کیا پل پرزادان کو توڑا اسکے سبب
مابدولت نے کیا کیا رنج و ملال نہین اُٹھائے مگر آج اسکی قضا آئی ہے یون بیفکر چلی آتی ہے کوئی آگاہ نہ ہوگا
مابدولت کو بیٹھے بیٹھے کیفیت کل طلسم دریافت ہو سکتی ہے اور عمرو جو فکر لوح مین گیا ہے سراسر اسکی حماقت ہے
مین نے سب کچھ اُس سے کہدیا تھا مگر یہ سامری جمشید کا جو امر اصلی تھا وہ نہین بیان کیا لوح کا ملنا دشوار
ہے مگر یار بان زادہ بڑا مکار ہے طلسم صندل پر اسکی قضا اسکو لیگئی ہے صندل جادو ہماری قوت بازو نامی
ونامور اُسپر کوئی دست انداز نہین ہو سکتا اکیلی لاکھون سے لڑ سکتی ہے لوح طلسم صندل بھی ملنا غیر ممکن اتنے
مین جا کر بہار وغیرہ کی خدمت کرون بعد اُسکے مقدمہ اسد مین بھی دیکھا جائیگا صندل جادو اُنکا درد
سر کھونے کو کیا کم ہے یہ کہکے افراسیاب جادو اُٹھا باغ سیب کے باہر آیا سحر سے ایک مرکب تیار کر کے اُڑتا ہوا
جستجوئے بہار وغیرہ مین چلا عجائب و غرائب اپنے دکھاتا ہوا مرکب چمکاتا ہوا اگر کوئی کوہ فلک شکوہ راہ مین
ملا مرکب کو پیچھے ہٹا کر پتری جمائی مرکب کو اشارہ کیا مرکب کوہ کو خرا گیا یا ٹاپ ماردی پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے اگر نخل
دکھائی دیا ہاتھ سے اشارہ کیا نخل کے دو ٹکڑے ہوئے اسطرح نخل ہائے تر و تازہ قلم کرتا ہوا جاتا ہے سبزہ صحرا کا
پامال غصہ مین چہرہ لال دس بیس کوس راستہ طے کر کے ایک مقام پر آکے افراسیاب جادو ٹھہرا سوچ رہا ہے
کہ مسلمان کدھر سے آئینگے کہ یکایک ایک ابر سبز افراسیاب کو معلوم ہوا حیران ہوا کہ یہ ابر سبز کیسا ہے یا تیری
آنکھون مین سرسون پھولی سبز بختی پھولی یا بموجب مثل ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا معلوم ہوتا ہے بنگاہ
غور دیکھا زیر ابر ہزار ہا طائر زمزمہ سرا پرے سے پر ملائے ہوئے زیر ابر زمزمہ سرائی مین مصروف ہین ایک نہر کلان
جوش مارتی ہوئی نمایان ہوئی اب جو افراسیاب جادو نے بنگاہ غور دیکھا تخت زبرجدی پر ایک ساحر
نحیف و ضعیف باریش سفید تاج یاقوت احمر سر پر گرداگرد چند کنیزان خوشرو جام و سبو لیے حاضر ہین وہ تخت

زیرابر حرمت مار رہا ہی اب جو بنگاہ غور افراسیاب نے دیکھا اپنے اُستاد والا نژاد خضران سبز پوش صحرا نشین کو پہچانا بڑھکر سلام کیا خضران نے جو افراسیاب کو آتے دیکھا فوراً تخت سے کود پڑا پکارتا ہوا دوڑا ای نور نظر ای بادشاہ نامور فخر جمشید و سامری ای زینت محفل افسونگری اسوقت یکہ و تنہا اس مقام پر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا پسینے پسینے ہو رہے ہو کوئی ملازم غمخوار ہمراہ رکاب سعادت انتساب کیون نہ آیا افراسیاب جادو نے کہا اُستاد کیا عرض کرون ایک ضرورت سے آیا ہون خضران نے اُسی وقت بارگاہ استاد گرامی افراسیاب جادو کو بارگاہ مین لیکر آیا و نگل زرین پر جلوہ دی نازنینان پری چہرہ کو اشارہ کیا جام مے گلنار لیکر فوراً حاضر ہوئین جب دو چار جام افراسیاب جادو نے پیے خضران نے زبان ساتھ تسکین کے کھولی اور کہا افراسیاب ایسی کون سی ضرورت تھی جو تو یکہ و تنہا آیا مابدولت سے بیان کر افراسیاب جادو نے کہا اُستاد حالات آپ نے سُنے ہونگے لونڈیان غلام میرے مجھ سے بگڑ گئے ذرا سی غفلت مین اسد غازی گنبد نور سے رہا ہو گیا ساربان زادے نے عیاری کر کے حال لوح دریافت کیا طرف طلسم صندل کے روانہ ہوا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ پلٹے ہوے آتے ہین اُنکی فکر مین نکلا ہون کہ آج سب کو گرفتار کرون فتح کوکب برلان شمشیر زن بھی ہمراہ ہی سب سے زیادہ مجھے اُس گیسو بریدہ کی فکر ہی اُسنے بڑے بڑے صدمے پہونچائے ہین لیکن اس بات کا مجکو خیال ہی کہ یہ سب روح روان طلسم ہوش رُبا ہین اگر ذرا بھی آگاہ ہو جائینگے دست اندازی انپر دشوار ہو گی اسی خیال مین آکر یہان ٹھہرا ہون اسی راستے سے انکا گذر ہو گا خضران سبز پوش نے کہا ای افراسیاب جادو حقیقت مین جن سردارون کا تو نے نام لیا یعنے باغبان و بہار وغیرہ انکے سحر سے زمین تھراتی ہی لیکن ہم بہت آسانی سے انکو گرفتار کر لینگے اے فرزند تو نے آج تک مابدولت کو اطلاع نہ کی ورنہ لڑائی طول نہ کھینچتی افراسیاب جادو نے کہا اُستاد آپ نے سنا ہو گا استاد کلان فخر ظلماتی پہلو نشین سامری کہ جسکا پردۂ ظلمات سے طلسم باطن تک شمل نہین ہوا تھا سے اہل اسلام کے مارے گئے حمزہ صاحب اسم اعظم بڑا محترم و محتشم ہی اُسکا خیال نہ کیا کل لشکر کو سحر مین پھنسا لیا اگر قصد کرتے سدِ باب اسم اعظم اُنکے نزدیک کتنی بڑی بات تھی لیکن ایسا دھوکا کھایا ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے ایسے ایسے جلیل القدر قتل ہوے کہ آبروے طلسم ہوش ربا باقی نہ رہی خضران صحرا نشین نے کہا ای نور نظر فخر ظلماتی کیا تھا ملکہ تاریک شکل کش نے اپنا داماد بنا کر اُسکو فخر دیا اُسنے جا بجا اندھیر مچایا ہر ایک سے کہتا پھرتا تھا مین استادون کا اُستاد ہون ملکہ تاریک شکل کش کا داماد ہون اسی غرور نے اُسکو پامال کرایا ای افراسیاب

شجر بارور کو جھکنا چاہیے جب سرکشی کریگا جفاے تبر اُٹھائیگا آج تو تماشا سحر کا دیکھنا ملکہ بران شمشیر زن کو اپنے کمال پر بڑا دعویٰ ہے یون پھنسے کہ جیسے دام مین جانور کو صیاد پھنساتا ہے جنکے تونے نام لیے ان سب مین بران صاحب لیاقت ہے لیکن بابدولت کے سامنے کیا حقیقت ہے اگر کوکب روشن ضمیر بابدولت کے مقابلہ مین آئے تو ایک دم بھاگ جائے مین اُسکی کیا حقیقت جانتا ہون وہ چھوکری کیا ہے ایک اشارہ اُسکے واسطے کافی ہے یہ باتین کرتا ہوا افراسیاب جادو کو ساتھ لیکر ایک صحراے سبزہ زار مین وہ سبز قدم آیا کوس بھر کے گرد مین ایک حصار کیا کھڑا ہوکر کچھ پڑھنے لگا ایک غبار بلند ہوا ابر تیرہ و تار چھا گیا برقین تڑپ کے اس مقام پر گرنے لگین افراسیاب جادو کا ہاتھ تھام لیا ایک گوشہ مین ٹھہرا یا کہا اب تماشا دیکھو باغی آتے ہی سزا پائین دام موج رگ گل مین گرفتار ہوجائین ایک ایک نخل انکے واسطے اژدہا جانگزا اس باغ کی بہار ہے ایک ایک پھول آنکھین نکالے گا رنگ گل شرارۂ آتش بنجائیگا ہوا یہان کی تیر دلدوز ہے چمن آتش پرسوز یہ کہکر افراسیاب جادو کو لیکر ایک کنارے بیٹھا منتظر آمد ملکہ بران ہے مصروف یہان تو خضران سبزہ پوش صحرا نشین نے یہ دام مکر پھیلایا یعنی باغ سحر بنایا لیکن ملکہ بران شمشیر زن و باغبان صف شکن و بہار رنگین غدار وغیرہ تخت پر چلی تھین صحراے خارستان ملے چشمۂ آب روان ان منزلون مین نایاب کانٹون کے جنگل اس منزل پرخار کے مسافر مضمحل راہ خطرناک جادہ منزل آتشناک ہوائین مختلف فصل گرمی کی دھوپ پڑ رہی ہے چہرے کملا گئے ہر ایک کو یہی خواہش ہے کہ کوئی مقام فرحت افزا ملے چند ساعت وہان ٹھہرین دل کو تسکین دین ناگاہ دور سے ایک باغ پر بہار پر نگاہ پڑی سرسبز و شاداب ہر چمن نایاب بار اثمار سے شاخین جھوم رہی ہین طائر زمزمہ سرا گلشن فرح افزا نظم

کسی تختے مین لالۂ داغدار　　کسی جا گل اشرفی کی بہار
کسی جا پہ جوہی کہین کیتکی　　کسی جا پہ بیلا کہین سیوتی

کسی جا پہ نرگس کے گل ہوشیار　　کسی جا پہ صد برگ کی وہ بہار
کہین جعفری اور شبو کہین　　شگوفے کی اور چنبیلی کی بو کہین

کسی جا پہ سوسن کہین ہے بیل　　ہر اک رنگ مین شان قدرت کے کھیل
کسی جا پہ باہم انار و بہی　　کسی جا مقابل کھڑے سرو سہی

مسلسل وہ سنبل کا عالم جدا　　کہ مصداق ہے زلف محبوب کا
روش نہریان صاف آئینہ دار　　پڑا اسپہ عکس ہے تار تار

نہی اس صفائی سے چوپڑ کی نہر　　کہ دیکھے سے آئے جوانی کی لہر
کھڑے اپنے پانی مین قرقرے　　بط آبی کی صورت بطون کے پرے

اُگا تھا لب جو ہر اک سرو ناز　　کھڑے خضر جیون آب حیوان پہ جون
مگر دیکھے سے اُسکے بے ساختہ　　کرین چہچہے قمری و فاختہ

کہین بگلے بیٹھے کہین اڑتے مور　　چمن مین کہین دوڑتے ہین چکور
لگے ہین ہر اک جا جو جھونکے وہ پھر　　وہان مانتین ہین لگاتی جھنگیر

چمن مین کوئی پھول چنتی پھرے　　کوئی کوک کوئل کی سنتی پھرے
مصاحب کوئی انکی کوئی خواص　　مگر اپنے عالم مین ہر خاص خاص

ہر اک رنگ کی پہنے پوشاک وہ　　جگت رنگ چالاک بیباک وہ

صدہا کنیزان زرین لباس بصد جوش و خروش اُس باغ جنت نظیر مین پھر رہی ہین ایک نازنین گل کی افسر تاج بے بہا سر پر حُسن مین

رشک شمشیر و قمر دریائے جواہر میں غوطہ زن گلعذار گلپیرہن جواہر نگار کرسی پر بصد زیب فرسمت گلشن پیخزان نگران گرد مصاحبان عالیشان ملکہ بہار نے جو یہ تماشا دیکھا ایسا باغ پرفضا نظر آیا گھبرا کر کہا کو صاحبو بانی بناے باغ عالم نے اپنا فضل شریک حال کیا غنچہ آرزو دکھلا چلو اس باغ میں چل کر دم لین آب صاف و شفاف بھی موجود ہی سب طرح کا سامان عیش و عشرت مہیا ہی اسکی قدرت کا تماشا ہی باغبان قدرت وغیرہ تو گھبرائے ہوے راہ دور و دراز کو طی کر کے آئے تھے پیاس کی شدت دھوپ کی حدت آنکھون مین دم انتشار کا عالم سب نے کہا بہتر مگر مجلس جادو سب مین کسن بلائے روزگار ہی اسنے سر جھکا لیا کہا ای ملکہ عالم یہ باغ نیا معلوم ہوتا ہی جب ادھر آئے تھے اس باغ پُر بہار کو ندیکھا تھا یا تو نو تعمیر ہی یا ہمارے آپ کے پھنسانے کی تدبیر ہی ملکہ بران نے غصہ مین کہا ای چھوکری تو کیون بولتی ہی تجھے کیا دخل ہی ملکہ بہار اس ملک کی واقفکار باغبان قدرت طلسم کے رازدار کیا ہمارے یہ سب لوگ دشمن ہین کہ ہمکو بلا مین پھنسادینگے یہ ہمارے دل کو کبھی یقین نہین ہی باغبان نے کہا اگر باغ نیا یا پرانا ہو گا تو ہمارا کیا کر سکتا ہی چند عورتین یہان موجود ہین انکے بھی کان پکڑ کے اپنے ساتھ لیتے چلین گے اور ہمارا یہ کیا کر سکتی ہین باغبان نے جو اسطرح کہا اور زیادہ سبکو اطمینان ہوا جب تخت ان سبھون کا اُترتا ہوا قریب دیوار باغ پہونچا وہ نازنین تاجدار کرسی سے برائے تعظیم اٹھی ملکہ بہار و ملکہ بران شمشیرزن کو جھک کے سلام کیا دست بستہ عرض کی ای ملکہ عالم آئیے تشریف لا کے کنیز کو سرفراز فرمائیے ہمتو عرصہ دراز سے حضور کی قدمبوسی کے مشتاق ہین یہ بھی اتفاق ہی کہ آپ نے ادھر قدم رنجہ فرمایا کنیز قدیم کو آپ نہین پہچانتی ہین گل اندام میرا نام ہی عرصہ دراز سے میرا قصد تھا کہ خدمت مین حاضر ہون مگر آج اختر اقبال چمکا کہ حضور کا جمال آفتاب مثال نظر آیا اسطرح خوشامد سے جو اُس نازنین مہ جبین نے کہا یا دھون سردار تخت سے اُترے اُس نازنین نے بڑھکر ملکہ بہار کے قدمون کو بوسہ دیا کنیزون کو حکم ہوا جلد بارہ دری آراستہ کرو سامان عیش و نشاط مہیا ہو استقبال کر کے سب کو بے چلی ناز کرتی ہوئی کہ آج میرے واسطے روز سعید ہی ملکہ بہار نے سرفراز فرمایا اسطرح پر استقبال کر کے پھول لٹاتی ہوئی مسکراتی ہوئی کنیزون پر تاکید کی گلدستہ ہائے گل تیار کرو ملکہ بہار کے واسطے بدھیان طرہ یہ کہ زیور گل بھی اسوقت تیار نہین ہی کنیزین بھی خوشی مین عرض کرتی ہین لونڈیان ابھی حاضر کرینگی گلدستہ ہائے گل تیار ہین اس سامان سے بڑی عظم و شان سے نازنین گل اندام ملکہ بہار وغیرہ کو لیکر بارہ دری مین آئی مسند مین آراستہ کر دین ملکہ بران و بہار وغیرہ کو بٹھلایا دست بستہ ہو کر عرض کی کہ جو کچھ ما حضر اس کنیز کو میسر ہی حاضر کرون باغبان نے کہا ای گل اندام یہ باغ تمھارے بزرگون کے وقت کا ہی یا افراسیاب نے بخوا کرم حمت فرمایا گل اندام نے عرض کی حضور یہ باغ نو تعمیر ہی خاک

یہان کی اکسیر پھولون مین یہان کے تارون کی تنویر گل مہتاب رشک ماہ منیر ہی کل شہنشاہ نے حکم دیا
تھا ای گل اندام بر سر لشکر خدا پرستان لشکر کشی کر و حضور مین نے جو آپ لوگون کا نام سنا دل مین خود بخود
محبت پیدا ہوئی نام پر دین اسلام کے شیدا ہوئی ہر روز قصد کرتی تھی کہ خدمت فیض درجت مین جاون
مگر آب و دانہ نے نہ چاہا اب حضور کے ہمراہ چلونگی مدت سے مطیع اسلام ہو چکی ہون یہ جو سردارون نے
سنا ملکہ بہار پھول گئی خوشی مین آکر حکم دیا کہ میوہ خشک و تر حاضر ہو دو دو جام شراب کے بھی سب نے پیے
جام پیکر آنکھون مین نشہ آیا جام شراب پینے کا یہ مآل ہوا آفتاب عقل کو زوال ہوا چہرون پر اداسی
چھائی خود بخود طبیعت گھبرائی باغبان نے گھبرا کر طرف ملکہ بہار کے دیکھا ملکہ بہار نے اشارہ کیا
باغبان کا رنگ دگرگون ہے خدا خیر کرے مجلس جادو نے کہا ہم پہلے ہی کہتے تھے ہمارا کہنا نہ مانا اس
گل اندام نے دام زلف مسلسل مین پھنسایا یاد تو کیجیے سحر فراموش ملکہ عنبران نے اشارہ کیا چھوکری سچ
کہتی ہے ای باغبان یہان آکر کس بلا مین پھنسے اگر ہو سکے نکل چلو یہ جو آپسمین اشارے کنائے ہوے
گل اندام قہقہہ مار کر ہنسی کہا ای دشمنان شہنشاہ طلسم ہوشربا ای گرفتاران مجلس رنج و بلا اب اس
باغ حیرت خیز سے نکلنا دشوار کدو کا دش بیکار مصرعہ چون قضا آید طبیب ابلہ شود باغبان ایسا
پختہ مغز بی برآن اتنی کامل بی مخمور و بہار ایسی زبردست یکا یک یون پست ہون اقبال شہنشاہی
دشمنون کی تباہی شہنشاہ بھی اب آتے ہین آپ سب صاحبون کی دعوت کرینگے سب سامان مہیا ہے
افراسیاب کا قول ہے مخمور و بہار میری منظور نظر ہین انکی ظلم و بدعت کے ہم خوگر ہین آپ کو بھی مناسب
ہے کہ شہنشاہ سے عذر کرین خطا معاف کرا دونگی ان باتون کا گل اندام کی کون جواب دے آپسمین اشارے
کنائے ہو رہے ہین اپنی زندگی سے بیزار موت کے امیدوار بخوبی آگاہ ہو چکے ہین کہ سحر فراموش ہوا اقبال ہم سے
روپوش ہوا جلاد کا سامنا دیکھین تقدیر کیا دکھائے اٹھنے کا قصد کرتے ہین دل بیٹھا جاتا ہے طائر ہوش پران
زلف عنبرین سراسر پریشان اس حال زار مین سب بیٹھے ہین گل اندام ہنس رہی ہے جو کنیزین خدمتگزاری
مین مصروف تھین وہ مضحکہ کرتی ہین کہ سب کو دار پہ کھینچین گے ایک کہتی ہے کہ ہمارے استاد خضران سبزپوش کا
سحر ہے وہ ہی جام ہے شیشۂ دل شراب عقل سے خالی ہوے اب گویا نشہ کا اتار ہے جام شراب مرگ کا خمار ہے
ملکہ بہار حیران حیران ہر سمت دیکھتی ہے کبھی مخمور سے اشارہ کیا اری کمبخت سحر یاد کر کسی طرح سے نکل بلین مخمور کا
اشارہ ہے کہ ای بہار بڑی خرابی ہوئی مین بھی سحر بھول گئی تمھاری حماقت پر بھولی یہ نجانتی تھی کہ تم یہان کے
حال سے ناواقف ہو ورنہ پہلے ہی تدبیر ہوتی اب سحر اسکا رگ و ریشہ مین تاثیر کر چکا اب رہائی ناممکن یہ
کلام ابھی تمام نہونے پایا تھا کہ سامنے سے دیکھا افراسیاب جادو تیغہ کاندھے پر رکھے ہوے ابرو پر بل

اکڑتا ہوا ظاہر ہوا ایک جانب خضران سبز پوش صحرا نشین چلا کے کہتا ہوا کیون افراسیاب جادو ہمارے سحر نایاب کی ترو تازگی دیکھی کیا باغ بنایا بڑا لطف یہ ہی کہ ملکہ بہار کو پھنسایا باغبان کو دیوانہ بنایا بی بران سرکشی بھولین دیکھیے اپنے ہوش سے باہر ہین بی مجلس کیسی خاموش بیٹھی ہین ابھی سحر یاد آئے تو تڑپ کے ہم پر آپڑین مگر کیا کر سکتی ہین افراسیاب جادو نے خضران سبز پوش صحرا نشین کو ان باتون کا جواب نہ دیا مخمور و بہار کو دیکھکر گھبرایا یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آگے بڑھا اشعار

بلبل سے کرتی کب ہے عروس چمن حجاب
کب تک رہیگا وصل بت پاکتن حجاب
ہر بزم مین نثار ہین پروانے شمع پر
پھرتی ہین ہر بشر کے لیے بانکپن حجاب
نافہ نہین یہ پردۂ غیرت ہے اے پری
ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب
دیکھ آنکھ اٹھا کے یار کہ عالم شکار ہو

ہمسے ہے کسلیے تجھے اے گلبدن حجاب
حسن برہنگی کے اٹھاتے ہین مزے
عاشق کے واسطے نہین کچھ انجمن حجاب
دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول
رکھتا ہے تیری زلف سے مشک ختن حجاب
برسون ہوئے کہ عاشق خدمت گزار ہون
کسکا تجھے ہے ظالم ناوک فگن حجاب
کرنے لگی خزان سے بہار چمن حجاب

افسون شرم باعث تسخیر ہو چکا
ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب
کج بازیون کے لطف جوانی مین خوب ہین
اس شرم سے ہوا ہی شہر کفن حجاب
بے پردہ دیکھتے ترے نور جمال کو
مجھ سے بچا ہے تجھے اے سیمتن حجاب
آخر کدورت آ ہی گئی اتحاد مین

یہ اشعار جو افراسیاب جادو نے پڑھے ملکہ بہار و مخمور کو بہت ناگوار ہوا سر جھکا کر کہا او سحیا کیا بیہودہ بکتا ہی اگر قضا ہماری آچکی ہی کون بچانیوالا ہی اور اگر ایام حیات باقی ہین کون قتل کر سکتا ہی دیکھا تو نے خواجہ نے اسد نامدار کو گنبد نور سے کیونکر رہا کر لیا تو کیا کر سکا انشاء اللہ اب لوح لیکر آئینگے حال کھلجائیگا ہمارے مرنے اور قتل ہونے سے طلسم کشا کا کیا بگڑتا ہی اس طرح کے کلمات سخت سردارون نے جواب مین کہے شہنشاہ تو سر جھکا کر خاموش ہو رہے مگر خضران سبز پوش غصہ مین کانپتا ہوا آگے بڑھا کہا اے بہار و باغبان و اے ملکہ بران تم سب میرے گنہگار ہو ہین اپنے طور پر قتل کر دونگا تا بکوہ عقیق اترتا ہوا جاؤنگا حمزہ کو بھی گرفتار کرکے لاؤنگا اب تو باغبان کو تاب نہ آئی کہا او مرد صحرائی کیا بیہودہ بکتا ہی مکر کرکے ہمکو سحر بھلا دیے اب کیا ناز کرتا ہی اگر سحر یاد آجائے تو تجھکو مزا چکھائین اب تیرے بس مین ہین جو ہو سکے وہ کر زبان سے کیون کہتا ہی انشاء اللہ بدلہ اسکا ہو جائیگا خضران سبز پوش صحرائی یہ کلمات سنکر بہت جھلایا ابر جو سر پر سایہ فگن تھا اسکی جانب دیکھکر اشارہ کیا وہ ابر سیاہ برسنے لگا تمام باغ آتش بار صحن چمن تیرہ و تار ہوا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ چھپ گئے بعد عرصہ دراز کے افراسیاب جادو نے دیکھا ملکہ بہار عندلیب خوش نوا کی صورت بنگئی باغبان ایک عقاب بلند پرواز ملکہ بران شمشیر زن بصورت طوطی زرین بال اسی طرح سب سردار بصورت جانور بنکر اڑ کر اس ابر

کے سر پر سایہ فگن ہوئے باغ وغیرہ تمام معدوم خضران سبزپوش نے افراسیاب سے کہا اب مین ان سبکو لیجاکر
ایک صحرائے ہولناک مین قتل کرونگا وہان سے طرف کوہ عقیق کے سفر ہو تو جاکر لشکر مہرخ کی فکر کریان سبکو گرفتار
کرکے ایک ہی دن مین خاتمہ کیا جائے افراسیاب نے کہا استاد جسطرح آپنے ارشاد فرمایا اسی طور سے انتظام ہوگا مین ابھی جاکے
ایک ساحرہ ابسازیر دست بلاتا ہون کہ مسلمانون کو بذلت قتل کرے الغرض استاد وشاگرد مین خوب صلاحین ہوئین
خضران نے سرداران مذکور کو جو بشکل قمری وعندلیب وخرخشنود وعقاب وطوطی زرین بال تھے اسی برہمن
مخفی کرلیا زیر ابر اور ہزارہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہین یہ طائر بیکس دبے پر ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین
جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی مصیبت کا مارا اپنے حال زار پر روتا ہے خضران تو اسیطرح سیر وشکار
کرتا ہوا تخت پر سوار بشکل طائران مقیدان سحر ودیگر طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے عیش وعشرت مین مشغول
غم دین ودنیا فراموش ایک جانب روانہ ہوا افراسیاب جادو خوشی خوشی طرف لشکر حیرت کے چلا

دو کلمہ داستان لشکر ملکہ مہرخ سحرچشم کے بیان ہوتے ہین اشعار

یاس ہوکر کچھ دنون ہم چشم بسمل مین رہے
جو تمھارے منہ سے نکلے سب رہے دل مین رہے
آنکھ کو نیند آئی نہ اپنی نہ آنکھ جھپکی یکدم
تا سحر ہم انتظار عہد باطل مین رہے
خنجر قاتل کی ایذا مین اجل کی تلخیان
وہ مسافر تھے کبھی گرنہ منزل مین رہے
تھے بیجا حجت بے سود تقریر فضول
داغ ہوکر ہم کنار ماہ کامل مین رہے
خشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق
اشک جو ٹپکے رہے اماں ساحل مین رہے
اسکے گانے کے تھے ہم مشتاق بر سولے نسیم
داغ بنکر مدتون دامان قاتل مین رہے
خاطر گل عاشقون کو تھی جو منظور مزاج
ذکر ہوکر رات بھر ارباب محفل مین رہے
کثرت تکلیف سے ہم آپ نالے ہوگئے
روح بسمل کی طرح ہر وقت مشکل مین رہے
خوب ہی سمجھی ہوا اچھا آفرین ہمکو ہو
جوش گریہ کس کے فراج مردجاہل مین رہے
نام آزادی زبان پر آگیا تھا اسلیے
زندگی جبتک رہی کیا کیا قلق دل مین رہے
نقش کی امید نے نقشہ دگرگون کردیا
اسلیے شب بھر رقیبون کی بھی محفل مین رہے
اٹھ گئے شکوے طعنے بے سود اقرار دروغ
بے اثر ہوکر اثر شور عنا دل مین رہے
سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کیا
لب پر آئے یا کبھی بیمار کے دل مین رہے
اشک ناطاقت کی صورت ہر قدم پر گر پڑے
ہم خیال یار بنکر یار کے دل مین رہے
تیرہ بختی نے کبھی دکھلایا نہین آخر فرغ
یا نون میرے مدتون قید سلاسل مین رہے
دیدۂ گریان کی غرت کسقدر دریا نے کی
تا فراق روح وتن ہم فکر عاقل مین رہے
افراسیاب جادو خضران

سبزپوش سے رخصت ہوکر خوشی خوشی تخت پر سوار ہوا طرف لشکر حیرت جادو کے چلا یہان ملکہ حیرت
جادو مقابلہ مین لشکر ملکہ مہرخ کے فروکش ہے مگر ہر وقت یہی خیال ہے کہ ای حیرت جادو کچھ کیفیت خواجہ عمرو
واسد نہ معلوم ہوئی یقین ہے سارہان زادہ تا بطلسم صندل پہونچ گیا ہو یقین ہے نامہ ضرور آئے
وہان ملکہ مہرخ نے چالاک سے کہا کہ ای سرہنگ سردار ہمارے برائے مدد اسد نامدار وخواجہ عمرو

گئے ہین کچھ احوال دریافت نہوا لشکر حیرت جادو سے جاکر دریافت کیجیے اپنے جان نثارون کی خبر لیجیے چالاک بہ شکل خدمتگار بارگاہ ملکہ حیرت مین آیا نگاہ پڑی جمال جہان آرائے حیرت جادو پر کہ تخت سلطنت پر جلوہ فرما بصد ناز و ادا واگرد کنیزین بیچ مین یہ ماہ تابان بصد عظم و شان چالاک چونکہ عاشق صادق ہی گلچینی گلشن جمال محبوب مین مصروف ہی کہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی شہنشاہ تشریف لاتے ہین حیرت جادو واسطے استقبال کے اٹھی افراسیاب کا تخت آکر اترا حیرت جادو نے سلام کیا افراسیاب نے خوشی مین کہا ملکہ مبارک ہو دشمنون کا کام تمام کیا حیرت نے کہا مفصل ارشاد فرمایئے افراسیاب نے کہا دریافت ہوجائیگا بی مہرخ نے بڑا دام مکر پھیلایا ہی کشکر مین بہار جادو و باغبان و رعد و برق لامع و مخمور نہین ہین مگر کیا انتظام ہی کہ آج تک کسی پر ثابت نہوا بایدولت نے جاکر ان سبکو مار ڈالا انکی بھی فکر کرتا ہون حیرت نے ہرچند پوچھا کہ شہنشاہ کہان گرفتار کیا کس مقام پر قتل ہوئے افراسیاب نے کچھ نہ تبلایا ایک پرچہ لکھکر ہوا پر اڑا دیا تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ایک ساحر آسمان سے ظاہر ہوا سامنے افراسیاب کے اترا ہاتھ باندھ کے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہی افراسیاب نے کہا اے سیلان جادو ملکہ مہرخ کو مع لشکر ڈبو ڈبو کے ہلاک کر ان مقامات پر سامری و جمشید نے اسی دن کے واسطے قصور بلند و مرتفع تیار کرائے تھے کہ دشمن ہمارے آسین مین ہین اور دوست جفا سہین خبردار عرصہ نہ کرنا سیلان نے عرض کی غلام جاتے ہی اس جوش و خروش مین سحر کریگا کہ ایک بچ کر نہ نکلنے پائے جہاز حیات مسلمانان غرق ہوجائے افراسیاب نے کہا اے سیلان جادو بایدولت سامنے آکر تمھاری جانبازی و بہادری ملاحظہ فرمائینگے یہ سنکر سیلان جادو نے دونون پاؤن زمین پر مارے غرق ہوکر غائب ہوا افراسیاب جادو تماشا دیکھنے چلا چالاک یہ خبر وحشت اثر لیکر بھاگا سامنے ملکہ مہرخ کے آیا عرض کی اے ملکہ عالم ہوشیار ہو جاؤ لشکر افراسیاب آتا ہی ملکہ مہرخ گھبراکر اٹھین جبتک باہر آئین لشکر مین تلاطم برپا ہوا ظاہر ہوتا تھا طوفان اٹھا باہر نکل کر دیکھا پانی کا جوش و خروش دریا موج مارتا ہوا چلا آتا ہی صدہا خیمے بارگاہین ڈوبین خیمے سے مثل حباب بہتے پھرتے ہین ملکہ مہرخ نے سحر کرنا شروع کیا لیکن دریا مین کمی نہین دمبدم دریاے قہار کی طغیانی ملکہ مہرخ موے کا کلکشا و ملکہ ہلال سحر افگن و خورشید زرین سحر و لرزان و زلزلہ وغیرہ جانبازی مین مصروف ہین لیکن موجۂ دریا کم نہین ہوتا اسوقت اہل اسلام مین صداے فریاد بلند ہر کہ و مہ دردمند یہ جو سرداران زبردست ہین سحر کرکے اپنے کو بچاتے ہین فوج والے بیدست و پا ڈوبے جاتے ہین مالک بحر و بر کو پکار رہے ہین نا خداے عالم سے فریاد سیلان کنارے پر کھڑا ہوا ہی کبھی ملکہ مہرخ کو

آواز دیتا ہے اے مہرخ دیکھو سامنے شہنشاہ لڑائی کو ملاحظہ فرما رہے ہین چلو تمھاری خطا معاف
کرا دون تمھارے ساتھ والے بھی غرق محیط بلا ہوے سرکشی کرنے والے کیا ہوئے اب تامل مین خرابی
ہے اب مین تامل نکرو ننگا اب کی سحر مین غرق دریاے فنا ہو جاؤ گی اُس سحر جا نگذا سے مہلت نپاؤ گی مہرخ
نے جواب دیا او ملعون تیری کیا طاقت ہے افراسیاب کی کیا لیاقت ہے جو ہمکو قتل کر سکے وہ جو راہ
مین ہین اُنکا بھی پروردگار نگہبان ہے یہان بھی اُسی کا احسان ہے ایسے جواب سُنکر سیلان جادو
جوش غضب مین سحر کر کے دریا کو زور دیتا ہے حقیقت مین ہزارہا بندگان خدا ڈوبے کوئی چارہ نہین ہے
اسوقت ملکہ مہرخ کو عالم یاس چہرہ اُداس اپنے بے نیاز کارساز سے مصروف دعا سرداران خاص سے
حکم ہے جہان تک ہوسکے تبرا کو بچاؤ اُنپر کوئی زوال نہ آنے پائے وہ جواب دیتے ہین ملکہ عالم ہمارا سحر
جواب دیتا ہے ساتھ والے ہزارہا ڈوبے اگر چند کس بچے تو بیکار مرگ انبوہ جشنے دارد بھائی کا داغ بھائی
نہ دیکھے بڑی مشکل ہے یہ صدمہ دل سے نہ اُٹھے گا دیکھین آج کیا انجام ہوتا ہے افراسیاب کو بڑا
غصہ ہے بھار دیا غیبان وغیرہ کو کسی آفت مین پھنسا کے آیا ہے بہت بلبلا رہا ہے سیلان جادو ملعون
زورون پر چڑھا ہے اطاعت کا خواہان ہے یہان جان جائے گی لیکن اب حرف اطاعت کجا کیا منھ لیکر
سمیا کے سامنے جائین رومال سے ہاتھ باندھین دستگیر عالم مددگار ہے لشکر مہرخ مین عجب تلاطم ہوش سرداران
کے گم موت کا سامنا دریاے سحر جوش پر قریب تھا کہ لشکر مہرخ اُس دریاے پُر بلا مین غرق ہو کہ آسمان سے
لکہ ابر گلنار پیدا ہوا افراسیاب حیرت جادو سے باتون مین مصروف ہے کہ وہ لکہ ابر گلنار قریب آیا
لشکر اسلام پر پہونچ کے محیط ہوا ابر سے شعلے گرنے لگے دیکھا سب نے دریا خشک ہونے لگا کچھ پانی زمین مین
جذب ہو کر غائب ہوتا ہے کچھ کنارے غار ظاہر ہوے اُسمین پانی جا کر چھپتا ہے ابر گلنار کو دیکھکر دریاے
تہارر دیوش سیلان جادو کو سحر فراموش تھی جو مہلت لشکر اسلام نے پائی سحر کرتے ہوئے ڈرے سیلان جادو
گھبرایا یہ کیا ماجرا ہے ابر کیسا آکر محیط ہوا ابر سے شعلہ ہاے آتش کا تار بندھا ہوا ہے ہر مرتبہ شعلے گرنے مین دریا
مین کمی میرے سحر مین برہمی ہو رہی ہے یکایک ابر پھٹا اُسمین سے سب نے دیکھا بھتیجی کوکب روشن ضمیر کی ملکہ
اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن طاؤس زرین بال پر سوار سحر کرتی ہوئی ظاہر ہوئی وہین سے نعرہ کیا
او سیلان جادو بہتری اسمین ہے کہ اطاعت دین اسلام کر تو نے غضب کیا بہت سے مسلمانون کو مارا سب کا
خون تیری گردن پر ہے ملکہ اختر کو دیکھکر سیلان جل گیا کہا او چھوکری تجکو بھی یہ دن نصیب ہوا ہم لوگ
ارکین طلسم ہوش ربا صاحبان مہر و وفا و جرأت و شوکت مین یکتا ہین اختر نے آواز دی کیا بیہودہ بکتا ہے
گڑے ہوے مردے نہ اُکھیڑ کچھ کمال دکھلا سیلان جادو نے بڑھکر سحر کیا ملکہ اختر پر بھی شعلہ ہاے آتش

گرے اُس آفتاب عالمتاب آسمان افسونگری نے ہنسکر شعلون کو بجھا دیا اب غصہ آیا ابروؤن پر بل پڑا
نیمچہ ہلالی کمر سے کھینچا سیلان جادو پر جا پڑی مثل رعد گرجی بصورت برق چمکی وہ سحر کیے سیلان پر برس
پڑی نیمچہ چمکا کے آواز دی او سیلان جادو یہ حربہ اخیر ہی تیرے بجھانے کو دم جہ ہر شمشیر ہی سیلان جادو نے
بہت سحر کیے اختر نے سب دفع کر دیے قریب پہونچ کے نیمچہ ہلالی کا ہاتھ مارا اُسنے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا نیمچہ
سحر اختر چمک کے گرا خرمن حیات سیلان جلا دیا ناری کو خاک مین ملا دیا اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف
باری ہونے لگی پلٹ کے افراسیاب نے دیکھا کہ ملکہ اختر نے سیلان کو ٹھنڈا کیا واصل جہنم ہوا غصہ مین خود اُٹھا
اتنے عرصہ مین آواز آئی کشتی مرا نام من سیلان جادو بود افراسیاب نے نعرہ کیا اختر سامنے سے بھاگی
افراسیاب نے پیچھا کیا جب افراسیاب قریب پہونچتا ہی ملکہ اختر افراسیاب پر سحر کرتی ہی آپ ہی
بھاگتی ہی افراسیاب اُسکو دفع کر کے پھر دوڑ پڑتا ہی اختر کو جب کچھ نہین بن پڑتا ہو زیور سے سحر کر رہی ہی
یعنی بجلی اُتار کر کھینچ ماری افراسیاب پر برق گری یہ بچا ایسے شعبدون کو کب مانتا ہی پھر آکے تڑپتا ہی
اختر جادو بھاگتی ہوئی افتان و خیزان جاتی ہی لیکن افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا دو کوس تک اختر
بھاگی افراسیاب ساتھ ساتھ آیا ایک مقام پر اختر نے سب اسباب سحر بھی افراسیاب پر پھینک مارا
تلوار خنجر شعلہ ہاے آتش افراسیاب پر گرے اختر نے چاہا نکلجاؤن کہ پشت پر سے ایک ساحر پیدا ہوا
افراسیاب کے منھ سے بے اختیار نکلگیا کہ اے محفوظ جادو اس گیسو بریدہ کو لینا بڑے ساحر کو اُسنے مارا ہی
نابدولت کو صدمہ عظیم پہونچایا جب ملکہ اختر پلٹی اُس ملعون نے دام جمشیدی ملکہ اختر پر مارا غفلت مین یہ
پھنسی چاہا کہ تڑپ کر جال کو توڑون دام سے اُس بچا کے نکلجاؤن مگر اُسنے ڈبیا خاک قبر جمشیدی کی نکالی وہ
خاک اُڑا دی غبار الم قلب پر چھایا اُس نیر سپہر حسن و جمال کو غش آیا محفوظ نے فوراً ملکہ اختر کو بیچ قفس
مین بند کر لیا اُس ماہ تابان و مہر درخشان کو بمصیبت ملک سے اُس بچا نے گرفتار کیا افراسیاب نے کہا اے محفوظ
جادو اُستاد ہمارے حضرات سبز پوش صحرا نشین گنہگارون کو لیے ہوئے فلان صحرا مین فروکش ہین یہ قید
جاکر اُنکے حوالے کر دے وہ سمجھ کر قتل کر ڈالینگے یہ کہکے افراسیاب پلٹا کہ حیرت کو جا کر مطمئن کرون مہرخ وغیرہ
نے سحر سیلان کے وہ صدمے اُٹھائے تھے کہ آبرو بچانا دشوار تھی جب اختر جادو نے آکر سیلان جادو کو مارا
اور افراسیاب نے تعاقب اختر کا کیا ملکہ مہرخ نے مہلت پائی سرداران زخمدار کو لیکر بارگاہ مین آئی ملحوظ
خاطر ناظرین ہو کہ زخم وزری ان سب کی ہو رہی ہی افراسیاب جادو بارگاہ حیرت مین آیا یہ مژدہ فرحت آگین
سُنایا لو ملکہ مبارک ہو بدست محفوظ جادو اختر کو بھی مین نے خدمت مین اُستاد کے روانہ کر دیا حیرت
بہت خوش ہوئی برائے افراسیاب صحبت عیش آراستہ کی

دو کلمہ داستان حیرت بیان پرورد کا جہد رعنائی حاکم اقلیم زیبائی گرفتار قفس رنج و محن یعنی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن بیان کیے جاتے ہین اشعار

اپنی ہستی پر نہو کیون مشتعل ہر بار درد
باعث راحت مجھے ہے کہ ہے اے غمخوار درد
صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ
مٹ گیا اے جان زیبا یہ دلدار درد
صورت معشوق ہو اسکی جدائی ناگوار
دل مین کچھ پیدا کرے ہر صاحب اشعار درد
عاشقون کے حال کی معشوق کو پروا نہین
کیا عجب پیدا کرین وہ مین ہر سکے اشعار درد
کثرت تکلیف سے آتے ہین نالے تا زبان
کسقدر رکھتا ہے شور بلبل گلزار درد
بات منہ سے کس طرح نکلے کہ عالم غیر ہے
چاہتا ہے دشمن اپنا صاحب آزار درد
ایک جانب چارہ گر ہین ایک جانب غیر دوست
کسقدر رکھتا ہے دل مین عاشق بیمار درد
ضعف سے طاقت نہین فریاد کی باقی رہی
دوست رکھتا ہے نہایت غم جسم زار درد
زخم دل چاک جگر سینہ سراسر داغدار
تجکو کیا معلوم ہے رکھتے ہین کیا ہم یار درد
ہمنفس کیا پوچھتا ہے نالے مین کیا ہوتا ہے
غیر ممکن ہے کہ ہووے کا دفع آزار درد
کم نہین ہے زخم سے ایذا کلام تلخ کی
آج رکھتا ہے نسیم اپنا دل افگار درد
وہ کبھی آ جاتے مین اگر پوچھنے کے واسطے
ہمکو دکھلاتا ہے کیا کیا گرمی بازار درد
صورت حرف غلط بیمار ہجران کا ترے
دل مین ہے میرے بشکل لذت بیکار درد
بے مصیبت دوستی لطف سخن ہوتا نہین
کیا لکھ سکتا ہے کیا کیا عاشق ناچار درد
نظم ہے کیفیت حال مصیبت خیز عشق
آج کی شب میرے پہلو مین ہے بے دلدار درد
چاک کرتا ہے دم فریاد ہر گل پیرہن
کرتی ہے پیدا جگر مین بات کی تلوار درد

محفوظ جادو نے اُس عندلیب گلشن حسن و جمال کو قفس آہنی مین بند کیا اور لے کر طرف خضران کے چلا متوجہ ہوا سے اختر کی آنکھ کھلی اپنے کو اُس مصیبت مین مبتلا دیکھا ایک ساحر سیہ فام قفس مین بند کرکے لیے جاتا ہے ملکہ اختر فرماتی ہین منظم

ایک میری ہی نہ تھی وان چشم تر
ہیچو اشک از دیدہ پر خون چکید
اور ثریا عقد گوہر بار تھی
روتا تھا یا دیدہ ہائے خونفشان
صبح صادق نے کیا سینہ کو شق
روتی تھی شبنم بھی میرے حال پہ
چشم انجم سے گرے پڑتے تھے اشک
چشم پر خون اشک خون افشار تھی
اک تو اس غم سے دل شب تھا دو نیم
خون دل پینے لگا اپنا شفق
قطرۂ شبنم کہ از گردون چکید
جیون گہر افلاک سے جھڑتے تھے اشک
آستین رکھ منہ کے اوپر کہکشان
تس پہ آہ سرد بھرتی تھی نسیم

ملکہ اختر اپنی جان سے بیزار اس سیہ رو نے اس ماہ عالم افروز کو بوقت شب گرفتار کیا تھا اب جو سحر ہوئی آفتاب جمال ملکہ اختر پر اُس بیحیا کی نگاہ پڑی بیقرار ہو گیا ایک کوہ پر آکر ٹھہرا قفس سامنے رکھدیا آپ دست بستہ عرض کرنے لگا اے شہنشاہ ملک خوبی و اے سرو باغ محبوبی اے ماہ آسمان حسن و جمال اے نیر تابان برج جاہ و جلال افراسیاب نے حکم دیا ہے کہ جاکر قتل کرو لیکن ٹوٹین وہ ہاتھ جو تیر بہ بدعت اُٹھین پھوٹین وہ آنکھین جو تمکو بہ نگاہ قہر و غضب دیکھین غلام اسواسطے اس مقام پر ٹھہر گیا میرے چمڑے کی جوتیان بنا کر

پہنیے غلامی مین اپنی مجکو قبول کیجیے یہ کلمہ جو محفوظ جادو نے کہا ملکہ اختر صاحب شرم و حیا گوہر دریائے مہر و وفا پروردۂ مہد ناز و نعم تاجدار اقلیم جاہ و حشم تھر تھر کانپنے لگی آنکھون مین آنسو بھر آئے کلیجہ پر چھری چلی خرمن ہوش و حواس پر بجلی گری بے اختیار زار زار مثل ابر بہار رو ئی ضبط کرکے کہا او بیحیا یہ کیا تو نے جھک مارا بطور گنہگاران ہمکو گرفتار کیا ہی قتل کر ہمارے خون سے ہاتھ بھر ایسی بات کوئی صاحب لیاقت مُنھ سے نکالتا ہی ہر چند کہ بے بس ہون لیکن یہ تیری مجال نہین ہی کہ میرے دامن عصمت پر دست انداز ہو عم نامدار شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بادشاہ طلسم نور افشان ہمشیرہ میری ملکہ بران شمشیر زن برادر یکجان برابر صاحب چتر و افسر شیر بیشۂ قہر و غضب شاہزادہ جمشید بن کوکب علاوہ ان سب کے مہتر مہتران و بہتر بہتر ہنگامہ سنگ و افسر عیاران بساط بلاد نبی آدم مولانا سے معظم و مکرم صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو نامدار کشندۂ ساحران باج ستانندہ ریش کافران جسوقت سُنین گے کہ ہماری کنیز کو فلان شخص نے ستایا درپے آبرو ہوا الیقین تو یہی ہی کہ اگر وہ شخص آسمان پر ہوگا ہوا بنکر جائینگے اُس بیحیا کو دام تزویر مین پھنسا ئینگے زندہ نہ بچیگا عنایت سے پروردگار کے طلسم کشانے بھی رہائی پائی برائے تلاش لوح تشریف لیگئے ہین وہ بھی ہمارے خون کے دعویدار ہین ہمارے افسر نامدار ہین ابے او بیحیا خبردار اگر ایسا خیال کیا بہت پچھتائیگا اس طرح جو ملکہ اختر نے بہ قہر و غضب جواب دیا محفوظ جادو کی حقیقت کیا تھی خوف سے کانپنے لگا لیکن دل کو کیا کرے شیطان غالب دل تردد منزل وصل کا طالب ہین ہین کرنے لگا یہ جواب ناشائستہ دیا کہ ملکہ مین تو قربان ہون میری جان بچایے اور تو مجھ سے کیا ہو سکے ایک سحر مجکو آتا ہی عطر پر پڑھکے آپ کو سونگھا دونگا اسکی بو دماغ تر و تازہ کریگی مثل میرے آپ کو بھی محبت ہو جائیگی اب ملکہ اختر گھبرائین محفوظ جادو کمر اپنی ٹٹولنے لگا اختر نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اور پکاری اے بانی بنائے شمس و قمر اے مالک بحر و بر اے رزاق مطلق و اے کارساز برحق میری عصمت اس ظالم کے ہاتھ سے بچالے بیقرار ہو کر جو ملکہ اختر تڑپی محفوظ جادو نے قصد کیا کہ مین دست اندازی کرون قفس سے نکالون اختر نے دیکھا اب ستارہ گردش مین آیا قفس مین سر ٹپکنے لگی مثل مرغ بسمل تڑپی ناگاہ آسمان پر ایک روشنی ہوئی تمام صحرا نمونہ وادی ایمن معلوم ہوتا تھا دن کو عالم شب مہتاب ظاہر ہوا طائرون کے چہچہے تدرو خوش رفتار کے قہقہے محفوظ بھی سر اٹھاکے دیکھنے لگا کہ یہ کیسی روشنی ہوئی دیکھا کہ آفتاب جادو مرکب پرند پر سوار نعرے کرتا ہوا کہ او بیحیا خبردار منم آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر محفوظ جادو نے جو آفتاب جادو کو آتے دیکھا اسباب سحر لے کر اُٹھا ادھر آفتاب جادو نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ماہ فلک کوکب روشن ضمیر یعنے ملکہ اختر خوش تدبیر پر دست انداز ہونے کا اُس بے حیا نے ارادہ کیا تھا آفتاب جادو کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا

تیغہ برق تاب بصد قہر و عتاب نیام سے کھینچ لیا اپنے کو زمین سے گرلیا غصہ مین کف منھ مین بھر آیا محفوظ جادو نے ایک گولہ فولاد کا جھولی سے نکالا آفتاب جادو پر کھینچ مارا آفتاب نے آواز دی او بیحیا تیرا بھی اتنا دل گردہ ہوا کہ ہمپر گولا مارا یہ کہکر کچھ اشارہ کیا وہ گولہ اُلٹا پلٹا سینہ کی جانب کو اسکے آتا ہی مثل شعلۂ جوالہ سینہ پر پڑے خرمن حیات کو جلا دے گھبرا کے پکارا تھا مصرعہ اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی ہر چند اُسنے روکا مگر کچھ نہوا وہ گولہ فولادی سینہ پر آکر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا محفوظ کا لاشہ جلنے لگا اپنی حفاظت نہ کرسکا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من محفوظ جادو دود تاریکی دفع ہوئی صحرا روشن ہوا آفتاب جادو نے بڑھکر قفس کھولا ملکہ اختر کو نکالا سوزن زبان سے کھینچی پوچھا ای نور نظر یہ کیا حال ہوا اختر نے تمام کیفیت ظاہر کی آفتاب نے کہا مجکو شہنشاہ کو کب نے آئینہ جمشیدی دیکر برائے مقابلہ خضران سبز پوش بھیجا ہے اُس بیحیا نے بُران وغیرہ کو گرفتار کیا مین تو وہان جاتا ہون تم جاکر لشکر اسلام کی خبر لو اختر نے کہا بسم اللہ ای عم نامدار لشکر اسلام کا خاتمہ قریب تھا سیلان اپنی آبرو ڈبو چکا تھا مین وقت پر پہونچ جاتے ہی اُس بیحیا کو واصل جہنم کیا لیکن اُس ملعون نے مکر سے مجکو گرفتار کر لیا شکر ہے کہ پروردگار نے آپ کو عین وقت پر پہونچایا غرض آپس مین صلاح کرکے بلکہ اختر نے اسباب سحر اپنی ذات پر آراستہ کیا آفتاب نے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن کیا آئینہ جمشیدی ہاتھ مین لیا تلاش خضران مین چلا اختر چمکتی ہوئی طرف لشکر مہرخ کے چلی

اول دو کلمہ داستان خضران سبز پوش صحرا نشین کے بیان ہوتے ہین نظم

جی مین آتا ہی دکھاؤن مستیان پیکر شراب
وقت ادا ہین ساقی نہین کچھ فکر شراب
آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی
پی چکے محفل مین تیری دیر سے پیکر شراب
پھر سنا ہی مژدہ آمد کسی مہوش کا
آج دے ساقی ہمین جو سب سے ہو بہتر شراب
چھن گیا ہی بخت نے آکر سے جو رہے مین بابا
ساقی کوثر سے لینگے چلکے اک ساغر شراب

جلد لا ساقی برنگ بادۂ احمر شراب
ابر ہی امڈا ہوا گل کھلتے ہین کھلتے ہین
یہ تمنا ہی ہمین قاتل تہ خنجر شراب
بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا
ڈھونڈھتا ہی آج پھر ہمراہ مضطر شراب
اسطرف بھی آج بذل مہربانی چاہیے
گرمیان کرتی ہو جیسے صورت بے پر شراب

دور رکھ شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو
آج کی شب ہو جدا منہ سے نہ ای دختر شراب
اے خدا حافظ چلے مسرور ہو کر اپنے گھر
غیر ممکن ہو رہے بے شیشہ و ساغر شراب
تر علر کا دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے
ساتھ غیرون کے تو اب جاکر پی چکے اکثر شراب
ہم بھی بیشک ہین غلامان علی ہین اے شہم

خضران قیدیان منصور کو لیے ہوے ایک صحرا سپہر بہار مین پہونچا اب اس ملعون کا قصد ہوا کہ ان نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین کو قتل کرون چند کنیزین جو ساتھ ہین انکو حکم دیا کہ دارین استادکرو جلادون کو بلاؤ کنیزون نے بڑھکے دستک دی کئی جلاد

صاحبان بیداد ملکہ ظلم و ستم کے استاد فوراً آکر حاضر ہوئے داورین استاد ہوئین اب خضران نے سحر کیا ملکہ بہار وغیرہ بشکل انسان ظاہر ہوئین مگر رنگ رو متغیر گل سے چہرے کمھلائے ہوئے سب سے زیادہ ملکہ بران بیقرار اشکبار تصویر ملک الموت آنکھون کے سامنے جدائی کا ایرج نوجوان کے خیال ہجوم لشکر غم و ملال مثل گنہگارون کے اس صحرائے ہول خیز مین استاد خضران ملعون کی نئے طور کی بیداد بارہ دری مین بیٹھا ہے گرد چند کنیزین ایک ایک سے خطاب کر رہا ہے کہ کیون اے بہار اطاعت افراسیاب قبول کرو ورنہ سب کو قتل کرونگا کوئی جواب نہین دیتا مہر سکوت لب پر حیران و خستہ بران کی آنکھون سے آنسو جاری یاد ایرج مین بیقرار ہو کر بے اختیار یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے اشعار

بھلا وہ کیا ہو مرے حال زار سے واقف
نہین ہے کہ لطف خزانی بہار سے واقف
فروغ حسن شب زلف اسنے دیکھی ہو
جو آج تک نہین میرے غبار سے واقف
ہجوم کیفیت کی ہر دم ترقیان ہین مجھے
یہ آبلے نہین تکلیف خار سے واقف
مین وہ ہون غنچہ پژمردہ اس چمن مین نسیم
نہین ہے جو ستم روزگار سے واقف
نہین اٹھائی ہے جسنے طپش جدائی کی
یہ دل ہے گردش لیل و نہار سے واقف
نہ جانتے تھے کہ تکلیف عشق مین ہو گی
وہ آنکھ ہون کہ نہین جو خمار سے واقف
ڈرو خدا سے گھمنڈ اسقدر نہین اچھا
کہ جو نہین کبھی لطف بہار سے واقف
وہ عندلیب ہون جسکی کھلی قفس مین آنکھ
وہ کیا ہو میرے دل داغدار سے واقف
خیال گریہ نہین ہر گ اسکو کیا ہو گا
نہین تھے ہم ستم انتظار سے واقف
خلش اٹھائی نہ تو کے مژہ کی اشکون نے
نہین ہو جذب دل بیقرار سے واقف

خضران طرف بہار و مخمور کے متوجہ ہوا کہا اے ملکہ بہار شہنشاہ نے تمھارے مقدمہ مین ارشاد فرمایا ہے اگر تم توبہ کرو تو تمھاری خطا معاف کرا دون اے مخمور افراسیاب کو بجز تیرا نا گوار ہے مین وعدہ کرتا ہون سلطنت طلسم ہوشربا تمکو حاصل ہو گی انتظام کا تمکو اختیار ہے کوئی دخل نہ دیگا مین چلکر خطا معاف کرا دون مخمور و بہار نے جواب دیا او بیحیا ہمنے خطا کسکی کی ہے دین سامری پہ ہم لعنت کر چکے تجکو اختیار ہے جو تجھ سے ہو سکے کوتاہی نہ کر خدا بے نیاز ہے گرست جلاد ولت کو اسنے اشارہ کیا کہ اول شاخ حیات بہار قلم کر آج بی مخمور کا بھی نشہ اتریگا اے باغبان تو وزیر اعظم ہے معشوقان شہنشاہ کو سمجھانا حق جان دیتی ہین باغبان نے کہا او سبز قدم تو دسمدم ہی کہتا ہے جو تجھ سے ہو سکے دیر نکر ہم خود اپنی جان سے بیزار ہین پس خضران نے اول جلاد کو حکم دیا کہ بران کو قتل کر جلاد خنجر کھینچکر چلا بران نے سر تسلیم خم کر دیا باغبان نے بیقرار ہو کر دعا مانگی بہار و مخمور وغیرہ نے آمین ہی کہی جلاد نے لپک کر ملکہ بران پر ہاتھ مارا خنجر سے جلاد کے برق چمکی جلاد کے سر پر چھپی سر کے دو ٹکڑے ہوئے خضران نے جو یہ حال دیکھا گھبرا گیا کہ جلاد کو کس نے قتل کیا اس حیرت مین تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا منم آفتاب جادو ماہ آسمان طلسم نور افشان تیر تابان برج فلک نور افشان

صاحب عزت و توقیر وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشن ضمیر خضران سبز پوش نے جو آفتاب جادو کو دیکھا کہ چہرہ اس جوان کا غصہ سے سُرخ ہاتھ چمکاتا ہوا برقین گراتا ہوا اتنی جلدی آیا کہ زبان ہلانا دشوار ہو گیا مگر خضران نے طائران سحر کو اپنے اشارہ کیا کئی ہزار طائران زمزمہ سرا آفتاب جادو پر آ پڑے چاہتے تھے کہ منقاروں سے زرہ جسم کو پارہ پارہ کرین پنجون سے بوٹیان نوچ ڈالین چند اسی طرح گرے لیکن آفتاب جادو نے آنکھین شہنشاہ کوکب کی نیچی ہین فوراً خنجر کمر سے نکالا طائرون کو دیکھا کر زمین پر رکھدیا طائرون نے بڑھ کر خنجر کی اپنے گلے رکھدیے ہزارون ذبح ہو گئے کنیزین خضران کی آفتاب جادو پر سحر کرنے لگین انکو تو ایک ایک اشارہ مین آفتاب جادو نے قتل کیا پکار کر آواز دی کہ تم کیون اپنی جانین دیتی ہو چلو خدمت مین شہنشاہ نور افشان کی یہ کہکر آفتاب نے اپنا عکس ڈالا کنیزین مسخر ہوئین محبت کوکب کا دم بھرنے لگین خضران سے منہ پھیرا اب خضران اور آفتاب جادو کا سامنا ہوا خضران نے باغ سحر بنا کر تیار کیے آفتاب نے حدت دکھائی وہ دھوپ پڑی کہ نخل مرجھائے جوانان چمن کے دم لبون پر آگئے پھول کملائے غنچون کی زبانون مین کانٹے پڑے نرگس کی آنکھین پتھرائین سنبل کو پیچ و تاب سوسن کی زبان مین لکنت سرو بیہوش غم والم کے جلے ساتھون نے سر پیٹا بنے جلے جوانان چمن کا بیکار شباب سبزہ بیخود خواب

نظم

جلے سحر سے اسکے سارے شجر
ہوا آتش گل سے گلشن سقر
اُسیدن سے ہی خشک نرگس کا جام
اُسیدن سے بلبل کا نالہ ہی کام
غرض ایسے گلزار کو نامراد
فلک ہو گیا دیکھ کر شاد شاد
خزان کا ہی مورد ہی نسیم باغ
اسی فصل سے لالے کے ہی دل مین داغ
کلیجہ ہو کیونکر نہ غنچون کا شق
کہ ہوتا ہی بلبل کے غم سے قلق

خضران گھبرایا کہ سحر آفتاب نے باغ کو خاک مین ملایا جب جل گیا خضران نے بڑھ کے دوسرا سحر کیا ہوائین ٹھنڈی ٹھنڈی چلین چشمے موج مارنے لگے اب خضران نے چاہا اس رنگ کو مبہوت کردون لیکن آفتاب کب اُسکا رنگ جمنے دیتا ہی جب ہاتھ ہلا دیا ہوا بے چلے چلے تھم گئی ہوا بگاڑ دی خضران کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے سبز بختی کا سامنا ہر چند سحر کرتا ہی نخل نہنک تر نہین ہوتے سبزہ اُس سے بیگانہ ہوا چونکہ نام خضران سبز پوش ہی ہرے بھرے شجر بنانے کا جوش ہے لیکن آفتاب جادو سے جو آنکھ ملائی آنکھون مین سرسون پھولی ہر چند بینائی مین فرق آیا اگر ساون مین اندھا ہوا ہی تمام صحرا ہرا بھرا معلوم ہوتا ہی اتنے مین تیغ پکڑ کر خضران جھپکا کہا اے آفتاب دم پہنا دشوار کرونگا خانہ دل کو غم والم سے بھر دونگا یہ کہکر کئی ہاتھ تلوار کے لگائے آفتاب جادو سپر سحر پر روک رہا ہے ہر سحر کا جواب دیتا ہی عرصہ دراز تک آپس مین رد و قدح ہوئی مگر آفتاب جادو اپنا سحر نہین کرتا اُسکے سوال کا جواب دے رہا ہی جب اُسنے کئی ہاتھ تلوار کے لگائے شعبدہ ہائے سحر دکھائے دو ایک زخم

بھی آفتاب جادو نے کھائے اُسوقت مثل شیر خشمناک نعرہ کیا کہا اے ملعون اس جانب دیکھ اب قلعی کھلجائیگی دعوے اسکندری بھولے گا اپنے نزدیک تجرا رسطو فطرت ہی یہ سحر بانی حیرت ہی اُسکو آئینہ جمشیدی کہتے ہیں یہ کہکر کمر سے ایک آئینہ جمشیدی نکالا اُس خودبین کو دکھایا اُسکی جو نگاہ اُس آئینہ جمشیدی پر پڑی ایک آہ کی صدا مُنھ سے نکلی دیکھا ایک جوان تاجدار کرسی جواہر نگار پر بیٹھا مسکرا رہا ہی آئینہ خیال مین جوہر چمنستان سحر کھلا ہوا ہی خضران نے چاہا منھ پھیرون اُس جوان تاجدار نے آئینہ سے صورت دکھادی خضران نے ایک چیخ ماری آہ کا نعرہ کیا اُسوقت اُس آئینہ جمشیدی سے ایک برق سبز چمک کر سر پر خضران کے گری بڑے بڑے سحر کیے اس امید پر کہ اپنی جان بچاؤن بھاگ کر نکلجاؤن مگر جوش حیرت مین مبتلا تھا قدم نہ ہٹا سکا یون تڑپ کر برق گری اُسن بیچارے کے دو ٹکڑے ہوے اندھیرا چھا گیا صدا ٔ مین مختلف آنے لگین آندھی سیاہ اُٹھی بعد عرصہ دراز کے آواز آئی کشتی مرا نام من خضران سبز پوش صحرا نشین بود افسوس مردیم و جاندادیم مطلب خود نرسیدیم اب صحرا روشن ہوا ملکہ ملکہ بران وغیرہ کو قید سے رہا کیا بران نے پوچھا اے عم نامدار آپ کو کیونکر خبر ہوئی آفتاب نے عرض کی آپ کے والد نامدار نے خبر دی اول راہ مین آپ کی بہن ملکہ اختر کو چھڑا یا وہ لشکر افراسیاب سے پھر لڑنے گئین ہین مین اس ملعون سے مقابلہ کو آیا آئینہ جمشیدی سرکار نے نکالکر مجکو مرحمت کیا اگر آئینہ نہوتا تو مین اس خودبین پر غالب نہ آتا اب مین جاکر شہنشاہ کو مژدہ فتح و ظفر سُناتا ہون آپ جلد تشریف لیجائین لشکر ظفر اثر کی خبر لین ہر چند کہ مین نے بہت کچھ سمجھا دیا مگر ملکہ اختر بڑے غصہ مین گئی ہی آپ لوگ جاکر جلد خبر لیجیے میرا ٹھہرنا اب مناسب نہین آئینہ جمشیدی دیکر شہنشاہ نے مجکو روانہ کیا ہی فکر مین غرق دریاے حیرت ہونگے ملکہ بہار و مخمور سرخ چشم و باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع و ملکہ بران شمشیر زن و مجلس جادو ان سب نے بہ تعجیل تمام تخت سحر تیار کیا طرف لشکر اسلام کے چلے آفتاب جادو طرف تخت جمشیدی کے متوجہ ہوا اُن دونون کو راہ مین چھوڑیے

دو کلمے داستان لشکر اسلام و افراسیاب ناکام کے بیان ہوتے ہین نظم

باقی ہی شوق قاتل شمشیر زن ہنوز
کرتے ہین چاک سینہ تجھہ بین کفن ہنوز
ہوتی نہین ہی کم میری دیوانہ دوستی
کھوے ہوے ہین زخم ہمارے دہن ہنوز
ماتم سرا بھی ہوسنے تنفس سرد کھینچکر

ٹپکا رہے ہین زخم لعاب دہن ہنوز
اتبک بھی ہین ہمسے تری کج ادائیان
جاتا نہین ہی سر سے خیال وطن ہنوز
تجدید رنج یاد رخ و زلف مین ہوئی
گرمی دکھا رہی ہی تری انجمن ہنوز

منظور دل تھی غربت بے پردگی ہمین
اے چرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز
قاتل دریغ کرے نہ لعاب زبان تیغ
معروف تازگی ہین عذاب کہن ہنوز
ہر غنچہ منعقد ہی تری شوق دید مین

یا بند آرزو ہی بہار چمن ہنوز
پہلے ہی سے سوال کئے ہیں بدگمانیان
پہنے ہوے ہی روح وہی پیرہن ہنوز
الحقین کے کیا سوال نکیرین کے لیے

جلوے دکھا رہے ہین مرے داغہاے دل
نکلا نہین دہن سے ہمارے سخن ہنوز
ایجان اضطراب نکرات ہی ابھی
باقی ہی قبر مین بھی ہی ضعف تن ہنوز

ای رشک گل وہی ہی ہواے چمن ہنوز
ایسی اسے خوش آئی ہی قالب کی تنگی
باقی ہی دیکھ صحبت شمع و لگن ہنوز
بعد روانہ کرنے ملکہ اختر کی قید

کے افراسیاب جادو بارگاہ ملکہ حیرت مین موجود ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ منم ملکہ اختر بین سیلان فیل زور شمشیر زن افراسیاب گھبرا کر باہر نکل آیا ٹڑا اسن بیجا کو تردد ہوا کہ محفوظ جادو سے اتنی حفاظت نہو سکی یہ گیسو بریدہ کیونکر رہا ہوئی مگر اختر نے گرتے گرتے ہزارون کو قتل کیا تحریر کرچکا ہون کہ ملکہ مہرخ سرداران زخمدار کو لیکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی ہین کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی حضور ملکہ اختر نے لشکر افراسیاب کے ہزارون ساحر قتل کیے اب اس شاہزادی پرہنگامہ ہی ملازمان حیرت نے چار جانب سے گھیرا ہی افراسیاب بھی کھڑا تماشا دیکھ رہا ہی یہ سنکر ملکہ مہرخ کو تاب نہ آئی کہا یو صاحبو غضب ہوا ہمارے سردار ابتک واپس نہین آئے ملکہ بہاران کی خبر دریافت نہین ہوئی شعلہ کوکب کی یہ افتاد کیونکر دخل نہ دین یہ کہکر ملکہ مہرخ اٹھین تخت پرسوار ہوئین نفیر سحر بجی نقارہ سحر پر چوب پڑی علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے رسالے تیار ہوئے ملکہ مہرخ موے کا کلکشا دہلال سحر افگن نے آتے ہی ہلال زرین پھینک مارا ملکہ مہرخ موے پریشان ہوکر کاکل کھولی خورشید زرین سحر نے آفتاب سحر چمکایا شکیل بے عدیل نے تلوار کھینچی لرزان سحر و زلزلہ جادو دونون زن دشوہر نے طبقے زمین کے ہلا دیے افراسیاب نے دیکھا کہ سرداران نامی نے ایک چشم زدن مین ہزارون کو قتل کیا لشکر کو شکست فاش ہوئی نامردون کو بھاگنے کی تلاش ہوئی ملکہ اختر نے بڑھ کر دو تیون کا نالا پھینک مارا جتنے موتی ٹوٹے اُتنے ہی ساحر افراسیاب کے مرے پس افراسیاب کو ناگوار ہوا جیسے ہی اُس نے اپنے مقام سے جنبش کی ملکہ مہرخ نے آواز دی ای اختر نکل چلو اب ٹھہرنے کا وقت نہین ہی افراسیاب جادو پڑھ کر سحر کیا چاہتا ہی طبقے زمین کے تھرا ئینگے اُسکے سحر کا روکنا دشوار ہوگا اختر نے نہ مانا پھر جھپٹ کر جا پڑی ابکی مرتبہ سر حیرت کا زخمی ہوا تخت ٹوٹ گیا اب افراسیاب جادو کو بہت ناگوار ہوا تیغہ کھینچکر بڑھا آواز دی کیون تم سبھون کی شامتین آئی ہین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا نہین علوم محفوظ جادو پر کیا گزری جو یہ گیسو بریدہ قید سے چھوٹی یہ کہکر جھک کر سنگریزے اُٹھائے آسمان پر پھینکے لشکر اسلام پر پتھر برسنے لگے ہزارون کے سر پھٹ گئے سرداران تہمتن دگردان صف شکن شریک ہوکر ان سنگریزون کو دفع کرتے ہین افراسیاب جسپر جا پڑا اگر منہ سے اُف نکلگیا شعلہ بھڑک کر اُسپر گرا اعضا جلنے لگے

جسم سے اسکے شعلے نکلنے لگے کئی ہزار جادوگر جلکر گرے افراسیاب نے بڑھ بڑھکے سحر کیے صفوں کو درہم
و برہم کر دیا ملکہ مہرخ نے بڑھ بڑھ کر گولے مارے اور جادوگر بہت سے مرے مگر افراسیاب پر تاثیر
نہوئی آخر ناچار ہوکر سرداران نامی نے چاہا نکلجائیں افراسیاب کب جانے دیتا ہے پیچھا کیے ہوئے
چلا آتا ہے سرداران اسلام کا یہ حال ہے کہ سب ملکر افراسیاب پر سحر کی بوچھار کرتے ہیں کسی کے سحر نے
آگ بھڑکائی کسی نے تلوار برسائی کسی نے بجلی گرائی افراسیاب ایک اشارے میں سب کے سحر دفع کر دیتا
ہے اب ملکہ مہرخ کو بھاگ کے نکلجانا بھی دشوار ہوا ہر مقام پر افراسیاب روکتا ہے ایک ایک سردار کو
ٹوکتا ہے لیکن یہ غازی لڑنے والے جان نثاران لشکر اسلام آمادۂ مرگ وجہیا سے قضا قدم نہیں ہٹاتے
لیکن مجبوری یہ ہے کہ افراسیاب پر سحر تاثیر نہیں کرتا استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ افراسیاب
نے قہر و غضب میں آکر آواز دی ارے کیا طلسم ہوشربا شکست ہوا ہا لیان حجرۂ بلا قتل ہوئے
دوائی امان ملکہ تاریک شکل کش قتل ہوگئیں یہ جو صدا افراسیاب نے بقہر و غضب تمام دی زمین کانپی
آسمان پر برق چمکی ملکہ مہرخ نے تو اپنے سرداروں کو آواز دی کہ یارو بھاگو غضب ہوا افراسیاب
طلسم باطن سے مدد طلب کرتا ہے یا ایکمرتبہ ملکے سب صاحب سحر کرو لیکن اسپر تاثیر ہونا تمھارے سحر کی دشوار
ہے تمام سردار ایک مقام پر کھڑے ہوئے سب نے اپنے اپنے سحر کیے شعلہ گر ہائے آتش و غبار ہائے سحر و شمشیر ہائے
بران و خنجر ہائے خونفشان و نیزہ ہائے جان ستان و تیر ہائے دلدوز و تبر ہائے پرسوز افراسیاب پر گرے
آگ نے جلانے کا قصد کیا غبار سحر نے چاہا خاک میں ملا دوں تلواروں کا قصد تھا کہ دم بند کریں خنجر چاہتے
تھے کہ گلوے افراسیاب کے بوسے لیں تیر کہتے تھے کہ کلیجہ کو توڑکر نکلجائیں نیزہ بل کرتا تھا کہ دل و جگر
کو برما دوں تبر سرکشی کرتے تھے کہ استخوان جسم کے پرزے پرزے اڑا دوں یہ سب خرابی جسم پر افراسیاب
کے ٹھیری مگر یہ وہ سخت جان تھا کہ ان سب کو دفع کیا اور وہ جو نعرہ کیا اسکا ظہور یہ ہوا کہ ایک نازنین
نہایت حسین ایک تخت پر سوار جوڑا ترچھا باندھا ہوا تخت کو اڑائے ہوئے آتی ہے پکارتی ہے کہ اے شہنشاہ
کنیز آپہونچی ایسے کلمات حسرت و یاس زبان سے نہ فرمائیے قبر سامری تھراگئی ارکین طلسم ہوشربا
کانپ رہے ہیں ہر کس و ناکس کو ملال ہے جان اپنی آپ کے قدموں پر نثار کریں یہی خیال ہے یہ کہکر اس
نازنین نے ایک گولہ فولادی ہاتھ میں افراسیاب کے دیا کہا لو شہنشاہ یہ حاضر ہے افراسیاب نے خوش
ہوکر گولہ اسکے ہاتھ سے لیا ملکہ سرخ مو وغیرہ نے جو یہ معرکہ دیکھا نفیر سحر بجائی کہ یارو نکل چلو دیکھو بلا نازل
ہوا چاہتی ہے افراسیاب نے للکارا کہ یا شیدا اے مسلمانان آج کیا میں تمکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر چند قدم
پیچھے ہٹا سامری کا نام لیکر وہ گولہ پھینک مارا دنالے کی آواز آئی کہ دمین تھرائی معلوم ہوا کہ کسی سو

تو مین ایک مرتبہ غیر ہوگئین ہزارہا نخل گرے صدہا بندگان خدا کے کلیجے پھٹ گئے طائرون کے ہوش اُڑے درندے پہاڑون سے سر ٹکرانے لگے نظم مصنف

فلک کو فراموش گردش ہوئی | پہاڑون کو سختی مین جنبش ہوئی
عیان سحر و افسون کا یہ زور تھا | صدا ہائے ہاہو کا بھی شور تھا
تزلزل زمین کو ہوا اسقدر | لرزنے لگے خوف سے وحش و در
قیامت کا سامان عیان ہوگیا | رخ مہر گردون نہان ہوگیا

بعد عرصہ دراز ملکہ حیرت جادو نے دیکھا کہ افراسیاب جادو دھڑا جھوم رہا ہے اور ملکہ مہرخ مع چارسو سردارون کے مثل مردون کے بیہوش پڑی ہین اور اہالیان لشکر دیوانہ وار وحشی مثال فریاد کر رہے ہین بارگاہین سرنگون خیمے سنسان صفین اُجاڑ ایک سحر مین افراسیاب جادو نے یہ حال کر دیا حیرت جادو کو پکار کر آواز دی آؤ ان سب کو گرفتار کر لو ما بدولت جا کر جلاد طلسمی روانہ کرینگے وہ ان سب کو چشم زدن مین قتل کر ڈالینگے اور استاد خضر ان سبز پوش صحرا نشین نے ملکہ بران وغیرہ کو قتل کیا ہوگا اگر شاید اسکی ضرورت ہو تو مین انکو بھی انھین کی خدمت مین بھیجدونگا اختیار ما بدولت کا دیکھا کہا کرتا تھا کہ جسدن قصد کرونگا لونڈی غلامون کو مٹا دونگا کیا دشوار ہے سردار کمیدان رسالدار سب تعریفین کرنے لگے کہ آپکا کون دنیا مین ہمسر ہو یہ مہرخ آپ کے دامن کی گرد ہے ملکہ حیرت نے بڑھ کے وزیرزادیون کو حکم دیا سب کو گرفتار کر لو افراسیاب تو فوراً بہ کبر و نخوت تمام مرکب مشکین پرند پر سوار ہو کر طرف باغ سیب کے روانہ ہوا ملکہ حیرت جادو ان تیغ بازان بلا کو گرفتار کر کے نوبت نقارے بجاتی ہوئی طرف اپنی بارگاہ کے چلی ملکہ مہرخ وغیرہ کو اب ہوش آیا اپنے کو مسلسل و مطوق پایا حیران و پریشان کہ اب دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے حیرت جادو نے آواز دی کیون مہرخ شہنشاہ کے اختیار کو ملاحظہ کیا بہار وغیرہ وہان گرفتار ہوئی ہین ساربان زادہ طلسم کشا کو لیکر طلسم صندل پر گیا ملکہ صندل جادو تک رسائی دشوار ہے اسکو وہان اہالیان طلسم صندل قتل کرینگے ایک دن مین کل کا خاتمہ ہوگا کسکی مجال ہے کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا سے مقابلہ کرے کنیزان حیرت جادو ملکہ مہرخ کو سمجھانے لگین کہ اب سرکشی سے ہاتھ اٹھاؤ اپنے مالک کے سامنے سر جھکاؤ تم لوگ اس گھر کے نمک خوار ہو شہنشاہ کے تابعدار ہو ابھی ملکہ عالم کو رحم آجائیگا خطا معاف کر دینگی ملکہ مہرخ نے کہا کہ او حیرت کیون اسقدر غرور کرتی ہے سلطنت کے نام پر مرتی ہے جو تجھ سے ہو سکے قصور نہ کر اب ہم تیری اطاعت کرینگے جسکی جان قضا ہے مار جائیگا جنگل شاہباز اجل سے کوئی مہلت نہ پائیگا صیاد اجل نے ہر مقام پر دام بچھایا ہے ہر طائر زیرک کو پھنسایا ہے جسکی موت جس مقام پر ہے خاک کر کھینچ لیتی ہے اجل کسی کو کب مہلت دیتی ہے کس کس کا غم کرین کس کس یار وفادار کا ماتم کرین اشعار آبدار

ایک ہو تو جسکی خاطر روئیے	آہ اب کس کس کی خاطر روئیے	ایسی کتنی صورتیں یاں مٹ گئیں	ایسی کیسی صورتیں یان مٹ گئیں
کیسے کیسے لوگ یاں سے اٹھ گئے	خوبرو سارے جہانسے اٹھ گئے	حسن خوبی ساتھ اپنے لیگئے	لالہ ساں اک داغ دلپر دیگئے
غم سے یارو دلکو ہو دل ایسا ہی داغ	حشر تک روشن رہیگا یہ چراغ	کیجیے آگے بس اب قطع کلام	دوستوں کا غم نہووے گا تمام

ملکہ مہرخ نے جو یہ اشعار عبرت آمیز مصیبت خیز زبان پر جاری کیے ملازمان حیرت مین غل ہوا بلند ہوا ہر ایک نے کہا صاحبو حقیقت مین ملکہ مہرخ نے کیا کلمات حسرت آیات فرمائے ہین کہ دل بیچین ہو گیا کیسے کیسے گلعذاران خوبرو ماہرویان نیک خو معشوقان سرو قد نازنینان خورشید خد تاجداران جلیل ارسطو فطرت فہیم عقیل صاحبان جاہ و جلال شاعران باکمال حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے گئے باغ عالم سے ثمر مراد حاصل نہوا کسی کا باحسن و جمال کامل نہوا دنیا مقام حیرت ہی جائے عشرت نہین مصیبت مہرخ پر بعض روتے ہین بعض ہنستے ہین بعض اُنکے قتل پر کمر کستے ہین حیرت نے حکم دیا میدان خونی کی تیاری کرو مین ابھی ان سب کو دار پر کھینچون گی شہنشاہ مجھے اختیار دے گئے ہین جلاد طلسمی آنے سے کیا مراد ہی ہمارے لشکر کا ایک ایک سپاہی جلاد ہی مسلمانوں کے ہاتھ سے سب نے صدمے اٹھائے ہین سب کے دل پھرے ہوئے ہین بعض اُنکے قتل پر کمر کستے ہین حیرت نے جو یہ حکم دیا میدان خونی کی تیاری ہونے لگی ذاریت استادہ ہوئین جلاد آتے لگے شلنگین لگاتے لگے حیرت تخت پر آکر بیٹھی گرداگرد رفیقان سلطنت مشیران ابست حاضر ہین حیرت نے حکم دیا ملکہ مہرخ کو سامنے لاؤ سرزنجیر کو تھام کر ملکہ مہرخ کو سامنے لائے حیرت جادو نے کہا کہ ای مہرخ اب بھی کچھ نہین گیا قدم کو بادولت کے بوسہ دے مہرخ نے جواب دیا او حیرت بس خاموش رہ حکم قتل دے ہمکو نہ سمجھا ہم خوب سمجھ چکے ہین پس حیرت نے حکم دیا مہرخ کا جلد سر کاٹ لو جلاد تیغ کھینچ کر سر پر مہرخ کے آیا اُسوقت سرداران مہرخ بیقرار ہوئے جانباز سرفروش اپنے بادشاہ کی محبت کا جوش پکارتے تھے کہ او حیرت پہلے ہمین قتل کر ہمارے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر حیرت نے نمانا جلادون کو اشارہ کیا جلاد نے بڑھکر شانہ ملکہ مہرخ کا ہلایا کہا ای ملکہ عالم ساغر عمر آپ کا لبریز ہوا رشتۂ حیات منقطع ہوتا ہی جو ہوس ہو فرمائیے اب تسا ہل غیر ممکن خاتون محل شہنشاہ سامنے موجود ہین علم دیکھکی ہین سامری جمشید کو سجدہ کرو ملکہ کے قدمون کو بوسہ دو ملکہ مہرخ نے قہر و غضب مین جواب دیا او بیحیا بکار خود ہوشیار باش جلاد نے خنجر کھینچا حیرت نے تیسرا حکم دیا جلاد نے دوڑکر خنجر مارا پیشانی پر جلاد کے پتھر پڑا سر جلاد کا دور جاکر گرا کہ ایسی آواز آئی کہ لوگون نے آواز دی کہ رہ مارا اب جو دیکھا جلاد کا سر پھٹا ہوا تڑپ رہا ہی مہرخ باطمینان بیٹھی ہی حیرت نے کہا یہ جلاد کیا دیوانہ تھا جو اپنے سر پہ خنجر مار لیا حکم ہوا کہ دوسرے جلاد کو بلاؤ دوسرا جلاد بدست کلا اٹھے ہو

کرتا ہوا قریب ملکہ مہرخ کے آیا کہا او گنہگار ہوشیار ہو جا مہرخ نے سر اُٹھایا جلاد نے اشارہ کیا مین ہون
غلام آپ کا جھتر بن چالاک بن عمرو جھپٹ کے زبان سے ملکہ مہرخ کی سوزن نکالا تڑپ کے مہرخ نے
نعرہ کیا اُٹھتے اُٹھتے گوز مارا کئی سو ساحرون کے سر پھٹے جب تک ملکہ حیرت سنبھلین ملکہ مہرخ نے
سرخ موے کا کلکشا و ہلال سحر افگن کی زبانون سے سوزن نکالے سب سردار لڑائی مین مصروف ہوگئے
اہالیان لشکر نے سنا کہ ہمارے سردارون نے رہائی پائی وہ بھی آکر مصروف جنگ ہوئے لیکن حیرت
کا لشکر زیادہ ہی سرداران نامی بھی لشکر مین نہین ہین مثل بہار و باغبان وغیرہ اب جو حیرت
سنبھلی ایک جانب سے مصور صورت نگار و مانی و بہزاد و نقاش و قلم کش سرمایہ برق انداز
و ابر برق کوہ شگاف و گیسوے کشا بن شہاب عفرہ نے لشکر اسلام کو گھیر لیا حیرت جادو نے طبقے
زمین کے ہلا دیے اسکے ہر ایک سحر کا جواب ملکہ بہار دیتی تھین اُن سرداران نامی مین سے کوئی
موجود نہین اور سب پر شیراز جا پڑی کسی کو زخمی کیا کسی کو گرفتار کر لیا دریاے آتش سحر موج مار رہا ہی ہزارہا
بندگان خدا جلکر خاک ہوئے حیرت سے مہرخ نے بڑھ کر مقابلہ کیا کئی سحر حیرت نے کیے ملکہ مہرخ نے جواب
دیے کسی مقام پر کمی نہین کی مزاج نے برہمی نہین کی حیرت غصہ مین تیغہ کھینچکر جا پڑی کئی وار مہرخ نے روکے
آخر غصہ مین سامری جمشید کو یاد کرکے اسم سحر پڑھا ہاتھ تیغے کا مارا ملکہ مہرخ نے سپر سحر کو اُٹھایا تیغہ
حیرت کا سپر سحر سے شرر کا سپر کے دو ٹکڑے ہوے سر بھی ملکہ مہرخ کا بخوبی زخمی ہوا قریب تھا کہ بیہوش ہو کے
گر پڑے ملکہ ہلال سحر افگن و ملکہ سرخ موے کا کلکشا سحر کرتی ہوئی قریب ملکہ مہرخ کے آئین
شانہ تھام کے سنبھالا کئی ہزار ساحر اُس مقام پر مارے گئے اہل اسلام چاہتے ہین کہ لشکر حیرت سے زد بچا کے
نکلجائین مگر فوج حیرت نے گھیرا ڈالدیا زبان ہلانا مشکل ہوا فوجین بیشمار زخمی ہونے سے ملکہ مہرخ کے
فوج کے پاؤن اُٹھنے لگے ہر چند کہ سردار کد و کوشش کرتے مین مگر فوج کا ٹھہرنا دشوار نقباے بلند آواز
ترغیب دیتے ہین کہ اے مردان بکوشید تا جامۂ زنان نپوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد ٭
کوشش نام و ننگ باید کرد ٭ اب اسوقت کوئی نہین سنتا فرار پر قرار سردارون کی کوشش بیکار
ملکہ مہرخ نے دیکھا کہ پڑاؤ چھوٹا چاہتا ہی بدحواس ہوگئی سردارون کو آواز دی یارو کہان ہٹے جاتے
ہو خواجہ عمرو نے ہمیشہ اپنی جان مٹاکر پڑاؤ کو قائم رکھا اگر پڑاؤ چھوٹا طلسم ہوشربا مین قدم تھمنا دشوار
ہوگا خراج گذاران افراسیاب گھیر کر گرفتار کرلین گے ذلت و رسوائی سے قتل ہو گے تلوار کے منھ
پر جا پڑو دو دم ہٹاؤ ہر چند ملکہ مہرخ سینہ سپر کرتی ہی دم جرأت کا بھرتی ہی لیکن حیرت کے سحر نے آگ
لگادی زمین تپ رہی ہی جھونکے ہواے گرم کے چل رہے ہین نخل خشک جل رہے ہین دیکھا ملکہ مہرخ نے

کہ بارگاہ لٹا چاہتی ہے سرفروش مرنے پر آمادہ مگر حیرت جادو پر کسی کا سحر اثر نہین کرتا سب کو جواب دے رہی ہے بیقرار ہو کر تاج سر سے اُتار ادعا کی کہ پروردگارا اپنے بندون کو ان ظالمون کے ہاتھ سے بچانے حیرت جادو نے اہالیان لشکر کو ترغیب دی ارے ان باغیون کو جلد گرفتار کر لو اب مہلت نہ دو کفار بلوہ کر کے چلے قریب ہے کہ بارگاہ ملکہ مہرخ لٹ جاے پڑاؤ چھٹ جاے کہ بحکم باغبان قضا و قدر لپٹیں پھولون کی آئین اہالیان لشکر حیرت جھومنے لگے نرگس شہلا نے آنکھین کھولدین سنبل نے زلف پر شکن کو آراستہ کیا نخل سرسبز و شاداب ہوے موسم بہار کی کیفیت ظاہر ہوئی ایک جانب سے ملکہ ابر گلنار پیدا ہوا سب نے سر اُٹھا کر دیکھا ملکہ ابر گلنار رشق ہوا ملکہ بران شمشیرزن بصد صولت و شوکت طاؤس زرین بال پر سوار پہلو مین ملکہ مجلس جادو مرکب گلی پر ٹپری جمی ہوئی نیچہ گلی ہاتھ مین مینڈھیان گندھی ہوئی کرتا آب رواں کا زیب جسم ایک جانب سے صاحب سطوت و صولت باغبان قدرت ایک جانب سے رعد و برق و برق لامع و ملکہ مخمور سرخ چشم یہ سب سرداران نامی حال لشکر اسلام تباہ دیکھکر آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہوے لشکر حیرت پر گرے ملکہ بہار نے آتے ہی حیرت جادو کو للکارا کہ ہوشیار اب آگے نہ بڑھنا منم ملکہ بہار جادو یہ کہکر گلدستہ مارا پھول برسے اہالیان لشکر حیرت مبہوت ہو کر آپس مین لڑنے لگے کئی ہزار نے گلے کاٹ ڈالے سحر بہار سے حیرت گھبرا جاتی ہے لمحہ بھر مین ہزارون نے جانین دین کئی دیوانہ ہو کر دامن و گریبان چاک کیا اشعار عاشقانہ پڑھتا طرف صحرا کے بھاگا ملکہ بران نے اُترتے اُترتے کئی سو جادوگرون کو مارا ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہو کر دیکھا کہ بہار نے ہزارہا کو دیوانہ بنایا وہ سب شعرہاے عاشقانہ پڑھ رہے ہین بران کی آنکھون کے نیچے تصویر ایرج پھر گئی بیساختہ آہ کی دل چاہا ان دیوانون کے ساتھ ہم بھی گریبان چاک کرین طرف دشت نجد کے جائین خیال معشوق ہین ناپایداری عالم بھی نگاہ مین ہے اتنے ہی عرصہ مین ہزارہا لاشے پھڑک رہے ہین کوئی زخمدار کوئی بیقرار اس حال پرملال کو دیکھکر یہ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری ہوئے اشعار

سن لے یہ التماس مرا دوستانہ ہے
گاہِ حمیدہ یار ترا شامیانہ ہے
اے عندلیب جان چمن جسم پر نہ پھول
اک دم مین مثل موج صبا تو روانہ ہے
رکتی نہین ہے باگ کسی شہسوار کی
کیا ہوگئے وہ لوگ کہان وہ زمانہ ہے

ہشیار ہو کہ تیر اجل کا نشانہ ہے
دنیا کے مخمصے ہین یہ فرزند و اقربا
ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے
یہ جلوہ ہاے بوقلمون بے ثبات ہین
ہردم سمند عمر کو اک تازیانہ ہے
کہتا تھا جو نسیم تجھے سب سنا چلے

کب تک رہیگی مسند کمخواب زیر پا
بیگانہ سب سے ہو کہ اجل کا یگانہ ہے
انفاس مستعار پہ کیا اعتبار نیست
ہے زندگی طلسم جہان ایک فسانہ ہے
کیا سرکشان دہر کے قصے نہین سُنے
نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہے

ان اشعار کے پڑھنے سے اور زیادہ دل مین جوش ہوا کہ اے بہران لڑ بھڑ کر جان دو یا حیرت جادو کو بڑھ کر مارو بے مارے اسکا انجام غیر ممکن بس زندگی بیکار ہے ادھر سے لڑتی بھڑتی سحر کرتی ہوئی ملکہ مخمور آئین مخمور کی نگاہ بہران پر پڑی دیکھا اداس عالم یاس آنکھون مین آنسو بھرے ہوے ایک نخل کے سایہ مین وہ سرو باغ رعنائی سحر کر رہی ہے مخمور نے قریب آکر فرمایا کیون ملکہ عالم مزاج کیسا ہے حقیقت مین بڑے ہنگامہ کی لڑائی ہے مگر ایسا متوحش مین نے کبھی آپ کو نہ پایا تھا ملکہ بہران نے فرمایا ای مخمور شکر ہے پروردگار کا اطمینان سے بیٹھین گے تو حال کہین گے اسوقت حیرت نے ہزارہا بندگان خدا کو مارا اسکی فکر ہے وغم و الم کے پابند ہین گردش فلکی سے آٹھ پہر دردمند ہین ای ملکہ مخمور اپنی تو یہ کیفیت ہے نظم

تنہا نہ موج خندہ زند بر بقاے ما	چشمک حباب نیز بہ نشود نماے ما	بنشیم در بروے دو عالم سواے ما
جاے فرشتہ نیست بخلوتسراے ما	از کوچۂ فراغت دل کی تو انگذشت	آزادگی باشدہ زنجیر پاے ما
آئینہ ایم وطعمۂ زنگار گشتہ ایم	تا زشت را ملول نہ سازد صفاے ما	ہم پیش یار در حق بردین زبان نشود
یک خوشہ چین حسن تو ایم سزاے ما	ما را بدل امید رہائی خیال محض	دم از نگاہ تست قفس از قفاے ما

مخمور خود دل دادہ فریفتہ ہے ان اشعار کے سننے کی کب تاب تھی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوی اور ہجران آفت دیدہ آفت کشیدہ کو ہچکیان لگ گئین دیکھا لڑائی بگڑی جاتی ہے ملکہ بہران تیغ کھینچکر طرف حیرت کے چلی ادھر سے حیرت اس خیال مین چلی کہ بہران سے مقابلہ کرون بہار نے دور سے گلدستہ مارا سامنے ملکہ حیرت کے پھٹا پھول برسنے لگے حیرت جھومی قریب تھا کہ اشعار بہاریہ شروع کرے کہ ایک طائر نے سر پر آکر چیخ ماری ملکہ بہار کی رنگت زرد ہوگئی طائر کو دیکھکر ہوش اڑے حیرت نے جو اتنی مہلت پائی تیغ سحر سے بہار کو زخمی کیا بہار زخمی ہوکر پیچھے ہٹی حیرت نے سایہ مین تیغ کے لیا بہار ہٹتی چلی آتی ہے سحر کرتی ہے حیرت اتنی مہلت نہین پاتی کہ بہار خاموش ہو تو مین سر کاٹ لون یا بیہوش کرون مگر بہار کو یقین کامل ہے کہ اب حیرت کے سامنے سے بچکر نکلنا دشوار ہے بہار نے ناچار ہوکر ایک نخل کی آڑ پکڑی اس امید پر کہ نخل آڑ مین شاید نہ آئے اس باغی کے ہاتھ سے جان بچ جائے حیرت کب مانتی ہے چاہا سحر کرکے تیغ ماروں کہ ایک طرف سے آواز آئی ای ملکہ ہوشیار ہو جائیے حیرت نے دیکھا صرصر نخل کی آڑ پکڑے کھڑی کہہ رہی ہے کہ ای ملکہ عالم باغیون کا بلوہ ہے اپنی جان بچائیے یہ بھی کہا دیکھیے وہ شہنشاہ آتے ہین حیرت پلٹی منہ پھیرنا تھا کہ صرصر نقلی نے حلقہ ہائے کمند مارے اور نعرہ کیا نعرہ چالاک

بعیاری منم حیت چالاک	بچشم دشمن اندازم کف خاک	نہ آید باد گر دتیز گامم	خلیفہ او لم چالاک نامم

حلقہ گلے مین حیرت کے پڑے چاہا تڑپون نکلجاؤن چالاک نے حباب مارا حیرت بیہوش ہوکے گری

نعرۂ چالاک کی صدا سُنکر بہار بڑھی کہ حیرت کو گرفتار کرلون ایک تپلہ فولادی زمین سے پیدا ہوا ہان ہان کرتا ہوا خبردار خاتون محل شہنشاہ پردست انداز ہونا گو وہین حیرت کو لیکر وہی تپلہ بلند ہوگیا اب جو حیرت سے لشکر خالی ہوا بہار و مخمور و بران نے آگ برسادی لشکر نے شکست فاش کھائی اہل اسلام قتل کرتے ہوئے بڑھے بارگاہین خیمے لوٹ لیے جب دیکھا بہار نے کہ سردار بڑھے جاتے ہین نفیر سحر بجائی کہ صاحبو بس بھاگنے والون کا پیچھا نہ کرو قواعد صاحبقرانی سے خلاف ہے اہل اسلام پلٹے ملازمان حیرت کسی کوس پر جاکر ٹھہرے حیرت کو تپلے نے لیجاکر ایک پہاڑ پر ہوشیار کیا جب حیرت کی آنکھ کھلی اپنے کو پہاڑ پر پایا تپلے کو قریب دیکھا سمجھی کہ یہ تپلہ بچاکر مجکو اُٹھا لایا پھر اسباب سحر سے آراستہ ہوکر اپنے لشکر کے دیکھنے کو چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ مصور وغیرہ نے دوبارہ آکر بارگاہین ٹوٹی پھوٹی استادہ کرائی ہین انتظام ہو رہا ہے بھاگے ہوے جمع ہوتے جاتے ہین حیرت نے آکر شکست خوردہ لشکر کو درست کیا بارگاہ مین آکر بیٹھی جو کچھ گذرا تھا اُس حال کی عرضی واسطے افراسیاب کے لکھی اُسپر مرقوم تھا کہ جن قیدیون کو آپ نے ہمارے سپرد کیا بہار و باغبان وغیرہ نے آکر اُنکو رہا کرلیا بارگاہین خیمے لٹ گئے فلان مقام پر آکر بے سامانی مین آتری ہوی ہون مگر اس لڑائی مین شکست فاش ہوئی ایک ساحر تیز رو کو وہ عرضی دی اور زبانی بھی کہدیا کہ شہنشاہ جہان ہون یہ عرضی اُنکے ہاتھ مین دینا ساحر نامہ لیکر روانہ ہوا حیرت مصروف انتظام لیکن اہل اسلام بفتح و فیروزی داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے ملکہ مہرخ نے ان سب صاحبون سے حالات خیریت آیات اسد نامدار کو پوچھا سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین الماس پوش و ملکہ لالان خون قبا مشتاق تھین ملکہ بہار وغیرہ کو محلات مین بلوایا تمام کیفیت ملکہ بہار نے ظاہر کی کہا حضور خواجہ عمرو ایک درہ کوہ مین طلسم کشا کو لیگئے عبادت کرا کے فکر لوح مین مصروف ہونگے خدا افضل اپنا شریک حال کرے ہم لوگون نے راستے پیدا کر لیے ہین صبح دم اپنے کو پاس طلسم کشا کے پہونچائینگے خبرین لائینگے بڑی مصیبت سے پروردگار نے بچایا خضران گرفتار کرکے لیچلا تھا عین وقت پر آفتاب جادو پہونچا خضران کو مارا ہمکو رہا کیا مگر ہمارا ٹھہرنا لشکر مین مناسب نہین ہے طلسم صندل پر لڑائی پڑیگی لیکن خدا اپنا فضل شریک کرے ورنہ مہر و ماہ پر بڑی قیامت برپا ہوگی دونون جادوگرنیان بڑی زبردست ہین اُنکا بھی قتل دشوار ہے کو اب ہم لوگ رخصت ہوتے ہین تنہائی پر اپنے آقا کی روتے ہین ملکہ مہرخ نے چاہا ابھی ان سرداران منظور کو رخصت نہ کرون ملکہ بران نے کہا اے بادشاہ لشکر اسلام اے ملکہ مہرخ خوش انجام جلد ہم سبکو رخصت کیجیے سرداران مین غل و گریہ و زاری بلند ہوا لیکن اسیوقت ملکہ بہار و باغبان عالی و قار ملکہ مخمور مہرخ چشم و رعد و برق و برق لامع و ملکہ بران و ملکہ مجلس جادو ملکہ مہرخ مہ جبین سے

رخصت ہوئے ملکہ مہرخ نے سبکو گلے سے لگایا فرمایا ای بہار جو کیفیت گذرے ہمکو ضرور اطلاع دینا یہان بھی
آٹھ پہر موت کا سامنا ہی اگر حیات مستعار باقی ہی تو تم سب صاحبون سے ملین گے اور اگر قضا لیے جاتی ہی
تو ملک عدم مین ملاقات ہوگی کہ صاحب بغدہ گران یعنی مہتر قران برائے دریافت حال خواجہ عمرو شریک
صحبت ہوئے باغبان سے پوچھا کہ ہمارے استاد پر کیا گذری باغبان نے تمام کیفیت ظاہر کی اور یہ بھی
بیان کردیا کہ اب استاد کو بڑی مصیبت ہی ہر وقت طلسم کشا کے ساتھ ہین ذرا چوکین باعث خرابی ہو مقدمہ
طلسم صندل نہایت وسیع ہے افراسیاب کو ناز ہی کہ کوئی ملکہ صندل جادو کو قتل نہین کرسکتا نہین
معلوم کیا راز و نیاز ہی مہتر قران نے کہا ہم بھی اپنے استاد کی تلاش مین ضرور جائینگے یہ کہکر مہتر قران
نے بھی باہمہ عیاری اپنی ذات پر آراستہ کیلیے چالاک کو بلاکر فرمایا ای نور نظر لشکر کا اچھی طرح خیال
رکھنا تمھارے قبلہ و کعبہ نہین ہین ہم بھی برائے تلاش جاتے ہین چالاک نے سر جھکا لیا کہا خلیفہ پروردگار حافظ
و نگہبان ہی ہماری کیا حقیقت کہ ہم انتظام کرسکین خدمت گزاری مین سب صاحبون کی مصروف رہینگے
اسی شب تیرہ و تار مین مہتر قران طرف طلسم صندل کے چلے ایک جانب سے بہار وغیرہ بہ جستجوے شہسوار عرصہ
یکہ تازی اسد بن کرب غازی یہ سب صاحب جاتے ہین ذکر مہتر قران و بہار وغیرہ انشاء اللہ وقت پر تحریر ہوگا

ذکر داستان حیرت بیان آفتاب عالمتاب آسمان جلالت یکہ تاز عرصہ جرات و ہمت ہژبر بیشہ صاحبقرانی نہنگ بحر لیاقت و کامرانی نور نگاہ صاحبقران یعنی شاہزادہ اسد نوجوان بشارت پاکر بزرگان دین سے مصروف ہونا فتح طلسم صندل مین و دیگر حالات متعلقہ داستان ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام جرات شتاب / کہ ملک مضامین پہ ہون فتحیاب
کمیت قلم ہی مرا گشت مین / چلے آج تلوار اس دشت مین
پلا ساغر بادۂ لالہ رنگ / کہ درپیش ہی آج ستونکو جنگ
مین تیغ زبان کو علم کرچکا / کہ اس معرکہ مین قدم دھرچکا
کمیتِ قلم نے طرارہ بھرا / چھلاوہ بنا لو ہوا ہو گیا
قلم طبع چالاک ہی اوج پر / جھپٹتا ہون مضمون کی فوج پر
کبھی جوش مین بحر زخار ہی / یہ دریائے مواج و تہار ہی
نہ کر ساقیا اسقدر تیزیان / کہ ہون محو یہ ستون مین خونریزیان

ہوا نشۂ جنگ کا اب خمار / کھنچے تیغ کلک جلالت شعار
ترا رند مشرب جو سرشار ہو / یہ سب میکدہ خون سے گلنار ہو
پلا جلد جام شراب کہن / کہ ہر رند مخمور سے بانکپن
صفین جم گئین لشکر نظم کی / وہ آمد ہوئی افسر نظم کی
صبا سے کہا اب آ دشت مین / فلک کیگیا ایک ہی گشت مین
دراکلک ہی نیزہ جانستان / رقم سے نمایان ہین سرتیزیان
صفت مین قلم کی یہ تقریر ہی / شہنشاہ اقلیم تسطیر ہی

چہرہ سیاحان دشت پرہول مضامین دقتا جان
مرحلہ جات طلسمات جلالت آگین بملاحظہ لوح قرطاس بیضا اقتباس بہ مدد افواج نظم و نثر فتاحی
طلسمات مین مصروف ہین | اشعار مصنف | نویسندگان سخن پروران | بہ تسطیر اوراق این داستان

مضامین رنگین بہم کردہ اند | سطور مرصع رقم کردہ اند | جبکہ شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب
غازی درۂ کوہ فلک شکوہ مین برائے عبادت رب اکبر آکر بیٹھا دعا مین مصروف ہوا خواجہ عمرو آکر الگ
ٹھہرے دعا کر رہے ہین کہ پروردگارا اسد غازی کا انجام بخیر ہو ارباب بزرگان دین سے شرف
حاصل ہو فتح طلسم صندل سے تسکین دل ہو لوح طلسم صندل بتعجیل ملے غنچہ آرزو کھلے مگر
اسد نامدار بخضوع و خشوع عبادت مین مصروف پکار رہا ہے کہ پروردگارا رحم اپنا شریک حال کر روتے
روتے پہر رات رہے بیقراری کا جوش دعا کرتے کرتے بیہوش ہوا بزرگان دین کو عالم خواب مین دیکھا
اسد غازی کے دیدۂ ظاہری بند ہین دیدہ باطنی کھلے ہین ارشاد بنیاد ہوا کہ اے فتاح
طلسم عجائب و غرائب بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کرو وہ نشان لوح بتائیگا مرحلہ جات پر
بھی کام آئیگا بوقت سحر اسد نامدار بیدار ہوا خواجہ عمرو صدائے اسد سنکر درۂ کوہ مین تشریف لائے اسد
نامور کو مصروف وظائف پایا مگر دیکھا چہرہ مثل آفتاب تابان و درخشان ہے عمرو نے اسد کو گلے سے لگایا
پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا کہو اے نور نظر و اے پارۂ جگر کچھ بشارت ہوئی اسد نے کہا صرف اتنا ارشاد ہوا کہ
بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کرو وہی لوح کا پتہ بتائیگا نہین معلوم بادشاہ سابق طلسم صندل کہان قید ہے اور
کیا نام ہے اس کی رہائی کی کیا صورت ہو عمرو نے کہا فرمانا بزرگون کا خالی از لطف نہوگا انشاء اللہ اسکا پتہ ملیگا یہ
فرماکر اسد کو درۂ کوہ مین ٹھہرایا خود عمرو صحرا مین آکر زیر نخل ٹھہرا مگر حیران کیونکر پتہ ملے کہ بادشاہ سابق
کہان قید ہے عمرو تو اس فکر مین ہے لیکن افراسیاب کو نامۂ حیرت بمقدمہ رہائی سرداران اسلام پہونچا
اور یہ بھی اسنے سنا کہ خضران مارا گیا قہر و غضب مین آکر ایک نامۂ اشرار جادوگر کو تحریر کیا کہ
اے اشرار نامہ ہذا دیکھتے ہی خضران نابینا بادشاہ سابق طلسم صندل کو فوراً قتل کرنا سامری
نامہ مین صاف تحریر ہے کہ جبتک اخضر جادو رہا نہ ہوگا فتاح طلسم صندل ناممکن پس اسکا قتل جبروا
ولازم ہے یہ نامہ ایک جادوگر کو دیا وہ نامہ لیکر روانہ ہوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اسد کو درہ کوہ مین
چھوڑکر سایہ نخل مین بیٹھے سوچ رہے ہین کہ کیونکر بادشاہ سابق کو رہا کرون وہ بادشاہ سابق کہان
ہے ہماری نظرون سے نہان ہے لیکن خواجہ عمرو کا دستور ہے کہ کبھی بصورت اصلی نہین رہتے ساحر بنے ہوئے بیٹھے
ہین سر خم متردد متحیر دیکھا ایک ساحر اڑا ہوا آتا ہے خیال مین گذرا کہ خواجہ آج اس ایک ساحر کو دیکھا ہے
دریافت کرین کہ یہ کون ہے یہ سوچ کر آواز دی ارے بھائی جانے والے ادھر آؤ خبردار آگے نہ بڑھنا قدم آگے
بڑھاؤگے کتنے کی موت مارے جاؤگے اس ساحر نے پلٹ کے دیکھا فوراً ہوا سے اترا سمجھا شاید آگے کچھ مقام
خوف ہے جب زمین پر آیا خواجہ نے کہا کیون بے تو کون ہے کہان جاتا ہے تیرا کیا نام ہے اس ساحر نے کہا کہ

درازبان تو اپنی روکئے زبان کا شایستہ نہونا بڑے عیب کی بات ہے خواجہ عمرو نے کہا تم ایسے گدھون کے واسطے زبان کی شایستگی کیا ایسون کے لئے جوتی پیزار لازم ہے جب تو وہ جادوگر بگڑا اور غصہ آیا تیوریبل پڑا عمرو نے پشت پر ہاتھ رکھکر کہا بھائی کیون لڑتے ہو ناحق ہم سے بگڑتے ہو تم جاو ہماری پاپوش سے لاشہ زمین پر تڑپتا ہوگا جورو تمھاری بیوہ ہوجائے گی اور بچے یتیم جہنم واصل ہو جب تو وہ جادوگر گھبرایا کہا بھائی صاحب تم بزرگ ہو مفصل حال بتاؤ تمھارے کلمات سخت کا ہم برا نہین مانتے عمرو نے کہا بھائی پہلے نام ونشان سے آگاہ کرو پھر ہم ابھی سمجھا دین تم کو سیدھی راہ بتا دین کہا ہم شہنشاہ افراسیاب کے ملازم ہین خاص واسطے روکنے مسافرون کے مقرر ہوئے ہین بھائی ادھر ایک زمیندار بگڑ گیا ہی آئندہ روند کو لوٹ لیتا ہی صدہا بندگان سامری مار گئے اُس سے ہم نے تمکو کلمات سخت کہے کہ تمکو غصہ آوے ادھر کے جانے کا قصد نہ کرو اُس جادوگر نے قدمون کو بوسہ دیا کہا بھائی تمھارا احسان ہمکو افراسیاب نے طرف قصر آہنی کے روانہ کیا ہی ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل وہان قید ہی اشرار جادو نگہبان کے نام یہ فرمان لئے جاتے ہین شہنشاہ کو ملک اخضر کا قتل منظور ہے عمرو یہ مژدۂ فرح افزا سنکر پھول گیا پتہ نشان کچھ نہ پوچھا اُس جادوگر کو بیہوش نہ کیا بعد چند ساعت کہا بھائی وہان کے جنگل سے نہ جانا قزاقون سے بچ جاؤگے وہ ساحر سلام بندگی کرکے سمت قصر آہن روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے خواجہ نے تمام کیفیت آکر اسد نامور سے بیان کی کچھ چپکے سے اسد کے کان مین کہا اسد نے عرض کی جو حضور کے نزدیک بہتر ہو وہ کیجیے مصرعہ صلاح ماہمہ آنست کان صلاح شما ؛ اس سرگوشی کا حال آگے بڑھ کے تحریر ہوگا خواجہ عمرو اسد کو لیکر اُسی جانب چلے لیکن یہ ساحر فرستادۂ افراسیاب لرزان ترسان بخوف قزاقان مثل بید کانپتا ہوا وہان پہونچا کہ اشرار جادو بارہ ہزار ساحرون سے اُترا ہوا ہے ملک اخضر مسلسل و مطوق بال سر کے بڑھے ہوئے روشنی چشم غدار بیٹھا ہوا اشتول رہا ہے اپنے حال زار پر روتا ہے کہ یکایک غل ہوا کہ ساحر نامہ افراسیاب کا لیکر آیا ہے اشرار نے ساحر کو خلعت دیکر رخصت کیا نامہ پڑھا گیا مضمون مذکور تحریر تھا چونکہ عرصہ دراز سے بیچارہ اخضر قید ہے کوئی بے اعتدالی اس سے سرزد نہین ہوئی ہمراہیان اشرار کو بھی رنج وملال ہوا اپنے قتل کی خبر ملک اخضر نے بھی سنی حیران ہوکر سر جھکا لیا اپنے حال پر بہت رویا کبھی کہتا تھا خوبی تقدیر سے قدمبوسی اُس شیر بیشۂ جرأت کی نصیب نہوئی موت قریب ہی وائے برما و گرفتاری ما حسرت و یاس سے کہا

پردۂ دنیا سے چلے آرزوے دل پوری نہوئی نظم

من بساطِ عیش خود را بر سر چشم تا کجا	خندہ زن بر شادیِ من اہلِ ماتم تا کجا
جان بفکر شادمانی طعمۂ غم تا کجا	راضیم گر چرخ زیر تیغ بنشاندمرا
خون دل تا کے خورد در سینہ اندوہ طرب	از برائے منزلے سامان بگردم تا کجا

جز نمک پاشی بنجا طرہ نمیباید مرح
ای برادر سوائیم دا نستہ اعلم تا کجا
از بیاض عمر معنی ہاے رنگین رفتہ است
حلقۂ در ہا زدن با قامت خم تا کجا

بر جراحتہاے تیغ عشق مرہم تا کجا
در فراق رفتگان با غم بسازم تا بکے
یک ورق گردانی ماندہ است انیہم تا کجا

غافل از بزم نامیم منشین کہ نامی ہست ترا
در مقام فرحت چندے بگیرم تا کجا
از تلاش وسعی سودا تا بکے سیر ادہم

خبر دہشت اثر اپنے قتل کی سنکر بے اختیار رو دیا اشرار جادو نے فوراً ارشاد
کرائی جلادون کو طلب کیا ساتھ والون سے کہہ رہا ہی مدت سے اسی مقام پر فرد کش تھے اس بڈھے کی قید کے
نگہبان تھے اب قتل کرکے اپنے اپنے شہر مین جائینگے اس آفت سے مہلت پائین گے قریب اخضر جادو کے آکر اشرار جادو
نے کہا ای ملک اخضر تمھارے قتل کا حکم آگیا اب ہم تمکو قتل کرکے خدمت افراسیاب مین جاکر انعام لینگے کمر
تمھارا پیشکش کرینگے اخضر نے کہا ای اشرار کیا مجال ہی تیری جو تو مجکو قتل کرسکے بموجب بشارت بندگان دین
بلاغت آئین آج دن میری رہائی کا ہی پس اگر قتل بھی ہوے طائر روح نے قفس جسم خاکی سے رہائی پائی
انجام بخیر ہوا بعد مرگ باغ ہمیشہ بہار کی سیر نصیب ہوئی اشرار نے کہا ای اخضر کیون بیہودہ بکتا ہی تو تو کئی
مہینے سے کہہ رہا ہی کہ بشارت ہوئی خواب مین بزرگون کی زیارت ہوئی اسکا انجام یہ ہوا کہ آج بحسرت و یاس قتل
ہوتے ہو اب کیون اپنے حال زار پر روتے ہو افراسیاب کا ساتھ نہ دیا لاچین کے خیر خواہ ہونے سے کچھ
لطف اٹھایا اس روز سیاہ کا سامنا ہوا اب آمادہ مرگ ہو بہانے قضا ہو ملک اخضر نے سر جھکایا جلاد تیغ کھینچکے
قریب آیا اشرار نے کوٹھے کھلوائے یہی سب سے کہہ رہا ہی یہ مال ہم تم آپسمین تقسیم کرلین گے مگر نہین معلوم کیا سبب
ہی کہ آج شہنشاہ کا حکم اسکے قتل کے واسطے کیون آیا یہ تو عرصۂ دراز سے قید ہی سلطنت طلسم صندل سے معزول
کرکے اندھا کردیا ہمارے سپرد ہوا نہین معلوم کیا کسی نے شہنشاہ سے کہا جو حکم قطعی سر قلم کرنے کا آیا ملک اخضر
بیچارہ زیر تیغ سر جھکائے بیٹھا ہی دل سے کہہ رہا ہی دیکھون کیا ظہور ہو کیون الہی خدایا نا دیدہ دوستون کو
غم دشمنون کو سرور ہو ابھی اشرار نے حکم ادل نہین دیا کہ ہلڑ ہوا کہ افسر د جلد اٹھو شہنشاہ آتے ہین سب نے
سر اٹھایا دیکھا افراسیاب جادو بصد کروفر تخت سحر پر سوار پہلو مین حیرت جادو ایسی معشوقہ
ماہ رخسار اڑا ہوا آتا ہی اشرار جادو بارہ ہزار ساحران غدار کو لیکر براے استقبال آگے بڑھا جلاد نے
اخضر سے کہا لو ای ملک اخضر نا بینا شہنشاہ طلسم ہوش ربا آپہونچے ملک اخضر نے جواب دیا آئیگا تو
نمک حرام کیا کریگا یہان تخت افراسیاب زمین پر اترا سلامی ہوئی دروبان کھلین فوراً اشرار جادو
نے واسطے افراسیاب کے تخت لاکر بچھایا افراسیاب کو ہوت تخت پر بیٹھا اشرار نے عرض کی اسوقت
حضور نے کیون تکلیف فرمائی افراسیاب نے کہا ای اشرار بد دولت تو نے نامردانہ کیا لیکن ورق ساحری
مین دیکھا صاف صاف لکھا تھا کہ اخضر قتل نہوگا جو جلاد خنجر ماریگا وہ ہلاک ہوگا اسی کے تیر لگا ایک بڈھی

سیاہ اُٹھیگی اُسمین سب سر ٹکرا کے مرگئے ما بدولت کو آرام نہ آیا دفع بلا کی تدبیر کی جلد شراب منگاؤ
اسیر القاب سامری پڑھا جائے تم سب جلد پیو کہ سامری جمشید تقدیر نہ کرنے پائین آج ذرا وہ بھی گھبرائین
اتنا تو معلوم ہو کہ ہمارے بندے بڑے عقیل ہین لات و منات ذلیل ہین فوراً لاکر شراب کے مٹکے
رکھے گئے افراسیاب نے القاب سامری پڑھا مگر کچھ ایسی لفظین کسی کی سمجھ مین نہ آئین حیرت پہلو مین
ہنستی جاتی ہی کہ سب نے زیادہ حیرت کام کر رہی ہی شہنشاہ اسم پڑھتے جاتے ہین حیرت اُسکی تاثیر مٹکے مین
پہونچاتی ہی بارہ ہزار ساحر پرورش پر افراسیاب کی وجد کر رہے ہین حیرت جادو کبھی اشرار کے
کاندھے پر ہاتھ رکھدیتی ہی اشارہ کرتی ہی کیون اے خیر خواہ اس قصر مین خزانہ بھی ہی ہمارا ارادہ ہی
کہ بعد قتل خضر تم سبکو انعام تقسیم کرین اشرار نے کہا حضور اس قصر مین بڑا روپیہ ہی بڑی مدت کا خزانہ ہی
حضور پرورش نفرمائینگی تو ہماری شفقت کا کون خیال کریگا حیرت نے چپکے سے کہا کیون بیمروت یہ تجکو
خیال کبھی نہ آیا کہ ہماری قدمبوسی کو آتا اشرار مرگیا ساتھ والون سے کہتا ہی لو بھائیو حیرت مجھپر مائل ہی
اس خوشی مین نشان خزانے کے بتاتا پھرتا ہی اس عرصہ مین شراب تیار ہوئی ملکہ حیرت نے آواز دی لو صاحبو ایک
ایک جام ایک ایک سانس مین پیو جو کوئی ایک سانس مین نہ پئیگا دم ٹوٹ جائیگا عمر گھٹ جائیگی اشرار کو اور
زیادہ بھر کے جام دیا حیرت نے اشارہ کردیا اگر ہماری محبت ہی تو ایک سانس مین پینا اشرار اپنے آپ سے
باہر ہے خوشی خوشی شراب پی گھبرا گھبرا کر اُٹھے لڑکھڑا کر گرے حیرت جادو قریب آخضر نابینا کے آئی کہا اے
ملک اخضر آگاہ ہو طلسم کشا اسد نامدار آ پہونچا منم عمرو بن اُمیہ ضمری اسرار جادو کو بیہوش کیا یہ سُنکر
ملک اخضر قدمون سے اسد کے لپٹ گیا کہا حضور مجکو بشارت ہو چکی تھی کہ طلسم کشا تجکو آکر رہا کریگا مین حیران
تھا کہ آج سامان قتل ہونے کا کیا سبب ہی حضور اشرار جادو کو قتل کرین کلیجہ اُسکا نکالکر غلام کی آنکھون
مین دھونی دین یہی غلام کی آنکھون کا علاج ہی آپ کے دم قدم سے دین حق کا رواج ہی عمرو نے فوراً اشرار کو
قتل کیا اسد نامدار بصورت افراسیاب بنکر آیا تھا اُنھون نے فوراً آگ روشن کی دریا دلی دکھائی جگر اشرار
کی دھونی سے آنکھین اخضر کی روشن ہوئین قدمون کو اسد نامدار کے بوسہ دیا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری
مکانون مین گھستے ہین خزانے لوٹ رہے ہین اور جب باہر آتے ہین اخضر ت فرماتے ہین اے بادشاہ طلسم صندل
یہ تمام مکانات خزانہ سے خالی ہین بارہ ہزار ملازمان افراسیاب یہان رہتے تھے جفائین سہتے تھے تنخواہ وغیرہ
کیونکر ملتی تھی ملک اخضر کہتا ہی اے شہنشاہ اوج عیاری خزانہ تو یہان بہت ہی عمرو نے کہا اے برادر مین نے سب
مکانون مین تلاش کی ایک مکان مین دو مٹکے جھنجھی کوڑیون کے بھرے ہوے تھے وہ مین نے کنوین مین پھینکدین وہ
کس کام کی تھین ملک اخضر نے کہا خواجہ ایسا نہ فرمائیے یہان تو روپیہ بیحساب تھا عمرو نے کہا اب تو تمھاری آنکھین

روشن ہوئین ایسی ہی باتین تو بناؤ گے تمنے کہین چھپایا ہوگا اسد نے کہا حضور آپ سے کون پوچھتا ہی حقیقت مین
یہان روپیہ کہان فقیرون کا مکان بارہ ہزار ساحر رہتے تھے سب بیچارے فاقے کرتے تھے عمرو نے کہا بیٹیا تمھاری ان
باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہان روپیہ تھا کسی نے لے لیا اسد نے کہا نہین حضور روپیہ کا کیا ذکر ہی غرض ملازمان
اخضر بھی مطیع الاسلام ہوئے اخضر نے اُسی قصر مین بڑی دھوم سے خواجہ عمرو و اسد کی دعوت کی عین گرمی صحبت
مین عمرو نے کہا ای ملک اخضر لوح طلسم صندل کی خواہش ہی بزرگان دین سے ہدایت ہوئی کہ جا کر ملک اخضر
بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کرو عنایت سے پروردگار کے جستجو کی رہبر کامل نے یہان تک پہونچایا شکر ہی کہ تمکو
قید سے اس بیحیا کی رہا کیا اب بتلاؤ کہ لوح طلسمی کہان ہی ملک اخضر نے دست بستہ عرض کی کہ مقام لوح گزارش
کرونگا مگر ملنا اُسکا دشوار ہی لیکن ایک ہفتہ حضور کو تکلیف ہوگی غلام کر شبھ کے لوح لیگا نہایت مشکل ہی اول ایک
بات ارشاد فرمائیے سامان قتل صندل بھی مہیا ہوا یا نہین عمرو نے کہا ای مخضر یہ کیا تمنے کہا سامان قتل صندل
جادو کیا چیز ہی ہر چیز کے واسطے طلسم مین لوح کافی وافی ہوتی ہی سوا ے لوح طلسمی کے اور کیا سامان مہیا ہو ملک اخضر
نے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری افراسیاب نے ایسے شخص کو بادشاہ طلسم صندل کیا ہی کہ جسکا قتل
ناممکن صرف کتاب سامری مین اتنا مرقوم ہی جو کوئی قصد کرے طلسم صندل فتح کرنے کا پہلے سامان قتل صندل جادو
مہیا کرے یہ غلام کو نہین معلوم کہ وہ سامان کیا چیز ہی بموجب قاعدے کے غلام نے بھی حضور سے پوچھا مین اس
رمز سے بخوبی آگاہ نہین ہون جتنا باہر تھا اس قدر عرض کیا حضور جب سے سلطنت شہنشاہ لاچین میں طلسم ہوشربا
مین غدر ہوا خیر خواہان لاچین جابجا گرفتار ہوئے دشمنون کا اوج موج ہوا صندل جادو کو افراسیاب نے
میرے طلسم کی سلطنت دی مین اس لعونہ سے لڑا وہ تو میرا کچھ نہ کر سکی افراسیاب نے آکر گرفتار کیا اتنا غلام کو
خوب معلوم ہی کہ کوئی شی براے حفاظت صندل جادو افراسیاب نے تیار کی ہین اُسکو سپرد کیا ہوگا یہ نہ
دریافت ہوا کہ کیا شی تھی کسکے پاس گئی جتنا غلام نے سُنا تھا عرض کیا اب کل مقام لوح بتاؤنگا مگر یہ غلام کا
اختیار نہین ہی کہ باسانی لے کر خدمت مین حاضر کرے لیکن دو ہفتہ مین سحر تیار کرکے اپنی جان پر کھیلونگا
دریاے جفا کو جھیلونگا حضور کے تصدق سے آنکھین روشن ہوئین پلکون سے جاروب کشی کرونگا دیدہ بازی
لیل و نہار سے مجبور و ناچار ہون آنکھون سے احکام شاہنشاہی بجا لاؤنگا جابجا میرے ملازم مقید ہین
اُنکو جا کر رہا کرو دین سحر جو قبضہ سے گیا ہی اُسیر قابو ہو شب بھر اخضر نے اسی قصر مین خواجہ و اسد کی
دعوت کی بوقت سحر بصد کر و فر اپنے ہمراہ لیکر طرف قلعۂ صندل کے چلا ملحوظ خاطر رہے کہ ابھی خواجہ بھی
ساتھ مین اُس قصر سے تھوڑی دور آکر ایک درۂ کوہ مین ملک اخضر نے اسد و عمرو کو پہونچایا چند
ساعت وہان ٹھہر کر درہ کے باہر آیا کہا ذرا سر اُٹھا کر ملاحظہ فرمائیے اسد نے سر اُٹھا کر دیکھا سامنے

قلعہ صندل پہلوے قلعہ مین ایک برج نہایت رفیع وسیع صناعان چابکدست نے تعمیر کیا ہی کئی سو گز کا ایک میل آہنی اُسپر نصب ہی اُس میل کے نصب ہونے سے یہ مطلب ہی کہ ایک قفس آہنی مین ایک قمری طوق اطاعت بگلو مصروف کوکو ہی اسد نے فرمایا ای برادر یہ کیا تماشا دکھایا میل آہنی ایک قفس مین قمری صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شوخی و شرارت سے بھری ہی ملک اخضر نے عرض کی ای شہریار بانیان طلسم نے لوح طلسمی اس قمری کے شکم مین رکھدی ہی آٹھ پہر اُسکو ہلاکت انسان کی جستجو ہی اسوجہ سے مصروف کوکو ہی جب کوئی سامنے قلعہ کے جائیگا اول آواز ہیہات وافسوس بلند کرتی ہی تین آواز دے کر خاموش ہو جاتی ہی گویا اپنے فعل پر پشیمانی ہی اگر وہ جلنے والا پلٹ گیا معلوم ہوا راہگیر تھا اگر آنے والے نے آواز ہیہات وافسوس سنکر بھی قصد کیا یہ قمری حلقۂ اطاعت سے قدم باہر دھریگی یعنی قفس کو توڑ ڈالیگی بلند پروازی کرکے سر پر اُس آنے والے کے سایہ ڈال کر صداے کوکو بلند کرتی ہی تیسری آواز مین مُنہ سے اس قمری کے شعلہ نکلکر ایک شعلہ اُس آنے والے پر گرتا ہی کہ وہ جلکر خاک سیاہ ہو جاتا ہی صدہا بندگان خدا اسی جستجو مین آئے جلکر خاک قصے اُن بیچارون کے پاک ہوئے کسی نے خبر نہ لی کہ کیا ہوے یہ نہ کوئی سمجھا کہ کس بلا مین مبتلا ہوئے ای شہریار سخن شنیدن بیخ دولت بموجب مضمون رباعی سودا رباعی

گریہ یارسا کے سامنے مین بہ دیا تو کیا | مژگان مین جو لخت دل پرویا تو کیا
یہ دانۂ اشک سبز ہونا معلوم | اس شور زمین مین تخم بویا تو کیا

بہر نوع حضور کو اتنا تامل فرمانا چاہیے کہ مین جاکر سحر کو تیار کرکے لاؤن اور کسی ترکیب سے اس قمری کو مارون تب لوح طلسمی قبضہ مین آوے یہ اتنا جھگڑا مین نے اسواسطے بیان کیا کہ اگر حضور میرے بعد درۂ کوہ سے نکلنے کا قصد کرینگے دشمن شہنشاہی فوراً جلکر خاک ہونگے اسکا علاج ارسطو اور لقمان سے بھی غیر ممکن اخضر نے عمرو کو سمجھایا کہ حضور جسوقت تک کہ غلام واپس نہ آئے درۂ کوہ سے انکو نہ نکلنے دیجیے گا مین جاکر تدبیر مین مصروف ہوتا ہون عمرو نے کہنا ملک اخضر کا قبول کیا ملک اخضر اُسی وقت پر پرواز پیدا کرکے ایک جانب روانہ ہوا اسد نامور مع عمرو آکر درۂ کوہ مین ٹھہرے جب ملک اخضر جاچکا اسد نے کہا نانا جان آپ ایسا جاں دیدہ آدمی بیکار باتون مین آکے پیر مرد زمین گیر کے مبتلا ہوتا ہی مین ابھی جاکر ایک تیر مین اس قمری کو مارتا ہون اگر اصل مین لوح اُسکے پاس ہی دستیاب ہو گی ملک اخضر کے آنے دو آنے کی کیا احتیاج ہی عمرو نے سمجھایا کہ بیٹا وہ بادشاہ سابق طلسم صندل ہین ابھی ظاہر ہوا کہ تمھارے مذہب حق پر دل سے مائل ہی جو کچھ سمجھایا ایکہفتہ تامل کرنا واجب و لازم ہی صلاح و مشورہ سے ستون سلطنت قایم ہی اسد نے کہا آپ نے جو فرمایا بہت بجا ہی ایسے ایسے مختصر امورات مین اسقدر تساہل ہونا سراسر نادانی انجام جسکا پشیمانی عمرو نے سمجھایا اسد خاموش ہو رہا

مگر دل مین یہ خیال کہ کسی حیلہ سے خواجہ سامنے سے ہٹین تو مین قمری پر وار کرون اگر شاید اسکے شکم مین لوح ہی تو اسپر قبضہ کرنا کتنی بڑی بات ہی اگر ایک قمری کو بھی نہ مار سکے تو طلسم ہوشربا کون فتح کریگا اور اسیاب سے مقابلہ کیونکر پڑیگا یہ سوچکر اسد غازی خاموش ہو رہا اسی درۂ کوہ مین بسر کی مگر شب فراق معشوقون کی ملاقات کا اشتیاق سب سے زیادہ ملکہ مہجبین کا خیال لالان خون قبا کی جدائی کا ملال جب آہ کرتے مین خوف ہی کہ شعلہ آہ استخوان جسم کو نہ جلا دے آتش عشق شعلہ محبت زورون پر جب طپش قلب نے بیقرار کیا یہ اشعار زبان پر جاری ہوے

اشعار

پہونچی ہے بڑھ کے سینہ سلگ کر جگر مین آگ
کب کی دبی ہوئی تھی دل پرشرر مین آگ
گر سوز عشق اشک کو اخگر بنائیگا
ہنگام احتیاج ہی موجود گھر مین آگ
پڑتے مین آبلے جو چھوے کوئی جسم گرم
کہتی ہی آہ مین نے لگائی جگر مین آگ
وہ سوختہ نصیب ہون جس جا رہونگا مین
ٹھہرے کہان شرر جو لگے اپنے گھر مین آگ

اے فلک دیدہ دوڑ گئی بال و پر مین آگ
دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
دہکا کریگی شام و سحر چشم تر مین آگ
جز نخل عشق اور ہے وہ کونسا شجر
اے چشم تر نہان ہی مگر اس گہر مین آگ
بلبل کی گرمیون سے تعجب ہوا مجھے
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ

باران کے بدلے برق تڑپتی ہی رات دن
دی شعلہ ہائے حسن نے پائے نظر مین آگ
ہو عمر طول آہ شرربار کی مری
ہو جسکے بیخ و ریشہ و برگ و ثمر مین آگ
ہی ناز سوز ہجر کو پھونکا ہی مین نے دل
بھردی کہانی عشق نے ہر مشت پر مین آگ
تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہی

ایسے ایسے اشعار پڑھ کر تڑپے پھڑکے جب دم لبون پر آیا تب ستارہ سحری آسمان پر چمکا خواجہ عمرو اُٹھے دیکھا اسد نامور مصروف عبادت پروردگار ہی خیال مین گذرا جب تک یہ ذوالفقار سے مہلت پائے ہم ذرا جنگل کی سیر کر آئین یہ سوچ کر عمرو باہر درے کے آئے یہ تو اسکے ڈُکے کی خبر منانے چلے مگر اسد نامور اپنی جان سے بیزار دل سے کہتا ہی اے اسد کب تک اُس بیرزمین گیر کا انتظار کرین اپنا علاج اپنے ہاتھ سے کرو اگر حیات باقی ہی انشاءاللہ ابھی قمری کو مار کے لوح لیتے ہین ورنہ اگر قضا قریب ہی یہ بھی ایک بہانہ ہی کب تک انتظار کرین اپنے کو مجبور و ناچار کرین یہ سوچ کر اسد نامدار قدم ہمت بڑھا کر درۂ کوہ سے باہر نکلا جیسے ہی دامنہ قلعہ مین پہونچا قمری نے قفس مین کُریال کی پر پرزے جھاڑے جب اسد اور چند قدم آگے بڑھا قمری نے تیوری بدلی کو کو کی صدا دی مگر طرف اسد کے دیکھ رہی ہی چند قدم اسد اور آگے بڑھے دل سے یہی صلاح ہی کہ اب اسی مین فلاح ہی اگر یہ قفس سے نکل آئے ایک اشارے مین خاتمہ اگر قفس سے قمری نہ نکلی قفس آہنی کا توڑنا دشوار ہی مگر وہ ستار و غفار ہی ہر شے مین تاثیر عطا فرمائیگا ناگاہ قمری نے اپنے کو آراستہ کیا اس طرح تڑپی کہ قفس ٹوٹا بیقرار ہو کر قفس سے نکلی بلند ہو کر اُس سر زمین پر اپنا سایہ ڈالا دیکھا اسد نے ہاتھ پاؤن مین رعشہ جسم مین سوزش قلب مین طپش آنکھون مین جلن دل مین تڑپ لیکن جرأت کرکے کمان کیانی دوش سے اُتاری انھین کانپتے ہوے ہاتھون سے تیر ترکش سے نکال کر

کمان مین جوڑا قمری کو تاک کر مارا جب تیر قریب سینۂ قمری پہونچا قمری کے منھ سے شعلہ نکلکر گرا کہ تیر جلکر خاک ہوا کئی تیر اسد نے مارے قمری نے جلا دیے ادھر عمرو صحرا مین خود بخود گھبرایا سب سے زیادہ یہ خوف ہو کہ اسد غازی مرد سپاہی جاہل اجہل ایسا نہو کہ ہوس مین لوح طلسمی کے نکل پڑے مفت مین ہلاک ہوگا تمام ساحر نام اسد غازی کے دشمن ہو رہے ہین علامت طلسم صندل مٹ چکی ہی ساحران طلسم صندل ضرور فکر مین ہونگے ایسا نہو کہ اسکے ساتھ بہ بدی پیش آئین تو غضب ہو یہ سوچکر عمرو دیکھا کیا مگر دمبدم اضطراب ترقی پر حیران مضطر چلا آتا ہی کہ اسد غازی پر نگاہ پڑی دیکھا وہ شیر زیر دیوار قلعہ پہونچ چکا ہی کئی تیر مارے خالی گئے قمری نے جلا دیے اپنی جو خطا تھی سہمے ہوئے زیر دیوار کھڑے ہین ترکش مین سے پھر تیر نکال رہے ہین مگر ہاتھ پانون مین رعشہ آچکا ہی رنگ رو متغیر متردد متحیر خواجہ عمرو نے یہ حال پر ملال جو دیکھا آواز دی او دیوانے مجہول یہ کیا ستم کیا اُس دوست صادق کے کہنے کو خلاف سمجھا ای اسد غازی برائے خدا پلٹ آگے بڑھنے کا قصد نہ کرین زلزلہ قاف ثانی سلیمان کو کیا منھ دکھاؤنگا مطعون بدنام ہو جاؤنگا اسد غازی نے پلٹ کے خواجہ عمرو کو دیکھا شرم و حجاب سے کچھ جواب نہ دیسکا مگر تیور سے پیدا تھا اشارون سے ہویدا تھا کہ ہم مجبور و ناچار ہین اب ہاتھ دستگیری نہ کرینگے پانون سے ثابت قدمی غیر ممکن چہرہ اُداس عالم یاس عمرو سمجھا اسد غازی مبتلاے بلا ہوے بھلا یہ قریب کب جاتے ہین دور ہی سے غل مچانے لگے ارے او دیوانے یہ کیا کیا مین مفت مین رسوا ہوا تمھاری مادر مہربان کو کیا جواب دونگا یہ کہکر چلاتا تھا کہ انشاء اللہ اس شیر دل کو ساتھ لے کر آؤنگا نانا جان تمھارے پوچھین گے تو اُنکو کیا جواب دونگا اب عمرو دیکھ رہا ہی کہ قمری چیخ مارتی ہوئی قریب سر اسد نامور آتی ہی بہ تمشاد باغ رعنائی پابگل ہو چکے ہین آنکھین پتھرا گئین کمان مین خم آیا ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری تیر سہم کر الگ ہوے تلوار قبضے سے نکلی سپر نے پشتی بانی کی عمرو نے اُس بیقراری مین کارساز مطلق مالک برحق کو پکارا ای رحیم ستار العیوب دافع البلیات نظم

خداوندا شب را روز گردان
درین شب سپیدم کن چو خورشید
چو روز اندر جہان فیروز گردان
توئی یاری دہ فریاد ہر کس
شبے دارم سیہ چون بخت اسد
بفریاد من فریاد خواہ رس

ای عیب پوش عالم ای خالق اکرم شیر بیشۂ صاحبقرانی کو بچالے عمرو بیقرار اسد اشکبار عمرو بصورت آئینہ حیران اسد مثل زلف پریشان یہ متردد وہ متوحش یہ نوبت نیستان وہ گاز و باستخوان بیان عمرو ماتم کا جوش اسد مثل تصویر خاموش قریب تھا کہ قمری کو کو کہکر اسد نامور کے سر پر بیٹھ جائے کہ ایک جانب سے عمرو نے دیکھا ایک عقاب نایاب بلند پرواز اُڑا ہوا آتا ہی مثل برق تڑپ کر قریب اُس قمری کے پہونچا

اسد نامور پر جو سایہ اُس قمری کا پڑا تھا یہ شاہزادہ سروسہی قد بالکل ہوچکا تھا بلکہ چہرے سے صاف
یہ ظاہر تھا کہ سارا جسم پتھر کا ہوگیا لیکن وہ عقاب جب قریب پہونچا ایک پر اُس ڈر سے اُس قمری پر مارا
کہ قمری بلند ہوئی کوکو بھولی صدائے افسوس ہیہات دینے لگی پر اُسکے بہت سے نچ کر زمین پر گرے
اب تو وہ قمری چاہتی ہو کہ جان بچا کر نکلجاؤں پنجۂ شہباز اجل سے رہائی دشوار دونوں مین منقار اور
پنجے چل رہے ہیں لیکن عقاب نے قمری کو پر و پنجے مار مار کر اس قدر بلند کیا کہ برابر دیوار قلعہ کے پہونچ گئی ہی
ایک مقام پر قمری نے پنجوں سے بہت سے پر عقاب کے نوچ کے پھینکدیے عمر و کھڑا ہوا دعائیں مانگ رہا
ہی خداوندا اس عقاب کو غالب کرنا ملک اخضر نے کہا تھا اسی قمری کے شکم مین لوح طلسم ہی کئی مرتبہ قصد
ہوا کہ تیر ماروں اگر زخمی ہوکر قمری زمین پر گرے اسکا شکم چاک کرکے لوح طلسم لوں لیکن جب تیر جوڑتا ہوں ہاتھ
مین رعشہ آجاتا ہی ناچار سہم جاتا ہو قلب تھراتا ہی دعا مین مصروف اسد غازی پابکل مضمحل منفعل دل
دھڑک رہا ہی کلیجہ مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہو آخر عقاب نے ایک مقام پر قمری کو پنجوں مین دبوچا غصہ مین
پانوں تھام کر چھتر اتا مار کر چیر ڈالا عمرو نے دیکھا شکم سے قمری کے کوئی شی مثل جرم قمر کے چمکی عقاب
اُسپر گرا انھین معلوم کیا شی تھی اُسکو قبضے مین کیا لیکن مرنے سے قمری کے صحرا مین آندھی سیاہ اُٹھی صدائے
گیر و دار بلند ہوئی دیوارین قلعہ کی تھرائین بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو بود
تاریکی دفع ہوئی احوال روشن ہوا عمرو نے دیکھا ملک اخضر جادو اُترتا ہوا آسمان سے چلا آتا ہی
کوئی شی مثل ستارۂ سحری ہاتھ مین دوڑ کر قدموں سے اسد نامدار کے لپٹ گیا عرض کی اے شہریار غضب
کیا ہمنے بروقت رخصت کہا تھا تمنے سراسر اُسکے خلاف کیا شکر ہی کہ پروردگار نے مجھے عین وقت پر پہونچایا
ورنہ روسیاہ ہوتا حوالی طلسم صندل مین تباہ ہوتا سر پٹک پٹک کے مرتا خواجہ عمرو نے کہا اے ملک اخضر
تونے بڑا کام کیا اور اگر تھوڑی دیر تم اور نہ آتے اسد غازی کا خاتمہ تھا مین دیکھ رہا تھا اخضر جادو خوشی
خوشی اسد نامدار کو لیکر صحرائے سبزہ زار مین آیا لوح طلسم صندل اسد غازی کے ہاتھ مین دی کہا
حضور نے مین اسد نامدار نے بعد وضو کے ملاحظہ فرمایا صاف تحریر تھا اے فتاح طلسم واے سیاح این عجائبات
فتاح طلسم پر واجب لازم ہوگا کہ اول سامان قتل صندل جادو مہیا کرے کہ در دسر مٹے اسد نامور نے
گھبرا کر کہا اے ملک اخضر جو تمنے کہا تھا وہی اسمین بھی مرقوم ہو لوح کے علاوہ کیا سامان قتل صندل
جادو ممکن کریں لوح کے ملنے سے اور درد سر بڑھ گیا ملک اخضر نے کہا اسمین بعید ہی اگر آپ فتاح
طلسم صندل ہین آخر مین یہ راز کھلے گا لوح برائے قتل صندل جادو کافی نہین ہی اس عرصہ مین
اور ملازمان ملک اخضر مع بارگاہین خیمے اسباب ضروری لے کر حاضر ہوے بارگاہ استادہ ہوئی

ملک اخضر اسد نامور کو لیے ہوئے بارگاہ مین آیا مقام صدر پر شاہزادے کو بٹھایا عرض کی غلام جو یہان سے گیا نگہواران شاہی جا بجا قید تھے اُنکو جا کر رہا کیا یہ سب حاضر خدمت ہین اسد غازی نے فرمایا کل مین انشاء اللہ برائے طلسم کشائی جاؤنگا تم اسی مقام پر فردکش رہو رات بارگاہ ملک اخضر مین بعیش و راحت بسر ہوئی بوقت سحر اسد نامور نے نماز سے فراغت حاصل کی دربار ملک اخضر آراستہ ہوا اسد غازی مسلح ہوکر آئے خواجہ کو سلام کر کے کہا غلام رخصت ہوتا ہی عمرو نے گلے سے لگایا خوب سمجھایا کہا اے نور نظر یہ مقدمہ طلسم کشائی ہی جرأت کو اسمین دخل نہین ہی دمبدم قدم بقدم لوح طلسمی کو ملاحظہ کرنا اگر اسمین فرق ہوا جان پر بنے گی ہر کہ و مہ خرد و کلان دنی و اعلیٰ تمھارے نام کا دشمن ہی اگر خدانخواستہ گرفتار ہوکر سامنے افراسیاب کے پہونچے فوراً حکم قتل دیگا ہم اسی مقام پر انتظار مین بیٹھینگے ملک اخضر نے کہا بسم اللہ آپ برائے طلسم کشائی تشریف لیجائین الکی شہنشاہ ادرج عیاری دوم جلے جب فتح ہوجائینگے شہزادہ پھر اسی مقام پر تشریف لائیگا ہمین اسی مقام پر انتظار کرنا واجب و لازم ہی اور جو مقام ہمارے جانے کے لائق ہوگا بلا تکلف آپنے کو وہان پہونچائینگے اگر نہ جاسکینگے مجبور و ناچار ہین اسد نامدار نے کمر ہمت چست باندھی آمادہ سفر ہوئے لوح کو ملاحظہ کیا جو کچھ حکم نکلا اُسکو خیال مین کیا سب سے بغلگیر ہوکر بحکم لوح طلسمی ایک جانب چل نکلے خمسہ بر غزل ناسخ

منتل بو نظرون سے ہر اک گل نہان ہوجائیگا
پھول کیا کانٹا بھی بے نام و نشان ہوجائیگا
بلبلو صحرا سے بدتر بوستان ہوجائیگا
کاروان بادِ بہاری کا روان ہوجائیگا
ایک دن یہ باغ پامال خزان ہوجائیگا

کیا قمر بھی شرم کے مارے نہان ہوجائیگا
سامنے سے مہر تابان بھی روان ہوجائیگا
صبحدم صد چاک جیب انس و جان ہوجائیگا
چاندسا چہرہ جو پردے سے عیان ہوجائیگا
چشم عاشق کا ہر اک پردہ کتان ہوجائیگا

کچھ دنون سے وہ پری جلوہ جو دکھلانے لگا
بہر نظارہ وہان سارا جہان جانے لگا
فیض ہر اک دولتِ دیدار سے پانے لگا
رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہوجائیگا

بانگ تو اے ماہ تیری گلستان کا ہی جواب
ہی خدنگ تیر مژگان غیرت تیر شہاب
عکس رخ سے ہی نقاب دے انور ماہتاب
بالی کے موتی ہین تارے روئے تابان آفتاب
تیرے آنے سے ابھی بام آسمان ہوجائیگا

قتل کرنے مین جو یاد آجاتے ہین ایام وصل
تلخ اپنی زندگی کا ہی مزا بے جام وصل

جان آجائیگی تن مین جب سنونگا نام وصل ۔۔۔ یارب جب مجھ جان ملب کو بھیجے گا پیغام وصل
دیکھنا پیغامبر عجز بیان ہوجائیگا

ایک دم ہرگز نہین تنہا مین اُسکو چھوڑتا ۔۔۔ چھپ کے پیچھے ہولیا جس سمت وہ اُٹھکر چلا
خلق کو مجھپر یقین ہوجائے گا ہمزاد کا ۔۔۔ گر یونہین مین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا
اُس پری کو اپنے سایہ کا گمان ہوجائیگا

دیکھ پائیگا جو صورت روے آتشناک کی ۔۔۔ ہے یہ گرمی فی الحقیقت روے آتشناک کی
دل جلا ڈالے گی حیرت روے آتشناک کی ۔۔۔ قہر لائے گی شرارت روے آتشناک کی
شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہوجائیگا

کیا غضب اے ترک تیری چشم نے برپا کیا ۔۔۔ یہ رولایا دیدۂ نرگس کو بھی اندھا کیا
زلف نے پھانسی دی سنبل نے اگر دعوی کیا ۔۔۔ تیری ابرو نے کمان کو تیر سا سیدھا کیا
پیش مژگان تیر خم ہوکر کمان ہوجائیگا

تیز کتنی دیکھنا تیغ نگاہ ناز ہے ۔۔۔ صاف ٹکڑے مرغ جان کا ہر پر پرواز ہے
پر کہان عالم مین ہمسا عاشق جانباز ہے ۔۔۔ کیا ضرر ہمکو جو وہ محبوب تیر انداز ہے
ہر خدنگ اپنے بدن مین استخوان ہوجائیگا

مین نہ سمجھا تھا کہ دل ایذا دکھائے گا مجھے ۔۔۔ بیچ مین اُس طفل کی کاکل کے لائے گا مجھے
وہ بڑھے گا مین گھٹونگا غم ستائے گا مجھے ۔۔۔ انقلاب دہر تب اُس سے ملائے گا مجھے
پیر جب ہوجاونگا مین وہ جوان ہوجائیگا

حسب خواہش گو نہین یہ شعر پُر مضمون کہا ۔۔۔ مان لے آباد کا کہنا زیادہ غم نہ کھا
آج تیرا کوچۂ دلدار مین ہے دل لگا ۔۔۔ فکر کر موقوف ناسخ جی نہین لگتا تیرا
پھر طبیعت کا کسیدن امتحان ہوجائیگا

مغنی خغانے کہ آمد بجان ۔۔۔ درین زیر نہ پردۂ آسمان
با حوال جم یا بہ احوال کے

دیگر

سخن سازے کہ معنی ساز کردہ ۔۔۔ درین پردہ آوازہ نام جوئے
سخن را اینچنین آغاز کردہ

جبکہ ماہ آسمانِ سطوت و جلالت یکہ تاز میدانِ امارت صاحب تیغ و سپرا عنی شاہزادہ اسد نامور لوح طلسم صندل ملاحظہ فرماکر ایک جانب بموجب ہدایت لوح چلے لوح نے حکم دیا کہ سمت مشرق جانا مناسب ہے کوس دو کوس راستہ طے کیا تھا کہ صحراے ریگستان مین پہونچے صحراے ہول خیز وحشت انگیز جادۂ منزل نابود

رستی کا میدان سنسان درختون کے پتے گر گئے شاخین جلی ہوئی حدت نیر اعظم سے صحرا کرہ نار معلوم ہوتا ہی
اگر کوئی بندہ خدا جا نکلے پانی کے واسطے تڑپ تڑپ کے مرے سوائے چشمۂ آفتاب چشمۂ آب نایاب اس چشمہ سے
چشمداشت آب نہین ذرے چمک رہے ہین تنہائی کا سناٹا صورت یہ ہی کہ شاہزادہ قدم اٹھاتے پانون
دھنسا جاتا ہی بمشکل دس بیس قدم چلے یکہ و تنہا نہ یار ہے نہ مددگار ہے کوئی راہبر ہمراہ نہین نشان منزل سے
آگاہ نہین منزل پرخطر ہر مقام پر جان کا خطر جیون جیون دن چڑھا اسد غازی کو پیاس کی ترقی ہوئی
راستہ چلنا دشوار ہوا ہر سمت پیک نگاہ کو دوڑایا کوئی چشمہ پانی کا نہ نظر آیا زبان منھ سے نکل آئی دور ایک
جانب درخت دکھلائی دیے نخل سرسبز و شاداب جو دیکھے معلوم ہوا کہ حضرت خضر واسطے رہبری کے آئے
اسی جانب قدم اٹھایا جب قریب پہونچے دیکھا ایک ٹیکرا نہایت بلند اسد غازی اس ٹیکرے پر آئے
دیکھا کہ ایک تکیہ ہی فقرا جابجا بیٹھے ہین کسی مقام پر قمریون کے پنجرے لٹکے ہین کہین پاہو کے جوڑے چر رہے
ہین ایک نخل کے سایہ مین شیر کی کھال کا فرش بچھا ہی ایک فقیر بے نوا اسیر کی بغل مین شجرہ فقر پیراہن
زیب جسم یاد معبود حقیقی مین تسبیح ہاتھ مین سر جھکائے ہوئے مصروف وظیفہ خوانی ہی چند چیلے برائے خدمت
حاضر ہین حال حسرت مآل اپنے مرشد کے ناظر ہین اسد غازی نے وہ مقام پاک و پاکیزہ تو الحمد فرمایا
قریب اس درویش کے آئے اس درویش عقیل ریش نے جمال باکمال اسد غازی کو دیکھا سطوت جلالت
و صولت دیکھکر اپنے مقام سے اٹھا بے اختیار منھ سے نکل گیا آئیے تشریف لائیے شعر بیا بیا کہ ترا تنگ
در کنار کشم ؛ بتنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ؛ اسد غازی اس درویش باصفا کی تعظیم و تکریم سے
نہایت خوش ہوئے اس مقام پر بیٹھے مگر وہ درویش سراپا کو اسد نامور کے دیکھ رہا ہی جمال بجمال اسد
نامدار پر نگاہ نہین ٹھہرتی حیران جمال و محو دیدار ہی دوڑ کر ایک ظرف مین پانی لایا اسد غازی نے پانی
لیا بسم اللہ کہکر جام دہن سے لگایا جب تو اس مرد درویش نے ہاتھ تھام لیا قدمون کو بوسہ دیا کہا
ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ آج ستارہ مراد اوج پر ہی اے شہریار گیتی ستان اے ہژبر بیشۂ [illegible] نظم

ہے اشتہار تجھسے مرا اے فلک جناب
نشو و نما دے مجکو کرم کا ترے سحاب
قطرہ تجھ ابر فیض سے پہونچے جو سو بحر
لاوے عجب نہین جو ہما بیضۂ حباب
پہونچا نہ تیرے عہد مبارک مین ایک ضرر
کھلجائے باد تند سے شیرازۂ کتاب

رخشندگی ذرہ ہے از فیض آفتاب
ہے یہ جہان مین وہ در دولت ترا کہ یان
جاوے رگڑتی چرخ کو موج در خوش آب
روشن ہون کو گر نہو سجدہ در ترا
از دست محتسب کوئی آتا یا احتساب
کیا تاب ہی عدو کی جو جھپٹے ترے حضور

اک تخم ہون مین خاک نشین زمین شور
ناکام بخت ان کے ہوتا ہی کامیاب
دریا کو سیر کشتی سے تیری یہ ہو شرف
رکھے نشان سجدہ جبین پر نہ ماہتاب
ہر پربت پربت کوہ کا لون جو چلے کہ جون
لشکر نہیب قہر کو تیرے گہر عتاب

سامان تیرہ روزی ہی بہر عدو	تیری وہ تیغ قبضہ ہی جسکا سیاہ تاب

اُس مرد درویش نے اسد نامدار کو دیکھکر اسقدر شادی کی معلوم ہوتا تھا اسکو دولت کونین ہاتھ لگی اسد نے فرمایا ای برادر تم اس خلق و مروت سے پیش آئے گویا ہمکو کہین دیکھا تھا یا کسی سے ذکر سنکر ہمارے مشتاق تھے مرد درویش نے ہاتھون کو اسد کے آنکھون سے لگایا خاک پا کو توتیاے چشم بنایا عرض کی اب حضور اپنے نام نامی کو غلام سے نہ نہ چھپائین پہلے تو یہ مژدہ فرح افزا سنائیے کہ لوح طلسم صندل دستیاب ہوئی ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کو قید سے رہا کیا اسد غازی نے فرمایا ای برادر تمھارے نام نامی اسم گرامی سے ماہر ہون اُس مرد درویش نے عرض کی کہ غلام کو روشن تکیہ دار کہتے ہین ای شہریار جب طلسم ہوشربا مین غدر ہوا شاہنشاہ لاچین گرفتار بلا ہوے ہم لوگ جانین اپنی بچاکے بھاگے طلسم صندل پر صندل جادو نے قبضہ کیا ملک اخضر کو گرفتار کرلیا اُنکے وزیر اعظم دستور معظم فہیم جادو اس فکر مین ہوے کہ اپنے بادشاہ کو قید سے چھڑائین یہ خبر دارون نے صندل کے گوش گذار کیا اُسنے قصد کیا کہ فہیم جادو کو قتل کرے مین نے وزیر اعظم کو خبر دی وہ بھاگ نکلے لیکن فرزند نوجوان اُنکا نعیم جادو گرفتار ہوا صندل نے اس نوجوان کو نابینا کردیا غلامان خیرخواہ اُس نوجوان کو اُسی حال پر ملال مین لے بھاگے اختر شناسان علی منزلت و کاہنان فلاطون طبیعت نے حکم لگایا کہ اِس راہ سے ایک دن فتاح طلسم صندل کا گذر ہوگا اور وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی فخر سام و سہراب سرکوب افراسیاب فتاح طلسم ہوشربا جرات و شوکت مین یکتا اُس جوان نابینا کو صحت دیگا فہیم جادو حضور کے قدوم میمنت لزوم کا مشتاق ہی نعیم جادو پر ایک ایک دن شاق ہی حضور تشریف لیچلین سب نشانیان طلسم کشائی کی آپ مین ظاہر ہین اور ای شہریار ہمسے چھپانا بیکار ہی یہان سب حضور کے خدمتگزار ہین اسد نامدار ہاتھ تھام کر روشن تکیہ دار کا اُٹھے ایک حجرے مین آکر دیکھا ایک جوان نابینا سر جھکائے بیٹھا ہی شخص دیگر بصد کرو فر بیٹھا ہوا کچھ اوراق پڑھ رہا ہی جیسے ہی اسد نامدار کو آتے دیکھا اُٹھ کر وہ شخص قدمون کی جانب جھکا اسد نے سر سینہ سے لگا لیا فہیم جادو گرد پھرنے لگا اسد نے کہا ای فہیم جادو ای وزیر اعظم ملک اخضر لوح طلسم صندل حاضر ہی اپنے فرزند کی آنکھون سے مس کرو کہ نور نظر کی آنکھین روشن ہون فہیم نے دوڑ کر اُس جوان نابینا کو مژدہ دیا کہ ای فرزند اُٹھو وقت انتقام قریب آیا پروردگار نے طلسم کشا کو یہان تک پہونچایا وہ جوان نابینا ٹٹولتا ہوا اُٹھا اسد کے ہاتھون کو لیکر آنکھون سے لگایا اسد نے فوراً لوح طلسم صندل نعیم کی آنکھون سے مس کی چند قطرات آب گندہ کے گرے آنکھین نعیم کی فوراً روشن ہوگئین فہیم گرد پھرا نور نظر کی آنکھین روشن ہوگئین روشن تکیہ دار نے واسطے نعیم و فہیم کے اُسی تکیہ پر فرش منقول و سامان عیش و نشاط مہیا کیا فرش پر آکر اسد

نامدار بیٹھے کہ یکایک نخل سے ایک طائر نے چیکارا مارا سر اٹھا کر فہیم جادو نے دیکھا طائر نے
آنکھ ملا کر آواز دی اے ظالم تو نے غضب کیا طلسم کشا دشمن ملکہ صندل جادو کو اپنے مقام پر جگہ دی
ستم دونوں باپ بیٹوں کی مدت سے تلاش تھی آج تیا ملا میں زاغ سحر جادو یہ کہکر تڑپ کر زمین پر
گرا فہیم نے چند دانے ماش کے مارے زاغ نے پر اٹھا کر مارا دانے ماش کے جل گئے ایک زنجیر آہنی
پیدا ہوئی نصف گلے میں فہیم کے نصف گلے میں نعیم کے پڑی اس ساحر نے دونوں کو زنجیر میں گرفتار کیا
روشن تکیہ دار پیچھے اشارہ کر دیا وہ بیچارا غرق زمین ہو گیا اب زاغ سحر جادو نے چاہا کہ
تڑپ کے نکل جاؤں اسد نامدار کو تاب نہ آئی اپنے مقام پر سے اٹھ کے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شیر دل ابن صاحبقران	شہنشاہ نام آور و کامران	بدرّم دل شیر و چرم پلنگ	اسد شہسوارم کہ در روز جنگ

اس ساحر نے اسد پر ایک دو ہتڑ مارا انکے گلے میں لوح طلسمی موجود تھی سحر نے تاثیر نہ کی اسنے چاہا اسد کی
بھی گردن پکڑوں اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ سر بیچارے کا چنبر گردن سے اڑ گیا زاغ
روسیاہ تڑپ کر گرا داخل جہنم ہوا بعد دفعہ ہونے تاریکی کے آواز آئی کشتی مرا نام من زاغ سحر جادو
بود روشن تکیہ دار و فہیم و نعیم جادو نے بلائے مبرم سے نجات پائی ہاتھوں کو اسد کے بوسہ دیا
عرض کی اے شہریار اب طلسم کشائی میں جلدی کیجیے صندل جادو کو خبر ہو جائیگی یہ اسکا ملازم تھا
حضور مصروف طلسم کشائی ہوں ہم لشکر جمع کر کے حاضر خدمت ہونگے اسد نے کہا بسم اللہ تم فہیم جادو تم
جا کر اپنے ساتھ والوں کو رہا کر دو میں بہت جلد اپنے کو مرحلہ جات پر پہونچاتا ہوں یہ کہکر لوح کو ملاحظہ
کیا فہیم نے دیکھا کہ اسد نامدار لوح کو دیکھکر اس تکیہ سے اترے سامنے چشمہ آب تھا اسم حاشیہ لوح دم کیا
چشمہ کے پانی نے جوش مارا ایک کشتی پیدا ہوئی یہ نہنگ بحر جرأت بامید مدد خدائے عالم اس کشتی پر سوار
ہوا فہیم ناتوان چند کس کو ساتھ لیکر برائے انتظام لشکر ایک جانب روانہ ہوا لیکن شاہزادہ والا تبار
اسد نامدار اس کشتی پر جاتے ہیں ایک مقام پر آکر کشتی ٹھہری اسد بحکم لوح کود پڑے چند قدم چلے تھے کہ چہار
دیواری باغ کی معلوم ہوئی اسد طرف باغ کے چلے تھے کہ اندر سے باغ کے آگے آگے ایک ماہ رخسار
نہایت حسین کم سن دریائے جواہر میں غوطہ مارے ہوئے گرد کنیزان ماہرو پری پیکر خوش خو منظم

گردش چشم ہے ان آنکھوں کی بلا گردان ہے
دم عیسیٰ کے لیے موج تبسم دمساز
رخصت آفت ہو تقدیر سے جبکہ تیری
انکھڑیاں ہیں تیری ظالم کہ کوئی شعبدہ باز

ناز قربان ہے اسیر تو تصدق انداز
تیوری کی گانٹھ کا کب ہے کھلے عقدہ
کرنے لگے گوشہ ابرو کے اشارے سے ساز
کینہ جوئی کا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ

جنبش لب سخن آبروئے چشمہ خضر
ہو سکی کوئی گرہ دہری یہاں محرم راز
کام نرگس نظر آدین تجھے آہو نے مرگ
مہربانی کا تری جور فلک پایا انداز

اُس سہی جبین نے باندازِ عاشقانہ اسد نامدار کو جھک کر سلام کیا اُسکی ناز و ادا دیکھکر اسد نامدار بیقرار ہوگئے نظارۂ جمال میں مصروف ہوے کہ اُس آفت جان نے بڑھکر عرض کی کہ اے شہریار تشریف لائیے میں اپنا رازِ عرض کرون اسد کو بھی اُسکی صورت زیبا دیکھکر اشتیاق ہو کہ اس گلعذار سے دم بھر بیٹھکر باتین کرے نہ یہ کہ اُسنے خود کہا کہ اس باغ میں تشریف لائیے اسد نے بیقرار ہوکر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا گویا دولت دنیا ہاتھ مین آئی گرد کنیزان گل پیرہن آپس مین اشارے کنایہ کرتی ہوئی کہ جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ یہ نازنین اسد نامدار پر مدت سے عاشق ہے کوئی کہتی ہے کہ بوا دیکھو آج ہماری ملکہ لالہ عذار کی آرزو بر آئی طلسم کشا نے سرفراز کیا اب جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہونگے ایک کہتی ہے کہ ارے تو اس شیر بیشۂ جرات کو جانتی ہے دوسری نے جواب دیا اب حال سب کھل جائیگا حسب و نسب کی بھی کیفیت ظاہر ہوگی خیلا تو بھی بخوبی ماہر ہوگی اسد ان باتون کو سنتا ہوا ملکہ کے ساتھ سیر کنان باغ مین آیا ملاحظہ فرمایا باغ نہایت سرسبز و شاداب ہے نہرین آب صاف و شفاف سے مملو فوارے ہزار ہا چڑھے ہوے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ہر دار یدِ بے بہا برس رہے ہین چمن ہاے طلائی نخلہاے زمردی ہوا معتدل جو آنان چمن کا نکھار فصل بہار کی بہار نظم

یہ جوشِ گل ہے چمن مین جگہ نہین ملتی
طلائی ہوکے نکلتا ہے چھتری سے تار
جیسے تھی سرو سے لفت دہ ابھی عاشق گل
سوار باد ہوئی بوئے گل سلیمان وار
دکھا رہی ہے مسیحا کی طرح سے اعجاز

سنبھل سنبھل کے قدم رکھتی ہے نسیم بہار
عیان ہین غنچۂ نارستہ شاخسار دن مین
جو توڑ و بیضۂ قمری تو نکلے بلبل زار
چمن مین گر کوئی بید سوختہ بو کے لگا دے
چمن مین قدرت نشو و نماے فصل بہار

یہ فیضِ آب زرِ گل ریاضِ دہر مین ہے
صفا مین شاخ گل تر ہے صاف آئینہ دار
یہ عندلیب کہدے کوئی بنے ہدہد
تو ہاتھ پاؤن ہون پیدا بہ رنگ شاخ چنار

اسد غازی باغ کی سیر ملاحظہ فرماتے ہوے ہمراہ اُس سروِ سہی قد کے بارہ دری مین آکر داخل ہوے مسند پر بیٹھے لیکن وہ گل رعنائے باغ خوبی گھبرائی ہوئی رنگ رے و متغیر بیقرار ہوکر بول اُٹھی حضور مین تو مدت سے آپکی مشتاق تھی مگر خدمت مین حاضر نہو سکی اب جو سرفراز فرمایا ہے شراب بھی نوش فرمائیے یہ کہکے جلد ہی سے جام لبریز کیا گھبراکر پیش کش کیا اب اسد نامدار کو اُس گلعذار سے کھٹکا پیدا ہوا جام تو ہاتھ سے لے لیا انجام کا خیال آیا لوح پر نگاہ پڑی جیسے ہی اسد طرف لوح کے متوجہ ہوئے وہ گھبراکر پیچھے ہٹی یہ کہتی ہوئی کہ حضور دیکھیے میری کچھ خطا نہین ہے مین تابعدار ہون شراب پینے نہ پینے کا آپ کو اختیار ہے اس عرصہ مین اسد نے لوح کا مطالعہ فرمایا صاف مرقوم تھا کہ اے طلسم کشا کر سے شمشاد جادو کے بچنا ہرگز شراب نہ پینا اگر ایک قطرہ حلق سے اُترا تاثیر شراب دکھائیگا تمام جسم پانی ہوکر بہ جائیگا جسوقت جام شراب وہ ہاتھ مین دے گردش دیکر فوراً جام شراب اُسی کے سر پہ

پھینک مارنا پھر قدرت پروردگار کا تماشا دیکھ لینا اسد نے لوح کے دیکھتے ہی دل پر پتھر رکھا خیال آیا یہ
صورت دلفریب ہمارے لیے زہر قاتل ہے یہ سوچ کر جام شراب کھینچ مارا اُسنے ایک چیخ ماری آواز دی آہ مست
شراب جرات او مبہوت میخانہ شوکت زبردستی میری جان لی یہ کہکے چاہا کہ پرپرواز پیدا کرکے اُڑ جائے
قطرہ شراب کا جسم پر اُس مخمور شراب مکاری و غداری کے پڑا معلوم ہوا بارود مین آگ کی چنگاری
گری مثل ہیزم خشک وہ آتش مزاج جلنے لگی کنیزون نے چاہا جان بچا کر نکل جائین دیدہ و دانستہ اپنے
کو اس آگ مین نہ جلائین کہ یکایک جسم سے اُسکے شعلے نکلے کنیزون پر پڑے وہ بھی جلنے لگین باغ
آتشبار ہوا ہر نخل سحر آتش ہر شاخ شعلۂ سرکش پھول باغ کے چنگاریان ہوگئے زلف سنبل دھواندھار ہوا
کی پکار روندگھڑی اُس باغ مین صداے ہاے ہو بلند رہی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من شمشاد جادو
بود اب روشنی ہوئی اسد نامدار نے ملاحظہ کیا باغ سارا جلا پڑا ہے ایک جانب ایک لاشہ ساحرہ کا پڑا
ہے اسد نے جھککر سجدۂ شکریہ پروردگار کیا سر جد سے اُس باغ کی نکلے چاہتے تھے کہ لوح کو ملاحظہ کرین یکایک
ایک طرف سے گرد اُڑی اُسمین سے صداے مہیب آتی تھی باش او طلسم کشا غضب کیا میری معشوقہ کو مارا
اب میرے ہاتھ سے کیونکر زندہ بچے گا اسد نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو غریو کرتا ہوا چوب دست گران
سنگ آہنی کاندھے پر رکھے ہوئے اتنا جلد قریب اسد کے پہونچا کہ پلک جھپک گئی اُس جلدی مین چوب دست
آہنی کو چرخ دیکر اسد پر وار کیا اسد نے تیرا بدلکر خالی دیا چوب دست زمین پر پڑی بالی نکل آیا اُس
عفریت خونخوار نے آواز دی افسوس ایک لقمۂ لطیف تھا کہ رہا ہوگیا اسد نے پہلو سے نکلکر نعرہ کھینچا کے
مارا کے پست کیا منم اسد شیر دل وہ دیو پلٹ پڑا چوب دست پھینک کر چاہا اسد سے لپٹ جائے
اسد نے خلخ سر پکڑ کر توڑ ڈالی خون کا پرنالہ دیو خود سر کے سر سے جاری ہوا وہ بچا بھاگا اسد نے پیچھا کیا
تھوڑی دور جا کر اُسنے پر پرواز پیدا کیے چاہا اُڑ کر نکل جاؤن اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا عفریت جادو
اسکا نام ہے مکاری و فریب اسکا کام ہے اگر زندہ بچکے جائیگا فساد برپا کریگا اسد نے موافق حکم لوح کے
ترکش سے تیر نکالکر کمان مین پیوست کیا تاک کر مارا سینے پر اُس ملعون ناپاک کے پڑا پشت کو توڑ کر پار
گذرا وہ عفریت چرخ کھا کر زمین پر گرا لاشہ جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت
جادو بود اب روشنی ہوئی اسد نے دیکھا لاشہ ایک ساحر سیہ فام کا پڑا ہے بموجب ہدایت لوح آگے بڑھے
دیکھا ایک نخل پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہے جیسے ہی اسد کی نگاہ طائر پر پڑی
نگاہ ملتے ہی ہوش اُڑے طائر نے زمزمہ سرائی شروع کی اب جو بگوش ہوش سنا وہ طائر ہفت رنگ
اشعار عبرت آمیز وحشت خیز پڑھ رہا ہے اسد محو حیرت حیران پریشان گوش بر آواز سوز و گداز طائر کے

چہچہے کا مشتاق اشعار عبرت سنکر جی چاہتا ہو گریبان چاک کرون آنکھون سے آنسو جاری طائر کی زمزمہ سرائی کی ترقی یہ کہ ایک لوح گلے مین ہلی حرفون پر جو نگاہ پڑی یہ مرقوم تھا کہ ای طلسم کشا جلد ہوشیار ہو جا صداے سوز و گداز پر مائل نہونا اسد نے بہ تعجیل اسم حاشیہ لوح پڑھا پڑھتے ہی محویت دفع ہوئی کمان کاندھے سے اُتاری طائر چیخ مار کر بلند ہوا آواز ہیہات ہیہات بلند کی بمجرد دینے طائر کے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تلوار کھینچے اسد کے قریب آیا جھپٹکر تلوار کا وار کیا سر مین پڑا کئی ضربین لگائین اسد نے وار کو اُس نابکار کے خالی دیکر چاہا لوح کو ملاحظہ کرون ہنوز نگاہ نہ پڑی تھی کہ اُسنے بڑے زور و شور سے وار کیا اسد نے اب کی مرتبہ تلوار کو تلوار پر گانٹھا الجھاوے مین سے ہاتھ نکالکر وار کیا اُس بیحیا نے سر جھکا دیا تلوار پڑی زنگی کے دو ٹکڑے ہوے اسد پیچھے ہٹا کہ دو زنگی بنکر تیار ہوے دونون نے وار کیا اسد نے ایک کو ہاتھ مارا اُسکے دو ہوے اسی طرح بڑھتے جاتے ہین تھوڑے عرصہ مین تمام صحرا زنگیان آدم خوار سے بھر گیا اب اسد لڑتے لڑتے عاجز آیا تمام زنگی غل مچا مچا کے حربے کرتے ہین اُسوقت اسد کو خیال آیا یقین ہو لڑتے لڑتے غش آجائیگا لوح دیکھنا مناسب ہو شمشیر زنی کرکے زنگیان روسیاہ کو اپنے پاس سے ہٹایا لوح کو اُٹھاکر دیکھا لکھا تھا کہ ای فتاح طلسم دا ہی سیارین کیا بات اگر وہ زنگی آکر مقابلہ کرے ہرگز اُسکو تلوار سے قتل نہ کرنا اگر شاید قتل کیا دھوکا کھایا ایک کے ہزارون بنکر تیار ہون تو اُسوقت خیال کرکے دیکھو کہ ایک زنگی سب کے بیچ مین کھڑا ہوا سحر کر رہا ہو اُسکی پیشانی پر خال سفید ہو اُسین بڑا بھید ہو تاک کر اُس خال پر تیر مارنا تل بھر کا فرق نہو اگر تیر خال پر پڑا اُسکا کام تمام ہوا ورنہ وہ تیر تمہارے تودۂ جسم پر پڑیگا جان بچنا دشوار ہوگی اسد نے بہ تعجیل تیر جوڑا لیکن آ واز دی ای حاکم قضا و قدر تیر نشانے پر پہونچے دعا کرکے تیر مارا بقدرت پروردگار اُسی خال سفید پر زنگی روسیاہ کے پڑا توڑ کر گدی کو پار گذرا جسم سے اُسکے شعلے نکلے زنگیون پر گرے سب مثل چوب خشک جلنے لگے بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام سن سیہ تاب جادو بود اسد غازی نے دیکھا ایک مکان عالیشان بنا ہی پھاٹک اُسکا بند قفل رومی کلان لگا ہوا اندر سے اُس مکان کے صداے فریاد بندگان خدا کی آتی ہو زنجیر کی جھنکار بلند اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا ای طلسم کشا بندگان خدا بیجرم و بیخطا اس مکان مین قید ہین اُنکا چھڑانا ذات پر تمہاری موقوف ہی اسد نے آکر قفل توڑا چار سو بندگان خدا کو مصیبت قید مین مبتلا پایا اُن قیدیون نے جو اس آفتاب عالمتاب آسمان صاحبقرانی کو دیکھا چہرے خوشی سے اُنکے مثل ستارہ سحری چمکنے لگے اسد نامدار نے آکر سب کو رہا کیا کلمۂ طیبہ تعلیم فرمایا سب جوان کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوے اُس مکان مین ہر کہہاے عربی و ترکی بیشمار مع ساز و یراق مرجع کار

سلاح ہاے جواہر نگار اسد نے سب جوانون کو کل افواج در کمپون کے تقسیم کیا ناگاہ ایک قصر مین سے
آواز رونے کی کان مین اسد کے آئی اسد نے ٹھہر کر اُن جوانان صف شکن سے پوچھا کیا اور بھی کوئی
شخص یہان قید ہی یہ کیا بھید ہی سب نے عرض کی کہ ایک تاجدار عالیوقار صاحب حسن وجمال گلگون شمال
یہان قید ہی سیہ تاب جادو اُسپر عاشق تھی چاہتی تھی وصل حاصل کرے وہ جوان انکار کرتا تھا اتنا غلامون نے
دیکھا کہ اُسپر بہت بدعت کرتی تھی اسد فوراً پلٹے آکر اُس مکان کو کھولا دیکھا حقیقت مین ایک جوان
حسین ورعنا زیان مین سوزن ہاتھ مین ہتھکڑیان پانون مین بیڑیان گلے مین طوق چہرہ اُداس عالم یاس
سر جھکائے رو رہا ہی اسد نے آنکر آواز دی ای اسیر زندان رنج و محن مین نے تیری دشمن سیہ تاب جادو
کو مارا اُس جوان نے بہ نگاہ حسرت طرف شاہزادہ اسد کے دیکھا قدمون سے لپٹ گیا اسد نے زبان سے
سوزن نکالا اول صدمہ سے بیہوش ہوگیا بعد عرصہ دراز ہوشیار ہوا اسد نادار نے ہاتھ تھام کر
اُٹھایا ضعف و نقاہت سے لڑکھڑاتا تھا ساتھ والون سے اشارہ کیا سب نے لاکر اُسکو پانی پلایا اب اُس
جوان کے ہوش و حواس درست ہوے اسد نے بارگاہ استاد کرائی پوچھا ای برادر تیرا کیا نام ہی عرض کی غلام کو
شوکت جادو کہتے ہین ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کا سپہ سالار ہون جرم نمک حلالی مین
گرفتار ہون اسد نے کہا ای شوکت جادو مبارک ہو تمھارے آقاے نامدار کو رہا کیا لشکر لیے ہوے
وہ بھی اُترے ہین شوکت جادو دیکھکر اس قدر خوش ہوا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو قدمون سے لپٹ کر عرض
کی ای شہریار آپ کو پروردگار سلامت رکھے ایک بات سے اور غلام کو آگاہ فرمایئے تب قلب کو تسکین ہو
آپ نے سامان قتل صندل جادو بھی مہیا کیا یا نہین اسد غازی نے مسکراکر کہا ای برادر مین خود اس
مقدمہ مین حیران ہون تمھارے بادشاہ نے بھی مجھسے یہی پوچھا لیکن یہ نہ بتلایا کہ کیا سامان مہیا کرون تمھارے
وزیر اعظم دستور معظم فہیم جادو اور اسکے فرزند نعیم جادو کو رہا کیا اُنھون نے بھی یہی بات
پوچھی اب تم صاف صاف بتاؤ کہ مین کیا سامان مہیا کرون مقدمۂ فتح طلسم مین لوح بڑی چیز ہی وہ میرے
پاس موجود ہی اُسی کے حکم سے مرحلے فتح کیے بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا اس سے بہتر اور کیا سامان ہی
شوکت نے عرض کی کہ غلام راز اصلی سے تو ماہر نہین ہی فقط اتنا جانتا ہی زبان سے ستارہ شناسون کی سُنا
کہ صندل جادو کا قتل کرنا نہایت دشوار ہی افراسیاب نے اُس ساحرہ کو بادشاہ طلسم صندل کیا ہی کہ
جو صاحب راز دنیا ز ساحری رگ و ریشہ مین اُسکے افسونگری بھری ہی وزیران و مشیران سلطنت سے اسکی
صلاح کیجیے ورنہ وقت پر نہایت مشکل ہوگی اول اُسکی تدبیر واجب و لازم ہی یہ ذکر تھا کہ ہرکارون نے
آکر خبر دی کہ ملک اخضر مع لشکر ظفر اثر تشریف لاتے ہین اسد نے شوکت جادو کو حکم دیا شوکت

خوشی خوشی واسطے استقبال کے نکلا اپنے سپہ سالار شوکت جادو کو جو ملک اخضر نے دیکھا تخت پر سے کود پڑا سر سینہ سے لگا لیا شوکت نے تمام کیفیت بیان کی خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے بارگاہ زرنگار استاد ہوئی اسد نامدار مقام صدر پر جلوہ فرما ہیں حاجب کرسی جواہر نگار پر ملک اخضر تخت پر شوکت بعہدہ سپہ سالاری مشیران سلطنت و مدبران بہت اپنے اپنے مقام پر حاضر ہیں کہ خبر پہونچی فہیم جادو وزیر اعظم ملک اخضر کا مع بارہ ہزار فوج کے آتا ہے اسد نے تمام کیفیت فہیم کے ملنے کی ظاہر کی شوکت جادو استقبال کرکے فہیم جادو کو بھی لایا وزیر بعد عرصہ دراز اپنے بادشاہ سے ملا نہایت خوشی ہوئی صحبت عیش و نشاط آراستہ کرنے کا حکم صادر ہوا ساقیان ماہ رخسار جام بادۂ گلنار لیکر حاضر ہوئے ملک اخضر نے حکم دیا ایک نازنین مہ جبین شیرین مقال پری تمثال خوش گفتار کبک رفتار گلنار پوش غارت گر عقل و ہوش حسین کمسن بیباک چست و چالاک لباس فاخرہ زیب جسم کرکے ناز و ادا ہمراہ سامنے آکر مصروف رقص ہوئی گانے کا رنگ جما اس حسن خوبی سے وہ زہرہ جبین گائی کہ تمام اہالیان محفل دل و جان سے خریدار ہوئے فلک کو سکتہ شاہد نوعروس فلک نے چنگ مرصعی اپنے ہاتھ سے رکھدیا زہرۂ فلک گوش برآواز مشتری جان و دل سے خریدار سوز و ساز گائن آگاہ ہے کہ اسد نامور عاشق تن صف شکن افسر صحبت میں یہ غزل عاشقانہ شروع کی ناز و کرشمہ سے بتا بتا کے گانے لگی

غزل مومن

زہر ٹپکے ہے نگاہ یار سے	موت سوجھے نرگس بیمار سے	قتل ہو کر ہم بچے آزار سے	غم کے دن کٹ گئے تلوار سے
جابجا نہریں ہیں جاری بہتے اشک	پہونچے ہونگے دامن کہسار سے	گر نہ کھیلیں جان پر جی ہار دیں	عشق بازی سیکھیے اغیار سے
لاغری سے زندگی مشکل ہوئی	ہے گران تر جان جسم زار سے	گر علاج جوش وحشت چارہ گر	لا دے اک جنگل مجھے بازار سے
ذکر اشک غیر میں رنگینیاں	ہوئے خون آئی تری گفتار سے	عشق میں ناصح بھی ہے گا مدعی	جرم ثابت ہو گیا انکار سے
چھڑکے ہے کان ملاحت سو دن کیا	خود لپٹ جا سینہ افگار سے	گر دعا کرتا ہوں مومن وصل کی	ہاتھ باندھے ہے وہ بت زنار سے

غزل دیگر جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

باہیں گلے میں انکے شب وصل ڈالکے	لوٹا کیا مزے سے میں عیش وصال کے	ہم نکلے رات کوچے سے اس خوش جمال کے
ہاتھوں سے دل پکڑ کے کلیجہ سنبھال کے	میں بھی جھکا کے سر ہوں سر خاک بیٹھتا	تم قتل کرنے آؤ مرو ہی سنبھال کے
نازک کلائی تیری ہے ایجان کہہ رہا ہے	عاشق کے سر پہ تیغ لگانا سنبھال کے	پہلو سے میرے بیٹھ کے جو دم وہ اٹھ گیا
ہاتھوں سے رہ گیا میں کلیجہ سنبھال کے	ٹکڑے پڑے ہیں شیشۂ دل کے یہ جابجا	رکھیے قدم حضور ذرا دیکھ بھال کے
غیروں کو آپ پہلو میں اپنے بٹھاتے ہیں	دیکھیں حضور میں ہی پہلو ملال کے	رہتا ہے دل میں درد یوں پڑی آہ سرد
کہنا یہ نامہ بر جو وہ جویا ہوں حال کے	کیسا لپٹ کے سوئے شب وصل ہے وہ	نیچے ہمارا گال رہا انکے گال کے

صحبت میں اُنکی جاکے جو میں بیٹھنے لگا
عاشق کا اپنے چار میں قصہ اُچھال کے
جانوں میں جب کہ میری طرح سے رقیب بھی
پھر ذبح کیوں ڈراتے ہو خنجر نکال کے

آیا کیے رقیب اگر وقت ٹال کے
کم سن جو تھے دہل گئے فریاد سے مری
قدموں پہ تیرے رکھ دیں کلیجہ نکال کے
دل مجھسے کیا سمجھے ہیں اب آگئے جواد

رُسوا نہوں حضور مجھے اسکا خوف ہے
میں خود مخجل ہوں آہ کو لب سے نکال کے
گر ڈالا آکے ذبح مجھے ایکبار تم
پہلو سے لیگئے تھے دل ہی تو نکال کے

عین گرمیِ صحبت میں بادشاہ ملک اخضر و نعیم و فہیم جادو وزیر اعظم و شوکت سپہ سالار نے ذکر شروع کیا خواجہ سے متوجہ ہوکر سب نے کہا اے شاہنشاہ اوج عیاری اب فرمائیے کیا تدبیر ہو اسد نامدار کے تشریف لیجانے میں کچھ تقریر ہو عمرو نے کہا جیسا کچھ لوح خبر دیگی اُس طور پر کاربند ہونگے بادشاہ و وزیر و سپہ سالار نے جواب دیا کہ خواجہ بڑی مشکل ہے ہمیشہ سے یہی سنتے ہیں کہ جو کوئی ارادہ فتحِ طلسم ہوشربا کرے سر اپنا ہتھیلی پر دھرے بعد حصول لوح سامان قتل صندل جادو مہیا ہو ورنہ قتل صندل جادو کی تدبیر لوح طلسمی نہ بتلائیگی طلسم کشا کو جان بچانا مشکل ہوگا اور اب یہ سانحہ در پیش ہوا محلجات فتح ہوے نگہبان طلسم مارے گئے شوکت جادو سپہ سالار نے رہائی پائی نعیم جادو بینا ہوئے مالک زندان خانہ کو حضور نے قتل کیا قیدی رہا ہوئے یہ سب خبریں صندل جادو کو ضرور پہونچی ہونگی سامان لشکرکشی میں مصروف ہوگی آپ کے لشکر میں کوئی ایسا ساحر نہیں ہے کہ ملکہ صندل جادو سے مقابلہ کرسکے کون ایسا زبردست افسر ہے کسکو ایسا دل دیا ہے کہ اپنی جان دے ملکہ صندل سے مقابلہ کرسکے سحر کا جواب دے خواجہ عمرو نے حیران ہوکر کہا اے ملک اخضر کیا تدبیر کریں تم بادشاہ ہو صاحب عزو جاہ ہو جس شے کا پتہ نشان جاؤ جستجو کرنا ہمارا کام ہے ملک اخضر نے عرض کی جسقدر غلاموں نے کتابوں میں لکھا دیکھا یا بزرگوں سے سنا براہِ خیر خواہی سب کچھ حضور کے سامنے بیان کردیا تاہم ہم نہیں جانتے کہ ملکہ صندل کس شے سے قتل ہوگی البتہ حضور کے ساتھ ہماری بھی زندگی کا لطف قائم ہے اگر خدا نخواستہ ملکہ صندل اور طلسم صندل پر قبضہ نہوا ہم لوگ اس حالت میں نہیں رہ سکتے ہر ایک کو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کریگی ہم جانبازی کو حاضر ہیں جس شے کے نام نہیں واقف اُسکی جستجو میں کیا فائدہ ہے انھیں باتوں میں چار پہر گذرگئے صحبت عیش برخاست ہوئی بوقت سحر اُس غیرت بیضۂ صاحبقرانی نے ارشاد فرمایا لشکر تیار رہے واسطے مقابلہ صندل جادو کے جائینگے عمرو نے بموجب فرمایش ملک اخضر کے جواب دیا اے نور نظر ابھی تامل کرو ہمکو بھی ایک ایک دن برابر ایک سال کے گذرتا ہے فتح طلسم صندل سے کوئی مراد نہیں مقدمہ اسکی ابھی تک نام نہیں آیا ہے یعنی تابہ ورہندہ مہر و ماہ جاتا ہے۔ لوح طلسم ہوشربا کا پتا لگتا ہے یہاں اس طلسم کے فتح کی کوئی صورت نہیں تازہ جملہ یہ ہے کہ ہر شخص کا یہی قول ہے کہ سامان قتل ملکہ صندل جادو مہیا کرو

ہم کیا سامان مہیا کرین پروردگار مسبب الاسباب ہی ہر طرح کا سامان مہیا کریگا یہ باتین درپیش ہین ہر شخص کو پس و پیش ہین کہ کچھ ملکہ ہاے ابر آسمان پر آئے بوندیان بھی پڑین یہ سامان دیکھکر اسد نامور کو ہواے شکار ہوئی معشوقان گلعذار کی یاد آئی طبیعت گھبرائی خیال مین آیا صحرا مین جاکر آہوان صحرا سے دل بہلائینگے خود بخود دل گھبراتا ہی یہ سوچ کر خواجہ عمرو سے عرض کی کہ اگر آپکا حکم ہو تو کل واسطے شکار کے جائین عمرو نے کہا اے نور نظر مرحلہ جات طلسم کے فتح کیے ابھی بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہی ایک ایک کافر تمھارے نام کا دشمن ہی ہر ایک ساحر پر فن ہی دل نہین قبول کرتا کہ تمکو شکار کی مہلت دین اسد نے عرض کی کہ خدا آپ کو سلامت رکھے سواے آپکے اور یہان کون سرپرست ہی ہر شخص بادۂ نخوت سے مست ہی کسکو خیال بند و بست ہی مین بہت جلد واپس آؤنگا عمرو نے کہا بیٹا دن ہی کو چلے آنا عرض کی ایسا ہی انتظام ہوگا اسد نامدار نے بلا کر حکم دیا پہلے قراول میر شکار بوقت سحر حاضر رہین تمام کارگزاران شاہنشاہی مصروف انتظام ہوے جسوقت کہ عقاب بلند پرواز یعنی نیر اعظم بصد شوکت و حشم براے شکار صحراے سبزہ زار فلک نیلی مین طائران شکاری کی فکر مین مصروف جستجوے شکار نمودار ہوا ہر شکار گر زرین ابلق لیل و نہار پر سوار ہوا ملازمان شاہنشاہی نے اسد نامدار کو بیدار کیا شاہزادہ اٹھکر عبادت خانہ مین آیا بعد فراغ نماز سحر سرداران نامور حاضر خدمت ہوے عرض کی کہ تمام سامان شکار حاضر ہی اسد نامدار برآمد ہوے خواجہ عمرو کو خبر ہوئی کہ اسد غازی سوار ہوا چاہتے ہین آپکی زیارت کے مشتاق ہین خواجہ عمرو فوراً تشریف لائے اسد نے سلام کیا عمرو نے سر سینہ سے لگا کر فرمایا اے نور نگاہ صاحبقران اے بہیم کن لشکر کافران لوح طلسمی سے بہت ہوشیار رہنا شب باش ہونے کا قصد نکرنا عرض کی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا ملکہ خضر و فہیم جادو و شوکت جادو وغیرہ سرداران لشکر براے رخصت اسد نامور حاضر ہوے اسد ایک ایک سے رخصت ہوا خضر نے کئی مرتبہ یہی کہا کہ اے شہریار لوح سے بہت ہوشیار رہیے گا ملکہ صندل جادو حضور کی فکر مین ہوگی اسد نے فرمایا مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست * یہ فرما کر سب سرداروں کو رخصت کیا اسد نامدار سامان شکار ہمراہ لیکر طرف صحرا کے روانہ ہوے ناظرین والا تمکین اس داستان حیرت بیان کو دیکھکر یقین کامل ہی کہ ضرور اس حقیر کو آفرین آفرین فرمائین یہ مقام لفظاً لفظاً ملاحظہ ہو خمسۂ مومن حسب حال

کہتے ہین سب کہ تم نہین بچنے کے شب تلک
دشوار ہی وصال مین ناکام جب تلک
نادان ہین یار انھین کوئی سمجھاے کب تلک
رہجاے کیون نہ ہجر مین جان آکے لب تلک
ہی آرزوے بوسہ یہ پیغام اب تلک

ہر چند عمر بھر ستم ناسزا سہا
بیداد یون سے اب بھی یہ دریاے خون بہا
پر اُس جفا شعار سے شرمندہ ہی رہا
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا
ڈرتے رہینگے تم ہی پہ جیتے ہین جبتلک

کب بزم مین مین کام ہوس یاب ہوسکا
مین کیا کہ غیر بھی نہین سمجھو اب ہوسکا
کب مجھسے کچھ مخالف آداب ہوسکا
تمکین حسن ہے کہ نہ بیتاب ہوسکا
خلوت مین بھی کوئی قلق بے ادب تلک

بس زہر دیدے مضطرب اے چارہ جو نہو
جز نیم جان کچھ نہین باقی ہے سو نہو
گذرا مین ایسے جینے سے تکلیف تو نہو
آ جائے کاش موت ہی تسکین ہو نہو
ہر وقت بیقرار رہے کوئی کب تلک

بس اُسکی مت ہوائے دل بیہوش جس طرف
منھ پھیرتی ہے بزم مین بیٹھون مین جسطرف
کیا جانے تو کہ ہے نگہ لطف کس طرف
وہ چشم التفات کہان اب ہے جسطرف
دیکھے کہ ہے دریغ نگاہ غضب تلک

نقد روان اشک کا ہے صرف روز و شب
وہ دُر بے بہا جسے رکھین عزیز سب
یاقوت لخت دل کا یہان خرچ ہے غضب
ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے ہین بیطلب
بھیجا دو یہ پیام اجل جان طلب تلک

اچھا نہین ہے عہد وفا دشمنون سے یار
ہونا پڑے گا نار سرشتون سے شرمسار
کھو ہاتھ سے نہ مجھسے ستم کش کو زینہار
مایوس لطف سے نہ کرے دشمنی شعار
امید سے اُٹھاتے ہین ہم جور اب تلک

وہ جو یہ کہتے ہین کہ کسی سے نہ مل فریب
دونون طرف سے ہوتے ہین اب متصل فریب
ہم اُنکے رشک سے جو ہین اتنے خجل فریب
یان عجز بے ریا ہے وہان ناز دل فریب
شکوہ بجا رہا گلہ بے سبب تلک

مومن کو دیکھ چشم مین آیا لہو اُتر
کہتا تھا اک رفیق گھر بار دیکھکر
یہ حال تھا کہ مضطر و حیران تھے چارہ گر
ایسے ہی بیقرار رہے متصل اگر
اے شیفتہ ہم آج نہین جیتے شب تلک

مغنی فغانے کہ آمد بجان | درین دیر نو پردۂ آسمان | نظم | درین پردہ آواز نامحرمے | با حوال جم یا جوال کے

شعر سخن سازے کہ معنی ساز گردد ٭ سخن را این چنین آغاز کردہ ٭ جبکہ بیرہ شکار کنندہ ہفت قلعۂ قاف کشندہ جفت سیمرغ بروز مصاف امیر حمزہ بن مطلب بن ہاشم بن عبد مناف یعنی ہزبر بیشۂ یکہ تازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی در حلہ جات طلسم صندل فتح کرنے کے واسطے شکار کے سمت صحرائے سبزہ زار روانہ ہوا خواجہ عمرو نے تاکید کر دی ہے کہ اے نور نظر شب باش ہونے کا قصد نہ کرنا ہر مقام پر تمہارے دشمن موجود ہیں اسد نے عرض کی کہ غلام آج ہی حاضر ہوگا یہ کہکر سمند صبا رفتار پر سوار ہو کر طرف صحرائے سبزہ زار کے روانہ ہوئے بیلیوں نے بڑھکر جھاڑی جھنڈی کو جھاڑا جانوران ہوائی نکلنے لگے باز و بہری وغیرہ باز داروں نے رہا کیے شکار طائران ہوائی شروع ہوا بیلیے قراول کد و کاوش کر رہے ہیں حصول لطف شکار میں کوشش کر رہے ہیں مرکب صبا رفتار زیر ران باز تیہو پر چھوٹا باز نے جا کر طائر بلند پرواز کو گھیرا کیفیت صحرائے پر فضا تیہو کا گرنا باز کندے تول کر پہونچا دفعتا اسد نامدار نے گھوڑا بڑھایا دیکھا باز نے طائر کو دبوچا اسد گھوڑے سے کود پڑے چمکار کے باز کو چھڑایا یہ بھی شکار سے باز نہ آیا طائر کا شکم چاک کیا جگر باز بلند پرواز کو کھلایا اسکی آنکھوں پر ٹوپی چڑھائی دوسرا جرہ چھوٹا اسنے طاؤس کو شکار کیا اپنی اپنی کارگزاری جانوروں کی تیاری بیلیے قراول دکھا رہے ہیں بیلیے اسد کو بہلا رہے ہیں کسی قدر دن چڑھا نیر اعظم بلند ہوا ساتھ والوں نے عرض کی اے شہریار خواجہ عمرو نامدار نے تاکید فرمائی تھی کہ خبردار صحرا میں شب باش ہونا اب مناسب ہو تو واپس ہو جیے اب ہوا میں گرمی پیدا ہوئی اسد نامدار نے فرمایا ایک آہو تلاش کرو شکار آہو کر لیں تو فوراً گھر چلیں ہمیں شکار طائران ہوا سے لطف نہیں ملتا ہرکارے دوڑے سامنے سے ایک گنوار چھپٹا ہوا آیا عرض کی کہ گستاخ یہاں سے قریب ایک دھانوں کا کھیت ہے وہاں کئی آہو چرا میں مصروف ہیں اسد نامدار نے فرمایا بسم اللہ چار جانب سے کھیت کو گھیر و ساتھ آٹھ جوانان صف شکن تہور شعار آزمودہ کار جرار نامدار شاہزادے کے ہمراہ ہوئے کوس بھر سے ہٹکر گھوڑے چڑھائے دور سے اسد نامور نے دیکھا دس بارہ جانور کھیت میں مصروف چرا ہیں مگر ایک آہو خوش چشم خوش خو سینگوٹیاں مثل زلف محبوب تھوتھنی مثل غنچۂ گل سفید لکیر مثل کہکشان فلک پشت پر ہرنیوں پر مستی کرتا پھرتا ہوا اسد نے کہا اور آہوؤں کا اور سب کو اختیار ہے اسکو ہم شکار کرینگے بلکہ جی چاہتا ہے زندہ گرفتار کریں برلے نذر عقاب اوج عیاری لیچلیں یہ کہکر لنو بغل میں دبائے سنانہلے سبزہ کو ہوگے کر کے گھوڑے بڑھائے کڑاکے کی سم مرکب کے صدا بلند ہوئی آہوان وحشی نے کنوتیاں بدلیں صیاد کو کمین میں دیکھا اس آہو پر اسد نامدار نے گھوڑا ڈالا اسنے پلٹ کر طرف اس

شیر صولت کے دیکھا ناگاہ ملائی چشمان سیاہ گردش کرتی ہوئین سامنے سے بھاگا طرارہ بھرا مرکب
برق رفتار کلائیان مارتا ہوا عقب مین آہوے وحشی کے چلا ساتھ والے ٹھہر گئے گرد دیکھ رہے ہین
گرد معلوم ہوتی ہے مرکب طرارے بھرتا ہوا جاتا ہے وہ بہر کامل ہرن نے رہبری کی سب ساتھ والے
پیدل و سوار تھک کے ٹھہر گئے مگر یہ شیر صولت اُسکے تعاقب مین چلا جاتا ہے دن تھوڑا سا باقی تھا
کہ ایک مقام پر آہو رکا جو گرہی بھولا اسد نے تیر مارا آہوے وحشی گرا اسد نے گھوڑے سے کود کر
اُسکو بقربانی پہونچایا اُٹھا کر شکار بند سے باندھا پلٹ کے دیکھا کسی ساتھ والے کو اپنے قریب
نہ پایا معلوم ہوا کہ راستہ فراموش کیا ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے اس انتظار مین کہ شاید
کوئی تلاش کرتا ہوا آنکلے تو اُسکے ساتھ لشکر مین چلین ایک نخل کے سایہ مین ٹھہر کر کباب لگائے نوش
فرمائے ناگاہ غزال صحراے فلک چہارم دشت نوردی کرکے درۂ کوہ مغرب مین مخفی ہوا اور باز بلند
پرواز ماہ تابان براے شکار طائران ثابت و سیارگان فلک نیلی پر سرگرم تلاش ہوا لیلاے شب
نے زلف عنبرین کو کھولا اب شاہزادہ ہوشیار ہو کے بیٹھا یقین کامل ہوا کہ شب کو جانا یہان سے
نا ممکن بوقت سحر ہادی کامل رہبری کریگا لشکر ظفر اثر مین انشاء اللہ پہونچ جائینگے یہ سوچکر
مرکب صحرا مین چھوڑ دیا وہانہ اُتار لیا اب ٹہلتے ہوئے آگے بڑھنے لگا ناگاہ آنکھ اُٹھا کے جو دیکھا سامنے
ایک قطعہ ہے خوشگوار پر بہار جا بجا نخل سر سبز شاداب جھیلون کی آب و تاب قوت نشو و نما کا جوش
ہر نخل پھولون سے معشوق گلابی پوش گلون کا مہکنا غنچون کا چٹکنا وقت شب گلزار فلک نے
نرگس سیارگان سے آنکھین کھولین ہین نظارۂ گل و ثمر مین مصروف ہواے سرد چل رہی
ہے بیچ مین اُس صحراے لالہ زار کے ایک چبوترہ سنگ مرمر سفید کا اسپر چینی کے ناندون مین نخل
مختصر گلدستے جا بجا چنے ہین شاخین جھومتی ہین ہر برگ سر سبز و شاداب عشق پیچان کو
پیچ و تاب جوانان چمن کی رعنائی شاہد گل کی بلبلون سے کج ادائی پھولون سے ہر نخل
نہال خم شاخون کا رشک ہلال تھالے درختون کے سبد گل فروش طائران بہار
کا جوش و خروش

نظم

دکھا رہی ہے مسیحا کی طرح سے اعجاز
یقین ہے پھر وہ نکل آئے چشم نرگس وار
کلیم آئین چمن مین اگر پئے گلگشت
بنے ہے رشک چمن ہر امیری سرکار

چمن مین قوت نشو و نماے فصل بہار
ہزار نکلین پر و بال سعی نامیہ سے
یقین ہے یہ بیضا سے نکلے بلبل زار
یہ سعی نامیہ سے ہوتے ہین ثمر پیدا

تھالے آنکھ جو بالفرض کوئی مجرم کی
عجب نہین ہے جو مرغ کباب ہو تیار
جو اشرفی ہے گل اشرفی تو زر زر گل
کر قطرے شبنم تر کے ہین مثل دانہاے انار

زبس ہی قوت نشو و نما عجب کیا ہی
کہ گرم دانہ سے پیدا اگر ہو شاخ چنار
ہزار نخل گل اس سے چمن مین پیدا ہون

گرے زمین پہ اگر تخم اشک بلبل زار
ہوا کے فیض سے بنجائے یہ قدم کا درخت
اڑے نشان قدم سے اگر کسی کے غبار

ہر ایک شاخ گل افشان ہی پھلجھڑی کی طرح
ریاض دہر مین گلریز ہی نسیم بہار
انار چھٹتے ہین جس طرح سے ہو شعلہ بلند

انار سے نکل آئے یونہین درخت انار
نگہ ہی پرورش طفل ذرہ مد نظر
کہ آفتاب ہی پستان کرن ہی دودھ کی دھار

بنا ہر ایک در گوش بیضۂ بلبل
وہ کون ہی جو نہین عاشق گل رخسار
ہوا مین فائدہ جسکو ضرر ہوا ن و زدون

چراغ گل ہو دہن گل جو ہو چراغ مزار
ہی ایسی شرط رطوبت کہ کہتے ہین مزدور
ہم آب آئینہ لیکر اٹھائینگے دیوار

خوشی سے پھول گیا دیکھکر یہ رنگ چمن
برنگ غنچۂ شگفتہ اسد کا تھا دل زار
شاہزادے نے بند قبا کھول دیے

گوشہ مین بیٹھکر سیر مین اس صحرائے جنت نشان کی مصروف ہوا دیکھا طرف سے صحرائے پر فضا کے ترکنین جشنین ظاہر ہوئین خیمے بارگاہین چھکڑون پر بار قریب اس چبوترے کے آکر ٹھہرین بارگاہ کو بصد اہتمام بہ تکلف تمام استادہ کیا فرش معقول بچھایا چوگھڑے چنگیر عطردان پاندان آکر آراستہ کیے مسند جواہر نگار آراستہ کرکے دست بستہ کھڑی ہوئین جس سے صاف ثابت تھا کہ کسی کی آمد کا انتظار ہی اب اسد نامدار کو اور زیادہ انتشار ہی دل سے کہتا ہی کہ کسی رئیس جلیل کی سیر کا مقام ہی چند چوبداریان قلماقنیان بارگاہ مین حاضر ہین چند آپس مین صلاح کرکے چبوترے سے اترین صحرا مین ٹہلنے لگین حسین و جمیل کمسن شوخ و شنگ مزاج مین جوانی کی امنگ کسی نے کہین جھولا ڈالا ابر سے ساون کے اڑنے لگے داد دلکش آرہی ہی تانین اڑ رہی ہین اسد گوش بر آواز ہوا سنا کہ ایک گلعذار غنچہ دہن نے یہ اشعار گائے اشعار

دیوانہ ہون تیرا مجھے کیا کام کہ لون گل
زیبا لیش سر کو ہی مرے داغ جنون گل

اس گل مین نہ پایا اثر بوئے محبت
سو بار سنگھائے اسے پڑھ پڑھ کے فسون گل

سو ٹکڑے ہین ایڑی تھے برنگ گل صد برگ
کیا دشت نوردی مین کترتا ہی جنون گل

ہی روشنی جامۂ دل سوز محبت
کافر تو بتا شمع حرم کیونکہ کہون گل

پیکان تو دلدوز ہی سوفار ہی باہر
اس تیر سے ہی دل مین درون غنچہ برون گل

بعض نوجوانین چالاک بپاس شب کا تو وقت ہی دوپٹے باندھکر چتون مین کوڑین آپس مین چھیم چھیا ہو رہا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ صدہا ستارے برج آبی مین داخل ہین اسد نامدار انسب کی کیفیت دیکھنے مین مصروف ہی آپس مین چہلین ہو رہی ہین دوڑ رہی ہین ایک پکارتی ہی اری غنچہ دہن جا بدے حضور کی آمد کا وقت قریب ہی اسباب عیش و نشاط آراستہ کرے وہ جواب دیتی ہی بھلا شمشاد کب تک اکڑتی پھریگی دار پر کھینچی جائیگی سرکشی کی سزا پائیگی شاہزادہ اسد نامدار

اس ضلع جگت کی باتون کو سُنکر بیقرار ہو جاتے ہین گلعذارون کی باتین رمز و کنایہ کی گھاتین عجب کیفیت حاصل ہوتی ہی دل سے کہتے ہین کہ ای اسد خوش نصیب ہمارے کہ اس صحرائے جنت نظیر مین گذر ہوا کسی بلند اقبال صاحب عز و جلال نے اس مقام بے نظیر کو آراستہ کیا ہی ابھی اسد نامدار دل سے یہ باتین کر رہے ہین کہ نقارے پر چوب پڑی چوبدار نے بڑھکر آواز لگائی ؎ نظم

ابر رحمت کا ہی سایہ ترا ای سایۂ حق	کیونکہ سایہ ترے ہو نہ جہان کو دلق	کسکا مقدور کہ سر تابی ترے حکم سے ہو
جو ترا امر ہی الحق جو کہے تو اصدق	ذکر حق سے کوئی خالی نہین تیرا ہی وہ ورد	کہ ترا منجانہ مین ہی شیشۂ مے بھی حق حق
گر کرے نشو و نما نامیۂ فیض ترا	گل جو ہو شمع سے پیدا تو گلاب زنبق	حرف ہیبت کا ترے کوئی زبان پہ لایا
ہو گئی وقت کتابت جو زبان خامہ کی شق	یہ صدائے شوکت و جلالت سنکر شاہزادہ اسد نامدار کبھی سنبھل بیٹھا	

بہ نگاہ غور دیکھا آگے چند چوبدار بڑھ رہے ہے چند سواران زرین پوش اہتمام سواری کرتے ہوے بڑھ گئے اُنکے بعد ایک چمک سی ہوئی کہ آنکھین اسد کی جھپک گئین اب جو آنکھ کھولکر دیکھا سبحان اللہ صاف ظاہر ہوا کہ آفتاب عالمتاب برج سے طالع ہوا یا ماہ تابان ساطع ہوا ایک شہریار عالیمقدار پشت مرکب صبا رفتار پر سوار تاج یاقوت احمر سر پر زرہ جواہر نگار زیب جسم انور حسن مین رشک یوسف کنعان عارض سیمین نیر تابان سطوت و صولت غاشیہ بردار رعب جلالت آئینہ دار زیادہ تر مقام حیرت یہ ہی کہ زلفین خلیلی تا بہ گوش آنکھین فلک دیدۂ غزال پلکین سنان جانستان ابرو خنجر بران جبین انور نیر اقبال سبز رنگ ہاشمی چہرۂ بے نظیر پر ظاہر چشم زدن مین سواری سامنے سے نکل گئی اسد حیران جمال و محو دیدار کھڑا ہوا انگلیجینی گلشن جمال کی کر رہا ہی کئی مرتبہ قصد ہوا کہ مثل نسیم ہمراہ رکاب سعادت انتساب دوڑ کر دونون قدمون کو بوسہ دون خاک پا کو توتیائے چشم بناؤن تو سعادت کونین حاصل ہو لیکن تحمل ترد و منزل ہو شرم و حجاب نے دامن تھام لیا عنایت پروردگار سے خود صاحب حسب و نسب پرورش یافتہ خانہ ادب خاموش کھڑا ہی سکتہ سا ہو گیا ہی نخل کے سایہ مین ٹھہر انگاہ غور سے جو دیکھا صاف ظاہر ہوا کہ حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان جلوہ فرما ہین صرف اتنا فرق ہی کہ سر اطہر پر خود ہو نہین ہی تاج یاقوتی سے سرفرازی حاصل ہی خال و خط مین قد و قامت سطوت و صولت رعب و شجاعت کسی شی مین صاحبقران سے سر مو فرق نہین دل سے کہتا ہی ای اسد ہمارے جد عالی وقار طلسم ہوش ربا مین نہین معلوم کب تشریف لائے ہمکو نہ معلوم ہوا چھوٹے نانا جان عمرو نامدار عاشق جمال صاحبقرانی تھے خبر نہ کی کسی عیار سردار نے کیفیت تشریف آوری نہ بتائی برائے استقبال جاتے باعزاز و اکرام بارگاہ مین لاتے یقین ہی کہ افراسیاب خانہ خراب نام نامی اسم گرامی سُنکر فرار پر قرار کرتا فوج کفار

کا قدم نہ جمتا اس طرح کی دل سے باتین کر رہا ہی جب قصد کرتا ہی آگے بڑھون شرم و حجاب مانع ہوتا
ہی سر جھکائے دیکھ رہا ہی اس اثنا مین وہ تاجدار با وقار قریب چبوترے کے آکر پشت مرکب سے اُترے
اسپر طرہ یہ کہ جب پشت مرکب سے قدم زمین پر رکھا بسم اللہ بسم اللہ کی صدا بلند ہوئی دلمین خیال کیا
کہ ای اسد اب تو یقین کامل ہوا کہ ہمارے جد عالی تبار ہین طلسم ہوشربا مین یہان کہان ابھی وہ شہریار
مسند پر جاکر جلوہ فرما ہوئے اسد تو اس حیرت مین نیچے درخت کے کھڑا تھا کہ کنیزین شوخ و شنگ
جوانی کی اُمنگ چاندنی رات مین گل چاندنی کے نظارے کر رہی تھین ایسے سبزہ زار مین مرکب کی طرح
اٹکھیلیان ہو رہی ہین کوئی نئی روش سے سبزہ کو روندتی ہی کوئی پھل پات کھاکر بجلی کی طرح نظرون مین
کوندتی ہی یکایک ایک کی نگاہ اسد نامدار پر پڑی اُسنے کہا لو انرگس جلد آنکھین کھول دیکھ تو سامنے
کوئی مرد کھڑا ہی لیکن چاند کا ٹکڑا ہی دوسری نے کہا اگر اس صحرا مین کوئی مرد آیا تو ہمارے مالک کے
حکم کے خلاف ہوا جب اس صحرا مین آنے کی تیاری ہوئی ہم لوگون سے تاکید کی کہ اول جاکر چہار جانب
دیکھ لو کسی مرد و عورت کا صحرا مین گذر نہو ہم لوگ جب آتے ہین تو ڈھونڈھ لیتے ہین آج یہ
نئی بات ہی اری سنبل ہم سبکی ناک چوٹی کاٹی جائیگی ایک ایک سزا ایسی معقول پائیگی اس مقدمہ مین
بڑی احتیاط ہی ہمیشہ سے حکم ملتا ہی کہ خبردار ہمارے حوالی سے کوئی آنے نہ پائے یہ چرچا لبون پر آیا ہوا دس پانچ
جادوگرنیان اس مقام پر آکر جمع ہوگئین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ کیا غضب ہوا ایک نے کہا چلکر گرفتار
کر و کشان کشان سامنے حضور کے لیچلو اس شخص کو سزا یہ معقول ملیگی ساری حقیقت کھلے گی آخر ایک ساحرہ
بڑھی سامنے آکر آواز دی اے شخص غضب کیا تو نے کہ مقام شاہنشاہی پر آکر ٹھہرا اور پھوٹی آنکھون سے دیکھ
رہا ہی تجھکو شرم و حجاب نہین یہ لحوظ خاطر ناظرین رہے کہ لوح طلسم صندل گلے مین اسد کے پڑی ہی
ساحرون نے پڑھکر سحر کیا اسد پر بلوح محفوظ کے سب سے تاثیر نہ ہوا سحر کرنیوالے سمجھے کہ میرے سحر مین
پھنس گیا جا با ہاتھ بڑھا کر کھینچ لین اسد نے جھلا کر ایک طمانچہ مارا وہ مر گئی کھا چنیر گردن سے اڑ گیا اُس
جادوگرنی کے مرتے ہی اسکی ساتھوالیان دو ڑپڑین چاروں جانب اپنے تئین آہی نے ماش کا دانہ
پھینکا کسی نے ترنج مارا کسی نے گولہ اُچھالا تیر گرے شعلے بھڑکے گر جسم پر اسد غازی کے کسی شے نے تاثیر نہ کی
غصہ مین شاہزادہ اسد نے جسکو ہاتھ تلوار کا مارا اسکے دو ٹکڑے ہوے ایک چشم زدن مین بہت سی
جادوگرنیان قتل ہوگئین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا وہ تاجدار عالی وقار جو مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما
تھے صدائے ہاہو جو اُن شہریار کے گوش زد ہوئی مصاحبون سے فرمایا دیکھو یہ کیا ہنگامہ ہی اسد
نامدار نے جب دو چار جادوگرنیون کو قتل کیا اور سحر نے اُسکے اپر تاثیر نہ کی با تو شاہزادہ اسد نامدار

کو گھیرے ہوئے تھین اب روباہ صفت سامنے سے فرار کیا شاہزادہ اسد قتل کرتا ہوا چلا وہ
پلٹ پلٹ کر سحر کرتی ہین شاہزادہ اسد جھپٹ کر مثل شیر نر جا پڑتے ہین جم کر لڑتے ہین غصہ
بڑھتا جاتا ہی بہرام فلک تھراتا ہی اس اثنا مین چند کنیزین بدحواس عالم یاس کانپتی تھراتی سامنے
اُس شہریار با وقار کے آئین چلاتی ہوئی دوہائی ہی حضور کی اس شیر بیشۂ جرأت نے قبضہ پر ہاتھ
رکھکر فرمایا خیر تو ہی یہ کیا معرکہ ہی کنیزون نے عرض کی اے شاہنشاہ گردون بارگاہ واے صاحب
دولت وجاہ اے یوسف کنعان شوکت واے تاجدار اقلیم جلالت ہمیشہ اس صحراے پر فضا مین
حضور تشریف لاتے ہین حکم ہم سب پر صادر ہوچکا ہی کہ اس صحراے سبزہ زار مین مرد یا عورت اغیار
سے نہ آنے پائے شاہنشاہ کو اپنی پردہ پوشی کا بڑا خیال ہی لہذا آج ایک شخص اجنبی مگر مشابہ بصورت
حضور حسین وجمیل صاحب سطوت وشوکت ماہ رخسار سرو قامت یہان آکر ایک گوشہ مین ٹھہرا تھا محفل
عیش منزل شاہنشاہی کو بہ نگاہ غور دیکھ رہا تھا کنیزان شاہنشاہی مانع ہوئین اُسنے اصرار کیا آخر
ہم لوگون نے سحر کیا اس نوجوان پر سحر تاثیر نہین کرتا بہت سی کنیزان سرکاری قتل ہوئین وہ شیر دلیر
ہمارے روکنے سے نہین رکتا حضور کی صورت سے صورت تو بہت ملتی ہی مگر سن مین البتہ فرق ہی ماشاء اللہ
حضور کا سن شریف زیادہ ہی اس جوان کا سن ابھی کم ہی مگر شعلۂ آتش ہی نہایت ہی سرکش ہی ہمکو بڑی حیرت ہی کہ سحر اسپر
تاثیر نہین کرتا وہ شہریاران باتون کو سنکر مسکرائے کہ یکایک سامنے سے ہنگامہ ہوا کان مین آواز آئی نعرۂ اسد

اسد شہسوار معرکۂ روز جنگ　　بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران　　اسد شیر دل ابن صاحبقران

آن شاہنشاہ عالیوقار نے سر اٹھاکر اسد نامدار کو دیکھا نگاہ ملگئی چار آنکھین ہوئین پکار کر فرمایا اے شیر
بیشۂ جرأت وہمت اے یکہ تاز میدان جلالت ان کنیزون نے کیا خطا کی ہی جو آپ قتل کرتے ہین اپنا غصہ بیکار ہی
اسد نامدار کی آنکھ جو اس شہریار سے چار ہوئی رعب داب سطوت وصولت شاہنشاہی دیکھکر اسد ایسے سرکش نے جھک کے
سلام کیا وہ شہریار جواب سلام دیکر چبوترے سے اُتر آئے فرمایا کہ تشریف لائیے اس قدر غصہ نہ فرمائیے **نظم**

کیا دل مین ارادہ ہی جو باندھے کمر آئے
کچھ اور خبر جائیگی جب تک خبر آئے
کیا غم ہی اگر جان گئی خیر بلا سے
جب تک کہ شب وصل کی شام دگر آئے
قاتل نہ رہے حاجت تکلیف دوبارا
دنیا کے تماشے مجھے کیا کیا نظر آئے
بیطور مجھے طور تمھارے نظر آئے
نکلے نہ سلامت ترے کوچہ سے کبھی ہم
ہم خوش ہین کہ خالی نہ پھرے کچھ تو کر آئے
اغیار تمھین بادۂ گلرنگ پلائین
ہم پر جو پڑے ہاتھ کمر تک اتر آئے
ہر ایک پہ قاتل کی عنایت تھی برابر
کب مرگ سے فرصت ہی بیان نامہ بر آئے
کچھ لے ہی گئے سر پہ بلا جب ادھر آئے
تم زلف کو کھولو کہ سحر ہونے نہ پائے
آنکھون مین لہو کیون نہ ہماری اتر آئے
کی سیر جو اس زندگی چند نفس مین
دنیا سے مرے ساتھ بہت ہمسفر آئے

اسد غازی رعب و داب و جلالت دیکھکر اس قدر محجوب ہوا کہ آنکھ چار نہو سکی سر جھکا لیا اب تک
آنکھیں اسد غازی کی یہی اشارے کرتی ہیں کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان ہیں
کچھ لباس ہیں تو البتہ فرق پایا دل خود بخود گھبرایا جوش محبت میں یہ اشعار زبان پر جاری ہوے نظم

در پردۂ بہانہ سزاوار تو باشد
آنکس نہ خرو ہر کہ خریدار تو باشد
دل دارم و جان دارم و دین دارم و ایمان
غیر از نگہ لطف کہ دشوار تو باشد
گر بانگ صلوٰۃ است کہ گر نالۂ ناقوس
چیزیست کہ این ہم پئے ایثار تو باشد

کو دیدہ کہ او قابل دیدار تو باشد
در آئینۂ مہر بچشم ہمہ ذرات
از من بہ بتان آنچہ کہ در کار تو باشد
کو شمس بنا سید بجہان این و صدارا
این زہر بہ مرغ گرفتار تو باشد

یوسف چہ بچہرۂ بہ بازار بہ ارزد
پیدا است کہ عکس مہ رخسار تو باشد
بودن پئے آزار دل ما چو آسان
آنکس کہ دلش محرم اسرار تو باشد
جان و دل و دین و تن زارم نہ عزیز است

اُس تاجدار نے بے اختیار ہاتھ تھام لیا اسد نامدار جھکا کہ کرین قدمبوس
ہون اُس شہریار عالیوقار نے سر کو بمحبت و شفقت سینہ سے لگایا اب اسد نے قریب سے بخوبی دیکھا کہ صاحبقران
تو نہیں لیکن تمام اعضا بلکہ سارا نقشہ مشابہ صاحبقران ہی علم شاہ سے مشابہ بدیع الزمان کے
ہمصورت صاحب سطوت و صولت لیاقت و جرائت چہرے سے پیدا آثار جلالت بات بات سے
ہویدا اسد غازی سراپا کو دیکھکر دنگ ہوگئے اُس شہریار نے قریب اسد کو جگہ دی لیکن وہ بھی سر جھکائے
اسد نامدار بھی شرمائے ہوے مگر وہ صاحبان عالیمقام اپنی جگہ سے اُٹھے جام لبریز کرکے سامنے اسد
نامدار کے پیش کیا عرض کی اے شہریار نوش فرمائیے یہان سب آپ کے ہم مذہب و ہم مشرب ہین اسد
نے اُن لوگون کو کچھ جواب نہ دیا لیکن اُن تاجدار عالیوقار سے دست بستہ عرض کی امیدوار ہون
کہ نام نامی و اسم گرامی اپنا ارشاد فرمائیے اِس صحرا مین تشریف رکھنے کا کیا سبب ہی جیسے ہی
اسد نے نام نامی پوچھا اُنکے مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ رو متغیر سر جھکا کر فرمایا اے شیر بیشۂ
صاحبقرانی تم اپنے حالات سے پہلے آگاہ کرو ہمارا بھی نام معلوم ہو جائیگا تم خاطر جمع رکھو بیت
اے پیک راستان خبر یار ما بگو ٭ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ٭ اول کیفیت مزاج زلزلۂ قاف ثانی
سلیمان ظاہر کرو کہ مزاج اقدس کیسا ہی دوسرے تمھارے والد نامدار کا کیا نام نامی ہی رستم پیلتن
علم شاہ نوجوان نور نگاہ صاحبقران کس کیفیت مین ہین اسد غازی نے سر جھکا کر عرض کی آپ تو
اہالیان لشکر صاحبقران سے بخوبی ماہر ہین ایک ایک کا نام جانتے ہین ہر ایک شخص کو بخوبی پہچانتے
ہین اسد غازی نے یہ کلمہ جو کہا اُن تاجدار کی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا روتے روتے
ہچکی لگ گئی فرمایا اے شیر بیشۂ جرائت پہلے اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرو مین کیا کہون دل مین

ناسور ہو قلب ناصبور ہی رنج اُٹھانے کی طاقت نہین بڑے بڑے بار غم والم اُٹھائے اب تاب صبر و جبر نہین باقی رہی جو کچھ آنکھون سے دیکھا اُسکا زبان سے کہنا دشوار ہی رنج و راحت سب بیکار ہی بقول شاعر نظم

اثر نصیب کی برگشتگی کا سرتا پا ہی
سدا وہ چاند سا مکھڑا مری نظر مین ہی
صفائے حسن چھپائے سے چھپ نہین سکتا

نہ چین پشت مین مجھکو ملا نہ گھر مین ہی
بتون کے عشق نے پتھر بنا دیا مجھکو
نظر پہ پڑ گیا آئینہ گو کہ گھر مین ہی

غبار دشت نے آنکھون کو روشنی بخشی
نہان یہ سوز مثال شرر جگر مین ہی

اس سوز و گداز سے یہ اشعار ان تاجدار نے پڑھے کہ اسد شیر دل نے دل تھام لیا اور دست بستہ عرض کی حضور آپ کے کلام مین کیا تاثیر ہو ایک ایک کلمہ شمشیر و تیر ہی میرے حسب نسب کی کیفیت حضور کو نہین معلوم قبلہ دین ستون اسلام کرب نامدار سے حضور واقف ہین اسد نے یہ جو نام لیا وہ تاجدار مثل گل شگفتہ ہوگئے فرمایا وہ شیر نظر کردۂ بزرگان دین جلالت آئین صاحب جرأت و لیاقت مرکوب سکندر بن ہیکلان عاد مغربی اُنکو اہل اسلام بخوبی پہچانتے ہین اے شاہزادے اُن سے تمھین کیا سلسلہ ہو اسد نے کہا میرے والد نامدار ہین یہ سُنکر وہ تاجدار اسد نامدار سے لپٹ کر اس قدر روئے کہ قریب تھا غش آجاوے مصاحبون نے سنبھالا بعد عرصۂ دراز کلام کرنے کے لائق ہوکے فرمایا اے فرزند مادر مہربان تمھاری کس خاندان سے ہین اسد نامدار نے بفصاحت جواب دیا مادر مہربان میری صاحب توقیر ملکہ زبیدۂ شیر گیر دختر بلند اختر صاحبقران مان ہمشیرۂ شاہزادۂ بدیع الزمان کو صاحبقران نے ہمراہ میرے والد ماجد کے تزویج فرمایا پروردگار نے یہ حسب و نسب مجھکو مرحمت کیا جد عالی تبار میرے شاہنشاہ قلعۂ تنگ رواحل نانا میرے صاحبقران زمان داماد نوشیروان اس حقیر کو شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی کہتے ہین عرصۂ دراز سے طلسم ہوش رُبا مین داخل ہوا افراسیاب نے گنبد نور مین قید کیا ماموں جان میرے بدیع الزمان گردش گلشن بھی طلسم مین قید ہوکر آئے اُنکے رہا کرنے کو مین بھی آیا خواجہ عمرو نے عیار بیان کرکے ہمکو گنبد نور سے رہا کیا اے شہریار اب لوح کی تلاش مین سرگردان حیران و پریشان یہان تک تقدیر نے پہونچایا لوح طلسم صندل حاصل کی مرحلہ جات فتح ہوے سب سے زیادہ ایک مشکل درپیش ہو آپ کے نیاز مند کو بڑا پس و پیش ہی ہر شخص یہی کہتا ہو سامان قتل صندل جادو مہیا کرو یہ امر سمجھ مین نہین آتا سامان قتل ملکہ صندل جادو کیا چیز ہو اُن بزرگوار نے فرمایا یہ سب سامان پروردگار مہیا کردیگا مگر اے فرزند برائے خدا کچھ حال خیریت مآل رستم پیلتن دیلکن کشندۂ قویل ہندی وو دویل ہندی کشندۂ کپتان فرنگی سر فتنۂ ملک فرنگستان نور نگاہ امیر گیتی ستان ہمارے سامنے بیان کرو اُنکے احوال

خیریت مآل کے بہت مشتاق ہین اسد غازی نے کہا آپ اپنا تو نام نامی بتائیے سر جھکا کر فرمایا گمنام کا کیا نام غریب الوطن بادیہ پیماے دشت رنج ومحن بلاے مصیبت مین گرفتار نہ یار نہ غمگسار ایسے کا نام و نشان دریافت کرنے سے کیا فائدہ تمکو بھی مفت مین ملال ہوگا بات مین بات نکلی تو رستم کی کیفیت ظاہر کرو مثل علمشاہ نوجوان کے لشکر صاحبقران مین کوئی شیر دلیر نہین ہے تمھارے ہی والد تاجدار رستم عالیوقار معین لشکر اسلام رہے شاید یہ ذکر تمنے بھی سنا ہوگا داراے ہند لندھور بن سعدان عشق مہران فیل زن در مین مبتلا ہوے اور بختک وزیر نوشیران نے بہکا کے بادشاہ لشکر اسلام سے فساد کرایا اور اسوقت صاحبقران زمان وخواجہ عمرو ہاتھ سے ہومان بن ہام کے بسحر ملکہ جہلہل جادو ملک دمشق مین قتل ہوے تھے ایسے وقت مین لندھور بن سعدان کا بگڑ کر جدا ہونا اُسوقت مین سواے رستم وکرب کے کون تھا کہ اُس بلا کو ٹالتا سکندر بن ہیکلان عاد مغربی جو سترہ لاکھ فوج سے مقابلہ مین تھا لشکر نوشیروان کرور سوار کا تمام دنیا دشمن عالم عالم رہزن عجب وقت مصیبت تھا بقول شاعر فرد دیوانگی مین جبکہ ہر اک سے بگڑ گئی ٭ زنجیر اہل درد تھی وہ پانون پڑ گئی ٭ نور نگاہ صاحبقران علمشاہ نوجوان نے لندھور بن سعدان کو مع فیل میمونہ مبارک گرز خوردی مُردی میدان چرن کوہ مین شیرانہ دست زبردست پر اُٹھا لیا تمام عالم نے دیکھا کہ اس پہاڑ کو اُٹھا کر لیچلے کہ مثل قوبل ہندی ودوبل ہندی دریاے چرن کوہ مین مارین مگر اُسوقت صاحبقران زمان تمھارے والد نامدار ملک دمشق فتح کر کے تشریف لائے آنکھون سے دیکھا اور عمرو نے آواز دی یا صاحبقران دیکھو رستم نے لندھور بن سعدان کو مع فیل میمونہ وگرز گران سنگ اُٹھا لیا اور لیے جاتا ہے جلد جاکر ہندی کو بچائیے ادھر تو صاحبقران نے نعرہ کیا اُدھر لندھور نے لنگر مارا ای نور نظر علمشاہ کے گردے پھٹ گئے گر کر بیہوش ہوے لندھور خوف سے صاحبقران کے بھاگ کر لشکر سکندر مین جاکر چھپا صاحبقران لاش رستم پر آئے اُسوقت ایک قیامت برپا تھی جوانی پر رستم کی نخل صحرا روتے تھے برگ کف افسوس ملتے تھے دشمنون کو بھی قلق تھا ہر بہادر کا غم سے کلیجہ شق تھا لیکن خداوند کریم نے اپنا فضل شریک حال کیا بزرگان دین اُس کشاکش مین تشریف لائے دست حق پرست اپنا جسم پر رستم کے پھیر صحت پائی اب تو ماشاء اللہ ریش اقدس سفید ہوئی ہوگی یہ حالات سنکر دل مین اپنے اسد غازی کہتا ہے کہ یہ اُس زمانے کی کیفیت بیان کر رہے ہین کہ میرا نشان بھی نہ تھا مگر صاف ظاہر ہے کہ لشکر اسلام کے بڑے واقف کار ہین گویا یہ معرکے انھین کے سامنے گذرے ہین ضبط کر کے اسد نے جواب دیا ای شہریار پروردگار نے نسل مین رستم کی بڑی ترقی عطا فرمائی ہے اُنکے دو فرزند ایک شاہزادہ عمر بن رستم

کہ اُنکا سلسلہ پیدائش ملک فرنگستان مین ہوا آلاگرد فرنگی کی دختر ملکہ سمینہ ماہ پیکر سے عشق ہوا اُسکے بطن سے عمرو بن رستم پیدا ہوئے جب اسد نے نام ملک فرنگستان کا لیا وہ شہریار بہت روئے کہا فرنگستان کا تو حال ہمکو بخوبی معلوم ہے بڑی قیامت کی لڑائی پڑی تھی کسی وقت انشاءاللہ ذکر کرینگے ہان یہ تبلاؤ کہ اور بھی کوئی اولاد رستم کی ہے اسد نے کہا اے شہریار عمرو بن رستم تو ہمیشہ علیل رہتے ہین شہریار خاور کی شاہزادی ملکہ خورشید خاوری ہمشیرہ قیماس خان رستم کے عقد مین آئی اُسکے بطن سے شاہزادہ ملک قاسم موسوم بہ خاور سیاہ صاحب عزوجاہ پیدا ہوے جنھون نے نو برس کے سن مین طلسم افراسیاب فتح کیا علمشاہ قید ہوگئے تھے اُنکو چھڑایا طلسم مین خون کا دریا بہایا اُنکے نام سے کفار کانپتے تھے فاتح ملک سنجان و باختر لقب ہے قاسم کا نور نظر یعنے نبیرۂ رستم ایرج نوجوان اُسنے تو بہت بڑی لیاقت حاصل کی اٹھارہ برس ملک باختر مین لڑا کافرون سے معرکہ پڑا صدہا ملک فتح کیے اب اِس زمانہ مین لشکر صاحبقران کا نام ایرج و نور الدہر کی شجاعت سے مشہور ہے نور الدہر فرزند دلبند شاہزادۂ بدیع الزمان و نورنگاہ خاور سیاہ ایرج نوجوان جون جون اسد جرأت و شوکت ایرج و نور الدہر کا ذکر کرتا ہے آن شہریار عالی تبار کا چہرہ خوشی سے سُرخ ہوتا جاتا ہے مگر فرماتے ہین ایرج و نور الدہر و قاسم وغیرہ کا حال ہمکو بخوبی نہین معلوم سکندر کی لڑائیان بخوبی یاد ہین بعد فتح ہونے مغرب کے ہمکو نہ دریافت ہوا کہ لشکر صاحبقران پر کیا گذری پچیس برس کا زمانہ ہوا دشت نوردی بادیہ پیمائی مصائب غربت کا سامنا ہے کون پوچھنے والا ہے غریب الوطن آوارۂ دشتِ رنج و محن گمنام دل ریش ناکام کی کون خبر لیتا ہے یہ فرما کر تاج سر سے اُتار دستِ دعا بدرگاہ واہب العطایا بلند کیے رو رو کر یہ اشعار پڑھے

اشعار

گدا تیرے در کا جو یارب ہوا
بر آئی مراد اسکا مطلب ہوا

بھلا کون تجھسے نہین فیض یاب
دعا کسکی تونے نکی مستجاب

ہوا جو طلبگار قربِ حضور
کیا اسکو تونے نہ رحمت سے دور

عنایت کرم لطف کیا بات ہے
کہ رزاقِ مطلق تری ذات ہے

برابر ترے کوئی داتا نہین
سوا تیرے کوئی توانا نہین

ترا حکم نافذ ہے پروردگار
قضا تیری پھرتی نہین زینہار

نہین دخل تغییر و تبدیل کا
جو کچھ لکھ گیا لکھ گیا

عطا پاش اول مین آخر مین تو
خطا پوش ظاہر مین باطن مین تو

ترے تابع حکم ہین خاص و عام
نہین کوئی دم مارنے کا مقام

جو گمراہ سارے زمانے کا ہے
جو آئے تو پھر حکم آنے کا ہے

برابر نظر دشمن و دوست پر
نہین منحصر مغز پر پوست پر

تو ہے سرانجام میرا نہین
خطا کے سوا کام میرا نہین

شکستہ سفینہ سو گرداب مین
ہین کشتی نشین عالم خواب مین

فلک تیغ آفت نکالے ہوئے
ہین غفلت مین گردن کو ڈالے ہوئے

تھکا نام راہی کہان اے قدیر
مگر رحمتِ خاص ہو دستگیر

سوا تیرے کس سے مین چاہون پناہ
کوئی اور معبود ہے لا الہ

میں بندہ ہوں تیرا اور تو خدا | نہیں کوئی بندے کا تیرے سوا
سوا تیرے ہی کون پروردگار | کرم کر کہ ہوں تجھسے امیدوار

ای کریم کارساز و ای مالک بندہ نواز ای باغبان قضا و قدر ای حاکم بحر و بر اس باغ پر بہار لشکر صاحبقران مین کبھی باد خزان نہ چلے ہر ایک غنچہ و گل سر سبز و شاداب رہے جن شیر دلون کے تمنے نام لیے پروردگار انکو سلامت باکرامت رکھے نام صاحبقرانی مثل آفتاب عالمتاب روشن رہے اسد ان باتون کو سنکر دامن سے لپٹ گیا کہا حضور نے یہ جملے مجھسے تُسنے خود بھی بہت کچھ ارشاد فرمایا یہ معما میری سمجھ مین نہ آیا صاف صاف نام نامی اسم گرامی بتائیے جن بزرگ کے میرے والد نامدار نظر کردہ ہین اس گنہگار پر بھی اُنھین کی نظر پڑی سعادت کونین حاصل ہوی اُنھین بزرگوار صاحب اقتدار کی قسم کھاتا ہون ان حیلے حوالون کو مین نمانونگا بے نام نامی دریافت کیے دامن دولت نہ چھوڑونگا یہ تجھپر ظاہر ہوا کہ آپ اہل اسلام ہین میری تکلیف گوارہ نہ کرینگے اگر میری راے کے خلاف ہوا سر اپنا قدمون پر نثار کرونگا قطعہ

عذاب مرگ لحد کا فشار باقی ہی | ابھی بڑی خلش روزگار باقی ہی | جلاد پھینکدو چاہو زمین مین دفن کرو
ہمارے بعد تمہین اختیار باقی ہی | دکھ سمجھ کے تازہ خریدار گرم جوش مجھے | ملا رہی ہی نگاہ اجل گردش مجھے
لحاظ بیخبری ہی اُٹھائین سر کیونکر | بہت تون سے نہین التفات ہوش مجھے | یہ کہکر اسد دلاور نے تلوار

نیام انتقام سے نکالی اُسوقت عجب طرح کی صحبت ہی تمام مصاحبان والا مقام و رئیسان عظام گفتگوے اسد نامدار و کلام تاجدار عالیوقار سُن رہے ہین یہ کسیکی مجال نہین کہ منہ سے بولے یا بات کا جواب دیسکے ہر ایک حیران ایک کے ایک سے آپس مین اشارے ہین یارو آج تو بڑے بڑے تپے کھل رہے ہین لشکر صاحبقران مین بڑے بڑے شیر ہین سُنا تھے کیسے کیسے دلیر ہین فرزند صاحبقران کی کیفیت دریافت ہوئی لندھور ایسے پہلوان عالیشان کو مع فیل میمونہ اُٹھایا ماشاء اللہ یہ زور و قوت یہ طاقت و شجاعت اُسی باغ پُر بہار کے تو ہمارے شہریار پھول ہین اُسی بیشہ کے شیر اُسی چمن کے شمشاد ہین لیکن جب اسد نامدار نے دامن تھام کر عرض کی کہ حضور جنکا نظر کردہ ہون اُنکی قسم کھاتا ہون اگر اب حضور مفصل اسم گرامی نہ بتلائینگے تو تلوار کو گلے پر پھیر لونگا اسوقت اُن تاجدار با وقار کو کچھ نہ بن پڑا ہر چند پہلو تہی کی مگر سامنے اسد نامدار کے چارہ نہوا رفقا نے دیکھا کہ اُن شہریار نے بیقرار ہوکر گلے مین اسد کے ہاتھ ڈالدیے چیخ مار کر روئے فرمایا ای اسد نامدار و ای نبیرہ صاحبقران عالیوقار اپنے والد بزرگوار سے تمنے ذکر سُنا ہوگا کہ صاحبقران کا ایک غلام ناکام قباد شہریار نام بطن سے ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان کے پیدا ہوا وہ مین ہی بدنصیب ہون اسد نے کہا ای شہریار مین نے اپنے قبلہ و کعبہ سے اس حال پر ملال کو مفصل سُنا کہ جس شب کو قباد شہریار کی شادی ہوئی دوسری

شب کو گلیم گوش ملعون نے انکا سر کاٹا جس غم مین صاحبقران فقیر ہوئے تمام سردار گرفتار رنج و بلا
رہے اہل اسلام نے بڑے بڑے رنج و ملال سہے ملکہ مہر نگار نے جام زہر پیکر جان دی پھر آپ کیونکر بچے
گلیم گوش نے سب کو قتل کیا قباد شہریار نے فرمایا ای نور نظر اب اسکو نہ پوچھو تاب تھراتا ہی کلیجہ منہہ کو
آتا ہی ہماری یہ کیفیت ہی کہ شب کو شادی ہوئی وقت سحر برائے غسل حمام مین گیا وہان آئینہ پر نگاہ
پڑی اپنے جمال بیمثال کو دیکھکر آپ محو ہو گیا حال ناپائداری دنیا سب قلب پر آئینہ ہوا دل سے صدا
آئی کہ یہ صورت ایک دن خاک مین ملجائیگی تنہائی قبر مین کون ساتھ جائیگا یہ سارا جاہ و جلال فوج و
لشکر یہان پر رہجائیگا وہان پر پرسش اعمال ہوگی تخت و تاج کام نہ آئیگا یہ خیال کرکے مین روتا ہوا
بارگاہ سلیمانی مین آیا صاحبقران زمان علمشاہ نوجوان نے گلے سے لگایا دلدہی کرکے پوچھا خیر تو ہی بیٹا
اسقدر بیقرار تھا رونے کا جوش ظاہر مین ہوشیار مگر بیہوش حال دل مفصل نہ کہہ سکتا تھا میرے رونے پر کا
ہا لیان دربار کو سکتا تھا آخر ضبط کرکے مین نے کہا ای قبلۂ و کعبہ مجھے ایک طرح آرام ہی لشکر عبرت نے گھیرا ہی موت
آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی مین نے سلطنت کی کیونکر کہون کہ عدالت کی مین چاہتا ہون شربت بنا کے
اپنے ہاتھ سے ایک ایک جام سب کو پلاؤن سب صاحبون سے اپنی خطا معاف کراؤن والد نامدار
و برادران عالیوقار حیران ہوکر کہنے لگے بیٹا ابھی سن تمہارا کیا ہی تمہاری ان باتون سے میرا کلیجہ کٹتا
ہی جب مین نے بہت کد کی چونکہ میری خاطر سب کو عزیز تھی شربت تیار ہوا پہلے جام ہاتھ مین لیکر سامنے
صاحبقران کے آیا دست بستہ عرض کی قبلۂ و کعبہ جام نوش کیجیے جو مجھسے بے ادبی ہوئی ہو اسکو بدل
معاف فرمایئے زندگی کا کیا بھروسا ان باتون پر میری قبلہ و کعبہ نے اپنا منہہ پیٹ لیا فرمایا ای نور نظر کیا
مجھے تباہ کروگے مین نے عرض کی حضور یہ دنیائے ناپائدار ہی زندگی کا کیا اعتبار ہی صاحبقران کو روتے
روتے غش آگیا مگر مین نے ہوشیار کرکے جام پلایا اسی طرح روتا ہوا سامنے برادر علمشاہ کے آیا علمشاہ
نے کمر تھام لی فرمایا ای بھائی قباد ایسے کلمات نہ کہو کلیجہ پر چھریان چل رہی ہین ابھی تو لطف شادی بھی
تمنے نہین اُٹھایا ایسی باتین زبان سے نہ نکالو مین نے کہا بھائی جو میری خاطر مدنظر ہی یہ کہکے جام نوش
کرو کہ ہمنے خطا معاف کی ای اسد نامدار اُسوقت دربار مین وہ شور گریہ و زاری بلند ہوا کہ صاف
ظاہر ہوتا تھا کہ کسی جوان کا جنازہ نکلنے کو ہی تا شام مین نے ایک ایک شخص سے خطا معاف کرائی بوقت
شام تخت شاہی پر آکر بیٹھا بیٹھتے ہی بیہوش ہو گیا صاحبقران نے حکم دیا کہ شہریار نے آرام کیا ہی خبردار
کوئی بات نہ کرے سب اپنے اپنے مقام پر چلے ناگاہ ملکہ عجائب جادو رہنے والی طلسم ہوش رُبا
کی آسمان پر اُڑتی ہوئی جاتی تھی مجھکو دیکھکر عاشق ہوئی زمین پر اُتری میری شکل کا ایک آدمی

بنا کر ڈال دیا مجھکو اٹھا کر لے آئی اُسی وقت گلیم گوش عیار طرف سے نوشیروان کے آیا اور اُس شخص کا جو میرا ہم صورت تھا سر کاٹ لیا اور وہ لکسر لیکر نکل گیا یہان بعد تھوڑے عرصہ کے ہلڑ ہوا لاش ہماری دیکھکر قیامت برپا ہوئی مان کی آنکھون کا تارا گھر کا اُجالا باپ کا راج دلارا بھائیون کا قوت بازو زینت پہلو یقین ہو سب نے غم کیا ہوگا عجب حال ہوا ہوگا پھر ہمکو نہین معلوم کہ لشکر ظفر اثر مین کیا گذری اپنا حال کیا کہین نظم

پاس ہوکر کچھ دنون ہم چشم بسمل مین رہے
داغ بنکر مدتون دامان قاتل مین رہے

اُٹھ لٹے شکوے طعنۂ بے سود اقرار دروغ
جو تمھارے منھ سے نکلے سب مرے دل مین رہے

خاطر گل عاشقون کو تھی جو منظور مزاج
بے اثر ہوکر اگر شور عنادل مین رہے

اُنکو نیند آئی نہ اپنی آنکھ جھپکی ایکدم
ذکر ہوکر رات بھر ارباب محفل مین رہے

سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کیا
تا سحر ہم انتظار عہد باطل مین رہے

کثرت تکلیف سے ہم آپ نالے ہوگئے
لب پہ آئے یا کبھی بیمار کے دل مین رہے

خنجر قاتل کی ایذا مین اجل کی سختیان
روح بسمل کی طرح ہر وقت مشکل مین رہے

اشک ناطاقت کی صورت ہر قدم پہ گر پڑے
وہ مسافر تھے کبھی آکر نہ منزل مین رہے

خوب ہی سوجھی اجی آفرین ہم کو کہو
ہم خیال یار بنکر یار کے دل مین رہے

قہر بیجا حجت بے سود تقریر فضول
جوش کس کس کے مزاج ورد جاہل مین رہے

تیرہ بختی ہی نے دکھلائے ہمین آخر فروغ
داغ ہوکر ہم کنارہ ماہ کامل مین رہے

نام آزادی زبان پر آگیا تھا اس لیے
پاؤن میرے مدتون قید سلاسل مین رہے

ختم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق
زندگی جب تک ہی کیا کیا قلق دل مین رہے

دیدۂ گریان کی عزت کس قدر ویرانے کی
اشک جو ٹپکے مرے دامان ساحل مین رہے

نقش کی امید نے نقشہ دگر گون کردیا
تا فراق روح و تن ہم فکر غافل مین رہے

اے نور نظر واے پارۂ جگر تم نے بڑا کام کیا یہ صاحبزادے صاحبزادیان ہمارے بعد پیدا ہوئین ہم نہین سمجھے کہ ملکہ زبیدہ شیر گیر کسکا نام ہے ایرج و نورالدہر کو ہم کیا جانین البتہ بھائی علمشاہ اور تمھارے والد نامدار سے ماہر ہین ملکہ عجائب جادو نہایت خاطر کرتی ہین مثل کنیزان بہتر آٹھ پہر مصروف خدمتگذاری رہتی ہین اس صحرا کو مقام سیر قرار دیا ہے اکثر یہان آکر ٹھہرتی ہین یہ جو قباد شہریار نے فرمایا اسد نامدار ماموں جان کہکر لپٹ گیا وہ نور نظر لخت جگر کہکر سینہ سے لپٹاتے تھے یہ ماموں جان کہکے

قدمون کو بوسہ دیتے تھے آخر دونون شہریار روتے روتے بیہوش ہو گئے مصاحبون نے بڑھکر گلاب کیوڑا
منہہ پر چھڑکا ہوشیار کیا اسد نامدار کو قباد شہریار نے پہلو مین جگہ دی کہ یکایک سامنے سے کنیزون دوڑی
ہوئی آئین عرض کی ای شہریار ملکہ عجائب جادو تشریف لاتی ہین اتنے مین اسد نہایت گستاخ ہین
دیکھا سامنے سے ایک ہوادار پر شہزادی ماہ رخسار سرو قد آنکھین نرگس شہلا رعب سلطنت چہرے سے
ہویدا بارہ سو کنیزان زرین پوش ہمراہ سواری اہتمام کرتی ہوئی آگے پہونچین مگر وزیرزادی نے ملکہ عجائب
جادو سے عرض کی کہ حضور آج شہریار کے بھانجے تشریف لائے ہین ملکہ عجائب جادو گھبرا گئی ایک ایک سے
پوچھنے لگی کہ یا نک کیونکر آئے وزیرزادی نے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور شہریار شکار کو نکلے تھے راہ بھٹک کر
ادھر آگئے جب سے آئے ہین حضور سے لشکر اسلام کی باتین ہورہی ہین بھائیون عزیزون کا ذکر دریافت فرماکے روتے
ہین اور یہ شیر گیر اسد غازی فتاح طلسم ہوشربا ہی کئی سال سے اتنے بڑے طلسم پر دست انداز ہی یہ حال سنکر ملکہ
عجائب جادو کو ایک نوع کا تردد پیدا ہوا کہ قباد شہریار ایسا نہو کہ محبت مین بھانجے کی
مجھکو چھوڑکر چلے جائین ہوادار سے اتری اسی سوچ مین سر جھکائے ہوئے چلی آتی ہی اسد نے
سو مانی امان نہکے سلام کیا ملکہ عجائب نے برخوردار کہکے بلائین لین گلے سے لگالیا قباد شہریار نے
فرمایا ملکہ عالم ہم جو تم سے کرب غازی کا ذکر کیا کرتے تھے یہ انکے نور نظر اسد نامدار برائے فتاحی
طلسم ہوشربا آئے ہین ماموں جان انکے ہمارے بھائی صاحب مقید ہین تمنے کبھی ہم سے ذکر بھی
نہ کیا ملکہ عجائب نے سر جھکا کر عرض کی کہ مین کیا حضور سے کیفیت عرض کرتی مجھکو بخوبی دریافت
نہ تھا کہ یہ آپ کے بھانجے ہینگے یہ کہکے ملکہ عجائب نے فرمایا کہ ای شیر بیشہ جرأت وای نہنگ دریاے
ہمت اس حوالی مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اسد نے تمام کیفیت اپنی از ابتدا تا انتہا ظاہر کی
کہ اس طرح خواجہ مجھکو براے فتاحی طلسم صندل لیکر آئے ملکہ عجائب جادو ہنس پڑی فرمایا پھر کیا
کیفیت گذری اسد نے کیفیت حصول لوح و فتح مرحلہ جات سامنے ملکہ عجائب جادو کے بیان کی
اور کہا اگر خدا فضل کرے اور طلسم صندل فتح ہو یہان سے تا بہ دربند مہر و ماہ جاتا ہی ملکہ عجائب
نے کہا پہلے درد سر تو دفع کرو یہ بتلاؤ کہ سامان قتل ملکہ صندل جادو بھی ممکن ہوا اسد نے جواب دیا
حضور تعجب کی بات ہی ہر خرد و کلان از ادنی تا اعلی نے یہی پوچھا کہ سامان قتل صندل جادو بھی ممکن ہوا
یا نہین یہ کسی نے نہ بتلایا کہ کیا سامان چاہیے بادشاہ سابق طلسم صندل ملک اخضر کو رہا کیا نعیم جادو
کی آنکھین بینا ہوئین بقول شخصے آنکھین کھلین اُسنے بھی پوچھا کہ سامان قتل صندل جادو ممکن ہوا
ہر چند کہ اُسکی کمک سے لوح طلسمی حاصل ہوئی عین وقت پر آکر قمری کو مارا اگر وہ نہ پہونچتا تو میرا کام

تمام ہوا تھا سارا جسم پتھر کا ہو جاتا مگر اُس خیر خواہ دولت نے قمری کو مار الوح طلسم صندل حاصل
ہوئی تسکین دل ہوئی مگر یہی اُسنے بھی سوال کیا کہ سامان قتل صندل جادو کیجیے مین نے پوچھا کہ
ای برادر بحق سے زیادہ کون رازدار ہو گیا سامان مُہیا کرین کچھ نہ بتلایا وزیر اُنکے فہیم جادو و نعیم جادو
دروشن تکیہ داران سب صاحبون نے بھی یہی فرمایا لیکن کسی شے کا نشان نہ بتلایا ملکہ عجائب
جادو نے فرمایا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی وای تاجدار اقلیم کامرانی تم صاحب اقبال ہو سامان قتل
صندل ممکن ہو جائیگا اگر علاوہ تمھارے کوئی شخص تدبیر فتح طلسم صندل کرتا عمر بھر سرگردانی ہوتی
آخر مین پشیمانی ہوتی مگر تمھارے لیے کل سامان مہیا ہو انشاء اللہ یہان سے جا کر ملکہ صندل جادو سے
مقابلہ کرو ضرور غالب آؤ گے یہ کہکر ایک انگوٹھی ہاتھ سے اُتاری روبرو شاہزادہ اسد کے پیش کی
کہا ای نور نظر یہ انگوٹھی واسطے دست گیری کے کافی ہے گویا نگینہ ہے صندل جادو اسی سے قتل
ہوگی اسد نے انگوٹھی لیکر اپنے پاس رکھی اور قباد و شہریار سے عرض کی ماموں جان مین نے
دولت کوئین پائی کوئی سرپرست بزرگ میرا اس طلسم ہوش رُبا مین نہ تھا اب آپ ایسا چاہنے والا ملا
تمام حالات جرأت و شوکت اخلاق و مروت سخاوت و شجاعت و رعب و جلالت آپکے بخوبی نیازمند کو
معلوم ہین ملک فرنگستان آپکی تیغ بیدریغ سے فتح ہوا جس روز سے آپکا قدم مبارک لشکر مین نہ ہا
مدتون سلطنت پر تباہی رہی جب سے آپ کے نور نظر جوہر شمشیر فتح و ظفر شاہزادہ سعد والا نژاد
آکر حاکم ہوئے سلطنت کا انتظام ہوا اب آپ اس نیازمند کو سرفراز فرمائین تخت سلطنت حاضر ہے
لشکر اسلام کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رونق دین لشکر مین برکت ہوگی بہت جلد افراسیاب
شکست کھائیگا بوجہ احسن انتظام لشکر ہو جائیگا چار سو سرداران فیشان افراسیاب خانہ خراب
کے عنایت خدا سے شریک حال ہین سب صاحبان جاہ و جلال ہین سحر و ساحری مین طاق شجاعت و
دلاوری مین شہرۂ آفاق انکی سرپرستی فرمائیے غلام برائے خدمتگزاری حاضر ہے سامنے بڑے ناناجان
کے کلاہ افتخار آسمان پر پہونچاؤنگا آپ ایسے شیر صولت کو جب صاحبقران دیکھین گے دیدۂ دل روشن
ہو جائینگے کیا خوشی ہوگی قباد و شہریار نے سر جھکا لیا ملکہ عجائب جادو نے بنگاہ و یاس چہرہ زیبائے
قباد و شہریار کو دیکھا تھا کہ ہون سے حسرت ظاہر ایسا نہو کہ یہ شہریار ہمراہ اسد نامدار کے چلا جائے یہ سب
مشقت ضائع ہو قباد و شہریار نے اسد غازی سے کہا اب تم جا کر ملکہ صندل سے مقابلہ کرو جب
طلسم صندل فتح ہو جائیگا ہم بھی آکر انشاء اللہ تمھارے شریک ہونگے ان کلمات مین ملکہ عجائب نے
بھی تائید کی کہا ای اسد نامدار جیسا کہ شہریار ارشاد فرماتے ہین یہی صورت ہوگی ہم بھی تمھاری

خدمتگزاری کو حاضر ہین جسوقت موقع آئیگا اپنے کو فوراً تمھاری خدمت مین پہونچائینگے شب بھر
تو اُس صحبت مین ہنگامہ عیش ونشاط گرم رہا بوقت سحر قباد شہریار پشت مرکب پر سوار ہوے
اسد نامدار کو خلعتِ فاخرہ سے مخلع کیا سلاح جواہر نگار بیش کیے فرمایا ای نور نظر تم لشکر مین چلو
ہم آکر شریک ہونگے اسد غازی اس مطلب کو نہ سمجھا قدمون کو بوسہ دیکر رخصت ہوا جب
قباد شہریار و ملکہ عجائب جادو نظرون سے نہان ہوے یہ اُس بیشہ سے باہر نکلے تھے کہ
ملازمان ملک اخضر تلاش کرتے ہوے پہونچے اسد کو دیکھکر ہنگامہ ہوا ملک اخضر کو خبر پہونچی
یہ بھی آکر حاضر ہوے اسد نامدار سے ملاقات ہوئی پوچھا ای شہریار آپ صحراے شکار سے کہان
غائب ہوگئے تھے کہان تشریف فرما رہے اسد نے چاہا کہ کچھ بیان کرے کہ سامنے سے خواجہ عمرو آکر پہونچے
اسد غازی کو خوش خوش دیکھکر پوچھا کہ کیون ای نور نظر یہ خلعت کہان سے دستیاب ہوا اسد غازی
نے فرمایا نانا جان جنکا آپ ذکر کیا کرتے تھے کہ صاحبقران اُنکی محبت مین فقیر ہوکر بیٹھے تھے غفلت مین
عقابین پر کھینچے گئے نو مہینے پنجرے مین قید رہے وہ زندہ موجود ہین شب بھر ہم اُنھین کی خدمت مین
حاضر تھے اُنکے جمال عہر تمثال کے ناظر تھے ملکہ عجائب جادو نے انگشتری برائے قتل ملکہ صندل جادو
مرحمت فرمائی عجب نادر شے ہاتھ آئی عمرو نے گھبراکر پوچھا بیٹا نام تو لو کیا تمسے اور قباد شہریار سے ملاقات
ہوئی ہم تو اُنکو تو انتقال کیے عرصہ دراز ہوا مہتر گلیم گوش نے اُنکا سر کاٹا اسد غازی نے عرض کی حضور اُنکو
ملکہ عجائب جادو اُٹھا لائین وہ کوئی اور بشکل قباد شہریار تھا جسکا سر گلیم گوش عیار نے کاٹا مین شب بھر
اُنھین شہریار کی خدمت مین رہا ابھی رخصت کرکے حاضر ہوا ہون بارہ کوس پر قلعہ عجائب ہے وہان
تشریف رکھتے ہین میرے لشکر مین سرفراز فرمانے کو کہا ہے مین کل لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ سنکر عمرو مارے
خوشی کے پھول گیا کہا بیٹا تمنے غفلت کی اُس شیر کا ساتھ نہ چھوڑنا تھا سارے لشکر ظفر اثر کی وہ جان ہے
ثانی صاحبقران ہے جری بہادر صفت شکن بچپن سے شوق سپاہ گری ہے انتظام سلطنت سے بخوبی ماہر اُسکی
شوکت وصولت ہر شخص پر ظاہر ہے دیکھنا صاحبقران و علمشاہ یہ سب صاحب اپنی آنکھین بچھائین گے
قباد شہریار کو سر پر بٹھا کر لیجائین گے ابھی والیس ہو قلعہ عجائب مین لیچلو مین نے اُس شیر کو گودیون مین پالا
ہے اُسکے انتقال سے لشکر مین ہر شخص کو ملال تھا مہر نگار نے تو جام زہر پیا حمزہ فقیر ہوکر بیٹھا کل لشکر منتشر
ہوگیا ایک سال کامل سب تباہ رہے نانا جان کو تمھارے فرامرز بن قارن عدنی نے قید کیا فولادی
قفس مین بند رہے کیا کیا ظلم سہے وہ سب باعث قتل قباد شہریار تھا ہر شخص یہی جانتا تھا کہ نام پر
اُس شہریار کے جان دینگے افسوس ہے کہ تم سے ملاقات ہوئی اور تمنے ساتھ چھوڑ دیا برائے خدا ابھی

مجھکو لیچلو اسد گھبراکر گھوڑے سے کود پڑا سارا لشکر پیدل ہوا قلعۂ عجائب کی طرف چلے عمرو سب کے
آگے برہنہ پا پیادہ آنکھون سے اشک حسرت جاری اسد پر غصہ کہ ایسے مقام پر کوئی ساتھ چھوڑتا
ہی اسد نے کہا مین شب بھر خدمت مین رہا موما نی جان نے انگوٹھی عنایت کی پھر فرمایا کہ ہم تمھارے
شریک ہونگے افراسیاب سے مقابلہ کرینگے خلعت وغیرہ مجھکو مرحمت کیا عمرو کو انتہا کا اشتیاق
ملازمان قباد شہریار سے تمام اہالیان لشکر ہمراہ ہین ملک اخضر و فہیم و نغیم درویش تکیہ دار
لمیدان و دیگر سرداران راہ کو طی کرکے سامنے قلعہ عجائب کے پہونچے دور سے عمرو نے دیکھا دروازہ قلعہ
کا کھلا ہی خندق مین خاک اڑ رہی ہی بالکل سناٹا صاف ثابت ہوتا ہی کہ قلعہ کوئی لوٹ کرلے گیا
عمرو دوڑکر دروازے کے قریب آئے دیکھا کہ شہر اجاڑ مکانات آدمیون سے خالی پھاٹک پر ایک کاغذ
بخط حاکی چسپان ہی عمرو نے قریب آکر اسکو پڑھا مرقوم تھا کہ آداب و تسلیمات خدمت مین خواجہ عمرو کی
نیازمند نے حضوری کو مناسب نہین جانا سمجھا کہ اسد غازی مجھکو دیکھ گیا ہی خواجہ عمرو صاحب ضرور
تشریف لائینگے مجھکو عرصۂ دراز گذرا کہ لشکر ظفر اثر سے بیگانہ ہوا اب حضوری میری لطف کا باعث
ہوگا مگر ہر مقام پر اسد نامدار کی خدمتگزاری ضرور کرونگا زیادہ مجھکو تلاش نہ کیجیے گا ورنہ
طلسم ہوش ربا مین بھی رہنا دشوار ہوگا عمرو اس مضمون کو پڑھکر سر پیٹنے لگے نام لیکر قباد کا خوب روئے
اسد غازی بھی خاموش رقت کا جوش عرصہ دراز تک اس شہر مین شور گریہ و زاری بلند رہا آخر عمرو
نے یہ سوچ کر سب کو منع کیا کہ زیادہ اس بات کو مشہور نہ کرو ورنہ افراسیاب آفت برپا کریگا
ناچار مجبور وہان سے پلٹے قریب بارگاہ کے آئے ناگاہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار
صندل جادو کوس خبر مین گذرین لشکر گران لیکر برائے مقابلہ حضور آتی ہی ملک اخضر نے حکم دیا
لشکر مین کمربندی ہونے لگی اسد بھی مرکب پر سوار ہوئے لوح طلسمی گلے مین انگشتری عطیہ ملکہ عجائب
زیب انگشت ابھی بخوبی مسلح ہونے پائے تھے کہ لکہ ہائے ابر صندلی نمایان ہوئے سب نے دیکھا کہ ملکہ
صندل جادو تخت پر چار لاکھ ساحران غدار ہمراہ اژدہائے آتشین پر سوار علمہائے زرنگاری کے پھریرے
کھلے ہوئے گھنٹ اور ناقوس بجتے ہوئے لشکر طلسم کشا کو دیکھکر صندل جادو نے اشارہ کیا کہ مسلمانون کو
گرفتار کرلو قتل کرو زندہ بچ کر ایک کو بھی جانے نہ دو اسد نے بسم اللہ کہکر مرکب بڑھایا تیغۂ
برق مثال کو چمکایا نعرہ کیا باشید ای کفاران بجا وای نابکاران پر دغا نعرۂ اسد

اسد شیر دل ابن صاحبقران	شہنشاہ نام آور دکامران	بدرم دل شیر و چرم پلنگ		اسد شیر سوار م که در روز جنگ

یہ نعرہ کرکے تلوار کھینچکر جا پڑا دونون لشکر آپس مین ملگئے خواجہ عمرو ایک جانب کمند و حباب سے ساحرون کو

قتل کررہے ہین مگر پریشان کہ لشکر کفار بہت ہے ملک اخضر کے قریب آکر فرمایا رباعی

صحرا صحرا یہ خاک اڑائین کب تک | خاطر مین یہ کلفتین نہ لائین کب تک
ناچار جہان سے ہم اُٹھ جائینگے | جور و ستم فلک اُٹھائین کب تک

اخضر نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری شکایت فلک کجرفتار بیکار ضرور مجھکو اسبات کا خیال تھا کہ صندل جادو
کے پاس لشکر بہت ہے دیکھیے غلام کا قول صادق آیا عمرو نے کہا خدا مالک ہے اخضر بھی سحر کرتا ہوا چلا لیکن
مالکہ صندل جادو اخضر کی ملازم تھی مالک اخضر کو جو لڑتے دیکھا دست و پا مین عشہ پڑ گیا ملک اخضر
نے مالکا را دو نگہرام دیکھ پروردگا نے آنکھین مرحمت کی ہین اگر اس شیر بیشۂ جرأت کی اطاعت کر
خطا تیری معاف کراؤنگا کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتی ہے فتح طلسم ہوش رُبا کا زمانہ قریب آیا
دیکھ انکے خدا نے انکو یہانتک پہونچایا افراسیاب کا قول تھا کہ راستہ طلسم صندل کا نہ ملے گا
سب کچھ پروردگار نے آسان کیا صندل جادو نے ملک اخضر کی طرف سے تو منھ پھیر لیا دل مین
خیال ہے کہ مجھے کون قتل کرسکتا ہے افراسیاب جادو نے میرے قتل کی اشیا کو ایسی جگہ چھپا دیا ہے
کہ جہان طائر وہم و خیال نہین پہونچ سکتا جب کوئی ملکہ عجائب جادو کو قتل کرے تب انگوٹھی ہاتھ آ
ہوئے ملکہ عجائب جادو وہ ساحرۂ زبردست ہے کہ جسپر سوائے افراسیاب کے کوئی دست انداز
نہین ہوسکتا اس گھمنڈ پر صندل جادو آڑی ہے خوب جانتی کہ مجھپر کوئی دست انداز نہین ہوسکتا
لشکر بھی بیحساب خود بھی زبردست ساحرہ ہے آتے ہی پرے کے پرے درہم و برہم کیے صفوف لشکر کو
منقلب کردیا لیکن ملک اخضر جب للکار کر جا پڑتا ہے صندل جادو ٹھہر کر ہٹ جاتی ہے اخضر
بیچارہ سالہا سال قید رہا سحر قبضہ مین نہین رہے مصیبتین اُٹھائین مگر اصلی جرأت ہے صندل سے
منھ نہین پھیرتا ہے صدہا سحر صندل کے دفع کیے عجب ہنگامہ حشر و نشر برپا ہے آسمان سے آگ
برستی ہے آتش فتنہ و فساد نے سر کھینچا ہے نظم مصنف

فلک کو فراموش گردش ہوئی | پہاڑونکو سختی مین جنبش ہوئی
قیامت کا سامان عیان ہوگیا | رخ مہر گردون نہان ہوگیا

صندل جادو کے ہمراہ اسقدر سپاہ ہے کہ ملک اخضر کو فتح کی امید نہین تھوڑے ہی عرصہ مین
صندل جادو نے ہزارہا کو قتل کیا سحر کرتی ہوئی چلی آتی ہے البتہ طلسم کشا سے تو عاجز ہے کہ یہ جس
غول جس صف پر تلوار آبدار تولکر مثل شیر ژیان جھپٹ کر جا پڑتے ہین صفون کو درہم و برہم کردیتے
ہین اس اثنا مین طرف سے صحرا کے گرد بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ صندلان صندلی پوش
مع بارہ ہزار صندلی پوشون کے ایک جانب مالکہ گوہر جادو چارسو کنیزان زرین پوش پشت پر
اُسنے جو خبر پائی کہ ہمارے آقا سے معرکہ پڑگیا ہے بیقرار ہوکر آ پہونچی دور سے دیکھا کہ اسد نامدار

کھڑا ہوا فوج صندل بحیاب لشکر اسلام کو پیچ و تاب ہمراہیان ملک اخضر ہزارہا قتل ہوے لاشے پھڑک رہے ہین صحرا مین دریاے خون جاری صدہا علم کٹے ہوے پڑے ہین اسد نامدار تو صاحب لوح ہین لوح چمکا کر سحر کو دفع کرتے ہین اخضر جادو دریاے فوج مین غوطے مار رہا ہو کبھی سحر سے صندل کے لکہہاے ابر سیاہ اُٹھتے ہین تمام لشکر کو یہ معلوم ہوتا ہو کہ پردۂ ظلمات کا سامنا ہو اُس اندھیرے سے جان بچانا محال ہو شب تاریک فراق عاشقان سے مثال ہو اُس تاریکی سے ملک اخضر بصد کر و فر مثل آفتاب عالمتاب ظاہر ہوتا ہو جان لڑا رہا ہو گوہر جادو نے جو یہ ہنگامہ گیر و دار بلند دیکھا صندلان صندلی پوش کو منع کیا ای شیر بیشۂ شجاعت اسوقت ملکہ صندل نے تہلکہ ڈالدیا ہو بادشاہ طلسم صندل ہو ساحرون کا اسکے ساتھ جنگل ہو خداوند کریم طلسم کشا کو بچائے صندلان نے کہا ای ملکہ کیونکر ہوسکتا ہو کہ ایسے وقت مین شریک حال نہون اپنی جان بچاؤن ہرچند گوہر جادو نے منع کیا مگر یہ گھوڑا اُٹھا کر لشکر کفار مین در آیا گوہر جادو کہ عاشق صادق شہزادۂ صندلان صندلی پوش ہو سینہ سپر کرکے آگے بڑھی لیکن آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ اُداس عالم یاس ٹھنڈی سانس بھر کر ساتھ والیون سے کہا شعر

سنگ فلاخن فلک دون کے ہاتھ سے
اپنے دلدار کی فرقت کا جسے غم ہووے
کسے دست جفاے چرخ سے امید ہنسنے کی

دیگر

افسوس اپنا شیشۂ دل چور چور ہی
خانۂ عیش اُسے خانۂ ماتم ہووے
جڑ ہوئے بھی تو ہان شاید دہان زخم خندان ہو

یہ اشعار پڑھکے فوج ملکہ صندل جادو پر جا پڑی لیکن صندلان صندلی پوش کو سحر سے بچاتی جاتی ہو خوف ہو ملکہ صندل اسکو نہ گرفتار کرلے یہ جوان صف شکن جس پرے پر جا پڑا پراگندہ کردیا جو سردار سامنے آیا قبضہ پاکر ہاتھ تلوار کا لگایا سر اُس خود سر کا دھڑ سے گرا اجل نے دست گیری کی سیدھا جہنم مین پہونچا یہ جوان اُسی آن بان سے نیزہ ہلاتا آگے بڑھا جو سامنے آیا ٹوک کر اُسی نوک جھونک سے مارا برچھا جگر مین اُتارا صندل جادو یہ معرکہ دیکھکر ساتھ والیون سے کہنے لگی کہ صاجو بی گوہر نمک حرام کو دیکھو ہمنے تو سلطنت حوالی طلسم اسکو دی یہ طلسم کشا کی شریک ہوئی اسکو مع اُسکے دھگڑے کے ابھی قتل کرتی ہون یہ کہکر طرف صندلان صندلی پوش کے پلٹی یہ جوان اُسی طرح سے قتل کرتا چلا آتا ہو جو سامنے آتا ہو مُنھ کی کھاتا ہو صندل نے للکارا یہ جوان پلٹا کہ صندل جادو پر جا پڑے ون صندل نے وہین سے ایک گولہ فولاد کا پھینکا بر سر لشکر صندلان پھٹا تمام لشکر بیکار ہوگیا ہرچند چاہتے ہین گھوڑون کو اپنے مقام سے بڑھائین قدم بپا بہ گل نقش قدم بنگئے

بہ نگاہ حسرت دیکھتے ہین قدم آگے نہین اُٹھتے ہین آنکھین پتھرا گیئن سپرین پشت سے گرنے لگین تلوارین قبضہ سے نکلی جاتی ہین صندل جادو نے ٹرپھکر آواز دی ان سبکے سر کاٹ لو خودسری کی سزا دو ملکہ گوہر جادو نے جو یہ معرکہ دیکھا تڑپ گئی نعرہ کرکے آ پڑی چاہا سحر دفع کرون صندلان کو کسی طرح سے نکال لیجاؤن صندل جادو کی جو نگاہ پڑی کہ ملکہ گوہر قریب صندلان کھڑی سحر کر رہی ہی خون اپنا کاٹ کاٹ کے پھینکتی جاتی ہی مدت کی جو عاشق زار ہی اُسکو اس مصیبت تازہ مین گرفتار دیکھکر جھوم رہی ہی قبضہ شمشیر پر ہاتھ ہی صدہا جادوگرنیون کو قتل کیا صندلان کو بیقرار دیکھتی ہی کہ بیچ مین کھڑا ہوا جادوگرون کی تلوارین کھا رہا ہی اپنی تلوار پر قبضہ نہین سپر بھی رُوگردان کمان سہمی ہوئی تیر طائر پر بند نیزہ تھرا رہا ہی گویا تپ لرزہ مین مبتلا ملکہ گوہر جادو نے جو اس عالم حسرت و یاس مین دیکھا پکار اُٹھی شعر

ای آہ و نالۂ دل پروردۂ محن
او نیزہ بصد مرتبہ بیمار تر از من

دیگر

بتلا ہمین کہ تونے اثر اپنا کیا کیا
تنگ آمدم ای نالۂ دلخواہ کجائی

دیگر

بیمارم و غیر از دل من نیست طبیبم
فریادی ام از دست تو ای آہ کجائی

ملکہ گوہر نے بیقراری مین جو یہ اشعار پڑھے صندلان کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوے دل کو یقین مرگ ہوا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم اب تم ہمارے قریب آؤ اپنی جان بچاؤ طلسم کشا کا ساتھ دو ہماری محبت سے ہاتھ دھو صندل جادو بڑی زبردست ساحرہ ہی گوہر جادو کب مانتی ہی چاہا صندلان کی کمر مین پنجہ ڈالکر لے نکلون صندل جادو نے جو دیکھا جھپٹ کر سحر کیا برق گری سر ملکہ گوہر جادو کا زخمی ہوا لڑکھڑا کر گری رکاب پر صندلان کے ہاتھ ڈالدیا بے اختیار آواز دی ای شہریار اپنی کنیز و غلام کو آکر بچایئے اسد نے پلٹ کر دیکھا کہ شعلہ ہاے آتش نے صندلان کو گھیرا ہی گوہر جادو زخمدار بیقرار صندل جادو کے ملازم ان دونون کو قتل کرنے چلے ہین اسد کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے گھوڑے کو بڑھایا صفون کو درہم و برہم کرتے ہوے چلے ملازمان صندل نے روکا ہر مقام پر تلوار چلی مگر اسد نہنگانہ لڑتا بھڑتا طرف ملکہ صندل کے جاتا ہی علمدار فوج زبردست جوان فیل مست پر سوار چھڑ بغل مین دبائے ہوے فوج کو ترغیب دے رہا ہی مفتون فیل پیکر نام ہی اسد کو جو آتے دیکھا للکارا او طلسم کشا کہان جاتا ہی ہرچند کہ اسد کو ٹھہرنا نا گوار طرف صندل جادو کے جاتے ہین مگر اُس بیحیا نے جو بکبر و نخوت ٹوکا شاہزادہ پلٹ پڑا مفتون نے اپنے ہاتھی کو بڑھایا اسد سے آنکھ لڑی مفتون نے نیزہ مارا اسد نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی ہونے لگی بارھوین طعن مین اسد نے پھیرا مارا نیزہ ہاتھ سے مفتون کے بدر ہوا آپ انفعال مین تھا یا غصہ سے پیچ و تاب کھایا تیغ بید ریغ کھینچکر جھپٹا اسد نے تلوار کو تلوار پر روکا جھنجھنانے کی صدا بلند

ہوئی اُلجھا وے سے ہاتھ کو نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے اُڑ گئے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا یا تو قبہ سر پر جھکی تھی یا زیر تنگ اس تیغ برق مثال نے بوسہ دیا علمدار کے مع علم دو ٹکڑے ہوے فوج پر علم ماتم گر انشان کفر مٹا اسد غازی علمدار کو مار کر قریب ملکہ صندل کے پہونچا صندل جادو نے آواز دی ساحرون نے آکر گھیر ابلوہ کیا انتہا کی وہان پر تلوار چلی لاکھون کا کھیت ہوا اخضر جادو نے بھی اپنی جان لڑائی فہیم جادو بھی پروانہ وار گرد اسد نامدار پھرتا ہو مگر ملکہ گوہر و صندلان پر بڑی بدعت ہو رہی ہو دونون عاشق و معشوق قتل ہوا چاہتے ہین اب اسد بھی قریب آپہونچا نعرہ کیا صندل نے پلٹ کر دیکھا گھبرا کر سحر کرنے لگی فوج کو اشارہ کیا طلسم کشا نہ جانے پائے کئی گولے سحر کر کے مارے اسد غازی پر تاثیر نہوے صندل جادو کو وہی گمان ہو کہ لوح طلسمی مجھکو قتل نہ کر سکے گی لڑ بھڑ کر نکل جاؤنگی طلسم کشا پر برس پڑی لاکھون سحر کیے گولے مارے ترنج اُچھالے مگر اسد پر تاثیر نہوئی اسد نے نعرہ کیا او صندل قضا تیری تیرے سر پر آپہونچی لات و منات پر لعنت کر ملک آخر کو بادشاہ تجھکو وزیر اعظم قرار دونگا کیون مفت جان دیتی ہو صندل نے پکار کر آواز دی او طلسم کشا مجھے کون قتل کر سکتا ہو قلعہ سے جا کر سر ٹکرا مین خدمت مین افراسیاب کے چلی جاؤنگی وہان سے فوج بیحساب لیکر آؤنگی یہ کلمات غرور آیات کہکر تلوار کھینچکر آپڑی یہی اطمینان ہو کہ طلسم کشا میرا کیا کر سکے گا جب اُسنے ہاتھ تلوار کا لگا یا دیونی قالب انسان مین سماگئی ہو اسد نامدار نے تلوار کو تلوار پر رد کا جیسے ہی تلوار مار کر پلٹی اسد نامدار نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ملکہ صندل جادو کو کچھ بھی خوف نہوا سینہ سپر کیے کھڑی ہو طرح طرح کے سحر کر رہی ہو جب اسد غازی نے اُنگلی سے انگوٹھی اُتاری تب صندل جادو گھبرائی کہ اب کون دستگیری کریگا ایک چیخ ماری کہ یہ انگوٹھی طلسم کشا نے کہان سے پائی اے ساحران طلسم صندل آگاہ ہو جاؤ معلوم ہوتا ہو کہ ملکہ عجائب جادو طلسم کشا کی شریک ہو گئی یہ کہکر چاہا پر پرواز پیدا کرے اُڑ کر نکلجاے اسد غازی نے انگوٹھی کھینچ ماری پیشانی پر اُس ملعونہ کے پڑی یہ معلوم ہوا کہ تو دہ بارود مین خنگاری آگ کی ڈالدی ہر سر مو و ہر تن موے صندل جادو سے شعلے آگ کے نکلنے لگے استخوان اُس حبشی کے جلنے لگے ابر تیرہ تار آسمان پر چھایا سنگباری اور برف باری ہونے لگی بیرون نے غل مچایا آواز آئی کشتی مرا نام من صندل جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم مرتے ہی صندل جادو کے جادو ہلنے لگی افسران فوج دست بستہ سامنے طلسم کشا کے حاضر ہوے ملکہ گوہر جادو ایک ایک کی سفارش کرتی جاتی ہو سرداران لشکر حاضر ہونے لگے اسد غازی نے تلوار کو نیام انتقام مین کیا ملکہ

گوہر جادو بیان کی منتظم ہو حال سے بخوبی ماہر ہو بیانکی کل کیفیت ظاہر ہو ملک اخضر کو اسد غازی
نے تخت پر بٹھایا گوہر جادو اہتمام سواری کرتی ہوئی ایک جانب صندلان صندلی پوش ایک
جانب فہیم و نعیم ور وشن تکیہ دار اہتمام سواری مین مصروف اس عظم وشان سے داخل قلعہ صندل
ہوے دار الامارۂ شاہی مین پہونچے ملک اخضر کو مقام پر صندل جادو کے تخت نشین کیا فہیم
جادو بعدۂ وزارت خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئے مال طلسمی نکلنے لگا خواجہ عمرو
فہرست لکھوا رہے تھے عین گرمی صحبت مین اسد نامور نے ملکہ گوہر جادو سے پوچھا یہان سے
دربند مہر و ماہ کتنی دور ہو ملکہ گوہر جادو نے عرض کی تین منزل کا فاصلہ ہو مگر سرکار کو دربند
مہر و ماہ سے کیا کام ہو خواجہ عمرو نے فرمایا اے گوہر جادو لوح طلسم ہوش ربا افراسیاب جادو
نے دربند مہر و ماہ پر روانہ کی ہو حیرت بنکر اُس سے دریافت کیا تم یہان کی رازدار ہو کچھ اس
کیفیت سے خبردار ہو ملکہ گوہر جادو نے کہا یہ تو ناحق کی تکلیف حضور نے اُٹھائی اس طرف تو کبھی
لوح کا ذکر بھی نہ ہوا حوالی طلسم صندل سے جو گذرتا پہلے مجھ سے ملاقات ضرور ہوتی آپ یکہ و تنہا
آئے نامہ دار افراسیاب کی شکل بنکر مجکو خبر ہوگئی جب تو مین نے صندلان کو روانہ کیا تھا
کہ جاکر خواجہ عمرو کو گرفتار کرو نہ کہ لوح طلسم اِنسی تو اس حوالی سے جاتی اور ہم کو خبر نہ ہوتی
علاوہ ازین مہر و ماہ جادو دونون شاہزادیان نہایت زبردست ہین فن سحر و ساحری کو خوب
جانتی ہین یہ جو لشکر ساحران آپ کے ساتھ ہو کوئی اُنکے مقابلہ کے لائق نہین آپ طلسم صندل پر جو غالب
آئے لوح طلسمی کے باعث سے کسی کا زور نہ چلا انگشتری قفل صندل بھی دستیاب ہوئی دربند مہر و ماہ پر
فساد عظیم ہوگا ان دونون بہنون پر سحر و ساحری مین غالب آنا نہایت دشوار ہو یہ سنکر عمرو دبت گھبرایا
کہ ہماری جستجو و کوشش بیکار ٹھہری اسد نامور نے اس فکر کو سنکر فرمایا نانا جان ان امورات کا تردد
بیکار ہے پروردگار مالک مختار ہو تیاری لشکر کو حکم دیجیے پروردگار نے یہان تک تو پہونچایا نشان لوح
بھی دستیاب ہو جائیگا اور اگر اس حوالی مین قضا لیکر آئی ہو کیا چارہ اُسی وقت ملکہ گوہر جادو کو حکم ہوا
اٹھا لا بارگاہ زربفتی کا طرف دربند مہر و ماہ کے روانہ کیا جاے صندلان صندلی پوش کمبد جوش
خروش اپنے مقام سے اُٹھا اٹالا بارگاہ کا لدوایا ساٹھ ہزار فوج اپنے ساتھ لیکر طرف دربند مہر و ماہ
کے چل نکلا بعد اُسکے ملک اخضر سے اسد نامدار نے فرمایا تم اب طلسم صندل پر رہو جس مقام کے بادشاہ
تھے عنایت سے پروردگار کی اُسپر قبضہ ہوا بسم اللہ اب یقین تکلیف کرنا کیا ضرور ہو ملک اخضر نے عرض
کی اب مین دامن دولت کیونکر چھوڑون اس سفر مین ہمراہ ہون جسوقت حضور کو لوح طلسمی حاصل ہو

بندگانِ عالی کو تسکین دل ہوا اور مع الخیر طرف طلسم باطن کے تشریف لیچلین اسوقت البتہ انتظام طلسم مین مصروف ہونگا کارگزاران شاہنشاہی بدل موجود ہین انتظام بوجہ احسن ہو جائیگا غلام ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہیگا اسد نامدار نے حکم دیا بسم اللہ تیاری کرو لشکر ساحر و غیر ساحر اپنے اپنے طریقہ سے سب روانہ ہون فہیم جادو و نعیم جادو درویش تکیہ دار انتظام کرکے فرداً فرداً طرف دربند مہر و ماہ کے بکر و فر یدو فتی و بحشمت جمشیدی روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان شوکت بیان ایرج نوجوان کہ مراتب جادو شکست کھا کر طرف قلعہ طلسمی کے چلی لشکر کشی ایرج کی بر طلسم مذکور و دیگر حالات متعلق داستان کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

پہونچ ساقی کہ اب دلکو نہین صبر
تری دوری مجھے اسوقت ہی جبر
لگی ہی کرنے آکر سوے گلشن
چراغ گل نسیم صبح روشن
تغافل کو نہ اب فرمائیو کام
لپک کر کے بغل مین شیشہ و جام
تماشا ہی عجب گلشن مین موجود
چراغان صبح سے تا شام بے دود
ستم ہی اب نہو گر شیشہ و جام
عجب ہی لطف سے پہولی ہی شام
لگا دے منہ سے ساقی شیشۂ مے
مغنی پہونک دے پہر خدا نے
کہ آپہونچا ہی وقت بادہ نوشی
نہین مطرب یہ ہنگام خموشی
خروش و جوش مرغان چمن کا
ہوا ہی نیسہ کیا تیرے دہن کا
گرا گا نادہ پی کر ساغر مل
کہ ہوئے سرمۂ آواز بلبل
جو بولے محتسب منہ توڑ اسکا
جو ملا کچھ کہے سر پہوڑ اسکا
سخن اسوقت اسکا بے محل ہی
بہار اب جو کہے اسیر عمل ہی
کہے ہی جو گھٹا ابر اس ہوا کو
جواب میکشان مین دون خدا کو
لجئے ہو ساقیا تک آن کر پان
مری آنکھون سے کر سیر گلستان
رکھے ہی دشت قندق بندکا رنگ
چمن ہی اندنون ہر شاخ اورنگ
پیستی کو گھٹا کے تک نظر کر
یہ آتی ہی پری دوش ہوا پر
زبس باد بہاری مین نشا ہی
پر گلگشت جائین تو مزا ہی
گل مخمل پہ بیداری ہی نایاب
جہان دیکھو تو ہی آلودہ خواب
کھلے داؤدی کے غنچے چمن مین
تو کف لائے مین مستی سے دہن مین
اٹھا سکتی نہین سر بھی یہ بے حس
جھکی ہی جاے ہی کچھ چشم نرگس
قبا گل پہاڑتی ہی ہوکے سرشار
رہی ہی لپٹی پان سوسن کی دستار
جھکا دیتا نہین بار ثمر شاخ
نشہ سے جھوم جھوم آئی ہی ہر شاخ
ہوا سے شاخ گل یون جھومتی ہی
کہ آکر وہ لب جو چومتی ہی
پھرے ہین لوٹتے مستی سے ذرات
چمن مین کیا ثمر کیا شاخ کیا پات
نسیم صبح تک اتنی ہی باقی
خیابان مین پھرے ہی لڑکھڑاتی
غرض اہل چمن ہین اسقدر مست
کہ بہکے بولتے ہین مرغ یکدست
زبس کھینچے ہی باد تند جاروب
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب

چہرہ محرران جادو تقریر و کاتبان ہنگامہ دار و دیگر اس داستان

حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر بیا ای خردمند فرخندہ پی ٭ کہ سازیم این جادۂ سحر طی ٭ سابق مین تحریر ہوا کہ نقد روح دیوان قاسم عالیشان شاہزادۂ ایرج نوجوان نے قلعہ انجم حصار پر لوح طلسمی پائی مرائت جادو نے شکست فاش کھائی ایرج نے اب لشکر تیار کیا ملکہ شیشہ محو نوش کو تخت پر بٹھایا ملکہ انجم ماہ رخسار کو سپہ سالار فوج قرار دیا اس کروفر سے بصد شوکت وحشم طرف قلعہ طلسم اسکندری کے روانہ ہوے مگر مرائت جادو افتان وخیزان شکست خوردہ جب قریب قلعہ پہونچی اہالیان قلعہ نے خبر پائی کہ ہمارے بادشاہ نے شکست فاش کھائی تمام اہالیان شہر برای استقبال حاضر ہوے وزیر اعظم اُسکا ظلمات جادو کہ جو اس سفر مین ہمراہ نہ تھا قلعہ سے مع فوج نکلا دیکھا تو ملکہ مرائت کا عجب حال قلعی کھلگئی چہرہ اُداس رنج وغم پاس آئینہ عیش وعشرت نابود ظلمات کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا سوچا کہ بخت سیاہ کا سامنا ہوا فوراً بارگاہ استادہ کرائی ملکہ مرائت کو اس بارگاہ مین داخل کیا پوچھا ای ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ گذرا مرائت نے تمام کیفیت ظاہر کی کہا طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہے بی صاحبزادی شیشہ محو نوش شجر کو قلم کرکے لوح طلسمی لے پہونچین سہمناک جادو فرستادۂ ملکہ حیرت قتل ہوی ظلمات نے کہا ای ملکۂ عالم اب کیا صلاح ہے میرے نزدیک شرائط طلسم کشا مین خلل ہے مرائت جادو نے کہا ای ظلمات طلسم اسکندری پر قبضہ پانا بہت دشوار ہے بی شیشہ محو نوش مست ہوکر چاہتی تھین جھگڑے کو لیکر بیٹھون کبھی یہ دن نصیب نہ ہوگا چین سے بیٹھنا دشوار کردونگی بی انجم ماہ رخسار نے بڑے فساد برپا کیے انکی بھی تعمیر ہوجائیگی ظلمات جادو نے کہا حضور ملکہ حیرت جادو کو دوسرا نامہ لکھیے کہ انور جادو آپ کی ملازم وسہمناک مصاحب قدیم ہاتھ سے بسر حمزہ کے قتل ہوئین وہ جوان لشکر کشی کرکے آتا ہے اسکی تدبیر واجب ہے لازم یہ رای مرائت جادو کو پسند آئی فوراً عرضی تحریر کی ظلمات سے کہا تم نامہ ہمارا لیکر خدمت مین شہنشاہ کی جاؤ ظلمات جادو نے نامہ سر سے باندھا طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوا لیکن افراسیاب جادو فکر مین اسد کے تخت پر سوار تخت اُڑائے ہوئے جاتا ہے اتفاقات سے کوہ فیروزہ پر ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش حاکم دربند اپنے کوہ فلک شکوہ پر مع مصاحبان خاص وانیسان با اختصاص جلوہ فرما تھی کہ دیکھا آسمان پر برق چمکی خیال کرکے دیکھا شہنشاہ طلسم ہوش ربا یعنے افراسیاب جادو تخت اڑائے ہوے جاتا ہے فیروزہ فیروزہ پوش اپنے مقام سے اُٹھی جاکر پایۂ تخت سے لپٹ گئی عرض کی ای شہنشاہ اتفاق سے ادھر سے آنا ہوا کنیز ان کو بھی سرفراز فرمائیے افراسیاب کی جال ملکہ فیروزہ پر نگاہ پڑی حسین مہ جبین کمسن مالک تخت وتاج ذات سے ان حسینون مہ جبین کے سحر وساحری کا رواج آنکھون مین حیا شیوہ جور وجفا طریقہ دلفریب

نظارۂ جمال بے مثال سے دل ناشکیب افراسیاب نے جو ترچھی نگاہین ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کی دیکھین مسکرا کر فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا

درکشورے کہ نازدادامے فروختند
وزدیدہ دل ربا وبہامے فروختند
یوسف اگر بعہد تو مے بود در جہان
این اہل تقا بہ رضا مے فروختند
شد تشنۂ تبسمت از تشنگی فنا
آنانکہ صید رابہ ہوا مے فروختند

مشتاق جان بہ نرخ گیا مے فروختند
افلاک را اگر بجہان قدر بادے
او را کہ مے خرید کجا مے فروختند
از مفلسی ہمہ ہنر بران سر فروش
جائے کہ موج آب بقا مے فروختند
سودا از ان بلا و سعادت نشان مسم

واریم شادگی کہ بہ بازار خودتیان
مارا چرا بہ طالع ما مے فروختند
ایمان بجشر بین نہ گر فہم کرشان دست
اسپ دیراق روز دغا مے فروختند
از دست شان پریدہ بدانست فنا دہ اند
کانجا بجائے چغد ہما مے فروختند

ان اشعار کو سُنکر ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش مسکرائی کہا اے شہنشاہ آپ کو غزلین اشعار بہت یاد ہین افراسیاب مسکرا مسکرا کر باتین کرتا ہوا ساتھ فیروزہ فیروزہ پوش کے کوہ فیروزہ پر آکر اُترا فیروزہ نے پوچھا اے شہنشاہ اسوقت آپ کہان سے تشریف لاتے ہین روز قتل طلسم کشا ہم لوگ حاضر ہوے تھے اُس روز تو عجب طرح کے معرکے پڑے تمام میلہ درہم و برہم ہوا رئیس لٹے اُمرا تباہ ہوے دوکاندار آج تک شکایت کرتے ہین ہر ایک کا قول ہے کہ سامری جمشید ایسے میلے مین ہمکو نہ لیجائین مال لٹا نقد جان بچنا دشوار ہوگیا ایسا میلہ کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا افراسیاب جادو نے کہا اے فیروزہ فیروزہ پوش ما بدولت نے تساہل فرمایا ساربان زادے نے اسد غازی کو رہا کر لیا اجتک مارا مارا پھرتا ہے لوح طلسمی ما بدولت نے ایسے مقام پہ بھیجدی ہے کہ وہان طائر وہم و خیال کا بھی پہونچنا دشوار فیروزہ نے پوچھا اے شہنشاہ وہ کونسا مقام ہے افراسیاب جادو نے کہا ساربان زادے نے بشکل حیرت ما بدولت سے دریافت کیا مین نے سب کچھ کہا جو اصل بات تھی وہ نہین جتائی عمر وبھی مارا مارا پھریگا لیکن نشان لوح طلسم ہوش ربا نہ پائیگا مین نے اہا بیان دربند کو نامے لکھے ہین سامان لشکر کشی کرونگا ابکی طلسم کشا کو پکڑ کے قتل کرونگا فیروزہ نے عرض کی اے شہنشاہ مین نے سُنا ہے جا بجا کل ہوشربا بھر مین غدر ہوا اول طلسم آئینہ کو کوئی پردتا ہے حمزہ کا ایرج نوجوان اُسنے فتح کیا پھر طلسم ہزار برج مین ایک پوتا تورج بن بدیع الزمان جاکر پہونچا وہ بھی لوح طلسمی پا گیا طلسم پہ بخوبی دست انداز ہوا اور ایک اخبار مین کنیز نے دیکھا کہ طلسم گوہرا افراسیابی جہانکا خداوند سکندر بن سامری تھا وہان کوئی جوان پہونچا اسکا قاسم نبیرۂ حمزہ نام مرقوم تھا پھر طلسم جمشیدیہ مین دو فرزندان حمزہ نے داخل کیا ایرج نوجوان و نور الدہر بن بدیع الزمان بڑے بڑے معرکے وہان بھی ہوکے بی مخمور بھی اس طلسم مین پہونچی تھین قید ہوئین پھر چھوٹین طلسم کشا کے ساتھ لڑین اُس طلسم پر بھی مسلمانون کا قبضہ ہوگیا اُسی

طلسم سے کسی حکیم نے نشان رہائی اسد غازی بتائے خواجہ عمرو نے فکر کی اُن لوگون کو مطیع کیا تا بہ گنبد نور پہونچا
یہ سب حالات حضور کو معلوم ہین یا نہین افراسیاب نے سر جھکا لیا کہا اے فیروزہ سب حالات مابدولت
کو معلوم ہین پرچہ ہاے اخبار مین کیفیتین مرقوم ہین مابدولت بھی کئی مقامات پر جا کر بڑے طلسم ہزار برج مین
بڑے بڑے معرکے پڑے ملکہ حیرت جادو نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ طلسم اسکندری مین بھی فساد برپا ہین
اپنی مصاحب سہمناک جادو کو روانہ کر چکی ہی نہین معلوم اُسپر کیا گذری فیروزہ نے عرض کی حضور مرات
جادو تو میری خالہ زاد بہن ہوتی ہی جلد خبر منگائیے آتا مین نے سُنا تھا کہ چھوکری ملکہ خشینہ می نوش بیٹی
ہمشیرہ صاحبہ کی بیار رہی افراسیاب نے کہا مین خبر منگا دونگا یہ باتین ابھی ختم نہونے پائی تھین کہ دیکھا
ایک جادوگر سیاہ فام کریہ منظر طاؤس پر سوار اُڑا ہوا جاتا ہی جیسے ہی افراسیاب جادو کو بیٹھے ہوے
دیکھا وہ ساحر ہوا سے اُتر آیا افراسیاب جادو کو سلام کیا ملکہ فیروزہ نے پہچانا کہا اے ظلمات کہان
سے آتے ہو اُسنے عرضی ملکہ مرات جادو کی نکالکر پیش کی فیروزہ نے باواز بلند پڑھا پڑھکر بہت
بیقرار ہوئی افراسیاب جادو سنکر دنگ ہو گیا یہ بھی لکھا تھا کہ سہمناک جادو بھی قتل ہوئی افراسیاب
جادو غصہ مین کانپنے لگا فیروزہ نے کہا اے شہنشاہ مین جا کر سب انتظام کرونگی لوح طلسمی چھین لونگی
طلسم کشا کی مشکین باندھکر ہمشیرہ صاحبہ کے حوالے کرونگی افراسیاب نے کہا اے فیروزہ صاف صاف
مرقوم ہی کہ صاحبزادی نے جوش محبت طلسم کشا مین لوح طلسمی حوالے کر دی اے فیروزہ یہ بخوبی ظاہر ہی کہ
فرزندان حمزہ سب صاحبان جرات ولیاقت درجہ شوکت وہمت مین لاکھون مین اکیلے لڑے
خداوند لقا کو ملک باختر سے تربیڑ کے نکال دیا کچھ خوف پیدا کرنے والے سے نہ آیا فیروزہ نے کہا اے
شہنشاہ بھڑوے لقا کا ذکر نہ کیجیے جوتی خورہ نگوڑا جھوٹ سچ بگھارا کرتا ہی کسی طرح کا اس کو اختیار نہین
سامری جمشید اُنسے بہت اچھے ہین ان خداوندون کی خاک مین جادو مین تاثیر ہی انکی زبان پر آٹھ
پہر تقدیر رہی وہ نگوڑا شیطان بختیارک سگ سفید کی اولاد بڑا خداوند قدرت کے سر چڑھا
ہی جو چاہتا ہی کہہ بیٹھتا ہی ملکہ سُنا ہی شیطان کا کہنا ہو جاتا ہی قدرت کا کہنا نہین ہوتا قدرت
کی تقدیر شیطان کی تدبیر ایسے خداوند کو کیا کہین افراسیاب نے کہا ملکہ اس مقدمہ مین
دخل نہ دو قدرت دیر گیر ہین مگر سخت گیر ہین نہین معلوم فقیر کیا ڈالتا ہی کیا نکالتا ہی ادر
اے فیروزہ تمھارا جانا مناسب نہین لوح قبضہ مین طلسم کشا کے موجود ہی سحر تمھارا تاثیر نہ کریگا
مابدولت اور کچھ تدبیر کرتے ہین ظلمات نے کہا اے شہنشاہ حقیقت مین یہ جوان صف شکن تیغزن
پہلوان یگانہ یکتاے زمانہ مغلوبہ مین ایسا ایسا لڑا کہ کیا عجب تھا زبان تیر و کلہ عمود سے صداے

تحسین و آفرین بلند ہوا ابھی جو انجم حصار پر تلوار چلی نہیب شمشیر سے اس جوان کے زمین کانپتی تھی آخر کل لشکر کو شکست دی ملکہ بھاگ کر چلی آئین اب اُسنے انجم حصار سے لشکر کشی کی ہوگی ہی مرات نے بھی کہا کہ اب طلسم کشا کا ہم کیا کر سکین گے افراسیاب نے کہا لیکن ابھی تدبیر کرتا ہون ایسے شخص کو بھیجون کہ گردن مُہرہ توڑ کر مشکلین باندھ لائے ایرج ایسے بجاس کو قتل کرے یہ کہکر افراسیاب نے ایک پرچہ لکھکر آسمان پر اُڑایا ظلمات دست بستہ حاضر ہی فیروزہ فیروزہ پوش نے افراسیاب کو جو متوجہ پایا گائن کو اشارہ کیا جام مرارغوانی گردش مین آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی افراسیاب جادو جمال خورشید مثال فیروزہ دیکھکر زانو بدل رہا ہی فیروزہ اپنے کو بچاتی ہی لیکن شعلۂ رخسار فیروزہ نے خرمن ہوش و حواس افراسیاب کو جلا دیا گرم آہین منھ سے نکل رہی ہین دل سے کہتا ہی کہ کیا ہڈیان جل رہی ہین گائن نے جو افراسیاب کو مبہوت پایا یہ غزل عاشقانہ بتا بتا کے گانا شروع کی دامن تھامے ہوئے افراسیاب کا مچل رہی ہی ساز ملے ہوے تانین پڑ رہی ہین

جب تیر نظر تا بہ جگر جائین گے لاکھون
پھیسے سے ترے عہد مین کچھ ہو نہ سکے گا
وہ کوچۂ دلکش ہی ترا قاتل سفاک
مشتاق قفس وہ ہون اگر خاک بھی ہونگا
پیر اک یہان بحر فنا کے بھی بہت ہین

دو چار تو کیا جی سے گذر جائینگے لاکھون
اک بات کے کہنے مین تو مر جائینگے لاکھون
گو جان سے جائینگے مگر جائینگے لاکھون
صیاد کے گھر تک مرے پر جائینگے لاکھون
تلوار کے بھی گھاٹ اُتر جائینگے لاکھون

یہ غزل گائن نے گائی افراسیاب اور بیقرار ہوا رنگ رو متغیر چہرے پر ہوائیان اُڑنے لگین افراسیاب نے منت کرکے کہا ای جان جہان آرام دل مشتاقان نظم

بھولو نہ تمھین وہ بیشتر نہین ہون
ہر چند کہ ہون مگر نہین ہون
بے حال کہے بتانے دونگا
ہوش پر سوسے نہین مین کا تب اعمال مین

اتنا بھی مین بے خبر نہین ہون
دکھلائی نہ دون یہ غیر ممکن
عاشق ہون مین نامہ بر نہین ہون
طوق ہی آغوش پھیلائے ہمارے واسطے

اللہ رے فرط کاہش تن
کچھ آپ کی مین کمر نہین ہون
ہی عجب تاثیر بیہوشی ہمارے حال مین
بڑھ گئی زنجیر کو سو ن شوق استقبال مین

ویگر

جیون جیون افراسیاب اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی فیروزہ شرمائی جاتی ہی کلیجہ دھڑک رہا ہی کبھی کنیزون کی جانب اشارہ کرتی تھی کہ میرے پاس آؤ اس ظالم کے پنجۂ ظلم سے بچاؤ دیکھیے اس مُگوڑے سے آج میری آبرو کیونکر بچتی ہی کنیزین ڈرتی ہوئی قریب آئی ہین جب افراسیاب اشارہ کرتا ہی پھر ہٹ جاتی ہین ظلمات جادو زیر مرات کا بھی حاضر ہی افراسیاب کی سفلہ مزاجی دیکھکر حیران کہ یہ کیسا

بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی مشہور ہی کہ لیاقت و دولت مین یکتا مگر سفلہ فراجی ایسی چاہیے تھی جسپر نگاہ ڈالتا وہ شاہزادی اپنا فخر و افتخار جانکر قبول کرتی کیا صدمات شاہزادیون کو پہونچے ہین کہ تم اسکے وصل سے انکار ہی سفلہ فراجی ظاہر ہوا اب افراسیاب نے اور دو جام پیے نشۂ شراب سے مدہوش بیہوشی مین وصل فیروزہ کا جوش چاہتا ہی ہائے تھام لون تخلیہ مین فیروزہ کو لیجاؤن کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوئے اور تعریف ساحری جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم مگر دور کا بے گھوڑون پر بڑے بڑے قد کے جوان جوہر تیغ حمائل سپرہائے فولادی پشت پر بیچ مین ایک جوان گینڈے پر سوار آثار کبر و نخوت چہرے سے آشکار پیشانی پر شکن چال مین کج ادائی آنکھین زیر کوہ آکر گینڈے سے کود ا افراسیاب کو سلام کیا فوج آکر جمی سلامی لی دست بستہ اُس جوان نے عرض کی آج غلام شکارگاہ مین تھا حضور کا نامہ پہونچا چند کس ساتھ تھے اُنھین کو ہمراہ لیکر چل نکلا کیا ارشاد ہوتا ہی کسی جوان سے لڑائی درپیش ہی افراسیاب نے کہا ای طولاب روئین تن نبیرۂ حمزہ ایرج نوجوان طلسم سکندری پر چڑھ آیا ہی نمکحرامون نے لوح اُسکو حوالے کردی نہایت جوان زبردست ہی ای طولاب تمکو اسواسطے بلایا ہی کہ جاکر اُس جوان سے مقابلہ کرو مشکین باندھ کر ملکہ مرات جادو کے حوالے کردو وہ اُسی کا گنہگار ہی قتل اور غیر قتل کا اُسکو اختیار ہی اُسکی بیٹی ملکہ شیشۂ حمی نوش شراب محبت ایرج مین چور ہی ای طولاب تساہل نہ کرنا عقل کا قصور ہی عرض کی غلام کیا کیسے زیر کرکے بیان روانہ کرون کہیے دبوچ کے مار ڈالون افراسیاب نے اُسی وقت خلعت منگا کر طولاب روئین تن کو دیا ظلمات وزیر سے کہا تم ساتھ جاؤ اگر موقع سحر کا ہو تم شریک ہونا اور مقدمۂ جرات کو یہ دیکھ لیگا اگر رستم و اسفندیار ہوگا چیر کے پھینک دیگا فیروزہ نے کہا ای شہنشاہ مین بھی الگ جاؤنگی بہن سے ملاقات کرکے چلی آؤنگی افراسیاب کو کچھ نہ بن پڑا انشہ مین ٹھٹھرا ہوا تخت پر بیٹھ کے طرف طلسم ہوش ربا کے چل نکلا ہیان طولاب روئین تن گینڈے پر سوار ہوا ظلمات نے ایک طاؤس جکس کیا فیروزہ نے کہا تم لوگ چلو ہم بھی وقت پر آجائینگے طولاب نے کہا ای ملکۂ عالم آپ کیون تکلیف فرمائیے غلام جاکے فیصلہ کرتا ہی فیروزہ نے کہا مین کنارے کنارے آؤنگی تماشا لڑائی کا دیکھونگی یہ کہکر یہ تو سحر کرکے ایک جانب نکل گئی طولاب روئین تن نے گینڈا بڑھایا علمہائے سیاہ رنگ کو جلوہ دیا ہر ایک شیر کے زیر ران دور کا بے مرکب عزور مین ہر ایک کا فرے ادب کے کہنے سے نقارہ بجا بڑے کر و فر سے لشکر طولاب روئین تن چلا نظم

صدا اٹھی وہ نقارے کی خشمناک	دل کوہ ہو جسکی دہشت سے چاک	کسی سمت قرنائے جنگی بجی
صدائے دہل سے زمین ہل گئی	ہر اک پیلتن مست و مغرور تھا	شراب تکبر سے مخمور تھا

بڑے کر و فر سے طولاب روئین تن برائے مقابلۂ ایرج صف شکن چلا

دو کلمہ داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

ایرج نوجوان قلعہ انجم حصار سے کوچ کرکے طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوا تیسرے دن ایک صحرائے
سبزہ زار مین آکر پہونچا بارگاہ آسمان جاہ تیار ہوئی ملکہ شیشہ می نوش تخت سے اتری داخل بارگاہ ہوئی
ساتھ ساتھ ملکہ انجم ماہ رخسار یہ شاہزادی ہرچند کہ صاحب تخت و تاج ہی مگر محبت مین ایرج کی نہایت منکسر
مزاج ایرج نوجوان بیرون بارگاہ سرداران نامی پہلوانان گرامی آتے جاتے ہین ایرج نوجوان ایک ایک کو
بخلق و محبت و مروت مقامات پر بٹھلاتے جاتے ہین کہتے ہین اس مقام پر اترین رسالے فلان مقام پر فرودکش ہون
کسی سپاہی کو تکلیف نہ ہونے پائے مگر ملکہ شیشہ می نوش تخت پر آکر بیٹھین انجم ماہ رخسار نے انہون جلیسون
مصاحبان خاص کو اس مقام پر چھوڑا ملکہ شیشہ می نوش نے کہا کنیز حاضر ہوتی ہی مقامات فوج کے اترنے کی تجویز
کرو کسی کو تکلیف نہو لونڈی کو انتظام کرنا واجب و لازم ہی ملکہ نے فرمایا ای ملکہ انجم ماہ رخسار تمھارے بغیر صحبت
مین دل گھبرایا اور کارگزار موجود ہین انتظام لشکر ہو جائیگا تم آؤ ہمارے پاس بیٹھو انجم نے عرض کی لونڈی ابھی
حاضر ہوتی ہی یہ کہکر ملکہ انجم ماہ رخسار بیرون بارگاہ آئی دور سے شاہزادہ ایرج نوجوان کو دیکھا کہ
تیغ و دودمہ سکندری کے قبضہ پر ہاتھ رکھے چست بندھی ہوئی زلفین عنبرین پر غبار پڑا ہوا انتظام لشکر مین مصروف
جی مین کہتی ہی ای انجم سپاہی تم انکا کیونکر نہ ساتھ دین ایک ایک سپاہی ایک ایک سوار کی خاطرداری لدہی ہین
مصروف ہرچند ملازمان جانباز عرض کر رہے ہین حضور جاکر آرام کرین غلام انتظام کرلین گے ایرج نہین مانتے
ایک ایک کی مزاج پرستی کر رہے ہین انجم ماہ رخسار مسکراتی ہوئی قریب آئی دامن تھام کر مسکرائی کہا ای
شہریار چلیے بادشاہ لشکر آپ کو طلب فرماتے ہین آپ کی تکلیف سب پر شاق ہی ہر خورد و کلان آپکی خدمتگزاری
کا مشتاق ہی ایرج نے پلٹ کے چہرہ زیبائے انجم ماہ رخسار کو دیکھا انجم کا بھی حسن و لفریب جلوہ دیکھکر دل
ناشکیب گلعذار غنچہ دہن ماہ جبین مہر فلکین کبک رفتار شیرین گفتار چونکہ سامنے ملکہ شیشہ می نوش کے ایرج
نامدار ملکہ انجم ماہ رخسار سے کلام نہین کرتے کہ ملکہ کو ناگوار ہوگا یہان جو انجم کو تنہا پایا چاہ ذقن دیکھکر منہ مین
پانی بھر آیا دیکھا زلفین چہرے پر بل کہا رہی ہین عکس اسکا عارض انور پر جو پڑا ہی صاف ثابت ہی چشمۂ خورشید مین
مار سیہ لہرا رہے ہین مردم چشم اپنی آن بان دکھا رہے ہین ایرج نے ملکہ کا ہاتھ تھام لیا باتین کہنے لگے وہان بارگاہ مین
ملکہ شیشہ می نوش بیٹھی ہین یکایک آسمان سے دناٹے کی آواز آئی کہ خود بخود زمین تھرائی نعرہ ہوا ہم آہن خوار
جادو وا ظالم تو نے غضب کیا ہزارہا بندگان سامری جمشید قتل ہوے ملکہ نے دیکھا کہ ایک جادوگر چھت بارگاہ
توڑکر نمایان ہوا مثل شعلۂ جوالہ زمین پر گرا کنیزین ملکہ کی لپٹنا لپٹنا گرد و لڑین گولے ترنج دنارنج اسکو ہمچنان پر
لگائے اسنے سب کے سحر دفع کر دیے ایک دو ہتڑ مارا سب کنیزین منہ کے بھل زمین پر گرین انکی ٹریان گر گئی تھین

ملکہ شیشہ مے نوش نے چاہا تخت سے اٹھ کے بھاگون اُس سگندانے مہلت نہ دی قریب تخت کے آکر سلسلہ سحر آغاز کیا ایک زنجیر آہنی گلے مین ملکہ شیشہ مے نوش کے پڑی سر اُنکا آہن خوار نے تھاما یہ پروردہ عہد نازونعم گرفتار زنجیر مصیبت والم چیخ مارکے بیہوش ہوگئی وہ بچیا ملکہ کو لے کر بلند ہوا نعرے کرتا ہوا یہان انجم سے ایرج نوجوان باتین کر رہے تھے کہ بارگاہ سے رونے پیٹنے کی آواز آئی چند کنیزون نے بڑھکر عرض کی ایک جادوگر آیا ملکہ کو پکڑے گیا وہ دیکھیے سامنے جاتا ہے ایرج نوجوان نے دیکھا یہ تو حیران کہ مین کیا کرون مگر انجم ماہ رخسار تڑپ کر بلند ہوئی ایرج نے دیکھا کہ انجم مثل تارے کے چمکی آواز دی او بچیا کہان جاتا ہے وہ ملکہ انجم ماہ رخسار کو دیکھکر رُکا ایک گولہ انجم کو مارا اُس نے ہاتھ پہ لیا لشکر دیکھ رہے ہین کہ ملکہ انجم و آہن خوار مین ردوقدح سحر کے ہونے لگے کئی سحر اُس ملعون نے ملکہ عالم پر کیے اُس آفتاب آسمان خوبی نے ہنسکر دفع کر دیے تیسری مرتبہ تیغچہ کھینچکر للکارکر جا پڑی سب نے دیکھا کہ انجم مثل برق کے کڑکی لپٹ کے تیغچہ مارا اُس روسیاہ نے سپر سحر کو اُٹھایا تیغچہ برق مثال گرا سپر کے دو ٹکڑے کرکے خرمن ہستی کو جلا دیا بچیا بدمعاش کو خاک مین ملا دیا ادھر آہن خوار مرا ملکہ شیشہ مے نوش پنجہ سے اُسکے چھوٹین انجم ماہ رخسار نے ہاتھون ہاتھ اس آفتاب حسن و جمال کو لیا ایرج وغیرہ دیکھ رہے ہین کہ آسمان سے ایک آواز آئی او انجم غضب کیا ایسے ساحر کو مارا جسکا طلسم مین مثل نہ تھا منم ملکہ اژدر گیسو کشا منتظم طلسم سکندری اب سب نے دیکھا ایک ساحرہ سیاہ فام ایک اژدر آتش فشان پر سوار بال کھلے ہوئے کمر کسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ماران سیاہ لہرین لے رہے ہین صورت کالی نحالی کو چہرہ شب کہنا واجب لازم شب فراق عاشقان بھی اُسکی سیاہی سے نادم بلائے پردہ ظلمات ہے ظلمات کی تاریکی بھی اس تیرہ درون کے چہرے کے آگے بات ہے جیتا ریان مُنھ سے نکلتی ہوئین صورت ہیبت ناک سفاک سحر و ساحری مین چیت چالاک اس جلدی مین آئی کہ انجم ماہ رخسار ملکہ شیشہ مے نوش کو گود مین لیکر زمین پر نہ آسکی نعرہ کرکے ایک لٹ بالون کی ہلائی اور اندھیرے میں اندھیرا پیدا ہوا آنکھین سب کی جھپک گئین تمام لشکر مین ہنگامہ برپا ہوا ہزارہا ساحر ترنج و نارنج لیکر دوڑے سحر کیے مگر اُس ملعونہ نے کسی کا خیال نہ کیا جسکا سحر قریب آیا کبھی ہنس دی یا وہ ہنسنا اُسکا رونے سے بدتر تھا معلوم ہوتا تھا شب تیرہ مین بجلی چمک گئی یا اپنے اوپر آپ ہنستی تھی رونا ہنسنا ثابت نہوتا تھا فلک ہی کی جفا کاری تھی لکھکر روتا تھا جب اُسنے اپنی زنجیر گیسو مین ملکہ انجم و ملکہ شیشہ مے نوش دونون کو باندھ لیا ہزارہا ساحرون پر قہقہہ مارا بجلیان گرین سیکڑون جلگئے صدہا بیہوش ہوکے گرے ایرج تیر و کمان لیکر دوڑے اُسنے آواز دی او طلسم کشا بی شیشہ مے نوش کو تو مین لیے جاتی ہون تمھاری بھی فکر کر دنگی اتنو صاحب لوح ہو چین کرو صبح و شام

مین تمھاری تدبیر ہوتی ہی یہ کہتی ہوئی نعرے کرتی ہوئی چشم زدن مین دونون کو لیکر نکلگئی لشکر مین غریو برپا ہوا ایرج نے اپنے کو زمین پر گرا دیا شاپور شیر دل دوڑا قریب آکر شاہزادے کو اُٹھایا کہا اے شہریار آپ اپنے کو اس قدر پریشان نہ کرین لشکر کی حقارت ہوجائیگی ظاہرا معلوم ہوتا ہی یہ ساحرہ اسی مرحلہ کی تھی آپ کی فکر مین آئی آپ پر دست انداز نہوسکی ملکۂ عالم کو لیگئی مگر حضور یہ کسی کی مجال نہین ہی کہ آپ کی معشوقہ کو قتل کرسکے فوراً لوح ملاحظہ فرمایئے طلسم کشائی مین مصروف ہو جیسے بڑی غفلت ہوئی وہ ملعونہ جراٴت جادو کر گئی اُسنے حاکمان مرحلہ کو تحریر کیا ہوگا ایرج نے اُسی وقت لشکر سے کنارہ کیا سمن بر کو بلاکر حکم دیا لشکر سے ہوشیار و خبردار رہنا شاپور کو بھی حکم ہوا کہ لشکر سے باہر جانے کا قصد نکرنا یہ فرماکر لشکر سے باہر آئے کنارے ٹھہر کر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا اے فتاح طلسم وا ہے سیار این عجائبات اگر پروردگار فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو بہت جلد واسطے طلسم کشائی کے جاتا اگر عرصہ کیا دھوکا کھایا کوئی ساحرہ تمھارے کسی دوست کو گرفتار کرکے لیگئی فوراً اسکی جستجو کرو تامل مین خرابی ہی ایرج نوجوان نے لوح مین ملاحظہ فرماکر اسم حاشیۂ لوح پڑھا صحرا سے گرد اُڑی دیو مہیب پیدا ہوا ایرج کا نام لے کر للکارا ایرج تیغہ پکڑکر جا پڑا وہ سامنے سے ایرج نوجوان کے بھاگا ایرج بموجب حکم لوح اُسکے تعاقب مین چلے نگاہون سے سب کی غائب ہوگئے یہان ایرج نے دیکھا وہ دیو مہیب ایک درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوا لوح نے حکم دیا اگر طلسم کشا اپنے زمانے کا صاحبقران صاحب عظم و شان ہی درۂ کوہ کو ایک ضرب گرز سے گرائے اندر درۂ کوہ کے جاکر اس عفریت خونخوار کو قتل کرے ایرج نے جاکر بیک ضرب گرز درۂ کوہ کو گرا دیا دیکھا وہ عفریت خونخوار لرزان ترسان گوشہ گیر بھاگ جانے کی تدبیر ایرج کو دیکھکر قصد لپٹنے کا کیا ایرج نے بحکم لوح بیک ضرب تیغ اُس عفریت خونخوار کو پیوند خاک کیا چشم زدن مین قصہ پاک کیا پہاڑ تھراکر گرا آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو بود ایرج نے اُس عفریت کو قتل کیا پہاڑ معدوم ہوا دیکھا سامنے صحرائے سبزہ زار بنواح دلکشا نگر پردے ملکہ شیشہ مو نوش نہ معلوم ہوا نخل سرسبز و شاداب دیکھے لیکن اپنے سرو سہی قد کو نہ پایا طائران زمزمہ سرا کی نغمہ سرائی نے دلکو بیچین کردیا یاد ملکہ انجم ماہ رخسار و شیشہ مو نوش مین اشک حسرت آنکھون سے جاری بے اختیار یہ اشعار زبان سے نکل گئے

غزل

اے کہ در چشمم بہر صورت تو منظوری بیا
منکہ بیدائم ترا نوعے کہ مہجوری بیا
نامۂ وصل ترا خط بہر زحمت آوردہ است
من گدائے کاسۂ در دست مغفوری بیا

دے بدل نزدیک من از من چرا دوری بیا
من بدل جور ترا ایستر ز جہان انگاشتم
رفت ایام فراق و وقت مہجوری بیا
منکہ از خود میردم ہرگز تو مے آئی بمن

در ملا قائم بخود بہتان مہجوری بیا
گرچہ در دل ستم کیشان تو مشہوری بیا
یک سر مو شوکت حسنت نخواہد کم شدن
اے بہ قربانت چرا در خانہ مستوری بیا

ابے تو گر ہون روز سودا اشب ہجر ساخت　|　ای سراپا رشک نور شمع کا فوری بیا

اِن اشعار سے اور زیادہ دل گھبرایا ہر طرف نگاہ اُٹھا کر شاہزادہ دیکھتا ہی اشعار ذوق دہلوی یاد آئے پڑھنا شروع کیے اشعار

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد
سینہ مین ہوگی سانس اڑی دو گھڑی کے بعد

پھر وہ ہی آنسوؤں کی جھڑی ہا دو گھڑی کے بعد
کوئی گھڑی اگر وہ ملائم ہوئے تو کیا

اُس لعل لب کے بوسے لیے ہمنے اسقدر
سب اڑ گئی مسی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد

پھر اُس نغیر کل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد
کہتا رہا کچھ اُنسے عدو دو گھڑی کے بعد

پروانہ گرد شمع کے شب دو گھڑی رہا
پھر دیکھی اُسکی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد

آخر ہمین سے آنکھ لڑی دو گھڑی کے بعد
کیا جانے دو گھڑی وہ رہے ذوق کس طرح

کیا رو کا اپنے گریہ کو جسنے کہ لگ گئی
کہہ بیٹھین گے وہ ایک گھڑی دو گھڑی کے بعد

کل اُس سے ہمنے ترک ملاقات کی تو کیا
غماز نے پھر اور جڑی دو گھڑی کے بعد

گو دو گھڑی تک اُسنے نہ دیکھا ادھر تو کیا
پھر تو نہ ٹھہرے پاؤ گھڑی دو گھڑی کے بعد

ایرج نوجوان کو نہایت بیقراری یاد مین دونون معشوقون کی آہ وزاری اسی صحرا مین رفتار روی کرتے ہوئے جاتے ہین مگر آنکھون کے نیچے تصویر خیالی ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ می نوش کی پھر رہی ہو اس پریشانی مین شاہزادہ جاتا تھا کہ سامنے دروازہ باغ کا مثل آغوش عاشق کے کھلا ہوا معلوم ہوا بے اختیار جی چاہا کہ یاد مین اُن گلعذاران سہی قد کے گھڑی دو گھڑی باغ مین چلکر بسر کرین یہ سوچکر طرف باغ کے چلے قریب باغ کے آئے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ملکہ انجم ماہ رخسار نکلی مگر متردد متوحش گھبرائی ہوئی باہر آئی ایرج نے دیکھتے ہی آواز دی ای ملکہ انجم خیر تو ہی شعر ای پیک راستان خبر یار ما بگو بہ احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو ملکہ شیشہ می نوش پر کیا گذری تم نے کیونکر رہائی پائی انجم نے عرض کی حضور جلدی آئیے مین نے تو دم دیکے اپنی جان بچائی ملکہ شیشہ می نوش سے وہ بحیا وصل کا سوال کرتا ہی وہ شاہزادی سحر بھی نہین جانتی عجب مصیبت مین ہی خدا اُنکی آبرو بچائے یہ سنتے ہی ایرج کے حواس پراگندہ ہوے مقدمۂ ناموس خبر وحشت اثر سُنی ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا قلب تھرا گیا باغ مین جلدی داخل ہوئے انجم عقب مین یہ کہتی ہوئی چلی کہ حضور لوح تو ذرا گلے سے اُتار لیے اُسمین مضمون دیکھ لیجیے کہ یہ بحیا اژدر گیسو کشا کیونکر قتل ہوگا اگر یہ بچگیا تو قیامتین برپا کریگا ایرج نوجوان نے لوح کو گلے سے اُتارا چاہا ملاحظہ کرین کہ انجم نے قریب آکر کہا حضور ذرا مین تو دیکھ لون بے اختیار ایرج کے منھ سے نکلا کہ ملکہ تم سحر بھول جاؤگی انجم اُنے نہ مانا ایرج کے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیا لوح ہاتھ مین انجم کے آئی انجم نے لوح لیکر چند دانے ماش کے مارے ایرج لڑکھڑا کر زمین پر گرے نعرہ ہوا منم اژدر گیسو کشا دیکھ یون لوح لیتے ہین ایرج کی زبان بند ہاتھ پانون مین رعشہ دیکھا اُسنے صورت تبدیل کی وہ بھی ساحرہ سیاہ فام مکارہ بد انجام کرنے ایرج

کے جا ہا ہاتھ دو ن لے اڑ و ن کہ ایک مرتبہ آ واز آ ئی اے اثر در گیسو کشا کیا کہنا تو نے طلسم کشا کو لیا خیر
خوا ہا ن دولت ایسے ہی ہوتے ہین اژ در گیسو کشا نے یون جو پلٹ کے دیکھا ملکہ مرائت جادو نخل کلان
سے سحر کر کے اُتری خرامان خرامان آ تی ہے اژ در نے جھک کر سلام کیا نہال ہو گئی کہا ملکہ عالم کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا مرائت جادو نے کہا تمام طلسم مین کھل بلی پڑی ہوئی تھی جال طلسم کشا آئینہ ہوا ملکہ شیشہ مے نوش
و انجم ماہ رخسار کو کیا کیا اژ در نے عرض کی حضور دونون موجود ہین طلسم کشا بھی قبضہ مین آیا سب
کو قتل کیجیے مرائت اژ در کے قریب آئی نخل سے ایک طائر نے جھکارا مارا ایرج نوجوان یہ معاملات
سب دیکھ رہے ہین جیسے ہی طائر نے جھکارا مارا یا تو اژ در گیسو کشا نخلق اور بعجز ملکہ مرائت سے باتین
کر رہی تھی حال قید ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ مے نوش بھی بتلایا تھا اب طرف نخل کے سر اٹھایا
طائر کو دیکھ کر ہوش اُڑ گئے طائر نے آ واز دی اے اژ در افسوس کیا اہالیان طلسم کی عقل پر پتھر پڑے
دوست دشمن کو نہین پہچانتی دیکھ تیرے پہلو مین کون کھڑا ہے عیار طرار طلسم کشا ہے اژ در پلٹی شاپور شیر دل
نے دیکھا کہنے والا سمجھ گیا کہ چکا اب گرفتار ہو جانا باقی ہے جو کچھ کرنا ہے کر گذرو جیسے ہی اژ در پلٹی شاپور نے
کہا ملکہ وہ جاتا ہے سحر کر دیہ پلٹی شاپور نے حلقہ ہائے کمند مارے گردن مین پڑے جھٹکا مارا گر گئے گرتے
حباب مارا یہ بیہوش ہو گئی شاپور نے پلٹ کے خنجر مارا شکم پر پڑا شکم چاک عقدہ پاک ایرج اٹھے لوح طلسمی اٹھا کر
گلے مین ڈالی باغ تمام آتش بہار ہوا نخل تمام جلنے لگے صدائے مہیب بلند ہوئی دیوارین گرین قصر
پامال ہوئے غبار زرد اٹھنے لگے آ واز آئی کشتی مرا نام من اژ در گیسو کشا بود افسوس مردیم و جان دادیم و
بمطلب خود نرسیدیم دیکھا ایک جانب ایک مکان کہنہ دیوارین خام لونی کے ڈھیر دروازہ اسکے پیرون کا
گھنا ہوا کچھ رسی کے ٹکڑے بندھے ہوئے اندر سے اسکے رونے کی صدا آتی ہے شاپور نے بڑھ کے دروازہ کھولا
دیکھا ملکہ شیشہ مے نوش و ملکہ انجم ماہ رخسار دیوانہ وار وحشی مثال فرش خاک پر لوٹ رہی ہین جیسے ہی
شاہزادہ والا قدر کو آتے دیکھا انجم بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی جوش محبت مین سر سے پا تک بلائین لین
کچھ خوشی کچھ رنج کچھ شادی کچھ غم کچھ عیش کچھ الم کچھ خواہش کچھ کاہش یہ اشعار آبدار ذوق پڑھنا شروع کیے نظم

مزے جو موت کے عاشق کبھو بیان کرتے
مگر زیارت دل کیسے بے وضو کرتے
یقین ہے صبح قیامت کو بھی صبوحی کش
تیمم آب سے اور خاک سے وضو کرتے

مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
اگر یہ جانتے چن چنکے ہمکو توڑینگے
اٹھتے گئے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے
سراغ عمر گذشتہ کا ڈھونڈھتے گر ذوق

غرض تھی کیا ترے تیر و نگی آب پیکان سے
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے
عجب نہ تھا کہ زمانے کے انقلاب سے ہم
تمام عمر گذر جاتی جستجو کرتے

ملکہ شیشہ مے نوش کو بھی فرش خاک سے اٹھایا دیکھا یہ مہ جبین حیران پریشان مضطر بد حواس ملکہ انجم ماہ رخسار

تو ساحرہ زبردست ہی بادشاہزادی قلعہ انجم حصار ملکہ شیشہ مہی نوش سحر و ساحری سے بالکل ناواقف
پروردۂ مہد ناز و نعم اسیر مصیبت و الم ایرج نے حکم دیا ای برادر شاپور شیردل جلد اپنے کو لشکر ظفر اثر
مین پہونچاؤ ملکہ شیشہ مہی نوش کے واسطے محافہ منگاؤ شاپور نے عرض کی ابھی جاکر غلام محافہ لاتا ہی لیکن
سامنے ملاحظہ فرمائیے ایک شہر ویران معلوم ہوتا ہی اُس قصر سے کچھ آوازین آتی ہین ایرج اُس قصر کے قریب
آئے دیکھا اُسپر بخط جلی مرقوم ہی کہ این قصر زندان خانۂ طلسمی ست غرض قفل توڑکر ایرج نامور نے پھینکدیا
اندر آکے دیکھا دو ہزار جوانان شیردل صاحبان شوکت دیاقت اُس زندان تنگ و تاریک مین قید مین ایرج
نوجوان کو جوانان مقید زندان مصیبت نے دیکھا زنجیرین سنبھالکر اپنے مقام سے اُٹھے واسطے تسلیم کے
خم ہوے عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ آج آپ کے روے زیبا کو دیکھکر یقین کامل ہوا کہ کچھ دن زندگی
کے باقی ہین اِس راہ سے اِس ساحرہ نے قافلے کا نکلنا بند کردیا ہم لوگ بخطا قید ہوے سالہا سال گذرے
کبھی آب و دانہ ملا کبھی نملا ایرج نوجوان کا دل بیقرار ہوگیا بتعجیل دل اُن سب کو غل و زنجیر سے رہا کیا اُس
قصر مین اسباب ضروری بھی بحساب تھا سب سرداروں نے نکالا ایک بارگاہ زربفتی برآمد ہوئی اُسی وقت
وہ بارگاہ فلک اشتباہ استادہ ہوئی شاپور نے لشکر ظفر اثر مین خبر پہونچائی فوراً ملکہ سمن بر نے لشکر آراستہ
کرایا قریب زندان خانۂ طلسمی لشکر فروکش ہوا ایرج داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے ملکہ شیشہ مہی نوش
تخت پر انجم ماہ رخسار بعہدۂ وزارت ذنگل سپہ سالاری پر نقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ
ایرج نوجوان شاپور شیردل براے انتظام حاضر لیکن مرات جادو بعد روانہ کرنے عرضی طرف افراسیاب
کے تخت پر بیٹھی ہی لیکن کچھ کہ رہی ہی دیکھئے شہنشاہ کیا انتظام کرتے ہین وزیر و مشیر عرض کررہے ہین
کہ حضور شہنشاہ افراسیاب ایسی فوج دریا موج روانہ فرمائینگے کہ گاو زمین بار نسنبھال سکیگی یا
کوئی سردار ایسا زبردست آئے گا طلسم کشا کی مشکین باندھکر لیجائیگا اُنکے آگے انکی کیا حقیقت ہی یہ
ذکر تھا کہ کچھ ساحر گھبرائے ہوئے آئے عرض کی ای ملکہ عالم طلسم کشا مرحلہ جات شکست کرکے قریب
زندان خانۂ طلسمی پہونچ گیا ہی قیدیان زندان مصیبت کو رہا کرلیا اپنی آنکھوں سے غلام دیکھکر آئے
ملازم آپکے شیشہ مہی نوش و ملکہ انجم کو گرفتار کرکے لائے فوراً طلسم کشا پہونچا اب صحبت عیش آراستہ
ہی بی انجم منتظم لشکر طلسم کشا ہین مرات جادو یہ سنکر گھبرائی اور لاتکے بھی ساحران مرحلہ کے آکر پہونچے
ایک ہرکارے نے یہ بھی خبر بیان کی کہ طلسم کشا لشکر کشی کرکے قلعہ پر آیا چاہتا ہی اب مرات جادو کو
تردد ہوا کہتی ہی طلسم کشا کو کون جواب دیسکے گا آخر اپنے مصاحبوں کو جمع کیا اُنسے کہا صاحبو جو عرضی
مین نے خدمت شہنشاہ طلسم ہوش ربا مین روانہ کی تھی وہان سے کچھ جواب نہین آیا مین سب سرداروں کو

اپنے لیکر ہوش رُبا مین جاؤنگی مصاحبین سب گھبرا گئے کسی نے جواب دیا طلسم کشا ہمارے آپ کے سدّراہ ہوگا جاتے ہو یگا بموجب مثل گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے صاحبزادی وہان موجود ہین وہ سب نیک و بد سے آگاہ کرینگی طلسم ہوش رُبا تک پہونچنا دشوار ہوگا یہ باتین تھین کہ ظلمات جادو مراَت کا وزیر آکر پہونچا مراَت نے پوچھا اے ظلمات کہو کیا پیغام لائے عرض کی شہنشاہ طلسم ہوش رُبا سے کوہ فیروزہ پر ملاقات ہوئی طولاب روئین تن کو برائے مقابلہ ایرج روانہ کیا ہے حقیقت مین نہایت پہلوان زبردست ہے علاوہ زبردستی کے تیغ و تبرو نیزہ اُسپر تاثیر نہ کریگا آپ کی ہمشیرہ ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش بھی سُنکے بہت بیقرار ہوگئین خود آنے کو تھین مگر شہنشاہ نے منع کیا کیا عجب ہے وہ بھی کسی کو واسطے جبر کے روانہ کرین مراَت جادو خوش ہوگئی اُسی وقت اُٹھی حکم دیا کہ لشکر تیار ہوا ٹما کبارگا کا لدا تخت پر سوار ہوئی دوسرے دن شاہزادہ ایرج نوجوان نے کوچ کیا قصد ہے کہ اپنے تئین قلعہ اسکندریہ پر پہونچاؤن دو کوس قلعہ باقی تھا کہ دیکھا مراَت جادو مع تین لاکھ ساحران خرس پیکر آکر پہونچی ایرج نوجوان نے حکم دیا بارگا کا استادہ ہو ملکہ انجم ماہ رخسار نے لشکر کو اُتارا ساحران قلعہ انجم حصار اور وہ شاہزادگان والا قدر جنکو زندان خانۂ ظلمی سے رہا کیا انتظام لشکر مین مصروف تھین کہ صحرا سے گرد اُڑی طولاب روئین تن مع لاکھ سوار کے گینڈے پر سوار مغرور دریائے آہن مین غوطہ مارے ہوے آکر پہونچا مراَت جادو برائے استقبال خود نکل آئی طولاب روئین تن فوراً گینڈے سے کودا مراَت جادو کو دست بستہ مودب ہو کر سلام کیا مراَت جادو نے اُترنے کا حکم دیا طولاب روئین تن آگے بڑھکر مقابلۂ لشکر ایرج نوجوان مین اُترا مراَت جادو نے بہت کچھ سامان عیش و نشاط واسطے اِس مغرور خرس پیکر کے بھیجا بیٹھکر شراب خواری کرنے لگا ناگاہ پہلوان روئین تن زرین پوش یعنی آفتاب تابان بخوف نہیب تیغ ماہ تابان داخل قلعۂ مغرب ہوا اور رستم آسمان اول شاگردان ثابت و سیارگان کو ہمراہ لیکر اکھاڑے مین چرخ نیلی کے داخل ہو کر ورزش کرنے مین مصروف ہوا یہان طولاب روئین تن کا دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا مراَت جادو تخت پر بیٹھی ہے مگر نہایت پریشان خیال ہے کہ دیکھیے کیا ہوتا ہے کہ طولاب نشہ مین بلبلایا کہا ملکہ حکم دیجیے طبل جنگی بجے مراَت نے حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر ایرج نوجوان کے جو حاضر تھے خبر لیکر خدمت مین شاہزادے کے حاضر ہوے ہاتھ اُٹھاکر دعا و ثنائے بادشاہی بجالائے قطعہ

کہ تا سبزہ رو ئیدہ باشد بہ باغ | گل سرخ تا بد چو روشن چراغ | نگین سعادت بنام تو باد | ہمہ کار عالم بکام تو باد

اے شہریار طولاب غدار نے طبل جنگی بجوایا ہے کل اُسکا ارادہ ہے کہ بندگان شاہی سے مقابلہ کرے

ایرج نوجوان نے حکم دیا ای ملکہ انجم ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے لشکر
ایرج نوجوان مین نقارۂ رزمی بجا لشکرون مین مشہور ہوا کل مقابلہ ہی افراسیاب بادشاہ ہوش ربا نے
نے طولاب روئین تن کو بھیجا ہی کل طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا تیاریان لشکرون مین ہونے لگین مردان عالم
سلاح جنگ درست کر رہے ہین نیزون کو زہر سے آبداریان دیتے کہین سنانِ نیزہ کو درست کیا جا رہا آئینہ
صیقل ہوئے تلوارین چرخ چڑھ رہی ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہی نقیب نوجون کو جگاتے پھرتے ہین شعر
جوانو جوانمرد ہشیار ہو ۔ سلاحون سے اپنے خبردار ہو ۔ ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر اسلام مین
صدای اذان بلند ہوئی اس صدای فرح افزا سے روح سامری دردمند ہوئی لشکر کفار مین گھنٹہ ناقوس
بجا شوالون کے دروازے کھلے پوجا پاٹ ہونے لگا شہسوار عرصۂ مشرق نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر
لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغ مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا **اشعار**

روز دیگر کاین جہان پر غرور	یافت از سرچشمۂ خورشید نور	ترک وز آخر این زرین سپہر	ہندوے شب را بہ تیغ افگندہ سر

ایرج نوجوان بصد شوکت و شان ابلق کرہ بن اشقر پر سوار ہوے ملکہ بخشیشہ تخت نوش سریر جہانبانی پر
جلوہ فرما ملکہ انجم ماہ رخسار انتظام کرتی ہوئی گرد ایرج نوجوان شیران دشت نبرد اس جاہ وحشم سے
میدان کارزار مین پہونچے دیکھا آمد لشکر مرأت جادو آگے آگے طولاب روئین تن اودھی بنا ہوا
تخت پر ملکہ مرأت جادو کئی لاکھ ساحران غدار حربہاے سحر ہاتھ مین ہمراہ تخت مرأت ناز کرتے
ہوئے آتے ہین کہ آج لشکر طلسم کشا کو پامال کرینگے دونون لشکر میدان کارزار مین آکر ٹھہرے صفین جانبین
سے آراستہ ہوئین دونون لشکرون کے نقیب نکلے سرود چھیڑے اشعار عبرت آمیز پڑھے مراد یہ ہی کہ یارو گردش
فلکی سے ڈرنا چاہیے فلک کج رفتار گردون غدار ہر وقت درپے آزار ہی عیش و راحت دنیا کا بیکار ہی صاحبان
لیاقت کی تباہی سفلہ مزاجون کی ریاسی ہی کیسے کیسے اولوالعزم بادشاہ برباد ہوے کم ظرف آباد ہوئے **نظم**

اک لب نان کے لیے حیران ہوتے شہر شہر	مثل ماہ نو تڑے پھرتے ہین عالی ہمتان
کیا کرون اسکی طبیعت کے تلون کو ہین نقل	کیا کرون نیرنگی گردش کا اب اسکی بیان
آن مین اوج حسب کو پہونچے مجہول النسب	خاک ذلت پر گرے پل مین فلان ابن فلان
ہا کجا کیسے غرض اس سفلہ پرور کا مزاج	اک وتیرے پر نہین لگا ہے چنین گاہے چنان
دور مین اس ارو سپہ کے اب بجز بخل و حسد	دوستی کا تو کہین ہرگز نہین نام و نشان
بوریے پر شمع کے دیکھے تو جلتا ہی پتنگ	دشمنی معشوق و عاشق مین ہی اتنی درمیان

ان اشعار عبرت آمیز سے اُن نقیبون کے لشکرون مین سناٹا آیا حال دنیاے ناپایدار آنکھون کے نیچے

پھر گیا عیش و فرحت چند روزہ نگاہون سے گر گیا ہر شخص کا یہ قول ہے کہ یار و زندگی بحر جہان مین حباب کے مثال ہے ہر گھڑی کسی کو زوال کسی کو کمال ہے صفون پر سناٹا آ گیا قلب مردان عالم کا تھرا گیا طولاب ردئین تن نے گینڈے کو صف سے نکالا سامنے مرائت جادو کے آکر کودا پڑا پایۂ تخت کو بوسہ دیا مرائت نے دست شفقت پشت پر پھیرا جام شراب اس خانہ خراب کو اپنے ہاتھ سے پلایا طولاب نشہ مین جھومتا ہوا چلا ہر شخص نے دیکھا کہ دو پہاڑون کو جنبش ہے دیو کو قتل مسلمانان کی کوشش ہے طولاب میدان کارزار مین آیا دو گھڑی کامل نیزہ ہلایا خوب فنون سپاہگری کھلائے جب خوب عرق عرق ہوا سر اٹھا کر طرف لشکر اسلام کے دیکھا آواز دی ای فرقۂ خدا پرستان وای زبردستان دای خیرہ سران جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے نکلے مابدولت سے مقابلہ کرے شعر گران ہر کہ را بار سر بر تن است ؎ حکیم علاجش بدست من ست ؎ طولاب ردئین تن نے جو مبارز طلبی کی شیر بیشہ صاحبقران ایرج نوجوان نے گھوڑے کو پھیرا تمام لشکر کے علمون کو جلوہ ملا نشان سیدھے ہوے جنگ کا نشان ملاشقہ ہاے علمہاے زنگاری کھلنے لگے بہت سے پہلوان گھوڑون سے کودے رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھدیا مراد یہ ہے کہ میدان کارزار مین ہم جائین ایرج نوجوان نے فرمایا ای شناوران دریاے محبت وای غواصان قلزم مودت ہمارے جد عالی تبار نے یہ قاعدہ مقرر فرمایا ہے کہ جو جسکے مقابلہ کا خواہان ہوتا ہے وہی جاتا ہے علاوہ ازین عرصہ دراز گذرا ہمکو لشکر سے جدا ہوے چاہتا ہون کہ پروردگار مجکو مظفر و منصور کرے کہ جا کر بزرگون کی قدمبوسی کرون وہان بھی مقابلہ عظیم پڑا ہے لقا ایسا ملعون جسنے دعوی خدائی کیا ہے اسکے ساتھ بڑے بڑے پہلوانان زبردست جنکے خوف سے رستم و افراسیاب پست مقابلہ مین ہمارے جد عالی تبار کے موجود ہین آپ لوگ دعا مین مصروف ہون کہ اس فیل مست کی شر سے پروردگار نجات دے یہ فرما کر ایرج نوجوان سامنے ملکہ شیشۂ می نوش کے آئے گھوڑے سے کود پڑے اجازت خواہ ہوے حجاب سے ملکہ نے سر جھکا لیا لیکن سر عزت اوپر آسمان افتخار کے پہونچا یا جی مین کہتی تھی ای شیشۂ می نوش لیاقت اس گھرانے پر ختم ہے کیا عزت افزائی فرماتے ہین اور اس کوہ پیکر کو دیکھکر دل بھی کانپ رہا ہے آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ پروردگار آپکا نگہبان ہے مناسب تو یہ تھا کہ اور ملازم جا کر مقابلہ کرتے آپ نہ تکلیف فرما مین مقابلہ مین اس غول صحرائی کے نہ جائین ایرج نے کہا مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ؎ ملکہ نے سر جھکایا شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا اکرمہ بن اشقر نے کنوتیان بدین یقین ہوا کہ آقا رن چڑھے وہانے کو چبایا دم سے چنور کرتا ہوا

مثل باد صرصر لشکر سے نکلا نظم

دم ہی کیا باد صبا مین کہ دم شیر جہان
اور کہیں پہنچ جائے کہین وہم و خیال
جلد اتنا کہ جہان عرصۂ جولان اسکا
پھر تا کافی ہین ہی وہ صورت فانوس خیال

تیرے گلگون سبک سیر کے جادے دنبال
ہی وہ ہیکل مین اگر دیو تو صورت مین پری
عہد مستقبل و ماضی کا وہان ہی اک حال
اُس فلک سیر کو جولان جو کرے تو ہی ڈر

یون وہ دو چار قدم خاک اُڑا کر ہیجاے
ہو اُڑان آسمین ملک کی تو بشر کی ہو خصال
زیب تن اسکے جو منہدی کا ہی ہر گل تصویر
فرق سیر فلک ہوتہ مبادا پامال

طولاب رویین تن اس دلیر صف شکن کی آمد دیکھکر حیران جمال و محو دیدار ہوا ہرات جادو تخت پر سوار کہہ رہی ہی کہ ہماہزادی کو تخت سلطنت ملا و ھگڑے نے بادشاہ کیا بھلا اب اُنکے برابر کون ہی جب گھوڑا طرارہ بھر کیا ایرج نوجوان کا میدان کارزار مین آیا چنگل خورشید مثال ایرج نوجوان دیکھکر دنگ ہو گئی حسن و جمال کی تعریفین کرنے لگی کہتی تھی کہ صاحبو نگاہ شیشۂ مے نوش کی بڑی دور پہونچی بڑی جوہر شناس ہی حقیقت مین شہرا اسکا فنون سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق حسن مین بے نظیر چہرہ رشک ماہ منیر آمد تو دیکھو ہر ایک کے جسم مین بتر تھری ہی جرأت اُسکی رگ و ریشہ مین بھری ہی یہان ایرج نوجوان قریب طولاب رویین تن پہونچنے لگا ورچلی پانچ قدم گینڈا طولاب کا تین قدم ورکب ایرج نوجوان کا پیچھے ہٹا طولاب نے سراپا کو ایرج نوجوان کے دیکھا کہا اے نوجوان اپنی جوانی پر رحم کر مین رہنے والا طلسم ہوش ربا کا ہون حکم شہنشاہ افراسیاب کا ہی کہ سر کاٹ لاؤ لیکن اگر تو میری اطاعت کرے تو مین تیری خطا معاف کرا دونگا ایرج نے آواز دی کیا جھک مارتا ہی یہ میدان کارزار ہی کچھ زور بازو دکھا یہ سنکر غصہ مین طولاب نے گینڈے کو پیچھے ہٹایا نیزے کو گردش دیتا ہوا سینۂ بے کینہ ایرج نوجوان کو تاک کر لگایا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے ایک مقام پر گانٹھکر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے طولاب رویین تن کے نکل گیا نیزہ بھر آب خجالت مین غرق ہوا منھ پر ہوائیان اُڑنے لگین قہر و غضب مین آکر گرز پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے جا پڑا ایرج نے اپنا گرز اُٹھا کر چہرے کی پناہ کیا آواز دی اے پروردگار عالم شعر بہین کہ چہرہ ام از برگ گل بود نازک پناہ گرز ندارم پناہ تو دارم ہنیا قاضی الحاجات مدد دے گرز آکر گرز پر پڑا تتق گرد بلند ہوا طولاب رویین تن نے گینڈے کو ہٹا کر آواز دی زدم و پست کردم شعر کجا پہلوانان گردن کشان اگر خاک جوئی نیابی نشان شاپور شیر دل نے جو یہ دیکھا بیقرار ہوکر دوڑ پڑا گرد مین آکر دیکھا ایرج نوجوان کے دونون ہاتھ مثل ستون کے قائم ہین سر سے تا ناخن پا پسینہ ہاتھ پانؤن مین رعشہ شاپور نے چھینٹا پانی کا مارا ایرج نوجوان نے آنکھ کھولدی شاپور نے کہا اے شہریار حریف لاف دگزان کر رہا ہی ایرج نے گھوڑا بڑھا کر گرز کا وار کیا آواز دی او بیحیا دیکھ حافظ حقیقی نے مجکو بچایا ضرب مردان عالم

روک یہ کہکر گرز مارا اُس رو سیاہ نے گرز کو گرز پر روکا غبار بلند ہوا طولاب روئین تن اُسمین
چھپ گیا مرات جادو نے غبار کو اشارہ کیا جاکر دیکھ تو طولاب پر کیا گذری غبار دل گردمین
گیا جاکر دیکھا طولاب کے گینڈے کی کمر ٹوٹ گئی دونون گھٹنے آشنا زمین آنکھین بند دل دردمند
غبار نے غل مچایا اچنچیا پانی کے چھینٹے لگائے تب اُسنے آنکھ کھولی غبار نے پوچھا اے پہلوان دوران کیا گذری
گھبرا کر طولاب نے کہا چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دے گیا یہ کہکے چاہا گینڈے کو بڑھائے غبار نے کہا حضور
گینڈے کا کام تمام ہوا طولاب غصہ مین کود تلوار کھینچکر چلا کہ ایرج کے گھوڑے کو پکڑون ایرج کی
جونگاہ پڑی کہ طولاب تلوار کھینچے ہوئے آتا ہی گھوڑے سے کود پڑے طولاب نے جو ایرج کو پیدل پایا
تلوار پھینک کر لپٹ گیا اب کشتی ہونے لگی ٹکر چلی طولاب روئین تن دنگ ہو رہا ہی ایرج نوجوان
تعلیم کردہ مہتر مہتران ہی لیکن ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کو جب افراسیاب کوہ فیروزہ سے چلا گیا
یہ خیال آیا کہ ہمین مرآت جادو پر آج کل یہ مصیبتین ہین ہرچند شہنشاہ نے منع کیا ایسے وقت مین خبر
لینا ضرور ہی واضح رائے ناظرین ہو کہ حاکم دربند و ساحرہ خودپسند منظور نظر افراسیاب طاؤس پہ
سوار ہو کے طرف طلسم اسکندری کے چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ ایرج نوجوان و طولاب روئین تن کشتی
لڑ رہے ہین مرائت جادو تماشا دیکھنے مین مصروف ادھر تخت پر ملکہ شیشۂ می نوش دعا مین مشغول
انجم ماہ رخسار آگے بڑھی کھڑی ہی کہ اگر کوئی ایرج نوجوان پر سحر کرے تو مین جا پڑون سینہ سپر کردون
فیروزہ نے جو شیشہ می نوش کو تخت پر دیکھا کہ ان کے مقابلہ مین تخت پر بیٹھی ہی جل گئی تاب صبر نہ
باقی رہی وہین سے نعرہ کرکے لشکر طلسم کشا پر جا پڑی دو گولے اس زور شور سے مارے کہ کئی ہزار کے سر
پھٹ گئے فیروزہ کے سحر سے اندھیرا چھا گیا زمین کانپی آگ برسی فیروزہ نعرہ کرکے لڑنے لگی پلٹ کے ایرج
نوجوان نے جو دیکھا لشکر مین صدائے فریاد و الغیاث بلند ہوئی دشمنون نے لشکر کو گھیر لیا شاہزادے
نے روئین تن سے ہاتھ اُٹھایا بے اختیار منہ سے نکل گیا کہ او بے حیا تامل کر مین اپنے لشکر کی خبر لون یہ کہکر ایرج
نوجوان جھپٹا طولاب نے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا او نبیرۂ حمزہ کہان جاتا ہی ہاتھ جو اس روئین تن نے
مارا لوح کا فوراً ٹوٹا لوح ہاتھ مین طولاب روئین تن کے آئی کشتی مین یہ عاجز ہو چکا تھا لوح جیسے ہی
اُسکے ہاتھ مین آئی ایرج غصہ مین پلٹ پڑا چاہا لوح اُس سے چھینون اس بیحیا نے پکار کر آواز دی اے ملکہ
مرائت مین نے لوح طلسم کشا سے چھین لی جلد میری مدد کو پہونچیے ایرج نے تو اسکے گریبان مین ہاتھ ڈالا
اُسنے نعرہ کرکے لوح کو پھینک دیا ایرج تو طولاب سے لپٹ پڑے لیکن ملکہ مرائت جادو کا چہرہ خوشی
سے سرخ ہو گیا جھپٹ کے گری لوح اُٹھائی رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھی لشکر والونکو آواز دی

ہمشیرہ صاحبہ کا ساتھ دو یہان ایرج نے غصہ مین گریبان طولاب کا تھا نیا ہکا مارا سر اُسکا زمین سے
آشنا ہوا القہر و غضب دونون ہونٹ ڈھے تھام کے لے دوڑا بارھوین قدم پر پہونچکر کولے پر لادکر
مارا دھم سے لٹھے کا لٹھا گرا کندہ زانو سے سینہ پر کینہ کو دبا کے کہا کہ شناخت مین پروردگار کے کیا کہتا ہی
اُسنے کلمہ کچھ سخت کہا ایرج نے ایک پانون اُسکا دونون پانون سے دبایا ایک پانون کو دونون
ہاتھون سے تھاما چیر کر پھینک یا مرائت جادو کی جو نگاہ پڑی کہ ایرج نے طولاب کو چیر کر پھینک یا
لوح طلسمی تو اُسکے پاس آچکی ہی چند دانے ماش کے ایرج پر پھینک مارے ایرج لڑکھڑا کر زمین پر گرا
مرائت نے کنیزون سے اشارہ کیا کہ اس جوان کو اُٹھالو کنیزین ملوہ کر کے چلین وہ دے ملکہ انجم نے یہ
قیامت دیکھی شاہزادہ ایرج نوجوان زمین پر لوٹ رہا ہی کلیجہ پھٹ گیا کنیزون پر آگری لڑنے لگی کہ کنیزون
کو قتل کیا چاہا ایرج نوجوان کو مرکب پر سوار کرون کہتی جاتی ہی اے شہریار غضب ہوا لوح آپ کے قبضے سے
نکلگئی پاس مرائت کے پہونچی مین آپ کو گھوڑے پر سوار کردون آپ نکل جائیے جو ہم پر گذریگی سمجھ لینگے
ایرج نوجوان حجاب سے کچھ جواب نہین دیتے مرائت جادو ملکہ انجم ماہ رخسار پر آپڑی للکارا دمکھا
کیا کرتی ہی انجم نے پلٹ کر مرائت پر گولہ مارا آپسمین سحر چلنے لگے فیروزہ فیروزہ پوش نے جاتے ہی ملکہ
شیشہ می نوش کو گرفتار کر لیا اکیلی انجم بھی ایرج نوجوان کے قریب آتی ہی کبھی کھنچتی ہٹتی اہالیان لشکر کو
ترغیب جنگ کرتی ہوئی طرف فیروزہ کے جاتی ہی جن جادوگرون کے قبضے مین ملکہ شیشہ می نوش کو کردیا
ہی اُنپر کئی مرتبہ گری ملکہ شیشہ می نوش کو چھڑایا جب قریب ایرج کے آتی ہی ملکہ شیشہ می نوش پر بلوہ
ہوتا ہی جب شیشہ می نوش کی طرف جاتی ہی ایرج کو ساحر گھیرتے ہین اس آمد و رفت مین انجم انتہا کی
زخمی ہوئی سر سے خون جاری فیروزہ سے مقابلہ کی لائق نہین ایسے اُسنے وہ جادو سحر کیے کہ زمین کو جنبش ہوگئی
ہزارون بیہوش ہوکر گرے یہ قیامت شاپور نے جو دیکھی کہ سحر چل رہا ہی آقا کے قبضے سے لوح نکلگئی خیال مین
آیا کہ لشکر سے نکل جاؤن رات کو عیاری کر کے آقا کو رہا کرونگا لوح پر قبضہ کرلونگا یہ سوچکر عین گرمی جنگ
مین قصد ہوا کہ نکلے مرائت جادو کی نگاہ پڑ گئی آواز دی خبردار یہ متنفس نہ جانے پائے اُسکے ہاتھ سے
بڑے بڑے صدمے پہونچے ہین چہار طرف سے شاپور پر گولے پڑے گھر گیا نہ نکل سکا کنیزون نے دوڑ کر
مہتر شاپور کو پکڑ لیا ادھر ایرج بھی سحر سے مرائت کے مرکب سے گرے ساحرون نے ہاتھون ہاتھ شاہزادے
کو تھام لیا شاپور و ایرج کو ایک ارابے پر ڈالا اب حالی ملکہ انجم ماہ رخسار باقی ہی وہ یہ لڑ رہی ہی
کبھی ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش سے مقابلہ کرتی ہی کبھی مرائت کی جانب جھپٹ پڑتی ہی کبھی اُن جادوگرنیون
کی جانب کہ جہان ایرج و شاپور قبضہ مین کافرون کے ہین جاتی ہی شاہزادے کو رہا کردون کبھی یہ

خیال میں آتا ہے کہ شاپور کو چھڑا دون بھاگ کر نکلجاؤن یہ فرزند عمر وہ ہے رات کو آکر عیاری کریگا بیشک لوح پر بھی قبضہ کر سکتا ہے لیکن وہ ہنگامہ ہے کہ کچھ بن نہین پڑتا لڑنا بھی مشکل نکلنا بھی دشوار آخر اب کیا کرے نہ روے رفتن نہ پاے ماندن بیقرار ہو کر دعا مانگنے لگی اے خالق کارساز خدا ے رب بے نیاز وقت مدد ہے اے انجم افسوس اشعار

اللہ غم بتان میں یک چند
بے فائدہ جان کو کھپایا
یہ عشق وہ بد بلا ہے جس نے
ہاروت کو چاہ میں پھنسایا

سمجھا نہ کہ راہ ہے خطرناک
ہوش و دل و عقل کو لٹایا
حاصل نہوا سوا ندامت
کس نجم کو خاک میں ملایا

کی گریہ نے کشتی آب باری
دریا مری چشم سے بہایا
گرداب میرے ڈبونے کو تھا
جون قطرہ کہ خاک پر گرایا

ہر حلقۂ دام آرزو نے
طوق لعنت مجھے پنہایا
دل گرمی شوق شعلہ رو نے
کیا کیا نہین خاک پر لٹایا

گہ ساقی سرخ لب کے غم نے
خون نابۂ دل و جگر پلایا
ہم بزمی ماہوش نے گاہے
جون بدر سحر تمام جگایا

بتخانے کو مثل کعبہ سمجھے
گر شوق نے گرد کو پھرایا
ہر شور فدا کے جائے لبیک
اس دشمن دین نے گر بلایا

کرتے رہے شکر بخت بیدار
ساتھ اپنے صنم نے گر سلایا
بوسہ جو دیا ذقن کا گویا
سیب خلد برین کھلایا

یہ بے خبری کہ بعد جسکے
تجھے واجب فرض سے بھلایا
اٹھا کوئی نازنین صنم گر
سوگند دروغ کھا اٹھایا

کتنی ہی قضا ہوئین نمازین
پر سر کو نہ پاؤن سے اٹھایا
گل پیرہنون کی آرزو نے
اکثر خز و پرنیان پنہایا

آیا نہ کبھی خیال حج کا
حلوا سو یار اگر کھچایا
نیت ہی کبھی توڑ دینگے گویا
گر اسنے نازنین ہنسایا

افسوس شکست صوم یکسو
یہ شکر کہ اسنے ساتھ کھایا
واعظ کی کہی نہ کوئی مانی
کتنا ہی عذاب سے ڈرایا

ہر چند کہ قول ناصحون کا
کچھ تلخ نہ تھا دے نہ بھایا
توڑا نہ وفا کے سلسلے کو
توبہ ہی پہ زور آزمایا

اللہ مرے گناہ بیحد
وہ ہین کہ شمار کو تھکایا
ہے عام خطاب یا عبادی
اسنے تو کچھ آسرا بندھایا

انجم ماہ رخسار دعا مین مصروف ہے ساتھ والے صدہا گرفتار ہوئے ہزارہا مارے گئے ایرج و شاپور قبضہ مین ملازمان ملکہ حیرت جادو کے سحر سے ابر فیروزہ کی اٹھ رہے ہین چشم زدن مین اسنے ہزارون کو مٹایا آگ برسائی کبھی دریا بنایا صدہا کو ڈبویا شیشہ مہ نوش مثل تصویر خاموش تخت پر سر جھکائے ہوے تاج ڈھلکا ہوا چہرہ اداس زردی سے پاس انجم ماہ رخسار کو دعائین دے رہی ہے کنیزون کو ترغیب دے رہی ہے کہ ملکہ انجم کا ساتھ ودا نکا دوہائی دنیا کہ داری ہمارا سحر فیروزہ تک نہین پہونچتا حضور ہم مجبور ہین ناچار ہین جان دینگے قدم نہ ہٹائینگے لڑ بھڑ کر مر جائین گے یہان تو یہ رنگ ہے ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ ایرج و شاپور قید ہو چکے ہین انجم ماہ رخسار نخود بخشیشہ مہ نوش تخت پر بیکار رہا ہے پاؤن سمجھیں و حرکت قریب ہے کہ انجم بھی گرفتار ہو دو کلمہ داستان صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے بیان ہوتے ہین

کوکب قصر جمشیدی مین ونگل زرین پر جلوہ فرما کرسی پر ملکہ بران شمشیرزن وزیر اعظم دستور معظم
خورشید روشن رائے تمام مشیران سلطنت وزیران اہبت اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین ملکہ
بران شمشیرزن نے عین گرمی صحبت مین عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ اس لڑائی کا حال تو
حضور پر واضح ولایح ہوا خضران سبزپوش نے ہم لوگون کو گرفتار کیا حضور کے وزیر اعظم نے جاکر
خضران سبزپوش کو ٹوک کے مار یقین ہی اسد نامدار و خواجہ عمرو تا بطلسم صندل پہونچے ہون
بہار و باغبان وغیرہ اُنکی تلاش مین جا چکے حکم ہو تو یہ کنیز بھی جائے کوکب نے سر بران کا سینہ سے
لگایا فرمایا ای نور نظر ضرور جانا چاہیے اگر کوئی کسی طرح کی افتاد ہو تو ہمکو ضرور تحریر کرنا ملکہ
بران شمشیرزن فوراً اسباب سحر سے درست ہوکر سوار ہوئین شگوفہ سحر ساز وزیرزادی ہمراہ ہی
جب باغ نگارین مین ملکہ آکر پہونچین انیسون جلیسون نے آکر گھیرا ملکہ پریشان خلیہ مین آکر بیٹھین
شگوفہ اندر آئی عرض کی حضور سب کنیزین براے سفر تیار ہین جس جس ملازم کو ہمراہ لینا منظور ہو
اُسکو تیاری کا حکم دیا جاے آتا جو شگوفہ نے کہا ملکہ بے اختیار رونے لگی شگوفہ نے اشک پاک کیے
بلائین لین کہا کیون حضور نصیب اعدا مزاج ہی بخیر تو ہی فرمایا شگوفہ کیا کہون خود بخود اسوقت دل بھرا ہی
کلیجہ منھ کو چلا آتا ہی شگوفہ نے عرض کی واری دلکو بہلائیے گائنون کو طلب کرون گانا سُنیے آپ کے
دشمنون کو ایسا کیا صدمہ پہونچا ہی شاہزادۂ ایرج نوجوان کی خیر آپ کو بخوبی دریافت ہی مین خبر لائی
آپ خود تشریف لے گئین عنایت سے پروردگار کی نیر اقبال اُنکا اوج پر ہی یقین ہی طلسم اسکندری
کو فتح کیا ہو یہ سُنکر بران کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے کہا شگوفہ تمھارے ولکوان باتون
کی کیا خبر ہی خیال تو کرو دم بھر مین فلک کجرفتار گردون غدار گردش دکھاتا ہی صاف دل یہ خبر دیتا
ہی کہ اُنکے دشمنون پر رنج و ملال ہی ای مونس و ہمدم خیال تو کرو خدا اُنکی جان بچائے صدہا دشمن
ہزار ہا رہزن مزاج کی اُنکے یہ کیفیت ہی کہ سیدھے سادے ہین جو جس نے کہدیا اُسپر کاربند ہین ہزارون
دھوکے اُٹھاتے ہین آجتک اپنے دوست دشمن کو نہ پہچانا صاف دل خبر دیتا ہی اسوقت دشمنون پر کوئی
آفت ہی یا کوئی صدمۂ عظیم ایسا پہونچا ہی کہ جو باعث خرابی ہوا ہی شگوفہ نے عرض کی نہین واری
کسکی مجال ہی کہ اُنپر دست انداز ہو کہا شگوفہ کیا کہون دل خبر دیتا ہی کہ کسی آفت مین مبتلا ہین
کانون مین صداے ہا ہو آرہی ہی آنکھون کے اشارے ہین کہ گلچینی گلشن جمال کرین اُس سروقد کو
دل بھر کے دیکھین عقل کہتی ہی انجام بد ہی فلک کو مٹانے مین عاشق و معشوق کے کد ہی ایسا نہو کہ
گھڑی دو گھڑی کی عیش و راحت کے بدلے جان کھونا پڑے عمر بھر رونا پڑے ای مونس و ہمدم ہماری یہ کیفیت ہی اشعار

تا کار من دل شدہ باسلسلہ افتاد
چشم طلسم کے بہ بنی آبلہ افتاد
از وسعت ظرف دل عشاق مپرسید
عشق تو پلنگ است میان گلہ افتاد
ہر عضو من از من بجدا تفرقہ گیر و
امروز بگوشم سخن از مسئلہ افتاد

در بادیۂ قیس عجب زلزلہ افتاد
در عشق تو کثرت کہ بخواریش گرفتم
عاشق نہ چو منصور نہ تک حوصلہ افتاد
ہر راہ تو روے کہ بکوے تو قدم زد
دقیقہ کہ میان من و تو فاصلہ افتاد
سودا ز حرم تا بہ نجف رفتیم و دیدیم

خار رہ تفتیدہ ام و تشنہ لب برق
رسوائی ما از نظر غلغلہ اُفتاد
در دین دل و صبر و خرد تفرقہ بر دو داد
از آتش عبرت بدلم آبلہ افتاد
گر در سخن پیر خرابات نہ گردیم
دُر در کف پایم عوض آبلہ افتاد

یہ کہکر بے اختیار ہوکر ملکہ بران شمشیر زن روئی ہر چند شگوفہ سمجھاتی ہی لیکن ملکہ کو صبر نہین آتا شگوفہ بہلا کے صحن باغ مین لائی کہ گل بوٹے سے دل بہلے یہان آکر اور زیادہ ترقی غم والم ہوئی فرمایا کہ اے شگوفہ عوض ہین عارض دلدار کے پھول پہ نگاہ ڈالو دیکھو آنکھ نرگس شہلا کی ہم سے پھر گئی اب اشارے ہین نرکنا ئے ہین وہ نگاہ نہین دیدہ یار سے رسم وراہ نہین بی سوسن نے منھ پھلا لیا زبان بند خود لپسند کیونکر اس سے حال اُس لالہ غدار کا پوچھین یہ غنچہ مرکب صاف صاف تبائیگی ہر نخل آہ جانسوز ہر شاخ تیر دلدوز اس باغ مین آنے سے کیا ثمر حاصل ہوا اس مقام پر کیا کرے جھے تو ایسے باغ کے نام سے بیر ہی افسوس یہان بھی کچھ آرام نہ پایا شگوفہ تمنے ہمارا دل نہ بہلایا بموجب اشعار

ہم کہے دیتے ہین زحمت خوردہ ہی
دیکھتے ہین جسکو وہ آزردہ ہی
منزل الفت مین رکھین گر قدم
کس کو پاس خاطر افسردہ ہی

دل تو حاضر ہی مگر پژمردہ ہی
جس طرح جی چاہے رکھین میرا دل
رستم و سہراب کا کیا گردہ ہی

تو نہ آتا ہی نہ آتی ہی قضا
جانتے ہین وہ کہ بال مردہ ہو
کون سُنتا ہی تمھاری اے نسیم

ملکہ بران تو اس حال پرملال مین شگوفہ سمجھا رہی ہی کہ واری ہان سب طرح خیر و عافیت ہوگی کبھی کہتی ہی ایک ساحر سے سُنا ہی کہ طلسم اسکندری فتح ہوگیا ملکہ کہتی ہی اے شگوفہ یہ بات میرے دل پہ نہین جمتی اسوقت جی چاہتا ہی کہ گریبان چاک کر دون جنگل مین اکیلی کہین نکل جاؤن آہوان صحرا سے دل بہلاؤن لیکن وہ بھی کم بخت آنکھین دکھائینگے راہ بیابان نجد نہ تبلائینگے صحن باغ مین ملکہ ٹہل رہی ہی شگوفہ سے یہ باتین ہین مگر اشکون کا تار بندھا ہوا ہی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی ملکہ بران شمشیر زن نے سر اُٹھا کر دیکھا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بادشاہ خوش تدبیر اُڑا ہوا ہوا پر چلا آتا ہی مگر کیفیت یہ ہی کہ تاج سر پہ قبضۂ شمشیر پر ہاتھ غصہ سے چہرہ گلنار بران نے جلدی سے اشک حسرت پاک کیے باپ کے سلام کو جھکین پکار کر آواز دی کہ قبلہ و کعبہ خیر تو ہی کیا کچھ لشکر اسلام کی خبر وحشت اثر سنی اسوقت سرکار کو بہت متغیر دیکھتی ہون کوکب فوراً

زمین پر اتر آیا کہا اے نور نظر بعد تمھارے چلے آنے کے اتفاقات قضا و قدر سے قصر مرات مین جو گیا
تصویر نقدیر رو (؟) قاسم عالیشان شاہزادہ ایرج نوجوان دیکھی دلکو میرے اُس شاہزادے سے محبت
ہو باعث محبت کا یہ ہے کہ ہمارے بھائی صاحب خواجہ عمرو کا پرورش کردہ ہے انکو آٹھ پہر اُس شیر کا خیال
ہے تصویر اُس جری بہادر کی دیکھکر خیال مین آیا زبانی تمھارے سنا تھا کہ داخل طلسم اسکندری ، مین
وقائع نگار نے لکھا تھا کہ لوح طلسمی بھی مل گئی مرحلے بھی شکست ہوے اہالیان طلسم اسکندری پست ہوے
مین نے جاکر مرات واقعہ مین دیکھنے کا ارادہ کیا کچھ خوشی کچھ رنج دل تو آئینہ ہے یہی باعث معائنہ ہوا
عجب حال زار مین اُس شیر کو مبتلا دیکھا لوح قبضے سے نکل گئی یاس دشمنون کے پہونچی لشکر پر تباہی ہے ہزارہا
بندگان خدا قتل ہوے اے نور نظر دل نے نہ مانا ایسا نہو کہ مرات جادو دشمنون کو قتل کر ڈالے ملکہ
فیروزہ فیروزہ پوش حاکم دربند فیروزہ نگار وہ بھی وہان پہونچی اُسنے لشکر مین کھلبلی ڈالدی ہے
بادشاہ اُنکے لشکر کی ملکہ شیشہ مے نوش وہ سحر نہین جانتی تخت پر بیہوش پڑی ہے آنکھین پتھرا گئین بس
میرا جانا واجب و لازم ہے اے نور نظر مین بر سر طلسم اسکندری جاتا ہون اُس نور نگاہ صاحبقران کو بچاتا ہون
بران نے کہا حضور کیون تکلیف فرمائین کنیز جائے کوکب نے کہا نہین بدون میرے جائے نہ بن پڑے گا
فیروزہ فیروزہ پوش ناظم ہوش ربا بڑے زور شور سے گئی ہے اور سحر کر رہی ہے اُسنے کچھ فتور کرکے ایرج کو
قید کرایا ہے اگر اُسکا پنجہ قابض ہوگیا تو قید کرکے طلسم ہوش ربا مین لیجائیگی افراسیاب نام کا ایرج
نوجوان کے دشمن ہے وہ فوراً آمادۂ قتل ہوگا اگر خدا نے فضل کیا تو صاحبقران اس طلسم مین ضرور
تشریف لائینگے ارشاد ہوگا کہ کیون کوکب تم نے ملک ساحران مین ہمارے فرزند کی خبر نہ لی مین کیا
جواب دونگا ابھی چند روز کا عرصہ گذرا کہ اتنا بڑا احسان کیا کہ آکر جہانگیر سے مقابلہ کیا زیر کرکے لے گئے
لوح طلسم نور افشان بچائی فتح عظیم ہاتھ آئی اگر وہ تشریف نہ لاتے جہانگیر کے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچتا یہ شیر بھی
آکر لڑا تھا بہر نوع میرا جانا واجب و لازم ہے یہ کہکر کوکب نے دستک دی ایک مرکب باد رفتار اُڑتا ہوا
سامنے آیا سامنے ملکہ بران کے کوکب روشن ضمیر اس مرکب پر سوار ہوا ہرچند ملکہ بران نے کہا مگر کوکب
نے ساتھ لیجانا بران کا گوارا نہ کیا مرکب اُڑا کر روانہ ہوگیا بعد جانے کوکب کے بران نے کہا کیون شگوفہ
ہمارے دل کے حالات سے تو آگاہ ہوئی جو ہم کہتے تھے اُسی کا ظہور ہوا دیکھا دشمن اُنکے کس رنج و ملال
مین مبتلا ہین میرے دل کو قرار نہ آئیگا ہرچند کہ والد نامدار تشریف لے گئے اُنکے سامنے میرے سحر کو کیا لیاقت
ہے مین اُنسے بہتر کیا حفاظت کرونگی اے شگوفہ یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ والد نامدار کو ایرج نوجوان سے بھی
محبت ہے لیکن دیکھیے یہ محبت انجام کیا دکھاتی ہے خدا انجام بخیر کرے دیکھا تو نے کیسے بیقرار ہوکر والد نامدار

تشریف لے گئے ہین خاص جیسے کوئی اپنے فرزند کے واسطے بیقرار ہوتا ہو میرا جانا بھی واجبات سے ہو مین الگ سے جاکر تماشاے جنگ دیکھونگی شگوفہ نے کہا واری ایسا نہو آپ کے والد نامدار دیکھین فرمائین کہ تم کیون آئین بران نے کہا اب جانے مین کچھ برائی نہین کہدونگی حضور کی محبت مین دل کو تاب نہ آئی بیقرار ہوکر دوڑی آئی ای شگوفہ اسوقت بہت دل چاہتا ہو کہ ایک نظر جاکر شاہزادے کو دیکھ آؤن دل بیقرار ہو کلیجہ دھڑک رہا ہو قلب پھڑک رہا ہو آنکھون مین جلن ہی یا وہ زلف عنبرین مین الجھن ہو اشعار

صد حیف سینہ سوز فغان کارگر نہو
میرا نشانہ سینہ ترا چاک در نہو
فریاد بیگناہ کشی جا بجا کرون
قطع تعلقات کس امید پر نہو
ہون خانمان خراب ستم سے زیادہ تر
مین کیا کسی سے صبر مجھے دیکھکر نہو
پاے طلب شکستہ نہ کوتاہ دست شوق
کیسی بری بنے جو گلہ بے اثر نہو
صحبت مین یکرات کی وہ تنگ آگئے
یہ کام بوالہوس سے کبھی عمر بھر نہو
مومن ہوا رقیب خدا ہے صنم پرست

یان جان پر بنی ترے دل مین اثر نہو
ای آہ آسمان مین عبث رخنہ گر نہو
گر وہ ہم جان نثاری پیغامبر نہو
ایسے سے قدر دہر وفا کی امید کیا
ایسا نہو کہ اب بھی ترے لمین گھر نہو
سودا ہی تجھکو گرمی بازار عشق کا
ہم بھی ستم کرین جو وہ نازک کمر نہو
ہی آرزو سے رگ کی بے التفاتیان
طول ازل سے قصہ مرا مختصر نہو
پامال کیجے شوق سے پر زیر خاک مت
ایسے سے ڈریے جسکو خدا کا بھی ڈر نہو

دیکھین غم دروںہ پہ کب تک نظر نہو
ڈرتا ہون مین نزول بلا پیشتر نہو
معشوق دمبدم ہے زاہد مفلس کو ایک ہے
جسکو ہنوز اپنے ستم کی خبر نہو
عابد فریب شوخی در غیبت فزا نگاہ
اسکا کہان خیال کہ اپنا ضرر نہو
حزن و ملال مین ہے دل آزردگی کا وہم
جینا مرا محال تو دشمن اگر نہو
ہین جان نثار کہیے تو مر جائین ہم ابھی
آنا تو ہو کہ خاک مری در بدر نہو

ان اشعار کو پڑھکر ملکہ خوب روئی شگوفہ نے کہا حضور کیون آپ اپنے کو ہلاک کرتی ہین براے خدا صبر کیجیے بسم اللہ جاکر دیکھ آئیے حقیقت مین اسوقت شہنشاہ کس جوش محبت مین تشریف لے گئے ہین لیکن حضور یہ خبر طلسم ہوش ربا مین پہونچ چکی ہو ایک ساحرہ کو حیرت نے روانہ بھی کیا تھا ملکہ بران نے کہا سہمناک جادو گنی جاکر لڑی تھا یہ میرے ہاتھ سے واصل جہنم ہوئی اب بھی اگر اسکو خبر معلوم ہو جائیگی تو ضرور روانہ ہوگی یہ باتین شگوفہ سے کرکے ملکہ بران نے طاؤس زرین بال سحر سے آراستہ کیا اسباب سحر سے درست ہوکر یکہ و تنہا طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوئین لیکن کوکب روشنضمیر بہ تعجیل تمام براے مدد ایرج نوجوان جاتے ہین افراسیاب جادو کوہ فیروزہ سے چلا راہ مین شمیم جادو اپنے قصر عالی پر مع مصاحبان خاص و دانیان با اخلاص صحبت آرا تھی نگاہ اٹھاکے دیکھا کہ شہنشاہ جاتے ہین شمیم سحر سے بلند ہوئی پایۂ تخت پر ہاتھ رکھکر عرض کی حضور بالا بالا تشریف

لے جائینگے کنیز کو نہ سرفراز فرمائینگے افراسیاب شمیم کو دیکھکر نہال ہو گیا کہا ای شمیم ہمین یہ معلوم
نہ تھا کہ تم اسی مقام پر رہتی ہو فوراً ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ہوا سے اُتر آیا شمیم نے تخت آراستہ کیا
اُسپر افراسیاب آکر متمکن ہوا شمیم نے شراب کباب ساقیان ماہ رخسار ورقاصان گلعذار کو حاضر کیا
صحبت عیش ونشاط آراستہ ہوئی گل رخسار شمیم پر نگاہ بھولا ہوا بیٹھا ہی شمیم نے پوچھا حضور اسوقت
کہان سے تشریف لاتے ہین افراسیاب نے جواب دیا کوہ فیروزہ پر براے ملاقات ملکہ
فیروزہ فیروزہ پوش گیا تھا طلسم اسکندری پر مسلمانون نے بلوہ کیا ہی خبر ملی تھی کہ نبیرۂ حمزہ نے
شاید لوح طلسمی بھی پائی اب مرحلہ جات پر گیا ہو لیکن مفصل بھی احوال نہین دریافت ہوا ارادہ ہی باغ سیب
سے جاکر ایک ساحر معتبر کو روانہ کرون باغیون کا حال دریافت کرکے سزاے کامل دون شمیم نے عرض کی حضور
اب اسد غازی کس تدبیر مین ہی افراسیاب نے کہا ای شمیم اسد کا نام قرار دیا ہی سب کام ساربان زادہ
کرتا ہی حیرت کی صورت پر مجھسے احوال دریافت کرکے طرف طلسم صندل کے گیا ہی لیکن طلسم صندل فتح ہونا
دشوار ہی یقین ہی صندل جادو نے گرفتار کرکے قتل کیا ہو یہان مرخ دہار کی بھی تدبیر ہو رہی ہی جسدن
قصد کرونگا اُسی دن سب کو قتل کرونگا چند لونڈیان غلام بگڑ گئے اُنکی کیا حقیقت ہی لیکن کوکب نے
جسدن سے شراکت مسلمانان کی لونڈی غلامون کی کمر مضبوط ہوگئی اول تدبیر طلسم نورافشان مناسب
ہی مین خود جاکر طلسم کوکب کو فتح کرونگا شمیم جادو کے سامنے اپنی شوکت ولیاقت ظاہر کر رہا ہی کہ
دیکھا آسمان پر لکہ ابر سیاہ پیدا ہوا برق کی آنکھین جھپک رہی بڑے زور شور سے کڑکتا ہوا جاتا ہی شمیم نے
کہا ای شہنشاہ دیکھیے یہ ابر کیسا ہی صاف ظاہر ہی کہ کوئی ساحر زبردست جاتا ہی افراسیاب نے
ایک سنگریزہ اُٹھا کے طرف اُس ابر کے پھینکا آوازدی کون بے ادب جاتا ہی وہ سنگریزہ جاکر قریب
ابر شق ہوا اب جو افراسیاب جادو نے بغور دیکھا شہنشاہ کوکب روشنضمیر مرکب باد رفتار پر
سوار تاج زرین برسر قباے قلمکار زیب جسم الوز سلاح حرب وضرب سے آراستہ ابر مین چھپا ہوا جاتا ہی
کوکب کی جونگاہ افراسیاب پر پڑی آوازدی او بیحیا مردان عالم کو راہ مین ٹوکتا ہی بے سبب
روکتا ہی افراسیاب تیغہ پکڑ کر اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے کوکب پر سحر کیا شعلہ ہاے آتش نے چہار جانب سے
گھیر لیا کوکب نے باران سحر برسایا اُس بدخو کے ہاتھ سے اپنی آبرو بچائی چاہا ٹر بھڑ کر نکلجاؤن سوقت
اُس سے نہ اُلجھون لیکن افراسیاب جادو کب مانتا ہی غصہ مین بھرا ہوا بیٹھا تھا اُسی جوش وخروش
مین کوکب کو آتے دیکھا جا پڑا آپسمین سحر چلنے لگے افراسیاب نے سحر کیا صدہا تلوارین گرین مرکب
کوکب کا مارا گیا یہ ثابت نہوا کہ گھوڑا مرکب گیا یہ تاری کھڑا ہوا آگ برسا رہا ہی اول شمیم جادو نے

ٹکڑے ہوکر دو چار سحر کیے کوکب روشنضمیر نے پلٹ کر آواز دی بی شمیم تمھاری کیون قضا آئی دماغ مین سودا ہی بوے نخوت دماغ مین بھری ہی مثل بو غائب ہو جاؤ گی ہوا اُڑا لیجائیگی لیکن یہ کب مانتی ہی جانتی ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوش رُبا سامنے موجود ہین کوکب نے جب دیکھا یہ نہین مانتی افراسیاب کے سحر کا جواب تو دے ہی رہا ہی چند دانے ماش کے کنیزان شمیم پر پھینک مارے دو سو کنیزان شمیم جھوم کر پکار اُٹھین ستم ملازم شہنشاہ کوکب روشنضمیر بہن نے بہن کو قتل کیا ماں نے بیٹی کو مارا چند نے ملکر بی شمیم کو زخمی کیا شمیم ایک جانب بھاگی اُن سبھون کا آپسین لڑ بھڑ کے کام تمام ہوا افراسیاب غصہ مین تلوار کھینچکر کوکب پر چلا کوکب نے بھی تیغہ برق مثال کھینچا آپسین دو گھڑی تلوار چلی پرواز مین نئے شعبدے پیدا ہوے یعنی کبھی ابر آسمان پر آیا برستا ہوا نکل گیا کبھی ابر نے یہ جبر کیا برف برسی اولے پڑے صحرا برف سے معمور ہو گئے لاکھون طائران دشت ٹھنڈے ہوئے گرم مزاجون پر آفت ساکنان دشت پر مصیبت غولان بیابانی یہ مصیبتین دیکھکر صدہا سر ٹکرا کر مر گئے کہ جنگل سے فیلان مست گھبرا کر نکل آئے جب کوکب نے وار کیا افراسیاب پر برج آتشین گرا اُسمین یہ شعلہ جو بند ہوا چشم زدن مین شعلۂ جوالہ بنکر نکلا کوکب پر سحر کیا شعلہاے آتش نے کوکب کو گھیرا برقین گرین خنجرون نے دم خم دکھلائے تلوارین نیام سے باہر ہوئین کبھی تیر برسے کبھی آگ لگی دونون نے خوب خوب شعبدہ بازیان دکھلائین کوکب مرد مردانہ شیر فرزانہ فقط جی دار ہی ورنہ افراسیاب نہایت زبردست ہی سحر و ساحری مین کوکب سے زیادہ فوج لشکر مین بیحساب طلسم وسیع لیکن کوکب نے قدم پیچھے نہین ہٹایا جب مقابلہ پڑا سوچ لیا کہ آج جان دینگے تیغہ برق مثال کھینچکر کوکب جا پڑا افراسیاب کو آئینۂ شمشیر کو کب مین جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا آستینین چاک کرکے بازو کا تکمہ دیکھا دیا کوکب نے آواز دی او نامرد کبھی تجھ سے مزہ لڑائی کا نہ ملا جی چاہتا ہی دل کھولکے تلوار چلے سپاہگری کا مزہ ملے ناچار کوکب نے بھی یکہ بازو کا دکھلایا دونون بموجب قاعدہ قدیم بیہوش ہوے افراسیاب کو ماہیان زمرد پوش کوکب کو سوار زرین پوش لیکر غائب ہوے کوہ شمیم پر سناٹا ہوے انسان نہین آتی عجب فلک نے انقلاب دکھلایا کوکب براے مدد ایرج نوجوان جاتے تھے راہ مین یہ معاملہ درپیش ہوا وہان وقت انتقام ہی ملازمان مرائت نے ایرج و شاپور کو گرفتار کر لیا ہی فیروزہ فیروزہ پوش بعد جوش و خروش سحر کرنے مین مصروف یہان سواے ملکہ انجم ماہ رخسار کے کون ہی جو مدد کرے کبھی فیروزہ سے لڑی کبھی مرائت پر جا پڑی سحر کی قلعی کھل گئی مرائت سے مقابلہ کرکے زخمی ہوئی مصاحبان خاص بیچ مین آپڑین ہزارہا کا کھیت ہوا ملکہ غشیشہ می نوش تخت پر گرد کنیزان نامور وہ سب ملکہ ملکہ کو بچاتی ہین مگر شور گریہ و زاری بلند اہالیان لشکر ایرج درد مند پڑا کٹ رہا ہی ہزارہا بھاگ کر نکل گئے ہزارہا آمادۂ

مرگ ہین فتح سے مایوس شکست کا سامنا ایرج نے جو یہ حال مصیبت مآل آپ نے اہالیان لشکر کا دیکھا دل ٹکڑے ہوگیا پکار اُٹھے شعر شاہا زکرم ہی و رحیمی و غفور ؂ دست ما گیر کہ درماندہ و بے بال و پریم ؂ ایرج کی بیقراری ملکہ شیشہ مے نوش کی اشکباری قریب ہے کہ انجم ماہ رخسار بھی گرفتار بلا ہو یکایک آسمان پہ لکہ ابر گلنار بصد وقار ظاہر ہوا اُس ابر سے برق کی چشمک کرنی قریب آکر ابر شق ہوا ملکہ بران شمشیر زن سمجھی یقین کہ دالدنا مدار نے جاکر ایرج نوجوان کو رہا کیا ہوگا مین دور سے تماشا دیکھکے چلی آؤنگی اب جو نگاہ پڑی کل لشکر مبتلاے بلا دیکھا فیروزۂ فیروزہ پوش نے آگ لگا دی ہے مرائت جادو کا سحر سب پر آئینہ ہے اب ملکہ بران گھبرائیں کہ نہین معلوم دالدنامدار پر کیا معرکہ گذرا لیکن ایرج کو جو جادوگرنیون مین مجبور نا چار دیکھا کلیجہ مُنھ کو آگیا قلب تھرا گیا وہین سے نعرہ کیا او مرائت جادو نعرۂ بران شمشیر زن نظم

منم دختر کوکب ذی وقار
منم صف شکن بی جشم نامدار
مثال جوانمرد لشکر شکن
لقب گشت بران شمشیر زن

مرائت جادو کے مُنھ پر ہوائیان اُڑنے لگین فیروزہ کی رنگت زرد ہاتھ پاؤن سرد بران نے گرتے گرتے سحر کیا سب سے بیشتر ملکہ انجم ماہ رخسار کو سنبھالا اب برائے رہائی ایرج نوجوان چلین فیروزہ نے آگے بڑھکے روکا کہا او دختر کوکب اب حوصلہ تیرا بڑھ گیا آج موت لیکر آئی ہے کہان بچکے جائیگی ملکہ بران نے پلٹ کر دیکھا مسکرا کر فرمایا خدا کی قدرت ہے کہ تم سے ہمارا قدم ہٹ جائیگا او فیروزہ سامنے آ فیروزہ نے کئی سحر بڑھ بڑھکے کیے بران دفع کر رہی ہین کبھی ستارہ بنکر چلین کبھی بصورت ماہ تابان کمال دکھایا ضو سے اُسنے صد ہا کو بیہوش کیا فیروزہ نے جھولی سے نکالکر ایک طائر کو اُڑایا سمجھی تھی کہ بران کے ہوش اُڑ جائینگے طائر ملکہ بران کی آنکھون کے سامنے آکر نکل گیا فعل تو یہ تھا کہ جسکے سامنے سے یہ طائر نکل جاتا تھا عرصہ تک وہ شخص دیوانہ وار وحشی مثال خاموش کھڑا رہتا تھا فیروزہ سمجھی وہی حال بران کا بھی ہوا ہوگا نیمچہ کھینچ کے جا پڑی قریب آکر ہاتھ لگایا ملکہ بران نے نیمچہ ہلالی نیام انتقام سے نکال لیا فیروزہ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا لیکن قریب پہونچ چلی تھی وار کیا بران نے سپر دار کو روکیا آواز دی بی فیروزہ تمھارے سحر نے تمکو دام اجل مین پھنسایا لو ایک وار ہمارا بھی روکو مُنھ نہ پھیرو آنکھین لڑی رہین پلک نہ جھپکے دعوی جرات مین فرق نہ آئے یہ کہتی ہوئی بران اُسکے قریب پہونچین ہاتھ نیمچۂ ہلالی کا مارا فیروزۂ فیروزہ پوش نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا مگر نیمچۂ ہلالی کب رکتا تھا قرص سپر کے دو ٹکڑے فیروزہ کا تاج کٹا سر زخمی ہوا قریب تھا دو ٹکڑے ہون فیروزہ نے بدحواس ہوکر اپنے کو زمین پر گرا دیا بران پر ہزارون ساحر ٹوٹ پڑے فیروزہ زخمی ہوکر بھاگی سر سے خون بہتا ہوا تاج ندارد اب ملکہ بران طرف مرائت جادو کے چلین مرائت نے جو بران کو آتے ہوے

دیکھا اپنے ساتھ والون کو اشارہ کیا بران سحر کرتی ہوئی قریب ایرج وشاپور پہونچین ایرج نوجوان نے جو ملکہ بران کو لڑتے دیکھا شاپور کی جانب متوجہ ہوے فرمایا اے برادر وہ دیکھو ملکہ بران نے فیروزہ کو زخمی کیا وہ فیروزہ بھاگ کر نکل گئی اے برادر دل چاہتا ہے اُٹھکر پلکون سے جاروب کشی کرون آنکھین بچھا دون اس محبوب جانی یار جادو دانی کے آنے کو دیکھو کیا کار نمایان کیا ہے تمام ایسے مجبور ہین کہ اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے اگر اُٹھتے ہین دل بیٹھا جاتا ہے بموجب مضمون ذوق

بلائین آنکھون کی اُنکے مدام لیتے ہین
قدم سب آنکے وقت خرام لیتے ہین
ترے اسیر جو صیاد کرتے ہین فریاد
غرور حسن سے کس کا سلام لیتے ہین
ہم اُنکے نزد کے قائل نہین ہین جو شمشیر و
وہ مول ایسے ہزارون غلام لیتے ہین

ہم اپنے ہاتھونکا قر گلنے کا لیتے ہین
شب وصال کا روز فراق مین کیا کیا
تو پھر وہ دم بھی نہین بر دام لیتے ہین
ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قتال
جو عشق مین دل مضطر کو تھام لیتے ہین
ہمارے ہاتھ سے ہے ذوق وقت موتوفی

ہوے خرام کیے سیر ذہین جتنے ہین فتنے
نصیب تجھے ڈرے انتقام لیتے ہین
جھکائے ہے سر تسلیم ماہ نو پھر وہ
جب اپنے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین
فقط قمر ہی نہ داغی غلام ہے اُنکا
ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہین

یہ اشعار جو ایرج نوجوان نے پکار کر پڑھے ملکہ بران سنکر مُسکرائین شاپور کو اشارہ کیا کہ لونڈے اپنے باپ کو منع نہین کرتا کہدے کہ جو بخ اپنی بند رکھین ایسا نہو کہ ان باتون سے کوئی آگاہ ہو جائے تو قیامت برپا ہو ایرج نوجوان بیتاب لیکن سحر مین مبتلا ہین اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے مگر شاپور نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بران نے سحر سے ہزارون کو قتل کیا اب چاہتی ہین کہ مرات پر جا پڑون بیچ مین فوجین حائل ہین شاپور نے دیکھا کہ ملکہ مرات کی ایک کنیز غبار جادو ہے مین اُسی کے سحر مین مبتلا ہون بس اسنے اشارے سے غبار کو قریب بلایا کہا ہم بھی خاکسار ہین مجبور دنا چار ہین ہماری کمر مین ایک چیز ہے وہ لیلو ہم اب کاہیکو رہائی پائینگے خیر ہمارا تحفہ تمھارے ہی پاس رہیگا غبار قریب آئی کہا میان شاپور کیا کہتے ہو ہم تمھاری ملکہ عالم سے سفارش کرینگے خطا معاف کرا دینگے شاپور نے کہا میرے قریب تو آؤ جب غبار قریب آئی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈالکے چند انگوٹھیان سونے کی نگ اُنپر یاقوت احمر کے جڑے ہوے بی غبار کو دین غبار نے کہا میان شاپور یہ انگوٹھیان کہان سے لائے شاپور نے کہا ایسی ایسی بہت ہین یہ کہکے پھر کمر مین ہاتھ ڈالا اب کی ایک ڈبیا نکالی عقیق کی کہا بو بی غبار اسکو کھولو دیکھو اسکے اندر کیا نعمت ہے غبار نے جلدی سے ڈبیا ہاتھ مین لی ایک دفعہ انگوٹھیان پاکے ہیرا ہاتھون ہاتھ ڈبیا بھی لی خوش ہو گئی جلدی سے کھولی بیہوشی اُڑکر دماغ پر پڑی تھرا کر گری شاپور نے خنجر مارا غبار مر کر گری خاک اُڑی شاپور کو دکر بھاگا ایرج نوجوان اس حرکت پر

شاپور کی ہنس پڑے اندھیرے مین شاپور صورت بدلتا ہوا نکلا فرائت کھڑی ہوئی ملکہ بران پر
سحر کر رہی ہی قریب ارابہ ایرج ہلڑ سُنا پوچھا صاحبو کیا معرکہ ہی دیکھا سامنے سے غبار جادو دوڑی
ہوئی آتی ہی فرائت نے پوچھا کیون غبار خیر تو ہی عرض کی حضور دختر کوکب نے قیامت برپا کی
کوئی اُسکے مُنھ پر چڑھ نہین سکتا ہزارہا ملازمان سرکاری مارے گئے لڑتی بھڑتی چلی آتی ہی سحر سے اُسکے
زمین تھراتی ہی امیدوار ہون کہ ذرا لوح جھولی سے نکالیے دکھا کر دختر کوکب کو بیہوش کرون چشم زدن
مین واصل جہنم کرون فرائت جادو جانتی ہی کہ ظاہر مین غبار جادو آئینہ ہی سب طرح ہم سے صاف
ہی صاحب انصاف ہی لوح نکالکر کہا ای غبار جادو ای ساحرۂ خوشخو بہت احتیاط سے کام کرنا
مناسب ہی دختر کوکب کا سحر مین کوئی ہمسر نہین ہی سحر کرنے کا اُسکے اختر مدار بدر ہے بڑے بڑون کی آبرو مٹاتا
ہی غبار نے کہا ای حضور مین نے سُنا ہی کہ اُسنے دریاے خون روان خشک کیا پل پیرزدان توڑا
شہنشاہ ہوشربا سے کچھ نہوسکا بموجب مضمون اشعار

کہتے ہین لوگ جھوٹ نہین پاؤن چھوٹ کے — چھوٹے تو سمجھتے ہی نہین پاؤن ٹوٹ کے
چلتا ہون ذوق قید سے ہستی کے چھوٹ کے — یہ قید مار ڈالے گی دم گھونٹ گھونٹ کے
کیونکر حباب ہو سکے دریاے بیکران — دریا سے جب تلک نہ ملے ٹوٹ ٹوٹ کے

لیکن حضور لونڈی کا آپ کی غبار نام ہی ہزار تدبیرون سے خاک مین ملادونگی میرے ہاتھ سے
کہان بچکے جائینگی دیکھیے وہ غول کے غول اُسنے تباہ کر دیے بھاگنے والے بھاگے جاتے ہین بی
فیروزہ فیروزہ پوش بھی مُنھ نہین چڑھتین مقابلہ کو نہین بڑھتین مشہور ہی کہ حاکم دربند ہین لیکن
مغرور خودپسند فرائت نے لوح جھولی سے نکالی شاپور نے ہاتھ بڑھایا لوح ابھی فرائت جادو نے
ہاتھ سے نہین چھوڑی ہی کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی سامنے آئی کہا ای داری یہ غبار جادو کہان سے
آئی ابھی عیار نے دم دے کے اُسکو خاک مین ملایا یہ بھی کوئی مکار غدار ہی اسکی طرف سے
میرے دل مین غبار ہی اس نگوڑے مونڈی کاٹے کو پکڑ لیجیے سزاے کامل دیجیے فرائت نے چاہا لوح
نہ دون شاپور نے ایک جھٹکا مارا لوح ہاتھ مین شاپور کے آگئی فرائت ارے لیکے دوڑی پکارتی ہوئی
لینا لینا لوح لیے جاتا ہی سمند جادو گھوڑے پر سوار عہدہ داری مین رسالہ دار فرائت کا ہی گھوڑا بڑھاکر
دوڑا قریب شاپور کے پہونچ گیا سحر کرتا ہوا گھوڑے سے کودا چاہا سحر کر کے شاپور کو پکڑ لون شاپور
نے لوح چمکادی ارے لیکے اُسنے مُنھ پھیرا سحر بھولنے لگا شاپور نے ایک خنجر تواضع کیا شکم کو توڑ کر
پار گذرا سمند جادو نے گویا سکندری کھائی یہ نہ معلوم ہوا کہ مرکب گیا سمند پر شہسوار اجل نے

سواری گانٹھی خوب ٹھری جمی ساری بدلگامی بھولے ٹٹو سے کچھ نہ بن پڑی کسی بھونری نے اپنی تاثیر دکھائی یا شاید شب کور کہنہ لنگ اپنی زندگی سے تنگ آ کر آئی کشتی مرا نام من سمند جادو بود فسوس مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم اُس اندھیرے مین شاپور جست وخیز کرتا ہوا قریب ایرج نوجوان پہونچا کہا شہریار لوح حاضر ہی لیجیے دوڑکے گلے مین ایرج نوجوان کے پہنادی قید سحر ٹوٹ گئی اُٹھتے اُٹھتے نعرہ کیا باشید ای کفاران بیحیا وای نابکاران پردغا نعرہ ایرج اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر — کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
ہنر پروران و نبرد آزما — جری صف شکن شیر دشت وغا
منم فارس عرصۂ کارزار — گل گلشن قاسم نامدار

قبضہ تیغہ دو دستہ سکندری پر ہاتھ ڈالا صفین درہم وبرہم ہوئین نگاہ اُٹھا کر ملکہ بران نے دیکھا شیر بیشۂ صاحبقرانی بصد جرأت وشوکت لڑتا ہوا آتا ہی بران سے اور ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش سے مقابلہ پڑا ہی فیروزہ بھی بڑی ساحرہ ہی بران پر کھڑی سحر کر رہی ہی فوج فرار پر قرار کر چکی تھی انجم ماہ رخسار زخمی ملکہ شیشہ می نوش کو ملکہ بران نے چھڑا لیا مگر فیروزہ پیچھا نہین چھوڑتی سحر کرتی چلی آتی ہی بران نے پلٹ کے سحر اُسکے دفع کیے شکر کرتی ہین باغمی

ای ذوق کرے گا کوئی دنیا کیا ترک — دنیا ہی بڑی بلا ہے کیسا ترک
ممکن نہیں ترک ہو کسی سے دنیا — جبتک نہ کرے آپ اُسے دنیا ترک

ای فیروزہ میدان سے نہ بھاگو گی بری منزل طے کرو گی تھک کر اول منزل تک نہ پہونچو گی میل منزل دور ہی تمھاری عقل کا قصور ہی ای فیروزہ ایک دفعہ زخمی ہو کر بھاگین اب موت نے تمکو گھیرا ہی یہ کہکر ملکہ بران نے تیغ نیام انتقام سے پھر کھینچا اُدھر سے لڑتے ہوئے ایرج نوجوان آتے تھے اُنھون نے بھی فیروزہ کو ٹوکا فیروزہ نے بڑھکر چاہا کہ مقابلہ کرون چار سو جادوگرنیان خیر خواہ نمکخوار ہان ہان کہکر لپٹ گئین زخمی تو ہو چکی تھی بیہوش ہوگئی جادوگرنیان میدان جنگ سے فیروزہ کو لے بھاگین طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوئین بران شمشیر زن نے چاہا کہ پیچھا کرون نجانے دون جمال بیمثال ایرج نوجوان پر نگاہ پڑی کہ نہنگ نہ پلنگ نہ دریائے فوج مین ڈوبا ہوا شمشیر زنی کر رہا ہی زبان تیر دکلہ عمود سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہی شعر ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین ٭ زرم او میدید ومیگفت آفرین صد آفرین ٭ علم سرو قد تعظیم کو کھڑے ہوگئے ہین نشان غم والم یہ ہی کہ بال بھی سر کے کھولدیے ہین نقارے سر پیٹنے لگے جھانجھ غم وغصہ کی جھانجھ مین کف افسوس مل رہے ہین خنجرون کے قلب پر خنجر مصیبت چل رہے ہین تلوارون کے دم پر بنی ہی نشان غم نیزہ دارون کے کلیجون کے پار ہی افسران لشکر بدحواس عالم یاس حیران وپریشان مثل چوب نیزہ لرزان وترسان ایک جانب سے نعرہ ایرج کی صدا بلند ہی ایک سمت سے ملکہ بران شمشیر زن مثل شیر غضبناک اختر مراد ہاتھ مین جوہر جرأت

بات بات مین ہر چند ملکہ بران قصد کرتی ہین کہ اب مین لڑ بھڑ کے نکل جاؤن کہ فیروزہ فیروزہ پوش
زخمی ہوکر طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوگئی مرائت جادو چونکہ بادشاہ طلسم ہو اسپر سب جان آئینہ
ہی تحفہ جات بھی اسکے پاس موجود ہین اہالیان فوج بھی لڑائی مین جان لڑا رہے ہین دمبدم جماؤ
بڑھتا جاتا ہو اسی خیال سے ملکہ بران کا دل قبول نہین کرتا کہ ایسا نہو بعد میرے چلے جانے کے یہ ساحران
غدار دام سحر بچھائین یا مکر وحیلہ کرکے لوح چھین لین یہ تو سیدھے سپاہی ہین بجز شمشیر زنی کے اور کیا
جانین اس خیال مین ایک طرف کھڑی ہوئی ملکہ بران سحر کر رہی ہین لیکن ساحرون کو جان بچانا دشوار
ہی جو اس طرف آیا ہاتھ سے ملکہ کے واصل جہنم ہوا کہ شاپور شیر دل قریب ملکہ کے آیا جھک کے سلام کیا ملکہ
نے جواب سلام نہ دیا منھ پھیر کر فرمایا ہم نہ جانتے تھے کہ فرزندان خواجہ عمرو کا شیوہ یہ ہو کہ رنڈیان بلاتے
ہین ایسے ذلیل حقیر ہین شاپور شیر دل نے عرض کی خیر خواہ کسی بات مین انکار نہین کرتے مالک رضامند ہو
اور رنڈیان بلانا کیا چیز ہی جمال آفتاب مثال ہمارے یوسف بازار جرأت کا سب کو عزیز ہو آنے والے خود
چلے آتے ہین ملکہ نے شاپور کا کان مروڑ دیا ملکہ انجم کی جانب اشارہ کرکے کہا محبت مین تمھارے آقا کی
جان دینے پر آمادہ ہین بی شیشہ مرکنوش نے لاکر لوح طلسمی حاضر کی ایسے دوستون کے سامنے کسی
کی کیا حقیقت ہی شاپور نے کہا حضور اپنی لیاقت ہو لیکن اشارے مین شاپور نے ملکہ سے کہا ارے
خدا شاہزادے نے کہا ہو جانے کا قصد نہ کرنا انشاء اللہ پروردگار فضل اپنا شریک کیا چاہتا ہو لڑائی
فتح ہونے کے بعد جلسہ عیش ونشاط آراستہ ہوگا طلسم کو بھی اسلام آباد کرنا ہو دو شبین یہان تشریف رکھیے
شاپور نے جرأت کا نام لیا اس حریق آتش اشتیاق نے ایسے صدمات شب فراق اٹھائے ہین کہ نام
شب سنکر کلیجہ تھام لیا صدف چشم سے گوہر اشک رواں ہوے ماہ تابان پر تارے عیان ہوے منھ
پھیر کر آنکھون سے آنسو پاک کرکے فرمایا اے شاپور ہمارا زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ہو ایک بڑا خیال ہی
کہ والد نامدار مجھسے پیشتر چلے تھے مین تا عرصہ دراز اسی سوز وگداز مین رہی کہ مین جاؤن یا نہ جاؤن
آخر اسی بات کو دل تردد منزل مین جگہ دی کہ جانا اس مقام پر ضرور ہی اگر والد تاجدار لڑائی مین
مصروف ہین الگ سے دیکھکے چلے آئینگے کسی طرح دل بہلائینگے یہان آکر قیامت برپا دیکھی کہ انکو قید
بھی کر لیا فیروزہ نے اپنا رنگ جمایا ہو خدا کا شکر ہو کہ لوح ملی اب میرا ٹھہرنا بیکار ہو شاپور ملکہ سے باتین
کر رہا تھا کہ سامنے سے لڑتی ہوئی مرائت جادو بادشاہ طلسم اسکندریہ مع تین لاکھ فوج کے گرمی سب
ساحر نامی گرامی ہمراہ اپنے مالک کے چاہتے ہین کہ بلوہ کرکے ملکہ بران شمشیر زن کو گرفتار کرین ملکہ
نے جو ان سب کو آتے ہوے دیکھا اختر مرواریدا اس ماہ تابان نے جوڑے سے نکالا کہ ہلالی نیام انتقام

سے کھینچا غصے مین ابرو ہلے نیچے چلے ساحر اشارون سے ابروے خمدار کے بسمل ہونے لگے کوئی تڑپا کوئی پھڑکا کسی نے نیچے کھینچکر خود گلے پر رکھ لیا ابر فوج مین بجلی تڑپنے لگی صدہا سر مثل اولون کے گرے کیفیت برسات معلوم ہونے لگی سپر مین ملکر اُٹھین گھنگھور گھٹا چھا گئی ساون بھادون کی بدلی یاد آ گئی لیکن مرائت جادو نے ساحران زبردست کو اشارہ کیا ہی کہ یاردن جان دیکر دختر کوکب کو گرفتار کر لو بدلے مین اُسکے سپر بن زر و جواہر سے بھر لو چہار جانب سے ساحران خرس طینت میمون خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت نے اُس آفتاب عالمتاب آسمان حسن و جمال کو گھیر لیا کسی نے گولہ مارا کسی نے ترنج پھینکا کوئی ماش کے دانے لیکر بڑھا کسی نے تلوار کھینچی کوئی کمان کیانی لیکر بڑھا کسی نے تیر سحر کے پھینکے گوشہ مین چھپکر سحر کرنے لگا کوئی سہمکر چلا یا کوئی تیر کے پلے سے سحر کر رہا ہی جسنے تلوار کھینچی اپنے نزدیک جرات دکھائی لیکن مُنھ کی کھائی اپنی تلوار سے آپ بیدم ہوا گرفتار دام رنج و الم ہوا یہ معرکہ دور سے شاہزادۂ ایرج نوجوان نے دیکھا اپنے ماہ تابان مہر درخشان پر جو بلوۂ ساحران نظر آیا دل تڑپ گیا وہین سے نعرہ کیا نعرہ ایرج نوجوان اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر	کہ صاحبقرانم و آفاق گیر	ہنر بردمان و نبرد آزما
جری بت شکن شیر دشت وغا	منم فارس عرصۂ کارزار	گل گلشن قاسم نامدار

ایک طرف سے ملکہ انجم ماہ رخسار فوج ظفر موج لیکر بڑھی اس مقام پر خوب تلوار چلی ایرج نے آکر صفون کو درہم و برہم کیا بلوہ ساحران غدار کا کم کیا مرائت جادو نے جو طلسم کشا کو جنگ رستانہ کرتے دیکھا گھبرا گئی ساتھ والیون سے کہنے لگی صاحبو فی الحقیقت یہ جوان جرات مین بے مثل و بے نظیر ہی فصاحت و بلاغت مین جادو تقریر ہی جلد اسکے قتل کی تدبیر کرو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ طلسم کشا کا سر لائے دولت دنیا سے بے نیاز کر دونگی دامن مدعا گل آرزو سے بھر دونگی اور نگ سلیتین ایک پہلوان عفریت مثال دیو خصال زنجیرون سے کمر باندھے ہوئے چوڑا تیغہ ہاتھ مین کھڑا جھوم رہا تھا جوش جرات مین قبضۂ شمشیر چوم رہا تھا مرائت نے جو زر و جواہر کا لالچ دیا گینڈے کو بڑھا کے سامنے مرائت کے آیا دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو فوراً جا کے نبیرہ حمزہ کو ٹوکون کان پکڑکر سامنے حضور کے لاؤن مرائت نے اشارہ کیا ای جوان دیر کیا ہی بڑھکے مقابلہ کر جو کہا ہی اُس سے دو چند کر دونگی اور نگ گینڈے کو بڑھا کر جھپٹا ایرج نوجوان کو للکارا ایرج فوراً پلٹ پڑا لیکن اس مقام پر سحر سے ساحرون کے آگ برس رہی ہی ٹھہرنا دشوار ہی مرائت نے ساحرون کو اشارہ کیا اور نگ سلیتین کی مدد کرو قریب طلسم کشا کے پہونچا دد ہشو ہشو کرتا ہوا دم خونخواری کا بھرتا ہوا قریب ایرج کے پہونچا نگاہ ملکہ

بران شمشیر زن کی بڑی ایک فیل مست کو مقابلہ مین اُس ماہ تابان کے دیکھا بیتاب ہوگئی لڑتی ہوئی خود بھی بڑھی ایرج نے پھر کر دیکھا ملکہ سے نگاہ چار ہوگئی اس لڑائی مین زخم بھی بہت کھائے ہین معشوق کو سامنے پایا بے اختیار یہ اشعار آبدار زبان پر شاہزادہ ایرج کے جاری ہوئے اشعار

جب اس چمن مین چھوڑ کے ہم آشیان چلے
اک ہمصفیر نے بھی نہ پوچھا کہان چلے

کیا لے لیا تھا ہم نے الجھتا جو کوئی خار
جون گل ہم اُسکے باغ سے ذہن فشان چلے

ہر بات مین ہو ایسی کتر بیونت اُسکو یاد
مقراض کی زبان سے ہو جسکی زبان چلے

غافل ہماری آہ سے رہنا نہ بے خطر
کر خوف ایسے تیر سے جو بے کمان چلے

جانے کو اپنے گھر سے کہے تھا تو اور ہم
دنیا سے تیرے جور کے ہاتھ اے میان چلے

سینہ مفارقت سے نہو رفتگان کے داغ
آتش فشان رہے ہو کہ جب کاروان چلے

راہ عدم بھی زور ہو سودا کہ جسکے بیچ
جس طرح پیر جاے ہو دوہین جوان چلے

ملکہ بران نے یہ اشعار دلفگار سنکر سر خم کا لیا چونکہ شاپور شیر دل قریب تھا اُسکو سنا کر یہ چند اشعار بیقرار ہوکر پڑھے

نظم

عافیت زانیست چون اندیشۂ درمان ما
داغ رسوائی منہ بیہودہ غم بر جان ما

در شب یلدا اگر شمعے بناشد گو مباش
ز آتش دل روشن ست این کلبۂ احزان ما

جستجو کم کن دلا کز دولت دون ہمتان
نشۂ آسودگی عنقاست در دوران ما

کے گیاہ خرمی روید کہ در ہنگام کشت
ریختہ در خاک ذلت تخم ما ہقان ما

مشکلے کردی زما اسلام در محشر قبول
گر نبودے ہیچ کفرے شاہد ایمان ما

کشتیم ثابت نماند در محیط عافیت
بس کہ ہر لحظہ فزون این موجۂ طوفان ما

ریختم مخفی زلبس خون آبدیدہ در چمن
امتیازی نیست در خار و گل بستان ما

کلیجے پر ایرج نوجوان کے چھریان پھر گئین لیکن فوج ساحران کا اسقدر بلوہ ہے کہ سانس لینا دشوار ہے ایرج نوجوان نے گرد اسپر کا ہاتھ مین لیا تیغہ چمکاتے ہوے لڑائی مین مصروف تھے کہ اورنگ نے آتے ہی تیغہ کا وار کیا دوسوین کا تیغہ بڑے قد کا جوان بُران نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا دعائیں مانگنے لگی کہ اے معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے ماہ اوج صاحبقرانی کو بچالے سر اُٹھاکے دیکھا وار تیغہ کا چلا ایرج نے تلوار کو تلوار پر لگا نتھا جھناٹے کی صدا بلند ہوئی وار کو اُسکے تلوار پر روک لیا اُلجھا وے سے ہاتھ نکالکر خبردار خبردار کہکر مرکب باد رفتار کو اشارہ کیا مرکب بھی برق رفتار ہوا اسے کہتا ہے ہمارے ساتھ نہ آنا ٹھوکرین

کھائیگی تیری ہوا بگڑ جائیگی دونون پایہین ہستک پر گینڈے کے رکھدین ایرج نے نعرہ کرکے ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر برق تیغ نے ابر سپر کے ٹکڑے اُڑا دیے خود کاٹ کر کاسہ سر کو تراشا ذرا سا فرق نہوا اُس خود سے کے دو ٹکڑے ہوئے شاپور پکار اُٹھا اے شہریار سبحان اللہ کیا ہاتھ مارا دیو خونخوار کو مارا ملکہ بران کا بھی خوشی سے چہرہ سُرخ ہو گیا ایرج لڑتے بھڑتے بڑھے اس لڑائی مین ملکہ انجم ماہ رخسار نے بھی جان لڑا دی مرائت غصہ مین سحر کرکے قریب انجم کے آئی تیچہٗ سحر مارا شانہ انجم کا جھول گیا مرائت نے چاہا سر کاٹ لون انجم نے بیقرار ہو کر آواز دی اے شہریار لونڈی نثار ہوتی ہے ایرج کو تاب نہ باقی رہی نعرہ کیا او مرائت خبردار اگر ایک موے جسم انجم کا کم ہوا قیامت برپا کرونگا مرائت نے پلٹ کر ایرج نوجوان پر سحر کیا کئی گولے مارے کچھ نہوا ایرج قریب پہونچ گئے ہاتھ تلوار کا مارا مرائت کے دل پر غبار غم والم چھایا سپر سحر کو گھبرا کر اُٹھایا یہ طلسم کشا جرات مین یکتا لوح طلسمی گلے مین سب سحر اُسکے باطل ہوئے سپر کٹی سر زخمی ہوا قریب تھا دو ٹکڑے ہو مرائت نے اپنے کو تخت سے گرا دیا ایرج نے چاہا گھوڑے سے کود کر اسکو پکڑ لون مرائت جادو تڑپ کر بلند ہوئی آواز دی اے ساحران غدار و اے شیران نا ہموار چلے آؤ مین اپنے قوت بازو کے قلعہ مین جاتی ہون وہان جا کر جادو کرونگی کیا ان ظالمون کا پیچھا چھوڑ دونگی ایک ایک کو قتل کرونگی ساتھ والون نے جو دیکھا سب پر آئینہ ہوا کہ مرائت نے شکست فاش کھائی جنگ سے ہاتھ اُٹھایا فرار برقرار کیا آگے مرائت عقب مین ڈیڑھ لاکھ ساحر گرفتہ زخمدار گھر بار چھوڑ مگر لیکن قدم نہ جم سکا تھوڑے عرصے مین جنکو مرائت کا ساتھ دینا تھا صاف میدان کارزار سے نکل گئے جو رہ گئے وہ امان کے طالب ہوئے چادرین ہلائین انجم ماہ رخسار ملکہ شیشہ می نوش کے عقب مین آکر چھپی عرض کی حضور ہماری شفاعت کرین صدائے فریاد فریاد بلند ہوئی ایرج نے تلوار کو نیام انتقام مین کیا یقین کامل ہوا کہ مرائت جادو زندہ نکل گئی شاپور نے عرض کی حضور کہان جائیگی غلام ہرکارے روانہ کریگا احوال دریافت ہو جادیگا ایرج نوجوان مُڑ کے قریب ملکہ بران کے آئے اشارہ کیا اے ملکہ عالم بارگاہ مین چلیے تختے خون کے جسم انور پر جمے ہین لباس تمام خون آلودہ زرہ وغیرہ کو ڈیک کرکے تشریف لیجائیے گا کون روک سکتا ہے ادھر پلٹ کر شاپور سے فرمایا ایک بارگاہ الگ بطور تخلیہ استادہ کرو اُسمین سامان عیش ونشاط مہیا ہو شاپور جانتا ہے کہ آج دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ اتفاقات سے یکجا ہوئے ہین اسباب جلسۂ فرحت و عیش مہیا کرنا واجب و لازم ہے فوراً چند غلامان ترکی کو حکم دیا اُنھون نے الگ جا کر موافق کہنے شاپور کے تدبیر شروع کی

ادھر ملکہ شیشہ مے نوش انجم ماہ رخسار کو ساتھ لیکر داخل مکان شاہی ہوئین یہ تو یہان کے راز سے بخوبی ماہر ہین ہر طرح کے حالات ظاہر ہین مشیر و وزیر حاضر ہوئے انجم وغیرہ کی زخم دوزی ہونے لگی ملکہ خود مصروف تیمارداری جراح حاضر ہوئے مرہم کی پٹیان چڑھنے لگین شاپور آکر انجم کے کان مین کہہ گیا آپ لوگ شاہزادے کا انتظار نہ فرمائیے گا وہ اپنے مہمان کی خاطر مین مصروف ہین یہ کہکر شاپور باہر آیا دیکھا ملکہ بہران ایک نخل کے سایہ مین ٹھہری ہین ایرج نوجوان کہہ رہے ہین اے شہنشاہ خوبی واے سرو باغ محبوبی چمن بزم مین چلکر لمحہ بھر ٹھہر و فرحت تازہ سرور بے اندازہ حاصل ہو سکین دل سے بعدہ تشریف لیجانے کا اختیار ہے عاشق جانباز مجبور ہونا چاہیے ملکہ کچھ جواب نہین دیتی کہ شاپور نے بڑھکر عرض کی حضور غلام نہین جانے دیگا چاہا ملکہ نے کچھ جواب دون کہ سیاح بیان خسرو مہر گیتی افروز چرخ نیلی پر سیر کرتا ہوا داخل قصر مغرب ہوا گل جتاب گلشن فلک مین پھولا غنچہ ہائے ثوابت و سیارگان شگفتہ ہونے لگے لیلی شب نے پردہ پوشی کی زلف عنبرین کو کھولا شعر شب آمد ساز گار عشق بازان ٭ شب آمد راز دار عشق بازان ٭ فوجین اپنے اپنے مقام پر فروکش ہین اس مقام پر سنا کہ آفتاب جہاب الیکجا ایرج نوجوان نے دامن ملکہ بہران کا تھام کر فرمایا اے ملکہ عالم اب زیادہ پریشان نہ کیجیے بارگاہ مین چلیے شاپور شیر دل نے بھی خاک پا کو توتیائے چشم بنایا پلکون سے جاروب کشی کرتا ہوا طرف بارگاہ آسمان جاہ کے چلا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جلسہ تخلیہ عاشق و معشوق آراستہ ہونا فلک کا کج رفتاری دکھانا مخمسہ موافق مقام حیرت و عبرت افزا

عنبر اگر کی خوشبو ساری ہو تن بدن مین ٭ گویا کہ مشک نافہ ہمعد ہا مین پیرہن مین
شہر تتار مین ہون یا سر حد ختن مین ٭ الجھا ہے دل بتون کے گیسوے پر شکن مین
اگتی ہے جا سے سبزہ کنگھی مرے چمن مین

اک آگ سی لگے گی رندون کے تن بدن مین ٭ اترے گا نشہ مے کا جوش عشق و محن مین
ہو گی پیاس غالب ساقی کی انجمن مین ٭ لٹکین گے دیدہ شکر دل زلف کی رسن مین
دکھلائیگا پسینہ پانی چہ ذقن مین

صحرا مین اسکو وحشت اسکو جنون وطن مین ٭ معشوق اور عاشق کامل ہین اپنے فن مین
دونون غرض مین یکسان الفت کی انجمن مین ٭ شیرین زبان ہوئی ہے فرہاد کے دہن مین
لیلی پکارتی ہے مجنون کے پیرہن مین

لطف و کرم ہے تیرا ہر ایک پر برابر ٭ دیتا ہے بے طلب تو دشمن کو اپنے اکثر

قائل ہین ہم تو اس جا اللہ رے مقدر — حاصل کیا ہو تیرے صدقے سے اسقدر زر
سونے کے بت بندھے ہین بازو پے برہمن ہین

دل کو کیا نشانہ اک تیر مین گلون نے — پھیلایا جال اُلٹا تقریر مین گلون نے
چھوڑا نہ کچھ دقیقہ تقدیر مین گلون نے — آیا تھا بلبلون کی تدبیر مین گلون نے
ہنس ہنس کے مار ڈالا صیاد کو چمن مین

دربان در ہین سارے یا چرخ پر ہین تارے — شمس و قمر کو صدقے ہر برج مین اُتارے
رتبون کو غور کر تو قدرت کے کر نظارے — ایک تختۂ ہفت کشور دہلی کا ہی ہمارے
نو آسمان ہین اپنے اکبر کے نورتن مین

شادی کسی جگہ ہی ماتم کہین ہے برپا — نازک بدن ہوے ہین پیوند خاک کیا کیا
عبرت سے دیکھ غافل اس بزم کا تماشا — دو روز ہی یہ لطف عیش و نشاط دنیا
بوے شب عروسی مہمان ہی کفن مین

فرقت مین سچ ہی اپنا آنکھون پہ کیا اجارا — اُٹھا غضب کا طوفان مین نے تو دم نہ مارا
بیٹھین گے کس جگہ اب راحت کا کیا سہارا — میدان کیا گرا کر اشکون سے گھر ہمارا
دکھلائی سیر غربت سیلاب نے وطن مین

آفت کی ہین نگاہین تیور بھی ہین بلا کے — مردم پسے ہوے ہین چشمان سُرمہ سا کے
شہرے اُڑے ہوے ہین اس غمزہ و ادا کے — چشم سیہ سے تیرے پردے ہین توتیا کے
تعلیم ہونے آیا فتنہ قریب فن مین

دیوانہ وار باتین خاک انکی مجھکو بھائین — وحشت کی چال مجھکو کیون دور سے چلائین
جنگل مین کیون ہین پھرتے کوچے مین تیرے آئین — چشم و کمر سے تیرے چشم و کمر ملائین
چیتے ہین کیا تکلف کیا شوخ ہی ہرن مین

لے نقد دل ہزارون مُنھ شوق سے دکھا کر — لے لینگے لینے والے قیمت گھٹا بڑھا کر
کاہے کو بیٹھ گھر مین بیکار کیون چھپا کر — بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائیگا چلن مین

اللہ رے محو ہونا دلبر پہ رعب چھایا — پہلے سے کیا کہون مین مجھکو نہ دھیان آیا
آفت کا سحر جادو عیار نے دکھایا — آنکھون کے سامنے سے دل کو مرے چرایا

خال سیہ ہی طرار اس سارقی کے فن مین

ہر دم ہی شادمانی شاہانہ عیش سب ہی
سامان جشن کا ہی ہر حال مین طرب ہی
کیا ای عزیز تجھکو تبلاؤن کیا سبب ہی
دل مین خیال حسن محبوب روز و شب ہی

اُترا ہوا ہی یوسف جہا نسرے تن مین

ہی قند و شہد گویا تقریر کاملون کی
لذت ہی بلبلون کی فرحت ہی محفلون کی
کیا بات درحقیقت ان منکسر دلون کی
معمورۂ حلاوت وادی ہی واصلون کی

لشکر بھرے ہوے ہی مور دکھن دہن مین

پہلے تو لعل لب سے غصے چبا لئے اُسنے
مین کیا کہون بگڑ کر کیا منھ بنائے اُسنے
شرما کے بات بھی کی مجھسے نہ ہائے اُسنے
بوسہ مین لب کے ہنسکر دندان دکھلائے اُسنے

بجلی گرائی مجھپر تقدیر نے عدن مین

خود رشک سے تنفر کرتی ہی طبع عالی
دنیا کا کارخانہ لیکن ہی لاابالی
خوش ایک ہو تو کیونکر ہو ایک کو بحالی
صحرا کو بھی نہ پایا بغض و حسد سے خالی

سا کھو جلا ہی کیا کیا پھولا جو ڈھاک بن مین

مثل ذکی تجھے گر منظور ہو تو آتش
فکر مآل کرنا مسرور ہو تو آتش
دنیا مین مفلسی کا دستور ہو تو آتش
کوئی نہین ہی تیرا مقدور ہو تو آتش

دے رکھا جو ادست غسال و گورکن مین

گلعذاران سہی قد و ماہ رخساران خورشید خد اس جلۂ مہجوران آفت کشیدہ و دور افتادگان مصائب دیدہ کو بصد فرحت و انبساط یون تحریر فرماتے ہین کہ جب یہ دونون عاشق و معشوق داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے مقام خالی از غیر سوائے شاپور کے کسی مجال ہی کہ اس خیمہ مین آسکے ہرچند کہ مقام تنہا نہ کوئی دراندازنہ غماز لیکن گردش فلکی کا خوف لرزان ترسان منتشر بدحواس جان کا خوف ہر طرح کا ملال شب وصل مین آمد روز فراق کا خیال رنگ رو متغیر متردد متحیر شاپور نے بڑھکر عرض کی ای ملکہ عالم برائے خدا خیال خیر و شر دل سے دفع کیجیے اس دل تردد منزل کو تسکین دیجیے ایرج نوجوان نے بھی شاپور سے اشارہ کیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر حاضر کین لباس تبدیل کرایا زخمون مین ایک نے ایک کے ٹانکے دیے دہن زخم ہنستے تھے منھ کھولکر رہجاتے تھے کئی مرتبہ ملکہ بران نے گھبرا گھبرا کر کہا ای شہریار بس ہمکو رخصت کیجیے ہمارا زیادہ ٹھہرنا باعث خرابی کا ہی ایسا نہو

والد نامدار مرآت واقعہ میں دیکھ لیں تمام کیفیت آئینہ ہو جائیگی پھر زمین تھرائیگی آسمان
سے آواز الامان آئیگی آپ کے دشمنوں کا نہیں معلوم کیا حال کریگا بزرگوں سے ملال کریگا
ایرج نے کہا ای ملکہ عالم تمنے اکثر ایسے کلمات کہے ہم تمہارے ملال کے خیال سے خاموش رہے ورنہ
طلسم نور افشاں کی کیا حقیقت ہے ایک ہفتہ میں اگر درہم و برہم نہ کردیں تو نام اپنا غلام صاحبقران
نہ رکھیں مجبور ہیں کچھ بن نہیں پڑتا اگر تم حکم دو تو مثل اسی طلسم کے بہ عنایت رب اکبر جا کر نہ فتح
کریں تو تلوار باندھنا چھوڑ دیں ملکہ کی آنکھوں سے اشک حسرت ٹپک پڑے سر جھکا کر فرمایا
ہاں صاحب آپ ایسے ہی بہادر ہیں مگر ہم پر احسان کیجیے جب آپس میں اس طرح کی باتیں ہوئیں
شاپور نے کہا ای ملکہ عالم بموجب مثل رات تھوڑی ہے سوانگ بہت ان باتوں کو جانے دیجیے گھڑی
دو گھڑی کی صحبت کو غنیمت جانیے فلک کج رفتار گردون غدار ہر وقت درپے آزار ہے سلطنت و
و فقیری دونوں بیکار ہیں بس جو ساعت عیش سے گذر جائے انسان اسکو غنیمت جانے نہیں معلوم
صبح کو کیا ہو ملکہ نے فرمایا بیٹا شاپور جو تمہاری خوشی اب انکو کیا ضرورت ہے دو دو معشوقیں ہمراہ لشکر
ظفر اثر دونوں شاہزادیاں بی انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ جی نوش گلعذار بی انجم آج ایسی لڑیں
طبقے زمین کے ہلا دیے مجھ بدنصیب نے آکر کیا کیا مگر اس دل خانہ خراب نے نہ مانا دوڑی آئی اس آنے کا
یہ مزہ اٹھایا کہ ان صاحبوں کو آپ کے قریب دیکھا اب آپ کو یہ جلدی ہے کہ ہم اپنے ملک کو جائیں
ہمکو بھی جلدی ہے یہ صدمے دل سے نہ اٹھینگے کچھ کھا کر مر جائینگے آپ فاتحہ پڑھنے بھی نہ آئیے گا قبر میں
ہمیں زیادہ نہ ستائیے گا آپ کے آنے سے روح بیچین ہوگی کیا تعجب ہے سوزش قلب کفن کو بھی جلادے
قبر سے دھواں نکلے یہ کہکر زار زار مثل ابر بہار وہ گلعذار روئی ایرج نے بیقرار ہو کر سر قدموں پر رکھدیا کہا
ای ملکہ عالم ہم گنہگار ہیں یہ سر حاضر ہے کاٹ لیجیے

نظم

ڈرتا ہوں آپ کی خفگی کا سبب نہو
یہ حال وہ نہیں جو کسی کو عجب نہو
جو کچھ کہا ہو وہ کبھی آئے نہ تا دہن
میرا وہ نام ہو جو کسی کا لقب نہو
اچھی نہیں ہے یار سے بیہودہ چھیڑ چھاڑ
فرما دیے لحاظ سے ترک ادب نہو
ای دل ستمگروں کی محبت سے درگذر
جو کچھ ہوا ہوا یہ رہے پاس اب نہو
ممکن نہیں کہ ساتھ چھٹے رخ کا زلف سے
کچھ خیر ہے نسیم بہت بے ادب نہو
حیرت ضرور ہوگی مری سرگذشت پر
وہ یار ڈھونڈھے جو اذیت طلب نہو
مجنوں تو ہو چکا یہ نہیں ہے مجھے پسند
ایسا بھی کوئی دن ہو کہ جس دن کی شب نہو

یہ بھی دستور ہے کہ اگر معشوق عذر
کرتا ہو عاشق کے واسطے فوز عظیم ہے یہ بھی ایک رسم قدیم ہے بے اختیار ملکہ بہاران نے فرمایا ای شہریار
مثل آپ کے ہم بھی مجبور و ناچار ہیں نہ ہوں صاحب اختیار ہیں والد نامدار کہکر چلے تھے کہ ہم طلسم اسکندریہ

پر براے مدد شاہزادۂ والا قدر جاتے ہین نہین معلوم بیچ مین کسی ملک مین ٹھہر گئے یا کسی سے لڑائی پڑی یا افراسیاب جادو نے روکا طبیعت بہ لمحہ یہی خیال ہی کہ ایسا نہو ہماری حضوری مین وہ آ جائین تو ابھی قیامت برپا ہو ہر وقت یہی دعا ہی کہ پروردگار آپ کو ہاتھ سے شہنشاہ کے بچائے دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہی آپ کو اپنی بیاہگری کا خیال والدنا مدار صاحب جاہ و جلال آپ صاحب جرأت و توقیر انکا لقب کوکب روشنضمیر مشرق مین بیٹھکر مغرب کا حال ملاحظہ فرماتے ہین اُنکے کمال کا حال سُنکر ستارہ شناسون کے قلب تھراتے ہین نہین معلوم کونسی ساعت تھی کہ فلک کجرفتار گردون غدار نے ہمکو اس دامِ عشق مصیبت خیز و آفت انگیز مین پھنسایا اِس طائر نوگرفتار کے حال پر ظالم کو رحم نہ آیا صیاد فلک ہر وقت چھری لیے موجود ہی کیونکر جان بچائین گلشن محبت مین بالکل بے بال و پر نظم

ہمیشہ تنکے چنے ہین نئے مین وہ بلبل ہون
ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا
ہمیشہ آفت صرصر ہیلین پہ آیا کی
وہ شاخ ٹوٹ پڑی جس پہ آشیانہ ہوا

اب ہم کہان بسر کرین آپ کو اپنی جرأت کا خیال ہین اپنی جان و آبرو کا ملال بموجب مضمون تحفّی

کرد جانان غم عشقت بہ رگ و ریشۂ ما
رشک ما با وہ ما دیدۂ ما شیشۂ ما
ما کجا و دل شاد و اثر نشۂ کجا
شیر را زہرہ شود آب درین بیشۂ ما
تحفیا دل بجفا دہ کہ نیاید ہرگز

برق عشقت بجہد از شرر تیشۂ ما
بے ستون را اثر نالۂ ما بگداز د
خون شود بادہ ز غم ذکر جگر شیشۂ ما
فکر تا گرم کند در دل ما شعر و سخن
بر سر شفقت ما شوخ جفا پیشۂ ما

ہر کجا بزم طرب ناک شود گرم بود
شعلۂ طور بود برق دم تیشۂ ما
ہر تنک حوصلہ را کے برسد قصد شکار
وا ے گر شعلہ زند آتش اندیشۂ ما

اِن اشعار آبدار کو سُنکر ایرج نے کلیجہ تھام لیا شاپور بیقرار ہوکے رو یا صحبت گل و بلبل جلسۂ شمع و پروانہ لائق دید تھا کبھی سوز دل عیان کبھی راز عشق نہان کبھی بیتابی کبھی ربط کبھی ضبط کبھی خبط کبھی آہ کبھی واہ کبھی ہنسنا کبھی رونا جب شاپور نے دیکھا کہ اُنکی حسرت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہی ایسا نہو کسی کی روح قالب سے نکلجاے آہ آتشناک سے خیمہ نہ جل جاے آب نصیحت سے اس آگ کو بجھاؤن باتون مین دونون کو بہلاؤن یہ سوچکر ایرج کے قدمون پر گرا ملکہ بران کے گرد پھرا اور عرض کی اے گرفتاران دام مصیبت واے مقیدان سلسلۂ رنج و محنت تم صاحبون کو کون سمجھا سکتا ہی تمھارے جوش و خروش کو دیکھ کر اس خیرخواہ کو سکتہ ہی اب گھڑی دو گھڑی آرام فرمائیے ایک جام شراب ارغوانی کا نوش کیجیے اس صحبت کو غنیمت جانیے یہ کہکر جام لبریز کیا ہاتھ مین ملکہ بران کے دیا کہ حضور آپ بھی پیجیے آقاے نامدار کو بھی پلائیے رات کم ہی زلف لیلی شب برہم ہی کمر سے گذرا چاہتی ہی ملکہ نے

جام ہاتھ مین لیا گلا گھونٹ گھونٹ کر دو گھونٹ پیکے جام زمین مین رکھدیا مسکرا کر فرمایا جس کسی کا جی چاہے اُٹھا کر پی نلے ایرج نے دونون ہاتھ بے اندیشۂ انجام بڑھائے جام نوش کیا دونون کی آنکھون مین سرور آیا اختلاط ظاہری ہونے لگے شمع انجمن شرمائی لہرانے لگی پروانہ بھی رشک سے جلا ناظرین کے خیال مین رہے کہ صحبت عاشق و معشوق مملو از حسرت و یاس رنج و مصیبت سے معمور نہ عیش نہ سرور آپسمین حکایت و شکایت شب وصل ذکر شبہائے فرقت اس قصۂ طول و طویل کا تمام ہونا دشوار ہے عشق کی نیرنگی ہر ایک پر آشکار ہے

دو کلمہ داستان اس شکست خوردہ یعنی ملکہ مرائت جادو کے بیان کیے جاتے ہین

جب مرائت جادو نے شکست کھائی زخم دار بیقرار طرف قلعۂ مقہوریہ کے چلی مقہور بن قہار مقہوریہ کا حاکم ہے طرف سے ملکہ مرائت کے ناظم ہے لیکن خیر خواہ دولت ملازم قدیم نے جس روز سے سنا ہے کہ طلسم اسکندریہ مین طلسم کشا آگیا کئی مرتبہ لکھا اے ملکۂ عالم غلام حاضر ہوکر طلسم کشا سے مقابلہ کرے ایک دن مین آکر لشکر تمہاری کا درہم و برہم کر دونگا لاشون سے میدان کارزار بھر دونگا مرائت نے کبھی اُسکو نہ طلب کیا قلعہ مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی اے پہلوان دوران گرشاسب جہان ملکہ مرائت جادو شکست خوردہ آتی ہین قلعۂ طلسمی ملکہ عالم سے چھوٹ گیا تمام مال و اسباب لٹ گیا زخمی ہوکر آتی ہین اپنی شکست فاش پر بہت گھبراتی ہین یہ سُنکر مقہور گھبرا گیا خوف طلسم کشا سے پسینہ آگیا گھبرا کر اُٹھا واسطے استقبال کے چلا بیرون قلعہ آکر دیکھا ملکہ مرائت جادو شکست خوردہ ہمراہ صرف ڈیڑھ لاکھ فوج سب گھبرائے ہوئے مصیبت شکست کی اُٹھائے ہوئے مقہور نے بڑھکر قدمون کو بوسہ دیا پوچھا ملکۂ عالم یہ کیا معرکہ ہے ملکہ نے کہا اے خیر خواہ دولت خداوند لقا نے اُلٹی تقدیر کی لوح طلسمی قبضہ سے نکل گئی صاحبزادی خشنہ مہ لوش سارا آستین گرگ لغل بن گئی خراج گزارون نے شرارت باغی کو قوت دی آخر یہ نوبت بہم پہونچی کہ چتر و علم قبضہ سے نکل گیا تاج و تخت دوسرے کے قبضہ مین ہوا دختر کوکب واسطے مدد طلسم کشا کے آئی فیروزہ فیروزہ پوش بھی آکر لڑی تھی لیکن زخمی ہوکر نکل گئی ہمارے بھی آخر پیر اُکھڑے شکست فاش کھائی تقدیر نے یہ صورت دکھائی مقہور نے عرض کی حضور نہ گھبرائین غلام کے پاس سب کچھ موجود ہے خزانہ زر و جواہر سے مملو ساحران زبردست کارگزار ان عقیل و فہیم وزیر و ندیم سب حاضر ہین جس کام پر حضور اشارہ کرینگی آنکھون سے بجا لائینگے یہ کہکر مقہور نے ملکہ مرائت کو تخت پر سوار کیا نوبت نقارے بجاتا ہوا لیچلا دار الامارۃ شاہی مین لاکر پہونچایا گرد بڑے بڑے ساحر آکر بیٹھے ساتھ والون کو اُتروایا زخمدوزیان کرائین سامان عیش و نشاط مہیا کیا لیکن مقہور نے دیکھا

درائت جادو بہت بیقرار ہی کہتی ہی یا اپنی جان دونگی یا طلسم کشا کو جا کر قتل کرونگی مقہور ہر چند
جا کر سمجھاتا ہی کہ مین حضور کو نہین جانے دونگا جو ارشاد ہو بجا لاؤن طلسم کشا کو آرام نہ لینے دونگا کسی
تدبیر سے لوح چھین لونگا باتون مین تسکین دی سمجھا کے شراب پلائی کھانا کھلایا لباس تبدیل کرایا
جب رات زیادہ آئی مقہور نے حکم دیا طائفون کو حکم دو ناچ شروع ہو ملکہ درائت نے کہا اے میر خواہ
دولت کسی شی کو دل نہین چاہتا دل غم و الم سے بھرا ہی خدا وند لات و منات نے ایسی ٹیڑھی تقدیر کی
یکایک ہمارے ہٹانے کی تدبیر کی وہ لوگ کہ جنپر ہماری ایک کنیز ایک غلام دس ہزار پہ کافی تھے اُنکو ہم پہ غالب
کرایا ہم لوگ ساحر ہین علوم افسون و شعبدہ سے بخوبی ماہر ہین یہ فرقہ جو کہتے ہین ہمارا خدا ہے نادیدہ آسمان
پر ہی یہ سحر کو بالکل معیوب جانتے ہین یکایک ایسا انقلاب آیا غیر ساحرون نے ساحرون پر فوق پایا
ایسے کلمات حسرت و حیرت جو رورو کر درائت نے کہے اہالیان دربار بے اختیار رونے لگے کہا اے ملکہ عالم
ایک ایک کلمہ آپ کا تیر دلدوز ہی آپ بیٹھکر عیش کرین غلامون کو حکم دین جا کر ٹکر کر مر جائین نمک
حلالون مین نام کر جائین درائت نے کہا یہی تو بڑا رونا ہی ایک نوجوان جسکا شیر کا نام ہی صف شکن صفدری
اُسکا کام ہی مشہور ہی کہ ہزارون مین اکیلا لڑا بڑے بڑے پہلوانون سے معرکہ پڑا لیکن ہم لوگون پر اسوجہ سے
فتحیاب ہوا کہ ہماری صاحبزادی ملکہ شیشۂ می نوش نے بجوش محبت مین اُس جوان کے لوح طلسمی لیجا کر
حوالے کر دی اب اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اول یہ انتظام چاہیے کہ لوح کسی حیلے سے اُس سے لیجاے پھر اُسکی کیا
حقیقت ہی چلنے نہ کہ رام اُسکے ساتھ ہین اس طور کہ تابعدار ترچھی نگاہ مابدولت کی اُنکے واسطے خنجر خونریز ہی
چھری سحر کی اُنکے واسطے ہر وقت تیز ہی مقہور نے کہا حضور آرام کرین غلام ابھی جاتا ہی یہ کہکر مقہور نے
بقہر و غضب تمام اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جھولی مین ترنج و نارنج ماش کے دانے رائی کے دانے پیکان تیر
اشیاے بے نظیر درست کر کے لباس سیاہ اُس تیرہ بخت نے پہنا یکہ و تنہا اُس اندھیری رات مین بارگاہ سے نکلا
درائت یہ کہتی ہوئی ساتھ چلی اے قوت بازوای زینت پہلوای وزیر اعظم اے دستور معظم تم یکہ و تنہا جاتے ہو
میرے قلب پر صدمۂ عظیم ہی وہ شخص نہایت زبردست ہی اُسکے سامنے بہرام فلک بھی پست ہی مقہور نے کہا
حضور گوش بر آواز رہین فوج کو تیار رکھین از قلعۂ مقہوریہ تا قلعۂ اسکندریہ ہر مقام پر دس دس ہزار بیس بیس
ہزار اسلح بکمل آمادۂ مرگ و حیلے قضا حاضر رہین عنایت سے لات و منات کی غلام آپ کا خالی دیکھیے گا
لیکن یہ بخوبی جانتا ہون کہ اُسکے ملازمان سرفروش ضرور پیچھا کرینگے خبر سُنتے آپ اپنے کو پہونچائیے گا یا لوح
لیکر چلونگا یا طلسم کشا پر بھی قبضہ کرونگا جیسا بن پڑے وقت پر موقوف ہی کیا تنخواہ آپ کا یا نکل بیہودہ ہی
ہی درائت جادو نے کہا مین شب بھر بیدار رہونگی مقہور روسیاہ فوراً روانہ ہوا درائت نے حاجب بجا

ساحران غدار مقرر کیے ہر ایک پر تاکید کردی کہ جسوقت کوئی کام کرکے ہمارا قوت بازو جانباز سرفروش
لشکر سے دشمن کے نکلے ہمکو برابر خبر پہونچے مرأت جادو اسباب سحر سے آراستہ آلات حرب سے درست
چالاک و چست دار الامارہ پر ٹہل رہی ہی ہرکارون کو روانہ کردیا کہ ہمکو دم بدم کی خبر پہونچاؤ جلد لشکر
دشمن مین جاؤ صدہا ساحر بعہدۂ جاسوسی صورتین تبدیل کرکے روانہ ہوے مرأت جادو کرسی پر آکے
بیٹھی مقہور جادو نے چلتے وقت اپنے بھائی مسرور جادو کو خدمت مین ملکہ مرأت کی چھوڑا اسکو
حکم دے گیا تھا کہ جس شی کی ملکہ کو خواہش ہو فوراً خدمت مین حاضر کرنا وہ دست بستہ خدمت
مرأت مین حاضر ہی حسرت و یاس کی باتین کر رہی ہی چونکہ شکست کھا کے آئی ہی ٹھنڈی سانسین
بھر رہی ہی مسرور نے دست بستہ عرض کی حضور عجب طرح کا معاملہ ہی ملک صیقل آئینہ دار جو مدت مدید
عہد بعید سے اس قلعہ مین قید ہی کئی دن گذرے بیقرار ہوکے نگہبانون کو للکارتا تھا نام خداے نادیدہ
لیکر پکارتا تھا اور یہ بھی کئی مرتبہ اسنے کہا کہ لو یارو ہماری رہائی کا وقت قریب آگیا اب ہم طلسم کشا کا
ساتھ دینگے زیر سایۂ دامن دولت نبیرۂ صاحبقران بسر کرینگے یہ سنکر مرأت جادو نے غصہ مین کہا
اس نگوڑے موے مونڈی کاٹے کو قید خانے سے بلاؤ مین ابھی اسکو طلسم کشا کے پاس پہونچا دون
طائر روح کو اسکے قفس جسم خاکی سے آزاد کردون اسکو ابھی طلسم کشا کا حال معلوم ہو سب نے کہا
حضور کئی مہینہ پیشتر سے وہ ایسی باتین کرتا ہی کہتا تھا اب یہ سب ملک قبضہ یزدان پرستان مین آئینگے
ساحران روسیاہ مارے جائینگے تصویرین لات و منات کی ٹھوکرین کھائینگی گنبد سکہ نام پر بادشاہ
اسلام کے جاری ہوگا یہ سال ساحرون پر بھاری ہی بڑے بڑے افسر مارے جائینگے ہم ہمراہ طلسم کشا ہر معرکے
مین حاضر رہینگے مرأت جادو غصہ سے کانپنے لگی کہا اس نالائق کو جلد لاؤ اسی وقت دار استادہ ہو جلادان
خرسر طینت تیغہ ہاے برہنہ لیکر آئین سامنے مرأت کے یہی سامان مہیا ہونے لگا مسرور جادو فوراً
قید خانے مین پہونچا شاہزادہ صیقل آئینہ دار فرزند دلبند بادشاہ سابق اسی طلسم کا قید خانے مین
بیٹھا ہوا زنجیر ہلا رہا ہی خانۂ زنجیر مین غل زمین کو تزلزل مسرور نے جیسے ہی جاکر دروازہ قید خانے کو
کھولا صیقل نے آواز دی اب آئینۂ قلب پر صیقل ہوئی غبار غم و الم دفع ہوا جو کچھ کہ بشارت
ہوئی تھی اسی کا ظہور ہی اب قلب کو میرے سرور ہی مسرور نے پکارکر آواز دی اے صیقل تجھکو قید خانے
مین عرصہ گذرا تیرا قلب الٹ گیا تیری بات کا کیا اعتبار ہی اس شاہزادۂ صاف باطن نے جواب
دیا اے مسرور مقہور یہ بھی بزرگان دین کہ گئے تیرے بھی آنے کی خبر دی ارشاد فرمایا تھا اے صیقل
مژدہ باد وقت رہائی قریب آیا آقا تمہارا ایرج نوجوان لڑتا بھڑتا تا بہ قلعہ اسکندریہ پہونچا ہزارہا

ساحرہ واصل جہنم ہوے اب وقت عیش و سرور قریب آیا ابھی تسکین دیکر تشریف لے گئے ہین کہ تو نے
دروازہ کھولا گویا دروازۂ عیش و فرحت وا ہوا مسرور جادو یہ سنکر مثل ابر کے گڑگڑایا سنہری زنجیر کو
پکڑ کر اس عالی خاندان کو کھینچتا ہوا کیچلا سامنے مرائت جادو کے پہونچایا جیسے ہی صیقل نے
اس نمکحرام کو دیکھا پکار کر آواز دی ملعونہ دیکھ حقدار کو حق پہونچا چاہتا ہی مرائت جادو
غصہ مین تھر تھر کانپنے لگی کہا او صیقل تجھ بھی حال طلسم کشا آئینہ ہوا قید خانے مین کیا بیہودہ بکتا
تھا میرے سامنے تو کہ سزائے کامل دون صیقل نے کہا او نمکحرام کیا بیہودہ بکتی ہی جو تجھسے ہوسکے قصور
دکوتاہی نہ کرین عرصۂ دراز سے مطیع احکام پروردگار رہا طلسم کشا کی آمد کا امیدوار رہا شکر ہی کہ مژدۂ
فرحت افزا سنا کہ آقاے نامدار مولاے قدرشناس کا اس طلسم اسکندریہ مین گذر ہوا مرحلہ جات فتح ہوے
نمکحرامون کو سزا ملی وہ جو نمکحرام کلان ہی یعنی افراسیاب خانہ خراب اسنے اپنے ولی نعمت کے ساتھ کیا کیا
تونے ہمارے بزرگون کو فقرہ دیا ملک و مال پر قبضہ کر لیا انشاء اللہ اب وقت انتقام قریب آیا کل
نمکحرامون سے انتقام ہوگا غلامان صاحبقران کا نام ہوگا تو میرے قتل پر قادر نہین ہی یقین کامل ہی
مین طلسم کشا کی قدمبوسی سے مشرف ہون اس شہریار کا ساتھ دون ڈھرتا پھرتا بہ طلسم ہوش ربا پہونچون
فتاح طلسم ہوش ربا اسد نامدار نظر کردۂ بزرگان عالی وقار کی بھی زیارت سے مشرف ہونگے ہمارا
آقاے نامی شہنشاہ گرامی یعنی لاچین جادو بادشاہ خوشخو کی بھی قدمبوسی حاصل ہوگی خیرخواہان
دولت کو بھی تسکین ہوگی ایسے کلمات حیرت آیات شاہزادہ صیقل آئینہ دار نے غصہ مین کہے مرائت
جادو کے ہوش اڑ گئے وزرا امرا مرائت کی صورت دیکھنے لگے مرائت جادو نے کہا یارو نہ گھبراؤ
معلوم ہوتا ہی یہ تو ٹرا ستارہ شناس ہی کسی کاہن یا نجومی یا پنڈت نے ایسی باتین بتائی ہونگی خوشامد
مین اسکو سنائی ہونگی کہ بادشاہزادہ ہوتا یا کبھی چھوٹنے گا کچھ دے گا پنڈت وغیرہ ایسے
لوگون کو ڈھونڈھا کرتے ہین دوا پچھرنا دینے لگا پیسا لے لیا اسکا دل خوش کر گئے صیقل نے
کہا او مکارہ مین عرصۂ دراز سے قید خانے مین ہون صورت آسمان کی دیکھنا دشوار ہوئی پر درد و جہد
ناز و نعم او ملعونہ ہمپر یہ ظلم و ستم اب بہتر یہ ہی کہ قدمون کو بوسہ دے ہم شاہان جلیل بھی بزرگان دین
ہمارے کفیل ہین تیری خطا معاف کردین پھر عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز کرین نمکحرام ہمارے شفقت پر
ناز کرین اگر اسکے خلاف کریگی سزائے معقول پائیگی جہنم مین جلائی جائیگی مرائت جادو نے اشارہ کیا جلد
جلاد کو بلاؤ اس زبان دراز کو سزا دو جلاد جلاد کا ہلڑ ہوا فوراً جلاد حاضر ہوا تیغہ کھینچکر سامنے
آیا نعرہ کیا شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست ٭ مرغ را دانہ بلا شد طعنۂ بر صیاد چیست

کس کا رشتۂ حیات منقطع ہوا ہی کس کا ساغر عمر لبریز ہوگیا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغہ
باڑھ دار رکھتا ہون بازو یہ قوت ایک ہاتھ مین سر کو قلم کرتا ہون قتل کرنا میرا کام ہی جلانا میرا کام
نہین حکم اول ہی سمجھکر ارشاد فرمائیے کل اہالیان دربار مین اسوقت ایک غریو بلند ہوا ہر ایک کا قول
تھا یا روئیہ کیا ستم ہی اپنے بادشاہ کے فرزند نامدار کو بجرم قتل کرتی ہی ایسے بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی
ہی انجام اسکا بد ہی وقت انقلاب قریب آگیا دیکھیے کیا ہوتا ہی قلعہ مقہور یہ مین تو کیفیت ہی کہ جلاد
تلوار کھینچے سر پر شاہزادہ صیقل آئینہ دار کے کھڑا ہی ہرائت حکم دیا چاہتی ہی اہالیان دربار بدحواس
ہر ایک کو عالم یاس کلمات عبرت زبان پر جاری بیقراری اشکباری لیکن اب حال اُس بدمآل مقہور
بن قہار شعلہ زن کا گذارش ہوتا ہی کہ یہ بیحیا پر پرواز پیدا کرکے بنابر گرفتاری ایرج نوجوان چلا تھا
اوّل آکر داخل لشکر ظفر اثر ہوا دیکھا لشکر آباد خیمے بارگاہین استادہ کٹورہ کھنک رہا ہی بازار کھلے ہوے
دوکاندار میج وشری پر تلے ہوے یہ بیحیا بشکل فقیر پھرتا ہوا بازار مین آکر بیٹھا ایک سے پوچھا کیون صاحب
طلسم کشا کس بارگاہ مین جلوہ فرما ہین اُس شخص نے اشارہ کردیا کہ وہ سامنے بارگاہ زرنفتی استادہ ہی اسمین
اُس شیر بیشۂ صاحبقرانی کا گذر ہی بس مقہور ملعون ایک گوشہ مین آیا نقب بیجر لگاتا ہوا طرف بارگاہ
والاقدر کے چلا یہان دونون شیدائے یکدیگر یعنی ایرج نوجوان و ملکہ بران شمشیرزن مدت کے بچھڑے
ہوے جو ملے ہین دفتر شکایت کے کھُلے ہین مضامین حسرت و یاس سے دل بھرے ہوے تھے اُسکو خالی کررہے
ہین مہتر شاپور شیردل کبھی بیٹھکر شراب پلاتا ہی کبھی چنگ مصری ہاتھ مین لیکر دل بہلانے کو دونون
عاشق و معشوق کے یہ غزل عاشقانہ گاتا ہی غزل

گل چھری پائینگے جتنے ہین اسیران قفس
تنگ آگئے ہین بہت ضبط سے مرغان قفس
نیبہ در گوش نہ رہ بہر خدا اے صیاد
پاؤن پھیلائے ہوے سوتے ہین مرغان قفس
برگ گل فرش قفس چاہیے کرنا صیاد
یارب آباد رہے گوشۂ ویران قفس
مخلصی پنجۂ الفت سے بہت مشکل ہی
یاد آنے لگی وہ صحبت یاران قفس
چھوڑ دے توڑکے بازو کہین باہر صیاد

دن کو مہمان قضارات کو مہمان قفس
قرۂ اتنے ہمصفیر دام بلا مین آکر
سُن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس
قرۂ چاک قفس کیا ہی اسیرون کیلیے
جی کو بہلائین تو نہین کاش اسیران قفس
فصل گل آئے ہی مرغان چمن ہین دلشاد
چھوڑنے کے نہین ناخن مرے دامان قفس
نیند آجائے اجل کی مرے افسانے سے
تنگ آتا ہی اُٹھانا ہمین احسان قفس

دے کہین رخصت فریاد ہمین اے صیاد
میہمان چمنستان ہوے مہمان قفس
پوریان گود مین لیکر جو قضا نے دی ہین
آنکھ کھولے ہوے بیٹھے ہین نگہبان قفس
خوابگاہ ستم افزا ہی گرفتارون کی
کہدو صیاد سے تیار ہو سامان قفس
مخلصی نے ہمین پھر شوق اسیری بخشا
تا قیامت نہ کھلے چشم نگہبان قفس
مخلصی پاکے فراموش کیا مجھکو آہ

یاد آیا نہ صبا کو بھی مہمانِ قفس
نہ پڑی آنکھ تری اور طرف اے صیاد
دیکھ صیاد ذرا لطفِ گلستانِ قفس
ہیبت نالۂ پرغم سے زمین کانپ اٹھی
مغتنم جان تو یہ صحبت یارانِ قفس

چھٹ کے ہم مسکن بلبل سے بھی رنجیدہ رہے
کیا نہ بلبل کے سوا تھا کوئی شایانِ قفس
ہوگئی ایک ہی پرواز میں خالی آغوش
چیخ جگر میں ہو دیکھے جو مری شانِ قفس

مدتوں دل میں رہی حسرت ہجرانِ قفس
اشک خونی کے ہیں قطرے مرے ہم صورت گل
کیا غضب ہے نہ بر آیا کوئی ارمانِ قفس
رنج عشرت سے نہیں کم جو ہوں صبا نسیم

کبھی گاتے گاتے اٹھکر باہر جاتا ہی یہ دونون عاشق تن گرفتاران دام رنج ومحن ان اشعار کے مضامین حسرت آگین جو خیال مین کرتے ہین ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین ایرج نوجوان کا دامن سے ملکہ کے اشک پاک کرنا کبھی سمجھاتا کہ اے ملکہ عالم اے گل گلزار خوبی اے رنگ و بوے گل حدیقہ محبوبی اے سرو نوخاستہ گلشن فرحت اے نہال باغ دلکشاے محبت اے باعث صبر دل تردد منزل اے مونس تنہائی وا اے باعث صبر و شکیبائی اب یہ کلمات حسرت آیات سننے کی قلب مین طاقت باقی نہین ہے اب ہجر ناگوار ہے دل مثل سیماب بیقرار ہے آپ یہین تشریف رکھو کوکب روشنضمیر کو جواب بھیجے اڑ بھڑکر اسکے طلسم پر قبضہ کرینگے ورنہ ہمارا بزرگ ہے ذرا گردن تابی کریگا خرابی درپیش ہے مدت سے اسکا پس وپیش ہے بہران نے جواب دیا اے شہریار میرے رہنے مین ہزار ہا طرح کی خرابی ہے صحبت شہنشاہ مین ہزار ہا در انداز ہین بڑے بڑے غماز ہین ربط و ضبط کا کام ہے صبر و جبر مین نام ہے آپ نبیرۂ صاحبقران صاحب عظیم و شان جری بہادر صف شکن تیغزن سطوت صولت رخش بدیہ شجاعت جوانمردی قلعہ گیری ثابت قدمی آپکے خاندان کے یہ سب چاکران کمترین ہین آپ کو اسکا خیال واجب لازم ہے یہ عاشق و معشوق تو آپس مین یہ باتین کررہے ہین مگر مقہور بن قہار نقب سحر دیتا ہوا گوشۂ بارگاہ ایرج مین آیا چہرہ نقب کا توڑا ملعون نے سر نکالا دیکھا مسند پر قران السعدین اجتماع نیرین ماہ و خورشید ایک برج مین ہو رہے ہے ہے ایک برج مین اختلاط ظاہری ہو رہے ہین کبھی ہنستے ہین کبھی روتے ہین لیکن لوح طلسم ایرج کے گلے مین پڑی ہوئی ہے مقہور گھبرایا سر اندر نقب کے کھینچ لیا دل مین سوچ رہا ہے کہ اے مقہور کیا کروان شیر بیشۂ صاحبقرانی پر کیونکر دست انداز ہون جرأت مین یکتا صاحب لوح طلسم کشا علاوہ اسکے دختر کوکب شیرانہ بیٹھی ہے کیا فکر کرون ملکہ عالم کو جاکر کیا منہ دکھاؤنگا وہ منتظر بیٹھی ہونگی اسی خیال مین کہ ہمارا خیرخواہ لوح لیکر آتا ہوگا دل سے یہ باتین کرتا ہوا بیرون بارگاہ ایک نخل کے سایہ مین نکلکر کھڑا ہوا دربار گاہ پر شاہزادے کی نگاہ ہے یکایک مہتر شاپور شیر دل بارگاہ سے باہر آیا مقہور سوچا کہ یہ اسکا عیار ہے صاحب راز و نیاز خدمتگزاری مین سرفراز کسی طور سے اسکو گرفتار کرون شاپور دربچانہ پر پہونچا وہان سے گلابی لیکر چلا تھا کہ مقہور کی نگاہ پڑی اس بیچیا سے نے

وہین سے سحر کیا شاپور لڑکھڑا کے گرا مقہور قریب آیا شاپور کو سحر سے بیہوش کر کے کنارے ڈال دیا آپ
سحر سے صورت شاپور بنکر عیار ہوا اندر بارگاہ کے آیا مگر گھبرایا ہوا طائر ہوش پران حیران پریشان ایرج
نوجوان نے جو متردد دیکھا پوچھا کیون برادر خیر تو ہی اس نے گھبرا کر عرض کی کہ حضور ذرا کنارے آئین مین
کچھ عرض کرونگا ایرج نوجوان بے اختیار اُٹھ کھڑے ہوئے وقت وہ ہی کہ ستارۂ سحری چمک چکا ہی مرغ
سحری صدا دیرہا ہی شمع ہاے مومی و کافوری پر زردی آچلی ہی رخ شمع مائل بزردی ہی پروانے لگن
مین جلے ہوے پڑے ہین عاشقان صادق جل گئے معشوق نے پروانہ کی شمع نے بھی رات بھر اشک حسرت
بہائے کسی نے خبر نہ لی کوچۂ عشق مین عاشق و معشوق دونون تباہ ایک کو سوز عشق نے تباہ کیا ایک نے
رو رو کر اپنا خون اپنی گردن پر لیا فرش مین جا بجا شکن عاشق و معشوق کے حال پر فرش نے بھی
تیوری چڑھائی پردہ ہوا سے اُڑ کر دروازے پر گرتا ہی عاشق و معشوق پر جو صدمہ ہوتے کو ہی سر ٹپک
رہا ہی ایرج کو ساتھ لیے ہوے مقہور کنارے آیا گھبرا کر کہا اے شہریار ابھی کچھ جادوگر پاس سے درائت
جادو کے پلٹ کر آئے ہین اُنسے مشہور کیا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے پاس سے ہم نے منگا لی ابھی ابھی غلام
نے یہ خبر وحشت اثر سُنی حضور کے پاس لوح موجود ہی ایرج نے کہا اے برادر جسوقت سے مین میدان جنگ سے
پلٹا سواے تمھارے میرے پاس کوئی نہین آیا اُسی طرح سے لوح موجود ہی عرض کی اُتاریے غلام دیکھے
تو ایرج نے بمحبت شاپور لوح کو گلے سے اُتارا کہا دیکھو بھائی تم سے ہین کیا انکار ہی شاپور
نقلی نے لوح کو ہاتھ مین لیا پیچھے ہٹ کر ایرج نوجوان پر سحر کیا یعنی ایک ماش کا دانہ پھینک مارا ایرج
بیہوش ہو کر گرے اس بحیا مقہور نے بتعجیل تمام لوح کو رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھا ایرج کی
کمر مین بچہ دیکر اُٹھایا قصد ہوا کہ لے نکلون یہان ملکہ بران بیٹھے بیٹھے گھبرائین مثل مشہور ہی شعر
دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر * از سوے کینہ کینہ وز سوے مہر مہر * زلف معشوق پر اگر بل پڑا
عاشق صادق کے مزاج مین ابتری ہو گی ضرور دل خبر دیتا ہی ملکہ بران گھبرا کر اُٹھین کئی مرتبہ شاپور
کو آواز دی جواب نہ ملا اور زیادہ تردد ہوا پردہ اُٹھا کر باہر آئین اُسوقت پہونچین کہ دور سے
دیکھا ایک سیاہ پوش بصد جوش و خروش ایرج نوجوان کو اُٹھا رہا ہی بس ملکہ کو تاب نہ آئی آواز دی
خبردار کون ہی ادھر طلائے پر ملکہ انجم ماہ رخسار رات بھر پھری ہی یہ بھی عاشق صادق شاہزادہ
والا قدر ہی کل فوج کی افسر ہی یہ بھی دوڑی آواز پر بران کے آواز دی کیون حضور خیر تو ہی ملکہ بران
نے پکار کر آواز دی جلد اپنے کو یہان تک پہونچاؤ تمھارے آقا کو کوئی گرفتار کر رہا ہی اُدھر سے ملکہ انجم
دوڑی راہ مین انجم نے دیکھا شاپور ایک مقام پر بیہوش پڑا ہی بس انجم نے بیقرار ہو کر پکارا حضور

بڑا غضب ہوا کچھ فتور برپا ہو گیا شاپور یہاں بیہوش پڑا ہے کسی کے سحر مین مبتلا ہے یہ کہکر انجم نے شاپور پر باران سحر برسایا آپ دوڑی لشکر مین بھی ہلڑ ہوا مقہور سمجھا طلسم کشا کو نہ لیجا سکوں گا لوح طلسم لیجاؤن پھر انکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہے یہ سوچ کر پر پرواز پیدا کیے اڑ کر چلا ملکہ بران نے نعرہ کیا سحر کہکے بلند ہوئین جیسے ہی برابر مقہور کے پہونچین لوح بھی ہاتھ مین تھی ملکہ کو دیکھکر ذرا رنگ رو متغیر ہوا لوح کو سامنے ملکہ بران کے چمکا دیا یک جھپکی غش آنے لگا قلب تھرایا ارے کہکر ملکہ پیچھے ہٹی اتنے عرصہ مین مقہور قندیل فلک ہوا مثل ستارہ سحری آسمان پر چمکا نعرہ کرکے پکارا ٹھا منم مقہور بن قہار شعلہ زن باشید اے مسلمانان مین لوح طلسمی لیچلا اب سر پٹیا کرو طلسم کشا کو ما بدولت نے نہ لیا جب چاہین گے پکڑ لیجائینگے یہ جو سنا ساحران غدار تعاقب مین مقہور بن قہار کے چلے انجم نے شاپور کو ہوشیار کیا ملکہ بران نے بڑھکر ایرج نوجوان کو سنبھالا جب شاہزادہ ہوشیار ہوا ملکہ نے کہا صاحب لوح طلسمی کو کیا کیا بڑے عقلمند ہو غافل سیاہی تباہی سے کچھ کام نہین کیونکر لوح حوالے کی ایرج نے گھبراکر کہا مین نے سوائے بھائی شاپور کے کسی سے کلام بھی نہین کیا شاید انھین کی شکل بنکر کوئی جادوگر آیا لوح مانگی مین نے دیدی اسکے بعد مین بیہوش ہو گیا مجھے احوال نہین معلوم کیا معرکہ گذرا ملکہ بران نے کہا مین جاتی ہوں معلوم ہوتا ہے قلعہ مقہور یہ پر جاکر جاؤ ہوا ہے وہین سے یہ مقہور جادو آیا دم دیکر لوح لے گیا بڑا غضب ہوا جان بچنا دشوار ہو گی ہر ایک تدبیر بیکار ہو گی افسوس صد ہزار افسوس شعر

من درچہ خیالیم فلک درچہ خیال ٭ کارے کہ خداکند فلک را چہ مجال ٭ دیکھیے فلک کجرفتار گردون غدار کیا کجروی دکھاتا ہے ایرج غصے مین کانپا کہا تم طرف طلسم نور افشان کے جاؤ مین فوراً اپنے کو تابہ قلعہ مقہور یہ پہونچاؤنگا لوح لونگا یا لڑبھڑ کر جان دونگا ملکہ بران کی آنکھوں سے اشک حسرت جاری ہوے اشارہ کیا صاحب کیونکر ہو سکتا ہے کہ تمھارے دشمن جان وہین ہم جاکر طلسم نور افشان مین بیٹھ رہین خوف ذلت و رسوائی نے پابند کیا اسقدر رو رو منہ کیا کہ اب کلام کرنا ناگوار ہے زیادہ ٹھہرنا اچھا نہین یہ کہکر ملکہ بران شمشیر زن چیخ مارکر بشکل عقاب آسمان مین ڈوبین اتنے عرصے مین لشکر مین ہنگامہ ہو گیا انجم ماہ رخشا نے لفظ سحر بجائی کمر بندی ہونے لگی شاپور قریب ایرج نوجوان کے آیا ایرج نے کہا اے شاپور غضب ہوا لوح طلسمی قبضہ سے گئی ملکہ بران یکہ و تنہا تعاقب مین اُس مکار غدار کے تشریف لیگئی ہین جلد مرکب تیار کروا لیا ہو اُنکے دشمنوں پہ کوئی افتاد پڑ جاے مین مُنھ دکھلانے کے کام کا نہ رہونگا اپنی بارگاہ سے ملکہ شیشہ می نوش نکل آئی رنج و ملال مین شب بھر جاگی ہے اس خیال مین قلب پر چھریان چلاکین کہ ایرج نوجوان پہلو مین ملکہ بران کے بیٹھے ہونگے اب جو نکلکر خیمے سے ایرج کو دیکھا

شرما کے منھ پھیر لیا لشکر غم والم نے گھیر لیا ایرج کو اس حرکت پر نہایت غصہ آیا مرکب کو بڑھا کر چلے ملکہ شیشۂ می نوش نے شاپور کو قریب بلایا کہا کیون بھیا شرط وفاداری یہی ہی کہ اسوقت شہریار نے ہمارا فراج بھی نہ پوچھا ہم نے سلطنت پرلات ماری ماں کے گھر کو برباد کیا اُسکا بہت جلد ہمکو بدلہ ملا آج ہمارا فراج بھی نہ پوچھا گیا اب ہم بھی اُن سے بات نہ کرینگے تڑپ تڑپ کے جان دینگے اپنی کیفیت مضمون سے ان اشعار آبدار کے ظاہر ہی اشعار مرزا نسیم

کہین کیا دست وحشت کا کہا تک ہمپہ احسان ہی — کہ اب تار گریبان ہی نہ باقی تار دامان ہی
مقام سیر ہی کنج لحد بھی یاد گلرو سے — جگر کے داغ گلشن ہین کفن صبح گلستان ہی
بڑھی لو اور چالاکی چبھے جو پانؤن مین کانٹے — کہ پائے آبلہ اپنا ہر اک خار مغیلان ہی
یہ حالت ہی کہ ہی زنجیر بھی محتاج نالے کی — ہلا سکتے نہین پانؤ یہانتک تنگ زندان ہی
بھلا کیا زندگی کا لطف مجھسے ناتوان کو ہو — کہ ہل جانا سر مو کا قضا کا میرے سامان ہی
مرا لطف اسیری ماتم صیاد ہی اے دل — کہ آغوش قفس تک آتے آتے رخصت جان ہی
بہار سبزہ تو دیکھتے ہین جوش گریہ سے — دل وحشی کے بہلانے کو مرقد بھی بیابان ہی
کیا چاک بدن جب کچھ نہ پایا دست وحشت نے — یہانتک اب برہنہ ہین کہ اپنی جان عریان ہی
نہین مدفن مین بھی آرام ہر دم چونک اٹھتے ہین — صدائے نالۂ مرغ سحر سے دل پریشان ہی
بہا کر خون پہنینگے کفن گلہائے لالہ کا — کہ اپنی وجہ خونریزی حنائے دست جانان ہی
ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دلربائی مین — بشکل گل ہر ایک زخم بدن شادی سے خندان ہی
بجز فضل خداوند حقیقی کون ہی اُس کا — نسیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیان ہی

یہ اشعار پڑھکر ملکہ شیشۂ می نوش زار زار روئی شاپور نے کہا اے ملکۂ عالم تمھین کچھ احوال بھی معلوم ہی کہ آقائے نامدار پر کیا معرکہ گذرا ایک ساحر مقہور بن قہار نامے آیا دم دیکر لوح طلسمی لے گیا قیامت برپا کی ملکہ بران شمشیر زن تعاقب مین گئی ہین ملکہ انجم ماہ رخسار لشکر کو تیار کر رہی ہین یہ سُنکر ملکہ شیشۂ می نوش کا نشہ اُتر گیا ہوش وحواس پراگندہ گھبرا کر کہا کہ بھیا شاپور یہ تو بُرا غضب ہوا اب کیا ہوگا خدا انکی جان بچائے ہی ہی مین تو کہتی تھی اس طلسم کشائی مین آگ لگے تمام دُنیا اس شہریار کی دشمن ہوگئی بھیا تم جاکر شاہزادے کو سمجھاؤ کہ آپ طلسم کشائی سے ہاتھ اُٹھائیے قلعہ طلسمی اُنکا چھوڑ دیجیے اپنے دادا جان کے لشکر مین چلیے جب آپ اُنکا پیچھا نہ کرینگے جادوگر بھی سب سر پیٹ کر بیٹھ رہین گے شہریار نے مرحلات کو فتح کیا ہزارہا ساحر انکے ہاتھ سے واصل جہنم ہوے

اُنکے عزیز اقارب فکر میں ہیں آٹھو پہر اسی ذکر میں ہیں شاپور نے کہا ملکہ اب زیادہ کلام کرنے کا
محل نہیں ہے یہ تمھارے کہنے کی بات ہے کہ طلسم کشائی سے ہاتھ اُٹھائیں عنایت سے پروردگار کی طلسم
فتح کر چکے ہاں تمھاری ملکہ مرائت جبتک زندہ ہیں کد و کاوش کرینگی اپنی جان بچانے کی کوشش کرینگی
اسکا ڈر کیا جو منظور خدا ہے البتہ بڑا غضب ہوا لوح طلسم کا قبضہ سے نکلجانا یا تو مرائت کو نوبت تھا
کہ اُنپر سحر تاثیر نہیں کرتا اب لشکر کشی کرینگی سرکشی سے باز نہ آئینگی اگر آج ملکہ یہاں موجود نہوتیں تو وہ
ساحر انکو بھی لیچلا تھا اب جاکر بارگاہ میں بیٹھیے جو لازم اس مقام پر ہیں اُنکا انتظام کیجیے پریشانی کو
خاطر اقدس میں جگہ نہ دیجیے شاپور شیر دل ملکہ مرائت کو سمجھا رہا تھا کہ سامنے سے دیکھا نقد روح روان
قاسم عالی شان شاہزادۂ ایرج نوجوان پشت کرۂ بن اشقر پر سوار گرد ہزارہا ساحران نامی رفیقان گرامی
گھیرے ہوئے بہ بلغار آتے ہیں ملکہ شیشۂ می نوش نے جو شاہزادے کو اس طور سے آتے ہوئے دیکھا دوڑتی
ہوئی بڑھیں باگ پر ہاتھ رکھدیا کہا اے شہریار برائے خدا اب آج جانے کا قصد نہ کیجیے سب جادوگر
آپ کے نام کے دشمن ہیں قلعہ طلسمی انکا چھوڑ دیجیے بلکہ اگر حکم ہو تو میں لکھ بھیجوں کہ اے مادر نامہربان میں نے
آپ کی سفارش کرکے قلعہ طلسمی چھوڑوا دیا اپنے قلعہ میں آکر رہیے آپ کا نام الحمد ونگی کہ آپنے دشمنی
نہ کردیا تو ایرج جوان نہایت غصے میں تھے اِن باتوں پر ملکہ شیشۂ می نوش کے بے اختیار ہنس پڑے
کہا صاحب کیا لڑکوں کا کھیل مقرر کیا ہے کہ میں قلعہ چھوڑ دوں اطمینان ہو جائے ہم سفر کرکے چلے جائیں
وہ ہمارا پیچھا نہ کرے جو اس سے ہو سکے گا کریگی کیا وہ باز رہیگی انشاء اللہ اگر گھسکر قلعہ میں نہ مارا تو نام اپنا
شاہزادۂ ایرج نوجوان نہ پایا یا قضا ہماری ہمکو لیے جاتی ہے بموجب مصرعہ ہرچہ رود بر سرم آنچہ پسندی
رواست ؎ یہ کہکر گھوڑے کو پھیرا اب تو ملکہ شیشۂ می نوش گھبرائی کنیزوں کو آواز دی صاحبو
تم لوگ کیا چاؤں چاؤں کر رہی ہو میرا راج سہاگ خاک میں ملتا ہے قلعہ مقصور پر جانے کی
تیاری ہے جلد تخت آراستہ کرو کارگزاران شاہی نے فوراً تخت آراستہ کیا رنگ روئے شیشۂ
می نوش اڑا ہوا گرد کنیزوں نے آکر گھیر لیا نقارے بجے علمہائے زرنگاری کے پھریرے کھلے لشکر میں
تلاطم ہوا سامنے سے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار طاؤس زریں بال پر سوار آنکھوں میں آنسو
بھرے ہوئے زلفین عنبرین چہرۂ زیبا پر پریشان عقب میں صدہا جادوگرنیاں اس شوکت سے ملکہ انجم
آتی ہیں ملکہ شیشۂ می نوش کو تخت پر دیکھکر انجم نے سلام کیا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھدیا اشک حسرت
چشم حق بین سے ٹپکائے عرض کی اے حضور آپ کیوں تکلیف فرماتی ہیں فلک نے گردش دکھلائی
لوح طلسمی مقصور بن قہار لے گیا ملازمان شاہنشاہی کو داغ دے گیا ملکہ بران شمشیر زن دختر بلند اختر

شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر حسن مین رشک ماہ منیر سب کے پہلے گئی ہین اب ہو سکتا ہی
کہ ہم تامل کرین گوشۂ عافیت مین بیٹھین آپ سحر سے آگاہ نہین ہین آپ کا تکلیف کرنا بہتر نہین ہی
جو چلا ہی آما وۂ مرگ وجہیائے قضا ہوا ہی خود بادشاہ طلسم وہان موجود ہی لوح طلسمی قبضہ سے جا چکی اب
اب سوائے جان دینے کے کیا چارہ ہی شیشۂ می نوش نے گھبرا کر کہا بوا انکو غم ہوا ہمکو کچھ اسکا افسوس
نہین ہی اے ملکہ انجم آپ لوگ اگر جان بچائین کہین جا کر چھپ جائین مرائت جادو تلاش نہ کریگی میری جان
کی دشمن ہی لوح طلسمی ہین نے لاکر دی شیجر جادو کو مارا ورنہ لوح کا پتا ملنا دشوار تھا انجم نے کہا حضور اختیار
ہی اسوقت جو دوست طلسم کشا کا ہی آمادۂ حرب و پیکار ہی اگر راہ مین اُس ملعون کو پاگئے اور لوح طلسمی لیلی
تو ہماری فتح اُنکی شکست ہی ورنہ جان دینے کا بند و بست ہی یہ کہکر انجم نے بھی طاؤس کو اپنے اڑایا جو ساحر
غیر ساحر جس مقام پر تھا عقب مین شاہزادے کے چلا سب سے زیادہ شیشۂ می نوش بصد جوش و خروش
لشکر کو تیار کرا کے چلی ہی مگر بیقراری نے سر اُٹھایا تلب تھرایا کنیزین ساتھ ہین ہزارہا ساحران زبردست
پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے عرض کرتے جاتے ہین کہ حضور نہ گھبرائین پروردگار فضل اپنا شریک حال کریگا
یہ لڑائی بھی فتح ہو گی شیشۂ می نوش کہتی ہی صاحبو اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے یون امید نہین
ہی ایک لمحہ فلک نے آرام نہ لینے دیا ہماری زندگی حسرت مین گئی ساتھ والیان ان کلمات کو سُنکر روتی تھین
کوئی کہتی ہی کہ واری خدا آپ کے راج سہاگ کو قائم رکھے دشمن مارے جائین دوست فتح پائین بیان تو
اس طور سے یہ لشکر طرف قلعہ مقہوریہ کے جاتا ہی لیکن گذارش کر چکا ہون کہ مرائت جادو نے غصے مین آکر
صیقل آئینہ دار کو بلا کر زیر تیغ بٹھایا ہی قلعہ مقہوریہ مین ہنگامہ ہی ہر گلی کوچہ مین یہی چرچا ہی کہ صاحبو
مرائت جادو نے اب بڑے ظلم پر کمر باندھی ہی شاہزادۂ صیقل کے بزرگون کو قتل کیا ملک و مال
پر قبضہ کر لیا اب آج غصے مین اُس شیر بیشۂ سلطنت کو بھی قتل کرتی ہی طلسم کشا پر زور نہ چلا اُس بیچارے
قیدی پر غصہ اُتارتی ہین اتفاقات قضا و قدر مقہور اس قلعہ کا حاکم کا شانہ عفت مین ایک گوہر بے بہا
رکھتا ہی یعنی ایک دختر حسین مہ جبین نیک منظر حور پیکر پریوش گلعذار غنچہ دہن بڑے بڑے رئیس جلیل اُسکے
سودائے زلف عنبرین مین آوارۂ دشت ادبار ہوئے دام مصیبت مین گرفتار ہوئے مگر اُس مغرور حسن جمال
نے کچھ خیال نہ کیا کسی پر نگاہ نہ ڈالی کسی ہجران دیدہ کی خبر نہ لی اگر کسی نے کچھ پیغام پہونچایا جواب صاف
دیا کہ ہمین کسی کے مرنے جینے سے کیا کام مرنے والا کیون مرتا ہی ناحق اپنے کو مطعون و بدنام کرتا ہی شعر ایسے
چودہ ہزار مرتے ہین نہ کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین نہ کسی نے جوش محبت مین سنکھیا کھائی تڑپ تڑپ کر
جان دی کوئی ہو حق کرتا ہوا جنگل مین نکل گیا مثل فرہاد جگر سوز پہاڑ سے سر ٹکرا ٹکرا کر مرا اس نخل شیرین

نے خیال بھی نہ کیا لیکن حاکم قلعہ کی بیٹی ہو سحر مین طاق شہرہ آفاق طرف سے قید خانے کے گذر ہوا
صیقل کو دیکھکر مائل ہوئی تڑپتی ہوئی گھر مین آئی کئی دن آب و دانہ ترک رہا جب کنیزون نے
دلدہی کرکے پوچھا کہ حضور باعث بیقراری کیا ہو آپ کو کس شے کی کمی ہو مزاج مین کیون برہمی ہو جب
ساتھ والیون نے بہت پوچھا ملکہ شمع رخسار نے جلکے جواب دیا صاحبو پوچھنے سے کیا فائدہ اگر ہمارے
درد کا علاج کرو تو کچھ حال دل کہین ورنہ خاموش رہین چمن آرا وزیرزادی ملکہ شمع رخسار
کی قدمون سے لپٹ گئی آنکھین تلوون سے ملین عرض کی واری یہ کنیز قدیم آپ کی جان و مال سے حاضر
ہو کچھ کچھ مین سمجھ بھی گئی ہون مگر اپنی زبان سے فرمایئے اگر آگ کا دریا ہو کھیلین جان پر کھیلین
نمک حلالی ہمارا کام ہو ملازمان خیرخواہ کا اسی مین نام ہو چمن آرا نے جب اس طرح کے کلمات
تسکین آیات کہے شمع رخسار نے چمن آرا کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا او خیرخواہ فلان قید خانے مین
وہ جوان کون ہو جو طوق و زنجیر مین قید ہو کس صیاد جلاد کا صید ہو وہ یوسف کنعان اسیری کس گلستان
کا پھول ہو کس آسمان کا ماہ درخشان کس برج کا انجم تابان ہو کیا خطا ہوئی کیون قید کیا چمن آرا نے
مُنھ پیٹ لیا کہا اے ملکہ عالم اس جوان کی حسرت و یاس پر زمین روتی ہو آسمان اشک حسرت بہاتا
ہو طلسم اسکندریہ کا بادشاہ اس شہریار کا والد نامدار تھا صاحب جاہ و جلال و دولت و حشم بندہ درگاہ
فوج و لشکر بے حساب خود بھی علم سحر و افسون مین کامل عاقل باذل فہیم شفیق رعیت پرور عدالت گستر
شیر و بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا ظالمون کا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا سرکشون کو خاک مین ملا دیا
بی مرائت جادو اُنکی مدار المہام تھین آپ کے والد نامدار سپہ سالار لشکر کل فوج کے افسر دونون
صاحبون نے آپس مین میل کیا اس بادشاہ عالیجاہ کو زہر دیا یہ شاہزادہ بارہ برس کا تھا اسکو گرفتار
کر لیا چاہا قتل کرین لوگ مانع ہوے کہ اُسنے ابھی کیا خطا کی ہو آخر قتل سے درگزرے اِس
یوسف مصر شہنشاہی کو زندان مین قید کیا شاہزادہ صیقل آئینہ دار اُس جوان کا نام ہو اگرچہ
اپنے باپ کے زمانے مین کمسن تھا مگر فن سحر و ساحری مین طاق علم نیرنج و شعبدہ مین شہرہ آفاق ملکہ
شمع رخسار نے جب یہ حال سُنا چاہا کہ ضبط کرون دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل
بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا آٹھ پہر رویا کرتی تھی ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی چمن آرا مونس تنہائی باعث
صبر و شکیبائی ہر گھڑی سمجھایا کرتی تھی واری صبر کرو دل پر جبر کرو فراق کا انجام وصل نہ گھبرایئے کوئی
سبب پیدا ہوگا وہ شیر دل قید سے چھوٹے گا آپ تک رسائی ہوگی فراق کا زمانہ ختم ہوا چاہتا ہو ایسی
ایسی باتین سمجھایا کرتی تھی ملکہ شمع رخسار گاہے ماہے حیلہ سے قید خانے مین جاتی تھی زیارت سے محبوب کے

دل کو تسکین دیکر چلی آتی تھی اُسی رنج و ملال مین بیٹھی تھی کہ وزیرزادی روتی ہوئی سامنے آئی
عرض کی واری بڑا غضب ہوا ملکہ مرائت جادو قلعہ طلسمی سے شکست کھاکے آئین آپ کے والد
نامدار کو فکر طلسم کشا مین روانہ کیا لیکن شاہزادہ صیقل نوجوان نے آج کچھ قیدخانہ مین خواب دیکھا تھا
خواب دیکھکر بہت رویا سامری کے پرستون کو بُرا کہا مطیع مذہب یزدان پرست ہوا خدائے نادیدہ کی تعریف کررہا
ہی یہ خبر ملکہ مرائت نے سُنی سامنے بلوایا وہ شیر بیشۂ سلطنت وریاست مرائت جادو سے کب دبتا ہی برابر کی گفتگو
ہوئی اب اسوقت مرائت کا ارادہ ہی کہ اُس شہریار کو قتل کرے میرے سامنے جلاد آچکا تھا قتل مین اُس شیر کے
کدو کاوش نشان سلطنت کے گرانے مین کوشش ہورہی ہی یہ سُنکر ملکہ شمع رخسار کی آنکھون مین اندھیرا آگیا
قلب تھرا گیا گھبرا کر کہا کیون بوا چمن آرا مین کیا کرون زندگی ہی ایک امید تھی کہ کبھی تو مطلب دل پورا ہوگا ہائے یہ کیا
خبر وحشت اثر سُنائی چمن آرا نے کہا حضور مجھسے صبر نہو سکا دربار سے ٹل آئی شمع رخسار کہتی ہوئی
اُٹھی ای وزیرزادی جلد کوئی تدبیر بتلا یہ مجھکو خوب ثابت ہوگیا کہ اُس شہریار کو کچھ بشارت ہوئی
مرائت کو نام خدائے نادیدہ سُنکر نفرت ہوئی ای چمن آرا مین خدائے نادیدہ سے عہد کرتی ہون
اگر یہ شیر دلیر آفتاب آسمان سلطنت ماہ درخشان ریاست کی جان بچ جائے اور میری اُس شہریار تک
رسائی ہو مین دل و جان سے اقرار کرتی ہون کہ مین مذہب طلسم کشا کا اختیار کرونگی یہ تو ہمیشہ سے میرا
دل کہتا ہی بھڑوے پونے دوسو خدا کیسے کتنے درجن ہوئے انگریزی کے الفاظ مین بھی شمار غیر ممکن دیکھو
خدائی مین جھگڑا پڑا مذہب کیسا خراب ہوا اُن لوگون کے دلائل معقول ہین بڑے اُنکو شرف حصول ہین
کہتے ہین ہمارا اکیلا خدا ہی بے مثل و یکتا ہی مین نے تو خدائے نادیدہ کی اطاعت کی چمن آرا بتلا اب مین کیا
کرون دل کہتا ہی کہ جاکر بی مرائت سے لڑون اُس شیر کو چھڑالون لیکن انجام اسکا کیا ہوگا اگر وقت پر
والد نامدار آگئے فرمائینگے تو نے کیون دخل دیا ملکہ عالم کو اختیار ہی چمن آرا نے کہا حضور یہ میری صلاح ہی
کہ یہان سے چلیے اور بی مرائت سے دست بستہ عرض کیجیے کہ یہ نوجوان فرزند بادشاہ طلسم ہی والد نامدار کو
آپنے برائے کار ضروری بھیجا ہی اُنکے عقب مین اسکا قتل کرنا مناسب نہین اگر مان جائین پہر دو پہر تو ٹلے
جب آپ کے والد نامدار آئینگے تب دیکھا جائیگا اگر ایک رات کی مہلت ملی ہم حضور کا ساتھ دینگے قیدخانے
سے نکال لائینگے اس لڑائی مین جان لڑائینگے مگر اسوقت جلد چلیے میرے سامنے تکرار شروع ہوگئی تھی وہ
جوان اپنی کہتا ہی یہ دھمکا رہی تھی ڈرا رہی تھی وہ مثل شیر خشمناک ایک سوال ایک کلام ایک زبان
ایک تحریر ایک تقریر ایک خدا یقین ہی تکرار بڑھ گئی ہوگی ملکہ روتی ہوئی اُٹھی یہ کہکر ملکی ہاتھ طرف
آسمان کے اُٹھا دیے عرض کی ای کریم کارساز داسے بے نیاز مین جاکر اُس شیر دلیر کو زندہ پاؤن ہاتھ سے

اُس جلاد کے بچاؤن یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی چار سو کنیزین جچھی ہوئین جادوگرنیان اُنکو ساتھ لیا سمجھا کر
سب سے کہدیا صاحبو ہمارا ساتھ دینا اگر مرنے کا خوف ہی تو ہمارا ساتھ نہ دو ہم مرنے جاتے ہین اسوقت اگر
ہمارے ساتھ سے قدم ہٹایا ہمکو ناگوار ہوگا اسوقت ہم خوشی سے کہتے ہین جسوقت خدا فضل کریگا تم سب
صاحبون کا گھر ہی چلی آنا کوئی طعن تشنیع نہ کریگا سب نے عرض کی اے ملکہ عالم حضور کا نمک کھایا ہی عزت
آبرو پائی جس سے حضور لڑینگی ہم جان دینے پر آمادہ ہین جہان حضور کا پسینہ گریگا سر نثار کرینگے ہر زخم
پر دم محبت کا بھرینگے اُن سب نے جو مہر و محبت ایسے کلمات کہے ملکہ نے ایک ایک کو گلے سے لگایا کہا صاحبو
بعد پروردگار کے تمہارا بھروسا ہی سب کو ساتھ لیکر طرف بارگاہ کے تخت اُڑاتی ہوئی چلین یہان وہ
وقت ہی کہ مرائت جادو برائے قتل شاہزادہ صیقل آئینہ دار دو حکم دے چکی ہی چاہتی ہی کہ تیسرا حکم
دے کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ شمع رخسار مع انیسون جلیسون کے آکر پہونچی ملکہ مرائت کو سلام کیا مرائت کی جو
نگاہ آئینہ جمال شمع رخسار پر پڑی بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان شمع رخسار آکر کرسی پہ بیٹھی اس گرفتار
رنج و مصیبت پر نگاہ پڑی زنجیرین ہلا رہا ہی جلاد تلوار کھینچے سر پر کھڑا ہی شمع رخسار نے دست بستہ ملکہ
مرائت سے عرض کی حضور اس قیدی نے کیا خطا کی جو آپ قتل کرتی ہین کیون بگناہ کے خون سے ہاتھ
بھرتی ہین مرائت نے کہا اے نور نظر یہ ساحرون کے خدا کو برا کہتا ہی یکا یک اس دین جد و آبا سے پھر گیا علاوہ
اسکے بموجب ارشاد فیض بنیاد شیخ سعدی کہ افعی را کشتن و بچہ اش نگاہداشتن کار خردمندان نیست
علاوہ اسکے مذہب جدو آبا کو بُرا کہتا ہی ہوتے دو سو خداوندون سے منحرف ہوا ایک خدا نا دیدہ
کو اچھا کہا یہ سُنکر ملکہ شمع رخسار کا کلیجہ منہ کو آیا گرمی عشق نے ہڈیون کو جلا دیا ضبط نہ ہو سکا آخر جواب
دیا کہ اے ملکہ عالم اجتک کیون قید رکھا آپ قلعہ طلسمی مین تھین یہان والد نامدار کو اختیار تھا جب
چاہتے قتل کرتے مگر ہمیشہ خدمتگزاری مین مصروف رہے یہی فرماتے تھے انکے بزرگون کا ملک و مال لے لیا
اُنکا ستانا بہتر نہین دوسرے خداوندون کو جو اُنھون نے بُرا کہا آپ نے تکرار کی انکو بھی ضد ہوئی انکی
بات کا کیا اعتبار بقول سعدی ہر کہ دست از جان بشوید ہر چہ در دل آید بگوید مبتلائے مصیبت گرفتار
دام صعوبت نور نگاہ بادشاہ طلسم اسکندری ایسے بزرگ کے خاندان کی یہ ابتری لہذا حضور قتل موقوف
رکھین جب والد نامدار تشریف لائینگے جیسا مناسب وقت ہوگا حکم فرمائینگے آپ اپنے زبان نہ لڑائیے کیا ضرور
ہی جو اصل مقدمات ہین اُدھر رجوع فرمائیے طلسم کشا کی گرفتاری کی فکر کیجیے ملک و مال بچائیے ایک ایسا
شخص حقیر غریب زندہ رہا تو کیا مارا گیا تو کیا فائدہ یہ سنکر مرائت جادو نے کہا چھوکری تجھے کیا دخل ہی
کل کی بات ہی رو کر روٹی مانگتی تھی آج ہم سے چار آنکھ کر کے بات کرتی ہی باپ تیرا گود مین لیکر آتا تھا

تو حکم مین ما بدولت کے دخل دیتی ہی ہمین اختیار ہی جسکو چاہین قتل کرین یا بخشین شمع رخسار نے ابکی جھڑک کر جواب دیا کہ ہان حضور آپ بادشاہ ہین آپ کو سب طرح کا اختیار ہی ہم لوگ جانباز سر فروش اسی واسطے ہین کہ نیک و بد سے آگاہ کرتے رہین کسی کا تشنیع کیا ضرور ہی سراسر عقل کا قصور ہی رب اکبر نے ابتدا سب کے واسطے اُسی طور سے مقرر کی ہی باغ مین اول طفل غنچہ زبان نہین کھولتا آخر کھل کر گل ہوا انجام ثمر حاصل ہوا یہی نشو ونما واسطے انسان کے بھی قرار داد ہی عدالت حاکم نابالغ بیداد ہی مرائت نے جلاد کو اشارہ کیا جلد صیقل کا سر کاٹ لے لونڈیا کو بکنے دے ہمارے مقدمات مین کسی کو کیا دخل ہی جلاد بڑھا شمع رخسار کو تاب نہ آئی اپنے مقام سے اُٹھی کہتی ہوئی حضور الامر فوق الادب حضور کو ناگوار ہوگا یہ جوان قتل نہین ہوسکتا صیقل نے بھی جمال جہان آرائے ملکہ شمع رخسار پر نگاہ ڈالی دیکھا ہی کہ چہرہ سُرخ آمادۂ مرگ جہیاے قضا چہرۂ اداس عالم یاس کبھی مرائت سے منت کرتی ہی کبھی ابرو سخدار پر بل پڑ جاتے ہین کبھی عاشق و معشوق مین اشارے کنائے ہوتے ہین جوانی پر صیقل کے اہالیان دربار روتے ہین غریو بلند ہی ہر شخص دردمند ہی مرائت کی یہ بدعت سب کو ناپسند ہی لیکن صیقل نے بنگاہ یاس طرف ملکہ شمع رخسار کے دیکھا اشارون سے یہ پیدا تھا کہ ای جان جہان ای شمع رخسار اس ملعونہ کی آنکھون مین چربی چھائی ہی ہمارے قتل پر آمادہ ہوگئی اب تم دخل نہ دو صبر کرو عاشق کا سوگ کھنا قبر پر آکر فاتحہ پڑھنا جب ہچکی آئے ہمکو یاد کرنا روح کو شاد کرنا ہمارا پیمانۂ عمر لبریز ہوچکا اس میخانہ کی ہوا بگڑی حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے چلے یہ خیال کرکے آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے شمع رخسار نے جو دیکھا کہ صیقل پر ہجوم غم و الم ہی چونکہ شاہ جلیل ہی حرکات پر مرائت کی مزاج برہم ہی شمع رخسار بیتاب ہوکر کرسی سے اُٹھی طرف صیقل کے چلی مرائت نے آواز دی خبردار ہمارے گنہگار کے قریب نہ جانا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگی شمع رخسار سمجھی کہ اب بگڑ چلی مرائت کی بات کا جواب نہ دیا تڑپ کر قریب صیقل کے آئی کہا ای شہریار اُٹھیے کنیز اپنی جان دیگی یہ کہکر صیقل کی زبان سے سوزن لیا اب تو صیقل نے غصے مین آکر قید کو توڑکے پھینک دیا شمع رخسار نے بڑھکر جھولی ہاتھ مین دی اسمین اسباب سحر موجود تھا ہلڑ ہوا ملکہ شمع رخسار نے صیقل آئینہ دار کو قید سے رہا کیا حکم مالک سے خلاف ہوا مرائت بھی اپنے مقام سے اُٹھی تمام شہر مرائت جادو کا شریک ہی شمع رخسار پہلو مین صیقل آئینہ دار کے صیقل نے گولہ مارا زمین تھرائی کئی سو جادوگر مر کر گرے شمع رخسار نے بھی نگاہ گرم ڈالی ناری جلنے لگے زمین سے شعلے نکلنے لگے مرائت جادو نے نعرہ کیا ان سب کو گرفتار کرلو صیقل کا سر کاٹ لو شمع رخسار کو سزا دونگی میرے سامنے بے ادبی کی ہی ہرگز قصور نہ معاف کرونگی چار طرف سے

ساحرون نے بلوہ کیا ترنج و نارنج ماش کے دانے چلے لیکن صیقل آئینہ دار ہنگامہ پلنگانہ لڑائی مین
مصروف ہی چشم زدن مین مرأت نے دیکھا کئی سو ساحر کر کر گرے خون کے دریا بہ گئے مرأت نے بڑھکر
سحر کیا گولہ اُٹھا کر مارا اُسکا دل گروہ تھا کہ اُسکا وار روکے شمع رخسار نے بڑھکر اُنگلی سے اشارہ
کیا گولہ کے دو ٹکڑے ہوئے اس مین سے برق چمکی سر پر ملکہ شمع رخسار کے پڑی معلوم ہوا پھنکیت
نے ہاتھ مارا سر زخمی ہوا قطرات خون روے زیبا پر صاف ظاہر تھا کہ ماہ تابان پردۂ شفق
مین پنہان ہی لیکن جاہ و جلال چہرۂ خورشید مثال سے عیان ہی صیقل کی نگاہ پڑی
میرے واسطے اُس نے زخم کھایا بیتاب ہوکے صیقل جھپٹ کر قریب آیا شانہ تھام لیا کہا اے
جان جہان و اے آرام دل مشتاقان تمھارا یہ احسان ہمیشہ تا بروز حشر رہے گا لیکن ہم
بڑھکر لڑتے ہین تم نکلجاؤ اپنی جان بچاؤ اپنے کو خدمت مین طلسم کشا کے پہونچاؤ وہ تمکو دامن پناہ دینگے
ہماری کیفیت عرض کرنا کہ غلام جدید مشتاق قدمبوسی ہوکر رہرو راہ عدم ہوا زیارت سے حضور کے
مشرف نہوا آرزوے دیدار فرحت آثار دل مین لے گیا شمع رخسار نے جواب دیا اے شہریار غیرت نہین
تقاضا کرتی کہ آپ کو اس مصیبت مین چھوڑ دون مین جان بچا کر نکلجاؤن ایسی زندگی پر لعنت ہی طلسم کشا
بھی مجھکو اچھا نہ جانے گا سمجھے گا ایسے شیر دلیر کا ساتھ چھوڑ کر چلی آئی ہمارے لشکر سے نکال دو کون
ہماری قدر کریگا ہر ایک کی نگاہ سے گرجائینگے آج تمھارے سامنے جان دینگے چونکہ مدت کی عاشق
ہی حوصلے دل مین بھرے ہوئے ہین ارمان ذبح ہو رہے ہین ان کلمات حسرت آیات پر اُس
حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کے صیقل بیقرار اشکبار بڑھکر سینہ اپنا سپر کرتا ہی ساحرون
کو للکار رہا ہی کہ او بیحیاؤ اُس مہ جبین پر کیا حملے کرتے ہو مردان عالم سے آنکھ چار کرو ہمپر وار کرو تو
لطف سحر کرنے کا لے جو ساحر جھپٹکر سامنے صیقل کے پہونچا اُس شیر دل نے جسکو ہاتھ مارا بیک ضرب
شمشیر دو پرکالے کیے کئی سو ساحر مار کر ڈالدیے خون کے دریا بہائے ہین مرأت جادو نے دیکھا کہ
صیقل بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی مگر مرأت کے ساتھ فوج زیادہ ہی چار جانب سے ان عاشق و
معشوق کو گھیر لیا نیزے تیر و تفنگ پڑنے لگے جب صیقل نے بھی کئی زخم کھائے قریب تھا زمین
پر گرے شمع رخسار نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا اے شہریار ہوشیار ہو جیسے ان نامردون سے اپنے کو بچائیے
کنیزین میری سب قتل ہوئین مین جان نثاری کو حاضر ہون مجبور و ناچار قاصر ہون فوج ساتھ نہین
رکھتی نقد جان نثار کرنے کو حاضر ہون اپنی تو یہ کیفیت ہی بموجب مضمون اشعار مخفی نظم

تا بستہ شد بہ گلشن وصل تو راہ ما ۔ محرم نشد بہ بزم نگاہت نگاہ ما
چندان بیاد گلشن وصلت گریستیم

کامد بآب دیدہ برون برق آہ ما
ای گریہ ہمتے کہ در این دشت تشنہ لب
مخفی چو ہست لطف الٰہی گواہ ما

مارا بجاہ و منصب کس احتیاج نیست
خرم نم آب دیدہ نگردد گیاہ ما

کمتر ز تاج شاہ نباشد کلاہ ما
مقصود قدسیان ز سوال و جواب جیست

صیقل کا کلیجہ کانپ رہا ہی اپنے زخمون کو بھولا ملکہ کو بچاتا ہی سینہ سپر کر دیتا ہی جان دینے پر آمادہ کبھی پکارتا ہی ای خالق لیل و نہار ای پروردگار درطۂ ہلاکت سے بچالے اپنے مرنے کا کچھ غم نہین ہی یہ شاہزادی مہ جبین مفت مین اپنی جان دیتی ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتی ہی تیرے بندہ جدید پر شاق ہی یہ بندۂ گنہگار تیری مدد کا اشتاق ہی ای رب حقیقی ای مالک تحقیقی **نظم**

ہر زخم مرا اور گلستان ہی برابر
نرگس لب جو دیدۂ گریان ہی برابر
ہی سینۂ تفتیدہ ہر اک تختۂ گلزار
یہ سینہ پر از داغ چراغان ہی برابر
آنسو نہ تھمے تجھسے کبھو میرے کہ تجھ پاس
جانے مین ترے آگے دل و جان ہی برابر

ہر خرمن گل کنج شہیدان ہی برابر
فریاد کنان بلبل و دیوار چمن مین
جو غنچہ ہی سو وہ دل سوزان ہی برابر
دریا میری آنکھون سے یہ بہتا ہی لہو کا
لخت دل و گل برگ بدامان ہی برابر
سنتا ہی نہین بات مری تو جو سنے بھی

کہتے ہین جسے شرم سو گلشن کی ہی وہ راہ
جو رخنہ ہی سو چاک گریبان ہی برابر
سوز دل عشاق تماشا جو ہو تجھکو
مژگان سے مرے بخیر مرجان ہی برابر
حیران ہون ترے سامنے کس طرح مین پھرا
وہ بات پھر اور طائر پران ہی برابر دیگر

ای خالق بے نیاز میرے
عصیان کے حجاب سے نفر دے
ای خالق بے نیاز و یکتا

ای مالک کارساز میرے
دامن گل آرزو سے بھر دے
عالم مین نہین شریک تیرا

تجھ عاجز و خستہ کی مدد کر
کیا وقت مصیبت و بلا ہی
معبود یہ وقت بیکسی ہی

عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
یان موت کا اب تو سامنا ہی
الفت مرے دل مین آ بسی ہی

ای دافع البلیات سامع الدعوات تو نے پیدا کیا ہی پھر کس سے عرض کرون ان بجیاؤن نے باپ کو قتل کیا گھر بار لوٹ لیا اسپر بھی اطمینان نہوا عدم بلوغ مین تیرے بندۂ حقیر کو قید کیا آزار پہونچایا اب بخطا چاہتے ہین قتل کرین بیگناہ کا خون بہائین دل کو تیری رحمت سے قوت ہو رحیمی کریمی تیری عادت ہی صیقل نے جو بلک کر دعا کی زخمی بھی انتہا کا ہو چکا ہی شمع رخسار بھی زخم کھا کر بھرا رہی ہی مگر اپنے معشوق کے شمع جمال کی پروانہ بنی ہی قوت جواب دیچکی خون نکلنے سے نقاہت کا زور آئینہ رخسار پر حیرانی دریائے غم والم مین طغیانی یہ دونون عاشق معشوق اس بلا مین مبتلا مگر صیقل کی دعا پر باب اجابت کھل چکا ہی دعا بیقراری کی کلید قفل باب اجابت بنگئی باب فرحت و عیش کا وا ہوا چاہتا ہی لیکن ایک آسمان پر مقہور آکر کرہ کا لوح کو لیکر آیا ہی گھبرایا ہوا بدحواس جانتا ہی میرے تعاقب مین سب چلے آتے ہین بران شمشیر زن ضرور آئیگی اس سے مقابلہ دشوار ہی وہ دختر کوکب نامدار ہی خود صف شکن بران شمشیر زن وہ کب رکتی ہی خیال مین تھا کہ اب اپنے قلعہ مین پہونچونگا ان لوگون کے روکنے کی تدبیر کرونگا اب جو دیکھا تو میرے قلعہ مین قیامت برپا ہی گو تیغ و تاراج

چل رہا ہی ساحرون کے مرنے کی آواز آتی ہی زمین تھراتی ہی جی مین سوچا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی کیا ہمراہیان طلسم کشا یہان پہونچ گئے اُنکے دلکو لگی تھی پیشتر آئے قریب دیوار قلعہ آکر دیکھا تمام لشکر مین کمر بندی ہوگئی ہی مرأت جادو سحر کر رہی ہی صیقل آئینہ دار ایک جانب لڑ رہا ہی ہزارون کو مار کر ڈالدیا ہی بقدرت پروردگار بیٹی پر اسکی نگاہ نہین پڑی صیقل کو دیکھکر گھبرا گیا حیران ہوا کہ یہ کیونکر قید سے رہا ہوا شمع رخسار ایک گوشے مین گر کر بیہوش ہوگئی ہی مقہور نے وہین سے نعرہ کیا او صیقل خبردار کس در انداز نے تجھے قید سے رہا کر دیا یہ کہکر کڑک کر زمین پر گرا مرأت سے کچھ نہ پوچھا صیقل پر سحر کرتا ہوا بڑھا کچھ ملازم چلے کہ ہم اپنے مالک سے حال گذشتہ بیان کرین کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا منم ملکہ بران شمشیر زن باش دیکھا کہان جاتا ہی لوح لیکر مثل چورون کے بھاگا یہ کہکر بران نے گرتے گرتے گولہ مارا کئی سو ساحر جل کر گرے اندھیرا چھا گیا اب مقہور اور زیادہ گھبرایا بران نے آتے ہی طبقۂ زمین کے ہلا دیے یکایک دروازے پر قلعے کے ہلڑ ہوا شیر کے نعرے کی آواز آئی نعرۂ ایرج نوجوان اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر
کہ صاحبقرانیم و آفاق گیر
ہنر بر و مان و نبرد آزما
جری صف شکن شیر دشت وغا
منم فارس عرصۂ کارزار
گل گلشن قاسم نامدار

اُنکے ساتھ ملکہ انجم ماہ رخسار عقب مین فوج ہشیار ہر کو و برزن مین تلوار چلنے لگی مقہور گھبرا گیا کسی سے حال نہین پوچھنے پایا کہ صیقل کیونکر رہا ہوا آگے دیکھا شمع رخسار اتنا کی زخمی لباس خون آلود موت کے آثار چہرے پر موجود کچھ ماش کے دانے ملکہ بران کی جانب پھینک مارے جھک کر بیٹی کا ہاتھ تھام لیا گھبرا کر آواز دی ای نور نظر آنکھ کھولو تمکو کس نے زخمی کیا ہی یہ صیقل کیونکر قید سے رہا ہوا شمع رخسار نے گھبرا کر آنکھ کھولی باپ کو بالین پر پایا بمہر و محبت اُٹھا رہا ہی سحر بران سے بارگاہ مین اندھیرا ہی مقہور نے پوچھا بیٹا منھ سے بولو زبان تو کھولو مین اپنی مصیبت مین گرفتار ہون لشکر طلسم کشا مین گیا لوح چھین لایا میرے عقب مین دختر کوکب آگئی تم تو بی بی کچھ حال کہو شمع رخسار نے جو یہ حال سُنا کہ طلسم کشا سے لوح چھین لایا گھبرا کر کہا والد نامدار لوح کیا چیز ہی مقہور نے کہا روح روان طلسم جان طلسم ساحرون کے واسطے تلوار خنجر بلاے آسمانی سحر اسپر تاثیر نہین کرتا جب تو طلسم کشا طلسم پر قبضہ کر لیتا ہی بڑے بڑے ساحرون کو شکست دیتا ہی یہ مضمون سُنکر شمع رخسار گھبرائی سوچی کہ اگر لوح باپ کے پاس رہی یا مرأت جادو کو دیدی طلسم کشا بیکار ہو جائیگا ساحرون پر کیونکر فتح پائیگا اب شمع رخسار بن پڑے تو لوح باپ سے لیکر طلسم کشا کے پاس پہونچاؤ یہ سوچکر کہا بابا جان بی مرأت جادو نے صیقل کو قید خانے سے بلوایا قتل کرنے کا ارادہ کیا کچھ آپس مین تکرار ہوئی اُسنے رہائی پائی یہی فساد ہی مین لڑی بی مرأت کو مین نے منع کیا مجھکو زخمی کیا بُرا بھلا

کہنے لگین یہ سُنکر مقہور کو غصہ آیا لوح نکالکر جھولی سے کہا بی بی میری آنکھون مین خون اُتر آیا تو وارث سریر سلطنت ہی تجھکو سب طرح کا اختیار دیا بی مرأت کے باپ کا کیا اجارہ دیکھو بی بی لوح طلسمی یہ ہی ملکہ شمع رخسار نے لوح ہاتھ مین لی جیسے ہی جھپٹی مقہور نے کہا بیٹیا سامنے ہمارے نہ لاؤ ہم سحر بھولے جاتے ہین شمع رخسار نے کہا دیکھیے مرأت مجھے قتل کرنے آتی ہی بچائیے مقہور اُس جانب پلٹا مرأت پر گولے مارنے لگا شمع رخسار سحر کرتی ہوئی قریب صیقل کے پہونچی کہا اے شہریار آپ کے اعتقاد کا انجام بخیر ہوا بڑی کوشش سے لوح ملی مگر اب والد آگاہ ہونگے میرا پیچھا کرینگے جلد بارگاہ سے باہر نکلیے پاس طلسم کشا کے چلیے ملاقات کا ذریعہ نکل آیا وہ بھی جان جائینگے کہ ہمارے خیر خواہ آیا لوح طلسمی لاکر پہونچائی یہ سُنتے ہی صیقل نے چاہا اڑتا پھرتا شمع رخسار کو لے نکلون کہ مقہور نے پلٹ کے دیکھا آواز دی اے شمع رخسار تیری ہی تو روشنی ہی تو چراغ قلعہ مقہور یہ ہی کہان گئی ادھر مرأت نے جو دیکھا کہ مقہور نے مجھپر سحر کیے علامت سحر مقہور دفع کرکے آواز دی کہ اے مقہور دیوانے کچھ بیٹی کی بھی تجھکو خبر ہی دھگڑے کے واسطے ہم سے بگڑ گئی صیقل کو اب وہ لیکر نکل جائیگی مُنھ دیکھکر رہجاؤ گے مشقت کا یہ پھل پاؤ گے مقہور نے مُنھ پیٹ لیا کہا ملکہ عالم آپ نے پہلے نہ کہا وہ تو لوح لیکر کہین غائب ہوگئی ع وائے بربادی گرفتاری ما * کس مشقت سے لوح لایا گیسو بریدہ دم دیکر بیگی یہ کہکے جھپٹا دیکھا شمع رخسار صیقل کے پاس کھڑی باتین کررہی ہی وہین سے للکارا او بدسرشت لا لوح مجھکو دیدے صیقل سے تجھے کیا واسطہ ملکہ مرأت کا یہ گنہگار ہی شمع رخسار تو گھبرائی مگر صیقل بڑھکر سحر کرنے لگا کہ دروازہ سے بارگاہ کے ہنگامہ عظیم برپا ہوا دیکھا سب نے آفتاب عالمتاب شہریاری وکوکب شش جہت افروز جہانداری نہنگ بحر جرأت یکہ تاز عرصۂ جلالت صاحب شوکت وشان ایرج نوجوان دریاے خون مین نہایا ہوا لیکن انجم ماہ رخسار رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھے ہوے سحر سے شاہزادے کو بچاتی ہوئی اندر بارگاہ کے پہونچے شمع رخسار نے شاہزادۂ والا قدر کو دیکھا بے اختیار دعائین دیتی ہوئی بڑھی ملکہ انجم ماہ رخسار کو آواز دی یہ کنیز جدید حاضر ہی ایک غلام تازہ بھی بشرف باسلام ہوا انکھواران شاہنشاہی کا نام ہوا لوح طلسمی لیکر شاہزادہ کے گلے مین پہنائی انجم نے جو نام لوح سُنا خوشی سے چہرہ سُرخ ہوگیا سوچی کہ اے انجم اب تیرا اقبال اوج پر ہوا مقہور نے دور سے دیکھا کہ صیقل وشمع رخسار قریب طلسم کشا پہونچ چکے ہین لوح ہاتھ پر رکھکر پیش کی ہی تیغہ کھینچکر دوڑا غل مچاتا ہوا کہ اری شمع رخسار کیا کرتی ہی لوح طلسم کشا کو نہ دینا ورنہ بوٹیاں کاٹ کر کھا جاؤنگا انجم نے بہ تعجیل لوح گلے مین ایرج نوجوان کے پہنا دی یا تو شاہزادہ ایرج حرب سحر سے

ساحران کے نوبت بجان دکار و باتنخوان حیران و پریشان تھا یا جسم مین طاقت آئی آنکھون مین بصارت ہوئی قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی نعرہ کرکے ساحران غدار پر جا پڑا صیقل و شمع رخسار کو اپنی پشت پر لے لیا انجم نیمچہ سحر کھینچکر آگے بڑھی ملکہ بران نے دیکھا کہ لوح ایرج نوجوان کے گلے مین مثل جرم قمر بصد کرو فر تابان و درخشان ہے مقھور بھاگ کر قریب مرائت کے آیا مرائت نے کہا اے مقھور پہلے تم نے ہمین پر سحر کیا دوست دشمن کو نہ پہچانا مقھور نے کہا ملکہ میری بدنصیبی آخر شمع رخسار کیون شریک ہوئی سنتا ہون آپ نے فساد برپا کیا مرائت جادو نے کہا او دیوانے مجہول بخت برگشتہ و نامعقول تیری لاڈلی بیٹی دیوارین پھاندتی ہے چونہ لگا کے نکل گئی صیقل نوجوان بھرتی تھی مین نے اُسکے قتل کا ارادہ کیا مجھسے لڑنے پر آمادہ ہوکر اُٹھ کھڑی ہوئی اُسی نے دھگڑے کو قید سے رہا کیا تمکو دم دیکر لوح لیگئی اب جان بچاؤ واہا لیان طلسم اسکندریہ کا ستارہ گردش مین آیا قلعۂ طلسمی سے بھاگ کر یہان آئی کہین پاؤن نگی یہان آتے ہی آفت برپا ہوئی گھر کے چراغ سے آگ لگی شمع رخسار بگڑ گئی اب دیکھین یہ آگ کیونکر بجھے یہ سنکر مقھور کے ہوش و حواس پراگندہ ہوے دیکھا طلسم کشا ٹھنگا نہ پلنگا نہ رستا نہ لڑتا ہوا آتا ہے ایک جانب ملکہ انجم ماہ رخسار ایک جانب صیقل آئینہ دار ایک سمت ملکہ شمع رخسار تخت پر ملکہ شیشہ می نوش بصد جوش و خروش فوجون کو اشارے کرتی جاتی تھین دونون لشکر آپسین ملے ہوے سحر ہو رہے ہین مگر سرداران اسلام نے بڑے نام کیے نظم

وہ حملے تھے بران کے گرم و تیز
زمین تر تھی یہ خون کا چھڑکاؤ تھا
زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز
چمکنے لگی برق شمشیر کی
ہر اک جا پہ لاشون کا ستھراؤ تھا
صدا آئی پیہم پہ تیر کی

مقھور نے چاہا جاکر اپنی بیٹی کو گرفتار کرے سرکشی کا بدلہ لے شمع رخسار پیچھے ہٹی مقھور نے گولہ مارا نشانہ اسکا زخمی ہوا مقھور نے چاہا جاکر سر کاٹ لون ایرج نوجوان کی نگاہ پڑی نعرہ کیا او بیحیا دست خود را نگھدار کہ ما ہم رسیدیم یہ کہکر گھوڑے پر کوڑا کیا سامنے مقھور کے پہونچے مقھور تیغہ کھینچکر برس پڑا سحر بھی کیے ہاتھ تلوار کے لگائے ایرج نے تلوار کو تلوار پر گانٹھا لوح نے سحر کو دفع کیا نعرہ کیا شعر تو ضربے ز دی ضرب من نوش کن ۞ ہمہ خا دی از دل فراموش کن ۞ مرکب نے دونون ٹاپین مشک پر گینڈے کی کھدین ایرج نے ہاتھ مارا صدا ے الامان بلند اُس تیرہ بخت نے گرد اسپر کا اُٹھا دیا برق تیغ نے ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے خود پر گری اُسکو بھی قلم کیا مع گینڈے چار ٹکڑے مقھور کا قتل ہونا زمین کا نپی آواز آئی کشتی مرا نام من مقھور بن قہار شعلہ زن بود مرنے سے مقھور کے مرائت گھبرائی کہ اب جانبری کی کون صورت ہے ایسا قوت بازو مارا گیا میرا گھر بی بی شیشہ می نوش نے برباد کیا قاتلۂ مقھور یہ شمع رخسار نے مٹایا اب

کوئی فتح کی صورت نہین معلوم ہوتی ٹھہرنا مناسب نہین چلکر افراسیاب سے فریاد کرین وہان سے
فوج جنگی لیکر آئین یہ سوچکر اُسی اندھیرے مین پھر پرواز پیدا کرکے اُڑی ساتھ والون پر نعرہ کیا کہ صاحبو
نکل آؤ زیر دامن صحرا پناہ لینگے بقول سعدی نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ؛ کہ جاہا سپر باید انداختن ؛
دس بیس دن مین پھر لشکر جمع کرکے آئین گے کیا ان لوگون کا پیچھا چھوڑینگے جیسے ہی مرائت جادو بلند
ہوئی سحر کرتی ہوئی چلی کئی ہزار ساحرون کو جلا دیا بادشاہ طلسم اسکندریہ ہی سحر و ساحری مین طاق شہرہ
آفاق علم شعبدہ مین مشاق آگ برسادی انجم ماہ رخسار نے آواز دی غضب ہوا مرائت جادو پھر
نکلی جاتی ہی فساد برپا کریگی عملداری کرنا طلسم اسکندریہ مین محال ہوگا مال طلسمی جان کا وبال ہوگا
یہ جو انجم نے پکار کر کہا یہ آواز کان مین ملکہ بران شمشیر زن کے پڑی بیقرار ہوئی تڑپ گئی سوچی کہ
ایرج نوجوان کے ساتھ دشمنی کریگی سحر کرکے بلند ہوئی آواز دی او مرائت کہان جاتی ہی مرائت
نے جو بران کو آتے دیکھا غصے مین پلٹ پڑی چند ماش کے دانے جھولی سے نکالے پیشانی پر نشتر مارا
خون مین دانون کو رنگین کیا ملکہ بران پر پھینک مارے سب نے دیکھا ابر یاقوتی بران پر گرا اسکے اندر
بند ہوگئی اُس ابر یاقوتی سے رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہیبت ہویدا سب کو یقین ہوا کہ ملکہ
بران شمشیر زن کو اس ملعونہ نے مارا ایرج نوجوان مجبور پر پرواز ناممکن تھے سر پیٹ رہا تھا اُس ابر
سے یکایک برق چمکی دیکھا ایک ستارہ اُس ابر کو توڑکر بلند ہوا ابر کے ٹکڑے ٹکڑے ستارے سے آواز
آئی منم ملکہ بران شمشیر زن مگر سب نے دیکھا سر شاہزادی کا زخمی نیمچہ کھینچکر مرائت پر جا پڑی قریب
آکر نیمچہ مارا مرائت کا سر زخمی ہوا بران نے چاہا سر کاٹ لون مرائت نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر چھوٹا سا
آئینہ نکالا ملکہ بران کو دکھا دیا سب نے دیکھا کہ ملکہ بران کو حیرت چہرہ اداس عالم یاس مبہوت
لب پر مہر سکوت لہرا کر طرف زمین کے چلی مرائت نیمچہ کھینچکر بڑھی کہ بران کا سر کاٹ لون طلسم کشا کو
داغ دون زمین پر سے یہ معرکہ ایرج نوجوان نے دیکھا کلیجہ تھام لیا ہر طرف غریو بلند ہوا لو یاور ملکہ
بران شمشیر زن سحر مین مرائت کے مبتلا ہوئین شیشہ مو نوش نے گریبان پھاڑ ڈالا یا ربا یا مستغیثا
کی صدا بلند ہوئی اُسوقت ایرج نوجوان نے بیقرار ہوکر قربان سے کمان ترکش سے تیر یا زدہ مشتی تورنگ
خدنگ سفتہ سوفار عقاب پر بجر کمان مین پیوست کیا زاغ کمان چلایا مرغ خیال سہا عقاب تیر نے
پر کھولے مرائت نے چاہا تھا کہ بران کو نیمچہ مارے تیر دلدوز تو وہ سینہ پر آکر پڑا مہرہ پشت کو توڑکر
پار گذرا بجاے خون جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے لاشہ لہرا کر طرف زمین کے چلا آندھی سیاہ اٹھی سنگباری
برف باری ہونے لگی بیرون نے مرائت کے بہت کچھ غل مچایا کچھ تدبیر نہ بن پڑی آخر مین آواز آئی

کشتی مرا نام من ملکہ درائت جادو و بادشاہ اسکندریہ بود افسوس مردیم و جان دادیم مطلب خود نرسیدیم ملکہ بران کو ہوش آیا ہر ایک نے بہر سجدۂ شکریہ پروردگار سر جھکایا حیات تازہ حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی چہار جانب چادر ہلنے لگی آوازین الامان کی بلند ہوئین رئیسان شہر مشیران ریاست لرزان ترسان خدمت مین ملکہ شمع رخسار کے حاضر ہوے عرض کی آپ وارث قلعۂ مقہور یہ ہین ہمکو بیچل کر قدمون پر طلسم کشا کے گرا دیجیے خطا معاف کرائیے ملکہ نے بشرما کر سر جھکایا لب سب شرم و حجاب کے خدمت مین ملکہ شیشہ می نوش کے حاضر ہوئی عرض کی اے شہنشاہ لشکر طلسم کشا ان غربا کی خطا معاف فرمائیے ملکہ نے فرمایا مشہور کر دو جن صاحب کو اطاعت منظور ہو سامری جمشید پر لعنت کرین دین اسلام ملت بیضا کی اطاعت کرین سب کی خطا معاف ہی طلسم کشا کا قلب مثل آئینہ کے صاف و شفاف ہی ملکہ انجم ماہ رخسار آگے بڑھین بلا کر سردارون کو قدمون پر شاہزادے کے گرایا ہزارہا بندگان خدا مطیع اسلام ہوئے زر و جواہر نثار کرتے ہوے داخل دارالامارۂ شاہی ہوے تخت پر ملکہ شیشہ می نوش و نگل شوکت پر شاہزادۂ والا قدر شاپور شیر دل ملکہ رانی مین مصروف ہوا کرسی مکلل بجواہر برائے ملکہ بران شمشیر زن بچھی ملکہ شیشہ می نوش تخت پر بیٹھنا قبول نہ کرتی تھی ملکہ بران نے مسکرا کر فرمایا کہ بوا بیٹھو تمہارا عہد سلطنت و ریاست ہی تمہاری والدہ ماجدہ کی وراثت ہی شیشہ می نوش نے آنکھین اپنی فرش کین پلکون سے جاروب کشی کی ملکہ انجم ماہ رخسار سامان عیش و نشاط مہیا کرتے مین مشغول ہین سعادتین حصول ہین جمال ماہ تمثال ملکہ بران شمشیر زن سے تمام بارگاہ منور و روشن ہی بوے زلف معنبر رشک سنبل ریحان سے وہ مقام گلشن ہی شاہزادۂ ایرج نوجوان گلچینی گلشن جمال کی کر رہے ہین فخر حاصل ہی نظارۂ جمال سے تسکین دل ہی کلاہ فخر کو عرش اعلیٰ تک پہونچایا ہی وہ بلقیس وش پہلو مین ہی انھون نے مرتبۂ سلیمانی پایا ہی آنکھین دیدۂ غزال کو آنکھین دکھانے والی زلفین سنبل کو پیچ و تاب مین لانے والی عارض پُر نور پر بل کہ رہی ہین بوئے زلفین عنبرین سے سارا مکان بسا ہوا ہی ایرج نوجوان مسکرا کر یہ اشعار پڑھ رہے ہین غزل

یاد آگئے کسی کی شب ہجران زلفین
کیا دکھاتی ہین مجھے خواب پریشان زلفین

کر گئین آج تصور مین یہ احسان زلفین
لے گئین مانگ کے طول شب ہجران زلفین

دیکھو گرنا دم رفتار الجھکر نہ کہین
پاؤن تک آتی ہین اے فتنۂ دوران زلفین

چاہ غبغب سے نکلتے ہی ہوئی قید نصیب
یوسف دل کے لیے ہوگئین زندان زلفین

دل چرایا نہین ما ورنہ گردن مین جب بھی
آئین عارض پہ اٹھانے کو جو قرآن زلفین

پھر وہ شب آئے الٰہی کہ کبھی یار الجھے
کبھی عاشق سے رہین دست و گریبان زلفین

تیری مشاطہ نے افشان نہین چھڑکی اُنپر ہوئی ہین صورت اژدر شررافشان زلفین
سب حسینون کا ہی اُس شوخ حسین مین جلوہ پتلیان آنکھون ہین حورین ہین تو پریان زلفین
روح عاشق کو جو کرنا ہی پریشان پس مرگ کھولیے آکے سر گور غریبان زلفین
ہاے رے صبح شب وصل کا عالم تیرا دونون آنکھین وہ خماری وہ پریشان زلفین
کسکو دون کسکو نہ دون سخت پریشان ہین جلال ایک دل کی مرے دونون ہین وہ خواہان زلفین

ملکہ براں شرما کر سر جھکا لیتی ہین لیکن ملکہ انجم ماہ جہار صیقل آئینہ دار و ملکہ شمع رخسار کی زخمد زبان کرکے سامنے شاہزادہ کے لائین عرض کی حضور ملکہ شمع رخسار مقہور بن قہار کی دختر بلند اختر ہی حضور کا دین متین باعتقاد اختیار کیا اور یہ شیر دلیر شاہزادۂ نامدار یعنی صیقل آئینہ دار بادشاد سابق طلسم سکندری کا فرزند دلبند ہی مرات مکارہ نے اُنکے بزرگون کو قتل کیا شاہزادے کو قید کر لیا آپ کے آتے آتے یہان فتور برپا ہوا الحمد للہ ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ٭ حضور یہ وارث سریر سلطنت مین صاحب ہمت وشوکت ہین ایرج نوجوان اپنے مقام سے اُٹھے بخلق ومروت بغلگیر ہوے اپنے پہلو مین جگہ دیکر ارشاد فرمایا کہ از قلعہ اسکندریہ تا بہ قلعہ مقہوریہ ہمنے آپ کو ناظم قرار دیا ملکہ شیشہ مے نوش کو کچھ سلطنت کی احتیاج نہین صیقل نے عرض کی غلام کو منظور ہی کہ اب اپنی حیات تک دامن دولت نہ چھوڑون غلام کو راستہ ہوش ربا کا بخوبی معلوم ہی آئینۂ سامری غلام کے قبضہ مین ہی گویا وہ آئینہ خضر راہ ہی جو اُسکے جادۂ حقیقت سے بھٹکے وہ گمراہ ہی حضور کو عین مقام دریائے نیل پر پہونچا دونگا یہ سنکر شاہزادۂ ایرج نوجوان مالامال محبت ہوے صاف چہرے سے ہویدا تھا کہ دولت کونین ملی کلی آرزو کی کھلی خوش ہوکر فرمایا ای صیقل نوجوان ای شیر بیشۂ طلسم اسکندری ای ماہ آسمان افسونگری ہم تمہارے بہت ممنون ومشکور ہونگے ہوش ربا مین جانے کے بہت مشتاق ہین اپنے برادر بجان برابر کی جدائی مین مبتلاے فراق ہین بچپن سے ہمارا اُنکا ساتھ رہا اس زمانے مین فلک کجرفتار گردون غدار نے اسطرح سے جدا کیا کہ سالہا سال گذرے صورت دیکھنے کو اُس شیر بیشۂ جرأت کی ترس گئے ملکہ براں شمشیر زن سر جھکائے خاموش حیرت وغیرت کا جوش صیقل سے اشارے کرتی ہین کہ برادر اُنکے سامنے ہوش ربا کا ذکر نہ کرو اُس سفر عظیم کی فکر نہ کرو آیندہ قباحت ہی دشمنون کے واسطے مصیبت ہی اگر افراسیاب جادو آگاہ ہو جاوے دشمنون کو اُنکے گرفتار کرنے کسکی لیاقت ہی کہ اُسپر دست انداز ہوسکے صیقل اس اشارے کو نہ سمجھا براہ خیر خواہی قدمون کو ایرج کے بوسہ دیکر کل کیفیت راستے کی ظاہر کی انشاء اللہ ان حالات کو بھی تحریر کرونگا ناظرین پر سختی راہ کی ظاہر ہو جائیگی مگر راہبر یہ صاف باطن یعنی صیقل آئینہ دار

ٹھہرا ایرج نوجوان یہ باتین کر رہے ہین رئیسان شہر حاضر ہوے ہین کہ یکایک ہرکارون نے بڑھکر عرض کی کہ
آپکے سرداران نامی و پہلوانان گرامی کوہ عقیق سے تلاش کرتے ہوے نکلے تھے در دولت پر حاضر ہین نام
اپنے یہ بتاتے ہین تیلم زنگی و فیلم زنگی و عنتر صبا دعوجان دریا باری و سام بن عوجان و
میعاد رشک دراز گردن یہ نام سُنکر ایرج نوجوان مثل گل کے شگفتہ ہوگئے ارشاد فرمایا جو ہمارے
سر کو عزیز رکھتا ہو وہ ان سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو استقبال کرکے لائے صیقل نوجوان
و ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ سمن بر وغیرہ واسطے پیشوائی کے گئے شاہزادے کے سامنے اُن پہلوانون
کو لیکر آئے ایرج نوجوان اپنے دوستان صادق و محبان واثق کو دیکھکر اُٹھ کھڑے ہوے ایک ایک
کو گلے سے لگایا پوچھا بھائیو کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی جب حضور کو ساحرہ لے نکلی ہم نے
آپسمین صلاح کی کہ چلکر اپنے آقاے نامدار مولاے قدرشناس کو تلاش کرین شکر ہی کہ مشقت ہماری
ٹھکانے لگی مراد حاصل ہوئی کہ حضور کو بدولت و اقبال پایا ایرج نوجوان نے کہا ای پہلوانان رستم
خصال وای شیران دشت جدال و قتال انشاء اللہ اب براے ملاقات اسد نامدار چلین گے راہبر
دستیاب ہوا سب نے عرض کی بسم اللہ غلامانِ جانباز ساتھ ہین آرزو ہی کہ خاص ہوشربا مین چلکر وہ
تلوار چلے کہ روح رستم و اسفندیار تڑپ جاے اب یہ سردار جو آکر پہونچے باتین جرات کی ہونے لگین
صیقل کو ایرج نے پہلو مین بٹھالا اُس شیردل نے رہبری کے نام سے عہدہ مصاحبت پایا ناگاہ
سیاح جہانگرد اعنی آفتاب عالمتاب منزل عالم کو طی کرکے سراے مغرب مین جاکر فروکش ہوا ثابت
و سیارگان نے محفل عیش و نشاط نو آئین بصد تمکین براے ماہ تابان آراستہ کی شاید نوعروس نے
چنگ مرصعی بجایا مشتری فلک بناز و کرشمہ اُس محفل نزہت منزل مین مصروف رقص و سرود ہوئی
یہان صحبت شاہزادہ ایرج نوجوان مین سامان عیش و نشاط مہیا ہوا مگر ملکہ بران شمشیرزن کی واسطے
بارگاہ فلک اشتباہ ایک استادہ ہوئی ظاہر مین سب کے سامنے ملکہ رخصت ہوئین انجم وغیرہ نے
ہرچند روکا فرمایا اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی تمام امورات سلطنت طلسم نور افشان کا انتظام میری ذات
پر موقوف ہی ایرج سے آپس مین اشارے ہوئے ایرج اُٹھکر تنہائی مین آئے شاید ور ہمراہ ملکہ
بران غرق زمین ہوکر آئین ایرج نے کہا کہ ای ملکہ عالم آج کی شب اور تشریف نہ لیجائیے بلکہ بران
بے اختیار زار زار روئین فرمایا ای شوریدۂ دشت محبت ای آشفتہ وادی مودت زیادہ جوش و خروش
کو کام نہ فرمائیے اس عشق مین اپنی جان کو بچائیے ایسا نہو کوئی در انداز والد نامدار کو خبر پہونچائے
مجھکو آپکو دونون کو زندگی دشوار ہو جائے اپنی تو اب یہ کیفیت ہی اشعار

خاشاک شمرد م ہمہ اسباب جہان را
بینند بیک پردہ نہان را و عیان را
شایان جرس قافلۂ ریگ روان نیست

باخس نبود دوستی آتش نفسان را
زخم دل کس بخیۂ مرہم نہ پذیرد
کے نالہ گلو گیر شود دردہ دلان را

اہل نظر انند کہ چون شعلۂ فانوس
باید کہ باندیشہ کشی تیغ زبان را

ہم نے تو اپنا سر ہتیلی پر رکھا موت کا مزہ چکھا مگر برائے خدا اپنی جان بچائیے مقام راز و نیاز ہو ہو نہٹھ ؞ بلائیے ایسا ہو کچھ خرابی در پیش ہو زیادہ لیس و پیش ہوا ابھی تک اسد نامدار نے لوح بھی نہین پائی جستجوے لوح مین تا بہ طلسم صندل پہونچے مین درد سر مین مبتلا ہین ہم وہان بھی جاکر لڑے مریخ جادو صاحب علامت کو مارا راہ مین پلٹ کر گرفتار ہوے والدنا مدار کو خبر پہونچی آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ برائے مدد آیا ہم سبکو قید سے چھڑایا پھر نہین آج تک دریافت ہوا کہ اسد نامدار نے طلسم صندل کو فتح کیا یا مرحلہ جات پر گذر ہوا آپ سے رخصت ہو کر وہان کی خبر لینگے اس فکر سے مراد یہ ہو کہ ابھی طلسم کشائی ہوش ربا کی بھی ناقص ہو اگر خدا نخواستہ ہمارے خاندان سے فساد ہو گیا لشکر خواجہ عمرو کا جمنا ہوش ربا مین قدم تھمنا دشوار ہوجاویگا یہ کہکر یران نے سر جھکا لیا چشمۂ چشم سے قلزم محیط موج زن ہوا صدف کا منھ کھل گیا گوہر آبدار اشک عارض انور پر گرنے لگے صاف ثابت تھا کہ بارش مروارید ابر قرہ سے ہو رہی ہو ہر چند ایرج نوجوان دامن سے اشک پاک کرتے ہین لیکن دریاے اشک کی طغیانی ہو کشتی چشم طوفانی ہو ہچکی لگی ہوئی ہو ناامیدی وصل مین قلب پر ہجوم غم و ملال ہو چشم گریان کا حال پر ملال ہو ان حالات مصیبت آیات نے ایرج نوجوان کے دل کو بیقرار کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا دونون کی حسرت پر شاپور پچھاڑین کھاتا تھا جوش محبت مین ایرج نوجوان نے دست تمنا گردن معشوق عاشق خصال مین حمائل کر دیے بموجب مضمون شعر دہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے ؞ کہ جس طرح ساون سے بھادون ملے دونون عاشق و معشوق روتے روتے بیہوش ہو گئے شاپور شیر دل نے گلاب کیوڑہ چھڑک کر دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ کو ہوشیار کیا دونون مثل آہوے صحرائی چونکے ہو رہے ہین آنکھین پھاڑ پھاڑ کر چہار جانب دیکھتے ہین شاپور شیر دل خائف ہوا کہ ایسا نہو ان دو مین سے ایک کا دم نکل جائے کیا جوش و خروش ہو صاف ظاہر ہوتا ہو کہ اب اتنے صبر نہو سکے گا یہ مقدمہ طشت از بام افتادہ ہو جائیگا انجام اسکا برا ہو آنسو دونون کے پاک کیے لا کر مسند پر بٹھایا ایک ایک جام شراب پلایا عرض کی اے شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے اگر یہی حال ہو زندگی محال ہو جامع المتفرقین اپنا فضل شریک کریگا بچھڑے ہودون کو ملاتا ہو عاشقان مہجور کو روے شب وصل دکھاتا ہو ہر غم کے واسطے انتہا ہو بعد رنج کے راحت بعد شب ہجر روز وصلت سمجھا کر ان باتون مین بہلایا تب دونون کو کسی قدر تسکین

ہوئی اب دفتر حکایت و شکایت کھلے ہر چند شاپور عرض کرتا ہے کہ ای ملکہ عالم رات کم ہے فراخ زلف شب
وصل برہم ہے لیکن دونون پر محبت کے جوش مین شراب الفت سے مدہوش ہین تھوڑے ہی عرصہ
مین شاپور نے دیکھا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شمع محفل لہرائی چہرۂ ماہ تابان فق ہوا صدائے موذن
شکر عاشقان صادق کا کلیجہ شق ہوا صدائے الفراق والوداع بلند عاشق و معشوق دونون
دردمند پروانون نے جلکر اپنی جان دی شمع محفل بجھی سی ہوگئی اُسوقت محفل مین سناٹا شاپور نے
دو چار شعر بھیروین کے گائے دونون کے دل بھر آئے شب بھر روتے روتے گذری ملکہ بران شمشیرزن
نے اپنے دوپٹہ سے آنسو ایرج کے پاک کیے فرمایا کہ ای شیر بیشۂ صاحبقرانی اگر ہمارے بعد ا سیخ تڑپوگے
بیٹھ کو گئے ہمکو بھی آرام نہ آئیگا اور ہمکو ہر وقت لڑائی درپیش ہے اگر طبیعت منتشر رہی حریف کی
بن پڑیگی ہم تجھی سمجھائے دیتے ہین بدون ہماری صلاح کے ہوشربا مین آنیکا قصد نہ کیجیے گا ہوشربا
ہوش رُبا ہے ایک ایک ساحر وہان یکتا ہے جب دریائے نیل پر لشکرکشی ہوگی اُسوقت ہم کسی طرح آپ کو
اطلاع دینگے ہماری تحریر پر کاربند ہوجیے گا یکایک اتنے بڑے ملک مین آنا سراسر خلاف ہے ایرج نوجوان کو
بخوبی سمجھاکر ملکہ بران اُٹھین مگر اُٹھنے مین دل بیٹھا جاتا ہے قلب تھراتا ہے بمشکل اپنے کو سنبھالا غم و الم کو
ٹالا طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر طرف طلسم نور افشان کے چلین ایرج پہونچانے کو آئے تھے ملکہ بران
پلٹ پلٹ کر دیکھ رہی ہین جب رنگ رو ایرج متغیر پایا پھر پلٹ پڑین پھر سمجھایا دونون کی حسرت پر فلک
کو بھی جلن ہے طریقۂ ظلم و ستم بھول گیا طائران صحرا زمزمہ سرائی بھول گئے نخل پا بہ گل تھے سرو انکی مصیبت
پر بیدل تھے کئی مرتبہ کے ایسے پھیرے مین ایرج روتے ہوئے واپس ہوئے بران نے صبر کا سنگ دل پر رکھا
مست مے محبت بجبر و قہر اپنے کو کشان کشان طرف طلسم نور افشان کے چلی ایرج نوجوان آکر داخل بارگاہ
آسمان جاہ ہوئے ملکہ شیشۂ مے نوش و انجم ماہ رخسار و شمع رخسار و صیقل آئینہ دار سب
دربار مین آئے قدمبوسی سے بادشاہ کی مشرف ہوئے ایرج نوجوان نے فرمایا ای برادر صیقل ہم چاہتے
ہین کہ ہمکو سرحد طلسم ہوش رُبا مین پہونچاؤ عرض کی آنکھون سے غلام رہبری کریگا عنایت سے پروردگار
کی یہ نیازمند اس رسم و راہ سے بخوبی ماہر ہے لیکن اس زمانے مین ناظمان دربند ہوش رُبا سامان لشکرکشی
کر رہے ہین لشکر مہرخ و بہار پر چڑھائی ہے ہر مقام پہ ہمکو آپ کو روکین گے خراج گزاران افراسیاب
ٹوکین گے جا بجا لڑائی ہوگی بڑی سختیون سے تا بہ ہوش رُبا رسائی ہوگی ایرج نوجوان نے کہا ای برادر
خیال محال کو دل مین جگہ نہ دو لشکر تیار کرو یہ فرماکر ایک عرضی خدمت مین اپنے والد نامدار کے تحریر کی
خلاصہ مضمون اُس عرضی کا یہ تھا کہ ای قبلہ و کعبہ بعد آداب تسلیمات حضور عالی تبار سے عرض کیجیے گا

کہ اقبال سے حضور کے آکر طلسم اسکندریہ کو فتح کیا شاہزادہ اُس ملک کا صیقل آئینہ دار رہا را
سر سبز ہوا اسکو ساتھ لیکر طرف سرحد طلسم ہوش رُبا کے بتاریخ فلان روانہ ہوے دعاے خیر سے غلام
کو اپنے فراموش نہ فرمایئے گا یہ عرضی شتر سوار لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا یہان
ایرج نوجوان نے ملکہ شیشۂ مے نوش کو بادشاہ لشکر صیقل آئینہ دار کو کل لشکر کا افسر انجم ماہ رخسار
مقدمۃ الجیش سمن بر کو خدمت آب و آذوقہ شمع رخسار کو کوچ و مقام کا اختیار اسطرح سے لشکر
ظفر اثر کو تیار کرکے بصد کر و فر بجاہ و حشم طے مراحل و قطع منازل کرتے ہوے طرف طلسم ہوش رُبا کے روانہ ہوے

دو کلمہ داستان شوکت بیان آفتاب عالمتاب جرأت و شوکت ماہ آسمان جلالت و
ریاست تہور شعار اسد نامدار و ذکر مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن اُمیۂ ضمری لعدفتح
طلسم صندل روانہ ہونا طرف دربند مہر و ماہ کے اور مقابلہ مہر و ماہ جادو بروقت
پہونچنا سرداران خوشخو کا براے مدد اسد نامدار و دیگر حالات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

پلا ساقی مے گلرنگ کا جام
ذرا بس کھینچے ہیں بادِ تند جاروب
ٹہرنی شگوفوں مین شب کے ہمک ہے
بہر دوست یان تک ملک ہے کر تو باور
نہ آنا یان ترا میری قضا ہے
کہ جسکے آگے آب زندگانی
خدا جانے زمانے کا ہو کیا طور
روا ہے گر تو میری تشنہ کامی
تجھے اپنی ملاحت کی قسم ہے
تجھے ہے اپنی مستی کی سوگند
تجھے ہے یار کی رنجش کی سوگند
قسم ہے تجھکو میری چشم تر کی
تجھے سوگند بسمل کی طپش کی
تجھے ان سیاہ مستو کی قسم ہے
کردن اس تشنگی میں کسکو میں نکش

صبا لائی ہے گلشن مین پیغام
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب
سراپا سرو مین قد کے لچک ہے
کرا ڈر ہمی نگ نے تختے پہ چادر
مرا جینا اگر تیری رضا ہے
بھرے خضر کے چشمے سے وہ پانی
ہوا ہے آن مین کچھ اور سے اور
قسم تجھکو ہے مولانا ے جامی
مرے دل کے جراحت کی قسم ہے
تجھے اپنی زبردستی کی سوگند
مری ہر دم کی آمیزش کی سوگند
قسم ہے میری آہ بے اثر کی
تجھے سوگند اس دل کی خلش کی
پہونچ جلدی کہ فرصت کوئی دم ہے
گہر سے پر ہو سکا دامن گوش

کہ آمد آمد فصل جنون ہے
معطر ہے زبس خاک گلستان
نہوا سوقت تو مجھ پاس ہے قہر
ارے زاہد یہ ہے انصاف سے دور
تو آ جلدی کہ اب مجھکو نہیں تاب
جو سیر باغ دل تیرا نہ چاہے
نہ پھر بلبل ہے نہ گل ہے نہ یہ باغ
قسم ہے تجھکو اپنے زلف رو کی
تجھے جھوٹی قسم اپنے کی سوگند
تجھے شیشہ ڈھلکنے کی قسم ہے
قسم ہے نازکی کی تجھے یار
قسم ہے میری فریاد و فغان کی
مری الحاح و زاری کی قسم ہے
مجھے دیدے اگر تو بادہ ناب
اگر دو چار دے تو بسا غزل

رخ ساقی خوشی سے لالہ گون ہے
صبا سیار ہے عنبر فشان
ہوا کیا دیکھ تک آکر سر نہر
رکھے تو اس ہوا مین مجھکو خندہ
قدح کر دے لبالب لیکے وہ آب
چلیں صحرا کو ہم تو گاہ گاہے
لبوں پر ہے فغان و دل پہ ہے داغ
قسم ہے تجھکو گل کے رنگ و بو کی
بکھرنے دم بدم اپنے کی سوگند
تجھے ساغر چھلکنے کی قسم ہے
قسم ہے نشۂ مے کی تجھے یار
قسم ہے عندلیب بوستان کی
مری بے اختیاری کی قسم ہے
کرین مجلس مین تیرا شکر احباب
قصص تجھسے کہوں رنگین ازگل

چہرہ سیاحانِ دشت معانی و مسافران منازل سخندانی جادۂ رسم و راہ داستان شوکت بیان کو یون طی کرتے ہین شعر بیا اے خردمند فرخندہ پے * کہ سازیم این جادۂ سحر طے * جبکہ فارس میدان شجاعت یکہ تاز عرصۂ جلالت صف شکن تیغ زن شناور محیط طلسم کشائی نہنگ بحر زخار تیغ آزمائی افسر لشکر جانبازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی و مہتر مہتران و بہتر بہتران و سرہنگ سرہنگان بساط بلا و نبی آدم مولانائے معظم و مکرم دو دندۂ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ نامی و نامدار خواجہ عمرو ذیوقار طلسم صندل کو فتح کر چکے اب صلاح ہوئی کہ جلد طرف دربند مہر و ماہ کے روانہ ہونا چاہیے ملک اخضر و نعیم جادو و فہیم جادو و دیگر سرداران نامدار حاضر خدمت فیض درجت ہوئے ایک ہفتہ مین انتظام لشکر ظفر اثر ہوا ملک اخضر کو تخت پر سوار کیا اسد نامدار زیر سایۂ علم شیر پیکر بصد کر و فر بجاہ و حشم تمام و شوکت مالا کلام طرف دربند مہر و ماہ کے راہی ہوئے کارگزاران ملک اخضر بارگاہ فلک اشتباہ لیکر بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھے جس مقام پر جا کر لشکر اترا وہان کے زمیندار تعلق دار راجہ بابو آکر حاضر ہوئے سامان دعوت مہیا کیا سبب ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کے کل متعلقین حوالی طلسم صندل حاضر ہوتے ہین قدم بقدم لشکر بڑھتا جاتا ہے خواجہ عمرو بھی خوشی خوشی لشکر کے ساتھ ہین ہر شب کو صلاحین ہوتی ہین کہ انشاء اللہ دربند مہر و ماہ پر پہنچین گے لوح طلسم دستیاب ہوگی لڑتے بھڑتے تا بہ مرحلجات جائینگے افراسیاب سے مقابلے ٹھہرینگے اب ناظمان دربند گھبرائینگے اخضر عرض کرتا ہے اے شہریار نامدار حقیر لشکر سب بھاگین گے غلام آپ کا ایک ایک کو پہچانتا ہے یقین کامل ہے غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت آستان عالی پر آکر حاضر ہونگے انشاء اللہ مرحلجات کی فتاحی کی جلد صورت پیدا ہوگی لیکن حضور افراسیاب طبقہ زمین کا ہلا دیگا لاکھون کا کھیت پڑیگا دشت لالہ زار بنجائیگا خون کے دریا بہا دیگا خواجہ عمرو فرماتے ہین کیون اے ملک اخضر تجھے بھی لوح کے آنے کی کچھ خبر سنی تھی جب صرصر نے جاکر اسد غازی پر عیاری کی لوح لاکر افراسیاب کو دی تب ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا ایک نرگا ڈیپیدا ہوا وہین کو شل قبر بلا کھولے ہوئے افراسیاب نے اسکے منھ مین لوح ڈالدی تھی جب مین نے حیرت کی صورت بنکر ضد کی اور کیفیت لوح پوچھی افراسیاب نے صاف کہدیا کہ دربند مہر و ماہ پر مین نے لوح کو بھیجا مہر و ماہ جادو کے پاس لوح ہے اس نشان پر عنایت سے پروردگار کے مین آیا تا بہ طلسم صندل پہونچا طلسم صندل بھی فتح ہوا درمیان مین ہر شخص کا یہ قول تھا کہ صندل جادو کا قتل ہونا ناممکن ہے وہ بھی انگوٹھی ملی عنایت خدا سے دستگیری ہوئی اسکو بھی قتل کیا اب تو یار و منزل مقصد قریب ہے اخضر جادو تو خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیسکا ملکہ گوہر جادو نے عرض کی اے

شہنشاہ عیاران عالم ای محترم و محتشم اِن حالات کی وقفیت جسقدر کنیز کو ہو کسی کو اس مقدمہ مین دخل نہین آپ جب حوالی طلسم مین تشریف لائے پہلے مجھکو خبر ہو گئی مین نے شاہزادہ صندلان صندلی پوش کو بھیجا مراد اس بیان سے یہ ہو کہ مجھکو خبر ہو گئی اگر کوئی شخص حقیر بھی اس جانب سے جاتا لونڈی کو خبر ضرور ہوتی نہین معلوم اسمین کیا بھید ہو خدا آپ کی مشقت کا انجام بخیر کرے دربند مہر و ماہ پر لوح نہین ہو آیندہ اقبال شاہنشاہی کی برکت سے اگر لوح دربند مہر و ماہ پر ملجاے عنایت پروردگار ورنہ ہم نہین عرض کر سکتے ان باتون کو سنا عمرو کے ہوش و حواس اُڑے جاتے ہین خیر خواہان دولت کے قلب تھراتے ہین لیکن لکھا ہو کہ بعد از قطع منازل و طی مراحل قریب دربند مہر و ماہ لشکر ظفر اثر اسد نامدار کا گذر ہوا مہر و ماہ جادو دونون شاہزادیان جو دربند مہر و ماہ کی حاکم ہین خبر سُنکر آمد طلسم کشا کی بیرون شہر آئین بارگاہ مین اپنی بھی استادکرا ئین لشکر چار لاکھ ساحران غدار کا آکر فروکش ہوا مہر و ماہ دونون بہنین حسن مین یکتا سحر و ساحری مین انکا شہرہ اپنے سامنے کسی کو موجود نہین جانتی ہین سحر و ساحری مین بے نظیر حسن مین رشک ماہ منیر کنارے پر لشکر کے ٹہل رہی ہین کہ آمد آمد لشکر طلسم کشا ہوئی پہلے سب سے صندلان صندلی پوش بصد جوش و خروش مع ستر ہزار ساحران نامی و گرامی آکر اُترے دوبارہ پھر گرد اُڑی نعیم جادو و فہیم جادو وزیر اعظم دستور معظم مع ساٹھ ہزار ساحران نامی و گرامی آکر اُترے انکے بعد گرد عظیم بلند ہوئی ملازمان مہر و ماہ جادو نے دیکھا صدا آئی اشعار

یلا تو جم انو بڑھے جائیو	دو جانب سے باگین لیے جائیو	ترقی ہو اقبال کی دمبدم	اُٹھے عمرو دولت قدم با قدم

سب دیکھنے لگے دامن گرد شگافتہ ہوا نگاہ پڑی جمال خورشید مثال شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مرکب باد رفتار پر سوار گرد سرداران نامدار چہرہ مثل آفتاب و ماہتاب روشن دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے نور سرداری و سالاری جبین مبین سے ساطع و لامع فتح و ظفر جلوہ کنان نظم

در نہو قطرے سے اے بحر سخا کے ممتاز
زندگی بخش مسیحا کا ہو لاغک اعجاز
تیوری کی گانٹھ کا کب ہے کھلے ہو عقدہ
انکھڑیان ہین تری ظالم کر کوئی شہید ہیا
کیا بیان ہو اسکی عدالت کا زبانہ پر ادائت
رعب تجشک سے پرواز کرے صوت باز

گر ترا دست کرم ابر سے ہووے ناساز
نذر ہنگام ادا ایک جہانکا دل و دین
ہووےگی یہ گرہ دہر کی ہان محرم راز
کینہ جوئی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ
سحر ہی صولت عدل اسکے تئین گہ اعجاز

یہ مسلم ہی کہ وہ مہ پہ کہ آفاق کے بیچ
نازکی وقت گریبان و عالم ہی نیاز
گاہ نرگس نظر آدین گئے آہو گئے ترک
مہربانی کا تری جور فلک یا انداز
باز و کنجشک کی کھنچین جو صور تصویر

اس رعب و سطوت تہور و شجاعت لیاقت کو دیکھکر اہالیان دربند مہر و ماہ دنگ ہو گئے ایک ایک کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ آئینہ جمال دیکھکر ہر ایک کو سکتہ تختہ پر

ملک اخضر جہان دیدہ کار آزمودہ مدت کے بعد قید سے رہائی پائی جان دینے پر آمادہ پروانۂ جمال
طلسم کشا ایک جانب سے دیکھا شہنشاہ عیاران سرگردۂ خنجر گذاران باج ستانندۂ ریش ساحران
بانی بناے آرائین قصور مکاران خنجر گزاران عالم کے افسر خواجہ عمرو نامور مع چالیس ہیک بچون کے
جست وخیز کرتے ہوئے ہمراہ طلسم کشا نمایان ہوئے بارگاہین استادہ ہوئین طبل بیرداخلہ کے چوب پڑی
بازارین آراستہ ہوئین طریقہ سے ثابت ہوتا ہی کہ بھیر تو کئی مہینہ مین آکر پہونچے گی چھکڑون کا تانتا
لگا ہوا ہی صدا تک تک کی بلند ہی ٹٹو ٹاپ پر چلے آتے ہین بازی بنجارہ غلے لدے ہوئے آواز رنگ آرہی ہی
منتظم بارون کے مرکھبا ے بادرفتار پر سوار بصد جاہ وقار آتے جاتے ہین انتظام بازار مین مصروف
انکی ذات پر کارگزاری موقوف مہرو ماہ جادو آمد لشکر طلسم کشا دیکھکر دنگ ہوگئین وجد کرتی ہوئین
بارگاہ مین اپنی آکر تخت پر متمکن ہوئین وزرا امراسے ذکر ہونے لگے کہ صاحبو تمنے سطوت وبیاق طلسم کشا
کو دیکھا طلسم صندل کیونکر فتح ہوا صندل جادو کیونکر قتل ہوئین مشیران سلطنت نے عرض کی ای
ملکۂ عالم طلسم کشا صاحب اقبال جرأت مین مخبر رستم وزال اہالیان طلسم ہوش ربا بدنام نمکحرام ناالائق
بیہودہ اپنے مالک سے محبت نہین کلام کرنے کی لیاقت نہین یہ لوگ فصیح بلیغ عقیل فہیم دانا ے روزگار عمرو
عیار مکار غدار وہ لوگ آپ کے شریک ہوجاتے ہین ہر شخص کا وہ نشان تبلاتے ہین دیکھیے کس قدر سرداران
طلسم صندل شریک ہین ایک کو دوسر نہوا چاہیے تھا اپنے مالک کو بچاتے اگر حفاظت بوجہ احسن ہوتی
عمر بھر طلسم صندل فتح نہوتا نہین معلوم سامان قتل صندل کیونکر ممکن ہوا مہرو ماہ جادو نے جواب دیا ہم
حیران ہین طلسم کشا کی ہم پر کیون لشکر کشی ہوئی باعث سرکشی کیا ہی کسی نے کچھ نشان تبلایا ہی نہین معلوم طلسم کشا
کیا سمجھا ہی یہ حال ہر ایک پر ظاہر ہی ہر عقیل وفہیم اس بات سے بخوبی ماہر ہی چیونٹی کی جب قضا آتی ہی
تب پر پیدا کرتی ہی دم پرواز کا بھرتی ہی ع صید را چون اجل آمد پئے صیاد گرفت ؎ خیال یہ ٹھرا ہی کہ
طلسم کشا یہان سے واپس کیونکر جائیگا سب نے عرض کی حضور کل مال واسباب لوٹ لین گے سب باغیون کی
مشکین باندھکر حاضر کرینگے ملکہ مہرو ماہ جادو نے جو اپنے مشیران سلطنت وزیران اُبہت وافسران لشکر
وساحران نامور کو دیکھا کہ آمادۂ حرب وپیکار ہین سب بہادر نامدار ہین دور جام بے اندیشۂ انجام چل رہا ہی
نشے مین آکر حکم دیا نقارۂ رزمی بجے کل صبح کو لشکر طلسم کشا سے مقابلہ ہی کئی سو نقارے پر چوب پڑی ہرکارے
لشکر اسد نامدار کے جو لشکر مہرو ماہ جادو مین حاضر تھے خبرین لیکر چلے یہان بارگاہ طلسم کشا مین سریر جہانبانی
پر ملک اخضر ونگل شوکت پر اسد نامور کرسی جواہر نگار پر خواجہ عمرو مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور
یکایک ہرکارے آکر حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا وثناے بادشاہی بجالائے قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک پرنور باد ٭ داد عدالت در سرای آخرت معمور باد
ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر ٭ تیغ تو بر فرق دشمن ناصر و منصور باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو ملکہ مہر و ماہ جادو نے طبل جنگی بجوایا کل ارادہ ہو کہ نکلکر معرکہ آرا ہے نبرد ہون آتش کین و عناد و فساد کو دو بالا کرین باقی خیر و عافیت ہو یہ سنکر اسد نامور نے ملکہ اخضر کی جانب اشارہ کیا حکم ہوا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے اُسی وقت بموجب ارشاد فیض بنیاد اسد نامدار نقارۂ رزمی پر چوب پڑی قطعہ

بزد طبل را آنچنان طبل زن ٭ کہ در دیدہ میت ز ہیبت کفن
دہل زن دہل زن بہ تحسین او ٭ بہین دین او دین او دین او

کل لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ طبل جنگی بجا کل لشکر ساحران مہر و ماہ سے مقابلہ ہو دیکھین گردون دون وانقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہو اور خاک مذلت مین کون آلودہ ہوتا ہو دیکھین کون صاحب تاج و سلطنت ہو کسکی تقدیر مین ذلت ہو بموجب مضمون مطلع کتنے مفلس ہوگئے کتنے تونگر ہوگئے ٭ خاک مین جب ملگئے دونون برابر ہوگئے اشعار دیگر

کل ایک تارک دنیا سے مین نے پوچھا ذوق ٭ کہ تو اُکھڑکے ادھر سے ہوا اُدھر پیوست
گذرتی ہوگی با آرام زندگی تیری ٭ کہ تجھکو اب غم نیست ہو نہ شادی ہست
کہا یہ اُسنے کہ قید حیات مین انسان ٭ کبھی نہوگا دل آسودہ گو ہوست الست
اُٹھائے ہاتھ جہان سے ولے ہو کیا امکان ٭ کہ با فراغ کرون کنج عافیت مین نشست
چھٹا جو کوئی گرفتاریون سے دنیا کی ٭ تو سلسلہ مین فقیری کے پھر ہوا پابست
رہا وہ خدمت مرشد کی قید مین برسون ٭ کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست
گر ایک عمر مین پہونچا مقام اعلےٰ پر ٭ کہا یہ شوق نے ہو ہمت بلند نہ پست
جو دستگاہ تصرف مین بھی ہوئی اُسکو ٭ تو یہ ارادہ رہا اور بھی ہون بالادست
ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کے بھی ٭ کہ نفس سرکش دشمن ہو اُسکو دیجے شکست
جو ہوشیار رہی تو ہو وہ شرع کا پابند ٭ پھنسا ہوا ہو وہ کیفیتون مین گر ہو مست
نہین ہو دام خلائق سے مطلق آزادی ٭ مجال کیا کہ نکل جائے کوئی کرکے جست
کہا ہو خوب کسی نے یہ شعر برجستہ ٭ گیا زبان سے نکل اُسکی جیسے تیر از شست
کہ کرد قطع تعلق کدام شد آزاد ٭ پرندۂ ز ہما با خدا گرفتار ست

مراد یہ تھی کہ دنیا مقام عبرت ہے عشرت کی جگہ نہین اسکا طالب ہمیشہ اندوہگین ہے لشکر مین تیاریان
ہونے لگین ہوم خانے استادہ ہوئے اسباب سحر کی تیاری مین ساحران غدار مصروف ہوئے غیر ساحر
سپرون کو درست کر رہے ہین تیغیے چرخ چڑھے کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین ہے تیرون کو زہر سے آبداری
دیجاتی ہے نعرۂ مردان عالم سے زمین تھراتی ہے لشکر مہروماہ مین سحر و ساحری کا انتظام یہ دونون
شاہزادیان نہایت زبردست ہین ہوم خانے مین داخلہ کیا اسباب سحر حاضر ہوا سحر خوانی مین مصروف
ہین علم شعبدہ مین خوب اُنکو وقوف ہین ہمراہیان طلسم کشا کو کب مانتی ہین اخضر کو حقیر جانتی ہین
یہی ذکر ہو رہے ہین کہ وہ پیر زمین گیر ہم سے کیا لڑیگا سحر مین خوب معرکہ پڑیگا طلسم صندل فتح کرکے
بہت شیر ہوئے اُن روباہ صفتون کو مارکر دلیر ہوے یہان سے بچکے کہان جائینگے پہلی لڑائی مین شکست
پائینگے طلسم کشا کے ساتھ بڑا مال ہے نہایت صاحب جاہ و جلال ہے کل سب کچھ قبضہ مین آجائیگا قید
طلسم کشا لیکر طرف شہنشاہ کے چلینگے انعام اکرام ملینگے بعض جنکو جان کے خوف ہین وہ بھاگنے کی تدبیر کررہے
ہین ودم نامردی کا بھر رہے جیلے حوالے کی تلاش ہے کیا لکر افسر سے فرصت لین اپنے اہل و عیال مین
پہونچین اگر اسی طرح جان دیتے چالیس برس کا سن کیونکر پہونچتا اسیلئےکڑون لڑائیون سے بھاگے باعزت اپنے
گھر چلے آئے یہی بڑی بات ہے لوگ بھگوڑا کہین گے زخمداری کی مصیبت تو نہ سہین گے منھ پہ ہمارے
کوئی کہہ نہین سکتا مردپاہی مشہور ہین آمد کی تو ہم ایسے آتے ہین بڑے بڑے گھبرا جاتے ہین آخر پراتے
ہوئے اُٹھے رسالدار کے پاس آئے کہا میان افسر صاحب ہماری جورو علیل ہے ہمکو فرصت دیجئے ابھی
گھر جائینگے تڑکے چلے آئینگے افسر نے کہا آج کی شب فرصت نہین مل سکتی صبح کو میدان کارزار مین لڑو نام
بزرگون کا روشن کرو انھون نے جواب دیا حضور ہین اب آپکے کہنے سے زیادہ ضد ہوئی ہرگز نوکری نکرینگے
ابھی چلے جائینگے یہ کہتے ہوئے بارگاہ سے نکل آئے گھوڑا تیار کیا برتل کے ٹٹو پر اسباب لادا کُوچ کرتے
ہوئے چلے راہ مین کوئی دوست ملا پوچھا بھائی بجان کہان چلے جواب دیا بھئی مرزا تم نے سُنا آج بڑی خبر
ہو گئی رسالدار صاحب بہت گھبرا گئے ہین لوٹ مار مین مال پاگئے ہین ہم سے کہتے ہین زندی لاؤ بھلا ہم
ایسی باتین کب سُننے والے ہین ابھی استعفا دیا لیکن کل کی لڑائی ضرور لڑینگے اسباب گھر پہونچا کر چلے آئینگے
یہ کہتے ہوے گھوڑے کو بڑھا کر نکل گئے صدہا تو ایسے چیلے حوالے کرکے نکلے بعض بیٹھے بیٹھے رونے لگے غش
کھاکے گرے ساتھ والے دوڑے کہتے ہوئے بھائی شیخ صاحب کیا ہوا بڑی مشکل سے آنکھ کھولی
ہانپ رہے ہین کانپ رہے ہین بڑی مشکل مین جواب دیا بھائی ڈولی منگوا کر ہمکو سوار کرکے گھر پہونچا دو
درد گردہ اُٹھا ہے اسی عارضہ مین دادا پردادا مرے لوگون نے گھبرا کر ڈولی مین سوار کیا اشارہ سے

کہا گٹھری بقچی بھی رکھدو صبح کو زندہ رہے تو لڑائی کے وقت ضرور آئینگے ڈولی مین پردہ بندھوا لیا
لشکر سے نکل گئے جب جنگل مین پہونچے تلوار کھینچکر نکل آئے کہارون سے کہا ابے حرامزادو تم نے ہمین مردہ
سمجھا کہان لادکے لائے ہو جوان لوگ کہین ڈولی مین سوار ہوتے ہین جاؤ سامنے سے ٹل جاؤ نہین قرابین
مارونگا دھوان تک پیٹ مین اُتر جائیگا کہا بیچارے لرزان ترسان بھاگے مگر کوستے ہوئے یا لات اعلیٰ
منات علیٰ اس ظالم کو سزا ملے وہان سے سوار ہوکر آیا دو کوس پر لاکے چھوڑا اُسکا کہاری کا نہ دیا اسکو
بھی سزا ملے رات کا وقت بیچارے کہار ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اس خیال سے کہ رات کو بھٹک کر
نہین معلوم کہان نکل جائینگے مگر وہ ظالم شیخ براتا بڑبڑاتا جاتا تھا قریب ایک گانون کے پہونچا دس
پانچ پاسی کنارے گانون کے بیکے دکے کی خیر منانے کو آ پہونچے تھے اُنھون نے آدمی کی آواز سُنی پکارا
کون آتا ہے اب شیخ جی گھبرائے جواب دیا ہم ہین فتح دھڑیم خان پاسیون نے لٹھے چڑھائے تکے جوڑے کہا
میان ہتھیار کپڑے رکھدو جب تو شیخ جی ہاتھ جوڑنے لگے کہا بھائی لو رکھ لیو تم سے ہمکو کیا عذر ہے پاسیون نے
غرفی بندھوا دی اب شیخ جی سوچے سوائے لشکر کے اب کہان جائین چلو پلٹ چلین روتے پیٹتے پلٹے
کہارون نے کہا وہی مسخرہ ننگا لُچا چلا آتا ہے پکار کر پوچھا میان شیخ جی کیا ہوا کہا بھائی ہرا ہمین غصہ آیا
کہ جاکر حریف کو مارین اب اسوقت ہم اپنے جامے سے باہر ہین چلو تم بھی چلو ہماری جرأت دیکھو نامرد تو
یون جان بچاتے پھرتے ہین مگر وہ جو صاحبان جرأت و لیاقت ہین آمادۂ مرگ و حملۂ قضا باپ بیٹے کو
سمجھا رہا ہے اے نور نظر نمک سرکاری کھایا ہے قدم پیچھے نہ ہٹانا ڈٹکر تلوارین مُنھ پر کھانا شعر بیا دے جاؤ
عروس موت کو * دو طلاق اس زندگی کی سوت کو * دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے مرد سپاہی
کی یہی آبرو ہے تیغ بیدریغ معشوق خوبرو زینت پہلو ہے سب طرح کے لوگ ہین شعر کند ہمجنس باہمجنس
تجویز * مخنث با مخنث ہنر با ہنر * چار پہر رات اسی ہنگامہ مین گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا ہر طرف
ہلڑ تھا سحر ہوگئی شہنشاہ پردۂ ظلمات نے شکست کھائی مع فوج ثابت سیارگان فرار پر قرار کیا
شہنشاہ زرین پوش نے بصد جوش و خروش فوج شعاع و ضیا کو ہمراہ لیا نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین
تیغۂ مہر کو حمایل کیا اشہب صبا رفتار چرخ نیلی پر سوار ہوکر وارد میدان کارزار ہوا لشکر جانبین کے
سمت کارزار چلے یہان دردولت اسد نامدار پر سرداران نامی کا جماؤ جلو خانہ مین آکر ٹھہرتے جاتے
ہین یکایک پردہ اُٹھا بیشۂ بارگاہ سے شیر حجازی اسد بن کرب غازی برآمد ہوا سرداران نامی بہ ادائے
تسلیم خم ہوئے شاہزادۂ صندلان صندلی پوش ساٹھ ہزار جوانان صف شکن تیغ زن کو لیکر حاضر
ہوا ہمراہ رکاب ہولیا ملک اخضر تخت پر سوار ہوا ملکہ گوہر جادو بصد آبرو پہلوے تخت مین یکجانب

فہیم ونعیم باپ بیٹے سلاح جنگی ذات پر آراستہ کرنے پر آمادہ وپشت پر ساحر وغیر ساحر فنون جنگ سے بخوبی ماہر اسد نامدار زیر سایۂ علم شیر پیکر اس جاہ جلال سے وارد میدان کارزار ہوئے دیکھا کہ آمد آمد لشکر مہرو ماہ جادو شروع ہوئی دونون بہنین تخت پر سوار تاج شہریاری بر سر اسباب سحر جھولیون مین بھرا ہوا گرد بڑے بڑے جادوگر بصورت مہیب وبشکل عجیب اژدرہاے آتش فشان پر سوار علمہاے زنگاری کے پھر ہرے کھلے ہوے پھر ہرون پر تصویرین لات ومنات کی ترسول ہاتھ مین صداے یا سامری وجمشید بلند مغرور خوشامد پسند اس طرح دونون لشکر میدان کارزار مین آکر جمے میمنہ ومیسرہ وقلب وجناح وساقہ وکمینگاہ طرفین سے آراستہ وپیراستہ نقیبون کو اشارہ ہوا نقباے بلند آواز بصد سوز وگداز میدان کارزار مین پہونچے سرود چھیڑے آوازین لگائین نظم

اجل لگائے ہوے گھات ہر کسی پر ہے　　بہ ہوش باش کہ عالم رواروی پر ہے　　تردد کیا تھین ہی ساکنان ملک ہستی ہی

عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہے نہ پستی ہی دیکھا　　ابر رحمت اگر نہین ای ذوق　　بیکسی گور پر برستی ہی

نقیبون نے وہ اشعار عبرت آمیز پڑھے مردان عالم کو سنائے آگئے نقشہ ناپائداری عالم آنکھون کے نیچے پھر گیا عیش وراحت کا لطف نگاہ سے گر گیا قریب تھا کہ ساحر جانبین کے براے مقابلہ میدان کارزار مین نکلین کہ صحراسے گرد اڑی سب دیکھنے لگے سامنے آکر دامن گرد شگافتہ ہوا آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا ہر ایک علم کے پھر ہرے پر تعریف سامری وجمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم آگے آگے ایک کرگدن سوار پچاس ارش کا قد وقامت دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہوا چوڑا تیغہ مثل تختۂ دوکان عطار کمر مین ابروون پر بل غرور وتکبر چہرے سے ظاہر نیزہ تاڑ کا درخت صاف ثابت ہوتا ہی تاڑ کے درخت مین سنان وبنان درست کی ہی سپر فولادی فراخ دامن سیاہ ورد کی پشت پر گرداب دریاے نیل سے مثال آنکھین غصے سے لال لال قوی تن قوی امن جیسے ہی ملکہ مہر جادو کی نگاہ اُس جوان قوی ہیکل پر پڑی ماہ جادو سے مسکرا کر کہا بہن تمنے پہچانا شاہور فیل پیکر ہمارا خراج گزار پہلوان نامی ونامدار حال لشکر کشی مسلمانان سنکر آیا ہی یہ کہکر ساحرون کو حکم دیا جلد جاکر استقبال کر کہ ہمارے سامنے لاکر پہونچاؤ نہایت خیر خواہ ہی ساحران نامی گئے شاہور فیل پیکر آکر سامنے مہرو ماہ کے گینڈے سے کود ا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ نے دست شفقت پشت پر رکھا پوچھا اے پہلوان دوران ای گرشاسپ جہان کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی حضور کی زیارت کا اشتیاق ہوا یہ بھی غلام نے سُنا کہ طلسم کشا آپ سے بر سر پرخاش ہی جنگ کی تلاش ہی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طلسم کشا کو جرأت کا بڑا دعوی ہی بڑے بڑے پہلوانون کو مارا ہی جوانان شیر دل کو للکارا ہی

غلام کو خواہش ہی کہ جاکر طلسم کشا کو ڈوسکے شکنجہ باندھ کے خدمت مین حاضر کرے مگر حضور یہ انتظام کرین کہ
جانبین سے سحر نہونے پاے غلام آپ کا جرأت و شوکت سے طلسم کشا کو زیر کرے پایۂ تخت شہنشاہی کو بوسہ
دلائے مطلب دلی ہاتھ آئے اگر شائد جنگ مغلوبہ ہو اسمین بھی حضور شراکت نہ کرین صرف تماشا دیکھین پنج
فرزندان حمزہ کے بڑے بڑے اوصاف سُنے ہین بڑے بڑے ملکون پر جاکر یہ لوگ لڑے بہادر پہلوان زیر کیے
پس ایسے جوان کو زیر کرکے خدمت مین لاؤن شرف جرأت حاصل کرون حضور کا بھی نام ہو کہ ملکہ مہروماہ
کے ایسے نمکخوار تھے جنھون نے طلسم کشا کو زیر کیا مطیع و منقاد کرایا بس جو عرض کرنا تھا غلام عرض کرچکا اجازت
میدان کارزار مرحمت ہو ہر چند ملکہ مہروماہ جادو نے روکا شاہور فیل پیکر نہ مانا اجازت لے کر
طرف میدان کارزار کے چلا گینڈہ مست زیر ران سلح شوری دکھلانے لگا پسینہ پیشانی پر آنے لگا
اسپ تازی نے چوگان بازی دکھلائی نیزہ دو گھڑی کا ہلایا خوب پسینہ آیا دونون سیرون سے یون
پسینہ ٹپکا کہ جیسے دو کالی گھٹائین برستی ہین جب خوب عرق عرق ہوچکا گینڈے کو روکا لشکر اسلام کو تیز
تیز بہ نظر ستیز دیکھنے لگا ظاہر ہوا کہ ہر بہادر از میخ میل تا بہ موزہ غرق دریاے آہن شعر چنان مرد خود را
در آہن گرفت ٭ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ٭ پکار کر آواز دی ای فرقۂ خداپرستان وای زبردستان
جسکو تمنا مرگ کی ہو مجھ سے آکر مقابلہ کرے لیکن واضح رہے کہ آج مجھ سے مقابلۂ شوکت و جرأت و لیاقت
ہوگا سحر و ساحری موقوف دل چاہتا ہی مردان عالم فنون سپاہگری دیکھین تحسین و آفرین کرین
یہ پکار کر کہتا تھا کہ اسد نامدار نے گھوڑے کو پھیرا چہرہ خوشی سے سُرخ ہوگیا صندلان صندلی پوش
گھوڑے سے کود اقدمون سے اسد نامدار کے لپٹ گیا کہا اے شہریار حقیقت مین اس حوالی مین اسکی جرأت
کے شہرے ہین بڑے بڑے پہلوان اسنے زیر کیے غلام کو بڑی حسرت ہی کہ اس سے جاکر مقابلہ کرے اسد
نامدار نے فرمایا ای برادر مین اپنے سے تمکو اچھا جانتا ہون تمکو بخوبی پہچانتا ہون جانباز سرفروش
راسخ الاعتقاد فن سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق لیکن میرا وہ نام لے کر پکارتا ہی اس عبد ذلیل
رب جلیل کو للکارتا ہی آپ سب صاحب میرے واسطے دعا کرین کہ سامنے تمام عالم کے جرأت مین فرق
نہ آئے پروردگار مظفر و منصور کرے رنج و ملال دل سے دور کرے صندلان صندلی پوش نے
سر جھکا لیا عرض کی ای شہریار بسم اللہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے ملکہ گوہر جادو ملک احمر
وغیرہ سب نے گھیر لیا اسد نامدار نے فرمایا ای سرداران نامی وای ساحران گرامی ایک بات کا
خیال رہے یہ پہلوان جو میدان کارزار مین آیا ہی اپنے کو جرأت و زور و طاقت مین یکتا جانتا ہی
اُسنے مہروماہ جادو سے اجازت لی ہی کہ کوئی ساحر دخل نہ دے آپ لوگ بھی اُسکے خلاف نہ

کیجیے گا کوئی سردار دخل نہ دے صندلان صندلی پوش فوج غیر ساحران لیکر موجود ہوگا اسکے ساٹھ ہزار سوار دو لاکھ جوانان خرس ہیکر کا بار اُٹھالینگے سب نے سر جھکا لیا اسد نامدار نے خواجہ عمرو کو جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے بازو تھام کر دعائے فتح و ظفر پڑھی میدان کارزار کی اجازت دی فرمایا بسم اللہ اسد نامدار دوبارہ پشت گلبادِ رفتار پر سوار ہوا شعر

جو شیرے کہ گیرد بر آہو کمین ... بجست از زمین و بر آمد بہ زین

دیگر

ترا سمند ہر وہ تیز رو کہ وقت خرام ... کہ سیر گاہ دو عالم ہر راہ یک ذرہ

کہین نہ مانے مین ممکن نہین ہی اسکا نظیر ... اور اسکا شرق سے تا غرب عرصہ گاہ

اس مرکب باد رفتار کو یہ شیر اُڑاتا ہوا نیزہ چمکاتا ہوا سامنے شاہور فیل پیکر کے پہونچا گرد اسپر کا تھا کر دوڑا آپسمین لگا درزن ہوے تین قدم مرکب اسد نامدار پانچ قدم گینڈا اسکا پیچھے ہٹا جانِ جہان آرائے اسد نامدار برنگاہ بڑی سطوت و صولت دیکھکر دنگ ہوگیا ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھایا اسد نے جواب سلام دیا شاہور سراپا کو دیکھ رہا ہی حیران جمال محو دیدار عاشق چہرۂ زیبائے اسد نامدار ہوکر پوچھا ای جوان ماہ تمثال مین نے تو طلسم کشا کو واسطے مقابلہ کے بلایا ہی تو واسطے اصلاح کے آیا ہی اسد نامدار نے جواب دیا وہ بندۂ حقیر رب قدیر مین ہون جب تو شاہور نے کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا ورسند مہر و ماہ پر لشکر کشی کی کیا مابدولت کا نام آپ نے نہ سُنا تھا بڑے بڑے پہلوانون کو مین نے مارا اس اقلیم مین نہیب شمشیر سے مابدولت کے پہلوان تھراتے ہین شیران وشت نبرد کو غش آجاتے مین مگر ای نوجوان مجھے تیرے حال پر رحم آیا اگر تو میری اطاعت کرے ملکہ مہر و ماہ جادو سے خطا معاف کرا دون وہ اپنا سپہ سالار کریگی مین اپنے لشکر کا بادشاہ قرار دونگا ای جوان شیردل گزد سکہ تیرے نام کا جاری کرونگا اسد نامدار نے مسکرا کر فرمایا مہربانی تمھاری تمکو ہمارے حال پر رحم آیا لیکن اگر دین اسلام ملت بیضا اختیار کرو رونق بارگاہ اسلام قوت بازو زینت پہلو مقرر کرین انشاء اللہ جب بیشۂ شیران یعنی بارگاہ سلیمان مین پہونچوگے ہمارے بزرگون کو دیکھکر وجد کروگے شاہور ہنسا کہا ای جوان سوال دیگر جواب دیگر معلوم ہوا قضا تیری لے کر آئی ہی حربہ کر حوصلہ دل مین باقی نہ رہے پھر میری جرائت و لیاقت کو دیکھنا اسد نامدار نے فرمایا ہمارا دستور نہین ہی تو حربہ کر جب تیری ضرب سے پروردگار بچائیگا تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سُنکر شاہور مثل ابر کے گرگرایا گینڈے کو پیچھے ہٹایا واہنی بغل سے اور بائین جانب سے نیزے کو پیچ و تاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان تاک کر سینۂ بے کینۂ اسد نامدار پر لگایا اسد نے نیزے کی سنان پر لیا چنگاریان نکلین دونون جوانون مین نیزہ چلنے لگا مرکب اور گینڈا اشارے پر کام کر رہے ہین برج خاکی بنکر تیار ہوا سنان ہائے نیزہ مثل ستارہ ٹوٹے چمک جاتی ہین لشکرون سے احسنت و آفرین کی صدائین آتی ہین دو گھڑی کامل نیزہ چلا اسد نے ایک مقام پر گانٹھ کر تھپیڑا مارا نیزہ ہاتھ سے شاہور کے نکلگیا چہرے

پھر اُس جوان کے ہوائیان اُڑنے لگین چہرہ پھر آب خجالت مین غرق غصے مین آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا صاف ثابت ہوا کہ غار سے اژدرِ مہیب بل کرتا ہوا نکلا آواز دی اے جوان یہ تیغۂ بید ریغ ہے برسون کا جھگڑا دم بھر مین فیصلہ ہوتا ہے خبردار خبردار کہکے گینڈے کو بڑھایا اسد نامدار نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر شاہور جوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہاتھ تلوار کا لگا یا سپر اسد نامدار کے دو ٹکڑے خود کو کاٹ کر سر پر اسد نامدار کے زخم آیا شاہزادے نے دستانہ مارا تیغہ چھپا کر نکلا چادر خون کی چہرۂ زیبا پر زخم سر کو تھامکر اسد نامور نے نعرہ کیا اے بہادر شعر تو ضرب بے زردی ضرب من نوش کن ÷ ہم شادی از دل فراموش کن ÷ خبردار خبردار کہکے ہاتھ تیغۂ برق مثال کا مارا شاہور نے بھی سپر کو اُٹھا دیا لیکن تیغہ چمک کر اُترا سپر کے دو ٹکڑے ہوئے گویا ابر تیرہ و تار سے بجلی تڑپ کر نکل گئی خود کو کاٹ کر تیغہ تا دو ابرو پہونچا شاہور نے بھی دستانہ مارا سر سے تو تیغہ نکلا اس زور مین جاتا تھا کہ گینڈے کی گردن قلم ہوئی شاہور کود کر الگ ہوا اہالیان فوج نے جانا ہمارا افسر مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے اسد نامدار نے جو گھٹا کفر کی آتے ہوئے دیکھی تیغۂ برق مثال کو کھینچکر نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہوارم کہ در روز جنگ | بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران | اسد شیر دل ابن صاحبقران

ادھر سے شاہزادۂ صندل پوش فوج بحر موج کو لیکر جا پڑا دونون لشکر مثل آب شور و شیرین دنور و ظلمت کے ملگئے شعر دو لشکر زلشکر درآمیختہ ÷ قیامت زگیتی شد انگیختہ ÷ لشکر ساحران جابنشین کے کھڑے دیکھ رہے ہین کہ دونون لشکر آپسین مل گئے دریاے خون بہ رہے ہین شاہور کو بھی پہلوانون نے اُٹھایا زخم سر اُس خود سر کا باندھا دوبارہ پھر دہ گینڈے پر سوار ہوا آمادۂ حرب و پیکار ہوا لیکن شیر بیشۂ صاحبقرانی جس غول پر جا پڑتا پرے درہم و برہم کیے تنہا نہاے فوج قلم کیے دریاے خون جاری ہے طبل و نقارے بج رہے ہین کس دھوم سے یہ شیر جنگ مین مصروف ہے اس رستم خصال سے کسے مقابلہ کا دقوت ہے جو پہلوان سامنے گیا علف شمشیر آبدار ہوا شاہور بھی ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ مین پھر اسد نامدار سے مقابلہ کر دون جرأت اپنی دکھاؤن بیچ مین پہلوان آجاتے ہین دونون کو بچاتے مین خواجہ عمر ایک بلندی سے ملاحظہ فرما رہے ہین کہ اسد نامدار نے فوج شاہور کے قدم اُٹھا دیے پرے فوج کے بھگا دیے وہ لوگ دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر چاہتے تھے کہ دامن پناہ لین سامنے سے ان شیران دشت نبرد کے ہٹ جائین لیکن پناہ نہ ملتی تھی تلوار بے پناہ چل رہی تھی تیغ گرد بلند فوج شاہور دردمند دن قلیل باقی تھا کہ شاہور و اسد نامور سے بھی مقابلہ پڑا اسد نامدار نے للکارا شاہور بھی جا پڑا بیچ مین اکثر پہلوان آئے ہاتھ سے اسد کے واصل جہنم ہوئے اسد شیر دل مرکب بڑھا کر سامنے شاہور کے آیا آواز دی

ای جان تیرے اشتیاق مقابلہ مین بیقرار ہون ناظرین پر واضح ہو کہ اسد شیر دل کو دن بھر گذرا کھائے زخم
جسم کھلے ہوئے ہین لیکن جوش جرات مین سرو نوخاستہ باغ جرات و عندلیب بوستان جلالت ایک نمط سے لڑائی
مین مصروف ہی شاہور بھی زخم کھائے ہوئے لیکن اسکے زخم کم فراخ اسد زیادہ برہم یہ نہنگ بحر صاحبقرانی دریاے
فوج مین ڈوب کر لڑا بحر زخار فوج کو جھیلا اپنی جان پر کھیلا فوج شاہور شکست کھا چلی ہو گئی کوس تک لڑتے بھڑتے آئے
تب شاہور سے پھر مقابلہ پڑا شاہور نے ہاتھ مارا قطرہ ہائے خون پردہ چشم ہین جبتک سپر اٹھائین تیغہ شاہور چل گیا
زخم سر اسد غازی چو پارہ ہو گیا انتہا کی جی داری کر کے جوابی ہاتھ مارا شانہ شاہور کا جھول پر آ گئے
سردار ٹوٹ پڑے بہت سے اس مقام پر مارے گئے مگر اپنے سردار کو لے نکلے ملازمان اسد قتل کرتے ہوئے
چلے یہ فتحیاب ہین وہ شکست خوردہ بیتاب ہین صندلان صندلی پوش نہایت جرات سے لڑ رہا ہے فوج
دشمن کو تہ و بالا کر دیا ہے ناگاہ نہیب شمشیر مردان عالم سے نیر اعظم لرزان و ترسان با چہرہ زرد طرف
کاشانہ مغرب کے روانہ ہوا لیلی شب نے مردان عالم کی پردہ پوشی کی ماہ تابان بصد عظم و شان فلک
نیلوفری پر نمایان ہوا اسد غازی کو غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین رکھ لیا دونون ہاتھ حمائل
گردن مرکب کیے غش آ گیا مرکب نے جو اپنے راکب کو سست پایا کنوتیان بدلین ایک جانب لے نکلا
مگر بے زبان جدھر منھ اٹھ گیا اپنے تھان پر نہ جا سکا یہان صندلان صندلی پوش لڑائی کو
فتح کر کے ایک مقام پر ٹھہرا سردارون کو جمع کرنے لگا کہ خواجہ عمرو آ کر پہونچے عمرو نے پوچھا اے
صندلان خیر تو ہے صندلان نے عرض کی آپ کے اقبال سے لڑائی فتح ہوئی عمرو نے پوچھا
افسر تمھارا اسد نامور کہان ہے صندلان نے کہا مین نے عرصہ سے آواز نہین سنی تلاش کرنا شروع کیا
کسی مقام پر نشان نہ ملا بلکہ کسی جگہ پر خود کٹا ہوا پایا کہین قرولی کمر کی دستیاب ہوئی نشان قطرات خون
سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ گھوڑا ازخداری مین نکال لے گیا عمرو نے صندلان سے کہا اے برادر ربط و ضبط
کو کام فرمانا یہ بات مشہور نہ ہونے پاوے کہ طلسم کشا لشکر مین نہین ہے مین براے تلاش جاتا ہون
یہان چہار جانب عملداری مہر و ماہ جادو کی ہے جس جگہ مرکب لیکے پہونچے گا وہ ہی قصد کریگا کہ
گرفتار کر کے پاس مہر و ماہ کے حاضر کر دون پس اس امر کا چھپانا واجب و لازم ہے بخوبی صندلان
کو سمجھا کر عمرو ایک جانب بھاگا تلاش کرتا ہوا اسد غازی کو چلا لیکن صندلان نے ہر چند
چاہا کہ اس خبر وحشت اثر کو چھپاؤن مگر ممکن نہوا جسنے سنا بیتاب ہو گیا کلیجہ تھام لیا ہاے آقا و نالہ مدار
کی صدا بلند ہوئی ملک خضر پلٹ کر داخل بارگاہ ہوا ہے ادھر مہر و ماہ جادو اپنے خیمے مین آ کر
ٹھہرے مین مالک اخضر: ملکہ گوہر جادو بارگاہ مین بہ اطمینان نہین بیٹھنے پائے ہین کہ صدائے واویلا

کان مین آئی اخضر نے گھبرا کر کہا اے یار دخیر تو ہے چندکس نے بڑھکر عرض کی اے شہر یار ہمارے آقاے نامدار اسد شہسوار کا نشان نہین ملتا شاہ ہورکے ملازم اسکو زخمداری مین لے بھاگے شاہزادہ صندلان سرداران زخمی کو اُٹھوا رہا ہے خواجہ عمرو برائے تلاش اسد تشریف لیگئے ہین ہم سب کو منع کر گئے ہین کہ اسد غازی کا غائب ہونا مشہور نہو اخضر نے مُنہ پیٹ لیا تاج سر سے دے مارا کہا صاحبو سر دربار بیان کر رہے ہو یہ خبر کیونکر چھپے گی لیکن اُسی وقت چند ہرکارے ساحران تیز رو برائے تلاش اسد نامدار روانہ کیے خود مسلح و مکمل گوش بر آواز ملکہ گوہر جادو کو حکم دیا کہ تمکو خدمت طلایہ پر مقرر کیا جاتا ہے جو ہرکارہ جیسی خبر لیکر آئے فوراً ہمکو اطلاع ہو گوہر جادو اُسی وقت چند ساحرون کو اپنے ساتھ لیکر جستجوے خبر طلسم کشا مین بیرون بارگاہ آئی لیکن ہرکارے مہرو ماہ جادو کے لشکر اسلام مین حاضر تھے یہ خبر سُنکر بھاگے خدمت مین ملکہ مہرو ماہ جادو کے پہونچے عرض کی اے ملکہ عالم شاہ ہور تو شاید ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا اسکے ملازم اُسکا لاشہ لیکر نکل گئے لیکن طلسم کشا بھی انتہا کا زخمی ہوا تھا گھوڑا کسی جانب اُسکو نکال لے گیا ملازمان اسد روتے پیٹتے بارگاہ مین آئے ہین ملک اخضر نے ہرکارے براے تلاش چار جانب بھیجدیے خود بھی گوش بر آواز ہے ملکہ گوہر جادو منتظم طلایہ اسی فکر مین ہے کہ اپنے آقاے نامدار کی خبر پائین فوراً براے تلاش جائین مہرو ماہ جادو نے اُسی وقت چند فرمان بہر خاص تحریر کرائے خلاصہ مضمون یہ تھا کہ طلسم کشا جہان زخمی ہو کر پہونچا ہو فوراً گرفتار کرکے خدمت مین بادولت کی روانہ کرے جو اسکے خلاف کریگا اپنے خون سے ہاتھ بھریگا یہ نامے اُسی وقت پاس اپنے خراج گزارون کے روانہ کر دیے سردارون کو بلا کر تاکید کی کہ تم سب صاحب جا کر خود جستجو کرو طلسم کشا کا پتہ لگاؤ جو اس باغی کو گرفتار کرکے لائیگا دولت دنیا سے بے نیاز ہو جائیگا مہرو ماہ یہ فکر کرکے مصروف عیش و نشاط ہوئین

دو کلمہ داستان حیرت بیان اسد نامدار کے بیان ہوتے ہین

مرکب شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا زخمدار بوقت سحر ایک سبزہ زار مین پہونچا جھیل پر پانی پیا جسم کو اپنے جنبش دی ماہ اوج صاحبقرانی پشت زین سے برروے زمین گرا مگر بیہوش و مدہوش قضاے کار ملکہ شمیم گل پیرہن خراج گزار مہرو ماہ کا باغ اسی صحرا مین ہے صبح کو قریب حوض کرسی پر آکے جلوہ فرما ہوئی اُس گوہر بحر خوبی نے ناز سے پاؤن حوض مین لٹکا دیے بسبب کم سنی کے پانی سے کھیل رہی ہے پانی کی آبرو بڑھاتی ہے ناگاہ دیکھا کہ ایک لکیر سرخ حوض مین پیدا ہوئی ایک تار بندھا ہوا معلوم ہوتا ہے ملکہ نے دست نگارین مین اُس آب یاقوت رنگ کو اُٹھایا سونگھا بوے خون آئی ملکہ شمیم گھبرائی کنیزون سے فرمایا بیرون باغ جو جھیل ہے حوض مین پانی اُسی جھیل سے آتا ہے

نئی صورت ہی بوے خون آتی ہی طبیعت بہت گھبراتی ہی دیکھو تو شاید کسی ظالم جلاد صاحب بیداد نے کسی
مظلوم کو قتل کیا جلد دریافت کرکے آؤ کنیزین دوڑی ہوئی گئین دور سے دیکھا ایک ماہ تابان سر نہر زرفشان
کنارے جھیل کے بیہوش سرہوش پڑا ہی نہین معلوم زندہ ہی یا مردہ ہی کنیزین ہانپتی کانپتی ہوئی سامنے
ملکہ کے آئین نرگس کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سوسن سے بولا نہین جاتا شمشاد سیدھی فراج
نہ منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے گلعذار کا رنگ رو متغیر غنچہ دہن خاموش سمن دیاسمن کو حیرت کا
جوش ملکہ نے کہا خیر تو ہی جب کسی نے جواب نہ دیا ملکہ غصے مین اٹھی سنبل کو دو کوڑے مارے کہا
سچ بتلاؤ یہ کیسی حیرت ہی مفصل بیان کر سنبل کوڑے کھا کر بھاگی مگر اب سوسن نے خوف سے
زبان کھولی عرض کی بی بی کسی ظالم جلاد نے ایک چاند کے ٹکڑے کو قتل کرکے قریب نہر کے ڈال دیا ہے
حضور میرا کلیجہ دھڑک رہا ہی یہ سنکر ملکہ شمیم کو غصہ آیا کہا ایسا کون گستاخ تھا جس نے ہمارے باغ
کے قریب یہ ظلم کیا ہم خود ملاحظہ فرما کر اس مقدمۂ خاص کو تحقیق کرینگے سزاے معقول دینگے
جلاد کو ہمارے حوالی مین پناہ نہ ملیگی اسکا تدارک واجب لازم ہی گربہ کشتن روز اول یہ کہتی ہوئی
ملکہ آگے بڑھی انیسین جلیسین کہتی ہوئی واری مردے کے پاس جانا مناسب نہین ہی نہین معلوم حسب نسب
کیا ہی کہان کا رہنے والا ہی آشنا تو دور سے ثابت ہوتا ہی صاحب لیاقت کوئی امیر جلیل ہی نہین معلوم
جلادون مین کیونکر پھنس گیا یہ بھی ظاہر ہی کہ تلوار چلی مال غنیمت یا پوشاک جسم پر آراستہ ہی بلکہ جواہر بے انتہا
ہی ملکہ ان باتون کو سنتی ہوئی بیرون باغ آئی دور سے دیکھا حقیقت مین کنارے نہر کے یہ ثابت ہوتا
ہی کہ ستارۂ سحری پڑا ہوا چمک رہا ہی ملکہ دور سے دیکھکر جھجکی مگر اشتیاق زیارت روے انور مین ڈرتے ڈرتے
قریب آئی اب بخوبی نگاہ جمال بے مثال اسد نامدار پر پڑی دیکھا ایک جوان صاحب شوکت و شان خوبصورت
صاحب سطوت و لیاقت ماہ جبین خورشید تمکین سرو باغ حسن و جمال نخل حدیقۂ جاہ و جلال سر زخمی لختے خون
کے جسم انور پر جمے ہوئے قبضہ پر شمشیر بے نظیر کے قبضہ سپر پشت پر کمان کیانی غم مین اپنے مالک کے خم ترکش کا
حیرت سے منہ کھلا ہوا تیر اپنی خطاکاری پر سہمے ہوئے مرکب صبا دم کبھی چرتا ہوا دور جاتا ہی جب اپنے آقا کا
خیال آتا ہی پھر تڑپ کے شیہہ بھرتا ہوا آکر تلوے چاٹتا ہی کبھی گرد پھرتا ہی ملکہ جمال اس یوسف کنعان
جرات کا دیکھکر زلیخا وار گرفتار زندان محبت و اسیر حلقۂ کمند الفت قلب سے آہ نکل گئی آنکھون کے
نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا رنگ رو متغیر ہوا آئینۂ عارض سے حیرانی زلفون سے پریشانی بحر غم و الم کی
طغیانی اس جوش و خروش مین گھبرا کر کہا اری غنچہ دہن دیکھ تو یہ شخص زندہ ہی یا نہین غنچہ دہن نے
سر جھکا لیا ڈرتے ڈرتے جواب دیا حضور مین تو مردے کے قریب نجاؤنگی جو اٹھکر لپٹ جاے تو مین کیا کرون

ملکہ نے جھلا کر جواب دیا او خفتقل اگر مردہ ہوتا گھوڑا قریب نہ جاتا تلوون کو نہ چاٹتا جب اسپر بھی کسی نے
کچھ جواب نہ دیا ملکہ خود بڑھی جب قریب پہونچی بخوبی روے زیبا پر نگاہ پڑی سینہ پر ہاتھ رکھدیا
آمد وشد نفس کی جو پائی خوشی ہوکر آواز دی یہ جوان زندہ ہی مجھکو اس وجہ سے زیادہ خوشی ہوئی
اسکا علاج کرکے پوچھا جائیگا کس نے یہ تیرے ساتھ بدعت کی اسی کے نشان دینے پر جلاد گرفتار
ہونگے سزا پائینگے ہمارا ملک پاک وصاف ہوجائیگا پھر کوئی کسی پر دست ظلم نہ اٹھائیگا کنیزین
دوڑ کر چارپائی لائین لیکن دور کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہین ملکہ نے آگے بڑھکے سر اٹھایا جب تو کنیزین
دوڑین کسی نے ہاتھ کسی نے پیر تھاما ہاتھوں ہاتھ اٹھایا لیکن کلائیان بلور سے بہتر صورت زیبا رعنائی ہر عضو
سے ہویدا کنیزین لپٹی جاتی ہین تلوون پر سینے رکھے دیتی ہین ملکہ کی جو نگاہ پڑی بہ نگاہ قہر وغضب دیکھا
پایہ پلنگ کے ہاتھ رکھدیا گھوڑا کوتل ساتھ لے لیا دم بدم سینہ پر ہاتھ رکھتی ہی کبھی کہتی ہی صاحبو ابھی تک تو
خیر ہی یہ جوان صحیح وسالم ہی آیندہ زخم دوزی ہونا چاہیے جراح معقول بلاؤ کاریگر ہو ٹانکے ساتھ نرمی کے
دیے جائین مسافر کو تکلیف نہونے پاے جب اپنے عزیزون مین جاے تو ہماری عنایت ورحمت کا ذکر اپنی
زبان پر لاے عمر بھر ممنون ومشکور رہے اور ہمارا کیا مطلب ہی تم لوگ بدکار ہین معلوم کیا سمجھتی ہو کنیزین خاموش چلی آتی
ہین جب باغ مین آکر داخل ہوئین حکم دیا مرکب کو لیجا کر آب ودانے سے سیراب کرو چارپائی کو لیکر بارہ دری مین آئی کنیزون سے
کہا چھپرکھٹ پر لٹاؤ کنیزون نے کہا واری نوج مردے کو جنگل سے اٹھا کر لائی ہین حضور کے چھپرکھٹ پر لٹانا مناسب نہین ہی
ملکہ نے غصہ مین جواب دیا اری کمبختو ساری جمشید تمکو غارت کرین کلیجے تمہارے پتھر کے ہین بیچارے مسافر کے لیٹنے سے کیا
پلنگ میرا گھس جائیگا کنیزون نے سر جھکایا عرض کی بسم اللہ ہمارا کیا نقصان ہی حضور کا سراسر مہمان
پر احسان ہی جب چھپرکھٹ پر لٹایا زخم اپنے ہاتھ سے دھوئے ٹانکے دیے کنیزون کو شریک کیا اگر کسی نے
کوئی ٹانکا بسختی لگایا ملکہ نے غصے مین سوئی اسکے ہاتھ مین بھونکدی اسنے تڑپ کے آہ کی مسکرا کر فرمایا
کیون حرامزادی اب تجھکو برا لگا درد بھی معلوم ہوا غیر کے جسم مین سوئی گھسیڑ دی کچھ صدمہ نہوا ابھین
سسکیان لیتی ہی وہ آنکھون مین آنسو بھرکر کنارے ہٹی ملکہ نے خود اپنے ہاتھ سے بیٹھکر ٹانکے لگائے پٹیان
چڑھا دین رومال ہاتھ مین لیکر مگس رانی کرنے لگی لیکن دل کو الجھن آنکھون مین جلن قلب مین تڑپن
دل سے کہتی ہی اے شمیم یہ کون جوان ہی اس حوالی کا رہنے والا نہین معلوم ہوتا بس آسمان کا چاند ہی
کس باغ کا پھول ہی کس بیشہ کا شیر کس لشکر کا دلیر کہان تلوار چلی اسقدر زخم کھائے مالی نہ دیا کیا جرأت
ہی اس خیال مین ملکہ سرہانے بیٹھی ہوئی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کہ محلدار دوڑی ہوئی آئی عرض
کی در دولت پر نامہ دار بادشاہ عالی وقار کا حاضر ہی ملکہ مہر وماہ جادو نے ایک اپنے غلام خاص کو

روانہ کیا ہی بہت بڑا کاغذ لیکر آیا ہی کہتا ہی حضور مجھے سامنے بلائین تو کل کیفیت عرض کرون یہ
سُنکر ملکہ شمیم اُٹھکر بارہ دری مین تشریف لائین کنیز کو اشارہ کیا جلد نامہ دار کو بلاؤ وہ نامہ دار
سامنے ملکہ شمیم کے آیا بعد آداب و تسلیمات کے ایک کاغذ ہاتھ مین دیا ملکہ نے اُسکو کھولا مضمون تحریر
ہی کہ خراجگزاران ما بدولت خبردار اس صورت کے جوان نے شکست کھائی زخمی ہوکر نکل گیا جس
مقام پر پہونچے جو گرفتار کرکے لائیگا انعام و اکرام پائیگا اور اگر شاید کسی نے اپنے گھر مین جگہ دی
مغضوب درگاہ افراسیاب جادو ہوگا شمیم نے پڑھتے پڑھتے تصویر دیکھی اب صاف ثابت
ہوا کہ جو ماہ تابان ہمارے برج قصر مین ہی صاف اُسی کا ذکر ہی سر جھکا جواب نامہ کا لکھکر نامہ دار
کو دیا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ عالم غمخواران شہنشاہی کی کیا مجال کہ شہنشاہ کے دشمنون کو
گھر مین جگہ دین جستجو مین مصروف ہین اگر خبر پائینگے گرفتار کرکے لائینگے خلعت دیکر نامہ دار کو رخصت
کیا اب گھبرائی ہوئی بارہ دری مین آئی سراپا دیکھنے لگی خال و خط مین وضع مین سر مو فرق نہ پایا
کنیزین پوچھ رہی ہین حضور اُس کاغذ مین ملکہ مہرو ماہ جادو نے کیا لکھا تھا ملکہ کچھ جواب نہین
دیتی یکایک اسد نامدار کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان معقول شیشہ آلات سے آراستہ فرش بوکانہ
سے پیراستہ پہلو مین کرسی پر ایک ماہ تمثال حور پیکر بصد کرو فر جلوہ فرما ہی دہن تنگ کو غنچۂ گل سے کیا
مثال دون اُسمین یہ شیرین کلامی مسیحائی اعجاز بیانی کہان آنکھون کو نرگس شہلا کہنا نازک خیالی سے
دور ہی سراسر عقل کا قصور ہی چشم غزال سے کیا مثال دون وہ ایک جانور صحرائی اس نگاہ مین
دلربائی یہی شعر صادق آتا ہی شعر مثال چشم او آمد محالش ❊ مگر چشم دگر باشد محالش غزل

گرا برو کشیدہ ہین شمشیر کا جواب
دیتا ہی کون عاشق دلگیر کا جواب
دامادہ ہی قرہ بھی خدنگ نظر کے بعد
دیتا ہی مجھکو دیدۂ زنجیر کا جواب
لاکھون ستم کیے ہین جوانان دہر پر
لکھا نہیں ہی آتش دلگیر کا جواب

مژگان تیز ہین ہی ترے تیر کا جواب
اچھا ہوا کہ آئنہ کا مُنھ ہوا سیاہ
آتا ہی اور تیر غضب تیر کا جواب
کیا دخل بیش و کم کو ہمارے خیال مین
دے آہ شعلہ زا فلک پیر کا جواب

فریاد کسی پہ کسی کو نظر کہان
لایا تھا تیری زلف گرہ گیر کا جواب
ای انتظار یار یونہین آنکھ وا رہی
لکھنا محال ہی خط تقدیر کا جواب
اچھے رہین سمجھکے کہے شعر کچھ نسیم

بے اختیار زبان سے شاہزادۂ والا قدر کے آہ نکل گئی اُس گلعذار
نے بھی دزدیدہ نگاہون سے دیکھا کہ اس جوان نے آنکھ کھولی اُٹھنے کا قصد کیا نہین معلوم کیا سبب
ہوا کہ دل بیٹھ گیا چہرہ پر اُداسی ہاتھ پاؤن مین رعشہ پیشانی پر پسینہ رعب حسن و جمال سے غش آگیا
ملکہ نے چہار جانب دیکھا وہ مکان کنیزون سے خالی پایا اپنے بیمار کے سرہانے جاکر بیٹھ گئی سر اُٹھاکر

زانو پر رکھا آنکھون سے اشک حسرت ٹپکائے وہ اشک گرم جو عارض زیبائے اسد نامدار پر گرے قطرات
اشک نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبرین دماغ مین پہونچی اُسنے کام نخلخہ کا کیا شاہزادے نے آنکھ
کھولدی زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ عرش اعلی پر پہونچایا ملکہ کو یہ خیال تھا بڑے افسوس کا
مقام ہی یہ جوان افراسیاب جادو کا گنہگار ہی کون اُسکو اپنے گھر مین رکھ سکیگا نہین معلوم انجام
کیا ہوگا افسوس طبیعت ایسے شخص پر آئی کہ جو خود چراغ سحری آفتاب لب بام ہی اس خیال مین
تھی کہ اسد نامدار اُٹھ بیٹھے ملکہ نے چاہا کہ مین پاس سے اُٹھ جاؤن اسد نے ہاتھ تھام لیا فرمایا کہ اے
مسیحاے زمان اپنے بیمار کا علاج کرنا چاہیے مریض کو اپنے چھوڑکر آپ کہان جاتی ہین ملکہ نے شرما کر جواب دیا
صاحب مین حکیم طبیب نہین ہون کوئی مرتا ہو تو اپنا علاج کرے مین نے زخم دوزی کردی کنیزون سے
اُٹھواکر باغ مین لائی تمھاری غربت مسافرت پر رحم آیا دیکھیے اس رحم کا انجام کیا ہوتا ہی اپنا نام نامی
اسم گرامی فرمایئے یہ مقابلہ کس مقام پر ہوا کس سے تلوار چلی صاف صاف فرمایئے مجھسے نہ چھپایئے مفصل معلوم
ہو تو اسکی کچھ تدبیر کیجائے اسد نامدار نے فرمایا اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی طلسم ہوش ربا کے سنگ ریزے
مجھکو پہچانتے ہین رئیس و امیر سب بخوبی جانتے ہین نام اس حقیر پر تقصیر کا شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی
ہی ملکہ شمیم نے سُنکر اپنا پیٹ لیا کہا صاحب آپ نے سُنا ملکہ مہرو ماہ جادو نے فرمان جاری کیے ہین خراج
گزارون پر حکم ہی کہ جبکے یہان زخمی ہوکر پہونچے فوراً گرفتار کرکے روانہ کرین جو شخص تامل کریگا سزا پائے گا
میرے پاس بھی نامہ آیا تھا ابھی مین نے چھپایا آیندہ مخفی رہنا دشوار ہی افراسیاب بادشاہ عالی وقار ہی
اگر ملکہ مہرو ماہ افراسیاب کو لکھ بھیجین تو وہ اپنے کمال علم سے وہین بیٹھے بیٹھے تبلا دیگا کہ طلسم کشا
فلان مکان مین موجود ہی اگر فراج مین شہنشاہ کے آئے ایک طائر کو بھیجکر گرفتار کرا منگائے پس آپ کو مین
کیونکر چھپا سکونگی یہ جو ملکہ شمیم نے گھبرا کے کہا اسد نامدار نے فوراً قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا اے جان جہان اے
آرام دل مشتاقان دل تمھارے لیے ضرور بیقرار ہوگا آنکھین تلاش کرینگی تمھاری یاد مین شب کو نیند
نہ آیگی بیقراری بہت ستائیگی لیکن دل کو بہلائینگے آتش عشق کو کانون سینہ مین چھپائینگے شمع سان جلے
مگر زبان سے اُف نہ کرے وہ اپنی کیفیت ہی یہ نہین چاہتے کہ ہمارے واسطے کوئی شخص قتل ہو یا گرفتار ہو
یا اپنے مالک سے آمادۂ حرب و پیکار ہو ہم آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہین گرفتار محبس رنج و بلا ہین
جان و دنیا منظور ہی خیر اس حیلے سے تم سے بھی ملاقات ہوئی لو صاحب خدا حافظ یہ کہکر اسد نامدار
اُٹھے ملکہ شمیم گل پیرہن نے دامن تھام لیا کہا صاحب مین آپ سے جانے کو تو نہین کہتی ہون
مین نے کیفیت بیان کر دی اسد نے فرمایا ملکہ تمھارے طرز کلام سے ظاہر ہی کہ افراسیاب کے

دشمن کا گھر مین رکھنا مناسب نہین ہین قاتل افراسیاب مشہور ہون وہ میری فکر مین ہین اُسکے ذکر مین
حقیقت مین میرا رہنا بہتر نہین انشاء اللہ جس وقت لڑائی سے مہلت پائینگے خواہ تمھاری ملاقات کو آئینگے یا
بُلوائینگے شمیم رونے لگی کہا حقیقت مین مین آپ کو روک نہین سکتی لیکن ایک ہفتہ تامل فرمائیے زخم صحیح ہو لین
آپ کو اختیار ہے اسد نے فرمایا اے ملکۂ عالم ملازمان مہر و ماہ تلاش کرتے پھرتے ہین مین چھپکر نہین بیٹھونگا
ہم لوگ مثل آفتاب و ماہتاب کے مخفی نہین ہو سکتے شمیم نے کہا مین تو چھپاؤنگی عین زخمداری مین نہ جانے
دونگی پہر بھر کے بعد اسد نامدار کو ہوش آیا ملکہ نے کنیزون کو آواز دی سب نے لا کر اسباب عیش و نشاط
مہیا کیا ملکہ نے جام بھر کر اسد غازی کو دیا شاہزادے نے فرمایا اول اطاعت دین اسلام قبول کرو تب
تمھارے ہیان کھانے پینے کا قصد کرون پروردگار وحدہ لاشریک ہے پوجنے و سو خداوند کیسے چند
کلمے مذمت کفر مین چند وحدانیت پروردگار مین سامنے ملکہ کے بیان کیے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور
ہوا قلب کو سرور ہوا دورۂ جام بخوف گردش ایام چلنے لگا دو ماہ و مہر ایک برج مین دو گوہر بے بہا
ایک درج مین کنیزان ماہرو سامنے صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہے مگر ہمدم اسد نامدار یہی
فرماتے ہین کہ ملکہ اب ہمکو جانے کی اجازت دو زیادہ نہ ٹھہراؤ ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے دامن
تھام لیا زار زار روئی کہا صاحب میرا کہنا آپ کو بہت ناگوار ہوا میری یہ آرزو ہے کہ جان کو قدم اقدس
پر نثار کرون یا تمھارا ساتھ دون جانا تمھارا مجھ پر بہت شاق ہوگا بموجب مضمون شعر

گئے تم ادھر اور موے ہم یقین ہے — کوئی دم جیے تو دم واپسین ہے — اگر جنت ہے زندگی مین زمانہ شباب کا
پیری سے پہلے مرگ ہے ہونا عذاب کا غم برسون ہم کو ہجر وصل ہو گر ایکدم نصیب — کم ہوگا کوئی مجھسا مجمع مین کم نصیب
ہون میری خاک کو جو تمھارے قدم نصیب — کھایا کرین نصیب کی میرے قسم نصیب — ہوتے ہین لاکھ لطف و کرم سے ترے ستم
اپنے زہے نصیب کہ ہون یہ ستم نصیب — سو بار جون قلم ہو زبان شمع کی قلم — اک حرف ہو نہ مثل زبان قلم نصیب
مجنون سیاہ خیمۂ لیلی کے گرد پھر — اے خوش نصیب تجھکو طواف حرم نصیب — جاتے ہین کوے یار مین اہمین جو ہو سو ہو
اے ذوق آزماتے ہین آج اپنے ہم نصیب

اس طرح کے اشعار جو ملکہ نے رو رو کر پڑھے اسد نامدار نے فرمایا
اے ملکہ تم ہمارے لشکر مین چلو وہان ساحرہ و غیر ساحر سب موجود ہین ہم نہین چاہتے کہ تمکو صدمہ پہونچے
ملکہ نے کہا اے شہریار ہم سے کچھ نہین بن پڑتا جانا بھی آپ کا ناگوار ہے صحبت آراستہ کی اسمین بھی ناتمشار
ہے کوئی دراندازِ فساد نہ برپا کرے یہین دونون طرح مشکل ہے اسد نے کہا نہین تم ہمارے لشکر ہی مین
چلو ملکہ خضر وغیرہ ہمارے سردار ہمارے واسطے بیقرار ہونگے خواجہ عمرو تلاش کرتے پھرتے ہونگے یہان
تو یہ باتین ہین وہان ملکہ مہر و ماہ جادو نے ہزارہا ساحر برائے تلاش اسد نامدار روانہ کیے ایک ساحر

اُڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اُسنے سر جھکا کر اسد نامدار کو پہلوے شمیم گلپیرہن مین بیٹھے ہوئے دیکھا بخوبی پہچانتا ہی پلٹا کہ جاکر مہرو ماہ جادو سے اطلاع کردون فوج لیکر آؤن اس باغی کو گرفتار کرکے لیجاؤن بی شمیم کا کوئی نشان بھی نہ پائیگا یہ سوچکر وہ ساحر اڑا ہوا خدمت مین ملکہ مہرو ماہ جادو کے پہونچا بعد دعا و ثنا کے عرض کی حضور طلسم کشا کو مین نے باغ مین ملکہ شمیم گلپیرہن کے دیکھا ہی بی شمیم بڑے راز و نیاز سے باتین کررہی ہین دم محبت کا طلسم کشا کے بھر رہی ہین یہ سنتے ہی مہرو ماہ جادو غصے مین کانپنے لگین نیمچہ ٹیک کر اُٹھین لشکر مین کمر بندی ہونے لگی دونون بہنین تخت پر سوار ہوکے چلین عقب مین فرداً فرداً لشکر بھی چلا ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خدمت مین ملک اخضر کے پہونچے جاتے ہی عرض کی ای شہنشاہ گیتی پناہ طلسم کشا کا پتا ملا کسی باغ مین وہ سرو نوخاستہ حدیقہ جرات موجود مہرو ماہ جادو کو خبر ملی مع کل لشکر کے جاتی ہین گھبرا کر ملک اخضر اُٹھا سب سے پہلے شاہزادہ صندل لال صندلی پوش مسلح و مکمل ہوا ملکہ گوہر جادو نے اُٹھتے اُٹھتے کنیزون کو آواز دی جلد تیاری کرو یہ کہکر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی سب کے پیشتر چلی لیکن ہزبر دشت طراری دہنگ بحر عیاری اسد نامدار کو تلاش کرتے پھرتے تھے شب کو خواجہ نے ایک نخل پر اپنی اوقات بسر کی صبح کو صحرا مین اُتر کر ٹہل رہے ہین کہ طرف سے در بند مہرو ماہ کے گرد عظیم بلند ہوئی عمرو نے دیکھا لاکھون ساحر مسلح و مکمل گولے ترنج نارنج ہاتھ مین دوڑے ہوئے ایک جانب چلے جاتے ہین عمرو گھبرایا فوراً رنگ و روغن عیاری کا لگا کے جادوگر کی صورت بنکر تیار رہوا اُن ساحرون سے پوچھا یارو کہان جاتے ہو انھون نے کہا طلسم کشا کا پتا ملا ہی ابھی ہرکارون نے خبر پہونچائی باغ مین ملکہ شمیم کے وہ جوان موجود ہی حکم ہی ملکہ مہرو ماہ کا چار جانب سے جاکر باغ کو گھیر و ایسا نہو وہ جوان بھاگ کر نکلجائے ہم لوگ پہلے سے چل نکلے ہین جو طلسم کشا کو گرفتار کریگا دولت دنیا سے نہال ہوجائیگا اسی فکر مین جاتے ہین یہ سنکر عمرو بدحواس ہوا خیال مین گذرا کہ چلکر اسد کو بچاؤ ایسا نہو وہ شیر دلیر گرفتار ہوجائے اُسی کے سر سہرا ہی اس برات کا وہی دولہا ہی اگر خدانخواستہ اُسپر کوئی زوال آیا سب جستجو بیکار ہوجاویگی یہ سوچکر عمرو بھاگا قریب اُس باغ کے پہونچا دیکھا دروازے پر ہزار دو ہزار ساحر ٹہل رہے ہین عمرو کنارے آیا رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک ہرکارے کی شکل بنکر تیار رہوا گھیرے دار پگڑی سر پر چپی ہوئی چپکن زیب جسم الور چاندی کی چھڑی کمر مین اُسپر مہر افراسیاب جادو پکارتے ہوے دروازے پر آئے کہتے ہوے یارو حکم ہی شہنشاہ کا جو کوئی طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائیگا انعام بیحساب پائیگا ساحرون نے اشارہ کیا میان ہرکارے صاحب اسی باغ مین طلسم کشا چھپا ہی بی شمیم نے دامن پناہ دیا دھگڑے کو لیکر پہلو مین بیٹھین ہم ہرچند سمجھاتے ہین نہین مانتی ہین عمرو نے کہا بھائیو تم نے خوب بتایا مگر تم بھی بی شمیم گلپیرہن کے ملازم ہو

سب نے کہا اصل مین افراسیاب کے نمکخوار ہین خدمتگزاری سے اُنکی مجبور و ناچار ہین عمرو نے کہا بھائیو شاباش
بڑے خیر خواہ ہو مین پرچہ مین تمھاری خیر خواہی لکھونگا اندر جاکر خود اپنی نگاہ سے دیکھ لون جھوٹی خبر سے
افراسیاب خفا ہوتا ہی سب نے کہا جائیے اپنی آنکھ سے دیکھ لیجیے عمرو بڑبڑاتا ہوا اندر باغ کے داخل
ہوا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب سامنے بارہ دری مین اسد نامدار مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین
ایک مہ جبین گلعذار ماہ رخسار شیرین گفتار کبک رفتار گرد اگرد چار سو مصاحبان خوش رو صحبت عیش و
نشاط آراستہ یہ دیکھکر عمرو کو رشک آیا جی مین کہتا ہی کہ فرزندان حمزہ بھی کیا خوش نصیب ہین جہان
پہونچے ایک ماہ رخسار برائے خدمتگزاری حاضر ہی مگر جو بلا نازل ہونے کو ہی اُسکی خبر نہین ہی یہ سوچتا
ہوا عمرو سامنے آیا اسد غازی کی نگاہ پڑی کہا ملکہ دیکھو یہ کون شخص ہی جو بلا تکلف ہمارے
ناموس مین چلا آتا ہی ملکہ چاہتی تھی کچھ جواب دے عمرو نے پکار کر آواز دی بھلا ملکہ شمیم دشمن شہنشاہ
کو پہلو مین جگہ دی ہی مجھے نہین پہچانتی ہو دم بھر مین اب فوج آتی ہی سب کی مشکین باندھی جائینگی
او اسد اُٹھ رومال سے ہاتھ باندھے مین ہرکارون کا جمعدار ہون خطا معاف کرا دونگا بھلا
اسد نامدار کو ایسے کلمات سننے کی کب تاب ہی غصے مین جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہی جاکر افراسیاب
کو اطلاع کر وہ بیجا کیا کریگا عمرو نے کہا دیکھو ابھی احوال معلوم ہوا جاتا ہی وہی افراسیاب ہی
جس نے تمھین گنبد نور پر قید کیا تھا اب کی مرتبہ قتل کریگا ہمکو کچھ رشوت دلواؤ تمھاری خبر
چھُپوا دین او شمیم تو نہین کچھ جواب دیتی اپنے کپڑے مجھکو اُتار دے شمیم کانپنے لگی چاہا کپڑے اُتار کر
دیدون اسد نے جھڑکا کہا ملکہ کیون مری جاتی ہو وہ افراسیاب خانہ خراب کیا ہی یہ کیا بیہودہ
بکتا ہی یہ کہکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا عمرو نے بھی نیمچہ کھینچا آواز دی او طلسم کشا کیون شامتین آئی ہین ہماری
طلسم کشائی بھلا دونگا اسد تلوار کھینچکر قریب آیا عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا اسد نے اپنے
پیر و مرشد کو پہچانا گلے سے لپٹ گیا عمرو نے کہا او نالائق عیش پسند کچھ آغاز انجام کا بھی خیال ہی
معشوق خوبرو لیکر پہلو مین بیٹھے مرنے جینے کی خبر نہین مہرو ماہ جادو کو خبر ہو چکی لشکر لیکر وہ
سب آتی ہین ای ملکہ شمیم گل پیرہن اب تمھاری عقلمندی یہ ہی کہ یا تو انکو نے نکلو یا مخفی کرو
اپنی انکی دونون کی جان بچاؤ یہ کہکر خواجہ نے صورت اصلی بنائی اسد نے کہا ای ملکہ عالم یہ ہمارے
پیر و مرشد ہین جو کچھ فرماتے ہین بجا ہی شمیم قدمون سے خواجہ کے لپٹ گئی عرض کی ای شہنشاہ اوج
عیاری وای قطب فلک خنجر گزاری مین لائق مقابلہ مہرو ماہ جادو نہین ہون وہ حاکمان دربند
مہرو ماہ رات دن اُنکے قبضہ مین دنکو رات بنائین رات کا دن کرین افسونگری کا دم بھرین لائق

سلطنت صاحب شوکت ولیاقت ہین انکی خراج گزار مجبور و ناچار آپ انکو اپنے ہمراہ لیجائیے مین آمادہ مرگ
مہیاے قضا حاضر ہون اگر میرا کہنا مانا جان بچی ورنہ لڑ بھڑ کے جان دونگی انکا رہنا مناسب نہین ہی عمرو نے
کہا اے نور نظر سچ کہتی ہی بہ تعجیل تمام یہان سے نکل چلو اپنے کو اپنے لشکر مین پہونچاؤ اسد نے آنکھون مین آنسو
بھر کر جواب دیا آپ مالک ہین حکم سے آپ کے گردن تابی نہین کر سکتا لیکن میرے بزرگون کا نام بدنام ہوگا
مجمع مردان عالم مین جب بیٹھونگا کیا انجام ہوگا فوج آتی ہی آنے دیجیے آپ تشریف لیجائیے ملک خضر وغیرہ
کو خبر کیجیے وہ بھی وقت پر آجائینگے اگر قضا لیکر آئی ہی بچنا دشوار ہی وہ مالک ومختار ہی اگر حیات مستعار باقی
ہی کوئی موے جسم نہ کم کر سکیگا پس قدم پیچھے ہٹانا کوے جرأت سے گذرنا سراسر خلاف ہی مقام انصاف ہی
جب غلام طلسم ہوش ربا مین آیا سواے خالق بے نیاز کے کون ساتھ تھا دامن رحمت رب اکبر تھا اور میرا
ہاتھ تھا اب یہ انجام ہوا کہ لشکر گران سردار پہلوان سب طرح کا سامان ممکن ہوا یہ اعتراض بہت درست ہی
کہ وہ لوگ ساحر ہین میرے پاس کوئی تحفہ بھی موجود نہین ہی اسوجہ سے دل اندوہگین ہی مگر جب برق شمشیر
چمکی ابر فوج ساحران درہم وبرہم ہوگا ایک کو ایک کا غم ہوگا بھاگتے نظر آئینگے ساحران مکار ہین منہ پر
مردان عالم کے نہ آئینگے یہ کہکر اسد نامدار نے مرکب تیار کیا قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا پشت مرکب پر سوار ہو
آمادۂ حرب وپیکار ہو عمرو نے دوڑ کر ہاتھ تھام لیا کہا اے اسد نامدار اے نور نگاہ صاحبقران عالیوقار
جہالت کرنا بہتر نہین ہی اسوقت ہٹ چلو آئندہ اور کوئی تدبیر کیجائیگی بدون عیاری دربند مہر و ماہ
فتح ہوگا اسد نے آنکھون مین آنسو بھر کر کہا غلام کو زیادہ نہ سمجھائیے خداے ما بزرگ ست ہنوز یہ باتین
ناتمام تھین کہ نقارۂ رزمی پر چوب پڑی زمین کانپی لکہ ہاے ابر سرخ وسفید نمایان ہوے علمہاے زرنگاری
کے پھریرے چلے دیکھا عمرو نے مہر وماہ جادو طاؤس سان زرین بال پر سوار بہ قہر وغضب تمام دونون
بد انجام آگے آگے پشت پر چار لاکھ ساحران نابکار بازو بط پر سوار ہر بر ہاے آتشین اژدرہاے شعلہ بار
زیر ران شعلہ ہاے آتشین بھڑکتے ہوئے لکے ابر کے کڑکتے ہوئے عمرو تو گلیم اوڑھ کر کنارے ہوا اسد نے
خانۂ زین کو مغل خانۂ آفتاب روشن کیا تیغۂ برق مثال کو نیام انتقام سے کھینچا نعرۂ اسد

اسد صف شکن شاہ عالیجناب | مین آنکم سرکوب افراسیاب | یل پیلتن نامور نامدار | نظر کردۂ شیر پروردگار

تلوار کھینچکر فوج کفار پر جا پڑا شمیم گل پیرہن نے جو دیکھا کہ سحر سے آگاہ نہین کچھ تحفہ پاس نہین رکھتے
ہین کس قدر بات کا پاس ہی موت کا مزہ چکھتے ہین اُٹھا کر جھولی بائین ہاتھ پر ڈالی بارہ سو کنیزین
تیار ہوئین اسباب سحر ہاتھ مین لیا فوج مہر وماہ جادو پر یہ بھی جا پڑی سحر کرنے مین مصروف ہوئی
اسد نامدار نے دیکھا کہ فلان ساحر آمادہ سحر کرنے پر ہوا منہ کھولا قصد کیا سحر پڑھے اسد نے تاک کر

تیر مارا حلق پہ اُس ناکام کے پڑا گُردی کو توڑ کر پار گذرا وہ ساحرہ مرا تاریکی چھائی زمین پلاغ تھرائی اُس تاریکی مین اسد نے کسی کو نیزے سے کسی کو تیر دلدوز سے کسی کو تیغہ برق مثال سے قتل کیا صف ساحران مین تہلکہ ڈالدیا مہر جادو سحر کر رہی ہین شمیم کو للکارتی ہین ای شمیم تیری کیون شامت آئی ہی دماغ مین بوے کبر و نخوت بھری ہی بادو لت سے مقابلہ کرتی ہی جان کو نہین ڈرتی ہی رومال سے ہاتھ باندھ کے قدمون کو بوسہ دے طلسم کشائی کی تمکین بالائے طاق رکھ بادشاہ سے دل ملا افراسیاب تجھسے راضی ہوگا خلعت و اکرام و جاگیر ملے گا حکومت ملک حاصل ہوگی تاجدارن مین شامل ہو گی شمیم جوش عشق اسد تیغزن مین جواب دیتی ہی لاکھ جان ایک ناخن پاے اسد نامدار پر قربان ہی مین مطیع مذہب اسلام ہو چکی لات و منات پر لعنت کی یہ سنکر مہرو ماہ جادو کو غصہ آیا آواز دی ہمارے سامنے یہ بے ادبی عشق طلسم کشا مین ایسی مبہوت ہوئی شہنشاہ کا کچھ خیال نہ آیا حق نمک کو بھی بھلا دیا دیکھ تو کیا مزہ چکھاتی ہون ابھی راہ عدم دکھاتی ہون یہ کہکر دونون بہنین طاؤسان زرین بال سے اتر مین سحر کرنے لگین ایک وہ متر طرف اسد غازی کے دیکھ کر زمین پر مارا زمین سے دھوان نکلا شعلہ ہاے آتش نے اسد نامدار کو گھیر لیا شمیم نے جو دور سے دیکھا اس ناری نے غضب کیا میرے آتشخو شعلہ مزاج کو شعلہ ہاے آتش مین پھنسایا بڑھکر روئی کا گالا نکالا اُسپر قطرے خون کے ڈالے دریا دلی دکھائی اپنی آبرو بڑھائی نعرہ کیا باران سحر برسا وہ شعلہ آتش کے بجھے اسد نامدار نے رہائی پائی آگ بالکل ٹھنڈی ہوئی اسد نے رہا ہوتے ہوتے کئی جادوگرون کو مارا مہرو ماہ نے جو دیکھا کہ شمیم نے ہمارے سحر کو برطرف کیا مہر جادو کڑکی گرجی مثل آفتاب چمکی شمیم پر سحر کیا یہ بھی بیچاری لڑکھڑا کر گری اسد کا مرکب چلتے چلتے تھم گیا زمین پر مثل نقش پا جم گیا رہروی سے بیکار اسد مجبور و ناچار کنیزون پر بھی سحر کیا کوئی منھ کے بھل گری کوئی آتش سحر مہر جادو سے جلنے لگی کسی نے اپنی تلوار کھینچکر اپنے گلے پر دھر لی بارہ سو جادوگرنیون کی اسکے سامنے کیا حقیقت تھی چشم زدن مین سب کو مبتلائے سحر کیا ہا لیان فوج کو آواز دی ای ساحران نامی ای غمخواران افراسیاب اب یہ سب بیکار ہین بالکل مجبور و ناچار ہین اب انکی مشکین باندھ لو دم نہ لینے دو بیلے مرتبہ اعلیٰ ہونگے شمیم کی شامت آئی کہ ہمارے مُنہ چڑھی دیکھو سکو مین نے سحر مین مبتلا کیا اب اُنکا گرفتار کرنا کیا مشکل ہی ساحر طرف اسد و شمیم کے چلے رنگ روے شمیم متغیر ہتر دو متحیر اسد غازی نے جو یہ حال پر ملال اُس مہ جبین کا دیکھا یہ تو بہادر جری غازی مجاہدین راکع و ساجد ہین اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہین اپنے پروردگار کو خوب پہچانتے ہین مگر اُسکی بیکسی و بے بسی دیکھکر بے قرار و اشکبار خود بھی مجبور و ناچار ہاتھ طرف آسمان کے اُٹھا دیے عرض کی ای خالق بے نیاز ای رب کارساز ای رحیم و کریم ای سمیع و علیم ای حکیم مطلق ای کارساز برحق اس آفت ناگہانی سے

بچائے اس نو مسلم کو نجات دے سوا تیرے کس سے عرض کرین تونے پیدا کیا خاک کے پتلے کو گویا کیا چشم و گوش عقل و ہوش عطا ہوئے ارکین کوہ برائے تسکین زمین بنا ہوئے **نظم**

کیونکر نہو تیری آس تونے ۔ افلاک کو بے ستون بنایا
اس دام سے مجھکو تو چھڑا دے ۔ داؤد نے جسمین جی پھنسایا
وہ عشق دے جسکا نام اسلام ۔ وہ شیوہ نبی نے جو بتایا
مجھکو بھی بچائے جیسے تونے ۔ یوسف کو ہی چاہ سے بچایا
وہ رفعت حال دے کہ جس نے ۔ منصور کو دار پر چڑھایا
اسکا مرے دل پہ ایک پرتو ۔ جس شعلے نے طور کو جلایا
مومن کہے کس سے حال آخر ۔ ہے کون ترے سوا خدایا

بیقرار ہوکر اسد غازی نے تہ دل سے دعا کی باب اجابت وا تھا درقبول پر دعا نے جاکر قیام کیا آسمان پر برق چمکی ملکہ گوہر جادو خوشخو شرد مع ساٹھ ہزار ساحران غدار کے آکر پہونچی اپنے آقائے نامدار مولائے قدرشناس فلک اساس شیر صولت رستم ہیبت کو بلائے ناگہانی مین مبتلا دیکھا گرد شعلہ ہائے آتش بیچ مین دو ماہ رخسار قریب ایک نازنین گلعذار گرد بارہ سو نازنینان حور طلعت پری پیکر سحر مین مبتلا زمین پر تڑپ رہی ہین پھڑک رہی ہین گرتے گرتے گوہر نے موتیون کا مالا گلے سے اتار کھینچ مارا دانے ٹوٹتے قیدی چھوٹے کئی ہزار ساحر لشکر مہر و ماہ کے جل گئے زمین سے شعلے نکلنے لگے ابر مرواریدی چھایا دوسرے پہلو سے نعرہ ہوا منم اخضر جادو ساحر خوشخو ڈیڑھ لاکھ فوج سے یہ بادشاہ عالیجاہ لشکر مہر و ماہ پر آکر گرا سحر کرنے لگا ہزار ہا کو مارا اسد غازی کو پھر گھوڑے پر سوار کیا رکاب پر ہاتھ رکھا دو تین حملے ایسے کیے طبقے زمین کے ہلا دیے **نظم**

وہ نعرے اسد کے بوقت وغا ۔ کہ باشیدائی کافران ہیجا
منم شیر صولت یل نیو تار ۔ منم صفدر و صف شکن نامدار
منم رہبر و جادۂ صفدری ۔ کہ باطل کنم مذہب سامری
من آئینم سرکوب افراسیاب ۔ نظر کردۂ شاہ عالیجناب
جو تیغ یلی برکشم از غلاف ۔ تزلزل فتد در میان مصاف
عمرو بھی بہ مردی قہر و عتاب ۔ لیے ہاتھ مین تیغہ برق تاب
کبھی حملہ ور گاہ روپوش تھا ۔ ہم یکہ کا دمبدم جوش تھا
کبھی حقہ نفط دن سے چلا ۔ لگی آگ منہ ناریون کا جلا
کبھی جوش مین آکے مار اضطراب ۔ گرا دھم سے ساحر بصد اضطراب
کبھی نیچہ کھینچکر جا پڑا ۔ بقہر و غضب کافرون سے لڑا
لڑائی مین مصروف تھے جو بہم ۔ وہ فوج گران اور وہ جنگ عظیم

لیکن مہر و ماہ جادو بھی بلائے روزگار ہین علم سحر و ساحری مین نامی و نامدار ہین دو چار حملے اخضر و ملکہ گوہر کرنے پائے تھے کہ یہ دونون اسباب سحر لیکر بڑھین ماش کے دانے اُس بدمعاش نے پھینک مارے ہزارون قلمی ساحرون کا کھیت ہوا جنس مرگ کی طغیانی جانبری کی گرانی ہے دونون بیحیا مکار غدار جو فروش گندم نما دانہ زد دشمنان بے صمد اس طور سے لڑین سحر ہائے کامل صرف کیے ملازمان اسد کے پیر اٹھ گئے اخضر زخمدار گوہر پر بارش کی بوچھار گوہر کو آبرو بچانا مشکل ہوئی زخمی ہوکر بہت بیدل ہوئی قریب ہوکر اسد وغیرہ سب گرفتار

ہو جائین عمرو نے جو لشکر کو پراگندہ دیکھا چاہا بیچ مین سے نکلجاؤن جان بچاؤن شب کو آکر عیاری کرونگا بن پڑے گا تو اسد غازی کو چھوڑاؤنگا مہر جادو نے دور سے دیکھا ساربان زادہ ایک نخل کے سایہ مین کھڑا ہوا لڑ رہا ہی اب بھاگا چاہتا ہی جھپٹی کہ جا کر عمرو کو گرفتار کرون صندلان صندلی پوش بھی لڑائی مین تھا دیکھا کہ عمرو گرفتار ہوا چاہا تلوار کھینچکر جا پڑون ماہ جادو نے چمک کر سحر کیا یہ بھی بیچارہ پا بگل ہوا ساتھ والے بیہوش ہو کر گرنے لگے ہر چند چاہتا ہی کہ تلوار کھینچون ہاتھ دستگیری نہین کرتا پیر مین ثابت قدمی کجا قلب قلب ہو گیا لشکر مین تباہی صفون مین بربادی کیسے مجبور و ناچار ہو گئے ساحر سحر کرنا بھولے سردار گرفتار ہونے لگے اس وقت اہل اسلام کی بیتابی گوہر نے صندلان کو جو اس آفت مین مبتلا دیکھا بڑھ بڑھکے لڑی زخم کھائے لڑکھڑا کر گری اب مہر و ماہ جادو کے سحر کو زور ہوا اہل اسلام کو پامال کرنا شروع کیا آفتاب ظلم و بدعت نے طلوع کیا صدائے یا ربا یا مستغیثا بلند ہوئی بیقرار ہو کر سب پکارنے لگے اے بے نیاز ان ظالمون کے ہاتھ سے بچائے کسی نے دعا مانگی کسی نے لفظ آمین کہی کہ آسمان سے لپٹین پھولون کی آئین ہوائے سرد چلی نخل جھومنے لگے غنچے چٹک کر گل ہوئے برہم گیسوئے سنبل ہوئے سب سر اٹھا کر دیکھنے لگے نظم دلپذیر بہاریہ در صفت آمد ملکہ بہار جادو گلعذار خوشنخو اشعار

پھر شجر سبز ہین کیسے ہین آتی ہی بہار
دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہی بہار
رہتی ہین فصل خزان کی مدتون تک گرمیان
رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہی بہار
جلوۂ گلشن دکھا کر بخشتی ہی راحتین
آپ پنہان ہی مگر جلوے دکھاتی ہی بہار

رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہی بہار
دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم پہ ہی
چار دن کے واسطے گلشن مین آتی ہی بہار
کوئی گل ہی سرخ کوئی زرد کوئی نیلگون
کلفت رنج خزان دل سے مٹاتی ہی بہار

مدتون سے منتظر بیٹھے ہین مستان جنون
صورت انفاس سرد آتی جاتی ہی بہار
سبز کر دیتی ہی پتے سرخ کر دیتی ہی پھول
دیکھیے جس رنگ مین کچھ رنگ لاتی ہی بہار
چھپکے خود پردے مین کر دیتی ہی ظاہر صورتین

سب طرف آسمان کے دیکھنے لگے ہر ایک حیران تھا کہ یکایک صحرائے خارستان مسکن خزان پر بہار رہوا کیون ہوائے سرد کی یہ شد و مد ہی عکس گلعذار غنچہ دہن کی آمد ہی کہ سامنے سے ملکہ بہار جادو عشوہ طراز خوش خو خوب رو ظاہر ہوئی گلدستہ ہاتھ مین رنگینی بات بات مین گرتے گرتے گلدستہ مار نعرہ کیا منم ملکہ بہار جادو کئی ہزار ہمراہیان مہر و ماہ جو نے جمال بے مثال بہار پر نگاہین ڈالین ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری آثار عشق ہویدا حزن و ملال چہرے سے پیدا اشعار عشق آمیز حسرت انگیز زبان پر جاری عالم بیقراری اشعار

روتا ہون دل قمار محبت مین ہار کے
تیور کچھ اب کی سال برے ہین بہار کے

دیکھا گلون مین آ گیا بت زنار دار کے
مانند گرد باد لپیٹین گے ہم تجھے

اچھے نہین ہین جوش وحشت کے رنگ ڈھنگ
آنا صبا نہ پاس ہمارے غبار کے

نالے کیے بغیر میں رکھتا نہیں قدم　　جاتا ہوں گھر میں یار کے در پر پکار کے　　دم سے طلسم آدم خاکی کا ہے خلیل

پھرتی ہیں تیلیاں یہ سہارے ستار کے　　دیگر　　نہ پوچھو کس لیے آنسو ہیں یہ بہائے ہوئے　　کسی جگہ سے ہم آئے ہیں چوٹ کھائے ہوئے

بنے گا داغ جگر ایک دن چراغ مراد　　تو ہم اپنے خدا سے ہیں لو لگائے ہوئے　　اب آؤ بیٹھو نہ جانے کی بات چیت ہے

خدا کے واسطے جاتے ہیں ہوش آئے ہوئے　　ذرا یہ قافلے سے کہدو ہم بھی آتے ہیں　　بڑھے نہ جاؤ خدارا قدم بڑھائے ہوئے

کہا کسی نے نہ آنا ہمارے دفن کے وقت　　نہ خاک ڈالو نہ اینٹ یہ ہیں نہائے ہوئے　　کسی نے تلوار کھینچکر گلا کاٹ ڈالا

کوئی ہائے بہار کہکے بڑھا لشکر مہر و ماہ تہ و بالا لشکر مسلمانان میں ہلڑ ہوا بہار آئی بہار آئی ادھر ساما ن بہار ادھر رنگ خزان خضران وغیرہ بھی سیدھے ہوئے ملکہ گوہر جادو کی بھی آبرو بڑھی بہار نے آتے ہی اپنا قبضہ کیا رنگ جمایا مہر و ماہ نے پلٹ کر دیکھا بہار نے تین چار گلدستے مارے کئی ہزار بیچیا واصل جہنم ہوئے مہر و ماہ بھی سنبھلیں باران سحر برسا کے اُن دیوانوں کو ہوش میں لائیں مگر دور بہار رہی ایک جانب ہوشیار رہوئے دوسری صف کے بیقرار ہوئے ایک کو ہوش آیا مہر و ماہ گھبرا گئیں کس کس کا سحر اُتارین کس کس کی جان بچائیں حیران و مضطر لیکن در بند مہر و ماہ کی ناظم ہیں ملک افسونگری کی حاکم ہیں دو بہنیں ایک نے سامنا بہار کا کیا ایک نے سحر اُتارا ایک بڑھکے لڑی ایک سحر کرتی ہوئی ہٹی ایک نے پانی برسایا دوسری نے آگ لگائی ایک نے برباد کرنے کو خاک اُڑائی دوسری برق بنکے چمکی ایک شعلۂ جوالہ دوسری آتش کا پرکالہ ایک کے سحر سے آندھی اُٹھی دوسری کے سحر سے گرد اُڑی ایک اخضر کو روکتی ہے ایک بہار کو بڑھکر ٹوکتی ہے دونوں نے آپس میں صلاح کی بہار تعلیم کردہ افراسیاب ہے رنگ ساحری میں انتخاب ہے اسکو دھوکا دیکر لڑو چار جانب سے گھیر لو یہ کہکر مہر نے بڑھکر للکارا اے بہار ادھر آؤ آفتاب سے آنکھ ملاؤ ہم پر سحر کرو غربا پر نگاہ نہ ڈالو بہار پلٹ پڑی مہر جادو سے سحر چلنے لگا ماہ جادو چمک کر پشت بہار پر آئی سحر کرکے ستارے بنائے اُس ماہ رخسار پر گرائے سر بہار زخمی ہوا پلٹ کے دیکھا ماہ جادو نے سحر کیا بہار رخسار چہرہ خون سے گلنار چاندنی کا خوف ہوا ایسا کہ زخموں میں درد پیدا ہوا دوپٹہ پھاڑ کر زخم سر باندھا خون رکا لڑائی میں صرف ہوئی مگر ایسی مہ جبین کا زخمی ہونا نازک مزاج حسینان عالم کے سر کا تاج زخموں میں ہوا بھری زبان میں لکنت آئی مہر و ماہ جادو نے زور ڈالا بہار پیچھے ہٹی رنگ نہ جما یکایک زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا مجمع ساحران میں ظاہر ہوا کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری منم رعد جادو کئی سو ساحر لڑکھڑا کر گرے ناک سے قطرے خون کے گرے کئی سو کے سر پھٹ گئے آسمان سے نعرہ ہوا منم برق جادو ماں تو بیٹے کی آواز کی مشتاق رہتی ہے کئی سو کے سر اُڑا دیے آری تر چھی گرنے لگی رعد و برق بھی خوب لڑے بہار نے اپنے کو سنبھالا آسمان سے پھر نعرہ

ہوا منم ملکہ برق لامع ایک جانب سے نعرہ ہوا منم صاحب سطوت و شوکت باغبان قدرت یہ بھی آکر زمین پر پہونچا گیند پھولون کا مار اب رعد کی گرج برق کی چمک برق لامع کی کڑک بہار کا گلدستہ باغبان قدرت کے پھول کے گیند ان سب نے جو سحر کیے لڑے انتہا کے معرکے پڑے لشکر مہر و ماہ جادو لپسپا ہوا خون کا دریا بہ گیا زمین تپ رہی ہی پھول برس رہے ہین برق و رعد کے سحر کی گرمی بہار کے سحر نے ہزارون کو ٹھنڈا کیا ہوا ٹھنڈی چل رہی ہی باغبان نے پھول برسائے لیکن مہر و ماہ جادو وہ بلاے روزگار ہین سب کو جواب دیتی ہین مگر باغبان قدرت بصد صولت و شوکت رکاب سعادت انتساب اسد پہ ہاتھ رکھے ہوئے لڑتا ہوا جاتا ہی سحر سے ساحرون کے شاہزادے کو بچاتا ہی اپنا سینہ سپر کر دیا میدان لاشون سے بھر دیا مہر و ماہ کے لشکر کو کبھی فتح کبھی شکست لڑائی کا عجب طور سے بندوبست استادان سخنور نے بیان کیا ہی تین پہر برابر لڑائی رہی مگر مہر و ماہ جادو نے قدم نہین ہٹائے لشکر ساحران کو بچاتی ہین آپ بڑھ بڑھکے لڑ رہی ہین نقیبون کو اشارہ کیا ہی نقباے بلند آواز اشعار عبرت پڑھنے لگے نعرہ مار رہے ہین صدائین دیتے ہین اے مردان عالم یہ میدان کارزار ہی آبرو کا خیال رہے قدم پیچھے نہ ہٹے بڑھ بڑھکے لڑو زخم کھاکے سرخرو ہو بزرگون کا نام روشن کرو دشمن کو شکست دو پہلوان زبردست ہو شعر نام رستم بھی مٹا دو آج ہی وہ معرکہ پھول سونگھو ڈھال کا اور کھاؤ پھل تلوار کا ؎ دنیا مقام عبرت ہی نہ جاے عشرت رستم و زال سام و نریمان بڑے بڑے پہلوانان جہان آخر کیا ہوئے خاک مین مل گئے نشان قبر بھی باقی نہ رہا اب کوئی انکا ذکر بھی نہین کرتا کسی نے جاکر قبر پر فاتحہ خیر بھی پڑھا لیکن نام جراءت ہم انکا باقی ہی محفلون مین ذکر ہوتے ہین مردان عالم انکا حال سنکر رو دیتے ہین تم انکے نام مٹاؤ اپنا رنگ جراءت جماؤ بعد مرنے کے لوگ یاد کرین نام سنکر فریاد کرین یہ آوازین عبرت خیز وحشت انگیز سنکر جوانون کو جوش عبرت ہوا بڑھ بڑھکے لڑے جانبین کے لاکھون مارے گئے لاشے زمین مین تڑپ رہے ہین بھائی کی بھائی کو خبر نہین جہان سے الوس دریاے موج مین نہنگان شناوری کر رہے ہین پہر دن پچھلا باقی ہی نہیب شمشیر مردان عالم سے رنگ روے آفتاب زرد زمین گرد دبرد اسد نامدار کی کہنی سے خون ٹپک رہا ہی کلہا زخم تحکل آہم بہ کھلے ہوئے مدعیان زخمون کی پڑی ہوئی عمر و کلیم اوڑھے ہوئے حال زار اسد دیکھ رہا ہی کبھی کلیم اتار کے خود بھی جا پڑتا ہی ساحرون سے بہ طریقۂ عیاری لڑتا ہی لیکن یہ یقین کامل ہی کہ زوال مہر و ماہ دشوار ہی ایک ایک خدا جگرزار افراسیاب بلاے روزگار ہی دل گھبراتا ہی کہ باغبان وغیرہ بھی زخمی ہوئے ایسا ہو کہ اسد نامدار کو گرفتار کر لین تو بڑی مشکل ہو کیا تدبیر کرون ان سرداران نامی سے مہر و ماہ جادو نہین دیکھین

ہر مرتبہ قصد ہوتا ہی اسد نامدار کو لیکر زنبیل مین چھپا لون لیکن یہ جوان صاحب غیرت ہی اپنے کو ہلاک کریگا
صاحب غیرت کی خرابی ہی اسکو یہ ننگ قبول نہوگا حقیقت مین ای عمرو عجب طلسم وسیع مین آکر پھنسے جسکا
فتح ہوتا دشوار ہوا ہوش ربا ابھی کہان جزئیات پر یہ فساد ہین کیونکر لوح طلسم ہوش ربا ملیگی کس طرح
کلی آرزو کی کھلے گی اس سوچ مین عمرو گوشۂ صحرا مین ٹھہرا رو رہا ہی تہ دل سے دعا مانگتا ہی کہ ابر یا قوتی
آسمان سے ظاہر ہوا اہل اسلام کے واسطے ابر رحمت تھا قریب آکر شق ہوا اسنے دیکھا ملکہ بران شمشیر زن
طاؤس زرین بال پر سوار بڑے زور و شور سے وہ نامدار آکر پہونچی آتے ہی ستھراؤ کر دیا ناریون پر برس پڑی
لشکر مین آگ لگا دی برق لامع بھی کڑکی رعد نے ہزارون کو مارا بہار کا گلدستہ چلا باغیان
اسد نامدار کی خدمت مین حاضر ہوئے انھین کے حال کا ناظر ہی یہی خوف تھا افسر لشکر پر افتاد نہ پڑے
جہانتک ہوسکے انکو بچائے لیکن بران شمشیر زن صف شکن سحر و ساحری مین طاق فنون جرأت مین
مشاق مہر جادو کو تاکتی ہوئی جاتی تھی خیال ہی کہ جاکر اسکو مارون کئی مرتبہ سامنا ہوا ہزارہا ساحر
بیچ مین آگئے خوب سحر ہوئے ماہ جادو جھپٹ کر آئی ملکہ بران کو للکارا او دختر کوکب تجھکو بھی
یہ لیاقت ہوئی کہ ملازمان شہنشاہ ہوش ربا پر نگاہ ڈالتی ہی کبھی اہالیان طلسم نور افشان ساحران
ہوش ربا پر غالب نہین آئے ان چند باغیون کو دیکھکر یہ حوصلہ بڑھا ہم لوگون کی جانب رخ کیا بس
ملکہ بران طرف ماہ جادو کے متوجہ ہوئی آواز دی او ماہ جادو بد خو کیا ہوش ربا مرنے والے
کہین رکتے ہین لاکھو کرور سب برابر ہین تلوار باندھی سر ہتیلی پر رکھا موت کا مزہ چکھا مرنے سے
کیا ڈر ہی جہان ڈر وہین ہمارا گھر مقابلے مین آ زیادہ باتین نہ بنا ماہ جادو جا پڑی ملکہ بران
پر سحر کیا گولہ مارا ملکہ بران نے اسکو کاٹا اسین سے برقین چمکین ملکہ بران نے جوڑے سے اختر
مرواریہ نکالا ہتیلی پر رکھکر چمکایا بر تہاے سحر کو مٹایا اس سحر کے دفع ہونے سے ماہ جادو کے
ہوش اڑ گئے پسینے پسینے ہوگئی اس سحر کا دفع ہونا ناممکن تھا اس سحر پر دل مطمئن تھا کارد سحر
پھینک ماری بہت سے ماش کے دانے پھینکے ملکہ بران نے وہ بھی دفع کیے غصے سے چہرہ سرخ ہوا
اس گوہر بے بہا دریاے جرأت نے اختر مرواریہ ماہ جادو پر پھینک مارا ہر چند ماہ جادو نے
چاہا اپنے کو بچاؤن لیکن یہ اختر مرواریہ ہی تحفہ کامل طلسم نور افشان کب رکتا ہی سینہ پر کینہ ماہ جادو
پر پڑا توڑ کر پشت کو پار گذرا ماہ جادو لڑکھڑا کر گری ملکہ بران شمشیر زن مطیع مذہب اسلام
ہی جرأت و شوکت مین بڑا نام ہی ماہ جادو کو مارا اب یقین کامل ہوا صاحب معجزۂ شق القمر
کی کنیز ہی یہ یوسف کنعان حسن ہر دل عزیز ہی لاشہ ماہ جادو کا جلا ہنگامہ برپا ہوا ماہ جادو

کے مرنے سے اندھیرا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ ماہ جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم و
بمطلب خود نرسیدم دور سے مہر جادو نے دیکھا کلیجہ پھٹ گیا قوت بازو کا مرنا ہوش پراگندہ قلب
تھرا گیا کلیجہ مُنھ کو آ گیا رنگت زرد دل مین درد لب پر آہ سرد چہرہ پہ گرد سر پیٹتی ہوئی دوڑی پکاری
او بران غضب کیا بازو میرا توڑ ڈالا فلک در بند مہر و ماہ کا چاند غروب ہوا ہر افسر محجوب ہوا بران
نے نعرہ کیا اور پکارا ای مہر جادو بہن کی بڑی محبت ہے مین تجھکو اسکے پاس پہونچا دون پردہ ہجر
اُٹھا دون مہر جادو خود مقابلے مین بران کے آئی کہا او دختر کوکب اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگی
یہ کہکے بہت سے سحر کیے بران نے اختر چمکائے سب سحر عضو سے اختر کے مٹ گئے اختر مروارید سے اس
گوہر صدف خوبی کی آبرو ہی سحر نایاب زلفون کی پیچ و تاب چہرہ پر قہر و عتاب آئینۂ رخسارہ پر
گرد و غبار آمادۂ حرب و پیکار اختر مروارید کو جنج دیا جھپٹ کر مارا عین پیشانی پر مہر جادو کے ٹیرا جو
پیش آنی تھی وہی پیش آئی ستارہ مہر جادو کا گردش مین تھا سر پھٹ گیا لہرا کر زمین پر گری دھوان
بلند ہوا صدائین مختلف آنے لگین نخل صحرا تھرائے پتے کف افسوس ملتے تھے شاخین سر پیٹنے لگین طائر
نخلستان سے اڑے صدائین ہیہات دیتے تھے بعد عرصۂ دراز صحرا مین روشنی ہوئی آواز بطور مذکور آئی
مہر و ماہ جادو کے مرنے سے زوال لشکر ہوا ساحر بھاگنے لگے ملازمان اسد نے صدہا کو گرفتار کر لیا
ایک ایک ڈوری مین دس دس کو باندھا مشیران سلطنت رومال سے ہاتھ باندھ کے حاضر خدمت
طلسم کشا ہوئے اسد نے تلوار کو نیام مین کیا فوراً لڑائی موقوف ہوئی رئیسان شہر نے آکر قدمبوسی کی
سب سرداروں نے ملکہ بران شمشیرزن کی بہت تعریف کی اب طرف در بند مہر و ماہ کے جاؤ کر کے
چلے نوبت نقارے بجتے ہوئے نذر جواہر نثار ہوتا ہوا بڑی شوکت و شان سے طرف دربند مہر و ماہ
کے سواری اسد کی مثل باد بہاری جاتی ہی عمرو کو بڑی خوشی ہی کہ اب لوح طلسمی ملے گی دربند مہر و ماہ
کا خود اپنی زبان سے پتا دیا تھا وزیران سلطنت سے پوچھتا ہوا جاتا تھا کہ یارو شہنشاہ طلسم ہوش رُبا
نے لوح طلسمی پاس ملکہ مہر و ماہ جادو کے روانہ کی تھی آپ لوگون کو کچھ خبر ہی جو لوح طلسمی کا پتا
بتائیگا دولت دنیا سے نہال ہو جائیگا سلطنت ممالک طلسم ہوش رُبا ملیگی وزیر امیر جواب دیتے ہین اہی
شہنشاہ اوج عیاری ہمین بالکل اسکا احوال نہین معلوم ہی جو کوئی ایسا جواب دیتا
ہی عمرو کے ہوش اُڑ جاتے ہین دوسرے سے پوچھتا ہی بھائی تم بتاؤ وہ بھی ایسا ہی
جواب دیتا ہی عمرو قریب ملکہ بہار جادو کے آیا کہا ای ملکہ عالم تم نے سُنا لوح کا نشان
نہین ملتا برائے خدا اُسکی جستجو کرو ورنہ غضب ہوگا ہم بڑی کوشش سے جہان تک

پہونچے طلسم صندل پر لڑے کیا کیا معرکے پڑے دربند مہر و ماہ پر بھی آئے یہان بھی لاکھون کا کھیت ہوا ابھی تک پتا نہین ملتا بہار آگے بڑھی رئیسان شہر سے ملاقات کی ہر ایک سے پوچھا بمحبت یہ کیفیت کہ صاحبو لوح طلسمی ہمارے شہریار نے ملک داؤد دیہ پر حاصل کی مقام مرحلۂ نہنگ خونخوار پر مقابلہ بھی پڑا تھا شہزادے نے یکہ و تنہا جا کر اس مکار کو مارا اور دو چار مقابلے اس مقام پر ایسے ہوئے کہ اسکے ذکر سے شہنشاہ کانپتے ہونگے شب کو نیند نہ آتی ہوگی مرشد زادے مصور جادو و صورت نگار کا شہنشاہ اوج عیاری نے یہ نقشہ کیا اس قدر کوڑے مارے میان بی بی پر کوڑا کیا یقین ہے اتبک کھال نہ جمی ہوگی اسی مقام پر افراسیاب نے مکر کیا صرصر کو بھیجا وہ لوح چرا لائی خواجہ عمرو بہ صورت حیرت جادو پاس افراسیاب کے پہونچے خود اسنے اپنی زبان سے کہا کہ مین نے لوح دربند مہر و ماہ پر روانہ کی ہے اسی شمار پر خواجہ عمرو اسد نامدار کو ہمراہ لیکر بر سر طلسم صندل پہونچے عنایت سے خدائی اسے فتح کیا اگر یہ خبر مفصل نہ ملتی کسکو دوسرا تھا کہ طلسم صندل پر جاتا اب دربند مہر و ماہ پر پہونچے فتاح طلسمات عالم نے اس دربند کو بھی مفتوح کرایا مہر و ماہ اپنے غرور مین قتل ہوئین سوائے ذات پروردگار کے کسی کو غرور زیبندہ و سزاوار نہین ہے بس بھائیو طلسم کشا کا ساتھ دو لوح طلسمی کا نشان بتاؤ ہر ایک سردار نامدار نے یہ سنکر سر جھکایا عرض کی اے ملکۂ عالم قسم ہے دین جدید کی ہمین بالکل نہین معلوم ہمارے سامنے لوح طلسمی نہین آئی یا اگر آئی ہوگی خزانہ شہنشاہی سے نشان ملے گا ہم لوگ سب عاشقان جمال اسد ہین حال لوح طلسم سے بالکل نابلد ہین یہ باتین کرتے ہوئے بصد عظم و شان فرحان و شادان داخل قلعہ مہر و ماہ ہوئے دیکھا ملک آباد رعایا دلشاد مقام زر ریز زمین حسن خیز عمارتین پختہ بازار کھلے ہوئے دوکاندار صبح و شری پر تکلے ہوئے جوہری بچے حسین سرخ سبز زرد کپاسی پگڑیان سرون پر گوری گوری صورتین مٹی کی مورتین سونے کے بالے اسمین مروارید بے بہا وہ بالے کانون پر چڑھے ہوئے نام انکے یاقوت جوہری و لالہ پنا لال لعل کا نام لعل چند نفاست پسند لباسہائے فاخرہ زیب جسم جواہرات اعلی و بیش قیمت کے انبار بہی کھاتے کھلے ہوئے خرید و فروخت کا بازار گرم ایک جانب دلال بے شرم خریدار سے لڑ رہے ہین کبھی دوکاندار سے دلالی مانگتے ہین زبان کے جوہری رگ و ریشے مین فراست بھری ہوئی گاہک کو راضی کرین اپنا دامن مدعا بھرین بالائے دوکان کمرے عمدہ اسپر نازنینان مہ جبین مہ جبینان مہر تمکین معشوقان عاشق خصال ابروان خمدار رشک ہلال انگھڑیون مین لگاوٹ کمرون کی سجاوٹ کرسیون پہ جلوہ فرما سازندے حاضر ڈٹے سارنگی کے بلند سب ساز آئینے ساز کیے ہوئے سریلی آوازین کمرون پہ مجرے ہو رہے ہین عاشق تنون کا مجمع تصویر ہائے دلپذیر کا مرقع خوبرویان عالم محو تماشا سواری کے دیکھنے کے مشتاق منتظر ہے کہ آمد طلسم کشا ہے جو حسن و جمال مین یکتا ہے زیر دوکان کبڑ نون

کی دوکانین کنچنین حسین شوخ مزاج نازک اندام بھاری لہنگے نینو کے ڈوپٹے اسپر دولائیان پانون مین صفائیان نازنگیون کی بھینچنے والی کولون سے رغبت گوری ساولی صورت شعر سدا اپنے عاشق پہ یون نعرہ زن ہ کہ لیے نار پستان وسیب ذقن ہ کسی پر اشارہ او مور کہ مار زلفی چلچم ہم سے محبت کم رکھین صدا ہر گنڈیریان پونڈے کی بازار مین ہنگامہ اہالیان شہر و راستہ جمع سڑکین چھڑکی جاتی ہین سقے آبرو دار دردیان زیب جسم نیک اساس پیروان احکام خضر و الیاس یکایک نقارے پر چوب پڑی آمد لشکر طلسم کشا ہوئی آگے آگے چوبدار صدائین لگاتے ہو سا عصر عمر بڑھے عمر و دولت قدم بقدم ان کے بعد شتر سوار سانڈنی سوار بعد اسکے اسباب ماہی و مراتب آگے آگے شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مرکب صبا رفتار پر سوار دبدبہ و شوکت ولیاقت وسطوت چہرہ سے اُس شیر کے نمایان چہرہ رشک ماہ درخشان دریائے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے پہلو مین شمشیر ہلالی سپر رشک گردہ آفتاب اُس سپر فولادی کو دیکھکر شگفتگی حصول دامن مین پھول نیزہ ہاتھ مین سنان مثل زبان افعی تڑپتی ہوئی ناگن پر قبضہ پھر ہرہ کھلا ہوا اس شان وشوکت سے وہ صاحب اقبال گرد سرداران باکمال باغبان قدرت رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ایک جانب ملکہ بہار رنگین مزاج ایک جانب رعد و برق ایک جانب برق لامع ایک جانب ملکہ بران شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب بصد ادب تخت پر ملک اخضر اہتمام سواری کرتا ہوا صندلان صندلی پوش ایک جانب ملکہ شمیم گلپیرہن عاشق جان اسد صف شکن جاہ وحشم سواری کا دیکھکے اہالیان شہر واسطے تسلیم کے جھکے اسد دونون ہاتھ سے تخلق ومروت ایک ایک غریب و امیر کو جواب سلام دیتے ہوئے اس شان وشوکت سے سواری گذری اہالیان شہر نے دعا دی اے پروردگار اس افسر دارا حشم کو بجاہ و جلال و اقبال اس شہر کی حکومت کرنا نصیب ہو عدو پامال ہو ہوا خواہان دولت آباد و شاد رہین دل پر ہمارے انکی محبت کے سکے پڑے ہین زر و جواہر لٹتا ہوا ایک ایک فقیر کو غنی کردیا دامن مراد ہر ایک سائل کا زر سُرخ وسفید سے بھرا یا رئیسان شہر شاہزادے کو لیے ہوے داخل دار الامارۃ شاہی ہوئے ملک اخضر بصد کروفر سریر جہانبانی پر متمکن ہوا اسد تاجدار دنگل زرین پر کرسی جواہر نگار برابر سے خواجہ عمرو نامدار اپنے اپنے عہدون پر سرداران نامی پہلوانان گرامی بعید و قریب آکر جلوہ فرما ہوئے صحبت عیش کو معطل کیا انجمن مشاورت منعقد ہوئی رئیسان شہر سرداران مہر و ماہ سب حاضر ہین عمرو نے پکار کر آواز دی اے رئیسان دربند مہر و ماہ اے سرداران عالیجاہ تم سب صاحبون سے خواہش ہے طلسم کشا کو انتہائی کاوش ہر حال لوح تاؤ خزانہ دار کو بلاؤ خزانچی فوراً حاضر ہوا عمرو نے حکم دیا کہ خزانہ کھولو در خزانہ وا ہوا سب طرح کے اسباب نکلنے لگے صندوقچے جواہرات کے

اسباب نفیس گٹھریان پشمینے کی ایک ایک رومال وو شالہ نایاب جسمین ملک کشمیر کا خراج صرف ہوا صناعانِ چابکدست نے بنایا اسباب نقرئی طلائی پاکھرین موتیون کی اسلحہ جواہر نگار تاج مکلل بجواہر قبضہ ہاے شمشیر بے نظیر اشیاے نادرہ اجناس نفیسہ خزانہ دار نے نکالکر انبار کر دیے اسباب معقول سے قصر بھر دیے ہرچند تلاش کیا خزانے مین لوح کو نہ پایا خزانہ دار نے عرض کی حضور کو کس شی کی تلاش ہی غلام کے بزرگ خزانہ دار رہے کل اشیا کی فہرست غلام کے پاس موجود ہی کوئی شی ایسی نہین ہی کہ فہرست سے باہر ہو یا غلام اُسکے راز سے نہ ماہر ہو عمرو نے کہا اے خازن مخزن ملک مہرو ماہ اے معتبر عالیجاہ لوح طلسمی کی جستجو ہی یہی طلسم کشا کی آرزو ہی اس شہر کی سلطنت لو لوح طلسمی کا پتا دو علاوہ اس خزانے کے کوئی اور بھی ایسا مقام ہی جہان اشیاے نادرہ رکھی جاتی ہون خزانہ دار نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ اقلیم عیاری اے تاجدار ممالک خنجر گزاری غلامان جانباز کی مجال ہی کہ خلاف حکم شہنشاہی زبان ہلائین آپ کے سامنے راز چھپائین ہمنے آج تک لوح طلسم ہوش رُبا کا نام نہین سُنا نہ ہماری شاہزادیان مہرو ماہ جادو وہان گئین نہ کبھی افراسیاب نے اس طرح کے مضمون کا نامہ لکھا کہ جسمین ذکر لوح ہوتا غلام بیان کا رازدار ہی خزانہ دار نے جو یہ تصریح سامنے عمرو کے بیان کی آب رنگ روے عمرو متغیر ہوا اس خیال مین کہ راہ پر بلا کو کس مصیبت سے جھیلا طلسم صندل پر جا کر سر فروشی کی قتل صندل جادو کی صورت غیب سے پیدا ہوئی انگشتر عجائب نے دستگیری کی کیسی قیامت کی لڑائی پڑی کس کو امید تھی کہ تا دربند مہرو ماہ پہونچین گے یہان بھی آکر گوہر مرادانہ حاصل ہوا ان خیالات مین قریب تھا کہ عمرو شدت بیقراری سے بیہوش ہو جاے آہ کا نعرہ کرکے زمین مین گرا ایڑیان رگڑنے لگا بہار و باغبان و بران اپنے مقام سے اُٹھے تسکین دینے لگے کہا خواجہ آپ ہمیشہ ہمکو سمجھاتے ہین آپ اسقدر گھبراتے ہین خضر راہبر منزل مقصد پر پہونچائیگا انشاء اللہ تعالی گوہر مراد ہاتھ آئیگا صورت فتح طلسم ہوشربا کی پیدا ہوگی صاف صاف کتابون مین لکھا ہی کہ اسد نامدار طلسم ہوش رُبا کا فتاح ہی عجائب و غرائب طلسمات کا سیاح ہی افراسیاب کا قاتل بہادر کامل عمر طلسم ہوشربا تمام ہو چکی ہی لیکن وقت پر موقوف ہی آپ اگر اسقدر گھبرائینگے اہالیان لشکر پراگندہ ہو جائینگے لشکر کا تھمنا جمنا دشوار ہوگا ایک دن مین افراسیاب زمین و آسمان ہلا دیگا آپ کو مناسب ہی یہ تدبیر معقول بہ صلاح شایستہ اس مقدمات مین کلام کیجیے ایک راے قرار پا دے اُسپر کاربند ہو جیسے غیب سے مدد ہوگی چشم زدن مین یہ بلا رد ہوگی چونکہ باغبان قدرت فصیح و بلیغ عقیل و فہیم دانا ے روزگار وزیر اعظم افراسیاب ناہنجار ہی اس طریقہ سے اُسنے خواجہ کو سمجھایا عمرو کے بھی ذہن مین آیا کہ گھبرانے سے کیا ہوگا ایسا نہو میرے پریشان ہونے سے اسد نوجوان صاحب شوکت شان

گھبرا جائے خدا نخواستہ اپنے کو ہلاک کرے یا یکہ و تنہا کسی جانب نکل جائے صف شکن تیغ زن ہی لشکر افراسیاب سے لڑے اس ملک مین سا مردن کا خیگل ہی مکار غدار افراسیاب کو آٹھ پہر یہی فکر ہی جس طرح بنے اسد کو قتل کرد ن یہ سرگروہ لشکر ہی خدا نخواستہ اُسپر کوئی افتاد پڑے اسی کے نام سے نتاحی نکلی ہی اگر صاحبقران بھی آئینگے طلسم فتح نہوگا افراسیاب بیان سے تا کوہ عقیق آتشین برپا کو دیگا میدان لاشون سے بھردیگا اس شیردل کے نام سے خوف غالب ہوا ایسے ایسے امورات دل مین سوچ عمرو کرسی پر آکر بیٹھا کہا ای باغبان وادی حاضرین دربار مجھے لوح کا افسوس نہین ہی اسوقت اپنے آقائے نامدار کو یاد کیا وہ میرا بچپن کا معشوق ہی میرا آقائے نامدار قدرشناس فلک اساس اُسکی جدائی شاق ہی دیدۂ دل نظارۂ جمال کا مشتاق ہی اس خیال نے پریشان کیا آئینہ تصویر مین صورت اپنے آقا کی دیکھ رہا تھا انشاء اللہ بحول قوت الٰہی و بہ تائید فیض تا تناہی اگر افراسیاب لوح کو بالائے آسمان لے جائے گا مثل دعائے نظلومان یا بصورت ہوا اپنے کو تا بہ فلک ادل پہونچاؤنگا لوح تلاش کرکے لاؤنگا اگر تحت الثریٰ مین اس تحفہ نایاب کو لیجائیگا عنایت سے پروردگار کے مثل قطرۂ آب جذب ہوجاؤنگا لوح کو لاؤنگا کچھ اسکا تردد نہین ہی افراسیاب نے باتون مین مجھکو دھوکا دیا یہ خلاف کہا کہ لوح کو دو بند مہر و ماہ برسیجد یا اب صلاح معقول مناسب ہی غالب ہو کر گو ہر مراد دستیاب ہوا ب سب صاحبون کی جو صلاح قرار پائے اُس جانب لشکرکشی کرین باغبان نے کہا ایک بات ہمکو تبلائیے ہم گم کردگان وادی حیرت مین آوارۂ دشت غربت ہین آپ لوگون کے یہان کا کیا طریقہ ہی جب کوئی شے گم ہوجاتی ہی اور اسکا پتا نہین ملتا تو آپ لوگ کیونکر دریافت کرتے ہین اسکا حال مفصل فرمائیے تو ہم کچھ عرض کرین عمرو نے کہا ای وزیر اعظم ای صاحب شوکت و حشم ہمارا مذہب مثل آفتاب عالمتاب روشن ہی جب کسی امر غیب پردست اندازی ہوتی ہی اور پتہ نہین ملتا اسوقت عبادتخانہ آراستہ ہوکر صاحب مدعا بخضوع و خشوع اپنے رب کریم سے رجوع کرتا ہی صاحب مطلب کو بشارت ہوتی ہی اکثر بزرگان دین عالم خواب مین تشریف لاتے ہین اُس مطیع کی بزرگ رہبری فرماتے ہین اکثر صاحبقران زمان کو مقدمہ مطلبات مین مکتوب ملے اگر بشارت ہی صحیح و صادق ہی اگر مکتوب ملا تو اُسکے انجام کی امید واثق ہی اسی ہدایت پر دست حق پرست صاحبقران سے صدہا طلسمات فتح ہوئے باغبان قدرت نے یہ سنکر جواب دیا بس آج تک بموجب اپنے مذہب بزرگ کے سامری خلاف کیا اب اُسکے کار بند ہو جیسے اس سے بہتر کیا بات ہی آپ کے مذہب کی ظاہر کرامات ہی ہم لوگ طرف لشکر کے چلین اسد نامدار مصروف عبادت ہون ہی مدعاے دلی بخضوع و خشوع اپنے خالق بے نیاز سے

عرض کرین کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اپنی رحیمی سے ظاہر فرما کہ لوح طلسم ہوشربا افراسیاب جادو نے کہان رکھی کسکے پاس ہی لفظاً لفظاً اپنے پیدا کرنے والے سے عرض کرین دامن مدعا گوہر مراد سے بھرین امیدواثق ہی کہ مقدمہ مخفی ظاہر ہو عنایت سے پروردگار کے اب یہان بھی لشکر بزرگ جمع ہوگیا اخضر ایساشاہ ہمراہ ہی جس مقام کا پتہ ملیگا یہ اس سرحد کے رازدار ہین ہم اس اقلیم مین بیکار ہین کبھی اس طرف گذر نہین ہوا یہان سے تا طلسم صندل آپ کی عملداری ہی سب خیرخواہ اہل دولت ہین ساحران زبردست ساتھ دینگے جس مقام کا پتہ ملے گا بخوبی پہونچا دینگے یہ رائے باغبان قدرت کی سب کو پسند آئی لیکن عمرو نے کہا ہم لوگون کو ٹھہرنا مناسب ہی کہ ثابت ہو غیب سے اسد نامدار کو کیا حکم ملا بہار وغیرہ نے جواب دیا ہم لوگون کا یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی لشکر مین سوائے ملکہ مہرخ کے کون ایسا سردار ہی کہ بار لشکر افراسیاب اٹھا سکے یا حیرت سے آنکھ ملا سکے ایسا نہو کوئی ساحر آیا ہو دباؤ ڈالا ہو خدانخواستہ ملکہ مہرخ کو شکست حاصل ہو پڑاؤ چھوٹ جائے پھر اس مقام پر لشکر کا لانا بارگاہون کا استادہ کرانا دشوار ہوگا بعد شکست ترتیب لشکر مشکل ہی حیرت جادو انتظام مین کامل ہی اب ہم لوگون کی یہان ضرورت نہین اخضر نے بھی دست بستہ عرض کی حضور آپ طلسم کشا سے مطمئن رہین غلام کسی حال مین دامن دولت طلسم کشا نہ چھوڑیگا جہان تشریف لیجائینگے مع لشکر ہمراہ جاؤنگا سرداران نامی کو مع خواجہ عمرو ان کلمات اخضر نامدار پر اطمینان ہوا یہی صلاح قرار پائی کہ ہم لوگ تو فوراً طرف لشکر اسلام کے روانہ ہو جائین اپنے کو بہ تعجیل لشکر ملکہ مہرخ مین پہونچائین اے ملک اخضر تم برائے اسد نامدار عبادتخانہ آراستہ کرو یہ دعا مین مصروف ہون دل و جان سے شاہزادے کی حفاظت کرنا ہمین تمھاری ذات سے سب طرح کا یقین ہی پروردگار انجام بخیر کرے مقام لوح دستیاب ہو یہ برائے حصول لوح جائین تم ترتیب لشکر کرنا لیکن ایک نامہ مندرجہ حالات خیریت لسمات معرفت طائر سحر ہمکو بھی روانہ کرنا اخضر نے بدل و جان قبول کیا ملکہ بہار نے ایک تخت سحر تیار کیا لیکن عمرو نے کہا ملکہ مہرخ گھبرا رہی ہونگی ہم تم کل روانہ ہونگے ایک نامہ مندرجہ بخیر و خوبی طرفین ملکہ مہرخ کے روانہ کرو انشاءاللہ ہم تم بھی پہونچ جائینگے یہ رائے سبکو پسند آئی بہار نے اپنے ہاتھ سے ایک نامہ لکھا تمام کیفیت فتح طلسم صندل و قتل مہرو ماہ جادو و تدبیر حصول لوح اسمین مندرج کیا یہ بھی لکھدیا ہم لوگ فلان فلان سردار فلان راستے سے حاضر خدمت ہوتے ہین تردد کو راہ نہ دیجیے گا یہ نامہ ایک ملازم اخضر کو دیا کہ وہ نہایت تیز رو تھا فوراً نامہ لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اس نامہ دار کا احوال وقت پر تحریر ہوگا اب ملکہ بہار و رعد و برق لامع

دملکہ بران شمشیرزن و باغبان قدرت و خواجہ عمرو بن امیہ نامدار تخت سحر پر سوار ہو کر طرف لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوتے ہین انکا حال بھی ظاہر ہوگا اسد نامدار نے ملک اخضر کو حکم دیا کہ ایک عبادتخانہ آراستہ ہو ملک اخضر نے ایک مکان طیب و طاہر بخورات سے آراستہ کیا سجادہ واسطے اسد غازی کے بچھایا اسد غازی بخواہش حصول لوح مصروف عبادت ہوتے ہین انشاء اللہ اس داستان شوکت بیان کو بہ کیفیت تمام تحریر کیا جائیگا عجب داستان حیرت بیان ہے جسوقت ناظرین ملاحظہ فرما دینگے حظ وافر اٹھائینگے

دو کلمۂ داستان شوکت بیان لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران و لشکر افراسیاب کا ہمن جادو کو برائے مدد مہروشاہ باختری روانہ کرنا ساقی نامہ بطور ترکیب بند

ساقی مئے سرخ رائگان ہے — خم بھر دے کہ چشم خونفشان ہے
لبریز ہوا ہے کاسۂ عمر — کیا فزد بلائے ناگہان ہے
جام مئے عشق سے چھکا ہون — یہ زہر کشندہ نوش جان ہے
اکبارگی آگئی خموشی — بدمستی شوق سرگران ہے
اُٹھے بھی نہ تھے کہ گر پڑے ہم — کیا لغزش پا زبان زنان ہے
کس پردہ نشین نے تیز دیکھا — اس جوش پہ راز دل نہان ہے
یون غور سے پندگو کی باتین — سُننے کا ڈرے سبب عیان ہے
یعنی دے جان گر کرون مین — جس بات مین جان کا زیان ہے
چپ رہنے کا ماجرا نہ پوچھو — کب حرف یہ لائق بیان ہے
اے ہمدم جان نواز مجھسے — کیا دل کی کہون مین دل کہان ہے

آن شوخ چنان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

یون چھوڑ کر مجھے چلا گیا دل — ہے اُس سے زیادہ بیوفا دل
دلدار کے کھینچنے پڑے ناز — افسوس کہ میرے پاس تھا دل
یہ دشمن جان تمھین مبارک — لینے نہین میرے کام کا دل
کیون دعوے دلربائی اتنا — مائل ادھر آپ ہی ہوا دل
دیتا ہون دم ایسے فتنہ گر پہ — انصاف سے دیکھنا مرا دل

اُس چشم نے کر دیا خراب آخر — تھا ورنہ بہت ہی پارسا دل
کیسی مری جان پر بن آئی — اللہ مگر آگیا ہی کیا دل
گھونٹے ہی کوئی گلے کو ہر دم — کیا بات کرون کہ ہی خفا دل
اے محرم رازکیا کہون مین — بس آفت جان سے لگا دل
اے مونس غمگسار ہردم — کیا پوچھے ہی کیونکہ لیگیا دل

آن شوخ چنان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

چہرہ داستان غازیان دیندار و مجاہدان تہورشعار و دلاوران صف شکن سروفروشان شمشیرزن
حالات جلالت آیات جنگ صاحبقران بصدعظم وشان یون تحریر فرماتے ہین نبظم

نویسندگان سخن پروران — ازین سطیر اوراق این داستان — مضامین رنگین بہم کردہ اند — سطور بہرصنع رقم کردہ اند

زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالی شان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما ہین تمام غازیان دیندار و
مجاہدان تہورشعار و پہلوانان عالی وقار و فرزندان نامدار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین کرسی ہا ہدپر جواہر بن عمرو
عہدہ افسری پر بیٹھا ہی عیاران خنجرگذار و مکاران نامدار خشت ہاے زرین پر شاد فرماتے ہین عرصہ دراز ہوا کہ
لقانے طبل جنگی نہین بجوایا صاحبقران نامدار نے جواہر بن عمرو سے پوچھا ہی جہتر دالاگہرای نورنگاہ خواجہ عمرو کیا
سبب ہی کہ لقانے طبل جنگی نہین بجوایا شاید کوئی ساحر طلسم ہوشربا سے فی الحال نہین آیا اسکو مفصل دریافت
کرو جواہر نے عرض کی ابھی غلام کو خبر ملی ہی کہ لقانے نامہ طرف افراسیاب جادو کے روانہ کیا ایک ساحر جواب
لے کر آیا تھا اسمین یہ مرقوم تھا کہ یا خداوند رحم فرمائیے طلسم برباد ہوا جاتا ہی طلسم کشا لوح کی فکر مین
ہی اکثر مقامات معقول فتح کیے تقدیر برجستہ کیجیے غلام کو تسکین دیجیے ایسا نہو طلسم کشا لوح پا جاے
پھر طلسم ہوش ربا نہ بچے گا اب تو غلام نے بہمن جادو کو مع ساٹھ ہزار ساحران غدار کے براے مدد حضور
روانہ کیا ہی غلام بھی حاضر خدمت ہوگا ایک دن مین کل مسلمانون کو قتل کرکے قدرت کو بالاے
تیطول پہونچائیگا ہمیشہ خدمت مین حاضر رہیگا اگر بہمن پر کوئی آفت پڑے یا غدر کرے قدرت
اُسکو بھی بہشت مین بھیج دین یہ بندۂ حقیر خود حاضر خدمت فیضدرجت ہوکر ایک چشم زدن مین مسلمانون
کو غارت کردیگا قدرت کو بالاے تیطول خود پہونچا دیگا مشیر قدرت لقب پائیگا حضور یہ نامہ پڑھکر
لقا بہت خوش ہوا صبح و شام مین بہمن جادو آیا چاہتا ہی مگر یہ بھی مرقوم تھا کہ بہمن جادو عیش
پسند عیش کرتا ہوا آتا ہی عرصۂ دراز مین پہونچے گا اس ہفتہ عشرہ مین تو نہین آتا ادھر سلیمان

عنبر بن موے کوہی کا عزیز پہلوان سمندر کوہی بڑے جوش مین آتا ہی اپنی جرأت پر ناز ہی اُسنے بھی
سلیمان کو لکھا ہی کہ حضور مین آکر فرزندان حمزہ سے مقابلہ کرونگا فرزندان حمزہ نے بڑے نام پیدا کیے
ہین جو اُنکو زیر و زبر کریگا پہلوانان عالم مین بڑا نام ہوگا ہفتہ عشرہ مین وہ پہونچیگا ایک ہفتہ جنگ
موقوف ہی کوہستان سے پہلوان ہوشربا سے ساحر جب آئینگے تب طبل جنگی بجے گا یہ سُنکر صاحبقران
خاموش ہوے راوی شیرین کلام نے اس داستان شوکت بیان کو بصد کیفیت یون تحریر فرمایا ہی کہ
صاحبقران زمان نے تیسرے پہر آکر دربار کیا یکایک سیجھ لکہ ہاے ابر آسمان پر آئے بوندیان پڑنے لگین
ہواے سرد چلی صاحبقران زمان کو عرصہ دراز گذرا مہلت لڑائی سے نہین ملتی ابر کو جو ملاحظہ فرمایا
ہواے شکار ہوئی حکم ہوا خاقان ابن الخاقان بہرام گرد بن خاقان چین ہمارے یار قدیم رفیق ندیم
کو بلاؤ جب بہرام حاضر خدمت ہوا صاحبقران نے فرمایا اے یار وفادار اے مونس و غمسار راہ جہاد دین
اسلام مین عیش و آرام بالکل ترک ہوا لیکن ہزار ہزار شکر ہی اُس بے نیاز کا کہ اُسنے مجھ مور ضعیف کو مرتبہ
سلیمانی عطا فرمایا رتبہ اعلی پر پہونچایا دیندار مجاہد مشہور ہوا اہل اسلام کا سردار ہوا باطل پرستون پر
بلا نازل ہوئی لقا ایسا مغرور چھپا پھرتا ہی جان بچاتا ہی سلیمان عنبر بن موے کوہی ایسا دیو خصال
مقابلے مین نہین آتا ہی چلے جوانے مین بچیا جان بچاتے ہین آج فراق مین اپنے یار وفادار عمرو نامدار
کے دل بیقرار ہی جذبہ محبت کھینچتا ہی کہ پر پرواز پیدا کرون اپنے کو تا بہ طلسم ہوشربا پہونچاؤن اپنے
دوست صادق کو دیکھون صحبت عیش مہیا ہو اُسکی باتون کے کان مشتاق ہین لیکن مجبور رہنا چاہیے غنچہ لب
پر شگفتہ ہون چمن باغ فرحت دور ہی بے پری کا قصور ہی راہ مین دربند طلسم حائل ہین لقا نے
دانتون سے زمین پکڑی ہی اگر یہ بچیا شکست کھا کر بھاگے اُس حوالی مین جاے مین بھی تعاقب
کرون دربندون پر لڑائی پڑے جان مٹاؤن جس طرح بنے سرحد ہوشربا مین چلون لیکن امر یست
مشکل کاریست دشوار دیکھین کسدن فلک پردہ حجر اُٹھاتا ہی ہمکو ہمارے یار جانی سے ملاتا ہی نہین
معلوم وہ بھی کس مصیبت مین ہی کہ ہمکو فراموش کیا یقین ہی وہ بھی ہمارے واسطے تڑپتا ہوگا میرے
فرزند بدیع الزمان کی رہائی کی فکر کرتا ہوگا لیکن نتیجہ ما بعض نہین ہوتا ورنہ وہ ضرور آتا اپنے کو
ہم تک پہونچاتا اے برادر بجان برابر براے دفع ملال خاطر سامان شکار مہیا کرو دو چار دن چلکر شکار
کھیلین دل بہلائین بہرام نے عرض کی منت بجان دارم جسوقت حضور محلات معلی سے برآمد ہونگے کل
سامان شکار حاضر رہیگا غلام بھی ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلے گا یہ سُنکر بادشاہ جمجاہ نے عرض کی
اے جد عالی جاہ میری کیا مجال کہ بداے اقدس مین دخل دون لیکن ملک پر آشوب آپ کے نام کے سبب

باطل پرست دشمن ہر منزل پر رہزن موجود ہین ایسا نہو ذات حضور پر کچھ چشم زخم پہونچے لشکر مین پریشانی حاصل ہوگی سردارون کو کیونکر تسکین دل ہوگی یا تو تشریف نہ لیجائیے یا لندھور بن سعدان بادشاہ کل ہندوستان کو اپنے ساتھ لیجیے حفاظت ضرور ہی انتظام نہ کرنا عقل کا قصور ہی صاحبقران نے مسکراکر فرمایا ای شہنشاہ گیتی ستان نبیرۂ نوشیروان خدا آپ کو سلامت رکھے بات آپنے معقول فرمائی لیکن کیا خوف ہی حافظ حقیقی مالک تحقیقی ہر مقام پر ساتھ ہی اسکا دامن قدرت ہمارا ہاتھ ہی ہر مقام پر بچائیگا جو نوشتۂ پیشانی ہی پیش آئیگا جو ہونے والا ہی ضرور ہوگا پس فکر بیکار بندہ مجبور ناچار پیدا کرنے والا مالک و مختار اسمین زبان سے کہہ چکا ہو حسب ارشاد یہ حفاظت کریگا بعد ایک شب کے چلا آؤنگا واسطے اپنے دوست صادق کے بہت دل گھبراتا ہی خدانخواستہ آجکل عمرو کسی بلا مین مبتلا ہی خود بخود دل پریشان ہی کسکو بھیجون کون جاکر میرے دوست کی خبر لائے قلب نا صبور اطمینان پائے واللہ اسقدر مجھکو عمرو کی یاد ہی کہ راتمین اختر شماری مین دن بیقراری مین گذرتا ہی حال دل کس سے کہون ہر وقت جگی یاد ہی قلب مائل فریاد ہی **نظم**

عمر ز ایام جوانی یادگارے ماندہ است — نشۂ می شد برون لیکن خمارے ماندہ است

حسن جائے عشق میگیرد کہ بعد از کوہکن — نقش شیرین رابہ بین در کوہسارے ماندہ است

منتظم وان در قفس مرغ دلم را چند روز — ورنہ بر بالش ز چندین دام تارے ماندہ است

آہوئے چشمش بہ پہلو دار داز دنبالہ پر — آنکہ زخمی نیست از دستش شکارے ماندہ است

ذرہ ہم از عشق تا دردل بود غافل مباش — شعلہ روزی میکشد سر گر شرارے ماندہ است

عشق او نگذاشت ای ناصح بمن ہیچ اختیار — اختیارم گریۂ بے اختیارے ماندہ است

رحم کن بہر خدا بر غربت سودا کہ او — در دیار دور از خویشم تبارے ماندہ است

اسی بیان پر صاحبقران کے فرزندان عمرو بیقرار ہوکر رو دئے جواہر بن عمرو نے عرض کی ای آقائے نامدار ای قدردان ذی وقار بھائی چالاک بن عمرو بصد کرو فر لٹتے ہوئے ہوش ربا مین پہونچے ماشاء اللہ کیا کمال ہی کیا جاہ و جلال ہی خود افراسیاب اپنے ساتھ لیگیا کئی مقام پر اُسکو چیٹ پٹ بیہوش کیا لیکن وہ ایسا سخت جان تھا قتل نہ کرسکے مگر منزل مقصد پر پہونچے اگر غلام کو حکم ملے غلام بھی اپنے کو خدمت مین والد نامدار کے پہونچائے اگر بن پڑے تو خبر خیر و عافیت لیکر آئے یا حکم پر حضور کے جان نثار کرون دور دراز ہی ساحران دربند کو اپنی حفاظت پر ناز ہی ایسا دیسا ساحر بھی نہین جا سکتا غیر کی کیا حقیقت ہی مگر اقبال شاہنشاہی ہمراہ ہوگا ضرور اپنے کو پہونچا دونگا کلباد عراقی سماک سلطانی وہتر ابو الفتح اصفہانی دعمران خطائی و سیارہ بن عمرو و وہتر شعبان

خنجر گذار وغیرہ بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر بصد کر و فر سامنے صاحبقران کے عرض کرنے لگے اے شہریار بسم اللہ حضور حکم دین ہم اپنے بزرگ کے نائب کے ساتھ ہوش ربا مین جائین خدا چاہے تو ہنگامہ برپا کردین تختۂ افراسیاب اُلٹ دین صاحبقران زمان نے دیکھا محبت مین عمرو کے سب بیقرار ہین صاحبقران نے ایک ایک کو گلے سے لگایا بہ محبت فرمایا اے عیاران لشکر اسلام واے طراران نیک انجام سخدا مین تمکو ایسا ہی جانتا ہون بخوبی سب صاحبون کے رتبے کو پہچانتا ہون لیکن ایسے مقام خوفناک کے جانے کی رخصت دون ایسے خیر خواہان دولت کو اپنے ہاتھ سے ضایع کرون انشاء اللہ ہم خود اپنے یار وفادار کی ملاقات کو چلین گے تم سب صاحب لڑتے بھڑتے عیاریان کرتے ہوئے ہمارے ہمراہ چلنا سبھون نے سر جھکا لیے خون جگر پیکر رہگئے مالک کے سامنے کچھ نہ کہ سکے صاحبقران زمان نے جاکر آرام فرمایا آفتاب عالمتاب دشت نیلی مین شکار کرکے خیمۂ مغرب مین داخل ہوا شہر بار ماہتابان برائے سیر صحراے آسمان اول پر مصروف گشت ہوا منور وروشن کوہ و دشت ہوا جب لیلی شب نے نقاب چہرۂ انور سے اٹھائی عروس سحر نے صورت پر نور دکھائی صاحبقران زمان بیدار ہوئے مقبل وفادار غلام صاحبقران بصد عظم و شان مع اسباب شکار بر در دولت شاہنشاہی پر حاضر ہوا صاحبقران نماز سے فراغت حاصل کرکے برآمد ہوئے بہرام نے سلام کیا اشقر دیوزاد کو پیکر دیوانہ بن قندش حاضر ہوا صاحبقران نے خانہ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن فرمایا برائے شکار سمت دشت پرہبار روانہ ہوئے تارۂ سحری چمکا پہلے قراول آگے بڑھے جانور شکاری چھوٹے

نظم

وہ تھے بازو شاہین جنگل کشا
کرین طائر وہم کو بھی شکار
وہ کتون کی تھین چوریاں لاجواب

دبکنے لگے طائران ہوا
طرارے بھرے وہ کہ باکر وفر
دل شیر ہو جنگلی دہشت سے آب

وہ سب تیز رو تیز پر تیز بار
لرزنے لگے دشت کے جانور
طائران ہوائی شکار ہوئے

اڑا لیے بھرگئے صاحبقران تیر و کمان ہاتھ مین خود بدولت واقبال شکار مین مصروف ہین استادان سخنور نے فرمایا ہے پہردن رہے تک صاحبقران نے اُس دشت مین شکار کیا ایک مقام پر ایک صحراے سبزہ زار ملا بہرام نے عرض کی یہ مقام لائق شب کے رہنے کے ہے ارشاد فیض بنیاد ہو خیمہ استادہ کرین ملازمان شاہنشاہی اُترین صاحبقران کو بھی وہ مقام بہت پسند آیا صحراے سبز و شاداب ہر گل بوٹہ نایاب نخل موزون جھیلین موج مار رہی ہین طائران صحرا بزبان بے زبانی تعریف ایزد منان مین مصروف طاؤس جابجا رقصان صنعت باغبان قضا و قدر عیان دور تک کوڑیالا کھلا ہوا بھینی بھینی بو آتی ہے سبزون کو دیکھکر طبیعت لہراتی ہے پھولون کی مہک غنچون کی چٹک طائرون کی زمزمہ سرائی نگل خودرو

کی زیبائی صحرا پاک شفاف کانٹون سے وہ دشت پرفضا بالکل صاف جوانان چمن اکڑ رہے ہین نرگس شہلا کا جوانان چمن سے آنکھین لڑانا غنچون کا مسکرانا پھول پھولے ہوئے جامہ مین نہین سماتے فاختہ قلندر مشرب دلق خاکستری زیب جسم مصروف حق سرہ قمری کی بر سر سرو صداے کوکو لفظ کوکو سے ثابت ہے چمن پیراے ازل کی جستجو ہے اسی وجہ سے زبان پر لفظ کوکو جاری ہے بظاہر یہ خوشنجو طوق اطاعت بگلو اسی گل کی جویا ہے فن عشق مین یکتا ہے بلبل نواسنج پہلوے گل مین پیرنج پھولی ہوئی بیٹھی ہے صفت اپنے معشوق کی کر رہی ہے مطلع مصنف کے وجد مین پڑھ رہی ہے مطلع

تمنائی باغ مین سوسن نے گفتگو تیری — چٹک گیا کہین غنچہ جو آئی بو تیری
آج بلا بیٹا رہا ہے خوش ہے بلبل باغ مین — شاخہاے گل شاقی ہین زرگل باغ مین

دیگر

کس منہ سے کہتی ہے کہ مین ہون آشنائے گل — بلبل زبان سے یہ بھی نہ نکلا کہ ہائے گل
دیکھا طلسم اس چمن روزگار کا — بلبل کے بدلے زاغ رہین کانٹے بجاے گل
آنکھون سے دیکھ تو ستم روزگار کو — کچھ پوچھنا ضرور نہین ماجراے گل
بلبل اسیر ہو تو کرون چاک پیرہن — ہم خوب جانتے ہین یہ تھا مدعاے گل
اے عندلیب کیا نفس چند کی بہار — دو دن کے بعد پھر ہے وہی ہائے ہائے گل
ٹھہرا اگر قدم بھی تو آغوش باغ مین — افسوس دیکھنے بھی نہ پائے بقاے گل
فصل بہار و وقت خزان دونون ساتھ مین — وہ ابتداے گل ہے تو یہ انتہاے گل
کہتی تھی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہین — راحت کہان اُٹھا نہ سکے ہم جفاے گل
ارباب ضبط کے نہین کھلتے لب سوال — اپنا ہی خون دل ہے چمن مین غذاے گل
اے رنج ہجر یار کہین ڈھونڈھ لے مکان — رہتی ہے عندلیب کے دل مین ہواے گل
اس ضبط عندلیب کے قربان جائیے — لائی زبان پر نہ کبھی شکوہ ہاے گل

صاحبقران کو سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی اُسی مقام پر فروکش ہوئے خیمے استاد ہوگئے دربار گاہ پر دنگل زرین بچھایا صاحبقران اُسپر جلوہ فرما ہوئے پہلو مین بہرام گرد بن خاقان چین پشت پر سرخیل وفاداران مقبل وفادار غلام صاحبقران نامدار مسلح و مکمل رومال ہاتھ مین مگس رانی مین مصروف صاحبقران سیر صحرا دیکھ رہے ہین صنعت باغبان ازل پر ناز صفت رب اکبر آغاز فرماتے ہین باغبان حقیقی نے کیا کیا گل کھلائے سبحان اللہ ہر گل بو مے سے اسکی قدرت آشکار ہے ستار و غفار ہے انسان ضعیف البنیان کی کیا حقیقت کہ صفت اُس کریم کارساز کی بیان

کر سکے بہرام گرد دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران زمان وصف مین پروردگار کے زبان معجز بیان سے گلریزی
کر رہے ہین وہ اسکی صنعت کا بھر رہے ہین بیان پر صاحبقران کے وجد کرتا ہی عرض کرتا ہی حقیقت
مین آپ افصح الفصحا ہین علم کلام مین بھی یکتا ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ آسمان سے لکۂ ابر سیاہ پیدا ہوا
رعد کی گرج برق کی چمک بوندیان پڑتی ہوئین وہ ابر آکر شق ہوا صاحبقران زمان نے دیکھا تخت
پر ایک ساحر غدار ملعون روزگار تاج زرین سر پر اسباب سحر ذات پر آراستہ دریاے سحر مین ڈوبا ہوا
سیاہ فام کریہ منظر خوک پیکر مغرور متکبر پشت پر ساتھ ہزار ساحران سیاہ رو تیرہ درون مرکبہاے سحر پر سوار
بارگاہین اژدرہاے آتش فشان پر لدی ہوئین اس زور و شور سے وہ بجیا تھی اگر اسی مقام پر اُترا
صاحبقران زمان نے ہرکارون کو حکم دیا دیکھو یہ کون ہی کہان جاتا ہی کہان سے آیا ہی جواسیان
اسلام روانہ ہوئے ناظرین پر واضح ہو افراسیاب خانہ خراب نے بہمن جادو کو براے مدد لقا
روانہ کیا تھا اسوقت آکر یہان پہونچا ہی اُسکی نگاہ لشکر صاحبقران پر پڑی ایک ساحر سے کہا دیکھ تو کہ
صحرا مین کون اُترا ہی ادھر سے ساحر چلا ہرکارون نے صاحبقران کے جاکر احوال دریافت کیا چشم زدن
مین واپس آئے عرض کی ای شہریار بہمن جادو فرستادۂ افراسیاب بدخو براے مقابلہ لشکر حضور جاتا ہی
صحراے سبزہ زار دیکھکر اُتر پڑا صاحبقران نے فرمایا ای بہرام رات ہی کہ یہان سے کوچ کرنا مناسب
ہی ایسا نہو یہ ہم سے پیشتر جا پہونچے طبل جنگی بجواکر فساد برپا کرے بہرام نے عرض کی بہت بہتر ہی شب ہی
کو سامان سفر تیار ہو جائیگا انشاءاللہ یہ نہ پہونچنے پائیگا کہ حضور کا داخلہ لشکر ظفر اثر مین ہو جائیگا
صاحبقران یہ باتین بہرام سے کر رہے ہین بہرام نے کارگزارون کو حکم دیا بارگاہین اراہون پہ
لد جائین جب زلف لیلی شب کمر سے گذرے نقارہ کوچ کا ہو نماز سحر جا کر اپنے لشکر مین پڑھین
منتظمان لشکر ظفر اثر نے جواب دیا انشاءاللہ یہی تدبیر ہوگی صاحبقران یہ باتین کرتے تھے کہ ایک
ساحر سامنے آیا شوکت و دبدبہ دیکھکر براے تسلیم خم ہوا عرض کی ہمارا افسر بہمن جادو آپکا نام
دریافت کرنا چاہتا ہی صاحبقران نے بے تکلف فرمایا جاکر کہدو عبد ذلیل رب جلیل صاحبقران
داماد نوشیروان سرکوب نمرود شاہ باختری بہم زن لشکر کافران غازی مجاہد براے شکار اس
صحراے سبزہ زار مین آئے ہین یہ سنکر وہ جادوگر تھراتا ہوا لشکر سے صاحبقران کے نکلا سامنے
بہمن جادو کے آیا مگر لرزان ترسان رنگ رو متغیر بہمن نے پوچھا کیون گھبراتا ہی عرض کی ای
شہریار مین نے بڑے بڑے بادشاہان عالی وقار کو دیکھا مگر یہ رعب و دبدبہ صولت و شوکت نگاہ سے نہین
گزری صاحبقران زمان جنکا نواسہ طلسم ہوشربا مین گیا ہی طلسم کو درہم و برہم کر دیا ہی یہ وہی

شیر ہین آپ کا نام بھی انکو دریافت ہو چکا ہرکارہ آکے خبر لے گیا چہرے سے اُنکے ظاہر ہو کہ آپ کے آنے سے
کچھ اُنکو تردد نہین ہوا اطمینان مجھے باتین کین اپنی زبان سے فرمایا کہ میرا سرکوب زمرد شاہ باختری
لقب ہو لقا بے ادب ہو دم یکتائی کا بھرتا ہو خدا بنکر بیٹھا ہو حضور مین نے خوف سے جواب نہین دیا
یہ سُنکر بہمن جادو قہقہہ مارکر ہنسا کہا صاحبو کیا قدرت خداوند لقا ہو اس جوان کو میرے شکار
کے واسطے بھیجا ہو مین حیران تھا کہ قدرت کے دربار مین کیا تحفہ لیکر جاؤنگا نظر مین سوائے سر کے کیا
پیشکش کرونگا اب اس دشمن خداوندی کی مشکین باندھکر سامنے قدرت کے پہونچاؤن لڑائی کا خاتمہ ہو
جب افسر پکڑ لیا گیا اہالیان لشکر کی کیا حقیقت ہو سب بھاگ جائینگے فتح نصیب ہوی غنچۂ مراد کھلیگا
سرکار خداوندی سے طرۂ پیغمبری ملے گا مشیر قدرت لقب ہوگا قدرت کو بالائے قیطول پہونچاؤنگا
یہ کہکے اپنے ساحرون کی جانب پلٹا کہا صاحبو تم مین سے ایک ساحر جائے اُس سرکش کو کشان کشان ہمارے
سامنے لائے اگر تامل کرے سحر کرنا سب کو دیوانہ بنا دینا بہ ذلت و رسوائی لانا غیر ساحر کی کیا حقیقت ہو کہ
سامنے ساحر کے کلام کرسکے بہمن کا بھائی تہمتن جادو اپنے دنگل سے اُٹھا کہا اے برادر یہ کام میرا ہی
مین ابھی جاتا ہون اس جوان کو گرفتار کرکے لاتا ہون بڑا بے ادب ہو قدرت سے لڑتا ہو ساری
سرکشی بھلا دونگا جانور بنا دونگا قفس آہنی مین بند کرکے لاؤنگا یہ کہکے تہمتن جادو بصد قہر و غضب
کرگدن پر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا بہمن اُٹھکر بارگاہ مین آیا کہا لو صاحبو اسی
منزل پر جادۂ مراد دستیاب ہوا اتنے بڑے دشمن کو یون پایا تخت پر بیٹھکر وہ بدمست شراب خواری
مین مصروف ہوا نشے مین بلبلانے لگا رفقا خوشامدی درست بجا کہ رہے ہین مگر صاحبقران اسیطرح
دربارگاہ پر بہرام سے باتون مین مصروف ہین کہ ہرکارے نے خبر دی حضور بہمن کا بھائی تہمتن
کرگدن مست پر سوار لشکر مین آگیا حضور کو پوچھ رہا ہو مگر ارادہ فاسد معلوم ہوتا ہو آمادۂ حرب پیکار
ہو اسباب سحر ہاتھ مین افسونگری بات بات مین صاحبقران نے فرمایا جس طرح سے آتا ہو آنے دو
لشکر مین کہدو کوئی اُس سے معترض نہو یہ کلام ناتمام تھا کہ تہمتن جادو بصد کبر و نخوت آکر گینڈے
سے اُترا ابل کرتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا بگڑا بد لیاقت نے سلام بھی نہ کیا اگرچہ آئینۂ جمال کو
دیکھکر حیران ہوا دل مین اپنے ارادے سے پشیمان ہوا لیکن اپنے سحر کے غرور مین کہا یا صاحبقران
چلیے ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ بہمن سپہ سالار لشکر افراسیاب صف شکن آپ کو طلب فرماتے ہین
بہتر اسی مین ہو کہ رومال سے ہاتھ باندھ لیجیے بھائی صاحب سے چلکر عذر تقصیرات کیجیے رحم دل ہین شاید آپکے
خون سے درگذرین ہرچند کہ آپ بڑے خطاوار ہین خداوند لقا سے مصروف حرب پیکار رہین لیکن بھائی صاحب

کو سرکار شاہنشاہی مین سب طرح کے اختیار ہین جان بخشی ہو تو عجب نہین صاحبقران نے یہ مہملات
سنکر فرمایا اے تہمتن جادو آؤ کرسی پر بیٹھو احمق نہ بنو مثل انسان کے کلام کرو مناسب وقت جواب دینگے
تم ہمارے لشکر مین آئے ہو کلام سخت کرنا ہمکو مناسب نہین ہے کیون گھبراتے ہو صاحبقران نے جو بسہولت
جواب دیا بیٹھنے کو کہا تہمتن سمجھا کہ صاحبقران مجھ سے دب گئے کہا اے جوان مجھکو بیٹھنے کا حکم نہین ہے جلد
اُٹھو میرے ساتھ چلو صاحبقران نے فرمایا اے پہلوان زمان اے گرشاسپ دوران یہ کیا موقع ہے
کہ تم اپنے آقا کے سامنے ہمکو بہ ذلت لیجاؤ شب کو طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان کارزار مین آؤ اگر ہمکو
بہ مردمی زیر کرنا اُسوقت بین تمکو اختیار باقی ہے خواہ قید کرنا خواہ شرف مذہب کا دم بھرنا ابھی تم
ہمپر غالب نہین آئے ایسے کلمات سخت کہتے ہو تمکو زیبندہ و سزاوار نہین ہین تہمتن جادو اور زیادہ
پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا کہا او حمزۂ عرب بس اب زیادہ باتین نہ بنا کسی ساحر سے مقابلہ نہ پڑا ہوگا
بھائی میرا ساحر ہی عہد جمشید زمان ہم پہلوان ہیمن اسکا قوت بازو زینت پہلو سحر ہین طاق شہرۂ آفاق
ما بدولت خالی پلٹ کر جائین ہین بہ آبرو تمکو لیجاؤنگا یہ کہکے ہاتھ بڑھایا چاہا صاحبقران کی گردن
پکڑے صاحبقران نے الٹا ہاتھ مارا چہرہ غصے سے سرخ ہوا زلفین خلیلی بل کرنے لگین شیر خشمناک کے تیور
بدلے فرمایا او بیحیا نامرد ہم سمجھاتے ہین ہمارا کہنا نہین مانتا دور ہو سامنے سے تہمتن نے سحر پڑھکے ماش کے
دانے مارے اس خیال پر کہ یہ بیہوش ہو دریاے سحر کا جوش ہو پنجہ کمر مین دیکے لیجاؤن جیسے ہی وہ ماش
کے دانے شعلہ بنکر صاحبقران پر گرے امیر نے اسم اعظم الٰہی بہ فصاحت و بلاغت پڑھا سحر تہمتن کا
دفع ہوا ماش کے دانے تصدق ہو کر امیر پر زمین پر گرے اب تو تہمتن نے تیغہ سحر کھینچا کہا او
حمزہ مین سمجھ گیا تو نے بھی دو چار انچھر کسی گرد سے سیکھے ہین لیکن یہ تیغہ سحر ہے لاکھون کو اس سے قتل
کر دن اس خونخوار کا منھ صاف و پاک رہے خون کا دھبا نہ لگے یہ کہکے ہاتھ تیغہ سحر کا برسر صاحبقران
لگایا امیر نے غصے مین باطل سحر پڑھکے اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بقوت صاحبقران نے جھٹکا مار تلوار
چھین کے پھینک دی غصے مین ایک طمانچہ مارا سر اس خود سر کا چنبر گردن سے اُڑ گیا جسم دھم سے زمین پر
گرا تڑپکر جہنم واصل ہوا شجر سرکشی سے یہ ثمر حاصل ہوا آوازین مہیب آئین اندھیرا ہو گیا صدا بلند ہوئی
کشتی مرا نام من تہمتن جادو بود صاحبقران غلام جانباز سے فرمایا سر اس مغرور کا نخل مین لٹکاؤ لاشہ
کھینچکر بیرون لشکر مزبلے پر ڈالدو یہ فرماکر صاحبقران غصے مین بارگاہ مین آکر بیٹھے بہمن جادو
اپنی بارگاہ مین بیٹھا کہہ رہا ہے بھائی صاحب حمزۂ عرب کو لاتے ہونگے یکایک کان مین مرنے کی آواز
آئی گھبرا کر ساتھ والون سے کہا ارے دیکھو یہ کیسی آواز آتی ہے ساحر دوڑے صحرا مین آکر دیکھا لاشہ

تہمتن کا پڑا ہوا ہے روتے پیٹتے سامنے آئے عرض کی حضور حمزہ عرب نے آپ کے بھائی صاحب کو مار ڈالا
بہمن سر پیٹنے لگا کہا صاحبو بڑا غضب ہوا میرے بھائی صاحب کے مزاج مین رحم تھا سحر نہ کیا ہوگا جرأت
کا جوش ہوا حمزہ صاحب زور و طاقت ہوا سو جہ سے وہ شیر مارا گیا روتا پیٹتا لاش پر آیا دیکھا سر ندارد
گھبرا کر ساحرون سے کہا اسمین کیا سر ہے سر اسنے بدعت کی ایسے افسر کا سر نخل مین ٹنکا یا لیکن اب
جلدی ارتھی بناؤ سر پہاڑ نا معطل رہا کل حمزہ کو بھی آتش قہر و غضب مین جلاؤنگا تب سر کو دفن
کراؤنگا کتھے برہمن دوڑے پوتھیان لیے ہوے جاپ کرتے ہوے آپسمین اشارے کہ ایسون کے لیے ہم
پتھر ڈھلکاتے ہین ایسے دو چار روز مرین سال مال خیر سے کٹے روز موہن بھوگ کھائین تو ندیر ہاتھ
پھیرین بہمن نے لاشہ جلوایا برہمنون سے کہا دیوتا اب جاؤ کریا کرم موقوف رہا کل حمزہ عرب کو مار کے
مال اسباب لوٹ لونگا تم لوگون کو بخش دونگا یہ کہکے جھلاتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا شام کو جب ساحر
روز ہوم خانہ مغرب مین جاکر چھپا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان تخت فلک پر جلوہ فرما ہوا
بہمن نے حکم دیا لشکر مین ہمارے طبل جنگی بجے نقارۂ رزمی پر چوٹ پڑی ہرکارون نے یہ خبر وحشت
اثر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے بہرام سے فرمایا بعنایت رب اکبر ہمارے یہان بھی طبل
جنگ بجے لیکن کہا مقام افسوس ہے مین بادشاہ جمجاہ سے واسطے ایک شب کے لشکر آیا تھا اب یہ مقدمہ
جنگ ہے حیدن صرف ہون کیا اختیار ہے بسبب شکار کے کوئی عیار بھی میرے ساتھ نہین آیا ایک عرضی
خدمت شاہنشاہی مین روانہ کرتا حضور آگاہ ہوجاتے بہرام نے عرض کی حقیقت مین بادشاہ نامدار
و سرداران عالی وقار انتظار مین حضور کے ہونگے عرضی جانا بھی دشوار ہے امیر نے کہا جو مرضی الٰہی
مصرع ہرچہ رود بر سرم آنچہ پسندی رواست ؎ لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا امیر بے سامان
یہان تشریف لائے ہین نوبت نقارے بھی کم ہمراہ ہین ایک نقارہ ساتھ تھا اسپر چوب پڑی
ساحرون مین تیاری ہونے لگی ہمراہیان بہمن بڑے بڑے ساحرون خوک پیکر خرس طینت میمون
خصلت خرسہاے بادیۂ ضلالت ہوم خانون مین داخل ہوے سحر تیار کرنے مین مصروف کلوا بھیرون
نارسنگھ کی صدائین بلند خیمون سے آوازین نکل رہی ہین کوئی لونا چماری کو پکارتا ہے خیمون سے
دھوئین اُٹھ رہے ہین بنگالی ڈھرو بجا رہے ہین بھجن سامری و جمشید کے گا رہے ہین ہر ایک ساحر
کا یہی قول ہے کل بوقت سحر حمزہ عرب کو گرفتار کرینگے خدمت خداوندی مین لیچلین گے قدرت سبکی
عمرین بڑھائیگی یہان لشکر صاحبقران مین صرف بہرام گرد بن خاقان چین مقبل وفادار تیر و کمان ہاتھ
مین لیکر در صاحبقران پر آکر بیٹھا ہے حفاظت کر رہا ہے بہرام طلایہ پر آیا چار سو جوان ساتھ صداے

حاضر باش و ناظر باش ملند بہرام کو بڑا خیال ہے آتنا بڑا جادوگر مارا گیا ہے ایسا نہو بھائی اُسکا شبخون
مارے شب تیرہ و تار مین لڑے نہایت مشکل ہوگی کنارے پر لشکر کے کھڑا ہوا لشکر ساحران کو دیکھ رہا ہے
خیمون سے اُن بیچاؤن کے دود غلیظ ملند کر بندیان ہو رہی ہین اسی ہنگامے مین چار پہر رات گذر کر
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا گریبان سحر چاک ہوا آمد آمد شہنشاہ زرین پوش بصد جوش و خروش چرخ نیلی
پر مع فوج ظفر موج ضیا و شعاع یعنی نیر اعظم صاحب شوکت و حشم تخت چرخ نیلی پر جلوہ گر ہوا صاحبقران زمان
نماز فجر سے فراغت کرکے باہر تشریف لائے پشت اشقر پر سوار ہوئے بہرام مقبل ہمراہ رکاب مع بارہ ہزار
سحر خوان پشت پر کچھ بھلیے قرادل میر شکار آمادۂ حرب و پیکار عقب سے صاحبقران نامدار آکر میدان
کارزار مین پہونچے اُدھر سے آمد آمد لشکر ساحران بہمن جادو تخت پر ساٹھ ہزار اہلیان لشکر سحر کی
سواریون پر سوار اتر ورہاے آتش فشان قلابۂ آتشین چھوڑتے ہوے کالی آندھی ہوئی آئین اسباب سحر ایک
ایک ملعون یہی چاہتا ہے کہ مین جاکر لشکر حمزہ سے مقابلہ کرون ایک سحر کرکے پکڑ لون دونون لشکر میدان
کارزار مین پہونچے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے کڑکیت کڑکا کہنے لگے نظم

کر گیتیون نے جب کہا یہ گرز کا	رستم ہے نہ اب ہے سام باقی
دل فردون کا ہے خنگ ٹھہر کا	افردون کا فقط ہے نام باقی
ہان نامور وہ نام کرنا	
رستم سے نہو وہ کام کرنا	

دمامہ جادو کہان ہے ساحر تہمتن کیا ہوا سامری
و جمشید پر کیا گذری دنیا ناپائدار ہے صاحب اختیار بے اختیار ہے سامری جمشید بڑے ساحر تھے اسقدر
زور پکڑا دعوئ خدائی کیا لیکن موت سے کچھ زور نہ چلا آخر پیوند خاک ہوے چشم زدن مین قصے پاک ہوگئے
نام سرکشی رہگیا نشان قبر بھی نہین ملتا یون بہادری ہے کہ نکلکر میدان مین اپنا نام روشن کرین اور نام
ساحران گذشتہ کا صفحہ ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹا دین اس طرح کے کلمات عبرت آمیز دہشت خیز کہے کہ
مردان عالم جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ناپائداری عالم کا نقشہ آنکھون کے سامنے پھر گیا سب لیے
آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہین کہ طرف سے بہمن جادو کے ماران جادو پیچ و تاب کھاتا ہوا صف سے
بڑھا بل کرتا ہوا سامنے بہمن کے آیا عرض کی حضور اجازت میدان کارزار دیجیے حمزہ سرکش کو مجھے
بھیجیے فوراً مشکین باندھکر لاؤنگا خون تہمتن بالا بالا نہ جائیگا جاکر معاوضہ لیتا ہون اُن سرکشون کو
شکست دیتا ہون بہمن جادو نے کہا اے ماران تو کیون تکلیف کرتا ہے مابدولت خود جاینگے لشکر دشمن
پر آگ برساوینگے بھائی کے خون کا بدلا مجھکو لینا چاہیے ماران نے عرض کی کہ غلامان جانباز موجود
ہین تب آپ کی کیا ضرورت ہے غلام کو شب کو چین نہین پڑا تڑپ تڑپ کے سحر کی غلام حضور کو نہ
جانے دیگا آخر بہمن نے اجازت دی ماران اژدر سحر پر سوار میدان کارزار مین آیا آواز دی کہ

فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنا مرگ کی ہو نکلے یا بدولت سے مقابلہ کرے مگر قاتل تہمتن کا خواہان ہون حمزہ سرکش
میرے مقابلہ مین آوے مجھ ایسے سحر ساز شعبدہ باز سے آنکھین چار کرے دیکھون کیسا سپاہی ہی ایسے
کلمات مہملات بہت سے بکے گولے اُچھالے آگ برسائی لگا ابر بنائے صاحبقران زمان نے جو یہ کلمات مہملات
سُنے صف سے مرکب کو نکالا بہرام نے عرض کی حضور تکلیف نہ کرین غلام اس بیحیا کو جا کر زباندرازی کی سزا دیگا
صاحبقران نے فرمایا ای برادر بجان برابر تم وہ شیر ہو ایسے دلیر ہو دیو کو بھی جواب دے سکتے ہو اول ساحر
ہی علاوہ اذین میرا نام لیتا ہی مین جا کر ابھی سزا دیتا ہون بہرام نے عرض کی اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا
صاحبقران نے فرمایا اسوقت تک تو یاد ہی آیندہ جو مرضی پروردگار یہ فرما کر گھوڑے پر کوڑا کیا اشقر
دیوزاد طرارہ بھر کے مثل باد صرصر چلا تین ٹھیکون مین میدان کارزار مین پہونچا ماران جادو لاف و
گزاف کر رہا ہی جیسے ہی صاحبقران قریب آئے اُسنے ماش کے دانے پھینک مارے صاحبقران نے
اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوا ماران نے کئی سحر کیے جسم اطہر صاحبقران پر تاثیر نہوئی ماران نے ترسول
مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکے تیغۂ عقرب سلیمانی کا وار کیا سپر سحر اُسنے چہرے کی پناہ کی تیغ عقرب مثل
برق تڑپ کر گرا خرمن ہستی کو بیحیا کے جلا کر خاک کیا ماران کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام من
ماران جادو بود صاحبقران نے نعرہ کیا افرہمن پر فرد کسی ساحر کو بھیج یا تو خود مقابلے مین آ کچھ جرأت
دکھا ہمن گھبرا گیا پسینہ آ گیا نہنگ جادو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے اپنا اژدر سحر بڑھایا ہمن سے اجازت
لی میدان کارزار مین آیا صاحبقران پر مثل ماران سحر کیے امیر نے اسم اعظم پڑھکر کمر مین اُسکے ہاتھ ڈالا
اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا چور نگ ہوائی کیا استادان سخنور نے بیان کیا ہی کہ پہر دن رہے تک لشکر
ہمن سے چالیس سردار ساحر مکار غدار فرداً فرداً نکلے ہاتھ سے صاحبقران کے واصل جہنم ہوے
صاحبقران اُسی طرح شیرانہ مبارز طلبی چہرے سے ظاہر قہر و غضب تلوار مین جو صفا نہین آیا جرأت سطوت
شوکت ہمراہ رکاب جلالت لیاقت رعب داب پہلو نشین ہاتھ مین تیغۂ برق تاب ابروے خمدار
بل کھاے ہین ساتھ تلوار کے یہ بھی دو بیچ چل رہے ہین جب چالیس ساحر عاقل کامل سرداران ہمن
ہاتھ سے حمزہ صف شکن کے مارے گئے لاشے زمین مین تڑپے امیر نے پھر اُسی طرح آواز دی او ہمن ساتھ
والون کو قتل کراتا ہی خود میدان مین نہین آتا اب تو ہمن گھبرایا ساتھ والون سے کہتا ہی وہ رفیق میرے مارے گئے
کہ جنکا عدیل و نظیر پردہ دنیا مین نہوگا کتنے کی موت مارے گئے کیا سبب ہی کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہین کرتا بعض
واقفکار صاحبقران کے رازدار سامنے حاضر تھے انھون نے عرض کی ای شہنشاہ سے یکے عرض حال من
گوش کن پند اگر خوش نہ آید فراموش کن ہم نے سُنا ہی کہ حمزۂ عرب مالک اسم اعظم الٰہی ہی سحر اسپر تاثیر

نہین کرتا آپ کے بادشاہ کے بڑے بڑے سردار لشکر کشی کرکے آئے مگر ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے بعض نے
اسم اعظم بند کیا تب غالب آئے آخر کسی عیار کے ہاتھ سے مارے گئے لیکن مراد یہ ہے کہ حضور طبل بازگشت
بجوا کر پلٹین کوئی ایسا سحر تیار کرین جس سے اسم اعظم فراموش ہو تب حمزہ پر غالب آئیے گا یہ سنکر
بہمن گھبرایا فوراً طبل بازگشت بجوا دیا یہ کیکے پلٹا کہ یا صاحبقران اب تو جائیے کل سر میدان آپ سے
سمجھ لونگا شکست دونگا لشکر ساتھ لیکے طرف اپنی بارگاہ کے چلا ملازمان صاحبقران نے صاحبقران
کو بیچ مین لیا زرنثار کرتے ہوے بارگاہ مین لائے مگر بہمن اسقدر متردد و متوحش ہے قریب اپنی
بارگاہ کے آیا گھوڑے سے کود اہا لیان لشکر اسکے کمرین کھول رہے ہین لیکن بہمن خاموش در بارگاہ
پر کھڑا ہوا ٹہل رہا ہے ساتھ والون سے کہتا ہے یارو کچھ مجکو بن نہین پڑتا اسم اعظم بند کرسکتا ہون ایک
ہفتے کی مہلت ملے تب اسم اعظم بند ہو لیکن حمزہ جنگ مین غالب آیا اب ایک ہفتہ کی مہلت نہ دیگا کل
صبح کو میدان کارزار مین آکر للکاریگا بیشک جو اُسکے مقابلے مین جائیگا زندہ بچکر نہ آئیگا سب کہتے ہین
حضور بہت بجا ارشاد فرماتے ہین رات کو یہان سے نکل چلیے جان بچا کر ل چلیے پھر دو چار مہینے کے بعد
آکے مقابلہ کیجیے گا بہمن کہتا ہے مقام غیرت ہے جاے عبرت ہے کہ مین سامنے سے حمزہ کے چلا جاؤن کا افراسیاب
کو جا کر کیا جواب دون ساتھ والے کہتے ہین علالت کا حیلہ کیجیے گا ہم سب ملکر گواہی دینگے یہان کا
حال کون بیان کریگا پھر دیکھا جائیگا اپنی اپنی سب کہتے ہین مگر بہمن چپ کھڑا سوچ رہا ہے کہ کیا کرون
کس بلا مین پھنسا ہون نہ روے رفتن نہ راہ ماندن اگر رہجاؤن حمزہ سے مقابلہ کرون جوہر شمشیر آبدار
ہون جانے مین بدنامی سامنے افراسیاب کے خود کامی کوئی بات بن نہین پڑتی ششدر پنج سوار دن
کا ہے اس سوچ مین کھڑا تھا کہ صحراسے گرد عظیم بلند ہوئی علم سرخ و سفید پھریرے کھلے ہوے نمایان ہوے
لیکن اپنر تعریفین ساہری و جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم بڑے بڑے قد کے جوان دو دو کا بے
گھوڑون پر سوار خود ہاے آہنی سرون پر زرہ موٹی کڑیون کی جسم نحس مین بیچ مین ایک جوان
بلند بالا کرگدن مست پہ سوار صورت خونخوار جوڑا تیغہ کمر مین سپر فولادی پشت پر مثل دیو آنکھین نیچے
ہین ابلی ہوئین سیاہ رو بد مست کوہ بالا کوہ ارابہ گرز کا گڑ گڑاتا ہوا کئی سو جوڑی نرگاؤ کی لگی ہوئی
پشت پر لاکھ سوار پیدل بے شمار اسی جانب آتا ہے صحراے سبزہ زار دیکھکر لشکر کا بارگاہ استادہ ہوئی
وہ مغرور کبھی گینڈے سے اُتر ا تیغہ قبضہ مین ٹہلنے لگا اُسنے دیکھا کہ دو لشکر مقابلہ مین اُترے ہوے
ہین شاطر سے اشارہ کیا کہ دریافت کرو اُدھر سے شاطر چلا بہمن نے اپنے ملازم کو بھیجا اُس جوان کا
شاطر یہان آیا حال بہمن جادو دریافت کرگیا بہمن جادو کے ملازم نے خبر دی کہ سمندر کوہی

جوش جرأت مین اقلیم کوہستان سے آتا ہی برائے مدد خداوند لقا جاتا ہی سمندر کو خبر ملی کہ بہمن جادو فرستادۂ افراسیاب ناہنجار بمقابلۂ حمزۂ نامدار فرو کش ہی حمزہ یہ وہی پہلوان سرکش ہی جسکے فرزندون نے ممالک کوہستان مین شمشیر زنی کی ہزارہا کوہی مارے سمندر یہ کیفیت سنکر موج مین آیا طرف لشکر بہمن کے چلا ادھر سے بہمن برائے استقبال بڑھا دونون سگ خوک آپسمین بغلگیر ہوے بہمن نے سامنے سمندر کے دریا دلی صاحبقران کی ظاہر کی کہا اے پہلوان دوران رستم زمان حمزۂ عرب نہنگ بحر جرأت ہی نہایت صاحب شوکت ہی مین تو گرداب محیط بلا مین پھنسا ہون چالیس ساحر میرے حمزہ نے سر میدان قتل کیے صاحب اسم اعظم ہی سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا یہ سنکر سمندر جوش مین آیا کہا اے برادر کیا قدرت نے تقدیر معقول کی سعادت دارین حصول ہوئی ہماری بارگاہ مین چلو ابد دلت بصد سطوت و شوکت حمزہ کو سامنے خداوند لقا کے لیچلینگے خداوند کا دشمن بزرگ ہی یہ حقیر بیشہ جرأت کا گرگ ہی میرے بھائی صدہا ان مسلمانون کے ہاتھ سے قتل ہوے یہ سب کا سردار ہی بدلا لینا اسی سے سزاوار ہی تمکو ساحر جانکر لڑتا ابد دلت کا نام سنکر تھرائیگا رومال سے ہاتھ باندھکر چلا آئیگا بہمن کو سمجھاتا ہوا سمندر کوہی اپنے دریاے لشکر مین لایا لشکر ساحر و غیر ساحر ملکر اترے بارگاہ مین آکر بیٹھے مقابلہ کی صلاحین ہونے لگین یہ خبر ہرکارے نے صاحبقران زمان کو پہونچائی کہ سمندر کوہی و بہمن جادو ایک جگہ ملکر اترے اب سمندر کوہی طبل جنگی بجوائیگا صبح کو حضور کے مقابلہ مین آئیگا صاحبقران زمان نے فرمایا توکلت علی اللہ سمجھا جائیگا مگر بہرام نے براے خیر خواہی عرض کی سمندر کوہی فوج بہت لیکر آیا ہی حضور براے شکار تشریف لائے صرف چار ہزار جوان ہمراہ ہین غلام ایک عرضی فوراً بادشاہ اسلام کو لکھے وہان سے فوج آجائے برابر کا مقابلہ ٹھہرے صاحبقران نے فرمایا میرا تکیہ پروردگار پر ہی سواے اپنے مالک کے کبھی کسی سے مدد طلب نہین کی انشاء اللہ دونون لشکرون کو جواب دینگے سمندر کنوین جھانکتا پھریگا مدد سے بانی بتلاے بحرو بر کے سارا جوش و خروش بھول جائیگا انشاء اللہ وہ تلوار چلے گی آب تیغ کی طغیانی ہوگی کشتی حیات کو ہیان طوفانی ہوگی سر مثل اولون کے برسینگے ناخداے عالم کو یاد کرو وہی بیڑا پار لگائیگا تا بہ ساحل مراد پہونچائیگا خبردار کسی کو لشکر مین بھیجنے کا ارادہ نہ کرنا اور نہ ہمارے خلاف کرنا بہرام خاموش ہوا جب شناور محیط فلک اخضری یعنی خورشید خاوری دریاے نیلگون سپہر مین شناوری کرکے داخل گرداب مغرب ہوا سگ ماہتابان نے دریا دلی دکھائی ماہیان سیارگان کا جوش و خروش ظاہر ہوا دریاے نور بصد سرور موج زن ہوا سمندر کوہی نے حکم کیا طبل جنگی بجے بوقت سحر جہاز ان مسلمانون کا دریاے

قہر و غضب مین ڈبو دونگا قتل سے انکے کنارہ نہ کرونگا نقارہ زرمی پر چوب پڑی صاحبقران کو خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی نقیبون نے لشکریون کو جگانا شروع کیا نظم

نقیبان سو لبو گشتہ خروشان | کہ دنیا بے ثبات و بیقرار ہست
جوانان دل قوی دارید امشب | کہ فردا روزگار کارزار است

سمندر کوہی خواب خرگوش سے بیدار ہوا خود آہنی سر پر رکھا دریاے آہن مین غوطہ مارا بیرون بارگاہ آیا ایک جانب سے ہمن جادو ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوے پہونچا سمندر کرگدن مست پر سوار ہوا دریاے لشکر نے جوش مارا سمندر کوہی تمام فوج کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلا یہان صاحبقران نے نماز سحر بجماعت اداکی دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے صفت پروردگار زبان پر جاری ہوئی بخضوع و خشوع عرض کررہے ہین اے رب بے نیاز نظم

توئی کافریدی زیک قطرہ آب
بجوہر فروشان تو دادی کلید
نبارد ہوا تا نہ گوئی ببار
بردن زرانکہ یاری گری خواستی
جہان برکشیدی دبستی نگار
مسلسل کن گوہران در فریج

گہرہاے روشن تراز آفتاب
جواہر تو بخشی دل سنگ را
زمین نا ورد تا نگوئی بیار
ز گرمی و سردی و از خشک و تر
کہ بہ زان نیارد خرد در شمار
چو شد حجت بر خدائی درست

تو آوردی از لطف جوہر پدید
تو بر روے جوہر کشی رنگ را
جہان را بدین خوبی آراستی
سرشتی باندازۂ یکدگر
توئی گوہر آماے چار آخشیج
خرد داد بر تو گواہی نخست

اے رب جلیل اس عبد ذلیل کو کیا مرتبۂ اعلیٰ مرحمت فرمایا فرد غازیان دینداران مین نام لکھا گیا ہر مقام پر حفاظت کی ننگان دریاے نبرد کے سامنے آبرو ملی آج اس لشکر کو ہیان سے بچانا روز سیاہ نہ دکھانا بخضوع و خشوع اپنے پیدا کرنے والے سے راز دل کہا کہ مقبل وفادار حاضر ہوا دیکھا صاحبقران درود وظائف مین مصروف ہین دست بستہ عرض کی فوج کفار میدان کارزار مین پہونچ چکی غلامان شاہنشاہی سلاح جنگ سے آراستہ در دولت پر حاضر ہین برآمد ہونے کا حضور کے سب کو انتظار ہی لشکر کو ہیان و ساحران آمادۂ حرب پیکار ہی صاحبقران نے تسبیح کو بوسہ دیا مقبل نے سجادہ کو لپیٹا صندوق سلاح سامنے حاضر کیا امیر نے خود حجاب ہو دے سرکو زینت بخشی سرفراز ہوے زرہ داودی زیب جسم الانور فرمائی تیغہ صمصام و قمقام و نیمچہ سہراب یل و سپر گرشاسپ نوجوانی گرز سام بن نریمان و تحفہ جات پیغمبران ذات پر آراستہ کیے اس شوکت و شان سے وہ آفتاب عربستان برج خیمہ سے طالع ہوا بہرام مع چار ہزار جوانان صف شکن تیغ زن جان نثار و سرفروش سلاح جنگ سے آراستہ حاضر تھا براے تسلیم خم ہوا دیوانہ بن قندس مرکب اشقر دیوزاد کو لیکر سامنے آیا صاحبقران

بسم اللہ کہکر پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے علمدار نے پھریرا علم زرین کا کھولا اُس لشکر قلیل کو بہ کیفیت درست کرکے سمت میدان کارزار مرکب کو بڑھا کر چلے دیکھا لشکر کوہیان مثل مور و ملخ کے آتا ہی آواز سُم مرکبان سے زمین تھرا رہی ہی نوبت نقارے بجتے ہوئے زمین و زمان گرجتے ہوئے نظم

زر آمد شد لشکر بیقیاس　　زمین در تزلزل فلک در ہراس　　حضیض زمین چون فلک اوج بود
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود

آمد فوج کوہیان سے زلزلہ آشکار گرد اس قدر اڑی ہی کہ روے آفتاب چھپ گیا شعر ز سم ستوران در ین پہن دشت ＊ زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ایک ایک جوان فیل پیکر مغرور ادھر لشکر قلیل اُدھر فوج بیشمار سمندر کوہی بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھا نیزہ ہلاتا ہوا گینڈا اچھکاتا ہوا آکر ٹھہرا فوجین جمنے لگین میمنہ و میسرہ قلب و جناح ترتیب دی گئین صفین مثل صف مژگان آراستہ ہوئین سقون نے بڑھکر آبپاشی کی تبرداروں نے تبرداری کی جو نخل حائل نظر تھے اُنکو کاٹکر پھینک دیا بیلچہ کارون نے پست و بلند زمین کو ہموار کردیا نشیب و فراز عالم کا ایک رنگ ہوا آراستہ میدان جنگ ہوا سمندر کوہی نے نگاہ اُٹھا کر صاحبقران کو دیکھا امیر با توقیر چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھے ہوئے پشت پر چار ہزار جوان آمادۂ مرگ و جھیلے قضا ایک ایک شیر دل جرأت و شوکت مین یکتا سرفروشی اُنکا کھیل قبضون پر ہاتھ مرکب ہاے با درفتار پر سوار اتنے بڑے لشکر کا سامنا چہرون سے صولت و شوکت آشکار ہر ایک بہادر دریاے جرأت کا بے بہا دُرِ غرق دریاے آہن شعر چنان مرد خود را در آہن گرفت ＊ کہ مژگان او شکل سوزن گرفت ＊ سمندر کوہی نے ساتھ والون سے کہا کہ در حقیقت یہ مسلمان کیا دلیر ہین ہمیشہ سرفروشی کے شیر ہین کس بشاشت سے میدان کارزار مین آئے مایدولت کو خیال تھا کہ مسلمان بھاگ جائینگے میدان کارزار مین نہ آئینگے لیکن سب مرنے پر آمادہ ہین قضا کشان کشان میدان کارزار مین ان سب کو لائی یہ کہکر اشارہ ہوا جانبین سے نقیب نکلے گویون کے لڑکے حسین مہ جبین گوری گوری صورتین ایک بجلی کان مین لپٹیے پیچ پگڑی کے سر پر بندھے ہوئے خوش آواز صاحبان کرشمہ و ناز سرود چھیڑے گنگنا کے یہ اشعار عبرت آمیز سرون مین بھر دین نکے پڑھنا شروع کیے اشعار

کھو دی خزان نے رونق گلزار رہا ہے　　پژمردہ ہوگئے گل رخسار رہا ہے　　پھرتے نہ تھے جو پردہ نشین گھر سے حجاب
نعش اُنکی جائے ہی سر بازار رہا ہے　　سرو قبا وہ قامت محشر خرام ہی　　کیا ہوگئی وہ شوخی رفتار رہا ہے
ہمخواب مہ جبین کی مرے آنکھ مندگئی　　کیا سوگئے ہین طالع بیدار رہا ہے　　ہی کچھ خبر بھی گھر مرا ویران ہوگیا
سر پھوڑ دا اپنا ہی در و دیوار رہا ہے　　اب پوچھیے مجھے عاشق بیکس کی بات کون　　اسمین نہین ہی طاقت گفتار رہا ہے
ای چرخ یار کش تجھے پاس وفا نہین　　یین و دریغ و محنت آزار رہا ہے　　اس مہروش کی مرگ نے خفاش کردیا

ہے اضطراب مانع دیدار ہائے ہائے	نظارہ ہے محرک ماتم ہزار حیف	ابرو ہوا ہلال محرم ہزار حیف

یہ اشعار مصیبت آثار جو نقیبون نے پڑھے اہل درد کی آنکھون سے اشک حسرت بہنے لگے جو نامرد نزدلے تھے وہ بھی جھوم رہے ہین چاہتے ہین لڑین بھڑین نام کرین لیکن سمندر کوہی نے جوش مین گینڈا اپنا نکالا بہمن جادو سے اجازت خواہ ہوا بہمن نے کہا اے پہلوان زمان رستم دوران آج مابدولت کی نیرنگ بازیان شعبدہ سازیان ملاحظہ فرمایئے ہرچند کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہ کریگا لیکن ساتھ والون کو دیوانہ کرکے قلب اُلٹ دونگا اُسی کے ساتھ والون کو اُسی سے لڑواؤنگا وہ سب ملکر اسکو قتل کرینگے اپنے افسر کے خون سے ہاتھ بھرینگے ہرچند کہ وہ صاحب شوکت وحشم ہے کس کس کو جواب دیگا آخر ہلاک ہوگا چشم زدن مین قصہ پاک ہوگا سمندر کوہی نے کہا اے بھائی نامدار اس فوج مین ہون سمندر نام ہے لڑائی کی موج مین ہون قہر وغضب میرا قہر لات ومنات ہے اس ایک حمزہ کا زیر کرنا کیا بات ہے تم کھڑے ہوکر تماشا دیکھو آخر سمندر نے بہمن سے اجازت لی بہمن ڈر رہا تھا خاموش ہو رہا سمندر کوہی گینڈے کو ٹھکا کر طرف میدان کارزار کے چلا گینڈے کی روانی سے زمین تھرائی سیاہ رو کی آمد تھی کہ کالی آندھی اٹھی میدان کارزار مین پہونچا عرصہ دراز تک نیزہ ہلایا جوش وخروش لشکر اسلام کو دکھایا جب خوب پسینے پسینے ہوا گینڈا بھی عرق کر لایا گینڈے کو روکا پکار کر آواز دی یا صاحبقران مابدولت کے مقابلے مین آیئے کل ساحرون کو مارا ساحر بیچارے سحر کرنا جانین انکو فنون سپاہگری مین کیا دخل ہے اب مرد عالم سے سامنا پڑا مابدولت کو غصہ آیا زمین میدان کارزار تھرائیگی آج تک آپ سے کسی پہلوان سے سامنا نہین ہوا جب تک اونٹ پہاڑ کے نیچے نہین آتا جانتا ہے مجھسے بڑا کوئی نہین ہے بہت بلبلایا کلمات سخت وسست زبان پر لایا امیر کو بہت ناگوار گذرا اشقر دیو نژاد کو صف سے نکالا بہرام سے فرمایا اے برادر اب اسکے کلمات لاف وگزاف سننے کی تاب نہین باقی ہے اس بیحیا نے بڑی گستاخی کی ہے بہرام نے سر جھکا لیا عرض کی بسم اللہ پروردگار حضور کو مظفر ومنصور کرے رنج وملال دل سے دور کرے مقبل بھی دعائین دینے لگا چار ہزار جوانون مین غلغلہ بلند ہوا اپنی جان کا سب کو خیال ہے سب نے بڑھکر دعاے جان دراز دی امیر نے سب کو سمجھایا اشقر دیو نژاد کو بڑھایا اشقر ایسا مرکب کوہ سرین کوہ کفل چال مین چھل بل پریان کے بالون کی چوٹیان گندھی ہوئی زلف حور سے مثال آنکھین غصے مین لال دہانہ چباتا ہوا قدم سے جنبش کرتا ہے اس تیزی سے چلا شکم زمین سے ملجاتا ہے دوندگی مین بےنظیر نظم

وہ چیرہ مرکب چو برق یا باد سے	طرفہ دیوانہ دیو نژاد سے	خوش خرامی ز آب نازک تر
تیز گامے ز برق چابک تر	نرمی گوش و نرمی کاکل	دستۂ بید و دستۂ سنبل
دیکھ غل طائرون مین ہے عجب بلا ہے	تخت ہوا پر آج سلیمان سوار ہے	شبدیز فکر بھول گیا ڈھنگ چال کا

ہیبت ناک کہکشان کی دہانۂ ہلال کا | آب سمندر کوہی کی نگاہ جمال جہان آرائے صاحبقران پر پڑی
حیران جمال محو دیدار رعب و دبدبہ چہرۂ اقدس سے ظاہر جرات و شوکت ہمراہ رکاب سعادت
انتساب سراپا سے ظاہر رعب و داب ہر چند کہ گھبرایا لیکن گروہ سپر کا اُٹھا کر آگے بڑھا آپس مین
تگا و رچلی پانچ قدم گینڈا سمندر کوہی کا تین قدم مرکب صاحبقران ہٹا سمندر کوہی نے کہا
یا صاحبقران وار کیجیے کوئی حوصلہ دل مین باقی نہ رہے امیر نے جواب دیا ہمارا یہ دستور نہین جب تیرے
حربے سے پروردگار بچا ئیگا ہم بھی جواب دینگے تقدم ہمارے مذہب مین منع ہے سمندر کوہی اگر
بیشدستی ہمارے مذہب مین رائج ہوتی بیخ کفر کو اکھاڑ کر پھینک دیتے سمندر کو غصہ آیا نیزے کو پیچ و تاب
دیتا ہوا بڑھا سینۂ بے کینہ صاحبقران کا تاکا طعن سے وار کیا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان
پر لیا لیکن لاف و گزاف سمندر کوہی سے صاحبقران کو غصہ آیا ستر طعن مین نیزہ سمندر کوہی
کا نکالا سمندر بے آبرو ہوا مثل ابر گڑگڑایا آواز دی او حمزہ غضب کیا دو دریائے لشکر دیکھ رہے
ہین تو نے نیزے کو میرے ہوائی کیا اس فن کی کوئی حقیقت نہین ہے مردان عالم کا کھیل ہے لیکن اب حربہ
جانگزا سے مقابلہ ہے یعنی تیغہ بیدریغ کھینچتا ہون جم بھر مین فیصلہ ہے یہ کہکر تیغہ برق تاب نیام انتقام سے
کھینچا تڑپ کر جا بڑا القہر و غضب تمام وار کیا امیر نے اشقر کو بڑھایا گرد اسپر کا سر پر کھینچا مگر جیتون تلوار
کی باڑھ سے لڑی ہوئی ہے چاہتے ہین لپیٹ برون تلوار چھین لون کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا ؤن لیکن
قضائے کار اس مقام پر موش خانہ تھا دونون پانون اشقر کے موش خانہ مین جا رہے گھوڑے نے
سکندری کھائی گرد اسپر کا سر سے ہٹا جھڑپ مین خود سر اطہر سے گرا سر برہنہ پر اُس خود سر کی تلوار پڑی
قریب تھا صاحبقران کے دو ٹکڑے ہون لیکن بجرأت اپنے کو سنبھالا دا ستانہ مارا تیغہ جھنا کر نکل گیا لیکن دو انگل
کا زخم سر پر آیا قطرات خون چہرۂ بے نظیر پر زخم کھا کر شیر بپھرا قبضۂ تیغہ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا
آواز دی او سمندر ضرب مردان عالم کو روک خبردار آنکھ لڑی رہے چھوٹ کی چوٹ مین چلین گی سر کو
بچا بدحواس نہو یہ فرما کر بڑی جما ئی گھوڑا تڑپ کر بڑھا دونون ٹا مین متک پر گینڈے کے رکھدین
نعرۂ تکبیر کرکے امیر نے ہاتھ مارا تیغہ برق مثال ہاتھ امیر با توقیر ایسے شیر کا پڑا اس سیاہ رو نے سپر کو
اُٹھایا گلہائے سپر کے نیچے غنچہ ہوا لیکن تیغہ آبدار نے سپر سمندر کو کاٹا خود دو نیم ہوا سر پر اسکے زخم آیا
سمندر نے اوچھا زخم کھایا دا ستانہ مارا لیکن تیغہ زور مین جاتا تھا سر سے نکلکر گینڈے کی گردن پر
گرا گردن اُسکی قلم ہوئی سمندر کوہی نیچے گرا تلوار نے زمین کو بوسہ دیا دنبالہ زمین مین در آیا خاک
اُڑی اہالیان فوج سمندر نے جانا جہاز عمر ہمارے آقا کا غرق دریائے فنا ہوا گھبرا کر دوڑے صاحبقران

نے دیکھا گھٹا کفر کی آتی ہے تیغۂ ہلالی کھینچ کر نعرہ کیا نعرۂ صاحبقران تصنیف مصنف

منم سرکش لشکر کافران
سمندون بہ شمشیر خواری شدہ
ہمہ شہر اسلام آباد شد

بہ شمشیر نگون شد سر کافران
ہم عفریت از تیغ عاری شدہ
کہ صاحبقران جہان شاد شد

منم اختر برج عز و جلال
ہمہ قالب کفر شد پاک و صاف

منم ماہتاب سپہر کمال
سلیمان کوچک لقب شد خطاب

ادھر سے لشکر سمندر رکوہی آیا ادھر سے صاحبقران و بہرام گرد بن خاقان چین بڑھے شعر منم گرد بہرام خاقان چین کہ از ہیبت من بلرزد زمین + چار ہزار جوان جان نثار سروش ڈیڑھ لاکھ فوج پر جا پڑے سمندر رکوہی پکارتا ہے ارے یارو مین لائق مقابلہ ہون برائے سواری گینڈا لاؤ ملازمون نے دوسرا گینڈا حاضر کیا سمندر رکوہی کو اپنی آبرو کا خیال زخمی ہونے کا ملال زخم کو باندھکر لڑنے لگا لیکن صاحبقران جس غول پر آ کر گرے تاک کر افسرون کو مارا لڑتے ہوئے جاتے ہین لیکن اپنے ساتھ والون کو دیکھا ڈیڑھ لاکھ مین جا بہزار جا بجا گھر گئے جہان دو ہزار سمندر کے پانچ جوان سرگرم جان نثاری چہرہ گلنار آمادہ حرب و پیکار ایک جانب بہرام ہزار کافرون مین جا کر گھر الیکن لڑ رہا ہے صاحبقران جھپٹ کر کبھی بہرام کو بچاتے ہین جرات و شوکت دکھاتے ہین زخم سر سے خون کے قطرے ٹپک رہے ہین ایک ہاتھ مین سپر فولادی دست راست مین تیغۂ برق تاب چہرۂ نورانی پر قہر و عتاب ہر چند لڑائی کو سنبھالتے ہین لیکن فوج کفار کا بلوہ ہر سمت ہنگامہ یہاں تک تو خیر تھی لیکن بہمن جادو نے جو دیکھا کہ جنگ مغلوبہ واقع ہوئی یہ بیچارا بھی ساحرون کو ساتھ لیکر بڑھا اہل اسلام پر سحر کرنے لگا کسی کا منہ جلا کسی کا پیراہن پھنکا کوئی غش کھا کر گرا کوئی مثل مرغ بسمل تڑپا لشکر صاحبقران مین شور فریاد و الغیاث بلند ہوا صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا دل سے فرمایا غضب ہوا ساحر بھی آ پڑے ان بیچاؤن سے کون لڑے لیکن اسم اعظم پڑھتے ہوئے فوج ساحران پر جا پڑے جس ساحر نے سحر کیا امیر نے اسم اعظم پڑھکر اسکو مارا لیکن بہمن بھاگتا پھرتا ہے قریب صاحبقران نہین آتا ہے جانتا ہے یہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم اسپر پنجہ قابض ہونا دشوار اسپر سحر کرنا بیکار صاحبقران دیکھتے ہین بہمن نے زمین کو ہلا دیا سحر کرکے صدہا کو بیکار کیا اہل اسلام پامال بیچارون کے قدم ہٹتے جاتے ہین صدا سے گو نونکی قلب تھراتے ہین صاحبقران اس حال پر ملال کو دیکھکر گھبرائے ہر چند اسم اعظم پڑھتے ہین ساحرون کو قتل کر رہے ہین لیکن مجمع انکا کم نہین ہوتا کہ بہمن نے سختی ڈالی جو سحر سے بیکار رہا اُسی کو قتل کیا اسوقت بیکار ہو کر دست دعا طرف آسمان کے اُٹھا دیے آمد و رفت مین زخم بھی کھائے ہین چہرہ زرد ہونٹھون پر آہ سرد دل مین درد کہ افسوس رفیق قدیم شفیق ندیم بہرام گرد بن خاقان چین بحالت آئین سفت مین قتل ہوتا ہے پکار اُٹھے اے معبود حقیقی ان بندگان خدا کو بچالے تیری راہ مین بدل و جان مصروف جہاد ہین مبتلائے ظلم و بیداد ہین انپر رحم کر

ظلم و بدعت کفار سے بچالے دریاے مصیبت سے نکال ساحل مراد پر پہونچا بموجب مضمون شعر
تجھے تفضل کرتے نہین لگتی بار نہو تجھسے مایوس امیدوار صاحبقران نے جو تہ دل سے دعا کی تیر دعا
ہدف مراد پر پہونچا بقدرت پروردگار صحرا سے گرد اُڑی مگر گرد عظیم تتق گرد نے روے آفتاب کو
چھپا دیا سامنے آنکے دامن گرد شگافتہ ہوا آگے آگے چالیس علم نشان چالیس ہزار سوار کا پھریرون پر
تعریف الٰہی مرقوم آگے تخت پر ایک نقابدار بادلہ پوش تاجدار صاحب جاہ و وقار مرکب بادرفتار کوتل
شاطر لگام تھامے ہوے پشت پر چالیس ہزار جوانان زرہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب سے
رکاب سُم سے سُم ملے ہوے پرے جمے ہوے نقارے بج رہے ہین صدا قرنا کی بلند اس نقابدار تاجدار نے جو
یہ ہنگامۂ قیامت خیز دیکھا شاطر سے اشارہ کیا دیکھ تو یہ کیا معرکہ ہے کون کون جنگ کا طالب ہے کون
مغلوب ہے کون غالب ہے شاطر مثل عقاب تیز پر جھپٹا مثل پیک نگاہ چشم زدن مین پلٹ کے آیا نقابدار
بہادر سے عرض کی اے شہریار بڑا غضب ہوا صاحبقران زمان مقام کوہ عقیق سے براے شکار صحرا مین آئے
تھے سمندر کوہی و بہمن جادو نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے چار ہزار کو گھیرا ہے سحر سے لشکر معرض زوال مین
ہے آفتاب آسمان عربستان جلال مین ہے لیکن لشکر مضطر و بیقرار کیا عجب ہے کہ خدانخواستہ دشمن اُنکے
قتل ہو جائین جنگ عظیم واقع ہے یہ کیفیت سُنکر نقابدار تاجدار نے سپر و شمشیر پر ہاتھ ڈالا مثل شیر خشمناک
پشت مرکب پر سوار ہوا ساتھ والون کو اشارہ کیا اے شیران دشت نبرد تم نے سُنا صاحبقران زمان گھر
گئے ہین وقت جانبازی و سرفروشی ہے عقب مین نقابدار کے اہالیان لشکر بھی بڑھے نقابدار نے
قریب آکر بصد کر و فر نعرۂ شیرانہ کیا باشیدا اے کفاران بیحیا و اے نابکاران پر دغا کب تمکو زندہ چھوڑتا
ہون مین نقابدار بادلہ پوش صاحب شوکت و حشم سرگروہ مردان عالم یہ فرما کر نقابدار نے تیغ کھینچی
چالیس ہزار جوانون نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالدیا نقابدار نے بڑھکر پہلا ہی وار کیا ہزار کو
داخل دار البوار کیا فوج سمندر مین تہلکہ ڈالدیا بڑھکر علم فوج قلم کر ڈالا چالیس ہزار جوان کو ہی
چشم زدن مین مار سے پلٹ کر صاحبقران نے جو دیکھا ایک نقابدار بادلہ پوش براے مدد آیا اُسنے دریاے
خون بہا دیا کسی قدر اطمینان ہوا تلوار کھینچکر طرف بہمن جادو کے بڑھے اس خیال سے کہ ایسا نہو لشکر
نقابدار پر یہ بیحیا سحر کرے عقب مین یہ بہادر مارا جاے بہمن سحر کر رہا تھا صاحبقران جنگ رستمانہ کرتے قریب
بہمن کے پہونچے نعرہ شیرانہ کیا زمین تھرائی بہمن نے پلٹ کر دیکھا صاحبقران پر سحر کرنے لگا امیر
اسم اعظم پڑھ رہے ہین سحر دفع کرتے ہین جب بہمن جادو نے دیکھا کہ سحر کی تاثیر نہوئی تیغۂ سحر کا ہاتھ
لگایا امیر نے تیغۂ عقرب کو اُٹھا دیا اسم اعظم پڑھکر اپنے کو بچایا یہ وار بھی اس ناہنجار کا خالی گیا امیر

نے ہاتھ مارا اُسنے سپرِ سحر کو اُٹھا دیا وہ بھی تیغ صاحبقران سے کٹی سر پر اس ملعون کے زخم آیا قریب
تھا دو ٹکڑے ہون اُسنے اپنے کو پشتِ مرکب سے گرو دیا لوٹ مارکر پر پرواز پیدا کیے اُڑکر چلا امیر نے
جو یہ معرکہ دیکھا کہ یہ ملعون بھاگا جاتا ہی اُڑا ہوا جاتا ہی بہ تعجیل تمام کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر
تین بھال کا کمان مین پیوست کیا تاک کر اس خطاکار کو مارا ہمین سہما لیکن تیر دلدوز سینہ پر سوز پر
اس مردود کے پڑا تو وہ پشت کو توڑکر پار گذرا مردہ ہوکر زمین پر گرا لاشہ مغرور کا تڑپا اندھیرا ہوگیا
آواز آئی کشتی مرا نام من بہمن جادو بود ساحرون نے جو پلٹ کر دیکھا بہمن واصل جہنم ہوا گھبرا گئے
آکر لاشہ اپنے آقا کا اُٹھایا طرف طلسم ہوش رُبا کے روتے پیٹتے روانہ ہوے یہان تلوار چل رہی
ہی نقابدار نے ہزارون کو مارا صاحبقران نے قتل بہمن سے مہلت پائی مقبل و بہرام کی جان بچی
مگر صاحبقران نے جب سے نقابدار کو دیکھا ہی خون جسم مین جوش مار رہا ہی ہر مرتبہ چاہتے ہین کہ
اس عالی مقدار کو مثل جان کے آغوش مین لون حسب و نسب پوچھون مگر جب صاحبقران
لڑتے بھڑتے قریب آجاتے ہین نقابدار ہٹ جاتا ہی کئی مرتبہ صاحبقران نے پکارا ای نہر پرِ دشت
جرأت و ای نہنگ بحرِ شوکت و لیاقت ہم تمھاری ملاقات کے بہت مشتاق ہین نقابدار دور
سے عرض کرتا ہی غلامون کی ملاقات کیا ہماری آنکھین زیارت سے روشن ہوئین کیا
روز سعید ہی ملکہ یہ دن بہتر از عید ہی کہ آپ ایسے غازی کے جمال باکمال کو دیکھا آپ کل
اہل اسلام کے سرپرست ہین خدا آپ کو سلامت باکرامت رکھے دین اسلام ملت بیضا کو جاری
کیا دین حق کو رونق ہوئی نقابدار یہ کہکر سمندر کوہی پر جا پڑا فوج سمندر نے نقابدار کو گھیرا
سمندر کوہی نے للکارا و نقابدار مفلوک تیرے سبب سے بہمن جادو مارا گیا لیکن میرے ہاتھ
سے کیونکر بچے گا یہ کہکر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے چاہا اُسکی تلوار چھین لون اس حال مین ایک
بیحیا قالبو پرست نے پشت سے نقابدار کو نیزہ مارا شانے پر نقابدار نے نیزہ پڑا استخوان کو توڑ کر پار
گذرا نقابدار نے ہکہ مارا سنان نیزہ ٹوٹ کر شانے مین اوپر سے تلوار سمندر کی پڑی سر بھی نقابدار کا
زخمی ہوا نقابدار نے بہ شکل داستانہ مار دیا تیغہ سر سے نکلا لیکن چادر خون روے زیبا پر سب سے
زیادہ نقابدار کو اپنی پردہ پوشی کا خیال ہی حال ظاہر ہونے کا انتہا کا ملال ہی نقابدار نقاب
سنبھالنے لگا سمندر نے چاہا سر کاٹ لون بے اختیار نقاب ڈالکر منھ سے نکل گیا کہ غلام آپ سے
رخصت ہوتا ہی اب عدم مین ملاقات ہوگی گستاخی معاف فرمائیے گا یہ صدا کان مین صاحبقران
کے پڑی جنگ مین مصروف تھے پلٹ کر دیکھا نقابدار کو نہ بت بچان و کار دو بہ استخوان ہا بیچین ہوگئے

دہین سے نعرہ کیا اور نامردکیا کرتا ہی زخمی کے خون سے ہاتھ بھرتا ہی مین آپہونچا منم زلزلۂ قاف سلیمان ثانی

نعرۂ صاحبقران صمصام قہر
یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام

امیر عرب ضیغم روزگار
بن کافران زجہان پاک کرد

بحکم خدا البتہ شمشیر چار
سر سرکشان جملہ درخاک کرد

یکے تیغ صمصام و قمقام نام
صدائے نعرۂ صاحبقرانی

سے گینڈا سمندر کا بھڑکا تھرا کر پیچھے ہٹا امیر نے اشقر پر کوڑا کیا وہ مرکب باد رفتار ہوا سے آگے روانہ ہوعکس کا کل صاحبقران تازیانہ اس جلدی مین آیا نقابدار کو امیر نے پشت پر لیا سینہ سپر کردیا سمندر نے جو صاحبقران کو دیکھا دریاے جرات یوش مین آیا وہی تیغۂ خون آلود لیکر صاحبقران پر چلا لیکن ملا زمان نقابدار نے دیکھا کہ نقابدار گھوڑے سے گرا چاہتا ہی سو دو سو سردار قریب آ گئے نقابدار کو دین لیا گھوڑے سے آتار کر ہوادار پر سوار کیا نقابدار با دل پوش بیہوش ہوگیا ہمراہیان نقابدار لڑتے بھڑتے فوج سمندر کو پامال کرتے ہوئے طرف صحرا کے نکل گئے یہان صاحبقران وسمندر سے مقابلہ پڑا اُسنے ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران بھی انتہا کے زخمی ہوچکے ہین لیکن بقوت صاحبقرانی باڑھ کو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا تلوار چھین کر پھینکدی دست حق پرست بڑھا کر کمر زنجیر مین ڈال دیا نعرہ کرکے زور کیا سمندر کوہی کو قاش زین سے اکھیڑا چاہا زمین پر مارون سمندر کوہی گھبرا گیا سوچا کہ اب پنجۂ شیر سے رہائی دشوار ہی سرکشی بیکار جان بچاؤ پکار اُٹھا الامان صاحبقران نے فرمایا امان بشرط ایمان مکرسے عرض کی تا زندہ ایم بندہ ایم غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا صاحبقران زمان نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا امیر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا دل مین کینہ کرکے اس مکار نے کلمہ پڑھا اہالیان فوج کو آواز دی خبردار کوئی ہاتھ نہ اُٹھائے مین نے صاحبقران جہان کی دل وجان سے اطاعت کی سب سردار خدمت مین حاضر ہوے مگر اس جنگ مغلوبہ مین پچاس ہزار کوہی مارا گیا بہت بڑا کھیت ہوا ملازمان صاحبقران بھی دو ہزار قتل ہوے بہرام ومقبل بھی انتہا کے زخمی ہین سمندر کوہی بہ مکاری چوب چقماق ہاتھ مین اہتمام سواری کرتا ہوا طرف اپنی بارگاہ کے لیچلا صاحبقران زمان داخل بارگاہ سمندر کوہی ہوے مقام صدر پر آکر بیٹھے بہرام ومقبل وغیرہ کی زخم دوزی کی سمندر کوہی کے سر مین صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگائے جب کل سردارون کی زخمدوزی ہوچکی تب صاحبقران نے اپنے سر مین ٹانکے لگانے کا حکم دیا پٹیان مرہم کی چڑھی ہوئی ہین انتہا کے صاحبقران زخمی ہوے تھے اب سمندر کوہی نے محفل عیش ونشاط ذرا سے کی ساقی بچے حاضر ہوے دور جام بے اندیشۂ انجام چلنے لگا ایک نازنین ماہ پیکر شوخ وشنگ سبزہ رنگ بقول شاعر شعر سبزہ رنگے بخط سبز مرا کرد اسیر ٭ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم ٭ جسکی نگاہ سحر طراز فردرپہ پڑی کلیجہ تھام لیا اشعار عشق آمیز گا رہی ہی اہالیان محفل کا دل لبھا رہی ہی اہل محفل کو جو متوجہ

پایا غزل عاشقانہ آغاز کی غزل

جس ہاتھ مین خاتم لعل کی ہو کر اسمین زلف سرکش ہو
ای قاتل حلق بریدہ سے اک شعلہ دل جو سرکش ہو
ہو تیرا سیہ رُو صبح ہجران مجھ سے رخصت مہوش ہو
بریز شراب ناز دکھا تو ساغر چشم کا مرکو
تم وہ دہ زخم دل پر میرے کرتے ہو دکھلانے کو
دل نخل مین قد کے جون زکریا چھپ کر چشم کافر سے
لبیک صدا تو ن ناقوس و جرس با خندہ قلقل نالہ نے
بن عیسے گھر کی آرائش دشمن جان ہو عاشق کی
مانند نمکدان چرخ پر انجم حق نے بنایا اس خاطر
اک خون کا دریا جذب کیا ہی خاک کو سے قاتل نے
اس بحر مین کیا برجستہ غزل ہی ذوق یہ تمنے لکھی ہی

پھر زلف بنے وہ دست موسیٰ جسمین اخگر آتش ہو
تورد شن حلقۂ جیب سے اپنے دیکھو تنور آتش ہو
وہ کھینچون آہ کہ خور بھی پنہان زیرو دود آتش ہو
تا زاہد پاک ملوث ہو تا صوفی دلکش مے کش ہو
پر برش تیغ ناز سے اپنے دل مین کرتے عش عش ہو
ابرارہ جنبش ابرو سے کیونکر نہ بزیر کشاکش ہو
دل کھنچے ہین ہان کوئی ہو پر ایک نواے دلکش ہو
محراب طاق کمان بنجانے دستۂ نرگس ترکش ہو
تا ہر لب زخم حسرت اپنا ہجر کی رات نمک چش ہو
ہان دفن کو ایسے کشتون کی ایسی ہی زمین دلکش ہو
ہان وزن کو جیسے سنکر شادان روح خلیل و اخفش ہو

ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہی لیکن سمندر بے شرم اسی فکر مین ہی کہ اپنے حریف کی آبروریزی کرون بیحیا نے مکاری سے کنارہ نہ کیا نشاط سے اشارہ کیا اب حمزہ مبہوت ہی لب پر مہر سکوت ہی شراب مین بیہوشی ملا کر لایا ایک جام شراب آمیختہ بدارو بیہوشی اپنے ہاتھ مین لیکر سامنے اس دریا دل کے آیا عرض کی غلام کے ہاتھ سے نوش فرمایئے سر عزت اوپر آسمان افتخار کے پہونچایئے صاحبقران صاف باطن اس بیحیا کے مکر کو نہ سمجھے بدون رد و قدح جام پی گئے اس بیحیا نے دوسرا جام بہرام کو دیا مقبل کی طرف متوجہ ہوا صاحبقران پیتے ہی گھبرائے قلب مین شعلے بھڑکنے لگے فرمایا ای سمندر یہ کیسی شراب تھی قلب مین آگ لگا گئی سمندر نے للکارا باش او حمزہ تو نے بہمن جادو کو مارا جوانان صف شکن میرے قتل ہوے اب کہان جائیگا غصہ مین صاحبقران اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی اُٹھتے اُٹھتے گر پڑے بہرام و مقبل بھی بیہوش ہوئے پکار کر سمندر کوہی نے آواز دی آہنگرون کو بلاؤ ان نہنگان دریاے جرأت کو مطوق کرو آہنگرون نے صاحبقران و بہرام و مقبل کو ہتکڑیان بیڑیان پہنائین ساتھ والون کو بھی قید کیا اسی اثنا مین قیدی مجلس فلک جابرم اعنی نیر اعظم برج شعاع مین جکڑا ہوا زندان مغرب سے برآمد ہوا ستارۂ سحری چمکا سمندر نے حکم دیا لشکر تیار کروان سب کو خدمت مین خداوند لقا کی لیچلونگا اسی وقت لشکر مین قرنا ہوئی کوہیون نے کمر بندی کی سمندر

گینڈے پر سوار ہوا ان قیدیان مبتلاے بلا کو ارابہ پر ڈال لیا خوشی خوشی نوبت نقارے بجاتا ہوا
طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چل نکلا اب جو پسینہ آیا ہوا جلی آنکھ صاحبقران کی کھلی اپنے کو
قید آہن مین مبتلا پایا سمندر گینڈے پر سوار لشکر رہروی مین بہرام سے فرمایا اس مکار نے فریب سے
ہمکو گرفتار کیا اب طرف کوہ عقیق کے لیے جاتا ہی نہین معلوم ہمارے لشکر پر کیا گذری شکار کو آئے
خود شکار ہوئے جو منظور پروردگار کو کیا چارہ ہی بہرام کی بھی آنکھ دن سے آنسو جاری ہوئے
مقبل بیقرار ساتھ والے اشکبار لیکن سمندر کوہی اپنے ساتھ والون کو سمجھاتا ہوا آتا ہی کہ روبرو قدرت
کے یہ جو معرکہ گذرا ہی بیان نکرنا بلکہ مین خود اس طرح کہونگا کہ حمزہ تاجکو شکارگاہ مین ملا لیکن سپاہگری
مین آسیر غالب آیا سرکار قدرت سے سب کو انعام ملین گے عمر ہماری تمہاری بڑھائین گے سب
عرض کرتے ہین حضور ایسا ہی ہوگا مسلمانون کی ذلت اپنی عزت ہو سامنے قدرت کے شوکت ہو
اسطور سے منزل بمنزل صاحبقران کو لیے ہوے سمندر کوہی جاتا ہی صاحبقران زبان پر دن بھر
دھوپ پڑتی ہی رنگ رو متغیر زخمہاے کاری سر پر رہروی سے علیل ہوگئے ہین یہی کیفیت بہرام
کی بھی ہی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی بار بار مقبل سے کہتا ہی اے سرخیل وفاداران اگر قید ہماری
سامنے لقاکے پہونچی بختیارک ایسا دشمن وہان موجود ہی فوراً قتل کا حکم دلوائیگا صدہا کوہی ہم
لوگون کے ہاتھ سے قتل ہوے سب دشمن ہین ہمارے واسطے رہزن ہین فلک نے عجب طور سے گردش
کی مٹانے مین ہمارے کوشش کی یہ کہکر اشعار عبرت خیز وحشت انگیز بہرام نے سامنے مقبل وفادار
کے بصد اضطرار پڑھے رباعی

ہی عہد شباب زندگانی کا مزا		پیری مین کہان وہ نوجوانی کا مزا
اب یہ بھی کوئی دن مین فسانہ ہوگا		باتون مین جو پاتے ہین کہانی کا مزا
اے حلقۂ زلف دام داری ہی عبث	دیگر	اے نازو ادا تمکین کا ہماری ہی عبث
یان دل سے قرار جاچکا ہی کب کا		اے شوخی یار بیقراری ہی عبث
گردش مین ہین خاص و عام کیا دور ہی یہ	دیگر	صہباے طرب حرام کیا دور ہی یہ
جو بزم نشاط ہی جہان مین سو خراب		یکجا نہین دور جام کیا دور ہی یہ

چار منزلین سمندر نے اس جوش و خروش ہین طے کین چوتھے روز پہر دن پچھلا باقی ہی کہ سمندر
ایک صحراے پر فضا مین آکر اترا بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران وغیرہ کو قید خانہ مین بھیجدیا
دربارگاہ پر خود بیٹھا ہی گرد سردار مکار بیٹھا بلبلا رہا ہی کہتا ہی کہ مین نے اس شخص کو گرفتار

کیا جو فخر رستم و سام ہی مردان عالم مین اسکا بڑا نام ہی ہمارے بزرگ سلیمان عنبرین مو کے کوہی
بہت خوش ہونگے بڑی لڑائی فتح ہوئی سنا ہی کہ چالیس برس سے یہ نوجوان خداوند سے لڑ رہا ہی
شہر باختر ملک موروثی خداوند پر قبضہ کیا قدرت بیچارے دربدر مارے مارے پھرتے ہین
مابدولت انکو قیطولات پر پہونچا دینگے باختر مین جا کر دمکے بجائینگے یہ باتین ہین کہ صحرا سے گرد اڑی
ایک جوان گینڈے پر سوار لشت پر بارہ ہزار فوج اسباب شکار ہمراہ رداروی مین آتے ہین
سمندر کوہی نے دور سے دیکھکر پہچانا کہا شاید ہمارے بڑے بھائی ممتاز کوہی واسطے شکار کے نکلے
تھے اس طرف آگئے یہ کہکے اٹھ کھڑا ہوا واسطے استقبال کے بڑھا ممتاز نے بھی سمندر کوہی کو دیکھا
گینڈے سے کودا دونون آپس مین بغلگیر ہوئے ممتاز نے کہا ای برادر بجان برابر تم اس مقام پر کہان سمندر
نے کہا ای رستم زمان مابدولت طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلے تھے راہ مین دشمن خداوند حمزہ عرب
شکار کھیل رہا تھا میرے اسکے مقابلہ پڑا تین پہر کی کشتی میرے انکے ہوئی اسکا قوت بازو زینت پہلو
بہرام گردین خاقان چین اسکو بھی اٹھا لیا اب اسکو مین نے قید کیا ہی خدمت خداوند مین لیے
جاتا ہون یہ سنکر ممتاز نے کہا حقیقت مین تمنے بڑا کارنمایان کیا یہ وہ شیر خشمناک ہی تمام عالم مین
اسکی شمشیر زنی کی دھاک ہی اسنے پہلوانان عالم کو مارا دیوان قاف کو للکارا اگر تمنے بہ مردی
اسکو زیر کیا تمام عالم مین تمھارا نام ہوگا مین بھی اسکو دیکھونگا ہمیشہ سے اسکا نام سنا ہی یہ مرتبہ
تمھاری قسمت مین لکھا تھا ورنہ شیران دشت نبرد نام سنکر اس جوان کا کانپتے ہین تم کہتے ہو
مین نے تین پہر کی کشتی مین زیر کیا سمندر نے کہا بھائی چلکر دیکھ لو بارگاہ مین تشریف رکھو مین خود جاکر
اسکو قیدخانہ سے لاتا ہون ممتاز کوہی اشتیاق جمال صاحبقران مین اندر بارگاہ کے آکر بیٹھا
سمندر کوہی قیدخانہ مین آیا کہا یا صاحبقران افتخار کوہیان ہمارے بھائی ممتاز کوہی سرگروہ
پہلوانان عالم یکتاز میدان شجاعت صاحب شوکت و لیاقت ہماری بارگاہ مین آیا ہی تمکو اسکے
سامنے لیے چلتے ہین جب وہ تم سے پوچھے تو کہدینا کہ سمندر کوہی نے بہ فن کشتی زیر کیا تم اقبال کرو
قدرت کے سامنے چلکر تمکو رہا کرونگا ورنہ بصورت انحراف قتل کرونگا صاحبقران نے مسکرا کر
فرمایا ای سمندر کوہی جو تم کہوگے ہم کہدینگے ہمارا کیا نقصان ہی سمندر کوہی خوشی خوشی آکر پاس
ممتاز کوہی کے بیٹھا مونچھون پر تاؤ پھیرنے لگا کہا بھائی مین حمزہ عرب کو بلاتا ہون مگر ای برادر وہ
بھی جوان مشہور و معروف ہی اب اسکی آبرو ہماری دریادلی پر موقوف ہی کوئی کلمہ سخت اسکو نہ کہنا
چونکہ قید مین ہی ملکدر ہو رہا ہی پوچھ کے رخصت کر دینا ممتاز کوہی نے کہا بلاؤ تو مین نے اس جوان

کا بڑا نام سُنا ہی بڑے بڑے پہلوانون سے یہ لڑا ہی اسی وجہ سے مجھے تعجب ہی سمندر کہ رہا ہی کہ بھائی
کوہستان کا رہنے والا ہون وہ سخت پیچ باندھے کہ بچھڑ گیا آخر مین نے اُکھیڑ مارا چارون شانے چت
گرا مشکین باندھ لین اسکے ساتھ والے بھی خوب لڑے پچاس ہزار کوہی میرے مارے گئے ایک نقابدار
مرد کو آیا اُسنے قصد کیا کہ حمزہ کو چھڑا لے مین نے اُسکو بھی زخمی کیا آخر نقابدار منھ چھپا کر بھاگا ایسا حجاب
ہوا کر مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا ممتاز کوہی ہنس رہا ہی بات کا سمندر کی کچھ جواب نہین دیتا یکا یک پردہ
بارگاہ کا اُٹھا ممتاز نے دیکھا آفتاب آسمان عربستان ماہ اوج شوکت و شان سلسل مطوق جیسے ہی
بارگاہ مین قدم رکھا پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام من دریں مجلس و درین ما و ابرکسے باد کہ بداند و
بشناسد کہ خدا یکی ست و دین پیغمبر برحق کو ہی بل کرنے لگا ممتاز نے منع کیا اپنے مذہب کی تعریف
کرتا ہی تمھارا اسمین کیا نقصان ہی اپنے خدا کی وحدانیت کا دم بھرتا ہی کوئی دخل نہ دے سب
خاموش ہوئے ممتاز کوہی نے کہا یا صاحبقران یہ کیا معرکہ ہی آپ کو ہمارے بھائی
سمندر کوہی نے زیر کیا صاحبقران نے فرمایا اے ممتاز کوہی تجھے یقین آیا ممتاز نے کہا
میرے دل کو یقین نہین آیا صاحبقران نے فرمایا اے بہادر اگر زیر نہوتے ہتکڑیان بیڑیان کاہیکو
پہنتے ممتاز نے کہا سچ فرمائیے اپنے خدا کی قسم تو کھائیے باتون مین مجھکو نہ بہلائیے صاحبقران
نے فرمایا قسم کی مجھکو کیا احتیاج ہی جب تو سمندر بگڑا کہا کیون حمزہ صاف صاف نہین کہتا قید خانے
مین تو ابھی ہمنے سمجھا دیا تھا اب اگر اُسکے خلاف ہوگا فوراً قتل کر دونگا پہلے تو اقرار کیا اب انکار
کرتا ہی جب تو صاحبقران کو غصہ آیا فرمایا او مکار مردان عالم کے ساتھ مکر کیا اب باتین بناتا ہی
قتل سے مردان عالم کو ڈراتا ہی سمندر تیغہ پکڑ کے اُٹھا ممتاز ہان ہان کرتا ہی کہ دیکھو بھائی
صاحب غصہ نہ کرو ہم سمجھ گئے مگر سمندر نے صاحبقران کو کلمات سخت کہے امیر با توقیر کے
تیور پر بل آیا غصہ مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان برق جنون من است
باک ندارم ز دار چوب ستون من است
گرمی بازار عشق از تف خون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستۂ زنجیر عشق
ہر سو از نقا خانہ غوغای من
بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو صاحبقران نے توڑ کر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا سمندر نے جھپٹ کر تیغہ مارا امیر نے غصہ
مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سمندر جھلا کر پٹ پڑا امیر نے بقہر و غضب تمام گردن پر ہاتھ رکھ کے
ہلکہ مارا سمندر کی گردن زمین سے ملادی بموجب مثل سرکش کی گردن جھکا دی ممتاز منع کرتا ہی کہ یا
صاحبقران جانے دیجیے امیر نے کہا اے برادر اب تم دخل نہ دو سمندر نے جواب دیا بھائی ٹھہر جاؤ

مین ابھی اسکی مشکین باندھتا ہون تیسرا پیچ سمندر کوہی نے باندھا تھا کہ صاحبقران دونون
مونڈھے تھام کر لے دوڑے ہرچند سمندر چاہتا ہی کہ قدم جماؤن ممکن نہین شیر کے پنجہ مین گیا
بارھوین قدم پر لاکر صاحبقران نے ہکہ مارا دونون گھٹنے آشنا بزمین ہوئے سمندر نے چاہا لنگر
اپنا قائم کرے امیر کب لنگر جمنے دیتے ہین کمرزنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا پہلے ہی زور مین تا بزانو
دوسرے مین تا بسینہ تیسرے مین سر سے بلند کیا سمندر نے چاہا بغلون مین پانون اڑا کر دھراؤن
فوراً صاحبقران نے داہنا قدم آگے بایان پیچھے چرخ دیا مغل طاؤس آتشبازی چکر کھانے لگا زمین
پر مارا چاہا پٹ گردن امیر نے ایک ٹھوکر ماری گرد و برد چارون شانے چت کو دکر امیر چھاتی پر
سوار ہوے فرمایا ای سمند رحالا در شناختن پروردگار چہ میگوئی سمندر نے کہا ای حمزہ اب مین
بھلا تیرا مذہب اختیار کرونگا امیر غصہ مین اٹھے جس طرح شیر گبھائی پر آتا ہی ایک پانون
دونون ہاتھ سے تھاما چیر کر اس بچیا کو پھینک دیا تمام کوہی ملازمان سمندر تلوارین پکڑ کے اٹھے جب تو
ممتاز غصہ مین آیا نعرہ کیا او نامردو خبردار اگر حمزہ پر دست درازی کی قیامت برپا کرونگا
لاش اس نامرد کی اٹھوا لو سامنے سے میرے چلے جاؤ یہ اسی لائق تھا ملازمان سمندر لاشہ سمندر
لے کر روتے پیٹتے بھاگے ممتاز کوہی کھڑا ہوگیا کہا ای شہریار آئیے شعر رواق منظر چشم من آشیانہ تست
کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست مقبل و بہرام کی بھی اس نے قید کاٹی صاحبقران کے لیے
دنگل زرین منگوایا مقام صدر پر لاکر بٹھایا ساتھ والون کو بھی قید سے رہا کیا ملازمون کو حکم دیا کہ
سامان عیش و نشاط مہیا کرو اسی وقت جلسۂ عیش آراستہ ہوا جب ممتاز کوہی جام شراب لیکر
سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے فرمایا ای برادر ہم تمھارے ہاتھ کی شراب نہین پی سکتے
ممتاز نے عرض کی مین حضور سے امتحان فنون سپاہ گری کرونگا اگر آپ غالب آئے مثل چاکران
کمترین خدمت مین حاضر رہونگا اگر شاید مین غالب آؤن آپ اطاعت کرین مین اپنے لشکر کا بادشاہ
بناؤن شرف کونین حاصل کرون امیر نے فرمایا بسم اللہ مین ابھی موجود ہون ممتاز نے عرض کی
حضور قید مین رہے اس نامرد کے ظلم سہے دس پانچ روز توقف فرمائیے بعد اسکے کشتی حضور سے
لڑونگا امیر نے فرمایا ای برادر مجکو عرصہ دراز گذرا کہ مین اپنے لشکر سے جدا ہون شاہنشاہ نامدار
و سرداران عالی وقار کو تردد ہوگا بس اسی وقت ہمارے تمھارے امتحان ہو جاسے یا مین آپ کی
اطاعت کرون یا حضور میرا ساتھ دین استاد سخنور نے یون تحریر فرمایا ہی کہ ممتاز کوہی نے
دوسرے دن اکھاڑا تیار کرایا صاحبقران سے کشتی ہوئی چار پہر مین امیر با توقیر نے ممتاز کوہی

کو زیر کیا ممتاز کوہی مردان عالم مین سرفراز بصدق دل مسلمان ہوا صاحبقران کی اطاعت کی اہالیان لشکر کو بھی ہدایت کی عرض کی ای شہریار غلام امیدوار ہی کہ مجکو سرفراز فرمائیے دو دن کے واسطے میرے قلعہ مین چلیے رعایا کو بھی مسلمان کیجیے صاحبقران نے فرمایا ای برادر بسر و چشم مین تمھارے ساتھ چلنے کو موجود ہون لیکن لشکر سے نکلے دو ہفتہ کا عرصہ گذرا اس ملعون سمندر کوہی نے اول بہمن جادو کا ساتھ دیا بہمن جادو روز اول مقابلہ کر چکا تھا چالیس جادوگر اسنے پہلے روز قتل کیے دوسرے دن یہ بیچارہ آکر اُسکا شریک ہوا مین نے زیر کیا بیہوشی پلاکر مجکو پکڑ لیا پروردگار نے تمکو بھیجا اب وہان بادشاہ گھبراتے ہونگے لہذا اب طرف لشکر ظفر اثر کے چلو زمانہ مہلت مین ہم تمھارے قلعہ مین بھی چلین گے ممتاز کوہی تو عاشق جمال بیمثال ہو چکا ہی کہا مین بندۂ بے زر ہون دامن دولت عمر بھر نہ چھوڑونگا ملازمت کیمیا خاصیت سے منھ نہ موڑونگا بہر نوع ممتاز کوہی نے صاحبقران کے ساتھ طرف لشکر ظفر اثر کے کوچ کیا پچاس ہزار کوہی و مقبل و بہرام وغیرہ صاحبقران کے ساتھ طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتے ہین

دو کلمہ داستان بہمن جادو کے کہ ساتھ والے اسکے لاشہ کو لیکر بھاگے بیان ہوئے ہین مثلث بر غزل مولانا عرفی شیرازی مصرع مومن بطور مثلث حسب حال

لذت فراست در دل شبہا گریستن | خوش در خور است حسرت طوبی گریستن
پنہان ملول بودن و پیدا گریستن

مت بیحجاب دو زنہ یون جا بجا بہو | ای دیدہ شرم دار کہ مقبول عشق کو
رسوا نگاہ کردن و رسوا گریستن

منظور ہی کچھ اور کہ اشک آنکھ سے چلے | من خود کنم کہ گریہ بجا لم کنی ولے
فی زیبدت بہ نرگس شہلا گریستن

ہین خونفشانیان عبث ای چشم اشکبار | گر کام دل بہ گریہ میسر شود نہ یار
صد سال میتوان بہ تمنا گریستن

حیران ہون کیوں کیہ ربط گل و شبنم ای ہزار | بیدرد را بہ صحبت ارباب دل چہ کار
خندیدہ آشنا تبود دریا گریستن

بیصرفہ ہاے ردتے ہین کن بار تون سے خون | عمرم بہ گریہ ہاے ہوس صرف شد کنون
عمرے تبازہ باید م دوا گریستن

اے شیخ سیر بندہ و خلد برین پرست گاہے بیاد سرو قدے گریہ ہم خوش ست
تا کے زشوق سدرہ و طوبی گریستن

لاکھون تباہ حال ہین ہین اشکبار ایک ہر کس کہ ہست گریہ بحال ش داستلیک
نتوان بہ عالمے تن تنہا گریستن

مومن یہ کہدے جاکے کہ ہے گریہ دل بشاق عرفی زگریہ دست نداری کہ در فراق
درو دت زول نمی بروالا گریستن

جبکہ بہمن جادو ہاتھ سے صاحبقران اعظم کے مارا گیا ملازم اسکے لاشہ لیکر چلے سرحد ہوش رُبا مین پہونچے راہ مین ایک قلعہ ہے کہ نام اسکا قلعہ شعلہ بار ہے وہانکا حاکم و ناظم ہے طرف سے افراسیاب جادو کے سفاک اپنے قلعہ مین بیٹھا ہے کہ ہرکارون نے خبر دی بارہ چودہ ہزار ساحران نامی لاشہ ایک ساحر رئیس کا لیے ہوئے روتے جاتے ہین یہ سُنکر سفاک شعلہ بار بیقرار ہوکر قلعہ سے نکل آیا ساتھ والون سے پوچھا یہ کسکا لاشہ ہے تمنے کہان شکست کھائی یہ کیا آفت آسمانی آئی اُنھون نے کہا حضور شاہنشاہ بہمن کو افراسیاب نے برائے مدد خداوند لقا روانہ کیا تھا ایک صحرا مین جاکر اُترے حمزۂ عرب افسر مسلمانان برائے شکار صحرا مین آیا تھا اُس سے مقابلہ پڑا اسکے ہاتھ سے مارے گئے نام بہمن جو سفاک شعلہ بار نے سُنا بے اختیار ہوکر سر دھنا کہا یہ تو میرا خالہ زاد بھائی ہے ایسا ساحر زبردست کیونکر مارا گیا حمزۂ عرب بھی بڑا ساحر زبردست ہے ساتھ والون نے کہا نہین حضور وہ جوان صاحب شوکت و شان مالک اسم اعظم خدائے نادیدہ ہے گرم سرد عالم چشیدہ ہے بڑے بڑے ساحران غدار اُسنے مارے مالکہ و مامہ و مشمش کیسے سرکش تھے اُسی کے ہاتھ سے قتل ہوئے یہ سُنکر سفاک نے کہا بھائی صاحب کا لاشہ ہوش ربا مین نہ بھیجا ابھی تدبیر کرتا ہون ارتھی بنا صندل کی لکڑیان منگاؤ مرگھٹ پر چلکے جلاؤ مین تمکو اپنے ساتھ لیکر چلونگا مجکو ضرورت میرے بھائی کے قاتل کی کھینچ لاؤ اسم اعظم بند کرکے اگر آتش قہر و غضب مین نہ بھونکون تو نام اپنا سفاک شعلہ بار نہ رکھا یہ کہکر اسوقت اُس ناری کو اسنے جلایا سامان سفر تیار کیا پچاس ہزار ساحران غدار ہمراہ تخت سحر پر سوار ہوا طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلا ابر سحر تیار کرلیا اُڑا ہوا جاتا ہے یہان صاحبقران زمان ممتاز کو ہی کو ساتھ لیکر دو منزل چلے ہین ایک صحرا مین آکر فروکش ہوئے بہت جلدی ہے کہ اپنے کو بہ تعجیل لشکر ظفر اثر مین پہونچاؤن بادشاہ گھبراتے ہونگے بختیارک ایسا دشمن وہان موجود ہے ایسا نہو کہ کوئی فتور برپا کرے ممتاز نے عرض کی حضور نے راستہ فراموش فرمایا اب یہان سے کوہ عقیق

پانچ منزل ہی کل سے انشاء اللہ دو منزل کرینگے جلد سرکار کو پہونچا وینگے وہان لشکر مین بادشاہ
اسلام جب دو ہفتے کامل گذرے اور صاحبقران واپس نہ آئے سرداران تہمتن گھبرائے بادشاہ
اسلام سے عرض کی کہ ای شاہنشاہ گیتی ستان صاحبقران زمان کو عرصہ ہوا غلام بہت گھبراتے
ہین بادشاہ نے فرمایا مین نے بھی شب کو خواب پریشان دیکھا جواہر بن عمرو کو بلا کر حکم دیا جلد
جاکر صاحبقران کو تلاش کرو ہماری جانب سے عرض کرنا کہ حضور کا تشریف نہ لانا مقام تردد و
انتشار ہی ہر ایک جا تباز بیقرار ہی جلد سرفراز فرمائیے جمال جہان آرا مشتاقان باوفا کو دکھلائیے
جواہر بن عمرو اُسی وقت بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر چلا لیکن امیر اُسی منزل پر فروکش ہین
ممتاز کوہی نے میر لشکر کو حکم دیا ہی کہ راستہ مفصل دریافت کرو ہمارے حضور نے راستہ فراموش کیا
ہی حقیقت مین اتنے بڑے بادشاہ قہار سے مقابلہ اور حضور کا لشکر مین نہونا مقام تردد ہی پہر دن پچھلا
باقی ہی صاحبقران بیرون بارگاہ دنگل زرین پر جلوہ فرما ممتاز پہلو مین سرداران لشکر تمام فروکش تھے
بازارین آراستہ کٹورا کھنک رہا ہی لشکر مین چہل پہل امیر کو شرائع ممتاز کوہی سے نہایت لطف حاصل ہوا ہی
کیفیت تمام اس نیک انجام سے باتین کر رہے ہین کہ یکایک آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی صاحبقران
نے سر اُٹھا کر دیکھا صاف ظاہر ہوا کہ پہلوے کوہ سے ابر سیاہ اُٹھا ہی رعد کی گرج برق کی چشمک زنی اُس
ابر سے نوبت ونقارے کی آواز آتی ہی زمین دشت تھراتی ہی یکایک وہ ابر آکر شق ہوا دیکھا ایک
ساحر غدار بلاے روزگار تاج سر پر انگلیان چمکاتا ہوا شعلہ آتش بھڑکاتا ہوا پشت پر ہزارہا ساحران
خرس طینت میمون خصلت ہزبرہاے آتشین پر سوار نیرنجات سحر دکھاتے ہوے اسی صحراے ہول خیز
مین آکر وہ بادشاہ مع ساحران گمراہ کے اُترا یہ وہی سفاک شعلہ بار ہی جو تلاش مین صاحبقران
کی چلا تھا اُترتے ہی اس لشکر پر نگاہ کی ہمراہیان بہمن اسکے ساتھ ہین اُن سب نے عرض کی دیکھیے
قاتل آپ کے بھائی صاحب کا کس جاہ وحشم سے اترا ہوا ہی ادھر صاحبقران کو ملازمان ممتاز
کوہی نے خبر دی کہ ای شہریار بہمن جادو کا بھائی سفاک شعلہ بار براے مقابلہ سرکار دولت مدار
آیا ہی صاحبقران زمان نے فرمایا پروردگار مالک ہی اُسکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ مجبور فرماتا
ہی فتح وظفر عطا کریگا دامن مدعا گل مراد سے بھریگا یہ فرما کر صاحبقران بارگاہ مین تشریف لائے
لیکن کوہی نومسلم آمد ساحران دیکھ کر گھبرا گئے بھاگنے لگے ہزارہا نکل گئے چیلے ہونے لگے بعض نے
کہا بھائیو جادوگرون سے کیونکر مقابلہ کرینگے وہ ایک دانہ اگر پھینکدینگے پانون بیکار مجبور ونا چار
کیا کرینگے کچھ زور نہ چلے گا جان اپنی بچانا واجب ولازم ہی یہان سوارون مین اسم ہی اور کہین

جا کر بیدل سہی جان تو بچے بعض کہتے ہین بھائی ہم تو دیہات کے ساکن ہین معاش سے مطمئن ہین
چار بیگھے کا ایک باغ بس سیکھیے گا باغ زمیندار سے لینگے پٹہ گلے مین ڈالینگے
مزدوری کرکے پوت ادا کرینگے اناج بچے گا اُسکو سوائی پر دینگے مہاجن بنینگے ہمین کیا مشکل ہی مفت
مین حمزۂ عرب کے ساتھ لڑنا مرنا جان ہتھیلی پر لینا ہمسے نہو سکے گا اگر اسی طرح لڑتے مرتے پچاس برس کیونکر
بسر کرتے اب نوکری سے دل بھر گیا بھائی تمھارا قول دلپر اثر کر گیا بولے جو تنے مین بڑا مزہ ہی دن بھر مزدوری
کی شام کو ٹانگ پھیلا کر سو کے آج سے توبہ کرتے ہین تلوار جا کر اپنے پیر کی درگاہ مین چڑھا دینگے بڑا ثواب
ہوگا اگر کوئی ہمارے ہاتھ سے مارا گیا کیسا عذاب ہوگا لشکر کو ہیان مین ہنگامہ پڑ گیا ہزارہا چلے گئے چند کس
مرنے والے قوم کے سپاہی انھون نے اپنی بات نباہی باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہی اے نور نظر نام بڑی چیز ہی
لڑائی سے منہ پھیرنے والا بدتمیز ہی جسکا نمک کھایا جہان اُسکا پسینہ گرے گا اپنا خون بہائینگے لڑ بھڑ کر
مر جائینگے جو بہادر دیکھے گا آفرین کہیگا مشہور ہوگا یہ جوان سور تھا ہر ملک مین نام ہوگا یہان تو یہ
کیفیت تھی لیکن سفاک نے حکم دیا طبل جنگی بجے کل سر میدان حمزۂ عرب کو للکارونگا اپنے بھائی کے
خون کا بدلا لونگا اس سردار کو دار پر کھینچونگا اتنے بڑے نامی و گرامی کو سر میدان مارا یہ خون بالا بالا نجائیگا
اسکے خون کے معاوضہ مین تاکو ہ عقیق گلزار سلیمانی خون کا دریا بہا دونگا تھوڑے ہی عرصہ مین بس لینا اُس
قوم کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دونگا صدائے طبل جنگی بلند ہوئی صاحبقران زمان بارگاہ مین جلوہ
فرما ہین کہ جاسوسان لشکر ممتاز کوہی حاضر ہوئے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی نظم

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ ‖ گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد ‖ ہمہ کار عالم بکام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو سفاک شعلہ بار نے طبل جنگی بجوا دیا کل اُسکا ارادہ ہی کہ بندگان شاہنشاہی
سے مقابلہ کرے آتش کین و عناد کو دوبالا کرے مثل شعلہ جوالہ بھڑک رہا ہی حقیقت مین ملعون آگ کا تلہ ہی
امیر نے فرمایا اپنی آگ مین آپ جلے گا آب تیغ سے ٹھنڈا ہو جائیگا کہدو ہمارے لشکر مین بھی عنایت
ایزدی طبل جنگی بجے پروردگار معین و مددگار ہی یہان بھی نقارۂ رزمی پر چوب پڑی ممتاز کوہی نے
عرض کی ہزارہا نامرد جان کے خوف سے نکل گئے عین وقت پر ٹل گئے صاحبقران نے فرمایا اے ممتاز تردد
و انتشار کو دل مین جگہ نہ دو بلکہ نقیبون سے کہو کہ لشکر مین پکار دین جن صاحب کو جان دینا ہو وہ میرا
ساتھ دین ورنہ رات ہی کو چلے جائین بوقت سحر سامنے سے حریف کے قدم نہ اُٹھائین اگر میری فتح ہو
اُنکا گھر ہی بلا تکلف چلے آئین مین اُنکو وہی جگہ دونگا کچھ شکایت نہ کرونگا اگر حال شکست سن لینا
تمکو اختیار رہی ممتاز کوہی ان باتون پر صاحبقران کی وجد کرنے لگا قدمون کو بوسہ دیکر عرض کی حضور

جو مرنے والے ہین وہ جان دینگے جو نامرد بزدلے ہین وہ بھاگ جائینگے یہان تو لشکر مین تیاری ہونے لگی سفاک آتش بار دو پہر رات گئے ہوم خانے مین داخل ہوا سحر تیار کرنے لگا اس بیحیا نے ایک ماش کے آٹے کا پتلہ بنایا اسپر سحر کرنے لگا منظور یہ کہ صاحبقران کا اسم اعظم بند کرنے کی تدبیر کرون اسم سحر پڑھ پڑھ کر سوئیان جسم مین اُس پتلے کے نصب کر رہا ہو آنکھون کو باقی رکھا تمام جسم سوئیون سے معمور کر دیا طریقۂ سحر سے پتلے کو بھر دیا ایک طائر موم کا بنایا اُسکو شیشے مین اُتار اُسکے شیشے کا بند کیا شیشہ جھولی مین رکھا صبح ہوتے ہی ہوم خانے سے نکلا گھبرایا ہوا دریاے سحر مین غوطہ مارے کر گدن مست پر سوار ہوا کل ساحرون کو ساتھ لیکر سمت میدان چلا یہان صاحبقران زمان بصد شوکت وشان پشت اشقر پر سوار ہوے ممتاز کو ہی ساتھ ہو اب جو صبح کو دیکھا چالیس ہزار کو ہی نکل گئے دس ہزار مرنے والے بھڑنے والے جان نثار سرفروش بصد جوش وخروش ہمراہ رکاب سعادت انتساب آکر میدان کارزار مین پہونچے سفاک شعلہ بار شب کو تدبیر اسم اعظم بند کرنے کی کر چکا ہی باطمینان تمام گینڈے کو بڑھا کر میدان جنگ مین آیا سلح شوری دکھلائی گوئے آسمان پر پھینکے شعلے بھڑکائے عجائب وغرائب سحر کے دکھائے اہالیان لشکر ممتاز گری سحر دیکھکر گھبرا رہے ہین ایک کی ایک پر نگاہ متردد و متوحش دل مین کہتے ہین کہ دیکھین اس بیحیا کی آتش سحر سے کیونکر نجات پاتے ہین وہ سفاک آتش بار نے گینڈے کو روکا دستک دیتا جاتا ہی نام سامری وجمشید کا لیتا جاتا ہی بھوت وخطر پکار کر آواز دی کہ یا ازلزلۂ قاف ثانی سلیمان مقابلے مین میرے آئیے فنون سپاہ گری دکھلائیے ہمین کا خون جوش مار رہا ہی اُسکے معاوضہ مین قیامت برپا کرونگا خون سے بیگناہون کے ہاتھ بھرونگا صاحبقران زمان کو بھلا ان کلمات کی کب تاب ہی فوراً اشقر ولیوزاد کو پرے سے نکالا ہرچند ممتاز نے عرض کی کہ غلامان جانباز کس دن کے واسطے ہین اگر دریاے آتش ہوگا کود پڑینگے جان قدم اقدس پر نثار کرینگے اُسوقت صاحبقران نے فرمایا اے ممتاز واقعی تم ایسے ہی شیر ہو مگر سمجھو تو کہ یہ ساحر مکار ہی اسکے سامنے تم جاکر کیا کروگے پروردگار سے دعا کرو فتح ونصرت حاصل ہو اہالیان کوہستان کو تسکین دل ہو تمام سرداران نامی نے ہاتھ اُٹھا کر امیر کو دعا دی صاحبقران زمان کس شوکت وشان سے پشت اشقر پر سوار ہوے مرکب اشارے سے اپنے راکب کے برق بنگیا چاہتا تھا کہ سبزۂ فلک اخضری کو پامال کرون نیمچہ ہاے بغل سے عدو کو قتل کر کے زمین کارزار لال کرون طرارے بھرنے لگا مثل برق چمکا بقول ذوق

تیرے توسن مین وہ جلدی ہی کہ اگر چھیڑ دے تو	دیگر	یون وہ اڑ جاے کہ جیسے سر آتش نہ ہو
عقدیر فکر بھول گیا ڈھنگ چال کا		ہی باگ کہکشان کی دہانہ ہلال کا

اس عظم و شان سے صاحبقران زمان مرکب باد رفتار کو اڑا کر چلے لیکن سفاک شعلہ بار پیچھے ہٹا یا
ساحری کیلئے طرف صحرا کے گو لہ مار اسب نے دیکھا کڑا کے کی شم مرکب کے صدا بلند ہوئی ایک جوان سیاہ رو
کریہ منظر خوک پیکر دور کابے گھوڑے پر سوار وہ نابکار نیزہ ہلاتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا سفاک
شعلہ بار نے آواز دی ای خیر خواہ حمزۂ عرب کو ٹوک لے مدتوں تیری خدمت کی تھی وقت خیر خواہی
ہی دشمن کے لیے تباہی ہی وہ بیحیا نیزہ ہلاتا ہوا صاحبقران پر جا پڑا نیزہ امیر سے چلنے لگا امیر نے نیزی
طعن مین نیزہ اس مغرور کا ہوائی کیا اُسنے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا امیر پر ہاتھ تلوار کا لگایا امیر نے وار
اسکا ردک کر نعرۂ شیرانہ کیا ہاتھ عقرب کا لگایا اُس خود سر نے سپر کو چہرے کی پناہ نہ کیا سر آگے بڑھا دیا آہنین
کچھ سر تھا تیغہ عقرب سلیمانی اُسکے سر پر پڑا سراسر گلے جبڑے کو کاٹا صراحی گردن سے مثل قطرہ آب گذری
صندوق سینہ پر جا کر رُکی قفس جسم خاکی ہوا دو ٹکڑا کر وہ جوان گھوڑے سے گرا قفس سینہ سے ایک طائر
ہفت رنگ نکلا گرد سر صاحبقران چرخ مارنے لگا رنگ روے صاحبقران یکا یک متغیر ہونے لگا
سفاک شعلہ بار نے شیشہ جھولی سے نکالا منہ کھول کر اُس طائر ہفت رنگ کو آواز دی سات چرخ
گرد سر امیر لگا چکا تھا آواز اپنے مالک کی سُنکر زمزمہ سرا ہوا شیشہ مین کُندے باندھکر اُتر پڑا سفاک
شعلہ بار نے دہن شیشہ موم سے بند کیا شیشے کو جھولی مین رکھا پکار کر آواز دی لو یارو اسم اعظم حمزہ
مین نے بند کر لیا اب گرفتار کرو مسلمانون کو گھیر کر مار لو مقبل نے جو بڑھکر دیکھا حقیقت مین طائر کو
دیکھکر رنگ روے صاحبقران اڑ گیا چہرے پر اُداسی چھائی ہی ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے ہونٹھون
پر خشکی مقبل نے بڑھکر پوچھا ای شہریار خیر تو ہی امیر نے فرمایا حقیقت مین دریاے حیرت کا دل پر جوش ہوا
اسم اعظم مجھکو فراموش ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ دو چیزین صاحبقران کے پاس نایاب ہین ابتداے
نوشیروان نامہ مین ملا فیضی وغیرہ نے تحریر فرمایا ہی کہ جب صاحبقران اسکے تعاقب مین چلے قارن بھاگا
راہ مین قارن کو ایک ساحر ملا اسنے اسکو دامن مین اپنے پناہ دی قارن نے کہا دشمن نوشیروان میرے
تعاقب مین آتا ہی اس ساحر کا عقاب نام تھا اُسنے کہا مین حمزہ کو مار دونگا سحر کر کے گرفتار کرونگا لکھا ہی
کہ اُسوقت بزرگان دین نے اکر صاحبقران کو اسم اعظم الٰہی تعلیم فرمایا امیر نے اسم اعظم پڑھکر عقاب
جادو کو مارا بعد ازان عقاب و قارن دیوبند کو بھی قتل کیا دوسری صورت یہ ہی کہ جب صاحبقران
ملک کبر دتیہ پر پہونچے بختیار شاہ کبردی کو مسلمان کیا اُسنے عین صحبت مین امیر سے رو رو کر کہا ایک
فرزند میرا نوجوان صاحب شوکت و شان حسین و خوش رو اپنے زمانے کا رستم طلسم آہوان مین جا کر قید
ہو گیا ہی اُسکے غم مین بیقرار ہون صاحبقران براے رہائی خسرو زرین کلاہ فرزند بختیار شاہ

دشت آہوان مین پہونچے اُس مقام پر آکر بزرگان دین نے اسم اعظم الٰہی تحریر فرمایا بہر نوع صاحبقران اعظم صاحب شوکت وحشم رازدار اسم اعظم رب اکبر ہین لیکن بند ہونے کی صورت یہ ہو کہ ساحر سحر کرکے زبان پر قبضہ کرتا ہو زبان مین لکنت ہو جوش حیرت ہو لفظ صحیح زبان سے نہ نکلے یہ صورت بند ہونے اسم اعظم کی ہو تحفۂ دیگر کامل و اکمل حرز ہیکل مصنف نے اسکے ملنے کا ذکر کسی مقام پر نہین کیا نہ کسی جگہ جنگ ساحران مین مثل چاہ ماران وام الجبال وعظلی آباد کے اس حرز ہیکل کا ذکر تحریر کیا مگر ہفت در بند فرعونیہ پر جب شہنشاہ جادو سے مقابلہ تھا شب کو امیر طلایہ کی گشت مین تھے کہ ایک فقیر سامنے سے آیا اُسنے دست بستہ عرض کی مین نے آپ کی سخاوت کا شہرہ سُنا ہو ظاہر ہو کہ آپ مجاہد راہ دین اسلام ہین نسل مین حضرت خلیل کے جسم پر پروردگار نے آتش کو گلزار کیا پس امیدوار ہون کہ چند ساعت کے واسطے حرز ہیکل مجکو عطا فرمائیے میرا فرزند نوجوان دیوانہ ہو گیا ہو حکما نے بتایا ہو کہ اگر حرز ہیکل صاحبقران آئے پانی مین دھو کر وہ آب نایاب اس وحشی کو پلایا جاوے چشم زدن مین صحت پائے پس راہ خدا مین وہ تحفۂ کامل و اکمل یعنی حرز ہیکل مرحمت فرمائیے مین بوقت سحر لاکر حاضر کرونگا راہ خدا کا نام سنکر صاحبقران بیقرار ہوے گلے سے حرز ہیکل اُتار کر اُس درویش مکار کو دی اُسنے آواز دی او حمزہ منم دلنواز جادو بادشاہ طلسم عجائب برادر شہنشاہ جادو اب یہ حرز ہیکل طلسم عجائب مین جائیگی میرا بھائی چشم زدن مین تمکو قتل کریگا اس مقام پر مصنف دفتر نے تحریر کیا ہو کہ صاحبقران بیہوش ہو گئے پس بعد عرصۂ دراز کرب غماز ی جاکر طلسم عجائب کو فتح کرتے مین تب حرز ہیکل دستیاب ہوتی ہو مراد اس بیان سے مصنف کی یہ ہو کہ سفاک شعار پار نے اسم اعظم بند کر لیا ہو حرز ہیکل گلے مین صاحبقران کے موجود ہو اسوجہ سے بیہوش تو نہوے لیکن رنگ رو متغیر زبان مین لکنت جب ساحرون نے بلوہ کیا سفاک نے مغلوبہ کا حکم دیا صاحبقران تیغ عقرب سلیمانی کھینچکر جا پڑے لیکن نہایت مضطر و حیران تیغہ صاحبقرانی دو انگل سے زیادہ نہین کاٹتا ہاتھ دستگیری نہین کرتے ثابت قدمی نے دامن دولت چھوڑا جرأت نے منہ موڑا اس حال پر ملال مین بھی کئی سو ساحر قتل کیے حمتاز کوہی وغیرہ جی داری کرکے جا پڑے ساحرون سے بہ جرأت وشوکت لڑے لیکن سفاک مشعلہ بار بھی حاکم دربند طلسم ہوشربا فن سحر و ساحری مین یکتا ہو کوہیون کو کب مانتا ہو غیر ساحر اگر فیل مست ہو اُسکو پشہ سے بھی کم جانتا ہو ایک گولہ اُٹھا کر پھینک مارا شعلہ ہاے آتش بھڑکے لکھا سے ابر کرکے دھوان بلند ہوا حمتاز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین و مقبل نامدار مع تمام کوہیان صف شکن و پہلوانان سلیتن کے اس دھوین سے نابینا ہو گئے بیقرار ہو کر گھوڑون سے گرے ساحران غدار نے ان سب مردان عالم کو بکیش بے بس کرکے گرفتار کر لیا اب صاحبقران زمان یکہ وتنہا رہ گئے اسم اعظم بند و ل دردمند لیکن لڑائی مین مصروف اس

حال مین بھی کوئی اس شیر کے منھ نہین چڑھتا کسی ساحر کا قدم آگے نہین بڑھتا شیرانہ زیر نخل جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین سفاک شعلہ بار نے جو دور سے دیکھا کہ حمزہ تیغ بکف جرات مین وہی اشرف کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا جب ساحر بڑھتے ہین ہنگانہ تلوار کھینچکر جاتے ہین دو چار ساحرون کو قتل کرکے پھر سایۂ نخل مین آتے ہین اسنے پکارکر آواز دی اے نامردو مین نے اسم اعظم حمزہ بند کیا میرے پیرون نے مجکو خبر دی ہی کہ گلے مین حمزہ کے حرز ہیکل موجود ہی اسوجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا جرأت کم مزاج برہم اُسیر بھی کس شان وشوکت جرات وہمت سے لڑ رہا ہی بلوہ کرکے جا پڑو حمزہ کو گرفتار کرلو یہ سنکر کل ساحران غدار پرے باندھکر جمع فقص ہوا ایک مرتبہ چہار جانب سے جا پڑین اسوقت امیر با توقیر کو اک عالم یاس چہرہ اداس باوجود صبر وجبر کے بیساختہ چند اشعار حسرت آمیز یاد یاران ہمدم مین زبان سے نکل گئے اشعار

مخلصی کب ہی کہ مرغ روح قید تن مین ہی — جان بدن مین ہی بدن آغوش پیراہن مین ہی
رو رہا ہی وہ بھی میرے اضطراب اشک پر — کوئی آنکھون مین تڑپتا ہی کوئی دامن مین ہی
انقلاب ایسا دکھاتا ہی لطف قاتل آج تو — زخم مین آئے جو ڈورا دیدۂ سوزن مین ہی
بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج — ماہ نو ہوگا وہی طوق آج جو گردن مین ہی
خاطر صافی مین تیرے کس طرح سے آئیگا — وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہی
بعد مردن آرزو مین خاک سے پیدا ہوئین — میرا لاشہ صورت دل سینۂ مدفن مین ہی
خون روئے عمر بھرا غیار صورت دیکھکر — میرے زخمون کا نمک شاید مرے جوبن مین ہی
گل ہوا جب غنچۂ شرم نو عروسی پھر کہان — شاہد رو پوش ہی جب تک کہ پیراہن مین ہی
ملگئی یہ خاک کیسے حسرت پابوس مین — اک بگولا سا مرے گرد قدم توسن مین ہی
باغ ہستی کی ہوا سے سرد پھر کیا اے نسیم — ہوگا پژمردہ وہ گل جو دہر کے گلشن مین ہی

یا صاحبقران جو گل باغ دہر مین کھلا ایک دن اسیر خزان آنا بھی ضرور ہی باغبان قضا وقدر نے گلشن عالم کو عجب رنگ سے آراستہ کیا کبھی خزان کبھی بہار بقول شاعر شعر

اک طور پر نہین ہی زمانے کا رنگ آہ — معلوم ہوگیا ہمین بلبل و بہار سے

اول غنچہ پیدا ہوا گویا طفل شیر خوار ہی دہن بھی کھلنے نہ پایا باغبان بدعت صرصر غم نے اُس غنچہ کو گرا دیا گویا طفل شیر خوار مرا پھول کھلا بلبل دیکھکر شادہونے پائی بوقت سحر گلچین نے دست درازی کی صاف معلوم ہوا نوجوان نے پردہ دنیا کو چھوڑا شاید پھول پھل ہوا گویا انسان کو ثمر باغ جوانی سے حاصل ہوگیا اب پھل پر دست درازی ہوگی صاحب اولاد مرا اگر پھل بھی نہ توڑا گیا مثل اسکے کہ

انسان ضعیف ہوا ہاتھ پانون بیکار ہوے چلنے پھرنے سے معذور ہوا انجام فنا اگر ہزار برس جیے پھر بھی دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے انجام یہی ہے مصرع حرمت شاہ و گدا از زیر زمین یکسان ست ؎ آخر دو گز کفن و گوشۂ قبر دنیا کا یہ مآل ہے مرنے کا خوف کیا ایک دن ضرور ہے اس امر کا خیال آیا قلب بھرایا کہ ایسے مقام پر قتل ہوے لاش زاغ و زغن کھائینگے یہ اعضاے جسم پروردۂ ناز و نعم طعمۂ درندان صحرا ہو جائینگے دفن و کفن ہاے ممکن نہوا جنازہ بھی دھوم سے نہ اٹھا یاران ہمدم شریک نہوے گوشۂ تنہائی قبر نا ممکن ہوا افسوس کہ یاران باوفا نے مٹی نہ دی ہرچند کہ رب اکبر نے فرزندان نامور صاحبان شوکت و حشم و سرداران جلیل و مشیران عقیل مرحمت فرمائے جہاندار خدا مین بڑے بڑے شرف پائے لیکن وقت مرگ یکہ و تنہا دام حسرت و یاس مین مبتلا ہون ان خیالات مین آنکھون سے آنسو جاری ہوے ہجوم لشکر غم و ملال خیال موت لطف عیش و عشرت فوت یکایک من جانب اللہ قلب مضطر نے مژدہ دیا کہ اے غریق دریاے مصیبت وای گرفتار لجۂ محیط آفت کیون گھبراتا ہے شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود ؎ مرد باید کہ ہراسان نشود ؎ اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کر وہ خالق کونین بانی بناے عالم ناخداے کشتی دوجہان تیرا بیڑا پار کرے گا گرداب بلا سے نجات دیگا دل نے جو یہ مژدہ سنا یاس رنج و ملال خود بخود دفع ہوگیا قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی طرف آسمان کے سر اُٹھایا عرض کی اے رحیم و کریم وای سمیع و علیم قادر و مختار و ستار و غفار اس عبد ذلیل کی ذلت کو جائز نہ رکھ بچپن سے تونے میرا ناز اٹھایا مور ضعیف کو مرتبۂ سلیمانی عطا فرمایا نوشیروان ایسا بادشاہ عالیجاہ نہیب شمشیر سے اُس گنہگار کی بھرایا گوشۂ عافیت ڈھونڈھا زیر طاق کسرا عالم کفر مین دیکر مرالقاے بے لقا دعوی خدائی پر مغرور شیشۂ دماغ بجیا کا شراب کبر و نخوت سے معمور فوجین بے سرداران خرس طینت متکبر کے گرد جمع تھے اسکو میرے ہاتھ سے شکست دلوائی اس قطرہ ناچیز نے آبرو پائی آج ایک ساحر ذلیل کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہون یقین کامل ہے تو ذلت میری جائز نہ رکھیگا عزت و آبرو بچائیگا میری زبان اس لائق نہین ہے کہ تیری صفت کردن نظم

خداوند گیہان و گردان سپہر
فروزندہ ماہ و ناہید و مہر
ز نام و نشان و گمان برترست
نگارندہ برشدہ گوہر است
بہ بینندگان آفرینندہ را
نہ بینی مرنجان دو بینندہ را
نیابد بدو نیز اندیشہ راہ
کہ او برتر از نام و از جایگاہ
سخن ہرچہ زین گوہران بگذرد
نیابد بدو راہ جان خرد
خرد را و جان را ہمین سنجداد
در اندیشۂ سختہ کی گنجداد
ستودن نداند کس او را چو ہست
میان بندگی را بباید بست
خرد گر سخن برگزیند ہمی
ہمان را گزیند کہ بیند ہمی
پرستندہ باشی و جویندہ راہ
بفرمان ہا ژرف کردن نگاہ
توانا بود ہر کہ دانا بود
ز دانش دل پیر برنا بود
ازین پردہ برتر سخن گاہ نیست

ہے تشویش اندیشہ اراکمیت دیگر — اے خالق بے نیاز میرے
عصیان کے حجاب سے ہوں منتظر — عصیان کے حجاب سے سفر دے

اے مالک کارساز میرے — مجھ عاجز خستہ کی مدد کر
دامن گل آرزو سے بھر دے — یہ جو بیقرار ہو کر صاحبقران

نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قدرت خدا سے لکہ ابر سیاہ آسمان پر نمایان ہوئے اب کل ساحرون
نے دیکھا کہ ایک نقابدار زرین پوش تخت یاقوت نگار پر سوار پشت پر ہزارون دیوان مہیبان
سجھون کے کاندھون پر تخت اُن تختون پر سرداران شیردل و غازیان جرأت پسند جوانان تنومند
سوار سر پر اس نقابدار عالی وقار کے ایک باز سفید سایہ افگن مثل برق تڑپ رہا ہی پہلو مین
عیار طرار خنجر گذار قنطورہ زر بفتی پہنیا وہ سقرلاتی گو بعض عیاری سے درست و چست و چالاک بیباک
طرار و فرار اپنے آقا کے سر پر گس رانی کر رہا ہی رعب و داب و سطوت و صولت تہور و شجاعت
مثل چاکران کمترین ہمراہ دیوان سرکش کے ہاتھ مین علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے ان پر حمد الٰہی
و نعت رسالت پناہی بخط جلی مرقوم صدہا نقابدار نگاہ سے صاحبقران کے گذرے مگر اس شوکت و شان کا
جوان کبھی ملاحظہ نہین فرمایا جسوقت نقابدار عالی مقدار کی نگاہ حال پر ملال صاحبقران پر پڑی عیار نے بھی
عرض کی اے صاحبقران غضب ہوا صاحبقران اعظم مبتلاے رنج و الم ہین یہ سنتے ہی نقابدار زرین پوش نے
حکم دیا جلد لشکر کو زمین پر اُتارو کل دیو زاد زمین پر اُترے تخت رکھکر طرف صحرا کے بھاگے نگاہون سے مخفی
ہوگئے لیکن عیار طرار نے مرکب سہ چشمی سامنے نقابدار کے حاضر کیا نقابدار نے رکاب سعادت انتساب مین
پانون رکھا خانۂ زین کو مثل خانہ آفتاب روشن کیا ملحوظ خاطر ناظرین و الا مقام ہو جیسا کہ مرکب سہ چشمی
صاحبقران کے پاس موجود ہی ویسا ہی مرکب اس نقابدار زرین پوش کے زیر ران دیکھنے والے
حیران ساتھ ہزار جوانان شیردل صف شکن تیغزن غازی و مجاہد پشت پر نقابدار کی تلوارین کھینچکر آگئے اپنے
آقا کو تلوارون کی چھاؤن مین لیا نقابدار عالی وقار نے مرکب کو مہمیز کیا اشہب تیز گام کلائیان مارتا ہوا
طرارے بھرنے لگا باد صرصر سے کہتا ہی اے غاشیہ بردار ہوشیار میری ہوا داری کر دم تیز روی کا نہ بھر یہ کہکے
ہوا ہو گیا لیکن نقابدار زرین پوش نے ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ اے جوانان شیردل محزون و ملول
نہونا مین سب صاحبون کو اپنے سے بہتر و برتر جانتا ہون لیکن آپ لوگون کا اس جنگ مغلوبہ مین شریک
ہونا مناسب نہین اُن جوانان سرفروش نے دست بستہ عرض کی غلامان جانباز اس بات کو قبول نہ کرینگے
اگر دریاے آتش ہو شناوری کرین آب تیغ بیدریغ سے شعلہ ہاے سرکش کو بجھا دین ناریون پر برس پڑین
یہ ساحر کیا ہین مرنے کو غلام شرف جانتے ہین ان مکارون کو خوب پہچانتے ہین حضور کچھ نہ فرمائین بسم اللہ
مرکب بڑھائین نقابدار نے مرکب بڑھایا تلوار آبدار نیام سے لی نعرہ شیرانہ کیا باشید اے کفاران بیحیا و اے

تا بکاران پر دغا ہر کہ داند داند و اگر نداند قبتا سند منم نقابدار زرین پوش صاحبقران عصر سحر کن
بحر و بر یا صاحبقران اعظم نہ گھبرائیے گا یہ عبد ذلیل رب جلیل برائے مدد بندگان عالی حاضر ہے ہر چند
کہ ہماری کیا مجال ہے حضور ایسے صف شکن تیغزن کی مدد کریں یا کوئی بلا رد کریں حضور تو خود اہل سلام
کے مددگار ہیں بادشاہ ذوی الاقتدار ہیں خدا حضور کو سلامت باکرامت رکھے آپ کے نام نامی اسم
گرامی سے شرف دین جلیل الرحمان ظاہر ہوا نام رب اکبر سے ہر ایک خرد و کلان ماہر ہوا ایسے کلمات عجز و
انکسار زبان معجز بیان سے فرماکر بصد کر و فر فوج کفار پر آکر گرا صاحبقران زمان نے سر اٹھا کر ملاحظہ فرمایا
اپنے کانوں سے سنا کہ نقابدار زرین پوش اسم اعظم الٰہی پڑھ رہا ہے باز سفید سر پر سایہ فگن جو ساحر
سحر کرتا ہے نقابدار اسم اعظم بفصاحت و بلاغت پڑھکر اسکو باطل کر دیتا ہے اگر گولہ ساحر کا بلند ہوا باز
سفید مثل برق بلند تر پا اُس گولے پر منقار لگائی وہ گولہ پھٹکر کسی ساحر کے سر پر پڑا جلکر خاک ہوا
چشم زدن میں قصہ پاک ہوا صاحبقران حیران حیران ملاحظہ فرما رہے ہیں مگر زخموں سے چور چور
غیرت نے دامن تھاما کہ مقام افسوس ہے یہ نقابدار تو اس طرح شوکت و شان دکھا رہا ہے اسم اعظم
اسکو کیونکر حاصل ہوا سب صفتیں صاحبقرانی کی اسمیں موجود ای معبود یہ کیا معرکہ ہے تیرے راز و نیاز
میں کسکو دخل ہے صاف ظاہر ہے کہ زمانہ ہماری صاحبقرانی کا ختم ہوا دوسرے صاحبقران کو تونے پیدا کیا دیکھیے
اب انجام کیا ہوتا ہے یہ سوچکر ہاتھوں سے فرمایا وقت دستگیری ہے آرزو ہے کہ پاؤں ثابت قدمی کریں پشت اشقر پر
بھی ہاتھ رکھا فرمایا ای مرکب وفادار تیرا راکب مجبور و ناچار ہے بادرفتاری دکھا دے قلب لشکر میں پہونچا دے ای جرأت
صف شکنی میدان کارزار کو ہلا دے ایسے کلمات حسرت آیات جو زبان سے نکلے اشقر دیو نژاد نے تیور بدلے طرارہ بھرا
اِتنے صاحبقران بھی لڑے بھڑے چلے لیکن نقابدار زرین پوش نے دریا خون کے بہادیے طبقے زمین کے ہلادیے سحر تو
اس جوان پر تاثیر نہیں کرتا اگر اہالیان فوج اسکے مبتلاے سحر ہوتے ہیں اسم اعظم پڑھکر اُنکو بچاتا ہے ادھر
صاحبقران زمان کو جوش حیرت اپنے حال پر ملال پر عبرت اسم اعظم فراموش مثل تصویر تصور خاموش
نقابدار زرین پوش نے بھی دور سے دیکھا کہ رنگ روے صاحبقران متغیر ہے عیار طرار سے کہا ای برادر
طریقے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسم اعظم صاحبقران بند ہو چکا ہے رنگ روے مبارک تو ذرا دیکھو مائل
بزردی ہے لیکن ماشاء اللہ کس جرأت و ہمت سے ننگانہ بلنگانہ لڑ رہے ہیں مگر مجبور ہیں ساحروں نے
بلوہ کیا ہے عیار نے عرض کی ای صاحبقران اصغر جرأت صاحبقران زمان کا کیا ذکر ہے دیوان قاف کو
للکارا ثانی سلیمان لقب پایا انکے نام سے جرأت کو فخر حاصل ہے مردان عالم کو تسکین دل ہے آفتاب
آسمان جرأت یکہ تاز میدان شجاعت انکا مثل و نظیر نہیں ہے انشاء اللہ حقتعالی آپ کو بانہاے

صاحبقرانی دلائے اُسوقت لطف ہوگا نقابدار زرین پوش نے فرمایا وقت و ساعت پر موقوف ہی مین چاہتا ہون کہ مجھسے اور صاحبقران سے مقابلہ نہو بسہولیت بانہاے صاحبقرانی ملیجا مین عیار نے عرض کی یہ امر بہت دشوار ہی یہ باتین کرکے لڑتا ہوا طرف سفاک شعلہ بار کے چلا سفاک شعلہ بار کو بھی اپنی سحر و ساحری پر غرور ہی دور سے نقابدار کو للکارا او نقابدار زرین پوش کہین سے چند انچھر سیکھ کر آیا ہی مجکو شعبدہ سحر و ساحری دکھاتا ہی نہین جانتا کہ منم سفاک شعلہ بار مصاحب افراسیاب نامدار چشم زدن مین اسم اعظم حمزہ عرب مین نے بند کیا تجھ ایسون کی کیا حقیقت ہی ابھی آکے تیرا نام و نشان مٹاتا ہون یہ کہکے فوج ظفر موج نقابدار زرین پوش پر جھپٹا گولہ سحر کا مارا زمین بھرائی کئی ہزار ملازم نقابدار کے زمین پر گرے گھوڑے بدلگامیان کرنے لگے شعلہ ہاے آتش بھڑکے کتنے جوان آبرودار آتش سحر سے جل گئے صداے فریاد و وا لغیاث بلند ہوئی نقابدار زرین پوش نے جو فوج کا یہ حال دیکھا بقہر و غضب تمام طرف شعلہ بار کے پلٹا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ وہ باز بلند پرواز سر پر نقابدار کے اس طرح چرخ مارتا ہی جس طرح گرد شمع کے پروانہ پھرتا ہی پنجہ ہاے آہنی چل رہے ہین پرون سے شعلہ ہاے آتش نکل رہے ہین کوئی اس راز سے واقف نہین کہ یہ باز کیا چیز ہی سحر ساحران کو دفع کرتا ہی دل و جان سے دم محبت کا بھرتا ہی اُس طائر کو دیکھکر ہوش اُڑتے ہین طائر وہم و خیال اس سرار کو نہین پاسکتا کوئی مکار و غدار قریب نقابدار کے نہین آسکتا جب نقابدار بڑھا باز بھی چلا ساتھ دینے سے باز نہ آیا سفاک شعلہ بار نے جھپٹکر گولہ مارا نقابدار عالی وقار نے بفصاحت و بلاغت اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹکر زمین پر گرا کئی سو ساحر جلے سفاک شعلہ بار گھبرایا ساحرون نے غل مچایا واہ میان قمر صاحب یہ تو وہی بات ہو گئی گانڈو ہاتھی اپنی ہی فوج کو مارے کیا خوب آپکا سحر تیار ہی ساتھ والون کو جلایا کتنے جادوگرون کو خاک مین ملایا یہ صدائین سنکر سفاک شعلہ بار کو اور زیادہ غصہ آیا بہت سے ماش کے دانے نقابدار پر پھینک مارے وہ سب تصدق سر ہوکر گرے سفاک شعلہ بار بھڑک کر قریب پہونچا تیغہ سحر کمر سے کھینچا کہا اے نقابدار یہ تیغۂ سحر ساختۂ سامری و جمشید ہی افسونگری کا بھید ہی اس سے بچنا محال یہ کہکر بڑھا نقابدار پر ہاتھ تیغہ سحر کا مارا نقابدار نے تیغ ہلالی پر گانٹھا لیکن اسم اعظم پڑھتا جاتا ہی ہزارہا شعلے بھڑکے کارد آہنی و خنجر وغیرہ نقابدار پر گرے لیکن کسی شی نے تاثیر نہ کی نقابدار نے جو انمردی دار کو اُس نابکار کے رد کیا صداے تکبیر بلند کی آوازدی او مکار شعر تو ضرب زدی ضرب من نوش کن ❊ ہمہ شادی از دل فراموش کن ❊ دور مجنون گذشت نوبت ماست ❊ ہر کہ را پنج روز نوبت ماست

آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو ضرب مردان عالم کا وقت ہے یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکے گھوڑے کو بڑھایا مرکب چھلاوا بنگیا بادرفتار شیر شکار دوڑ دو خوبیان سو سو تڑپ سکے پہلو پر آیا وہ بلاؤن نے بچایا گھیرا شور ہوا کہ آفت ارضی و سماوی سر پر تیغ تیز مرکب کی مہمیز پہ چالاک وہ تیز اسپ برق کی تڑپ دکھائی تلوار کی چمک سے آنکھوں مین چمک آئی اب کیونکر بچے بھاگے تو گھوڑا سمون سے پامال کرتا ہے تیغہ برق تاب مثل بلاے مبرم سر پر پہونچا بجلی تڑپ کے گری دسیاہ نے سپر کو اٹھایا اپنے پیرون کو پکارنے لگا ملک الموت کیسا سامنے پیر کیا تھا پیر کرتے سر کے دو ٹکڑے ہوئے گویا شب فراق کٹی تاج کو کاٹا بچیا محتاج بھی ہوا مع گینڈے چار ٹکڑے ہوئے دنبالۂ تیغ برق مثال کا زمین مین درآیا فتح و نصرت پر قبضہ ہوا نقابدار نے صداے تکبیر بلند کی اتنا اٹھا ساحر ما صداے ہا ہو بلند ہوئی شیشہ جھوٹی سے سفاک کی گرا نقابدار نے اسکو توڑا اسم اعظم صاحبقران زبان کھلا اب تو اسیر با توقیر تیغہ خون چکان کھینچکر لشکر ساحران پر جا پڑے انکے ساتھ والے بھی ہوشیار ہوئے یعنی حمتاز کوہی و بہرام گردین خاقان چین و مقبل خوش آئین یہ سب سرداران نامدار اسکے سحر مین مبتلا تھے جسوقت آواز آئی کشتی مرا نام من سفاک شعلہ بار جادو بود یہ سب جوانان صف شکن ہلتین تلوارین کھینچکر فوج ساحران پر جا پڑے بڑھ بڑھکر لڑنے لگے مگر نقابدار زرین پوش سفاک شعلہ بار کو مارکر فوج شقاوت موج ساحران بے ایمان پر گرا دریاے خون بہا دیا مگر دیکھتا ہے کہ صاحبقران تمن پر کامل فوج ساحران سے لڑے چونکہ اسم اعظم بند تھا انتہا کے زخمی بھی ہوئے پھر بھی وہی شوکت وہی شان وہی آن بان جب ساحرون نے دیکھا ہر طرف سے بلا نازل ہوا افسر بھی مارا گیا لاش تلاش کرکے سفاک کی اٹھائی شکست فاش کھائی روتے پیٹتے خاک اڑاتے طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے قریب شام فتح و ظفر حاصل ہوئی نقابدار زرین پوش نے اپنے عیار کو اشارہ کیا کہ جلد بارگاہ استادہ کرو ملازمان جانباز نے فوراً بارگاہ زربفتی استادہ کی چار سو سنہرا کلس چڑھا ہوا قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری کرتا تھا اب گھوڑے سے کودکر قریب صاحبقران اعظم آیا براے تسلیم خم ہوا صاحبقران نے جواب سلام دیا لیکن نقابدار کو دیکھکر خون عروق مین جوش مارنے لگا خود بخود محبت پیدا ہوئی گلے سے لگا لیا جرأت و شجاعت کی تعریف کی نقابدار زرین پوش نے سر جھکاکر عرض کیا حضور کے سامنے کیا مجال ہے جو کوئی جرأت کا نام لے سکے آپ فراش راہ دین اسلام صاحبقران عالی مقام ہین آپ کے دم سے دین اسلام کا رواج ہے ہر تاجدار آپ کے در کا محتاج ہے نہایت خاکساری سے نقابدار ملا کلمات عذر و انکسار زبان پر یا انداز بچھوا کے زر نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین لایا صاحبقران نے دیکھا کہ میری بارگاہ سلیمانی سے بارگاہ کم نہین ہے بقول شاعر

نظم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار | تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار
عجب بارگاہ معلے اساس | زر تالین جا زمرد بودے اساس

ہزارہا دنگلہاے یاقوت نگار مرصع کار کرسیان بے شمار مقام صدر پر دنگل زرین بچھوایا اسیر لاکر صاحبقران کو بٹھایا آپ پہلو مین متمکن ہوا سرداران صاحبقران کو مقام معقول پر جگہ دی اول صناعان چابک دست کو بلایا زخم دوزی صاحبقران کی کرائی ڈبہ مرہم سلیمانی کا نکالا پٹیان اپنے دست حق پرست سے چڑھائین صاحبقران کو حیرت ہی کہ مرہم سلیمانی سواے میرے کسی کو آج تک میسر نہین ہوا یہ نقابدار زرین پوش کہان سے لایا پٹیان چڑھتے ہی دماغ جان معطر ہو گیا جب سرداران صاحبقران کی بھی زخم دوزی کرا چکا پٹیان مرہم سلیمانی کی چڑھا چکا عیار طرار خدمت مین حاضر ہی اشارہ ہوا فوراً محفل عیش و نشاط آراستہ کی پریزادان دُر در گوش مرصع پوش حسین وجمیل ماہ پیکر حور منظر سرو قد غنچہ دہن یاسمن بر آکر حاضر ہوئین نقابدار نے پردہ بارگاہ کا سامنے سے اُٹھوایا صاحبقران اعظم نے ملاحظہ فرمایا تین لاکھ نرہ ہاے دیو ہمراہ لشکر نقابدار زرہ و کش ہین مثل چاکران کمترین کاروبار مین مصروف اور زیادہ صاحبقران کو حیرت ہوئی بہرام سے فرمایا ای پہلوان اس نقابدار کو پردۂ قاف سے بھی بخوبی تعلق ہی خاص پریزادین واسطے رقص کے حاضر ہین دیو زاد بھی بطور ملازم ہمراہ ہین معلوم ہوتا ہی کہ اس جوان شیر دل نے گوشہ ہاے پردۂ قاف کو بھی فتح کیا کل سامان جلالت ممکن ہوے نہین معلوم کس راہ سے پردۂ دنیا مین آیا ہی اسم اعظم کا بھی حافظ ہی دل مین میرے خود بخود محبت کا جوش ہی حال مفصل کیونکر ثابت ہو کہ نقابدار زرین پوش کون ہی بہرام عرض کر رہا ہی حقیقت مین حضور ایسا صاحب صولت و جلالت نگاہ سے غلام کی نہین گذرا کل ہمراہیان صاحبقران کو حیرت ہی کہ کیا کارساز مطلق کی قدرت ہی کیا صاحبان لیاقت و خلق خلق فرمائے جنکا مثل و نظیر ناممکن لیکن نقابدار زرین پوش نے جام بادۂ گلنار ساقی بچے سے مملو کرایا اپنے ہاتھ پر رکھکر سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے بلا تکلف جام نوش فرمایا اب دور جام بے اندیشہ انجام شروع ہوا آفتاب عیش و نشاط کا طلوع ہوا سازیلے آپسین ساز کرنے لگے پریزاد سامنے آکر موجود ہوے ایک عرصہ تک گت ناچی اہالیان محفل کی بُری گت ہوئی دم بدم ترقی حیرت سامنے کھڑے ہو کر یہ غزل عاشقانہ نسیم کی شروع کی محفل مین ہوا باندھی

غزل

کیونکر اُٹھائے طرۂ زلف دوتا کے ناز | کیا قہر ہے نہ جائینگے ہمسے بلا کے ناز
کیا کیا نہ آرزو ہے ہوس ہین علے کے ناز | کس کس مصیبتون سے ہوئی ہی نصیب گل
کھلتے ہین عقد غنچہ کس آہستگی کے ساتھ | ہوتے ہین کیا عروس چمن پہ صبا کے ناز
برسون کے بعد میری بر آئی ہین حسرتین
کیا کیا اُٹھائے ہین شب غم مین قضا کے ناز
عشاق جان فروش کے بجا و درنگ ہین

گستاخ ہو گئے ہین تمھارے اٹھا کے ناز
گنجایش عذاب دل زار مین نہین
لائے ہین آفتین ترے شرم و حیا کے ناز
نوبت کمر سے تا بقدم یار آ چکی
ہیجان نہ اٹھ سکینگے قدم سے حنا کے ناز

اری دل ستمگرون کی جفا سے نہ پھیر منھ
کب تک اٹھائین ظالم نا آشنا کے ناز
بیہودگی ہی نالۂ و فریاد بیکسی
طولانیون پہ ہین تری زلف دوتا کے ناز
تن شعلہ ہاے غم سے ہوا خاک اہی نسیم

سہنے نہین کشاکش روز جزا کے ناز
کیا کیا نہین ہوا ہی حجاب نگاہ سے
جز مرگ کون اٹھائے میرے مدعا کے ناز
دیکھو ضرور یار نزاکت سے ہوگا رنگ
دیکھین گے آنکھوان نہ ہمارے ہما کے ناز

غزل دیگر جناب میر محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

رہین جو داغ محبت کے تو جگر نہ رہے
یہ بات کوئی نہین دل رہے جگر نہ رہے
صنمکدے ہی مین کیون چلکے ہم نہ بیٹھ رہین
کہ مجکو اپنے سر و پا کی بھی خبر نہ رہے
رہے نہ دونون کی عزت غرور طلعت سے
ادھر کو جا کے رہے دوسرا جدھر نہ رہے
جواد کہتے ہین سب دیکھکر ہمین زندہ

بتون کی زلف کا سودا رہے تو سر نہ رہے
ہمارے چین کی صورت نہین ہی اے اجل
بتون کے عشق مین آخر کو معتبر نہ رہے
بقا ہماری ہی جلنے سے شمع کے مانند
مقابلہ پہ اگر شمس کے قمر نہ رہے
کمی تڑپنے مین تو کیجیو نہ ای دل زار
زمین کوچۂ جانان پہ جا کے مر نہ رہے

عزیز دونون ہین دونون رہین ساتھ رہین
جگر کے داغ سلامت رہین جگر نہ رہے
خیال یار مین غافل کر اسطرح اے دل
فنا ہون شعلۂ غم قلب مین اگر نہ رہے
بشر زمانے مین گر عافیت کا خواہان ہے
ہماری آہ مین باقی رہے اثر نہ رہے
اس ناز و ادا سے اس مہ جبین نے

ان اشعار عاشقانہ کو ادا کیا محفل مین سناٹا ہو گیا صداے واہ یا آہ بلند تھی صاحبقران زمان بھی وجد فرما رہے ہین صاف ثابت ہی کہ پردۂ قاف مین صحبت ملکہ آسمان پری مین متمکن ہون حیرت مین آکر کئی مرتبہ سر اٹھایا آنکھون نے ملکہ آسمان پری کو ڈھونڈھا کبھی اپنی نور نظر قریشیہ سلطان کو دیکھتے ہین عالم محویت مین بول اٹھے آج ہماری عادل قاف کہان ہی سلاسل پری نگاہ سے کیون نہان ہی نقابدار مسکرا کر عرض کرتا ہی حضور نے نیازمند کو سرفراز فرمایا ہی پردۂ دنیا مقام قاف نہین ہی صاحبقران اسی عالم محویت مین سر جھکا لیتے ہین لیکن ناز و کرشمہ نے پریزادون کے بیچین کر دیا شب بھر یہی جلسہ رہا صبح ہوتے تانین بھیرون کی لہرین وقت نماز آیا نقابدار عالی وقار نے سجادہ بچھوایا صاحبقران زمان سے عرض کی وقت نماز ہی امیر با توقیر نے اٹھکر وضو کیا کل سرداران نقابدار نے صفین جمائین نقابدار نے عرض کی حضور ہی تقدم فرمائین نیازمندون کو نماز پڑھوائین امیر نے بخضوع و خشوع نماز پڑھوائی پھر آکر صحبت مین بیٹھے دو چار جام واسطے خمارشکنی کے چلے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے اسوقت نقابدار زرین پوش اپنے جگہ سے اٹھا دست بستہ سامنے صاحبقران کے کھڑا ہوا عرض کی کچھ کہا چاہتا ہون امیدوار ہون

سماعت فرمائین حضور نے مجھکو بھیجا نا ملک سیقولیہ پر بمقام توَرج ماہ پرست غلام حاضر ہوا تھا آپ کو
ملک سیقول شاہ نے بلوایا تھا لقا بھی وہان موجود تھا شاہزادہ ایرج نوجوان و داراب کشورکشا
عام عصر مین تھے سب صاحبون نے آپ سے شرط کی کہ جو طلسم فتح کیے وہ صاحبقران عصر ہے سب اسی
کی اطاعت کرین بس حضور کو یاد ہوگا کہ ایرج و توَرج ولقا و حضور پر نور بتبلاے علامت طلسم ہوے
آپ کا نیازمند بوقت قتل سرداران نامی لوح طلسمی لے کر آیا دیو کو مارا نخل کو قلم کیا طلسم کو بشوکت
وسطوت درہم و برہم کیا اسی بارگاہ مین سب صاحب جلوہ فرما تھے مین نے اطاعت کا سوال کیا
کوئی جواب نہ دے سکا سب صاحبون نے سر جھکا لیے مگر حضور نے جواب دیا کہ طلسم شکنی سے صاحبقران
نہین ہوتا جب ہمکو سر میدان زیر کروگے تب اطاعت البتہ کرینگے حضور کے فرمانے سے سب صاحبون
نے یہی جواب دیا نیازمند چلا گیا اب حقیر نے کل سامان صاحبقرانی مہیا کیے صاحب اسم اعظم ہے ہفت
زبان و ہفت علوم کا عالم ہے اسی ارادے سے حاضر ہوا کہ سر میدان حضور سے امتحان ہو بانہاے
صاحبقرانی ملین سب طرح کے حضور امتحان لین آپ خانۂ کعبہ مین تشریف لیجائیے یہ عبد ذلیل رب جلیل
لقاے بے بقا سے سمجھ لیگا ایک ہفتے کے اندر شکست دیگا کل ممالک کا انتظام ہو جائیگا تمام غدر مٹجاویگا
اب حضور ضعیف بھی ہوے انتظام ملک گیری و جہاد در راہ خدا جوانان صف شکن کا کام ہے حقیر کا
از پردۂ دنیا تا بہ قاف جرات مین نام ہے ان کلمات کو سنکر رنگ روے صاحبقران اعظم سُرخ ہوگیا یقین
خلیلی پیچ و تاب کھانے لگین تیغۂ عقرب سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا فرمایا اے نقابدار تو نے جو آکر میری
مدد کی ایک ساحر مفلوک کو مارا یا اس طلسم کو فتح کیا تھا اسپر یہ ناز اس ناچیز نے تو سات برس کے سن مین
حشام بن علقمہ خیبری کو مارا کہ جسکا تو ے ایرج کا قد و قامت تھا بارہ برس کے سن مین مہم ہندوستان
کو سر کیا لندھور بن سعدان ایسے پہلوان کو زیروزبر کیا اٹھارہ برس کے سن مین پردۂ قاف گیا
دیو راہ دار و سمندون ہزار دست و دیو عفریت اور چنگ آہن شاخ و شش انگشت مردارخوار
و طمطراق گرز دندان کو مار کر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان لقب پایا چھتیس برس کے سن مین پردۂ دنیا
مین آیا نوشیروان ایسے بادشاہ ہفت اقلیم حاکم بر و بحر کو کرکرور سوار پیدل ہشیار ہمراہ تھے شکست فاش
دی کل ممالک پر اسکے قبضہ کیا بادشاہ ملک ترکستان خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ
جادو بادشاہ جابر و قاہر نہیب شمشیر سے اس حقیر کے صحرا نورد ہوا لشکر اس مغرور کا گرد برد ہوا اہالیان
سنجان سے مقابلہ پڑا گنجاب بن گیجور بن ملک حربان دیو کش پیغمبر زرمر دشاہ باختری کہ سات سو
ملک کا حاکم ہے سالہا سال اس سے لڑا بدیع الزمان و قاسم میرے نور نظر ایسے ایسے ملک سنجان مین

لڑے کہ گنجاب خواب مین بڑاتا تھا نام سے بدیع الزمان وقاسم نوجوان کے تھراتا تھا عنایت
پروردگار سے جنگ ہفت صف سرہوئی گنجاب بھاگا مین لڑتا بھڑتا باختر پہونچا زمردشاہ باختری
دعوے خدائی کرچکا تھا زیر قیطول لقا ایک کرور چراسی لاکھ سوار کی چھاؤنی تھی تین برس ملک
باختر مین لڑا لقا کو بھی شکست دی کل ممالک اُسکے قبضے مین کیے ممالک فرعونیہ و ہزار شکل چرخ
گردان بصد عظم وشان بعنایت رب دوجہان فتح کیے اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہنگامہ عظیم
برپا ہی سلیمان عنبرین موے کوہی اس عبد ذلیل سے لڑرہا ہی میرا نواسا شہسوار عرصۂ یکتازی
اسد بن کرب غازی داخل طلسم ہوش رُبا ہی میرا عیار طرار عمرو نامدار مع چند عیارون کے ملک
ساحران مین لڑرہا ہی قیامتین برپا کررہا ہی اگر بہرام فلک سے ایسے مقابلے پڑتے نام جرأت نہ لیتا
گوشۂ عافیت تلاش کرتا تم بھلا اس لڑائی کا کیا انتظام کروگے جو کچھ مین نے ملک سیقولیہ مین کہا تھا
وہی اب بھی کلام ہی یہ نحیف وضعیف ہر طرح حاضر ہی جب تک اسکی پشت زمین پر نہ لگائے گا بانہاے
صاحبقرانی نپائیگا سات برس راہ خدا مین جہاد کیا تب یہ اشیاے نادرہ حاصل ہوے خود حضرت
ہود زرہ حضرت داؤد نیچہ سہراب یل سپر گرشاسپ نوجوان گرز سام بن نریمان مرکب
اشقر دیوزاد نیزہ حضرت داؤد خنجر رستم یہ اشیاے نادرہ تمام عالم کی خاک چھانکر پائی ہین ان اشیا
کو یہ حقیر بے لڑے بھڑے کیونکر دیگا ای بہادر دانتون پسینہ آجائیگا میدان کارزار بھرائیگا اسطور سے
جو صاحبقران نے فرمایا لقا بدار تھرایا سر کو جھکالیا مگر پھر دست بستہ عرض کی کہ ای شاہنشاہ گیتی ستان
مین چاہتا ہون حضور سے مجھسے مقابلہ نہو جس فرزند یا سردار پر حضور کو زور و طاقت کا ناز ہو اس سے
مجھکو لڑوائیے آپ انصاف فرمائیے اگر بہ مردی و مردانگی زیر کرون بانہاے صاحبقرانی عطا ہون
اس زمانے مین شاہزادہ نورالدہر بن بدیع الزمان وایرج نوجوان کی دھاک ہی ان دونون
صاحبون کو مجھسے لڑوا دیجیے بزرگون کے ساتھ بے ادبی کرنا سراسر خلاف ہی دونون جوانان
صف شکن سے ایک مرتبہ مقابلہ کرون اگر دونون صاحبون کو بمردی و مردانگی اُٹھالون تب
شرف بانہاے صاحبقرانی سے مشرف ہون صاحبقران نے فرمایا مجھکو اپنے قوت بازو پر ناز ہی
بھروسا ذات رب اکبر کا جسنے پیدا کیا بیٹا پوتا کیسا کسی سردار کی کیا حقیقت ہی مین خود اسوقت
موجود ہون یہ کہکر صاحبقران تیغۂ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالکر اُٹھے فرمایا بسم اللہ سوار ہو جیسے
قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھے ارادہ صاحبقران کا دیکھکر لقا بدار دنگ ہو گیا عیار سے اشارہ کیا
دیکھ اس ضعیفی مین یہ رعب وداب ہی آنکھون مین صاف شیر کے پنجے جلوہ گر ہین فی الحقیقت

سردار لشکر فتح و ظفر ہین دوڑ کر صاحبقران سے لپٹ گیا کہا حضور گستاخی معاف فرمایئے تشریف
رکھیے اس مقام پر مین حضور سے مقابلہ نہین کرونگا جس جگہ پر سرداران موصوف جمع ہون
وہان کیفیت ہوگی اب تو غلام نے آپ کو مہمان کیا ہے شرف خدمتگزاری حاصل ہوا ہے انشاء اللہ
اسکا بھی موقع آجائیگا چند امورات ایسے درپیش ہین کہ نیازمند کو پیش پیش ہے بعد فراغ امور
ضروری کوہ عقیق پر آؤنگا جیسا مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا صاحبقران کو بہ منت بٹھایا
خاطر و مدارات مین مصروف ہوا صاحبقران خاموش بیٹھے ہین نقابدار زرین پوش
مصروف خدمتگزاری جام مے ارغوانی گردش ہین صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہے پریزادان
حور طلعت ساتے گا رہی ہین آواز ہین سُریلی تانے مین کامل دامن تھامے ہوے صاحبقران کا نقطہ
نقطہ بتا رہی ہین نقابدار نے سردارون کو بھی اشارہ کر دیا کوئی ذکر جنگ و پیکار نہ کرے غرض مین صاحبقران
اعظم کے فرق نہ پڑے ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے یکایک ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ایک عیار دلاور
خنجر گزار جواہر بن عمرو نام در دولت پر حاضر ہے سید دار باریابی ہے نام جواہر بن عمرو سنکر صاحبقران
نے اشارہ کیا جلد اسکو بلا لو معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ جمجاہ نے پریشان ہوکر ہماری خبر کے واسطے عاشقین
خواجہ عمرو کو روانہ کیا چوبدار گیا جواہر بن عمرو کو ساتھ لیکر آیا جواہر بن عمرو نے جو اس دربار کو دیکھا
صولت و شوکت نقابدار زرین پوش دیکھکر دنگ ہو گیا ہاتھ اُٹھا کر دعاے جان درازی کی قطعہ
الہی بخت تو بیدار بادا ٭ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ٭ گل اقبال تو دائم شگفتہ ٭ بہ چشم دشمنانت
خار بادا ٭ بڑھکر قدم اقدس صاحبقران کو بوسہ دیا گرد پھرا عرض کی حضور نے بہت دیر لگائی
ملازمان شاہنشاہ گھبرا رہے ہین کچھ پہلوانان کوہی غیر سرداران سلیمان عنبرین مو بصد جستجو آمادۂ
حرب و پیکار ہین کیا عجب ہے کہ طبل جنگی بجا ہو نتیجہ یارک مکار غدار ہر وقت درپے آزار ہے ساحرون کی
طرف سے طلسم ہوش ربا کے آمد فوجون کی شد و مد حضور کو اس قدر کیون عرصہ ہوا صاحبقران نے
تمام کیفیت گذشتہ بیان کی کہا اے جواہر تم چلکر بادشاہ جمجاہ کو خبر دو انشاء اللہ مین بھی لشکر تیار
کرکے آتا ہون جواہر اسی وقت دعاے خیر دیکر واپس ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا صاحبقران طرف
نقابدار کے متوجہ ہوے فرمایا اے شیر بیشۂ جرأت مین چاہتا ہون کہ میرے تمھارے امتحان ہو جائے
حوصلہ دونون مین نہ باقی رہے نقابدار اُٹھکر صاحبقران سے بہ محبت لپٹ گیا عرض کی اے شاہنشاہ
گیتی ستان و اے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان غلام ہر چند کہ بانہاے صاحبقرانی کا خواہان ہے لیکن ابھی بہت سے
امورات ضروری ایسے باقی ہین کہ جنکا انتظام ذات پر حقیر کے موقوف ہے یہ نیازمند ابھی ملک گیری مین

مصروف ہو انشاء اللہ بہت جلد حاضر ہوکر مشرف ہونگا سرداران حضور سے بھی ضرور لڑونگا صاحبقران نے فرمایا سب صاحب آپ سے حاضر ہین ہین البتہ امتحان مین قاصر ہین نقابدار نے عرض کی ایسا نہ ارشاد ہو نیازمند شرمندہ ہوتا ہے حضور کا لوائے شوکت از پردہ دنیا تا بہ قاف سرفراز ہے مردان عالم کو حضور کی جرأت و شوکت پر ناز ہے اب زیادہ محجوب نہ فرمائیے بہر نوع نقابدار زرین پوش بعد جوش و خروش امیر باتوقیر سے رخصت ہوکر اسی شوکت و شان سے تخت زبرجدی پر سوار ہوا دیوزادون نے چار جانب سے محاصرہ کیا کئی ہزار علمہاے سُرخ و سفید کے پھر ہرے کھلے نقارہ ہاے زرمی پر چوب پڑی سیر و شکار کرتا ہوا روانہ ہوا بہرام و مقبل و ممتاز کوہی شوکت و جلالت نقابدار دیکھکر بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان صاحبقران زمان سے عرض کررہے ہین اے شہریار حقیقت مین اس نقابدار عالی مقدار نے کل اسباب شوکت و جلالت حاصل کیا فرزندان حضور بڑی بڑی شوکت شان سے نقابدار بنکر آئے ہین لیکن شوکت صاحبقرانی کسی کو نصیب نہین ہوئی اس شیر بیشہ جرأت نے سامان عظم و شان صاحبقرانی مہیا کیا ہے حقیقت مین نہایت ہی بہادر ہے دریاے شرافت کا بے بہا در ہے بروقت مقابلہ حافظ حقیقی آبرو حضور کی بچائے صاحبقران نے فرمایا پروردگار مالک ہے لشکر تیار کرو بادشاہ جمجاہ کو انتظار ہوگا اُسوقت ممتاز کوہی نے سامان سفر آراستہ کیا بہ کیفیت تمام و بہ خیر و عافیت مالا کلام طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑ دو وقت پر حال صاحبقران کا تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان ہزبر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان شجاعت گوہر آبدار قلزم شوکت سرو خرامان بوستان صولت جوان حجازی اسد بن کرب غازی و مہر سپہر عیاری و ملکہ بہار گلعذار و باغبان قدرت وغیرہ گذارش ہوتے ہین ساقی نامہ

ساقی مے ناب کی ہوس ہے
مصروف دعا ہے دہ خردمند
اے ساقی مہرخ و گل اندام
مینائے قلم ہے بر سر جوش
دکان کی آبرو بڑھائے
میخوار ہین شراب بیٹھے
دیکھے مرغ کباب اندھیرا
ساغر مین بھرے شراب انگور

پیری مین شباب کی ہوس ہے
ہے قصر امان کا آج در بند
دے جام شراب عیش انجام
کردے مئے سرخوشی سے مدہوش
کنڈی در توبہ کی چڑھادے
اس طرح پہ آفتاب بیٹھے
لے سیخ کی شاخ پر بسیرا
پائے قمر آفتاب کا نور

حال اسد و عمر دہے تحریر
عیاری خواجہ سبک رو
رندون کو ہے اشتیاق باقی
ساقی رخ لالہ فام دکھلا
مے مہر ہو غرب جام بنجائے
ہو دیدۂ رند مست گردون
جوبن ہو جو دختر عنب پر
دن ڈھل گیا آفتاب ڈوبا

ہے موج شراب تیغ تقریر
لکھنے مین قلم کو ہے تک و دو
کر مہر قمر پہ اب تو ساقی
سُرخی فروغ شام دکھلا
پیمانہ چراغ شام بنجائے
پھوٹے شفق شراب گلگون
بنجائے بط شراب شب پر
دل بیٹھ گیا حباب ڈوبا

افعی سینہ نگل گیا من
محرم مین چھپا کسی کا جوبن
خم مین نہان ہوا فلاطون
شیشے مین بھری شراب گلگون

مدفون ہوا ظرف زمین مین
پنہان ہوا ہاتھ آستین مین
یوسف ہوا چاہ مصر مین قید
بلبل کو بنایا دام نے صید

پردے مین عروس شام نکھری
چہرے پہ جہان کے زلف بکھری
سرمہ چشم فلک مین پھیلا
آنکھون مین بسی شبیہ لیلا

دھوکا ہوا آنکھ کو مسی کا
دھیان آگیا چشم نرگسی کا
جھاڑی بار سیہ نے کیچل
گل ہو گئی آسمان کی مشعل

گھنگچی سرخی سے آسمان ہے
پھولی ہے شفق کہ زعفران ہے
ہان پان کا شک لب حسین پر
سیندور کا ہے گمان جبین پر

تشبیہ ہے اور ہاتھ آئی
پھیلا کوئی پنجہ حنائی
دو وقت بہار مل رہے ہین
غنچے تارون کے کھل رہے ہین

فارغ ہوے کام کرکے مزدور
آنکھین ہوئین شپرونکی پرنور
ہر گھر مین ہوے چراغ روشن
جگنو نے دکھائے داغ روشن

کرنون کا ستارہ ہو گیا ماند
سب دیکھ رہے ہین عید کا چاند
ٹوٹا زخم جنون کا ٹانکا
دامن پھٹنے لگا کتان کا

طائر لینے لگے بسیرا
ڈالا ہے مسافرون نے ڈیرا
آنسو عشاق ڈالتے ہین
خار کف پا نکالتے ہین

حالت ہوئی نور روز کی غیر
نکلے ہین تماش بین پے سیر
آنکھون کی ہوس نکالتے ہین
ڈورے طلب کے ڈالتے ہین

اس فکر مین دام ہین بچھائے
چڑیا محرم کی ہاتھ آئے
شبدیز نظر کو پھینکتے ہین
آنکھین کمرون پہ سینکتے ہین

ہر ایک کو ہے انتظار شب کا
مسی پہ لگا ہے دانت سبکا
سرمے سے نگاہ لڑ رہی ہے
دنبالہ سے آنکھ پڑ رہی ہے

ٹیکی پڑتی ہے رال لب پر
ٹوٹے پڑتے ہین لعل لب پر
گردن پہ ڈٹا دھو رہے ہین
جوبن کے بناؤ ہو رہے ہین

غازہ گالون کو چومتا ہے
شانہ بالون کو چومتا ہے
بوسہ لیتا ہے پان لب کا
محرم کو نہین لحاظ ادب کا

افشان ماتھون کو چومتی ہے
مہندی ہاتھون کو چومتی ہے
گردن کے جھلک رہے ہین جگنو
محرم مین چمک رہے ہین جگنو

ہوتی ہین لگاوٹون کی رسمین
سب ہین نازوادا کے بس مین
جوبن پہ نگاہین مارتے ہین
عشاق پہ سین مارتے ہین

تیکھی چتون سے کرتے ہین وار
نیچی نظرون سے ہوتے ہین پیار
باطن مین قبول آشنائی
ظاہر مین ظہور بیوفائی

روشن کیے گھر قمر کی ضو نے
لیٹے ہین پلنگ پر بچھونے
حوضون مین کنول کے پھول سمٹے
زنبور سیہ کنول سے لپٹے

مسجد مین بہار چھا رہی ہے
غل بانگ اذان مچا رہی ہے
پڑھتے ہین نماز شام دیندار
روزے کرتے ہین لوگ افطار

پھول اُٹھے نہال شمع مین گل
سندھیا مین ہے ہنود مشغول
پھولون سے جدا ہے عنادل
ٹھنڈا ہوا ایک باغ کا دل

ہل ہل کے نہال اونگھتے ہین
خوشبو پھولونکی سونگھتے ہین
قمری غم سرو سے ہے بیتاب
سرخاب سے چھوٹتا ہے سرخاب

بے مہری نازنین کے سارے
گننے لگے جگنون مین تارے
پروانے مراد پا رہے ہین
شمعون سے لگن لگا رہے ہین

ذرون کو ہے پیش ہجر کی راہ
ماہی ہے زمین منت و ماہ
تانین مطرب اڑا رہے ہین
گورے بنگال گا رہے ہین

کب تک یہ فوق سخن سرائی
خاموش زیادہ رات آئی
ہین طائر باغ نغمہ پرداز
ہے شور کسی جگہ کہین ساز

کیفیت داستان رقم ہو
شادی ہو کبھی کبھی الم ہو

چہرہ کشا حان مرحلہ جات طلسم فصاحت طے کنندگان

جادۂ منازل رموز بلاغت صحرائے ہوش رُبا مین یون سرگرم قطع منازل وطی مراحل ہین شعر مصنف
بیا اے خردمند فرخندہ پے ٭ کہ سازیم ابن جادۂ سحر طے ٭ ناظرین والاتمکین پر واضح ہو کہ سابق مین
تحریر ہو چکا ہے کہ فاتح طلسم ہوش رُبا جرأت و شجاعت مین یکتا نامی و نامدار اسد عالی وقار بعد فتح دربند
مہر و ماہ برائے حصول مطلب دستیابی لوح طلسم عبادت خانے مین بیٹھکر بصد خضوع و خشوع مصروف
عبادت بے نیاز ہوا لب پر یہی دعا ہے اے بانی بنائے لوح و قلم و اے حاکم و ناظم ملک ہستی و عدم واسطے
بزرگان دین کا ظاہر ہو کہ لوح طلسم ہوش رُبا کہان ہے جبکہ تین پہر کامل شاہزادہ تڑپا باب اجابت
وا ہوا دیدۂ ظاہری بند چشم بصیرت کشادہ عین عالم خواب مین دیکھا کہ در ہائے آسمان وا ہوے
ایک مرد بزرگ تخت نورانی پر سوار قریب شاہزادہ کے آیا اسد نے اُٹھکر سلام کیا قدمبوسی سے
مشرف ہوا حضرت نے پوچھا اے غازی و اے مجاہد راہ دین اسلام کیون اسقدر بیقرار و اشکبار
ہے عرض کی تلاش لوح طلسم ہوش رُبا مین حیران ہون پائے جستجو کو تاہ لب پر نالہ و آہ ہزار ہا
بندگان خدا مبتلائے مصیبت گرفتار رنج و محنت ہین اگر لوح طلسم دستیاب نہوئی افراسیاب بدکردار
ایک کو زندہ نہ چھوڑیگا امیدوار ہون مقام ونشان لوح زبان معجز بیان سے ارشاد ہو حضرت نے بفرحت
و انبساط ارشاد فرمایا اے نور نظر و اے مطیع حاکم قضا و قدر بوقت سحر مسلح ہو کر طرف مشرق کے جانا درہ کوہ
مین ایک مرد پیر زمین گیر مصروف عبادت پروردگار ہے نام اُسکا پیر عبادت گزار ہے اُسکی خدمت مین جانا
وہ بخوبی مقام ونشان لوح طلسم ہوش رُبا تعلیم کریگا موجب ہدایت درویش جگر ریش کاربند ہونا یقین ہے
کہ انشاء اللہ تا بمنزل مقصود پہونچو اسد نے چاہا کچھ اور پوچھے آنکھ کھل گئی دیکھا نور کا تڑکا ہے
ستارۂ سحری چمک چکا ہے فوراً اُٹھکر مصروف نماز رب بے نیاز ہوا ملک اخضر و شاہزادۂ صندلان
صندلی پوش و ملکہ گوہر جادو سرداران طلسم کشا شب بھر بیدار رہے اب جو صدائے تکبیر عبادت
خانے سے آئی سمجھے شاہزادہ بیدار ہوا کیا عجب ہے گوہر مراد حاصل ہوا ہو مشرف بہ بشارت غیبی و
مورد فیوض لاریبی ہوے ہون یہ خیال کر کے سب عبادت خانے مین آئے دیکھا کہ عبادت مین
مشغول ہین شاہزادے نے سردارون کو دیکھکر سلام پھیرا اُٹھکے کو بوسہ دیکر سجادے پر رکھا سردارون کی
جانب متوجہ ہوا ملک اخضر نے روے زیبا کو دیکھا کہ مثل آفتاب تابان و بشکل ماہ عالم افروز درخشان
ہے چہرے پر نگاہ نہیں ٹھہرتی سرداران نامی مثل پروانہ گرد شمع جمال اسد نیک خصال پھرے عرض کی حضور
مبشر بہ بشارت ہوئے نگاہ بزرگان دین کی چہرۂ زیبا پر پڑی خوشبو سے تمام مکان معمور ہے مذہب حق کی
بزرگی کا نہ سمجھنا سراسر عقل کا قصور ہے اسد نے فرمایا الحمد للہ ہمارے جد نامدار عالم خواب مین تشریف

لائے مقام و نشان ایک بزرگ کا سمجھا گئے اب مین برائے تلاش جاؤنگا یہ فرما کر سجادے سے اُٹھے بارگاہ آسمان جاہ مین تشریف لائے کمر ہمت چست باندھی سردارون نے کہا ہم بھی ہمراہ چلین فرمایا تنہا جانے کا حکم ہی کہ یکایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی حضور کا عیار مہتر ضرغام شیر دل در دولت پر حاضر ہی نام ضرغام سنکر غنچۂ خاطر اسد نامدار شگفتہ ہوا فرمایا جلد ہمارے یار وفادار کو لاؤ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ضرغام نیک انجام اندر آیا عرصہ دراز سے جدا تھا دوڑکر قدمون سے لپٹ گیا بیقرار ہوکے رو دیا اسد نامدار نے سر اُس وفادار کا سینہ سے لگایا فرمایا ای برادر مقام خوشی کا ہی تم نے ہمکو بجز وعافیت دیکھا بڑی سرگردانی اُٹھائی طلسم صندل پر پہنچے کی امید نہ تھی مگر کریم کارساز نے سرفراز فرمایا طلسم صندل فتح ہوا یہان آکر مہر و ماہ جادو کو قتل کیا اب تلاش لوح مین جاتے ہین بشارت سے کامیاب ہے مگر تم یہانتک کیونکر پہونچے عرض کی کہ مین اور مہتر قران ہمراہ چلے تھے راہ مین ساتھ چھوٹا وہ اور جانب گئے مجھکو بہر کامل نے بعد خرابی بسیار یہان تک پہونچایا نشان منزل مقصود بتایا شکر ہی آکر مشرف ہوا اب حضور کے ہمراہ چلونگا قدمبوسی سے مشرف رہونگا اسد نے فرمایا حکم بزرگان دین یہ ہی کہ یکہ و تنہا جاؤ ضرغام نے عرض کی بسم اللہ حضور چلین غلام الگ رہیگا اسد نے سب سردارون سے فرمایا کہ ہمارے واسطے دعاے فتح و ظفر کرنا سامان لشکر کشی مہیا رہے انشاء اللہ بعد حصول لوح سمت مرحلہ جات طلسمی توجہ ہوگی سب نے ہاتھ اُٹھا کر دعائین دین اسد بارگاہ سے نکلا پشت مرکب پر سوار ہوکے سمت صحراے ہول خیز وحشت انگیز برائے تلاش پیر عبادت گزار چلا ضرغام شیر دل شاہزادے سے سو دو سو قدم الگ مزرعہ ہاے نخلستان مین چھپتا ہوا چلا کہ شاہزادے پر میرا ہمراہ رہنا ثابت نہو لیکن بعد جانے اسد نامدار کے ملک اخضر گھبرایا ملکہ گوہر وغیرہ سے کہا بڑے افسوس کی بات ہی کہ وہ شیر بالکل یکہ و تنہا گیا ہی صحراے طلسم ہوشربا ساحران مکار سے معمور ہی ابھی تک کوئی شاہزادے کے پاس تحفہ طلسمی نہین ہی اسوجہ سے دل ترود فی منزل اندوہگین ہی ایسا نہو کوئی ساحر دیکھ پائے سحر و ساحری کا بھلا یہ کیا جواب دینگے اپنی جرأت سے تلوار کھینچین گے ساحرون کے آگے جرأت و شوکت بیکار ہی اسوجہ سے اور زیادہ انتشار ہی مین عقب مین شاہزادے کے جاتا ہون عقاب بنکر وسط آسمان پر سرگردان رہونگا یہ راے سب کو پسند آئی ملکہ گوہر نے کہا ای شہریار مین بھی چلون اخضر نے کہا حکم بزرگان دین سے سراسر خلاف ہی مین بھی اپنے کو ظاہر نکرونگا تم مین سے کوئی میرے ساتھ دینے کا ارادہ نہ کرے یہ کہکر اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا سحر کرکے پر پرواز پیدا کیے جستجوے اسد نامدار مین چل نکلا لیکن اسد نامدار بموجب فہمایش اس

بزرگوار والا تبار قریب درۂ کوہ پہونچا مرکب سے اُترکر داخل درہ کوہ ہوا دیکھا ایک مرد بزرگ
باریش سفید بوریائے بیریا پر جلوہ فرما پیشانی پر گھٹا نشان سجود ظہور عبادت معبود مثل ستارہ چمک رہا ہی
جیسے ہی شاہزادۂ اسد کو دیکھا بے اختیار اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا مرحبا اے دُر دریاے سیادت و نجابت
واے اختر آسمان سطوت و صولت ہزبر بیشۂ شجاعت واے نہنگ بحر جلالت خوش آمدی وصفا
آوردی شعر مصنف گر بہ سر و چشم من بیائی ÷ بر قلب نہم کہ کیمیائی ÷ دیگر گر بر سر و چشم من نشینی ÷
نازت بکشم کہ نازنینی ÷ اے شاہزادۂ عالی وقار ہمتو مدت دراز سے تمھارے مشتاق تھے جن بزرگوار
نے تمکو بشارت دی ہمکو بھی سرفرازی فرمائی ارشاد ہوا تھا کہ نظر کردۂ بزرگان دین جوان خوش آئین
تشریف لائیگا نشان لوح بالتصریح سمجھا دینا آیندہ جو پردۂ غیب سے ظاہر ہوتا ہی وہ ہوگا کہان عرصہ کیا
اسد نے چاہا جھککر ملون قدمبوس ہون اُن بزرگ نے سر سینہ سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا فرمایا اے
شیر بیشۂ صاحبقرانی واے تاجدار ملک کامرانی تمھارا مرتبہ اعلیٰ ہی تمھارے بزرگون کی ذات سے نام
یزدان پرستی روشن ہوا باطل پرستون نے شکست کھائی ہر شہر و دیار سے صداے تکبیر کان مین آئی
یہ کہکر اپنے پاس بٹھایا ماحضر پیش کیا بعد فراغ آب و طعام فرمایا اے اسد نامدار یہان سے کوس بھر پر
صحرا مین ایک نخل چنار ہی بوقت سحر اُسکے عقب مین جاکر مخفی ہونگاہ اُٹھاکر دیکھنا سامنے چشمۂ آب
صاف و شفاف ہی بروقت طلوع نیر اعظم ایک نرگاؤ کوخۂ صحرا سے پیدا ہوگا پانی کی جستجو مین مُنھ
کھولے ہوے قریب چشمہ پہونچے گا جب وہ قصد کرے کہ پانی سے سیراب ہون گوشے سے نکلکر بتعجیل تمام اُسکے
مارنا کہ پشت کو توڑکر پار گذرے سرکش سہم جاے گوشۂ پناہ اُسکو نہ ملے جب گرکر تڑپے مثل تیر کے اپنے کو قریب
اُسکے پہونچانا جلد اُسکو قتل کرنا خنجر سے شکم چاک کرکے صدف بطن سے اُسکے گوہر بےبہا یعنی لوح طلسم ہوش رُبا
برآمد ہوگی ایک صندوقچی ہی اُسکی کلید اُسی مین نصب ہوگی قفل کھولنا عنایت خدا سے لوح طلسمی دستیاب
ہوگی آیندہ جیسا کچھ اُسمین لکھا ہی بموجب تحریر تدبیر کرنا لیکن اے شاہزادہ والا قدر ملحوظ خاطر رہے
کہ یہ حوالی طلسم ہوش ربا ہی ہر طریقہ بیان کا ہوش ربا ہی جابجا ساحران غدار رہتے ہین اگر کوئی بصورت
دوست یا دشمن قریب آئے اپنے بیگانے کی شناخت واجب و لازم ہی آیندہ جو کاتب قدرت نے کلک
قدرت سے لوح پیشانی پر ثبت کیا وہ پیش آنی ہی نقاش ازل کی تحریر مین حکیمان دوربین کو حیرانی ہی عرصہ
دراز تک شاہزادۂ اسد غازی کو سمجھایا شب کو اپنے یہان جہان رکھا بعد فراغ نماز ہزبر بیشۂ خضرا
یعنی مہر جہان پیما براے شکار داخل صحراے فلک نیلی حصار ہوا اسد غازی نے کمر باندھی اس مقدس سے
رخصت ہوا صحرا کو طے کرکے عقب نخل چنار مخفی ہوا چشمہ آب نایاب کو بھی ملاحظہ فرمایا کہ پانی اُسمین جوش

ا رہا ہی ناگاہ گوشۂ بیابان سے ایک نرگاؤ قوی جسیم پیدا ہوا دہن کو مثل اژدر کھولے ہوے فیل مست کی طرح دوڑتا ہوا چلا آتا ہی صاف ظاہر ہی کہ پانی کی جستجو مین بیتاب فنا ید کئی دن سے بے آب ہی اسد نے دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا کمان کیانی کو دوش سے اُتارا ایک نہال کا تیر ترکش سے نکالا تاک کر مارا چھپے پر اُسکے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا آواز آئی کشتی مرا نام من گاو آتش بار جادو بود وہ نرگاؤ تڑپ کر گرا اسد مثل برق جہندہ تڑپا قریب نرگاؤ کے پہونچا تیغہ بیدریغ کھینچکر ہاتھ مارا سر اسکا قلم کیا بموجب ہدایت اس مرد درویش کے شکم صید کا چاک کیا صاف ثابت ہوا کہ ایک آفتاب عالمتاب پردۂ ابر مین پنہان تھا برآمد ہوا دیکھا ایک صندوقچی اُسمین سے نکلی اسد نے خوش ہوکر اُٹھائی دور سے ضرغام شیر دل بھی اس کیفیت کو بخوبی دیکھ رہا تھا دیکھا کہ آقاے نامدار نے نرگاؤ کو مارا ہی اور کوئی شی اُسکے شکم سے نکالی خوشی خوشی دور سے پکارتا ہوا دوڑا اے شہریار مبارک ہو کیا شی پائی غلام بھی آگاہ ہو اسد نے پکار کر کہا اے ضرغام درویش روشن ضمیر نے جونشان ہمکو تبلایا تھا وہ ٹھیک ہی اس صندوقچی سے لوح طلسمی نکلے گی اب واضح رہے کہ ضرغام تو دور سے پکارتا ہوا آتا ہی ابھی صندوقچی کھولی نہین ہاتھ مین ہی فلک کجرفتار تو ہر وقت درپی آزار ہی شادی و غم توام ہیں بقا پر ہجوم غم والم اگر لمحہ بھر کوئی ہنسا سالہا سال رویا بموجب ابیات نظم دلپذیر

ورق دہر ہی مجموعہ پریشانی کا
ہی فنا عین بقا اور بقا عین فنا
یان کے باشندے ہین سب اپنی غرض کے بندے
نہ گل و لالہ کو وقفہ نہ جوانی کو بقا
چار دن چاہو سو یان کر لو کا انجام ہی خاک
نہ تو ہی قاقم و سنجاب نہ فرش دیبا
نہ جہان باد بہاری نہ نسیم سحری
یاس و امید سے چھوٹینگے نہ تار د نہ جدا
بار غم سر پہ ہی پشتارۂ عصیان بردوش
وائے برحال من خستہ دل افسوس افسوس

نقد ہستی ہی ازل سے گرو دام قضا
جانتے ہین جنھین آرام دل و راحت جان
بات بگڑے پہ کسی کو نہ کسی کا دیکھا
کیا ہوا جام جم و فر فریدون ہی کہان
لحد تا سر ہی آرام گہ شاہ و گدا
نہ جہان کوئی گزندون سے بچانیوالا
نہ گل و لالہ و نسرین نہ فضاے صحرا
الحذر الحذر اے داور یوم المحشر
حشر مین توشۂ رہ زاد سفر جرم و خطا

عارضی شی ہی نہین یان کی کسی شی کو ثبات
سبھی بیگانے ہین گر چشم بصیرت ہو وا
ہی بہار چمن دہر خزان کے مانند
اُڑ گیا تخت سلیمان بسر دوش ہوا
یار و مونس و غمخوار جہان کوئی نہین
نہ جہان خاک کوئی تن سے چھڑانے والا
شب تنہائی و تاریکی و زندان تنگ
تجھ سوا کوئی نہین ہی ہوس مضطر کا
کوئی دنیا مین نہین دوسرا انجھسا یا وس

دنیا مین کسی طرح راحت نہین جستجو سے کامل کرکے صورت گوہر مراد دیکھی

سمجھے بھی نہ پائے کہ یہ کیا رنگ ہی گردش فلکی سے دل تبنگ ہی چشم زدن مین کیا رنگ دکھاتا ہی اسد غازی اچھی طرح شاد نہونے پائے تھے ضرغام تو پکارتا ہوا آتا ہی اسد کے ہاتھ مین صندوقچی ہی ایک ہاتھ یکن

کُنجی ہی چاہتے ہین کہ رازِ سربستہ کو کھولین یکایک صحرا سے صدا آئی اے شیر بیشۂ صاحبقران اے صاحب عظمت و شان ذرا تامل فرمائیے صندوقچی نہ کھولیے مین نے آپ کو جو کچھ تعلیم کیا ہے ایک نکتہ اُسمین باقی رہگیا ہے وہ بھی ظاہر کرون ایک اسم پڑھکر یہ صندوقچی کھولی جائیگی ورنہ لوح طلسمی ہدایت صحیح نہ کریگی اسد نامدار نے سر اُٹھاکر دیکھا وہی پیر عبادت گزار عصا ہاتھ مین دوڑا ہوا آتا ہے شاہزادۂ اسد نامدار کو شرم آئی نہایت ممنون و مشکور ہوے کہ یہ پیر گوشہ نشین اپنے مقام سے حرکت نہ کرتا تھا میرے واسطے بیچارہ دوڑتا ہوا آتا ہے ماشاء اللہ کیا صاف باطن عاشق صادق یار موافق ہے عابد زاہد پرہیزگار عاشق پروردگار یہ سوچکر اسد نامدار نے جواب دیا اسی درویش باکمال نے نرگاؤ کا پتہ دیا یہی میرا ہادی و رہبر ہے اسی کے نشان بتانے سے مین نے گاؤ آتش بار جادو کو مارا وہی اب بھی آتا ہے کچھ تعلیم فرمائے گا ضرغام نے پھر آواز دی بہت بجا ارشاد ہوا لیکن صندوقچی لوح کی اُسکے ہاتھ مین نہ دیجیے گا شاید کچھ دھوکا ہوا اسد نے غصہ مین جواب دیا تم خود عیار و مکار ہو ہر ایک کو شعبدہ باز جانتے ہو دوست دشمن کو بخوبی نہین پہچانتے ہو ہر چند ضرغام چیخا چلایا کہ حضور مجکو تو قریب آنے دیجیے اسد نے کچھ جواب نہ دیا لیکن وہ پیر گرتا پڑتا قریب اسد کے آیا کہا اے شہریار لوح طلسمی مبارک ہو صندوقچی مع کلید مجکو دیجیے مین ایک اسم پڑھکر اُسکو کھولون لوح طلسمی آپ کو دون ورنہ قاعدے کے خلاف ہوگا عمر بھر سرگردانی مین بسر ہوگی اسد نے صندوقچی و کلید بہ خوشنودی ہاتھ مین اس پیر کے دی صندوقچی لیتے ہی وہ پیچھے ہٹا اتنا تو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور آپکا عیار ہے کہ مکار و غدار بنتا ہے اسکو منع کیجیے یہ کلمات جہلات لایق ہمارے سُننے کے نہین ہین اسد غازی نے غصے مین منھ پھیرا اُس پیر نے صندوقچی کو رومال مین لپیٹکر کمر مین رکھا تڑپ کر پر پرواز پیدا کیے اسد نے پلٹ کر دیکھا وہ پیر گوشہ نشین نہین ہے یہ تو ایک ساحر سیہ فام ہے اب اسنے زمین سے بلند ہوکر نعرہ کیا باش اے طلسم کشا مین مکار جادو ملازم شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا اُس پیر عبادت گزار نے غضب کیا تجکو نشان لوح بتایا تجکو خبر ہوگئی میرے بادشاہ افراسیاب جادو نے مجکو ایک گوہر آبدار بنا دیا تھا مراد اس سے یہ تھی کہ اگر گاؤ آتش بار جادو مارا جائیگا یہ موتی ٹوٹ جائیگا فوراً سمجھ جانا کہ گاؤ آتش بار قتل ہوا سوائے اس پیر عبادت گزار کے کوئی رازدان اس حال کا نہ تھا مین نے جاکر اُسکو مارا اُسی کی شکل بنکر تیرے سامنے آیا دیکھیو یون آنکھون مین خاک ڈالکر لوح کو لیجاتے ہین یہ سُنکر اسد نامدار سن ہوگیا قریب تھا کہ طائر روح قفس جسم سے نکلجائے مگر کیا کرین دس بیس گز زمین سے وہ بلند ہوچکا تھا اسپر بھی اسد نامدار نے بقہر و غضب تمام تیر مارا مکار نے برق چمکائی تیر جل گیا اب اسد کا تڑپنا پھڑکنا کیونکر بیان ہو مکار بدکردار اس

اتنا مین بلند ہوکر ٹھہر گیا آواز دیتا ہی کیون ای طلسم کشا شہنشاہ طلسم ہوش ربا کا کیا خیر خواہ ہون کیا معقول عیاری کی بسہولیت صندوقچی تجھسے لے لی اب یہ لوح خدمت مین شہنشاہ افراسیاب کے لیجاؤنگا شاہنشاہ اسکو دریاے قلزم مین پھکوا دینگے اسد کا تڑپنا نعرہ شیرانہ کرنا مگر مجبور و ناچار یہ زمین پر وہ بالاے آسمان خاص رنگ نشیب و فراز ظاہر ہی ایسی باتین کرکے مکار نا ہنجار سوچا کہ مین اسد کو بھی گرفتار کرلون اب انکے پاس کیا تحفہ باقی ہی لوح کا خوف تھا وہ میرے قبضہ مین آئی یہ سوچکر وہ ملعون پھر پلٹا کہا ای طلسم کشا تجکو بھی لیتا چلون افراسیاب قتل کریگا لڑائی کا بالکل فیصلہ ہوجاے اب ضرغام گھبرا گیا کہا ای شہریار رشد اپنے کو بچائیے ہمارا آپکا گرفتار کرنا اب اُسکے نزدیک کیا مشکل ہی ایک ماش کا دانہ کافی ہوجائیگا اسد نے کہا ای ضرغام بخدا یہ مجکو گرفتار کرلیجاے بلکہ اگر قتل کرے تو مین بہت شاد ہون بند غم والم سے آزاد ہون ہاے خواجہ عمرو کیا کہین گے کہ ایسے نادان تھے لوح حاصل کرکے کھودی مکار چاہتا ہی کہ اسد و ضرغام پر سحر کرون کہ یکایک آسمان سے بصورت عقاب اخضر جادو پیدا ہوا عجب طرح کا سانحہ دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام ہوا پر ٹھیرا رہا ہی اسد و ضرغام زمین پر بیقرار و اضطرار ہین سے نعرہ کیا باشا و بیچیا مین آپہونچا خبردار میرے آقا پہ سحر نہ کرنا مکار نے جو ملاک اخضر جادو کو آتے دیکھا تڑپ کے بلند ہوا سحر کرکے بشکل طاؤس بنا اخضر سے آکر لپٹ گیا پنجہ و منقار چلنے لگے دہن سے دونون کے شعلے نکلنے لگے ضرغام نے پکار کر آواز دی ای اخضر یہ سیہ بخت مکر کرکے لوح لیچلا ہی جانے نپائے اخضر سحر کررہا ہی مگر مکار بھی بلاے روزگار ہی ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ لوح نکالکر سامنے اخضر کے چمکا دون یہ گھبرا جائیگا لیکن اخضر دم نہین لینے دیتا اسکو بھی خوف ہی کہ اگر یہ بیچیا لوح چمکا دیگا مین بیکار ہوجاؤنگا سحر نہ کرسکونگا اس وجہ سے برابر آپسمین چل رہے ہین کبھی منقار کبھی پنجون سے جنگ سحر آغاز حرب فسونگری کا نیا انداز کبھی اخضر جادو غالب آیا کبھی مکار بدکردار نے اپنے کو سحر کرکے بچایا پر نوچکر پھینکدیے قضاے کار ایک مقام پر مکار بدکردار نے سحر کرکے منھ سے برق چمکائی اخضر کے سر پر پڑی برق جہندہ کو دیکھکر ابر غم والم دل پر چھایا سر زخمی ہوا بس اخضر نے پکار کر آواز دی ای شہریار یہ بیچیا مجپر غالب آیا سر جان نثار کا زخمی ہوا آپ کیا دیکھ رہے ہین اٹھاکر تیر مار دیجیے مین نرغہ سحر اسیر و بائڈ ڈالتا ہون اسد یہ سنکر ہوش مین آیا ورنہ حیران حیران دیکھ رہا تھا کمان کو دوش سے اُتارا بہ تعجیل تمام تیر کو بحر کمان مین پیوست کیا مگر معاملات قضا و قدر مین کسی کو کیا دخل ہی انسان کی نگہبانی خود موت ہی جب نگہبان قصد کرے کون بچاے جبکا جو وقت خالق اکبر نے مقرر فرمایا ہی بمصداق کل امر مرہون باوقاتہا اسی صورت سے

وقت پر کام کا انجام ہوتا ہے بڑے بڑے حکمایان اشراقین جنھون نے علوم کامل ایجاد کیے مردے زندہ کرکے دکھائے بعض نے دعویٰ خدائی کیا اپنے کو پیدا کرنے والا جانا جب وقت اجل آیا کل حکمت مبدل بہ حماقت ہوئی کچھ زور نہ چلا قابض ارواح نے روح قبض کی دم بھر کی مہلت نہ دی شداد صاحب بیداد بانی بنائے ظلم و فساد اسقدر مغرور ہوا دعویٰ یکتائی کیا بہار پیرائے ازل کا ہمسر بنا بہشت تعمیر کی جب وہ باغ پر فضا بنکر تیار ہوا چاہا سیار گلشن بیخزان ہون باغ مین داخلہ کرون عین در باغ پر ملک الموت نے آکر روکا کہا او شداد وقت دعویٰ خدائی گذر چکا واسطے چند دن کے سلطنت کی خدائے جہان آفرین کو بھولا بہشت بنوا کر ایسا پھولا بس رُک جا ایک قدم شداد کا اندر ایک باہر تھا اتنی بھی مہلت نہ ملی کہ قدم اُٹھاتا سیر باغ کرتا ملول و حزین ششدر و غمگین اُسوقت سوچا کہ ہائے مین نے کیا کیا گھبرا کر جواب دیا اے قابض ارواح اتنا چاہتا ہون کہ چند ساعت باغ کی سیر کرون ملک الموت نے کہا حکم قادر مطلق خدائے برحق ہے جو بیک لفظ کن زمین و آسمان ماہ و خورشید ثابت و سیارگان کو کتمان عدم سے جلوۂ ظہور مین لایا تجھ ایسے مغرور پیدا کیے صرف پلک تک کا جھپکانا ممکن نہین ہوتا اجل کے وقت قرار داد ہین اسکا ٹلنا ناممکن بس آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہو بہت دنون خدائی کرچکا اُسی مقام پر شداد کی روح قبض ہوئی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم پیوند خاک ہوئے نظم

نہ سکندر ہے نہ دارا نہ فریدون باقی	نہ ہے ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی
نہ وہ دیہیم رہے اور نہ وہ تاج رہے	صاحب جاہ و حشم قبر کو محتاج رہے

مراد اس تقریر و تحریر سے یہ ہے کہ وقت اجل نہین ٹلتا اسد نے تیر کمان مین جوڑا سیسر کمان کا کڑکا عقاب تیر بہدف لیکر چلا انھون نے طاؤس کوتا کا تھا مکار صدائے سیسر سُنکر سہم کر الگ ہوا اخضر بشکل عقاب سامنے تھا اُسی کے سینہ بے کینہ پر پڑا جھرۂ پشت کو توڑ کر پار گذرا اخضر نے صدائے ہیہات بلند کی عوض کی غلام تیر اجل کا نشانہ ہوا موت کا بہانہ ہوا مکار تو بلند ہوکر آسمان مین ڈوبا قہقہہ مارتا ہوا نکل گیا اخضر بیچارہ تڑپکر زمین گرا سینہ پر زخم کاری تھا اسد نامدار نے چاہا کہ خودکشی کرون اپنے خنجر مارون اخضر نے بیقرار ہوکر کہا اے شہریار اس سے کیا فائدہ غلام نثار ہوا اسی طرح قضا ہماری مقرر تھی حضور اپنے دست حق پرست سے دفن کرینگے شرف کونین حاصل ہوا بانی بنائے کون و مکان نے یہی صورت تحریر فرمائی تھی اسی حیلہ سے قضا آئی تھی کیا عذر ہے بندہ مجبور و ناچار وہ مالک و مختار کچھ اسی مین مناسب تھا چند کلمات وصیت و نصیحت کہکر جان بحق تسلیم ہوا شاہزادے کو صدمۂ عظیم ہوا ضرغام نے سمجھا کر اخضر کو دفن کرایا اسد نے کہا اے ضرغام چلکر دیکھین پیر عبادت گزار پر کیا گذری

درۂ کوہ مین آئے دیکھا مکار جادو اس مرد پیر کو قتل کر گیا لاشہ تڑپ کر سرد ہوا ہی ایک گوشے مین سامان دفن و کفن موجود تھا دونون نے ملکر غسل و کفن دیا قبر کھودی دفن کیا سرھانے قبر پر بیٹھکر فاتحہ پڑھا اس بیقراری مین آواز دی ای مطیع احکام رب اکبر ای عبادت گزار گوشہ نشین قبر مین جاکر کیا گذری

نکیرین کو کیا جواب یا انجام کیا ہوا ہا عجی
راحت مین بسر ہوئی کہ ایذا گذری
کیونکر تاریک گھر مین تنہا گذری
ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس
کس سے پوچھین کہ تمپہ کیا کیا گذری

عرصۂ دراز تک قبر پر بیٹھکر اس مرد پیر کی اسد غازی روئے ضرغام نے عرض کی ای شہریار اب دربند مہر و ماہ پر چلیے لشکر کو ساتھ لیکر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے کوچ ہوا اسد غازی بیقرار ہو کر رو دیا فرمایا ای ضرغام مین ناکام جاکر ملکہ گوہر وغیرہ کو کیا روے سیاہ دکھاؤن شرم آتی ہی واے رسوائی لوح طلسم کو یون ہاتھ سے کھویا اخضر کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا اہالیان فوج اُسکے ہمکو کیا کہین گے یہ طلسم کشا ہی یا مرد دیوانہ ہی اسکی رفاقت بیکار اپنے خیر خواہ کو اپنے ہاتھ سے مارا ایسے کی رفاقت بیکار کون ہمارا ساتھ دیگا اب ہمارا یہ قصد ہی کہ پہاڑون سے سر ٹکرائین کسی کو روے سیاہ نہ دکھلائین ضرغام نے عرض کی ای شہریار جو منظور خدا تھا وہ ہوا آپنے کیا خوشی سے اخضر کو قتل کیا جو تقدیر مین تھا اُسی طور سے اجل آئی اسد نے کہا ای ضرغام اب ہمکو نہ سمجھاؤ زبان درازی کر کے نہ بہلاؤ بلکہ ہماری خوشی یہ ہی کہ تم لشکر مہرخ مین جاؤ خواجہ عمرو ملکہ بہار وغیرہ کے ساتھ تخت پر سوار ہو کر گئے ہین جب اُنسے ملاقات ہو عرض کرنا وہ بد اقبال مارا گیا ہمارے سر کی قسم مفصل نہ بتانا مین اسی کوہ و دشت مین مارا مارا پھرونگا یا اپنی آبرو بچاؤنگا دریا مین گر کر ڈوب جاؤنگا جو چھوٹے نانا جان خواجہ عمرو نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا بہت بجا ہی مین طلسم کشا اس طلسم کا نہین ہون بارہ برس لڑا گوہر مراد نپایا ماموں جان کو قید سے نہ چھوڑایا لوح طلسمی دو مرتبہ دستیاب ہوئی کوئی مطلب حاصل نہوا ایسے بد اقبال اور بد نصیب کا زندہ رہنا بیکار ہی جو مجھکو دیکھے گا یہی کہیگا ناحق اس شخص نے دعوی طلسم کشائی کیا ہماری حسرت کو حسرت ہو گی ملکہ مہ جبین و ملکہ لالان خون قبا کی یاد بیقرار کریگی اب کوئی مطلب ہمارا پورا نہوگا بموجب مضمون نظم

ساختم از حال دل آگاہ دیار از دست رفت / کردہ ام کارے بنادانی کہ کار از دست رفت
شہسوار عرصۂ عشقم ولے در کوے دوست / چون گزر کردم عنان اختیار از دست رفت
انچہ ما بردیم از دنیا ہمین داغ ست و بس / گر جفاے چون تو یارے ہیچ بار از دست رفت
قدر جان عاشقان معلوم خواہد شد ترا / جان من روزے کہ این مشت غبار از دست رفت
بال مرغ نامہ بر فرسود و پاے قاصدان / چشم شد از کار کار انتظار از دست رفت

یا ز شوق وصل در اثنائے رہ خواہیم مُرد طاقت از پا میرود صبر و قرار از دست رفت
سو جب خاموشی شود اچہ میسر سی کہ من داشتم دل نام شخصے غمگسار از دست رفت

اے ضرغام اب ہمارا ساتھ چھوڑ دو اگر لشکر ظفر اثر صاحبقران مین گذر ہوا ورنہ تا بہ قلعہ نور والامان حصار
پہونچنا در مہربان سے کہنا حق شیر اُس غلام کو بحل کیجیے تشنہ و گرسنہ آپکا نور نظر پہاڑون سے سر ٹکرا کر مرا
ہوا آپ کے حکم کو نہ بجا لا سکا ماموں جان کو قید مصیبت سے نہ چھڑا سکا بسبب حجاب کے حضور کو
روے سیاہ نہ دکھایا ہمارا فرزند ارجمند اگر غضنفر شیر دل ملجاے تو کہنا کہ بیٹا باپ نے وصیت کی ہے
کہ بے طلسم ہوش ربا فتح ہوا حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا کو چھوڑا لیکن تم بھی صاحب جاہ و جلال ہو
جہانتک ہوسکے فتح طلسم ہوش ربا مین کوشش کرنا اے ضرغام یہ تو یقین کامل ہے کہ ہماری خبر مرگ
سنکر نانا جان صاحبقران زمان و نور الدہر بہرام بدیع الزمان و ایرج نوجوان وغیرہ سب صاحب
تشریف لائینگے طلسم ہوش ربا کو مٹائینگے ہر مقام پر میلے ہونگے لیکن ہمین قبر مین اکیلے ہونگے جو منظور
خدا ایسے کلمات حسرت آمیز کہکر وہ نامور بہت رویا ضرغام قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے آقا
نامدار غلام کو حضور کے قدم اقدس کی جدائی ناگوار ہے جان دینا بیکار ہے بعد رنج کے راحت ہے وہ
رحیم فضل اپنا شریک حال کریگا انشاء اللہ تا بمنزل مقصود پہونچائیگا تو ہر مراد بھی ہاتھ آئیگا حضور
کا گمان بیجا ہے بھلا ہو سکتا ہے کہ حضور تو سر ٹکرا کر جان دین مین لشکر صاحبقران مین جاؤن یا قبلہ و کعبہ کو
منھ دکھاؤن والد نامدار مجھ روسیاہ سے فرمائینگے او بد نصیب میرے شیر کو کہان چھوڑ آیا کیا خوب میری
آبرو ہوگی اہل دنیا کیا کہینگے کہ کیسا عیار قدیم تھا کیسا رفیق و ندیم تھا اپنے آقا کو چھوڑ کر چلا آیا اسکا
منھ نہ دیکھو دربار مین میرے واسطے خوب آبرو ہوگی بسم اللہ جہان حضور کا مزاج چاہے چلیں غلام
ساتھ ہے زیر قدم اقدس یہ بھی جان دیگا کیا مرنے سے روگردانی کریگا آخر ناچار ہو کر ضرغام کو
بھی اسد نے ساتھ لیا لیکن یہ کہدیا کہ لشکر مہرخ مین جانے کا نام نہ لینا اگر خدا فضل کرے اور لوح
طلسمی حاصل ہو تو ملکہ مہرخ وغیرہ کو منھ دکھائینگے فرحان و شادان لشکر مین جائینگے ورنہ کوہ و دشت
ہمارا مقام وحشی بد اقبال دو دیوانہ نام سردار و عیار دونون روتے ہوے قبر پر سے پیر عبادت گزار
کی اٹھے گریان و نالان مضطر و پریشان ایک جانب چل نکلے انکو تو راہ مین چھوڑیے ذکر اسکا
وقت پر تحریر ہوگا دیکھیے فلک کجرفتار گردون غدار انکو کیا دکھاتا ہے

اب ذکر داستان حیرت بیان شاہنشاہ افراسیاب جادو و نامہ وار ملکہ
بہار خوشخو کے سنیے

چون شکوہ ام بدشمنم آن دل شکن کند
غیرت جہا بجان من خستہ تن کند
او در جواب کار دل خویشتن کند
کو بخت آنکہ یار شکایت ز من کند
چندانکہ مدعی نتواند سخن کند

یون ہی تری وفا سے دل زار نا امید
ایسا یہ نا امید ہوا ہی یار نا امید
جیسے کہ جینے سے کوئی بیمار نا امید
گر دو ہزار بار گرفتار نا امید
گر شکوہ دلم ز تو پیمان شکن کند

یارانہ بتان پہ بھلا اعتبار کیا
یا اس قدر وہ شکل سے بیزار ہو گیا
یا تو کسی کو دخل نہ تھا وان مرے سوا
گرم ہم سرگرانی او نیست غیر را
منعم چرا ز ہمرہی خویشتن کند

غیرت نے ہائے قتل کیا مجھکو یا نصیب
مین دور بیٹھون اور عدو یار کے قریب
دکھلائی پھر خدا نے یہ بزم اجل فریب
آن ظالم کجاست کہ از پہلوے رقیب
قتل مرا بہانہ برخاستن کند

مدت سے اسکی ہم سخنی کی تھی آرزو
ای جوش گریہ بس ہی ترے ہاتھ آبرو
اب مین وصل ہی تو نہین تاب گفتگو
او میکند سوال و مرا در جواب او
از اضطراب دل نتواند سخن کند

تھے جمع چند میکش خونی دل ایک جا
مومن بھی کیا ہی شوخ ہی کس طعن سے کہا
جا سے کباب غیرت عاشق کا ذکر تھا
میلے ہزار حیف کہ آن می پرست را
ذوق شراب ساقی ہر انجمن کند

لیکن افراسیاب خانہ خراب بصد پیچ و تاب و اہل باغ سیب ہوا دربار جمع ہو رئیس و امیر حاضر ہین اسوقت سرمایہ برق انداز نے پوچھا کہ ای شاہنشاہ عالی جاہ اسد غازی کو ساربان زادہ طرف طلسم صندل کے لئے گیا تھا آپ کا فرمان واجب الاذعان نہین معلوم ملکہ صندل کو پہونچا یا راہ مین کچھ فتور ہوا افراسیاب نے جواب دیا ایسے ہمارے خراج گزار غافل ہین کہ بالکل فکر نہین کرتے ہین یکہ و تنہا ایک سر ہزار سودا کہان کہان کی خبر لون کسکو روکون کسکو ٹوکون ارادہ ہی کہ جاکر بادشاہ شمیم سے ملاقات کرون وہان سے کوئی ساحر بردست روانہ ہو حال طلسم صندل بخوبی کھلے دردسر مٹے یہ سوچکر تخت پر سوار ہوا تخت اڑاتا ہوا چلا اک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہرا سایہ نخلستان مین

ٹہلنے لگا یہ سوچ رہا ہی کہ اے افراسیاب یہ تو بخوبی ظاہر ہی کہ کل تک صرصر نے خبر دی ہی کہ لشکر مہرخ
مین عمرو و اسد نہین ہین اگر یہ گرفتار ہوے ہوتے تو صندل میرے پاس روانہ کرتی عرصہ دراز ہو چکا
شاید کوئی فتور پڑا ساربان زادہ ارسطو فطرت بلاے روزگار ہی جہان کوئی نہ پہونچ سکے وہان پہونچتا ہی
مین خود طرف طلسم صندل کے چلون اپنا کام آپ کرون یہ سوچ رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحر
کو دیکھا اُڑا ہوا آتا ہی افراسیاب نے بچشم عقل سے دریافت کیا کسی کا نامہ دار معلوم ہوتا ہی یہ سوچکر
آواز دی کہ او نامہ دار ٹھہر جا اُس ساحر نے سر جھکا کر افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوش رُبا کو
دیکھا کہ تاج جواہر نگار سر پر پہنے ہوے بسطوت و صولت ٹہل رہا ہی ساحر کے ہوش اُڑ گئے افراسیاب
سے نگاہ ملتے ہی سحر بھولا جسم مین رعشہ پڑا تھرا کے زمین پر گرا قریب تھا کہ سر پھٹ جائے لیکن بمشکل
اپنے کو روکا دلکو سنبھالا افراسیاب نے بڑھکر ہاتھ تھام کیا کہا سچ بتلا تو کہان جاتا ہی اور کہان
سے آتا ہی جادوگر حیلے وحوالے کرنے لگا افراسیاب نے بنگاہ قہر و غضب دیکھا کہا آتش قہر و غضب
سے جلا دونگا اب اُسکے ہوش و حواس بجا نہ رہے بے اختیار مُنہ سے نکل گیا کہ دربند مہر و ماہ سے
آتا ہون افراسیاب خوش ہو گیا پوچھا دربند مہر و ماہ پر کسکی عملداری ہی نام اسد کا اُسنے بیان
کرنے مین تامل کیا فوراً افراسیاب نے غصے مین چٹکی خاک کی اُٹھا کر سر پر اُس جادوگر کے ڈالدی وہ
بیچارہ بیجرم وخطا جلکر خاک ہوا اب افراسیاب نے اُسکی جھولی مین سے نامہ نکالا اُسمین طرف سے ملکہ
بہار وغیرہ کے مرقوم تھا کہ اے ملکہ مہرخ عنایت خداے لم یزل سے طلسم صندل کو فتح کیا دربند
مہر و ماہ پر بڑی قیامت کی لڑائی پڑی ہم لوگ وقت پر پہونچے مہر و ماہ جادو کو مارا اب اسد نامدار
براے تلاش لوح تشریف لے گئے ہین ہم لوگ فلان راہ سے آتے ہین انشاء اللہ بخیر و خوبی پہونچ کر
مرحلہ جات کی جانب سفر ہوگا جب تک طلسم کشا بھی لوح لیکر آجا وینگے افراسیاب کو بھی قتل کرینگے
یہ جو نامہ افراسیاب نے پڑھا تاج کو زمین پر دے مارا ریش کو نوچنے لگا کہتا ہی کہ اے افراسیاب صندل
جادو کیونکر قتل ہوئی طلسم صندل کا فتح ہونا ایسا آسان ہوا مہر و ماہ جادو کو مسلمانون نے مار لیا لیکن
جب اسد لوح لیکر آئیگا سمجھا جائیگا پہلے چلکر ان باغیون کی خبر لون راستے مین چلکر مار لون لشکر مہرخ تک
جانے نہ دون یہ سوچکر ایک جانب بقہر و غضب تمام چلا تیغہ کھنچا ہوا ہاتھ مین تاج ڈھلکا ہوا غصہ سے
چہرہ سُرخ ہونٹون پر آہ سرد دل مین درد ادھر سے تو افراسیاب جاتا ہی لیکن ملکہ اختر بن سہیلان
فیل زور شمشیر زن بعد جانے ملکہ بران کے باغ نگارین مین گھبرائی کنیزون سے کہا ہمشیرہ صاحبہ
طرف دربند مہر و ماہ کے گئی ہین ابھی تک واپس نہ آئین نہین معلوم کیا سانحہ گذرا پرائی اقلیم مین

جانا ہزار طرح کا خیال ہی تمام اہالیان طلسم ہوش رُبا دشمن افراسیاب رہزن بڑا کار نمایان کیا
پل پر نیرا دان توڑا دریاے خون روان کو خشک کرکے کل ہوش رُبا کی آبرو مٹائی ہمیشہ افراسیاب
و ملکہ حیرت جادو اسی فکر مین رہتے ہین کہ اگر ملکہ بران شمشیرزن کو پائین تو قتل کرین حافظ حقیقی
اُنکی حفاظت کرے شر دشمنون سے بچائے ہین اُنکا فراق نہ دکھائے مین خود خبر لینے جاتی ہون
وزیرزادیون نے کہا کسی نامہ دار کو روانہ کیجیے خبر منگوائیے اختر نے کہا نامہ دار اسطرف نہ جاسکے گا ملازمان
افراسیاب روک لین گے ایسے ویسے ساحر کو نہ جانے دینگے سب نے سر جھکایا عرض کی جو مناسب وقت ہو
عمل فرمائیے اختر کا چونکہ ستارہ گردش مین تھا اس ماہ آسمان خوبی نے اسباب سحر زرات پر آراستہ کیا
طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر تلاش مین ملکہ بران و بہار کے چلی سختی تو تقدیر مین لکھی ہی اُسی پہاڑ کی
جانب سے گذر ہوا کہ جہان افراسیاب کھڑا ٹہل رہا ہی افراسیاب کی جو نگاہ پڑی کہ آسمان پر
ایک ستارہ چمکا اب جو بنگاہ غور دیکھا صاف ثابت ہوا کہ ملکہ اختر طاؤس زرین بال پر سوار
بصد کر و فر اڑی ہوئی آتی ہی اختر کو دیکھا افراسیاب جل گیا سوچا یہ بھی دہین سے لڑبھڑ کر بیٹھی ہی
آٹھ پہر اختر گردش مین رہتی ہی جیسے ہی ملکہ اختر قریب کوہ پہونچی اس سنگدل نے آواز دی ای
اختر کہان جاتی ہی پلٹ کر ملکہ اختر نے دیکھا کہ برج عقرب کا سامنا ہوا ہوش اُڑ گئے ہاتھ پاؤن
مین رعشہ پڑا اتنا تو زبان سے نکلا کہ ای افراسیاب ہم تیرے مقابلہ کے قابل نہین ہین ہمارے
عمر نامدار کوکب روشنضمیر تیرے ہم نبرد ہین ہمارا تیرا کیا مقابلہ جبرو کو بلا کر ہمسے لڑوا دیکھ تو کیا
حال کرتے ہین نانی دادی کے بھروسے پر لڑتا ہی اتنا سمجھ لے کہ خون ہمارا بالا بالا نہ جائیگا خدا ہمارے
خواجہ عمرو و اسد دلاور کو سلامت رکھے ہمارے خون کا بدلا لین گے افراسیاب نے جو عمرو و اسد کا نام
سُنا آتش قہر و غضب مین بُھنا ملکہ اختر کی طرف چلا کہ گرفتار کرلون اختر سمجھی کہ اس سے جان بچانا
دشوار ہی مجبور ونا چار کچھ گولے ترنج و نارنج جھولی سے نکالے افراسیاب پر پھینک مارے شعلہ ہاے
آتش برقین تلوارین چھریان افراسیاب پر گرین افراسیاب دفع کرنے لگا اختر سامنے سے بھاگی
افراسیاب نے چشم زدن مین اشارہ کرکے اس کل سحر کو مٹا دیا پیچھے اختر کے دوڑا اختر کا یہ حال ہی
ہر مرتبہ آپ ہی سحر کرتی ہی آپ ہی بھاگتی جاتی ہی افراسیاب تعاقب نہین چھوڑتا اسنے تمام جسم کا
زیور اُتار کر پھینک مارا افراسیاب چٹکیین بجاتا ہوا چلا آتا ہی اختر کو عالم یاس چہرہ اُداس یقین
ہوگیا ہی کہ اسکے ہاتھ سے جان بچانا دشوار ہی اس ظالم کے پھندے سے بھاگ کر کہان جاؤن کیونکر
اپنی جان بچاؤن لڑتی بھڑتی تین کوس تک آئی کل زیور اپنا سحر کرنے مین اُتار اُتار کر پھینک مارا

تین کوس پر آکر تھمی افراسیاب نے ایسا سحر کیا کہ رہ دی سے بھی معذور ہوئی تھرا کر بالا ے تخل
ٹھہری سوتیون کا ہار گلے سے اُتارا افراسیاب پر پھینک مارا دانے ٹوٹے افراسیاب کو
شعلہ ہاے آتش نے گھیرا اختر نے سحر کو زور دیا کہ یہ ناری آگ مین پھنسے مین تڑپ کے نکلجاؤن
افراسیاب باران سحر برسا کے آتش سحر کو مٹا رہا ہر کہ یکایک افراسیاب نے دیکھا لاہوت جادو
اُڑا ہوا چلا آتا ہے اور قریب ملکہ اختر پہونچ چکا ہے واضح ہو کہ لاہوت جادو شوہر ملکہ زیور محمل نشین
کا کہ باغ کا ملکہ تحمل کے ذکر آئیگا ناظرین پر واضح ہو جائیگا اسوقت کسی ضرورت سے اس طرف نکل آیا
یہ زن وشوہر ناظمان دربند افراسیاب ہین تمرہ ساحری مین انتخاب ہین افراسیاب نے جو
لاہوت جادو کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی ای لاہوت اس گیسو بریدہ کو لینا تین کوس سے
مجھے لڑتی چلی آتی ہے لاہوت نے قریب پہونچکر دام سحر اختر پر مارا بیچارا نے جال کیا اختر اس دام
مین پھنسی چاہا تڑپ کر نکل جاؤن جال توڑون اس فریب پر بھی بیچارا نے شرم نہ کی پڑیا کھولکر خاک
قبر جمشید اُڑا دی اختر بیہوش ہوگئی لاہوت نے اسکی زبان مین سوزن دیکر قفس مین بند کیا افراسیاب
قریب آیا لاہوت جادو نے جھککر سلام کیا عرض کی شاہنشاہ اسوقت کہان سے آتے ہین
اختر بدا ختر سے کہان مقابلہ پڑا افراسیاب نے بیساختہ آہ کی کہا ای خیرخواہ دولت ای صاحب
سطوت وحشمت کیا کہون جیسا اس سار بان زادے نے مجھکو حیران کیا ہے اُسکو بیان نہین کرسکتا ملکہ
حیرت بنکر مجھسے نشان لوح پوچھا اسد کو بیکہ تا بہ طلسم صندل پہونچا وہان بھی تکلحرام شریک ہوے
طلسم شکست قتل صندل کا بندوبست ہوا مہرو ماہ کو فتح کرلیا اب اسد تو فکر لوح مین گیا ہے
ملکہ بہار رو باغبان وبرق لامع ورعد وبرق وبران شمشیر زن وغیرہ بہ چند سرداران
نامی تمھاری سرحد کی جانب سے آتے ہین ابھی مین نے نامہ دار کو گرفتار کیا اُسکو تو غصے مین جلا دیا
نامے مین یہ تمام حالات تحریر ہین اسی غصے مین جاتا تھا کہ اختر سے مقابلہ پڑا یقین ہے کہ یہ بھی دم مین
لٹھ بھر کر آئی ہے اب تم اپنے قصر پر جاؤ اختر کی قید سحر پاس ملکہ زیور محمل نشین کے روانہ کردینا
اور یہ بھی اطلاع دو کہ شاہنشاہ بھی تھوڑی دیر مین آتے ہین تمھارے باغ کی طرف سے بہار رد
باغبان وبران وغیرہ آئینگے عقل وفطرت سے اُنکو باغ مین بلاکر قید کرو مین اس مقام پر آکر
اُن سبکو قتل کرونگا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا ای لاہوت یہ بڑا غضب ہوا یقین کامل ہے
کہ اسد بن کرب غازی لوح پاگیا اسی سرحد مین لوح رکھی تھی نمکحراموں نے بتلا دیا ہوگا اب
وہ طلسم کشائی مین مصروف ہوگا خیر اتنے تو مہلت پاؤن اسکی بھی تدبیر کرونگا سزاے معقول

دونگا اپنی زوجہ کو بخوبی آگاہ کرنا کہ بہار و باغبان وغیرہ کو کسی طریقے سے باغ مین بلا لینا باغ
اُسکا سحر بند ہی بوسے پھولون کی باغی مست ہو جاینگے سحر کرنے کی مہلت نہ پاینگے اگر کہین آگاہ ہوگئے
تو سب ساحران زبردست ہین آفت ڈھاینگے پھر کر نکل جاینگے لاہوت نے کہا حضور مطمئن رہین
میری زوجہ بھی ساحرہ معقول ہی کل باغ اسی کے قبضے مین ہی ہر گل و بوٹہ مطیع مرتبہ اُسکا ہی چشمون
مین رفیع جوانان چمن خدمتگزار ہین اس باغ کی بہار اگر کوکب آکر بیٹھے طائران زمزمہ سرا عندلیبان
خوش نوا ہمنفس ہین کہ مارلین ہر گل واسطے دشمن کے خار ہی شاخ نخل کھنچی ہوئی تلوار موج ہوا ہر دشمن
کمند ہر سرو نیزہ بلند پتے خنجر آبدار ہر طفل غنچہ ہوشیار اسکے بزرگون کے وقت سے وہ باغ آراستہ و
پیراستہ ہی جسپر اشارہ کردے اگر ساہری و جمشید عہد ہو دیوانہ وار سر ٹکرا کر مرے دام شمیم گلہاے
باغ سے نکل نہ سکے افراسیاب خانہ خراب نے کہا مین بخوبی اس حال کو جانتا ہون اب تم بھی جا کے
یہی سامان کرو یا بدولت تشریف لاتے ہین یہ کہکر افراسیاب ایک جانب گیا لیکن لاہوت جادو
قفس اُس طائر کو گرفتار کا لیے ہوے اپنے قصر مین آیا بارہ ہزار ساحر گرد اس قصر کے اُترے ہوے ہین
باغ اُسکی زوجہ کا یہان سے بارہ کوس ہی اپنے قصر پر آکر سرداران سے تمام کیفیت بیان کی کہ دیکھو
یارو ملکہ اختر بھتیجی کوکب کی افراسیاب سے لڑ رہی تھی گرفتار کر کے لایا ہون آج باغ مین ہماری
زوجہ کے ہنگامہ عظیم برپا ہوگا افراسیاب کو منظور ہی کہ ملکہ بہار وغیرہ کو اُسی باغ مین قتل کرے کیا
مشکل ہی ساہری و جمشید تحریر فرما گئے ہین جہان کہین مسلمانون کا خون گریگا وہ زمین آباد ہوگی اب
اگر شہنشاہ کو منع کر دون سمجھین بغاوت کرتا ہی اب تو مین قید اختر پاس زوجہ کے روانہ کرتا ہون یہ
کہکے فوراً نامے مین کل حال درج کیا بخوبی واقف کر دیا کہ اے ملکہ عالم و اے مونس و ہمدم قیدی ملکہ اختر
تمھارے پاس بھیجتی ہی اسکو با احتیاط رکھنا ہوشیار رہو تمھارے باغ کی جانب سے ملکہ بہار و باغبان
وغیرہ گذرا چاہتے ہین مکر و حیلہ سے اُنکو باغ مین بلانا بعد چند ساعت کے شاہنشاہ آینگے مین بھی وقت
پر پہونچونگا ان سبکو آج شاہنشاہ قتل کرینگے مگر تدبیر گرفتاری سرداران مذکور مین غفلت نہ کرنا باعث
بدنامی ہوگا نامہ لکھکر قفس اختر مین باندھا سحر کیا زمین سے دھوان پیدا ہوا قفس اختر کو دھوین نے
گھیر لیا وہی دھوان قفس کو لیکر بلند ہوا لاہوت جادو نے آتش سحر کو زرد کیا یہان ملکہ زر محل لعین
باغ مین جلوہ فرما گرد چارسو کنیزان ماہرو پریون کا جمگھٹا نہ خوف خزان نہ صیاد کا کھٹکا سلطنت بے خار
مجمع نازنینان گلعذار باغ حسن چمن بہار رنگ ناچ گانا ہو رہا ہی صبا بھی نشہ محبت گل سے جہان مین لڑکھڑاتی ہی
ہر مینا شجر سے سر ٹکراتی ہی ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور کیفیت عیش و نشاط مین جوش رنگ شاہ سرور

یکایک سب نے دیکھا کہ شعلۂ آتش بھڑکتا ہوا آسمان سے پیدا ہوا برسر باغ آکر دھوئین نے چرخ مارا شعلے بھڑک کر مخفی ہوے سب نے بخوبی دیکھا بیچ مین ایک آہنین قفس مین ایک ماہ رخسار دھوئین نے قفس کو لاکر سامنے ملکہ زیور کے اُتارا ملکہ زیور نے سحر کرکے دھوئین کو برطرف کیا کاغذ کھولکر پڑھا ساتھ والیون کو مضمون سمجھایا جلد تیاری کرو شہنشاہ کی آمد ہی گرفتار کرنے مین ملکہ بہار وغیرہ کے بُری کدہی آج اس باغ مین بہار دباغبان کا خون بہیگا برق لامع وبرق ورعد دریاے خون مین ٹربین گے بی بران شمشیرزن پر چھری پھریگی شراب کباب کی تیاری کرو دیکھو صاحبو کیا مشکل ہی اگر بہار وغیرہ میرے دام تزویر مین نہ پھنسین گرفتار کرلینا کیا بات ہی اگر سمجھ گئین قیامت کی لڑائی پڑیگی بہار دباغبان وبران وبرق لامع ورعد وبرق کے نام تحریر مین ایک ایک انین ساحر بے نظیر ہی دیکھیے آج کیا ہوتا ہی لیکن حکم حاکم مرگ مفاجات گردن تابی غیر ممکن ہی ساحران بردست سے مقابلہ پڑیگا سامری وجمشید آبرو بچائین انجام بخیر کرین یہ کہکر ملکہ زیور نے ناچ وغیرہ موقوف کرایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی ہٹوا دین تاج زرین سر پر رکھا دریاے جواہر مین غوطہ مارا لباس پر تکلف زیب جسم انور کیا عروس شب اول بنکر تیار ہوئی کنیزون کو جابجا مقرر کیا خود انتظار آمد بہار وباغبان کرنے لگی وسط باغ مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھی لیکن گوش برآواز چشم براہ انتظار

کل سامان گرفتاری باغبان کا تیار

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ بہار وباغبان وبران وخواجہ عمرو وغیرہ بیان ہوتے ہین

یہ ملحوظ خاطر سامعین رہے کہ شاہزادہ اسد ضرغام شیر دل اس صحراے وحشت ناک مین سرگردان ہین لیکن بہار وباغبان ورعد وبرق وبرق لامع وخواجہ عمرو بعد فتح دربند مہروماہ کے اسد نامدار سے رخصت ہوکر بصد کروفر روانہ ہوتے ہین التماس بخدمت ناظرین یہ ہی کہ اس داستان حیرت آگین کو جب ملاحظہ فرمائین اس حقیر ہیچمدان کو بدعاے خیر یاد کرین ایسے مضامین موزون بمقدمہ عیاری خواجہ عمرو وتہتر قران نامور واقع ہوے ہین کہ ان مضامین حیرت آگین کو تصنیف کرکے خود وجد ہوا ہرچند کہ تا بہ ختم جلد ہفتم انشاء اللہ بشرط حیات ایسی ایسی عیاریان وسحرہاے پرتکلف بطریقہ داستان سرائی بصد رعنائی وزیبائی تحریر ہونگے کہ داستانہاے اول کو یقین کامل ہی کہ ناظرین فراموش فرمائینگے ہر مقام پر اس ہیچمدان ہیچ مجز بان کو بھی خیال رہتا ہی کہ سامع وخوانندہ ملول نہو بوجہ طول نہو تا ناظرین ملاحظہ فرمائین خمسہ

سخن یہ اپنا بھی ہو افتخار کے قابل
بجا ہو کیون نہ کہین اس دیار کے قابل
زمین کی چیز ہین ہین لب اس نگار کے قابل
نہین نہین فلک کجمدار کے قابل
یہ چاند ہو سیر دوش یار کے قابل

کہان ہین لعل لب خوشگوار کے قابل
غضب ہو مال جان ہو نگار کے قابل
وہ دانت اور دُرِ آبدار کے قابل
نہین ہو تحفہ کوئی میرے یار کے قابل
یہ ایک روح فقط ہو نثار کے قابل

رہا جو پردے مین تا عمر رہ گیا پردا
جہان یہ شکل ہو مجھپر مقام طعن ہو کیا
ذرا سے جلوے مین غش کھا کے گر پڑے موسیٰ
اُسے تو پیر فلک نے کبھی نہین دیکھا
کہ اسکی آنکھ نہین دیدیار کے قابل

ہمیشہ در در ہا آسیاے گردون کا
نہ پوچھو حال کہون سرگذشت مین کیا کیا
برنگ دانہ ہوا گردشون سے تن میرا
تمھارے ہجر کے صدمون نے اسقدر پیسا
کہ ہڈیان نہین اب فشار کے قابل

جنون لف سے وحشی ہون چشم فتان کا
مقام غور ہو انصاف عدل انسان کا
عمل جہان مین سب سے ہو سزاے انسان کا
خدا نے عشق دیا مجھکو تیر مژگان کا
گناہگار تھا سمجھا وہ دار کے قابل

یہ آرزو ہو کہ لپٹین رکاب توسن سے
یہی سوال ہو ہر ایک دوست دشمن سے
مثال خار اُلجھ جائین کے ور دامن سے
یہ کوئی جا کے کہے یار صید افگن سے
کہ مرغ دل ہو ہمارا شکار کے قابل

ہمارے حال کی شہرت ہو قاف سے تا قاف
کمال حیف ہو اسیر اگر نہ ہو تم صاف
عوض مصیبت و غم کے فرو ہین لطاف
اُٹھائین کیسی جفائین ذرا کرو انصاف
کہ اب ہو عاشق دل خستہ پیار کے قابل

نصیب تھے کہ اجل آئی تیرے کوچے مین
خدا نے قبر تو بنوائی تیرے کوچے مین
ہماری خاک ہمین لائی تیرے کوچے مین
ہزار شکر جگہ پائی تیرے کوچے مین
زمین ڈھونڈھتے تھے ہم مزار کے قابل

یہی دعا ہو رحیم و کریم سے میری
نگاہ بد سے خدا رکھے حفظ مین اپنی

جہان ہین تو رہے سرسبز اے گل خوبی
چمن مین حسن کے تیرے خزان نہ آئے کبھی
کہ ہین یہ پھول ہمیشہ بہار کے قابل

ہزارون ہمنے اُٹھائے فراق کے صدمے
فشار کے بھی الم زیر خاک دیکھ چلے
دعا کریم سے کرتے ہین گور کے نیچے
الٰہی اُنکو بچانا ہما کے پنجے سے
یہ استخوان ہین سگ کوے یار کے قابل

وہ ہم نہین ہین کہ مرنے سے اپنے جی ہین ڈرین
جو قصد قتل ہو اُنکا تو سب سے پہلے مرین
یہ آرزو ہے کہ دونون لہو سے ہاتھ بھرین
ہمارے خون سے رنگین چاہیے وہ کرین
حنا ہے یہ کف دست نگار کے قابل

بیان خاک کرین منھ سے ہم جفاے صنم
مآل کار کو دی جان تک براے صنم
یہی دعا ہے شب و روز اے خداے صنم
ہماری قبر پہ ہو لوح سنگ پاے صنم
کہ اور سنگ نہین اس مزار کے قابل

ہمیشہ پیش نظر ہے وہ غیرت گلشن
فراق یار مین بھاتی ہے کسکو سیر چمن
نہ کچھ ہے مہر کی حاجت نہ فکر شمع لگن
ہمارا داغ ہے سینہ مین رات دن روشن
چراغ ہے یہ شب انتظار کے قابل

نہین جو شوق ہے گانے کا اے گل خوبی
عجیب امر خداساز ہے یہ تقدیری
نصیب لڑ گئے عاشق کے اپنی قسمت تھی
کہین گلے کھل کے نہ ہم بھی یہ بات پتے کی
ہمارا تار نفس ہے ستار کے قابل

نہین ہے کوئی زمانے مین برق اب ہمسر
عطا کیے ہین خدا نے تمام فضل و ہنر
یہ انکسار سے کہتے ہین اس فصاحت پر
غزل کے کہتے ہین مغرور ہو نہ اے حیدر
نہین ہے شاعرون مین تو شمار کے قابل

کجا بودم اکنون فتادم کجا | عنان سخن شد ز چنگم رہا | دگر بارہ در گفتگو آمدم
بدیدار نیکان نکو آمدم | بشست آورم بار دیگر کہ حوت | بفرمان حی الذی لا یموت

گوہر آبدار سخن کو زیب گوش حق نیوش سامعین والا تمکین کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو سرداران مذکور کو ہمراہ لیکر تخت سحر بہار پہ سوار ہوے سمت لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ چلے عمرو نے کہا اے ملکہ بہار گلعذار دای باغبان عالی وقار یہ سراسر ظاہر ہے کہ لوح طلسمی جس حوالی مین افراسیاب نے رکھی ہے

نشان وقت خلوت راز دنیا زمین بتایا تھا لیکن یہ دھوکا دیا صاف یہی کلمہ کہا تھا کہ لوح طلسمی پہنچنے
پاس مہر و ماہ جادو کے بھیجدی ہی سب نشان مطابق ہوے طلسم صندل پر سرگردانی راہ مین حیرانی
پریشانی حاصل ہوئی دربند مہر و ماہ بھی فتح ہوا سرداران نامدار بھی اسد عالیوقار کو جانباز و
سرفروش ملے ملک اخضر سا ساحر قدیم صندلان صندلی پوش سردار معقول و ندیم ملکہ گوہر
جادو کیسی صاحب آبرو سب سامان عمدہ ہین لیکن تم لوگون نے ایسی جلدی کی دو چار روز
اور توقف کرتے ہمارے سامنے لوح ملجاتی طبیعت تسکین پاتی اب انتشار رہا دل بیقرار رہا قلب
خاکی تو یہان روح اسد نامدار کے ساتھ ہی ہرچند کہ مین نے بچپن سے تعلیم کیا ہی ہم سردار و ہم عیار ہی
لیکن بادہ جرأت سے سرشار رہی ہر بات کا آغاز و انجام سمجھنا نہایت دشوار ہی دل اُسکی صحت و عافیت
کا خواستگار ہی اگر مناسب ہو پلٹ پڑو دیکھین کیا انجام ہوا لوح ملی یا نہین ملی شاید کچھ ہماری تمھاری
ضرورت پڑے بہار نے کہا ای شاہنشاہ اوج عیاری فکر نہ کیجیے پروردگار مالک ہی اب تو وہ بخضوع و خشوع
مصروف عبادت ہونگے غیب سے بشارت ہوگی اُسی نشان پر جائینگے لوح طلسمی پائینگے اخضر ایسا
واقفکار موجود ہی اب پلٹنا بہتر نہین ہی ایسا نہو افراسیاب نے کوئی ساحر زبردست ملکہ مہرخ پر
بھیجا ہو اسکا بھی اندیشہ ہی کہ ناموس طلسم کشا ملکہ مہ جبین و لالان خون قبا لشکر مین موجود ہین اگر
خدانخواستہ اُنپر کوئی افتاد پڑی ہم آقا کو کیا مُنھ دکھائینگے افراسیاب تو مہ جبین کے نام کا دشمن ہی
ساحر پرفن ہی خدانخواستہ خیال کرے کہ مہ جبین و لالان خون قبا کو پکڑ لون مہ جبین تو اُسکی دختر ہی
لالان خون قبا باغ خوبی کی گل تر ہی حسن و جمال مین ماہ و مہر سے بہتر ہی یہ بھی ہم لوگ سُن چکے ہین
کہ اکثر اُسکی خواستگاری بھی کی اگر کوئی حرکت ناشایستہ کر بیٹھا اسد تو اس غیرت مین گلا کاٹ ڈالیگا
عمرو نے جواب دیا بخدا میرا دل بہت گھبراتا ہی آپ سب صاحبون کے ساتھ کیون آیا کوئی افتاد ہونے کو
ہی دل آگاہ خبر دیتا ہی بہار وغیرہ نے کہا خواجہ آپ کو بیٹھے بیٹھے ناحق کا تردد ہی اگر خدا نے فضل کیا
لوح پا چکے مصروف طلسم کشائی ہوئے ضرور ہملوگ نامہ پہونچے گا کہ لشکر لیکر آؤ جس طرح آپنے ملک داؤدیہ
سے خبر دی تھی ہملوگون نے آکر لشکر نہنگ خونخوار سے مقابلہ کیا تھا اسی طرح اب بھی وقت پر پہونچینگے
یہ باتین کرتے ہوے سب سردار آتے ہین یکایک لپٹین پھولون کی آئین ہواے سرد چلی سبھون نے بند قبا
کھولدیے سر اُٹھا کر دیکھا سبحان اللہ قدرت پروردگار نظر آئی اک باغ پربہار قطع دار پھولون سے معمور
جابجا تیر قصور بے قصور چمن ہاے طولانی گلشن بے خزان نخل سرسبز و شاداب چشمہ ہاے آب با آب و تاب گل نخل
سبز پوش صیاد و گلچین فراموش جابجا طائران خوش نوا طاؤسان مست ادا قمریان طوق گویان لفظ

کو کو نایاب عندلیب پہلوے گل مین مست بادۂ الفت پھول منقار مین دبے ہوئے شاخہاے موزون پر غزل خوان مطلع مصنف ورد زبان

مطلع

آج بیلا بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین ۔ شاخہاے گل لٹاتی ہین زر گل باغ مین

شاخون نے براے پیشکش شاہد گل ڈالیان لگائین بلبلین پھول پھول کے اترائین سوسن صد زبان نے دھڑی مسی کی جمائی دھڑا دھڑی لوٹ رہی ہی زلف عنبرین سنبل کو پیچ و تاب سبزۂ خوابیدہ مست خواب بیلا البیلاپن دکھاتا ہی جوانان چمن کو جوش بہار دیکھکر غش آتا ہی

نظم

واہ واکیا معتدل ہی باغ عالم کی ہوا ۔ مثل نبض صاحب صحت ہی ہر موج صبا ۔ بھرتی ہی کیا کیا مسیحائی کا دم باد بہار

بنگیا گلزار عالم رشک صد دار الشفا ۔ ہی گلون کے حق مین شبنم مرہم زخم جگر ۔ شاخ بشکستہ کو ہی ہر ایک قطرہ مومیا

ہوگیا موقوف یہ سودا کا بالکل احتراق ۔ لالہ لے داغ سیہ پانے لگا نشو و نما ۔ ہوگیا زائل مزاج دہر سے یا تنک خون

بید مجنون کا بھی صحرا مین نہین باقی پتا ۔ ہوتا ہی لطف ہوا سے اسقدر پیدا لہو ۔ برگ مین ہر برگ کے سرخی ہی جیون رگ حنا

پائی یہ اصلاح صفرا نے کہ دنیا مین کہین ۔ زرد چشم اب دیکھنے کو بھی نہین ہو کہربا ۔ ہر مزاج بلغمی مین ہوتی ہی تولید خون

چاندنی کا پھول ہو گر ارغوانی ہی بجا ۔ اس باغ مین جوشش بہار ہر گل نام خزان سے بیزار

نظم

زمین گل آسمان گل بحر و بر گل ۔ نماندہ در جہان گوئی مگر گل ۔ عاشقون کو سبب درد کا تھا ۔ گل لالہ عقیق زرد کا تھا

نسیم عنبر شمیم کے جھونکے چل رہے ہین جوش پر موج آب ہر گل کے جسم مین لباس گلنار وسط باغ مین ایک چبوترہ بلور جسکی تعمیر سے دفور نور ایک شاہزادی گلبدن گلعذار غنچہ دہن رشک بہار کرسی پر جلوہ فرما گرد نازنینان خوش رو کمسن مرادون کی راتین پھولنے پھلنے کے دن بیچ مین وہ ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان جیسے ہی اس شاہزادی نے ملکہ بہار وغیرہ کو آتے دیکھا مثل شاخ گل وہ صاحب تجمل براے تسلیم ملکہ بہار خم ہوئی ہاتھ اٹھا کر دعاے جان درازی دی عرض کی اے ملکہ بہار کنیز کو پہچانا ہمیشہ خدمت مین رہی عرصۂ دراز سے تکلیف جدائی سہی زیور تحمل نشین میرا نام ہی ہمیشہ سے ہوا خواہ حضور کی ہونا کام ہی آئیے باغ مین تشریف لائیے مین نے مفصل خبر سُنی تھی کہ طلسم کشا کو گنبد نور سے رہا کر لیا مجکو تو غیب سے ہدایت ہوئی تھی مدت سے مطیع الاسلام ہو چکی مگر حیران تھی کہ حضور کی خدمت مین کیونکر جاؤن کوئی تحفہ لائق پیشکش نہ رکھتی تھی کہ اُسکو لیکر آتی شوہر میرا لاہوت جادو بھی یہان نہین ہی چند ساعت توقف فرمائیے سیر گل و لالہ مین مصروف ہو جیسے کبھی پکار کر باغبان کو آواز دی کہ اے قوت بازوے افراسیاب شکر ہی بہار پیراے باغ عالم کا کہ آپ بھی موجود ہین سب صاحبون سے سفارش کیجیے خوب مجھکو ثابت ہوا کہ اب طلسم ہوشربا نہ بچیگا کتاب سامری مین بھی یہی تحریر ہی جو آپ لوگون کا ساتھ دیگا عزت و آبرو

پائے گا ورنہ ذلیل و خوار ہوکر مارا جائیگا یہ کلمات مکر آیات جو ملکہ بہار نے سُنے خیال آیا کہ یہ دوست
صادق ہی کہا ای **باغبان** چند ساعت باغ مین ملکہ زیور محمل نشین کے ٹھہر جاؤ منت و خوشامد
کرتی ہی ساحرہ زبردست رکن طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین بےمثیل و یکتا ہی اور تو سب نے کہا بسم اللہ
چلیے مگر خواجہ عمرو نے کہا ای بہار اسکے کلام سے بوے دشمنی آتی ہی بالابالا نکل چلو اسکے باغ مین نہ ٹھہرو
ظاہر مین باغ پر بہار ہی باطن مین دل کھٹکتا ہی کہ ہمارے تمھارے واسطے خار ہی ایسا نہو کسی بلا مین پھنس
جائین اگر اسکو خواہش ہوگی خود چلی آئیگی یہی جواب دو کہ ہمارا ٹھہرنا ناممکن ہی اگر تمکو خواہش شراکت
ہی لشکر اسد نامدار خانۂ بے تکلف ہی جب امیر و فقیر کا دل چاہے تشریف لائے سرفراز فرمائے ہم سب
صاحب پرلے خدمتگزاری حاضر ہین اسوقت البتہ قاصر ہین ملکہ بران شمشیر زن کے منہ سے بےاختیار
نکلا کہ ای خواجہ اگر یہ گل پیرہن بغاوت پر کمر باندھے گی ہمارا کیا کرسکتی ہی وہ اختر دار بیچ چلے جان
بچانا مشکل پڑے **برق لامع** نے تڑپ کر جواب دیا ای شہنشاہ اوج عیاری ایسی تڑپون کڑکون
خرمن ہستی دشمن کو جلا دون اس باغ پر بہار مین خون کا دریا بہا دون رعد نے کہا وہ چیخ مارون کان
کے پردے پھٹ جائین باغبان نے کہا باغی کی ٹانگین چیر ڈالون عمرو نے کہا یارو تم سب کے دماغ
مین غرور بھرا ہی شامتین آئی ہین ایسے کسی بلا مین پھنسوگے جان بچانا مشکل ہوگی عمرو کی بات کا
کسی نے جواب نہ دیا بہار نے مسکرا کر منہ پھیر لیا خواجہ کی باتون کو ہنسی مین اُڑا دیا زیور دست بستہ
سامنے کھڑی ہی کہتی ہی ای ملکۂ عالم تشریف لائیے سرفراز فرمائیے کنیز بےتمیز خدمتگزاری کی امیدوار
ہی عمرو نے ہرچند منع کیا کسی نے نہ مانا علاوہ ازین محمل زیور نشین نے بھی ایسی چرب زبانی کی آنکھون
مین سب کے چربی چھاگئی خواجہ ایسے چراغ محفل فطرت کی بات نہ سُنی ملکہ بہار نے تخت بڑھایا جب قریب
دیوار باغ تخت پہونچا اُسوقت بھی عمرو نے کہا ای بہار براے خدا باتون پر اس مکارہ کے نجاؤ سراسر
پیشانی اسکی سیاہ معلوم ہوتی ہی شراب مکر و فطرت سے جام کلام معمور ہی دیکھو دھوکا نہ کھاؤ سراسر عقل کا
قصور ہی بہار نے نہ مانا ہنسکر ٹال دیا عمرو نے کہا مین ساتھ نہ دونگا باغبان نے کہا خواجہ تمہارا ابھی
دو چار کوڑی کا روزگار ہوگا خواجہ عمرو نے کہا او بیوقوف پہلے نقد جان تو بچا یہ کہکر خواجہ عمرو تخت
سے کود پڑے ساتھ والے ہان ہان کرتے رہے خواجہ عمرو نے ایک کو بھی جواب نہ دیا تخت سے گرتے گرتے گلیم
اوڑھ کر غائب ہوئے لیکن سرداران مذکور مست شراب جہالت پابند محبس رنج و مصیبت سر جد باغ مین
آکر تخت سے کود ے جیسے ہی اُن سبھون نے زمین پر قدم رکھے زیور نے جھوم کر آواز دی یا سامری یا
جمشید دشمنان افراسیاب کو لینا سابق مین تحریر کرچکا ہون یہ باغ اُسکے بزرگون کا بنایا ہوا ہی

ہر ایک بوٹا پتا افسونگری سے معمور ہر ایک نخل برائے سینۂ دشمن نیزۂ جانستان ہر ایک پتا خنجر بران ہر ایک
سروآہ دلدوز ہر ایک پھول شعلۂ جوالہ بلائے سحر سے سارا باغ بھرا ہوا تھا غنچے بہار کی حماقت پر مسکرائے
پھولون نے باغبان کی ذلت پر قہقہے اُڑائے سرو انگشت بدندان ہوا چشمون سے طوفان کا سامان
عیان ہوا حباب آنکھین نکالنے لگے سارا باغ دشمن جان تشنہ خون مسلمانان جانورون نے غل مچایا
دام موج صبا سے یہ صدا اٹھی خوب دام تزویر مین پھنسایا بران لڑکھڑائی چاہا اختر مروارید نکالون جوڑے
تک ہاتھ نہ پہونچا تھا کہ باغبان کی زبان بند بہار درد مند برق لامع تڑپی رعد کی آواز پڑگئی گرجا
بھولا جملہ ساحران مذکور بوے گل سے مست ہوے سحر بالکل فراموش مثل تصویر تصور خاموش اسم سحر
نہ پڑھ سکے لڑکھڑا کر گرے سب بیہوش ہوے زیور محمل نشین نے کنیزون کو آواز دی دشمنان شہنشاہ
کو گرفتار کر دو بُرے گرگ باران دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ چھلے کنیزون نے بڑھکر ہر ایک کی زبان مین
سوزن دیا زیور محمل نشین جانتی ہی یہ سب ساحر رکن طلسم ہوش رُبا ہین بران شمشیر زن آفتاب
طلسم نورافشان ایسا نہو سوزن کو یہ لوگ نہ مانین سحر کرکے نکل جائین اگر باغ میرا بر از نیرنگ شعبدہ نہوتا
ان سب کا گرفتار ہونا دشوار تھا قفل ہاے مار آتشین سب کے دہن پر چڑھاے آپ آکر مسند جواہر نگار
پر جلوہ فرما ہوئی کنیزون نے ان سب کو ہوشیار کیا اب آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار مصیبت پایا اب سمجھا نا
خواجہ کا یاد آیا کنیزین کشان کشان لیکر سامنے ملکہ زیور محمل نشین کے آئین بران نے دیکھا ملکہ اختر
بن سہیلان بھی گرفتار قفس مصیبت ہی اور زیادہ قلق ہوا شرما کر سر جھکا لیا زیور نے بہ عتاب خطاب کیا
کیون اے ملکہ بہار و باغبان افراسیاب کے ساتھ دشمنی کی رہروان جادۂ طلسم ہوش رُبا کی رہزنی
کی خوف نہ آیا کہ بادشاہ جابر و قاہر ہی صاحب نیرنگ شعبدہ دنیا مین کون اُس سے مقابلہ کرسکتا ہی
یہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہی جس نے سلطنت لاچین کو مٹایا ہوش رُبا پر بزور بازو قبضہ کیا دریاے نیل
کی آبرو مٹائی قہقہہ سیہ تخت کو مارا اُن معرکون مین زمین تھراتی تھی زبان ماہیان دریاے نیل سے
الحفیظ والامان کی صدا آتی تھی تم چند کس کیا کرسکتے ہو اب دم بھر مین شہنشاہ تشریف لائینگے اسی باغ
مین تم سب کا خون بہائینگے ان سردارون مین کلام کی طاقت کہان آنکھون مین بصارت کہان ہوا اس
باغ کی خلاف سحر بالکل فراموش ہوا ہاتھ پاؤن مین رعشہ آیا یقین کامل ہوا کہ جان بچنا دشوار ہی
فلک کجرفتار نے بلاے مبرم مین مبتلا کیا اب رنج و ملال سے کیا ہوتا ہی سب سے زیادہ ملکہ بران شمشیرزن
کا حال ابتر دختر بلند اختر شہنشاہ طلسم نورافشان صاحب جاہ و جلال آسمان لیاقت کی بدر کمال
یقین کامل ہوا اے بران قضا کھینچکر اس باغ مین لائی اس طرح کبھی مجبور و ناچار نہوے تھے کس قیامت

کا باغ ہی تماشے سے اسکے دل پر داغ ہی افسوس طلسم اسکندری فتح کرکے شاہزادہ ایرج نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران نے فرمایا تھا کہ صیقل آئینہ دار راہبر ہی اپنے کو طلسم ہوش ربا مین پہونچا بیٹھکے اسد نامدار کی شراکت کرکے قتل افراسیاب کی تدبیرین کرینگے وہ شہریار صاحب ارادہ ہی طلسم ہوشربا مین آنے پر آمادہ ہی ضرور تشریف لائیگا مگر افسوس ہمکو زندہ نہ پائیگا عین وقت پر موت کا سامنا ہوا اب کون صورت جان بچنے کی ہی اس باغ مین موت لیکر آئی بقول مخفی نظم

من ماہی آن بحر کہ آبش ہمہ خون ست
گلش ہمہ زہر است شرابش ہمہ خون ست
ہر بوالہوسے را نرسد لاف محبت
ہر جا کہ رود تا بہ کابش ہمہ خون است

لب تشنۂ جامی کہ شرابش ہمہ خون ست
ای خضر تو در چشمۂ حیوان کہ اسیران
با شبنمی آن گل کہ گلابش ہمہ خون است

ہر کس نبرد رہ بسوے دشت محبت
نوشند ازان چشمہ کہ آبش ہمہ خون است
بس ریختہ خون دل مخفی کہ ز بیداد

یہ اشعار مصیبت آثار خاص ایسے ہی وقت پر نظم کیے ہین ای رحیم کارساز آج بدبخت افراسیاب سے بچا تا روز سیاہ نہ دکھانا ہمارے بھی چہرۂ زیبا کا رنگ اڑا ہوا اپنی حماقت پر شرمندہ دل مین محجوب و شرمسار محزون و بیقرار جان و آبرو کا خوف جانتی ہی کہ افراسیاب تجہپر عاشق ہی ایسا نہو قصد آبروریزی کرے ای پروردگار حکم دے ملک الموت کو کہ تا آنے افراسیاب کے میرا خاتمہ ہو مردہ ہمارا اٹھا کر لیجاے اس باغ مین آکر مجھ خار صحراے مصیبت کو زندہ نپاے باغبان متردد دل مین خیال کہ ای باغبان سبحان اللہ ہمارا لقب وزیر با تدبیر ہی کیا بری تقدیر ہی یکایک یون عقل پر پتھر پڑے بالکل اندھے ہوگئے یہ پھوٹی آنکھون سے نہ سوجھا پرائے گھر مین بے تکلف چلے آنا خواجہ عمرو کا سمجھانا خیال مین نہ آیا بڑا دھوکا اٹھایا مضمون مصرعہ صادق آیا ع چون قضا آید طبیب ابلہ شود ؎ مصیبتین ہوش ربا مین ہمنے جھیلین جب وقت فتح طلسم آیا فلک نے ہمکو اس مصیبت مین پھنسایا افراسیاب جادو آتے ہی قتل کرے گا سب سے پہلے ہمارا سر کاٹیگا خوف جان مین یہ اشعار یاد آگئے نظم

کیا جانے کسکی خاک ہی رکھ ہوش نقش پا
حیران ہے ہین صورت خاموش نقش پا
وحشت ہی گبر اہل جہان سے یا رب مجھے
پڑتا ہی پا مین آبلہ از جوش نقش پا
افتادگان تلک آ نکلے کیا لینگے راہزن
خون جگر کیا ہی فراموش نقش پا
سو وا یہ قول حضرت بیدل بکد رست

یون رکھ قدم کہ تا نہ دبے دوش نقش پا
کسکی ہے ہین خاک نشینان راہ عشق
افتادگی نہ ہوئے فراموش نقش پا
گذرے وہ کیونکہ خاک سے میری کہ تا ابد
جز خاک کچھ نہین ہی در آغوش نقش پا
پابوسی پر رقیب عبث ڈے ہی جی کردان
خط جبین ماست ہم آغوش نقش پا

اعمال رفتگان کے مکافات کر نظر
گوش اپنے کر ہین اتنے کہ جیون گوش نقش پا
کثرت سے کوے یار مین گرمی ہی یہ کہ وان
چھوڑے قدم کو اسکے نہ آغوش نقش پا
ای شوخ ہرزہ گردی نے تیری ہر ایک جا
کب ہی قبول خاطر پا پوش نقش پا
باغبان نے جو یہ اشعار پڑھے

بہار جادو نے سُنکر آہ کی خیال بادشاہ اسلام کیا گل سا چہرہ کمھلا گیا باغبان کو اشارہ کیا کہا اے باغبان مضمون ان اشعار کے ہم گرفتاران مصیبت پر صادق آتے ہین مدت سے گرفتار دام محبت آج اسیر دام مصیبت ہوئے اپنی جانب اشارہ کرکے یہ اشعار پڑھے اشعار

آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا
مت آشیان گلچین کے مرے متصل بنا
جس تیرگی سے روز ہے عشاق کا سیاہ
ساغر ہماری خاک کو مت کرکے گل بنا
سُن سُنکے عرض حال مرا یار نے کہا

کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
جب تیشہ کوہکن نے لیا ہاتھ تب یہ عشق
شاید اسی سے چہرۂ خوبان پہ تل بنا
اپنا ہنر دکھاینگے ہم تجکو شیشہ گر
سودا نیا مین بیٹھ کے یان متصل بنا

سرگرم نالہ ان دنون مین بھی ہون عندلیب
بولا کر اپنی چھاتی پہ دھرنے کو سل بنا
لب زندگی مین کب لے اس لب سے اے کلال
ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا

باغبان قدرت حسرت پہ بہار کی زار زار رو یا جی مین کہتا ہے حقیقت مین افسوس بہار کا شباب ہماری تو شادی ہوئی خانہ آبادی ہوئی لطف وصل و ہجر دیکھا اس کمبخت بدنصیب نے باغ عالم کی کیا ہوا کھائی ایسی نازنین کو اس حسرت ویاس کے مقام پر موت آئی اے بانی بنائے گلشن عالم اے واقف اسرار ہستی وعدم بہار جادو کو بچالے لیکن زیور محمل نشین نے فوراً ایک نامہ لکھا اپنے شوہر کے واسطے کہ اے شہنشاہ لاہوت جادو اے راز دار خوشخو قید تمنے ملکہ اختر کی ہمارے پاس بھیجی مع نامہ اشتیاق قفس مین اُس ماہ خوبی کو پایا ہمسے بھی یہان بڑا کار نمایان ہوا ملکہ بہار گلعذار و وزیر باشوکت اعنی باغبان قدرت و سیف قاطع ملکہ برق لامع و رعد و برق وصفدر صف فکن ملکہ بران شمشیرزن ان سب کو ہمنے گرفتار کرلیا دام سحر مین پھنسایا یہ وہ ساحران غدار تھے کہ جن سے شہنشاہ ہوش ربا عاجز رہے مگر صحبت کی تاثیر تیر تدبیر تو دہ مراد پر پڑا تا یہ ثمر ہی غرق ہوا امید ان خونی کی تیاری کر رہے ہین جلادان خرس طینت جمع کیے آمد شہنشاہ کا انتظار ہے کہین وہ جلد آئین اگر ان سب کو قتل کرین لیکن آپ بھی وقت پر ضرور آئیے گا دیر نہ لگائیے گا حقیقت مین آج روز قیامت ہے بہار جادو ایسی ساحرہ منظور نظر شہنشاہ قتل ہوتی ہے مین سمجھا رہی ہون وہ ظالم نہین مانتی کہتی ہے اپنی جان دونگی اطاعت افراسیاب جادو نہ کرونگی آپ کو یاد ہوگا سابق مین ارشاد فرمایا تھا کہ بہار کے نکل جانے کا ولپر داغ ہے جب بہار نہو باغ مین سناٹا ہے سرو چمن مثل آہ رنگ باغ تباہ عندلیبان خوش نوا کو صدمہ وغم ہر ساکن باغ بتلائے محبس رنج والم فرماتے تھے کہ جو کوئی بہار کو راضی کرے یا بدولت سے ملادے دولت دنیا سے نہال کرونگا لہذا آپ جلد آئین ہم آپ ملکر بہار کو سمجھائین اگر یہ کام ہمارے ہاتھ سے نکلے افراسیاب جادو حاکم طلسم ہوش ربا کر دے تھوڑے لکھنے کو بہت جانیے گا شہنشاہ بھی آیا چاہتے ہین آج انکے دل کو لگی ہے مشہور ہے کہ طلسم کشا کو در بند مہر وماہ کی

لوح طلسمی ہلگئی بعض کا یہ قول ہی کہ طلسم کشا مرحلہ جات پر پہونچا ناظمان طلسم ہوش ربا ششدر و حیران ہین آج ہمارے باغ مین معرکہ عظیم ہی خدا ہماری آبرو رکھے بہت کچھ ملکہ زیور محمل نشین نے تحریر کیا نامہ ایک کنیز کو دیا کہا زبانی بھی کہنا ان سرداران مذکور کو ہمنے پکڑ لیا بلغ کے سحر مین بہار و باغبان کو دھوکا دیا بی بران سمشیر زن بھی جال مین پھنسی ہین برق لامع تڑپ رہی ہین بدون آپکے تشریف لائے قتل مین افراسیاب کو تامل ہوگا شاید آپکے سمجھانے سے میرے باغ مین ان گلعذارون کا خون نہ بہائین یہ باغ ہمیشہ بہار بربادی سے بچے بخوبی سمجھا دیا کنیز نامہ لیکر بخدمت لاہوت جادو روانہ ہوئی

اب دو کلمہ داستان افراسیاب خانہ خراب کے بیان ہوتے ہین خمسہ موافق مضمون

مثل بو نظر و ن سے ہر اک گل نہان ہو جائیگا		پھول کیا کانٹا بھی بے نام و نشان ہو جائیگا
بلبلو صحرا سے بدتر بوستان ہو جائیگا		کاروان باد بہاری کا روان ہو جائیگا
	ایک دن یہ باغ پامال خزان ہو جائیگا	
کیا قمر ہی شرم کے مارے نہان ہو جائیگا		سامنے سے مہر تابان بھی روان ہو جائیگا
صبحدم صد چاک جیب آسمان ہو جائیگا		چاند سا چہرہ جو پردے سے عیان ہو جائیگا
	چشم عاشق کا ہر اک پردہ کتان ہو جائیگا	
کچھ دنون سے وہ صنم جلوہ جو دکھلانے لگا		بہر نظارہ وہان سارا جہان جانے لگا
فیض ہر اک دولت دیدار سے پانے لگا		رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
	سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہو جائیگا	
مانگ تو اے ماہ تیری کہکشان کا ہی جواب		ہر خدنگ موے مژگان غیرت تیر شہاب
عکس رخ سے ہی نقاب روے انور ماہتاب		بالے کے موتی ہین تارے روے تابان آفتاب
	تیرے آنے سے ابھی بام آسمان ہو جائیگا	
قتل کرتے ہین جو یاد آجاتے ہین ایام وصل		تلخ اپنی زندگی کا ہی مزہ بے جام وصل
جان آجائیگی تن مین جب سنونگا نام وصل		یار جب مجھ جان بلب کو بھیجے گا پیغام وصل
	دیکھنا پیغام بر معجز بیان ہو جائیگا	
ایک دم ہرگز نہین تنہا مین اسکو چھوڑتا		چھپ کے پیچھے ہو لیا جس سمت وہ اٹھکر چلا
خلق کو بھی یقین ہو جائیگا ہمزاد کا		گر یونہین مین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا
	اُس پری کو اپنے سائے کا گمان ہو جائیگا	

جلوہ افگن ہو رہا ہی آج اُس گل کا جو عکس
دیکھو باطن مین رسا ہی آج اُس گل کا جو عکس
بو مین بھی خوشبو سوا ہی آج اس گل کا جو عکس
آب جو مین پڑ گیا ہی آج اُس گل کا جو عکس
باغ مین ہر غنچۂ گل عطر دان ہو جائے گا

دنگ رہجائیگی ہر بلبل تری گلگشت سے
معجزہ ہو جائیگا بالکل تری گلگشت سے
باغ مین پڑ جائیگا اک غل تری گلگشت سے
جان پائیگا چمن اے گل تری گلگشت سے
ہر شجر مین مرغ جانکا آشیان ہو جائیگا

دیکھ پائے گا جو صورت روے آتشناک کی
دل جلا ڈالے گی حیرت روے آتشناک کی
ہی یہ گرمی فی الحقیقت روے آتشناک کی
تھرلائے گی شرارت روے آتشناک کی
شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہو جائیگا

کیا ستم اے ترک تیری چشم نے برپا کیا
زلف نے پھانسی دی سنبل نے اگر دعوی کیا
یہ رُلایا دیدۂ نرگس کو بھی اندھا کیا
تیری ابرو نے کمان کو تیر سا سیدھا کیا
پیش مژگان تیر خم ہو کر کمان ہو جائیگا

تیر کتنی دیکھتا تیغ نگاہ ناز سے ہے
پر کہان عالم مین ہمسا عاشق جانباز ہی
صاف ٹکڑے مرغ جانکا ہر پر پرواز ہی
کیا ضرر ہمکو جو وہ محبوب تیر انداز ہی
ہر خدنگ اپنے بدن مین استخوان ہو جائیگا

مین نہ سمجھا تھا کہ دل ایذا دکھائیگا مجھے
وہ بڑھے گا مین گھٹونگا غم ستائیگا مجھے
پیچ مین اُس طفل کی کاکل کے لائیگا مجھے
انقلاب دہر تب اس سے ملائیگا مجھے
پیر جب ہو جاؤنگا مین وہ جوان ہو جائیگا

حسب خواہش گر نہین یہ شعر پر مضمون لکھا
آج تیرا کوچۂ دلدار مین ہی دل لگا
ہان بے آباد کا کہنا زیادہ غم نہ کھا
فکر کر موقوف ناسخ دل نہین لگتا ترا
پھر طبیعت کا کسیدن امتحان ہو جائیگا

افراسیاب خانہ خراب ملکہ اختر ماہ پیکر کو گرفتار کرکے پلٹا اس سوچ مین کہ اختر کو تو مین نے گرفتار کیا ملکہ بہار وغیرہ کی تدبیر زیور محمل نشین کریگی نہین معلوم ساربان زادہ بھی انکے ساتھ ہی یا نہین ایسا نہو دم دیکر زیور کا گہنا اتروالے لوٹ مار کے چل دے اُسکو کون پہچانیگا صرصر کو ڈھونڈھ کے ہمراہ لے لون اُسکی ہوا بندھی ہی صرصر بخوبی پہچان لیگی حقیقت مین صرصر بھی ہوا مین گرہ لگاتی ہی

عمرو کو بھی صرصر سے ایک راہ ہی گلشن حسن صرصر کا ہوا خواہ ہی یہ سوچکر افراسیاب ایک پہاڑ پر ٹھہرا ایک پتلے کو روانہ کیا حکم دیا صرصر جہان ملے وہان سے تم سکو لاؤ پتلہ مثل شعلۂ جوالہ آسمان پر چمکا صرصر شمشیر زن لشکر حیرت سے نکلی تھی حیرت نے حکم دیا تھا کہ لشکر مسلمانان کی خبر لاؤ صرصر شمشیر زن کو یہ تو یقین کامل ہی کہ لشکر مین سرداران نامی نہین ہین اسد غازی کی فکر مین سب گئے ہونگے سب سے زیادہ یہ خیال ہی مہتر قران عیاری مین صاحب کمال ہی وہ بھی اسی جستجو مین گیا ہوگا ضرغام نے بھی اپنے کو پہونچایا ہوگا یہ عیاران طرح اس اقلیم مین جائینگے قیامتین برپا کرینگے وہان کے باشندون کو جان بچانا دشوار ہوگی یہ سوچتی ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی ہی کہ آسمان سے پتلہ تڑپ کر گرا صرصر کو اٹھا کے لے چلا لشکر حیرت جادو مین ہلڑ ہوا صرصر کو ایک پتلہ اٹھا لیگیا حیرت جادو نے کہا صاحبو نہ گھبراؤ شہنشاہ نے بلوایا ہوگا احوال کھلجائیگا آج کل شہنشاہ بڑی کوشش مین ہین خود جستجو کررہے ہین مشہور ہے طلسم کشا کو لوح ملگئی ساربان زادہ اسد غازی کو تا بہ دربند جہرو ماہ لے پہونچا جب تک غفلت رہی اب شہنشاہ خواب خرگوش سے بیدار ہوے غافل تھے ہوشیار ہوے ای یاقوت وزہرد کسی ساحر تیز رو کو بھیجو مفصل خبر منگاؤ دشمنون نے کیا مشہور کیا ساحرون کو ناچار و مجبور کیا یاقوت وزہرد نے عرض کی لونڈیون نے بے حکم حضور ہرکارے روانہ کیے ہین دربار جہرخ مین موجود رہتے ہین خبر مفصل ملے گی لیکن افراسیاب جادو بر سر کوہ فلک شکوہ ٹھہرا ہوا ہی صرصر نے سلام کیا پوچھا اے شہنشاہ خیر تو ہی لونڈی کو کیون یاد کیا افراسیاب جادو نے کہا ای صرصر بدعت مسلمانان سے کلیجہ خون ہوگیا دم لینا مجکو مشکل ہوا ہین تے نامہ دار بہار وغیرہ کو گرفتار کیا صاف آئین لکھا تھا کہ دربند جہرو ماہ فتح ہوا اسد تلاش لوح مین مصروف ہی پس یقین کامل ہی کہ اسد نے لوح پائی ہوگی خواجہ عمرو نے طلسم صندل فتح کیا مین نے زیور محمل نشین کو نامہ لکھا ہی کہ ملکہ اختر کو گرفتار کرکے بھیجتا ہون بہار وغیرہ کو دم دے کر گرفتار کر وزیور محمل نشین بہت چست و چالاک ہی اُسنے بیشک گرفتار کرلیا ہوگا اسوقت مجکو خیال ہوا کہ عمرو بھی ان سب کے ساتھ ہی ایسا نہو زیور کو دم دیکر نکلجاے اُسکو کون پہچان سکتا ہی بڑے بڑے عیارون کو اُسکی چالاکی پر سکتہ ہی اسواسطے مین نے تمکو بلوایا ساتھ لیکر باغ زیور محمل نشین مین چلتا ہون اگر کچھ مکر ہو یا ساربان زادہ ارادہ کرے تو ہر رنگ مین پہچان لیگی صرصر نے کہا ای شہنشاہ لنگوڑا میرے سامنے کیا عیاری کرسکتا ہی جب کبھی سلمنا ہوتا ہی باتین بناکے روتا ہی یہ بھی ایک ہوشیاری ہی اپنے تئین عاشق مشہور کردیا اگر ہمنے گرفتار کیا تو کہے گا مین بستۂ کمند گیسو ہون اور جو کہین اُسکا فقرہ ہمپر چلگیا ناز کرتا ہی کہ ہمنے ملکہ صرصر کو گرفتار

کیا مین خوب موے مکار کی باتون کو سمجھتی ہون افراسیاب جادو نے کہا اے صرصر آج چلکر
پہچانو تو جانین آج لڑائی کا خاتمہ کرتا ہون صرصر نے کہا میرے سامنے کیا عیاری کر سکتا ہے جس
صورت مین ہوگا پہچان لونگی افراسیاب جادو نے صرصر کو تخت پر بٹھایا ایکطرف باغ زیور
محمل نشین کے چلا ہیان زیور محمل نشین اسی انتظار مین ہے کہ یکایک آسمان پر برق چمکی دیکھا
افراسیاب جادو تخت پر سوار پہلو مین صرصر شمشیر زن مکار زیور براے تعظیم اٹھی پایہ تخت پہ
افراسیاب کے ہاتھ رکھدیا لاکے باغ مین اُتارا افراسیاب نے جو نگاہ اٹھائی دیکھا بہار وغیرہ
مسلسل بیٹھی ہین رنگ سارے سب کے متغیر بہ عتاب خطاب کیا اے باغبان یہ دن یاد نہ تھا اب اسطرح
قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و فرغان ہوا تمھارے حال پر روئین گے مجھکو ذرا ترس نہ آئیگا تم سب نے
ملکر اسد نابکار کو تا بہ دربند مہر و ماہ پہونچایا لوح دلوائی اب بیٹھے ہو بدولت تو آمادہ مرگ و
تہیاے قضا ہین جب اسد کے پاس لوح موجود ہوگی بیشک مجھکو مشکل پڑیگی لیکن تم سب کو قتل کرون
ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑون اکیلا اسد غازی کیونکر عملداری کریگا غم مین یاران ہمدم کے
تڑپ تڑپ کے مرجائیگا کسی نے کچھ جواب نہ دیا سب محجوب شرمسار مضطر و بیقرار موت کا سامنا
ایسا ظالم موجود ہے سواے سکوت کیا جواب دین مگر زیور محمل نشین نے کہا اے شہنشاہ آپکو
کیونکر ثابت ہوا کہ اسد غازی کو لوح ملگئی آپ نے دربند مہر و ماہ پر لوح رکھی تھی مہر و نے جو
بشکل حیرت پوچھا آپ نے مفصل تبلایا کچھ پردہ بھی رکھا افراسیاب جادو نے کہا اے زیور
محمل نشین حقیقت مین اور تو سب حال مین نے مفصل بیان کیا لیکن یہ غلط کہا کہ لوح مہر و ماہ جادو کے
پاس ہے ایسے مقام پر رکھی ہے کہ طائر وہم و خیال نہین پہونچ سکتا اور ایک ساحر ہے کہ اسکے شکم مین لوح
رکھی ہے اور اسپر اور ایک ساحر زبردست کو نگہبان کیا اگر اسکو کوئی قتل کریگا دوسرے کو ضرور خبر
ہوجائیگی زیور محمل نشین نے کہا ایسا ہی شہنشاہ کیونکر یقین کامل ہوا کہ طلسم کشا لوح پاگیا افراسیاب
جادو نے کہا اس دلیل سے سمجھتا ہون کہ یہ سب سرداران مقید وہین سے ٹریمڑ کے پلٹے ہین ساربان زادہ
بھی انکے ساتھ نہین آیا یقین ہے ہمراہ اسد غازی کے رہ گیا عیاریان کر رہا ہوگا زیور نے کہا اے شہنشاہ
یہ گمان بہ مقدمۂ حصول لوح کامل و اکمل نہین ہے صدہا طرح کے شکوک ہین ایک راے کنیز عرض کرے
اسکو کیجیے ابھی احوال کھلجاے گا ایک پتلہ سحر کا اپنے دست زبردست سے بنائیے یہ حکم دیکر روانہ کیجیے
کہ اسد نامور جہان ملے اسکو گرفتار کر لاے تو ظاہر ہے کہ طلسم کشا جہان ہوگا وہان پتلہ حضور کے سحر کا پہونچیگا
اگر طلسم کشا صاحب لوح ہے تو پتلۂ سحر کی کیا مجال کہ طلسم کشا کو ہاتھ لگا سکے واپس آئیگا یا مارا جائیگا اگر

لوح طلسم کشا کو نہین ملی بیشک گرفتار کر لائیگا افراسیاب کو یہ بات پسند آئی رائے پر زیور محمل نشین کے آفرین کی کہا اے زیور محمل نشین کیا صلاح معقول بتائی یہ بات دل مین کھپ گئی اسی وقت افراسیاب نے دانائی کر کے ماش کا آٹا منگایا اسی جلس کا پتلا بنایا کہا اے پتلہ ساحری جہان طلسم کشا ملے گرفتار کر لینا اور جو کوئی اسکے ہمراہ ہو اُسے بھی لینا خبردار رہا نہ دنیا پتلہ یہان سے پر پرواز پیدا کر کے چلا تلاش مین اسد نامدار کی دشت و صحرا دیکھتا بھالتا چلا جاتا ہے

اب دو کلمہ داستان حال مصیبت مآل اسد نامدار کے محترر ہوتے ہین

سابق تحریر کیا کہ اسد نامدار زندگی سے بیزار چھن جانے سے لوح کے مبہوت دہن پر مہر سکوت مثل تصویر تصور خاموش دریائے مصیبت کا جوش ضرغام شیر دل و مبدم سمجھاتا ہے اے شہریار صبر کیجے دل پر جبر کیجیے انشاء اللہ پھر لوح طلسمی ملیگی وہ مسبب الاسباب ہے کوئی سبب لیا ہوگا لوح طلسمی لیکر فتاحی طلسم آپ کرینگے کل رازداران طلسم ہوش رُبا کا قول ہے کہ آپ فاتح طلسم ہین لیکن یہ طلسم ہوش رُبا ہے ہر ایک طریقہ اُسکا ہوش رُبا ہے افراسیاب کے ملازم سحر و ساحری مکاری غداری مین بے نظیر صاحبان تسخیر و تدبیر ہر وقت اسی فکر مین ہین کہ طلسم کشا کو قتل کرین دیکھیے پروردگار نے آپ کو گنبد نور سے کیونکر بچایا خواجہ عمرو نے کس دھوم سے چھوڑایا اسد نامدار نے فرمایا اے ضرغام اب لوح ملنا ناممکن ہے اسی صحرائے ہول خیز مین تڑپ تڑپ کے مرے یہ اشعار آبدار ہمارے حال مصیبت مآل پر صادق آتے ہین اشعار

یا تھے مین مہربانی کو بد تر ستم سے ہم
شادی سے آشنا ہین نہ واقف الم سے ہم
عشق کمر کو چھوڑ کے کیون مجولب ہوئے
دم مین بھٹکائے آگئے قول و قسم سے ہم
جادو بیان ہین مہر و غضب ہین جا لیے
تسخیر کر لیے پریون کو نقش دم سے ہم
درد وفا سے ہوتی ہے چشم وفا کمال
خوش چھٹکے اکدن نہ ہوئے قید غم سے ہم
جبتک نہ دینگے بوسۂ تریاق خال لب
جام اپنا کم سمجھتے نہین جام جم سے ہم
روز جزا کا خوف نہین کچھ ہین قلق

باز آئے ایسے آپ کے لطف و کرم سے ہم
قاتل ادھر بھی تیغ نگہ کا کریگا وار
ہستی مین آئے کیلیے ملک عدم سے ہم
پاتے ہین ہر ذرہ مین اس مہر کا فروغ
اُس شوخ کو گھر اپنے لگا لائے دم سے ہم
پامالون کا ہے پایہ افتادگی بلند
راحت بہت اُٹھاتے ہین تیرے ستم سے ہم
دلکو ہمارے الفت مژگان یار ہے
جانبر نہونگے گیسوئے خمی کے سم سے ہم
عشق میان یار نے مارا ہے بے گناہ
پائینگے خلد الفت شاہ امم سے ہم

فیض جنون سے ایسے ہوئے ہین خود غلط
چشم امید رکھتے ہین اُسکے کرم سے ہم
بد عہد اگر سمجھتے تو دیتے نہ دل کبھی
ادنے کو بھی نہ دیکھین کبھی چشم کم سے ہم
اقلیم عاشقی مین سلیمان وقت ہین
سیکھے یہ چال یار کے نقش قدم سے ہم
پچھتا رہے ہین ترک ملاقات یار سے
رکھتے ہین کام خنجر قاتل کے دم سے ہم
کرتے ہین فیض بادہ سے سیر طلسم تشنہ
نالش کرینگے حاکم ملک عدم سے ہم

ضرغام شیر دل ان اشعار

مصیبت خیز کو سُنکر رونے لگا کہا اے شہریار آپ کے کلمات پر تاثیر ہیں یہ کلمات برائے تو دِل تیر ہین واسطے خدا کے صبر کیجیے ورنہ قلب اُلٹ جائیگا آپ کے نانا جان نے راہ جہاد مین کیا کیا مصیبتین اُٹھائین بہت امر آسان عرض کرتا ہون اگر پتھر پر یہ مصیبت پڑتی تو ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا لیکن اس بار مصیبت کو نہ اُٹھاتا نوشیروان نامے مین تحریر ہے مسلسل تقریر ہے جب صاحبقران نے مان نے بعد قتل عفریت ملکہ آسمان پری بنت شہپال بن شاہرخ سے شادی کی ملکہ عالم آپ کے نانا جان پر عاشق تھین قصد تھا کہ پردۂ دنیا پر پہنچائین آپکے نانا جان ثابت قدم کوے محبت صاحب شوکت و لیاقت جب پردۂ دنیا کا نام لیتے تھے اور ذکر ملکہ مہرنگار آجاتا تھا ملکہ آسمان پری کسی دشت وحشت خیز قاف مین چھوڑ دیتی تھین یہ ایسے شیر تھے کہ اُن مقامات کو فتح کرتے تھے لکھ در لکھ دیوان قاف مطیع کیے چھتیس۳۶ پردہ ہاے قاف فتح ہوے اٹھارہ برس اسی بلا مین مبتلا رہے لیکن آپ کی طرح مایوس نہین ہوے بعد اٹھارہ برس کے وہ جو ضد کی تھی کہ خدا کی مدد سے پردۂ دنیا پر جاؤنگا کسی کا بار احسان نہ اُٹھاؤنگا اسیطرح لڑتے بھڑتے ہوے آئے آپ چند عرصہ مین اسقدر گھبرائے پروردگار کو یاد کیجیے وہ اس مشکل لاحل کو حل کریگا یہ باتین کرتے ہوے ایک چشمے پر آئے پیاس کی شدت آفتاب کی حدت سرچشمہ پر ٹھہرے ضرغام نے چھاگل لٹکا لی چشمہ سے پانی لیا اسد نامدار نے کہا اے برادر پیاس تو بہت ہے اگر پانی پیین گے تشنہ کامان کوے محبت طعنے دینگے یاد ناموس نے پریشان کیا ہے کا خلے افراسیاب تک پہونچتے وہ قید کرتا خنجر گلے پر دھرتا ملکہ مہ جبین و لالان خونقبا کو خبر تو پہونچ جاتی کہ اس بوالہوس کا خاتمہ ہوا ضرغام نے کہا حضور پانی نوش فرمائیے زبردستی چھاگل ہاتھ مین دی دو چار گھونٹ پیے کسی قدر سیراب ہوے ضرغام نے بھی پانی پیا قصد ہوا کہ چشمہ سے اُٹھین رہگراے جادۂ مصیبت ہون کہ تیلہ فرستادۂ افراسیاب پہونچا اسنے جو اسد نامور کو دیکھا مثل برق خاطف تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر مین اسد نامدار کے دیا ایک ہاتھ سے ضرغام کو اُٹھا لیا اور بلند ہوا طرف افراسیاب جادو کے چلا افراسیاب مسند پر بیٹھا ہے شراب پی رہا ہے زیور محمل نشین مصروف غد متگزاری قیدیان بلا سامنے تیلے کے آنے کا انتظار کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا تیلہ اسد و ضرغام کو لیے ہوے آتا ہے باغ مین ہنگامہ ہوا افراسیاب مثل گل کے شگفتہ ہو گیا زیور محمل نشین نے کہا اے شہنشاہ دیکھے آپ کی کنیز کی رائے سالم ٹھہری افراسیاب نے تاج کو کج کیا لاف وگزاف کرنے لگا نشے مین بلبلا اُٹھا منم شہنشاہ طلسم ہوش رُبا کیون اے ملکہ زیور محمل نشین اقبال کو ماہدولت کے دیکھا مین نے لوح طلسمی ایسے مقام پر رکھی تھی جہان طائر وہم وخیال بھی نہین پہونچ سکتا گاؤ آتشبار جادو کے پاس تک کون پہونچا مکار حیلہ گر میرا عیار وفادار بڑا ہوشیار ہے

وہ کسی کو قریب لوح نہ آنے دیگا بھلا وہان تک یہ غیر ساحر کیونکر پہونچتا اقبال لے ماہ دولت کے سیاہ
کی طلسم کشا بھی گرفتار ہوا اے زیور محمل نشین اپنے شوہر کو جلد بلاؤ میدان خونی کی تیاری ہو آج
لڑائی کا خاتمہ ہوا ایک دن ماہ دولت نے کمر باندھی کل انتظام کرلیا دامن آرزو گوہر مراد سے بھر گیا
پتلے نے لاکر اسد و ضرغام کو سامنے افراسیاب جادو کے ڈالدیا حکم ہوا آہنگرون کو بلاؤ اسد
غازی کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین طوق بغلون پر خار دار لٹو سینہ پہ سنیچے پشت
پر سلاسل قید سخت مین گرفتار کیا یہی حال ضرغام کا بھی ہوا جب یہ دونون مسلسل و مطوق ہو چکے زیور
محمل نشین سے کہا میدان خونی کی تیاری ہو جلادون کو بلاؤ اسی باغ مین سب کو قتل کرونگا خون کے
دریا بہا دونگا کبھی زیور محمل نشین سے اشارہ ہی بہار کو سمجھا کے الگ کرلے میری اس ظالم پر جان
جاتی ہو اگر اسپر کوئی افتاد ہوئی برسون رنج رہیگا کیونکر دل تردد منزل اسکا فراق سہیگا کبھی کہتا
ہی مجھے کسی کا پاس نہین ہی میرا طلسم ہوش ربا بچا سب یہی کہتے تھے کہ اب طلسم فتح ہو جائیگا اور لوگون
کا کہنا تو خیر لیکن سامری و جمشید نے بھی کتاب مین لکھدیا اسد غازی طلسم ہوش رُبا کا فتاح ہی
عجائب غرائب عالم کا سیاح ہی اب کہان ہین سامری و جمشید آکر دیکھین مین نے خاتمہ کردیا
سب کے احکام تحریر و تقریر منسوخ کیے نجومیون کو بلاؤ کتابین سب کی ڈبو دو اختر شناسون کا ستارہ
خود گردش مین آیا بیہودہ حکم لگایا اے زیور محمل نشین تمھارے شوہر کے آنے مین کیون دیر ہوئی
عرض کی بہار وغیرہ کی گرفتاری کی تو مین نے اطلاع دی گرفتاری طلسم کشا کی اسکو خبر نہین معلوم
افراسیاب جادو نے حکم دیا اور ایک کنیز کو روانہ کرو زیور محمل نشین نے اسی وقت ایک اور
نامہ گرفتاری اسد و ضرغام کے مضمون کا لکھا جلد آنے کی بھی تاکید کی کنیز اس نامہ کو لیکر چلی
ملحوظ خاطر ناظرین رہے افراسیاب باغ زیور محمل نشین مین نشے مین بلبلا رہا ہی سامان قتل
سرداران مذکور کی تدبیر ہی صرصر شمشیر زن سامنے افراسیاب جادو کے حاضر ہی عجب مقام دلچسپ
ہی ناظرین ملاحظہ فرماکر یقین ہی اس حقیر پر تقصیر کو ضرور یاد کرینگے ایسے مقامات رنگین فصاحت آئین
طلسم ہوش رُبا مین بہت کم واقع ہوے ہین تحریر سے اس عبارت کے توسن کلک طرارے بھر رہا ہی
بدرنگا میان کر رہا ہی چاہتا ہی میدان صفحہ قرطاس مین بگدھریان کردن راتون سے نکل جاؤن ایسے
توسن تیز رفتار پر کوڑے کی کیا احتیاج ہی اشارہ بھی کرنا بہانہ ہی موج ہوا تازیانہ ہی سبزۂ مضامین
کو پامال کریگا میٹھی پوئی مین فراسرپٹ کا دکھائیگا گرم مزاج ہی مثل پارہ کے اڑ جائیگا اب تیری
اشہب تیز رفتار ملاحظہ فرمایئے برائے چند ساعت متوجہ ہو جائیے۔

دو کلمہ داستان جلالت نشان حال خیریت مآل صاحب بغدہ گران نظر کردہ
بزرگان صف شکن جرار جہتر قران عالی وقار نظم مسدس

اے ستمگر کہان تلک بیداد
سرپا مال عاشق ناشاد
قول دنیا عدد کو حسب مراد
مرگیا تیرے ہاتھ سے فرہاد
فکر جور و سر جفا کب تک
بیوفا غیر سے وفا کب تک

اب بھی آجانے دے دل آزاری
چھوڑ دے خودسری و خونخواری
دیکھ اچھی نہین ستمگاری
نہ پڑے صبر نالہ و زاری
کہین تو بھی نہ دل کو کھو بیٹھے
کہین آنکھون کو یون نہ رو بیٹھے

کچھ زمانے کا اعتبار نہین
دور گردون پہ اختیار نہین
عشرت دیر پائدار نہین
چرخ کو ایک دم قرار نہین
ہو نہ جائے ہماری بات بُری
کبھی دن ہی کبھی ہے رات بُری

حسن آخر ہی بیوفا نہ رہے
چہرہ گلرنگ باصفا نہ رہے
شوخی نازش و ادا نہ رہے
لب شیرین مین کچھ مزا نہ رہے
شور اُٹھے نہ خوش خرامی سے
بے حلاوت ہو تلخ کامی سے

طرہ یار سپید سا ہو جائے
کاکل اک جان کی بلا ہو جائے
زلف کے بدلے قد دوتا ہو جائے
خوشنما چہرہ بدنما ہو جائے
آپ موئے عوض پریشان ہو
روئے آئینہ دار حیران ہو

تیغ ابرو سے دل فگار نہ ہو
تیر مژگان جگر کے پار نہ ہو
خنجر غمزہ زخم یار نہ ہو
کوئی دنیا مین جان نثار نہ ہو
اک قلق طبع نازنین پہ رہے

بے ارادہ شکن جبین پہ رہے

کلف آجائے ماہ کامل مین
غنچہ ہو گلرخون کی محفل مین

داغ برخ لالہ کے مقابل مین
مثل سنبل شکن پڑین دل مین

جلوۂ بے بدل بدل جائے
زلف خوش خم کا بل نکلجائے

پھر مری طرح ناز اُٹھائے کون
ہی فسون لیاقت مین آکے کون

پاس اپنے تجھے بٹھائے کون
لب شیرین کو منھ لگائے کون

طعنہ زن ہوا ور انگلیین لب پر
مکھیان بھنکین شکرین لب پر

ہو عرق جبکہ آبرو نہ رہے
دل ربا یا نہ گفتگو نہ رہے

تندی و نازکی کی خو نہ رہے
یہ قیامت ہو اب کہ تو نہ رہے

بوالہوس بات بات پر بگڑے
کچھ نہ بن آئے اسقدر بگڑے

چھوڑنے کی مرے ندامت ہو
بیٹھتے اُٹھتے اک قیامت ہو

آپ کو دمبدم ملامت ہو
پھر نکلے تجھ سے کسکی شامت ہو

یون غضب مین رہے بلا میری
یہ مصیبت سہے بلا میری

کب تلک یہ جفا سہونگا مین
یہ نہین ہی تو بس نہ ہونگا مین

اس ستم پر نہ کچھ کہونگا مین
جو کہا ہی سو کر رہونگا مین

جلے کیون مومن آتش غم مین
جائے ایسی وفا جہنم مین

سابق مین تحریر ہوا لشکر ظفر اثر سے مہتر قران نامدار بتلاش اسد عالی وقار روانہ ہوے تھے چونکہ زبانی برق کے سُنا کہ خواجہ عمرو افراسیاب جادو سے حال لوح کا پوچھکر طرف طلسم صندل کے تشریف لیگئے ہین مہتر قران تبلاش طلسم صندل سرگرم ہین صحرائے ہولناک و وحشت خیز مصیبت انگیز طے کیے لیکن جادۂ مراد نہین ملتا پہاڑون سے سر ٹکراتا پھرتا ہی دن بھر لہر دی کی شکو

کسی مقام پر پڑ رہے اپنے حال پر افسوس آتا ہی کہ اے مہتر قران ضرغام کو ساتھ لیکر چلے تھے اُسنے
ہمارا ساتھ چھوڑا بیشک وہ پہونچ گیا ہوگا کوئی کارنمایان کریگا بارگاہ مین آکر موچھون پر تاؤ
پھیرے گا ہم محجوب و شرمسار ہونگے جو گذرا ابھی ہی اس سے کون آگاہ ہی اب حال بہت تباہ ہی ایک
درۂ کوہ مین رات تڑپ تڑپ کے بسر کی جبکہ عیار طرار خنجر گزار مہر عالم افروز کمندہاے شعاع و قنطورۂ ضیا
ذات پر آراستہ کر کے صحراے فلک نیلی مین سرگرم گشت ہوا روشن کوہ و دشت ہوا مہتر قران نے
اُٹھکر نماز پڑھی بخضوع و خشوع دعا کی اے رہبر راہ گم کردگان اے خضر جادۂ بدنصیبان منزل
مقصود پر پہونچا روے زیباے اسد دکھلا دو ہفتے کامل اس بیابان مصیبت مین گذرے آب و دانہ
کو ترس گئے اے رزاق مطلق وا ے کارساز برحق اس غریب آفت نصیب کی دعا کو قبول کر شاگردان
خواجہ عمرو مین تو نے نام دیا جان بخش خواجہ عمرو مشہور ہوا ذلت سے بچالے استاد والانژاد سے ملادے
عرصۂ دراز تک مہتر قران رو رو یا دعا کر کے اُٹھا اسباب عیاری ذات پر آراستہ کیا بغدہ ہاتھ مین لیا
درۂ کوہ سے نکلا رہگراے منزل سخت و صعب ہوا تھوڑی دور چلا تھا نیر اعظم کسی قدر بلند ہوا صحرا
کی وحشت کسی قدر ظاہر ہوئی ذرات ریگ بیابان چمکے موج دریاے ریگ روان نے جوش مارا ہوا
سے آگ نکلنے لگی شاخ نخل رہروی جلنے لگی جھونکے ہواے گرم کے چلے صحرا پر کرۂ نار کا عالم تھا
یا نظیر وادی جہنم تھا ریت کے پہاڑ درخت جھاڑ جھنکاڑ پتے کف افسوس ملکر گر گئے شاخین جلی
ہوئین انسان وحیوان کا نشان کہان مرغ دل مثل ماہی بے آب طپان طائر نگاہ خسخانۂ مژگان سے
نہ نکلتا تھا مردمان چشم بیقرار پتلیان پتھرانے لگین وحشت مین وہ سناٹا روح پر صدمہ شدت تشنگی سے
زبان مُنھ سے نکل آئی آفتاب عالمتاب نے وہ حدت دکھائی طائر روح قفس جسم مین پھڑکا چاہتا ہی
کہ قفس خاکی کو توڑ کر نکلجاؤن مہتر قران بدحواس ہوکر گرمی صحرا دیکھکر شعلہ مزاجی معشوقون کی بھولا
کرۂ نار جہنم معلوم ہوتا تھا گل آفتاب گلشن صحراے بے خس و خاشاک مین پھولا مہتر قران بھاگا ہوا جاتا ہی
پیک نگاہ کو دوڑاتا ہی کہ کہین بھی سایہ ملے چند ساعت ٹھہرون سایہ نایاب دل حدت سے بیتاب
گرمی سے پسینہ بھی خشک ہوگیا آنکھو مین نشان تری کا نرہا تری کہان نشان اتبری عیان اب اگر کسی نخل تک
پہونچا نہ پتہ نہ شاخ ظاہر مین سر صحرا کا تاج لیکن سایہ کا محتاج وہان سے بھی بھاگتا ہی پھر بھر کامل مہتر قران
نے اُس دشت مین رہروی کی صورت امن و امان کی نہ دیکھی اب لقین کامل ہوا اے قران قضا لیکر
اس کرۂ نار مین آئی کنارہ دشت کا نا ممکن کدھر جاؤن کیونکر جان بچاؤن دامن صبر دست استقلال سے
چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت حدت سے ٹوٹا اب قدم نہین اُٹھتا پانون مین آبلے پڑ گئے وہ بھی حال پر

قران کے پھوٹ پھوٹ کے روتے ہین جب مہتر قران انتہا کا بیقرار ہوا وسط صحرا مین ٹھہر کر چہار سمت نگاہ اُٹھائی دور سے ایک نخل سایہ دار کو دیکھا اسپر چند طائر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نخل مختصر سرسبز و شاداب شاخین موزون پتے سبز اُس نخل کی سرسبزی و شادابی جو دیکھی آنکھون مین طراوت آگئی اُسی جانب دوڑا اُس خیال مین کہ زیر سایہ نخل جاکر ٹھہرون یقین ہے پانی بھی ملے وسط صحرا مین ایسا شجر ہے یا نشان خضر نامور ہے چھپا ہوا جاتا ہے اُتنی ہی دور کا جانا مشکل ہو گیا مگر افتان و خیزان قریب نخل پہونچا قریب پہونچتے ہی جان آگئی ہوائے سرد کا جھونکا چلا خوشی مین بند قبا کھولدیے ابھی سایۂ نخل مین نہین پہونچا مگر سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی کسی قدر تسکین دل ہوئی یہ نہ سمجھے تھے ہوا نخل کی سم قاتل ہے طائرون نے سر اُٹھا کر مہتر قران کو دیکھا منقارین کھولین زمزمہ سرائی کرنے لگے مہتر قران کو بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین نگاہ نہین ہٹاتے مہتر قران شعبدہ بازی فلک سے غافل سمجھے تھے کہ زیر سایۂ نخل راحت ملے گی یہ نہ خیال آیا کہ برائے مسافران ناکام یہ نخل رہزن ہے سایہ اسکا مقام صعوبت و محن ہے شاخین نیزۂ جانستان پتے خنجر بران طائر طائر ہوش کے شکار کرنے والے لیکن مہتر قران ایسا بدحواس تھا طائرون کے آنکھین نکالنے پر خیال نہ کیا جست کرکے زیر سایۂ نخل پہونچا دم نہ لینے پایا تھا کہ طائرون نے پر تولے نخل سے اُڑے مثل انسان کے غل مچانے لگے یارو ہوشیار ہو جاؤ مہتر قران عیار مکار غدار سایہ مین ہمارے نخل کے آیا ہے لینا پکڑنا جانے نپاوے یہ صدائین دیکر وہ طائر زمین پر گرے غلطک مار کر بصورت انسان بنے یہ جو قیامت مہتر قران نے دیکھی ہوش اُڑگئے بغدہ ٹیک کر جست کی سایۂ نخل سے بیس قدم پر جاکر گرا دیکھا جس قدر طائر تھے سب ساحران غدار ہین حربہ ہائے سحر لیکر مہتر قران پر دوڑے لیکن نام لیکر پکارتے جاتے ہین یہی چلاتے ہین مہتر قران جاتا ہے جلد اس ظالم کو گرفتار کرو پاس لاہوت جادو کے لیچلو واضح رائے ناظرین ہو لاہوت جادو شوہر زیور محمل نشین کے ہاتھ کا یہ نخل بنایا ہوا ہے اپنی حفاظت کو یہ نخل تیار کیا جادوگرون کو نگہبان قرار دیا جو عیار زیر سایۂ نخل آئیگا پہچان لینگے گرفتار کرینگے میرے قصر تک کسی مکار کو نہ آنے دینگے اب مہتر قران کی یہ کیفیت ہے مثل باد صرصر بھاگا ہوا اس وشت وحشت ناک مین اتنی جلدی جست کرتا ہے ساحرون کو پلک جھپکنا مشکل ہوئی چاہتے ہین کہ یہ جوان ذرا رُکے سحر کرکے گرفتار کرین لیکن مہتر قران اس زد و شد مین جاتا ہے کہ اسوقت طائر وہم و خیال بھی مہتر قران کا ساتھ نہین دے سکتا پاؤن کا انگوٹھا ٹیکا اور جست کی کبھی پاؤن زمین پر پڑا کبھی نقش قدم بھی زمین پر نہ آنے دیا خوف جان لرزان ترسان ہاتھ مین لغدہ کھینچا ہوا مثل برق تڑپتا ہوا جاتا ہے چہار جانب نگاہ اُٹھاتا ہے کہ کوئی کنوان یا غار ہے تو اُسمین اپنے کو گرا دون کیونکر جان بچاؤن ساحر

سمجھا نہین چھوڑتے دوڑے ہوے چلے آتے ہین لینا لینا کہکر غل مچاتے ہین استاد ان سخنور نے تحریر فرمایا
ہو تین کوس کامل مہتر قران مثل باد صرصر جست وخیز کرتا ہوا آیا کوئی درۂ کوہ یا غار نپایا یہ بخوبی
خیال ہو کہ ذرا ٹھہرا اور مارا گیا یہ سب اشیاے سحر پھینکین گے ہاتھ پاؤن بیکار ہوجائینگے بذلت و رسوائی
مشکین باندھکے لیجائینگے خیال جان و آبرو مخفی ہونے کی جستجو مین کوس بھر پر جاکر دیکھا بیچ صحرا مین ایک
کنوان ہو دہن اُسکا مثل دہن اژدر کھلا ہوا منڈیر مین گری ہوئی صورت وحشت آشکار لیکن مہتر قران
بیقرار تھا کچھ یہ خیال نہ آیا مہتر قران نے اپنے کو کنوین مین گرا دیا جب پاؤن زمین پر جمے جاتے تھے سیراب
ہونگے دیکھا مثل چشم کور خشک کنوان بھی اندھا ملا نباہ پانی مشکل ہوئی جادوگرون نے دور سے دیکھا کہ یہ جوان
کنوین مین کود پڑا غل مچاتے ہوے دوڑے یارو اس جوان نے غضب کیا کنوین مین پھاندا یہ نہ سمجھا یہ دہن
اژدر ہو لیکن یارو ایک کام کرو ٹوکرون مین مٹی بھرو کنوین کو خس و خاشاک اور پتھرون سے پاٹ دو یہ صدا جب
مہتر قران نے سُنی یقین مرگ ہوا مگر دل سے کہا تدبیر تو کرو شاید جان بچ جاے یہ سوچکر مہتر قران نے
بغدہ ہاتھ مین لیا پہلوے چاہ مین بغدہ مارا طبقہ ٹوٹا مہتر قران تو اس گوشے مین چھپا جادوگرون نے
ٹوکرے مٹی کے اس کنوین مین ڈالنا شروع کیے مہتر قران سمجھے تھے کہ کول مین چھپکر بیٹھ رہونگا جب یہ ساحر
چلے جائینگے نکل کے مین بھی بھاگونگا جب ٹوکرے دھادھم پڑنے لگے طائر روح گھبرایا کہ اس قفس خاکی سے
تڑپ کے مردن تاریکی بڑھنے لگی قوت گھٹی اب مہتر قران نے اندر ہی اندر نقب دی جب بغدہ مارا
طبقہ ٹوٹا ایک قدم اور آگے بڑھا خیال مین آیا نقب دیتے ہوے چلو کہین تو نکلین گے مہتر قران عالیجاہ
مثل مار سیاہ اندر ہی اندر زمین کے نقب دیتا ہوا جاتا ہو لیکن نفس در قفس پیچیدہ بد حواس کبیدہ جان سے بیزار
مضطر و بیقرار یقین نہین ہو کہ اب زندہ نکلین گے کوئی بیابان مرگ ہوتا ہو ہم اندر زمین کے درے جیتے جی قبر نصیب
ہوئی زندگی دور موت قریب تاریکی کا زور زندہ در گور لیکن اے مہتر قران مین غلام ابوتراب خاکساری
کا دم بھرتا ہون یقین ہو میرے آقا حاضر و مدد کرینگے قفس خاک سے نکالین خاک چھانتونگا اندر ہی اندر نقب
دونگا دل کو کرم کریم پر مضبوط باندھا جب اپنے آقاے نامدار جناب ابوتراب کا نام لیکر بغدہ مارا طبقہ زمین کا
کسی قدر ٹوٹا قدم بڑھایا خاک مین اٹا ہوا لباس پارہ پارہ انگلیون سے قطرے خون کے ٹپک رہے
ہین آڑے ترچھے بغدے سے لگاتا ہو مہتر قران تو اس طرح نقب کاٹتا ہوا چلا دل رجوع کرکے
کہتا ہو اے قران کیا خوف ہو جس مالک نے طبقہ زمین کو پانی پر بچھایا وہی اس قفس خاکی سے
نجات دے گا ہمت نہ ہارو بیقرار و مضطر نقب کاٹتا ہوا چلا جاتا ہو اپنی عقل سے دریافت
کیا کہ سو دو سو قدم کنوین سے نکل آیا خیر نقب دینا عیارون کا کام ہو اس خاکساری

مین نام ہو لیکن حال لاہوت جادو شوہر زیور محمل نشین گذارش ہوتا ہی
سابق مین تحریر ہوا ہو کہ اسنے قید اختر کو پاس اپنی زوجہ کے روانہ کیا گرد قصر ساحر
اتر سے مین بیٹھا ہوا سوچ رہا ہو دیکھیے آج میری زوجہ پر کیا گذرتی ہو بہار و بران غیرہ سے
مقابلہ اگر ان لوگون نے دھوکا نہ کھایا باغ مین نہ آمین مثل سرو سرکشی کی زیور گلعذار کو مشکل پڑے گی یہ
سب وہ لوگ ہین جو افراسیاب سے برابر لڑتے ہین بڑے معرکے پڑتے ہین کیا کسی مقام پر رکین گے مثل
شاخ شجر کسی سے جھکین گے اس تردد مین ساحرون سے باتین کر رہا ہو ساحر جواب دیتے ہین حضور نے بجا
ارشاد فرمایا باغبان و بہار قیامت کے پر کالے ہین ہمارے دیکھے بھالے ہین وہ لوگ بڑی مشکل مین گرفتار
ہونگے آپ جلد جائین جا کر دام مکر بچھائین اُن طائران زیرک کو پھنسائین لاہوت جادو کا قصد ہوا جاؤن
کہ ایک کنیز ملکہ زیور کی آکر پہونچی نامہ ہاتھ مین دیا یہ وہ نامہ ہو کہ جو زیور محمل نشین نے پہلے روانہ کیا تھا
اسوقت تک افراسیاب جادو نہ پہونچا تھا لاہوت جادو نے نامہ کو کھولا صاف تحریر تھا کہ مین نے
بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع و بران کو گرفتار کر لیا دام رگ گل مین پھنسایا لاہوت جادو
خوش ہو گیا کہا لو صاحبو ایسے ہوشیار ساحر باغ مین اُتر آئے جال مین پھنسے اب مین بھی جاتا ہون جاکر بہار
کو سمجھاؤن اس سرگشتہ کوے بغاوت کو راہ پر لاؤن بعد تھوڑے عرصہ کے دوسرا نامہ پہونچا اُسمین مرقوم
تھا اسد غازی و ضرغام شیردل کو بھی افراسیاب نے گرفتار کرا منگایا مبارک ہو لوح طلسمی طلسم کشا
نے نہین پائی آپ کے آنے پر سب کا قتل موقوف ہو افراسیاب جادو سامان قتل ساحران مین مصروف
ہو یہ مضمون دیکھکر تردد لاہوت جادو کا بڑھ گیا ساحرون سے کہا لو صاحبو غضب ہوا طلسم کشا بھی
گرفتار ہو گیا کیا ستم ہو قلب پر ہجوم غم و الم ہو شہنشاہ کا یہ ارادہ ہو کہ میری زوجہ کے باغ مین سب کو
قتل کرین صاف صاف مرقوم ہو باغ مین قتل طلسم کشا کی دھوم ہو سامری جمشید نے سامری نامہ مین لکھا ہو
جس سرزمین مین خون مسلمانان گریگا وہ زمین آباد نہوگی رعایا دل شاد نہوگی وہان صرف میرے جانے کا
انتظار ہو میدان خونی کی تیاری ہو چکی ملکہ زیور محمل نشین نے لکھا ہو صاحب کسی طرح آکر شہنشاہ کو باز
رکھو میرے باغ مین نہ قتل کرین ان قیدیون کو سرحد باغ سیب مین لیجائین خواہ قتل کرین خواہ بخشین
اگر یہان یہ ہنگامہ برپا ہوا باغ ہمیشہ بہار پر خزان آئی رعنائی زیبائی مٹی سب نے کہا بہت بجا ہو ستارہ
شناسان ظلم نے مکرر حکم لگایا کہ قتل طلسم کشا نا ممکن جس سرزمین پر انکا خون بہیگا خاک اُڑ جائیگی وہ آبادی
مثل صحرا معرض زوال مین ہوگی جب مصاحبون نے بھی یہ کہا لاہوت جادو گھبرا کر اپنے قصر مین آیا
دروازہ بند کر کے یکہ و تنہا سوچنے لگا اے لاہوت جادو کیا کرون یہ اقلیم کی اقلیم برباد ہوئی

شہنشاہ میرا کہنا نہ مانین گے کیونکر عرض کرون کہ ہمارے باغ مین گنہگارون کو نہ قتل کیجیے ایسے کلام
حسرت انجام پر اکثر افراسیاب جادو مصاحبون سے بدگمان ہوا ملک ومال چھین لیا افسوس نہ رہے زنتن
نہ رہے ماندن قصر ول تر دو منزل حسرت ویاس کا مسکن اب بلحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ لاہوت
جادو قصر مین اکیلا سر جھکائے ہوے سوچ رہا ہی یکایک دروازے پر ہلڑ ہوا لاہوت جادو باہر
نکل آیا دیکھا نگہبان صحراے پر آشوب خوشی خوشی حاضر ہوے عرض کی اے بہار پیراے باغ افسونگری
اے گل رعناے حدیقۂ سامری حقیقت مین آپ نے جو نخل صحرا مین بنایا تھا آج اُس سے ظہور کرامت سامری ہوا
مہتر قران سرگروہ عیاران لشکر اسلام آوارہ ہو کر زیر نخل سحر پہونچا طائرون نے آواز دی مہتر قران
آیا ہم لوگ اسکے عقب مین دوڑے جان بچا کر بھاگا لیکن مثل باد صرصر جاتا تھا ہونٹھ ہلانا ہلکو مشکل ہوا
تین کوس پر جا کر وہ جوان بخوف آبرو کنوین مین پھاند پڑا ہمنے کنوین کو پاٹ دیا اُس عیار طرار کو خاک مین
ملا یا یقین ہی کہ ہڈی تک نہ ملیگی ہزار ہا من مٹی سے کنوین کو پاٹا رشتۂ حیات کو اس طرار فرار کے کاٹا لاہوت
جادو یہ سُنکر ظاہر مین خوش ہوا باطن مین خنجر غم والم سینہ پر چل گیا اُسی طرح قصر مین آکے دروازہ بند کرکے بیٹھا
نہایت انتشار دل سے کہتا ہی جس بات کا کھٹکا خوف تھا وہی ہوا میری سرحد مین اتنا بڑا عیار مارا گیا بڑی
خرابی ہوئی ملک تباہ و برباد ہوگا لاہوت جادو اس سوچ مین سر جھکائے بیٹھا ہی لیکن مہتر قران نامدار
مضطر و بیقرار نقب کھودتا ہوا آکر اسی کمرے مین پہونچا لیکن ہوش وحواس پراگندہ اتنی دور تک نقب دے کر
آیا لاہوت جادو سرنگون بیٹھا ہی کہ مہتر قران نے بغدہ طبقہ پر مارا طبقہ ٹوٹا لاہوت جادو نے گھبرا کے
دیکھا زمین خود بخود تھرائی ایک جوان پتلہ خاک کا بنا ہوا زمین سے جست کرکے نکلا لاہوت جادو
گھبرا کے کھڑا ہو گیا کہ یہ کیا معرکہ ہی مہتر قران جو گھبرائے ہوئے نکلے بد حواس عالم یاس حواس خمسہ
پراگندہ شش و پنج جان جانے کا رنج نکلتے ہی دیکھا کہ ایک قصر عالی مین پہونچا ایک ساحر تاجدار سر
جھکائے ہوے بیٹھا تھا یا سامری کہ کے اُٹھا قصد ہوا کہ سحر کرون لیکن ہوش نا درست ہی بات جوان
سیہ فام گرد کا پتلہ بنا ہوا زمین سے نکلا اس گھبراہٹ مین اسم سحر نہ پڑھا ارے کہ کے اُٹھا تھا لیکن خوف
سے دل بیٹھا جاتا تھا مہتر قران نے دیکھا پرائے مکان مین نکلے اب یہ سحر کرکے پکڑ لے گا پیشدستی کرو شیوۂ
جرأت ہاتھ سے نہ دو یہ سوچ کر نعرۂ شیرانہ کیا حلقہ ہاے کمند مارے لاہوت جادو کی گردن و کمر مین چڑے
لاہوت جادو لڑکھڑا کے گرا مہتر قران نے حباب بیہوشی مارا اب مہتر قران مطمئن ہوے گرد وغیرہ
کو جسم سے پاک کیا لاہوت کی زبان مین سوزن دے کر ایک ستون سے باندھا آپ اُسی کی کرسی پر
جلوہ فرما ہوے بغدہ ہاتھ مین لیا لاہوت جادو کو ہوشیار کیا اب جو لاہوت کی آنکھ کھلی عجب حال

پر ملال مین اپنے کو پایا ایک جوان صاحب شوکت ولیاقت کرسی پر جلوہ فرما لاہوت جادو حیران ہوگیا کہ یہ کون جوان ہی زمین سے نکلتے ہی مجکو پکڑ لیا کس بلا مین مبتلا ہوا مہتر قران نے پکار کر آواز دی ای ساحر کیون گھبراتا ہی منم مہتر قران صاحب لغدۂ گران شاگرد رشید مہتر مہتران منظر کردۂ بزرگان صحرائے ہول خیز مین پہونچا ساحرون نے مجکو گھیرا لیکن حاکم زمین وزمان میرا معین و مددگار تھا کنوئین مین پھاندا عنایت سے پروردگار کی نقب دیتا ہوا اس قصر مین پہونچا نکلتے نکلتے قصور نہ کیا تجھ ایسے ساحر زبردست پر غالب آیا اب کیا خوف جو ہونا تھا ہوا جو اور ہونا ہوگا ہوگا بموجب مضمون اشعار

در دم زدوا کے تو فزون شد شدہ باشد
زین شیشہ اگر بو قلمون شد شدہ باشد
آن ساقی بے درد من اندیشہ نہ دارد
از بار خمر شاخ نگون شد شدہ باشد
گفتم ز غم عشق تو دیوانہ ام ای شوخ
گو کاسۂ چرخ نگون شد شدہ باشد
از رفتن سودا چہ غم آن شاہ بتان را
دیوانہ از شہر برون شد شدہ باشد

آن ہم اگر از بخت زبون شد شدہ باشد
در عاشقی از مرگ چہ پروا کہ پے دل
گل در نظرم ساغر خون شد شدہ باشد
گاہے بدل از سحر نشد رام خیالش
گفتا اگرت خبط و جنون شد شدہ باشد
کس موجب قتل من زبان شوخ چو پرسید

عشق تو بصد رنگ چو بگذاشت و کم را
جان ہم اگر از چشم برون شد شدہ باشد
ہرگز بہ امید نہ چیدیم ازین باغ
در شیشہ پری گر بفسون شد شدہ باشد
کے داستہ بودیم از نیہا طمع خام
گفتا جرم نیست کہ خون شد شدہ باشد

ای ساحر نابدار سامری جمشید پر لعنت کر پروردگار وحدہ لاشریک بانی بنائے زمین وزمان خالق دوجہان روشنی بخش ماہ و مہر نے بہشت اور دوزخ بنائے برائے سیہ کاران تیرہ بخت عذاب سخت قرار دیا گیا خوب سمجھ لے کہ وہ رب اکرم ہی اُسکی وحدانیت مین فرق ڈالنے والے کا انجام جہنم ہی دنیا ناپائدار جب آنکھ بند ہوگی حال کھلجائیگا اُسوقت پچھتائیگا سوائے افسوس پھر کیا ہاتھ آئیگا سامری پرستی ترک کر یہ اعمال زشت ہی برلے معتقدان وحدانیت وارباب طاعت بہشت ہی دیکھ اسد غازی اور ہم پانچ عیار ہوش رُبا مین آئے عنایت سے پروردگار کی بائیس[۲۲] لاکھ کا لشکر بستر ہ سو سرداران نامور ارکین طلسم ہوش رُبا زبردست رازدار بے نظیر یکتا مطیع رب اکبر ہوئے کیسے کیسے معرکے سر ہوئے حاکم طلسم نور افشان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر عقیل فہیم دانا انجام کو سوچا مطیع مذہب اسلام ہوا جانبازی مین مصروف احکام امر و نہی آلہی کا وقوف اگر گلے پر اُسکے خنجر پھرے جادہ اطاعت رب اکبر سے قدم نہ ہٹائیگا اُسکے واسطے سیر باغ بہشت عنبر سرشت ہی یہ سب حالات جو مہتر قران علی دقام نے سامنے لاہوت جادو کے بیان کیے فصاحت و بلاغت سے صفت رب اکبر مین زبان کھولی حالات سکرات و قبر لفظاً لفظاً کہے لاہوت جادو دنگ ہوگیا حیران ہی کہ اسی شخص کے مقدمہ مین نگہبانان صحرائے پر آشوب نے خبر دی تھی کہ ہم نے کنوان پاٹ دیا لیکن اُسکے خدا نے اسکو یہانتک

پہونچایا مجھ ایسے ساحر پر غالب کرایا بیشک اسکا مذہب برحق ہی خدائے نادیدہ خالق مطلق ہی صیقل تقریر مہتر قران سے زنگ کفر آئینہ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا ای قران سوزن زبان سے نکال کے مین دل سے مطیع رب اکبر ہوا قران نے بھی جان بیکر یہ نہ سمجھا کہ ساحر ہی اگر بگڑ جائیگا پھر کیونکر ہاتھ آئیگا فوراً زبان سے سوزن نکال لیا لیکن لاہوت دل سے مطیع رب بے نیاز ہوا اطاعت اسلام سے سرفراز ہوا جیسے ہی زبان سے سوزن نکلا قدمون سے مہتر قران کے لپٹ گیا کہا ای منظور کردۂ بزرگان اسوقت تونے پردۂ تاریک جو قلب روشن پر حائل تھا اُسکو تقریر دلپذیر سے اُٹھا دیا نمونہ حق و باطل کا دکھا دیا میرا جان و مال نام نامی صانع ازل پر نثار لیکن حال تو سُنو بانی بنائے اسلام کا خاتمہ ہوتا ہی قلب اُسکی غربت پر روتا ہی میری زوجہ کے باغ مین سب سرداران نامی تمھارے گرفتار ہوے کسی صحرا سے جاکر چلہ افراسیاب کا اسد و ضرغام کو بھی اُٹھا لایا صرف اب میرے جانے کی دیر تھی مین بھی یہی سوچ رہا تھا کیا تدبیر کرون اپنے باغ مین ان سرداران نامی کو نہ قتل ہونے دون اب اسطرح کا خیال ہوا اسکی تدبیر کیا ہی کچھ فکر بتاؤ یہ سنکر مہتر قران نے آہ کی حالت اپنی تباہ کی کہا ای لاہوت جادو برائے خدا کوئی تدبیر رہائی سرداران نامی کرو لاہوت نے کہا میرے کرنے سے کچھ نہین ہوسکتا خود افراسیاب موجود ہی یہ بھی تمکو آگاہ کرتا ہون صرصر شمشیر زن عیارہ بھی کبھی افراسیاب کے ساتھ آئی ہو اُسکے سامنے آپ کا جانا دشوار مین مجبور ونا چار پھر کیا ہوسکتا ہی یہ حالات مصیبت آیات سُنکر مہتر قران کے ہوش اُڑ گئے آنکھون سے آنسو بہنے لگے خیال مجبوری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے

نظم

عنان دل بدست یار دادم تا چہ پیش آید
خریدم درد عالم را بہ نقد زندگی آخر
درین وادی بحال نامرادم تا چہ پیش آید

بسے کردم تکاپو بے خبر گم رہ بمقصود بے
متاع دل فریں سودا نہادم تا چہ پیش آید
نہ شد گر تازہ کام من بجام عافیت تلخی

بنا کامی بہ غربت رو نہادم تا چہ پیش آید
بہ گرداب محبت اوفتادم تا چہ پیش آید
شدم مجنون و سرگردان نجنبم از گون آخر
بجام غم چو لب بنہادم تا چہ پیش آید

یہ اشعار مصیبت آثار پڑھکر مہتر قران بہت رو دیا کہا ای لاہوت جادو خوشخو تم تازہ مطیع اسلام ہو برائے خدا کوئی تدبیر بتاؤ ہمکو تابہ افراسیاب پہونچاؤ جیسی مصیبت پڑیگی جھیلین گے اپنی جان پر کھیلین گے لیکن اسد غازی نبیرۂ حمزہ صاحبقران عالی وقار کو قتل نہونے دینگے اگر کچھ نہ بن پڑیگا افراسیاب کی چھاتی پر چڑھ بیٹھین گے دل مین حوصلہ تو نہ رہے سپاہی کا یہی کام ہی یا مار ڈالنا یا مرنا اسی مین نام ہی تامل کرنیوالے کا بد انجام ہی لاہوت جادو نے کہا ای مہتر قران میری صلاح یہ ہی کہ ان سب کو خدا کے سپرد کرو مین تو تمھارے سبب سے راہ ضلالت سے نکلا تا بہ چشمۂ ہدایت پہونچا تمکو نکال

لے چلون ورنہ اس حوالی سے نکلنا دشوار ہی ان ساحران ہمراہی کو مطیع کرون اگر نہ مانین گے لڑتا بھڑتا
نکل جاؤنگا ہر طرح تمکو تا بہ لشکر حمزہ بہونچاؤنگا سامنے افراسیاب کے مجھ سے کچھ نہو سکیگا وہ طلسم بند
ہی حربہ تمھارا اُسپر تاثیر نہ کریگا خود گرفتار ہو جاؤگے باغ سے نکلنا دشوار ہوگا مین تمام عالم مین بدنام
ہو جاؤنگا صاحبقران کہین گے لاہوت جادو مکار تھا ظاہر مین مطیع ہوا باطن مین مہتر قران کو
لیجاکر قتل کرایا ہر شخص کو یہی گمان ہوگا مین اپنے ساتھ تمکو وہان نہ لیجاؤنگا تمکو لیکے نکل سکتا ہون
مہتر قران نے کہا اے برادر مین تو جان نہ بچاؤنگا تم صرف میری رہبری کردو تا بہ باغ ملکہ زیور محمل نشین
پہونچا دو جو مجھ سے بن پڑیگا اُسوقت کر گذرونگا اے لاہوت مین ملازم قدیم صاحبقران ہون
خواجہ عمرو کا غلام وہ میری آبرو بڑھاتے ہین لفظ جان بخش فرماتے ہین مین انکو کیا صورت دکھاؤنگا
آبروریزی سے خونریزی بہتر مرد کو سب طرح مشکل ہی یہ حقیر سر فروش کامل ہی ایک بات میرے ذہن مین
آتی ہی اگر صرف افراسیاب ہوتا مین صورت بدلکر چلتا وہ نہ پہچان سکتا لیکن چونکہ صرصر شمشیر زن
موجود ہی آنکھ ملتے ہی پہچان لیگی لطف عیاری جاتا رہیگا لہذا بصورت اصلی چلنا مناسب ہی گمان غالب ہی
اسیطور مین کچھ بن پڑیگا اے لاہوت جادو انشاء اللہ دیکھنا افراسیاب سے چلکر کیسی باتین کرتے ہین اگر دام کلام
مین اسکو نہ پھنسایا اپنے سردار گرفتاران مجلس مصیبت کو نہ رہا کیا شاگرد خواجہ عمرو نہ کہنا اور تمھارے کلام سے
ثابت ہوا کہ خواجہ عمرو گرفتار نہین ہوے بہار وغیرہ کے ساتھ تھے لیکن جست خبر کرکے نکل گئے وہ خالی نہ بیٹھینگے
ضرور کسی رنگ مین تشریف لائینگے جو کچھ ہوگا آنکھون سے دیکھ لینا تم صرف اتنا کہنا کہ عیار مہتر قران میرے پاس
آیا مجھ سے کہا کہ مجھے پاس افراسیاب جادو کے پہونچا دو مین شہنشاہ کی نوکری کرونگا حضور مجھکو بھیج کر
آپ پہچان لیجیے یہ کہکر تم الگ ہو جانا جو مجھ سے بن پڑیگا اسطور سے کلام کرون گے لاہوت جادو
رونے لگا کہا اے مہتر قران تم نظر کردۂ بزرگان دین ہو مین تمھارا قاتل ٹھہرون کیونکر میرا قلب قبول کرے
صرصر عیار تجھی دیکھتے ہی افراسیاب سے کہدے گی آپ لوگون سے انتہا کا بدگمان ہی نہین معلوم کیا کر بیٹھے
بڑا خوف طلسم کشا کا وہ بھی گرفتار دام حسرت و یاس بہار وغیرہ بھی گرفتار ہین اُسکو غنیمت ہوگا کہ عیار
طلسم کشا موجود تھا مہتر قران بھی ملا دونون عیارون کو قتل کرون پھر میرے کیے وہان کیا ہوسکے گا اگر
سحر کرون سامنے افراسیاب کے کیا حقیقت ہی وہ یکہ تاز میدان سحر و ساحری فاتح مہمات افسونگری
اگر ایک گولہ ترنج مارا اُسکا انجام کیا سواے موت کے کیا چارہ اے مہتر دل الگ خیر آپ کے کہنے کو مانا زبردستی
جان نہ دو مہتر قران نے کہا بس اب دیر نہ کرو ایسا نہو کہ اسد غازی کو قتل کر ڈالے دیکھو پردۂ غیب
سے کیا ظاہر ہوتا ہی آخر مجبور و ناچار لاہوت نے تخت سحر تیار کیا اسپر قران کو بٹھایا مہتر قران

لباس عیاری سے آراستہ سلاح جنگ سے پیراستہ بغدہ ہاتھ مین سپر فولادی پشت پر کمر مین خنجر بصد کروفر تخت اڑاتے ہوے لاہوت جادو کو سمجھاتے ہوے سمت باغ زیور محمل نشین چلے یہان افراسیاب جادو ساحری پرست نشۂ شراب سے مست تخت پر بیٹھا ہوا پوچھ رہا ہی اے زیور کیا سبب ہوا شوہر تمہارا لاہوت جادو اب تک نہ آیا قتل مین گنہگارون کے دیر ہوئی ہی زیور نے عرض کی حاضر ہوا چاہتے ہین صرصر پہلو مین افراسیاب جادو کی بیٹھی کہہ رہی ہی آج کیا باعث ہی اسد نامدار عرصہ دراز سے قید ہی کوئی عیار انکے چھوڑانے کو نہین آیا اتنے عرصہ تک کبھی قید نرہے تھے اسد غازی نے ایسے ظلم نسہے تھے افراسیاب کہتا ہی یہان آنا دشوار ہی نابدولت کے سامنے آئے آتش قہر وغضب مین پھونکدون اب قتل مسلمانان پر بدل وجان آمادہ ہون یہ سخن ناتمام تھا کہ آسمان پر برق چمکی صرصر شمشیر زن نے کہا میان مہتر قران نامدار بہ صورت اصلی ساتھ لاہوت جادو کے آتے ہین شاید کوئی نئی عیاری سوچے لیکن اے شہنشاہ آج اس کا ایسے کی بات نہ مانیے گا اس کمال کو دیکھیے ہمراہ لاہوت جادو بہ صورت اصلی آیا ہی نہین معلوم لاہوت جادو کو کہان پایا بدون کلام قتل کیجیے نہین معلوم کیا دام فریب پھیلائیگا ملکہ زیور محمل نشین بھی گھبراگئی صرصر سے پوچھنے لگی یہ جوان کون ہی صرصر نے کہا مہتر قران صاحب بغدہ گران اسی کا لقب ہی واسطے ساحرون کے ملک الموت اسکا کاٹا ہوا نہین بچتا قریب پہونچا اور بغدہ مارا جان بخش عمرو کہلاتا ہی دیکھیے کس تکلف سے آتا ہی اپنے شوہر صاحب سے پوچھیے گا تم تک یہ جوان کیونکر آیا اب صرصر افراسیاب سے زیور کو آمادۂ قتل قران کر رہی ہی افراسیاب کہتا ہی مجھ تک تو آنے دے دام اجل مین یہ سب پھنستے ہین آج کیا زندہ چھوڑونگا لیکن دل مشتاق ہی کہ دیکھون یہ آکر مجھ سے کیا کہتا ہی کیا فریب بنا کے لایا ہی یہان صحبت مین افراسیاب جادو کی کھسر پھسر ہونے لگی صرصر بہ نگاہ حیرت دیکھ رہی ہی زیور اپنے شوہر کو دیکھ کر کھڑی ہوگئی کنیزین برائے تعظیم اٹھین لاہوت جادو نے تخت زمین پر اُتارا برائے تسلیم افراسیاب جھکا مہتر قران نے بہ طور اسلام سلام کیا افراسیاب جادو بیقرار تھا ضبط نہو سکا کہا اے مہتر قران کہان چلے اے لاہوت تمکو یہ میان بغدے باز کہان ملے لاہوت جادو نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان غلام اپنے قصر پر حاضر تھا نامہ سرکار کا پہونچا قصد ہوا کہ خدمت مین چلون یہ شخص اسی طرح بہ صورت اصلی میرے پاس آیا مجھ سے کہا اے قوت بازوے افراسیاب مین بڑی مصیبت مین مبتلا ہون کئی دن سے حیران وسرگردان قصد ہی تابہ شہنشاہ طلسم ہوش رُبا پہونچون رازدل عرض کرون ذریعہ ڈھونڈھتا تھا تم سا ہمنا شہنشاہ کا کرا کے الگ ہو جاؤ جو کچھ مین عرض کرنا ہی عرض کر لینگے غلام اپنے ساتھ لایا اب حضور مکر وغیر مکر کو سمجھ لین

خواہ قتل کریں خواہ بخشیں لاہوت کا قلب اُلٹ گیا ہے بموجب تعلیم قران اتنا بھی بمشکل کہا یہ کہکے
دنگل پر بیٹھ گیا پس مہتر قران تنتنے ہوئے سامنے افراسیاب کے آئے کہا اے شہنشاہ عالیمقام اے
مرجع انام اے صاحب سطوت وصولت اے ساحر باکرامت مجھ سے زیادہ کوئی آپ کا دشمن نہیں اب
بھی اگر پاؤں تو قتل کروں مرد سپاہی جو دل میں آیا وہ صاف صاف عرض کر رہا ہوں آپ خوب
آگاہ ہیں کہ میں جان بخش محواجہ عمرو کہلاتا ہوں آپ کے ہزاروں جادوگر مارے یہ بغدہ جو میرے
ہاتھ میں ہے اسنے ساحران طلسم ہوش رُبا کا خون پیا لیکن عمرو نے مجکو کلمہ ہائے سخت درشت کہے
بی مہجبین نے میری قدر نہ کی بی مہرخ کو سلطنت کا غرور ہے ہمارے واسطے ہو کی پہرہ مقرر ہوا اور
جو جو گذرا اُسکو نہ عرض کرونگا یہ لفظ کافی ہے کہ مجکو صحبت عمرو سے نفرت ہوئی سپاہی نوکری پیشہ مثل
شمشیر جوہر اصلی رکھتے ہیں جسکے ہاتھ میں ہونگے کام کرینگے بموجب مضمون شعر جھک کے شاہ وگدا سے ملتی ہے ؎
دونوں باگیں یہ تیغ کستی ہے ؎ آرزو یہ ہے کہ آپ کی نوکری کریں سرمیدان عمرو چالاک سے
سمجھ لیں لیکن حضور قدردانی فرمائیں ہمارے مذہب کا نام نہ لیں سپاہی جان کر قدر کریں دیو سے لڑ لیں
اگر طلسم کشا کو اپنے ہاتھ سے نہ قتل کریں گردن از مو باریک جسکا نمک کھائینگے اُسی پر جان نثار کرینگے عمرو
و مہرخ نے ہمیں ذلیل کیا اور حضور ہمنے آتے آتے یہ دیکھا کہ بی صرصر ہوا باندھتی ہیں لیکن ہم اشارے
کنائے خوب سمجھتے ہیں ہمکو دیکھکر اسنے کہا مکار وغدار آتا ہے یہ ہماری ہم پیشہ ہے ہم ملازم سرکار دولتمدار
ہو گئے ان ایسی شغفتلوں کو کون پوچھے گا دریافت کیجیے انھوں نے کتنے ساحر مارے ہمنے آجتک کتنے قتل
کیے طلسم ہوش رُبا کے رکن گرادیے اگر ہماری بات کا اعتبار آئے زمرۂ نمکخواران میں شریک کیجیے ابھی
آپکے سامنے طلسم کشا کو قتل کریں ان سب کے خون سے ہاتھ بھریں یا جواب صاف دیجیے خانہ آباد دولت
زیادہ جھوٹ بولنے کی عادت نہیں اور آپ کے دل پر بھی اگر ہمارا نقش محبت نہ جمے تو کیا تعجب ہے
جسدن سے اس طلسم میں آئے آپ کے ساتھ دشمنی کی اگر طلسم بند نہوتے اب تک مار ڈالا ہوتا آپ ایسے سیکڑوں
بادشاہ قتل کیے حمزہ کی عظم وشان بڑھائی ہماری ذات سے اُنکی شوکت ولیاقت قائم ہے اب بعد
چندے ساعت فرمایے گا کوئی نام بھی حمزہ عرب کا نہ لے گا بی مہرخ ٹھوکریں کھاتی پھرینگی حضور خاموش
ہنوں جو دل تردد منزل میں آئے اُسکو ظاہر کیجیے اس فصاحت و بلاغت سے مہتر قران نے اس مضمون کو
بیان کیا باتوں میں کبھی رویا کبھی ہنسا کبھی بغدہ اُٹھا کر کہا اے افراسیاب جادو تیرے سامنے اپنے سر پر
ماریں ہنوز نہ سپاہگری دکھائیں جان دینا ہمارے نزدیک کیا مشکل ہے ذلت نہ گوارا کرینگے آبرو کا صدمہ
جان افراسیاب کے دل میں ایک مزا آگیا مردنے برمہتر قران کے رحم بھی آیا کہا اے مہتر قران اگر

اصل مین تمھارا یہی ارادہ ہو قلب کی صفائی سے مجھ سے ملوگے وہ مرتبہ کردونگا کہ تاجداران جلیل کو تمھارے مرتبہ پر رشک ہوویگا لیکن صاف کہون دل کو تردد ہو آج ہی اسد غازی قید ہوے اسی وقت تم آئے تمنے یہ کیفیت بیان کی کیونکر دل کو میرے یقین آئے مہتر قران نے کہا کیا خوب ارشاد ہوا ان باتون سے ہمارا دل شاد ہوا جو دل مین تھا وہ حضور نے کہدیا ہمسے صفائی کا امتحان لیجیے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہو اسی مثل کو ایک صاحب مضحکہ نے بڑے لطف سے نظم کیا ہو حضور یہ چارون مصرع لائق سماعت ہین نظم

پوچھا صاحبقران نے جادو جی
آگے تیرے یہ غارسی کیا ہو
ہنسکے بولی کہ دیکھو صاحب
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہو

افراسیاب بے اختیار ہنس پڑا مہتر قران نہایت بلیغ و فصیح حسن و جمال مین شر کو نظم کیا ایسے فقرات برجستہ سامنے افراسیاب کے کہے باتون مین افراسیاب محظوظ ہوا کبھی ہنستا ہو کبھی طرف صرصر کے متوجہ ہوا صرصر اشارہ کرتی ہو اے شہنشاہ سراسر مکر باتون مین اسکے مکاری بھری ہوئی ہو آپ دھوکا کھاتے ہین دشمن بزرگ قبضے مین آیا تامل نہ کیجیے شعر دانی کہ چہ گفت زال بارستم گرد نہ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد نہ آپ اسکی باتون پر ہنستے ہین صریح دام مکر مین پھنستے ہین مہتر قران ان اشارون کو سمجھ کے تنتنے ہوے سامنے افراسیاب کے آتے ہین کہتے ہین اے شہنشاہ جو آپ کے دل مین آئے وہ کیجیے اس شفتل سے نہ پوچھیے یہ عورت بازاری سپاہی کی آبرو کو کیا سمجھے آپ بادشاہ عالیجاہ فلک عز و شرف کے ماہ خوب دل مین سمجھ گئے ہونگے اگر مجھے عیاری منظور ہوتی بصورت مبدل آتا یہ منھ دیکھتی رہجاتی مین عیاری کر گذرتا اول امتحان لیجیے ان پانچون عیار بچیون کو مجھپر چھوڑ دیجیے حقیقت مین پانچون بڑی پاجی ہین حضور اگر باتون مین ان پانچون کو نہ بیہوش کرون سزا دیجیے سر کاٹ لیجیے افراسیاب جادو کبھی کھٹکتا ہو کبھی باتون پر مہتر قران کی دل و جان سے متوجہ ہو کر کہتا ہو اے مہتر قران ہمنے تمکو ملازم کیا ہمارے ساتھ رہا کرو مہتر قران جواب دیتے ہین اے شہنشاہ اگر میری خطا معاف ہو تو ان سب کو جلد قتل کیجیے مجھے فرمان مرحمت ہو لشکر ملکہ حیرت مین جاؤن خواجہ عمرو کو تلاش کرکے قتل کرون شعلے آگ کے کلیجہ مین بھڑک رہے ہین جی چاہتا ہو اپنی جان دیدون چالاک کو عمرو کے سامنے قتل کرین کہاریان زادے کے کلیجے پر گھاؤ پڑے یہ تو یاد کرے کہ کسی شریف کو ذلیل کیا اُسکا انجام یہ ہوا اب ناظرین بنگاہ غور ملاحظہ فرمائین باتون مین مہتر قران نے اتنا بڑا رنگ جمایا کہ افراسیاب جادو متوجہ ہوا باتین ہنس ہنس کے کر رہا ہو لیکن مہتر قران حیران و مضطر شش و پنج مین ششدر کہ اب کیا تدبیر کرون شرابکا چرچا سامنے صرصر کے نہین ہوسکتا پھر کون صورت ہو کہ اسد غازی وغیرہ کو رہا کرون ہرچند کہ مین نے باتون مین گھلایا آتش کو ٹھنڈا کیا لیکن مطلب کیا حاصل ہوا اتنا ہوا کہ گھڑی دو گھڑی میں ہو گئی کیا فکر کرون

صرصر ایسی در انداز بندھی ہوئی ہوا کو بگاڑ دیتی ہے طعن و تشنیع باتوں میں کر رہی ہے کبھی کہتی ہے ای قران کیا کہنا خوب آتے ہی رنگ جمایا مہتر قران جواب دیتے ہیں بی صرصر اپنی چونچ سنبھالو میرے منھ سے کوئی کلمہ سخت نکل جائیگا میں اپنی جان سے بیزار ہوں بیشک اسد غازی کو چھوڑانے آیا ہوں شعلہ کو دھوکا دیتا ہوں تمھارے باپ کا کیا اجارہ ہے ایسے فقرے دے کر ہمنے ہزاروں کو مارا ہے ان باتوں پر قران کی افراسیاب صرصر کو منع کرتا ہے اچھا صرصر تم دخل نہ دو ہم کیا نادان ہیں جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کرینگے ابتو ہمنے انکو تو کر رکھا عمرو سے انکو لڑا دینگے بخوبی امتحان ہو جائیگا لیکن مہتر قران پریشان کلیجے پر چھری پھر رہی ہے ناظرین ملاحظہ کریں اب وقت عیاری آیا عجب مقام کیفیت ہے نظم

چلا ہے شہب کلک صحرا نورد
عمرو و تیز رو کا بتاؤں نشان
سر بزم صرصر کی چالاکیاں
قلم طبع روشن ہے افلاک پر
کہاں ہے کے ساقی نے ای بادہ خوار
سُنا قصہ خواجہ ذی حشم

طراروں سے دشمن کو کر گرد برد
ترا فندہ ریش جادوگران
دکھاتی ہے ماتو نہیں بیباکیاں
دکھانے لگا کلک اپنا ہنر
نبوشیدہ جام مے خوشگوار
اسد ہے گرفتار رنج و الم

دکھا دے مجھے آج طراریاں
عجب وقت ہے سخت ای ہمنشین
جو اس بزم دلکش میں پہنچے عمرو
سر بزم ساقی سے جھینک ہوئی
ہر اک فکر کو دل سے اب دور کر
لکھا داستان ہدایت نشان

لکھوں جو شش ہیں کے عیاریاں
قران غم میں مبتلا ہے اندوہگین
کرامات کی بات ہے ای قلم
پے چشم بیباک عینک ہوئی
کہ مشتاق ہیں ہمکو مسرور کر
کرے بلبل طبع گلریزیاں

غزل

تمھاری رات کی شرم و حجاب کی باتیں
کسی سے کہیے تو سمجھے وہ خواب کی باتیں

وہ پیر ہوں کہ سنوں شیخ و شاب کی باتیں
مگر نہ ترک ہوں مجھ سے شباب کی باتیں

جگہ تو پہلوے دلبر میں مل گئی ای دل
ٹھہر اب اچھی نہیں اضطراب کی باتیں

کلیم سمجھے تھے کچھ سُنکے لن ترانی طور
کہ تھیں یہ کس صنم لاجواب کی باتیں

ہم اور خط نہ لکھیں اسکو حضرت ناصح
غرض ہیں لکھنے کے قابل جناب کی باتیں

خدا نہ کردہ چلی آنکھ دل کے کہنے پر
خراب کر لی ہیں خانہ خراب کی باتیں

بگڑ کے بولتے ہیں ہیں تمھارے لاکھ بناؤ
ہزار لطف سے بہتر عتاب کی باتیں

یہ طرفہ پیچ ہے تقدیر کا کہ وصل میں بھی
تمام شب تھیں اُدھر پیچ و تاب کی باتیں

اشارے یوں رہیں باہم کہ کچھ نہ سمجھے غیر
مرے تمھارے سوال و جواب کی باتیں

ہمیشہ کرتے ہیں ذکر عذاب ہی واعظ
سنا دے پیر مغان کچھ ثواب کی باتیں

کبھی تو بوسے دیے جاؤ گننے سے کیا کام
کہ ہو رہینگی کبھی پھر حساب کی باتیں

فراق دوست ہوئی رُت جوانی بھی
کہ ہم ہیں اور وہ عہد شباب کی باتیں

جو کی تھی خواہش ہمبستری یار کبھی
ہنسا یہ بخت کہ کرتے ہو خواب کی باتین
یہ کہ رہی ہی کہ بے پردہ یار کو دیکھین
سُنو مری نگہ بے حجاب کی باتین
خبر کو خود مجھے قاصد کی بھیجتا ہی کہین
جلال اور سنو اضطراب کی باتین

چہرہ نغمہ سنجان شاخسار حدیقۂ سخنوری و طوطیان شکرستان فصاحت گستری بلبل عندلیبان خوشنوا غنچۂ انجمن سامعین مین یون نغمہ سرا ہین کہ گل بوستان عیاری سرو حدیقۂ نخجر گذاری رنگین بیان یعنی جہتر قران سامنے افراسیاب کے رنگ جما رہا ہی باتین بنا رہا ہی کبھی صرصر کو جھڑک دیتا ہی کبھی افراسیاب سے داد سخن لیتا ہی کبھی عرض پیرا ہی کہ اے شہنشاہ زمرۂ ملازمان مین یہ حقیر داخل ہوا اب خیر خواہی پر کمر باندھون اسد شیر دل کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون آپ پر نجومی بی خطا ہو کہ دل و جان سے یہ ہمارے شریک ہوا لیکن حسرت یہ ہی کہ حضور مجکو خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے روانہ کرین مین جا کر اپنے نام پر طبل جنگی بجواؤن سر میدان عمرو و چالاک کو ٹوکون وقت پر آپ بھی تشریف لائین میری جانبازی ملاحظہ فرمائین لیکن ان سب کے قتل مین اب دیر نہ کیجیے زبان سے تو قران یہ کہتا ہی لیکن دل دھڑک رہا ہی زمزمہ سرائی پر جہتر قران کی زریور وغیرہ خاموش آپس مین اشارے ہو رہے ہین کہ کیا خوش تقریر ہی فصاحت و بلاغت مین بے نظیر ہی یکایک دیوار باغ سے آواز آئی اے شہنشاہ طلسم ہوشربا اعلیٰ اعلیٰ مراتب رہین چراغ سلطنت روشن ہو غلام خیر خواہ مدت سے مشتاق ملازمت سرکاری تھا آج ستارۂ بخت چمکا آفتاب عالمتاب چہرۂ پرنور کی زیارت سے دیدۂ دل روشن ہوے افراسیاب جادو نے پلٹ کر دیکھا ایک عیار لیکن وضع گنوارون کی گاڑھے کی مرزائی مارکین کی دھوتی ایک انگوچھا سر پر لپیٹے ہوے تلوار چمڑے کے نیام کی سپر کہنہ مین پھول ندارد ایک پھول وہ بھی مرجھایا ہوا موٹی سی کمان داہنے شانے پر ایک ترکش گھنا ہوا اس مین چند تیر شکستہ چادر سے کمر باندھے ہوے بجاے کمند سوت کا رسہ شانے پر پڑا ہوا جو تہ چمڑے کا دھا تیل مین ڈوبا ہوا گردین اٹھا ہوا کر بڑی بڑی ڈاڑھی مونچھین بڑی بڑی ہونٹھون پر لٹکی ہوئی جھم سے باغ مین کود اکڑتا ہوا سامنے افراسیاب کے آیا بہت دعائین دین مگر یہ سب نے دیکھا کہ آنکھین بڑی بڑی صرصر حیران کہ یہ کون شخص ہی قران بھی متردد کہ یہ گنوار کہان سے آیا جب افراسیاب کو بہت دعائین دین افراسیاب نے کہا اے شخص تیرا کیا نام ہی بابت سے تیرا کیا کام ہی عرض کی غلام کا نام سرہنگ کوہی ہی درۂ کوہ مین رہتا ہون یکتے دوکے کی خبر سناتا ہون قزاقی پیشہ ہزارون مسافر مار ڈالے لاشون سے کنوئین بھر دیے ہزار دو ہزار شاگرد آپکی دیا سے ہین محتاج نہین کون ایسا مرد آدمی ہوگا جو دو چار مہرین اپنے پاس نہ رکھے اس دیہا عین

اس غلام کی دھاک ہی بڑے بڑے عیار مارے مدت سے ہوس تھی سرکار دولت مدار کی خدمت مین
حاضر ہون بہت دنون قزاقی کر چکا اب نوکری کرون لیکن امیدوار ہون کہ امتحان کر کے حضور
مجکو ملازم کرین سُنا تھا مین نے کوئی عمرو عیار ہی اُسکے شاگرد بہت ہین اس ساربان زادے کا پتہ
بتائیے یا سامنے بلائیے صاف کہلا بھیجیے کہ او ساربان زادے تیری گوشمالی کے واسطے جناب
سرہنگ کوہی تشریف لائے ہین یہ گنوار غلام آپ کا ہاتھ ہی دشمن کو حضور کے چیر پھاڑ کے کھا جائیگا
افراسیاب نے دیکھا باتین تو گنوارون کی ہین لیکن طرار فرار چہرے سے مکاری غداری آشکار
مہتر قران نامدار اُسکی باتین سُنکر ہنس رہے ہین کہ یہ گنوار چبا چبا کے باتین کر رہا ہی سب عیارون کو بُرا
کہتا ہی نگاہ غور سے صرصر بھی دیکھ رہی ہی کہ یہ کون شخص ہی عیار خوش چشم صاحب قہر و خشم اپنے نہایہ سے
رم کرتا ہی قدم نہین جمتا زبان مثل مقراض چل رہی ہی ملکہ صرصر نے مہتر قران سے کہا کہ اے صاحب
بغدہ گران اس گنوار مکار کو جواب دو بڑے لاف و گزاف کرتا ہی بجائے کمند موے نے سوت کا رسّہ
کاندھے پر ڈالا ہی کسی جولاہے کا رشتہ دار ہی تھان کا اُڑا یہ نگوڑا عیاری کیا جانے تانا بھاری کرنیوالا
یہ مثل اس مقام پر ٹھیک ہی کرگا چھوڑ تماشے کو جاے مفت کی چوٹ جولاہہ کھائے مہتر قران نے
ہنسکر کہا دیوانہ وحشی ہی ابھی شہنشاہ حکم دین گوشمالی کرون دونون کان اُکھیڑ ڈالون کان ہو جائین
امکان کیا جو ہمسے لڑسکے اک جا کی کا ہاتھ ماردون ناک اُڑ جائے ناکے تک روتا ہوا جائے صرصر و
قران تو اشارے کر رہے ہین لیکن سرہنگ کی زبان نہین رکتی کبھی افراسیاب کے گرد پھرتا ہی کبھی
دانت نکالکر عرض کرتا ہی گوسیان میری بات کا جواب نہ ملا افراسیاب نے کہا اے سرہنگ کوہی تم
عمرو سے امتحان کے خواہان ہو عمرو اسوقت کہان ہی ہم تکو نامہ لکھکر پاس ملکہ حیرت جادو کے روانہ
کرین وہان طبل جنگی بجے عمرو کو یا اُسکے فرزند چالاک کو للکار و حقیقت مین اگر عمرو کو زیر کر دگے
بہت سا انعام ملے گا ہم تمھاری بڑی قدر کرینگے بلکہ شاگرد رشید عمرو مہتر قران نامور ہمارا آکر ملازم
ہوا ہی یہان سے تابہ کوہ عقیق عیاران عمرو مین انکا مثل نہین جرات شوکت لیاقت عیاری خنجر گزاری انکی
ذات پر موقوف ہی حقیقت مین اے سرہنگ کوہی جیسے ساحران زبردست اس جوان شیر دل کے
ہاتھ سے قتل ہوے کیا مجال تھی بہرام فلک کی کہ اُنسے آنکھ ملاتا یا اُنکے سامنے واسطے عیاری کے آتا اسی
جوان خوش انجام کا کلیجہ تھا لیکن باغیون نے اسکی قدر نہ کی تنگ ہو کر میرے پاس آیا ہی سرہنگ نے
کہا جسکا سرکار نے ذکر کیا وہ کہان ہی افراسیاب جادو نے طرف مہتر قران کے اشارہ کیا یہ سامنے
موجود ہی مہتر قران کو سرہنگ نے بہ نگاہ غور دیکھا کہا صاحب گوسیان ایسون سے تو مین ہل

جتواتا ہون ایسے لونڈے لاڑیون کو رستہ بتاتا ہون انکی کیا حقیقت ہی اور یہ جو عیارہ آپ کے پہلو
مین بیٹھی ہی ثریا معلوم ہوتی ہی ہمرے گانوٴن مین بی گنان ثریا اُسکی نوچی اسی صورت کی ہی ایک ٹھہر
دے کر ہمنے اُسکا سر ڈھانکا دس من غلہ دیا ایک بیگھہ ڈیڑھ بسوہ زمین معافی مین مین نے اُسکو دیدی
کر بوے جوتے کھائے پڑی رہے یہ بیچاری کیا ہین جب تو صرصر گالیان دینے لگی نگوڑے گنوار تیری
شامتین آئی ہین تیری گھر والی ثریا ہونگی گنان کا بچہ بیہودہ بکتا ہی سر ہنگ کوہی باتون پر صرصر کی
بہت ہنسے کہا تمھاری گالیان کھانے کے واسطے ہین بی بی جو چاہو کہو تمھری بات کا جواب نہ دینگے یہ
حبشی صاحب کچھ بولین تو انکو کچھ جواب دین مہتر قران کو بات سننے کی کب تاب ہی مرد سپاہی گرم
مزاج مردان عالم کے سر کا تاج بغدے پر ہاتھ ڈالا کہا او گنوار کیا بیہودہ بکتا ہی ایک بغدہ اُٹھا سیدھا
ماردونگا سر کو دو ہاتھ گھاتا پھریگا ساری عیاری مکاری بھول جائیگا تو قزاقی کیا کریگا مسافرون کو
سکھیا دے کر مارا ہوگا شہنشاہ کے سامنے بڑھ کر بات کرتا ہی قبضے پر ہاتھ رکھا ای شہنشاہ حضور کے سامنے
میرے اسکے دو دو چوٹین ہو جائین حضور انصاف فرمائین ابھی اسکی مشکین باندھتا ہون ان باتون
پر سر ہنگ کوہی خوب ہنسا کہا بھلا شہنشاہ میان کو غصہ تو آیا اب انکو حکم دیجیے میرے انکے چوٹ
چلے میان کو پوری گھائی یاد نہوگی چوٹون کے نام سُن لیے ہونگے اک انی کا ہاتھ مارونگا آنتین ڈھیر
ہو جائینگی مین گوہا لڑنے والا پھکیت بنوٹ کشتی گیر عیاری مین بے نظیر میان نے کوئی دو چوٹین سیکھی ہونگی
دو چار انجھر مجھے سحر کے بھی یاد ہین وقت بیوقت جانور بنکے نکلجاؤن ہر طرح حریف کو مارلون مہتر قران
نے کہا ای شہنشاہ ایک بات کا اس سے اقرار لیجیے میرے اسکے تلوار چلے لیکن سحر نہ کرے افراسیاب جادو
نے کہا ای مہتر قران کیا مجال میرے سامنے سحر کر سکتا ہی اسکا لاف و گزاف مجکو بھی ناگوار ہوا قران
نے کہا مین سمجھائے دیتا ہون لیکن سحر کا خیال رکھیے کا ایسا نہو لڑنے مین سحر کرے میرے ہاتھ پانٴون بیکار ہون
یہ مکار چوٹ مار دے اسپر ناز کرے افراسیاب نے کہا ای سر ہنگ کوہی خبردار سحر نہ کرنا ورنہ تجھ تا
ہی فن سحر و ساحری مابدولت کا غلام ایک اشارے مین برق چمکا دونگا خرمن حیات تیرا پھونک دونگا
سر ہنگ نے کہا نہین صاحب مین اپر سحر نہ کرونگا لیکن ای افراسیاب اپر اگر غالب آؤن سرکار
سے انعام پاؤن افراسیاب نے کہا اگر تو مہتر قران پر غالب آیا جو مانگے گا وہ دونگا عیارون کا
افسر کرونگا یہ کہکر مہتر قران کی جانب متوجہ ہوا کہا کیون قران اس سے لڑوگے مہتر قران نے کہا
حضور یہ کیا ہی مسخرہ دیوانہ ہوا ہی دیکھیے تو کتنی چوٹین مارتا ہون اگر دم لینے دون تو اپنا ملازم نہ قرار دیجیے گا
مہتر قران کے زور شور سے افراسیاب بخوبی آگاہ ہی اپنی بات کا بھی خیال کہ ایک گنوار نے آکر

لاف وگزاف کیا اگر یہ ذلیل نہوا ہت بلبلائے گا سب اہالیان جلسہ کو اشتیاق زیور دلاہوت
مشتاق کہہ رہے ہین کہ اے شہنشاہ اول ان دونون کا مقابلہ دیکھیے بعدہ قیدیان بلا کو قتل کیجیے اپنا عوض
لیجیے قران نے کہا اے شہنشاہ اب مین آپ کا ملازم خاص بندہ با اختصاص ہوا اسکو سزا دونگا اسد
کو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا صرصر کی نگاہ لڑی ہے سرہنگ کو ہی تلوار کھینچکر تیور بدلنے لگا کہا میان
جلشی آؤ قران نے کہا اس نٹ بازی سے ہلکو نفرت ہے یہ اچھلنا کودنا کیا یہ کہکر مہتر قران نے
بغدے پر ہاتھ رکھا سرہنگ نے جلکر مہتر قران پر وار کیا مہتر قران نے بغدے پر گانٹھا سرہنگ
برس پڑا مہتر قران کو دم لینا مشکل کردیا کبھی مہتر قران خالی دیتے ہین کبھی وار سرہنگ کا روکتا
ہے اب احسنت و آفرین کی صدائین بلند ہوئین صرصر نے کہا اے شہنشاہ حقیقت مین یہ لنگوڑا گنوار
بلائے روزگار ہے مہتر قران ہی ایسا ہے کہ اسکی چوٹون سے بچ رہا ہے افراسیاب نے کہا اگر ایسا نہوتا
بلا تکلف میرے سامنے کیون دعوی کرکے آتا صرصر نے کہا اے شہنشاہ بیشک مہتر قران کو بڑی مشکل
پڑی ہے دونون کی نگاہ لڑی ہے کسی کی نگاہ نہین جھپکتی خوب دونون مین چھوٹ کی چوٹین چل رہی ہین
مجھے تو سرہنگ کو ہی غالب معلوم ہوتا ہے حقیقت مین مہتر قران کو جان کی پڑی ہے جی مین کہتا ہے
بڑے ظالم سے مقابلہ ہوا کس کام کو آیا کس جھگڑے مین پھنسا سرہنگ نے لڑتے لڑتے مہتر قران پر کمند
کے حلقے مارے گردن و کمر مین حلقے آئے لیکن مہتر قران نے سبک ہوکر جست کی حلقہ کمند سرہنگ سے
یون نکلا جیسے شرارہ سنگ سے یا گنج سے ہوائی یا عینک سے نگاہ افراسیاب اُچھل پڑا کہا مہتر قران خوب
بچے قران کی جان پر بنی ہے افراسیاب کو سلام تو کیا اسی طرح حلقہ ہائے کمند مہتر قران نے مارے
سرہنگ بھی نکلا کچھ حلقے کاٹے افراسیاب جادو دونون کی تعریف کرتا ہے قران و سرہنگ پسینے
پسینے غضب کی کارزار ہے حقیقت مین سرہنگ کو ہی بڑا ہوشیار ہے کسی فن مین کمی نہین کرتا ہے افراسیاب
کو بڑا خیال ہے کہ آج ہی مین نے مہتر قران کو نوکر رکھا بڑی سختی مین بیچارہ پھنس گیا اگر قتل ہوا بڑی
بدنامی ہوگی صرصر شمشیر زن کہتی ہے حضور اب چارہ کیا لیکن اس لڑائی کے تماشے مین افراسیاب
جادو ایسا مصروف ہے کہ قتل اسد کو بالکل بھولا دونون کی سپاہگری پر عش عش کر رہا ہے تمام اہالیان محفل
مبہوت لب پر مہر سکوت لاہوت جادو حیران کہ مہتر قران کو کام کے واسطے بلایا بیچارہ کس جھگڑے
مین پھنسا خدا اسکی آبرو بچائے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اگر شاید مہتر قران پر کوئی زوال آیا اہل اسلام
کہین کے نہ رہے گئے ملک سے مسلمان ہوا انہنے بڑے عیار کو قتل کرایا اے پروردگار مہتر قران کو بچانا استادان سخنور
نے تحریر فرمایا ہے تحریر و تقریر مین رنگ شعبدہ دکھایا ہے پہر بہر کامل مہتر قران سے اور سرہنگ ہی

سے تلوار چلی کسی نے چوٹ نہین کھائی دونون چھوڑ کر لڑ رہے ہین اب مہتر قران بعد پھر پھر کے سنبھلا بغدہ تھام کر نعرہ کیا او گنوار ہوشیار ہو جا نعرہ قران

سیرۂ السیر چون باد بہاری | جہان سر ہنگ در خنجر گزاری
بمیدان اژدر آتش فشانم | منم مہتر قران شیر زیانم

اب افراسیاب نے دیکھا مہتر قران کے تیور بدلے چھوٹ کی چوٹین مارنے لگا ہر مرتبہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مہتر قران کا بغدہ پڑا سر ہنگ کا سر اُڑ گیا سر ہنگ سب دب کے اپنے کو بچاتا ہے پیچھے ہٹا جاتا ہے مہتر قران نے دم لینا دشوار کر دیا سر ہنگ ادا اس عالم یاس کبھی لوٹ مار کبھی چوٹ بچانے کو جست کی اب وار نہین کر سکتا مہتر قران نے بغدے کے نیچے رکھ لیا نہنگا نہ لپنگا نہ چھپا یا ہوا ہر مرتبہ سایہ مین بغدے کے لیتا ہے جب چوٹ پڑی سر ہنگ دب کر پیچھے ہٹا بغدہ مہتر قران کا پڑا دنا لے کی آواز آئی گا وزمین تھرائی مگر سر ہنگ کوہی نے اپنے کو بچایا افراسیاب و لاہوت ملکہ زیور و ملکہ صرصر سب کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ مہتر قران سر ہنگ کو دبا تا ہوا لیے جاتا ہے چوٹین مہتر قران کی وہ چھوٹ کی چلین کہ سر ہنگ کا جی چھوٹ گیا سوائے پشت دکھلانے کے کچھ نہ بن پڑا بیچ مین باغ کے ایک قصر عالیشان ہے پردے اسمین پڑے ہوئے عرصہ دراز سے وہ قصر صاف نہین ہوا کچھ ٹوٹے ہوئے پلنگ کچھ پڑے و صندوقیان اس طرح کے اشیا ر اس قصر مین بھرے ہوئے ہین سر ہنگ بٹا ہوا ان پردون تک آیا قران نے پیچھا نہ چھوڑا بغدے کے سایہ مین لیا سر ہنگ کو یقین ہوا ابکی مرتبہ اگر بغدہ پڑا سر اُڑ جائیگا یا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہونگے جان بچنا دشوار گھبرا کر بھاگا مہتر قران نے کہا او نامرد کہان جاتا ہے شرم نہ آئی پشت دکھائی افراسیاب نے بھی آواز دی اے مہتر قران کیا کہنا حریف کو مار لیا ہے جانے نپائے اپنا قوت بازو قرار دونگا میری بات رکھ لی کیا سپاہگری دکھائی صرصر بھی وجد مین کہتی ہے اے شہنشاہ مہتر قران نے کیا کام کیا اب نگوڑے گنوار کو دبا لیا بھڑوے کے منہ پر ہوائیان اُڑ رہی ہین اب نہین کچھ بن پڑتا لاف و گزاف بھولا سب سے زیادہ لاہوت جادو کو خوشی ہے کہتا ہے اے شہنشاہ آپ نے جرأت مہتر قران کو دیکھا شیر کے تیور ہین اسکے سامنے بڑے بڑے پہلوان زیر و زبر ہین رستم کی اسکے سامنے کیا حقیقت ہے سہراب یل کو کیا لیاقت ہے افراسیاب کہتا ہے اے لاہوت جادو سچ کہتے ہو مین بھی ایسی قدردانی کرونگا دامن مدعا دُر بے بہا سے بھرونگا سر ہنگ کوہی نے جو دیکھا کہ اب جان بچنے کی کوئی صورت نہین جست کر کے پردے کے اندر گھس گیا مہتر قران نے کہا دیکھیے حضور نامرد نے پردہ کیا افراسیاب نے کہا ڈھونڈھو مین بھی آیا اے مہتر قران کیا کمال کیا اسوقت میری بات کو رکھ لیا مین نہایت

خوش ہوں تجکو بڑا رتبہ دونگا افراسیاب و لاہوت جادو و ملکہ زیور خوشخو دوڑکر قریب جہتر قران
کے آئے جہتر قران نے پردے پر ہاتھ ڈالا توڑکر پھینک دیا سب نے دیکھا اس قصر مین تمام یہ
اشیا بھرے ہوئے ہین کہ چار پائیان شکست لکڑیان بیکار اگر قصد کیا جاے کہ ان سب کو اُٹھائین
دس پانچ فردور ہون دو پہر مین سب اُٹھے افراسیاب جادو نے کہا اے قران تلاش کرو
قران نے دو چار بغدے اُن ٹیرون پر مارے کھڑ کھڑاہٹ کی آواز آئی قران نے کہا حضور
انہین چھپا ہے مین ڈھونڈھ کر نکالونگا وہ جو اُسنے کہا تھا کہ سحر بھی مجھے آتا ہے وہی فن اسکا کام
آیا بُری فطرت سے اپنے کو بچا یا حضور سحر کا خیال رکھین جرات مین غلام کمی نہ کریگا یہ کہکر ٹیرون
کو کھڑکھڑایا افراسیاب وغیرہ بیرون قصر سے دیکھ رہے ہین یکایک ایک بلاو بڑا سا اُن ٹیرون کے
بیچ مین سے غراتا ہوا نکلا افراسیاب نے کہا لو وہ سرہنگ کو ہی سحر کرکے گربہ مسکین بنا پکار کر آواز
دی اے قران لینا بقول سعدی گربہ کشتن بروز اول مگر وہ بلاؤ جہتر قران کو دیکھکر گھبرایا جست کرکے
باغ مین بھاگا جہتر قران نے نعرہ کیا اد کتوار کہان بھاگ کے جائیگا بلاؤ کیا اگر تو جانور بنتا تو بھی تیرا
تعاقب نہ چھوڑتا الحق ناظرین ہے اب وہ بلاؤ جدھر بھاگ کر جاتا ہے جہتر قران بغدہ ٹیک کر
اُسکے برابر پہونچتا ہے وہ جست کرکے درخت پر چڑھتا ہے جہتر قران نے دوڑکر بغدہ مارا نخل قلم ہوکے
گرا افراسیاب جادو دیکھتا ہے جہتر قران کو انتہا کا غصہ کف منھ سے جاری ابروے خمدار کیر بل
تعاقب مین بلاؤ کے چھل بل یون گھیرا ڈالا ہے کہ سارے باغ مین بلاؤ بھاگتا پھرتا ہے جہتر قران پیچھا نہین
چھوڑتے پیٹے لیکن یہی صدا ہے اب او گنوار تجھے زندہ نہ چھوڑونگا سحر کرکے بلاؤ بنگیا جوا نون کے
نزدیک کتے بلی کا مارنا کیا مشکل ہے ایسے تو ٹرا جاہل ہے دوڑتے دوڑتے جب جہتر قران تاچار ہوئے بلاؤ نے
جست کی جہتر قران برابر پہونچا قصد کیا بغدے کا ہاتھ مارون بلاؤ دب کے نکلا دیوار کے برابر پہونچا
پہنچے جاکے دیوار پر چڑھنے لگا بلاؤ نے منڈیر تھامی چاہتا ہے دیوار کو فرائے قران جست کرکے بلند ہوا
بغدہ مارا بلاؤ کا سر قلم ہوا دھم سے لاشہ بلاؤ کا زمین پر گرا جہتر قران نے ہجوم کے نعرہ کیا منم صاحب
بغدہ گران نظر کردۂ بزرگان افراسیاب جادو نے دوڑکر قران کے ہاتھ چوم لیے لاہوت جادو
تصدق ہوا صرصر بھی تعریفین کرنے لگی لیکن لاشہ بلاؤ کا زمین مین تڑپا سرد ہوگیا صورت تبدیل
نہوئی مثل جادوگر کے مرنے کی بھی آواز نہ آئی افراسیاب جادو نے کہا اے قران یہ کیا معرکہ ہوا یہ
اصلی بلاؤ تھا اگر سرہنگ کو ہی سحر کرکے بلاؤ بنا ہوتا دستور ہے بعد مرنے کے سحر اُتر جاتا ہے تمنے تو ہزارہا
جادوگر مارے بعد مرنے کے اسکی صورت اصلی ہوجاتی ہے معلوم ہوتا ہے یہ بلاؤ ان لکڑیون مین رہتا تھا

آدمیون کی آواز سنکر نکلا تمھارے ہاتھ سے مارا گیا لیکن اتنا بڑا بلاؤ ہماری نگاہ سے نہین گذرا اب سب حیران کہ آخر وہ گنوار کیا ہوا صرصر نے کہا وہ جان بچا کے نکل گیا مگر مہتر قران نے جست و خیز کا خاتمہ کیا کس زور شور سے بالائے دیوار ہو پہنچے گویا پر پرواز پیدا کیے سب اپنی کہہ رہے ہین لیکن مہتر قران خاموش بحر حیرت کا جوش سب اسی مقام پر قریب بلاؤ کی لاش کے کھڑے ہین ہر خرد و کلان کو حیرت اسی حال حسرت مآل پر عبرت یکایک گوشۂ باغ سے ایک خوشبو آئی کہ دماغ جان ہر ایک کا معطر و معنبر ہوا افراسیاب وغیرہ نے حیران ہو کر کہا یہ کیسی خوشبو آئی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسی نے ہزارون قرابے عطر مجموعہ کے کھولدیے یا پھولون مین روز عید ہے غنچے مسکرائے عجب وقت سعید ہے عروسان بہار بناؤ کر رہی ہین آنکھین نرگس کی لگاؤ کر رہی ہین دیکھو سنبل نے گیسو سنوارے سر ادا کرنے لگے خوشبو نے دماغ جان معطر و معنبر کیا جوش فصل گل ہے چہچہہ زن بلبل ہے نرگس آنکھین پھاڑ کے دیکھتی ہے کون آتا ہے شگفتہ تختۂ لالہ زار ہے بہار سین بہار ہے بموجب مضمون اشعار آبدار نظم

جس نے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار
کب خوش آتی ہے اسے اے دوست گلشن کی بہار

اسقدر نازان نہو یہ رنگ گل ہے بے ثبات
چار دن کے واسطے بلبل ہے گلشن کی بہار

فرقت جانان ہجوم رنج بیتابی کے جوش
دل بہلانے ہو تو دیکھین چل کے گلشن کی بہار

کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی
عارض گل کی طرح مہمان ہے گلشن کی بہار

جلوۂ رخسار تابان کا جو ہر جانب ہے عکس
برق تابان کی چمک دیتی ہے دامن کی بہار

کیون خفا ہوتا ہے چھینٹون سے لہو کے بار بار
اور بڑہ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار

سبزۂ نوخیز سے لطف گلستان ہے عیان
دیکھ آ کر او ستمگر میرے مدفن کی بہار

گر نہین کوئی نہو باقی ہے کسکو احتیاج
دیکھتی ہے بیکسی اب میرے مدفن کی بہار

کیون نہ صدقے جائیے اے دل ہجوم باغ کے
کم نہین ہے جلوۂ رخسار سے تن کی بہار

ہان اٹھا اب پردۂ رخسار روشن اے پری
دیکھنے آئے ہین ہم بھی تیرے جوبن کی بہار

کہتے ہو تو بھی نہین جیسا کہ دیکھا تھا انھین
تمکو خوش آئی مگر یو خاک دشمن کی بہار

مثل پیراہن ہوئی ہے زیور وحشت کی قدر
کم گریبان سے نہین ہے طوق گردن کی بہار

سوز فرقت سے بھڑک اٹھتی ہے جب سینہ مین آگ
گرد ہو جاتی ہے اکثر شمع روشن کی بہار

داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہے نسیم
دیکھتے ہین ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ہر گلعذار کے چہرے پر بحالی عندلیبان خوشنوا کو خوشحالی افراسیاب جادو ایک ایک سے پوچھتا ہے

کیون صاحبو کیا پھولون کے کھلنے روشن کیے آتش گل بھڑکی یا تو جرات مہتر قران کی تعریف
تھی اس حیرت مین سب تھے کہ سر ہنگ کو ہی کہان گیا یہ بلا کدھر سے آیا اب خوشبوے عطر آگین نے
ہر ایک کے دماغ جان کو معطر کیا افراسیاب زیور سے پوچھتا ہی یہ خوشبوے مشک و عنبر کہان سے
آئی زیور عرض کرتی ہی ایسی خوشبو کبھی کنیز نے اس باغ مین نہ سونگھی تھی شاید کسی بزرگ کا گذر ہوا
خداوندون کے نام لیجیے سامری و جمشید کی صنعت قدرت کو یاد کیجیے باغ عالم مین کیا کیا گل کھلائے
اس گلشن مین رنگ تازہ نظر آنے مہتر قران کو بھی حیرانی افراسیاب کو پریشانی زیور پکار کر کہنے لگی
صاحبو آج ظہور قدرت سامری و جمشید ہی اس بوے خوش مین کیا بھید ہی یہ کلمات ناتمام تھے کہ گوشہ
گلشن سے روشنی معلوم ہوئی معلوم ہوتا ہی مقام مشرق ہی آفتاب عالمتاب کا طلوع ہی ضیا ربا ری
شروع ہی یا تو روشنی معلوم ہوتی تھی یا صداے مہیب آئی زمین تھرائی یہ صدا تھی کہ او افراسیاب
خانہ خراب او مغرور و متکبر اب قوم بنی جان سے پگڑی الجھائی منم شہنشاہ جنات اب جو افراسیاب
نے سر اٹھا کر دیکھا ایک شہنشاہ عالی جاہ تاج یاقوتی بر سر قباے مرصع کار در بر چہرۂ آفتاب عالمتاب پر
رعب و داب ریش سیاہ عنبر آگین آنکھین دیدۂ غزال کو آنکھین دکھلانے والین چہرے سے قہر و غضب
آشکارا ابرو خمدار کو جنبش نیمچہ ہلالی زیب کمر پھولون کی سپر پشت پر خنجر زیب کمر جسکے قبضہ پر لعل و گوہر آراستہ
مالا ہاے مروارید بیبہا زیب گلو انکی آمد کی یہ خوشبو پھیلی تھی آنکھون مین آنسو چہرہ از فرط قہر و غضب سے
گلنار ایک تختی یاقوت احمر کی اسپر حروف الماس کے ترشے ہوئے ضو سے اسکی پلک جھپکتی ہی وہ جوان
خوشتر و دریاے جواہر مین غوطہ زن جبین نور آگین پر شکن بڑھ کر ہاتھ افراسیاب کا تھام لیا یا قہار و
یا جبار کہکر نعرہ کیا کیون افراسیاب اس میرے ملازم کو تو نے کیون مارا ہم لوگ قوم جنات اکثر بلاد
بالصورت ماران سیاہ پردۂ دنیا مین آتے ہین تیرا اسنے کچھ نقصان کیا تھا کس خطا پر اسکو مارا اسلیے کہ
جنات سب اسکے خون کے دعویدار ہین آمادۂ حرب و پیکار ہین تلوارین کھنچ گئین یہ تمام آتشی ہین طبقۂ زمین
ہوش ربا کو سب نے ہاتھون ہاتھ اٹھا لیا ہی قصد کرتے ہین بروے ہوا لیجا کر کسی دریاے تھا مین پھینکدین
مابدولت سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھے یکایک خبر ملی طلسم ہوش ربا پر جنات کی چڑھائی ہی افراسیاب
مغرور سے لڑائی ہی سب کا یہی قول ہی کہ ایک ساحر کو زندہ نہ چھوڑین گے یہ آتش قہر و غضب مین
پھونک دینگے مسلمانون سے لڑتے لڑتے ایسے مغرور ہوے جنکو مارا جنکو دنیا والے دیکھ نہین سکتے بندگان
خاکی کو یہ لیاقت ہوئی قوم آتشی سے سرکشی مابدولت کو یہ خیال ہوا جب یہ اٹھا کر طبقہ طلسم ہوش ربا
کو پھینکین گے لاکھون بندگان خدا بیخطا ہلاک ہو جائینگے جنات کے ہاتھ سے امان نہ پائینگے آخر دوڑ پڑا

ان سب کو منع کیا کہ خبردار طبقہ نہ پھینکنا ہم قاتل کو تمھارے بھائی کے لاتے مین سچ تبلا کہ قاتل اسکا کون ہی ہمین تبلا دے ہم گرفتار کر لین گے ہماری فوج سے تمام جنگل معمور ہین ہم آگاہ تھے ساحرون کو بڑے غرور ہین اسی واسطے یہ تختی دارقع سحر گلے مین پہن لی اگر تجکو اپنے سحر پر ناز ہی جہان تک ہوسکے سحر کر پانی برسا اور ناری شعلۂ آتش بھڑکا اگر زبان ہلانے دون مجکو بادشاہ جنات نہ کہنا اور اپنے حمایتی کو بلا سب ملکر ہمیر سحر کرین دیکھ تو ہم کیسا شکار کھیلتے ہین خون کے دریا آج اس باغ مین بہا دینگے اپنے مقتول کے خون کا معاوضہ لین گے اس قہر و غضب سے شاہ جنات نے افراسیاب جادو سے کہا کہ ہاتھ پانؤن مین افراسیاب کے رعشہ آگیا چہرہ فق ہوا شیر دل گھبرا گیا افراسیاب کے پیچھے چھپا لنیدہ خون آلود زمین مین پھینکا یا لیکن افراسیاب نے ضبط کرکے کہا حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین ابھی کیفیت مفصل عرض کرتا ہون قاتل اسکا یہان نہین ہی فوج کو منع کیجیے طبقہ زمین کا نہ اٹھائین لاکھ دو لاکھ انسان ہلاک ہو جائینگے حضور خود بادشاہ عادل ہین فلک عدل و انصاف کے ماہ کامل ہین ایک کے واسطے لاکھون کی جان لینا مناسب نہین ہی افراسیاب بلا کر شہنشاہ جنات کو قریب اپنے تخت کے لایا کہا حضور قدم رنجہ فرمائین جو کچھ حکم ہوگا آنکھون سے بجا لاؤنگا خلاف حکم شہنشاہی ہوگا کیا مجال ہماری جو آپ سے سرکشی کرین جب اس طرح افراسیاب نے منت کی غصہ تو نہین کم ہوا لیکن تخت پر جلوہ فرما ہوے فرمایا یہ باتین کیون کرتا ہی پہلے اپنا کمال دکھلا ہم تیرے سحر کے بہت مشتاق ہین افراسیاب نے ہاتھ باندھکر کہا حضور میری کیا مجال آپ کے سامنے سحر کرون اسکے نصیب کہ آپ نے مجکو سرفراز کیا صرصر کو جو بہ نگاہ قہر و غضب شاہ جنات نے دیکھا کہا یہ عورت کون ہی ملوا باندھے بیٹھی ہی صورت پر اسکی مکاری غداری برستی ہی اوعورت کچھ منھ سے بول بلا ونے ہمارے کسی کا کھانا کھا لیا کوئی ظرف توڑ ڈالا ادکم ظرف جواب نہین دیتی صرصر کانپنے لگی جواب نہ دے سکی غش آنے لگا پائجامے مین چھل چھل موت دیا گھبرا کے سر جھکا لیا بڑی مشکل مین آ کر جواب دیا ای شہنشاہ جنات صاحب کشف و کرامات لونڈی کو کچھ احوال نہین معلوم مین تو ابھی آئی ہون میرے سامنے یہ بلاؤ نہین مارا گیا شہنشاہ جنات نے کہا جھوٹ کہتی ہی تو یہان موجود تھی بلکہ شاید تو نے ترغیب دی قاتل اسی جلسہ مین موجود ہی ہمارے دماغ مین بو آتی ہی تم لوگون کے بھروسے پر سلطنت نہین کرتے دس ہزار کوس کی خبر بھی منگا دین تمام دنیا کو درہم و برہم کر کے دکھا دین خدا نے ہمکو سب طرح کا اختیار دیا بندگان خاکی کو مجبور و ناچار کیا بڑے افسوس کی بات ہی کہ افراسیاب سحر نہین کرتا ہم بھی ایک شعبدہ دکھاتے دیکھو وہ سحر کس پر جاتا ہی بسیر کیا تدبیر

کرتے ہین سحر کرنے والے کا خود سر پہاڑ ڈالے جس پر گھمنڈ ہو وہی ٹانگین چیر ڈالے شیاطین کی یہ مجال
ہو کہ جنات سے آنکھین ملائین اگر نگاہ ڈالدین چھپ جائین یہ فرما کر طرف مہتر قران کے متوجہ
ہوئے فرمایا کیون رے تو کون ہو تیرے چہرے سے معلوم ہوتا ہو کہ ان جادوگرون مین کا نہین ہو یہ بھی
ثابت ہوا ما بدولت کو کہ تو مرد مسلمان ہو حمزہ عرب کا ملازم ہو یہان کیون آیا مہتر قران کا
رنگ رواڑ گیا ہاتھ باندھکر کہا حضور نے بجا ارشاد فرمایا مین گو چہ سحر و ساحری سے نابلد ہون اتفاق
سے یہان چلا آیا مین نے قتل ہوتے اس جلاد کو نہین دیکھا شاہ جنات نے کہا تیری باتون سے بوئے
کذب آتی ہو تو قتل مین ہمارے بھائی کے شریک ہوا قران نے گھبرا کر طرف افراسیاب کے دیکھا کہا
شہنشاہ مجھے بچائیے افراسیاب نے کہا اے شہنشاہ یہ بیچارہ ایک شخص مسافر ہو مین قاتل کو ڈھونڈ دونگا
چند ساعت توقف فرمائیے یہ بھی مجھکو یقین ہو از خردان خطا و از بزرگان عطا سحر و ساحری کا نام
نہ لیجیے کس کی مجال ہو کہ آپ کے سامنے سحر و ساحری کرے آج مجھکو بڑا شرف حاصل ہوا آپ نے سرفراز
کیا مین چاہتا ہون صحبت عیش و نشاط آراستہ کرون خدمتگزاری مین مصروف ہون اپنے بادشاہ ہونے
مین مٹھکر فخر کرونگا شاہ جنات سے ملین مشرف ہوا مجھ سے اور حضور سے تقرب نامہ و مقام ہیگی بموجب
مضمون مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را ٭ جب افراسیاب نے اس طرح خوشامد کی غصہ شاہ
جنات کا کم ہوا ہنس پڑے کہا او افراسیاب تیرے عجز و انکسار نے مجھکو مجبور و ناچار کیا لیکن قاتل
اپنے بھائی کا لین گے افراسیاب نے کہا حضور انصاف کرین اگر کسی نے یہ بے ادبی کی ما واقف تھا
جانور سمجھکر مارا زیور محل نشین اپنے ساتھ والیون سے کہ رہی ہو کیون بوا گلشن اس گوشہ مین جمین
کے مدت سے ایک قبر کا نشان ہو نسرین نے کہا جب ہم کبھی رات کو اس طرف آئے ایک شخص سفید کپڑے
پہنے ہوئے ٹہلتے تھے مدت سے یہان جنات کا گذر ہو ہمکو کیا خبر ہے لیکن مین انکے صدقے جاؤن
آجتک کسی کو ستایا نہین شمشاد نے کہا بوا ایکدن مین نے بھی یہان پیشاب کیا تھا دو دن حرارت رہی
مین نے ہار پھول چڑھائے تھے حرارت جاتی رہی اب بوا ہر جمعرات کو کھٹیان چڑھاؤنگی گلنار نے
نے کہا انسے جو مراد مانگو ملتی ہو کل آرزو کی کھلتی ہو اب یہان ایک طاق بنا دینگے اگر روشن کرینگے تو بان
دینگے ایک نے کہا مرد وا میرا بہت بدفراجی کرتا ہو اولاد نہین ہوتی عورتین طعنہ تشنیع کرتی ہین بانجھ نکھوٹی
شیطان کی لنگوٹی مین تو یہی مراد مانگون گی نوین مہینے لڑکا ہو پھولون کی چادر چڑھاؤن گا تی بجاتی
ہوئی میان کی قبر پر آؤن ایک نے کہا بوا جاگتی جوت کے پیر سامنے موجود ہین جو کچھ کہنا ہو کہو زیور نے
کہا بوا آنکھ تو ملانا دشوار ہو بات کون کرسکے پیرون سے کوئی بات کرتا ہو یہ روشن ضمیر ہین چہرے کا

رعب وداب تو دیکھ آفتاب عالمتاب لباس سب نایاب دنیا ہین ایسے گوہر بے بہا کس نے دیکھے ہین برابر بیضہ مرغ کے ایک ایک موتی ہی زیورنے کہا ارے شغقلو تم کیا جانو ہین نے کتاب مین لکھا دیکھا ہی کہ پردۂ قاف مین مثل کنکر پتھر کے جواہرات پڑا رہتا ہی بوا کتابین پڑھو تو سب حال تمکو معلوم ہو پڑھے لکھے کی چار آنکھین ہوتی ہین اب میرے باغ مین ہمیشہ بہار رہیگی اپنے ہاتھ سے جھاڑو دونگی مین بھی اولاد کی دعا مانگونگی عورتون مین تو یہ چرچے لیکن افراسیاب نے اب کلام خوشامد سے شاہ جنات کو ٹھنڈا کیا ہاتھ باندھے کہ رہا ہی اب حضور قاتل کا ذکر نہ کرین معاف فرمائین شہنشاہ جنات مہتر قران پر نگاہ غضب ڈال رہے ہین قران کے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پسینے پسینے آتا منہ سے نکلا حضور ہمارے آقاے نامدار مولاے فادر رفتار من زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران اٹھارہ برس پردۂ قاف مین رہے چھتیس پردے فتح کیے ملکہ آسمان پری دختر شہپال بن شاہرخ سے شادی ہوئی وہان سے ہمیشہ تحفہ جات آتے ہین ہمنے بھی اشیاے نادرہ دیکھے یہ سنکر شاہ جنات کو غصہ آیا کہا او حبشی کیا بیہودہ بکتا ہی دختر شاہ پریان براے انسان ضعیف البنیان شہپال ایک زمیندار گانون کا تھا اس قریہ مین حمزہ گیا پردہ قاف کی کیا سیر کر سکتا تھا اگر نام پوچھون حمزہ نہ بتا سکے اسی گانون کے تحفہ آتے ہونگے اشیاے نادرہ پردہ قاف انسان کو کب میسر ہین ہم بھی وہان کے ایک ادنی افسر ہین صرف چالیس لاکھ فوج ہمارے قبضہ مین ہی ہم خود حقیر ہین لیکن ابھی کہو تو چالیس کرور انسان کو قتل کرین تحفہ وہان کا دیکھے گا پہچان لیگا پردۂ قاف کی خاک یہان کے مشک وعنبر سے بہتر ان شاہون کا غلام یہان کے شاہون کا افسر یہ فرماکر شہنشاہ جنات نے جیب سے ایک شیشی عطر کی نکالی کہا او حبشی نام لیکر حمزہ کا بہت اترایا اس عطر کو سونگھ دیکھ تو کبھی تیرا حمزہ ایسا تحفہ بھی لایا یہ فرماکر روئی ڈبولی مہتر قران کو دی مہتر قران نے تسلیم کرکے روئی لی حقیقت مین شیشی کھلتے ہی پٹین آنے لگین دماغ جان سب کے معطر و معنبر ہوئے افراسیاب نے بنگاہ حسرت دیکھا شاہ جنات نے کہا لے تو بھی سونگھ ہرچند کہ تو ساحر ہی تجکو ہمین کیا لیا تھا لیکن شاہ جلیل بندگان خدا کا کفیل ہم خوب جانتے ہین تیرا بڑا خزانہ اٹھارہ سو ملک تیرے قبضے مین فوج بیشمار بادشاہ عالی وقار سب طرح کی چیزین تیرے خزانے مین موجود ہین خوشبو سے اس عطر کی بوے کبر و نخوت دماغ سے نکلجائیگی طبیعت فرحت پائیگی روح کو راحت دماغ کو قوت آنکھون کو بصارت حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی سالہا سال یہ بو دماغ سے نہ جائیگی افراسیاب نے سلام کرکے ہاتھ بڑھایا شاہ جنات نے قطرہ ٹپکایا اسی قدر لاہوت جادو کو بھی مرحمت ہوا چاہا شیشی کو جیب مین رکھین زیورنے کہا کیون حضور

لونڈیان محروم رہین گوشۂ باغ مین جو آپ کے عزیز کی قبر ہی رات کو سفید کپڑے پہنکر وہ پھرتے ہین مین
ہمیشہ پھولون کی چادر چڑھاؤنگی پلکون سے جاروب کشی کرونگی اس تحفۂ نایاب سے محروم نفرمائیے شاہ
جنات نے فرمایا اب تو فیض جاری کیا تم بھی محروم نرہو بہت خوش ہوگی تمھارا شوہر بہت خوش نیت ہی
جی مین کہتا ہی لاہوت جادو میرا مسلمان ہونا اپر روشن ہوگیا ایسا نہوا فراسیاب کے سامنے
کہہ بیٹھین غضب ہوجاے انکے سامنے تو کیا کہہ سکے گا لیکن بعد کو قیامت برپا کریگا ہاتھ باندھ کر گڑگڑانے
لگا کہا حضور پر سب حال روشن ہی زبان سے فرماتا کیا ضرور لونڈیون کو عطر رحمت فرمائیے زوجہ میری ہر وقت
باغ مین رہتی ہی قبر کی خدمتگزار رہیگی ایک مقبرہ بنواد ونگا نیت وغیرنیت کا کیا ذکر شاہ جنات نے
شیشی عطر کی ہاتھ مین افراسیاب کے دی افراسیاب بہت اترایا کبھی ایسا عطر کاہیکو نگاہ سے گذرا
تھا سب کے پہلے مہتر قران نے سونگھا ایک امر کا اور ذکر کرنا واجب ولازم ہی اتفاقات قضا وقدر
سے اُسی طلسم ہوشربا مین بڑے کسی ساحر کو مہتر قران نے قتل کیا لشکر مہرخ پر شکست ہوچلی تھی جب
وہ ساحر مارا گیا فتح حاصل ہوئی ملکہ مہرخ نے صحبت عیش آراستہ کی مہتر قران و جانسوز بن مہران
وضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو اُس جلسہ مین موجود ہین خواجہ عمرو بیرون بارگاہ تشریف رکھتے
تھے یہان جوش نشے مین چالاک بلبلایا کہا ای ملکۂ عالم قبلہ وکعبہ کا نام ہوگیا جیسے مثل مشہور ہی اونچی
دوکان پھیکا پکوان صاحبقران برسر عقابین مقید تھے نجگ حرامزادے نے تارون سے دانت
صاحبقران کے بندھوائے کہ آب ودانہ حلق سے نہ اُترے قبلہ وکعبہ روز عیاری کرکے برسر عقابین پہونچے
تھے چاہتے تھے کھانا کھلاؤن صاحبقران اشارے کرتے تھے قبلہ وکعبہ نہ سمجھے آخر تیسرے دن مین عیاری
کرکے پہونچا خواجہ سے شرط کی جو صاحبقران کو کھانا کھلائے وہ کرسی ہدہد نے مین نے تار کاٹ کے
صاحبقران کو کھانا کھلایا رقعہ قبلہ وکعبہ سے لکھوا چکا تھا کھانا کھلاکے نکل گیا جب صاحبقران قید
سے چھوٹے اور مین بھی ظاہر ہوا لشکر اسلام مین آیا مین نے وہ رقعہ روبروے صاحبقران پیش کیا امیر
نے فرمایا ای چالاک اپنے بزرگ کا لحاظ کرو کرسی ہدہد نہ لو مین خاموش ہو رہا اس ہوشربا مین
جسدن سے آیا ہون کیسی کیسی عیاریان کین زمین ہوشربا ہلادی مثل ہمارا کون ہی ہر چند کہ مہتر قران
نہایت صاحب ربط وضبط ہین کبھی کوئی کلمہ غرور کا زبان سے نہین نکلتا لیکن اُسدن نشے مین بول
اُٹھے ای چالاک جو استاد کرتے ہین وہی عیاریان ہمسے بھی ہوتی ہین کیا ہم کسی بات مین پایہ کمی کا
رکھتے ہین امتحان ہو تو احوال کھلے یہ باتین خواجہ عمرو نے جلوخانے سے سُنین چالاک کی بات کا
تو رنج نہین ہوا کہ یہ لونڈا سفلہ مزاج ہی اسی طرح بکا کرتا ہی مگر سنگ کلام مہتر قران سے دل پر چوٹ

بڑی خیال رہا کہ اس کا ئیے کو کسی مقام پر چیت پٹ کرونگا بس پہلے عطر مہتر قران نے سونگھا دماغ مین بو پہونچی ساری بوے کبر و نخوت نکل گئی منکا ڈھلا چرخ آیا پہلے سب سے مہتر قران بیہوش ہوئے جس جس نے عطر سونگھا لڑکھڑایا اور گرا تمام اہل محفل برنگ فرش فرش عیاری خواجہ عمرو سے جنبش مین زمین و عرش اسوقت عمرو نے جوش مین آکر نعرہ کیا وجد مین آکر پکارا نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہان گیر عالم کا عیار ہون

ڈرے مکر سے کانپتا ہی جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندۂ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
دوندہ جہان گرد طرار ہون

پہلے خواجہ عمرو نے سب سے مہتر قران کو ہوشیار کیا مہتر قران کی آنکھ کھلی آنکھین شہنشاہ جنات کو سر پر دیکھا اٹھتے ہی ہاتھ جوڑنے لگا کہا اے شہنشاہ جنات مین نے آپ کے بھائی کو قتل نہین کیا عمرو نے کہا او کالیے سنم ہزبر دشت طراری نہنگ بحر عیاری سر کو بیا حران نظر کردۂ ہفت پیغمبران دیکھا تو نے عیاری اسکو کہتے ہین تو ہمارا اسم نبرد ہی دیکھ اب تک رنگ رو تیرا خوف سے زرد ہی مہتر قران قدمون سے لپٹ گیا کہا استاد یہ عیاری نہین کرامات ہی سبحان اللہ کیا بات ہی میرے کہنے کو معاف فرمائیے اس دن نشے مین منھ سے نکل گیا اب کبھی ایسی خطا نہو گی مگر استاد براے خدا یہ تو ارشاد فرمائیے دو صورتین آپ نے تبدیل کین اول سرہنگ کو ہی بنکر آئے آنکھ سے عیاری پہچانا جاتا ہی حضور خوش چشم بنکر آئے اس صورت کی جودت ظاہر ہی ماشاء اللہ شیر کی نگاہ آنکھین رشک دیدۂ غزال ہین یہ کیا کمال ہین مین کیونکر پہچانتا مین کیا ہون فرشتہ کو دھوکا ہوتا ہی صرصر اتنی بڑی عیارہ خوف سے کانپ گئی افراسیاب کے جی چھوٹے اتنا بڑا ساحر زبردست ہاتھ جوڑنے لگا حضور نے آنکھین کیونکر بدلین عمرو نے کہا اے مہتر قران یہ عیاری دیکھنے کے لائق ہی ناظرین حیدر کرینگے دیکھ آنکھین شیشے کی چڑھائین اصلی آنکھین چھپائین یہ کہکر خواجہ عمرو نے شیشے کی آنکھین اُتارین مہتر قران وجد مین آکر گرد پھرنے لگا کہا استاد خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کے نام سے عیاری کو اوج ہی لیکن اب ان سب صاحبون کو رہا کیجیے ایسا نہو افراسیاب ہوشیار ہو مین لاہوت جادو کو مطیع کر چکا ہون خواجہ عمرو نے اول لاہوت جادو کو ہوشیار کیا قران نے کہا اے لاہوت قدمون کو شہنشاہ اوج عیاری کے بوسہ دے اول سرہنگ کو ہی بنکر آئے مجھ سے لڑے بخدا مین نے نہین پہچانا بلا دز نبیل سے نکالکر چھوڑا گیا موزونی تھی مشہور رہی بلی دمار سیاہ کے بھیس مین جنات پردۂ دنیا مین آتے ہین بعد قتل گربہ شہنشاہ جن بنکر آئے کون پہچانے بچپن سے مین خدمت مین ہا

لیکن بخدا مین نے دھوکا کھایا لاہوت جادوگر خواجہ پھر اعمر ونے کہا ای لاہوت جادو
جلد سب کو رہا کر ابھی صرصر بیہوش ہی لاہوت جادو نے کہا یہ باغ سحر میری زوجہ سے متعلق ہی
جب تک وہ سحر نہ اُتاریگی بہار وغیرہ کو سحر نہ یاد آئیگا مین اسکو ہوشیار کرتا ہون آپ صفت
پروردگار بیان کرکے اسکو راہ پر لائیے حقیقت مین افراسیاب اگر ہوشیار رہو اایک کو زندہ نہ
چھوڑیگا بدون کوشش زیور باغ سے نکلنا دشوار یہ کہکر لاہوت نے اپنی زوجہ کو ہوشیار کیا
زیور نے دیکھا شوہر میرا ہوشیار افراسیاب بیکار عمرو و مہتر قران سامنے نیچے پکڑے کھڑے
ہین لاہوت جادو نے کہا ای زیور دیکھ قدرت پروردگار خواجہ عمرو نے کس مفہوم سے
عیاری کی کوئی نہ پہچان سکا افراسیاب کانپ گیا عطر سونگھا کے بیہوش کیا اطاعت مین اسلام
قبول کرو خواجہ عمرو نے اوصاف رب اکبر مین چند فقرات دلچسپ بیان کیے تردید مذہب سامری وجمشید
نہایت لطف سے ظاہر کی زیور نے لرزان وترسان ہو کر کہا ای خواجہ شوہر نے میرے اطاعت کی
مین بھی مطیع ہوئی دل وجان نام پر انکے نثار ہی لیکن جلدی کیجیے یہ کہکر زیور نے بہار وغیرہ کی
زبان سے سوزن نکالا اسد غازی کی قید کاٹی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا ای زیور ہمکو سحر نہین
یاد آیا زیور نے کہا جب تک اس باغ سے نہ نکلیے گا سحر نہ یاد آئیگا یہ کہکر تخت سحر تیار کیا ساحران مذکور
کو اسپر سوار کیا مہتر قران ولاہوت جادو کو پہلو مین بٹھایا خواجہ عمرو نے جو مہلت پائی صرصر
اپنی معشوقہ کو دیکھا کہ چت بیہوش پڑی ہی دل بھر بھر آیا لپٹ گئے بوسے لینے لگے سینے پر ہاتھ رکھ دیا
پسینہ جو آیا صرصر بیدار ہوئی دیکھا عمرو مجھکو لپٹا ہوا بوسے لے رہا ہی غصہ مین نیمچہ تھام کر اٹھی کہا نگوڑے
بوالہوس تیری شامتین آئی ہین عمرو ہاتھ باندھنے لگا کہا مین غلام ہون اپنی خوشی سے گلے مین ہاتھ
ڈالدے ایک بوسہ لونگا عمر بھر احسان مانونگا دل پھڑک رہا ہی کلیجہ تڑپ رہا ہی راتین فراق کی ب
نہین کٹتین حال زار پر اپنے عاشق کے رحم کر کہان تک سرکشی کرے گی او ظالم سر کاٹ لے یا بر اتر جا
اب صبر وجبر دشوار ہی دل مثل ماہی بے آب بیقرار ہی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان **نظم**

چھپے نہ حلقۂ گیسو سے تابدار مین دل
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل
ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہی چشم براہ
پروئے زلف مسلسل کے تار تار مین دل
برنگ غنچہ پیکان و غنچۂ تصویر

بلا سے گر ہو نوالہ وہان بار مین دل
نکل نہ جائے دم اضطراب سینے سے
اگر نہین کسی مہوش کے انتظار مین دل
اُڑے گا مثل شرر ٹکڑے ہو کے سنگ مزار
نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل

بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہی
برنگ شعلہ کہین آہ شعلہ بار مین دل
ترا ستمگار بھی ہی وہ بلا کہ جائے گھر
رہا اگر یو نہین گرم طپش مزار مین دل
فغان کے رنگ سے ظاہر ہی ماتمی آثار

خوشی پنا کیونکہ ہوا اس نیلگون حصار مین دل
نہ تو مین خلد مین حورین تھی رہتا خلد مین کیون
گرہ ہی تار مین یا میرے جسم زار مین دل

ہزار دشمن جان سے ہی ایک دوست مرا
لگے ہی صحبت خوبان گلعذار مین دل
اُٹھا تو لائے مجھے میرے ہمنشین آزردہ دل

جو پوچھو کون ہی سو مین کہون ہزار مین دل
یہ جسم زار ہی یا میرے پیرہن مین دل
رہیگا میرے عوض میرا کوے یار مین دل

عمرو نے جو یہ اشعار پڑھے صرصر حلبکی نیمچہ کھینچکر برس پڑی لیکن ہنستی جاتی تھی نگوڑے کس قیامت کی عیاری آنکھون کا دھوکا کھایا عمرو کہتا ہی مین بھی تو نگاہ کا مارا ہون ارے ظالم ترچھی نگاہون کی برچھیان چل رہی ہین ابرو خمدار شمشیر بران آنکھین چھریان کٹاریان نیمچہ کا وار کر رہی ہین کس کس سے بچون زیور نے جو دیکھا کہ خواجہ عمرو صرصر سے لڑنے لگے عجز کر رہے ہین بیقرار ہوگئے آواز دی ہی خواجہ تمنے یہ کیا کیا اگر ابھی افراسیاب جادو ہوشیار ہو باغ سے نکلنا دشوار ہو جلد آئیے تخت پر سوار ہو جیے آپ کو نکال لے چلون ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جاؤن آپکے عشق و محبت نے مارا یا تو خواجہ جوش عشق مین صرصر کے وار روک رہے تھے زیور نے جو یہ پکار کر کہا جیسے کوئی سوتے سوتے ہوش مین آتا ہی خواجہ عمرو گھبرائے جست کرکے بھاگے کہا ای زیور خدا کے لیے مجھے بھی تخت پر سوار کرلے عمرو تو جست کرکے تخت پر آیا صرصر نے کہا بھلا نگوڑے کہان جاتا ہی بی زیور تم نے غضب کیا دشمنان شہنشاہ کو لیے جاتی ہو زیور نے بہ تعجیل تخت اُڑایا لیکن صرصر نے جھپٹ کے حباب دافع وار دوے بیہوشی منھ پر افراسیاب جادو کے مارا کہا شہنشاہ جلد اُٹھیے قیدی سب رہا ہوگئے زیور ولاہوت نمکحرام لیے جاتے ہین افراسیاب کی جو آنکھ کھلی اُٹھتے اُٹھتے یہی پکارا ای شہنشاہ جنات صاحب کشف و کرامات کیا عمدہ عطر سونگھا یا صرصر بیٹی چیخی کہا حضور دیکھیے تو زیور تخت اُڑائے ہوئے جاتی ہی اب جو افراسیاب نے سر اُٹھایا دیکھا زیور ولاہوت سب کو تخت پر سوار کر چلے کسی قدر تخت بلند ہوا جب تو افراسیاب نے نعرہ کیا او نمک حرام کہان میرے قیدیون کو لیے جاتی ہی زیور نے کہا او خواجہ غضب ہوا ہمارے وغیرہ ابھی تک بیکار رہین آگے بڑھکے سب کا سحر اتارتی ہین تنہا کیا کرون سوچی تھی یہان سے نکل جاؤنگی یہ باغ سحر بند کسی وقت کام آئیگا مگر افسوس اب بدون باغ کے مٹائے جان نہین بچتی ایک ایک گل بوٹہ یہان کا شعلۂ آتش ہی قصر ہاے عالی بزرگون نے بناے عجائب و غرائب سحر سے معمور کردیے نعمت بزرگان کو مٹاتی ہون جان بچاتی ہون یہ کہکر بہت روئی افراسیاب نے چاہا سحر کرکے اُڑون ان سب کو پکڑ لون لیکن زیور نے ایک گولہ اُٹھایا اسپر اسم سحر پڑھا پیشانی پر نشتر مارا گولے کو خون سے رنگین کیا یا سامری کہکے پھینک مارا وہ گولہ جو پھٹا تمام قصر تھرائے ہر گل و غنچے سے شعلہ ہاے آتش نکلے نخل تھرائے طائر غل مچاکے افراسیاب پر گرے گل باغ کا اس خار صحراے سحر و افسونگری پہ ہجوم تھا زمین مین غار پڑگئے آگ برسی شاخین بنکر گرین قمریان کو کو بھولین آگ اُبلنے لگی نخل ہزار ہا بیخ سے اُکھڑ کر افراسیاب پر گرے اگر افراسیاب

بادشاہ طلسم ہوش رُبا ہوتا جان بچنا دشوار تھا ہر استخوان سے آگ نکلتی شاخ تمنا جلتی لیکن افراسیاب نے صرصر کو چھاتی کے نیچے چھپایا اُن بلاؤن مین پھنسا کہ جان بچانا دشوار ہوا لیکن یا ساھری کہہ کے نعرہ کیا تڑ یا پھڑ کا مثل شعلہ جوالہ باغ سے نکلا مگر لباس پارہ پارہ تاج پرزے پرزے صرصر صدمے سے بیہوش ہوگئی افراسیاب کو زیادہ یہی مشکل ہوا ایسا نہو صرصر کا کام تمام ہو ہزار ون حربے سحر کے اُٹھائے صرصر کو چھاتی کے نیچے چھپایا پر پرواز پیدا کرکے اُڑا یا ساھری کہکے جو نعرہ کیا چند تیلے پیدا ہوے اُنھون نے آکر افراسیاب کو گھیر لیا آفت آسمانی سے بچایا تلوارین تیر وغیرہ اپنے جسم پر روکتے تھے لیکن شہنشاہ شہنشاہ کہکے افراسیاب کو بچاتے تھے کسی نے ہاتھ تھاما کوئی قدمون سے لپٹا اس مشکل مین افراسیاب کو بچایا لیکن طرف باغ سیب کے چلے ہر چند افراسیاب کو تیلون نے بچایا لیکن تمام جسم غربال شد ہو گیا خاک اُڑاتا ہوا طرف باغ سیب کے چلا ادھر ملکہ زیور محمل نشین نے جوش محبت اسلام مین باغ کو مٹایا سب کو لے نکلی ایک پہاڑ پر جاکر ٹھہری ملکہ بہار وغیرہ کا سحر اُتارا اب یہ سب سردار بشوکت وسطوت طرف لشکر ظفر اثر ملکہ مہرُرخ کے جاتے ہین۔

اب دو کلمہ داستان لشکر ملکہ حیرت و مہرخ کے بیان ہوتے ہین

لاے خدا ہی اُس بت ظالم کو راہ پر
چھائی ہوئی ہے بے اثری روے آہ پر

جائیگی جان سرمۂ چشم سیاہ پر
رکھی ہے باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر

ہے زاہدون کو فخر عبادت کی چشمداشت
میری نظر ہے اُسکے کرم کی نگاہ پر

کچھ اسکا اعتبار نہین بیوفا ہے یہ
نازان نہو جیو زن دنیا کی چاہ پر

ہنگام دید سامنے اس رشک ماہ کے
یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر

پھر پیروی پہ اُسکی قدم مارنے لگے
طاؤس وکبک آئے ہین کچھ کچھ تو راہ پر

خواہانِ نقد ہوش ہین وہ وقت عرض حال
جرمانہ اُلٹے ہوتا ہے یان داد خواہ پر

کب چھوپ مین ہے پنجہ رنگین کی لرخ پہ آڑ
سورج مکھی لگی ہوئی ہے روے ماہ پر

صید افگنی مین ایک ہے تو دو رچشم بد
صدقے ہے مرغ دل تیرے تیر نگاہ پر

دیکھا جو پھر کے یار نے آنکھین جھپک گئین
بجلی کا شک ہوا مجھے اُسکی نگاہ پر

اس تیر کو خطا کبھی کرتے نہین سُنا
عاشق اثر ہے دردرسیدہ کی آہ پر

سمجھا کہ کیچلی مین ہے یہ سانپ مبتلا
افشان جو چھڑکی یار نے زلف سیاہ پر

دیکھا ہجوم خط جو زنخدان پہ یار کے
سمجھا سپاہ زنگ فروکش ہے چاہ پر

خال ذقن پہ دیکھا پسینہ تو شک ہوا
ہندو نہا رہا ہی دم صبح چاہ پر

قسمت خدا کی دین ہی جاہے وہ دے جسے
موقوف ہی گدا پہ نہ کچھ بادشاہ پر

دکھلاے سیر چشم فسونگر وہ طفل اگر
رقصان ہون پتلیان ابھی تار نگاہ پر

لازم ہی اپنے عیب و ہنر مین کرے تمیز
جائے بشر نہ دوستون کی داہ واہ پر

اس مشت خاک کو جو نہ بخشون تو کیا کرون
ہونگے یہ دستخط مری فرد گناہ پر

کامل کو عیب کون جہان مین لگا سکے
پڑتی نہین ہی ڈالنے سے خاک ماہ پر

امی خضر مین وہ سالک صحرائے شوق ہون
لے آئے راہبر کو جو دم بھر مین راہ پر

داغ جگر یہ ڈالی نہ کس کس حسین نے آنکھ
درہم چڑھے ہوے ہین یہ کسب کی نگاہ پر

یہ مبتلاے گردش بحر جہان ہی دل
گویا کہ ہون سوار جہاز تباہ پر

آتا ہی اپنے سامنے اپنا کیا ہوا
مُنھ پر پڑے اُلٹ کے اگر تھوکو ماہ پر

تعریف غیر پر نہین کرتے کسی سے انس
سودا خریدتے ہین ہم اپنی نگاہ پر

صحبت تو ہو حسینون سے وہ بھی مرین تعلق
ہم وہ ہین خضر کو بھی جو لے آئین راہ پر

دربار مین ملکہ مہرخ کے ہر ایک کو انتشار خورد و کلان بیقرار ہر وقت یہی ذکر کہ بہار و باغبان وغیرہ روح روان لشکر بجستجوے اسد نامور گئے کوئی واپس نہین آیا ضرغام و قران نے بھی خبر نہ پہونچائی عیارون کا یہی کام ہی خبر اپنے سردارون کی پہونچاتے ہین یہ دونون صاحب جا کر بیٹھ رہے لیکن حقیقت مین جھتر جالاک بن عمرو نے ابتک ظاہر نہین ہونے دیا کہ بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین کنیز بہار کو بصورت بہار بنا کے بٹھال دیا ایک جوان کو بشکل باغبان جب ملکہ مہرخ نے بیقرار ہوکر کلمات حسرت آمیز کہے ملکہ مہ جبین الماس پوش برہم ہوئین فرمایا صاحبو اپنے آقا کی خبر لو آنا صرف سُنا کہ خواجہ عمرو طرف طلسم صندل کے گئے ہین یہان حیرت جادو سے مقابلہ روز نئے نئے سوار آتے ہین ایک ایک سامری زمان جمشید عہد اُنکے سحر کو کون روکے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ دیدار اسد نامدار اب ہم زندگی مین نہ دیکھین گے حقیقت مین کوئی کسی کا نہین ہم دست و پا شکستہ سحر کے نام سے آگاہ نہین ہماری محبت وغیر محبت بالکل بیکار اگر جانتے ہوتے جانور بنکر جاتے اس سرو حدیقۂ خوبی کو دیکھ آتے ہمارا تڑپنا پھڑکنا بیکار بقول شاعر نظم

بلبل ہون صحن باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہون چراغ سے دور اور شکستہ پر

کیا ڈھونڈھے دشت گمشدگی مین مجھے کہ ہی
عنقا مرے سراغ سے دور اور شکستہ پر

اس مُرغ ناتوان پہ ہی حسرت جورہ گیا
مرغان کوہ وراغ سے دورا ورشکستہ پر

ساقی بط شراب ہی تجھ بن پڑی ہوئی
خم سے الگ ایاغ سے دورا ورشکستہ پر

خود اُڑکے پہونچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر
اُس شوخ خوش دماغ سے دورا ورشکستہ پر

کرتا ہی دل کا قصد کماندار تیرا تیر
پر ہی نشان داغ سے دورا ورشکستہ پر

ای ذوق میرے طائر دل کو کہان فراغ
کوسون ہی وہ فراغ سے دورا ورشکستہ پر

ملکہ مہ جبین جو بیقرار ہوکر روئین چالاک نے عرض کی حضور قبلہ وکعبہ فرماگئے تھے کہ لشکر کی حفاظت کرنا اسواسطے غلام برائے تلاش نہین گیا ایسا نہو حیرت کو ثابت ہو جاے کہ بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین فوراً دباوڈالے قیامتین برپاکردے مہتر قران بھی نہین ہین ضرغام والا مقام بھی گئے ملکہ مہ جبین نے کہا ای مہتر والا گہر کیا ہمکو کوئی کھاجاتا ہی خبر انکی لینا واجب ولازم ہی کہ جو آوارہ دشت مصیبت سرگشتہ صحراے صعوبت بدون حصول نشان مقام منزل مقصود آوارہ ہوکر نکل گئے تلاش لوح مین سرگردان اقلیم غیر نہ یارے ونہ مددگارے انکی جستجو ضرور ہی تامل کرنا سراسر قصور ہی ہمکو اگر کوئی قتل کرنے کا قصد بھی کرے گا بارہ چودہ لاکھ فوج ساتھ ہی یہ سب ہمکو بچا ئینگے سب سرفروش جان نثار مصروف سامان کارزار ہین تم جاکر انکی خبر لو ہمین خدا کے سپرد کرو ہمارے مرنے سے کچھ نقصان نہوگا اگر خدانخواستہ اُس شیر بیشۂ جرأت پر کچھ افتاد پڑی ہم سب بیکار ہین کون طلسم کشائی کرے گا انکی حسرت پر رونے کا مقام ہی اپنے والدین سے جدا یکہ وتنہا کوہ عقیق بیان سے بعد مشرقین کیونکر دل بچین نہو کون اُنکے نانا جان کو خبر پہونچائیگا کون انکی مدد کو آئیگا چالاک نے عرض کی بہت درست ارشاد ہوا غلام فوراً جاتا ہی یہ کہکر چالاک نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے جانسوز و برق کو بلایا کہا جاؤ تم مین برائے خبر اسد نامور جاتا ہون لشکر سے ہوشیار رہنا بہار وغیرہ کا حال نہ کھلنے پائے برق نے کہا انشاء اللہ جہانتک ہوسکے گا پردہ پوشی کیجائیگی چالاک تو اسیوقت روانہ ہوا برق برائے خبر طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا لیکن چالاک مثل باد صرصر اُڑا ہوا آتا ہی حیران پریشان کہ بے نشان کہان جاؤن اسد نامور کی خبر کس سے پوچھون حقیقت مین بیقراری ملکہ مہ جبین کی جاسے ہی عرصہ دراز سے کوئی پلٹ کے نہ آیا اگر بصورت فتح وظفر ہوتی نامہ دار تو آتا ایسے قبلہ وکعبہ نادان نہ تھے کہ لشکر کے حال سے غافل ہوجاتے فوراً تشریف لاتے لیکن خدا انجام بخیر کرے اسد نامدار لوح لیکر آتے دل سے باتین کررہا ہی کہ سامنے سے گرد عظیم بلند ہوئی چالاک مخفی ہوا اسوچنے لگا کوئی ساحر آتا ہی خدا خیر کرے دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا آگے دو ہزار علم نشان دس ہزار سوار کا پرا پہرہ دن پہ بتعریف لات ومنات مرقوم ایک ساحر غدار تاجدار تخت زرین پر

سوار گرد مصاحبان نامدار ہاتھ مین حربہ ہاے سحر لیے ہوے پشت پر دس ہزار ساحر ایک ایک علم افسونگری
سے ماہر ٹانڈہ بارگاہ کا لدا ہوا اتر دران آتش فشان کی شپشع پردہ بادشاہ صحراے سبزہ زار دیکھکر اسی مقام
پر اترا حکم دیا بارگاہ استادہ ہو ساحرون نے کمر کھولی بارگاہین خیمے استادہ ہوئے وہ ساحر داخل بارگاہ ہوا
چالاک کو فکر ہوئی شاید یہ ساحر ہمارے لشکر کے مقابلے کو جاتا ہی ساحر بڑے بڑے زبردست ہین کیونکر حال
مفصل دریافت کرون اس سوچ مین بیٹھا تھا خیال مین گذرا صبا رفتار بنکر چلون سب حال کھلجائیگا یہین اسکی
گردن لو آگے نہ بڑھنے دو نہین معلوم وہان جاکر کیا قیامتین برپا کریگا لشکر سرداران ظفر اثر سے خالی ہی یہ
سوچکر رنگ و روغن عیاری نکالکر صبا رفتار کی صورت بنکر تیار ہوا جھاڑی سے نکلا لشکر کیطرف سے منھ پھیرکے
طرف صحرا کے چلا صبا رفتار کو سب خوب پہچانتے ہین دو چار نے کہا دیکھو ملکہ صبا رفتار جاتی ہین کمیدان
نے جو دور سے دیکھا صبا رفتار طرار فرار نیمچہ کمر مین لگا ہوا زلفین چہرے پر بل کر رہی ہین معلوم ہوتا ہی ناگنیان
من کو ڈستی ہین آنکھین قتل عاشق پر کمر کستی ہین کمیدان اپنے مقام سے اٹھا آواز دی اے ملکہ صبا رفتار رای
شاہد ماہ رخسار کہان جاتی ہو یہان تشریف لاؤ ہمارے شہنشاہ سرخیل جادو براے قتل مسلمانان چلے ہین نہین
معلوم ملکہ حیرت جادو کو ہمارے شہنشاہ کی خبر ہوپہنچی یا نہین پہونچی چالاک فوراً پلٹ پڑا ہی تو مطلب کی
تھا مسکراکر کہا کمیدان صاحب مزاج تو اچھا ہی تم نے ہمکو پہچانا تم چاہ زمرد کے میلے مین آئے تھے بڑے
بیمروت ہو اب جو دیکھا پکارتے ہو کبھی ٹوٹے ہاتھون سے نامہ بھی نہ لکھا کمیدان مرگیا ان باتون سے بے تمیز فوج
ہو اسمجھا یہ مجھپر مرتی ہین استقبال کو بڑھے جاتا ہاتھ تھام لیں چالاک نے ہاتھ بڑھاکے پٹے پکڑلیے کہا لنگوڑے کچھ
دیوانہ ہوا ہی ہم ایسے نالائق سے بات نہین کرتی یہ کہکے ایک طمانچہ بھی مارا کمیدان گال سہلاکے رہ گیا
چالاک نے کہا جا لنگوڑے سرخیل جادو اپنے باپ کو خبر کر پلٹ کر تیرے خیمہ مین چلین گے کمیدان خوشی خوشی
دوڑے سرخیل جادو سے خبر کی اُسنے حکم دیا بلالو چالاک بصورت صبا رفتار اندر آیا سرخیل جادو کو
سلام کیا تنکر سامنے کھڑا ہوا کہا اے شہنشاہ ساحران کہان سے تشریف لائے ہو کیا قصد ہی سرخیل نے کہا نامۂ
شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہمارے پاس پہونچا تھا کہ سامان لشکر کشی ہی مین براے شکار صحرا مین آیا تھا یہی فوج
قلیل ہمراہ لیکر چل نکلا کہو لشکر حیرت مین خیر و عافیت تو ہی جاتے ہی منظور ہی کہ سب سرداروں کو
گرفتار کرکے ملکہ کے حوالے کرون چالاک نے کہا بہت مناسب ہی آپکے تو بڑے اشتیاق ہین ملکہ عالم تو
روز آپکا ذکر کرتی ہین سرخیل یہ سنکر بہت خوش ہوا کہا ملکہ صبا رفتار سچ کہو چالاک نے مسکراکے سر
جھکا لیا کہا میان سرخیل میری جوتی جانے مین گھر گھر پوچھتی پھرتی ہون مجھ سے ایسی باتین نہ پوچھیے یہ کہکے
شرماکے سر جھکا لیا سرخیل مرگیا سوچا یہ مجکو چاہتی ہی کہا آؤ ملکہ بیٹھو صبح کو ہمارے ساتھ چلنا چالاک نے

کہا فوج مین تمھارے لشکر مین رہون صورت تو دیکھ نگوڑے خونی جنونی آنکھون مین کھائے جاتا ہی مین فوج آئی ہوتی اب تو مجھے اور باتون کا ڈر پیدا ہوا دیکھ تو میرا کلیجہ دھڑکنے لگا تجکو میرے سر کی قسم میرے کلیجہ پہ ہاتھ رکھ کے دیکھ سرخیل نے جو ہاتھ بڑھایا سینہ پر ہاتھ رکھ لیا اور زور سے چٹکی لی کہا تیرے ہاتھ رکھنے والے کے ہاتھ کٹین ان ہاتھون مین کوڑھ ٹپکے مین دیکھون تو مسلمانون کے ہاتھ آجائے ہیہات کھکے مرے کوئی دستگیری نکرے نگوڑے نے کس زور سے ہاتھ رکھدیا میرے سینہ پر نیل پڑ گیا اس طرح جو چالاک نے باتین کی سرخیل کے ہوش اُڑ گئے جی مین کہتا ہی ایسی معشوقہ طرحدار طرار فرار صاحب اختیار کسے ملتی ہی اے سرخیل تیرا اقبال ہی آج رات کو فرے اڑاؤ زبردستی ہاتھ تھام کے کرسی پر بٹھایا چالاک نے کہا اچھا مین بیٹھی ہون دیکھون تم میرا کیا کروگے کیا کسی کو کھا جاؤگے مین آج صبح کو ادھر ناحق آئی مین کیا جانتی تھی ایسے نگوڑے بدمعاش کا سامنا ہوگا تم تو میرے گلے کا ہار بنگئے سرخیل ان باتون پر بیتاب نقرات پر پھڑکا جاتا ہی باتون باتون مین چھیڑتا ہی چالاک نے کہا دیکھو صاحب مجھ سے نہ بولو مجھے نہ چھیڑو مین لوٹ جاؤنگی ہزارون صلواتین سناؤنگی سب سردار باتون پر صبا رفتار کے دنگ ہوگئے اپنے افسر کو اشارے کرتے ہین حضور آپ بڑے خوش نصیب ہین کیا رنڈی فریدار ملی ہی معشوق عاشق خصال خورشید جمال معشوقون مین سرفراز شعبدہ باز خوشخو یاسمن بو نازک بدن رشک گلشن سرخیل موچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی کہتا ہی ہمنے جب شکار کیا ایسا ہی طائر پھنسایا میان یہ تو مال کھلائیگی افراسیاب کا گھر کاٹیگی زنانے محلات مین جاتی ہی صندوقچے جواہرات کے اُٹھا لائیگی سردار کہتے ہین بہت بجا ارشاد ہوا کیا معشوقہ دستیاب ہوئی سرخیل مبہوت بیٹھا ہی جب شام ہونے لگی چالاک اُٹھا کہا لو صاحب جاتے ہین اب رات ہوا چاہتی ہی رات کو کہین رہنا اچھا نہین ہزار باتون کا ڈر ہی تم ایسے پاجیون کے خیمے مین ہم نہ رہینگے دن ہی کو ٹوٹے پڑتے ہو رات کو پھر حملہ کر بیٹھو تو مین کیا کرون سو یا موا برابر ہوتا ہی سرخیل نے کہا نہین بی بی بیٹھو ہم تمھارے لیے الگ بارگاہ استادکرا دین تمکو کسی طرح کی تکلیف نہوگی صبا رفتار نے کہا قسم کھاؤ تو مین ٹھہرون سرخیل نے کہا ملکہ لات و منات کی قسم تم سے کوئی نہ بولے گا چالاک نے کہا دیکھو نگوڑا کتنا چالاک ہی منہ مین نکار رکھکر قسم کھاتا ہی رنڈیون کو مان بہن بناتا ہی ایسون کی بات کا کیا اعتبار نگوڑے مکار غدار اپنی جوانی کی قسم کھاؤ تو مجکو اعتبار آوے سرخیل نے کہا اچھا ہان ہان کرکے اُنگلی دانتون کے نیچے دبائی کہا بس بس مجھے یقین آیا جوانی کی قسم نہ کھا تیری جوانی تجھے مبارک رہے سرخیل نے کہا ملکہ چلو تخلیہ مین تم سے کچھ باتین کرینگے حال مسلمانان کا پوچھینگے صبا رفتار اُٹھ کھڑی ہوئی کہا چلو دیکھون کیا کہتے ہو میان سرخیل مین ڈرتی نہین تم داڑھی موچھون والے ہو لیکن مین تمکو کچھ بھی نہین سمجھتی ہون اور طرح سے ہاتھ

لگاؤ تو ارے تیچون کے ہاتھ پیر کاٹ کے ڈالدون سرخیل ہنستا ہوا اندر خیمے کے آیا کہا ملکہ مسند پر بیٹھو
ایک دو جام شراب پیو صبا رفتار نے کہا دیکھ تو نے جھگڑا نکالا آخر وہی چال چلا مین جانتی ہون نگوڑے
مرد وسے ہاتھ پکڑتے پہونچا پکڑتے ہین ہتھ پھیری کر لیتے ہین مین تیرے پھندون مین نہ آؤنگی سرخیل پران باتون
کی پھیریان چل رہی ہین آخر باتین کرتے کرتے چالاک نے گلابی کھینچی کہا او شہنشاہ جو تمھاری خوشی اور یہ شعر پڑھے نظم

کرے ہے شرع کا پاس نہ اس حرام شراب	حرام ہی نہیں لیکن نہ ہے حرام شراب	یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کار سعید
شرع دیکھ کے پیجیے سے صبا م شراب	عوض ہو نشہ دنیا کا ذوق عقبےٰ پر	دوام بکتی ہے اس میکدے مین دام شراب

سرخیل تو مبہوت ہو رہا تھا بدون رد و قدح جام لے لیا پی گیا چالاک نے مسکرا کر کہا زہر مار زہر مار سرخیل
پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ملکہ کلیجے مین شعلے بھڑکنے لگے چالاک نے کہا تماشہ بینی کا یہی انجام ہے یہ جام زہر تھا
کلیجہ کٹ کے نکل پڑیگا سرخیل گھبرا کے اٹھا بیہوشی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کے گرا چالاک نے نعرہ کیا نیمچہ پکڑ کے
جھپٹا قصد ہوا سر کاٹ لون پھر سوچا دس ہزار ساحران غدار گرد اترے ہین بعد مرنے کے اسکے ہنگامہ ہوگا
صدائے گیرو بگیر بلند ہوگی سب بیچیا زندہ نجانے دینگے یہ سوچکر رکا پھر خیال مین آیا اے چالاک کیون رکتا
ہے اندھیرے مین نکلجانا تیرا کوئی کیا کر سکے گا خوف کیا قبلہ وکعبہ کا قول ہے جب دشمن قبضے مین آئے اسکا چھوڑنا
کیا جو ہونا ہے وہ ہوگا نیمچہ میان سے کھینچا چاہا سر کاٹ لون یکایک زمین تھرائی دھوان نکلا چالاک ارے کہکے
پیچھے ہٹا پانون ایک ایک سومن کا ہوگیا زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نے سر نکالا تڑپ کے نکلی ایک دو تھپڑ زمین
پر مارا چالاک بشکل صبا رفتار لڑکھڑا کر گرا اس جادوگرنی نے آواز دی سنو ملکہ سہیل جادو غضب کیا تھا
میرے شوہر کو قتل کیا ہوتا چالاک ہان ہان کرنے لگا کہا اے ملکہ عالم مین ہون عیار بھی شہنشاہ کی ملکہ صبا رفتار
کمند انداز زبردستی میری آبرو لیتے تھے شراب پی کر پڑے مین نے نیمچہ کھینچا کہ اپنا گلا کاٹ لون اس کہنے پر
سہیل رکی مگر سحر نہ اتارا شوہر کو ہوشیار کیا سرخیل کی آنکھ کھلی زوجہ کو قریب پایا صبا رفتار کے پانون
زمین تھامے ہے سہیل نے کہا صاحب یہ کیا معرکہ ہوا تمھارا ہرجائی پن نہین جاتا مین نے اسی واسطے سحر تیار
کر رکھا تھا کہ جب تمپر کوئی مصیبت ہو مجکو خبر ہوجائے باغ مین بیٹھی تھی پیر نے تدبیر بتائی کہ شوہر کو تمھارے
ایک عیار قتل کیا چاہتا ہے مثل برق تڑپ کر پہونچی یہان صبا رفتار کو دیکھا ہوا کا سامنا ہوا کیون زبردستی
کسی کی آبرو لیتے ہو سرخیل نے شرما کے سر جھکایا چالاک نے کہا مجکو رہا کیجیے مین اب کبھی آپ کے لشکر مین نہ آؤنگی
ہلڑ جو ہوا مصاحب سرخیل کے اندر چلے آئے یہ ہنگامہ دیکھا ایک نے کہا حضور ابھی نہ رہا کیجیے گا عیاران اسلام
اسی طرح صورتین بدلکر آتے ہین ہزارون ساحر اسی دھوکے مین مارا گیا گرم پانی سے منھ دھلوائیے اگر
اصل مین صبا رفتار ہے یہ صورت قائم رہیگی ورنہ روغن اڑ جائیگا چالاک چیختا ہے پیٹتا ہے دیکھو ملکہ سہیل

تجھپر کوئی پانی ڈالے میرا دھرم ناس نہ کرے مین اپنی جان دیدونگی لیکن کون سنتا ہی ایک جادوگرنے بڑھکر گرم پانی سے مُنھ دھلا دیا رنگ روغن عیاری کا اُڑ گیا اب تو سب نے بخوبی پہچانا ظاہر ہوا عیار نامور فرزند خواجہ عمر ہی اب تو مشکین باندھین سہیل پیٹنے لگی کہا کیون صاحب جو مین حفاظت نہ کرتی یہ موا سار بان زادے کا چھوکرا قتل کرچکا تھا ہی میرا راج سہاگ لٹ جاتا ساحری جمشید نے اپنا قفل شریک حال کیا اب رونا کیا ضرور ہی سرخیل نے کہا مین ابھی اسکو قتل کرتا ہون سب عیارون کی میرے ہاتھ سے قضا ہی اتبو مین ہوشیار ہوگیا مشہور تھا کہ عیارون پر کوئی دست انداز نہین ہوسکتا ساحری جمشید نے اسکو گرفتار کرایا یہ کہکر حکم دیا جلد میدان خونی کی تیاری کرو جلاد حاضر ہون اب کشان کشان چالاک کو لیکر سرخیل وسہیل بیرون بارگاہ آئے یہ حال حسرت مآل سُنکر سب جادوگر دوڑے آکے دیکھا زن وشوہر غصے مین کانپ رہے ہین ایک عیار دُبلا پتلا حقیر ذلیل مشکین بندھی ہوئین ہوش سب کے اُڑ گئے کہ یار واچھی طرح اُترنے نہین پائے عیار پہونچ گیا وہ جو کمیدان صاحب پہلے عاشق ہوے تھے سرداروں سے کہ رہے ہین کہ پہلے صورت دیکھکر مین مائل ہوا تھا پونے دو سو خداوندون نے بچا لیا ایسی کمبخت نے صورت زیبا بنائی تھی کہ نظارۂ جمال سے دل بیقرار ہوتا ہی کوئی کیونکر پہچانے لیکن زوجۂ شہنشاہ نے بڑا کام کیا خوب اپنے شوہر کو بچایا ورنہ خاتمہ تھا یہان تو یہ ہنگامہ جلاد طلب ہو رہے ہین چالاک سر جھکائے بیٹھا ہی لیکن مہتر برق فرنگی بعد چالاک کے بیقرار ہوکے نکلا کہ دیکھون مرشدزادے کہان گئے اس صحرا مین آکے پہونچا دور سے دیکھا ہزارون ساحر جمع ہین ایک گنوار کی شکل بنکے قریب آیا مرشدزادے کو زیر تیغ پایا دس ہزار ساحر گولے ترنج نارنج لیے کھڑے ہین زن وشوہر غصے مین کھڑے کانپ رہے ہین برق نے حال مفصل دریافت کیا تڑپ گیا سوچا کہ اسوقت اے برق فرنگی کیا تدبیر کرون کیونکر مرشدزادے کو بچاؤن اگر یہ قتل ہوگئے اُستاد کا بازو ٹوٹ جائیگا کنارے آکے سوچنے لگا آخر ایک بات ذہن مین آئی بہ تعجیل تمام ایک ساحر غدار کی شکل بنکر تیار ہوا نامہ مُہرسے افراسیاب کی بنایا موم کے سانپ بناکے بالون مین لپیٹے یہان ہنگامہ ہی جلاد سر پر چالاک کے آچکا سرخیل نے ایک حکم دیا دوسرا حکم دیا چاہتا ہی کہ پہلو سے آواز آئی اوسرخیل خبردار کیا کرتا ہی منم اشرار جادو فرستادۂ شہنشاہ ہوش رُبا اگر ایک موے جسم عیار کا کم ہوگیا ایک زندہ نہ بچیگا سرخیل وسہیل نے پلٹ کے دیکھا ایک ساحر غدار بلاے روزگار دریاے اشیاے سحر مین غوطہ مارے ہوے فرمان شہنشاہ ہاتھ مین غضب بات بات مین مثل برق جہندہ ہنّو ہنّو کرتا ہوا پہونچا جلاد کو ایک لات ماری جلاد مُنھ کے بھل زمین پر گرا نامہ بڑھکر ہاتھ مین سرخیل کے دیا کہا او مغرور نہایت

شہنشاہ کو تونے بچین کیا بابدولت کو بہت تکلیف ہوئی تین سو کوس کا راستہ پانچ منٹ مین طے کرنا
پڑا کیا تونے شہنشاہ کو مجبور رونا چار سمجھا دہ یہ تین روپیہ کے پیادے کے قتل پر قادر نہین ہین تو گرفتار
کرتے ہی آمادۂ قتل ہوا دیکھ تو اسین کیا ترقیم فرماتے ہین اس طرح برق فرنگی نے کلام کیا زن وشوہر
گھبرا گئے نامے کو لیکر سرخیل نے سر پر رکھ لیا بوسہ دیا سر نامہ پر مُہر شہنشاہ پائی نامے کو کھولا لکھا تھا ای
سرخیل وسہیل بابدولت کو دریافت ہوا کہ تمنے چالاک بن عمرو کو گرفتار کیا اسواسطے اپنے معتبر اشرار
جادو کو روانہ کیا جلد اسکی معرفت قید چالاک بھیجدو خبردار تامل نہ کرنا خداوند فرما چکے ہین جو انکو قتل
کریگا اُسکی قوم کو برباد کر دینگے یہ خداوند کے پیارے بندے ہین زن وشوہر دونون کانپ گئے کہا ای
اشرار جادو ہمین کیا عذر ہی لیجائیے اشرار نے کہا اپنا سحر اُتارو ہم اپنا سحر قائم کرین سہیل جادو کا سحر
چالاک پر تھا سہیل بڑھی کہین سحر اُتارون قضائے کار صبا رفتار کمند انداز آ رہی ہوئی آتی تھی
اُسنے جو دور سے لشکر ساحران دیکھا بلا تکلف چلی آئی اُسنے دیکھا میان برق فرنگی ایک جادوگر
بنے کھڑے ہین نامہ شہنشاہ کا پڑھا جاتا ہی وہین سے صبا رفتار نے آواز دی ای سرخیل خبردار چالاک
کو رہا نہ کرنا یہ جو جادوگر ہی شاگرد رشید خواجہ عمرو برق فرنگی ارے اسکو بھی لینا برق جو پلٹا
صبا رفتار کو دیکھا پکارتی ہوئی آتی ہی سہیل رُک گئی لیکن سرخیل سے برق نے کہا لے دوسرا
عیار بشکل صبا رفتار آ پہونچا ای سرخیل لینا خبردار یہ جانے نہ پاوے مکار کا کلیجہ تو دیکھو سرخیل نے
پلٹ کر ایک دو ہتڑ مارا صبا رفتار منہ کے بل زمین مین گری سرخیل دوڑا صبا رفتار چیخی ارے او
سرخیل کیا کرتا ہی مین کنیز شہنشاہ ہون برق فرنگی تو کہتا ہی یہ عیار لشکر اسلام ہی ای سرخیل مجکو نہ
گرفتار کر نہین پچھتائیگا اشرار کہتا ہی کہ یہ ہرگز جانے نہ پاوے تجکو مارنے اور اپنے بھائی کو رہا کرنے
آیا تھا سرخیل گھبرایا مین کیا کرون آخر گھبرا کر صبا رفتار نے کہا ای سرخیل ارے کمبخت مین عورت
ہون یہ مجکو عیار تبلاتا ہی اپنی زوجہ سے کہ میرے قریب آئے پائجامہ اُتار کر دیکھ لے مرد وعورت کی شناخت
ہو جائیگی یہ سُنکر سہیل بڑھی اب برق فرنگی گھبرایا کہا ملکہ سنو تو مین تمسے مفصل حال کہون ابھی سمجھ جاؤ گی
سہیل طرف اشرار نقلی کے بڑھی سر جھکایا کہا میان اشرار جادو بیان کرو جیسے ہی سہیل نے سر جھکایا
برق فرنگی نے جان دیکے کوکھ پر سہیل کے خنجر مارا سہیل لڑکھڑا کر گری اندھیرا ہوا برق فرنگی نے
آواز دی بھائی چالاک بھاگو اسی کے سحر مین چالاک مبتلا تھا مرتے ہی سہیل کے چالاک چھوٹا
چالاک بھی ایک جادوگر کو مار کر بھاگا سرخیل بدحواس ادھر سے تو آواز آئی نعرہ برق فرنگی

منم برق رفتار و خنجر گزار
منم یکہ لیکن گران بر ہزار

دوسرے پہلو سے آواز آئی نعرۂ چالاک

به عیاری من آنم چست و چالاک
بچشم دشمن اندازم کف خاک
نه آید با دگر دستیز گامم
خلیفه اولم چالاک نامم

اندھیرے مین دونون عیار نعرے کرتے ہوئے بھاگے برق فرنگی تو بڑا شوخ مزاج ہی چلتے چلتے صبارفتار کے بھی ایک دھول ماردی کہا کیون خلیفائن پھر کبھی عیاری کرنے آؤگی مگر تم بچیا ہو جوتیان کھاتی ہو پھر آتی ہو خلیفہ مہتر قران کا پاس نہوتا تو ذراسی ناک کاٹ لیتا شکوکان ہوجاتے بہت ہلکان کرتی ہو مگر بغیرت کی ناک کٹے گی اور سوا ہاتھ بڑھجاویگی صبا رفتار نے غل مچایا ارے لینا لنگوڑا مجھے دھولین مارتا ہی سرخیل رونے سے جورو کے بدحواس ہوگیا سر پٹینے لگا چیختا ہی ہای ہای میری جورو کو مارڈالا اب کون میرے ناز اٹھائیگا پہلو مین سلائیگا مثل ماں کے مہربان تھی مکھیان جھلکر کھانا کھلاتی تھی جاڑے مین قوت باہ کی گولیان بناتی تھی اب شفقت سے کون سر پر ہاتھ رکھے گا گھر میرا برباد ہوا ای بی بی کچھ جواب تو دو سامری جمشید کی خدائی مین آگ لگے تمھاری جوانی پر رحم نہ آیا تمھاری وضع داری کو یاد کرون کس بات پر فریاد کرون سیکڑون آشنا کیے کبھی مجھپر ظاہر نہوا میری دلدہی سے ہاتھ نہ اٹھایا گھر مین چار جگہ پردے پڑے رہتے تھے ہم جاے فراق نہ سہتے تھے ایسی بی بی مہربان کہان پاؤنگا کھلی ہوئی بات ہی اورون سے سر ڈھکوایا نام میرا کیا میری مردانگی مشہور کرتی تھین میرے نام پر مرتی تھین عورتون مین بیٹھکر کہتی تھین میرا شوہر بڑا تماش بین ہی جب کسی غیر کو بلایا مجھ سے کہدیا میری خالہ کا بیٹا آیا ہی پردہ مین سب کچھ کیا کسی پر حال روشن نہ کیا تمام سردار دوڑے بغلون مین ہاتھ دیکر سنبھالا عیار تو نکل گئے صبا رفتار کو قید سے رہا کیا سرخیل نے کہا ای صبا رفتار مین اپنی جان دونگا ابھی لشکر مسلمانان پر جاتا ہون جورو کے خون کے بدلے مین اگر کل مسلمانون کو نہ مارا تو نام اپنا سرخیل جادو نہ پایا تم جاکر ملکہ حیرت کو خبر کرو ہر چند صبا رفتار نے سمجھایا ای سرخیل جادو صبر کرو ملکہ حیرت کی خدمت مین چلو جیسا حکم دین بیا بجالانا سرخیل جادو نے کہا مین نہ مانونگا اسی وقت ارتھی بنائی لاشہ سہیل جادو کا جلوایا خود ہی جورو کا سر پھاڑا داڑھی موچھین منڈوائین کہا صاحبو سواے میرے کریا کرم کون کرے روتا ہوا اٹھا پشت اژدر پر سوار ہوا نفیر سحر بجائی کل لشکر تیار ہوا بقہر و غضب تمام طرف لشکر اسلام کے چلا صبا رفتار بھاگی کہ مین جاکر ملکہ حیرت کو خبر کرون برق و چالاک ایک جھاڑی مین چھپے دیکھ رہے تھے جب لشکر سرخیل لیکر چلا یہ دونون بھاگے ملکہ مہرخ کو جا خبر آگاہ کرین لیکن بدحواس چالاک سے برق فرنگی نے کہا ای مہتر والا گہر بڑا غضب ہوا سردار باغبان و بہار وغیرہ لشکر مین تعین ہین یہ ملعون جاکر گریگا

کون اسکے بار کو سنبھالے گا خدا خیر کرے چالاک نے کہا حقیقت مین بڑی خرابی ہو یہان دربار مین ملکہ
مہ جبین الماس پوش نے تخت شہنشاہی پر جلوہ فرمایا کہ برق و چالاک پہونچے بعد دعا و ثنا کے
عرض کی اے ملکہ عالم جلد لشکر تیار کرائیے سرخیل جادو فوج ساحران لیکر آتا ہو زوجہ اسکی ہمارے ہاتھ
سے قتل ہوئی ہے بیچارا کو بڑا غصہ ہو یہ سنتے ہی ملکہ مہرخ اُٹھین قصد ہوا لشکر کو تیار کرائین کہ ابر تیرہ و تار
سامنے سے اُٹھا اُس ابر مین رعد کی گرج برق کی تڑپ بغض و دل کا غران سیاہ ابر ہیبت ناک اس ابر مین سے
آواز آئی بابشیدا اے مسلمانان میری جورو کو عیارون نے قتل کیا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے ابر برسا یا
خود جوش مین آکر گرا غفلت مین لشکر اسلام تباہ ہونے لگا جیسے قطرہ پانی کا پڑا جلکر رہ گیا صبا رفتار نے
جاکر ملکہ حیرت کو خبر دی عرض کی اے حضور سرخیل لشکر اسلام پر جا پڑا جورو کو اسکی برق و چالاک نے
ملکر قتل کیا اسی غصہ مین سرخیل کو تاب نہ آئی دیکھیے دونون لشکر ملگئے حیرت جادو گھبراکر باہر نکلی دیکھا
ہنگامہ سحر برپا ہو سرخیل نے ہزارہا مسلمانون کو قتل کیا حیرت جادو نے شمیمہ نقب زن کو حکم دیا کہ جاکے
سرخیل جادو کو پھیرلاؤ کہنا بدون حکم افراسیاب یہان پتا نہین ہلتا تمنے غضب کیا ہم سے بھی نہ پوچھا
اب طبل بازگشت بجواکر پلٹ آؤ ہم تمھارے نام پر انتقام سے طبل جنگی بجوائینگے شمیمہ نقب زن دبتی
اُٹھتی بیٹھتی اسوقت قریب لشکر اسلام پہونچی کہ اب مہرخ بھی سنبھلی ہو ملکہ مہ جبین تخت پر ملکہ
سرخ موے کاکل کشا و ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ تخت ملکہ مہ جبین کو گھیرے ہوے لشکر سرخیل سے
لڑ رہی ہین لیکن واضح ہو کہ بہار و باغبان و برق لامع و رعد و برق یہ سردار برائے مدد اسد
نامدار گئے ہین چالاک نے اور ساحرون کو انکی صورت بناکر دربار مین بٹھلایا یہ ہنگامہ جو برپا ہوا
وہ بیچارے لونڈی غلام مثل باغبان و بہار کیا لڑ سکتے تھے یہ ہنگامہ جو ہوا اسی صورت پر نکل آئے
موافق اپنی حقیقت کے سحر کرنے لگے دور سے سرخیل جادو نے جو بہار کو لڑتے دیکھا گولہ مارا وہ کنیز کیا
روک سکتی تھی گولہ سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے ملازم باغبان بشکل باغبان لڑنے لگے وہ ہاتھ
سے سرخیل کے مارے گئے جب مرکر گرے صورتین تبدیل ہوگئین شمیمہ نقب زن نے جو دور سے یہ معرکہ
دیکھا سمجھی یہ عیارون کی کارسازیان مکارون کی شعبدہ بازیان ہین یقین معلوم ہوا بہار و باغبان لشکر
مین نہین ہین پلٹ کے ملکہ حیرت کو خبر دی حضور عیاران اسلام بڑے کام کرتے ہین عرصہ سے بہار و
باغبان وغیرہ لشکر مین نہین ہین عیارون نے لونڈی غلامون کو انکی صورت بنایا تھا وہ سب
اسوقت ہاتھ سے سرخیل جادو کے مارے گئے لیکن آوازین نہین آئین سرخیل نے قیامت برپا کردی
اگر آپ بھی جا پڑین آج ہی لڑائی فتح ہوجائیگی فوج مہرخ کا ٹھہرنا دشوار ہو یہ سنکر حیرت جادو

سوار ہوئی نفیر سحر بجی ایک جانب سے مصور جادو ملکہ صورت نگار رومانی وبہزاد وقلم کش وملکہ یاقوت وزمرد تمام سرداران حیرت سوار ہوے بارہ لاکھ ساحرون سے حیرت جادو بہ گروفر چلی یہان ملکہ مہرخ نے لڑبھڑکر لڑائی کو سنبھالا سرخیل جادو پہ جا پڑی آپسین سحر ہورہے ہین کہ گرد عظیم سامنے سے بلند ہوئی حیرت جادو بارہ لاکھ ساحرون سے آکر گری ایک طرف سے حیرت نے سحر کیا مصور نے تصویرین نکالین یاقوت نے آگ برسائی زمرد نے نخلہاے صحرا کو سبز کیا لشکر مسلمانان تہ وبالا لاکھون ساحر مارا گیا نظم مصنف

تزلزل زمین کو ہوا اسقدر	لرزنے لگے خوف سے دشت و در	فلک کو فراموش گردش ہوئی
پہاڑون کو سختی مین جنبش ہوئی	قیامت کا سامان عیان ہوگیا	رخ مہر گردون نہان ہوگیا
صدا ہاے ہاہو سے یہ شور تھا	عیان سحر وافسون کا یہ زور تھا	کسی پر گری برق خارا شگاف
ہوے صف شکن ایک حملہ مین صاف	کہین بارش ابر کا شور تھا	کہین آتش سحر کا زور تھا
کہین رعد گرجا زمین شق ہوئی	کہین برق خاطف چپک کر گری	صفون مین تلاطم ہوا سربسر
درختون سے اڑنے لگے جانور	نقیبون نے بڑھ بڑھ کے نعرے کیے	جوانو قدم اب نہ پیچھے ہٹے
لڑائی کی اقتاد جھیلو گے تم	یقین ہے کہ جانو نپہ کھیلو گے تم	کدھر ہین جوانان جنگ آزما
یہی وقت ہے کوشش جنگ کا	یارو دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے ہر شے کے واسطے زوال ہے	

دیکھو ماہ تابان کبھی بدر کامل کبھی ہلال ہے نظم

گنج کوئی مار سے خالی نہین	دامن گل خار سے خالی نہین	چاند کو کیسا دیا حق نے شرف
لگ گیا ہے ساتھ اُسکے بھی کلف	یارو نام کرلو بزرگون کا نام روشن کرو سرخ رو ہوکر مرد میدان	

کارزار سے قدم نہ ہٹے منھ پر تلوارین کھاؤ عروس مرگ سے ہمکنار ہو بہادر دلاور نامدار ہو فرد

بیاہ لیجاؤ عروس موت کو		دو طلاق اس زندگی کی سوت کو
رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہگیا	دیگر	مردون کا آسمان کے تلے نام رہگیا
گئے کل سوے گورستان جو ہم باخستہ حالی تھے		مقابر جتنے دیکھے ہمنے خشتی یا کہ مالی تھے
یہ دو مصرعے لکھے اُسجا بہ مضمون خیالی تھے		مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے
		سکندر جب گیا دنیا سے دونون ہاتھ خالی تھے
ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر	دیگر	تا یہ سب دیکھین کہ کچھ دست سکندر مین نہین
ہاتھ خالی آئے ہین اور ہاتھ خالی جائینگے	دیگر	سب کمال اکر وزر آخر خاک مین ملجائینگے

کل پاؤن ایک کاسۂ سر پر جو پڑ گیا
آئی صدا کہ دیکھ کے چل راہ بےخبر

دیگر

یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا
مین بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا

اے جوانان شیردل وقت جانبازی وسرفروشی ہے دشمن کو ہٹا دو سنان ہائے نیزے سے سینے ملا دو دم شمشیر پر گلے رکھو طعام لذیذ موت کے مزے چکھو نقیبون نے اس طرح کے اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہوگئے سراپا کے ہوش نہ رہے مرنے پر آمادہ زندگی سے بیزار خواہان معشوق حرب وپیکار لیکن لشکر اسلام پر قیامت برپا ہوئی حیرت جادو نے زمین ہلا دی یہ جو اسیر ثابت ہوگیا کہ بہار وغیرہ رکن لشکر اسلام نہین ہین چہار جانب سے لشکر حیرت جادو نے زور ڈالا ملکہ مہرخ نے بڑھکر ملکہ حیرت سے مقابلہ کیا آواز دی کیون بی مہرخ بوا بہار کو کہان بھیجدیا بڑا مکر کیا ایک کنیز کو بہ صورت بہار بنا یا اس بہار نقلی پر خزان آئی پھول نہ کھلے رنگ نہ جما غنچۂ خاطر پژمردہ ہوا ہزار ہا سرو قد پامال ہوے مہرخ نے جواب دیا او حیرت کیسے بہار وباغبان ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے ہین اگر قضا آئی ہے کون بچائیگا ورنہ تو کیا کرسکتی ہے حیرت جادو مہرخ پر جا پڑی سحر کیا برق چمک کر مہرخ پر گری سر ملکہ مہرخ کا زخمی ہوا حیرت بڑھی کہ سر مہرخ کاٹ لون پریشان ہوکر سرخ مو نے مقابلہ کیا اسکا بھی وہی حال ہوا سرخ مو کا جینا وبال ہوا ہلال سحر افگن لڑی یہ بھی انگشت نما ہوئی شکیل صف سے بڑھا کئی گولے حیرت پر مارے حیرت نے سب وار روکے اُٹھا کر ترنج مارا شکیل نے ترنج کو کاٹا اسمین سے ایک خنجر پیدا ہوا شانہ پر پڑا فانہ قوت بازو مہرخ کا نشانہ ہوا اب حیرت نے چاہا بڑھ کر ملکہ مہ جبین الماس پوش کو گرفتار کرلون دلارام وزیرزادی تخت ملکہ مہ جبین کا لیکر پیچھے ہٹی علم فوج اسلام سرنگون ہوا سب سردار زخمدار بیقرار اشکبار کے پاؤن اُٹھے ملکہ مہرخ اس زخمداری مین بھی لشکر کو لیکر بڑھتی ہے فوج دل وہی نہین کرتی حیرت جادو مثل برق تڑپ رہی ہے مصور نے ہزارون کو مارا صورت نگار کا سحر چل رہا ہے ہر ایک نخل صحرا مثل شمع کافوری جل رہا ہے زمین تپ رہی ہے آگ برس رہی ہے شور فریاد والغیاث برپا ملکہ مہرخ نے پلٹ کے دیکھا بارگاہین لٹنے لگین لشکر اسلام پر شکست فاش ہوئی نکل جانے کی تلاش ہوئی لیکن سرداران صف شکن ثابت قدمان کوے محبت رہروان منزل شجاعت جان دینے پر آمادہ لیکن زیادہ خرابی یہ ہے ملکہ مہ جبین دلالان خونقبا معشوقان طلسم کشا سحر بالکل نہین جانتین ایسا نہو قبضہ مین کافرون کے آجائین بڑا غضب ہوگا حیرت مہ جبین کی دشمن جاہتی ہے مہ جبین کو پاؤن تو قتل کرون اسی کی ذات کا

سارا فساد ہی اگر صحراے حیرت ہی سے اسد غازی کو لے کر نہ بھاگتی یہ دن کا ہے کو نصیب ہوتا ایسے ایسے خیالات جو اہل اسلام کو آئے تخت ملکہ مہ جبین کو گھیر لیا چاہتے ہین کہ لڑ بھڑ کر مر جائین لیکن ناموس طلسم کشا کو بچائین سرخیل جادو مبہوت غم مین اپنی جورو کے لڑ رہا ہی اس قدر گولے مارے ہزارون کو جلا دیا صدہا کو قتل کیا جھوم جھوم کے لڑ رہا ہی ملکہ حیرت کو اشارہ کرتا ہی ای ملکہ عالم مین نے بڑے صدمے اُٹھائے زوجہ قتل ہوئی گھر برباد ہوا غلام ناشاد ہوا اب آج ایک کو زندہ نچھوڑونگا قتل سلمانان سے منھ نہ موڑونگا حیرت کہہ رہی ہی شاباش مرحبا افراسیاب تیرا بڑا مرتبہ کریگا کسی شاہزادی کے ساتھ تیری شادی کر دینگے بڑے دھوم سے خانہ آبادی کرینگے سرخیل جادو ان باتون پر ملکہ حیرت کی پھول گیا چمک چمک کر لڑنے لگا اب ملکہ مہرخ کو یقین کامل ہوا بارگاہین بھی لٹنے لگین صفین تمام صف ماتم لشکر درہم و برہم بھاگی ہوئی فوج کا رکنا دشوار دستور ہی ایک کے ساتھ دس بھاگتے ہین ملکہ مہرخ نہایت کاروان صاحب عظم و شان شکست مین بھی جرأت آشکار دس قدم بھاگین پھر ٹھہرین مگر مایوس اسوقت سب نے عرض کی اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کیجیے اب جان بچنا دشوار ہی ہر خرد و کلان مجبور و ناچار رہی وہ رحیم و کریم سمیع و علیم سامع الدعوات مسبب الاسباب کارساز بے نیاز حکیم علیم حلیم ہر حال مین معین و مددگار رہی یہ سنکر ملکہ مہرخ نے تاج سر سے اُتار احتاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہو کر پکار اُٹھین ارحم الراحمین مالک یوم الدین اسوقت بیکسی و بےکسی مین جلد مدد کر اس بلا کو رد کر بیقرار ہو گئے جو دعا کی سب غازی سرفروش بیقراری کا جوش فوراً تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا آسمان پر سناٹا ہوا سنے دیکھا ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و رعد و برق و برق لامع و مخمور سرخ چشم و خواجہ عمرو و جہتر قران نامور و ملکہ بران شمشیر زن و ملکہ زیور محمل نشین صاحب عز و تمکین و لاہوت جادو جوان خوشخو تخت سحر پر سوار بصد کر و فر نمایان ہوئے لشکر مین غل ہوا بہار آئی بہار آئی معین و مددگار ہمارے آپہونچے عمرو نے آواز دی یارو غضب ہوا لشکر معرض زوال مین ہی آج حیرت جادو جلال مین ہی ہان مٹیا بُران لینا لاہوت جادو نے تخت زمین پر اُتارا سب سے پہلے ملکہ بہار گلفدار بڑھی جھپٹ کر گلدستہ مارا ہوائے سرد چلی ساحر جھومے آسمان سے پھول برسے طائرون نے زمزمہ سرائی کی غنچے مسکرائے بلبل زار کے پھول کھلے ایک طرف باغبان قدرت آکے گرا گیند پھولون کا مارا برق لامع آڑی ترچھی گرنے لگی رعد نے کانون مین ہاتھ رکھکے چیخ ماری صدہا لڑکھڑا کے گرے کان کے پردے پھٹے مان رعد کی برق کڑک کے گری سیکڑون کے سر اڑا دیے لاہوت جادو جھومتا ہوا لشکر حیرت جادو پر آیا گولہ مارا سیکڑون جلے زیور محمل نشین نے غصہ مین

کڑا کھینچ مارا طوق گلوگیر بنکر گلے مین ساحرون کے پڑا سیکڑون لاڑمان حیرت جادو لڑکھڑا کے نفس در قفس پیچیدہ رنجیدہ کبیدہ ہمتی قران نے بڑھ کے نعرہ کیا خواجہ عمرو نے سفید مہرہ بجایا جادوگر بکلے لشکہ مین گھس پڑا فردون کی کمرین ٹٹولنے لگا جسکی کمر مین کچھ پایا خیر ہوئی اگر کمر مین کچھ نہ نکلا پیڑے اسکے اُتار لیے ایک لات ماری آواز دی اور نی عمر بھر کھایا کمایا ہمارے لیے کچھ نہ رکھا اذننگ خاندان تجکو برہنہ چھوڑونگا تیری ذلت سے منھ نہ موڑونگا برق دجالاک دجانسوز یا تو الگ کھڑے رو رہے تھے حقہ ہاے آتشبازی لیکر یہ بھی گھسے خوب آتشبازیان داغین سیکڑون کو جلا دیا ضرغام شیردل نے جنگی بان داغدیا دو حملون مین لشکر حیرت جادو تہ وبالا ہیچ ہمتا مسلمانون نے اپنے پڑاؤ پر قبضہ کیا اسد شیردل مرکب بادرفتار پر سوار ہوا نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ اسد مصنف

اسد صف شکن شاہ عالیجناب　لقب کردۂ شیر پروردگار
منم آنکہ سرکوب افراسیاب　چو تیغ یلی برکشم از غلاف
یل پیلتن نامور نامدار　تزلزل فتد درمیان مصاف

خورشید زرین سحر و شکیل بے عدیل ہمراہ رکاب اسد نامدار ہوے سحر و ساحری سے بچانے لگے اسد نہنگانہ پلنگانہ لڑتا ہوا بڑھا حیرت جادو نے بہار کو دیکھا چہرہ گلنار بدھیان پھولون کی گلے مین چمپکا موتیے کا سر پر سرو قد گل اندام گلدستے مارتی ہوئی آتی ہو نگاہین جو نیلی ڈالین سیکڑون جادوگرون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے بعضے نشۂ بادۂ سحر سے مست یہ اشعار حسرت آثار سودا پڑھ رہے ہین شعر نظم

جاتے ہین لوگ قافلے کے پیش و پس چلے　دنیا عجب سرا ہی جہان آئے بس چلے
کہیو صبا سلام ہمارا بہار سے　ہمکو چمن مین چھوڑ کے سوے قفس چلے
ای غنچہ آنکھ کھول کے ٹک تو چمن کو دیکھ　جمعیت ولی یہ ترے پھول ہنس چلے
تیرے سخن کو مین یہ سر و چشم ناصحا　مانون ہزار بار اگر دل سے بس چلے
نکلا جو دل سے نالہ تو سینہ سے دو رے شک　شن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے
صیاد اب تو کرے قفس سے ہمین رہا　ظالم پھڑک پھڑک کے پر و بال گھس چلے
کام اس گلی سے سر سے یہ سودا گذر چکا　کیا تاب اک قدم جو ادھر بوالہوس چلے

حیرت جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بہار نے ہزارون کو مار ڈالا گرجا پڑی آپ بھی سحر ہونے لگے بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے حیرت جادو جھوم گئی جھومتے جھومتے دستک دی ایک طائر پیدا ہوا ازدہا بادشاہ طلسم ہوش جانور نے آکر سر پر سایہ کیا حیرت نے ہوش و حواس درست سحر و ساحری مین چست ہوکر نیمچہ کھینچا بہار جادو پر جا پڑی نیمچہ سحر مارا بہار نے پھولون کی سپر اٹھائی لیکن سحر سے

حیرت جادو کے سپر کٹی سر بہار جادو زخمی ہوا اب ملکہ حیرت نے دباؤ ڈالا بہار جادو پیچھے ہٹی صدہا
کنیزین بہار کی قتل ہوئین حیرت پیچھا نہین چھوڑتی بہار چاہتی ہو ذرا مہلت ملے زخم سر باندھ کر سحر
کرون حیرت دم نہین لینے دیتی مثل شعلۂ جوالہ چلی آتی ہو دونون عارض غصہ سے سرخ کف منہ مین ہو
ہوا اس قہر و غضب مین حیرت جادو کی عجب آن بان بوٹا سا قد گاتی بندھی ہوئی سینہ پہ آبھار
گلزار حسن پر بہار لب یاقوت احمر دندان سلک گہر سیتن سیمبر عارض رشک قمر مار گیسو پیچ و تاب مین
آنکھون مین لال لال ڈورے وحشت کے چھپٹی ہوئی بہار پر جاتی ہو لشکر مین غل ہوا بہار کو حیرت
جادو نے گھیر لیا زخمی بھی کر چکی وہ سامنے بہار رہتی ہوئی جاتی ہو حیرت قتل کیا چاہتی ہو اکثر ساحرون
نے بڑھ کر حیرت پر سحر کیے اُن حربون کو حیرت نے ٹالا قریب ایک نخل کے بہار پہنچی لڑکھڑائی شاخ
نخل تھام کر رکی حیرت نے چاہا پیچھے مارون پہلو سے آواز آئی ملکہ عالم ہوشیار ہو جائیے حیرت نے پلٹ کر
اپنی وزیرزادی زمرد جادو کو دیکھا بدحواس آئی کہا حضور لیجیے مبارک شہنشاہ آگئے وہ دیکھیے تخت آتا
ہو حیرت جادو پلٹی منہ کا پھیرا کہ آواز آئی باش اے حیرت کہان جاتی ہو منہ ڈریے پہلے صدف قلزم
عیاری نہنگ دریاے زخاری صف شکن و صفدر خواجہ عمرو نامور یہ کہکر چھوڑ وہ حلقے کمند کے مارے
گردن و کمر مین حیرت کے پڑی ادے کہکے پلٹی حباب بیہوشی پڑے وہم سے گری بہار نے پلٹ کے دیکھا
حیرت جادو گر کر بیہوش ہوئی عمرو تو کمند چھوڑ کر بھاگا گلیم اوڑھ لی یہ آواز دی او بہار یہ جانے
نہ پاوے بہار مع چند سردار جھپٹی کہ حیرت کو گرفتار کرلون زمین شق ہوئی پتلہ فولادی پیدا ہوا
حیرت جادو کی کمر مین پنجہ دیا میدان کارزار سے لے بھاگا ہرچند ساحرون نے روکا پتلہ نہ رکا حیرت
کو لیکے نکل گیا اب جو سرداران لشکر حیرت پر گرے ہزارون کو قتل کیا مصور جو رد کا ہاتھ تھام بھاگا
صاحب نکل چلو جان بچاکے کل چلو آسکے بھاگتے ہی سب ساحر بھاگے سرخیل جادو نے پلٹ کے دیکھا
پڑاؤ حیرت جادو کا لٹ رہا ہو بارگاہین جل گئین سرخیل جادو گھبرایا لیکن بڑے زور شور سے لڑ رہا
ہی جور د کے غم مین مبہوت تیغ خون آلود ہاتھ مین ساتھ والے اسکے بھی مارے گئے لشکر حیرت بھاگا جاتا ہو
ہرچند اسنے غل مچایا کون سنتا ہو کہ سامنے سے ملکہ بران شمشیرزن لڑتی بھڑتی چلی آتی تھی سرخیل نے کئی
ساحرون کو سامنے بران کے مارا کسی کو آتش سحر سے جلا دیا کسی کو پانی برساکے ٹھنڈا کیا بران نے
وہین للکارا او بیحیا کیا کرتا ہو تین مددیہ کے پیادون پر امتحان سحر غیرت نہین آتی ہو سرخیل ملکہ بران
پر جا پڑا ترنج نکال کے مارا ساحر زبردست تھا ملکہ بران نے ترنج کاٹا اسمین سے ہزارہا شعلہ ہاے آتش
نکلے اس ماہ آسمان خوبی کو شعلہ ہاے سرکش نے گھیر لیا مگر بران مثل برق جہندہ باران سحر برساتی

ہوئی شعلہ ہائے آتش بجھاتی ہوئی اس گنبد آتشین سے نکلی غصہ انتہا کا تھا جوڑے پر ہاتھ ڈالا اس گوہر
دریائے حسن وجمال نے اختر مرداریہ نکالا للکارا او نامرد آنکھہ چار کر اب تو کوئی وار کر سرخیل تیغ کھینچ کر
جھپٹا ملکہ نے خبردار کہکے اختر مرداریہ کھینچ مارا ہرچند سحر کیا روکا اختر کب رکتا ہی سینہ پر اس بد اختر کے پڑا
پشت کو توڑ کر پار گزرا سرخیل اٹھکر اکر گرا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی
کشتی مرا نام من سرخیل جادو بود اتبو جتنے ساحر تھے سب بھاگے لاشے بھی اپنے افسرون کے نہ اٹھا سکے
اہل اسلام نے پڑاؤ لوٹ لیا خیمون مین آگ لگادی بارگاہ حیرت پر قبضہ کیا تین کوس تک بھاگے
ہودن کو مارا عمرو نے آواز دی بس بھاگے ہوے کا پیچھا کرنا مناسب نہین ہی سب سردار بفتح وظفر بصد
کر و فر لڑائی کو فتح کرکے پلٹے اسد نامدار کو مہرخ نے دیکھا بڑھ کر بلائین لین عمر و دولت کی دعائین
دین لاہوت جادو و ملکہ زیور محمل نشین کو خواجہ نے سب سردارون سے ملوایا زن وشوہر نے پایۂ تخت
مہ جبین کو بوسہ دیا آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے مہرخ نے تمام کیفیت پوچھی اسد غازی
نے شرماکے سر جھکا لیا مگر خواجہ عمرو نے تمام کیفیت طلسم صندل و دربند مہر و ماہ و حالات ملکہ زیور
محمل نشین بیان کیے جسوقت خواجہ نے اپنی عیاری بشکل سرہنگ کوہی و مقابلہ مہتر قران بیان
کیا اور پھر بلا دچھوڑنا دبشکل شہنشاہ جنات آنا ظاہر کیا بارگاہ مین سب ہنستے ہنستے لوٹ گئے ملکہ زیور
محمل نشین و لاہوت جادو نے کہا ای سرداران نامی یہ عیاری نہین کرامات تھی برق وچالاک نے
کان پکڑے قدمون کو خواجہ عمرو کے بوسے دیے کہا حقیقت مین فن عیاری آپ کی ذات پر ختم ہی
مہتر قران شرم سے سر جھکائے ہوے عمرو کہتے ہین کیون میان قران ذرا سر تو اٹھاؤ اس قدر نہ شرماؤ
تیس برس سے ہمارے ساتھ ہو مگر افسوس یہ ہی کہ ہمکو نہ پہچانا بیہوشی کا عطر سونگھہ لیا مہتر قران نے
کہا استاد توبہ کرتا ہون ابھی جو آپ سے ہمسری کا نام لون گردن ازمو باریک خواجہ عمرو کو ملکہ مہ جبین
نے خلعت فاخرہ عطا کیا کل سردارون کو خلعت ملے مگر بمقدمۂ لوح مخمور و بہار نے کہا اب افراسیاب
لوح کو ایسے مقام پر رکھے گا کہ طائر وہم خیال بھی نہ پہونچ سکے گا مگر سب نے دیکھا کہ اسد غازی کو بہت
حجاب ہی کہ لوح کا پانا مکار رجا رو کا دم دے کر لیجانا صاف چہرے سے ظاہر ہی کہ جان دینے پر آمادہ ہی
عمرو نے ساحرون کو منع کیا کہ لوح کا ذکر نہ کرو تمھارا آقا محجوب ہوتا ہی اٹھکر عمرو نے اسد غازی کو گلے
سے لگایا آنسو پونچھے کہا ای نور نظر ای پارۂ جگر کیون ملول و حزین ہو انشاء اللہ اگر میری حیات باقی
ہی لوح کا پتہ لگاؤنگا تمکو وہان تک پہونچاؤنگا ایسے اکثر اتفاق ہوتے ہین بعد رنج کے راحت اپنی فکر
مین سب مصروف ہین مکار اسکا ملازم نمکخوار تھا دم دے کر لوح لے گیا مین جستجو مین مصروف ہوتا ہون

ای فرزند نہ گھبراؤ سرداروں نے بھی تشکین مین زبان کھولی مخمور و بہار و باغبان نے کہا حضور ہم لوگ جان و مال سے موجود ہین ستارہ شناسان طلسم ہوش رُبا نے ہر مقام پر تحریر کیا ہی کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوش رُبا ہی مگر حضور طلسم وسیع ہی اسکے واسطے زمانہ چاہیے لیکن آپ کے دست حق پرست سے فتح ضرور ہوگا دل تردد منزل کو سرور ہوگا اسد غازی کو سمجھایا جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ہوا ساقیان ماہ رخسار جام مے گلنار لیکر حاضر ہوئے رقاصان ماہ طلعت خوبصورت حسین جمیل معشوقون مین سرفراز صاحب کرشمہ و ناز مصروف رقص و سرود ہوے اہالیان لشکر اسلام مصروف عیش و نشاط ہوے انکو اسی حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان مصیبت مآل افراسیاب و ذکر حفاظت لوح طلسمی بیان ہوتے ہین نظم

کیا دیکھتا ہی طائر بسمل کا اضطراب
اب کون لے گیا مرے قاتل کا اضطراب
مدت سے آرزو ہی کوئی لحظہ بیٹھکر
لیکن نہان ہی صاحب محمل کا اضطراب
قاتل یہ کوئی دم کا تماشا ہی دیکھ پھر
جاتا نہین ہی آج مرے دلکا اضطراب
بڑھکر ہی اس سے عاشق بیدل کا اضطراب
تھی کسکی آرزو کہ سر شب سے تا سحر
تم بھی تو دیکھ جاؤ مرے دلکا اضطراب
اسکو قرار ہی اسے پرواز دمبدم
لیجائے گی اجل ترے بسمل کا اضطراب
امیدوار مرگ سے کیون مُنھ چھپا لیا
دیکھا کیے مین صاحب محفل کا اضطراب
ممکن نہین کہ عشق کی تاثیر کچھ نہو
سیماب سے فزون ہی مرے دلکا اضطراب
تدبیر کچھ ضرور ہی بیٹھے ہو کیا نسیم

افراسیاب جادو افغان و خیزان صرصر کو زیر بغل چھپاکر سحر کرتا ہوا بڑے زور و شور سے اس مصیبت سے نکلا مگر گریبان و نالان گریبان پھٹا ہوا تاج سر پہ ندارد اس حال زار سے باغ سیب مین پہونچا صرصر شمشیر زن صدمہ متوج ہوا سے بیہوش ہوگئی ہی کنیزان افراسیاب نے جو شہنشاہ کو اس حال مین دیکھا کہ شہنشاہ گرد و غبار مین اٹے ہوے کپڑے پھٹے ہوے پیٹتی ہوئی کنیزین آکر قدمون سے لپٹ گئین گرد و غبار جھاڑنے لگین افراسیاب مسند پر آکر گرا بیہوش ہوگیا کنیزون نے گلاب کیوڑا بید مشک چھڑکا تلوے سہلائے بڑی دیر مین افراسیاب کو ہوش آیا سب نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی صرصر کانپتی ہوئی اٹھی افراسیاب نے رنج مین کچھ جواب نہ دیا صرصر نے کہا صاحب کیا پوچھتے ہو آج غضب ہوگیا ساربان زادہ زیور محمل نشین و لاہوت جادو کو تسخیر کرکے لے گیا سرداران مقید کو چھوڑا لیا آج کی عیاری بہ قول مسلمانان کرامات تھی جب وہ شاہ جنات بنکر آیا نگوڑے نے دبا ڈالا مین نے تو پائجامے مین چھل چھل موت دیا دیکھ تو سارا پائجامہ بھیگا ہوا ہی مین بیچاری کیا ہون رنگ و ے شہنشاہ متغیر تھا افراسیاب نے کہا ای صرصر یہ تو بتا خواجہ عمر دلے آنکھین کیونکر بدلین صرصر نے کہا ای شہنشاہ مین نہین بتا سکتی نگوڑے کی جگنو سی آنکھین آج تو دیدۂ غزال سے بھی بڑی تھین سب طرح کے روغن مین بھی جانتی ہون لیکن آنکھین بدلنے سے نہین آگاہ نگاہ

بدلنے کا نمونہ دکھلا دیا افراسیاب کہتا ہی یارو یہ تو بتاؤ کہ لوح کیا ہوئی اگر اسد غازی کے پاس ہوتی تیلہ سحر
کا گرفتار نہ کرسکتا یہ ظاہر ہو کہ تابکار و آتشبار پہونچا ایک ساحر پیر رازدار تھا اُسنے تبلایا ہوگا تا بہ چشمۂ آب پہونچا یا
ہوگا صرصر نے کہا حضور ابھی یہ حال کھل جائیگا آپ آرام فرمائین شراب نوش کرین مین ابھی خبر لیکر آتی ہین
عمرو و بران وغیرہ اب لشکر مین پہونچ گئے ہونگے زیور و لا ہوت نے بڑی نمک حرامی کی اوسے صاحب شہنشاہ پر
باع گرا دیا اگر شہنشاہ طلسم بند ہوتے استخوان تک نہ بچتے ایسے کامل و اکمل تھے کہ نکل گئے افراسیاب نے
کہا اے صرصر جلد جاؤ بارگاہ مسلمانان مین یہی ذکر ہو رہا ہوگا صرصر نے قصد کیا با نہائے عیاری آراستہ کرکے
روانہ ہوئی کہ آسمان پر برق چمکی افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا تیلہ طلسمی حیرت جادو کو گود مین لیے ہوے
حلقے کمند کے حیرت کے گلے مین منکا ڈھلا ہوا لباس پارہ پارہ کرتی آب روان کی ٹکڑے ٹکڑے چھاتیان
کھلی ہوئین یہ حال پر ملال دیکھکر افراسیاب کے ہوش اُڑ گئے کہا او صاحبو زوجہ نے میری بڑی سخت
مصیبت اُٹھائی اگر غلامان سامری نگہبان نہوتے کون بیان تک پہونچتا جلد اُٹھکر حیرت کو گود مین
لیا تیلے سے پوچھا اے ملکہ کو کس حال مین پایا اُسنے دست بستہ عرض کی میدان کارزار مین مین نے دیکھا بی بی
بیہوش پڑی ہین بی بہار گلدستہ لے کر مارنے چلین تھین غلام وقت پر پہونچا میدان کارزار سے لے بھاگا
افراسیاب پیٹنے لگا تیلہ تو چلا گیا اب جو دیکھا مرشد زادے مصور جادو و جورد کا ہاتھ تھامے ہوے پیچھے
پیٹتے چلے آتے ہین وزیرزادیان باحال خراب اشکبار تیاب سر سے پا تک زخمی آکر پہونچین افراسیاب
نے مرشد زادے سے پوچھا یہ کیا غضب ہوا مین تو اپنی مصیبت مین تھا ابھی مطمئن نہین ہونے پایا تم
سبھون کا حال دیکھکر اور زیادہ گھبراتا ہون جلد حال بیان کرو کنیزین ملکہ حیرت کو لپٹ گئین حلقے
کمند کے گلے سے نکالے حلقہ ہائے کمند تا بہ استخوان پہونچ گئے تھے بڑی مشکل مین حیرت کو ہوش آیا افراسیاب
کو اس حال زار مین دیکھا اُٹھتے ہی پیٹنے لگی بال کھولدیے کہا اے شہنشاہ مین تو بلا مین مبتلا ہون تمھارا یہ
کیا حال ہوا سر برہنہ بال پریشان افراسیاب نے کہا ما بدولت تو بیان کرینگے تم پر کیا مصیبت
پڑی حیرت جادو نے کہا تمھارے خراج گذار تاجدار سخن ناشنو اجڑ دے جائین نہ بچا ئین لڑائی مین
آ پہونچے انکے ساتھ مین بھی خراب ہوتی ہون سرخیل صاحب واسطے مدد کے آئے تھے نگوڑے عیار تو
اسی فکر مین پھرا کرتے ہین چالاک نے جا کر عیاری کی بھڑ دا برق فرنگی پہونچا دونون نے ملکر اُسکی جورو کو
مارا وہ اپنی جورو اماں کے عصہ مین آپڑے نگوڑا نامرد ا بیان کرتا تھا میری جورو مثل مادر مہربان تھی
جب مین نے خبر سنی کہلا بھیجا پلٹ آؤ وہ بیچارہ کب آتا ہی شمیمہ نے مجکو خبر دی بہار وغیرہ لشکر مین تھین مین
مین بھی جا پڑی میرے پہونچتے ہی قیامت برپا ہوئی ساربان زادہ مع طلسم کشا و بہار وغیرہ آکر پہونچا

عین گرمی جنگ مین عمرو نے مجکو بیہوش کیا سرخیل مارا گیا میرے بعد لشکر کو کون روکتا یہ سنکر افراسیاب
کے ہوش اُڑ گئے کہا اے یارو دیکھو کیا مشکل ہے اب صلاح بتاؤ اسد غازی لشکر مین پہونچا یہ سب سردار
طلسم صندل در بغد قہر ماہ کو فتح کرکے آئے آخر لوح طلسمی کیا ہوئی دیکھو سامنے یہ گلدستہ رکھا ہوا ہے پھول
مرجھا گئے ہوے پتے زرد ہو گئے صاف ظاہر ہے کہ گلشن حیات گاؤ آتشبار پہ خزان آئی ورنہ گلدستہ سرسبز
و شاداب رہتا جب گاؤ آتشبار مارا گیا اور لوح دستیاب ہوئی اسد غازی کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا ہے عمرو
نہایت ہوشیار ہے بڑا مکار و غدار ہے لوح لیکر اُسنے زنبیل مین رکھ لی ہوگی اب یہان سے رہا ہو کر گئے ہین
ساربان زادہ لوح نکالے گا طلسم کشا مصروف طلسم کشائی ہوگا جب ملک داؤد پر لوح دستیاب ہوئی
تھی فوراً ساربان زادہ طلسم کشا کو لے دوڑا مرحلہ نہنگ آتش خوار پر پہونچ گئے نہنگ نے ہزار ہا
مسلمان قتل کیے بڑی جستجو ہوئی لیکن لوح طلسم کشا کے پاس تھی نہنگ کی دریا دلی بیکار ہوئی آخر اُسکی آبرو
ڈوبی کشتی حیات طوفانی ہوئی طلسم کشا لوح دیکھکر جا پڑا اُسکی شبانہ روز اس مرحلہ پر لڑا بہار وغیرہ بھی تھین
شریک طلسم کشا ہوئین بسبب لوح کوئی کچھ نہ کرسکا مرحلے پر طلسم کشا کا قبضہ ہو گیا تمام سحر حرام رازداران طلسم
اسد غازی کیساتھ ہین ایک دن تامل نہ کرینگے صرصر بھی کہتی ہے حضور نے بجا ارشاد فرمایا ساربان زادہ
ابکی عیاری مین کرامات کر گیا اپنے خلیفہ قران کو بھی چیت پٹ کیا شاید کبھی قران نے کچھ غرور کیا تھا
خواجہ عمرو نے اسکا بدلا لیا حضور جلد تدبیر کرین فوجین راہ مین جاکر اترین طلسم کشا بڑھنے نپاوے سخت جنگ
سحر شروع ہو جاے کنیز عیاری کریگی لوح لائیگی سرما و ابریق وزیر اعظم دستور معظم وزیر مشیر صاحبان تدبیر
عرض کرتے ہین حضور یہ بات ہمارے خیال مین نہین آئی کیا ضرورت تھی کہ لوح خواجہ عمرو کے پاس ہتی لوح
دستیاب ہوتی سوائے طلسم کشا کے اور کوئی اپنے پاس نہ رکھتا گاؤ آتشبار کا دستیاب ہونا دشوار تھا وہ تو
صحرا صحرا پھرتا ہے اُسکو کون پہچان سکتا ہے افراسیاب نے کہا گاؤ آتشبار تو ضرور مارا گیا اُسکے ہاتھ کا بنایا
ہوا گلدستہ مرجھایا گل حیات پر اُسکے جھونکا خزان کا آیا یہ سنکر سرما و ابریق بھی گھبرائے کہا اے
شہنشاہ اب آپکا قول ذہن نشین ہوا بیشک طلسم کشا مرحلہ جات پر جائیگا ایک لمحہ بھر نہ ٹہریگا اب
طلسم کشا سے مقابلہ دشوار وہ جوان نامی و نامدار صف شکن تیغزن لاکھون مین یکہ و تنہا لڑتا ہے آجتک
سحر سے ڈرتا تھا جنگ نہ کرتا تھا اب لاکھون مین گھس پڑیگا وہ تلوار چلے گی کہ خون کے دریا بہ جائینگے ہزار ہا
لاشے زمین پر گرینگے بیشتر سے کون مقابلہ کر سکے گا ایسی ایسی باتین جو وزیرون مشیرون نے کین افراسیاب
جادو اور زیادہ گھبرایا حیرت جادو سر پیٹنے لگی یہ کہکے روتی ہے ہاے اب طلسم ہوش رُبا نہ بچے گا میرے
شوہر پر طلسم کشا دست اندازی کریگا ہاے رونا یہ ہے کہ میرے شہنشاہ کے مزاج مین غصہ ہے جب

ٹوکے گا جا پڑینگے سحر تاثیر نہ کریگا وہ مرد سپاہی ہی انکو عادت سحر کرنے کی نہین کیونکر راج سہاگ قائم رہیگا دیکھون سامری جمشید کیا دکھاتے ہین ای شہنشاہ جبدن سے یہ بھڑ واتقا ہمارے اقلیم مین آیا تباہی کا سامنا ہوا ہر روز آفت نو برپا ہوتی ہی ہمارے حال پرزمین ہوش رُبا روتی ہی سب پریشان اور حیران مضطر دششدر متحیر غرق دریاے حیرت ہر ایک کو حال مین لوح کے عبرت افراسیاب جادو خاموش بیٹھا ہی وہ جلسہ محفل خاموشان یکایک آسمان پر برق چمکی افراسیاب نے دیکھا مکار جادو خوشی خوشی دریاے خون مین نہایا ہوا آکے پہونچا افراسیاب نے آواز دی ای دوست صادق ای محب واثق پہلے لوح کا حال کہو ای برادر تم نے سنا ہوگا کہ وہ آتشباز مارا گیا تم نے آخر کیا کیا مکار جادو نے کہا ای شہنشاہ غلام آپ کا لوح لایا انتہا کا معرکہ پڑا غلام آپ کا ہزارون سے لڑا افراسیاب مثل گل کے شگفتہ ہوگیا مکار نے لوح نکالکر پیش کی افراسیاب کے چہرے پر سُرخی آگئی مکار کو گلے سے لگایا کہا برادر حال تو بیان کرو کہا حضور غلام اپنے مقام پر تھا ہمیشہ خیال تھا کہ پیر عبادت گزار مرد یزدان پرست ہی حضور نے اسکو رازدار کیا اُسی نے طلسم کشا کو سب حال بتایا طلسم کشا نے جاکر گاؤ آتشباز کو مارا مجکو علامت سے خبر ہوئی کہ گاؤ آتشباز مارا گیا مجکو یقین کامل ہوا کہ اسکی پیرزمین گیر نے بتایا ہوگا اول جاکے مین نے اسی کو مارا اُسی کی شکل بنکر سامنے طلسم کشا کے پہونچا طلسم کشا مجکو دیکھکر بحال ہوگیا مین نے دم دے کر لوح لی اخضر جادو آپڑا بڑے زور و شور سے اُسکو مارا فوج سے اُسکی لڑبھڑکر نکلا ہزارون کو قتل کیا جلدی مین طلسم کشا پر دست انداز نہوسکا افراسیاب نے کہا ای خیرخواہ تو نے بڑا کام کیا اب اسد غازی کی کیا حقیقت ہی یہ کہکے تاج کج کیا جھومنے لگا بلبلا کر بول اُٹھا منم شہنشاہ طلسم ہوش رُبا اُسی وقت نوبت نقارے بجنے لگے خوشی کے سامان ہونے نذرین افراسیاب کو گذرنے لگین افراسیاب نے لوح کو اپنے پاس رکھا حیرت جادو نے حکم دیا بھاری خلعت مکار جادو کو مرحمت ہوا ساقی بچے حاضر ہوے صداے مبارکباد بلند ہوئی طائفے خوشی کی خبر سُنکر دوڑے جام ارغوانی گردش مین آیا سب پھولے بیٹھے ہین افراسیاب کسی سے آنکھ نہین ملاتا مونچھون پر تاؤ پھیر رہا ہی حیرت جادو کہتی ہی اب جاکر سب کو قتل کرونگی مہرُخ وبہار کے خون سے ہاتھ بھرونگی اب مسلمان بچکر کہان جاینگے طائفون نے دھوم مچائی نوبت نقارے بج رہے ہین نازنینان مہ جبین خوش الحان سُریلی آوازین ناز و کرشمہ سے معمور حسن مین رشک حور بوٹا سے قد تہانے مین طاق حسن مین شہرہ آفاق ایک مہ پارہ نے بڑھ کر دامن افراسیاب جادو کا تھاما مجلنے لگی یہ غزل گائی

اس فروغ چند ساعت پر نہو مغرور شمع	صبح کو ہوجائے گی زرق وہان مور شمع

آپ بھرلیتی ہی اپنے اشک سے ناسور شمع
رکھتی ہی کب احتیاج مرہم کافور شمع

آج کی شب دیکھتی ہی یہ نیا دستور شمع
مجھ سے کچھ تم دور ہو اور تمسے ہی کچھ دور شمع

شعلہ رویون کی محبت نے اثر اتنا کیا
بعد مردن بھی ہی اپنا پاسبان گور شمع

بے نیازی ہی بہ شکل دیدۂ اعمیٰ مجھے
کچھ غرض رکھتا نہین گو پاس ہو یا دور شمع

عکس افگن ہین جو عارض قاتل سفاک کے
سینۂ ساطور مین ہی جوہر ساطور شمع

واہ ری قسمت حصول دید غیرون کے لیے
آنکھ تو رکھتی نہین کیا دیکھے اپنا نور شمع

تیرگی ہی باعث آرام موذی کے لیے
ہوتی ہی اے دل وبال خانۂ زنبور شمع

اسکو شب بھر سوز حاصل اسمین شعلے رات دن
کب بھلا رکھتی ہی میرا سا تن محرور شمع

آپ دھولیتی ہی چہرہ اپنے آب اشک سے
احتیاج خدمتی رکھتی نہین منظور شمع

صورت موسےٰ غشی ہی صاحبان بزم کو
مانگ لائی ہی کہان سے جلوہ ہاے طور شمع

واے قسمت بے بضاعت سے حذر رکھتے ہین سب
بھاگتی ہی خانۂ مفلس سے کوسون دور شمع

پاکبازان محبت ہر تعلق سے ہین پاک
بعد مردن بے کفن پروانہ ہی بے گور شمع

جو کہ مہمان خدا ہین انکو پھر کیا احتیاج
اہل جنت کے لیے ہوگا جمال حور شمع

ہان اسے معشوق عاشق حال کہنا چاہیے
رکھتی ہی سینے مین اپنے جابجا ناسور شمع

ناز معشوقی نہ انداز حیا زا ہین ہی
مجکو حیرت ہی ہوئی کس بات پر مشہور شمع

جسم بے خون زردی چہرہ دلیل کسل ہی
بے سبب کب ہی یہ صورت کچھ تو ہی رنجور شمع

یہ بھی عاشق ہی کسی کی جو ہوا میرا سا حال
جلوہ گر ہی صورت داغ تن محرور شمع

صبح تک جلتی رہی لیکن نہ پوچھی تمنے بات
آپ کی محفل سے دل مین لے چلی ناسور شمع

مجھپہ وہ روتی ہی مین روتا ہون تیرے خوف سے
اسطرف مجبور مین ہون اُس طرف مجبور شمع

اسمین سوز عشق تیرا اُسمین سوز ظاہری
لائیگی ایسا کہان سے سینۂ محرور شمع

کہتے ہین اُٹھو آکے صدقے ہو کھلے بند نقاب
ایک ہی جلوے مین اپنے ہوگئی بے نور شمع

بسکہ آنکھون مین تصور آپکے عارض کا ہی
آج محفل مین نظر آتی ہی مجھکو حور شمع

بدگمان جس طرح تم ناشاد جیسے میرا دل
دو بلائین ساتھ ہین ہو کس طرح مسرور شمع

یہ بھی کیا مین ہون کہ جو ہرگز نہین شایان رحم
صبح ہی رخصت ہی اسکو ہوچکی بے نور شمع

واے غفلت قرب رخصت پر جو ہی اسکو نظر
دیکھ ہم تو ہنس رہے ہین رو رہی ہی دور شمع

بے زبانی سے ہی چپ سر کاٹ کر بٹھاؤ گے　　بدگمان ہوتے ہو کیون ایجان نہین مغرور شمع
آپ کے رخسار روشن نے مٹائی اسکی قدر　　اب نظر آنے لگی مثل چراغ دور شمع
التماس آرزو کر تی تمھارے سامنے　　ہان مگر ہے خلقت خاموش سے مجبور شمع
ہٹ گیا مُنھ سے تمھارے گردوپٹہ اے صنم　　پہلے نور صبح سے ہو جائیگی کافور شمع
کب ہین. محتاج ضیائے غیر عاشق ای نسیم　　داغ تن تابندہ ہین دکھلائیگی کیا نور شمع

اسی ہنگامۂ عیش و نشاط مین **افراسیاب** طرف سرداروں کے متوجہ ہوا کہا یارو بتلاؤ لوح کسکے سپرد ہو اگر اپنے پاس رکھون ایک سر ہزار سودے صبح کہین شام کہین کیونکر حفاظت ہوگی سخت مصیبت ہوگی اگر ملکہ **حیرت** کے پاس رہی کل عیار و سردار اُسکے دشمن ہو جائینگے قتل کی فکر کرینگے میری جورو کا پیٹ بچے گی **سیماب** جادو کے پاس رکھی آخر کشتہ ہوا مہوسون نے تلاش کر کے اُسکو مارا گاؤ آتشبار کے پاس لوح پہونچی اسکو بھی ذبح کیا پس یارو لوح کو کیا کرون اپنے اپنے طور پر ہر ایک نے صلاح بتلائی **افراسیاب** کو کسی کی بات پسند نہ آئی سر جھکایا عرصۂ دراز تک خاموش رہا عندلیب فکر کو جستجوے گل مراد مین نغمہ سرا کیا آخر شاخ تمنا پر غنچۂ مراد کھلا نخل فکر سر سبز و شاداب ہوا خوشی خوشی سر اُٹھایا کہا یارو جو لائے مین یا بدولت کی آئیگا وہی تدبیر ہوگی یہ کہکے سرما سے فرمایا ایک نامہ تحریر کرو سرما نے قلم اُٹھایا **افراسیاب** نے لکھوایا اے خیر خواہ ریاست ساحر بے نظیر شہنشاہ **زمہریر** ہمین تم سے ملاقات کی ضرورت ہے بقور ملاحظہ نامہ ہذا اپنے کو جلد باغ سیب مین پہونچاؤ اسی مضمون کے چند فقرات لکھوا کر نامہ ملفوف کیا سر نامہ پر مہر کی ساحر تیز رو کو دیا کہا دربند فیروزہ نگار پر جاؤ ملکہ **فیروزہ** سے کہنا معرفت **دخان** سیہ رو یہ نامہ پاس **زمہریر** جادو کے جلد روانہ کرو ساحر گیا جاکر یہ نامہ ملکہ **فیروزہ** حاکم دربند فیروز نامہ نگار کو دیا فیروزہ طلب **زمہریر** سنکر دنگ ہوگئی اسی وقت **دخان** سیہ رو کو طلب کیا حال کہا **دخان** سیہ رو تے نامہ لیکر جو طریقہ ہے اسی طور سے روانہ کیا جملہ حالات مفصل راز دنیا زدریائے نیل کے انشاء اللہ وقت پر تحریر ہونگے **دخان** سیہ رو و **فیروزہ** بھائی بہن آپس مین صلاح کر رہے ہین کہ **زمہریر** جادو کی کیون طلب ہے شہنشاہ طلسم کا اس مین کیا مطلب ہے **فیروزہ** نے کہا میرے ذہن مین نہین آتا سامری **جمشید** خیر کرین زمانہ کا انقلاب ہے آج کل **افراسیاب** بہت بیتاب ہے طلسم کشا چاہتا خوب لڑا واسطے لوح کے معرکہ پڑا سنتے ہین دو مرتبہ لوح طلسم کشا کو ملی **افراسیاب** نے ترکیب سے اپنے قبضے مین کی اب نہین معلوم کیا معرکہ گذرا کہ بھائی صاحب نے **زمہریر** کو طلب کیا یہ باتین تھین کہ **زمہریر** جادو دیو خصال عفریت مثال دریائے سلاح مین غرق طالب ہو۔ بے معتدد و متکبر پاس **فیروزہ** کے آکر پہونچا **فیروزہ** اور **دخان** مردود برائے استقبال **زمہریر** اُٹھے لاکر مقام صدر پر جگہ دی

کہا اے برادر جاؤ تمکو شہنشاہ طلسم ہوش ربا نے باغ سیب مین طلب فرمایا ہے نامہ تمھاری طلب مین آیا ہے
زمہریر بھی گھبرا گیا دخان سیہ رو نے کہا ای برادر جانے تامل نہین ہی حکم شہنشاہ مین کیا عذر ضرور جاؤ دیکھو کیا ارشاد
فرماتے ہین دخان سیہ رو نے بخوبی سمجھایا آخر زمہریر طرف باغ سیب کے روانہ ہوا یہان افراسیاب
نے بعد برخاست جلسہ عیش و نشاط صحبت تخلیہ قرار دی ہے صرف ملکہ حیرت و چند وزرا امرا ی
حاضر ہین جو افراسیاب کو منظور ہے وہ راز کسی سے بیان نہین کیا لوح طلسمی اپنے قبضہ مین سیے
خاموش بیٹھا ہے حیرت نے پوچھا آخر اے شہنشاہ مقدمہ لوح مین کیا منظور ہے تسکر کشی . بر سر
مہرخ ضرور ہے افراسیاب نے کہا اے حیرت جادو ایک شب اور تامل کرو کل سامان لشکر کشی
ہوگا مقدمہ لوح مین جو تدبیر کرینگے تم پر ظاہر ہو جائیگا یہ باتین ہو رہی تھیں کہ زمہریر جادو مثل دیو سیہ رو آکر
پہونچا افراسیاب نے تعظیم کی پہلو مین جگہ دی واضح راے ناظرین والا مقام ہو کہ حاکم کوہ نیلم شہنشاہ
نیلم و حاکم کوہسن حصار منتظم زندان خانہ طلسمی شہنشاہ لوہسن و ملکہ فیروزہ دخان سیہ رو و زمہریر
جادو یہ سب منتظمان سلطنت شاہنشاہ لاچین تھے انھین سب نمک حرامون نے ملکر افراسیاب
کو بادشاہ کیا سلطنت لاچین کو مٹایا اسی وجہ سے افراسیاب ان سبھون کی خاطر کرتا ہے
علاوہ ازین ساحران زبردست ہین رازداران طلسم ہوش ربا مکاری مین بیمثل و یکتا اور
اس زمہریر جادو کے واسطے اور بھی شہرت حاصل ہے راے ناظرین والا مقام پر ظاہر ہو خاص
دریاے نیل مین زمہریر جادو رہتا ہے اسی وجہ سے نامہ بھی اُسکے پاس بہ مشکل پہونچا اگر دخان سیہ رو
نہ بلاتا زمہریر جادو کا آنا دشوار تھا بہر نوع کیفیتین اپنے اپنے مقام پر ظاہر ہونگی اس مقام پر افشاے
راز مناسب نہین ہے ترتیب طلسم ہوش ربا انواع طور سے واقع ہوئی چونکہ حقیر پر تقصیر نے
جلد پنجم سے اس طلسم ہوش ربا کا آغاز کیا چار جلدین اول تحریر ہو چکین اگر ابتدا سے تحریر کرتا
حالات سلطنت شہنشاہ لاچین و بغاوت افراسیاب کی و کیفیت مفصل طلسم ہوش ربا و حالات
لوح طلسمی تحریر ہوتے کہ ناظرین پر بخوبی ظاہر ہو جاتا مگر انشاءاللہ اب بھی موقع وقت پاکر ان
حالات سے مفصلاً و مشرحاً آگاہ کرونگا کہ جس سے بخوبی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہو جاوے
ابھی تک کسی مقام پر قواعد طلسم ہوش ربا نہین تحریر کیے جب خیال آتا ہی قلب اس حقیر کا بھر آتا ہے
یہ منشقت تمام اس ہوش ربا کو ممکن کیا جو صاحب اسکے مصنف مشہور ہین جناب میر احمد علی صاحب
مرحوم و مغفور انھون نے چند اجزا تحریر فرمائے وہ پردۂ کتمان مین تھے جب حقیر نے ان اجزا کو پایا
داستانہاے لطیف و عیاریہاے ظریف جا بجا بڑھائین قواعد درج کیے جلسہ رئیسان عالی مقام بین

اُسکو بیان کیا لکھنؤ مین شہرہ ہوا ہر رئیس و امیر مشتاق ہوا مقام ہاے متعدد پر بیان کرنے کا اتفاق ہوا داستان جہانگیر اپنی ذات سے تصنیف کرکے شامل طلسم ہوش رُبا کی محرر ہر چہار جلد نے بھی تحریر فرمایا ہو کہ ٹوٹنا پل پر یزادان کا وعشق ایرج نوجوان از ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ بہت سی داستانین اصل ہوش ربا کی نہین ہین مجکو دستیاب ہوئین ہین نے تحریر کین یہ داستانہاے تمکین فصاحت آئین تصنیف کرکے ہوش رُبا کو ہوش رُبا بنایا یہ اُنکے قلم سے نہین معلوم کس وجہ سے نہ نکلا یا تعصب نے تحریر کرنے نہ دیا کہ یہ کل داستانین تصنیف کردہ منشی احمد حسین صاحب قمر ہین حقیر کو داستان گوئی پر ناز نہین تمام رئیسان والا مقام بلکہ خاص و عام حقیقت سے حقیر کی بخوبی ماہر ہین کہ یہ انقلاب فلکی اس امر کو اختیار کیا کثرت اہل وعیال و وجہ معاش نے مجبور ونا چار کیا مگر بعنایت کریم کارساز مالک بے نیاز نثر خوانی مصائب آل عبا مین یہ حقیر دست انداز ہوا بہ تصدق چہاردہ معصوم سرفراز ہوا ورنہ شیوہ نثر خوانی اسقدر کمتر ہی کہ صاحبان تصنیف اتنے بڑے شہر لکھنؤ مین دو صاحب ہین تیسرا یہ حقیر اس زمرے مین درج ہوا چہرہ ہاے نثر اپنی ذات سے تحریر کیے خود نظم کیا مصائب و فضائل کے حال مین موافق حدیث نثر ہاے طولانی حالات معراج جناب پیغمبر آخر الزمان و مولود مسعود شہنشاہ دو جہان و دیگر فضائل و مناقب موافق حقیقت خود نظم و نثر مین درج کیے بالاے منبر مجالس ہاے جلیل مین اتفاق ہوتا ہی بلکہ جب سے نثر شروع کی بیان کرنا داستان کا بہت شاق ہوتا ہی مجبور ہون کہ اس فن خاص داستان سرائی مین رئیسان عظام طلب فرماتے ہین ترک مناسب نجانکر یہ مجبوری اختیار کیا ورنہ شائع ہونا اس طلسم ہوش رُبا کا کسی طرح منظور نہ تھا اب انشاء اللہ تا بہ جلد ہفتم اگر حقیر ہی نے لکھا تو راز دنیا ز طلسم ہوش رُبا بہ تصریح تحریر کرونگا ورنہ محرر دیگر کی جو راے مین آئیگا اسطرح تحریر فرمائیگا اتنا البتہ جوش مین تحریر کیا ملاحظہ سے ان ہر دو حصے جلد پنجم کے نکتہ سنجان عالی وقار و شاعران نامدار پر بخوبی واضح ہو جائیگا میری تحریر کی کیا ضرورت ہی

نظم

کجا بودم اکنون فتادم کجا
بدیدار زینکان نکو آمدم

عنان سخن شد ز چنگم رہا
نشست آورم بار دیگر کہ حوت

دگر بار در گفتگو آمدم
بفرمان حی الذی لایموت

دریاے طبیعت نے جوش مارا کہ افسوس ایسا گوہر بے بہا یعنی طلسم ہوش رُبا اُسکی یہ کیفیت ہوئی لیکن مقام شکر ہی کہ نکتہ سنجان خاص و عام جب اس تحفہ حقیر کو ملاحظہ فرمائینگے یقین ہی آبرو بڑھائینگے افراسیاب جادو نے زہریر جادو کی تعظیم کی پہلو مین بٹھایا زہریر جادو نے بعد قدمبوسی بحیرت عرض کی اے شہنشاہ عالی جاہ باعث طلب غلام کیا ہوا نامہ فیض شمامہ پہونچا مناسب نہ تھا کہ نہ حاضر ہوتا لیکن کمال

حیرت ہی لوح طلسم ہوش رُبا کی کیا کیفیت ہی اخبارہا رے مختلف سنے مسلمانون نے بہت سر اُٹھایا صدہا
ملک قبضے سے نکل گئے بڑے بڑے امیر ساحران زبردست طلسم کشا کے شریک ہوئے غلام کو حیرت ہی حضور
کو اب تک غفلت ہی افراسیاب کو زُہرہ پیر جادو سے چھپانا منظور رہی ہنسکر جواب دیا ای زہرہ پیر جادو
لوح تک کسکی رسائی ہی سوائے میرے کوئی حال لوح کا نہین جانتا اگر مسلمان سو برس لڑینگے طلسم ہوش ربا
کی خاک چھانین گے لوح طلسم ہوش رُبا نہ دستیاب ہوگی حال مفصل تم سے کہونگا تم سب صاحب میرے
قوت بازو ذریت پہلو ہو تم سے کیا پردہ ہی یہ چند لونڈیان غلام جو بگڑ گئے جس دن خراج مین آئیگا تسخیر
کر لونگا صرف کوکب روشنضمیر سے فساد عظیم ہی اسکی بھی فکر ہو چکی صبح و شام مین ایسا دباؤ پڑیگا وہ
خود ہاتھ باندھکر خدمت مابدولت مین آئیگا اپنی خطا معاف کرائیگا اگر ایسا نہ کریگا سلطنت نورافشان
چھین لونگا ایک دن مین شکست دونگا اب تمھارے بلانے کا یہ اتفاق ہوا کہ خود دل تمھاری ملاقات کا
مشتاق ہوا ای زہرہ پیر صحبت یاران ہمدم غنیمت ہی آج شب بھر باغ سیب مین شریک صحبت ہو ناچ
دیکھو آپس مین باتین کرین کل صبح کو تمکو رخصت کردینگے اپنے مقام قدیم پر جا کر رہنا تمھاری ذات سے
آبروے دریاے نیل ہی وہ دریاے تھا زرخا تمھارا کفیل ہی اس طرح کی باتین کرکے افراسیاب نے جلسہ
عیش و نشاط آراستہ کیا ساقی بچون کو حکم ہوا جام مے گلنار لیکر حاضر ہوئے ناچ گانا ہونے لگا افراسیاب
نے باتون مین زہرہ پیر جادو کو بہلایا دام مکر مین پھنسایا کوئی اس راز سے آگاہ نہین کہ افراسیاب کو کیا منظور
ہی جب دو پہر سے شب تجاوز کر چکی افراسیاب نے صرصر کو اشارہ کیا ایک جام شراب مین بیہوشی
ملاکر زہرہ پیر جادو کو پلادی صرصر حیران کہ یہ کیسی ہوا بگڑی اپنے رفیق جانباز کو بیہوش کرنے کا قصد ہی
مجبور و ناچار انجام سے آگاہ نہ تھی جام مین بیہوشی ملائی اپنے ہاتھ سے زہرہ پیر جادو کو جام دیا کہا لو برادر یہ
جام محبت ہی زہرہ پیر جادو پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ای شہنشاہ جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلتے ہین خود بخود
استخوان جلتے ہین افراسیاب نے کہا باغ سیب مین ٹہلو گل و غنچے کی سیر کرو زہرہ پیر جادو گھبراکر اُٹھا
اُٹھتے ہی دل بیٹھ گیا لڑکھڑاکے گرا بیہوش ہوا افراسیاب نے زہرہ پیر جادو کو گود مین اُٹھایا ایک کمرے
مین لے گیا دروازہ بند کرلیا اب حیرت و صرصر و سرما طابرلق حیران ہین کہ یہ کیا سامان ہین لیکن
افراسیاب جادو کہہ گیا کہ کوئی قریب مابدولت کے نہ آئے حیرت و صرصر آپسمین اشارے کرتی ہین
یہ شہنشاہ نے کیا کیا زہرہ پیر بے پیر کو قتل کرینگے بیہوشی پلاکے بیہوش کیا حیرت نے منع کیا اس مقدمہ
مین کلام نہ کرو مقدمۂ راز و نیاز ہی زہرہ پیر ساحران مغرزمین سرفراز ہی قتل نہ کرینگے نہین معلوم کیا منظور
ہی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی کہ دو پہر افراسیاب اس کمرے مین تنہا رہا کوئی واقف نہوا کہ کیا کیا

بوقت سحر دیکھا افراسیاب و زمہریر ہنستے ہوے کمرے سے نکلے افراسیاب نے خلعت فاخرہ سے زمہریر جادو کو مخلع کیا بہت سا جواہرات دیا کہا اے برادر سامری وجمشید کے تمکو سپرد کیا بہ آبرو جاکر دریاے نیل مین رہو بدون طلب ما بدولت بیرون دریاے نیل نہ آنا جو کچھ ہمکو منظور ہوگا بہ تحریر تمکو آگاہ کرینگے زمہریر جادو اُٹھا افراسیاب سے رخصت ہوکر روانہ ہوا در تبدو خانیہ پر آیا دخان سیہ رو فیروزہ فیروزہ پوش نے بمحبت پوچھا اے برادر افراسیاب جادو نے کیون بلایا تھا زمہریر جادو نے کہا کوئی باعث ثابت نہوا شب بھر صحبت رہی بوقت سحر زر و جواہر دیکر رخصت کیا مگر اے برادر جب سے مین سوکے اُٹھا مجکو اپنے جسم پر ایک گرانی معلوم ہوتی ہی ثابت ہوتا ہی کہ زور و قوت کسی نے کوٹ کوٹ کر رگ ریشہ مین بھر دیا ہے جب چلتا ہون زمین تھراتی ہی جسم پر گرانی معلوم ہوتی ہی آئینہ قلب پر حیرانی ہی دخان سیہ رو نے گھبراکر کہا جب سے مین تمھارے پہلو مین بیٹھا ہون سحر بالکل بھول گیا فیروزہ نے کہا بھائی صاحب میرے بھی قلب پر دریاے حیرت کا جوش ہے سحر و ساحری فراموش ہی زمہریر جادو گھبرا کے اُٹھا کہا بھائی صاحب نہین معلوم افراسیاب نے کیا کیا میرے جسم مین کیا بھر دیا مجکو خود اپنے حال پر عبرت ہی دل چاہتا ہی تلوار کھینچکر چاپڑون کسی سے لڑون جرأت بڑھ گئی دخان نے کہا بڑے بھائی صاحب شہنشاہ نیلم کے پاس جاؤ یہ سب حال اُنسے بیان کرو وہ صلاح معقول دینگے زمہریر جادو گھبراکر تخت پر سوار ہوا طرف کوہ نیلم کے چلا شہنشاہ نیلم سامری محل مین بیٹھا ہی پہلو مین اسکا وزیر اعظم مواج بن گرداب آدم خوار دوسری جانب مواج کا بیٹا لطمہ صد گوش دریا نوش اور تمام وزیران سلطنت و مشیران ابہت بڑے بڑے سرداران عالی وقار ساحران نامدار دربار شہنشاہ نیلم مین جمع ہین دربار اسکا کیا دربار افراسیاب کا کم ہی بڑا صاحب شوکت و حشم ہی بڑھکر مرد سے نے عرض کی آپ کے برادر بجان برابر زمہریر جادو تشریف لاتے ہین نیلم نے مواج کو حکم دیا استقبال کرکے بھائی صاحب کو لاؤ سب امیر وزیر گئے زمہریر کو لیکر سامنے نیلم کے آئے نیلم کی زمہریر پر نگاہ پڑی دیکھا دریاے جواہر مین غوطہ مارے قبضہ شمشیر پر ہاتھ جھومتا ہوا مثل فیل مست نیلم سے متغیر ہوا لیکن آنکھین اُبلی ہوئین ابرو پر بل پڑے ہوے کبر و نخوت چہرے سے ظاہر نیلم نے گھبراکر کہا کیون بھائی صاحب مزاج کیسا ہے صاف چہرے سے ظاہر ہے کہ آمادہ حرب و پیکار ہو آنکھین سُرخ اُبلی ہوئین ابرو پر بل پڑے ہوے چال مین چھل بل زمہریر نے کہا ای برادر شب کو مجکو شہنشاہ نے بطور مہمان بلایا صبح کو رخصت کیا اسوقت سے میرا یہ حال ہی جی چاہتا ہے کسی سے لڑون اگر لاکھون ہون تو تلوار کھینچکر جا پڑون دریا دلی کا جوش و خروش ہی بیہوشی کا ہوش ہے بھائی دخان نے کہا تمھارے سایہ مین سحر بھول گیا یہ سنکر نیلم جادو سوچنے لگا گھبراکر جواب دیا ای بھائی

مجھے بھی سحر فراموش ہے یہ کہکے زمہریر جادو کے سایہ سے ہٹ گیا دور جاکر کھڑا ہوا اب جو خیال کیا سحر یاد آگیا نیلم سر پیٹنے لگا کہا اے بھائی زمہریر بڑا غضب ہوا تمھارے سایہ مین سحر فراموش ہوتا ہے اب تو دربار مین شہنشاہ نیلم کے ایک غل بلند ہوا برائے امتحان سایہ مین زمہریر جادو کے بڑے بڑے ساحر آتے ہین سحر بھول جاتے ہین کود کر الگ ہوتے ہین کہتے ہین لیجیے اب ہمکو سحر یاد آیا جادوگرون کو طفیل ہو گیا زمہریر جادو بہت گھبرایا کہتا ہے اے نیلم کوئی تدبیر بتاؤ یہ افراسیاب نے میرے ساتھ کیا کیا نیلم نے کہا صاف ثابت ہوتا ہے تمھارے جسم مین افراسیاب نے لوح طلسمی رکھدی یہ تو بڑی دشمنی کی اب مسلمان تمھین کو تلاش کرینگے سارہ بان زادے کے ہاتھ سے کیونکر بچوگے اُسنے جاکر سیماب جادو کا پتہ لگایا گنبد نور مین پھاندا اس ظالم سے جان بچنا دشوار ہے ای بھائی تم ایک کام کرو سیدھے طرف دریائے نیل کے جاؤ قعر دریا مین جاکر چھپو خبردار کسی شادی غمی مین نہ آنا صاف صاف کتاب سامری مین تحریر ہے دریائے نیل مین سات ہمزادون کے سر جو چرخ مارتے ہین کبھی مخفی کبھی ظاہر تمھارے بھی ہمزاد کا اسمین سر ہے جب برائے امتحان طلسم کشا برسر دریائے نیل جائیگا جسکے پاس لوح ہوگی اُسکے سر پر ہاتھ پڑیگا لکھا ہے دوسرا دریا خون کا قریب دریائے نیل بہیگا اسقدر کشت و خون ہوگا کہ اتنے بڑے طلسم ہوش ربا مین سناٹا پڑجائیگا اور تم سے کیا کہون پوتھیون مین سب کچھ مرقوم ہے راز و نیاز طلسم ہوش ربا مجکو سب معلوم ہے یہ بھی لکھا تھا خاندان کی ہمارے بڑی بربادی ہوگی شہنشاہ لاچین رہائی پائیگا سب سے پہلے ہمکو تمکو تلاش کریگا کیونکر جان بچاوینگے کہان چھپینگے طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے لوگ ہونگے طلسم کشا پر حال قدرہ روشن ہوجائیگا اور اگر سب کیفیت تم سے کہونگا گھبرا جاؤگے پس بہتر یہی ہے کہ سیدھے طرف دریائے نیل کے جاؤ قعر دریا مین چھپو زمہریر جادو بدحواس ہوش پراگندہ کہا بھائی صاحب بڑا غضب ہوا مین بھائی بہنون سے نہ مل سکونگا شادی غمی سب ترک ہو ... نیلم نے کہا کوئی مرجائے تمھین کیا کام ارے بھائی کیسی شادی کیسی غمی اپنی جان کو غنیمت جانو اندر دریا کے عیش و آرام مین مصروف رہو سب سامان وہان تمھارے واسطے موجود ہے ہم سب تم سے چھوٹے افراسیاب نے برا کیا بدون آگاہی یہ حرامزادہ حرکت کرگذرا اب ہمکو کچھ بن نہین پڑتا بیشک زوال طلسم ہوش ربا قریب آیا اسد غازی کے ہاتھ سے طلسم بچنا دشوار ہے اُسکا نام کتاب سامری مین لکھا ہے بانیان طلسم نے تصویر کھینچی سر مو فرق نہین ہے یہی حسب و نسب لکھا ہے اب تمھارے ماموون کی خرابی ہے جین کرچکے وقت مصیبت آیا لشکر غم و الم نے گھیرا سامری جمشید بچائینگے یارو آٹھ پہر پوجا پاٹ کرو پنڈتون نے کہو ساعتین نیک نکالین جاپ کیا کرین شوالے بنواؤ پنڈتون کو سرفراز کرو کنٹھے برہمنون کو ہمارے نئی اقلیم سے نکال دو یہ تنگ دل

آٹھ پہر پتھر ڈھلکا یا کرتے ہین کہ کوئی ٹبرا مرے ہاتھی گھوڑا ملے ان حرامزادون کا ہمارے اقلیم مین رہنا بہتر
نہین ہوا درمین بھی اب سامان لشکر کشی کرونگا اے برادر زرجہر یر مین خود تمھاری ملاقات کو آؤنگا تمھاری
آمد ورفت معطل رہی ان باتون کو سُنکر زرجہر یر جادو کا رنگ رو متغیر ہے حیران حیران سُن رہا ہے سن ہوگیا آخر
شہنشاہ سے ملکر رخصت ہوا نیلم نے کہا بھائی راہ مین بھی کسی در بند پر نہ ٹھہرنا ہر شخص کو یہی خواہش ہوگی کہ
پکڑ کے طلسم کشا کے حوالے کردین سامنے طلسم کشا کے سرخرو ہون زرجہر یر جادو نے کہا نہین بھائی مین کہین نہین
ٹھہرونگا قعر دریاے نیل مین جاکر چھپونگا سب سے رخصت ہوکے زرجہر یر جادو طرف دریاے نیل کے روانہ
ہوا یہ اب جاکر قعر دریاے نیل مین چھپے گا ذکر اسکا بر وقت لشکر کشی دریاے نیل تحریر ہوگا لیکن
افراسیاب خانہ خراب بعد جانے زرجہر یر جادو کے بیٹھکر موچھون پر تاو پھیرنے لگا تاج کو کج کیا
کہا اے وزیران مملکت واے مشیران سلطنت کسی کو خبر ہے کہ مین نے لوح طلسمی کو کیا کیا شب کو
نا بدولت نے لوح کو توڑ ڈالا ٹکڑے ٹکڑے کرکے پر پرواز پیدا کیے اڑکر بر سر دریاے قلزم پہونچا جس مقام
پر طبقہ زمین کا پھٹا ہوا ہے گرداب سکندری اس مقام کا لقب ہے کبھی کسی جہاز کا وہان گذر نہین ہوتا
سکندر بہ مدد ارسطو اس مقام تک پہونچا تھا برج بنوا کر اسپر میل نصب کیا اُسپر ایک پنجہ آراستہ کردیا
ہمیشہ وہ پنجہ جنبش مین رہتا ہے مراد یہ ہے کہ جہاز والے دور سے دیکھ لین اس جانب نہ جائین اس
مقام پر مین نے جاکر وہ ٹکڑے لوح کے پھینکدیے طلسم کشا سے کہو عمر بھر سر ٹکرائے کون ایسا دریا دل ہے کہ
وہان پہونچے اور لوح کو دستیاب کرے پہلے جستجو مین اپنی آبرو تو بچائے اب ایکدن مین ان مسلمانون کو
مٹا دونگا ملکہ حیرت سامان لشکر کشی کرو مقابلہ مسلمانان مین جاکر اُترو مین کسی ساحر زبردست کو روانہ
کرتا ہون وہ آکر مقابلہ کرے گا سب کی مشکین باندھکر لے آئیگا لوح سے بخوبی اطمینان ہوا لوح کو مین نے
مٹا دیا دریاے قلزم مین پھینک دیا سارہبان زادے کو آگاہ کرو کہ اسد غازی کو لے کرتا بہ حد سکندری
جائے خوب غوطے کھائے مبتلاے محیط بلا ہو مقام لوح اپنی زبان سے بتلاتے ہین دریا دلی دکھاتے ہین
دیکھین بی بہار و باغبان و مخمور کیونکر جستجوے لوح کرتی ہین بہت دیر تک بلبلایا جوش مین بکا کیا
لیکن سب کو حیرت ہوئی کہ افراسیاب نے لوح کو کیا کیا غصہ مین تحفہ نایاب مٹا دیا حیرت جادو
تخت پر سوار ہوئی مصور و صورت نگار کو ہمراہ لیا جمعیت بارہ لاکھ ساحران غدار برائے مقابلہ
لشکر مسلمانان چلی یہان ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اپنی بارگاہ مین مصروف عیش و نشاط ہین کہ ہرکارون
نے خبر دی لشکر حیرت بڑے زور و شور سے آتا ہے سب سردار باہر نکل آئے دیکھا لکہ ابر گلنار پیدا ہوا
حیرت جادو تخت پر سوار چار سو سردار پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر لاکھون ساحر حربہ ہاے

سحر ہاتھ مین افسون ونیرنج بات بات مین حیرت آگرا تری لشکر فردکش ہوا ملکہ مہرخ نے برق فرنگی سے کہا جاکر خبر لاؤ لوح کا پتہ لگاؤ برق بصورت ساحر لشکر حیرت مین آیا دیکھا حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی ساحرون سے ذکر کر رہی ہی لو صاحبو شہنشاہ نے لوح کو مٹایا خاک مین ملایا اب رازداران طلسم اسد غازی کو لے کر سفر دریا کون حد سکندری تک جائین غوطے خور مقرر ہون غوطے لگائین ٹکڑے لوح کے نکالین فقاحی طلسم کرین برق یہ خبر وحشت اثر سنکر بارگاہ ملکہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت لوح بیان کی رنگ ردے اسد متغیر ہوگیا سبھار کو بھی انتشار ہوا مگر خواجہ عمرو نے کہا جھک مارتا ہی وہ پیشتر بھی کہتا تھا میرے طلسم کی لوح نہین ہی آخر عنایت پروردگار سے جستجو کی لوح دستیاب ہوئی یہ خوب یقین کامل ہی کہ اب افراسیاب نے لوح کو مقام محفوظ پر رکھا ہوگا انشاء اللہ تلاش کرینگے اہل اسلام اس تدبیر مین حیرت جادو اس تقریر مین کہ افراسیاب جادو کسی ساحر زبردست کو روانہ کرے طبل جنگی بجے دونون لشکرون کا حال وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران عالی شان کہ نقابدار زرین پوش سے رخصت ہوکر طرف لشکر اسلام کے چلنے مین اور روانہ ہونا مغرور آتشبار جادو کا برائے مدد زمرد شاہ باختری و دیگر حالات متعلق داستان کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ افق لکھنوی

آنکھ ای مرے مرشد مغان کھول
چھینٹا منھ پر شراب کا دے
شیشہ سے شراب ناب نکلے
گلگون کف دست کو کرون مین
مینجن کو ہی مے کا درد کافی
دے توڑ کے شاخ گلبن تاک
غائب ہوا صبح کا ستارا
صد چاک ہی صبح کا گریبان
آواز جرس جگا رہی ہی
سرخاب نے غم کی رات کاٹی
گم مثل شرر ہوا چمک کے

بیدار ہو دیدۂ دکان کھول
سجدے کو جھکے سر خم مل
اس مشرق سے آفتاب نکلے
دے ساغر بادۂ دل آرا
رومال شراب کی ہو صافی
کلی کو شراب مشکبو دے
ظاہر ہوا مہر عالم آرا
آنکھین ملتے ہین غنچہ تر
شاخون کو صبا ہلا رہی ہی
جو چاند کہ مار شب کا من تھا
جگنو کی طرح چھپا چمک کے

قسمت مری سوتی ہی جگا دے
ہی بانگ اذان صدائے قلقل
چلو مین شراب بھرون مین
مینا کی طرح کرون غرارا
دانتون کو ہی انتظار مسواک
صہبائے سبوئے وضو دے
پرزے پرزے ہی گل کا دامان
چھینٹے دیتی ہی اوس منھ پر
مہ نے رہ التفات کاٹی
وہ چاند کہ شمع انجمن تھا
جو شور تھا پاسبان کا شب کو

وہ بانگ اذان بنا ہی شب کو
تارے تھے جو دیدہ فلک کے
ہی بہر وضوے گل وہ پانی
گل لحن طیور سُن کے سن ہی
انگلی کی طرح چٹک رہی ہی
ہر گھر مین کھلین دروں کی آنکھین

کہتے تھے جنھین چراغ کے پھول
تارے وہ نہان ہوے جھپک کے
باغون مین نسیم چل رہی ہی
ہر مرغ کو بھیرویں کی دھن ہی
پنہان ہوے اُوس چاٹ کر بار
اندھی ہوین شپّر فلک کی آنکھین
جوگی جل سین کرکے اُٹھے

وہ بنگئے سرو باغ کے پھول
شبنم تھی جو محو درفشانی
پریون کی طرح ٹہل رہی ہی
ہر ایک کلی مہک رہی ہی
ذرون کا ہوا نصیب بیدار
سوگئے ہوے رات بھر کے اُٹھے

غزل حسب مضمون مقام

نکلی جو تن سے جان حزین کی خطا نہ تھی / فرقت نے یہ سکھایا کہ رہنے کی جا نہ تھی
اُس شعلے نے لپٹ کے سراپا جلا دیا / وصلت بھی میرے داغ جگر کی دوا نہ تھی
نزدیک صبح تھک کے وہ سویا سر مزار / پھر چشم ناز یار بجز شمع وا نہ تھی
تو وہ ہی جسکے دل مین زمانے کی ہی جگہ / مین وہ ہون ایک جبکی ترے دلمین جا نہ تھی
دل سے کمر کے ہونے کا ہٹتا خیال کیا / لقمان پاس وہم کی میرے دوا نہ تھی
ای شوق ذبح تونے ابد تک جدا کیا / دم بھر بھی تیغ یار سے گردن جدا نہ تھی
خجلت سے ہوگیا ہی مس سرخ زرد رو / کب کیمیا وہ تھی جو تری خاک پا نہ تھی
کیا جانے کیون ڈرا کیا اپنا دل سیاہ / زلف رساے یار تھی کالی بلا نہ تھی
سایہ تو اپنا سمجھا ہی پر ہی یہ میری روح / ای جان سچ بتا مجھے الفت تھی یا نہ تھی
پھرنے لگی نگاہ بھی یون ہین قضا کی شکل / آنکھ اپنی شکر ہی سوے ناز وا نہ تھی
ایسا ہی مجھپہ دوست ہنسے اشک گر پڑے / سب قہقہے لگاتے تھے گویا بکا نہ تھی
نرگس نے دیدے پھاڑکے تم سے لڑائی آنکھ / نور ایک سمت آنکھ مین مطلق حیا نہ تھی
باد بہار ہجر مین بھڑکا گئی سوا / ہوتا چراغ داغ گل ایسی ہوا نہ تھی
ہر موے جسم شعلہ ہی آندھی سے عشق کے / سارے چراغ گل تھے یہ جبتک ہوا نہ تھی
اس گل بغیر دل کو چمن مین جلا گئی / باد سموم تھی مرے حق مین صبا نہ تھی
دل کی نہ لو بجھائی نہ سلگائی چشم تر / تھی آگ پانی خاک مین داخل ہوا نہ تھی
ای مہروش کبھی نہ کیا بھولکر بھی رحم / کیا تیرے ساتھ خلقت مہر و وفا نہ تھی

دونون طرح رکھا ہمین غفلت مین عشق نے
زخم جگر وہ تھا کہ نہ مرہم ملا کہین
صحت سے روگ نالہ کشی کا لگا ہی پھر
صحت ہی روز حشر تک ای عشق اب ہمین
آئی قضا جو ہجر مین مجکو نہ ہوش تھا
ای گل در آے سنگ مین کانٹا محال ہی
مارا تھا تیر تاک کے پرلے اُڑی ہوا
دنیاے بیوفا سے محبت نہ مین نے کی
تربت مین بھی وہی شب تاریک ہجر ہی
صید آپ آیا دل کی کشش سے شکار کو
نکلا قبول باغ سے جامے کو پھاڑ کے

تم مین تمھارے حسن کی صورت وفا نہ تھی
دل کو ملا وہ درد کہ جسکی دوا نہ تھی
یہ ای طبیب عین مرض تھا شفا نہ تھی
جان بخش تھی مسیح تھی اپنی قضا نہ تھی
آتے ہی تیرے ہوش جو آیا قضا نہ تھی
مجھ زار کی جگہ ترے دل مین سجا نہ تھی
اُس ترک کی خطا نہین میری قضا نہ تھی
قابل نگاہ کرنے کے یہ بیبہا نہ تھی
ہمکو فنا ہوئی مگر اسکو فنا نہ تھی
مژگان کی لیس تدنگ کا نشا نہ تھی
خوشبو ترے لباس سے گل کی قبا نہ تھی

چہرۂ داستان۔ مسافران علوم فنون سازی و نیرنگسازان شعبدہ پردازی ہوم خانہ مین تحریر و تقریر کے بیٹھکر یون مصروف جنگ سحر سازی ہوتے ہین شعر مصنف

سخن پیراے این شیرین حکایت
چنین سحر تحریر ساز و کلک حیرت

افراسیاب جادو بعد روانہ کرنے ملکہ حیرت کے باغ سیب مین مصروف عیش و نشاط نازنینان مہ جبین ہوا جام و سبو گردش مین آیا فتح جنگ مہرخ وغیرہ کی کوشش مین تھا کہ آسمان پر برق چمکی ملازم اہالیان دربند نے نامہ ہاتھ مین دیا افراسیاب نے پڑھا طرف سے لقا کی تحریر ہوا دبندۂ خاطی و مغضوب درگاہ خداوندی غضب سے قدرت کے نہین ڈرتا قدرت کو تیری اقلیم مین آئے ہوئے عرصہ دراز گذرا اب تک برائے قدمبوسی قدرت نہ آیا تمام طلسم تیرا خاک مین ملا دونگا نقش طلسم ہوش ربا مٹا دونگا جس ساحر کو بھیجتا ہی غرور کرتا ہی قدرت اُسکو غارت کر دیتے ہین قدرت کو کسی کا غرور پسند نہین ہی اب اگر خود برائے قدمبوسی نہ آئیگا ہاتھ سے میرے بندۂ خاص عمرو کے مارا جائیگا افراسیاب جادو نامہ پڑھ کر کانپ گیا کہا صاحبو غضب ہی ساری خرابیان اسی وجہ سے ہین کہ قدرت ناراض ہین ما بدولت کو بڑے اغماض ہین اگر تنہا جائین لیاقت کے خلاف اگر سامان لشکر کشی کرین گا وزمین ماہر لشکر یا بدولت نہ سنبھال سکے آب و آذوقہ راہ مین ممکن نہو لیکن آخر کسی وقت جاؤنگا چشم زدن مین کل مسلمانون کو مٹاؤنگا یہ کہکر مشیرون کی جانب

متوجہ ہوا کہا یارو تم مین کوئی ایسا ہی کہ برائے مدد خداوند لقا جائے مسلمانون کو قتل کرکے قدرت
کو بالائے قیطول پہونچائے یہ آفت طلسمی بھی دفع ہو قدرت بیٹھے بیٹھے تقدیر کردیتے ہین نہ کچھ
سمجھتے ہین نہ بوجھتے ہین مگر یارو جو کوئی جائے خیال رکھے دربار قدرت مین جاکر غرور نہ کرے
مشیران افراسیاب سے ایک ساحر غدار مغرور آتشبار قہر و غضب مین آکر اُٹھا کہا اے شہنشاہ گیتی ستان
یہ حقیر جائیگا ہرچند کہ نام مغرور ہو یہ بزرگون کی عقل کا قصور ہے کیون ایسا نام رکھا غلام کے دل
مین کبر و نخوت کی جگہ نہین منکسر مزاج خاکسارون کے سر کا تاج اگر کوئی غلام کو ہزار گالیان بھی دے
تو بھی نہین بولتا شہنشاہ نہ گھبرائین غرور کا ذکر نہ آئیگا غلام لڑ بھڑ کر قدرت کو بالائے قیطول
پہونچائیگا افراسیاب نے کہا اے مغرور آتشبار دو باتون کا خیال رکھنا ایک تو عیارون سے
بچنا شاگردان عمرو و فرزندان خواجہ نامور ایک ایک بلا سے روزگار مکار غدار دوسرے
صاحبقران زمان صاحب اسم اعظم الٰہی مورد فیوض نامتناہی سے اپنے کو اُس نے بچانا جبتک تدبیر بند
آنے اسم اعظم کی ہو مقابلہ مین حمزۂ عرب کے نجانا بلکہ جہان تک ہوسکے سب سے پیشتر اسم اعظم
حمزہ کا نامور بند کرنا تب طبل جنگی بجوانا عرض کی عیارون کی کیا حقیقت ہے اسم اعظم حمزہ کی تدبیر کرونگا
اسی ہفتہ مین قدرت کو بالائے قیطول پہونچا کے حاضر ہونگا یہ کہکے نفیر سحر بجائی بارہ ہزار ساحران غدار
کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا یہان صاحبقران نامدار بصد عظم و شان
لقا بدار زرین پوش سے رخصت ہوکر مع لشکر کوہیان طرف لشکر ظفر اثر کے چلے تھے دو منزل کوہ
عقیق باقی تھا ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر فرد کش ہوئے مگر نہایت تعجیل کہ ایک شب سے زیادہ کسی
مقام پر نہ رہون لشکر مین پہونچون بارگاہ استادہ ہوئی ممتاز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین
مقبل وفادار ہمراہ بیرون بارگاہ جلوہ فرما صحرا کی کیفیت مین مصروف یکایک سامنے سے صدائے
گریہ و زاری بلند ہوئی دیکھا آگے ایک نوجوان سر و پا برہنہ پشت پر کئی سو ملازم غلامان ترکی
و رومی زخمدار بیقرار روتے پیٹتے چلے آتے ہین صاحبقران نے مقبل سے اشارہ کیا ان سب کو ہمارے
سامنے لاؤ کسی نے انکو صدمہ عظیم پہونچایا مقبل نے جاکر اس جوان سے کہا اے شخص چل تجکو صاحبقران
بلاتے ہین نام صاحبقران سُنکر وہ جوان افسردہ سامنے صاحبقران کے آیا قدمون کو بوسہ دیا عرض کی اے
شہنشاہ فریاد از دست قزاقان غلام کو حضور نے نہین پہچانا جنکو آپ نے بیٹا کیا یعنی خواجہ آشوب
و خواجہ بہلول پردہ قاف مین جو آپ کے ہم سفر رہے اسقدر آپ نے انکو جواہرات دیا کہ شہر و دیار مین
تجارت کرتے ہین حضور کی محبت کا دم بھرتے ہین مین انکا گماشتہ ہون شمیل بازرگان نام اس دشت

پُرخطر سے گذرا سرہنگ قزاق نے مال و خزانہ لوٹ لیا غلام لڑے سب زخمی ہوے ہم سب کو گرفتار کر کے
قزاق لے گئے تھے آج بہ مشکل چھوڑا یہ سُنکر صاحبقران کو نہایت غصہ آیا سہیل کو ایک خیمہ مین جگہ دی ملازم
واسطے خدمتگذاری کے مقرر کیے فرمایا انشاء اللہ بوقت سحر جاکر اس دزد و مکار سے نہ سمجھا تو نام اپنا صاحبقرانی کا
نہ پایا یہ تو خاص مال اُسنے ہمارا لوٹا شب بھر صاحبقران بیقرار رہے بوقت سحر بعد نماز سلاح پیغمبران ذات پر
آراستہ کیے پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوے یکہ و تنہا طرف سرہنگ قزاق کے چلے سرداروں نے عرض کی
غلامان جانباز کو ہمراہ لیجیے سرہنگ قزاق بہت زبردست ہی فوج بھی بیحساب ہی بڑے بڑے شاہان
جلیل کے اُسنے خزانے لوٹے راستہ اس طرف کا تباہ کردیا صاحبقران نے فرمایا مین کسی کو ساتھ نہ لونگا
یکہ و تنہا جاکر اسکو سزا دونگا فراج صاحبقرانی سے سب صاحب واقف ہین سر جھکا کر خاموش ہوے
صاحبقران طرف صحرا کے چلے یہان سرہنگ قزاق سر کوہ پر بیٹھا ہی گرد تمام قزاق جنگل کی جانب
سب کی نگاہ آیندہ روندہ کی فکر لوٹ لینے کا ذکر ایک نے دیکھا ایک جوان دریاے جواہر مین غوطہ
مارے ہوے سر کسی ہیکل زیر ران سلاح بے نظیر خود الماس نگار سر پر زرہ لاکھون روپیہ کے قیمت کی
زیب جسم انور دیکھنے والے نے کہا اے افسر لو اِک سونے کی چڑیا آئی ہی چلو شکار کرین سرہنگ نے سر
اُٹھا کر دیکھا بہت خوش ہوا کہا گھوڑا بے مثل ہی ایک نے کہا بنگاہ غور دیکھیے گھوڑا تین آنکھون کا ہی
سرہنگ نے کہا ہمین منظور ہی پہلے ہماری نگاہ پڑی ایک نے کہا مین صاحب جوہر ہون تلوار مین
لونگا اس جوان کو دم دونگا دوسرے نے کہا مین جھک کے کمان دوش سے اُتار دونگا میرا تیر تدبیر تو دم
آزردہ پرتا سری غرق ہوتا ہی ایک نے کہا مین اس جوان کا دل دکھاؤنگا نیزہ چھین لونگا سرہنگ نے
کہا یارو یہ تو بڑا کوئی شاہ جلیل ہی جرأت مین بے عدیل ہی دریاے جواہر مین غوطہ زن ہی ظاہر مین
بڑا صف شکن ہی ایک قزاق بل کرتا ہوا اُٹھا نیزہ ہاتھ مین لیا گھوڑے پر سوار ہو کر پہاڑ سے اُترا
صاحبقران حیران چہار جانب دیکھتے ہین کہ وہ قزاق سرکش کہان ہی ابتک بیحیا آنکھون سے
نہان ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی میان سپاہی صاحب جانے والے ٹھہر جاؤ صاحبقران نے
پلٹ کے دیکھا ایک جوان گھوڑے پر سوار نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہی بالاے کوہ بہت سے قزاق جمع ہین
صاحبقران پر سب کی نگاہ پڑی کوئی چال کی تعریف کرتا ہی کوئی جواہر کو تاک رہا ہی صاحبقران
نے فرمایا اے جوان کیا ہی کیون روکا اُسنے کہا بس گھوڑے پر سے اُترو ہتھیار کھول کر رکھدو سیدھے
اپنی جان بچا کر چلے جاؤ صاحبقران نے مُسکرا کر فرمایا ہماری خطا کیا ہتھیار دینے کا کیا باعث اُسنے
کہا اے جوان یہ بیشہ شیران ہی دیکھ پہاڑ پر مجمع قزاقان ہی کسی نے تجکو منع نہ کیا صبح کو ادھر چلا آیا

جان کو غنیمت جان ہمین تیرے حال پر رحم آیا صاحبقران نے فرمایا بھئی کیسے سپاہی ہو ہمارے ہتھیار چھینتے
ہو ہم تو بے لڑے بھڑے نہ دینگے سب اپنے بھائیون کو بلا لو افسر کو پکارو جب تو وہ قہقہہ مار کر ہنسا سرہنگ
سے پکار کر کہا اے افسر یہ جوان طالب جنگ و جدل ہے کہتا ہے ہتھیار دینا سپاہگری مین خلل ہے حکم ہو تو
سمجھا دون نوک نیزہ پر اُٹھا لون سرہنگ نے کہا بزنید بہ بندید وہ جوان مثل شعلہ جوالہ نیزہ ہلاتا ہوا
اینان تیاتا ہوا قریب پہونچا سینہ بے کینہ پر تاک کے نیزہ مارا صاحبقران نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر ہاتھ
ڈال دیا چھین کر نیزہ یون پھینکدیا جیسے کسی طفل سے تنکا چھین لیتے ہین نیزہ جو نکلگیا قزاقون نے
پہاڑ سے طعن کی غصے مین اسنے تلوار کھینچی صاحبقران پر ہاتھ مارا امیر نے بار بچا کر کلائی پر ہاتھ
ڈالدیا ایک طپانچہ بقہر و غضب مارا سر اُس خود سر کا چنبر گردن سے اُڑ گیا لاشہ دھڑ سے زمین پر گرا اب
تو سرہنگ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا مثل فیل مست چنگھاڑتا ہوا کرگدن پر سوار ہوا پہاڑ سے
اُترا پشت پر بارہ ہزار قزاق لیکن سرہنگ نے سب کو منع کیا تم کوئی دخل نہ دو میرے قوت بازو
کو اس جوان نے مارا اپنے ہاتھ سے سزا دونگا اس عذاب الیم سے مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا
اُسکے حال زار پر روئین مجکو رحم نہ آئے گینڈا چمکا کر سامنے صاحبقران کے آیا آتے ہی اسکا ورزن ہوا
تین قدم مرکب صاحبقران سات قدم گینڈا اُسکا ہٹا نتھون پر گینڈے کے جارہا بہ شکل تمام اپنے کو روکا
تلوار کھینچکر جا پڑا سب قزاق تماشا دیکھ رہے ہین سرہنگ و صاحبقران سے تلوار چل رہی ہے دو تین وار
رد و بدل ہوئے تھے کہ صاحبقران نے کلائی پر سرہنگ کی ہاتھ ڈال دیا سرہنگ لپٹ پڑا اسی طرح
لپٹے ہوئے زمین پر آئے کشتی ہونے لگی سب قزاق حیران کہ یہ جوان کون ہے ہمارے افسر سے برابر لڑ رہا ہے
پہر بھر کامل کشتی ہوئی صاحبقران یا ان نے قہر و غضب مین نعرہ کیا سرہنگ کو لے دوڑے سترہ اٹھارہ
قدم ریل کر لائے دونون بازو تھام کر ہکہ مارا دونون گھٹنے سرہنگ کے آشنا بزمین ہوئے قصہ ہوا لنگر
قایم کرون صاحبقران لنگر کب قایم ہونے دیتے ہین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا سر سے بلند کیا زمین
پر دے مارا چارون شانے چت گرا کود کر امیر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا او سرہنگ حالا در شناختن
پروردگار چہ میگوئی ہنگ حیران کہا اے جوان نام نامی سے اپنے آگاہ کر صاحبقران نے کہا اے سرہنگ
قزاق آگاہ ہو منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان داماد نوشیروان سرکوب زمرد شاہ باختری نام نامی
صاحبقران سُنکر سرہنگ گھبرا گیا عرض کی اے شہریار تا زندہ ایم بندہ ایم دل مین سوچا اے سرہنگ
اگر سرکشی کرونگا زندہ نہ بچونگا جان بچاؤ دلمین تدبیر مین اسکو پھنساؤ مکر سے قدمون پر گر پڑا دلمین
کینہ رکھکر مسلمان ہوا اس عرصے مین سرداران صاحبقران بھی فرداً فرداً آ پہونچے صاحبقران نے

فرمایا اے سرہنگ تونے ان سوداگرون کا مال لوٹ لیا جلد حوالے کر عرض کی آنکھون سے
خدمتگزاری کرونگا بالاے کوہ تشریف لیچلئے دعوت قبول کیجیے ممتاز کوہی نے ہرچند کہا اے شہریار یہ قوم کا
قزاق ہے حضور سے دبا اتفاق ہے مال تاجرون کا مل گیا اب طرف لشکر ظفر اثر کے کوچ کیجیے صاحبقران
نے فرمایا دلشکنی مجھکو اسکی گوارا نہین مال تاجرون کا اسی وقت دلوا دیا وہ دعائین دیتے ہوئے رخصت
ہوئے سرہنگ بکاری صاحبقران کو مع جملہ سرداران نامی بالاے کوہ لایا قلعہ مین غلغلہ ہوا
صاحبقران زمان داماد نوشیروان نے سرہنگ کوہی کو مسلمان کیا قلعہ مین تشریف لاتے ہین تمام
اہالیان شہر براے زیارت جمال انور جمع ہوئے گلی کوچے معمور ہوگئے لیکن سرہنگ قزاق ایک
گوہر بے بہا کا شانہ عفت مین رکھتا ہے خوشرو خوشخو سیمتن غنچہ دہن خورشید خد نام نامی ملکہ صنوبر قد
یکایک کنیزون نے آکر عرض کی آپ کے والد نامدار کو صاحبقران نے زیر کیا مسلمان ہوکر قلعہ مین لاتے
ہین سب لوگ براے تماشا جاتے ہین صنوبر قد اکڑتی ہوئی اٹھی بالاے قصر آئی دیکھا زن و مرد کا تمام
بازار مین جماؤ ہے تھوڑی دیر کے بعد دیکھا سرہنگ قزاق چوب چاق ہاتھ مین لیے ہوئے اہتمام سواری
مین مصروف تمام قزاق پرے جمائے ہوئے بیچ مین صاحبقران زمان رعب و دبدبہ چہرۂ اقدس سے عیان
خود زرین بالاے سر زرہ داؤدی زیب جسم انور کمان کیانی بالاے دوش ہزار تیرون کا ترکش مثل
دُم طاؤس بائین جانب آنکھین رشک غزال آفتاب جمال فرد شوکت چہرے سے عیان فخر رستم و سام
وہ ریان جمال اقدس دیکھکر بے اختیار آہ کی ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا کمان خانہ ابروے صاحبقران سے
تیر مژگان چلے تو وہ دل پر لب معشوق ہوئے نگاہون کی چھریان قلب پر پڑین سنبھل نہ سکی سلطان
عشق کی ملک قلب پر چڑھائی صبر و طاقت نے شکست کھائی غش کھاکے گری کنیزون نے ہاتھون ہاتھ
اُٹھا لیا لیکر محل مین آئین گلاب وغیرہ چھڑکا ہوش آیا مگر خاموش بحر محبت کا جوش حیران حیران
چہار جانب دیکھتی ہے دل کا عجیب حال آنکھین محبت صاحبقران مین لال چہرہ مائل بہ زردی ہونٹھون
پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری یہ مہ جبین تو اس حال پر ملال مین خاموش بیٹھی ہے کنیزون نے
ہرچند پوچھا کچھ جواب نہ دیا جب کنیزون نے بہت حیران کیا یہ کہدیا صاحبقران نے ہمارے باپ کو
زیر کیا اب نہین معلوم ملک و مال کی کیا تدبیر ہو ہمکو اسی بات کا غم ہے اسوقت زیادہ کلام نہ کرو
بلکہ بارگاہ مین جاکر خبر لاؤ دیکھو کیا ہوتا ہے یہان کا بادشاہ اپنے کسی سردار کو کرتے ہین باپ کو
ہمارے ہمراہ لیجائینگے یا یہین چھوڑینگے یہ خبر مفصل جاکر لاؤ کئی کنیزین مردانے کپڑے پہنکر چلین
یہان سرہنگ قزاق صاحبقران کو لیے ہوئے اپنی بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا چند

سردار صاحبقران کے ساتھ ہین باقی لشکر زیر کوہ فروکش ہوا اتفاق سے بہرام گرد بن خاقان چین
رفیق قدیم صاحبقران صاحب شوکت وشان یہ لشکر مین رہ گیا ممتاز کوہی و مقبل وفادار و دیگر چند
سردار صاحبقران کے ساتھ ہین سرہنگ کو فکر ہو کہ اس سرکش کو گرفتار کر دن سزائے معقول دون فوراً
محفل عیش ونشاط آراستہ کی ساتھ والے اُسکے مکار غدار اشارے پر لگے ہوئے ہین جب ہنگامہ محفل گرم ہوا اسوقت
اس بیحیا نے شراب مین بیہوشی ملائی ایک جام اپنے ہاتھ مین لیا تسلیم کر کے سامنے آیا عرض کی اس جام کو نوش
فرمائیے غلام کی آبرو بڑھائیے صاحبقران صاف باطن اُسکے مسلمان ہونے سے مطمئن مسکرا کر جام نوش
فرمایا کیا اے بہادر بیٹھو تکلیف نہ کرو کہا نہین اے شہریار آج اگر کلاہ فخر تا بہ عرش پہونچاؤن زیبندہ و سزاوار
ہے آپ ایسا بہادر نامی و نامدار صاحب جاہ ووقار اس ذرہ بیمقدار کو سرفراز کرے کیونکر نہ یہ حقیر اپنے
مرتبہ پر ناز کرے صاحبقران نے شرما کے سر جھکا لیا اب اسنے پلٹ کر وہی شراب صاحبقران کو پلائی
چند عرصہ مین بیہوشی نے تاثیر کی صاحبقران گھبرا کر اُٹھے لڑکھڑا کے گرے مع ساتھ والون کے بیہوش ہوے
سرہنگ نے نعرہ کیا آہنگردن کو بلایا صاحبقران کو مسلسل و مطوق کیا قید خانہ مین بھیجدیا قصد ہوا کہ جا کر
لشکر صاحبقران کو تباہ کردن لیکن کنیز ملکہ صنوبر قد مردانے کپڑے پہنے ہوئے دربار مین برائے خبر آئی تھی
کل معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا گھبرا کے پلٹی ملکہ صنوبر قد باغ مین ٹہل رہی ہے سیر گل ولالہ سے دل بیزار
آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے دل سے باتین کر رہی تھی کہ اے صنوبر قد عشق کا انجام کیا ہوگا کجا ذرہ کجا خورشید
اعظم داماد نوشیروان صاحب جاہ وحشم جنکا لوائے شوکت از پردہ دنیا تا بہ قاف سرفراز دو بیٹیان نوشیروان
کی انکے عقد مین آئین بنتی ہون ایک عقد پردۂ قاف مین کیا بادشاہ پریزادان نے ایک اپنی دختر ملکہ
آسمان پری فخر زہرہ و مشتری شرف اپنا جانکر عقد مین اُنکے دی مجھ ایسی ہزارہا کنیزین محل مین
پڑی ہونگی پس میری رسائی کیونکر ہوا ہے دل خانہ خراب کیون پیچ وتاب ہے لیکن افسوس دامن صبر دست
استقلال سے چھوٹا شیشۂ دل سنگ بدعت عشق سے ٹوٹا صبر و جبر دشوار بیقراری کو کہان قرار آتش عشق
شعلہ ور گرمی محبت سے درد جگر اس خیال مین تھی کہ کنیز دوڑی ہوئی سامنے آئی عرض کی حضور غم والم
کو دل سے دور کرین سامان عیش وسرور کرین آپ کے باپ جاندیدہ گرم وسرد عالم چشیدہ مکر سے
مسلمان ہوے تھے بیہوشی پلا کر صاحبقران کو پکڑ لیا قید خانے مین بھیجدیا اب تیاری ہے کہ وہان فوج کو
اُنکی جا کر تباہ کرین مال اسباب لوٹ لین کمر بندی ہو رہی ہے یہ خبر وحشت اثر سُنکر تیر دلدوز جگر پر سو دیدہ
پڑا قلب زخمی ہوا حیران ہو کر کنیز کی جانب دیکھا کہا سچ کہتی ہے عرض کی حضور میرے سامنے گرفتار کیا حضور
کے محل کی پشت پر جو مکان پختہ ہے اسی مین قید کیا سو جوانان صف شکن برائے نگاہبانی قرار پائے اپنے

کوٹھے سے چڑھ کر ملاحظہ فرمائیے کمربندی لشکر مین ہو رہی ہی جاکر بر سر لشکر حمزہ قیامتین برپا کرینگے
لڑائی کا تماشا چلکر ملاحظہ فرمائیے قریب تھا طائر روح قفس جسم سے نکل جائے ضبط کرکے مع چند کنیزون
کے قصر پر چلی دل سے کہتی ہی ای فلک کجرفتار و ای گردون ناپائدار یہ کیا خبر وحشت اثر سنائی ایسا شیردل
جلیل و رئیس یون گرفتار پنجۂ تقدیر ہوا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی ملکہ تو گھبرا کر کوٹھے پر آئی لیکن بہرام گرد
بن خاقان چین انتظام لشکر مین مصروف ہوا ایک ہرکارے نے آکر خبر پہونچائی ای پہلوان دوران
دای گرشاشب جہان صاحبقران قلعہ مین جاکر قید ہوگئے سرہنگ نے مکر کیا بیہوشی ملاکر پکڑ لیا یہ سنکر
بہرام غصے مین کانپنے لگا سلاح جسم پر آراستہ کرنے لگا سردارون نے پوچھا کیا قصد ہی کہا یارو قصد کیا
ابھی جاکر جان دونگا قلعہ مین دریائے خون بہاؤنگا ایسا نہو یہ چور دزد مکار صاحبقران نامدار کو قتل
کر ڈالے کوہیون نے عرض کی غلام ساتھ ہین ہمارا آقا تمنا زکو ہی بھی جاکر قید ہوا اسی وقت لشکر مین
قرنا ہوئی چشم زدن مین لشکر تیار ہوا بہرام پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا
ملحوظ خاطر ہو سوا پہر دن باقی ہی جسوقت بہرام بلوہ کرکے چلا نوبت نقارہ بجتا ہوا علمہائے زنگاری کے
پھریرے کھل گئے شیران دشت نبرد صفین جاکر چلے صدا نوبت نقارے کی جو بلند ہوئی یہان سرہنگ فراق
تدبیر کر رہے تھے کہ دن کو قلعہ سے نکلنا مناسب نہین ہی رات ہولے تو شبخون مارون یکایک ہرکارے
دوڑے ہوے آئے عرض کی ای شہریار حضور نے بڑا دھوکا کھایا اور سردارون کو آپ قلعہ مین لائے لیکن
سردار جلیل بہرام گرد بن خاقان چین جلالت آئین رفیق قدیم صاحبقران لشکر مین رہگیا اُسنے جو خبر پائی
کہ آقا کو ہمارے گرفتار کرلیا مرنے پر کمر باندھکر مع لشکر طرف قلعہ کے آتا ہی صدا نوبت نقارے کی
آرہی ہی نہیب شمشیر مردان عالم سے زمین تھرا رہی ہی سرہنگ نے گھبرا کر کہا حقیقت مین یہ خیال نہ رہا
مین سمجھا سب سردارون کو صاحبقران ساتھ لائے یہ کیا خبر تھی کہ بہرام گرد لشکر مین رہگیا جلد خندق
پُر آب کرد دروازہ قلعہ کا بند ہو توپین مارو یہ کہتا ہوا بالائے قلعہ آیا پل تختہ اُٹھا لیا دروازہ قلعہ
کا بند کیا سامان جنگ سے قلعہ آراستہ ہی دوربین ہاتھ مین لےکر دیکھا تو گرد بلند آگے بہرام پشت
پر کوہیان نیکنام جب فوج زد پر پہونچی سرہنگ نے ہوائی داغی یہی نشان تھا گولہ اندازون
نے توپون کو سیدھا کیا نہین معلوم کان مین کیا پڑھکر پھونکا توپین کڑکین گرجین آگ اُگلنے لگین زمین
کانپی آسمان شعلہ بار نے آگ برسادی فوج اسلام جیسی ہوئی آتی تھی کئی ہزار اُڑگئے فوج کے پاؤن
اُٹھے دور جاکر ٹھہرے سرہنگ نے کہا دیکھو کوئی گولہ قضا کا بڑا لشکر مسلمانان کا کیا حال ہوا
گولہ اندازون نے ہاتھ روکا دھوان برطرف ہوا دیکھا فوج اسلام دور جاکر ٹھہری سرہنگ نے

حکم دیا خوشی کے نقارے بجنے لگے قزاقون نے غل مچایا وہ مارا مسلمانون کو بھگا دیا بہرام گرد نے جو یہ معرکہ دیکھا گرزگران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا اہالیان فوج سے فرمایا آپ لوگ تامل فرمائین جب مین قلعہ کا پھاٹک جاکر توڑ دون اسوقت تم سب چلے آجانا اس سپر زمین گیر کا تماشا دیکھو یہ بوڑھا غلام صاحبقران کا کیا کرتا ہے اہالیان فوج تھمے بہرام گرد نے مرکب بڑھایا آواز دی اے قزاقان بیحیا آکر سزا دیتا ہون یہ کہکر طرف قلعہ کے چلا قزاقون کے ہوش اُڑ گئے کہا کیا دل گردہ ہے توپ کے منھ پر آتا ہے سرہنگ قزاق نے کہا گولے مارو کولی تو گولہ قضا کا پڑیگا توپین فیر ہوئین گولے مثل اولے کے برسنے لگے رنجک کی بجلی چمکی دھوئین کا آسمان بنکر تیار ہوا لیکن بہرام شیر دل گھوڑے کو مہمیز کرتا ہوا گرز ہاتھ مین کبھی پشت مرکب پر کبھی زیر شکم مرکب کبھی ایک رکاب پر اپنے کو گولون سے بچاتا ہوا گھوڑے کو کاوہ ایڑین پر لگاتا ہوا کبھی داہنے پر نکل گیا کبھی بائین پر دور جاکر دم لیا پھر وہان سے جھپٹا گھوڑے پر کوڑا کیا گولون سے بچکر نہنگا نہ پلنگا نہ برابر خندق کے پہونچا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ بہرام گرد

یل صف شکن نامور نامدار	غلام امیر عرب ذیوقار	کہ از ہیبتش من بلرزد زمین	ستم گرد بہرام خاقان چین

نعرہ بہرام گرد کی صدا جو بلند ہوئی زمین قلعہ کی کانپی سرہنگ گھبرایا کہا یارو تامل کرو در قلعہ سے آواز نعرہ کی آتی ہے اب جو ہاتھ کو روکا روشنی ہوئی دیکھا بہرام گرد بر لب خندق ٹہل رہا ہے قصد ہے خندق پھاندکر پھاٹک جاکر توڑ دے اہالیان فوج نے دیکھا کہ سردار ہمارا تا بہ قلعہ پہونچ گیا توپ بند ہوئی یہ بھی سب نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے گھوڑون نے طرارے بھرے صدا دنجا رسالہ لیے سرہنگ نے جو یہ معاملہ دیکھا ساری قزاقی بھولا ہوش و حواس پراگندہ کہا یارو اب کیا کرون اور ملکہ صنوبر قد اپنے بام سے یہ سب معرکہ دیکھ رہی ہے کنیزین پشت پر جرأت بہرام گرد دیکھکر کہتی ہین کیون صاحبو عاشقان صادق اپنے آقا کے ایسے ہوتے ہین اسکا خدا ہے نا دیدہ اسکو بچاے دیکھو کس جرأت سے لڑبھڑ کے قلعہ لیا تا بہ خندق پہونچگیا سب جانباز چلے آتے ہین تلوارین کھنچی ہوئی نعرے پر نعرے کر رہے ہین دم جرأت کے بھر رہے ہین صدا دیتے ہین باشندہاے قزاقان پھاٹک کھولدو ہمارے آقا کو لے کر نکل آؤ آقاے نامدار ابھی خطا معاف کرینگے اس مکر و غدر کا بدلہ نہین لینگے صنوبر قد کہتی ہے کیون صاحبو اب جو صاحبقران چھوٹین گے قلعہ لوٹین گے مین تو ہاتھ باندھ کر سامنے حاضر ہونگی عرض کرونگی پروانہ شمع جمال ہون کنیزان سرکاری مین درج فرمائیے انکو ضرور میرے حال پر رحم آجائیگا بہادر بے مثل ہین عورت پر کیا ہاتھ اُٹھائین گے

مجکو دیکھکر شرما جائینگے کنیزین کہتی ہین واری معقول تدبیر ہی حضور کی سلسل تقریر ہی دیکھتے ہی عاشق ہونگے خاتون محل قرار دینگے ہم سب حضور کے ساتھ چلین گے دختر نوشیروان ملکہ مہر نگار تاجدار ملکہ گردیا بانو شاہزادی عالی وقار ملکہ گلشن آرا و ملکہ رابعہ زر زربفت اطلس پوش وغیرہ یہ سب شاہزادیان حسن وجمال مین بے نظیر چہرے رشک ماہ منیر زوجات صاحبقران ہین صاحبان والا بادشاہان جلیل کی دختران بلند اختران سب صاحبون سے ملاقاتین ہونگی سب بیبیان حضور کے استقبال کو آئینگی باعزاز و اکرام محل مین لیجائینگی اس طرح کی جو باتین کنیزون نے کین ملکہ کا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا کہا صاحبو تمھارے منھ مین گھی شکر خدائے نادیدہ اپنا فضل شریک حال کرے تم سبھون کے مرتبہ بڑھاؤنگی لیکن جب صاحبقران محل مین آئین مین سلام کرکے سر جھکا لونگی تم ملیقے سے باتین کرنا میری بیقراری کا ذکر نہ آنے پائے اب مین تم سب صاحبون سے صاف کہتی ہون صبح سے تم سب پوچھتی تھین آپ کا کیا حال ہے کیون قلب پر ہجوم غم و ملال ہے مین جال با کمال دیکھکر مائل ہوئی اب تک زبان سے نہ نکالا تھا لیکن تم سے بیان کرتی ہون جس وقت سے جمال جہان آرائے صاحبقران ذیشان پر نگاہ پڑی دلکو بیقراری آنکھون کو شغل اشکباری ہر چند سنبھالتی تھی دل نہ سنبھلتا تھا رہ رہ کے کوئی کلیجہ ملتا تھا کمبخت چاہنے والے کی بڑی خرابی ہے جبتک وہ آرام مین تھے یہ خیال مین تھا ہم اُن تک کیونکر پہونچین گے جس وقت سے یہ خبر وحشت اثر پائی کہ انکو قید کرلیا جی چاہتا تھا گریبان چاک کرون مین بھی ہتکڑیان بیڑیان پہنکر قید خانے مین اُنکے پاس جا بیٹھون ثابت ہوا غیر کو اسکو ہم سے محبت ہے لیکن مجبور ہوئی یہ بھی مجھ بدنصیب سے نہو سکا کہ ایسے وقت مین جا کر ساتھ دیتی لیکن شکر ہے اُنکا سردار نامدار بلوہ کرکے پہونچا قلعہ کو گھیر لیا وار تو پون کے رد کرچکا اب دل کو کسی قدر تسکین ہے لیکن ای لالہ غدار اتنے عرصہ مین کلیجہ خون ہوگیا نوبت بہ جنون پہونچی نظم دلپذیر

آمد بہار و داد بہ گلشن ندائے عشق
یا بم اگر ترشح آب ہوائے عشق
خواہی بصبر خو کن و خواہی بآب چشم
فرہاد نامراد تواز نالہ ہائے عشق
کشتی اگر شکست نہ داریم بیم غم
مخفی و درد و محنت بے انتہائے عشق

بلبل ہزار نالہ بساز د نوائے عشق
بیہودہ کا دش تو بغیم طبیب چیست
جز خون دیدہ ہیچ نباشد دوائے عشق
مجنون از ان بدیدن لیلی زہوش رفت
بر سر ملازم است مرا نا غذائے عشق

نشو و نما چو سبزہ ام از خاک بر دمد
درمان درد را نہ کند جز دوائے عشق
در بیستون بحسرت دیدار جان سپرد
کا ید صدائے درد ز بانگ درائے عشق
یاران و بزم و بادہ و ہنگام عافیت

لالہ غدار وزیرزادی نے عرض کی واری دل نے بڑے مقام پر رسائی کی کمند محبت قصر عالی تک پہونچی آپ خود شاہزادی والا قدر ہین آسمان خوبی کی کامل بدر ہین آپ ملکہ

حسن خوبی کی شاہ وہ آسمان جلالت کے ماہ آپ عندلیب شاخ نخل محبت وہ سرو نوخاستہ حدیقہ ہمت و جرأت آپ چرخ حسن کی ماہ کامل وہ اقلیم شوکت کے شہنشاہ عادل ایک مسند پر قران السعدین ہوگا ایک برج قصر مین اجتماع نیرین ہوگا حقیقت مین آپ کو نہایت پسند فرمائینگے دیکھتے ہی شمع جمال کو پروانہ بنجائینگے کوئی ایسی شاہزادی حور مثال غنچہ دہن سرو قد گلعذار ماہ پیکر سیم بر لائق فنون سپاہگری مین طاق شہرہ آفاق اُنکے عقد مین نہ آئی ہوگی لالہ عذار وزیرزادی نے جو اس طرح حسن و جمال ملکہ کی تعریفین کین شرما کے سر جھکا لیا کہا خداوہ وقت دکھائے قید و بند سے رہا کرائے اب کنیزین سب آگاہ ہوئین کہ ملکہ صاحبقران زمان پر عاشق ہوئی ہین آپسمین اشارے کنائے ہونے لگے کسی نے اشارہ کیا خوب ہوا کسی نے کہا بوا بہت برا کیا کسی نے کہا بوا یہی باپ کے قتل کی طالب ہین دین بزرگون کا چھوڑ دینگی خدائے نادیدہ کو سجدہ کرینگی ایک نے کہا بوا مردوا فریدار ہی عشق و عاشقی کی اسکے شہرون مین پکار رہی جتنی شاہزادیان حسین و جمیل متین لائق قرار پائین وہ سب انھین کے خاندان مین آئین ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری جسکے حسن عالم سوز کا تمام دنیا مین شہرہ تھا وہ انکے پوتے شاہزادہ خاور نیاہ پر مائل ہوئین سلطنت کیسی خدائی کو چھوڑ کے نکل گئین انکے بطن سے شیر گیر صف شکن تیغزن صاحب شوکت و شان شاہزادہ ایرج نوجوان پیدا ہوا جسکی نہیب شمشیر سے رستم و اسفندیار تھراتے ہین محفل مردان عالم مین اسکی جرأت و شوکت کے ذکر آتے ہین دوسری دختر خداوند ملکہ جہان افروز انکے فرزند دلبند بدیع الزمان گرد لشکر شکن کے قبضے مین آئین اس شیر کی ایک زوجہ دختر خداوند معشوقہ دیگر ملکہ گوہر ملک پیغمبرزادی جسکے بطن انور سے نور الدہر دالا قدر ایسا آفتاب طلعت ساطع و لامع ہوا جرأت کی اسکی دھاک لیاقت مین بے نظیر زور و قوت مین ہمہ دان ہمہ گیر کس کسکا ذکر کرون حسب و نسب کا شرف اُنکے خاندان پر تمام ہوا جرأت و شوکت کا علم ون مین نام ہوا کنیزون مین تو یہ چرچے لیکن ملکہ صنوبر قد جھکی ہوئی دیکھ رہی ہی کہ بہرام گرد بن خاقان چین قریب خندق قلعہ پہونچا اہالیان فوج نوبت نقارے بجاتے ہوئے قریب دیوار قلعہ آگئے اس وقت سرہنگ قزاق گھبرایا مشیرون وزیرون کی جانب متوجہ ہوا کہا یارو اب کیا کرون یہ شیر بیشۂ جرأت نہنگ دریاے شوکت خندق کو قرایا چاہتا ہی اب قلعہ کو کیونکر بچاؤن مین سمجھا تھا میرے قلعہ تک آنا دشوار ہی شب کو ان سبھون پر شبخون مارونگا فوج کو تباہ کرکے قید حمزہ عرب کی لیکر خدمت خداوندی مین جاؤنگا طرۂ پیغمبری پاؤنگا اب جان بچانے کی تدبیر کرو عیار اسکا قریب کھڑا ہی عقاب تیز پر نام بدطینت بدانجام بول اُٹھا اے افسر ایک تدبیر ہی ابھی سب مسلمان پلٹ جائینگے شب کو مین اور تدبیر کرونگا یہی ایک سردار نامدار لشکر حمزہ مین باقی ہی عیاری کرکے پکڑ لاؤنگا ان سبھون کو مارنا کیا دشوار ہی

لشکر بے سردار بیکار جلد حمزہ کو قید خانہ سے بلائیے زیر تیغ بٹھا دیجیے بہرام گرد سے پکار کر کہیے کہ اگر اندر قلعہ کے آؤگے اپنے آقا کو زندہ نپاؤگے ہم ابھی قتل کرڈالیں گے بعد قتل تم سے لڑینگے خوب معرکے پڑینگے اسوقت پلٹ جاؤ کل مصالحہ کی گفتگو کرینگے بخوف جان اپنے آقا کے فوراً پلٹ جائینگے شب کو مین عیاری کرکے دنگا بہرام گرد کو باندھکر لاؤنگا یہ صلاح سرہنگ قزاق کو بہت پسند آئی ملحوظ خاطر ناظرین رہے ملکہ صنوبر قد فریفتہ حسن و جمال صاحبقران یہ سب ہنگامے دیکھ رہی ہی بہرام گرد نے قصد کیا خندق کے پار جاؤن سرہنگ نے حکم دیا صاحبقران کو مسلسل و مطوق بالاے قلعہ لائے بموجب صلاح عقاب زیر تیغ بٹھایا پکار کر آواز دی اے بہرام گرد ذرا ادھر متوجہ ہو بہرام گرد نے سر اٹھاکر دیکھا اپنے آقاے نامدار کو زیر تیغ پایا سرہنگ نے کہا اے بہرام گرد پلٹ جاؤ ورنہ ابھی صاحبقران کو قتل کرتے ہین اس شب کی ہمکو مہلت دو بوقت سحر خواہ مقابلہ یا طریقہ اصلاح جو ہمارے تمھارے قرار پائیگا سمجھا جائیگا چند شروط ہم لکھکر بھیجین گے اگر تم قبول کرلوگے ہم تمھارے افسر کو رہا کردینگے اب اگر ایک قدم بھی بڑھاؤگے صاحبقران زمان کو زندہ نپاؤگے یہ حالات مصیبت آیات دیکھکر فوراً بہرام گرد نے گھوڑا پھیرا گرز ہاتھ سے ٹیک دیا پکار کر کہا اے سرہنگ براے خدا ہم ابھی واپس جاتے ہین ہمارے آقاے نامدار مولاے قدرشناس کو صدمہ نہ پہونچاؤ اے پہلوان جو تو کہیگا ہم قبول کرین گے صاحبقران غصے مین کانپنے زنجیرین ہلانے لگے فرمایا اے بہرام والا مقام اے بہادر نیکنام تو لڑ بھڑ کے یہان تک آیا اپنی محنت ضائع نہ کر یہ مکار ہمکو قتل کرے کچھ افسوس نہ کر خون کا معاوضہ ان جلادون سے لینا بہرام گرد نے سر پیٹ لیا آواز دی اے شہریار کاش کے نابینا ہوتا اس مصیبت مین آپ کو نہ دیکھتا اس مکار نے بڑا فریب کیا آپ ایسے بہادر کو دھوکا دیا دعوت کے پردے مین عداوت کی غلام سے حال زار حضور نہین دیکھا جاتا اے سرہنگ براے خدا صاحبقران کو قید خانے مین بھیجدے سرہنگ نے آواز دی اے بہرام جب تم پڑاؤ پر پہونچ لوگے تب قید خانے مین صاحبقران کو بھیجونگا بہرام روتا پیٹتا خاک اڑاتا ہوا مع فوج پلٹا جب اپنے پڑاؤ پر پہونچا تب سرہنگ نے صاحبقران کو قید خانہ مین بھیجا آپ اپنی بارگاہ مین آیا عقاب نے وعدہ کیا حضور شب ہونے دیجیے بہرام کو پکڑ لاؤنگا لیکن اس گرفتار دام گیسو ذبیح خنجر ابرو ملکہ صنوبر قد نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بہرام پلٹ گیا صاحبقران قید خانے مین بھیجے گئے طائر روح قفس جسم خاکی مین تڑپا رودی ہوئی قصر سے اُتری بے اختیار ہوکر رونے لگی بیقراری نے سر اٹھایا دریاے اشک نے جوش مارا ہاتھون نے چاہا گریبان چاک کرین خاک منھ پر ملین

نظم

دل طپان شوق ہمکناری سے ‖ خفقان ضبط بیقراری سے
ایک جان اور غم کا وہ انبوہ ‖ ایسی نازک پہ شدت اندوہ

تنگی دہر وحشت افزا تھی — طپش دل قیامت آرا تھی
کیا نظر زخم اندرون آیا — چشم سے روتے روتے خون آیا
سینہ کوبی سے دل فگار ہوا — تیر حسرت جگر کے پار ہوا
آہ نے دل سے کیا اُٹھائے دھوئین — چاہ بابل کے لبن اُڑائے دھوئین
شور محشر خروش واویلا — نغمۂ صور جوش واویلا
نالہ آخر فسون ہوا دل کو — رُکتے رُکتے جنون ہوا دل کو

خار خار غم آشکار ہوا — شقِ دل جامہ پارہ پارہ ہوا
نہ لیا پھر قرار نے آرام — کھو دیا اضطرار نے آرام
دم اٹکتے اٹکتے ٹوٹ گیا — سر ٹپکتے ٹپکتے پھوٹ گیا
سر اُٹھایا خروش نہان تھے — اک قیامت کی آہ و افغان نے
جی کو اشک زمین نے خاک کیا — خواہش مرگ نے ہلاک کیا
چارہ سازون سے نفرتین کیا کیا — حرف تسکین سے وحشتین کیا کیا

یون بیقرار ہوکے روئی کنیزین گھبرا گئین عرض کی کہ واری صبر و جبر کیجیے ایسا نہو دشمنون کا دم نکل جائے صنوبر قد نے کہا صاحبو کیا کہکے دل کو سمجھاؤن طفل اشک کو کیونکر بہلاؤن یا تو اس شہریار کو ساتھ شوکت و شان کے دیکھا مکارون نے فریب دیکر گرفتار کرلیا بہرام نامدار نے اپنی جان ہٹائی لڑبھڑکر بیچارہ تا بہ قلعہ پہونچا ہزارون بندگان خدا مارے گئے اب بر وقت پہنچنے کے اپنر کیا گذری ہوگی یہ صلاح کسنے تبلائی برائے خدا جاکر خبر تو لاؤ اب ہمارے باپ کو کیا منظور ہی وہ بہادر سراسر بے قصور ہی ایسا نہو اُسکے دشمنون کو قتل کرڈالے اگر تم مین سے کوئی دستگیری نہ کرے مین آپ باہر نکلون جاکر دربار سے خبر لاؤن آتنا تو معلوم ہو کہ اب کیا صلاحین ہورہی ہین یہ مکار غدار اس بہادر کے ساتھ کیا کرینگے انشاءاللہ مکر کرنے والے خود مرینگے مین تو اب خداے نادیدہ کی قدرت کو دیکھتی ہون وہی انکو بچائیگا لیکن خبر لینا ضرور ہی سوسن نے عرض کی واری مین جاتی ہون دیکھون کیا زبان درازیان ہورہی ہین ابھی خبر لیکر آؤنگی ملکہ نے کہا ای سوسن تیرا مُنھ موتیون سے بھر دونگی مفصل خبر لانا سوسن نے کہا حضور ملاحظہ فرمائینگی یہ کہکر مردانے کپڑے پہنکر سوسن واسطے خبر کے چلی دربار مین سرہنگ کے آئی اسوقت یہ صلاحین ہورہی ہین کہ صبح کو صاحبقران زمان کو قتل کرینگے یا قید کرکے خدمت مین خداوندی کی لے چلین گے عقاب عیار کہہ رہا ہی ای افسر شب ہونے دیجیے مین جاکر بہرام کو عیاری سے پکڑ لاؤنگا پھر مسلمانون کا لشکر تباہ کرنا کتنی بڑی بات ہی عیاری کرنا کرامات ہی سوسن گوشے مین کھڑی سُنا کی جب عیار طرار ماہ تابان مع فوج سرہنگان ثابت و سیارگان قنطورۂ ضیا رزاع پر آراستہ کرکے برائے عیاری فلک نیلوفری پر مصروف تگ و دو ہوا سوسن نے دیکھا عقاب بیحجاب نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے سرہنگ قزاق سے کہا ای شہریار اب غلام برائے عیاری جاتا ہی یہ کہکر شلنگین لگاتا ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا سوسن نے جو یہ معرکہ دیکھا ردتی ہوئی خدمت مین ملکہ صنوبر قد کے آئی یہ نو گرفتار زندان مصیبت گرفتار مجلس حسرت ہوئی سراسر پریشان

آثار حزن و ملال چہرے سے عیان گرد کنیزان خیر خواہ با حالت تباہ سمجھا رہی ہین کہ سوسن آکر پہونچی
عرض کی ملکۂ عالم مکارون نے بڑا دام مکر بچھایا خدا ان سب کو بچائے عقاب عیار آپ کے باپ
کا بہرام کو پکڑنے گیا ہی یہ صلاح قرار پائی کہ بہرام کو بھی گرفتار کرلین تب لشکر اسلام پہ شبخون
مارین بعد اسکے صاحبقران وغیرہ کو لے کر خدمت خداوند لقا مین جائین معاوضہ مین انعام و جاگیر
پائین حضور صبح کو غضب ہوجاویگا یہ حال سُنکر ملکہ صنوبر قد تڑپنے لگی کہا بوا جواب اُنکے
بچنے کی کون صورت ہی اب تبلاؤ مین کیا کرون حقیقت مین جب وہ سردار بھی گرفتار ہوجائیگا
فوج بے سردار کے کیا لڑ سکیگی یہ مکار غدار ایسے رئیس نامدار کو بذلت و رسوائی پاس آمخل صحرائے
نخوت کے لیجائیگا لقا بھڑوا خدائی کرتا ہی اپنی پشت کی خبر نہین بات مین اثر نہین نگوڑے کی
بیٹیان نکل گئین کچھ نہ کرسکا مین نے تو خدائے نادیدہ کی دل سے اطاعت کی دل قبول کرتا ہی کہ
خدا اکیلا ہی پونے دو سو خدا کیسے نگوڑے ایسے ویسے نام بھی سب کے بڑے ہین خدائے نادیدہ کے لقب
رحیم و کریم و سمیع و علیم مسبب الاسباب سامع الدعوات رفیع الدرجات ان نامون کے صدقے
ہوجاؤن رحیمی اپنی دکھادے قید سے صاحبقران رہا ہون مکار دام مصیبت مین تبلا ہون مگر
صاحبو للہ کوئی تدبیر بتاؤ جون جون رات بڑھتی ہی خون گھٹا جاتا ہی اُنکی مصیبت پر رونا آتا ہی
سب نے کہا حضور ہم سب طرح حاضر ہین جانین اپنی قدمون پر نثار کرین ملکہ نے کہا میرا تو جی
چاہتا ہی کہ نیمچہ کھینچکر قید خانہ پر جا پڑون دربانون سے لڑون صاحبقران کو چھڑالون یا سامنے
اس شہریار کے جان دون سب نے کہا حضور یہ رائے ناصواب ہی دل کو پیچ و تاب ہی ہزارون نگہبان
سپاہی وہان مقرر ہین بڑے بڑے افسر ہین عورتین ان نگوڑے مشٹنڈون پر کیونکر غالب آئینگی
نگوڑے رانڈ کے سانڈ مال بندگان خدا کھا کھا کے کتون کی طرح پھولے ہین چوٹتے اُٹھائی گیرد غاباز
حیلساز دیکھو ان سیدھے سپاہی کے ساتھ کیا مکر کیا جب جرأت مین زیر ہوئے شراب مین بیہوشی ملائی
یون گرفتار کیا اب عیار کو انکے سردار کے واسطے بھیجا ہی خدا ان سب کو غارت کرے لا لہ غدار
وزیرزادی نے کہا حضور نہ گھبرائین لونڈی ابھی حیلہ صاحبقران کو رہا کرتی ہی خضر راہ ہر نے رہبری کی
ایسی بات معقول تعلیم کی بہ قول شخصے سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے دیکھیے حیلہ مؤذیون کا سر کچلین گے اس
مکاری کے بدلے لین گے جلد عمدہ کھانا پکوایے اسمین بیہوشی و سنکھیا و زہر ملائیے ہم خوان کسوا کر قید خانے
کے پاس جائینگے کہین گے ہماری ملکہ نے لقا کی نذر مانی تھی کہ اگر مسلمانون کے ہاتھ سے بچ جاینگے بندگان
لات و منات کو عمدہ کھانا کھلائین گے وہ نگوڑے مرے بھکے ٹوٹ پڑینگے جب زہر مار کرکے مبتلائے خواب

مرگ ہونگے سب کو قتل کرکے صاحبقران کو چھوڑا لائینگے ملکہ صنوبر قد اپنی رفیق سے لپٹ گئی کہا بوا
تیرے صدقے ہو جاؤن کیا معقول بات تجویز کی ہی ہمین بھی یہ راے پسند آئی لیکن ہمین بھی ساتھ لے چلنا
لالہ غدار نے کہا بسم اللہ اُسی وقت کھانا تیار کرایا بیہوشی وغیرہ ملا کے خوان کسوا لیے کنیزون کے سر پر رکھے
لالہ غدار ڈولی مین سوار ہوئی ملکہ نے سیاہ دوشالہ مُنھ سے لپیٹا زمرے مین کنیزون کے اپنے کو شریک کیا
باغ سے نکلین طرف قید خانہ کے چلین یہان سو جوان ایک افسر کمیدان در قید خانے پر بیٹھے حفاظت کر رہے
ہین کوئی شراب پی رہا ہی کوئی گانجہ ملتا ہی دس پانچ نے ملکے ایک گھڑا اوندھا کرکے رکھا اسپر چراغ روشن
کیا سولہی پھک رہی ہی صدائین بلند ہین ایک کہتا ہی چھ میرا داؤن ہی شش و پنج نہ کرو ناچار ہوے کسی
داؤن ہارے آٹھ نو والا سات پانچ کر رہا ہی کھیل مین مصروف ہین کمیدان صاحب کرسی پر بیٹھے ہین مال
لے رہے ہین بعضون نے چوسر بچھائی تین کانے چار کانے کہتے ہین ایک کہتا ہی بھائی جگ نہ ٹوٹے پہلے رنگ کا
داؤن اُٹھے بازی بے رنگ ہو جبکی بازی گھٹ ہی اُسنے داؤن قبول کیا لیکن لڑائی کی فکر کر رہا ہی کہتا ہی
کہ ایک نرد کے لیے رنگ بدل لڑاؤنگا لیکن سرکی بازی جیتونگا سپاہیون کا بیڑا ان شغلون مین مصروف ہی کہ
کمیدان صاحب نے دیکھا آگے ایک ڈولی مین نازنین گلنار پوش کہاریون کے سر پر خوان پکارا کون آتا ہی
لالہ غدار نے مسکرا کر کہا کمیدان صاحب ہمکو نہین پہچانا کمیدان نے جو اس مہجبین کو دیکھا کھڑے ہوگئے کہا
بی لالہ غدار صاحب اسوقت کیونکر آنے کا اتفاق ہوا لالہ غدار نے کہا کھانا نذر لات و منات کا ہی
قیدیون کے واسطے ملکہ نے بھیجا ہی فرمایا ہی کہ جہان جہان قیدی ہون انکو کھلوا دو کمیدان نے کہا شب کو
قفل نہین کھل سکتا ان قیدیون کے لیے بڑی تاکید ہی لالہ غدار نے کہا میان افسر صاحب بڑے بیوقوف ہو
مالک سے اب کون کہنے جائیگا تم سب سپاہی تقسیم کرلو کہدینگے قیدیون کو کھلوا دیا لیکن اس کھانے کا رکھنا
بہتر نہین ہی ہمارے سامنے کھاؤ کمیدان نے کہا تمھاری خوشی کیا ہمین ملکہ کے حکم سے انکار ہی خوان اُتروائے
کمیدان نے اپنا دوہرہ حصہ لیا سپاہی ماش کی دال کھانیوالے پلاؤ زردہ جو دیکھا کھڑے کھڑے کھانے
لگے لالہ غدار ڈولی مین بیٹھی کہ رہی ہی دیکھو صاحبو دانہ زمین مین نہ گرنے پائے سبھون نے خوب ہاتھ مارے
کمیدان نے دوہرہ حصہ کھایا اب جو نشہ ہوا موچھون پر تاؤ پھیرنے لگے ایک پیادہ بیٹھے بیٹھے برایا سونٹا ہاتھ
مین تھا ساتھ والون سے کہا بھائیو پہرے والو اس سونٹے کو پہچانتے ہو بہت سے سیدا لون کے سر پھاڑ چکا ہی
کمیدان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا میان پیادے وہ کمیدان اور نامرد ہونگے ہم ہزار جوانون سے اکیلے لڑتے
ہین پیادے نے کہا بے اُٹھ تو سر پھاڑ ڈالونگا کمیدان قبضے پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چکی تھی
لڑکھڑا کر گرے پیادہ لینا لینا کہکے اُٹھا یہ بھی گرا سب جوان بیہوش ہوے لالہ غدار نے کہا آئیے

صنوبر قد آگے بڑھی لالہ غدار نے کہا پہلے ان سب کو قتل کرو ملکہ نہین صبح کو آفت ہوگی نشان تباہ ہونگے
ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا ان سب کو قتل کیا ملکہ قریب دروازے قیدخانہ کے آئی نیچے سے قفل کا ٹا
دروازہ کھلا گویا باب امید وا ہوا صاحبقران سر بزنجیر بر سر جھکائے ہوئے ایک جانب ممتاز کو ہی
وغیرہ بیہوش پڑے ہین پانون کی جو آہٹ ہوئی صاحبقران نے سر اٹھایا دیکھا ایک نازنین سروقد گلعذار
بھولی بھولی صورت سر جھکائے ہوئے دو تین کنیزین ساتھ جوش محبت مین اندر آئی حجاب مانع ہوا
جھجھک کر ٹھہر گئی صاحبقران زمان نے فرمایا ای شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی ای رشک ماہ تابان
اس شب تیرہ و تار مین کیونکر آنے کا اتفاق ہوا آئی ہو تو سرفراز کرو خاک نشینون کی ہمبستری مناسب
ہی ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا لالہ غدار نے بڑھ کر عرض کی ای شہریار ہماری ملکہ عالم کو تمھارے حال پر
رحم آیا سنا کہ کل سرہنگ قزاق قتل کریگا بے گناہون کے خون سے ہاتھ بھریگا دیکھیے نگہبانون کو قتل کیا
منظور ہوا زندان مصیبت سے آپ کو رہا کرین لائیے بین ہتھکڑیون کی کیلین نکال دون صاحبقران نے
فرمایا اگر وقت رہائی قریب آیا تو اس قید کی کیا حقیقت ہی یہ فرما کر ہکہ مارا قید کو مانند تار عنکبوت توڑ کر
پھینک دیا خاردار لٹو بغلون کے پار ہو گئے خون کے قطرے ٹپکنے ملکہ صنوبر قد کو تاب نہ آئی ہان ہان
کرکے دوڑ پڑی دوپٹہ سے خون پاک کیا کہا اسکی کیا ضرورت تھی صاحبقران نے سراپا کو دیکھکر بہت پسند
فرمایا لیکن لالہ غدار نے کہا حضور اب جلدی کیجیے ساتھ والون کو جلد بیدار فرمائیے ممتاز کو ہی و قرب مقبل
کی بھی قید کاٹیے ملکہ نے کہا ای شہریار میرے باغ مین چلیے صاحبقران نے فرمایا تمھارا احسان ہوا مگر
مین اب بارگاہ مین اس مکار کی جاؤنگا تخت اس بیحیا کا الٹ دونگا ملکہ نے کہا ای شہریار یہ دربار
مین ان مکارون کے جا کہ ہین آپ تین کس جا کر کسی بلا مین مبتلا ہو جائینگے اور عقاب عیار آپ کے
سردار کو گرفتار کرنے گیا ہی سرہنگ مع اپنے سردارون کے لشکر مین جاگ رہا ہی اس خیال سے کہ
عقاب بہرام کو لے کر آئے تو آپ کی فوج پر جا پڑین مال و اسباب لوٹ لین صاحبقران نے فرمایا
مین مثل چوہون کے چھپکر نہ جاؤنگا ملکہ اس مقدمہ مین دخل نہ دو صنوبر قد قدمون سے لپٹ گئی
لالہ غدار نے بھی عرض کی حضور انکا عشق صادق ہی کسی طرح آپکا جانا گوارا نہ کرینگی معشوق عاشق خصال
کا خیال واجب و لازم ہی پہلے انکو باغ مین پہونچائیے پھر جیسا ارشاد فرمائیے گا وہ تدبیر ہوگی اپنے
اہالیان لشکر کو خبر کرینگے یکہ و تنہا جانا مناسب نہین صاحبقران زمان ہنستے ہوے بیرون زندان چلے نہ
آئے فرمایا کہ ملکہ عالم بسم اللہ اب تم اپنے باغ مین چلو تمھارے والد نامدار کی خدمت کرکے حاضر ہوتا
ہون ملکہ نے دامن تھام لیا کہا حضور مجھے قتل کرکے جائین مین صنوبر کو یکہ و تنہا جانے نہ دونگی رو رو کر

یہ اشعار پڑھنے لگی **نظم**

پھر آئی راہ سے ہوئی طے جو راہ شوق
دلکا قلق جگر کی تڑپ ہی گواہ شوق
فوج شکیب و صبر کے اُکھڑ اُٹھ گئے قدم
فریاد کسکی کسکی سنے بادشاہ شوق
دھوکے مین اُسکے غیر کو مین کیا پکارتا
دیکھا ہو جس نگاہ نے روز سیاہ شوق
جلوہ کسی کا جلد قیامت بپا کرے
ملتا نہین کہین کوئی گم کردہ راہ شوق
کوتاہ ہو جلال کی ہمت یہ دخل کیا

کیا ناتوان تھکی بھی اپنی نگاہ شوق
ناکامیون نے اپنی اُسے سرد کردیا
دلمین گڑا جو آ کے نشان سپاہ شوق
بیساختہ جو تمکو گلے سے لگا لیا
کچھ شبہہ نگاہ تھا کچھ اشتباہ شوق
پوشیدہ ہو وہ آنکھ کا تارا جو آنکھ سے
دل مین پکارتا ہی یہی واد خواہ شوق
امید بھی نہین ہی دیدار یار کی
دور و دراز کتنی ہی ہو جا راہ شوق

کچھ کہکے اُنکے سامنے جھوٹا مین کیون بنون
یہیم جو دل سے گرم نکلتی تھی آہ شوق
ہر آہ اپنی شاکی بیداد ضبط ہی
مشتاق کی خطا نہین یہ تھا گناہ شوق
کیا خوف تیرگی شب انتظار سے
کیونکر نہ بجھ چراغ رہے جلوہ گاہ شوق
اُڑ کر ہوا ے شوق مین کیا جانے کیا ہوا
اب وہ نگاہ پاس ہی جو تھی نگاہ شوق

آمیر نے کہا اے ملکہ عالم یہ کیا خیال خام ہے مردان عالم مین رسوا ہو جاؤنگا ذکر ہوگا کہ صاحبقران شب تیرہ و تار مین مثل چوٹون کے چھپکر گئے ملکہ کہتی ہے اے شہریار مین تو جانے نہ دونگی مہ جبین خواص نے عرض کی دیکھیے واری ستارہ سحری چمکا چاہتا ہے مرغ سحر نے آواز دی گریبان سحر چاک ہوا چاہتا ہے بڑی رسوائی ہوگی صاحبقران بھی سمجھاتے ہین ملکہ کہتی ہے صاحبو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا وہان کے جانے کے نام سے روح پھڑکتی ہے قضاے کار عقاب عیار لشکر مین بہرام کے پہونچا ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگائی بہرام کو بیہوش کیا پشتارہ باندھکر نے نکلا بھاگا بھاگ قلعہ مین آیا کوتوال سے ملاقات ہوئی اُسنے پکارکر آواز دی کون آتا ہے عقاب نے کہا کوتوال صاحب مین ہون براے گرفتاری بہرام گیا تھا لایا اب سب مسلمانون کو زیر تیغ کرینگے کل تو مکر کر کے قلعہ کو بچایا اب لشکر بے سردار فرار برقرار کرے گا مقابلہ مین مردان عالم کے نہ ٹھہر سکے گا آج کل کا خاتمہ ہے کوتوال بھی پیادون کو ساتھ لیکر عقاب کے ہمراہ ہوا پوچھتا ہوا اے عقاب کیا کمال کیا بیچ لشکر سے سردار کا لانا تمہارا ہی کام تھا عقاب موچھون پر تاؤ دیتا ہوا کہتا ہوا چلا آتا ہے کوتوال صاحب عیاری کرنا بہت مشکل ہے ہماری ذات سے قلعہ بچگیا سب کی جان بچی ورنہ حمزۂ عرب ایک کو زندہ نہ چھوڑتا جس ملک مین مسلمانون کا قدم گیا وہ ملک اسلام آباد ہوا الغرض خداوند کو کیسا تباہ کیا باختر ایسے شہر کو مسلمانون نے قبضے مین کرلیا تین برس صاحبقران لڑے آخر قدرت سے ملک چھوڑا اب کوہ عقیق پر تشریف لائے ہین سلیمان عنبرین موے کو ہی مقابلہ مسلمانان مین آ پڑا ہے وہین قید لیکر ہمکو بھی چلنا ہوگا ہمارے افسر کو طرۂ پیغمبری ملیگا قزاقی ترک

ہو جائیگی یہ آپسمین باتین کرتے ہوئے قریب قیدخانہ کے پہونچے کوتوال گھوڑے پر سوار تھا دیکھا دروازے پر قیدخانہ کے کچھ لوگ کھڑے ہین لاشے پڑے ہوے پھڑک رہے ہین کوتوال نے پکارا دروازے پر قیدخانہ کے کون ہے ارے نگہبانون کو کسنے قتل کیا عقاب نے بھی آواز دی کہ کیدان صاحب مین بہرام کو عیاری کرکے چورالایا خوشی کرو مشکل آسان ہوئی کمیدان صاحب جواب نہین دینے پائے جو صاحبقران نے سنا دامن ملکہ سے چھوڑا کر فرمایا لو غضب ہوا میرے سردار کو وہ بچا چورالایا ممتاز کوہی لینا ایسا نہو میرے سردار کو قتل کر ڈالے ممتاز کوہی جھوم کے آگے بڑھا للکارا او بے حیا خبردار کہان جاتا ہے مقبل نے چاہا بڑھون صاحبقران نے فرمایا اے مقبل تم ملکہ کی حفاظت کرو جیسے ہی ممتاز کوہی آگے بڑھا کوتوال صاحب بلبلا کے جھپٹے کہا لو یارو غضب ہوا قیدی چھوٹ گئے جھپٹ کے ممتاز کوہی پر نیزہ مارا ممتاز نے نیزہ خالی دیا مع گھوڑے کو توال صاحب کو اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پردے مارا کوتوال صاحب کو دکر الگ ہوئے مرکب کے استخوان ریزہ ریزہ یہ نہ ثابت ہوا مرکب گیا کوتوال نے پیادون سے اشارہ کیا لینا خبردار قیدی بچانے پاوین کوتوالی چبوترے کے پیادے بھالا کب بڑھتے ہین دور ہی سے کہ رہی ہین ارے ہتھیار پھینکدو دیکھو غضب ہو جائیگا کوتوال صاحب بہت غصہ کرینگے انکی عملداری مین چور اُچکا نہین رہنے پاتا عقاب نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز صاحبقران کی سنی گھبراکر قصد ہوا کہ پشتارہ لیکر ٹلجاؤن صاحبقران اُسکی جانب بڑھے قریب آکر چاہا گرفتار کرلین عقاب نے نیمچہ مارا امیر نے نیمچہ چھین لیا چاہا ہاتھ مارین عقاب پشتارہ پھینک کر بھاگا عیار تھا تڑپ کے نکل گیا صاحبقران نے بہرام کو ہوشیار کیا بہرام نے اُٹھتے اُٹھتے ہتکڑیان توڑین ایک پیادے کو مار کر تلوار لی مثل فیل مست جھومتا ہوا چلا کوتوالی چبوترے کے پیادے دور سے لینا لینا کرتے ہین قریب نہین آتے عقاب بھاگا ہوا سامنے سرہنگ کے پہونچا سرہنگ رات بھر جاگا ہے سب سردار بیٹھے ہین عقاب کا انتظار ہے کہ وہ آوے بہرام کو لاوے ہم تم لشکر تیار کرکے پہلے اہل اسلام پر شبخون مارین فراغت حاصل ہو تسکین دل ہو کہ عقاب چیختا ہوا پہونچا آواز دی اے شہنشاہ غضب ہوا کچھ دوست حمزہ کے قلعہ مین تھے نہین معلوم عورتین ہین یا مرد مگر چالیس پچاس آدمی ہین حمزہ عرب رہا ہو گیا بہرام کو مجھ سے چھین لیا کوتوال نے گھیرا لیکن ان ایسون کے روکے سے وہ لوگ کب رُک سکتے ہین دس پانچ کوتوالی چبوترے کے پیادے مارے گئے وہ لینا لینا کر رہے مین یہ سنتے ہی سرہنگ قزاق کے ہوش اُڑ گئے بارگاہ سے نکلا گھوڑے پر سوار ہوا لشکر مین قرنا ہوئی ساٹھ ہزار قزاق سوار پیادے چلے یہان صاحبقران پیادون سے لڑ رہے ہین چاہتے ہین کہ ملکہ کو نکال لیجاؤن باغ مین پہونچادون لیکن ممکن نہین کہ سامنے سے

سرہنگ فراق فوج قزاقان لے کر پہونچا چار جانب سے گھیرا امیر نے یہان ایک مرکب لے کر ملکہ صنوبر قد کو سوار کیا کنیزین گرد سرہنگ نے جوان سیاہ پوشون کو دیکھا آواز دی ارے یہ کون لوگ ہین جنھون نے مسلمانون کا ساتھ دیا بلوہ کر کے جو چلا ملکہ نے بھی تیر مارنا شروع کیے گوشۂ چادر جو چہرے سے ہٹ گیا روشنی صبح کی جو ہو چکی ہے بیٹی کو اپنی پہچانا مُنھ پیٹ لیا آواز دی صنوبر قد تو نے یہ کیسی سرکشی کی مسلمانون سے کیا کام تمھارا ہا کرنے سے تجکو کیا نفع ہوا ملکہ نے تو کچھ جواب نہ دیا سرہنگ قزاق تلوار کھینچکر ملکہ پر چلا امیر نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا تلوار کسی کی اُٹھا لی ممتاز و مقبل پیدل لڑ رہے ہین صاحبقران نے للکارا او نامرد اسطرف کہان جاتا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر ہم پر وار کر سرہنگ نے آکر ہاتھ مارا امیر نے روک کر وار کیا سرہنگ قزاق کا سر زخمی ہوا بیچ مین قزاق آپڑے اپنے افسر کو بچا لیا لشکر مین صبح کو ہلڑ ہوا بہرام کو کوئی چورا لیگیا افسرون نے کہا اہالیان قلعہ کا کام ہے چلو چلکر اپنی جان دین قزاقون سے مقابلہ ہے مکاری غداری اپنر ختم ہے اسی واسطے نالائقون نے مہلت لی تھی یہ فریب کیا بہرام کو چورا لیگئے بیچارا سمجھے ہونگے لشکر بے سردار کیا کرے گا یہان سب سردار ہین فرداً فرداً آمادہ حرب و پیکار ہین لشکر تیار رہوا نوبت نقارے بجاتے طرف قلعہ کے چلے ہرکارے نے بڑھکر خبر دی اے غازیان دیندار و اے مجاہدان تہور شعار نعرۂ صاحبقران کی آواز قلعہ سے آتی ہے معلوم ہوتا ہے تلوار چل رہی ہے اب تو افسرون نے بلوہ کیا قزاق مصروف کارزار تھے نگہبان سر قلعہ سے اُتر آئے ہین افسرون نے آکر پھاٹک توڑا قلعہ مین گھس گئے دیکھا چار آقا سے تلوار چل رہی ہے سردار مصروف جنگ ہین ایک جانب چند عورتین گوشہ پکڑے ہوے تیراندازی کر رہی ہین سرہنگ نعرے کرتا ہے ارے اس گیسو بریدہ کو پکڑ لو جھونٹے تھام کے کشان کشان میرے سامنے لاؤ اسکو سزا دون اسکا سر کاٹ لون فوج والے آگے بڑھے ملکہ کو مقبل نے اپنے قبضے مین کیا صاحبقران کا مرکب وغیرہ پہونچا یا سلاح ذات پر آراستہ کرائے نعرۂ صاحبقران سے زمین تھرا اُٹھی قزاق بھاگتے پھرتے ہین فوج کو ہیان نے گھیر لیا ممتاز نے بھی ایک کو مار کر گھوڑا لیا سرہنگ کو بھی جان بچانا مشکل پڑی امیر نے فرمایا اے مقبل عورتون کے ساتھ سے لڑائی مین فرق پڑتا ہے قدم آگے نہین بڑھتا ناموس کا خیال اُنکے گرفتار ہونے کا ملال ملکہ کو لڑ بھڑ کے باغ مین پہونچا دے مقبل نے ملکہ سے کہا ملکہ نہ مانتی تھی لیکن بہرام لڑتا ہوا قریب آیا ملکہ کو پشت پر لیا لڑ بھڑ کے باغ مین پہونچا دیا ملکہ مصروف دعا ہوئی پروردگار میرے مالک کو بچانا خیر و عافیت سے جال باکمال ادھر کھانا بہرام ملکہ کو پہونچا کر آیا مصروف جنگ ہوا صاحبقران سے کہا اے شہریار اب بیخوف لڑیے ملکہ کو مین نے

باغ مین پہونچا دیا امیر تلوار کھینچکر بڑھے قزاقون کی جان پر بنی ان شیران دست نبرد سے کیا لڑ سکتے
ہین قریب ہی کہ فوج قزاقان شکست کھائے امیر کی قلعہ مین عملداری ہوجائے ہزارہا قزاق بھاگ کر
نکلگئے لیکن قضائے کار مغرور آتشبار جادو مع بارہ ہزار ساحران غدار کے ہوش ربا سے آتا ہی طرف
کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتا ہی تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار یکایک بگیر و بہ بند و بکش
کی صدا کان مین آئی سر جھکا کے دیکھا ایک قلعہ مین تلوار چل رہی ہی دریائے خون بہ رہا ہی ایک
جادوگر کو اشارہ کیا دریافت تو کر یہ کون لوگ ہین جادوگر گوشۂ قلعہ مین آیا مفصل احوال معلوم
کرکے مغرور کو خبر دی ای افسر صاحبقران افسر مسلمانان جنکے بارے مین افراسیاب جادو
نے تاکید کی تھی کہ اُنسے اپنے کو بچانا وہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم وہی جوان قلعۂ قزاقان
مین لڑ رہا ہی یہ سنتے ہی مغرور خوش ہو گیا کہا لو یارو گوہر مراد دستیاب ہو گیا مین ابھی اسکو گرفتار کرتا
ہون اس جوان کو لیکر خدمت خداوند مین چلونگا یہ کہکر تخت سے اُترا گوشہ مین آکے چپکے چپکے سحر
کرنے لگا صاحبقران ناواقف غیر ساحرون سے مقابلہ اسم اعظم پڑھنے کی کیا احتیاط سحر سے
مغرور آتشبار کے بیہوش ہو کر گرے صاحبقران کا گرنا اب اُسنے اپنے کو ظاہر کیا نعرہ کرکے گوشے سے
نکلا کہا ای سرہنگ نہ گھبرا تا منم مغرور آتشبار جادو ملازم افراسیاب خوشخواب تو بارہ ہزار
ساحر ابر سے نکلے صاحبقران پر ٹوٹ پڑے بیہوشی مین امیر کو گرفتار کرلیا گولے ترنج و نارنج لشکر مسلمانان
پر چلنے لگے ہزارہا بندگان خدا قتل ہوئے ساحرون کو دیکھکر قزاقون نے بھی دبا کے ڈالا لڑائی مین مصروف
ہوئے نامردون کو جنگ کے وقوف ہوئے مغرور نے بڑھکر سحر کیا بہرام و مقبل و ممتاز کو ہی لڑکھڑا
لڑکھڑا کے پشت ہائے مرکب سے گرے ساحرون نے بلوہ کرکے گرفتار کرلیا قلیل دن باقی رہا مغرور نے
لشکر اہل اسلام کو شکست دی کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگے بارہ ہزار جوان ساتھ صاحبقران کے گرفتار
ہوئے سرہنگ نے کسی سومن کی قید جسم پر صاحبقران کے آراستہ کی مغرور کے سامنے سرہنگ قزاق
آیا تمام کیفیت بیان کی مغرور نے کہا ای برادر تم ہمارے برادر دینی ہو ہمارے ساتھ چلو بخدمت خداوند
چلتے ہین تمکو بھی جاگیر وغیرہ دلوائینگے ایک دن مین کل لشکر حمزہ کا خاتمہ کرونگا قدرت کو بالائے
قیطول پہونچائینگے مشتر قدرت غضب پائینگے سرہنگ نے عرض کی مین حضور کا تابعدار ہون مجکو بھی
تمھارے سبب سے دیدار خداوندی نصیب ہوگا ورنہ مین قزاق صحرا نورد کون ایسی صورت تھی کہ
مشرف بزیارت خداوندی ہوتا یقین ہی خداوند نے خود یہ تقدیر کی ہمارا تمھارا ساتھ ہوا مغرور
آتشبار نے کہا عزلے وغیرہ تیار کرو صبح کو کوچ کرینگے مغرور نے کہا ایکساعت مجکو درپیش ہی نہایت

پس و پیش ہی لیکن وہ رسم نکالی ہوئی قدرت کی ہی یعنی بیٹی میری حمزہ پر عاشق ہوئی رات کو آکر
قید سے رہا کیا سُن چکا ہون قدرت کی بیٹیان نور چکیدگان خاص قدرت صاحبان حسن و جمال
فرزندان حمزہ کے ساتھ نکل گیئن کیا غضب ہی کہ قدرت نے سکوت کیا وہ رسم جاری ہوگئی شاہون
کی بیٹیان مسلمانون پر عاشق ہوئین یہان بھی وہی تاثیر ہوئی حمزہ کی رہائی کی تدبیر ہوئی اب وہ
گلعذار جاکر اپنے باغ مین چھپی ہی ابھی جاکر اُسکو قتل کرتا ہون مین مر رہا ہی یہ بدنامی مجھ سے نہ اُٹھائی
جائیگی بڑے بڑے بادشاہون نے نامے بھیجے مشتاق جمال ہوئے مین نے شادی نہ کی کہتا تھا اپنے ہمسر کے
ساتھ شادی کرونگا اب شادی کیسی جاکر ٹکڑے اڑاؤنگا نام صنوبر قد معشوقہ گلعذار سُنکر مغرور پھول گیا
خیال آیا اس معشوقہ کو اپنے قبضے مین کرون کہا اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان وہ نازنین یہ
حرکت کیا کرتی ساتھ والیون نے ورغلایا ہوگا اب اس خطا کو معاف کرو اُس بیگناہ کے خون سے ہاتھ
نہ بھرو یا بدولت کو اپنی فرزندی مین لو میرے ساتھ گٹھ بندھن ہوجائے بھونری پھرے سرہنگ قزاق
نے سر جھکا لیا کہا آپ سے کیا انکار ہی آپ کے کہنے سے نہ قتل کرونگا لیکن گرفتار تو کرلاؤن مغرور نے
کہا ایسا نہو تم غصے مین قتل کر ڈالو مین بھی ساتھ چلونگا سرہنگ نے کہا بہتر سرہنگ مغرور مع چند
رفقا گھوڑے پر سوار ہوئے طرف باغ کے چلے لیکن یہ سوختۂ آتش محبت و افروختۂ شعلہ جوالۂ مودت یعنی
ملکہ صنوبر قد فرمانے سے صاحبقران کے باغ مین آئی لیکن مثل بلبل نالان ذرا زمثل سیماب بیقرار
سو کنیزین ساتھ بال کھلے ہوئے اشک حسرت آنکھون مین باغ مین ٹہل رہی ہی شکایت بخت واژگون
و طالع نگون مین مصروف ساتھ والیون سے کہتی ہی صاحبو جاکر خبر لاؤ دیکھو تو میرے وارث پر کیا گذری
وہ تو سیدھے سادے ہی ہین کیون لالہ غدار تو نے مزاج صاحبقرانی دیکھا ہر چند کہ آزمودہ کار ہین اپنے
مزاج سے مجبور و ناچار ہین جو جس نے کہا قبول کر لیا ہاے میرا کہنا نمانا اگر قید سے رہا ہوتے ہی چلے آتے
یہ بلا کاہے کو نازل ہوتی آخر ایک خواص کو حکم دیا وہ واسطے خبر کے چلی عرصہ قلیل مین واپس آئی لیکن آنکھون
سے آنسو جاری سر پیٹتی ہوئی ملکہ نے گھبرا کر پوچھا کیون بوا یاسمن خیر تو ہی عرض کی واری غضب ہوا
مغرور آتشبار جادو رہنے والا طلسم ہوش رُبا کا برائے رد لقا جاتا تھا یہان آکے شریک فراقان ہوا
سحر سے صاحبقران زمان کو مع سرداران نامی گرفتار کر لیا آپ کے والد نامدار راضی ہوئے کہ آپ کی
شادی ساتھ اُس ساحر خرس طینت میمون خصلت کے کردین آپ کے دیکھنے کو وہ بھی آتا ہی آپکے
والد نامدار خوشی خوشی ساتھ ہین آپکو دکھائینگے پسند کرائینگے یہ سُنکر ہوش ملکہ صنوبر قد کے اُڑ گئے قریب تھا
کہ آہ کے ساتھ دم نکلجائے آہ کرکے گری بیہوش ہوگئی دانت بیٹھ گئے لالہ غدار وزیر زادی

پیٹنے لگی کہتی تھی صاحبو ہی ہی میری گلعذار کو کیا ہو گیا کس دام بلا مین فلک نے پھنسایا نام سے غم و الم کے
نہ آگاہ تھی کس عیش مین گذرتی تھی دن عید رات شب برات اب کوئی لمحہ آرام نہین یہ کہکے منہ پر پنجہ رکھکے
آواز دی حضور آنکھین کھولیے وہ بیجیا آیا چاہتے ہین کچھ تدبیر کیجیے ملکہ نے گھبرا کے آنکھ کھولی طرف فلک
کے دیکھکر آواز دی شعر اے فلک بامن عجب نقشے غریبی باختی ❊ بامرادم بودم و تو نامرادم ساختی ❊ اسطرح
ملکہ کے روئی سب کے کلیجے پھٹ گئے لالہ غدار نے عرض کی اب اس رونے سے کچھ نہو گا کوئی تدبیر کیجیے ورنہ
آبروریزی بہت قریب ہی ملکہ نے گھبرا کر کہا کیا کرون گلا کاٹ لون اپنی جان دون سوا اسکے کیا چارہ
ہی لالہ غدار نے عرض کی واری کیون جان دیجیے پروردگار جان بچانے والا ہی ابھی آنے مین اُنکے
چند ساعتین باقی ہین مادیان عربی پر سوار ہو جیے باغ سے نکل چلیے اُفتان خیزان گرتے پڑتے خضر بیابان
رحمت پروردگار رہبری کرے تا بہ کوہ عقیق پہونچا دے چلکر بادشاہ لشکر اسلام سے ملاقات کیجیے تمام کیفیت
کہیے شاید وہ کچھ تدبیر کرین عیار بھیجین یا اور جو مناسب وقت ہو وہ کرینگے یہ راے لالہ غدار کی سبکو پسند
آئی اُسی وقت مادیان صبا دم تیار کی چالیس کنیزون نے ساتھ دیا نقابین چہرون پر ڈالین پشت کا دروازہ
باغ کا کھولکر اُس پروردۂ مہد ناز و نعم نے بخوف آبروریزی راہ صحرا لی چلتے چلتے ملکہ نے کہا اس باغ مین آگ
لگا دو لالہ غدار نے بارود رکھوا کر آگ لگا دی باغ جلنے لگا ملکہ نے مادیان کو بڑھایا کوڑا کیا طرف وادی
ہلاکت کے رخ کیا یہ تو حیران و پریشان سمت کوہ عقیق روانہ ہوئین اُن سرگشتگان کوے مصیبت آوارگان
وادی محنت و بلا کا حال ذکر کیا جائیگا لیکن سرہنگ مغرور آتشبار قریب باغ آکر پہونچے دیکھا باغ
جل رہا ہی دو چار کنیزین جو بھاگ کر نکلی تھین اُنکو گرفتار کیا اُنسے حال پوچھا اُنھون نے تمام کیفیت بیان
کی مغرور آتشبار جل گیا کہا اے سرہنگ تیری دختر محبت مین حمزہ کے ایسی بیقرار تھی آوارۂ دشت
محنت ہونا قبول کیا فوراً لشکر تیار کر و راہ مین لے لینگے کیا مجال ہی جو نکلجائین قیدیان بلا کو ارابے پر
سوار کیا اسی وقت لشکر تیار ہوا صاحبقران کو مع سرداران نامی و کوہیان جانباز کو عرابون پر سوار
کیا بصد کر و فر مغرور آتشبار تخت پر سوار ہوا سرہنگ نے قزاقون کو ہمراہ لیا فوراً قلعہ سے باہر نکلے
نوبت نقارے بجاتے ہوے چلے لیکن مغرور آتشبار ہر کوہ و دشت مین ملکہ کو تلاش کرتا ہی ابھی تک دستیاب
نہین ہوئین ملکہ ہجران کشیدہ آفت دیدہ بیقرار اشکبار مادیان پر سوار چالیس کنیزین ہمراہ جس طرف
صحراے خارستان پاتی ہی اُسی جانب مادیان کو بڑھاتی ہی واضح راے ناظرین رہے اس نازنین مہ جبین
کی تلاش مین مغرور آتشبار سواری کرتا ہوا آتا ہی چاہتا ہی کسی مقام پر پا جاؤن اُٹھا کر اپنے
قبضہ مین کر دن

دو کلمۂ داستان حیرت بیان لشکر صاحبقران و حال بادشاہ حجاجاہ و لشکر لقا بیان کیے جاتے ہین

عجب اپنی برگشتہ تقدیر ہی
کمانون کی ابرو مین تاثیر ہی
نظر مین قد یار شمشیر ہی
پلک جسکو سمجھے تھے وہ تیر ہی
جسے زلف کہتے تھے زنجیر ہی

عجب عشق قامت کی تاثیر ہی
مسلسل جنون مین یہ تقریر ہی
گلستان مین سرو چمن تیر ہی
اگر طوق قمری گلوگیر ہی
اکڑی میری ہر آہ زنجیر ہی

تصور بھی تعویذ تسخیر ہی
نئی ضبط قلبی کی تاثیر ہی
یہی وصل جانان کی تدبیر ہی
ادھر رخ پہ گیسو کی زنجیر ہی
ادھر صفحۂ دل پہ تصویر ہی

رقم ہو اگر وصف رخسار کا
دکھادے قلم کاٹ تلوار کا
عیان صفحہ ہو خط گلزار کا
کٹے عقدہ ابروے دلدار کا
اگر ناخن خامہ شمشیر ہی

بیان سے زیادہ ہی اسکا بیان
عیان ہی عیان ہی عیان ہی عیان
کسی پر نہین حال ہرگز نہان
جسے سب کہین آفتاب جہان
وہی یار خورشید تصویر ہی

مسیحا زمانے مین مشہور ہو
برائے خدا ضد نہ اتنی کرو
لیا ہی جو دل میرا راضی ہون لو
مجھے کوس کر ایک بوسہ بھی دو
دعا مین دوا کی یہ تاثیر ہی

جو ہستی مین آئے فنا ہو گئے
بلاؤن مین سب مبتلا ہو گئے
خفا جب سے اہل وفا ہو گئے
جنون مبتلائے بلا ہو گئے
عجب سیر گردون کی تاثیر ہی

نزاکت سے صدمہ ہی رفتار کا
بیان کیا کرون دل اپنے دلدار کا
نہین بوجھ اٹھتا کبھی ہار کا
مین قیدی ہون اس گلبدن یار کا

جسے عشق بیچیان بھی زنجیر ہی

زمانے مین عاشق تو مشہور ہون
غضب ہی کہ ہے وہ مغرور ہون
کلیجے مین کیونکر نہ ناسور ہون
ملین غیر ہم پاس سے دور ہون

اجی اپنی اپنی یہ تقدیر ہی

یہ شہرے ہین عالم مین گفتار کے
کہ وارفتہ ہین سرو گلزار کے
سخن مین بہی ہر طلبگار کے
حمائل اگر ہاتھ ہون یار کے

پڑے غل کہ گردن مین زنجیر ہی

حسینون مین افضل ہی سب خلق سے
رہے دنگ گردون اگر دیکھ لے
زمانے مین مشہور ہین شعبدے
ستارے بنائے مہ و مہر کے

وہ تعویذ سر اور یہ زنجیر ہی

بلائین شہنشاہ قیصر کی لو
تصدق مین لازم ہی جان اپنی دو
دعا برق کرتا ہی آمین کہو
خدایا شفا جلد اختر کو ہو

محب حسن اور شبیر ہی

یہان لشکر اسلام مین بادشاہ جمجاہ شاہزادۂ سعد بن قباد جب صاحبقران کو عرصہ گذرا بادشاہ گھبرائے جواہر بن عمرو سے فرمایا افسوس کا مقام ہی صاحبقران برائے شکار گئے تھے ابتک واپس نہ آئے آپ نے کچھ خبر دریافت نہ کی جواہر نے کہا غلام کئی مرتبہ گیا دور تک تلاش کیا لیکن کہین پتا شہنشاہ گیتی ستان کا نہ ملا غلام پھر جاتا ہی اسی وقت جواہر بن عمرو بانہاے عیاری سے آراستہ ہو کر برائے تلاش اصیر باتوقیر طرف صحرا کے روانہ ہوا دو دن کامل کوہ و دشت و بیابان مین پھرا تھک کر ایک درۂ کوہ مین ٹھہرا اپنی حسرت و مصیبت پر بہت رویا لیکن عیار طرار خنجر گذار نائب خواجہ عمرو نامدار اپنے کو مخفی کرکے بیٹھا ہی کوئی آیندہ و روندہ پہچان نہ لے جانتا ہی تمام عیاران کے ساحران غدار دشمن لقا پرست رہزن جہان پا جائینگے قتل کرینگے اس سوچ مین بیٹھا ہی کہ ای جواہر کدھر جاؤن کہان تلاش کرون شاید صاحبقران پر کوئی افتاد پڑی بندگان شہنشاہی کو تکلیف پہونچی بے سبب تشریف نہ لانا غیر ممکن دل سے باتین کر رہا ہی دم محبت صاحبقران کا بھر رہا ہی دیکھا سامنے سے گرد اڑی ایک نقابدار باد لہ پوش بادپای عربی پر سوار چالیس نقابدار پشت پر لیکن حیران سرگردان مثل آہوے وحشی

جنگل مین دوڑے دوڑے پھرتے ہین قریب درۂ کوہ جو سایہ دیکھا اُسی جانب وہ متوجہ ہوئے وہ نقابدار گھوڑے سے اُترا ساتھ والے بھی کود پڑے چونکہ مقام تنہائی پایا ہو اُس افسر نے نقاب چہرے سے اُلٹی جواہر کی نگاہ پڑی صاف ثابت ہوا لکۂ ابر ہٹ گیا ماہ تابان نکل آیا موے سر پریشان سرگشتی کا نشان گل عارض مرجھائے ہوئے چہرہ چمن زعفران زار کی کیفیت دکھاتا ہو بات کرنے مین غش آتا ہی یقین تھا لڑکھڑا کر گرے ایک مہ جبین نے بڑھکر بغلون مین ہاتھ دیکر کہا اللہ اپنے کو سنبھالیے رنج والم کو ٹالیے دیکھیے گل سا چہرہ کمھلا گیا اعضا مثل تار عنکبوت لب بمہر سکوت جو دل مین رنج و ملال ہو زبان سے کہیے غبار خاطر ناشاد نکلے شاید تسکین حاصل ہو حقیقت مین انتہا کی مصیبت ہی آوارگی دشت آفت ایسی پروردۂ مہد ناز و نعم پر یہ مصیبت مہینون صورت آسمان کی نہ دیکھی تھی حضور جب صحن باغ مین آتی تھین مصاحبان خیرخواہ آنکھین بچھاتی تھین یکایک یہ بیابان نوردی دشت پیمائی آب و دانہ غیر ممکن پانی کو ترس گئے آنکھون سے اشکون کے بادل برس گئے سامنے چشمہ آب ہی سیراب ہو جیے انشاء اللہ نشان جادۂ مقصد ملیگا ہوائے عنایت رب اکبر سے پھر غنچۂ آرزو کھلے گا اس طرح جو ساتھ والیون نے سمجھایا اُس نازنین حور وش پری پیکر نے بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا بیساختہ آہ کی زمین تھرا گئی کہا لا الغدار کیا کہیے دلکو سمجھاؤن ہمنے اُس شہریار کو قید سے چھوڑایا فلک ناہنجار نے زندان مصیبت مین پھنسایا ہم آوارۂ دشت ادبار مصیبت مین گرفتار نہ یار رہے نہ مددگار رہے نہ مونس نہ غمگسار مجبور و ناچار حضرت عشق نے اُس صحراے مصیبت مین لاکر پہونچایا کیونکہ یہ منزل سخت و صعب کٹے گی لشکر اسلام تک کیونکر رسائی ہوگی یہ کہکر یہ اشعار عبرت آثار پڑھنے لگی

نظم

مخلصی پائے بلا سے دل مضطر کیونکر
دیکھ کر سینے مین نکلا رہے تہ خنجر کیونکر
کھینچ شمشیر اگر دل مین ارادہ کچھ ہی
جا تو ان جائینگے تیرے لب کوثر کیونکر
جو لکھا صفحۂ قسمت مین وہ مٹنے کا نہین
دوستی کرتا ہی دم سے دم خنجر کیونکر
ہر رگ تن مین ہی میرے اثر قفا کلیس
ڈوب جاتا ہو رگ جان مین یہ نشتر کیونکر

توڑیے حلقۂ زنجیر مقدر کیونکر
آنکھ اُٹھا دیکھ ذرا جانب خنجر قاتل
دیکھو مرجاتے ہین جانباز ستمگر کیونکر
سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کے لیے
مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر
دھوم آئینۂ رخسار کی سنکر تیرے
مخلصی پائیگا فصاد کا نشتر کیونکر
ساتھ مدت سے ہین سرمایۂ سودا میرے

آنکھ چھپکے گی نہ خناق قضا کی ظالم
گھورتا ہی مجھے ہر دیدۂ جوہر کیونکر
گر یہی ضعف رہا فرصت بر خیز کے بعد
منہ دکھائے گا تجھے خسرو خاور کیونکر
کیا وفادار جفا پیشہ ہی دیکھو ظالم
چین پلٹے گا خاک سکندر کیونکر
دیکھ ہر ہر سر مژگان کا تماشا ظالم
پھینکدون مین لب زخم سے خنجر کیونکر

سنگدل لکھو مرے نالون پہ نہ رحم آئیگا
نامہ لیجائے گا تا یار کبوتر کیونکر

موم ہو جائے گا فریاد سے پتھر کیونکر
صدقے اُس قوت بازو کے اڑ جانے نیم

آتش گرمی مضمون سے پھنکا جاتا ہے
دیکھو اُکھاڑا ہی علی نے در خیبر کیونکر

ان اشعار کو پڑھکر اس طرح روئی کہ کنیزین بھی بلک بلک کے روئین گلعذاران سمن بر ماہ رخسار ان حور پیکر اپنی مصیبت آب و دانے کی کمی فراجون مین بر ہی سب کی سب فرش خاک پہ بیٹھ گئین اپنے حال مصیبت مآل پر روتی تھین اشکون سے منھ دھوتی تھین افسر کے منھ سے بے اختیار نکل گیا کیون جاجو ہم تم اپنے اختیار مین ہین اُسپر یہ بیقراری کہو صاحبقران پر کیا گذرتی ہوگی ظالمون نے قید کیا ہوگا قید آہن مین مبتلا دشمن آب و دانہ کاہے کو دینگے کیا کیا ظلم و بدعتین ہو رہی ہونگی زنجیر آہن کی گرانی بحر ظلم نا آشنا کی طغیانی نام صاحبقران جو اس حور وش نے لیا جواہر بن عمرو گھبرا گیا ہرچند کہ حال مصیبت مآل انکا دیکھکر رو رہا تھا لیکن اپنے آقا کا جو نام سُنا سر دھنا تاب نہ آئی بیقرار ہوکر درۂ کوہ سے نکل آیا کہا کیون ملکۂ عالم اے آوارگان دشت مصیبت واے فراموش کنندگان منازل عبرت آپ لوگون کا کہان سے آنا ہوا آپ کی باتون سے تیر غم کا نشانہ ہوا مجھسے خوف نہ کیجئے جن بزرگ کا آپ نے نام لیا مین اُنکے غلام کا غلام ہون عیار خوش انجام ہون میرے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار ہین اُنکا غلام خنجر گذار خاص صاحبقران کی تلاش مین نکلا ہون آج تین دن سے صحراے ہول خیز مین مارا مارا پھرتا ہون آپ کو دیکھکر گھبرا گیا اپنی مصیبت کو بھولا لشکر مین جدا حیرانی پریشانی لقا ایسے ظالم سے مقابلہ بختیارک ایسے مکار کا سامنا ہر وقت خوف جان یہ درغم کو بیان مگر اسوقت سب کچھ فراموش ہی آپ کے حال سننے کا جوش ہی للہ جلد اپنا نام نامی بتائیے حال گذشتہ مصیبت سُنائیے ملکہ نے جو جواہر بن عمرو کو مہربان پایا یہ بھی ثابت ہوا کہ صاحبقران زمان کا عیار ہی لشکر اسلام کا معین و مددگار ہی بھیا کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے حسرت والا گھرانے جواہر بن عمرو اے عیار صاحبقران نامور مطلع مصنف سے حال دل بے درد بیان ہو نہین سکتا ۞ جو راز نہان ہی دہ عیان ہو نہین سکتا ۞ دیگر اشعار آبدار

افسوس پاے عیش جہان را قیام نیست
چندے نشان عجاک برابر کہ نام نیست
فہرست روز و شب ہمہ یوم خوش باش
پرواز با لبوے حسین بیضہ ام نیست
افتادگی مشاہدہ پختہ منزلی است

جز گردش زمانہ درین نیم جام نیست
آخر مآل کار ترقی تنزل است
ایفاے وعدہ لیک درین صبح و شام نیست
قاضی اگر نگہ بسوے تا علم کند
یکے آن ثمر بشاخ بماند کہ خام نیست

نامہ فشان مخواہ بہ عالم ز گفتہ اند
جز کاستن بہ طالع ما و تمام نیست
ما مرغ پر شکستہ گلزار عالم ایم
خون مرا بحلقہ آتش انتقام نیست
آزادگی بہ امن اسیری کمی ارسد

در گوشۂ قفس خطر و خوف دام نیست
از فکر زاد و راہ چہ غافل نشستۂ
جائے بہ کس نہ داد این ہم مدام نیست
سودا بجائے نامہ ہما استخوان برد

موسٰی ز حور گوید و ترسا ز دخت رز
این منزل خراب محل قیام نیست
می خواست تا بخلوت خاصش نہد قدم
کس را بہ پیش یار مجال قیام نیست

مارا دماغ بحث حلال و حرام نیست
از شیشۂ فلک مطلب مے کہ این دنی
دامن ادب کشید کہ باشد ازین عالم نیست

اسطرح کے اشعار مصیبت خیز ملکہ نے جو پڑھے اور ایسے فقرات قلب سوز زبان معجز بیان سے کہے جواہر بن عمرو نے دست بستہ عرض کی ہم بھی مصیبت جھیلے ہوئے ہین اپنے قبلہ و کعبہ سے عرصہ دراز ہوا جدا ہوئے یاران ہمدم برادر باحشم ہوشربا مین جاکر ایسے بیٹھے کہ جنکی خبر ملنا دشوار تلاش مین امیر با توقیر کے نکلے ہین صد ہا زخم دل پہ کھائے لیکن آپ کے کلمات حسرت آیات نے دل و جگر کو بیقرار کر دیا خمانۂ جسم غم و الم سے بھر دیا اب دل مین تاب باقی نہین ہی کچھ حال خیریت مآل ہمارے آقائے نامدار کا سنایئے مین درۂ کوہ مین بیٹھا سن رہا تھا کہ آپنے کئی بار آقائے نامدار و مولائے قدر شناس کا نام لیا مین نے کئی بار بیقرار ہوکر کلیجہ تھام لیا للہ بتایئے باعث آوارگی کیا ہوا ہمارے آقا کو کس حال مین چھوڑا ملکہ کو شدت غم و الم سے کلام کرنے کی تاب نہ تھی لیکن ملکہ لالہ غدار و جملہ ہمراہیان ملکہ نامدار نے تمام کیفیت صاحبقران کی از ابتدا تا انتہا بیان کی آنا مغرور و آتشبار جادو کا خوف مین اپنی آبرو کے نکلنا کہتی جاتی ہین اور اس طرح روتی ہین کہ دل سنگ بھی آب ہو سننے والے کا قلب بیتاب ہو جواہر بن عمرو مثل تصویر بتصویر خاموش ملکہ لشۂ محبت مین مدہوش لیکن لالہ غدار نے کہا ای یک طرار ای فرزند خواجہ عمرو نامدار ای کلید قفل لشکر اسلام ای مہتر خوش انجام ہم مصیبت زدون کو اپنے لشکر مین پہونچا دو فرزندان صاحبقران کو خبر کر دو کہ مغرور و آتشبار و سرہنگ فراق قید صاحبقران کو لیے ہوے آتے ہین لڑ بھڑ کر انکو چھوڑا ایسا نہو وہ بیچارا تا بدیار رہو پہنچ جائین سنتے ہین لقا نام صاحبقران کا دشمن ہی نہین معلوم کیا غضب کریگا ہماری ملکہ تین دن سے اس صحرائے مصیبت مین آوارہ سرگردان مضطر پریشان آب و دانہ نا ممکن ہوا پانی کبھی ملا کبھی نہ ملا لشکر اسلام مین پہونچ جائین دام مصیبت سے رہا ہون آرام پائین ملکہ یہ سنکر بے اختیار ہوکر بولی کہا صاحبو تمکو اپنے آرام کا خیال ہی مجکو صاحبقران کی بیکسی کا ملال ہی دشمنون مین قید صیاد بے درد کے صید ای مہتر تم ہمارا خیال نہ کرو انکی رہائی کی تدبیر مین مصروف ہو ہمین اس دشت مصیبت مین آرام ہی عاشق صادق کا یہی انجام ہی تلوے خاران صحرا کے ہمدرد ہون اس موجہ ریگ رواں مین ہم بھی گرد برد ہون گریبان چاک کرین خاک منہ پر ملین اس غزال صحرائے محبت کی تلاش مین مصروف ہون بیابان نوردی دشت پیمائی کے دقوف ہون اپنی تو یہ کیفیت ہی مصیبت انگیز

حکایت ہی اشعار آبدار

ہم رنگ لاغری سے ہون گل کی شمیم کا
اپنی ہی فوج ہو گئی لشکر غنیم کا
یاد آئی کافرون کو مری آہ سرد کی
قاصد کا ہاتھ ہی ید بیضا کلیم کا
کہتا ہی بات بات پہ کیون جان کھا گئے
طوفان یاد ہی مجھے جھونکا نسیم کا
یاران نو کے واسطے مجھسے خفا ہوئے
کیونکر نہ کانپنے لگے شعلہ جحیم کا
واعظ کبھی ملا نہین کوئی صنم سے مین
گویا کہ پک گیا ہی کلیجہ ندیم کا
چھوڑا نہ کچھ بھی سینے مین طغیان اشک نے
تمکو نہین ہی پاس نیاز قدیم کا
از بسکہ ثبت نامہ ہی سوز تپ درون
کیا جانون کیا ہی مرتبہ عرش عظیم کا
مومن مجھی کو وہ بت موزون جاہ نہین
جو معتقد نہین تری طبع سلیم کا

دیگر

گرچہ من لیلی اساسم دل چو مجنون در ہواست
سر بہ صحرائے زنم لیکن حیا زنجیر پاست
بلبل شاگردیم شد ہمنشین گل بہ باغ
در محبت کاملم پروانہ ہم شاگرد ماست
در نہان خونیم ظاہر گرچہ رنگ بستہ ام
رنگ من در من نہان چون رنگ سرخی در حناست
دختر شاہیم لیکن رو بہ فقر آوردہ ایم
زیب و زینت بس ہمینم نام من زیب النساست

جواہر بن عمرو نے کہا ملکہ حقیقت مین آپ پشت مرکب پر سوار ہو جیے مین آپکو لشکر اسلام مین پہونچاؤن پھر تدبیر رہائی صاحبقران مین مصروف ہون بڑے افسوس کی بات ہی آپ اب ہمارے آقاے نامدار کی ناموس ہین کیون زندگی سے مایوس ہین کُل اہالیان لشکر صاحبقران آپ کے واسطے جان دینگے اب آپ کو کون گرفتار کر سکتا ہی لشکر اسلام بہت قریب ہی چشم زدن مین آپ کو پہونچا دونگا اس کہنے پر جواہر کے کنیزون نے چاہا مرکب تیار کرین ملکہ گوشہ دوپٹہ کا مُنھ پر رکھکر رونے لگی کہا صاحبو تمھارا ایسا دل مین کہان سے لاؤن اپنے دل کا حال کیونکر سناؤن جب اس حال سے مین ناموس صاحبقران مین جاؤنگی اُن شاہزادیون کو یہ خبر معلوم ہوگی کہ یہ ہمارے وارث کو گرفتار کرا کے آئی ہی کوئی سبز قدمی کوئی بھن پیری کہیگا سایہ سے میرے وہ بیبیان اعراض کرینگی یہ روے سیاہ اس لائق ہی کہ اُن شاہزادیون کو دکھاؤن اس حال زار سے سامنے زوجات صاحبقران کے جاؤن اب جواہر بن عمرو کو عجب مشکل ہی ملکہ کہتی ہی مین اس ہیئت سے لشکر اسلام مین نجاؤنگی پہاڑون سے سر ٹکرا کے مرجاؤنگی جواہر بن عمرو حیران کہ مین کیا کرون یکایک بقدرت پروردگار صحرا سے گرد اُڑی جواہر نے دیکھا رستم پیلتن و پیل گن کشندہ قویل ہندی و دویل ہندی شاہزادہ علم شاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران زمان براے شکار صحرا مین آئے تھے شکارگاہ سے پلٹے ہوے آتے ہین پہلے قراول میر شکار چند سرداران نامدار ہمراہ رکاب مہتر سمک یلداقی عیار طرار نور نگاہ خواجہ عمرو

نامدار بانمائے عیاری سے آراستہ جست وخیز کرتا ہوا آتا ہی جواہر بن عمرو نے جو رستم کو آتے ہوئے دیکھا
مثل گل کے شگفتہ ہوگیا ملکہ سے کہا لو اے ملکۂ عالم فرزند رشید صاحبقران زمان آپہونچے نقاب چہرے
پر ڈالی تھرتھر کانپنے لگی کہا بھیا جواہر اُنسے میرا حال نہ کہنا کیسی ذلت ورسوائی ہی جگ ہنسائی ہائے اپنے
دل مین کیا کہینگے کہ یہ بدنصیب ہمارے والد کے فراق مین صحرا الصحرا پھرتی ہی بدبخت نے ہمارے والد کو قید
کروادیا جواہر نے کہا اے ملکۂ عالم یہ فرزندان صاحبقران سعادتمند سلیس لئیق آپ کو خاطر خواہ آنکھون
سے لگائینگے پلکون سے جاروب کشی کرینگے یہ کہکے جواہر بن عمرو آگے بڑھا سمک یلداقی کو آواز دی سمک نے
پلٹ کے دیکھا جواہر بن عمرو حیران ومضطر آتا ہی علم شاہ نے بھی مرکب کو روکا جواہر قریب آیا تمام کیفیت
گرفتاری صاحبقران بیان کی کہا حضور اُترین ملکہ سے ملاقات کرین بارگاہ استادہ کرائیے نام ملکہ لشکر
رستم دوڑے سمک یلداقی سے کہا جلد بارگاہ استادہ کرو اُسی وقت خیمے بارگاہین استادہ ہوئے رستم
یکہ وتنہا قریب درۂ کوہ آئے ملکہ شرم سے گڑگئی سر جھکا لیا علم شاہ نے جھک کر سلام کیا ملکہ نے بلائین لین
علم شاہ نے کہا اچھا دھرمات بسم اللہ بارگاہ مین چلیے ابھی جاکر قبلہ وکعبہ کو رہا کرتا ہون یا اپنی جان
دونگا حضور نہ گھبرائین آپنے ہمارے بزرگون کی آبرو بچائی ملکہ کچھ جواب نہ دیسکی علم شاہ نے قناتین
حائل کراکے ملکہ کو لاکر خیمے مین داخل کیا ایک ایک کنیز کو بہ محبت خیمے مین لاکر پہونچایا جب ملکہ خیمہ مین
داخل ہوچکین علم شاہ نے سلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے سمک یلداقی سے کہا بڑھکر دیکھو تو سرہنگ فراق
ومغرور واشرار ناہنجار کس طرف سے آتا ہی ایسا نہو لشکر لقا مین پہونچ جائے سمک جواہر نے عرض
کی آقائے نامدار ملکہ کو لیکر لشکر مین چلیے غلام خبر لائینگے مقدمۂ ساحران ہی عیاری کرکے صاحبقران
کو چھوڑائینگے رستم نے کہا مدد سوائے خدا کے ہم کسی کی نہین چاہتے بادشاہ جمجاہ فرمائینگے مقدمۂ سحر و
ساحری لقا ڈر گئے اپنے ساتھ چلہ سردارون کو پھنسایا خود جاکر کیون نہ رہا کیا یہ فرماکر اغارہ کیا۔
اعلی گرد فرنگی وبالا گرد فرنگی سپہ سالار کارگزار حاضر ہین کہا لشکر تیار کروا ان دونون خیرخواہان لقا
نے عرض کی حضور برائے شکار تشریف لائے تھے لشکر بہت کم ساتھ ہی حقیقت مین عیار سچ کہتے ہین یہ
کام انتظام سے ہوگا ساحرون سے لڑائی باعث خرابی ہی رستم نے منھ پھیر لیا ملکہ صنوبر قد خیمے سے
دیکھ رہی ہی کہ فرزند رشید صاحبقران زمان عیارون پر غصہ کر رہے ہین کہ جلد خبر لاؤ دیکھو وہ بھیا
کدھر سے آتا ہی ملکہ صنوبر قد ساتھ والیون سے کہتی ہی تمنے شوکت ولیاقت فرزند صاحبقران کو
دیکھا کہ کس اعزاز واکرام سے مجکو لائے کس لطف سے ملے اُنکی کنیزون سے میرا رتبہ کمتر ہی لیکن اپنے
بزرگ کا پاس کیا مین شرم سے مری جاتی ہون کیونکر سامنے اُنکے بات کرون جی چاہتا ہی پاس بلاکر

لھون اے شیر بیشۂ صاحبقرانی حقیقت مین عیار سچ کہتے ہین ساحرون سے مقابلہ بے سمجھے کرنا مناسب
نہین ہے ایک ماش کے دانے مین بہادر کو بیکار کرتے ہین ایسون سے بے سمجھے لڑنا عقل سے بعید ہے
عیار جاکر عیاری کرین اُن دغابازون کو مکر سے مارین کنیزین کہتی ہین عرض معروض کا چارہ نہین
لیکن ماشاء اللہ حقیقت مین اپنے وقت کے رستم ہین اپنے باپ کا حال سُنکر کسقدر برہم ہین لیکن رستم
پشت مرکب پر سوار پانچہزار جوان تیار قصد ہے کہ بڑھون لیکن اعلیٰ گرد سے کہا تم اس مقام پر ٹھہر و ہماری والدۂ
ماجدہ کی حفاظت کرو یا طرف لشکر کے لیکر چلے جاؤ اعلیٰ گرد نے دست بستہ عرض کی کیونکر ممکن ہے کہ
غلام ایسے وقت مین ساتھ چھوڑے چند کس ہمراہ کر کے محافہ ملکہ کا طرف لشکر کے روانہ کرتا ہون مگر مین
اسوقت مین ساتھ نہ چھوڑونگا علم شاہ نے فرمایا اے پہلوان سعادت نشان ہمارے ہمراہ رہنے سے
حفاظت ناموس صاحبقرانی نہایت مناسب ہے اعلیٰ گرد نے کہا غلام ان باتون کو نہ مانے گا فوج
اس قدر قلیل ساحرون سے مقابلہ کیونکر دل ہمارا قبول کرے علم شاہ نے کہا آپ سب صاحب اس
مقام پر ٹھہرین مین یکہ و تنہا جاؤنگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی نشان آمد ساحران ظاہر ہوئے
جواہر بن عمرو نے کہا لیجیے شہریار وہ بچیا آ پہونچے سمک یلداقی سے جواہر نے اشارہ کیا تم اپنے کو
بتعجیل لشکر اسلام مین پہونچاؤ بادشاہ جمجاہ سے خبر کرو یہ سنتے ہی سمک یلداقی طرف لشکر اسلام
کے چلا جواہر بن عمرو اپنی فکر مین مصروف ہوا رستم نے پٹری جمائی وہان مغرور آتشبار و سرہنگ
قزاق مع فوج صاحبقرانی آتے ہین دور سے دیکھا کچھ خیمے استادہ ہین چند جوانان صف شکن مسلح
ملبس پرے جمائے کھڑے ہین مغرور نے سرہنگ سے کہا ہرکارے کو بھیجو دیکھو یہ لوگ کون ہین ایک
قزاق گھوڑے کو جھکا کے بڑھا لشکر رستم کے قریب آیا پکارکر آواز دی ہمارا آقا سرہنگ قزاق
و مغرور آتشبار جادو دریافت کرتا ہے تمھارے افسر کا کیا نام ہے اس صحرا مین ٹھہرنے سے کیا
کام ہے رستم نے للکارکر آواز دی جاکر کہدے قابض ارواح کفاران ملک ملکوت ساحران فرزند
رشید صاحبقران زمان علم شاہ نوجوان تیری جستجو مین موجود ہین بہتر یہ ہے کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش
پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر آکے حاضر ہو مکاری کو ترک کر ورنہ ہم خود آتے ہین سزا
اس مکاری کی دینگے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑین گے سوار یہ سنکر بھاگا ملکہ تو آمد ساحران دیکھکر خیمے
مین مثل بید کانپ رہی ہے کہا لو صاحب وہ ملعون ساحران غدار مکار ناہنجار قزاق لوٹیرے سب
آ پہونچے یہ شیر یکہ و تنہا لیکن اے لالہ غدار دیکھ وہ بچیا سب کے سب چلے آتے ہین انکو ذرا اندیشہ نہین
ہائے میرا کیا بس ہے خیمے کا انتظام کر رہے ہین سردارون سے یہی مار رکھا دہی مادر مہربان کو بچاؤ مجھ

سوختہ بخت کو جلد موت آئے خدا اس کشاکش سے بچائے وہ بیحیا سحر سے گرفتار کرنے کا قصد کرے گا
یہ مکاری غداری کیا تماشا مین دیکھیے کیا انجام ہوتا ہو ارے ہرے خدا میرے پاس بلا لو مین بیغیرتی کرون
سمجھا دون کہ ان ساحرون سے مقابلہ نہ کرو کنیزین کہتی ہین واری شیر پھیر گیا اب بے شکار کیے
نہ پلٹے گا یہان تو یہ کلام ہی لیکن سمک یلداقی بھاگا ہوا مثل باد صرصر لشکر اسلام مین پہونچا دارا
ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران طرف بارگاہ سلیمانی کے جاتے ہین دونون
فرزند شیر دلیر قوت بازو زینت پہلو جنگ دیدہ کارآزمودہ شاہزادہ ارشیون ہرمزاں دو فرہا دخان
ایک صربی پشت پر ایک جانب عادل شیردل و فاضل شیردل پہلوان اور نامدار و پہلوان
گورنگ منظر شاہ یمنی و گوجر ملک دکھنی و فرخ شاہ دولت آبادی ہمراہ دارائے ہند لندھور
بن سعدان چلے آتے ہین کہ سامنے سے دیکھا سمک یلداقی بدحواس آتا ہو لندھور نے پکار کر
آواز دی چھتر صاحب خیر تو ہی سمک یلداقی نے بڑھکر عرض کی اے جانشین صاحبقران امیر
با توقیر قید ہوگئے ساحران غدار قزاقان ناہنجار مقید کرکے طرف لشکر لقا کے لاتے ہین رستم خنکار سے
آتے تھے مقابلہ لشکر کفار سے ہوا چاہتا ہی کیا عجب ہی لڑائی شروع ہوگئی ہو مین جاکر بادشاہ سے خبر
کرون یہ سنتے ہی لندھور بن سعدان پشت مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوئے ہندیون نے
قبضون پر ہاتھ ڈالا کاٹھیان پڑنے لگین لیکن لندھور بن سعدان سب سے آگے بڑھکر روانہ ہوا
سمک یلداقی طرف بارگاہ سلیمانی کے چلا قضائے کار ہرکارہ ہائے لشکر لقا وسواس و خناس
و خوشامد و درآمد لشکر اسلام مین موجود تھے یہ خبر دریافت کرکے بھاگے لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا آتھدیون
بگھار رہا ہی سلیمان عنبرین موے کوہی و نگل شوکت پر تمام دربار کافران پر دغا سے عمرو عہد شکن شیطنت
پر خواجہ گرازالدین ملک بختیارک شوم کافر بیدین بیٹھا ہوا مسخرہ پن کر رہا ہی کہتا ہی یا خداوند
کوئی تقدیر تو کیجیے لشکر اسلام کو شکست دیجیے عرصے سے کوئی ساحر افراسیاب جادو نے نہین بھیجا کہ ذرا لشکر
مین چہل پہل ہوتی لیکن یقین کامل ہی ہمارے مرشد رہبر کامل نے افراسیاب جادو کا دم ناک مین کر دیا
ہوگا یہ ہم سن چکے کہ اسد نامدار کو گنبد نور سے رہا کر لیا اب لوح بھی حاصل کر لینگے افراسیاب کو قتل
کرینگے ہوش رُبا کا اب بچنا دشوار تدبیر تقریر بالکل بیکار سلیمان عنبرین موے کوہی نے جواب دیا
ملک جی آپ طلسم ہوش رُبا سے بخوبی نہین واقف ہین طلسم وسیع افراسیاب ساحر بے نظیر بشیر و زیر
خوش تدبیر اپنے غالب آنا دشوار عمرو ہزار کد و کاوش کریگا لوح طلسمی دستیاب نہوگی بختیارک کہتا
ہی میرے پیر مرشد کا قدم گیا اسد شیردل جا کر جم گیا اب بدون قتل افراسیاب یہ لوگ واپس نہونگے

یہ ذکر تھا کہ چارون ہرکارے سامنے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا دی **قطعہ**

ای فخر جہانبانی وفا ساقط از و — گوہر بدہن داری ورا ساقط از و
روزان وشبان زحق تعالے خواہم — مرکب وحدت خدا وبا ساقط از و

بختیارک نے کہا بش باد کہو بھائی کیا خوشخبری لائے ہرکارون نے عرض کی ابھی خبر آئی ہی کوئی ساحر مغرور آتشبار سردار سرہنگ **فراق** **صاحبقران** کو قید کرکے آپ کی خدمت مین لاتے تھے سب سردار برای رہائی **صاحبقران** جاتے ہین **علم شاہ** نے وہان گھیر لڑائی ہو رہی ہوگی یہ خبر فرحت اثر سُنکر **لقا** پھول گیا قہقہہ مارکر ہنسا کہا ای بندگان من بدی قدرت مرا من چہ تقدیر کردہ ام چپکے چپکے تقدیر کرکے **قدرت** نے حمزہ کو قید کرا دیا قدرت چلکے بد قدرت سے مسلمانون کو قتل کرینگے آج میدان لاشون سے بھر دینگے یہ کہکے اُٹھا چونسٹھ ہاتھی زنجیرہ بند ہوئے تخت اُسپر کسا گیا لشکر مین قرنا ہوئی **سلیمان** عنبر مین موے کوہی مسلح ہوکر گینڈے پر سوار ہوا سترہ سو نقارے پر چوب پڑی زمین تھرا گئی **زمرد شاہ باختری** مع بائیس[22] لاکھ فوج کے چلا عیاران لشکر اسلام لشکر **لقا** مین ہر وقت موجود رہتے ہین خبرین دریافت کرکے پہونچے گذارش کیا کہ لندھور بن سعدان تو آگے چل چکے ہین انکے روانہ ہونے سے لشکر مین تہلکہ پڑ گیا جسنے سُنا ڈیڑھ ہتھی بغل مین دبا لی گھوڑے پر سوار ہو چلے **سمک یلداقی** بارگاہ سلیمانی مین حاضر ہوا بادشاہ جمجاہ سے کیفیت عرض کر رہا ہی کہ **صاحبقران** جہان قید ہوگئے ساحرون سے مقابلہ ہی رستم یکہ وتنہا ہین فراج سے اُنکے حضور بخوبی ماہر ہین آتش خوئی کے رنگ ظاہر ہین انکو کون روک سکتا ہی یقین کامل ہی جا پڑے ہون لشکر ساحران غدار سے تلوار چل رہی ہوگی مغرور آتشبار ساحر زبردست فرستادۂ **افراسیاب** اُسکے سامنے جرأت کا کیا کام غلام نے منع کیا میرا کہنا نہین مانا **سمک یلداقی** عرض کر رہا ہی بادشاہ پریشان کہ نقارہ ہای زرمی کی صدا کان مین آئی گھبرا کر سر اُٹھایا فرمایا دیکھو یہ غلغلہ کیسا ہی نقارے کیسے بجتے ہین کہ ہرکارے آکر پہونچے ہاتھ اُٹھا کر دعا دی دست بستہ عرض کی ای شہریار زمرد شاہ باختری کو خبر معلوم ہوئی کہ صاحبقران زمان قید ہوئے مغرور آتشبار ساحر آتا ہی وبائیس لاکھ فوج سے لقا سوار ہوا برای رد ساحر مذکور جاتا ہی یہ سُنکر بادشاہ تلوار ٹیک کر اُٹھے بیرون بارگاہ آئے پشت مرکب خنگ سیقطاس پر سوار ہوئے اب کون ٹھہر سکتا ہی پانچہزار پانچ سو پچپن سردار تاجدار بارہ سو جوانان فرنگی تیرہ سو جوانان ترکی عقب مین شہنشاہ گیتی ستان کے لیکن خبر اپنے قبلہ وکعبہ کی سُنکر شاہزادہ **قاسم** نوجوان پشت مرکب عنبر رنگ پر سوار ہوئے گھوڑے کو کوڑا کیا سب سے پیشتر قاسم نکل گئے ایک جانب سے گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ سوسنان مسلمانان بہمن زندہ زمرد

بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان کل فرزندان صاحبقران زمان بیقرار ہوکے چلے لیکن دارائے ہند لندھور بن سعدان سب سے پیشتر چلے تھے دو کوس لشکر سے نکلے ہین عقب مین جوانان ہندی چاہتے ہین طرف رستم کے جائین کہ دیکھا زمرد شاہ باختری تخت پر سوار مع فوج کوہیان و لشکر سنجان و باختر بصد کروفر ہمراہ روارو ی کرتا ہوا جاتا ہی تختیارک کی جو لندھور پر نگاہ پڑی کہا یا خداوندیہ ہندی برائے مدد علم شاہ جاتا ہی نہین اسکو گھیر لو جانے نہ پائے سلیمان عنبرین ہوئے کوہی نعرہ کرکے لندھور پر جا پڑا ہرچند لندھور نے چاہا لڑ بھڑ کر نکلجاؤن اپنے کو وہان پہونچاؤن جہان صاحبقران تہمان خیمہ مین ہیں لیکن لشکر لقا نے چار جانب سے گھیر لیا لندھور مجبور نعرہ کرکے جا پڑا الغرض لندھور

جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان اگر نامم نمیدانی منم لندھور بن سعدان

دیگر

منم صاحب عمود و جانشین حمزہ درگردان شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان

چونکہ فوج لقا کے ساتھ بے انتہا ہی لندھور بن سعدان کا نکلنا دشوار ہوا جسقدر ہندی آئے شریک اپنے آقا کے ہوئے لیکن جوانان ہندی وضع دار صف شکن تیغزن خانہ جنگیان لڑ رہے ہوئے چہرون پر زخم بار خود سے سر آگاہ نہین زرہ کا پہننا بیکار جانتے ہین دریاے جرات کے نہنگ آمادہ جنگ ململ کے انگرکھے جسم مین سینون پر تلوارین کھانے والے کلاہین چھوٹی سر پر گھونگر والے بال بالائے دوش نشۂ جرات سے مدہوش اگر کسی کوہی نے نیزہ مارا سینہ کو توڑ کر پار گزرا کوہی بڑے قد کے جوان فیل پیکر ہکہ مارا نیزے پر بلند کیا مگر وہ جوان جانباز مردون مین سرفراز مرنے کو سعادت ابدی جانتے ہین سنان نیزہ پر جا کر ہکہ مارا چھڑ نیزے کی جسم سے پار گزری اس طرح اپنے کو برابر دشمن کے پہونچایا لپٹ کے قردلی ماری حریف نیچے آپ اوپر اس طرح جوانان شیردل کوہیان رد بہ خصال سے لڑ رہے ہین جانبازی سرفروشی کر رہے ہین جان دینے پر مرتے ہین جو قتل ہوکر گرا تڑپتے تڑپتے آواز دی شکر پروردگار نمک خوار نمک سے اپنے آقاے نامدار کے ادا ہوا اپنے مالک پر فدا ہوا لاشے جابجا تڑپنے لگے ہزارہا ہندی کام آیا لندھور دریاے فوج لقا مین غوطے مار رہے ہین کافرون کو للکار رہے ہین لقین ہی لندھور کو کہ اس دریاے فوج لقا سے نکلنا دشوار ہوا افسوس اپنے آقاے نامدار تک نہ پہونچے دام فوج کوہیان مین پھنسے ہرچند کد و کاوش کرتے ہین لیکن فوج کے بلوے نقیب آوازین لگاتے پھرتے ہین نعرے کرکیتون کے لشکر جوانان صف شکن فوج دشمن پر جا پڑتے ہین ہزارہا سر کٹ کر گر گئے عین گرمی جنگ ہی طبل سکندری پر چوب پڑی گرد عظیم بلند ہوئی دیکھا بادشاہ جمجاہ مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی گھوڑے کو بڑھائے ہوئے گرد تا جداران جلیل لشکر ظفر اثر

کے کفیل نوبت نقارے بجتے ہوئے سامنے سے ظاہر ہوئے بختیارک نے آواز دی دیکھو یارو بادشاہ اسلام کل لشکر لے کر طرف مغرور آتشبار جادو کے جاتے ہین انکو بھی اسی مقام پر روک لو ای کوہیان صف شکن سرداران اسلام کو ٹوک لو یہان سے بڑھنے نہ دو بادشاہ جمجاہ نے بھی دیکھا لشکر ہندوستان پر آفت برپا ہی ہزارہا جوان قتل ہوے لندھور بن سعدان زخمدار لیکن لڑائی مین مصروف ہنگامہ گیر و دار بلند اہالیان ہندوستان دردمند بادشاہ جمجاہ کو تاب نہ آئی مرکب کو بڑھایا نعرہ شہانہ کیا نعرہ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم

بہار گلستان کاؤس جم

منم صف شکن صاحب عز و جاہ

ابل نامور سعد عالم پناہ

کل سردار سات سو تاجدار تلوارین کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑے دونون لشکر مثل آب شور و شیرین یا مثل نور و ظلمت آپس مین ملگئے برق شمشیر چمکی دھالین ملکر اٹھین گھٹا گھنگھور چھا گئی سرنہنگان بحر جرات مثل اولون کے زمین پر گرے دریاے خون جاری ابر تیغ برس رہا ہی دریاے خون کی طغیانی کشتی حیات مردان عالم طوفانی شعر دو لشکر ز لشکر در آمیختہ ٭ قیامت ز گیتی بشد انگیختہ ٭ نظم

چلے غول کے غول و رغٹ کے غٹ	گئے موسن دگر باہم لپٹ	سواروں کے اک سمت بیٹے ہوے
پیادون سے کلے بہ کلے ہوے	لگے پیٹنے سر دمامہ و ڈھول	دیے سر کے بال اپنے علمون نے کھول
فلک کا ہوا ابر غبار آئینہ	تھا حیرت کے عالم مین چار آئینہ	ہزارون زرہ پوش خنجر گزار
نیستان سے بھی بڑھ کے کچھ نیزہ دار	وہ رستم لڑائی بھڑائی مین تھے	وہ سہراب جنگ آزمائی مین تھے
ہوا سامنا تیر چلنے لگے	نیامون سے خنجر نکلنے لگے	

بادشاہ جمجاہ مع سات سو تاجداران عالی وقار مصروف کارزار چاہتے ہین صفون کو توڑ کر نکلجا مین لیکن کوہیون نے صفین باندھی ہین لوہے کی دیوارین حائل اگر ایک صف توڑی دوسری صف قائم ہوگئی یہ تو سب اس مقام پر لڑائی مین مصروف ہین لیکن رستم پیلتن آمادہ کھڑے ہین جیسے ہی لشکر ساحران قریب آیا پانچ ہزار جوانون سے لشکر مغرور آتشبار و قزاقان تاہنجار پر جا پڑے نعرہ شیرانہ کیا نعرہ علم شاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب

کہ بر تخت زر دق فگند شور

کیست علم شاہ چو رستم لقب

دیگر علم شاہ رومی شہ فیل زور

اعلی گرد فرنگی و مالاگرد فرنگی ہان ہان کرتے رہے کہ ای شہریار لشکر ساحران ہی فوج بے پایان ہی یہ کب مانتے ہین فوج ساحر و غیر ساحر کو یکسان جانتے ہین پہلے حملے مین فرنگیون نے تیر مارے نیزے چلے کئی سو ساحر گر گرے کئی ساحران زبردست رستم نے مارے اندھیرا ہوگیا ملکہ پردے سے دیکھ رہی ہی سر پیٹتی ہی دعائین مانگ رہی ہی خدا وندا فرزند صاحبقران زمان کو بچانا خدانخواستہ اگر اسکے دشمنون پر کوئی

زوال آیا کہنے والے مجھ بدنصیب کو کیا کہین گے ہنگامۂ ساحران دیکھکر کنیزین بھاگنے لگین ملکہ حیران حیران ایک ایک کو دیکھتی ہے مضطر و بدحواس کہتی ہے ہاے مین کدھر نکلجاؤن کیونکر میدان کارزار مین جاکر اپنی جان قدمون پر صاحبقران زمان کے نثار کرون رستم نوجوان کو نیزہ و تیر سے بچاؤن لیکن رستم نے جب ہزار دو ہزار جادوگر مارے مرنے سے ساحرون کے تمام میدان تیرہ و تار کافرون کو انتشار قریب تھا بھاگ نکلین مغرور آتشیار صف سے آگے بڑھا ساحرون کو آواز دی او نامردو کہان جاتے ہوا دھر آؤ افراسیاب کو جاکر کیا مُنھ دکھاؤگے وہ بادشاہ جابر و قاہر تمھارے زن و عیال کو قتل کرے گا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا ذلیل و رسوا ہوکر بارے جاؤگے کیونکر جان بچاؤگے یہ کہتا ہوا آگے بڑھا اُسکے للکارنے سے ساحر بھی ٹھہرے پلٹ پڑے سحر کرنے لگے شعلہ جادو وزیر اُسکا ساحرون کو گرماکے بڑھا بڑھتے ہی علم شاہ پر سحر کیا گھوڑا بدلگامی کرنے لگا شعلہ جادو نے بھڑک کر قزاقون کو آواز دی او نامردو اب ان سب کو مارلو مین نے ہاتھ پاؤن بیکار کردیے اب بھی نہ قتل کرسکو تو بڑے غضب کی بات ہے دیکھو تو مسلمانون کا کیا حال ہے حیران و پریشان مضطر و ششدر گھوڑے بدلگامیان کررہے ہین ہاتھ بیکار لیکن پاؤن ثابت قدمی مین استوار حقیقت مین یہ لوگ بڑے جانباز و سرفروش ہین اس بیہوشی مین بھی جرات کے ہوش ہین ایک ایک نہنگ محیط دلاوری گوہر بے بہاے قلزم صفدری لیکن سحر مین دخل نہین رکھتے ہین موت کے مزے چکھتے ہین یہ سنکر فوج قزاقان نے بلوہ کیا جو جو سپاہی بیچارے بیکار تھے اُس بیکسی بے بسی مین انکو قتل کرنے لگے رستم بہ نگاہ یاس دیکھ رہے ہین کہ ساتھ والون پر قیامت برپا گھوڑا اُنکو لیے دوڑا دوڑا پھرتا ہے ران پشت مرکب پر نہین جمتی لگام ہاتھ سے چھوٹی جاتی ہے سحر سے شعلہ جادو کے آگ برسنے لگی تیغہ کھینچکر طرف علم شاہ کے چلا کہتا ہوا کہ پسر حمزہ کو خود قتل کرونگا ہمارے ساتھ والے سب نامرد ہین مسلمان سرخرو انکے چہرے زرد ہین جوانان صف شکن نے دیکھا شعلہ جادو ہمارے آقا کو قتل کرنے آتا ہے گرتے پڑتے قریب اپنے آقاے نامدار کے آئے سینے سپر کردیے سنان نیزہ سے سینے ملائے دم شمشیر پر گلے رکھتے تھے چاہتے تھے ہم قتل ہون مگر دلدان صاحبقران کو بچادین ادھر صاحبقران بہلوین ممتاز کو بھی ایک جانب مقبل بہرام سب مسلسل و مطوق ارابون سے یہ معرکۂ مصیبت خیز دیکھ رہے ہین زنجیرین ہلاتے ہین لیکن صاحبقران مضطر پریشان حال نورنظر دیکھکر گھبرائے بیقرار ہوگئے دعا کی خداوندا میرے رستم کو بچانا یکایک دشت سے گرد اٹھی دیکھا آگے آگے شاہزادۂ خاور سیاہ قاسم نوجوان نبیرۂ صاحبقران انکی پشت پر بارہ ہزار جوان یاقوت پوش بصد جوش و خروش آکر پہونچے قاسم نوجوان نے بڑھکر نعرۂ شیرانہ کیا نعرہ قاسم نوجوان

آفتاب مشرق دین پروری ۔ شہسوار لال پوش خاوری
دیگر ملک قاسم آن شاہ خاور سپاہ ۔ زخم تیغ برابر و نیزہ بماہ
ز آب دم تیغ شستم زمین ۔ ہمہ باختر شد بزیر نگین

لیکن دور سے دیکھا قبلہ و کعبہ پر ہجوم ساحران بلوۂ فراقان ایک ساحر چاہتا ہی رستم کو قتل کردن رفقا جان دے رہے ہین قاسم نوجوان نے کمان کیانی دوش سے اُتاری تیر کو جوڑا شعلہ جادو کوتاکا جیسے ہی اُسنے چاہا کہ علم شاہ پر ہاتھ تلوار کا مارے قاسم نوجوان نے تاک کر تیر مارا سینہ پر بیحیا کے ٹپرا پشت کو توڑکر پار گذرا شعلہ جادو اُلٹ گیا زمین پر گرا ناری کا لاشہ جلنے لگا شجر بغض وحسد سے یہ ثمر حاصل ہوا تڑپ تڑپ کے جہنم واصل ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من شعلہ جادو بود قاسم تلوار کھینچکر لشکر کفار پر جا پڑا رستم نے بھی سحر شعلہ سے رہائی پائی قاسم نے تیرون کی بوچھار کی بہت سے کافر تلوار سے بیدم کیے جوہر شمشیر بران دکھائے طبقے زمین کے ہلا دیے لیکن مغرور کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ باپ بیٹون نے قیامت برپا کی شعلہ کو مار ڈالا بس جوش مین بڑھا دن قلیل باقی ہی بڑھ کر سحر کیا مصاحب افراسیاب سحر و ساحری مین لاجواب ایک ہی سحر مین علم شاہ و قاسم بیہوش ہوکر گرے دوسرا گولہ مارا ساتھ والون پر آگ برسنے لگی کہین بجلی گری کہین رعد گرجا کوئی تھرا کر گھوڑے سے گرا کسی نے گھبرا کر خود اپنا گلا کاٹ لیا نیزہ دار مضطر بیقرار مثل چوب خشک خاموش بعضے مدہوش دو گھڑی کے عرصہ مین اُسنے سب کو گرفتار کر لیا اُسی طرح علم شاہ و قاسم کو مع فوج بیہوش پڑا رہنے دیا کہا بدولت کو اسوقت فرصت کم ہی فراج برہم ہی چلو پڑاؤ پر قبضہ کرو ہرکارہ اُس بیحیا کو خبر دے چکا ہی حضور ملکہ صنوبر قد بارگاہ مین داخل ہین علم شاہ فرزند امیر عالیجاہ نے بڑی خاطر و مدارات سے اُتارا خیمے مین داخل کیا چلکر ملکہ سے ملاقات کیجیے مغرور آتشبار نے لشکر کو اُسی مقام پر اُتارا سر ہنگ فراق کو اپنے پاس بلایا کہا آپ میرے بزرگ ہین آپ تشریف خیمۂ ملکہ مین لیجائیے صاحبزادی کو سمجھا کر ما بدولت کی بارگاہ مین لائیے میرے قہر و غضب سے ڈرائیے یہی فرمائیے کہ مغرور آتشبار اب ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑیگا صبح کو حمزہ و فرزندان حمزہ کو اسی میدان مین جلا دیگا دیکھو دم بھر مین علم شاہ و قاسم کو بیہوش کر کے ڈال دیا فوج والے بھی اُسکے بیکار پڑے ہین گھوڑے بھی کوتل دوڑتے پھرتے ہین بس حکم سے ایسے زبردست کے گردن تابی کرنا خون سے اپنے ہاتھ بھرنا ہی یہ بھی سمجھا دینا کہ ہوش رُبا مین اتنا بڑا ساحر نہین ہی افراسیاب جادو نے کل اقلیم کا حاکم کیا در بندہاے طلسم کا ناظم کیا تم ہوش رُبا کی بادشاہزادی کہلاؤگی سرہنگ فراق نے کہا مین ابھی جاکر سمجھاتا ہون حضور بارگاہ مین جلوہ فرما ہون لباس تبدیل کرین پوشاک فاخرہ پہنین اسباب عیش و نشاط بھی مہیا ہو جائے مین بخوبی سمجھا کے لاؤنگا کسی بات مین آپ سے

انکار نہ کرینگی مغرور آتشبار ان باتون پر سرہنگ کی پھول گیا نانا جان کہکر گلے سے لگالیا سرہنگ
قزاق مغرور کو بارگاہ مین ٹھہراکر طرف خیمہ ملکہ کے چلا تمام ساحرون نے خیمہ ہاے علم شاہ قبضے
مین کر لیے قزاق گرد خیمہ ملکہ کے اُترے ہین ایک امرا ور واضح راے عالی ہو لشکر اسلام و لشکر
لقا سے چار پہر دن تلوار چلی اہل اسلام نے دریاے خون بہا دیے سلیمان عنبرین موے کو بھی
ہاتھ سے بادشاہ کے زخمی ہوا قریب شام بختیارک نے طبل بازگشت بجوا دیا ادھر بھی سب سردار انتہا
کے زخمی ہوئے تھے بادشاہ سب کو ساتھ لیکر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے زخم وزریان ہونے لگین
بادشاہ نے آنکھون مین آنسو بھرکے عیارون سے کہا جاکر علم شاہ کی خبر لاؤ ہمین لقا ملعون نے
وہان تک نجانے دیا سردار انتہا کے زخمدار ہین اب یہان سے قدم بڑھانا دشوار لشکر لقا مقابلے مین اترا
ہے آپ لوگ رات ہی کو خبر لائیں مین انتظار مین جاگ رہا ہون کلباد عراقی و کلباد عراقی و جہتر ابو الفتح اصفہانی
و عمران ختطائی و یزک ختطائی وغیرہ چالیس پچاس عیار براے خبر علم شاہ نامدار بانہاے عیاری
سے آراستہ ہوکر چلے دوسرا مقدمہ راز و نیاز ناظرین پر واضح ہو کہ جس وقت سے لڑائی کا ذکر تحریر ہوا
جواہر بن عمرو کا حال نہ معلوم ہوا کہ کہان گیا نائب خواجہ عمرو و جہتر والا گہر عیار طرار قرابہ خنجر گزار
یہ کیونکر عرض کرون کہ جان بچاکر بھاگ گیا یقین کامل ہے کسی کار ضروری مین مصروف ہو بلکہ عیاری
کرنے کا وقوف ہو ناظرین پر واضح ہوگا اِس مقام پر تحریر کرنا مناسب وقت نہین ہرچند کہ نیازمند نے
کتاب تحریر کی مگر کتاب کو قاعدۂ اشتیاق سے معمور کردیا کتاب نادر کو عیاریہاے لطیف سے بھر دیا پس
ملحوظ رہے کہ جواہر کا ذکر آئیگا جب سرہنگ مغرور سے رخصت ہوا طرف خیمہ ملکہ کے چلا مغرور
آتشبار پھر گھبراکر خیمے سے نکل آیا پکار کر کہا کہ ابا جان ٹھہر جائیے دیکھیے مین لباس تبدیل کر آیا سرہنگ
نے پلٹ کر دیکھا مغرور آتشبار دولھا بنکر نکلا ہے سیہ رو نے ڈاڑھی مین وسمہ لگایا مہندی بھی جلدی
جلدی ہاتھون مین مل لی تاج سر پر قباے اطلس آسمین گوٹہ پٹھہ لگا ہوا بڑے آن بان سے کنٹھے
یاقوت احمر کے موتیون کے مالے پہنکر نکلے ہین ایک رومال منھ پر رکھے ہوئے خدمتگار پشت پر چنگیر مین
پھولونکا گہنا لیے ہوئے ساتھ ایک کے ہاتھ مین سہرہ زرتار کا پھولون کی بدھیان عطر کی شیشیان
سرہنگ دیکھ کے شرما گیا مگر خوشی یہ ہے کہ انکا خسر کہلاؤنگا کہا اچھا بیٹا تم بھی ساتھ چلو اپنی
دولھن کو سمجھانا تم سے پردہ کیا ہے مغرور بھی ساتھ چلا گیا آگے آگے سرہنگ عقب مین میان مغرور
خدمتگار دور دور مصاحبون نے مبارکباد کہی مغرور نے ہین ہین کرکے سب کو سلام کیا کہا آپ سب
صاحبون کی عنایت دو چار ظریف شاعران لطیف بھی ساتھ مین پھبتیان کہہ رہے ہین کوئی کہتا ہے ناچ

کیا خوشنما ہے ایک کہتا ہے ہمارا آقا کیا خوب دولھا بنا ہے ایک کہتا ہے جلد امید بر آئی نانا نواسی کو گود مین اٹھا لاے بعضے کہتے ہین کیا اتفاق ہین دولھا کا باپ قرمساق ہے کس طرح دولھا میان جاتے ہین کنجڑے کبڑیون کو حجاب آتے ہین جب قریب خیمۂ ملکہ صنوبر قد یہ سب بجیا پہونچے سرہنگ نے چاہا اندر جاے مغرور آتشبار نے کہا سنیے کچھ آواز آتی ہے حقیقت مین جسوقت سے خیمے پر لاڑہا مغرور کا پہرا ہوا ملکہ صنوبر قد انتہا کی بیقرار کنیزین خوف کے مارے بھاگ گئین جان بچا کر جا بجا چھپین یکہ وتنہا برج خیمہ مین وہ ماہ تابان یعنی ملکہ صنوبر قد حیران وپریشان مضطر وششدر بلک بلک کے رو رہی ہے کنیزون کے نام لیکر پکار رہی ہے کہ صاحبو تم کیون جدا ہوئین جو گذرتی ہماری جان پر گذرتی افسوس ہے اسوقت مین تمنے بھی ساتھ چھوڑا دیکھیے ہمارا جنازہ کون اٹھائیگا سوے صاحبقران کے اگر کوئی ہمکو ہاتھ لگائیگا ہمکو مردہ پائیگا بہت پچھتائیگا اس خوشی مین اس خیمے کو پڑھ رہی ہے خمسہ

تجھسا بیکس کوئی پھر ہوگا بھلا میرے بعد — جسکا دل یون ہو غم ودرد کی جا میرے بعد
دیکھ لینا یہ تم اے اہل وفا میرے بعد — بیکسی ہی نے نہ دنیا کو تجا میرے بعد
غم بھی مرقد پہ مرے بیٹھ رہا میرے بعد

وقت آباد جہان چھوڑ گیا جب مجنون — رونق سلسلۂ عشق ہوا مین مخزون
قصد ہے مین تو سوے ملک عدم راہی ہون — تیز رکھنا سر ہر خار کو اے دشت جنون
شاید آجاے کوئی آبلہ پا میرے بعد

درد مندان محبت کا عجب عالم ہے — سمجھے یہ راز وہی عشق سے جو محرم ہے
کیا کہون نزع مین کیون چشم مری پرنم ہے — اپنے مرنے کا مجھے غم نہین پر یہ غم ہے
کون ہوگا ہدف تیر بلا میرے بعد

عالم عشق مین یکسان ہے فنا اور بقا — ہے جو ہستی مین بہم ربط وہی بعد فنا
عشق وہ شے ہے کہ دکھلاے جو اعجاز اپنا — کیا عجب مرقد لیلی سے جو نکلے یہ صدا
میرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

طبع مایوس تھی گلشن کی ہوا سے میری — گشت گلزار کی خواہش تھی خدا سے میری
نہ کھلا باب اثر آہ رسا سے میری — مین نے زندان مین دی جان بلا سے میری
باغ عالم مین رہی گو کہ قضا میرے بعد

اے غم ودرد رہو تم مرے دل مین ساکن — ہون جدا تجسے مین اللہ نہ دکھلاے وہ دن

ایکدن بھی نہین ہو مرے دلکو تم بن — اتنو کرتے ہو بہت لطف و کرم تم لیکن

بھول جانا نہ مجھے بہر خدا میرے بعد

خوبرویون سے ہی کچھ جی کا لگانا ہی خطا — چاہیے یہ کہ نہ لے کوئی کبھی نام وفا
جائے عبرت ہی کہ جی جسکے لیے مین نے دیا — بسکہ باعث تھا مین اُس شوخ کی بدنامی کا

سجدۂ شکر ادا اُسنے کیا میرے بعد

زندگی مین نے وفا ہی مین بسر کی پیارے — لی خبر تم نے نہ مجھ خستہ جگر کی پیارے
حال پر میرے نہ گو آج نظر کی پیارے — جیتے جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیارے

یاد آئیگی تمھین میری وفا میرے بعد

ضبط گریہ کا نہین بسکہ مجھے ایک نفس — ابر ہر لحظہ مری چشم کا جاتا ہی برس
گلشن دہر مری ذات سے شاداب ہی بس — اُٹھ گیا مین جو جہان گذران سے تو ہوس

خاک چھانیگی بہت باد صبا میرے بعد

یہ اشعار پڑھکر ملکہ رو رہی تھی سرہنگ و مغرور کے کان مین یہ آواز آئی سرہنگ نے مغرور سے کہا آپ ذرا ٹھہر جائیے دیکھیے وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان واسطے صاحبقران کے رو رہی ہی اشعار مضمون فراق پڑھتی ہی مغرور دو ولھا بنے ہوے دروازے پر ٹہلنے لگے سرہنگ بلا تکلف اندر خیمے کے آیا دیکھا ملکہ صنوبر قد آنکھین سرخ موے سر سراسر پریشان بصورت آئینہ حیران فرش خاک پر بیٹھی رو رہی ہی باپ کو دیکھکے آنسو پونچھ ڈالے خوف سے کانپنے لگی جھک کر سلام کیا سرہنگ نے سر سینے سے لگا لیا کہا اے نور نظر جو کچھ تمنے کیا وہ مقدمہ گذر گیا ہم سمجھے کنیزون نے تمکو بہکا کے اس حال کو پہونچایا حمزہ بیچارہ کیا ہی مین نے ایسا عمدہ شوہر تمھارے واسطے تجویز کیا مصاحب شہنشاہ ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا جس نے چشم زدن مین حمزہ کو گرفتار کر لیا لڑائی مین علم شاہ و قاسم ایسے نوجوان کو بیکار کر دیا سب مثل مردے کے بیہوش پڑے ہین وہ بیچارہ خود دولھا بنکر آیا ہی اشتیاق مین تمھاری ملاقات کے در خیمہ پر ٹہل رہا ہی اول تو حمزہ مسلمان غیر کفو غیر ملت غیر مذہب دشمن افراسیاب علاوہ ازین چار پہر اُسکی حیات مین باقی ہین صبح کو بذلت و رسوائی قتل ہو جائیگا بعزت و آبرو تمکو طلسم ہوش ربا مین لیجائیگا سحر سکھائے گا مصاحبان افراسیاب مین نام لکھا جائیگا صحبت مین ملکہ حیرت جادو کی رہوگی زیور جواہرات کا ملیگا افراسیاب ایک شہر کا حاکم کر دیگا وہان مہرخ و بہار کو قتل کرنا شہنشاہ خوش ہونگے اسطرح سمجھا کے جو سرہنگ نے بیٹی سے کہا صنوبر قد باپ کے گلے سے لپٹ کر رونے لگی کہا مین حیران ہون کہ یہان تک

کیونکر آئی لونڈیان سمجھا کے یہان تک نکال لائین کہتی تھین کسی شہر مین چلیے وہان ایک کمرہ کرایہ کو لینگے اُسپر ہم آپ بیٹھین گے بڑے بڑے امیر بادشاہزادے آپکے جمال کے مشتاق رہینگے ایک ایک آشنا ہم لوگ بھی کرلین گے ناچ گانا سیکھین گے جس محفل مین مجرا کرنے جائینگے لاکھون روپے بیل بٹے مین پائینگے حضور مین کمبخت بد نصیب اُسکے مطلب کو نہ سمجھی یہان لاکر پسر حمزہ کے حوالے کیا وہ نگوڑا مجھکو گھور گھور کے دیکھتا تھا بڑی خیر ہوئی کہ آپ آگئے ورنہ نہین معلوم کیا کرتا حمزہ سے مجھے کیا کام آپ جو حکم دیتے مجھے بین بجالاؤن لیکن آپ خفا نہون تو ایک بات کہون ذرا ایک نگاہ اپنے دولھا کو دیکھ لون صورت اچھی ہو اگر صورت بھی بُری ہو تو روپیہ والا ہو سرہنگ نے کہا بیٹیا بادشاہ ہے صورت مین بھی حسین ہے سن دوا زیادہ ہے آؤ تم اپنی آنکھون سے دیکھ لو بڑی بات یہ ہے کہ تمھارے نام پر مرتا ہے جواہرات کے صندوقچے ابھی سے ساتھ لایا ہے تمھاری خدمت مین پیشکش کرے گا بڑے مرتبے حاصل ہونگے یہ کہکے ہاتھ تھاما خیمے مین روزن کیا کہا دیکھو بیٹیا دولھا بنا کھڑا ہے جیسے ہی ملکہ صنوبر قد کی سراپا پر مغرور کے نگاہ پڑی سرہنگ نے دیکھا ماری پسینے پسینے ہوگئی شرما کے سر جھکا لیا سرہنگ نے کہا کہو بیٹیا پسند کیا صنوبر نے کچھ جواب دیا سرہنگ خوشی خوشی باہر آیا کہا حضور دیکھیے مفصل حال کہتا کنیزین اسکو بہکا کے نکال لائین حرامزادیون نے یہ تجویز کیا تھا کہ کمرے پر بٹھائین گے شفتالین ناکہ بنکر بیٹھین مین نے آپکا جمال آفتاب مثال دکھلایا پسینے پسینے ہوگئی حضور کیا کہون مین تو جانتا ہون آپ پر عاشق ہوگئی اب مین نے سب طرح سمجھا دیا تشریف لیجائیے ہم خوب جانتے ہین میان بی بی ایک ہو جائینگے ہم بیچ والون کو کون پوچھے گا حضور ہمسے وعدہ پختہ کرلیجیے منصب جاگیر ملے یہ جانبازی جھوٹ جائے جب کسی کو لوٹنے جاتے ہین جان پر بنتی ہے روپیہ بڑی مشکل سے دیتے ہین لڑائیان پڑتی ہین تب لوٹ کے لاتے ہین مغرور نے کہا ابا جان آپنے ایسی چیز مجھکو دی بھلا مین آپ کو بھولونگا عمر بھر تابعداری کرونگا ملک مال سب آپ پر نثار ہے اب حضور باہر ٹھہرین مین اندر جاتا ہون بلکہ آپ اپنی بارگاہ مین چلیے مین صبح کو حاضر ہونگا سرہنگ تو روانہ ہوا چند مصاحب برائے حفاظت دروازے پر ٹھہرے مغرور پھولا ہوا ہار پھول بہت سے ہاتھ مین لیے ہوئے اندر بارگاہ کے آیا بیچ خیمہ مین اُس ماہ تابان کو دیکھا سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے کنکھیون سے دیکھ رہی تھی مغرور کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی برائے تسلیم مثل ہلال شب اول خم ہوئی زبان سے کچھ نہ کہا مسند کی جانب اشارہ کیا مغرور مر گیا چاہا لپٹ جاؤن گلے مین ہاتھ ڈال دون ملکہ ہٹ کر بیٹھی کہا دیکھو صاحب گنوارون کی حرکتین میرے ساتھ نہ کرنا مجھے یہ باتین نہین پسند آتین ابا جان سمجھا گئے ہین کچھ نہین کہہ سکتی سب طرح کا تمکو اختیار ہے مگر چھری تلے دم لو آدمی کی طرح بیٹھو مغرور مسند پر آکر بیٹھا باہر دوڑ کر گیا ملازمون سے

گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی طلب کین مصاحبون نے پوچھا کیسے حضور کیا معاملہ ہی مغرور نے کہا وہ
خود مرتی ہی مایۂ دولت کو دیکھکر بیقرار ہو گئی اب جاکے شراب پلا کے مطلب حاصل کرونگا تم سب قیدیون
سے ہوشیار رہنا میرے سحر مین مبتلا ہین سب بیہوش پڑے ہین میرے سوا کوئی ہوشیار نہین کرسکتا مایۂ دولت
اب صبح کو تشریف لائینگے جام بادۂ وصل سے سیراب ہونگے خوب مزے اُڑینگے نازنین حسین مہ جبین
غنچہ دہن پڑھی لکھی لئیق شفیق ہی کیا جوڑ ملی ہی ابھی کمسن الھڑپنے کے دن بیباک چست و چالاک جو
ناز کریگی مین اُٹھاؤنگا جان تک اپنی نثار کرونگا سب نے کہا حضور شکر یہ سامری و جمشید واجب لازم
ہی معشوق پریچہرہ دستیاب ہوئی مغرور نے کہا ایسا کار نمایان مین نے کیا جسکا معاوضہ یہ ملا اب مین
بادۂ محبت سے سرشار ہون وہ صورت دیکھی تیر مژگان تودۂ دل کو توڑ کر نکلگئے تابش آتش رخسار نے
کلیجے کو جلا دیا اب آپ سب صاحب اپنے اپنے مقام پر جائین رات کم باقی ہی مصاحب اپنے مقام پر گئے دو
گلابیان شراب کی ایک کشتی کباب کی مغرور لیکر اندر آیا ملکہ نے جو شراب دیکھی کھڑی ہوگئی ٹپے تڑے لیے
ایک طمانچہ مارا دُھیلے ہاتھ کا طمانچہ جو پڑا تڑاقے کی آواز ہوئی کہا کیون نگوڑے یہ شراب کیون لایا شراب
پی کر دھما چوکڑی مچائیگا ایسی باتین میرے ساتھ نہ کرنا مین تمھارے پاس نہ سوؤنگی تمھارے تیور برے معلوم
ہوتے ہین مین شراب نہ پیونگی نہ تمھین پینے دونگی اور طرح پر ہاتھ لگاؤگے تو اپنی جان اور تمھاری جان ایک
کردونگی سمجھے تیری بوٹیان کاٹ کر چیل کوؤن کو دونگی کمبخت میری جان لینے کا سامان کیا ہی خیال کرکے
دیکھ تیری نواسی معلوم ہوتی ہون یہ کہکے دونون گلابیان شراب کی چھین لین اپنے دامن کے نیچے چھپائین
مغرور ان حرکات پر مرگیا ہاتھ جوڑنے لگا کہا ملکہ مین تمھارا غلام ہون محبت مین بدنام ہون قدمبوسی تو
حاصل ہو ملکہ صنوبر قد نے کہا کہ اس حسرت مین تم ہمیشہ رہوگے جفائین سہوگے خبردار مجھکو ہاتھ نہ لگانا
قریب نہ آنا یہان تو عاشق و معشوق مین یہ باتین لیکن زہرہ باختری جب لڑائی سے پلٹا بارگاہ مین
آکر تیرا بختیارک نے چپکے سے کہا یا خداوند ابھی مجھکو ہرکارے نے خبر دی کل لشکر تو آپ نے یہان روک لیا
قاسم و علمشاہ وہان جاکر لڑے مغرور نے سب کو پکڑ لیا یقین ہی آپکے حکم کا مشتاق ہو راتہی کو یہان سے
کوچ کیجے مغرور سے لشکر مسلمانون کو قتل کرائیے اور مغرور کو ساتھ لیکر ان سب کو گرفتار کرائیے بڑا
خوف تو حمزہ کا ہی اگر حمزہ قتل ہوگیا کوئی مغرور کے ہاتھ سے نہ بچے گا لقا نے اُسی وقت کوچ کر دیا لشکر مین
گھر بندی ہوئی کہا چپکے چپکے نکل چلو اہل اسلام کو خبر نہونے پاوے ورنہ بادشاہ لشکر اسلام آکر سد راہ
ہونگے رات کو تلوار چلیگی مطلب دلی حاصل نہوگا تمام سیہ رو اُس شب تیرہ و تار مین طرف لشکر مغرور آتشبار
کے چلے عیاران اسلام برائے خبر نکلے تھے جنگل مین بھٹکتے پھرتے تھے اِن سب نے دیکھا لقا مع لشکر جاتا ہی

آپسمین کہا لو یار و غضب ہوا لشکر اسلام کو لقا دھوکا دے کر چلا جا کر مغرور آتشبار کو بھڑکائے گا
سنجتیارک آگ لگائیگا ایسا نہو صاحبقران کو قتل کر ڈالیں چلکر بادشاہ کو خبر کرنا واجب لازم ہی
رات پہر بھر پچھلی باقی ہی عیار پہنچے بادشاہ بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے تھے سرداروں کی زخم دوزی کرائی
ایک ایک کی خبر لے رہے تھے پٹیان مرہم سلیمانی کی زخمون پر چڑھائیں مشتاق تھے کہ دیکھیں ہرکارے
کیا خبر لیکر آتے ہین کہ گلبا د عراقی وغیرہ گھبرائے ہوئے آئے عرض کی ای شہنشاہ گیتی ستان لقا لشکر
کو تیار کر کے طرف لشکر مغرور کے گیا غلامون نے یہ بھی خبر پائی قاسم و علم شاہ کو مغرور نے سحر کر کے
پکڑ لیا صاحبقران بیشتر سے قید ہین ایسا نہو نجتیارک جا کے دشمنان صاحبقران کو قتل کرائے
بادشاہ سُنکر گھبرا گئے فرمایا کیا مشکل ہی سب سردار زخمدار بہت سے انمین ایسے ہین کہ پشت مرکب پر
سوار ہونے کے لائق نہین ہین لیکن ان سب کو خدا کے سپرد کیا یہ فرمایا اور اُٹھے پشت مرکب پہ سوار ہوئے
چند تاجدار چند سردار ساٹھ ستر ہزار جوان ہمراہ لے کر چلے لقا لشکر کو لیے جاتا ہی نجتیارک ترغیب
دے رہا ہی یا خداوند چلتے ہی مغرور سے فرمائیگا ہمنے تجکو طرۂ پیغمبری عطا کیا لیکن شب ہی کو تو صاحبقران
کو قتل کر ڈال جتنے سردار ساتھ ہین سب کو چلتے ہی تہ تیغ کیجیے لقا خوشی خوشی جاتا ہی اب صنوبر قد
کا حال سُنیے مغرور با تون پر مرا جاتا ہی صنوبر قد کے ناز و کرشمے کبھی مسکرانا کبھی ابرو پر بل آنا
کبھی دھول ماردی مغرور کا تاج گرا پھر آپ ہی تاج اُٹھا کر سر پر رکھا پتلے پتلے ہاتھ باندھ کے
عرض کی کیون نانا جان ناگوار تو نہین ہوا ایک دھول اور لگائین لو ایک تم بھی لگا لو بدلا ہو جائے
کبھی بال پکڑ لیے کہا کیون نانا جان داڑھی پکڑ کے لٹک جاؤن کل اسکو منڈوا ڈالنا ایسا نہو کوئی
بجھوا اسمین بیٹھا ہو گھاس پھوس کا کیا کام مغرور خوش ہوتا ہی کہتا ہی ملکہ خبردار شراب تو دو کہا
حرامزادے تو قسم کھا مجکو ہاتھ نہ لگانا مغرور بولا رات بہت کم باقی ہی اسوقت صنوبر قد نے
اپنے دست نگارین سے جام لبریز کیا کہا پی لے لیکن اسمین زہر ملا ہی خوشی مین آکر مغرور نے دونون
ہاتھ بڑھا دیے لبون سے لگا کے پینے لگا صنوبر قد نے کہا زہر ہار دیکھ مسخرے سم صاف صاف کہتے
کہنا ہمارا نہین مانتا کلیجہ کٹ کے نکلجائیگا مغرور خوشی مین آکر پی گیا پیتے ہی گھبرا گیا کہا ملکہ میرے کلیجہ
مین آگ لگ گئی شراب مین کیا تھا ملکہ نے کہا مین نے تو تبلا دیا ہارے شراب تو کشیدہ تھی ذرا اُٹھ کر ٹہل مغرور
گھبرا کر اُٹھا چاہا صحن بارگاہ مین جاؤن لڑکھڑا کے منہ کے بھل گرا ملکہ نے جھپٹ کر نعرہ کیا ادیکھا منہ عیار
نامور جواہر بن عمرو جب ہنگامہ لڑائی کا ہوا تھا تب رستے مین آکر ملکہ کو بیہوش کیا گوشے مین چھپا دیا
آپ بصورت صنوبر قد بیٹھ رہا تھا جانتا تھا کہ انجام یہی ہوگا سحر مین رستم کی رستمی کیا چلیگی مردو

گرفتار ہو جائینگے آخر یہ بچا میرے پاس ضرور آئیگا تب اُسکو مارونگا جھلایا ہوا تھا ضبط نہو سکا نیچہ مارا
مغرور کے دو ٹکڑے ہوئے شعلہ بھڑکے لاشہ تڑپا جواہر نعرہ کرتا ہوا باہر نکلا دیکھا ستارۂ سحری چمک چکا
ہے شہنشاہ زرین پوش مہر تابان کی آمد آمد بصد شد و مد شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی ہے فوج ثابت و
سیارگان مین تہلکہ تارے بھاگے جاتے ہین بعض جھلملاتے ہین جلاد فلک کو جوش و خروش تیر اعظم تیغ مہر
بردوش علمشاہ و قاسم کودتے ہی مغرور کے ہوش آیا گھوڑے کوتل پھر رہے تھے فوراً اُنپر سوار ہوئے
لشکر کفار پر جا پڑے جواہر بن عمرو ایک جادوگر کی شکل بنکر طرف قید خانے کے دوڑا جب
قریب قید خانے کے آیا جہان صاحبقران قید ہین نگہبانون نے پوچھا میان ساحر صاحب
خیر تو ہے جواہر نے کہا اندھے ہو تمھین کیا سوجھتا ہے دیکھو آگ برس رہی ہے فرزندان حمزہ کو ہوش آگیا
شاید کسی نے ہمارے افسر کو مارا مین جاکر حمزہ کو قتل کر ڈالون یہ کہکے قید خانے مین گھسا صاحبقران
سرنگون بیٹھے تھے مغرور کے مرتے ہی ہوش درست ہوگئے جواہر نے آتے ہی ہتھکڑی پر نیچہ مارا کہا حضور جلدی
اُٹھیے مین نے مغرور کو مارا قاسم و علمشاہ لڑ رہے ہین ساحرون کا بلوہ ہوگا صاحبقران نے
اُٹھتے اُٹھتے قید کو توڑا ممتاز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین و مقبل وفادار بھی اپنے اپنے
مقام سے اُٹھے یہ سب اُسی بچا کے سحر مین مبتلا تھے بیرون قید خانہ آئے ساحرون نے جو صاحبقران
کو آتے دیکھا لینا لینا کہکر اُٹھے گولے ترنج تاریج چلنے لگے صاحبقران نے ایک ساحر کو مارکر تلوار لی
ممتاز نے دو چار کو چیر کے پھینکدیا پھر امیر نے کئی ساحر مارے مقبل سہم کر گوشے مین آیا کمان کیانی
دوش سے اُتاری خطاکارون پر تیرون کی بوچھار کردی لیکن میان سرہنگ مغرور کو خیمے مین پہونچاکر
اپنی بارگاہ مین آکر بیٹھے سردارون نے پوچھا کیون حضور ملکہ نے مغرور کو قبول کیا سرہنگ نے کہا ایسا
ساحر زبردست افراسیاب کا مصاحب کیونکر نہ قبول کرتی بھائی وہ تو دیکھتے ہی عاشق ہوگئی عاشق
و معشوق ایک جگہ بیٹھے ہونگے راز و نیاز کی باتین ہو رہی ہونگی ساتھ والون نے شرما کے سر جھکا لیے آپسمین
اشارے کرتے ہین کیا بیغیرت ہے ہم تو جانتے تھے بہادر قزاق ہے لیکن حال کھلا یہ تو قرمساق ہے کیا خوشی
خوشی ساتھ لے کر گیا اب کیا پھولے بیٹھے ہین کیا اچھی بات بیان کر رہے ہین ایک نے کہا ہم تو اسکی رفاقت
چھوڑ دینگے ہم سپاہی کے طرفدار ہین مکار غدار نہین ہین اُنھون نے دھرم سپاہگری کا ڈبو دیا آبرو کو
کھو دیا سرہنگ کہہ رہا ہے بھائیو اب اپنے داماد سے کہکے تم سب کو جادو سحر تعلیم کراؤنگا بڑا مرتبہ پاؤنگا یکایک
نعرۂ صاحبقران کی آواز آئی زمین تھرائی گھبرا کے باہر نکل آیا دیکھا وہ خیمہ جل رہا ہے علمشاہ و قاسم
سرگرم جنگ دریائے جرأت کے نہنگ ایک طرف صاحبقران لڑ رہے ہین ہنگامہ گیر و دار بلند ساحرون نے

جو یہ ہنگامہ دیکھا گھبرا کے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے آواز کان مین آئی کشتی مرا نام من مغرور آتشپار بود ہوش حواس اُڑ گئے غل مچاتے ہوئے اُٹھے ارے یارو ہمارے آقا کو کس نے مارا یہ کیسی آواز دردناک آتی ہی دیکھا تلوار برسنے لگی وہ جو سب بیہوش پڑے تھے تلوارین کھینچکر اُٹھے ہین دریائے خون بہا رہے ہین نعرے پر نعرے بلند ہین صرصرِ سنگ کوہی پیٹتا ہوا دوڑا کہتا ہوا یارو میرے دادا کو کسنے مارا دم بھر مین کیا قیامت برپا ہوگئی بنی ہوئی سلطنت بگڑ گئی اُسی کیسہ بریدہ نے مارا جاکر سر کاٹ لونگا ایسا دادا صاحب اختیار کہان پاؤنگا قزاق نے کہا اے پہلوان آپ یہ کیا بیہودہ باتین کرتے ہین دادا دادا کہتے آپ کو شرم نہین آتی اچھا ہوا حرامزادہ مارا گیا ساحرکا غدار سپاہیون کا دشمن ہم ابھی حمزہ سے لڑینگے آپ چوڑیان پہنکر کنارے بیٹھے بیٹی کو لیکر بھاگ جائیے صرصرِ سنگ قزاق رو رہا ہے کہ یارو جسکا گھر بنکر بگڑ جائے اُسکے دل سے پوچھو تم بے درد کیا جانو بہ قول میر یار علی جان صاحب شعر جسپہ بیتی ہو وہ کیا جانے ہنسی ہی بیدرد کی بلا جانے قزاق ہنسنے لیکن تلوارین کھینچکر جا پڑے ساحر بھی گھبرائے ہوئے لڑ رہے ہین لیکن حیران کہ یکایک یہ کیا ہوا ہمارے افسر کو کس نے مار لیا انکے سحر سے زمین ہل جاتی ہے کبھی قاسم گرے کبھی علم شاہ بد حواس ہوئے اہالیان فوج مضطر و پریشان لیکن صاحبقران اسم اعظم پڑھکر ساحرون کو قتل کر رہے ہین عین گرمی جنگ ہے کہ صحرا سے گرد اُڑی زمرد شاہ باختری تخت پر سوار پشت پر فوج بیشمار تختیارک خواصی مین دور سے جو سنے صدائے ہا ہو سُنی جادوگرون کے مرنے کی آوازین آئین کہا لو خداوند تمھاری تقدیر الٹ گئی صاف معلوم ہوتا ہے رات کو عیاری ہوئی مغرور مارا گیا مگر ابھی ساحر موجود ہین جلد چلکر شریک ہو جیسے ساحرون کو لڑوائیے کیا عجب ہے فتح نصیب ہو لقا نے وہین سے نعرہ کیا اے ساحرو نہ گھبرانا قدرت آپہونچے نوے ہزار برس پیشتر تقدیر کی تھی کہ مغرور کو غرور تھا اُسکو جہنم مین بھیجین گے تمھارے ہاتھ سے لڑائی فتح کرادینگے یہ کہکے کل فوج کو حکم دیا ہان صاحبو حمزہ کو مار لو ساحرون نے جو لقا کو دیکھا یا تو جمال کے مشتاق تھے یا صورت نحس کو دیکھکر ہنسنے لگے ایک نے کہا یہ تو پُرانا ریچھ ہے ایک نے کہا غول بیابان ذلت و رسوائی ہے ایک نے کہا بھائی یہ مثال ہمکو بہت بھائی ہے قد اسکا ساٹھ ہاتھ کا لٹھا ہے ایک نے کہا اُلو کا پٹھا ہے پھبتیان لقا پر ہونے لگین لیکن لشکر لقا بیحد و بے انتہا بھگیلے سبحان و باختر کے اول گیدڑ بھبکیان بہت بتاتے ہین بڑے زور و شور سے آتے ہین یہ بھی دیکھا کہ ساحر معین و مددگار ہین اہل اسلام چند سردار ہین علم شاہ و قاسم سحر ساحران سے بیکار اُس حال زار مین مصروف کارزار صاحبقران آمد فوج لقا دیکھکر پریشان ہوئے ممتاز کوہی سے کہا اے برادر اب بلوۂ عظیم ہے خدا شر سے اُنکے ہم سبھون کو بچائے علم شاہ و قاسم زخمی ہو چکے ہین ساتھ والے لڑ رہے ہین اس بلوے کو خدا سنبھالے یہ فرماکر پشت اشقر پر بیٹری جمائی دریائے فوج مین

غوطہ مارا اگر ملاحظہ کیا ایک جانب ممتاز کوہی گھر گیا بہرام پر لاکھون جا پڑے مقبل زرخمدار
علم شاہ و قاسم سحر ساحران سے مضطر و بیقرار صاحبقران کبھی اسم اعظم پڑھتے ہین علم شاہ و
قاسم کو بچاتے ہین تلوار کھینچکر سمت لشکر لقا جاتے ہین اس کشاکش مین صاحبقران بھی زخمی ہوئے
عالم یاس مین طرف آسمان کے دیکھا علم شاہ و قاسم نوجوان کے واسطے بیقراری مین بے اختیار پکار اٹھے نظم

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک ۔ بہ آستان تو دارند میل دربانی
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی ۔ چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن

تڑپکے صاحبقران نے دعا کی صحرا سے گرد اڑتی دیکھا بادشاہ حجاج مع لشکر
و سپاہ ایک جانب تاجدار جلیل ایک جانب سردار زرخمدار لیکن ہمراہ شہنشاہ گیتی ستان چلے آتے ہین بادشاہ
نے جو یہ بلوہ دیکھا مرکب خنگ سیاہ قیطاس کو بڑھایا نعرہ کیا فوج لقا پر جا پڑے لندھور و مالک و
جمہور جان سوز و طوس بہادر شہنشاہ تبرزن و رستم سرزمین مغرب فرامرز عاد مغربی ایک جانب
سے نور الدہر بن بدیع الزمان و داراب کشورکشا و صفدر صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغزن خورشید بن
ہاشم و شاہزادہ اسفندیار شاہ گیلانی و چوگان بن حمزہ و شاہزادہ شیرافگن فرزندان حمزہ صف شکن
تلوارین کھینچکر لشکر لقا پر جا پڑے اتبو لقا نے دانت نکالدئے پکار اٹھا بندگان من دیدی قدرت مرا من چہ تقدیر
کردہ ام بادشاہ حجاج لقا کو تاکے ہوئے آتے ہین صاحبقران ساحرون پر جا پڑے مجمع ساحران ہین جب لڑے اسم اعظم
پڑھتے جاتے ہین کہ ادھر سے سرہنگ فراق پکارتا ہوا ارے بھائی جادوگر و حمزہ کو پکڑ لو تمھارے
آقا کا رقیب ہی میری بیٹی کو زبردستی قبضے مین کر لیا تم لڑ بھڑ کر اسکو چھین لو جو بڑا افسر ہوا اور ساحر
نامور ہو اُسی کے ساتھ شادی کر دونگا یہ جو صاحبقران نے سُنا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا للکا
او نامرد ازلی و ابدی کیا بیہودہ بکتا ہی تجکو شرم نہین آتی بیٹی کا نام سر بازار لیتا ہی سرہنگ نے جو
صاحبقران کو آتے ہوئے دیکھا کہ تیغۂ برق مثال ہاتھ مین سر برہنہ لیکن سیکڑون افسر قتل کیے ساحرون
مین کھلبلی پڑی بھاگتے پھرتے ہین بعض گھبرا کر منہ کے بل گرتے ہین چاہا بھاگ جاؤن اس شیر کا مقابلہ
نہ کرون صاحبقران کب چھوڑتے ہین اشقر کو کوڑا کیا گھوڑا طرارہ بھر کے سامنے آیا سرہنگ فراق
نے جب ملک الموت کو قریب پایا ہاتھ تلوار کا مارا صاحبقران کو انتہا کا غصہ تھا تلوار اُسکی تیغۂ
عقرب سلیمانی پر گا نٹھی وار اُس بیحیا کا رو کیا بقہر و غضب آواز دی او بیحیا شعر تو ضربے زدی
ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ گھوڑا گینڈے سے ملا دیا تلوار کا وار کیا سرہنگ
نے گھبرا کر سپر کو چہرے کی پناہ کی تیغہ برق تاب چمک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے تلوار سر پر گری یا تو قبۂ
سپر پر چمکی تھی یا زیر تنگ پہونچی زمین کو تلوار نے بوسہ دیا سرہنگ فراق مع گینڈے چار ٹکڑے

ہوا کو ہیون مین بھگدر ہوئی ساحرون نے تلاش کرکے لاش مغرور کی اُٹھائی روتے پیٹتے خاک اُڑاتے طرف طلسم ہوش رُبا کے بھاگے صاحبقران نے بڑھ کر علم فوج کا فوران قلم کیا بادشاہ لڑتے ہوے قریب لقا کے پہونچے لقا نے غل مچایا یارو اس بندۂ خاطی کو لینا قدرت کے ساتھ بے ادبی کرتا ہی قدرت رحمدلی سے مجبور ورنہ سنگ سیاہ کردیتے لیکن بادشاہ جمجاہ سرداران لقا کو زخمی کرتے ہوے قریب لقا کے پہونچے لقا نے تیغہ مارا بادشاہ نے تیغہ قمقام پر روکا غم بجھاوے سے ہاتھ نکالکر خبردار کہکے ہاتھ مارا لقا کا سر زخمی ہوا پکارا یارو دوڑو فرق قدرت شگافتہ ہوا اگر خون قدرت کا زمین پر گریگا قیامت آجائیگی سب جل جاؤگے سنجانی باختری بیچ مین ٹوٹ پڑے کئی ہزار کا فرمارے گئے مگر لقا کو بچا لیا ہوا دار پر ڈال لیا فرار پر قرار کیا اہل اسلام مارتے ہوے چلے لشکر لقا بھاگا جاتا ہی سلیمان عنبر بیچ مے کوہی سر پیٹ رہا ہی ارے یارو تھم کر لڑو مسلمان بے ادبی کررہے ہین قدرت الہی تقدیر مین خلاف کردیتے ہین کچھ بن نہین پڑتا یہ جوش جرأت مین اکثر پلٹ پڑتا ہی تھم کے لڑا مگر لاکھون بھاگے جاتے ہین سلیمان عنبر بن موے کوہی بدحواس کہ سامنے سے لڑتے بھڑتے رستم پیلتن پہونچے دیکھا سلیمان کوہیون کو لیے ہوے لڑ رہا ہی رستم نعرہ کرکے جا پڑا سلیمان نے ہاتھ مارا تیغہ لنگر دار جوان طاقت دار رستم کا سر زخمی ہوا لیکن زخم کھاکے شیر ببر تیغہ کپتان فرنگی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا ساعت سوسن کا تیغہ دست زبردست سے رستم نے ہاتھ لگایا سلیمان نے سپر فولادی سامنے کی لیکن سپر فولادی کشتی خود کو کاٹ کر تیغہ تا دو ابرو پہونچا سلیمان نے دستانہ مارا تیغہ جھٹکا کر نکلا رستم نے چاہا دوسرا ہاتھ مارون سر اس خود سر کا کاٹ لون بیچ مین ناصر کوہی و عنصر کوہی تلوارین علم کرکے جا پڑے سلیمان کو ہٹایا قاسم نے آکر ناصر کوہی کو زخمی کیا عنصر کو لندھور نے اٹھایا کوہی ٹوٹ پڑے عنصر چھوٹ کر زمین پر گرا کوہیان نے گود مین لیا اب لشکر لقا کو شکست فاش ہوئی جان بچانے کی تلاش ہوئی سر برپا نون رکھ کے بھاگے اہل اسلام پیچھا کیے ہوئے جاتے ہین بختیارک نے دیکھا اب باغ بینا قریب ہی لیکن آج مسلمانون کو بڑا غصہ ہی ایک زندہ نہ بچے گا حکم دیا طبل بازگشت بجوا دیا لشکر علیحدہ ہوے صاحبقران نے اپنے زخمیون کو اُٹھوایا فتح و فیروزی داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے زخمیون کے علاج ہونے لگے لقا بارگاہ مین آکر بیہوش ہوگیا بعد عرصہ دراز ہوشیار ہوا گھبرا کر کہا قلم دوات لاؤ برائے افراسیاب خانہ خراب نامہ لکھو قہر و غضب قدرت تحریر ہوا و بندہ گنہگار ایسے نالایقون کو بھیجتا ہی مغرور نام کنندۂ جہنم قدرت نے اسکو ہاتھ سے مسلمانون کے قتل کرا ڈالا جلد کسی ساحر معقول کو بھیج ورنہ طلسم کو تیرے درہم و برہم کردونگا عمرو کے ہاتھ سے سب کو قتل کراؤنگا خود

نہیں برائے قدمبوسی آتا آج کل قدرت کو بڑا غصہ ہے خوب ثابت ہوا کہ تو بے ادب ہے بہت کچھ واہیات لکھوایا نامہ ملفوف کیا طرف ہوشربا کے روانہ کیا بیان صاحبقران زمان نے بعد کئی دن کے ملکہ صنوبر قد سے عقد کیا مصروف عیش و نشاط ہوئے ان دونوں لشکروں کے حال وقت پر تحریر ہونگے

دو کلمۂ داستان حیرت بیان لشکر مہرخ و لشکر ملکہ حیرت و آمد ملکہ حسین سحر ساز دختر ملکہ صنعت سحر ساز و حالات جنگ ملکہ حسین مہ جبین لائق ملاحظہ ناظرین ساقی نامہ

ساقی دریا دلی عیاں کر
کشتی مے ناب کی رواں کر

ہو آب شراب میں کچھ برق
قلقل کی صدا ہو خندہ برق

ہو جوش یہ بحر ساغر مل
کشتی شراب کا بندھے پل

ہر چیز نگاہ میں ہری ہو
مٹکے کو کدو سے ہمسری ہو

طوطی مرغ کباب بنجائے
طاؤس بط شراب بنجائے

ہے ابر بہار بر سر جوش
بادل سے فلک ہے بادلہ پوش

خنجر ہے دوش ابر ہے برق
بجلی ہے گوش ابر ہے برق

کالے بادل گرج رہے ہیں
نقارۂ ابر بج رہے ہیں

بادل جو جھڑی لگا رہے ہیں
اشجار کھڑی لگا رہے ہیں

گردون پہ قلزم زمین ہے
ساحل کا کہیں نشان نہیں ہے

دریاؤں کے پاٹ بڑھ گئے ہیں
گردون پہ حباب چڑھ گئے ہیں

اس درجہ ہے آب کی روانی
فوارے اچھل رہے ہیں پانی

خشکی کہیں نام کو نہیں ہے
پانی کے نیچے فلک زمین ہے

مینڈھے پانی میں چل رہے ہیں
مینڈھکی طرح اچھل رہے ہیں

رکھتی نہیں خاک پر سوا پاؤن
ملتی نہیں دھوپ کی کہیں چھاؤن

سورج کا پتہ نہیں جہان میں
گر ہے تو شراب کی دکان میں

حیرت ہے کہ ماہ شب کہاں ہے
کیا جام شراب ارغوان ہے

لوگون کو نہ دھوپ پر یقین ہے
مندر کے سوا کہیں نہیں ہے

ہے مطلع مہر مطلع ابر
عاشق کو کیا جنون نے بے صبر

سبزے سے رخ صنم زمین ہے
ہر سو فرش زمردین ہے

بجلی کی چمک شراب دکھلائے
صافی صفت سحاب دکھلائے

بادل کی گرج سنائیں میخوار
واعظ یہ ہو پھبتیوں کی بوچھار

کیفیت سحر ایاغ دکھلائے
نشہ تجھے سبز باغ دکھلائے

خم سے مے سبز رنگ نکلے
صہبا کے سبو سے بھنگ نکلے

برسات کا آ گیا ہے موسم
عالم میں بہار کا ہے عالم

گھنگھور گھٹائیں چھا رہی ہیں
زلفوں کا سماں دکھا رہی ہیں

جنبش کا یہ ہے نیشتر باد
ہر رگ ابر تر ہے فصاد

ہر سمت لپک رہا ہے کوندا
پیاسا ابر تر ہے اوندھا

تلوار کا باڑھ پر ہے پانی
باغوں میں کمر کمر ہے پانی

تارے کدو کنول بنے ہیں
پھل تیغ دو دم کے پھل رہے ہیں

قطرے سے یم رواں دون ہے
دریا کا حباب پر گمان ہے

موجیں گرداب میں نظر ہیں
کشتی کی طرح ہیں پل بھنور میں

ہیں بلبل و کبک ماہی آب
مرغ آبی بنے ہیں سرخاب

بارش کا ہوا ہے طول قصہ
خشکی ہے جہان میں ایک حصہ

کھلتا نہیں چاندنی کہاں ہے
غائب ہے کہ عرش پر مکان ہے

گم دہر میں مہر کی کرن ہے
گر ہے بھی تو ساز پیرہن ہے

زینت تو نہیں بنا سپہر کی
رونق تو نہیں بنا ہے سر کی

چمکا کرتی ہے روز و شب برق
باقی نہیں صبح و شام میں فرق

ہر چیز ہری نگاہ میں ہے
گمراہوں کا خضر راہ میں ہے

شاخ مرجان سمن کی ہے شاخ
شاخ نرگس ہرن کی ہے شاخ

ہم صورت خضر باغبان ہین
رخ پر خط یار بنکے نکلا
کوئل کو کی پپیہے بولے
گل مارے خوشی کے پھولتے ہین
عشاق کو ہجر کی نہین تاب
کی بارش ابر نے خرابی
اشکون سے ہوئے ہین باغ دریا
بجلی کی کڑک سر آہ مین ہی
بس اے افق حقیر بس کر
رخ ابر کا فکر نے کیا زرد

ہر حوض مین سبز مچھلیان ہین
دریا مین سوار بنکے نکلا
بلبل کو شجر بنے ہنڈولے
غنچے شاخون پہ جھولتے ہین
چشمون کی طرح ہی چشم پر آب
مردم بنے مردمان آبی
آنکھون مین بسات ساتے ریا
برسات انکی نگاہ مین ہی
نیسان قلم کھلے برس کر
برسات کا دونگڑا ہوا گرد

سبزے کو ہوا جو دی نمو نے
زخم دل عاشقان ہرے ہین
ہر بیل انگور کی رسن ہی
سرخاب ملار گا رہے ہین
رونے پر ایسے ڈٹ گئے ہین
لاکھ ابر ہین ایک چشم تر ہین
پھٹتا نہین ابر اشکباری
کیا بات جو سیل اشک تھم جائے
مضمون کے بہائے خوب ریا
اشعار نے وہ تڑپ دکھائی

دکھلائے بہار کے نمونے
دل پھولونکے مثل پان ہرے ہین
تختہ ہر تختہ چمن ہی
گردون تک پینگ جا رہے ہین
پردے آنکھونکے پھٹ گئے ہین
مین سیکڑون بجلیان جگر مین
گرتی نہین برق بیقراری
ممکن نہین تنگ ابر جم جائے
کوزے مین سماے خوب ریا
بجلی نادم ہوئی سحابی

چہرہ حسینان گلبدن وگلعذاران غنچہ دہن غنچہ انجمن سامعان مین یون نغمہ سرا ہین یہ شعر سخن سنج وغواص دریاے ہوش پہ چنین ریخت گوہر ہا در گوش پہ جبکہ افراسیاب جادو نے لوح طلسمی سے فراغت پائی ایک ایک سے کہتا پھرتا ہی کہ لوح طلسمی مین نے توڑ ڈالی ٹکڑے اُسکے دریاے قلزم مین پھینکدیے مچھلیان اُس گوہر بے بہا کو نگل گئی ہونگی اب اُسکی ماہیت سے کون آگاہ ہوسکتا ہی حال کما ہی سے سبکو واقفیت نہین کون ایسا نہنگ دریاے جرأت ہوگا کہ اپنی جان دے تا بہ دریاے قلزم پہونچے اگر دستیاب بھی ہو توکس کام کی کیا طاقت ہی کہ جو لوح کو تلاش کرے حیرت جادو کو حکم ہوا مقابلہ مسلمانان مین لشکر جا کر اتار دو بدولت بھی کسی سردار زبردست کو براے تنبیہ ملکہ مہرخ وغیرہ روانہ کرینگے یا خود آکر اپنے نام پر طبل جنگی بجوائین گے ایک دن مین سب کا خاتمہ کردونگا یہان تمام اہل اسلام باغ زیور محل نشین سے رخصت پاکر آئے ہین بارگاہ مین سامان عیش ونشاط ہوگا مہتر قران کو بہت بھاری خلعت ملا آپس مین صلاحین ہورہی ہین کہ اب لوح کی کیا تدبیر ہو برق نے خبر دی حیرت جادو نے سر دربار بیٹھکر بمقدمہ لوح یہ جملہ بیان کیا باغبان قدرت نے یہ فرمایا افراسیاب کو سودا ہوا ہی لوح کو کوئی توڑ سکتا ہی لیکن ہان یہ خوب ثابت ہوا کہ کسی ایسے مقام محفوظ پر لوح کو اُسنے رکھا رسائی ہماری دشوار ہوگی لیکن بقوت الٰہی وبتائید فیوض ناتمنا ہی لوح طلسمی دستیاب ہوگی لیکن حقیقت مین خواجہ عمرو نے جو کار نمایان کیے یعنی بشکل حیرت جادو حال لوح طلسمی افراسیاب سے پوچھا اب افراسیاب ایسا دھوکا نہ کھائے گا اپنے ہمزاد سے بھی حال لوح طلسمی نہ کہے گا خواجہ عمرو نے اسد کو مطمئن کیا کہا بیٹا نہ گھبراؤ اپنا حال دل یاد کرو کہ تم بارہ ہزار

قزاق لیکر بر سر طلسم ہوش ربا چڑھ آئے وہ جوانان صف شکن بھی تھے راہ مین چھوٹے یکہ و تنہا تابہ شہر ناپرسان پہونچے اکیلے ہی صحراے حیرت مین قید ہوئے اب اسوقت عنایت پروردگار سے پچاس ملک بلکہ اس سے کچھ زیادہ تمھارے قبضۂ قدرت مین ہین فوج بیشمار سرداران نامدار ارکین طلسم ہوش ربا تمھارے شریک ہوئے اسقدر عظم و شان حاصل ہوا کہ یکایک افراسیاب بھی نہین مٹا سکتا وہ مالک بے نیاز رب کارساز یہ بھی سامان مہیا کر دیگا دامن مراد گلہاے آرزو سے بھر دیگا بیان تو یہ ذکر ہی اسد غازی کو جو بیقرار دیکھا سرداران نامور نے تسکین دی لیکن حیرت جادو آکر داخل بارگاہ ہوئی مصور جادو نے حیرت سے کہا ہمارے نام پر طبل جنگی بجواؤ تصویرین تیار کرتا ہون ایکہی دن مین سب کا خاتمہ کردونگا حیرت جادو نے کہا مرشدزادے آپ باعث برکت صحبت ہین سامری جمشید کے نواسے دشمنون کے خون کے پیاسے مگر آپکی دعا کافی ہی شہنشاہ فرما چکے ہین کہ مقابلہ مہرخ وغیرہ مین اُمرا ابھی طبل جنگ نہ بجوانا کسی ساحر زبردست کو روانہ کرینگے وہ ایکدن مین سب کو گرفتار کریگا لونڈی غلامون کی کیا حقیقت ہی بحکم سامری جمشید سب کچھ ہوسکتا ہی ابھی اشارہ کردون طنابین آسمان کی زمین پر کھینچ دون دیکھا تمنے کسی طرح امید حصول لوح کی نہ تھی سامری جمشید نے سامان دکھایا مکار جادو لوح لیکر آیا اب شہنشاہ نے دریا مین پھکوا دیا اب بیان طلسم کشا سرنگا کرین یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ حسین آکر پہونچی ملکہ حیرت کو سلام کیا عرضی صنعت سحر ساز کی ہاتھون پر رکھا پیش کی حیرت نے کھولکر پڑھا ملکہ صنعت سحر ساز نے بعد القاب شاہانہ تحریر کیا ہی ای خاتون محل شہنشاہ ای زینت پہلوے عالی جاہ واضح ہو کہ کنیزون نے کسی مرتبہ مسلمانون سے لڑنے کا ارادہ کیا جیسے جیسے سحر تیار ہوئے آپ دیکھ چکی ہین یہ بھی ظاہر ہی کہ ہاتھ سے عیاران اسلام کے مین نے بڑے بڑے رنج اُٹھائے اب اِس کنیز نے حال لوح بخوبی دریافت کیا کہ شہنشاہ نے لوح طلسمی کو خاک مین ملا دیا مین تیاری سحر مین مصروف ہون مگر سخت پر مشقت تمام ایک قصر سحر بنایا ہی تین کوس تک حصار کر دیا ہی یہ دن حکم ہمارے کوئی تا بہ قصر سحر نہ جا سکے چند باتین ابھی باقی ہین اندر اسی ہفتے کے حاضر ہو کر طبل جنگی بجواؤنگی جو ڈھنگ مین نے تجویز کیا ہی اسطور سے مقابلہ کرونگی حضور ملاحظہ فرمائینگی عیار مکار غدار دامن بھی کنیز کا نہ چھو سکیگا جو کچھ سامان ہوگا پیش نظر اقدس ہوگا یہ کنیز خیر خواہ عرض رسا ہی کہ ایک ہفتہ لڑائی موقوف رہے طبل جنگی نہ بجوائیے شہنشاہ سے بھی عرض کر چکی فرمان شہنشاہ بنام اس خیر خواہ قدیم کے آگیا کہ تمھین اختیار ہی پس حضور سے بھی اطلاع کی ایک ہفتہ صحبت عیش و طیش مہیا رہے بعد ایک ہفتے کے کل باغیون کو خار دونگی بی بہار وغیرہ کا مزاج پوچھونگی حیرت جادو عرضی صنعت کی پڑھکر پھول گئی کہا مرشدزادے

سماعت فرمایا ہماری قوت بازو زینت پہلو ساحران ہوش ربا مین سرفراز ملکہ صنعت سحر ساز
اب دل وجان سے مصروف ہوئی سحر ساحری مرگھٹ پر بیٹھکر تیار کر لیا قصر عالی بنایا اب قصور نہ کریگی
حالات صنعت سے ہم بخوبی آگاہ ہین مقبول بارگاہ ساحری وجمشید راز دار شہنشاہ ہوش ربا
اسم با مسمی سحر مین بے مثل ویکتا نقارے خوشی کے بجنے لگے برق لشکر مین بصورت ساحر موجود تھا نقارے
جو خوشی کے بجے ایک ساحر سے پوچھا اسوقت باعث خوشی کا کیا ہی اُسنے بیان کیا کہ نامہ ملکہ صنعت
کا آیا ہی اسی ہفتے کے اندر آکر مقابلہ کریگی وہ ترکیب کی ہی کہ عیار اُس تک نہ پہونچ سکین گے یہ خبر
وحشت اثر سُنکر برق فرنگی بارگاہ مہرخ مین آیا تمام کیفیت سامنے خواجہ عمرو کے بیان کی خواجہ
عمرو کرسی پر جلوہ فرما تھے کہا ابے تجھے ان باتون کی کیا فکر ہی تجھسے کس نے کہا تھا کہ تو یہ خبر لیکر اس محفل
عیش وراحت مین غم کا ذکر کیا جب حرامزادی آئیگی دیکھا جائیگا یہ تو بخوبی ظاہر ہی لنکا مین جو سب سے
چھوٹا وہ بھی باون گز کا نہ کہ ملکہ صنعت ہم بخوبی اُس سے ماہر ہین وہ بھی اس حقیر پر تقصیر کو خوب
پہچانتی ہین کئی مرتبہ قبضے مین کیا بچ گئین ابکی حرامزادی کو مار ہی ڈالونگا خبردار تو ایسی ویسی خبر لیکر
نہ آنا یہ فرماکر حکم دیا اسکی گردن مین ہاتھ دو برق کو ہمارے سامنے سے ہٹاؤ برق نے کہا استاد ہم
خود ہی جاتے ہین آپ کیون غصہ فرماتے ہین ملکہ مہرخ نے برق کو اشارہ کیا اسوقت باہر چلے جاؤ
استاد نشے مین ہین برق نے خود ملکہ بہار سے کہا استاد کی بات کا کیا اعتبار عیاری وغیرہ تو کچھ ہو نہین
سکتی باتین بناتے ہین عمرو نے یہ سُن لیا کہا کیون بے ہم بڈھے ہوگئے یہ کہکر کوڑا ایکڑکے اُٹھے برق تڑپکے بھاگا
مہرخ نے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا کہ اُستاد جانے دیجیے آپکا شاگرد ہی بیہودہ بکتا ہی برق تو ٹہلتا ہوا بیرون
لشکر آکر ٹھہرا دیکھا سامنے سے مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو آتا ہی چالاک نے برق کو دیکھا پوچھا
کیون مہتر صاحب اسوقت کس فکر مین کھڑے ہو برق نے کہا ای مہتر والا گہر اُستاد کی عقل مین فتور
آگیا ہر وقت غصے مین رہتے ہین صنعت سحر تیار کر چکی صبح وشام مین آیا چاہتی ہی اسکی فکر واجب لازم
ہی استاد نچاتے پائین ہم تم ملکہ حرامزادی کو مارین چالاک نے کہا بھائی برق قبلہ وکعبہ کی باتون
کا خیال نکرنا اُنکا نام ہوگیا بیٹھے باتین بنایا کرتے ہین نوک کر عیاری ہو تو کیفیت کھلے آنے دو صنعت
حرامزادی کو ہم تم صلاح کرکے مارینگے قبلہ وکعبہ سے کیا ہوتا ہی اسد غازی اُنکے فرزند ہین
یہان بات خوب بنی ہوئی ہی ہم خوب مٹول چکے ہین ادنچی دوکان پھیکا پکوان دونون نے آپسمین
صلاح کی جانسوز آئے اُنھون نے کہا بھائی ہم بھی تمھارے شریک ہین کہ ضرغام بھی آئے چارون ملکر
صلاح کرنے لگے کہ جنگل سے شیر کے دھاڑنے کی آواز آئی دیکھا صاحب بغدہ گران مہتران تشریف لاتے

ہین قران نے چالاک برق و جانسوز و ضرغام کو دیکھا ہنس ہنس کے صلاحین کر رہے ہین قران کو سب نے سلام کیا قران نے پوچھا آج کیا صلاح ہو رہی ہی برق نے کہا خلیفہ صاحب ہماری شراکت کرو گے اُستاد بھی یاد کرین کہ برق نے کیا کارنمایان کیا ہر چند زرا دسے چالاک کو ساتھ لین گے صنعت کے جی چھڑا دینگے قران نے برق کا کان لیا کہا کیون بھور یے استاد کو تو ایسا سمجھا ہی پھر ایڑیان رگڑ رگڑ کے مر جاؤ گے مثل خواجہ عمرو کے ایک عیاری نہ کر سکو گے دیکھا باغ زیور محمل نشین مین کیا کام کیا عیاری نہ تھی کرامات دکھائی برق و چالاک نے مُنھ پھُلا لیا کہا جی ہان ہوگا قران نے کہا بھائی مین تمھاری شرکت نہین کرونگا برق نے کہا آپ کو شریک کون کرتا ہی قران ہنستے ہوئے طرف بارگاہ مہرخ کے چلے یہان ملکہ مہ جبین نے حکم دیا وقت آخر ہی دن قلیل باقی ہی سائبان زربفتی بیرون بارگاہ آراستہ ہو سب صاحب چلکر وہان تشریف رکھین بموجب ارشاد فیض بنیاد ملکہ عالم سائبان زربفتی کھنچا تخت پر ملکہ مہ جبین گرد سرداران عالی وقار ساحران نامدار ملکہ مہرخ و بہار و ملکہ سرخ موے کاکلکشا و ملکہ ہلال سحر افگن وغیرہ آ کر بیٹھین دنگل شوکت پر شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی پہلو مین شاہزادہ صندلان صندلی پوش عاشق جمال صندلان ملکہ گوہر جادو ایک جانب محمل نشین شوہر اسکا لاہوت جادو چہ ساحران نامدار و نگلمائے زرین پر متمکن تنظیم لشکر اسلام مصاحب شوکت و لیاقت باغبان قدرت سامنے تخت شہنشاہی کے حاضر ہی یہ خبر حیرت کو ہو بھی کہ بیرون بارگاہ مہ جبین نے لشکر آراستہ کیا ہی یہ بھی باہر نکل آئی تخت یاقوتی آراستہ ہوا بصد شوکت و صولت تخت پر آ کے بیٹھی کل وزرا امرا نے چار جانب سے آ کے گھیر لیا دورا سردارون کا بندھا حکم دیا ناچ شروع ہوا رقاصان پری طلعت روبروے تخت حیرت آکر تاثین مار نے لگین نشے مین شراب کے حیرت جادو اسکا حسن عابد کش زاہد فریب چہرہ رشک آفتاب زیور نایاب باتون مین شوخی آتش رخسار کی گرمی سب سردار بہ نگاہ حیرت جمال حیرت کو دیکھ رہے ہین پانچون عیار بچیان باہملے عیاری سے آراستہ مثل حواس خمسہ خدمت مین حاضر ہین پانچون عاشق مزاج شوخ و شنگ اپنے اپنے حسن پر ناز طرز معشوقی مین سرفراز صرصر نے رقاصہ کو اشارہ کیا کوئی غزل معقول گاؤ اُس بت طناز سیمتن گل اندام نے گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ مومن دہلوی کی شروع کی غزل

ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم
مُنھ دیکھ دیکھ روتے ہین کس بیکسی سے ہم
اس کو مین جا ندینگے مدد اے ہجوم شوق

پر کیا کرین کہ ہوگئے ناچار جی سے ہم
تجھسے نہ ہو تو ہم اسے کیا کہتے ہین بھلا
آج ادر زور کرتے ہین بے طاقتی سے ہم

ہنستے جو دیکھتے ہین کسی کو کسی سے ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
صاحب نے اس غلام کو آزاد کر دیا

تو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم
منہ دیکھنے سے پہلے ترے دن وہ صاف تھا
بے روئے مثل ابر نہ نکلا غبار دل
بیوجہ کیوں غبار رکھیں آرسی سے ہم
مومن نہوں جو ربط رکھیں بدعتی سے ہم
کہتے تھے اُنکو برق تبسم ہنسی سے ہم
بے نام آرزو کا کہ دل سے نکال لیں

حیرت جادو نے مسکرا کر کہا کوئی غزل زیب النسا مخفی کی سناؤ صاحبان عصمت و عفت شاہزادیان اُس پری طلعت کے کلام کو بہت پسند فرماتی ہیں گانیوالی تعلیم یافتہ صحبت حیرت پڑھی لکھی ہاتھ بڑھا کے غزل مخفی صفت حسن و جمال میں شروع کی ہاتھ بڑھا بڑھا کے بتانے لگی بہ الحان اس غزل کو گانے لگی غزل زیب النسا مخفی

توئی ور ملک خوبی صاحب تاج
سر پا بوس تو خوبان جملہ محتاج
مہ زلف تو با زلف پریشان
متاع کفر و دین بر اگر تاراج
اگر پابند عشقت دل نجے بود
ز اقلیم بدن ملکیدم اخراج
ز طوفان سرشک دیدہ مخفی
شد آخر در این بحر مواج
بدست کس نیاید چین زلفت
اگر خالی خراج حسن گیری
بجون بے گناہان سعی کم کن
رسیدہ پایۂ حسنت بمعراج
بہشت یوسف مصری بہ باج
بکین و دشمن چراغ حکم محتاج

ان اشعار کو پڑھکر دامن حیرت کا تھام کے مچلنے لگی اس طور سے بتایا کہ اہالیان محفل وجد میں تھے حقیقت میں حسن و جمال پر حیرت کے دیکھنے والے فریفتہ گانیوالی کا زلفین عنبرین حیرت کی جانب اشارہ کر کے پریشانی ثابت کرنا سر جھکا کے ٹھنڈھی سانسین بھرنا محفل مین صدائے آہ یا واہ بلند ہوئی صرصر رفتار سے کہتی ہو حقیقت مین اس وقت یہ گانیوالی کر رہی ہو لیکن اس نگوڑے ساربان زادے کا گانا ایسا ایسا سُنا ہو کسی کا اب گانا پسند نہین آتا بیا کلیجہ نکال لیتا ہو وہان بھی بیرون بارگاہ جلسہ ہو بڑی مصیبت سے بچکر سب آئے ہین یقین ہو تمھ سے فرمایش ہو سب عمرو کے گانے کے مشتاق ہین شائد نگوڑا ای بجائیے چلو بُوا صبا رفتار وہان کا بھی جلسہ دیکھو آئین صبا رفتار نے کہا ہر رنگ مین نگوڑے عیار ہمکو تمکو پہچان لیتے ہین ایسی نگوڑے باتین بناتے ہین طبیعت پریشان ہوتی ہو ابھی راہ مین مجکو مہتر قران ملگیا تھا ہائے وائے کرنے لگا ہوا مین نے چاہا نیچے کھینچکر جا پڑون وہ نگوڑا خود ہی سر جھکائے دیتا تھا لیکن حقیقت مین بڑا جری بہادر عیار ہو اسکے قدم سے نام عیاری روشن ہو بڑے بڑے ساحرون کو اُسنے مارا کس قیامت کا بغدہ چلتا ہے صرصر نے کہا سب کچھ ہو لیکن عمرو کا شاگرد ہو باغ زیور محمل نشین مین میان قران عمرو کو نہ پہچان سکے چت پٹ ہو گئے صبا رفتار نے کہا آپس مین کبھی بدی ہو گی شمیمہ لقب زن تڑپ کر آگے بڑھی اُسنے کہا حضور خفا نہون تو مین عرض کرون جسکا عیاری نام ہو وہ برق فرنگی کا کام ہو نام عمرو کا روشن کرتا ہو مغل مشہور رہی بڑے سیاہ نام افسر کا میان عمرو کو بناکے بٹھا دیا شرارہ سنگ بدنژاد بھڑک کر بولی مہتر ضرغام شیر دل عیار طلسم کشا صاحب شرم و حیا بے مثل و بے نظیر طرار زفرار خنجر گذار

لیئق ٹہبے بڑے کام کرتا ہی شاہین خنگل کشا ہنس پڑی کہا صاحبو جانسوز بن قران عجب عیار نامدار ہی اپنے اپنے عاشقون کی تعریفین کر رہی ہین صرصر نے منھ پھیر لیا کہا یہ سب عمرو کے بتائے ہوئے ہین تمام عالم مین مشہور ہی ایک لاکھ چوراسی ہزار ایک بچہ خواجہ عمرو کا خدمتگزار ہی ایسا کون نامی و نامدار ہی یہ باتین حیرت نے سنین کہا بوا صرصر کیا تکرار ہی کہا حضور عیارون کا ذکر تھا مین نے یہ کہا کہ عمرو سب کا اُستاد ہی یہ سب صاحب اور کچھ فرماتی ہین شاید ایسا ہی ہو مجھے کیا کام حیرت نے مُسکرا کر کہا عمرو کا نام دم سے چالاک کے روشن ہی بڑا عیار پُرفن ہی اسی طرح کے ذکر محفل مین درپیش ہین کہ یکایک آسمان سے لکۂ ابر سفید پیدا ہوا رعد کی کرج برق کی تڑپ نہایت تکلف سے چرخ کرتا ہوا قریب لشکر حیرت آکر پہونچا حیرت نے سر اُٹھا کر دیکھا فرمایا شاید کوئی سردار زبردست آتا ہی ابر شق ہوا ہزارون برقین ٹوٹ کر زمین پر گرین وہ خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر ہو گیا بلکہ حیرت کی نگاہ بڑی عیار بھی جابجا بصورت مبدل حاضر ہین دیکھا کئی ہزار کنیزان زرین پوش اپنے اپنے حسن مین یکتا ایک ایک گلعذار ماہ رخسار تخت یاقوت احمر پر ایک شاہزادی شعلہ نشارہ سحری زیور مین پھولون کے لدی ہوئی چہرہ ماہ تابان پیشانی نور آگین جبین مہ جبین بوٹا سا قد بدھیان گلے کا ہار سرو گلزار سے قد زیبا کو کیا مثال دون وہ ایک آزاد کردۂ باغ حسن و خوبی پھولون کی رنگت روبروے عارض انور اڑی جاتی ہی جسم مین کھلینی بو خوشبو سے مشک و عنبر شرماتی ہی زلف رسا تا کمر کاکلین چہرے پر آراستہ جیسے ناگنون کا دھوکا حبب ہوا سے عارض انور ہلین نور ظلمت کا نقشہ معلوم ہوا بوے زلف معنبر سے سارا میدان بسا ہوا عطر آگین مشک بیز مسلسل معنبر معطر بہ قول شاعر **غزل** در صفت زلف عنبرین

ہین دیکھکر یہ طول نہ کیون ہون فدائے زلف — جز ابتدا نظر مین نہین انتہائے زلف

حسرت ہی رہگئی دل عاشق مین ہائے ہائے — شانہ نے کچھ بیان نہ کیا ماجرائے زلف

یارب دراز ہو شب ہجران سے بھی زیادہ — رہتی ہی یہ دعا مرے لب پر برائے زلف

عاشق کے دل کو فکر دوئی سے نہین فراغ — شانہ بھی سر لگائے ہوئے ہی قفائے زلف

عاشق کو دیکھ دیکھ کے ہوتا ہی پیچ و تاب — ثابت نہین کسی کو ہی کیا مدعائے زلف

بخشا جو بیقراری خاطر نے انتشار — ہم کہتے کہتے بھول گئے ماجرائے زلف

میری بھی داستان کو اسی طرح طول ہو — جس طرح ہی دراز ترا ماجرائے زلف

دیتا ہون اپنی جان اگر کیجیے قبول — رکھتا ہون اور کیا جو تجھے دون بہائے زلف

پائی تمھارے سر پہ جگہ واہ رے نصیب — کیا ان دنون ہی اوج پہ بخت رسائے زلف

اللہ رے ضبط عاشق بیچارہ مرگیا	اتنا بھی اُسکے منھ سے نہ نکلا کہ ہائے زلف
سچ ہی ہجوم شوق بھی ہی قہر اے نسیم	کیا کیا بلائین سہتے ہین ہرشب برائے زلف

زلفون کے پیچ وتاب ابروے خمدار رشک ہلال شب عید ہین نزدیک طبع روشندان یہ مثالین بعید ہین خنجر نہون کلیجے پر زخم کھاؤن یا تیغۂ اصفہانی موے ابرو جوہر ہین دندان درج دہان ہین رشک گوہر ہین لبون سے معجز نمائی ظاہر آب جاہ ذقن طیب طاہر نزاکت مین بے نظیر وہ حور پیکر پریوش تخت سے اُتری ملکہ حیرت جادو کو تسلیم کی ملکہ حیرت نے ہاتھ پھیلا دیے سر سینہ سے لگا کر فرمایا آج ملکہ حسین سحر ساز صاحب کرشمہ وناز کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی کنیز نے سُنا کہ آج کل حضور کو بڑے بڑے ملال ہین بی بہار وغیرہ کے بڑے جاہ وجلال ہین سر پیٹنے کی جگہ ہی عصفور دنیا کا خون سفید ہی نہین معلوم اُنہین کیا بھید ہی بی بہار آپ کی دشمن ہوئین سنتی ہون رنگ مزاج بدل گیا لوح پر بڑی بڑی افتادین پڑین بی بہار صاحب طلسم کشا کو لے ہونچین ذرا مجھسے تو بیان کیجیے کیا معرکے گذرے ملکہ نے اپنے پہلو مین کرسی پر جگہ دی کہا بی بی تم یہ حال سُنکر کیا کروگی سب انتظام ہوچکے دشمنون کی جان کو خوب رو چکے اب اُن سب پر بلا نازل ہوا چاہتی ہی تمھاری مادر مہربان ساحران طلسم ہوش رُبا مین ممتاز ملکہ صنعت سحر ساز جا کر برگھٹ پر ٹھہری ہین قصر سحر بنا ے حصار تیار کیے اب اُنکا نامہ آیا قسم دے کر لکھا ہی کہ اب آپ طبل جنگی نہ بجوائیے مین اندر اسی ہفتے کے آتی ہون باغیون کو مزا چکھا دونگی مثل بادخزان اُنپر آکے گرونگی حسین نے کہا مادر مہربان کئی مرتبہ لڑ چکی ہین یا پہلے ہی مرتبہ قصد کیا ہی حیرت نے ماتھا کوٹ لیا کہا بی بی کیا کہون نگوڑے عیارون نے ناک مین دم کیا ہی ملکہ صنعت نے بڑے بڑے سحر کیے سب سردار عاجز ہوئے کوئی اُنکے سحر کو نہ روک سکا کوکب نے اپنے سردار بھیجے لیکن عیارون نے ایسا ستایا ہر مرتبہ ملکہ نے ملال اُٹھایا اب اسی واسطے انھون نے یہ تدبیر کی ہی کہ عیار مجھ تک نہ آسکین سردارون کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی حسین نے عرض کی اب والدہ کی تکلیف کی کچھ ضرورت نہین ہی حضور میرے نام پر طبل جنگی بجوائین مین سب سے سمجھ لونگی سب سے زیادہ مجھے بی بہار صاحب کا خیال ہی میرے طور کے سحر اختیار کیے ہین بہت پھول گئی ہین باغ بناتی ہین یہ تو سحر ہمارا ایجاد کردہ ہی ہمارے باغ چلکر دیکھیے کیسے کیسے گلہاے رنگا رنگ نخلہاے سایہ دار حوضہاے لطیف عندلیبان ظریف تمام باغ پر بہار عروس چمن کے بناؤ جوانان گلشن کے نکھار ایک ایک چمن بے نظیر گل مہتاب رشک ماہ منیر نرگس شہلا آنکھ دکھاتی ہی چشم معشوق شرماتی ہی شراب شبنم کے دو صبا کی مستانہ چال ہر نخل سرسبزی سے نہال بی بہار ایسے سحر کیا جانتی ہین کبھی کوئی باغ بخزان بنایا کسی

رنگ شعبدہ دکھایا حیرت نے کہا بی بی تم بیسری وزیرزادی کی صاحبزادی ہو کیا تمکو جھوٹا کرون بہار نے ایسے ایسے سحر کیے ہزارون کے قلب اُلٹ دیے سیکڑون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے مرشدزادے ہمارے مصور جادو مثل تصویر خاموش تھے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے جان دینے پر راضی اگر افراسیاب نہ آتا تڑپ کے مرجاتے حسین نے مُسکرا کر جواب دیا ہان حضور سرکار کی بہن ہین وہ بڑی پُرفن ہین میدان کارزار مین کیفیت کھلجائیگی جو ہونٹھ ہلانے دون دختر صنعت نہ فرمایئے گا تنکے چنوا دون بھائی کو بھائی سے لڑوا دون آخر حیرت نے کہا بی بی اپنی بارگاہ مین جا کر بیٹھو مین مناسب دیکھونگی تو شام کو طبل جنگی بجوا دونگی حسین یہ کہکر اُٹھی اگر حضور شب کو طبل جنگی نہ بجوائین گی تو بعد ون عرض معروض وقت سحر بی بہار کو ٹوکونگی ملکہ حیرت خاموش ہو رہی جب حسین جا چکی وزیرزادیون سے کہا دیکھو صاحبو چھوکری بڑی ضدّن ہے اگر کوئی افتاد پڑے تو بی صنعت شکایت کرین کہ میری صاحبزادی کو نروکا وہ اپنے سحر مین بھولی جاتی ہین بوا بہار سے مقابلہ کرنے کو کہتی ہین وزیرزادی نے کہا حضور آپ ایک نامہ بی صنعت کو لکھیے صاف صاف تحریر فرمائیے آپ کی صاحبزادی بی بہار سے مقابلہ کو کہتی ہین ہمنے لاکھ منع کیا نہین مانا ہمارے کہنے کو خلاف جانا خوب آگاہ ہو کہ بہار کالا ناگ ہے کسکو اُسنے نہین ڈسا کہان کہان زہر نہین اُگلا تنکے چنوا دینا اُسکا کام ہے رنگ باغ سحر مین اُسکا نام ہے پس صاحبزادی کو لکھ بھیجیے کہ بد دن ہماری اطلاع طبل جنگی بجوانے کا ارادہ نہ کرین بی بہار سے نہ لڑین اپنی ماںکی تحریر دیکھکر آپ تامل کرینگی اس قدر نہ غل کرینگی حیرت کو یہ بات پسند آئی اسی مضمون مذکور کا نامہ بنام صنعت لکھا گلشن اپنی کنیز کو دیا کہا گلشن بجو بی صنعت کو زبانی بھی سمجھانا کہ صاحبزادی کو روکین گلشن نامہ لیکر چلی برق کھڑا دیکھ رہا تھا گلشن کا پیچھا کیا تڑپتا ہوا چلا جب گلشن جنگل مین پہونچی برق فرنگی نے روغن عیاری کا لگا کے صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا آگے بڑھکر سایۂ نخل مین ٹھہرا گلشن بھی پہونچی صرصر کو دیکھکر پکارا بوا صرصر کہان کھڑی ہو برق نے پلٹ کر کہا حضور حال نہ پوچھیے آٹھ پہر ہکوم نے جینے سے کام ہے عیارون کی فکر مین نکلی ہون تم کہان چلین برق نے گلشن کو باتون مین لگایا جب گلشن نے منھ پھیرا حلقے کمند کے گلے مین ڈال دیے حباب بیہوشی مارا گلشن بیہوش ہو کر گری گلشن کو درہ کوہ مین ڈال دیا رنگ روغن عیاری کا لگا کر بصورت گلشن آراستہ ہوا نامہ پاس سے اُسکے لے لیا صنعت کی طرف سے پشت پر جواب لکھا نور نظر پارۂ جگر طول عمرہٗ بعد دعاے ترقی حسن و جمال اے ماہ فلک جاہ و جلال اے بدر کامل چرخ افسونگری اے نیر برج ساحری تمھارا حال ہمپر خوب روشن ہے

لیکن بی بی مین قسم کھا چکی ہون مصروف عیش ونشاط رہو طبل جنگی نہ بجواؤ ہم آکر اپنے سامنے ہمارے
سے تمھارا مقابلہ کرائینگے بیشک تم ہمارے پر غالب آؤ گی لیکن خبردار خبردار لڑنے کا ارادہ نکرنا خوب ایسا
مضمون برق نے لکھا لفظ لفظ سے الفت مادری ٹپکتی تھی اس کاغذ کو لیکر جھولی مین رکھا طرف بارگاہ حیرت
کے چلا بلا تکلف بصورت گلشن لشکر حیرت مین داخل ہوا ہرچند کہ ڈر رہا ہے کہ کہین صرصر نہ آجائے لیکن دل سے
کہتا ہے کہ سمجھا جائیگا سینہ سپر کرکے بارگاہ حیرت مین آیا حیرت نے کہا کہو بی گلشن جلدی پلٹ آئین برق نے
کہا حضور مین بارگاہ تک نہین گئی جنگل مین شکار کھیل رہی تھین نامہ پڑھکر بہت خفا ہوئین اسکی پشت پر لکھ تو
دیا حیرت نے لیکر پڑھا مضمون مسطور مندرج تھا حیرت بہت خوش ہوئی کہا بوا گلشن یہ نامہ جاکر بی حسین کو
دو زبانی بھی خوب سمجھانا کہ بی بی طبل جنگی بجواؤ گی تو امان جان بہت خفا ہونگی برق نے کہا حضور مین خوبی سمجھا
دونگی حیرت نے نامہ دیا برق بصورت گلشن اکڑتا ہوا طرف بارگاہ حسین کے چلا راہ مین سب نے دیکھا گلشن کنیز
ملکہ حیرت کی ایک ایک سے پھکڑ لڑتی ہوئی جاتی ہے کسی کا منھ چڑھا دیا کسی کے چٹکی کاٹ لی کسی کو انگوٹھا دکھایا
کسی کو ہنسایا کسی کو رلایا دیکھنے والے پھڑکے جاتے ہین کہ دیکھو حسن پر گلشن کے بہار ہے کیا نازنین قطعدار ہے بلائے
روزگار ہے ظالم سینے پر کیا ابھار ہے برق ایک کو گالیان دیتا ہوا کمبخت نگاہون مین کھائے جاتے ہین نگوڑے نظر
لگاتے ہین درگور گھورنے والون کی آنکھین پٹم ہو جائین نگوڑے بھڑوے ٹٹولتے پھرین اندھے ہوکے کنوین مین گرین
حسین سے کنیزون نے عرض کی بی گلشن آتی ہین ملکہ حیرت نے شاید آپ کی مادر مہربان کو نامہ لکھا تھا جواب آگیا
حسین نے کہا آنے دو مین امی جان سے نہین ڈرتی کنیزون نے کہا نہین حضور بزرگون کی بات کا ماننا فرض ہے گلشن
سامنے آئی حسین کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا گلشن کو کرسی دی برق بلا تکلف اکڑ کر کرسی پر بیٹھا کہا اے ملکہ عالم
آپ نے اپنی بارگاہ مین کچھ انتظام نہین کیا ایسا ہو کسی کی صورت بنکے عیار چلے آئین دشمنون کو آزار پہونچائین حسین
ہنس پڑی کہا بوا گلشن دیوانی ہوئی ہو یہان نگوڑا عیار آکر کیا کریگا آئیگا تو جوتیان کھائیگا برق نے کہا اچھا حضور
نامہ پڑھیے حال کھلجائیگا حسین نامہ پڑھکے بہت جھلائی کہا امی جان کو سودا ہوا ہے مین ضرور بہار سے لڑونگی بی حیرت نے مجھے
دبا ڈالا میری مان کا نامہ منگا دیا اب تو مجھے ضد ہوگئی ضرور مسلمانون سے مقابلہ کرونگی برق نے کہا
آپ کیون غصہ کرتی ہین آپ کو اختیار ہے جس سے چاہیے لڑیے کسی کو کیا دخل ہے گانا سنیے حسین نے کہا بوا
گلشن تمھین گانا سننے کا بڑا شوق ہے ہماری عشق بائی کو بلاؤ دیکھو بی گلشن ہماری خواص خاص
علم موسیقی مین طاق شہرہ آفاق ہے کنیزون مین دوڑین ایک نازنین سامنے آئی مسکراتی ہوئی زلفین
عارض پر بل کھا رہی ہین نازک مزاج ملکہ حسین سے پوچھا کہ کیا حکم ہے حسین نے کہا بی گلشن کو گانا
سناؤ اسنے اسی وقت ساز درست کرایا خوب خوب گائی سب نے تعریف کی لیکن بی گلشن بھی بیٹھی

ہین کچھ تعریف نہ کی حسین نے کہا کیون بی گلشن ہماری خواص کیسی گاتی گلشن نے کہا حضور بے سُری ہی حسین کو بہت ناگوار ہوا کہا بی گلشن تم بھی کچھ جانتی ہو گلشن نے کہا حضور ہان کچھ آتی ہین بائین شائین کاٹ کے بائے گا نا روتا کسے نہین آتا خواص نے بھی کہا حضور بی گلشن کا گانا سنیے یہ بڑی سُریلی ہین برق تڑپ کے سامنے حسین کے کھڑا ہوا کہا حضور ہین گنگنا کے برق تانین مارنے لگا بجلی چمکنے لگی لہرے اُڑانے لگا ساون گانے لگا کبھی ٹھمریان گاتا کبھی بتاتے تبلاتے یہ غزل شروع کی غزل

عقل فی الفور یہ دیدار صنم نے کھو دی ۔۔۔ وصل کی رات شکایات مین ہمنے کھو دی
کھل کے مرجانے کا پھل پایا یہ ای الفت چشم ۔۔۔ کہ لحد نشتر مژگان صنم نے کھو دی
گرد عصیان سے نہین پاک دل دنیادار ۔۔۔ اس نگینے کی جلا نقش درم نے کھو دی
وصل خوش کر نہ سکا چھایا ہی ایسا غم ہجر ۔۔۔ تھی جو تریاق کی تاثیر وہ سم نے کھو دی
ایک کاسے پہ کیا سارے جہان کو مہمان ۔۔۔ تھی جو کچھ جام کی توقیر وہ جم نے کھو دی
سوجھتا کچھ نہین رونے کے سوا اب مجکو ۔۔۔ روشنی آنکھ کی اس درجہ درم نے کھو دی
صدق و کذب ایک سے شاکی ہین سچا کاذب سے ۔۔۔ سچ تو سچ جھوٹ کی بھی قدر قسم نے کھو دی
سیم اور زر کی محبت ہی بتون کی الفت ۔۔۔ گوہر دین کی ضیا جبکہ درم نے کھو دی
ای شباب ایک تو پیری مین بھی راحت پائی ۔۔۔ تھی تو اضنع مین جو تکلیف وہ خم نے کھو دی
کس نے کی جان قبول اس سے جو کہتا ہی کوئی ۔۔۔ ہنس کے کہتا ہی وہ بیباک کہ ہمنے کھو دی

ایسی برق نے جو تانین لگائین حسین نے موتیون کا مالا اُتار کر دیا کہا اے گلشن کیا کہنا تمھارے سامنے کون سرسبز ہو سکتا ہی گلشن نے دست بستہ عرض کی حضور دربار مین ملکہ حیرت جادو کے کمال کی بڑی خواہش ہی لاکھون روپیہ اپنے صرف کرتی ہین کامل اگر ہم لوگون کو سکھاتے ہین ہم لوگ بھی کام کرتے کرتے نگاہ مین اُڑا لیتے ہین حضور عمرو عیار جو مشہور ہی اُسنے دربار مین ملکۂ عالم کے آکر عیاری کی ایسا کمال کیا کہ سب کے ہوش اُڑ گئے ایسی معقول ساقی گری کرتا ہی کسی کو باقی نہین چھوڑتا مین نے بھی آنکھون سے دیکھا وہی ڈھنگ اُڑا لیا حسین نے کہا ساقی گری بھی کوئی چیز ہی شراب کا پلانا برق نے کہا نہین حضور بڑے کمال کی بات ہی عیاری کی گھات ہی پیشواز پہنکر ناچتا ہی منھ سے گاتا ہاتھ سے بتاتا سر سے لاکر شراب پلاتا قطرہ نہ گرے پینے والا راضی ہو جاے مین بھی اسوقت امتحان کرون حسین بہت خوش ہی کہا بوا گلشن اگر دس جام گر پڑین ایک کا بھی انجام بخیر ہو تو انتہا کا کمال ہی برق نے کہا نہین حضور گرے کیو تکر شرط بدکے مین بھی اس کام کو کرونگی حسین نے کہا مین حیرت سے کہکر تمھین مانگ لونگی گلشن

کی وجہ سے بڑی دل لگی رہیگی برق نے کہا ہم آٹھ پہر حاضر ہیں خوب آپ کو راضی کرینگے حسین نے پشواز اپنی منگوا کر دی برق نے زیب جسم کی زیور بھی حسین سے مانگ کر پہنا کہا حضور کنجی میخانے کی مجھے دیجیے جب ہم ساقی ہوں تو کوئی باقی نہ بچ جائے حسین نے خوشی میں آ کر کنجی میخانے کی حوالے کردی برق نے بہ تعجیل تمام شراب کو خراب کیا بیہوشی ملائی چند گلابیان آراستہ کر کے بارگاہ میں لایا حسین نے کہا دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب لائی ہے جو نہ پیتا ہو اسکا بھی جی چاہے برق نے پہلے تو ناچنا شروع کیا ایسی گت ناچا اہالیان محفل دنگ ہوگئے ہر خرد و کلان تعریفیں کر رہا ہے برق نے اہالیان محفل کو پامال کر ڈالا ناچتے ناچتے جھکا جام بلوریں لبریز کیا اٹھا کر سر پر رکھا ٹھوکریں لیتا ہوا چلا اپنے کمال پر نازان یہ ساقی نامہ ورد زبان ساقی نامہ

ساقی سامان طرب کا دکھلا
پشواز ہو صافی مے تر
گھنگھرو قطرے شراب کے ہوں
سارنگی ہو شیشہ مے زر
جو مست ہو تالیاں بجائے

مجرا بنت العنب کا دکھلا
محرم کی کٹوریاں ہوں سلغ
دو ڈے چشم کباب کے ہوں
ہو سیخ کباب صورت گرز
رقص اپنا چھلک کے مے دکھائے

ہو شستِ محل خم مے ناب
غمزہ ہو شراب ناب کا جوش
طبلہ دست سبو بجائے
ساغر کریں چل ترنگ سے ساز
ساغر کریں وجد مست ہو کر

آنکھیں جھپیں جائے فرش کمخواب
گھونگھٹ بنے دست زاہد ہوش
بانگ قلقل ترانے گائے
تھیئیں ہوں مجرے کی ہم آواز
تانیں توڑیں شکست ہو کر

یہ ساقی نامہ اشعار مستانہ جو برق نے گائے اہالیان محفل کے منھ میں پانی بھر آئے اگر زاہد صد سالہ ہوتا جوش میں قصد کرتا کہ ایک جام پیوں ساقی ماہ رخسار کا بوسہ لے لوں بلکہ حسین سحر ساز تڑپ رہی ہے کہتی ہے آج گلشن نے محفل کو باغ و بہار کردیا برق فرنگی کا ناز و کرشمے دکھانا تن تن کے تانیں لگانا اشعار صفت شراب میں گانا اس مطلع کو کس دھوم سے گایا مطلع

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما	مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

حسین تڑپتی ہے کہ جلد جام شراب میرے پاس لائے جام پیوں انعام میں اسکو لنٹھا یاقوت احمر کا دوں برق فرنگی بتلا رہا ہے اہل محفل کو قتل کیے ڈالتا ہے کبھی سینے پر ہاتھ رکھ کے سسکیاں بھرتا ہے اور ٹھمری شروع کی (جوبن بیتو جائے) لوگوں پر چھریاں پھر رہی ہیں اہالیان دربار حسینوں کے خواستگار حاضر ہیں چاہتے ہیں گلشن کو لے بھاگیں اس ناز و کرشمے سے فرنگی نے اسوقت رنگ جمایا کمر میں خنجر لگا ہوا دل میں ہے کہ سارے جلسے کو بیہوش کردوں حسین سحر ساز کو قتل کر کے بھاگوں صنعت کی کمر ٹوٹ جائیگی ساری کاریگری بھول جائیگی آج استاد تعریف کرینگے اہل اسلام دم محبت کا ہماری بھرینگے یہاں کوئی عیار صاحب نہ پہونچ سکے اے برق یہ عیاری ہمارا کام ہے اسکا تک انجام ہے

دل سے باتین کرتا ہوا بوٹی بوٹی پھڑکتی ہوئی سر پر جام شراب زلفون مین پیچ ابروے خمدار
ہلتے ہوے سامنے حسین کے پہونچا مسکرا کے کہا ایسی شاہزادیون کو سر سے شراب پلانا چاہیے حسین
نے دو نون ہاتھ بڑھائے جام سر سے برق فرنگی کے لیا برق آنکھین ملائے ہوئے اشعار پڑھ رہا ہی
حسین نے جام ہاتھ مین لیا قصد کیا ہونٹھون سے لگاؤن ارادہ ہی کیا ہے کہ ایک شعلہ پتھر کا
سنہرہ پنجہ براے دستگیری حسین ظاہر ہوا جام پر گرا یعنے تھپڑا مارا جام ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا شعلہ نے
آواز دی او حسین کیا کرتی ہی شراب نہ پینا انجام بُرا ہوگا جام تو گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوا شراب
شعلہ بنکر اُڑ گئی حسین نے آواز دی ارے تو کون ہی برق نے دیکھا کہ کار از دست رفتہ تیر از
کمان جستہ خنجر کمر سے کھینچا جا پڑا نعرہ کیا نعرۂ برق فرنگی

منم یکہ لیکن گران بر ہزار	منم برق رفتار و خنجر گزار

حسین نے اپنے کو تخت سے گرا دیا خنجر تخت پر پڑا حسین نے ایک دوہتڑ مارا برق گرا ہان ہان
کہکے چیخنے لگا ملکہ دیکھو مجکو نہ ستانا ملکہ حیرت کی لونڈی ہون حسین نے ایک دانہ ماش کا مارا رنگ
روغن عیاری اُڑ گیا اب سب نے دیکھا ایک انگریز تیلون جاکٹ پہنے ہوے زمین پر پڑا ہوا ہی
حسین سر پیٹنے لگی او نگوڑے موئے مونڈی کاٹے غضب کیا میرے دربار مین گھس آیا ابھی قتل کرو
حرامزادے کو برق نے ہاتھ باندھکر کہا ملکہ مجھ سے خطا ہوئی معاف فرمایئے اب کبھی ایسی حرکت
نہ کرونگا لیکن انصاف کیجیے کیسی عمدہ عیاری کی مین صرف آپکا امتحان کرتا تھا کہ حضور دختر ملکہ صنعت
صاحب لیاقت و شوکت ہین ضرور مجھکو پہچانین گی ملکہ کی نوکری کرونگا ملکہ مہرخ و بہار نے میری
بڑی ناقدری کی بارگاہ سے نکالدیا بھوکون مرتا ہون آپ مجکو نوکر رکھیے مین ابھی جاکر مہرخ و بہار کا
سر کاٹ لاؤنگا اسد کو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا مین نے آپ کی مان پر بھی بڑی بڑی عیاریان
کین جب اول مین رہ آئی ہین سالار جادو بیش رو لشکر کا صندوقچہ سحر لیکر مین ہی بھاگا پھر
بڑھیا بنکر سالار کو مارا آپ مجکو نوکر رکھلے اپنی مان کے پاس بھیجدیجیے آپ کی مان کے پاس رہونگا پاؤن
دبایا کرونگا آپ کو اُنکو دونون کو راضی کرد ونگا کنیزین بگین پیٹتے داری اس نگوڑے جعلساز کو
قتل کیجیے دیکھیے نگوڑے نے کیا رنگ جما لیا ذرا خوف نہ آیا حسین یہ حال حیرت مآل دیکھکر سُن ہو گئی
حیران حیران برق کو دیکھ رہی ہی برق باتین بنائے جاتا ہی کہتا ہی حضور کچھ فرمایئے سحر مجھپر سے
اُٹھا لیجیے میرے پاؤن ٹوٹے جاتے ہین حسین نے کہا بھلا مکار اب مین تجھکو چھوڑ دونگی جلا جلا کے
مار ونگی مین نہ کسی سے لڑی نہ بھڑی تو نے مجھپر عیاری کی برق نے کہا حضور ہم لوگون کا یہی دستور ہی

میرا کیا قصور ہی شعلہ جادو مصاحب حسین بھڑک اُٹھی کہا واری آپ کیون اس نگوڑے سے زبان
لڑاتی ہین دیکھیے کیسا ٹر پٹر باتین بناتا ہی اپنے حقوق جتاتا ہی کہتا ہی مین نے سالار جادو کو مارا اچھا
کام کیا مین ابھی اسکو قتل کراتی ہون میرے مقدمہ مین آپ دخل نہ دیجیے اگر یہ زندہ بچ گیا اور عیارون
کو حوصلہ ہوگا ابھی سر کاٹکر اسکا نخل مین لٹکا دیا جاے لاشہ تشہیر ہو سب عیار آگاہ ہو جائین آپکے
لشکر کی جانب مُنھ کرکے نہ سوئین نگوڑے اپنی جان کو روئین یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ برق نے جو
دیکھا بی شعلہ رخسار بہت گرم ہین جب تو برق پلٹا کہا بی شعلہ رخسار تمھاری قضا آگئی مجھکو بے وارث
نہ جانیے گا ایک لاکھ چوراسی ہزار بھائیون کا بھائی ہون خدا استاد کو سلامت رکھے اگر میرا ایک مو جسم
کم ہوا تمام دربار کو خون سے لال کردینگے تمھارے لشکر بھر کو پامال کردینگے اور تمھارے دربار مین کیا مین
اکیلا آیا ہون چالیس بھائی میرے داخل ہین کوئی چوبدار کوئی حاجب کوئی دربان کوئی کنیز بنکر آیا
ہی کوئی داروغہ دم بھر مین تمھاری بارگاہ اُلٹتے ہین خلیفہ مہتر قران نے نقب لگائی ہی فتیلے کو آگ دیا
چاہتے ہین ذرا جان بچاؤ اسی مین خیر ہی کہ مجھکو چھوڑ دو ابھی بارگاہ اُڑیگی سب جلکر رہجائینگے مالک تو
ہماری کچھ نہین کہتی وہ تو قدردان ہین آپ جلاد کو بلاتی ہین اچھا بلائیے شعلہ رخسار کانپی کہا حضور
بلا سے اسکو چھوڑ دیجیے زمین کا انتظام کیجیے حقیقت مین ایک ساحر فولاد بہیوشی خوار آیا تھا بارہ
پتلے رومین تن اُسکے ساتھ تھے سرداران اسلام کو گرفتار کرکے لے گیا تھا مشہور ہی مہتر قران نے
نقب لگا کر اُسکو اُڑا دیا حضور ایسا نہو یہان بھی کوئی زوال آوے بے لڑے بھڑے تو یہ حال ہی
حسین نے کہا بیٹھ کنارے نگوڑے عیار کیا کرسکتے ہین دم بھر مین سب کو دیوانہ بناکے مارونگی چرخ
دبہار کو سر میدان للکارونگی جلد بلاؤ جلاد کو دیکھون تو یہ نگوڑے کیا کرتے ہین حسین کا غصہ سے
چہرہ سُرخ ہوگیا جلاد تلوار کھینچکر آیا دست بستہ عرض کی کیا حکم ہی حسین نے کہا برق کو قتل کر برق
بہت چیخا دیکھو ملکہ بُرا کرتی ہو میرا قتل کرنا اچھا نہین ہی کبھی پکارتا ہی خلیفہ مہتر قران آگ دو بدن
نقب اُڑاؤ بھائی چالاک دوڑو یہ حرافزادی مجھکو قتل کرتی ہی دربار مین حسین کے کھلبلی پڑی ہی بعضیان
گھبراکر بارگاہ سے نکل گئین ایک کہتی ہی بُوا مجھے گرمی معلوم ہوتی ہی ایک کہتی ہی دیکھو زمین کی مٹی
کھسکی آفت برپا ہوا چاہتی ہی بوا نکل چلو جان بچاکے نکل چلو اپنی جان ہی تو جہان ہی عیارون کے
پھندے سے خدا بچاے یا تو نگوڑا معشوق بنا ہوا تھا اب جلادی کی باتین کرتا ہی اپنے بھائیون کو پکار
رہا ہی بصورت مبدل آئے ہونگے حسین نے جو یہ ہنگامہ سُنا کنیزون کو گھرکا ایک ایک کو جھڑکی دی یا کہا
حرافزادیو کچھ دیوانی ہوئی ہو زمین آسمان سحر بند کردون کیا کوئی عیاری کرسکتا ہی میری غفلت مین

چلا آیا کل صبح کو دیکھنا میدان فریلہ قصابان نبادونگی مع طلسم کشا مہرخ وبہار وغیرہ کو نہ قتل کیا تمام اپنا ملکہ حسین سحر ساز نہ پایا مین اُسکے ڈراتے سے ڈرونگی جو دل مین آئیگا وہی کرونگی اب تو کنیزین خاموش ہوئین جلاد نے برق کو کھینچا گردن پر کوے کا خط دیا آواز دی اے ملکہ عالم حکم اول ہے سمجھکر فرمایئے قتل کرنا میرا کام ہے جلانا میرا کام نہین ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا تیغہ باڑھ دار بازو پر قوت پر اب اسکے قتل مین کیا دیر ہے حسین نے کہا ہم نے خوب سمجھ لیا حکم اول دیا جلد قتل کر اب برق گھبرایا چہار جانب گھبرا کر دیکھنے لگا موت شباب کی آنکھون کے سامنے آئی پکار اُٹھا اے کریم قتل سے بچالے بلائے ناگہانی سے نجات دے

نظم

تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار　　کہ آیا ہے قرآن مین لاتقنطوا
نہو تجھ سے مایوس امیدوار　　عصیان کے حجاب سے مفر دے
کوئی کیونکہ محروم رحمت سے ہو　　دامن گل آرزو سے بھر دے

قطعہ

شاہا ز کرم بر من درویش نگر　　ہرچند نیم لائق بخشایش تو
برحال من خستہ و دلریش نگر　　بر من منگر بر کرم خویش نگر

حسین سحر ساز چاہتی ہے کہ حکم ثانی دے کہ دربارگاہ پر ہلڑ ہوا کنیزون نے بڑھکر عرض کی حضور ملکہ صبا رفتار کمند انداز آتی ہین شاید ملکہ حیرت جادو کو خبر ہوگئی زوجہ شہنشاہ کو آپ کا بڑا خیال ہے حسین نے کہا وہ ہماری مالک ہین گودمین ہمکو پالا ہے مادر مہربان سے اُنکا مرتبہ زیادہ ہے صبا رفتار کو بلا لو سب نے دیکھا صبا رفتار آئی بانہاے عیاری سے آراستہ بڑھکر حسین کی سر سے پاتک بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین دست بستہ عرض کی حضور ملکہ عالم کو خبر پہونچی کہ برق نے عیاری کی مگر آپ نے خوب پہچانا بڑی تعریفین کررہی ہین لیکن فرمایا ہے کہ بی بی تم نہ اسکو قتل کرو ہمارے پاس بھیجدو ہم ابھی اسکو خدمت مین شہنشاہ کی روانہ کردینگے شہنشاہ کو اختیار ہے یقین کامل ہے وہ اسکو طلسم باطن مین قید کرینگے کتاب سامری مین صاف لکھا ہے جہان انکے خون کا قطرہ گریگا وہ زمین آباد نہوگی تمھارے سامنے ایسون کا قتل ہونا بہتر نہین تم نام خدا ابھی کمسن کو رانیڈا ایسی باتین مناسب نہین حسین نے سر جھکا لیا کہا بی صبا رفتار لیجاؤ مگر حضور سے عرض کرنا اب میرے نام پر ضرور طبل جنگی بجوایئے بیٹھے بیٹھے ان نگوڑون نے ستایا اب مین کسی کا کہنا نہ مانونگی بہار سے لڑنے کی بڑی ہوس ہے صبا رفتار نے بڑھکر برق مشکین باندھین کہا حضور سحر اپنا اُٹھا لیجیے حسین نے سحر اُٹھا لیا را صبا رفتار نے پشتارہ برق کا اُٹھایا سلام کرکے چلی صاف لیکر نکل گئی کنارے پر لشکر کے آکر صبا رفتار نے میان برق کو کھولا کہا بھائی برق سلام منم مہتر چالاک بن عمرو برق گلے سے لپٹ گیا

کہا مرشدزادے بڑا کام کیا مگر یہ حرافزادی بڑی ہوشیار ہے اسکا قتل ہونا بہت دشوار ہے چالاک
نے کہا انشاء اللہ اور طور سے اسکو مارینگے پیچھا اسکا نہین چھوڑینگے حسین تخت پر بیٹھی تھی کہ خبر
پہونچی ملکہ حیرت جادو تشریف لاتی ہین حسین واسطے استقبال کے اُٹھی حیرت کو جھک کر سلام
کیا لاکر تخت پر بیٹھایا دست بستہ عرض کی حضور برق فرنگی کو قید کیا حیرت نے کہا کیا برق
حسین نے کہا ابھی صبا رفتار آئی قیدی کو لیگئی حیرت نے کہا بی بی مین کیا جانون مین نے جوش محبت
مین تمھاری مان کو نامہ لکھا گلشن جواب لائی مین نے اُسکو تمھارے پاس روانہ کردیا کہ نوشتہ اپنی
مادر مہربان کا دیکھو طبل جنگی نہ بجواؤ حسین نے کہا حضور وہ گلشن خواص نہ تھی برق فرنگی گلشن
بنکر آیا نیا گل کھلایا نگوڑا ناچا گا شراب بیہوشی ملاکر مجھے دی آپ کی عنایت سے مین انتظام کرچکی
تھی شراب شعلہ بنکر اُڑ گئی مین نے گرفتار کیا بہت دھمکاتا تھا ڈراتا تھا مین نے جلاد کو بلایا کہ
صبا رفتار آئی ابھی تو قشقارہ باندھکر لیگئی حیرت نے کہا بی بی عجب بات ہے عیاری نہین کرامات ہے
دوسرا اُسکا بھائی صبا رفتار بنکر گیا ہوگا سالہا سال ہوے یہی رنگ دیکھتے دیکھتے آنکھین پتھرا
گئین اب تو حسین کے ہوش اُڑ گئے حیرت نے کہا گلشن کو تلاش کرو وہان گلشن کو گھسیاروں نے
بیدار کیا گلشن روتی پیٹتی آئی حیرت نے پوچھا ارے تو کہان تھی کہا حضور کسی نے ننگا کرکے مجھے
درہ کوہ مین ڈالدیا ایک گنوار کی دھوتی مانگ کر باندھی حیرت نے شرما کر سر جھکا لیا حسین کو
اور زیادہ غصہ آیا کہا ملکہ عالم واسطہ سامری جمشید کا اب میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے اب کنیز تنہا گی
مجھکو بیٹھے بیٹھے اس بیدرد فرنگی نے ستایا اب مجھے تاب نہین ہے حضور دخل نہ دین میدان جنگ مین
تماشا دیکھین دیکھیے کیا کیا گل پھولتے ہین بی بہار سے لڑنے کی مجھے بڑی ہوس ہے جبتک مادر مہربان
آئین ان سب کا خاتمہ ہوا اُنکو تکلیف نہو ان ایسے نالائقون کے واسطے اسقدر مشقت کی ہے گھر گھر
پر مکان بنوایا حیرت نے کہا اے نور نظر عیارون نے سب کا ناک مین دم کردیا ہے جہان گنبد دم خیال
نہ پہونچے یہ نگوڑے وہان پہونچ جاتے ہین اسی واسطے ملکہ صنعت نے یہ مشقت اپنے اوپر گوارا کی
تم اتنا احسان کرو تا آنے ملکہ صنعت کے طبل جنگی نہ بجواؤ حسین نے عرض کی حضور آپ نہ فرمائین کتنے
اسوقت بڑے انتشار مین ہے بے لڑے بھڑے اس نگوڑے مونڈی کاٹے نے آکر قیامت برپا کی اگر مین نے
تدبیر نہ کی ہوتی خاتمہ ہوا تھا تمام اہل دربار کو تسخیر کر لیا اگر حضور ملاحظہ فرماتین تمام دنیا کے گانیوالون
کا نطفہ نگاہ سے گر جاتا حیرت نے کہا بی بی ہمین سالہا سال گذرے یہ مصیبت جھیلتے دھن اژدر مین اپنے
کو گراتے ہین برسون سے یہ مصیبت اُٹھاتے ہین کوئی صاحب ایسے نہیں باقی ہین جنپر عیاری نہوئی ہووے

شہنشاہ طلسم ہوش رُبا افراسیاب جادو جسکا عدیل ونظیر زمانے مین نہین ہی اُسپر عیار یان کین سار بان زادے نے کئی مرتبہ شہنشاہ کو بیہوش کیا اُنکی بدعت سے کوئی صاحب باقی نہین ہین مرشدزادو کو توچھتا بنا یا حسین نے کہا حضور جو کچھ ان مکارون نے کیا اُسکا بدلہ یہی ہی کہ چن چنکے اُنکو قتل کرنا چاہیے اور برق وچالاک کو تو مین ابھی بلاتی ہون حیرت جادو نے کہا بیٹا ہمین جہانتک سمجھانا تھا ہم سمجھا چکے ہم جانتے ہین تم ہمکو صنعت سے شرمندہ کروگی وہ اگر ہماری دامنگیر ہوگی یہی تقریر ہوگی کہ آپ نے چھوکری کا کہنا کیون مانا یہ کہکر حیرت جادو اُٹھی چلتے چلتے بہت سمجھا یا حسین نے کچھ جواب نہ دیا حیرت اپنے دربار مین آئی وزیرزادیون سے کہا خدا خیر کرے بی حسین سحر ساز بیڈھب بگڑی ہین برق نے مار لیا ہوتا مگر خیر یہ تھی کہ نگہبانی اپنی کر چلی تھین برق کو پکڑ لیا صبا رفتار بنکر چالاک آیا چھوڑا لے گیا اب بگڑی بیٹھی ہین کہ برق اور چالاک کو ماروتگی اہل اسلام سے لڑونگی یہ ذکر تھا کہ صرصر شمشیرزن آئی حیرت نے کہا صرصر تجتے سنا حسین دختر صنعت تشریف لائی ہین پہونچتے ہی اُنکے میان برق جا پہونچے چالاک بھی دیکھ رہے تھے ان نگوڑے عیارون مین بڑا میل ہی عیاری کرنا اُنکا کھیل ہی برق پکڑے گئے چالاک چھڑا لیگئے ذرا تم دربار مین حسین کے جاؤ چھوکری کو سمجھاؤ کہ واسطہ ساحری جمشید کا اس جھگڑے مین نہ پڑو عیارون کا پیچھا نہ کرو ع۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت :: صرصر نے کہا مین ابھی جاکر سمجھاتی ہون صرصر تو یہان سے چلی حسین غصے مین بیٹھی کانپ رہی ہی کہتی ہی ابھی ایک سحر بناکے بھیجونگی چالاک و برق کو گرفتار کراکے قتل کرونگی لیکن برق وچالاک لشکر اسلام مین پہونچے خواجہ صحبت مین مہرخ کے بیٹھے ہین کہ چرند و پرند پہونچے خواجہ کو پرچہ اخبار دیا کہ حضور برق وچالاک نے اس طرح عیاری کی برق نے گلشن بنکر طرفہ بہار دکھائی خوب گل پھولا خوب رنگ جمایا کئی ہزار روپیہ کی پشواز لی زیور بھی کچھ لیا مگر پکڑا گیا چالاک نے بشکل صبا رفتار رہا کیا بس خواجہ کوڑا لیکر اُٹھے ملکہ مہرخ نے کہا حضور کہان بڑی خوشی کی بات ہی آپ کے فرزند نے کس مزے سے آپ کے شاگرد کو بچا لیا عمرو نے کہا آپ کیا جانیے یہ لونڈے عیاری کرکے کام کو خراب کرتے ہین اب اسکو بھڑکا دیا ہم رات کو جاتے گرفتار کرلاتے اب وہ حفاظت کریگی ہماری جان پر بنیگی یہ سب صاحب بیان کرتے ہین کہ وہ ساحرہ بڑی زبردست ہی کل کمال صنعت کی حاکم ہی اقلیم افسونگری کی ناظم ہی پس اب اُسپر عیاری کیونکر ہوسکے گی خواجہ یہ کہہ رہے تھے کہ برق وچالاک خوشی خوشی آئے برق نے کہا اُستاد آپ کے اقبال سے دربار مین حسین کے جاکر عیاری کی ایک پشواز پائی ہی وہ حاضر ہی عمرو نے

اٹھکر گلے سے لگا لیا کہا بیٹا خدا تمکو سلامت رکھے عصائے ضعیفی ہو جانتے ہو کہ بوڑھا اُستاد انتہا کا
فیاض ہی چار پیسے پیدا کرنے سے عاجز ہو چکا مستحق دروازے پر موجود رہتے ہین لاؤ بیٹا نکالو برق نے
خوشی خوشی پشواز نکالی خواجہ نے لیتے ہی نذر زنبیل کی اب برق کا ہاتھ تھاما کہا وہ زیور تو لا دیئے
برق نے کہا استاد اور کچھ نہین ملا عمرو نے کہا ابے بھورئیے بڑا تو مکار ہی مجھکو پہلے ہی خبر ہو پہنچ چکی
یہ ٹری گلی پشواز تو دیدی نقدی اپنے پاس رکھی مین دربار مین اُسکے موجود تھا دیکھ رہا تھا سب
چیزین گن چکا ہون طوق جڑاؤ ہی کڑے ہیرے کے ہین اور بہت سی چیزین جنکی فرد میرے پاس لکھی رکھی
ہی آپ تبلائیے کہ کیا کیا چیز ہی اے فرزند سب چیزین نکالو مین کیا لے لونگا اُسکی سب کی جمع قائم کرکے
روپیہ نقد تمھاری زوجہ کے پاس بھیجدون لڑکے بالون کی شادی مین کام آئیگا بھلا برق ایسے فقرون
کو کب مانتا ہی اسنے کہا اُستاد جو مین نے پایا تھا وہ حاضر کر دیا جب تو خواجہ بگڑے کہا بچہ مارے کوڑون
کے کھال گرا دونگا اور تمھاری مشکین باندھکر حیسن کے پاس لیچلونگا کہونگا کہ اسکو قتل کیجیے
برق نے کہا آپ کو اختیار ہی غلام مجبور و ناچار ہی جو لایا تھا وہ حاضر کیا لاکھ خواجہ کھینچے بیٹے مگر برق
نے زیور نہ نکالا تب خواجہ نے اسکی گردن مین ہاتھ دیکر نکال دیا برق نے کہا اُستاد ہم خود جاتے ہین
یہ کہکر برق تو باہر نکل گیا خواجہ عمرو غصے مین طرف لشکر حیسن کے چلے خدمتگار بنکے لشکر حیسن
مین داخل ہوئے برق نے دیکھا اُستاد غصے مین آگئے ہین یہ بھی ایک جادوگر کی شکل بنکر لشکر صنعت مین
آکر ٹھہرا خواجہ دروازے پر ٹہلنے لگے دیکھا ایک کنیز شوخ و شنگ نوجوان ہنستی ہوئی نکلی آپ ہی آپ ہنسی کے
مارے لوٹی جاتی ہی ایک نے کہا بی سوسن آتی ہین سب کا منھ چڑھائینگی بڑی طرار ہین عمرو خدمتگار نوجوان
کی شکل بنا کھڑا تھا تنتا ہوا سامنے بی سوسن کے آیا سوسن نے منھ چڑھایا عمرو نے انگوٹھا دکھایا سوسن
کی زبان درازی تو مشہور ہی بکتی ہوئی بڑھی کہا کیون نگوڑے خدمتگار انگوٹھا کیسا دکھایا عمرو بولا بی سوسن
تم نے منھ کیون چڑھایا سوسن نے کہا میری یہی عادت ہی عمرو نے کہا ہمارے مزاج کی بھی یہی کیفیت ہی
بی سوسن تم سمجھین نہین مین نے انگوٹھے سے اشارہ کیا سوانگ والے آئے ہین چلیے انکا تماشا دیکھو کیا
کیا لاگین کر رہے ہین سیف نگل گئے تم اتنی نہ نگل سکوگی سوسن بولی کیون رے حکمت بازی کرتا ہے
عمرو نے کہا تم تو ناحق خفا ہوتی ہو ذرا کنارے آؤ تمکو سمجھا دین اور اشارے سے تم پر جان جاتی ہی
ایک بات کہین گے تمکو ماننے نہ ماننے کا اختیار ہی اب تو بی سوسن ساتھ ہوئین عمرو نے جیب سے نکالکر
اشرفی دکھائی تو بی سوسن قدم اُٹھا کے چلین عمرو آگے بڑھا نخل کے سایہ مین آکر ٹھہری بی سوسن
کہتی ہوئی آئین ارے کیا کہتا ہی جنگل مین مجھے کیون لایا ہی عمرو نے کہا جان جہان ایک بات تو سنو

سوسن قریب آئین مگر ہنسی کے مارے لوٹی جاتی ہین کہتی جاتی ہین ارے دیکھ کوئی آنہ جاے
ادھر سے راستہ ہی میری جٹھانی کا لڑکا سپاہیون مین نوکر ہی وہ کہین نہ آجاے ارے
مجھکو مار ڈالے گا بڑا خونی جنونی ہی ہمیشہ تلوار کھینچے پھرتا ہی عمرو نے کہا یہ ہتھیار تو دیکھو سوسن
نے ایک دوہتڑ مارا کہا نگوڑے ہتھیار کیا کیا مجھے ذبح کریگا عمرو نے کہا دیکھ جنگل سے کوئی آتا ہی
جیسے ہی سوسن پلٹی عمرو نے حلقے کمند کے مارے حباب مارا سوسن کو بیہوش کرکے کنارے ڈالدیا
کپڑے اسکے اتار لیے اسی کی شکل بنکر بارگاہ مین ملکہ حسین کی آئے پشت پر حسین کے مگس رانی
کرنے لگے اب خواجہ فکر مین ہین کہ مین کوئی عیاری کرون کہ پردہ بارگاہ کا اٹھا اور صرصر شمشیرزن
تنتی ہوئی آئین حسین کو جھک کر سلام کیا حسین غصے مین بیٹھی ہی صرصر نے سلام کرکے سر اٹھایا
دیکھا عمرو سوسن بنا ہوا پشت پر ملکہ کے کھڑا ہی کھل مل کے باتین کر رہا ہی چاہتی ہی کہے کہ حضور
عمرو کھڑا ہی عمرو گھبرایا کہ یہ حرامزادی آپہونچی پہچان گئی ہی فوراً بتادیگی بس عمرو نے کہا اے ملکہ
عالم دیکھیے ساربان زادہ صرصر بنکر آیا ہی صرصر گھبرا کر پیچھے ہٹی حسین نے کہا لینا نگوڑے موے عمرو
عیار کو کنیزین دوڑین صرصر نے چاہا بھاگ کر نکلجاوے لونڈیان چہار طرف سے ٹوٹ پڑین صرصر نے
کسی کو حباب بیہوشی مارکے بیہوش کردیا کسی پر حلقہ کمند مارا دو چار کنیزین تڑپنے لگین دو چار بیہوش
ہوگئین عمرو نے کہا دیکھیے ساربان زادہ لڑبھڑ کے نکل جانا چاہتا ہی حسین نے ہاتھ سے اشارہ کیا ماش
کا دانہ پھینک مارا صرصر پردے کے پاس پہونچ چکی تھی لڑکھڑا کے گری کنیزون نے پکڑ لیا اب صرصر
چیخی اے ملکہ دہائی ہی ساربان زادہ سوسن بنا ہوا آپ کی پشت پر کھڑا ہی مین ملکہ حیرت کی عیار
بیچی ہون عمرو نے سر جھکا کر کہا مجھکو پہچان لیجیے نگوڑا مجھکو عمرو بناتا ہی مین پرانی کنیز ہون یہ حضور
جانتی ہین کہ ہمیشہ سے بدتمیز ہون سوسن نام البتہ زبان دراز ہون لیکن آپ کی کنیزون مین سرفراز
ہون اب یہ نگوڑا مجھپر تہمت لیتا ہی کڑھائی منگوا کر چڑھائیے مین گولہ اٹھاونگی نہین واری مجھے آزاد کر دیجیے
مجھے مردوا بناتا ہی اور صرصر پر مار پڑنے لگی کنیزین کہتی ہین کیون موے نگوڑے مونڈی کاٹے تیرا شاگرد
برق پہلے گلشن بنکر آیا تیرا بیٹا صبا رفتار بنکر پہونچا اب تو صرصر بنکر آیا ہی اپنی ہوا باندھتا ہی صرصر
غل مچاتی ہی اے بی بی مجھکو بچائیے دیکھیے لونڈیان مجھے مارتی ہین عمرو نے دیکھا کہ معشوقہ پر مار پڑتی ہی
دل بیقرار ہوگیا ہان ہان کرکے بچانے لگے اشارے مین کہا کیون جان جہان آج تمھاری ناک کٹوا ڈالون
مگر مشہور ہوگا عمرو کی جورو نکٹی ہی لوگ کہینگے نکٹی آئی نکٹی آئی مین شرما جاؤنگا صرصر اپنی جان سے
تنگ تھی کہ دروازے سے ایک جادوگر آیا اسنے بھی دیکھتے ہی کہا کہ ہان صرصر نہین عمرو ہی یہ کہکے چھری

لیکر چلا کہ اسکی ناک کاٹ لونگا صرصر گھبرائی یہ کون صاحب آئے سر اٹھا کر دیکھا کہ بھوریا جادوگر بنا کھڑا ہے گھبرا گئی عمر نے برق کو پہچانا برق نے اشارہ کیا کہ اُستاد اب اُس اسباب کا ذکر نہ کیجیے گا معاف فرمائیے ورنہ حسین سے کہدونگا کہ خواجہ سوسن بنے کھڑے ہین عمرو نے آنکھین نیلی پیلی کرکے کہا بے تیری شامتین آئی ہین تمھارے باپ سے لونگا کہو تو تمکو خود جوتیان کھلواؤن حسین سے کہدے یہی حوصلہ باقی نہ رہجائے صرصر نے یہ باتین سُنکر کہا بی حسین واسطہ سامری جمشید کا گرم پانی منگا اور عمرو کا شاگرد بھوریا بھی آگیا یہ جادوگر بنا کھڑا ہے برق نے قہقہہ مار کے کہا واہ رے عمرو سبحان اللہ مجھکو برق فرنگی بتاتا ہے حضور دوہائی ہے سرکار کی میرے لڑکے کے اسنے کپڑے اتار لیے تھے حسین نے کہا میان ساحر تم کہان رہتے ہو کہا یہ سامنے اُجاڑ گانؤن ٹیرا آباد ہے مین وہان کا ٹھاکر ہون میرا لڑکا پانچ برس کا کھیلنے نکلا تھا اُسنے یہی صورت ننگے کپڑے اسکے اتار لیے ہم دوڑے مگر اسکو نہ پایا یہ ہوا کا خواص رکھتا ہے جبھی تو بصورت صرصر بنا ہے ہمارے گانؤن کا گوڑیت ہے اُسنے بھی دھر پکڑ کیا تھا اُسکی جورو زیور پہنے ہوئے نکلی اس ساربان زادے نے اُسکی ہنسلی اُتار لی ہم خوب پہچانتے ہین یہ بڑا بادی چور ہے آپ دیکھیے ہم پہچانتے ہین جاکے اسکو جو مینہ باندھنے لگے بیٹھ رہے اسکے سولہ بھی بنائینگے پانی چھڑک کر مار ینگے اب حسین اور زیادہ گھبرائی کہ ایک چوبدار آیا گوٹے دار پگڑی باندھے ہوئے بہت معقول چکن چنی ہوئی مشروع کا پاجامہ بھاری جوتا ملکہ حسین کو سلام کیا کہا حضور مین ملکہ حیرت کا نوکر رہا ہون میرا عصا لیکر یہ بھاگ گیا تھا کئی مہینے مین نوکری سے معطل رہا اب مین نے مہاجن سے قرض لیکر عصا بنایا تب نوکری ملی صرصر نے آنکھ ملائی دیکھا تو میان چالاک بن عمرو ہین عمرو نے بھی پہچانا کہا میان مردہ ہے خدا تمکو سلامت رکھے مین بیچاری ملکہ کی لونڈی خدمت کرنے والی مجھکو عمرو بتاتا ہے بھلا مین عمرو ہون مردہ ہے نے کہا نہین صاحب تم بیچاری کونے کی بیٹھنے والی تم مکر و فریب کو کیا جانو اے ملکہ حسین بی سوسن بڑی نیک ہین اس ساربان زادے کو ہمین دیجیے ہم عصا انسے لینگے اب حسین گھبرائی کہ مین کیا کرون صرصر تو کہتی ہے کہ عمرو و سوسن نا ہے زمیندار برق فرنگی چوبدار چالاک ہے اور وہ دونون گواہیان دیتے ہین کہ یہ صرصر نہین عمرو ہے آخر مین صرصر نے کہا اے ملکہ عالم اگر حضور توجہ فرمائینگی تو مرد عورت کی شناخت ہوجائیگی یہ تینون نگوڑے عیار مکار جھلسا جمع ہین مجھکو ذلیل کراتے ہین یہان تو یہ جھگڑا ہے چوبدار زمیندار بی سوسن صرصر کو گھیرے ہوئے ہین چانون چانون ہو رہی ہے حسین خاموش حیرت کا جوش کہ مین کیا کرون کس مصیبت مین پھنسی ہون ایسا نہو کوئی بیگناہ قتل ہوجائے حیرت جادو دامنگیر ہونگی لیکن ایک

کنیز ملکہ حیرت جادو کی کسی کام کو آئی تھی یہ حال دیکھکر بھاگی ملکہ حیرت سے جاکر کہا
حضور صرصر بڑی مصیبت مین پھنسی ہی نہین معلوم صرصر ہی یا عمرو ہی حسین نے اسکو سحر سے پکڑا
ایک زمیندار ایک چوبدار ایک کنیز سوسن نامے یہ تینون گواہیان دے رہے ہین کہ یہ حقیقت
مین صرصر نہین عمرو ہی صرصر کہتی ہی یہ تینون عمرو و چالاک و برق ہین حضور صورتون مین
بڑے فرق ہین آپ جلدی چلیے اگر صرصر ہو تو بچا لیجیے سب کو پہچانیے لیکن جو سب کا افسر ہو
اسکو پکڑ لیجیے سزا دیجیے حیرت نے کہا تو سچ کہتی ہی عیارو کے جھگڑے کو مین کمبخت کیا سمجھونگی مگر بڑا
غضب ہوا صرصر کو مین نے بھیجا تھا دیکھیے حسین کی جان کیونکر بچتی ہی عیارون نے گھیر لیا
سامری و جمشید اسکی جان بچائین یہ کہکے اٹھی طرف بارگاہ حسین کے چلی یہان بارگاہ حسین
مین ہنگامہ صرصر نوبت بجان و کارد بر استخوان زندگی سے بیزار مجبور و ناچار انتہا کی مجبوری ہی
کہتی ہی حضور ایک کنیز کو حکم دیجیے گرم پانی لاکر میرا انکا منھ دھولائے حضور پر حال کھل جائے حسین
مصاحبون سے کہتی ہی صاحبو مین کیا کرون سوسن کی چرب زبانی زمیندار صاحب کی نئی کہانی چوبدار کا
نیا قصہ اپنے مضمون کا حصہ ہین کسکو مقتول کرون کسکو سزا دون ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی حضور یہ
ہنگامہ سنکر خاتون محل شہنشاہ ملکہ حیرت عالیجاہ تشریف لاتی ہین اب فیصلہ ہو جائیگا وہ ان مکارون
کو خوب پہچانتی ہین یہ سنکر برق تڑپے چالاک عصا سنبھالکر پیچھے ہٹے سوسن یعنی عمرو نے کہا اے ملکہ
عالم آپ کنارے آئیے مین مفصل آپ سے عرض کرون پردہ کا ہی اور کھون حسین چند قدم پیچھے ہٹی سر
جھکایا کہا بوا سوسن بیان کرو میرے کان مین کہدو جیسے ہی حسین نے سر جھکایا عمرو نے تاج سر حسین سے
لیا ایک دولتی ماری ادھر برق نے ایک جادوگرنی کے خنجر مارا چالاک نے عصا اٹھا کر ایک ساحر کو
مارا اسکا سر پھٹ گیا بارگاہ مین اندھیرا ہوا حسین منھ کے بھل زمین پر گری تینون عیار نعرے کرتے
ہوئے نکل گئے حیرت آکے پہونچی دیکھا گیر ودار کی صدا بلند حیرت گھبرا گئی کہ یہ کیا معرکہ ہی وزیر زادیون سے
کہا سامری جمشید خیر کرین معلوم ہوتا ہی عیار مار پیٹ کر نکل گئے صرصر کی جان بچ گئی ہو تو بڑی بات ہی
یہان حسین غصے مین اٹھی ہی صرصر اسی طرح پڑی تڑپ رہی ہی کہ حیرت آکر پہونچی صرصر چیخی ملکہ عالم
دوہائی ہی بی حسین نے میرا یہ حال کیا برق نالایق میری ناک کاٹے لیتا تھا مین یہان آنکر بڑی بلا
مین پھنسی حیرت نے آتے ہی صرصر کو سحر سے رہا کیا حسین روتی ہوئی دوڑی کہا حضور دیکھیے سارا سامان اور
میرا تاج لے گیا محتاج کر گیا حیرت نے مسکرا کے سر جھکا لیا صرصر روتی ہوئی اٹھی کہا حضور آج تو مجھے
بلوہ تھا آپ نہ آتین تو میری جان نہ بچتی آپ ہی کی خبر سنکر نگوڑے تینون بھاگ گئے حیرت کو ستانا

آ گیا جواب دیا کہ صاحبو بڑے غضب کی بات ہی یہ نگوڑے ہر وقت بارگاہ مین گھس آتے ہین ہمارا
کہنا آپ لوگ نہین مانتین آخر اُس نہ ماننے کا انجام دیکھا حسین نے کہا حضور اب آپ جائیے
مجھے نالایقون نے سر دربار ذلیل کیا مین اب نہ مانونگی حیرت نے کہا دیکھو بی بی تجنے پھر وہی باتین
نکالین واسطہ سامری کا اپنی ماں کو آجانے دو اُنکے سامنے چاہنا لڑنا یا جیسا حکم دین وہ کرنا کیے
لیے بڑی رسوائی ہی جگ ہنسائی ہو حسین نے نیچہ کھینچکر گلے پر رکھ لیا کہا حضور اب کچھ نہ کہین حیرت
غصے مین بلی چسین آکر تخت پر بیٹھی کنیزین گرد خاموش غصے سے چہرہ سرخ کسی سے کلام نہین کرتی یہان
عیاران اسلام آکر دربار مہرخ مین پہونچے ملکہ مہرخ کو پہلے ہی پرچہ اخبار گذرا کہ حسین کا تاج خواجہ
اُتار لائے اسد نے پوچھا نانا جان تاج ہم دیکھین عمرو نے کہا او دیوانے تجھے بھی یہی فکر رہتی ہی ہمارے
چھوٹے ہین کوئی کسی کا تاج اُتار سکتا ہی تدبیرین عیاری کے گئے تھے نہ بن پڑی برق و چالاک بگاڑ آئے
وہ ہوشیار ہو گئی ملکہ مہ جبین نے کہا حضور آپ ہوشیار رہین حسین آپ کی دشمن ہو گئی ہی عمرو نے کہا مین
اُسکے باپ کا دشمن ہون یہ کہکے عمرو باہر نکلا خیال مین گذرا گھڑی دو گھڑی کو ٹل جائیے بارگاہ مین ٹھہرنا
بہتر نہین ہی عمرو دل سے یہ باتین کرتا ہوا کنارے پر لشکر کے آیا یہان حسین جو رنجیدہ بیٹھی آبشار جادو
اُسکے لشکر کا سپہ سالار جوش و خروش مین سامنے آیا کہا حضور غلام کو بڑا قلق ہی حضور کا تاج عمرو لیگیا
اگر حکم ہو دریا دلی دکھاؤن ساربان زادے کی آبرو مٹاؤن کشتی حیات کو ڈبو دون دام گرداب قہر و غضب
مین پھنساؤن حسین نے کچھ جواب نہ دیا مگر آبشار جادو نے دونون پاؤن زمین مین مارے مثل قطرۂ آب
جذب ہو گیا اپنی موج مین زمین کو کاٹتا ہوا چلا حسین نے خوش ہو کر کہا دیکھو چچا جان کو غصہ آیا جاتے ہی
عمرو کو مار ڈالینگے حسین سحر ساز تو بھولی بیٹھی ہی خواجہ عمرو کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے فرما رہے ہین برق
کہان گیا دیکھیے گنوار بنکر گیا تھا جس جادوگرنی کو مارا اُسکی انگوٹھیان اُتار لایا ہی ڈھونڈھکے اُسکو لادو
گرد اکثر ساحر کھڑے ہین ایک جانب سے شاہزادہ شکیل جادو قریب خواجہ کے کھڑا ہوا عرض کرتا ہی
اُستاد جانے دیجیے وہ بھورا بڑا فیلیا ہی آئیگا ہم انگوٹھیان دلوا دینگے خواجہ فرماتے ہین آپ لوگ
میرے شاگرد کے معاملہ مین دخل نہ دیا کیجیے ہوش رُبا مین آکر اس انگریز نے ہزار روپیہ جمع کیا ہی بنک گھر مین
بھیجدیتا ہی نوٹ بنوا رہا ہی ولایت چلا جائیگا وہان بیٹھکر فرّے اُڑائیگا یہ باتین تھین کہ یکایک زمین شق
ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کریہ منظر زمین سے پیدا ہوا عمرو کو دیکھا للکارا او غول بیابانی آ
ملکہ حسین کے سر سے تو نے تاج اُتار لیا کچھ خوف نہ آیا یہ کہکے ایک گولہ لشکر پر مارا اندھیرا ہو گیا شکیل
جب تک سحر دفع کرے عمرو کی کمر مین آبشار جادو نے پنجہ دیا اُڑا لشکر مین ہلڑ ہوا ایک جادوگر آیا تھا

خواجہ عمرو کو اُٹھا کر لے گیا شکیل نے دیکھا کئی ساحر جل گئے یہ خبر لشکر مین مشتہر ہوئی خواجہ عمرو
کو ایک ساحر نے گرفتار کیا اسد غازی بیقرار ہوکر بارگاہ سے نکل آئے فرمایا مرکب ہمارا تیار کرو
ایسا نہو نانا جان قتل ہوجائین مین روے سیاہ کسی کو کیونکر دکھاؤنگا ملکہ مہ جبین بھی رونے لگی ملکہ
مہرُخ و بہار سب سردار بارگاہ سے نکل آئے عجب طرح کا لشکر مین ہنگامہ ہوا خرد و کلان ادنی اعلیٰ
از پیر تا جوان سب کی زبان پر یہی جاری تھا کہ خواجہ ابھی عیاری کرکے آئے تھے دختر صنعت کو بڑی
ذلت دی ایسا نہو قتل کر ڈالے سب سردار آمادہ ہوئے ابھی جاتے ہین یا جان دینگے یا خواجہ کو
چھوڑائینگے چالاک و برق آئے آکر سب کو مطمئن کیا کہا صاحبو کوئی صاحب جانے کا ارادہ نہ کرین ہم
پہلے جاکر خبر لے آئین فوراً آکر عرض کرینگے یہ کہکر دونون عیار بھاگے طرف لشکر حیرت کے چلے لیکن
آبشار جادو عمرو کو لیکر نکلا سوچا اگر سیدھا لشکر حسین مین جاؤنگا سرداران اسلام پیچھا کرینگے صحرا
کی طرف نکل گیا کہ دو چار کوس بڑھکر پلٹونگا لشکر مین ملکہ کے پہونچ جاؤنگا یہان حسین سحر ساز بیٹھی
ہی کہ ہرکارون نے خبر دی حضور آپ کے عم نامدار آبشار جادو جا پہونچے عمرو کو پکڑ لیا کوئی کچھ نہ کرسکا
طرف صحرا کے گئے ہین لیکر آتے ہونگے حسین یا تو ملکہ بیٹھی تھی یا ہنس پڑین کہا صاحبو عم نامدار نے بڑا کام کیا
اب ساربان زادے کو قتل کرکے دل ٹھنڈا کرونگی کنیزین کہ رہی ہین حضور آتے ہی قتل کیجیے ایک لمحہ
توقف نہ فرمائیے نہین تو سرداران اسلام بڑا فساد برپا کرینگے سُنا ہو عمرو کے سب پر احسان ہین جو جہان قید
ہوا عمرو نے عیاری کرکے اُسکو رہا کیا وہ سب عمرو کے ممنون و مشکور ہین حسین کہتی ہو اُنکے عقل کے قصور
ہین یہان کیا آسکتے ہین ہین تو عیارون سے ڈری جعلسازون کو کوئی کیونکر پہچانے سردار جو کوئی آئے گا
سحر و ساحری مین مقابلہ ہوگا کیفیت کھل جائیگی بڑا دعوی تو مجکو بہار سے ہو لوگ کہتے ہین کہ بہار کا
کوئی مثل و نظیر نہین ہو دیکھنا دیوانہ بنا دونگی اسم سحر نہ پڑھ سکین یہان کے سب سردار ڈرتے ہین مجھے
کیا خوف کسی کا کیا ڈر مین شہنشاہ کی ملازم نہین ہون اپنی مان کی محبت مین چلی آئی جو دل مین آئیگا وہ
کرونگی یہی طالب ہون کہ نام ہو نیک انجام ہو مادر مہربان آکر فرمائین میری بیٹی نے لڑائی فتح کی
ذرا صاحبو بڑھکر دیکھو چچا جان وہان سے تو لے نکلے یہان ابھی تک نہین آئے کنیزون نے کہا حضور
ساحرون سے لڑائی ہوئی ہوگی لڑ بھڑ کر آئینگے اور بھی دس بیس کا سر لائینگے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین
لیکن آبشار جادو عمرو کو لیکر طرف صحرا کے نکل گیا تین چار کوس پر آکے ایک مقام پر ٹھہرا عمرو بیہوش
و مدہوش تھا ٹھہر کر مشکین باندھنے لگا عمرو نے گڑگڑا کر کہا میان ساحر صاحب تسلیم عرض ہو مجھے آپ
کہان لیے جاتے ہین آبشار نے کہا بھلا ساربان زادے یہ دن تجھکو یاد نہ تھا بیجا کر تجھکو دار پہ کھینچین گے

اتنے بڑے رئیس اعلیٰ ملکہ حسین سحر ساز دختر وزیر اعظم اُسکے دربار مین یہ ہنگامہ ڈال دیا دل نازک پر
صدمہ پہونچا عمرو نے کہا کہ حضور مین اس لائق ہون غریب محتاج مجھے آپ کیا سمجھے آبشار نے کہا تو
ساربان زادہ عمرو عیار ہے جب تو خواجہ بہت ہنسے کہا واہ واہ حضور عمرو عیار کیسا مین تو
سمجھا ہون گویا آپ کا گداگری کو نکلا تھا میری سارنگی بھی وہین رہگئی یہ کہکے خواجہ گنگنائے تعریف مین
اُس جادوگر کے دو تین شعر نظم کرکے گائے اب تو آبشار گھبرایا عمرو کو اُسنے کبھی بصورت اصلی دیکھا
نہین تھا سوچنے لگا کہ اے آبشار بڑی خیر ہوئی دربار مین ملکہ کے بڑی ہنسی ہوتی لوگ کہتے گئے تھے
عمرو کو پکڑنے دھن مین گوئیے کو پکڑ لائے ہین کیا جواب دیتا بہت شرمندہ ہوتا پھر جی مین کہتا ہے لیکن
یہ دھوکا نہ دیتا ہو عمرو نے دیکھا اب اُسکے تیور پر بل پڑے کہا حضور آپکو میری بات کا یقین نہین آتا
کل رات کو دربار مین ملکہ حیرت جادو کے جلسہ تھا یہ مشتری کے ساتھ مین بھی گیا تھا بہت انعام و
اکرام ملا بانٹنے مین جھگڑا پڑا کئی ہزار روپیہ جمع تھے ملکہ حیرت جادو تک خبر پہونچی کہ سب
ڈھاڑی لڑے مرتے ہین ہمکو سب کو بلوایا اپنے منشی کو بٹھا کر حساب بنوایا ہماری قوم کے ایسے
حرامزادے ڈوم ڈھاڑی اُسپر بھی لڑنے لگے آخر یہ ٹھہری کہ ملکہ عالم اس حساب پہ مہر کردین تو حضور
میرے پاس وہ کاغذ مُہری موجود ہے اُسمین دوانی چونی سب کے حصے انعام و اکرام ملنا سب
عام کہانس لکھا ہوا ہے اُسکو ملاحظہ کر لیجیے شہنشاہ کی سرکار سے جاگیرین ملی ہین اُسکے فرمان موجود
ہین اُسکو حضور ملاحظہ کرین ہم کوئی شہدے لچے نہین ہین حضور گانون مین چلے چلیے بنیے بقال
سب ہماری آبرو کی تصدیق کرینگے اول تو جب ہمارے محلے مین پہونچیے گا سارنگی طبلے مجیرے کی
آواز کان مین آئیگی آپ جان جائینگے راگ ڈھاڑیون کا محلہ ہے اور جو حضور مجھپر کچھ زوال آئیگا
سو بھائیون کا بھائی ہون کوس کوس کے سب کہا جائینگے ننھے ننھے بچے میرے تڑپین گے اے
حضور شبو ڈومنی میری جورو ہے سب کیسون امیر دن بن جاتی ہے کیسی عمدہ گاتی ہے حضور میرا نام
تان توڑ خان شبو ڈومنی کا میان دس قدم چلے چلیے حضور آپ سے پردہ کیا ہے دو چیزین سُن لیجیے
آپکی لونڈی نے دو چھوکریان تیار کی ہین وہ بھی حضور خوب ناچتی ہین گھنٹہ بھر وہان بیٹھیے گا نا سنیے یہین
یقین ہے حضور خالی نہ اُٹھین گے ایک گلوری کھا کے چلے آئیے گا آبشار گھبرا گیا کہا اچھا میان تان توڑ خان
اپنے گھر پر مجھے لیچلیے کہا حضور آپ کے تیور مجھے بُرے معلوم ہوتے ہین ابھی جورو کو آپ کے سامنے نہین
کرونگا پردے مین بٹھلا دیگی آپ مجھکو بڑے تماشبین معلوم ہوتے ہین جس وقت سے مین نے جورو کا
نام لیا ہے آپ بیچین ہو رہے ہین اُس محلے مین اور دو چار گھر ایسے ہین مین اُنکو بلوا دونگا گانا بھی

سینئیے فرے بھی اُڑائیے آبشار نے سحر عمرو پر سے اُتارا سحر اُترتے ہی خواجہ اُچکنے لگے کودنے لگے کہا میان آبشار اب تمھاری موت آئی کہا میان تان توڑ خان یہ تم نے کیا کہا عمرو نے کہا حضور مین نے یہ بات کہی کہ جب گانیوالیون کے محلے مین جائیے گا مثل مشہور ہی ڈومنی کا یار سدا خوار کپڑے تک آپ کے بکوالینگی لیکن فرے بڑے ملین گے اب پٹر پٹر باتین کرتے ہوئے آبشار کو لگا کر لیچلے پوچھتے ہین کیون حضور کوئی دو چار روپے بھی پاس ہین نہین ہین اپنا لوٹا پتیلی رہن رکھکر لے آؤن اب تو میرے آپکے یارانہ ہوا ایسے ایسے تماشے دکھاؤنگا آپ کو خوب راضی کرونگا آبشار نے کہا روپے تو نقد میرے پاس نہین ہین یہ موتیون کا مالا ہی کہا اچھا حضور چھوٹے صراف کے یہان گرو رکھا دینگے آبشار نے کہا یہ مالا ملکہ حسین کا دیکھا ہوا ہی عمرو نے کہا حضور اب اسکا بچنا دشوار ہی ڈومنیان سر سہلائینگی بھیجا کھائینگی ننگے ہوکے وہان سے آؤگے لیکن مین تو موجود ہون اپنی پُرانی دھوتی بندھوا دونگا ننگا آپ کو گھر نہ جانے دونگا لیکن یار تم بڑے طرار معلوم ہوتے ہو تم خود اُنکا دوپٹہ پائجامہ بکوا لوگے ہماری ڈومنیون کا محلہ لٹ جائیگا اپنی چاہت اُنپر نہ ظاہر کرنا میان آبشار خوش مونچھون پر تاؤ پھیرتے ہوئے ساتھ ساتھ عمرو کے چلے جاتے ہین سو قدم چلے ہونگے کہ عمرو جھجک کے رُکا کہا لو میان آبشار ڈومنیون کا غول آتا ہی پاخانہ پھرنے کو نکلی ہین ایک ایک کو دیکھ کو گھبرا کے آبشار نے منہ پھیرا عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے فرمایا ابے اپنے باپ کو اب پہچانا نعرۂ عمرو

تیغ و سپر و سبو و ساغر برہم	از مجلس خسروان چو گردم ساقی	از رنگ از رخ شنختاک بد اختر برہم	عمرو دم کر کلہ از سر قیصر برہم

جھٹکا مارا آبشار منہ کے بھل زمین پر گرا اعصاب مارکے بیہوش کیا سب کپڑے اُتار لیے چھاتی پر چڑھ کے خنجر سے حلال کیا ہنگامہ برپا ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من آبشار جادو بود چند ساحران لشکر حیرت ادھر آ نکلے تھے یہ صدا سُنکر دوڑے خواجہ تو ایک جانب بھاگے جادوگرون نے آکر دیکھا مصاحب حسین کا لاشہ تڑپ رہا ہی گھبرائے کہ یارو اسکو کسنے مارڈالا ہی لیکن اپنے ہم مذہب کا لاشہ یہان جنگل مین نہ رہے لاشہ اُٹھاکر روتے پیٹتے طرف حسین کے روانہ ہوئے خواجہ اپنے لشکر کی جانب جاتے ہین

دو کلمہ داستان حیرت بیان حسین سحر ساز لاشہ آبشار کا دیکھکر طبل جنگی بجوانا و دیگر حالات متعلق داستان بیان کیے جاتے ہین جمہ

بیچ کرتے ہین نئے ناز سے چلنے والے	آفت جان ہین یہ دل پانو تلے ملنے والے
مار ڈالینگے سر شام نکلنے والے	سانپ کا زہر وہ گیسو ہین اگلنے والے
آہ ہوئے چشم چھلاوے کو ہین چھلنے والے	

بھول جانے سے ترے مورد بیداد رہے
مرنے والے جئیں کوچہ ترا آباد رہے
آرزو ویسکے چلے وہ ہر بین ناشاد رہے
کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہین یاد رہے
اور زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

پوچھتے ہین مجھے شام و سحر اتنا تو ہوا
شجر عشق سے حاصل ثمر اتنا تو ہوا
در پہ حاضر رہون مد نظر اتنا تو ہوا
کشش عشق مین بارے اثر اتنا تو ہوا
پھر کھڑے ہوگئے منھ پھیر کے چلنے والے

رات کو یار کے آنے کی تمنا کی ہی
گر میان قہر کی ہین نور کی جالا کی ہی
اک تڑپ یہ بھی ہمارے دل شیدا کی ہی
حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہی
شب کو باہر نہین وہ گھر سے نکلنے والے

نظر بد سے ذرا چاند سی صورت کو بچاؤ
سنو اک خوشخبری منھ تو ذرا آگے لاؤ
غازہ مل ملکے نہ دل ہر کس و ناکس کا لبھاؤ
آئینہ رکھکے کیا ہی جو کبھی تمنے بناؤ
خاک مین مل گئے ہین دیکھکے جلنے والے

جسنے سونگھی نہین خوشبوے سر زلف دراز
ہم تو مانند حنا زیر قدم ہین ممتاز
وہ پریشانی خاطر سے رہینگے ناساز
پاؤن تک تیرے جو پہونچے نہین با ہمایہ ناز
کف افسوس وہی ہاتھ ہین ملنے والے

دشت گردی کے کوئی پوچھ لے ہمسے انداز
جان برسون سے لڑاتے ہین مسافر جانباز
لاکھ منزل ہو کڑی سو ہون نشیب و فراز
گوش زد ہو تو کہین کوس سفر کی آواز
چل کھڑے ہونگے کمر باندھکے چلنے والے

یاد باتون کی کبھی ہی تو کبھی گالون کی
ہمنشین تجکو خبر کیا ہی مرے حالون کی
آنکھ کے تل کی محبت ہی کبھی خالون کی
یہی سوزش ہی یہی گرمی ہی اگر نالون کی
صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے

سامنے آنکھونکے صحرا کی فضا ہی ہر صبح
بارور نخل ہین سب فضل خدا ہی ہر صبح
اتحاد گل و بلبل کا مزا ہی ہر صبح
باغ عالم مین یہی اپنی دعا ہی ہر صبح
رہین سر سبز شجر پھولنے پھلنے والے

کوچۂ عشق و محبت ہی بلا خیز مقام
اسکے آغاز کا ابتک نہ کھلا کچھ انجام

بیٹھتے اُٹھتے پہونچ جائینگے ہم تو تا شام — اُنسے کہدو جو زمین پر نہین رکھتے دو گام
گر بھی پڑتے ہین بہت دوڑ کے چلنے والے

واہ رے دوری اس دور سے دل گھبراتا — درد الفت نہین افسوس کسی کو بھاتا
حسن کا ذکر کہین سے نہین لب پر آتا — نعمت عشق کا راغب نہین کوئی پاتا
مر گئے کیا غم و غصے کے نگلنے والے

رات دن ہجر کے صدمے ہین بہت دل پہ سہے — یا رب یہ رحم ہوا حوال مرا کون کہے
دونون اُبلے ہوئے دریا تھے کہ دن رات بہے — اشک باقی جو نہ آنکھون مین رہے تو نہ رہے
جگر و دل مین لہو ہو کے نکلنے والے

کیا کرون تیری صفت و ثنا اے آتش — قلب آتش نفسون کا نہ جلا اے آتش
عرض کرتا ہے ذکی سُن لے ندا اے آتش — بس قلم صفحہ ہستی سے اُٹھا اے آتش
ڈھل چلے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

قطعہ

مغنی فغانے کہ آمد بجان — درین زیر نہ پردہ آسمان
درین پردہ آواز نالم چو نے — با حوال جسم یا با حوال کے

ملکہ حسین سحر ساز شگفتہ بیٹھی ہے گلعذاران سرو قد سمن پیکران خوش رو بلجد شد د بد گرد اس ماہ آسمان خوبی کے جمع ہین یہی ہلڑ ہے کہ آبشار نے جا کر عمرو کو گرفتار کیا لیکر آتا ہوگا عرصہ کیون ہوا کسی نے کہا حضور کہین لڑائی پڑ گئی کسی نے کہا وہ بڑے بد فراج ہین سب عیارون کو پکڑ کر لائینگے آپ کے ساتھ جس جس نے بے ادبی کی ہے سب کو سزا ے کامل دینگے چالاک برق کو ڈھونڈھتے ہونگے حسین نے کہا اسوقت میرا خود بخود دل گھبرایا صاحبون ذرا آگے بڑھکر دیکھو تو میرے خیر خواہ سپہ سالار پر کیا گذری یہ کہکر خود اُٹھی دروازے پر آ کے ٹہلنے لگی ملکہ حیرت کو خبر پہونچی کہ حسین سحر ساز نے اپنے سپہ سالار کو برائے گرفتاری عمرو روانہ کیا ہے یہ تو خوب جھیلے ہوئے ہین مسکرا کر کہا اور ایک کی جان لی جو کوئی برائے گرفتاری عمرو گیا ہوگا وہ بھلا زندہ پلٹ کر آئیگا وزیرزادی سے کہا جاؤ دیکھو تو کیا رنگ ہے حسین سے کہنا کہ دیکھو بی بی میری بات مانو زیادہ بیان سرکشی نہ کرو عیارون سے جان بچنا دشوار ہے وزیرزادی یہ سنکر چلی دیکھا حسین دروازے پر کھڑی ہین گرد کنیزین انیسین جلیسین مگر متردد و متوحش وزیرزادی نے سلام کیا کہا کیون حضور خیر تو ہے بلکہ عالم فرماتی ہین کہ عیارون کے واسطے زیادہ کوشش نہ کیجیے حسین نے

غصہ مین کچھ جواب نہ دیا کنیزون نے کہا ہماری بی بی کے سپہ سالار صاحب میان آبشار جادو عمرو کو
گرفتار کر چلے باز قتل کیا ہوگا اور عیارون کو ڈھونڈھ رہے ہونگے ہماری بی بی جو بات کہتی ہین وہی
کرتی ہین اب مسلمانون کی جان بچنا دشوار ہی تھا تو محل شہنشاہ کا گھبرانا بیکار ہی یہ باتین تھین کہ رونے
پیٹنے کی صدا آئی دیکھا چند جادوگر ایک لاش لیے ہوئے چلے آتے ہین حسین نے گھبرا کر پوچھا صاحبو یہ
کسکی لاش ہی سب نے کہا آپ کے سپہ سالار آبشار جادو جنگل مین مرے ہوئے پڑے تھے ہم لاش اُٹھا
لائے یہ سنتے ہی حسین نے منھ پیٹ لیا کہا ارے یہ تو بتلاؤ میرے چچا کو کس نے مارا جادوگرون نے کہا
حضور ہمنے قاتل کو نہین دیکھا لاشہ پڑا تھا کنیزان حیرت نے کہا ہم سے پوچھیے عمرو نے قتل کیا ہوگا وہ
نگوڑا کپڑے بھی اُتار لیتا ہی ننگ خاندان قزاقون کا استاد بانی بنائے ظلم و بیداد یہ سُنکر حسین غصے
مین کانپنے لگی کہا جاکر سب مسلمانون کو مارونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی میرے سپہ سالار کو مارا یہ کہکے
اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی نفیر سحر بجائی بارہ ہزار جادوگر نیار سلحران
زبردست حربہ ہائے سحر سے آراستہ ہوکر سامنے آئے نوبت نقارے بجنے لگے زمین تھرائی حیرت بیٹھے بیٹھے
گھبرائی کہا صاحبو دیکھو یہ کیا بلا نازل ہوئی نفیر سحر کیون بجی کنیزون نے بڑھکر عرض کی حضور حسین نے
آبشار جادو کو بھیجا تھا شاید اُسنے جاکر عمرو کو پکڑا انہین معلوم کس نے اُسکو قتل کیا لاشہ اُسکا دیکھکر
جھلائی ہی لشکر تیار کیا بر سر مسلمانان جاتی ہی لشکر تیار ہو گیا حیرت جادو گھبرا کے دوڑی باہر آکے دیکھا
حسین سحر ساز طاؤس پر سوار ہو چکی لشکر تیار ہو گیا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے حسین کا قصد
ہی کہ طاؤس اڑا دون لشکر مسلمانان پر جا پڑون حیرت نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا کہا بی بی تمنے کلیجہ خون کر دیا
جس قدر ہم سمجھاتے ہین ضد بڑھتی جاتی ہی ذلت اُٹھائی صرصر کی جان لی ہوتی ایسا سحر کیا ابتک اُسکی
کمر مین درد ہی آبشار کی جان وآبرو پر بنی اب اسوقت خود جاتی ہو کیا مسلمانون کو حلوا سمجھی ہو تمام
ارکین طلسم ہوش ربا وہان موجود ہین ملکہ مہرخ و بہار و ملکہ سرخ موے کا کلشا د ملکہ ہلال سحر افگن
و باغبان قدرت وغیرہ کس کس کا نام لون ہائے کس کا کس کا پتہ بتاؤن اب وہ لوگ افراسیاب سے
مقابلہ کرتے ہین تمنے کھیل سمجھا ہی اور بے قاعدے جاتی ہو بطور مغلوبہ اگر ایسا ہی منظور ہی تامل کرو شام
کو طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان کارزار مین جاؤ فرداً فرداً مقابلہ ہو تمکو سحر کا لطف ملے گا ہنگامے مین
کیا کیفیت ظاہر ہوگی اور مغلوبہ کے وہ لوگ اُستاد ہین سیکڑون شکستین کھائین ہمیشہ ٹر بھڑ کر انکی جانین
بچائین عین گرمی جنگ مین عیاری ہوتی ہی انکے معاملات مین آفتاب عقل کو زوال سب صاحبان
جاہ و جلال جیسا شہنشاہ نے کیا لونڈی غلامون کو سر چڑھایا ویسا ہی مزہ پایا سب کو سحر بتا تبا کے

کامل کر دیا خانۂ دل ہر ایک کا خزانۂ افسونگری سے بھر دیا اب وہ برابر سے جواب دیتے ہین ہمکو مشکل
پڑتی ہی ایک ایک کنیز اُنکی بڑھ بڑھکے لڑتی ہی کس کسکو جواب دوگی ایک ایک پرکالۂ آتش یک ایک
سرکش اس طرح جو حیرت جادو نے سمجھایا حسین رونے لگی کہا حضور میرے دلکو بڑا قلق ہی میرا قوت
بازو مارا گیا لشکر میرا بے سردار ہو گیا اگر بدلہ نہ لونگی ملازم کہینگے سحر کس دن کے واسطے سیکھا تھا رفیق
کو لڑنے کے لیے بھیجدیا یہ تو ناممکن ہی کہ مقابلہ و مجادلہ نہ کرون لیکن شب کو طبل جنگی بجواؤنگی صبح کو
میدان کارزار مین ضرور جاؤنگی بڑی مشکل سے حیرت نے سمجھا کے لشکر کی کمر کھلوائی حسین غصے مین
بل کرتی ہوئی اُٹھی ہوئی کانپ رہی ہی حیرت جادو واپس ہوکر اپنی بارگاہ مین آئی کہا صاحبو
مجھکو سب طرح مشکل ہی شہنشاہ بھی فرمائینگے تمنے نہ سمجھایا بی صنعت سحر ساز دفتر شکایت کے کھولینگی
کہ ہماری صاحبزادی کو تہ بچایا کیون لڑنے دیا صاحبزادی چار ناچار یاد کرکے سامری جمشید کی بھی
حقیقت نہین جانتی ہین ایسے سخن ناشنو کو کون سمجھائے میرے خیال مین یہ آتا ہی کہ شہنشاہ کو اطلاع
کردون شاید وہ کچھ لکھ بھیجین چھوکری مان جائے شہنشاہ نے جسدن سے لوح کا انتظام کیا جو نامہ آیا یہی
مضمون تحریر فرمایا کہ ہم سمجھکر کسی ساحر زبردست کو روانہ کرینگے مین نے سنا ہی زرال جادو بادشاہ قلعۂ
تخت الشعاع کو طلب فرمایا تھا راز و نیاز حجرۂ بلا دریافت کیا ثابت ہوا حجرہ اول کا مالک مشتعل جادو
مصاحب سامری حاکم اقلیم افسونگری لیکن بلانے مین ایسی شرطین سخت ہین کہ شہنشاہ نے قبول
نہین فرمایا راز دار زرال جادو ہی خود شہنشاہ وہان تشریف لیجائینگے ضرور کسی تدبیر سے مشتعل جادو
کو لائینگے مشتعل جادو آتے ہی سب کو جلا دیگا اسکو کوئی قتل نہین کرسکتا محبت سامری مین اُسنے
اپنے کو دفن کرا دیا خداوندون سے مل گیا ہمارے شہنشاہ کی دائی امان ملکہ تاریک شکل کش خود
فرماتی ہین کہ مین چلکر مسلمانون کو قتل کرون جیر بچا ہے کہ سب کو کھا جاؤن مگر اُنکا تشریف لانا قاعدہ
طلسم کے خلاف ہی اسوجہ سے اُنکو نہین لاتے حیرت جادو تو ان باتون مین مصروف ہی مشیرون نے عرض
کی آپ ملکہ صنعت کو لکھ بھیجین کہ صاحبزادی پر عیارون نے بلوہ کیا وہ مسلمانون سے کل ضرور
لڑینگی آپ خود تشریف لائیے صاحبزادی کو روکیے حیرت نے کہا مین نے تو پہلے ہی نامہ لکھا تھا موئے
برق نے اُسکو روک لیا نہ جانے دیا ایسا نہو کوئی اور افتاد پڑے سب نے کہا ساحر تیز رو روانہ کیجیے
حکم دیجیے کہ راہ مین نہ ٹھہرے صنعت کے ہاتھ مین جاکر نامہ دے وہ آکے روکین گی یہ رائے حیرت کو
پسند آئی نامہ لکھا سب حال گذشتہ مندرج کیا طیران جادو کو دیا تاکید کردی کہ خبردار راہ مین نہ ٹھہرنا
طیران نے کہا حضور خوف عیاران سے میرے خود ہوش اُڑتے ہین بیچ مین کہین نہ ٹھہرونگا نامہ

لیکر طیران ادھر روانہ ہوا لیکن حسین سحر ساز بصد عشوہ و ناز تخت پر آکے بیٹھی یکایک لیلائے شب نے زلف عنبرین کھولی مجلس ماہ بصد عز و جاہ دشت نجد فلک پر مصروف جستجوئے معشوق ہوا حسین سحر ساز نے حکم دیا طبل جنگی بجے ہوم خانہ آراستہ ہو ہم برائے قتل مسلمانان سحر تیار کرینگے اُسی وقت نقارۂ زرمی پر چوب پڑی چرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے فوج حسین مین موجود تھے خبرین لیکر بھاگے یہان ملکہ مہ جبین سریر جہانبانی پر اسد نامور بصد سطوت و صولت ونگل یاقوت نگار پر گرو سرداران نامی ساحران گرامی جلوہ فرما مہر سپہر عیاری آبشار کو مار کر تشریف لائے ہین ملکہ مہرخ نے خبر سُنکر خلعت فاخرہ مرحمت کیا مرغ زرین بنے ہوئے بیٹھے ہین جہنک رہے ہین ایک جانب مہتر برق و چالاک و ضرغام و مہتر قران و جانسوز بصد شوکت و شان حاضر دربار ہین ذکر لشکر حسین ہو رہا ہی ملکہ مہرخ فرماتی ہین صاحبو اُس چھوکری کا دعوی بیجا نہین ہی صنعت نے اپنا ہمسر کر دیا ہی صندوق سینہ کو نقد ساحری سے بھر دیا ہی خوب خوب سحر کریگی یہ ذکر ہو رہے تھے کہ جوڑیان ہرکارون کی آکر پہونچین ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجالائے نظم

اے شہر داد گرا ے خسرو انصاف پرست
برق آئینہ ہوا اور سنگ سیہ ہوا برق
ابر ہے گرچہ مثال نمد ندیدہ
آگ لگجانے مین جو پڑا اسکے نہ ہوئے مطلق

اللہ اللہ رے عدالت کا ترے نظم و نسق
مشتری بھی تری شطرنج کا اک مہرہ ہی
گر تری برق غضب جا پڑے اسیر حمق
ہوئے ہر سال مبارک تجھے عیش و شادی

پرتو افگن ہوا گر روشنی طبع تری
آفتاب ایک ترے گنجفہ کا گر ہی ورق
تو شتاب سے بھی چل اُٹھے زیادہ وہ شتاب
اور دشمن کو رہے تیرے بصد رنج و قلق

شہریار عالم کی عمر دراز ہو حسین سحر ساز نے ملکہ حیرت کا کہنا نہ مانا طبل جنگی بجوا دیا لیکن اُسکا قصد ہی ملکہ بہار جادو سے مقابلہ کرے اپنے سحر پر بہت پھولی ہوئی ہی ملکہ بہار جادو نے مسکرا کر عرض کی حضور اپنی کنیز کے نام پر طبل جنگی بجوائین حضور کے اقبال سے اگر تنکے چنوا کر نہ مارا تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ پایا ہر چند ملکہ مہرخ نے کہا عام طور پر طبل جنگی بجے بہار نے نہ مانا ملکہ بہار جادو کے نام پر طبل جنگی بجا بہار نے اُسوقت کنیزون کو حکم دیا ہمارے خیمہ مین اسباب سحر جمع کرو اُسی وقت ملکہ نسرین عذار غنچہ دہن گل عذار نارنجی پوش ملمن عذار سبکدوش اپنے اپنے مقام سے اُٹھین چمنستان مین آکر گلچینی کرنے لگین گلدستہ ہاے گل بصد تجمل درست کیے رشتۂ جان سے انکو باندھا بہار جادو بروقت برخاست اُٹھین اپنے خیمہ مین آئین دیکھا کنیزان رنگین مزاج سرو قد غنچہ دہن حاضر ہین بیچ مین چوکی سنگ مرمر سفید کی حوض مین آب صاف و شفاف جلو بہار نے غسل کیا ایک ساری آب روان کی باندھی صاف ثابت تھا کہ جسم نور کو نور کے سانچے مین ڈھالا ہی یا برج نور مین ماہ تابان کا گذر ہوا بالون کو نچوڑا ابر تیرہ و تار سے موتی برسنے لگے گرد کنیزین

آگئین اب ملکہ بہار نے غنچہ دہن وا کیا اسم سحر رنگین پڑھا پھول برسے غنچے چٹکنے لگے گلدستہ آراستہ ہوے کبھی مینھ برسا یا باغ سحر کے پھول کھلے چمن ہاے طولانی در دولت پر آراستہ ہین نخل جھومے بہت سے چمن ہاے طولانی تیار کیے جب زلف لیلاے شب کمر سے گذری باہر آکر ملکہ بہار نے میدان کارزار مین پھول پھیلادیے درختون مین پھول کی بدھیان لٹکا دین یہ سامان کر کے ملکہ بہار جادو پلٹین بستر ناز پر آکر آرام فرمایا کنیزین خدمتگزاری مین مصروف ہوئین لیکن حسین سحرساز طبل جنگی بجوا کر اُٹھی کنیزون نے آکر خبر دی حضور بہار نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوا دیا اسکے بھی باغ حسن مین بہار ہی آپ ایسی گل پیرہن سے آمادہ کارزار ہی یہ سُنکر حسین سحرساز ہوم خانے مین آئی اُسنے بھی خوب خوب سحر تیار کیے لیکن عیارون سے ایسا خائف ہوئی تھی گرد خیمے کے حصار سحر کیا چار اژدہے بنا کر بٹھا دیے وہ اژدہے قلابہ آتشین منھ سے چھوڑنے لگے عیاران لشکر اسلام اس فکر مین نکلے کہ چلکر حسین کو مارین جب سامنے بارگاہ حسین کے آئے دیکھا چار اژدہے بیٹھے ہین جو اندر بارگاہ کے جانے کا قصد کرتا ہی اژدہے مُنھ پھیلا کر دوڑتے ہین پھر کامل گرد خیمۂ حسین کے چرخ مار ار استہ جانے کا نہ ملا ناچار پلٹے تاگاہ باغ فلک مین گل خورشید پھولا گلہاے سیارگان مرجھاے شاخ کہکشان پھولی پھلی نسیم سحر مستانہ دار چلی لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ملکہ حیرت بارگاہ سے برآمد ہوئی ایک بلندی پر تخت اپنا بچھوایا براے تماشاے آمد لشکر اسلام نگاہ اُٹھائی دیکھا لشکر ظفر اثر اسد نامور کی آمد شروع ہوئی سب سے پہلے شاہزادۂ خورشید زرین سحر ساٹھ ہزار ساحران نامدار سے آکر پہونچا مرکب بادرفتار سے کود پڑا ساحرون کو قاعدے سے جمانے لگا جو سردار آیا میمنہ میسرہ کے طور پر حکم دیا یکایک حیرت نے دیکھا ہزبر بیشۂ جرائت یکہ تاز میدان جلالت اسد نامدار پشت مرکب بادرفتار پر سوار پہلو مین صندلان صندلی پوش مع ساٹھ ہزار جوانان صندلی پوشان بصد عظم وشان چالیس قدم آگے بڑھکر زیر سایۂ علم شیر پیکر یہ نامور ٹھہرا قلب سپاہ مین تخت مہ جبین جلالت آئین چالیس مشیر چالیس وزیر گرد تمام سرداران ذیہوش پشت پر کنیزین زرین پوش جب یہ سب آچکے آمد بہار جادو کی شروع ہوئی طاؤس زرین بال پر سوار پھولون مین لدی ہوئی عروس شب اول بنی ہوئی پشت پر کنیزان ماہرو حسین خوشنخو دف ودایرے بجاتی ہوئی رنگ کی پچکاریان چل رہین اشعار بہاریہ گاتی ہوئین شعر مصنف آج بیلا بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین شاخہاے گل لٹاتی ہین زر گل باغ مین ادھر سے آمد حسین سحرساز بصد سوز وگداز شعلے بھڑکتے ہوے لکۂ ابر کڑکتے ہوئے حسین ایک مرغ زرین پر سوار یہ بھی گلدستے بہت سے ساتھ لائی ہی

حسن مین بے مثال اول ملکہ حیرت کو سلام کیا صفین جائین آراستگی میدان کارزار ہوئی نقیبون نے نقابت کی کڑکیت کڑکا کہکر ہٹے حسین نے اپنے مرغ زرین کو بڑھایا حیرت جادو سے اجازت چاہی حیرت نے سر جھکا کر کہا بی جاؤ تمھین پونے دو سو خداوندون کے سپرد کیا لقا تمھارا نگہبان ہے لیکن بہت سمجھ بوجھ کے بہار سے مقابلہ کرنا حسین نے کہا حضور ملاحظہ فرمائینگی ابھی مشکین باندھ کر لاتی ہون بڑھیان پھولون کی بی بہار نے ہاتھون مین لئے ہین یہی ہتکڑیان بنجائینگی حیرت نے کچھ جواب نہ دیا حسین سحرساز اپنے مرغ زرین کو اڑا کر میدان کارزار مین آئی عجائب وغرائب سحر کے دکھائے پہلے سے بہت معقول پھول برسائے آواز دی بی بہار صاحب آئیے ذرا ہم سے چار آنکھین کیجیے دیکھیے تو کیا لطف ملتا ہے دیکھین کسکا غنچۂ آرزو کھلتا ہے بہار گلعذار نے طاؤس کو صف سے نکال لا کر پایۂ تخت ملکہ مہ جبین کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی اے سرو حدیقۂ کامرانی واے رنگ و بوے گلزار جہانبانی اجازت میدان مرحمت ہو ملکہ مہ جبین نے خالہ امان کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا حضور صدہا ملازم آپ کے موجود ہین وہ جا کر اس مغرور کو جواب دینگے آپ تامل فرمائیے ملکہ بہار نے عرض کی حضور آپ کے جد عالی تبار صاحبقران نامدار کا قانون ہے جو جسکا نام لیکر پکارے وہی میدان کارزار مین نکلے ملکہ مہ جبین نے کہا آپ کو حافظ حقیقی کے سپرد کیا ہمیشہ باغ حسن مین بہار رہے باد خزان کا جھونکا نہ چلنے ملکہ بہار نے طاؤس بڑھایا اسد غازی کو سلام کرکے میدان کارزار مین پہنچین حسین سحرساز نے جو ملکہ بہار کو آتے دیکھا للکار کر گلدستہ اٹھایا ملکہ بہار نے گلے سے بدھی اتاری پہلے گلدستہ حسین کا چلا بہار نے بدھی طرح پھینکا سب نے دیکھا ابر تیرہ و تار گھر کر آسمان پر آیا جھونکے ہواے سرد کے چلے ابر سے بارش پھولون کی ہونے لگی سحر بہار و سحر حسین سے ہزارون طائران زمزمہ سرا پیدا ہوے پرسے پر ملائے ہوئے زمزمہ سرا ہوئے اسوقت میدان کارزار مین عجب کیفیت تھی بہار نے پھول برسائے حسین نے دھنک دی ٹھنڈی ہوا چلی چشمے موج مارنے لگے غبار زرد نے میدان کو گھیر لیا سب کی نگاہون سے حسین و بہار چھپ گئین ابر تیرہ و تار نابود ہوا ایک باغ بیدر کا بنکر تیار ہوا اسمین چمن ہاے طولانی گلہاے رنگارنگ شگوفہ ہاے بوقلمون سرو شمشاد پابندی سے آزاد جوانان چمن شادان و فرحان غنچون کی چٹک پھولون کی مہک باغ پرجوش بہار عروس چمن کی زیبائی شاخون کی رعنائی ہر نخل پر ہزارہا عندلیبان خوشنوا بصد ناز و ادا ان اشعار آبدار کو پھول پھول کر گا رہی ہین

اشعار رنگین

ہے آج جو یون خوشنما نور سحر رنگ شفق		پرتو ہے کس خورشید کا نور سحر رنگ شفق

یہ جوشِ نسترین و سمن یہ لالۂ و گل کا چمن
گلشن مین گویا چھا گیا نور سحر رنگ شفق

ہر سرو قد غنچہ دہن زیب چمن شان چمن
ہر سیم بر گلگون قبا نور سحر رنگ شفق

افشان جبین پر سر بسر مہتاب و انجم جلوہ گر
اور گورے ہاتھون مین حنا نور سحر رنگ شفق

لب پر تبسم ہی کہ ہی جوش بہار موج گل
دندان پان خوردہ ہین یا نور سحر رنگ شفق

ہر مجمع پیر و جوان اک طرفہ مشرق ہی کہ وان
روشن دل و رنگین ادا نورِ سحر رنگ شفق

جام بلورین مین ہی یون عکس شراب لالہ گون
ہو جیسے کیفیت فزا نور سحر رنگ شفق

حسن گل مہتاب نے جوش گل سیراب نے
کیا باغ مین چمکا دیا نور سحر رنگ شفق

دیکھے چمن مین برگ گل آلودۂ شبنم جو گل
خجلت سے پانی ہو گیا نور سحر رنگ شفق

ہی شوق کو بالیدگی ہی ربط کو چسپیدگی
کس رنگ ہون ملکر جدا نور سحر رنگ شفق

ساقی مئے عشرت سے بھر ساغر کہ ہی اس رنگ پر
آب و ہوائے جانفزا نور سحر رنگ شفق

عرصۂ دراز تک صدائین عندلیبان خوشنوائے وین ورود دیوار ست اس باغ نگارین مین بہار کا بند و بست اُس حدیقۂ نگارین مین صدہا نازنینان گلبدن خرامان پھر رہی ہین لیکن بہار حسین کا نشان نہین معلوم ہوتا اس رنگ سحر سازی و نیرنگ بازی و افسون طرازی کو دیکھکر ملکہ حیرت و مہرخ دجادو ہین ہر ایک حیران کہ بہار حسین یہ باغ بہشت آئین بناکر کہان مخفی ہوئین سب کی نگاہ اُسی جانب ہی ہر خورد و کلان اس تماشا دیکھنے کا طالب ہی یکایک گوشۂ باغ سے دف و دایرے کی آواز بلند ملکہ مہرخ وغیرہ دیکھنے لگین سب کی نگاہین اُٹھ گئین دیکھا آگے ملکہ بہار گلعذار پشت پر چند نازنینان مہ جبین زروٹہ سارنگی کا بلند پائین کی گمک آسمان کو پہونچ رہی ہی سب ساز آپسین ساز کیے ہوئے ایک غارتگر ہوش بصد جوش وخروش سازندون کے آگے رقص کرتی ہوئی دریاین پھولون کے غوطہ زن تانین پُر فن خوش الحان غنچہ دہان سیم بر قمر پیکر اس غزل کی تانین مارتی ہوئی چلی آتی ہی

غزل

جان ستم رسیدۂ من داد خواہ دل
دل جرم چشم گوید و چشم گناہ دل
دل گشت ناتوان و ندارم درنظر
صاحبدلان چو سیر کنند از نگاہ دل
یکشب اگر بہ بزم خود م جا دہی چو شمع

دل انچہ کردہ است بجان من گواہ دل
یارب بدر دبے اثری نالہ جرس
جز نوک خنجر قرہ اش تکیہ گاہ دل
اے شیخ گر بسوے حرم میروی چہ سود
روشن شود بجان تو روز سیاہ دل

بستانم از کاین دو عدو خونبہاے جان
گردید بہر قافلۂ اشک آہ دل
در برگ ہر گلے بچمن رنگ حسن دست
با صاحب حرم نہ رسی جز براہ دل
دلدار حرف ناشنو و خلق سوی دست

گوئیم در جہان بہ کہ حال تباہ دل | سودا بگو کجا بروم من ز دست دل | باشد اگر صلاح روم در پناہ دل

اس رنگ سے یہ نازنین تانین مار رہی ہو کہ نرگس شہلا نے آنکھین کھولدین گل ہمہ تن گوش عندلیبان
خوشنوا مدہوش شمشاد پا بگل ایک سوشور عنادل سنبل کو پیچ وتاب سوسن کو کلام کرنے مین حجاب اُسی
جوش وخروش مین ملکہ بہار نے دستک دیکر آواز دی اے حسین سحرساز بوے گل بنکر کب تک اس
باغ مین چھپے گی دیکھو تو یہ گل اندام کیا کیا غزلین گاتی ہو کیا خوب بتاتی ہو آؤ یہ اشعار آبدار سُن لو
یہ صحبت یادگار رہے چارون کو باغ مین بہار ہو تر وتازگی گل ولالہ دیکھ لو آکے باغ کی سیر کرو گا نا سُنو
ہم تمھاری ملاقات کے مشتاق ہین حقیقت مین آپ علم افسونگری مین طاق ہین کسکی مجال ہو جو تم سے
آنکھ ملائے دیدہ بازی مین نرگس کی آنکھ جھپکاتی ہو آگے سوسن کی زبان درازیان دیکھو وقت وداع
عروس چمن ہو آتش گل شعلہ زن ہو لالے کے دل پر داغ گل چین وباغبان باغ باغ ملکہ بہار نے
غنچۂ دہن سے گل کلام اس حسن وخوبی سے پیشکش کیے جوانان چمن اکڑنے لگے حیرت جادو نے کہا یارو
بہار نے غضب کا سحر کیا سحر حسین کا رنگ مٹا دیکھو اب حسین آیا چاہتی ہو دیکھین کیا رنگ لاتی ہو
سب اُسی جانب نگران بصورت آئینہ حیران مثل گیسو پریشان یکایک دوسرے گوشۂ باغ سے روشنی
ظاہر ہوئی سب نے دیکھا حسین سحرساز آگے آگے پشت پر چار سو نازنینان گلگون پوش لیکن گل عارض
دِرجھائے ہوئے سناٹے مین نمایان ہوئی بہار کو جھک کر سلام کیا پوچھا ملکہ عالم کیون مجھے بلایا باغ مین
آج نیا گل کھلا آپ باغ کی مالک ہین کہیے مثل بوے گل بسین حکم دیجیے چمن سے باہر نکلجاؤن بہار نے
کہا تمکو کیا خوف وخطر ہو باغ مین آنے کا یہی ثمر ہو تلوار کھینچو تب ہمین تمھاری محبت کا یقین آئے دیکھو
شرمندہ نہو نا ہنسی مین نہ رونا یہ سُنتے ہی حسین سحرساز نے کمر سے نیمچہ کھینچا چار سو کنیزون نے خنجر کمر سے
نکالے حسین نے جھوم کر قصد کیا نیمچہ گلوے نازک پر رکھے حیرت چیخی صاجو غضب ہوا رنگ سحر بہار
جم گیا حسین گلا کاٹا چاہتی ہو یہ کہکر ایک دستک دی اے طیران جلد حسین سحرساز کو بچا رنگ
سحر بہار مٹا دیکھا تو آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا پر مارتا ہوا سر پر حسین کے پہونچا ایک چیخ ماری
او حسین ہوشیار ہو خواب غفلت سے بیدار ہو یہ کہکے ایک چیخ ماری طائر کے منہ سے شعلہ نکلا جلکر خاک
ہوا وہ خاک سر پر حسین کے گری حسین کو ہوش آیا ہوش آتے ہی ایک گولہ نکالکر باغ پر مارا باغ جلنے
لگا غنچون نے زبان بند کی آتش گل بھڑکی عندلیبان خوشنوا ایسی بھولین کہ زمزمہ سرائی بھولین گیسوے
سنبل کو پریشانی نرگس پر حیرانی ہر ایک چشمے سے خون اُبلا حباب چشم گریان ننگئے آہ آتشبار سے بلبلون
کے کلیجے چھن گئے یا تو وہ باغ پُر بہار تھا جھونکا ہواے خزان کا چلا چشم زدن مین سناٹا ہو گیا غبار

بلند ہوا اسب نے دیکھا بہار ایک صحرا مین کھڑی ہی گل بوٹے جلے پڑے ہین نخل خشک ہوائے گرم چل
رہی ہی شاخ نخل آرزو جل رہی ہی وہ جو کنیزین بہار کے ساتھ تھین گل عارض اُنکے مرجھائے مثل
برگ خزاندیدہ زمین مین گر پڑین اور حسین للکارتی ہوئی جاتی ہی بہار نے آواز دی او چھوکری
حیرت نے تجکو بچا لیا وہ جو روا فراسیاب جادو کی ہی ہزار ہا رنگ اسکے قبضے مین ہین گلا کاٹنے پر
آمادہ تھی اُسنے طائر ساحری بھیجکر بچا لیا حسین جو شربائی فوج کی طرف دیکھا ڈیڑھ لاکھ ساحر لیکر آئی
ہی سب ساحر گوہر تیغ نالیج ہاتھ مین سنبھالکر دوڑ پڑے حیرت نے ابھی پکار کر کہا کہ اے حسین بس پلٹ آؤ نہ
مقابلہ کرو امتحان ہو چکا یہ بہار بلاے روزگار ہی اسکے چمن کا ہر ایک پھول خار ہی جب آمادہ کارزار ہوتی
ہی زمین سحر مین بس بوتی ہی خدا اسکے رنگ سحر سے بچائے ہزارون کے اسنے گلے کٹوا ڈالے شہنشاہ کو بڑے
بڑے رنج دیے حسین نے کچھ جواب نہ دیا بہار وہان سے آگے بڑھی اُس مقام خزان کو چھوڑا لشکر کو
اُسکے آتے ہوئے دیکھا مثل باد خزان باغیون پر جا پڑی ادھر سے ملکہ سرخ موے کا گلکشا کنیزان
بہار ایک جانب سے ملکہ مہرخ نے فوج کو اشارہ کیا ساحران نامی سرداران گرامی بہار کے نام پر جان
دیتے ہین اسباب سحر لیکر بڑھے حیرت نے دیکھا غضب ہوا یہ سردار ملکہ حسین کو مار ڈالین گے اُسنے
بھی لشکر کو حکم دیا مصور جادو فوج کو لیکر بڑھا ملکہ مہرخ نے للکارا او مصور تو بڑا بیحیا ہی ہمیشہ جوتیان کھاتا
ہی پھر لڑنے آتا ہی ایک جانب سے خورشید زرین سحر چمکا حدت آفتاب کی دکھائی مصور نے بھی تصویرین
نکالین جب مقراض سے تصویرون کو کاٹا کئی سو کے سر کٹ کر گر پڑے بہار نے پلٹ کر دیکھا مصور نے
تہلکہ ڈال دیا پامال کرتا ہوا جاتا ہی حقیقت مین اُسکے سحر سے ساحرون کا قلب تھراتا ہی بہار نے چاہا
طرف مصور کے پلٹون اِدھر دیکھا حسین بصد جوش و خروش سحر کرتی ہوئی چلی آتی ہی باغبان قدرت
مصور پر جا پڑا بہار و حسین سے سحر ہونے لگے حیرت ہر مرتبہ بیچ مین آجاتی ہی حسین کو بچاتی ہی منتین
کر رہی ہی ارے بہار سے نہ مقابلہ کر حسین کہتی ہی حضور بے بہار کے قتل کیے ہوئے مین نہ پلٹونگی لیکن
حیرت نے پلٹ پلٹ کر دیکھا مصور سحر کرتا ہوا جاتا تھا صورت نگار تخت پر سوار مانی و بہزاد
نقاش و قلم کش یہ بھی سحر کر رہے ہین تصویرین کھینچ کھینچ کر مصور کو دیتے جاتے ہین کئی ہزار آدمی
اُسنے بیدردی سے قتل کیے اُدھر سے ٹرتی بھڑتی ملکہ زیور محمل نشین آتی ہی صورت نگار نے اُسپر گرز
مارا زیور ہنسی پکار کر کہا بی صورت نگار تمنے بھی سحر سیکھا یہ کہکے اُٹھاکے گرز مارا تخت صورت نگار کا
ٹکڑے ٹکڑے برق تڑپ کر گری سبزہ خیمہ ہوا کنیزان صورت نگار پر زیور جا پڑی بی صورت نگار کی
پردہ پوشی نہ ہوئی زیور محمل نشین نے سیکڑون کو دیوانہ بنا دیا دشت بخد کا رنگ دکھا دیا جسپر جا پڑی

اُس صف کو ویران کیا ملازمان صورت نگار کو پھوٹک یا کسی پر تیور ڈالے نگاہ سے برق چمکائی
کسی پر بجلی اُتار کر پھینک ماری ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا موسلا دھار پانی برسا سیکڑون غرق دریائے
لعنت ہوئے کبھی ہاتھ سے کرہ اُتار کر پھینکدیا صدہا کے گلے مین طوق و زنجیر پڑ گیا نفس در قفس پیچیدہ
زنجیرین پہنے ہوئے غل کرتے تھے سر ٹکرا ٹکرا کے مرتے تھے خانہ زنجیر سے نکلنا دشوار تھا دانۂ زنجیر زہرہ ناک
تھا حیرت نے پلٹ کر دیکھا زیور محمل نشین نے تہلکہ ڈال دیا ہزارون کو قتل کیا کیا کیا لطف سے
سحر کر رہی ہے پلٹ کر وزیر زادیون سے کہا کیا کیا ساحر ہماری طرف کے شریک باغبان ہوئے دیکھو
آثار سحر زیور سے قیامت کے آثار عیان ہوئے مین خود بڑھکر لڑونگی کس کس کو روکون کس کس کو ٹوکون
مین چاہتی ہون اس چھوکری کو بچالون وہ نہین مانتی یہ کہکر طرف زیور کے پلٹی تھی کہ سامنے سے
باغبان کا نعرہ ہوا حیرت سے سحر چلنے لگا صورت نگار کو جو مصور نے زخمی دیکھا جورو کی مدد کو
بڑھا پکارتا ہوا ہے بی بی یہ کیا غضب ہوا سر تمھارا کس نے زخمی کیا اُسکو زندہ نہ چھوڑون گا
صورت نگار نے کہا صاحب زیور نے سیکڑون کو مجنون بنا دیا میان تم اُسکے سامنے نجانا لیلی زلف
کھلی ہے اندھیرا چھا گیا سیکڑون دیوانہ وار سر ٹکرا رہے ہین خود جلالت آئین نگاہین سحر کی بھری ہوئین
مصور نے کہا بی بی تمھارا بدلا ضرور لونگا زیور کی نگاہ پڑی للکارا او مصور شہنشاہ داوٗر کو دعا دے
تجکو یہ دن نصیب ہوا کنارے دریا کے پڑا رہتا تھا نہانے والے جو آتے تھے پاؤ بھر اناج دیتے تھے آمین تیری
بسر ہوتی تھی شہنشاہ داؤد نے دیکھا یہ لونڈی بچہ بدنام کرتا ہے جاگیر وغیرہ دیدی تجکو بازار رس کیا آج
ہم لوگون سے مقابلہ کرتا ہے تصویر کھینچ دیکھ تو کیا نقشہ ہے مصور نے تصویر زیور جھولی سے نکالی زیور کی
جانب پھینکی زیور نے کڑی نگاہ ڈالی تصویر جلی خاک ہو کر زمین پر گری غبار زرد بلند ہوا اُس غبار سے
ایک زنگی سیاہ رو پیدا ہوا خم مار کے سامنے مصور کے آیا للکار کر آواز دی کیون بے لونڈے ہمارے مالک
سے لڑتا ہے آ مجھسے تو مقابلہ کر مصور نے موقلم پھینک مارا زیور نے اُسکو قلم کیا لیکن زنگی برابر مصور کے
پہونچا کئی سحر مصور نے کیئے پیالیان رنگ کی زنگی پر پھینکین زنگی دریائے خون مین نہا گیا لیکن نزد کا مصور
پر جا پڑا اب مصور نے تیغ سحر مارا زنگی نے کلائی پکڑ کے تیغ چھین لیا گریبان مین ہاتھ ڈالا مصور سے کشتی
ہونے لگی زنگی نے تیسرے پیچ مین کمر مین ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا زیور کی جانب متوجہ ہوا حضور کیا حکم ہوتا ہے
زیور نے کہا بس اس بے ایمان کو لیجا کر چمن سحر مین قید کر زنگی ہاتھ پر مصور کو جھنجھ دیتا ہوا لشکر سے نکلا صحرائے
ہولناک کا راستہ لیا مانی و بہزاد وغیرہ بلکنے لگے دوڑے ہوئے سامنے حیرت کے آئے حیرت جادو
د ماغبان قدرت سے لڑ رہی تھی اُسنے باغبان کو زخمی کیا کہ ایک جانب غل ہوا دیکھا صاحبان

مصور روتے پیٹتے آتے ہین حیرت نے پوچھا کیا ہوا عرض کی ملاحظہ فرمائیے حیرت جادو نے دیکھا مصور کا لباس پارہ پارہ منکا ڈھلا ہوا ایک زنگی دوش پر لادے ہوئے لیے جاتا ہے صورت نگار زخمدار کھڑی پیٹ رہی ہے حیرت گھبرائی پکار کر کہا مرشدزادے ہم سب کو ذلیل کرتے ہین یہ کہکے غول سے نکلی للکارا او زنگی سیاہ رو کہان جاتا ہی اُس زنگی نے جواب بھی نہ دیا حیرت نے دیکھا صحرائے ریگستان کو طی کر چکا ہی نخلستان مین جا کر غائب ہو جائیگا پھر اسکو کون پائیگا ایک گولہ اُٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا آواز دی ای غلام ساحری مرشدزادے کو بچا لے سب نے دیکھا صحرا سے ایک فولادی تپلہ پیدا ہوا تیغہ کھینچا ہوا ہاتھ مین جست و خیز کرتا ہوا قریب اُس زنگی کے پہونچا زنگی نے جو فولادی تپلہ دیکھا مصور کو ہاتھ سے ڈال دیا تیغہ کھینچکر تپلے پر جا پڑا جی داری کرکے ہاتھ تلوار کا مارا تپلے نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا دے مین سے ہاتھ نکالکر سر کو بتایا کمر پر ہاتھ مارا زنگی کے دو ٹکڑے ہوے جلکر خاک ہوا مصور کو اُس بیہوشی مین تپلے نے اُٹھا لیا کاندھے پر ڈالکرے بھاگا آسمان پر جاکر غائب ہو گیا صورت نگار نے گھبرا کر کہا بی بی یہ کیا ہوا حیرت نے کہا نہ گھبراؤ مرشدزادے سحر مین زیور محمل نشین کے مبتلا تھے مین نے صدمہ عظیم اُٹھایا کئی سو کوس سے غلام ساحری کو بلایا اُسنے زنگی کو مارا مرشدزادے کو پاس افراسیاب جادو کے پہونچائیگا وہ آب دیدہ سحر کے چھینٹے دینگے تب اُنکی آبرو بچیگی زیور محمل نشین نے پکار کر کہا ای حیرت شرم نہ آئی یہ تمھارے مرشدزادے ہین نیرۂ خداوندکہلاتے ہین ذرا سے شعبدے مین چت ہو گئے کچھ نہ بن پڑا آخر تمنے اُنکا ہاتھ تھاما کیا عمدہ مذہب ہی حیرت جادو طرف زیور محمل نشین کے چلی فوجین ملی ہوئی ہین سحر ہو رہے ہین آگ برس رہی ہی صدہا آتش سحر مین جلے ہزارون پانی سے ٹھنڈے ہوئے نقیب مذمت دنیا مین یہ اشعار پڑھ رہے ہین نظم

سمجھ نہ دنیا کو گھر خوشی کا کہ اسمین لاکھون طرح کا غم ہی	سنبھل کے لازم ہی پاؤن رکھنا کہ اسمین ٹھوکر قدم قدم ہی
رہا نہ کوئی نہ یان رہیگا سبھون کو چلنا وہان پڑیگا	کوئی ہی آگے کوئی ہی پیچھے ہر ایک دان رہرو عدم ہی
یہ چند روزہ ہی دار فانی حباب آسا ہی زندگانی	کبھی ہی رنج اور کبھی ہی راحت نیا چلن اسکا دمبدم ہی
یہان نہ دارا نہ ہی سکندر نہ ہی فریدون یہان نہ جم ہی	مسافرانہ ٹکے ہوا ٹھو مقام فردوس ہی ارم ہی
یہ اس آرائش و تنعم یہ چند انفاسکے ہین جھگڑے	نکل گئی روح جب بدن سے تو پھر کہان ناز اور نعم ہی

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے ناپائداری عالم فانی آنکھون کے نیچے پھر گئی لذت حیات دوروزہ آنکھون سے گر گئی آج حیرت جادو کو بڑی مشکل پڑی ہی تڑپتی پھرتی ہی ہر ایک سردار سے مقابلہ کیا ناگاہ سر اُٹھا کر دیکھا شہسوار عرصۂ یکتازی اسد بن کرب غازی شیرانہ رستانہ فوج ساحران مین گھُس رہا ہی

صندلان صندلی پوش مصروف جان نثاری ملکہ گوہر جادو عاشق صندلان صندلی پوش

رکاب اسد نامدار پر ہاتھ رکھے ہوئے سحر ساحرون کا دفع کر رہی ہی ایک جانب شاہزادہ شکیل فرزند
دلبند ملکہ مہرخ سحر کر رہا ہی جب کسی نے سحر کیا اسد غازی کا گھوڑا ابجر کا اُس ساحر نے چاہا طلسم کشا
کو بڑھکر گرفتار کرون شکیل نے بڑھ کر سحر دفع کیا اُس ساحر کو مارا کسی ساحر کو گوہر جادو نے للکارا
یہ جانباز سرفروش قریب اسد نامدار کے کسی ساحر کو نہین آنے دیتے سینہ سپر کیے لڑ رہے ہین ملکہ
حیرت جادو نے جو یہ رنگ دیکھا جی مین کہتی ہی ای حیرت کوئی تحفہ اس جوان کے پاس نہین ہی
اسیر یہ جرائت وشوکت دریاے فوج ساحران مین غوطے مار رہا ہی کسی کو تیر سے مارا کسی کو نیزے پر
اُٹھا لیا کسی پر ہاتھ تلوار کا مارا کسی پہ گرز گران سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو کا وار کیا جسپر گرز پڑ گیا پرا اُٹھا
ہوکر رہگیا جی مین سوچی کہ آج چراغ مسلمانان گل کر دون اسد نامدار کو بڑھکر مارون یہ سوچ کر اسطرف
سحر کرتی ہوئی چلی اسکا سحر قیامت ہی کون روک سکتا ہی چہرہ پر عتاب زلفین عنبرین کو پیچ و تاب
پھول سے عارض گرمی آتش سحر سے کمہلائے ہوئے خون کے قطرے جسم پر سارا دوپٹہ افشانی معلوم ہوتا ہی اول
اول گوہر جادو نے بڑھکر مقابلہ کیا حیرت نے للکارا بی گوہر جادو تم کیون اپنی آبرو کے پیچھے پڑی
ہو کبھی کسی ساحر سے لڑی ہو یہ تقریر مسلسل حیرت کی سُنکر گوہر نے بڑھکر سحر کیا حیرت نے ابرو ہلائے
خنجر چمک کر گرا گوہر کے گلے کا ہار ہوا ہرچند کہ اُسنے خنجر کو توڑا لیکن شانہ نشانہ ہوا شکیل جادو بر مطلب
کو حیرت کے سمجھ گیا کہ یہ اسد کی فکر مین آتی ہی یہ شیر دلیر ہین اس روباہ صفت سے کیا منھ پھیر لینگے
غضب ہوا نعرہ کرکے شکیل جادو جا پڑا گوہر جادو کو بچایا خود سحر کرنے لگا کئی سحر کیے حیرت کب مانتی
ہی کڑی نگاہ ڈالی چھریان چل گئین برق گری سر شکیل کا زخمی کیا دور سے یہ ساحرون نے دیکھا کہ حیرت
اسد نامدار پر جاتی ہی اسد نامدار خود نعرہ کرکے چلا ہی سُرخ موے کا کلکشا وغیرہ بھی چلین ملازمان
حیرت نے بلوہ کیا اُس مقام پر گویون کے ونانے ترنج سحر کے سناٹے کہین آگ برسی کہین دریا لہرایا
کہین تیرون کی بوچھار کہین برق شمشیر چلی کہین کمانون کی کڑک شعلہ ہاے آتش کی بھڑک گھوڑے
کوتل بھاگتے پھرتے ہین سوار رکیبون سے گرتے ہین پیدل پرے جمائے ہوے مرنے پر آمادہ کمر چست ارادے
درست ایک کو ایک کی شرم دریاے آتش مین کود پڑنے پر سرگرم لاکھون کا کھیت ہوا حیرت یہی چاہتی
ہی کہ ان سبکو ہٹا کر اسد غازی پر گردن پنجہ کمر مین دے کر لے نکلون اُس مقام پر انتہا کی تلوار چلی
سحر سے زمین کانپ گئی خون کی ندی بہی سردار تو اس جانب متوجہ ہوئے ملکہ حسین سحر ساز نے جو
مہلت پائی بہار کو للکارا بہار نے قصد کیا تھا کہ مین براے مدد اسد نامدار جاؤن دور سے دیکھ رہی تھی

کہ سب سردار اُسی مقام پر مصروف جنگ وجدل ہین حیرت جادو کی زلفین عنبرین پر بل ہین کہ آواز آئی ای بہار کہان جاتی ہو منہ ملکہ حسین سحر ساز تونے سر میدان مجکو ذلیل کیا مین اب کیا تجھے زندہ چھوڑونگی ملکہ بہار نے پلٹ کر طرف ملکہ حسین سحر ساز کے دیکھا کہا جا دور ہو کیون خفا ہوتین آئی ہین حیرت جادو نے تجکو بچا لیا اس مجمع مین چل سب سحر کے امتحان ہین حیرت جادو طلسم کشا کا قصد کر رہی ہو دیکھ ہمارے سردار کیا جانبازی کر رہے ہین بادشاہ طلسم ہوش رُبا کی جور و سے سرگرم کارزار ہین اہالیانِ طلسم ہوش رُبا مکار و غدار ہین زمانے مین ہر ذرہ انقلاب ہو زلف لیلاے شب کو پیچ وتاب ہو بہ قول شاعر نظم

نہ غافل رہ زمانے سے بسر کیجا ہشیاری — کہ خواب پاسبان ہو گرگ کے طالع کی بیداری
یہ آنکھین جون صدف کب بر نیسان پر نظر رکھین — عطا اُسکی نہ باندھین گانٹھ جو دریا کہین جاری
نہین روشن دلون کو وسعت روزی زمانہ مین — کرمہ کو نان گاہے پاؤ گہ آدھی گہے ساری
ہوا زاہد کو عشق خوش لبان پیری کے عالم مین — پڑی ہو آتش یاقوت سے پنبہ مین چنگاری
نہ رکھا داغ دل نے تن بدن میرے سے کچھ مجھ مین — بغل کے چور کی جیبون شمع کب تک ہو خبرداری
مدار زخمیِ تیغ زبان کو نفع کیا تجھ سے — نہین مرہم پذیر اے یار جسدم زخم ہو کاری
شہید رسم ملک عشق ہون سودا کر لیتے ہین — جہان جرم نگہ پر نقد جان و دل گنہگاری

ان کلمات کو سنکر حسین سحر ساز اور زیادہ جھلائی کہا تا صبح نہ بنو کچھ سحر کرو کمال دکھاؤ لڑائی سے منھ نہ چھپاؤ فوجین آپسین مل گئین کنیزان بہار نے بڑھکر پچکاریان مارین کئی ہزار کنیزان حسین سحر ساز جل گئین حسین سحر ساز نے گولہ نکالکر فوج بہار پر مارا اُن پانچ کنیزون کے سر پھٹے جب تو ملکہ بہار کو تاب نہ آئی آواز دی کہ او حسین سحر ساز تیری قضا لے کر آئی ہو یہ کہکر بی بہار گلدستہ تھام کر بڑھین لیکن دیکھا جس رنگ مین مین نے اسکو پھنسایا تھا اُس پہلو پر اب نہین آتی کئی گلدستے بہار نے مارے حسین سحر ساز نے پھول نہ برسنے دیے طائران زمزمہ سرا کی زبان بند کردی صدہا طائرون کو کباب کرکے گرا دیا صدہا نخل جلائے آگ برساتی ہوئی ملکہ بہار پر جاتی ہو آتش خوئی شعلہ مزاجی دکھاتی ہوا دھر دور سے حیرت جادو نے دیکھا ہواے سرو چلی دم مسیح نفس آئی ارے کہکے پلٹی دیکھا بہار و ملکہ حسین سحر ساز سے سامنا پڑگیا یا تو تدبیر گرفتاری اسد نامدار مین لڑ رہی تھی نعرہ کرنے لگی اے حسین خبردار میرے پاس چلی آ اُس سرد گلزار ظلم و بدعت سے مقابلہ نہ کر حسین اور زیادہ گرما گئی تیغ کھینچکر بہار پر جا پڑی حیرت نے دیکھا دونون مین تیغ چلنے لگا بہار نے دیکھا چوٹ نہین کھاتی جب

حسین نے ہاتھ مارا ہزار ہا شعلہ ہائے آتش نے بہار کو گھیرا بہار مثل بوئے گل اُس باغ آتش بہار سے نکلتی ہو شاخ تمنائے حسین جلتی ہو جب دس پانچ وار اُسنے کیے سپر بھی کئی مرتبہ بہار کی کٹی ایکی جھپٹ کر جو نیمچہ حسین نے مارا بہار نے بجائے سپر گلدستہ اُٹھا دیا گلدستہ کٹا بوئے خوش آئی حسین جھومی بس بہار ماہ رخسار نے نیمچۂ ہلالی نیام انتقام سے کھینچا چمک کے ہاتھ مارا حسین نے سپر کو اُٹھا دیا لیکن مبہوت ہو چکی ہی نیمچہ پڑا سپر کے دو ٹکڑے جنیوے کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ اور سرتن سے قلم ہو کر حسین کا زمین پر گرا غبار سیاہ بلند ہوا حیرت نے گریبان پھاڑ ڈالا بہار نے جھوم کر نعرہ کیا منم بہار گلعذار طائرون نے زمزمہ سرائی کی لیکن آندھی سیاہ اُٹھی آواز آئی ہائے کشتی مرا نام حسین سحر ساز بود کنیزون نے بہار کو گھیرا بہار نے مارے گلدستون کے ستھراؤ کر دیا یہان تو یہ ہنگامہ برپا ہی یعنے لاشہ حسین تڑپ رہا ہی سنگ باری برف باری ہو رہی ہی ادہا لیان فوج حسین جا بجا ہین گھیر کر بہار کو مارین بہار مثل برق تڑپ رہی ہی

دو کلمے داستان صنعت سحر ساز اشعار عبرت آثار کے بیان ہوتے ہین

اِس گلستانِ جہان مین کیا گل عبرت نہین
علم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہین

سیر کے قابل ہی یہ پر سیر کی فرصت نہین
وہ فلاطون ہو تو اپنی قابلِ صحبت نہین

خواہ پھرتا ہو فلک اور خواہ پھرتی ہو زمین
بسل تیغِ محبت کا لب ہر زخم دل

پر ہمارے واسطے یان منزلِ راحت نہین
ہوتا واپسِ شور و واویلا و واحسرت نہین

مُنہ مین گر پانی چوا دے یار اپنے ہاتھ سے
ہی نوشتے مین ترے بیمار کے صحت کہان

مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوئی شربت نہین
جسکے نسخے مین دوا کی لفظ کو صحت نہین

کھا کے زخمِ تیغ قاتل جو بجا لائے نہ شکر
خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے ہمکو قرار

کوئی بھی اُس سے زیادہ کافر نعمت نہین
ایک ساعت مثل ریگ شیشۂ ساعت نہین

خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہو وحشت عدم
میری وحشت پاؤن پھیلائے تو پھر دونون جہان

روز کر کیجیے چہل قدمی مگر فرصت نہین
ہون اگر اک عرصۂ میدان تو کچھ وسعت نہین

ایک دل اور اس پہ اتنے بار غم اللہ رے
ذوق بےصورت کدے مین ہین ہزارون صورتین

اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بیطاقت نہین
کوئی صورت اپنے صورتگر کی بےصورت نہین

ذکر کر چکا ہون حیرت جادو نے رات ہی کو براے صنعت سحر ساز نامہ لکھا تھا صنعت سحر ساز مرگھٹ پر فقر سحر بنانے مین مصروف ہی پلٹ کر بارگاہ مین آئی ظلمات سے کہا دو دن کی مشقت اور

باقی ہے دیکھو تو کس طور سے ہم مسلمانون سے لڑتے ہین عیارون کی کیا مجال جو ہم تک آسکین خاک مین ملا دونگی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی کہ آسمان پر برق چمکی طیران جادو نے آکر نامہ ہاتھ مین صنعت کے دیا طیران جادو کو دیکھکر صنعت کے ہوش اڑ گئے گھبرا کے پوچھا طیران خیر تو ہے مین ملکہ حیرت کو سب کیفیت اپنی لکھ چکی ہون ایک لمحہ کی مجھکو فرصت نہین طیران جادو نے کہا نامہ تو پڑھیے سب کیفیت ظاہر ہو جائے گی صنعت نے گھبرا کر نامہ کھولا تمام کیفیت آمد حسین سحر ساز وعیاری عیاران اسلام دآمادگی حسین سحر ساز برائے جنگ بہار سب حیرت نے لفظاً لفظاً لکھا تھا صنعت سحر ساز پڑھتے ہی تھرا گئی کہا لو صاحبو چھوکری لشکر اسلام پر جا پڑی وہ ایک ضدن ہے کسی کا کہنا نہ مانے گی یہ کہکر اسی طرح غصے مین اٹھی سحر کرکے بلند ہوئی ملکہ ظلمات و ملکہ گیسو کشا نے پکار کر کہا حضور لشکر کو لائین صنعت سحر ساز نے کچھ جواب نہ دیا پیچھے صنعت کے چار سو سوار چلے صنعت نے لاکھ جلدی کی پانچ کوس لشکر اسلام باقی تھا کہ آندھی سیاہ چلی سنگ باری برف باری کو صنعت سحر ساز نے دیکھا کان مین آواز آئی کشتی درانام من حسین سحر ساز بود دلیت کر ظلمات سے کہا لو صاحبو غضب ہوا ہائے مین لٹ گئی یہ کہکر مثل شعلۂ جوالہ کڑکی اسوقت پہونچی جس طرح تحریر کر چکا ہون لاشہ حسین تڑپ رہا ہے کنیزون نے بہار کو گھیرا بہار نے پھول برسا دیے گرد لاشہ حسین ہزارون کنیزون کے لاشے پڑے ہین صنعت نے وہین سے نعرہ کیا ای ملکہ حیرت خوب رفاقت کا ہمکو فرا ملا اس گلعذار کا غنچہ آرزو نہ کھلا ہائے آپنے بھی نہ روکا ملکہ تو مثل آئینہ حیران مثل زلف پریشان اتنا جواب دیا کہ اے صنعت مین ناچار تھی میرا کہنا صاحبزادی نے نہ مانا مین نے بہت کوشش کی قضا نے اسکا دامن نہ چھوڑا صنعت نے کہا تو حضور نہین معاوضۂ خون حسین مین آگ لگا دونگی یہ کہکر ملکہ صنعت سحر ساز لشکر اسلام پر گری جھولی سے روئی کا گالا نکالا خوب روئی دکھائی چند قطرے پانی کے اسپر ڈالے اٹھا کر پھینکا لکۂ ابر سیاہ آسمان پر گھر آیا بوندیان پڑنے لگین جسپر ایک قطرہ پڑا جل گیا کئی ہزار ساحر سحر صنعت سے جلے اسی حال پر ملال مین جھومتی ہوئی سامنے ملکہ بہار کے آئی کہا او بہار ایسی سرو قد گلعذار غنچہ دہن کو مار اجکو کچھ ہمارا خوف نہ آیا بہار نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے کیا لڑائی مین پان پھول بٹتے ہین جسکا حربہ چل گیا صنعت نے کہا اچھا اب کیفیت کھلجائے گی بہار سے اور صنعت سحر ساز سے خوب خوب سحر چلے سب نے دیکھا باغبان قدرت وغیرہ نے وہ لکۂ ابر ہٹایا لیکن صنعت بہار جادو پر جا پڑی بہار نے نتیجہ سحر مارا صنعت سحر ساز نے سر آگے بڑھا دیا بہار اس اسرار سے آگاہ نہ تھی نتیجہ بہار نے تاج صنعت کا سر پر اوچھا ساز خم آیا

سر سے فوارہ خون کا نکلا قطرہ ہائے خونِ صنعت بہار پر پڑے بہار تھرا کے زمین پر گری تڑپنے لگی
صنعت نے کچھ ماش کے دانے پھینکے بہار جادو ایک عندلیب خوشنوا کی صورت بنگئی صنعت نے دام سحر
بچھایا تھا اُس طائر زیرک کو پھنسایا یعنی بہار کو اُس قفس آہنی مین بند کیا لاشہ حسین کا اُٹھایا ظلمات
و گیسو کشا وغیرہ بھی پہونچ چلی تھین قفس بہار ظلمات کو دیا حسین کا لاشہ لیکر اژدر پر ڈالا پکار کر
آواز دی کہ بی چہرخ دیکھو تو کیا غضب برپا کرتی ہون سب کو تڑپا تڑپا کے نہ مارا تو مجکو صنعت سحر ساز
نہ کہنا ہرچند سرداران اسلام نے صنعت کو روکا لیکن صنعت کسی کے روکے سے نہ رُکی مثل شعلۂ جوالہ
بلند ہوئی لڑتی بھڑتی نکل گئی صدہا کو قتل کر گئی بہار کو عندلیب خوشنوا بنا کر لیگئی ملکہ حیرت جادو
نے طبل بازگشت بجوا دیا اہل اسلام پلٹے لیکن بہار کا بڑا قلق ہوا بارگاہ مین آکر ملکہ چہرخ پہونچین خواجہ
عمرو بھی آئے ملکہ چہرخ نے کہا کہ خواجہ صنعت سحر ساز سے بگڑی اُلجھی حسین کو بہار نے مارا لیکن بہار کو
صنعت گرفتار کر لیگئی عیارون کو بھی سناٹا آگیا خواجہ عمرو نے کہا مین جاکر خبر لاتا ہون عمرو بیقرار
ہو کے بھاگا بارہ کوس راستہ طے کر کے پہاڑ پر آکے نگاہ اُٹھائی دیکھا گھٹ پر صنعت نے ایک قصر عالی
بنایا ہے تین لاکھ فوج فروکش ہے ایک سمت ایک مکان بطور زندان خانہ آراستہ کیا ہے اُس مین
لوہے کی سلاخین لگائی ہین عمرو نے دیکھا صنعت نے بہار کو بصورت عندلیب اُسی مکان مین
چھوڑ دیا بہار اُس مکان مین جاکر تڑپنے لگی سلاخہائے آہن سے بہار سر ٹکراتی ہے لیکن وہ نہین ٹوٹتین
اور گرد لشکر صنعت ایک لکیر معلوم ہوتی ہے خواجہ عمرو گھبرائے کہ اس نشان سے کچھ مراد ہے پہاڑ سے
اُترے قصد ہوا داخل لشکر ہون دل دھڑکا خواجہ عمرو نے ایک انگوٹھی اُتار کے لکیر کے اُس پار پھینکی
مسافر کی شکل بنکر دور کھڑے ہوئے ایک گھسیارہ گٹھا گھاس کا لیے ہوئے آتا تھا عمرو نے کہا بھیا گھسیارے
گٹھا یہان رکھ دو ایک کام ہمارا کر دو وہ انگوٹھی ہماری پڑی ہے اُٹھا کے لا دو ہمین دے دو ایک روپیہ
ہمسے لو پھر جاکے اپنی گھاس بیچنا بال بچون مین عیش کرنا اس روپیہ کی مٹھائی کھانا گھسیارے نے دیکھا
میان بڑے بھولے ہین جلدی سے گٹھا اُتار کر سر سے رکھ دیا کہا حضور روپیہ لائیے خواجہ عمرو نے کہا بھائی
انگوٹھی ہماری ہمین لا کر دو ہمارے پانون مین درد ہے اسوجہسے وہانتک نہین جاسکتے روپیہ نکال کر دکھا دیا
گھسیارے کے مُنھ مین پانی بھر آیا بیقرار ہو کے جیسے ہی لکیر کے پاس پہونچا وہ حصار سحر تھا دھم سے لڑکھڑا
کے گرا عمرو نے دور سے دیکھا ملازمان صنعت آئے اُس گھسیارے کو گرفتار کر کے لیگئے خواجہ عمرو
وہان سے بھاگے سامنے صنعت کے جب گھسیارے کو لیگئے صنعت سحر ساز نے کہا ارے تو کون ہے کیون
ادھر آیا گھسیارے نے کہا ایک میان نے روپیہ دینے کو کہا تھا مین جو یہان آیا گر پڑا صنعت ڈری

کہ کوئی عیار نہو میان گھسیارے نہلائے گئے مار پڑی دہائی دینے لگا کہا گسّیان اب کبھی نہ ادھر آؤنگا
سوائے گھاس کھودنے کے اور کوئی مزدوری نہ کرونگا **صنعت** نے اوراق جمشیدی مین دیکھا معلوم ہوا
عمرو اسکو دم دیکر پھنسا گیا **صنعت** نے کہا صاحبو سُنا تمنے ساربان زادہ آیا تھا گھسیارے کو پھنسوا کر
چلا گیا مین سمجھی تھی عیار وعدو کے مین چلے آئین گے یہان دھرے جائینگے لیکن ساربان زادہ ارسطو فطرت
لقمان حکمت ہو لاشہ حسین کا جلوایا **ظلمات جادو** سے کہا تم خدمت مین ملکہ **حیرت** کی جاؤ کہنا
حضور طبل جنگی بجوائین مین دقت پر چند ساحر لیکر آؤنگی فرداً فرداً سردارون کو گرفتار کرونگی **ظلمات**
جادو بموجب حکم ملکہ **صنعت سحر ساز** طاؤس پر سوار ہو کر چلی یہان خواجہ عمرو بارگاہ ملکہ مہرخ مین
آئے سب واسطے بہار کے مکدر ہو رہے ہین خواجہ عمرو جو آئے سب شگفتہ ہوگئے کہ کوئی صورت رہائی
بہار نکالی ہوگی عمرو بے اختیار رو دیا کہا اے سرداران نامی بہار کی اب رہائی دشوار ہے **صنعت**
سحر ساز نے گرد اپنے لشکر کے حصار سحر کیا ہے اندر لشکر **صنعت** کے کوئی نہین جا سکتا خدا نے مجھکو بچایا
ایک گھسیارے کو گرفتار کرا کے چلا آیا تمام کیفیت عمرو نے سامنے سردارون کے عیارون کے بیان کر دی
اور عمرو نے پکار کر کہدیا کہ خبردار کوئی قصد جانے کا نہ کرے جو جائیگا حصار سحر مین پھنسے گا تمام سردارون
کو سناٹا آگیا ملکہ مہرخ نے کہا پروردگار بدعت **صنعت** سے بچائے یہ اُسنے بڑا صدمہ عظیم اُٹھایا حسین
کا قتل ہونا بڑا غضب ہوا سحر مین وہ ہمیشہ سے کامل ہے اسمائے افسونگری کی عامل ہے یہان تو یہ
چرچے ہو رہے ہین لیکن برق چمک کر نکلا کہ بارگاہ ملکہ **حیرت** سے خبر لاؤن کوئی تدبیر **صنعت سحر ساز**
پہونچنے کی نکالون یہ سوچتا ہوا حیران و پریشان مضطر بیقرار ایک ساحر کی شکل بنکر طرف لشکر ملکہ
حیرت جادو کے روانہ ہوا لیکن دل سے کہتا ہے انجام بخیر ہو

وہ کلمۂ داستان حیرت بیان افراسیاب کے باغ سیب مین داخل ہے بیان ہوتے ہین

یہ غدر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا
مین الزام اُسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

نہ شادی مرگ ہو کیونکر ہے مژدہ قتل دشمن کا
کہ ہر گھر مین لیے شمشیر وہ رہتا نکل آیا

ستم اے گرمی ضبط فغان و آہ چھاتی پر
کبھی بس پڑ گیا چھالا کبھی پھوڑا نکل آیا

لیا زنجیر مجھکو چارہ گر نے کس جنون مین جب
عدو کے قتل کو وہ شوخ بے پردا نکل آیا

نکل آیا اگر آنسو تو ظالم مت نکال آنکھین
سُنا معذور ہے مضطر نکل آیا نکل آیا

ہمارے خونبہا کا غیر سے دعوی ہے قاتل کو
یہ بعد انفعال اب اور ہی جھگڑا نکل آیا

لودی تیر اُسکا دل مین لگیا ہے کیا کہ آنکھون سے
ابھی رونے مین اک پیکان کا ٹکڑا نکل آیا

دم بسمل یہ کھلے خوف سے ہم پی گئے آنسو
کہ ہر زخم بدن سے خون کا دریا نکل آیا
خدنگ یار کے ہمراہ نکلی جان سینے سے
یہی ارمان اک مدت سے جی مین تھا نکل آیا
بہت نازان ہو تو اے قیس وحشت پر دکھا دونگا
کتابون مین کہین قصہ جو مومن کا نکل آیا

افراسیاب داخل باغ سیب ہو لوح کا انتظام کرکے بہت خوش ہوا کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا پتلہ فولادی مرشدزادے کو گود مین لیے آتا ہے افراسیاب نے کہا سامری جمشید خیر کرین پتلے نے لاکر مصور کو پہونچایا افراسیاب نے کہا اے غلام سامری خیر تو ہے مرشدزادے کس بلا مین تھے جب تم پہونچے پتلہ نے دست بستہ عرض کی زنگی سحر ملکہ زریو محمل نشین مرشدزادے کو لیے بھاگا جاتا تھا ملکہ عالم نے مجکو پکارا مین وقت پر پہونچا زنگی سیہ رو کو مارا مرشدزادے کو لیکر نکل آیا وہان میدان مین لڑائی ہو رہی ہے یہ کہکے پتلہ رخصت ہوگیا افراسیاب نے مصور کو ہوشیار کیا مصور کی آنکھ کھلی گھبرائے ہوے تھے افراسیاب سے لپٹ گئے کہا اے شہنشاہ مین بہت ذلیل ہوا زریو نے مجکو بہت ستایا افراسیاب نے کہا مرشدزادے نہ گھبرایئے آپ اگر سنبھل کر سحر کرین کوئی دنیا مین آپکا مثل ہو آپ کے بزرگون نے سب کچھ تعلیم کیا ہے ایک دن تو سحر سامری صرف کیجیے مصور نے کہا شہنشاہ مابدولت گھبراجاتے ہین بڑی خیر یہ ہوتی ہے کہ جورو ہماری ہمکو سنبھال لیتی ہے بڑی محبت رکھتی ہے صبح کو دودھ پلاتی ہے سردی مین مچھلی کے سر کا شوربا پلاتی ہے مجھ مین بڑی طاقت آجاتی ہے افراسیاب ہنسنے لگا کہا مرشدزادے تم ایسے نہوتے تو مذہب کی کاہے کو خرابی ہوتی اب مفصل بتایئے مقابلہ کس سے پڑا ہے مصور نے تمام کیفیت حسین ظاہر کی کہا حضور بہار سے اُس سے مقابلہ پڑا ہے نام بہار سُنکر رنگ اڑ گیا افراسیاب متغیر ہوگیا کہا غضب ہوا بہار سے بچنا اُسکا دشوار ہے فوراً صرصر کو بھیجا کہا اے صرصر جلد جاکر خبر حسین سحرساز کی لاؤ بہار سے مقابلہ مین کیا گذری صرصر نے کہا کنیز ابھی جاتی ہے مفصل خبر لیکر آؤنگی صرصر نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے قصد کیا کہ چلون کہ ایک ساحر دو گز نامہ حیرت کا لیے ہوے آیا ہاتھ مین افراسیاب کے دیا افراسیاب نے پڑھتے ہی مُنھ بنایا مصاحبون نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہے افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا حسین قتل ہوگئی دوسرا غضب یہ ہوا کہ بہار کو صنعت گرفتار کرکے لیگئی بڑی بدعت سے قید کیا اب آمادہ حرب پیکار ہو سب سامان تیار ہے صرصر سے کہا تامل کرو خبر ما بدولت کو معلوم ہوئی مجکو یہ منظور تھا کہ چند عرصے مقابلہ نہو کسی ساحر زبردست کو بُلاکے یہ معاملہ اُسکے سپرد کرونگا وہ ایک دن مین خاتمہ کردیگا حسین نے جاتے ہی بگڑی اُلجھائی آخر قتل ہوئی اب صنعت نے بڑا سامان کیا ہے روزگار ہے لیکن حیرت کو سمجھا دیا جائے کہ

مقدمہ مین صنعت کے تم دخل نہ دو دیکھو اُسنے کیا گذرتی ہی مشیران سلطنت مین ایک ساحر ارجنگ
جادو بیٹھا ہوا ہی اُسنے کہا اے شہنشاہ مجکو حکم ہو مین جاکر ملکہ عالم سے کل کیفیت بہ تصریح عرض کرونگا
افراسیاب نے ارجنگ کو قریب بلایا کہا اے ارجنگ اگر ہوسکے تو اپنے تئین پاس مخمور کے پہونچاؤ
اُس کمبخت کو یہ پیغام دو کہ شہنشاہ نے فرمایا ہی صنعت آمادہ حرب و پیکار ہی سحر د ساحری مین بلاسے
روزگار ہی اُسکے مقدمہ مین شہنشاہ نہ دخل دیسکین گے کہ دختر بلند اختر اُسکی قتل ہوئی کیا کیکے سمجھاؤن
پس تم اس زمانے مین نکل آؤ مین تمھاری خطا معاف کرونگا ارجنگ نے کہا مین ضرور تابہ مخمور
پہونچونگا میرے انکے مدت سے رسم و راہ ہی مجکو عم نامدار کہا کرتی تھین مادر مہربان انکی ملکہ اسرار جادو
کہ خوف سے حضور کے بھاگ کر نکل گئین جان و آبرو کا خوف ہوا اکثر مہمان بلاتی تھین ہر مقدمہ مین سرفراز
فرماتی تھین مخمور میرا بہت لحاظ کرتی ہی مین بہت اچھی طرح سمجھادونگا اپنے ساتھ خدمت مین حضور کے
لے آؤنگا یہ بھی واضح رہے اگر میرا کہنا نہ مانے گی مین گردن پکڑ کے لاؤنگا بہت بُری طرح پیش آؤنگا
افراسیاب نے کہا اے ارجنگ کیا کہون جو کچھ فراق مخمور مین میرا حال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی راتون
کی نیند جاتی رہی لطف زیست نہ رہا جسوقت تنہائی مین ملاقات ہوجاے میری جانب سے عرض کرنا

اے محبوب جانی و اے یار جادو دانی **نظم**

آنانکہ بدست تو دل زار فروشند
عشاق ز جنس دل اگر عار فروشند
قولت نہ گزیند چہ کند شیخ کہ رندان
ہر خار ز نرخ گل و گلزار فروشند
مایوس ز تو فرامشو دل کہ خریدار
باللہ کہ صاحب چہ قدر بار فروشند

صبر و خرد و دین ہمہ یکبار فروشند
با صورت وا دو ستہ دل چہ بگوئیم
تا کندہ ز تن خرقہ بہ بازار فروشند
اندیشہ ز کالاے وکا کین بیان کن
چسپان چہ شود جنس بہ انکار فروشند

گر جور تو انیست بجانت کہ دگر بار
چون مرغ اسیرے کہ ببازار فروشند
گر لذت درد کف پا را کنم اظہار
اینہا ہمہ یکدست خریدار فروشند
از خوبی سودا چو زدم حرف بفرمود

ارجنگ جادو نے کہا شہنشاہ آپ ایسے کلمات نہ فرمائین مخمور
میرے کہنے سے گردن تابی نہ کریگی مین خواہ بخوشی خواہ بنا راضی حضور تک اُسکو لے آؤنگا افراسیاب
نے کہا اگر مجھ تک آجائے مین سب نشیب و فراز اُسکو سمجھادون کہ اب ان سب باغیون کا بچنا دشوار ہی
صنعت سحر ساز نے وہ سامان کیا ہی کہ دفعیہ جسکا ناممکن ارجنگ نے کہا غلام فوراً جاتا ہی حضور
یہین تشریف رکھین مین مخمور کو لایا یہ کہکے ارجنگ جادو طرف لشکر اسلام کے چلا جب قریب لشکر
اسلام پہونچا سحر سے اپنی صورت تبدیل کی ایک ساحر غریب کی شکل بنا داخل لشکر اسلام ہوا اُسوقت
ملکہ مخمور سرخ چشم اپنی بارگاہ مین تشریف لائی ہی انیسین جلیسین جمع ہین گرفتاری بہار کا ذکر

ہو رہا ہے ملکہ مخمور نے فرمایا صاحبو مقام خوف و خطر ہے **صنعت سحر ساز** کے سحر سے ہر ایک کیواسطے ضرر ہے بہار کے گرفتار ہونے نے دل کو بیقرار کر دیا کس حسرت و یاس سے گرفتار کرکے لیگئی مین نے قصد کیا لیکن اُس ملعونہ تک نہ پہونچی کس مصیبت مین بہار کو گرفتار کیا لشکر مین بہار کا کوئی ہمسر نہین ہے جب اسکے واسطے یہ کیفیت گذری تو وائے برحال دیگران کون اُس سے ہمسری کریگا اس زمانے مین اُسنے سحر کو بہت زور دیا کئی مہینے سے مرگھٹ پر سحر جگا رہی ہے ہم لوگون کو ایک لمحہ لڑائی سے فرصت نہین حصول کمال کی مہلت نہین اے **گل اندام** دل گھبراتا ہے جی مین ہے جا کر ایک نظر شاہزادہ نورالدہر بن **بدیع الزمان** کو دیکھ آئین اُس جری بہادر کو یہان کی کیفیت سنائین گل اندام نے کہا حضور راہ کوہ **عقیق** بند ہے اُسی صحرا کی جانب **صنعت** نے قصر سحر بنایا ہے آٹھ پہر نگداشت مین مصروف ہے کنیز ایک کار ضروری کو گئی تھی اپنی آنکھون سے دیکھا پانچ کوس کے گرد مین اُسنے حصار سحر کیا ہے راہ گیر تاب راستہ نہین چلسکتا صدہا بندگان خدا ہلاک ہوئے کئی قریے اُسنے غصہ مین پھونک دیے یہ سنکر ملکہ نے آہ کی کہا اے **گل اندام** عاشقان صادق کو ہر وقت نظارۂ جمال محبوب نصیب ہے منزل دور و دراز تصور سے بہت قریب ہے بقول شاعر **فرد** منزلون ہے یہان سے خانۂ یار ٭ شوق کہتا ہے دو قدم بھی نہین ٭ دیگر

سینہ پہ نقشۂ رُخ روشن بنائین گے
ابرو کو تیرے شاخ نشیمن بنائین گے
نالان ہون کسکے جور سے ہون کہ بعد مرگ
زُنار اسے گلے کا برہمن بنائین گے
سیکھین گے خط سبز سے ہم بھی کوئی فسون
نقاش بھی جھکی ہوئی گردن بنائین گے
کچھ رنگ لائینگے جو دہ مسّی لگانے مین
مدفن کو اپنے ہیرے کی معدن بنائین گے
چھانین گے خاک وادی وحشت کی اے **قلق**
دل کو چراغ وادی ایمن بنائین گے
رکھین گے دل مین یاد دہان نہان یار
ناقوس ہڈیون کے برہمن بجائین گے
وہ مے پرست ہون کہ پس مرگ بادہ خوار
گر آپ بار زلف کو رہزن بنائین گے
دکھلا کے دانت اپنے جلائینگے خوب سا
گل سے دہن کو غنچۂ سوسن بنائین گے
داؤد سا نام کھائینگے مدفن مین معجزے
کانٹون سے اپنے پانون مین ذرہ بنائینگے
ذرغ نگہ کے واسطے مسکن بنائین گے
سینے کو راز غیب کا مخزن بنائین گے
ڈورا ملا جو اُس بت قاتل کی تیغ کا
شیشے کا پیر سے گنبد مدفن بنائین گے
واقف اگر وہ ہونگے مرے شوق قتل کے
اسطرح موتیون کا دہ منجن بنائین گے
بعد فنا تصور دندان یار سے
آہن کو موم موم کو آہن بنائینگے

گل اندام نے اشک حسرت مخمور کے پاک کیے عرض کی حضور رحمت پروردگار سے مایوس نہوجیے کیسی کیسی مشکلین پڑین سب آسان ہوئین اسپر بھی پروردگار فتحیاب کریگا بعد فتح اس لڑائی کے خداوند کریم سامان حصول لوح کریگا کوہ **عقیق** پر چلکر شاہزادہ **نورالدہر** کو خوشخبری سُنائیے گا کہ اے شہریار مبارک ہو اسد غازی کو لوح ملگئی اب تدبیر فتح طلسم ہوگی اوّل تو یقین یہ ہے کہ خود **صاحبقران** تشریف لائینگے اُنکے

ساتھ شاہزادۂ والا قدر بھی آئینگے یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز نے بڑھکر عرض کی کہ ایک ساحر دروازے
پر حاضر ہے کہتا ہے ملکۂ عالم سے کچھ عرض کرونگا مخمور نے کہا بلوا لو ارجنگ نے آکر سلام کیا ملکہ
مخمور سمجھی کوئی سائل ہے کچھ طلب کریگا ارجنگ صورت بدلے ہوئے تھا ملکہ مخمور نے خلق پیش آئین
اُسنے کہا مین کچھ تخلیہ مین عرض کرونگا کچھ خیرخواہی منظور ہے خبر فرحت و سرور ہے ملکہ نے کنیزون
کو ہٹا دیا جب تنہا ہوئی تو ارجنگ نے کہا ملکۂ عالم آپ نے مجکو پہچانا مخمور نے کہا مین نہین آگاہ
ہوئی کہا اے نور نظر ارجنگ جادو میرا نام ہے مشیر سلطنت شہنشاہ طلسم ہوشربا مخمور نے گھبرا کر کہا
اے ارجنگ تم نے غضب کیا بلا تکلف میری بارگاہ مین چلے آئے اگر خواجہ عمرو کو خبر ہو جاے
تو تمھارے واسطے خرابی ہے لیکن جلد کہو کسواسطے آئے ہو کیا مطلب ہے با آبرو میری بارگاہ سے چلے
جائیے ارجنگ نے کہا اے مخمور تمھاری مادر مہربان مجکو بھائی کہتی تھین ملکہ بشرہ جادو تمھاری
خالہ اماں کہ جو لشکر اسلام مین موجود ہین وہ بھی ہمیشہ ہماری صلاح سے کام کرتی تھین تم ابھی صاحبزادی
ہو جو دل مین آیا کر بیٹھین دیکھا جتنے افراسیاب جادو نے کیا انتظام کیا لوح طلسمی کو توڑ ڈالا ٹکڑے تک
اُسکے دریاے قلزم مین پھکوا دیے ملکہ صنعت نے یہ انتظام کیا مرگھٹ پردہ سحر بنایا کہ جسکا سامری جمشید
بھی نہین دفع کر سکتے افراسیاب کو نامہ ملکہ صنعت کا پہونچا کہ اس ہفتے مین سب کو قتل کرونگی مجھے
تو تمھارے نام سے ایک محبت ہے مین گھبرا گیا شہنشاہ سے عذر کیا ملکہ مخمور کی خطا معاف کیجیے شہنشاہ نے
کہا تمھاری خاطر مدنظر ہے جاؤ مخمور کو بلا لاؤ ہم کچھ نہ کہینگے اسی طرح ملک و مال عطا کرینگے مصاحب
خاص ہمدم با اختصاص سمجھینگے پس چلیے مین شہنشاہ سے خطا معاف کرا چکا اسی وقت تاج و تخت
عطا ہوگا یہ سُنکر غصہ سے چہرہ مخمور کا سرخ ہو گیا کہا اے ارجنگ تو نے بہت بُرا کیا کہ میرا ذکر سامنے
افراسیاب خانہ خراب کے کیا اُس بیحیا سے مجھے کیا کام بس آپ تشریف لیجائیے ورنہ ابھی مشکین
باندھکے سامنے مہ جبین کے لیجاؤنگی صنعت کیا حرامزادی مکارہ ہے وہ کیا قتل کریگی فتح و شکست
پروردگار کے اختیار ہے بندہ مجبور و ناچار ہے یہ باتین کسی احمق سے جاکر کرو کہ لوح طلسمی کو توڑ ڈالا
دریاے قلزم مین پھکوا دیا کیا مجال افراسیاب کی لوح طلسمی کو توڑ سکے اگر لوح توڑ ڈالتا طلسم ہوشربا
مین آگ لگجاتی انشاء اللہ لوح طلسمی حاصل کرینگے ہم تجھے سمجھاتے ہین کہ سامری جمشید پر لعنت کر
خدمت مین عمرو کی تجکو لے چلین بارگاہ آسمان جاہ مین جگہ ملے تمھاری کتاب مین صاف لکھا ہے اسد
نامدار طلسم کشا ہے قاتل افراسیاب جری لاجواب وہ ضرور افراسیاب کو قتل کریگا یہ ہم بھی جانتے
ہین کہ افراسیاب نے لوح کو چھپایا کسی بڑے مقام محفوظ پر رکھا مگر داننده راز رموز غیبی خداوند

لا رہی ہر مقام کا نشان تعلیم کرے گا تکیہ پروردگار پر ہے نبیرۂ **صاحبقران** نامور ہے آمد سرداران
صاحبقران سے زمین تھرائیگی ساحران ہوش رُبا کو پناہ نہ ملیگی جلد مین تیری خطا معاف
کرا دون دربار اسد مین ہمکو سب طرح کا اختیار ہے ارجنگ کلام شوکت نظام ملکہ مخمور سے
تھرا گیا کلیجہ منھ کو آگیا گھبرا کے اُٹھا کہا بہت اچھا مین جاتا ہون آپ غصہ نہ کیجیے مین افراسیاب سے
کہکر چلا آؤنگا آپ کی اطاعت کرونگا اسوقت مجھے فرصت نہین ہے ملکہ مخمور نے کہا نکلجاؤ تم ایسے نامردون
کی شراکت کی ہمکو ضرورت نہین ہے ارجنگ اُٹھا بندگی بندگی کہتا ہوا نکل کے بھاگا ملکہ مخمور اُٹھکر
دربار مین آئین خیال مین آیا ایسی مہمل بات کا سامنے خواجہ کے کیا ذکر کرون لیکن ارجنگ ملعون شکر سے
نکلکر ایک نخل کے سایہ مین ٹھہرا سوچا کہ مین تو افراسیاب سے وعدہ کرکے آیا تھا کہ مخمور کو ضرور لاؤنگا اب جو
خالی ہاتھ جاؤنگا افراسیاب آزردہ ہوگا یہین ٹھہرون رات کو تدبیر کرون یہ ملعون جانور بنکر ایک
نخل پر بیٹھ رہا یہان ملکہ مخمور نے بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ کا قصد کیا ارجنگ سایۂ شاخ نخل
مین چھپا دیکھا کیا جب اُسنے دیکھا پہر رات باقی رہی سحر کرنا شروع کیا نگہبان در دولت مخمور سحر سے
اُس ملعون کے بیہوش ہوئے اب یہ نخل سے اُترا اندر بارگاہ ملکہ مخمور کے آیا دیکھا شمع ہاے مومی و کافوری
روشن ہین بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ و پیراستہ ہے ملکہ مخمور آرام فرما رہی ہین چار کنیزین جیبی
پر اس بیحیا نے یہان بھی سحر کیا کنیزون کو بیہوش کرکے قریب چھپر کھٹ کے آیا دوشالہ چہرۂ زیبا سے ہٹایا سحر
کرنے لگا خوب سحر ملکہ پر کرکے جب سمجھا بیہوش ہوگئی ہوگی بقچہ کمر مین دبایا بلند پروازی کرکے اُڑا قبہ بارگاہ
مخمور کو توڑکر نکلا طرف صحرا کے چلا در دولت ملکہ مہ جبین پر ملکہ سُرخ موے کا کلکشا برائے نگہبانی
حاضر تھین دور سے نگاہ پڑی بارگاہ ملکہ مخمور پر ایک شرارہ چمکا گھبرا کر اپنے مقام سے اُٹھی آواز دی
کوئی حاضر ہے شاہزادہ شکیل جادو تور نگاہ ملکہ مہرخ گھوڑے پر سوار حفاظت بارگاہ اسد نامدار
مین مصروف تھا آواز دی کیون حضور کیا ہے سُرخ موے نے آواز دی شکیل ہمارے پاس آؤ جب یہ حاضر
ہوا ملکہ سرخ موے نے فرمایا اے نور نظر مین یہان سے اُٹھ نہین سکتی بارگاہ مخمور پر ایک شرارہ چمکا میرے
دلکو خوف پیدا ہوا ذرا بڑھ کر دیکھو تو خیر تو ہے شکیل چلا سامنے دوکان حلوائی کی تھی شکیل نے دیکھا
ایک شہدا غرقی باندھے پڑا ہے آپ ہی آپ بڑبڑا رہا ہے کہتا ہے جان مال سب ہار گئے لیکن کیا خوف ہے
جسدن ہمارا رنگ آجائے گا سلطنتین جیت لین گے رنگ نہ کھیلے تو ہم کیا کرین ہم تو رنگباز ہین جواریون
مین ممتاز ہین ہمارا موقع آئے تو جان بدین شکیل یہ سُنکر ہنس پڑا کہا میان شہدے صاحب کیا ہوا شہدے
نے کہا حضور کچھ نہین شہدے ہین شکستہ حال تو نہین ہین جوے کے واسطے شہدے ہوے آپ کون

ہین کہان جاتے ہین شکیل ہنس پڑا کہا تجھے کیا بتائین شہدے نے کہا ہمین نہ بتاؤگے تو بہت خراب ہوگے شکیل کو غصہ آیا چاہا ایک ٹھوکر مارون ہنسلی کمر ٹوٹ جائے شہد اجھاڑ پونچھ کر اُٹھ کھڑا ہوا کہا ابے اک کل مارون نزلہ جھاڑ دون یہ شاہزادۂ مہرخ کا بیٹا ایسے کلمات محل کا ہیلو کبھی گوش زد ہوئے تھے قبضے پر ہاتھ ڈالا شہدے نے ہاتھ بڑھایا کہ کان پکڑ کے اینٹھ دون اور کہا بنے بیگانے کو بیچا تھا ئین اب جو شکیل کی نگاہ پڑی آنکھون سے پہچانا خواجہ عمرو ہین شکیل لپٹ گیا کہا حضور معاف فرمائیےگا آپ کے فقرے قیامت کے ہین خدا کی عنایت سے خیمے بارگاہ مین موجود ہین آپ اسطرح دوکان مین حلوائی کی پڑے ہوئے ہین عمرو نے کہا اے شکیل بعدیل تمام عالم میرا دشمن افراسیاب رہزن اگر اسطرح بسر نہ کرتا اب تک جان نہ بچتی شکیل نے کہا حضور برائے خبر ملکہ مخمور جاتا ہون ملکہ سُرخ موے کا کلکشا نے خبر دی کہ ابھی ایک شعلہ وہان بھڑکا فرمایا کہ جا کے خبر دیجیو شکر عمرو گھبرا گیا شکیل کے ساتھ ہولیا بارگاہ مخمور پر آکے دیکھا پہلے تو باعث خرابی یہی ہے کہ سب کنیزین دروازے پر بیہوش پڑی ہین عمرو نے کہا اے شکیل غضب ہوا مخمور کو کوئی لے گیا شکیل نے بڑھکر باران سحر برسایا کنیزین بیدار ہوئین اندر بارگاہ کے آکر دیکھا پلنگ خالی پڑا ہوا ہے قبۂ بارگاہ شکست چند دانے ماش کے پڑے ہوئے ہین عمرو نے چہار جانب دیکھا کہا یہ عیار بچے کا کام نہین ہے کوئی ساحر لے گیا جاؤ تم لشکر مین ٹھہرو مین بڑھکر خبر لیتا ہون شکیل نے کہا کیونکر ممکن ہے کہ مین حضور کو یکہ و تنہا جانے دون مین بھی ساتھ چلونگا عمرو نے کہا اچھا الگ الگ آؤ شکیل پر پرواز پیدا کر کے اُڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے جلدی سے صورت بدلی طرف صحرا کے چلے لیکن ارچنگ جادو ملکہ مخمور کو بغل مین دبائے ہوئے طرف صحرا کے چلا لشکر اسلام مین تین پہر کامل پھرا کیا جاہ و جلال سرداران لشکر کا دیکھا دل سے کہتا ہوا کیا نہو سردار تیرا بیچا کر رہین مین یکہ و تنہا وہان لاکھون ساحر ہین سب زبردست بے مثل و بے نظیر ہین ایک ساحر حقیر اُنسے مقابلہ نہ کر سکونگا ملجائے تو فوج ساتھ لے لون اسی خیال مین چہار جانب دیکھتا ہوا جاتا ہے صبح تجلی ہو چکی نیر اعظم بلند ہوا دور سے دیکھا ایک بارگاہ صحرا مین استادہ ہے ہزارہا جادوگر اُترے ہوئے ہین قضائے کار ارچنگ کا بھائی خرچنگ جادو واسطے شکار کے صحرا مین آیا تھا لشکر اپنے بھائی کا ارچنگ نے پہچانا یہ تدبیر بہت بھائی آسمان سے اُتر آیا خرچنگ کو خبر ہوئی آپ کے بھائی صاحب آتے ہین بارگاہ سے نکل آیا جھک کر سلام کیا کہا بھائی صاحب خیر تو ہے ارچنگ نے کہا اے برادر مین لشکر طلسم کشا مین گیا تھا مخمور کو گرفتار کر کے لایا ہون یہ معشوقہ شہنشاہ ہے شہنشاہ کو جو بیقرار پایا برائے خیر خواہی آیا اُسکو گرفتار کیا لیکن یقین کامل ہے سرداران اسلام میری تلاش مین چلے ہون تمھارا

لشکر دیکھکر مین ٹھہر گیا جلد لشکر تیار کرو اس دشمن شہنشاہ کو ار ابے پر ڈال لو باغ سیب مین
لے چلو بے حد انعام و اکرام ملے گا خرچنگ نے کہا ٹھہر جاؤ چہرے پر تمہارے اُداسی معلوم ہوتی ہے
ایک دو جام شراب کے پیو ہوش و حواس درست کرو سرداران اسلام کی کیا لیاقت ہے اگر آ جائین تو
جلا کر خاک کر دون انکی کیا حقیقت ہے بھائی کو بھائی نے تسکین دی مخمور کو لا کر بارگاہ مین بٹھایا
آپ ونگل پر خرچنگ ایک جانب ملکہ مخمور کی آنکھ کھلی اپنے کو مسلسل و مطوق پایا سامنے ارچنگ
و خرچنگ دونون نامرد شراب پی رہے ہین ارچنگ نے جو دیکھا ملکہ مخمور کی آنکھ کھلی پکار کر
آواز دی کیون مخمور نابدولت نے جو کہا تھا وہی کیا تجکو گرفتار کر لایا اب خدمت شہنشاہ مین لیے چلتا
ہون میری رائے پر کام کرو مین چلکر قدمون پر گرا دونگا ورنہ افراسیاب آتش قہر و غضب مین
پھونک دیگا مخمور کی زبان مین سوزن تھا ضبط کر کے اشارہ کیا اونا مرد مکر سے گرفتار کر کے لایا اسپر
ناز کرتا ہے زبان سے سوزن نکلجائے تو مزہ دکھا دون ارچنگ نے کہا اب سوزن زبان سے شہنشاہ
نکالین گے معلوم ہوا قضا دامنگیر ہے وہان تمہارے قتل کی تدبیر ہے مخمور نے کچھ جواب نہ دیا عالم یاس
مین سر کو جھکا لیا خرچنگ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا لیکن یہ بھی کہتا جاتا ہے ای برادر ارچنگ
جلدی کیا ہے پہر دو پہر مین چلین گے قیدی ہمارے قبضے مین ہے پھر کیا خوف ہے ارچنگ کہتا ہے بھائی میرا
دل کانپ رہا ہے اسکے مددگار آتے ہونگے انکے حمایتی بہت ہین خرچنگ نے کہا کیا خوف ہے ہم کیا کسی
سے پایہ کمی کا رکھتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہلڑ ہوا ملکہ صرصر شمشیر زن آتی ہین ارچنگ
نے کہا ای برادر شہنشاہ نے مجکو روانہ تو کر دیا تھا لیکن بیقرار تھے عیار کو بھیجا ہوگا جلد بلاؤ پکار
کے کہو کہ ای ملکہ صرصر ارچنگ جادو یہان موجود ہین ملکہ مخمور کو گرفتار کر کے لائے ہین لوگون
نے آواز دی ملکہ صرصر لشکر مین آئین جسکی نگاہ پڑی جمال ہمشال صرصر دیکھکر عاشق ہو گیا بانکی
وضع طرار فرار سایہ سے اپنے رم کرتی ہوئی زلفین چہرے پر بل کہا رہی ہین پیچ کمر مین شلنگین لگاتی ہوئی
چلی آتی ہے سردار حیران جمال ہمشال صرصر شمشیر زن دیکھنے لگے صرصر شمشیر زن نے کہا تم
دیکھنے والون کے دیدے پھوٹین گھٹنے ٹوٹین اندھے ہو جاؤ ٹٹولتے پھرو کیسے کمبخت نگاہین ڈالتے ہین
میرا دل دھڑکتا ہے دیکھو پنڈا پھیکا ہو گیا نظرین انکی کھائے جاتی ہین ان کلمات کو سنکر ہر ایک نے
کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا کہا ملکہ سلامت رہو صرصر نے کہا تم سب مردہ ہم تمہاری بھتی کھائین تمہارے پھول
اُٹھائین کوئی بلائین لیتا ہے کوئی ترقی حسن و جمال کی دعائین دیتا ہے صرصر آوازے سب پھبتی
ہوئی پردہ اُٹھا کے بارگاہ مین آئی دیکھا ملکہ مخمور رنجور قید سحر مین مسلسل و مطوق زبان مین سوزن

ارژنگ و خرچنگ شراب پی رہے ہین ارژنگ نے کہا اے صرصر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا صرصر نے پوچھا تم بتاؤ شہنشاہ سے کیا کہکے آئے تھے مخمور کو راضی بھی کیا ارژنگ نے کہا اسقدر آہوے وحشی کا رام ہونا دشوار ہے اسکو تو شہنشاہ کے نام سے نفرت ہے ذکر سے شہنشاہ کے لعن وطعن کرتی ہے مسلمانون کے نام پر مرتی ہے لیکن ہین گرفتار کر لایا اب شہنشاہ کو اختیار ہے خواہ قتل کرین خواہ بخشین ملکہ صرصر نے کہا میان ارژنگ یہ انکے نخرے تغمے ہین جب عاشق کو دیکھین گی بھول جائینگی ہمارے تمھارے سامنے انکار ہے جس وقت شہنشاہ فرمائینگے تمھو نائب طلسم ہوش رُبا کیا اپنے ہوش مین نہ رہینگی قدمون پر گر پڑینگی یہ کہکے ارژنگ جادو سے چٹکی لی کہا کیون جی تمنے بڑا غضب کیا لشکر اہل اسلام مین گھس پڑے بڑے بڑے وہان جلاد موجود ہین اگر تم کو قتل کروا لیتے مین کدھر کی ہوتی جسوقت سے مین نے سُنا میان ارژنگ گئے ہین گھبرا کر لشکر مسلمانان مین گئی جنگل جنگل ڈھونڈھتی پھرتی ہون ایک ایک سے پوچھتی پھرتی تھی ہمارے شہنشاہ کے صاحب کو تو نہین دیکھا یہان جب آئی تب قلب نے تسکین پائی شکر ہے سامری جمشید کا کہ تمکو خیر و عافیت سے دیکھا ان باتون کو سُنکر ارژنگ مر گیا سمجھا کہ صرصر مجھپر عاشق ہے کہا بی صرصر میرا کوئی کیا کرسکتا تھا کسی کی کیا مجال ہے کہ مجھسے آنکھ ملائے کسی سردارون نے گھیرا سب سے لڑ بھڑکے نکلا بی مخمور کو نہ چھوڑا یہان تک کشان کشان لایا اب یہان صحبت مین بیٹھو دو چار جام شراب نوش کرو یہ بارگاہ ہمارے بھائی کی ہے شام کو چلین گے گرمی کی فصل ہے لُو چل رہی ہے صرصر نے مسکرا کر کہا ہم تم ایک ہی خیمہ مین آرام کرینگے اس شرط پر ٹھہرتے ہین خس کی ٹٹیون مین تخلیہ ہو جائے گا تنہائی مین ہم تم کچھ صلاح بھی کرینگے اب تو ارژنگ آپ مین نہ رہا جلدی اپنے مقام سے اُٹھا کہا مین جا کر خیمے استادہ کراتا ہون سب طرح کا سامان مہیا ہوگا جب ارژنگ گیا وہان جا کر خیمے استادہ کرانے لگا گلدستے چنے چھپر کھٹ آراستہ کیا اسباب عیش و نشاط مہیا ہوا جب ارژنگ محفل سے جا چکا تب صرصر طرف خرچنگ کے متوجہ ہوئی کہا کیون صاحب یہ تمھارے چھوٹے بھائی ہین کہ بڑے خرچنگ نے کہا میرا چھوٹا بھائی ہے صرصر نے مسکرا کر کہا صاحب تم اُنکی عزت بڑھاتے ہو اپنا بھائی بناتے ہو تم شاہزادے معلوم ہوتے ہو اُنکی صورت پر تو صاف ظاہر ہے کوئی لونڈی باندی گھر مین ہوگی والد آپ کے اُس سے مخاطب ہوئے ہونگے یہ اُنکے بطن سے ہین تمھاری چاند سی صورت اُنکی کچھ حرکتین بھی خلاف ہین آج تو آپ کو دیکھکر دل بحال ہو گیا خرچنگ نے کہا ملکہ اپنے گھر کی بات کیا کہین بس یہی کافی ہے کہ ہمارا بھائی ہے صرصر نے کہا آپ بڑے جلیل ہین دربار مین شہنشاہ کے چلیے شہنشاہ کا یہ دستور ہے کہ خوبصورت جوانون کو بہت پسند کرتے ہین چلتے ہی

تمکو مصاحبون مین درج فرمائینگے تمھارا ٹرا رتبہ بڑھائینگے صاحب تم نے سُنا ہوگا ایک وزیر کم ہوگیا
یعنی **باغبان قدرت** شریک مسلمانان ہوا شہنشاہ نے مجھ سے فرمایا تھا اے صرصر تم ٹری جوہر شناس
ہو ہمارے واسطے **باغبان** سے بہتر وزیر ڈھونڈھکر لاؤ مین مہینون سے تلاش کرتی تھی کوئی نگاہ
مین نہ جچا آج البتہ تمکو دیکھکر خیال ہوگیا کہ شہنشاہ بہت پسند فرمائینگے مجھ سے بھی خوش ہونگے عرض
کرونگی جیسا کہ وزیر آپ چاہتے تھے ویسا ہی لائی بلکہ ایک کام کرو مخمور کو بھی تمھین لے چلو میان خرچنگ
سے کچھ فقرہ کردو ولیکن ہمکو نہ فراموش کرنا کہ وزیر بن بیٹھو ہماری بات بھی نہ پوچھو ہمکو ٹرا قلق ہوگا
کیا کہون جس وقت سے تمکو دیکھا نگوڑا دل تڑپا جاتا ہے کوئی اس دل خانہ خراب سے پوچھے ارے کمبخت
ناحق کو پھسل گیا تم شاہزادے ہین بیچاری تین روپیہ کی عیار بچی بھلا مجھے کاہے کو قبول فرمائیے گا
خرچنگ کے بند قبا ٹوٹنے لگے فرد وزارت سُنکر جھومنے لگا صرصر نے جو نگاہین ڈالین ٹھنڈی سانسین
بھرین محبت آمیز باتین کہین خرچنگ گڑگڑانے لگا کہا ملکہ صرصر مین تو غلام ہون صرصر نے کہا غلام
کی جان کو آگ لگے پہلے یہ بتلاؤ نگاہ ملتے ہی تمنے کیا کردیا کیا کہون میرا دل کیا چاہتا ہے کچھ زبان سے
نکل نہین سکتا دل ہی مزے اُٹھاتا ہے مگر تمھارے بھائی صاحب مجکو دیکھکر بہت بلبلائے ہین فرماگئے ہین
کہ مین خیمہ استاد کر آتا ہون آج دوپہر کو یہین رہو مین نے ہرچند کہا اپنا مُنھ تو بنواؤ مخمور کو جو گرفتار
کرکے لائے ہین اپنے ہوش مین نہین ہین اور صاحب مین صاف کہون چاہو مجکو بیغیرت کہو میری تو تمپر
جان جاتی ہے خرچنگ نے کہا مین تابعدار ہون اُس لونڈی بچے کی کیا حقیقت ہے تمکو ہاتھ لگا سکتا
ہے کہا صاحب وہ تبرے زبردست ہین مجھ سے کہتے تھے صاحب میرا کہنا نہ مانوگی تو مین سحر کرونگا دیوانہ
بنا دونگا صاحب مین جادو سحر سے ڈرتی ہون کوئی موہنی پڑھین تو مین کیا کرون خرچنگ نے کہا
نالائق کا سر توڑ ڈالون وہ کیا موہنی پڑھے گا آنے تو دو نالائق کو ہمارے سامنے سحر کیا کرسکتا ہے کہا
صاحب جو کچھ کرنا سمجھ کر کرنا ایسا نہو وہ نگوڑا لونڈی بچہ تم پر سحر کرے نگوڑا قصائی کا کتا ہے ایسا نہو تمھارے
لیے کچھ خرابی ہو مین کدھر کی نہ رہونگی مجھے تو سب طرح مشکل ہے مگر کیا کرون دل پر جو گذری ضبط
نہو سکا تم سے کہدیا مین تم سے سب طرح راضی ہون یہان سے بھاگ چلو لیکن یہ لونڈی بچہ پیچھا کرے گا
مجھکو تمکو ڈھونڈھیگا وہ آوین اُنکو بسہولیت سمجھا دو کہ مجھکو عہدۂ وزارت ملا میرے مقدمہ مین دخل ندو
صرصر کو ہاتھ نہ لگاؤ اجی صاف صاف کہدو کہ ہماری بی بی ہے مین کیون چھپاؤن مین کیا کسی کی لونڈی
باندی ہون **افراسیاب** بھی کچھ ٹرائین یا بُرائین مین اُسنے بھی نہین ڈرتی نوکری پیشہ ہون
جی چاہا کی جی چاہا نہ کی یہ بیچارے کس قطار مین کس شمار مین ہین مین سربازار کہدونگی میان خرچنگ سے

راضی ہون میرے مزاج مین کسی کو کیا دخل ہی خرچنگ نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ اس لونڈی بچے کو آنے دو
مین بخوبی سمجھا دونگا یہ کہکے مصاحبون کی جانب پلٹا کہا صاحبو تم نے سُنا میان ارچنگ جو مجھسے لڑائین
تم لوگ چار طرف سے ٹوٹ پڑنا سحر نہ کرنے دینا مخمور کو ہم لیکر خدمت مین شاہ کی چلینگے ہمین عہدۂ وزارت
ملے گا تم سبکو عہدہ ہاے جلیل دونگا سبھون نے کہا حضور اُنکی کیا حقیقت ہی آپکا بھائی جانکر ہمنے بارگاہ
مین آنے دیا ابھی کہیے گردن مین ہاتھ دیکر باہر نکال دین خرچنگ نے کہا آنے تو دو ناراض عورت پر ہاتھ
ڈالنے کا ارادہ کرتے ہین وہ ہمسے راضی ہی انکو کیا دخل یہ باتین تھین کہ میان ارچنگ خیمہ آراستہ کرکے
تنتے ہوئے آئے آتے ہی پکارا بی صرصر ذرا یہان آنا مجھے تم سے کچھ کہنا ہی صرصر نے کچھ جواب نہ دیا خرچنگ نے
کہا بھائی یہان آؤ اک بات تو سُنو صرصر کو وہان کہان بلاتے ہو ہوا کا وہان کیا کام ہی ارچنگ نے کہا
بھائی صاحب تمھین کیا دخل ہی مین تنہائی مین اُنسے کچھ کہونگا خرچنگ نے کہا بات تو سُن لو ارچنگ
خوشی خوشی سامنے آیا کہا بھائی صاحب تمھین نہین معلوم مین تنہائی مین صرصر سے کچھ باتین کرونگا خرچنگ
نے کہا تمھین نہین معلوم ہمارے پاس نامہ شاہنشاہ کا آگیا ہی ہمکو عہدۂ وزارت ملا تمکو شاہنشاہ نے معتوب
کیا تم جاکر گھر مین ٹھہرو شب کو آکر تم سے سب کیفیت مفصل بیان کرینگے سب حال تمپر ظاہر ہو جائیگا
اسوقت اسی مین بہتر ہی کہ چپکے یہان سے چلے جاؤ تکرار نہ بڑھاؤ ارچنگ نے کہا تم مخمور کے لیجانے والے
کون ہو مین رات بھر لشکر مسلمانان مین رہا اپنی جان نثار کی تم یہ کیسی باتین کہتے ہو کیسا نامہ کیسا پیام
وزارت کیسی مین مشیر شہنشاہ عالیجاہ ہون ابھی جو مین شہنشاہ سے کہدون طلسم ہوش ربا سے نکلوا دیے
جاؤ میری وجہ سے پوچھے جاتے ہو اسوقت کچھ شراب کا نشہ زیادہ ہو گیا خرچنگ نے کہا بے کچھ تیری
شامت آئی ہی وزیر شاہنشاہ سے زبان لڑاتا ہی ابھی گردن مین ہاتھ دیواؤنگا ارچنگ نے کہا مین
مصاحب شاہنشاہ ہون مارے جوتیون کے سر توڑ ڈالونگا بیٹھے بیٹھے تجھے کیا ہو گیا ہی کیون بلبلاتا ہی صرصر
میری معشوقہ مجھسے اُسنے وعدہ کیا مین سامان مہیا کرکے آیا ہون مخمور کی قید مین لیجاؤنگا تم ایسے لشکر مین
جاتے ایسی جوتیان پڑتین کہ سر مین ایک بال نہ رہتا نابدولت گئے لڑے بھڑے جان لشکر اسلام کو گرفتار کرلائے
صرف گھڑی بھر کو یہان ٹھہر گیا فوج کے بھروسے پر یہ باتین کرتا ہی وزارت تم ایسے گدھون کو ملیگی خرچنگ
تیغہ پکڑکے اُٹھا صرصر سر جھکائے بیٹھی ہین کچھ نہین بولتین خرچنگ تیغہ کھینچکر جو اُٹھا ارچنگ نے گولہ
نکالا کہا کھینچکر مارون کہ سر پھٹ جاے ہمارے سامنے تیغہ کھینچا ہی خرچنگ نے دیکھا کہ یہ ساحر زبردست ہی
گولہ اسکا چلا تو غضب ہو جائیگا سردارون کو آواز دی کہ پکڑو اس نالائق کو جبتک ارچنگ سحر
پڑھے چالیس پچاس ساحر چار جانب سے ٹوٹ پڑے ایک ہاتھ مین چار چار لپٹ گئے دس پانچ نے منہ پر

ہاتھ رکھ دیا کہ سحر نہ کرنے پائے خر جنگ نے دیکھا کہ ساحرون نے اُسکو پکڑا تڑپ رہا ہی ایسا نہو نکلجائے جلدی مین ہاتھ تلوار کا مارا ارجنگ سحر نہ کرسکا سر کٹ کر بیچیا کا زمین پر گرا اندھیرا چھا گیا زمین کانپی آواز آئی کشتی مرا نام من ارجنگ جادو بود خرجنگ نے کہا لاشہ اس بیچیا کا پھینکدو صرصر اُٹھکر ہاتھون سے لپٹ گئی کہا صاحب کیا کہنا کیا ہاتھ مارا ایک ہی ہاتھ مین سر گوڑے کا اُڑ گیا مگر تمھاری جرائت کے صدقے تلوار سے خون پونچھو ذری سا خون جھلکلوا ایسا نہو خون اس خود سر کا سر پر سوار ہو مگر میان مین تمھارے غصے سے اسوقت ڈر گئی بڑے خونی جنونی ہو مین سمجھی تھی باتون مین سمجھا دوگے تم نے مار ہی ڈالا خرجنگ نے کہا اے جانِ جہان واے آرام دل مشتاقان یہ کیا بیچیا تھا لاکھون سے مین لڑا ہون جسوقت مجھکو عہدۂ وزارت ملے گا ایک ہی دن مین سب مسلمانون کا خاتمہ کردونگا باغبان وغیرہ مجھ سے کیا مقابلہ کرینگے کیا سحر کرسکینگے لیکن اسوقت تیری محبت نے بیقرار کیا اب آرام سے بیٹھو قید ملکہ محمور لیکر چلینگے صرصر نے کہا صاحب ہمین تو اب عمر بھر کو بیچاین لما غنچہ سربستہ آرزو کھلا نظم

بیٹھ رہتے نہ ملی ایسی کوئی جا دلچسپ
ساقیا دے کوئی پیمانۂ صہبا دلچسپ

جائے آرام زمین کو تو نہ پایا افسوس
ڈھونڈھیے اور ہی مسکن کوئی اچھا دلچسپ

دام گیسو سے تمنائے رہائی ہے خطا
کیا بنائے ہین خدا نے ترے اعضا دلچسپ

کر دیا محفل خاموش نے افسردہ فراج
اسطرح سے ہی کہا عقد ثریا دلچسپ

کم پریشانی خاطر نہوئی صد افسوس
کیا نہین خانۂ زنجیر ہمارا دلچسپ

جائے دل سینے مین آئینہ نے رکھا اُسکو
خوب ہی آج تو ہی رنگ مصفا دلچسپ

جز ترے نقشۂ تصویر نہ ہرا دن دیکھے
کر نہین اس سے زیادہ کوئی پھندا دلچسپ

نہ لگا جی کہ نہ تھا سبزۂ صحرا دلچسپ
بڑھ گئے آہ و فغان ورد ہائے آئے

ہان مگر سنتے ہین ہی عالم بالا دلچسپ
ہین تری چشم فسون خیز سے نسبت کیا دون

ہی دلا دیز بلا دہ مجھے سودا دلچسپ
جا بجا مسکن یاران فنا دوست ملا

ساقیا اُٹھ گئے دورے مے مینا دلچسپ
اس جفا کے بھی تصدق کہ تسلی بخشے

تھا اُٹھا داغ در دل سے کوئی شعلا دلچسپ
جان جاتی ہی ترے عاشق شیدائی کی

اسکہ تھا پارۂ عکس رخ زیبا دلچسپ
نقش دل مانی و بہزاد نے اسکو سمجھا

دالتے آنکھ نہ پایا کوئی آئنا دلچسپ

تنگ آئے ہین بہت خاطر برہم سے ہم
نظر آیا نہ مگر عرش معلے دلچسپ

کچھ تسلی نہوئی گلشن ایجاد سے آہ
آنکھ رکھتی نہین کچھ نرگس شہلا دلچسپ

سر سے پا تک نظر آتا ہی ہر اک شعلہ نور
نظر آتا ہی عدم کا مجھے رستا دلچسپ

لطف بوندون مین پسینے کی جو ہی عارض کی
ظلم بھی ہو تو کوئی اے ستم آرا دلچسپ

ہوس سیرِ چمن کا ہی بیان کسکو دماغ
کسقدر ہی تری زنجیر مطلا دلچسپ

جا بجا ہین مئے گلرنگ کے چھینٹے زاہد
کسقدر تھا تری تصویر کا نقشا دلچسپ

سر گذشت اپنی سُنا روز اسی طرح نسیم

یہ اشعار آبدار معشوقہ گلعذار نے جو اپنی رنگین بیانی سے پڑھے خرجنگ مثل گدھے کے پھول گیا دست درازی کرنے لگا صرصر نے اُلٹا ہاتھ مارا کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی

الگ رہ اپنے ہوش سے باہر نہو بس جاؤ چلتے پھرتے نظر آؤ لو قدرت لات و منات کی ہم اپنر مرتے
ہین نگوڑا غول مجہول پرا نا چنڈول اپنی صورت تو بنواؤ ہوش مین آؤ لو ہم پر بھی دست اندازی
کرتے ہین ابھی جا کر شاہنشاہ کو خبر کرو نگی مشکین باندھی جائینگی ٹنڈ یان کسی جائینگی تمھاری جورو بیٹیا
پکڑی جائینگی میری بلا پوش کو بھی خبر نہ ہوگی تم نے بھائی کو کیون مار ڈالا تم سے تو ڈرنا چاہیے یہ بات
مجھکو نہ بھائی تیری محبت مین ٹبری رسوائی ہو لیکن کیا کرون دل خانہ خراب نہین مانتا جلسہ آراستہ
کر گھڑی دو گھڑی میٹھی باتین کرین اور باتین بھی ہو جائینگی کیا اسی بات کا جھگڑا ہی ہنسنا بولنا بڑی بات
ہو ارے نگوڑے کچھ محبت نہین تھی شیطان کو بیٹھے چڑھکر پکارتا ہی مجھے تیری آنکھون سے ہول آتا ہی
تو چوتھے دن چھوڑ دیگا مین بدنام ہو جاؤنگی خرچنگ ہاتھ باندھنے لگا کہا ملکہ عمر بھر مین نباہونگا کبھی
گردن تابی نہ کرونگا صرصر نے کہا صاحب نہین ابھی تو تم سیدھے رہوگے جب عہدۂ وزارت ملے گا
تب آپ سے باہر ہو جاؤگے ہمسے آنکھ نہ ملاؤگے مین صاف کہون وزارت کے لائق ہو ساحرون مین
فائق ہو شاہنشاہ بہت عزیز کرینگے دم بھر ساتھ نہ چھوڑینگے خرچنگ ان باتون کو سنکر درا جاتا ہی مقام
صدر پر آ کر بیٹھا ملکہ صرصر کرسی پر جلوہ فرما ہوئین ساقی بچے سے کہا کباب و شراب لاؤ مخمور سامنے
بیٹھی یہ سب معاملے دیکھ رہی ہی حیران ہی خداوندا کس بلا مین پھنسی گرفتار کرکے وہ بیچارا لایا اب اس
گدھے کا قبضہ ہوا لیکن آج صرصر کیسی باتین کرتی ہی اسکی تو عفت و عصمت مشہور رہی شاید ہمارے
استاد نامدار تو نہین آ پہونچے اے مخمور یہ تو ناممکن ہی کہ کوئی ہماری فکر نہ کرے ضرور خواجہ عمرو چلے
ہونگے اسد نامدار کو بھی ضرور خبر ہوئی ہوگی ہمارے شہریار کو کیونکر گوارا ہوگا ضرور عیارون کو حکم
ہوا ہوگا عیار تلاش کرتے ہونگے سردار چلے ہونگے ضرور ہمکو ڈھونڈھتے ہونگے صرصر کا حال کیونکر کھلے
آج اسکی باتون نے بہت بیچین کیا عورت کو اس قدر چھیلا پن نہ چاہیے یا عاشق ہوئی یہ نگوڑا بیچارا کیا ہی عمرو
اسپر مرتا ہی گانے مین کامل عیاری مین بیمثل کیونکر اس بیچارا کی جانب متوجہ ہوئی اے مخمور زمین شق ہو مین
سما جاؤن ان جھگڑون کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھون اگر خدانخواستہ یہ خبر شاہزادۂ نور الدہر کو پہونچی
کیسے بیقرار ہونگے یقین ہی دشمن اپنے کو ہلاک کرین دیکھیے اب یہان سے رہائی کیونکر ہو اگر خدانخواستہ
افراسیاب کے سامنے پہونچگئی فوراً قتل کریگا ہم لوگون سے جلا ہوا ہی ایسے خیالات مین آنکھون سے اشک
حسرت جاری ہوے روتے روتے ہچکی لگ گئی لیکن صرصر شمشیر زن باتین کہتے کرتے طرف ملکہ مخمور کے
متوجہ ہوئی کہا بی بی تمھین کیا منظور ہی شاہنشاہ سے دشمنی کرنا سراسر عقل کا قصور ہی ہمارے میان
خرچنگ وزیر اعظم چلکر تمھاری خطا معاف کرا دینگے اب عذر نہ کرنا جان کا خوف نہ کرو انکے سبب سے

شہنشاہ کچھ نہ کہہ سکین گے باغیون کی محبت مین تمکو کیا ملا خیر جو گذرا سو گذرا اب راہ پر آؤ سامری جمشید
کو سجدہ کرو یہ سنکر ملکہ مخمور کو بہت ناگوار ہوا زبان مین لکنت ضبط کرکے جواب دیا او صرصر کمبخت
تیری شامت آئی ہے کسی کو وزیر کسی کو بادشاہ بناتی ہے ہمارے طریقے سے تو بخوبی آگاہ ہے ہمسے کلام
نہ کر اگر تیرا اختیار ہے جلاد کو بلا اور نہین جہان جی چاہے وہان لیچل ہم سوال و جواب کرلین گے
سامری و جمشید پر لعنت کرچکے اب انکو کیا سجدہ کرینگے صرصر نے کہا آپکی قضا آئی ہے افراسیاب ضرور
قتل کریگا ملکہ مخمور نے جواب دیا تم نہ ہمکو بچانا تمسے کوئی فریاد نہ کریگا بس صرصر کمبخت لیکر اٹھی کہا بی مخمور
ہمسے زبان لڑاتی ہو ابھی ہم تمکو قتل کرینگے خرچنگ نے منع بھی کیا ملکہ بیٹھو شراب پیو ہم قتل کرینگے یا
سامنے شاہنشاہ کے لیجائینگے صرصر چمک کر سامنے ملکہ مخمور کے آئی بائین آنکھ کا تل دکھایا ملکہ مخمور نے خواجہ
عمرو پہچانا مثل گل کے شگفتہ ہوگئی عمرو نے اشارہ کیا لڑ بھڑ کر نکلجاؤ گی اس بچیا کو قتل کرسکو گی زبان سے
سوزن نکالون ملکہ مخمور نے اشارے سے جواب دیا آپ کا اقبال قتل کریگا اس ملعون کی کیا حقیقت ہے
بس اسی وقت صرصر نقلی یعنے خواجہ عمرو نے قتل کرنیکے حیلے سے سوزن زبان سے ملکہ مخمور کے نکال لیا

اور نعرہ کیا نعرۂ خواجہ عمرو
بباغ دین زمکرش آبیاری
عمرو آن شاہ عیاران عیار
کزان استاد عیاران عالم
جہان سرہنگ در خنجر گذاری
سراپا دانش و عقل مجسم
ہر کشور بلائے جان کفار

خرچنگ گھبرایا کہ یہ کیا قیامت برپا ہوئی سوزن نکلتے ہی ملکہ مخمور
تڑپکر اٹھی خرچنگ نے آواز دی لینا گنہگار جانے نپاوے سار بان زادے نے بڑا مکر کیا میرے بھائی کو
میرے ہاتھ سے قتل کرایا بارہ ہزار ساحران غدار ملکہ مخمور نامدار پر دوڑ پڑے ہر طرف سے سحر ہونے لگے
خواجہ عمرو تو لوٹنے مین اسباب محفل کے مصروف ہوے چو گھڑے چنگیر دان عطر دان پاندان خاصدان
محفل کے سب اٹھالیے مگر مخمور نے دیکھا بارہ ہزار ساحرون کا بلوہ ہوا ہر سمت سے صدائے بگیر و بند
بلند ہوئی مخمور بلوۂ عام مین لڑ رہی ہے جسکو دانہ یاقوت احمر کا مارا وہ زرد رد خون منہ سے اگلنے لگا
جسم مثل سرو چراغان جلنے لگا کبھی زیور سے سحر کرتی ہے انگوٹھیان اتار کر پھینک مارین کسی کا سر کٹا کسی
کا ہاتھ ٹوٹا کسی پر برق بنکر گری کشت حیات کو اسکے جلایا خرچنگ جادو سحر ملکہ مخمور کو دیکھکر گھبرایا
لاکھون مین یکہ و تنہا یہ لڑ چکی ہے بارہ ہزار ساحرون کی کیا حقیقت جانتی ہے دم بھر مین بارہ ہزار کو
رول لیا افسران فوج کو تاک تاک کے مارنا شروع کیا جب افسر کو قتل کیا فوج کے پیر اٹھے خرچنگ
ترغیب دے رہا ہے ارے یارو اسکو گرفتار کرلو ساحر ہر مرتبہ بلوہ کرکے ہین مخمور نے ستھراؤ کردیا دریا خون کا
بہا دیا خواجہ عمرو کبھی گلیم اتار کر لشکر ساحران پر جا پڑتے ہین جادوگر کی صورت بنائی جس کسی ساحر کو

تاکا کر زیور پہنے ہوے لڑ رہی ہی خواجہ نے اُسکو للکارا اُسنے گورم اُٹھایا چلی سحر کرنے خواجہ نے ترنج کھینچ مارا
وہ سمجھی ترنج سحر ہی اسم سحر پڑھکر ہاتھ مارا ترنج ٹوٹا چند قطرے پانی کے نکلے چھینٹین اُسکے مُنھ پر پڑین
بیہوش ہوکے زمین پر گری عمرو نے قریب آکے خنجر مارا اُسکا خاتمہ ہوا عمرو نے زیور و لباس اُتار لیا
تنگ خاندان کو برہنہ کرکے ڈالدیا پھر بھاگ کر گلیم اوڑھ لی اسطرح کئی ساحرون کو مارا قتل کرنے کے
علاوہ مال لوٹنے کی بڑی خوشی ہی کسی ساحر کی پگڑی اُتار لی مردون کی کمرین ٹٹولتے پھرتے ہین ہرچند
مخمور چاہتی ہی خرچنگ کو بڑھکر مارون نامرد کو للکارون لیکن وہ دور سے سحر کرتا ہی قریب ملکہ
مخمور نہیں آتا غل مچاتا ہی یارو تم کیسے نامرد ہو ایک عورت کو نہین پکڑ سکتے لعضے گستاخ جواب دیتے
ہین حضور آپ سے زیادہ ہم نہین ہین ذرا آگے تو بڑھیے مقابلہ کیجیے ہم بھی حاضر ہین آپ کے حالات کے
ناظر ہین دور سے سحر کرتے ہین قریب جانا مناسب نہین ایسی شیرزن سے مقابلہ آسان ہی دم بھر مین ہزارون
کو مارا زمین کانپ رہی ہی سب کو مار کر نکل جائیگی بہتر یہ ہی بھاگ چلیے خوب معشوقہ صرصر کو بنایا کیا ہوا
باندھی اب آندھی سحر کی اُٹھی ہی صرصر کو بلائیے جان بچائیے یہ سُنکر خرچنگ جھلاتا ہی کہتا ہی یارو بھنے تمکو
کس دن کے واسطے نوکر رکھا تھا آگے بڑھو سحر کرو جھونٹے پکڑ کے مخمور کو ہمارے سامنے لاؤ مسخرے پن کی
باتین نہ بناؤ ہمکو بہت ناگوار ہوتا ہی ہمین شرم آتی ہی عورت کو کیا گرفتار کرین ساحر ہنستے ہین صفون
مین غلغلہ ہی واہ رے عمرو تیرا کیا کہنا خوب میان خرچنگ کو گدھا بنایا بھائی کو انکے پہلے قتل کرایا
خوب رنگ جمایا اب خوشی تھی کہ وصل حاصل کرونگا عشق مین یہ بلا نازل ہوئی عمرو نے ملکہ مخمور کو خوب رہا

کیا اب جان بچانا مشکل ہوا بقول شاعر رباعی

ہر لحظہ جو نا امید تر ہوتا ہون
بیفائدہ رو رو کے مین جی کھوتا ہون
قسمت مین شب و روز لکھا ہی رونا
قسمت کے لکھے کو رات دن روتا ہون

اب میان خرچنگ سر پیٹین تقدیر کے لکھے کو روئین قضا سے کار مخمور مصروف جنگ ہی اور ساحرون کا
بلوہ ہزارون کو کیونکر قتل کرے تابہ خرچنگ کیونکر ہو پہنچے کہ یکایک آسمان پر برق چمکی شاہزادہ شکیل
جادو تلاش مین ملکہ مخمور کے چلا تھا صحرا مین ڈھونڈھتا پھرتا تھا کان مین آواز ساحرون کے مرنے کی آئی
طرف صحرا کے متوجہ ہوا دیکھا مخمور لڑ رہی ہی ہزارون ساحرون نے گھیرا ہی خواجہ عمرو کے بھی نعرے کی آواز
آتی ہی مخمور نے زمین ہلادی ہی دیکھتے ہی شکیل اس معرکے کو نعرہ کرکے گرا منم شاہزادہ شکیل بعد ازین
ملکہ عالم نہ گھبرائیے گا غلام آپ کا آپہونچا گرتے گرتے دن سے گورا مارا دس پانچ کے سر پھٹے ساحر دوہائی
دینے لگے لوصاحبو غضب ہوا ایک کو تو جواب دے نہ سکتے تھے کہ دوسرا آپہونچا یہ وہ قیامت کے ساحر
ہین جو افراسیاب سے اُنہین مُنھ نہ پھیرین اب بڑی مشکل ہوئی اب ملکہ مخمور نے جو دیکھا شکیل جادو

نے آکر ہنگامے کو روکا مخمور نے خرچنگ کو تا کار رنگ جنگ مغلوبہ سے خوب ماہر ہی جانتی ہو بدون قتل
افسر لڑائی کا فتح ہونا دشوار سحر کرتی ہوئی طرف خرچنگ جادو کے چلی شکیل نے مجمع کو روکا مخمور نے
آگ برسائی شکیل نے دریاے سحر جاری کیا صدہا ٹھنڈے ہوے مخمور نے دانہ یاقوت احمر کا مارا شکیل
تلوار کھینچکر لڑا مخمور نے سینک کی کمان بناکر تیر مارے سیکڑون کے سینے مشبک ہوے خطا کا ہتھے مثل تیر کے
بھاگے ٹیلے پر جاکے ٹھہرے گوشہ ڈھونڈھتے تھے اپنی خطاکاری پر نادم بھاگنے کے عازم شکیل پامال
کر رہا ہو گچھا پیکان کا مارا بجاے قطرہ ہاے آب تیر دل دوز برسنے لگے مخمور لڑ بھڑ کر سامنے خرچنگ
کے پہونچی خرچنگ کی نگاہ پڑی کس آن بان سے مخمور لڑتی بھڑتی چلی آتی ہو خیمۂ سحر ہاتھ مین گاتی دوپٹے
کی بندھی ہوئی چہرہ آفتاب عالمتاب حسن وجمال مین انتخاب یہ بیچارا گھبرا گیا مخمور نے للکارا او نامرد
کہان جاتا ہو صرصر تیری معشوقہ کہان گئی اب عروس مرگ سے ہمکنار ہو زیادہ نہ مضطر و بیقرار رہو
خرچنگ نے گولہ سحر مارا مخمور نے نگاہ سحر آگین ڈالی گولہ پھٹکر اسی کی فوج پر گرا کئی سو ناری
واصل جہنم ہوے اہالیان فوج کے مزاج برہم ہوے آواز دی حضور کیا کہنا گانڈو ہاتھی اپنی فوج کو
مارے خرچنگ جھلایا ساتھ والون نے بھی گرمایا طعن و تشنیع سے شرمایا تیغہ سحر کھینچکر جا پڑا ہاتھ تیغہ
کا لگایا ملکہ مخمور نے سپر سحر کو اٹھایا وار اسکا روکا خبردار کہکے نیمچہ ہلالی اس ماہ آسمان خوبی نے کھینچا
قریب جاکر خبردار کہکے چمک کے ہاتھ مارا اس روسیاہ نے چاہا بھاگون دام اجل مین گرفتار ہو چکا موت
پاؤن تھامے ہو کب ہل سکتا ہو دام اجل سے کہان نکل سکتا ہو نیمچہ سر پر گرا سر اسکے جثے کو کاٹا
صندوق سینہ سے مانند سیماب تڑپکے نیمچہ گذرا بشرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کیا خرچنگ کے دو ٹکڑے ہوے
مخمور نے نعرہ کیا دہ مارا شعلہ بھڑکا ساحر زبردست تھا مرنے کی اسکے علامت بلند ہوئی آواز آئی کشتی مرا
نام من خرچنگ جادو بود اب مخمور و شکیل فوج خرچنگ سے لڑنے لگے فوج بھاگی جاتی ہو یہ
دونون قتل کرتے ہوے جاتے ہین قضاے کار ملکہ صنعت سحر ساز نے درگھٹ برج قصر بنایا ہو جہان
یہ معرکہ پڑا صرف ایک کوہ درمیان مین تھا اسوقت بالاے قصر ملکہ صنعت سحر ساز بیٹھی ہوئی
سحر تیار کر رہی تھی کہ صداے ہاے ہو کان مین آئی گھبرا کر سر اٹھایا کہا ارے یارو کہان یہ لڑائی ہو رہی
ہو طلسم ہوش ربا مین غدر پڑ گیا مسلمانون نے کیسی قیامت برپا کی یا عیارون کی عیاری ہوئی یہ کہکر
اپنے مقام پر سے اٹھی طاؤس پر سوار ہوئی سحر کیا طاؤس اڑتا ہوا چلا بلند ہو کر نگاہ ڈالی دیکھا
ایک لشکر بھاگا جاتا ہو دو ساحران زبردست سحر کرتے ہوے لشکر کو بھگاتے ہوے جاتے ہین تمام صحرا خون
سے لالہ زار بنا ہوا ہو دو کوس تک لاشے ہی لاشے معلوم ہوتے ہین بارگاہین سرنگون ہر سمت جوش

دریاے خون ملکہ صنعت سحر ساز حیران ہو کہ یہ کسنے سب کو قتل کیا اب جو نگاہ ڈالی شکیل و مخمور کو پہچانا آنکھون مین خون اُتر آیا وہین سے نعرہ کیا او شکیل کیا بے ادبی کرتا ہو ملازم خاہنشاہی پر یہ ظلم و بدعت شکیل نے دیکھا کہ صنعت مثل شعلہ جوالہ کے آتی ہو گولہ مارا صنعت بھلا اسکے سحر کو کب مانتی ہو ایک چٹکی ماری گولہ پھٹکر زمین پر گرا گرتے گرتے ایک دو ہتڑ مارا غبار بلند ہوا شکیل چادو چرخ کھاکر گرا صنعت نے ایک دستک دی ایک ساحر سیہ فام قفس آہنی لیے ہوے پیدا ہوا صنعت نے خاک جھولی سے نکالی شکیل پر ڈالدی شکیل نے غلطک ماری اک باز کی صورت بنگیا صنعت نے پکڑکے قفس مین بند کیا وہ قفس ساحر سیہ فام کو دیا آپ غصہ مین طرف مخمور کے چلی مخمور نے پلٹ کر دیکھا شکیل گرفتار ہوا ساحر سیہ فام قفس لیے ہوے جاتا ہو مخمور کو تاب نہ آئی للکارا او بچیا کہان جاتا ہو قفس مین شکیل کا ٹڑپنا دیکھکر طائر روح مخمور قفس جسم خاکی مین پھڑکا چاہا ساحر پر جا پڑے شکیل کو رہا کرے کہ ملکہ صنعت سحر ساز بقہر و غضب تمام طرف ملکہ مخمور کے پلٹی کہا بی مخمور ادھر کہان جاتی ہو تم نے شاہنشاہ پر بدعت کی بڑے بڑے ساحر مارے اب مین کل سامان کرچکی میرے ہاتھ سے ایک زندہ نہ بچے گا تمھارے واسطے مرگھٹ پر سحر تیار کیا ایک ہفتے سے آب و دانہ ترک ہو مخمور نے دانہ یاقوت احمر کا مارا مگر ملکہ صنعت تو سحر کامل تیار کرچکی دانے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کبی سحر ملکہ مخمور نے کیے لیکن صنعت پر تاثیر نہوے مثل شعلہ جوالہ سامنے مخمور کے آئی ایک دو ہتڑ زمین پر مارا وہی غبار زرد اُٹھا مخمور اُسکو دیکھتے ہی بیہوش ہوئی مخمور کو بشکل قمری بناکے دوسرے قفس مین بند کیا دونون قفس اُس ساحر نے اُٹھالیے عمرو گلیم اوڑھے یہ سب معرکہ دیکھو رہا ہو لقا قریب مین صنعت کے چلا صنعت خرامان طرف مرگھٹ کے جاتی ہو درہ کوہ سے باہر نکلی عمرو نے دیکھا سامنے وہی مقام ہو اب قصر سحر کو اور زیادہ صنعت سحر ساز نے رونق دی ہو دونون قفس لیکر حصار مین داخل ہوگئی وہ جو قید خانہ براے سرداران اسد تیار کیا ہو باز و قمری کو اُسی مین چھوڑ دیا آپ قصر مین جا بیٹھی مصروف عیش و نشاط ہوئی عمرو حال حصار سے بخوبی آگاہ ہوچکا ہو اُسپر بھی کئی راہ گیرون کو دم دیکر بھیجا جو لکیر کے پاس پہونچا لکیر کا فقیر ہوا عمرو نا چار گریان و نالان پلٹا لشکر اسلام مین آیا دربار مین سب سردار موجود ہین جانسوز نے خبر دی ہو کہ مخمور کو کوئی ساحر چرالے گیا ہو شاہزادہ شکیل و خواجہ عمرو براے جستجو تشریف لے گئے ہین ملکہ مہرخ گھبرا رہی ہین کہ خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین سب سردار دوڑ پڑے ہاتھون ہاتھ خواجہ کو لیکر دربار مین آئے ملکہ مہرخ نے دیکھا عمرو گرد و غبار مین اٹا ہوا لباس پھٹا ہوا نہایت پریشان ہو اسد نامدار نے پوچھا نانا جان خیر تو ہو ملکہ مخمور رنجور کا کچھ پتا ملا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی کہ اول ارجنگ جادو مخمور کو لے گیا تھا مین بصورت ملکہ صرصر گیا ارجنگ

کو ہاتھ سے خرچنگ کے قتل کرایا مخمور کو رہا کیا شکیل بھی عقب مین ہونچا اس زور وشور سے ملکہ
مخمور نے خرچنگ کو مارا لیکن عین وقت پر صنعت سحر ساز آگئی شکیل و مخمور کو آتے ہی گرفتار
کرلیا مین اُنکی جستجو مین گیا کئی راہ گیر بھیجے لیکن اندر نہ جاسکے حصار کامل ہے کوئی جا نہین سکتا باغبان
قدرت نے کہا کہ صنعت سحر ساز کا سحر کامل تیار ہوگیا ہی خدا اُسکے شر سے بچائے اب صنعت پر
غالب آنا دشوار ہی برائے ملکہ مخمور و شکیل بارگاہ مین شور گریہ وزاری بلند ہوا سب عیار حاضر ہوے
عمرو نے پکار کر کہا کہ یارو تیاری صنعت ہونچنے کی اب کوئی تدبیر نہین یہان کہین ملجائیگی تو نیچہ قابض
ہوگا اندر حصار سحر کے کوئی نہ جاسکے گا چالاک نے برق کی جانب دیکھا آپسمین اشارے ہوے قبلہ و
کعبہ کو کہنے دو جس دن مزاج مین آئیگا حصار سحر مین چلے جائینگے صنعت خود بلالیگی یہ بھی مجال ہی کہ
اندر حصار کے ہم نہ جاسکین چلو چلکے بارگاہ ملکہ حیرت جادو سے خبر لائین دیکھین وہان کیا رنگ ہی
برق و چالاک آپسمین صلاح کرکے چلے باغبان قدرت بھی پریشان اُٹھا کنارے
لشکر کے ٹھہرا فکر کر رہا ہی کہ انجام کیا ہوگا انکو تو اس حال مین چھوڑیے لیکن برق و چالاک بصورت
ساحران دربار مین حیرت کے آئے ایک جانب ٹھہرے ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی ہرکارون نے
خبر حرف بحرف آکر بیان کی کہ شکیل و مخمور بھی گرفتار ہوے ملکہ صنعت سحر ساز پکڑکر دونون کو
لیگئی بارگاہ مہرخ مین سب کو انتشار ہی ملکہ حیرت نے کہا اب بھی بدبختون کا غرور نہین جاتا ملکہ مہرخ
سُرخ مو وغیرہ رومال سے ہاتھ باندھکر چلی آئین خطا معاف کرادونگی اب صنعت کے دام تزویر
سے بچنا بہت دشوار ہی بڑا کمال یہ ہی کہ جو اپنے کو عیارون سے بچائیگا ہمراہیان عمرو پر غالب آجائیگا
اُسنے عیارون کا انتظام کرلیا اب اُسکا کوئی کچھ نہین کرسکتا یہ ذکر تھا کہ ظلمات جادو فرستادۂ ملکہ
صنعت آکر پہونچی حیرت جادو کو سلام کیا صنعت کا نامہ ہاتھ مین حیرت کے دیا کہا حضور ملکہ
عالم نے فرمایا ہی جو گذرا وہ تو معلوم ہوا ہوگا آپ طبل جنگی بجوائیے گا مین وقت پر آجاؤنگی مسلمانون
کو مزا سرکشی کا چکھاؤنگی حیرت نے نامہ پڑھا اُسپر جواب لکھ دیا کہ جو تم نے کہا اسی طرح کاربند ہونگی
سب تمھاری اعانت کو موجود ہین تمھارے حالات کی خبر شاہنشاہ کو بھی ہوئی ظلمات جادو
جواب لیکر چلی برق و چالاک نے پیچھا کیا جب لشکر سے ظلمات نکلی صرصر و صبا رفتار کی شکل
بنکر یہ دونون عیار دوڑے پکارا بی ظلمات ٹھہر جاؤ ظلمات پلٹ پڑی دیکھا صرصر و صبا رفتار
پکارتی ہوئی آتی ہین سمجھی شاید ملکہ حیرت نے کچھ اور فرمایا ہوگا ظلمات ٹھہر گئی ایک طرف
چالاک آیا ایک طرف برق تڑپ کے پہونچا خیال ہی کہ دو چار باتین کرون حلقہ ہائے کمند مار کر گرفتار

کرین ادھر سے صرصر شمشیرزن آتی تھی اُسنے دور سے دیکھا میری شکل اور صبا رفتار کی صورت بہ
دو عیاران اسلام وزیرزادی سے ملکہ صنعت جادو کی باتین کر رہے ہین گرفتار کرنے کی فکر
ہو صرصر نے دور سے آواز دی اے ملکہ ظلمات ہوشیار ہوجاؤ یہ دونون عیاران لشکر اسد
تمھاری فکر گرفتاری مین آئے ہین برق و چالاک دونون بھاگے چالاک توجست کر کے
ایک درۂ کوہ مین مخفی ہوا برق نے چاہا مین تڑپ کے نکل جاؤن ظلمات نے سحر کیا برق
زمین پر گرا اماش کا دانہ مارا رنگ وعن عیاری کا اُڑ گیا صرصر نے کہا اے ظلمات اس مجوبیے کو
لیتی جاؤ ہلو مین ملکہ بہار کے قید کرو برق نے پکار کر کہا اُستانی جب قدر بدعتین چاہو کر لو
انجام بہت بُرا ہو اُستاد گھوڑے کا دانہ دلوا کر بارڈ ڈالین گے ہمین لوگ کام آوینگے اُستاد
جو دون یہ بُری بدعت کرتے ہین مکان مین قفل دیکے چلے جاتے ہین آگ تک چراغ جلانے کو
میسر نہین ہوتی ہم ہی کام آئینگے دمڑی کے پان میسر نہونگے صرصر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہے اے ظلمات
خبردار اسکو رہا نہ کرنا ظلمات نے آکر کرمین پنجہ دیا ظلمات بیگر اڑی چالاک بھاگا کہ مین چالاکہ
کسی سردار سے خبر کرون کہ برق گرفتار ہوگیا اگرتا پہ صنعت پہونچ گیا پھر رہائی برق کی دشوار
ہوگی ہمارا جگت ٹوٹا بازی ہاتھ سے گئی رنگ بدرنگ سب خراب ہوا اڈون اُٹھنا دشوار ہوگا
ہمارا پیادہ قید ہوا پیادہ بھی وہ پیادہ کہ جو بادشاہ کو گھسکر مارتا تھا اب بازی مات ہوئی بہتے نون
لو بارہ کھیلی داؤن سخت ہی رنگ متغیر ہوا دل سے یہ منصوبے کرتا ہوا قریب لشکر آیا تھا
باغبان قدرت ایک نخل کے سایہ مین کھڑا تھا دیکھا چالاک بدحواس آتا ہے پکار کے
پوچھا کیون بہتر والا گہر خیر تو ہے چالاک نے کہا اے باغبان قدرت بڑا غضب ہوا مین اور
برق ظلمات جادو وزیرزادی ملکہ صنعت سحرساز کو گرفتار کرنے چلا لیکن استانی صاحبہ
آگئین اُنھون نے فتور برپا کیا مین تو بچا برق بیچارہ قید ہوگیا وہ سامنے ظلمات لیے ہوے
جاتی ہے بس باغبان قدرت جھپٹا دیکھا ظلمات جاتی ہے للکارا او ظلمات برق کو
چھوڑ دے ظلمات نے جو باغبان قدرت کو آتے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا باغبان
نے گیند پھولون کا مارا ہاتھ پر ظلمات کے پڑا معلوم ہوا کسی نے شعلہ آتش رکھدیا اُف کہکے برق
کو چھوڑا باغبان نے جھپٹکر برق کو ہاتھون پر روکا زمین پر قائم کیا ظلمات کڑک کے غصہ مین
باغبان پر گری باغبان نے برق کو بچایا سینہ سپر کردیا برق تو بھاگ کر نکل گیا باغبان اور
ظلمات سے سحر چلنے لگا باغبان قدرت وزیر اعظم و دستور معظم افراسیاب ہے سحر و ساحری مین

انتخاب ہے ظلمات کو زخمی کیا قریب تھا کہ گرفتار کرے یا قتل کر ڈالے کہ شبگیر جادو کو توال شہر
نا پرسان چار ہزار جادوگرون سے برلے شکار آیا تھا اُسنے جو شعلے بھڑکتے دیکھے ادھر متوجہ ہوا اُسوقت
آکر پہونچا کہ باغبان نے ظلمات کو زخمی کیا تھا ظلمات چاہتی ہے بھاگ جاؤن جان بچا کے نکل جاؤن
باغبان تیغ کھینچکر سر پر پہونچا ہے شبگیر نے پہچانا دیکھا دزیرزادی صنعت کی قتل ہوا چاہتی ہے زمین
سے نعرہ کیا او باغبان خبردار کیا کرتا ہے ہم شبگیر جادو شہنشاہ کے ساتھ نمکحرامی کی مسلمانون کا
شریک ہوا باغبان نے پلٹ کر جو شبگیر کو توال کو دیکھا کہا او بیحیا جعلساز جوٹھے جواریون کا
افسر ہے ہم لوگون سے مقابلہ کریگا لیکن شبگیر نے کل فوج کو اشارہ کیا گولے مرنج مارتے ہوئے چار ہزار
ساحر بڑھے باغبان کو گھیر لیا باغبان مثل فیل مست بڑھا ساحرون کو پامال کرتا ہوا چلا کسی کو ٹانگین
پکڑکے چیر ڈالا کسی پر اوجھڑ سپر کی لگادی دو دو کے سر پھٹ گئے ظلمات و شبگیر دونون باغبان
پر سحر کرتے ہین باغبان انکے سحر کو کب مانتا ہے دونون کے سحر کو دفع کرتا ہوا مثل شیر خشم آلود اُن
روباہ خصلتون سے لڑرہا ہے کئی سو ساحر مار کر ڈال دیے شبگیر کو ہر مرتبہ آواز دیتا ہے کو توال حضا
آپ آئیے گرفتار کیجیے ان غریبون کو کیون قتل کراتے ہین اب شبگیر جادو گھبرایا دیکھا کئی سو
ساحر قتل ہوے باغبان فکار کھیل رہا ہے شبگیر چاہتا ہے نکل جاؤن باغبان نے کہا او بیحیا
تو کہان جائیگا شکار کو ہمارے بچا دیا اُسکو اور تجھکو دونون کو قتل کر دونگا یہ کہتا ہوا برابر شبگیر کے پہونچا
آہستے گھوڑا بیدکا یا باغبان نے ہاتھ چمکایا برق گری جا بدن پیر گھوڑے کے اُڑ گئے شبگیر زمین پر گرا
جب باغبان قریب آگیا تھر درویش بچان ور ویش ہاتھ تلوار کا مارا باغبان نے کلائی پر ہاتھ
ڈالکے تلوار چھین لی کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھایا زمین پر مارا چھاتی پر چڑھ کے سر اُس خودسر کا قلعہ جسم
سے کھینچ لیا لاشہ شبگیر تڑپا آواز آئی کشتی مرا نام من شبگیر جادو بود ہمراہیان شبگیر بھاگے ظلمات
نے بھی فرار پر قرار کیا چالاک و برق درہ کوہ سے دیکھ رہے ہین باغبان اُن سب کو روندتا ہوا
جاتا ہے چاہتا ہے ظلمات کو مارون یا گرفتار کرون صنعت کے قلب کو صدمہ پہونچے بیچ مین ہزارون
ساحر آجاتے ہین پھر ظلمات بچتی ہے جب ظلمات جادو کو عرصہ ہوا ملکہ صنعت سحر ساز نے
گیسو کشا سے کہا مین نے ظلمات کو خدمت مین ملکہ حیرت کی بھیجا تھا کہ دو باتین لیکر چلی آؤ کیا
سبب ہوا جو اب تک نہین آئی گیسو کشا نے کہا واری ملکہ حیرت کے لشکر کے نام سے دل کانپتا ہے
ہر وقت نگوڑے عیار وہان موجود رہتے ہین ذرا اوراق سامری ملاحظہ فرمائیے ہماری ساتھ والی
پر کوئی افتاد نہ پڑی ہو نگوڑے عیارون نے نہ گھیر لیا ہو وہان تو دن بھر مین سیکڑون مارے جاتے

ہین صنعت نے اوراق سامری کو اٹھا کر دیکھا زانو پر ہاتھ مارا کہا او گیسو کشا غضب ہوا ظلمات
سے اور باغبان سے لڑائی ہو رہی ہو زخمی ہو چکی ہو یہ کہکر فوراً طاؤس سحر پر سوار ہوئی اسطرف چلی
اُسوقت آکر پہونچی کہ باغبان شبگیر جادو کو قتل کر چکا فوج کو پامال کر رہا ہو کہ آسمان سے نعرہ ہوا تم
ملکہ صنعت سحر ساز ہو باغبان شعبدہ باز عرصہ دراز تک مزے اڑا چکے لڑکون کا گھروندا بنا چکے
بادشاہ امیر وزیر سب بنگئے افراسیاب ایسے بادشاہ کو چھوڑا ایسے قدر شناس کی محبت سے مُنہ موڑا
باغبان نے کہا او صنعت او گیسو بریدہ کیا بیہودہ بکتی ہو افراسیاب کے برابر کون ناقدر ہو
اسی وجہ سے اسکے ملک مین غدر ہو ہر مرد سپاہی کی دل شکنی کرتا ہو بدزبان ناقدرشناس وہ کیا
شرفا کو پہچانتا ہو کیا قدر مردان عالم جانتا ہو پاجی پرست صاحبان لیاقت کا دشمن اہل ہنر کا
رہزن اپنی تو یہ کیفیت ہو بقول شاعر

نظم

دل جسکن فروشندۂ بازار ہنر ہو
جسکو ہنر آیا اُسے انکار ہنر ہو
عاشق جو ہنر پر ہو ہنر اُسکا ہو عاشق
ای شیخ یہ بندہ تو پرستار ہنر ہو
روکا ہو تغافل نے ترے مجھکو تہ دام
ای وائے بران دل جو طلبگار ہنر ہو

دیکھو تو کہین کوئی خریدار ہنر ہو
آیا نہ ہنر وہ کہ پھرین جس سے گئے بخت
دلبر ہو ہنر جسکا وہ دلدار ہنر ہو
اظہار ہنر دان نہ کرون ہو نہ جہان قدر
صیاد ترا صید گرفتار ہنر ہو
رنگین سخنی اُسکی نے وہ خلق کو موہا

ناقدر شناسی سے خلائق کی جہان مین
اِس عاصی کو مدت سے سرو کار ہنر ہو
کہیے کو نہ پوچھون مین ہنرمند جو ہوتے
دل اہل ہنر کا ہو سو غمخوار ہنر ہو
دیکھی نہ ہنر کی بھی بہت قدر جہان مین
سودا یہ مگر طوطی گلزار ہنر ہو

صنعت نے جواب دیا آپ بڑے ذی کمال ہین صاحب جاہ و جلال ہین اب اُسی ناقدر کا سامنا ہو مشکین
باندھ کر لیجاؤنگی قدمون پر اُسکے ناک رگڑواؤنگی تم سمجھے تھے مین نے ذلتین اُٹھائین غافل ہوکر بیٹھ
رہونگی تین مہینے تک عیش و راحت کو ترک کیا سحر کامل تیار کیا اب سامری و جمشید بھی میرا مقابلہ
نہین کر سکتے صفین اُلٹ دونگی یہ کہکر زمین پر گری ظلمات کو پشت پر لیا باغبان پر سحر کرنے لگی
باغبان اور صنعت کے سحر سے زمین کانپی فلک پیر چرخ مین صدہا نخل صحرا کے جل گئے طائر کباب
ہوے ذرے زمین کے مثل چنگاریون کے اُڑتے تھے جب سحر باغبان نے کیا صنعت شعلۂ آتش
مین چھپ گئی لیکن مثل برق تڑپ کے نکلی باغبان پہ سحر کیا دریا نے باغبان کو گھیرا یہ نہنگ بجرأت
اُسین کود پڑا شعلۂ جوالہ بنکر دریا کو سُکھا دیا پانی کو خاک مین ملا دیا تمام لشکر والے بھاگ گئے ظلمات
دور سے دیکھ رہی ہو ہوش و حواس پراگندہ دل سے کہتی ہو آج ملکہ عالم ہاتھ سے باغبان کے کیونکر
بچتی ہین بلا کے سحر ہو رہے ہین کسکی مجال ہو جو انکے بیچ مین جائے سامنے انکے زبان ہلائے دونون

شہنشاہ اقلیم ساحری دونون کامل و اکمل علم افسونگری نہ اُسکا مثل نہ اُسکا نظیر جنگ مین دونون
مصروف سحر و ساحری آمادۂ نیرنگ بازی جو سحر صنعت نے کیا باغبان قدرت کو دفعیہ مشکل ہوا
جب باغبان سنبھلا صنعت پر برق گری صنعت غرق زمین ہوکر بچی خاک اُڑاتی ہوئی زمین
سے نکلی تین مہینے سے برابر آٹھ پہر اُسی فکر مین رہی کہ سحر ہاے نو تیار کرون جانتی تھی کہ بڑے بڑے
ساحرون سے مقابلہ پڑیگا تمام ارا کین طلسم ہوش رُبا شریک عمرو ہوگئے ہین ایک ایک تعلیم کردۂ
افراسیاب سحر و ساحری مین انتخاب ہے وہی حال ملکہ صنعت نے دیکھا کہ باغبان نے دھوین
اُڑا دیے طبقے زمین کے ہلا دیے صنعت کو جان بچانا مشکل ہوئی ایک مقام پر صنعت نے غصے
مین آکر تیغہ کھینچا باغبان طرف صحرا کے اشارہ کرتا ہے ایک طائر آکر دم شمشیر صنعت پر گلا رکھدیتا ہے
گلا کٹوا کر باغبان کو بچاتا ہے جب باغبان نے ہاتھ مارا صنعت نے یا سامری کہکے آواز دی
زاغ و زغن درختون سے گرتے ہین پر ون کا سر پر صنعت کے سایہ کرتے ہین کئی زاغ سیاہ ذبح ہوے
ایک مقام پر باغبان نے للکارا تیغہ مارا اک زاغ سیاہ نخل سے اُترا چاہتا تھا سر پر صنعت کے سایہ
کرے باغبان نے مُنہ سے اُف کیا شعلۂ آتش نکلا زاغ جل گیا اب تیغہ سر پر صنعت سحر ساز کے پڑا
قریب تھا کہ دو ٹکڑے ہون صنعت نے یا سامری کہکے اپنے کو زمین پر گرایا تیغہ سر سے نکلا لیکن چادر
خون کی چہرے پر پڑی باغبان نے سایہ مین تلوار کے صنعت کو لیا چاہا ہاتھ مارون سر اس ملعونہ کا
اڑا دون اُسوقت صنعت نے گھبرا کر جھولی مین ہاتھ ڈالا ڈیا خاک قبر جمشید کی نکالی گھبرا کر ہوا دی
خاک اُڑی باغبان بیہوش ہوکے گرا صنعت نے بتعجیل سحر کیا باغبان غلطک مار کر ایک عقاب
کی شکل بنکر تیار ہوا فوراً باغبان کو بصورتِ عقاب قفس مین بند کیا دوپٹہ پھاڑ کر سر کو باندھا
لڑکھڑاتی ہوئی چلی چاہا تخت سحر تیار کرون اُسپر بیٹھکر جاؤن کہ سامنے بونڈلا گرد کا اُڑا دیکھا
صرصر شمشیر زن آتی ہے پکارتی ہوئی اے ملکہ صنعت چلو تمکو ملکہ حیرت بلاتی ہین بڑا تمنے
صدمۂ عظیم اُٹھایا ملکہ کو خبر ہوگئی اگر تامل کروگی وہ خود چلی آئینگی صنعت اسوقت مبہوت
ہو رہی ہے اتنا جواب دیا کہ اے صرصر اسوقت میرا جانا ممکن نہین ہے صرصر پاس آگئی کہا دیکھیے ملکہ
حیرت خود آتی ہین صنعت اُدھر پلٹی صرصر نے کمند ماری نعرہ کیا منم مہتر برق فرنگی ارے
کہکے صنعت پلٹی برق نے تڑاق سے حباب مارا صنعت دھم سے گری برق نیچہ پکڑ کے
جھپٹا کہ سر کاٹ لون باغبان کا بصورت عقاب گھبرانا اشارون سے صاف ظاہر ہے کہ
مجبور و ناچار ہون اے برق جلد اسکو قتل کر ہم بلا مین مبتلا ہین برق حال زار باغبان

دیکھکر تڑپ گیا کہا ابھی اس گیسو بریدہ کا سر کاٹے لیتا ہون سرکشی کی حزا دیتا ہون چونکہ انقلاب ہی
ستارہ اہل اسلام کا گردش مین ہی قضاے کار ظلمات جادو زخمی ہوکر ایک نخل کے نیچے گر پڑی تھی
تڑپ رہی تھی جب اُسنے دور سے دیکھا کہ باغبان گرفتار ہو گیا بہ مشکل شاخ نخل پر ہاتھ رکھکر
اُٹھی اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا صنعت چت پڑی ہی برق فرنگی بیچہ لیے ہوے چاہتا ہی کہ
سر کاٹ لون ظلمات بیقرار ہوگئی وہین سے نعرہ کیا او بھوریے کیا کرتا ہی خبردار دست خود را نگہدار ما
ہم رسیدیم برق نے جو پلٹ کر ظلمات کو دیکھا آنکھون مین اندھیرا آگیا دیکھا کہ گولہ اُسکے ہاتھ مین
ہی سحر کیا چاہتی ہی کچھ نہ بن پڑا تڑپ کے بھاگا ظلمات گرتی پڑتی قریب ملکہ صنعت کے آئی حلقے
کمند کے گلے سے نکالے پانی چھڑک کے ہوشیار کیا صنعت گھبرائی ہوئی اُٹھی کہا ظلمات بڑا کام
کیا اسوقت تونے بچا لیا مین اپنے ہوش مین نہین ہون جلد مجھکو نیچل برابر کے ساحر سے مقابلہ پڑا باغبان
نے دل ہلا دیا مین ہی ایسی زبردست تھی کہ بچی باغبان کا کوئی کیا طلسم ہوش رُبا مین جواب دینے
والا ہی اگر مین تین مہینے مین ایسے سحر ہاے کامل تیار نہ کرتی آج بچنا دشوار تھا ظلمات نے فوراً تخت
سحر تیار کیا ملکہ صنعت کو ہاتھ تھام کر تخت پر سوار کیا قفس باغبان قدرت کا آگے رکھ لیا تخت
اُڑایا طرف مرگھٹ کے تخت اُڑاتی ہوئی چلی برق و چالاک نے پیچھا کیا چشم زدن مین تخت داخل حصار
ہوا برق بیقرار ہوا کہا بھائی چالاک تم ٹھہر دمین قریب قصر جاتا ہون انشاء اللہ قصور نہ کرونگا
چالاک نے کہا اے برادر قبلہ و کعبہ نے فرمایا تھا کہ صنعت سحر ساز نے حصار سحر کیا ہی جو جاتا ہی
بیہوش ہوکر گر پڑتا ہی اُسکا تو امتحان کرو برق نے چالاک کو کنارے ٹھہرایا آپ جاکر ایک
گنوار کو لایا ایک تانبے کا روپیہ دیا کہا یہ سامنے بوٹی لگی ہی توڑ لا جیسے ہی وہ گنوار قریب لیکر
پہونچا لڑکھڑا کے گرا ملازمان صنعت مشکین باندھکر لے گئے اب برق و چالاک ناچار ہوے
روتے پیٹتے لشکر مین آئے یہان ملکہ مہرخ نے خبر پائی کہ باغبان براے رہائی برق گیا ہی پریشان
ہو رہی ہی کہ چرند و پرند نے بڑھکر عرض کی برق و چالاک آتے ہین ملکہ مہرخ نے کہا جلد بلاؤ
دربار مین سب سردار بیٹھے ہین اسد نامدار خاموش ملکہ مہ جبین کو قلق بہار کا دربار مین سنّاٹا
پڑا ہوا ہی ہر گلعذار کا رنگ رو متغیر ہر سرو قد متردد و متحیر سرخ مو پریشان برق لامع
تڑپ رہی ہی ملکہ مہرخ کے منھ پر ہوائیان خواجہ عمرو سر جھکائے بیٹھے ہین اسد کو انتشار ہر خرد و کلان
بیقرار اُسوقت برق و چالاک آگئے ملکہ مہرخ نے کہا اے بہتر والا گہر کیا معرکہ گذرا باغبان قدرت
کہان ہین چالاک و برق رونے لگے کہا اے ملکہ عالم کیا عرض کرین فلک پر سر گردش ہی بیکار کد و کاوش

ہی آج باغبان قدرت ایسا لڑا کہ اگر افراسیاب ہوتا دنگ ہو جاتا مہلت نپاتا آخر ناچار ہو کر
صنعت سحر ساز نے اُس صاحب شوکت و لیاقت کو خاک قبر جمشید سے بیہوش کر کے سحر کیا عقاب
بنا یا پھر قفس آہنی مین بند کر کے لیگئی چالاک نے کہا بھائی برق نے اُسوقت بھی عیاری کی ملکہ
صنعت کو بیہوش کیا ظلمات نے اندھیر مچایا پھر نوع باغبان قدرت گرفتار پنجۂ تقدیر ہوا کوئی
فکر ہماری چل نسکی ناچار ہو کے پلٹ آئے خواجہ عمرو نے کہا میان برق صنعت سحر ساز کا جاسلا کہ کا
لشکر ہو وہان جاکر عیاری نکی تمھارے دوست میان چالاک بھی ساتھ تھے برق نے کہا اُستاد آپکے
اقبال سے آج نہین گئے کل جائینگے عمرو نے کہا پہلے تدبیر تو بتاؤ چالاک نے کہا آپ سے کیا عرض کرین
وقت پر تدبیر و تحریر سب ہو جائیگی تا بہ ملکہ صنعت جائینگے آپ کے اقبال سے صنعت کو مارینگے ملکہ
بہار و باغبان قدرت و شاہزادۂ شکیل و ملکہ مخمور قید ہون ہم جاکر نہ پہونچین ایسے سرداران
تہمتن کی رہائی کی فکر نہ کرین ملکہ مہ جبین الماس پوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما شاہزادہ اسد
نامدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر فرمایا کہ آپ لوگ تامل فرمائین انشاءاللہ جب تلوار مردان عالم کی کھنچیگی
حصار سحر دم بھر مین برطرف ہو جائیگا یہ کہکر صندلان صندلی پوش کی جانب دیکھا سرداران
نامی و پہلوانان گرامی قبضون پر ہاتھ ڈالکر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر بے نظیر چومنے لگے ایک ایک کا جوش
جرائت مین چہرہ سُرخ ہو گیا رنگ جرائت ٹپکنے لگا اسد نامدار تلوار کو ٹیک کر اُٹھا صندلان نے
آواز دی مرکب شہریار کا تیار کرو مردان عالم کے گھوڑون پر کاٹھیان پڑ جائین چلکر لشکر صنعت
سے لڑین معرکے پڑین خون کے دریا بہا دین لشکر ساحران تہ و بالا کرین جلسہ سحر و ساحری شکست ہو
کوتوالی تیغہ جوہر دار کا بندوبست ہو اسد جو تلوار ٹیک کر اُٹھے ساٹھ ہزار جوانان صندلی پوش
بصد جوش و خروش اسد کے عقب مین بسم اللہ کہکر بڑھے ساحران بارگاہ کے رنگ رو متغیر ہوے
ملکہ مہ جبین کے کلیجے پر چھُریان پھرین بے اختیار روتی ہوئی تخت سے اُٹھین دامن اسد نامدار
کا تھام لیا عرض کی ای شہریار وہان سحر و ساحری کا مقدمہ ہی سُنا آپ نے کہ باغبان قدرت
ایسا ساحر زبردست گرفتار پنجۂ تقدیر ہوا کسی کا کچھ زور نہ چلا آپ قصد نہ کرین اگر یہی ارادہ ہی کنیز
کو ایک ہاتھ لگا دین مجھے زندگی کی آرزو نہین ہی سکد دفن کیجیے یا اپنے ہمراہ لیجیے آپ کے سامنے
پہلے کنیز کا خاتمہ ہو یہی آرزو ہی کہ جنازے کو میرے حضور کاندھا دین گور مین اپنے دست حق پرست سے
سلائین بالین قبر بیٹھکر تلقین پڑھین میری نجات ہو جائے روح گوشۂ قبر مین راحت پائے بقول شاعر نظم

صاف طینت کو کدورت ہی بدن کی خواہش		روح مین وہ ہون نہین ہی جسے تن کی خواہش

جو کہ معدوم ہین انکی ہو طلب لا حاصل | نہ کمر کی ہو تمنا نہ دہن کی خواہش
تو مصیبت ہون تری الفت دیرینہ سے روز | تازگی پر ہے مرے داغ کہن کی خواہش
پڑ گئے دیدۂ گلستان کے ابھی سے لالے | رنگ دکھلانے لگی سیر چمن کی خواہش
اسقدر ہمکو غرض دوست ملے غربت مین | کہ نہین صحبت یاران وطن کی خواہش
آرزوے سخن چند ہے تجھسے قاتل | اسلیے ہے مرے زخمون کو دہن کی خواہش
کم نہین گو ہر غلطان سے ہمارے آنسو | اے دل زار نہ کر دُرّ عدن کی خواہش
داغ ہین دل مین نہین سیر گلستان کی ہوس | باغبان تجھکو مبارک ہو چمن کی خواہش
صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج | نہ پھر آنے کی ہوس ہے نہ وطن کی خواہش
ناتوانی سے ہون مثل کمر یار نہان | میری وحشت کو نہین طوق و رسن کی خواہش
سلسلہ رشتۂ گیسو سے ہوا ہے اپنا | تو اسیری مین ہوئی دام کہن کی خواہش
بیخبر ہین ہوس دید مین تیرے ہر دم | روح سے کام نہ رکھتے ہین بدن کی خواہش
پاک ہین تا قمر و سنجاب سے خاکستر پوش | خاکسارون کو نہین زیب بدن کی خواہش
خوب لپٹا ہے لحد سے پس مردن لاشہ | جس طرح ہوتی ہے دولہا کو دلہن کی خواہش
دار فانی سے ہے افسردہ مزاجی حاصل | سبزۂ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش
غش پہ غش آتے ہین کچھ چاہتی ہے قوت روح | کیون نہ ایمان ہو مجھے سیب ذقن کی خواہش
ہو چلے دشت کے چکر مجھے گھر یاد آیا | شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش
یاد آئی مجھے ایذا طلبی کی خواہش | پھر طبیعت کو ہوئی رنج و محن کی خواہش
فائدہ کیا ہے بہت ہرزہ کلامی سے نسیم | کیجیے اور طرف حسن سخن کی خواہش

اسوقت دربار مین شور گریہ وزاری بلند ہوا ملکہ مہرخ نے بڑھکر بلائین لین عرض کی اے شہریار آپ کی جرات پر کوئی طعن و تشنیع کر سکتا ہے آپ تو نگاہ و فراش راہ دین اسلام صف شکن تیغزن جرار نامی و نامدار سرکوب کافران کشندۂ ساحران گل گلزار لیاقت سرو حدیقہ سخاوت عندلیب خوشنواے بوستان امارت شاخ تمناے ریاض شوکت و جلالت ہین کسکی مجال ہے کہ آپ کے سامنے نام جرات لے مگر حضور کی بھی تیغ آزمائی کا وقت آئیگا کوئی ساتھ نہ دے سکیگا حضور صرف تنہا ہونگے آپ کا پروردگار آپ کے ہمراہ ہوگا ہمزاد تک جدائی قبول کریگا کیا مجال کیا طاقت ہے کہ ہم مین سے کوئی حضور کا ساتھ دے یعنے جب لوح طلسمی سرکار دولت مدار کو ملے غنچۂ آرزو کھلے

لاکھون مین آپ اکیلے ہونگے فوج ضلالت کے ریلے ہونگے امتحان تیغ زنی صف شکنی ہو جائیگا اُن مقامات کے خیال مین قلب رستم و اسفندیار تھرائیگا ابھی آپ ایسا قصد نکرین وادی ہلاکت مین قدم نہ دھرین اگر اُن نامردون کا زور چل جائے حضور کو گرفتار کرلین یا خدانخواستہ کوئی صدمہ جسم نازک پر پہونچائین افراسیاب کو عید ہو فوراً دشمنون کو قتل کرے اب تو ہم آپ کو مثل پتلی کے پردہ ہائے چشم مین چھپائینگے خیر خواہان دولت کا عرض کرنا ظاہر ہوگا تمام سردار قدمون سے اسد نامدار کے لپٹ گئے ملکہ مہ جبین کی بیتابی پر سب رونے لگے ساحرون نے بڑھکر یہ بھی عرض کی اگر حضور بارگاہ سے قدم باہر نکالین گے ہم اپنے اپنے سر کاٹکر قدم اقدس پر نثار کرونگے بخوبی جانتے ہین کہ بالکل بیکار رہین اس طرح سے جوسب سردارون نے یک زبان ہوکر سمجھایا تلوارین کھینچ کھینچکر اپنے اپنے گلون پر رکھ لین اسد نے سر جھکا لیا فرمایا آپ لوگون نے اس غربت مین میرا ساتھ دیا مین حقوق جانبازی و سرفروشی ادا نہین کرسکتا لیکن باغبان و بہار کا نہایت قلق ہے سب نے دست بستہ عرض کی خدا حضور کو سلامت باکرامت رکھے ایسی قدردانی فرمائی کہ افراسیاب کا ساتھ چھوڑ دیا سب نے سمجھا کر اسد نامدار کو بٹھایا مگر صرصر نے یہ خبر ملکہ حیرت جادو کو پہونچائی کہ باغبان قدرت کو ملکہ صنعت سحر ساز گرفتار کرکے لیگئی حیرت جادو نے بڑی خوشی کی کہ افراسیاب کا نامہ پہونچا مرقوم تھا کہ اے ملکہ عالم اب مسلمانون پر آفت نازل ہوئی ما بدولت کو تسکین دل ہوئی ملکہ مخمور و ملکہ بہار و شکیل و باغبان گرفتار ہوے اب تم مقدمہ مین ملکہ صنعت کے دخل نہ دینا جسکو چاہے قتل کرے یا بخشے اُسنے اب ایسا سامان تیار کیا کہ اُسپر غالب آنا اہل اسلام کا دشوار ہے عرضی اُسکی ہمارے پاس آئی ملاحظہ سے معلوم ہوا ارچنگ و خرچنگ جادو واصل جہنم ہوے دونون بھیا بدباطن تھے خرچنگ نے ارچنگ کو مارا خرچنگ کو ملکہ مخمور نے قتل کیا عین وقت پر آکر مخمور کو قوت بازوے ما بدولت نے گرفتار کرلیا اب شامت باغبان قدرت کی بھی آئی کوتوال شہر نا پرسانکو مارا لہذا طبل جنگی بجواؤ کیا عجب ہے کہ ما بدولت بھی اگر مہلت پائین برائے سیر و تماشا تشریف لائین دوسرا امر اور واضح ہو کہ اس زمانے مین بعد سال بھر کے قلعہ تحت الشعاع مین جشن ہوتا ہے زال جادو خیرخواہ ما بدولت وہان کا بادشاہ جلیل راز و نیاز حجرۂ ہفت بلا مین کفیل وہان بھی شرکت ضرور ہے ایسے جلسے مین شریک نہونا باعث فتور ہے نام حجرۂ ہفت بلا کا پڑھکر حیرت سر پٹکنے لگی کہا صبا جسو جب نام اہالیان حجرۂ ہفت بلا کا آتا ہے میرا قلب تھراتا ہے بخوبی مجھکو یاد ہے کہ ایک مرتبہ برائے ملاقات

ملکہ تاریک شکل کش جنکا ہمارے شاہنشاہ نے دودھ پیا ہی برسر گنبد سیاہ لے گئے تھے مین نے جودائی امان کی کالی کالی صورت دیکھی بیہوش ہوگئی آج تک وہ صورت نحس اُنکی آنکھون کے سامنے پھرتی ہو یہ باتین ہتھین کہ دوسرا چیلہ ملکہ صنعت کا نامہ لیکر پہونچا اُسمین یہ مضمون تھا کہ اب مین کسی اپنے ملازم کو آپ کی خدمت مین نہ بھیجونگی بی ظلمات کو بھیجا جو انپر گذرا وہ حضور پر واضح ہوا ہوگا کل سر میدان آکر مسلمانون سے مقابلہ کرونگی بیان تو مین نے حصار سحر تیار کیا ہو کہ عیار نہ آسکین برائے میدان کارزار یہ انتظام ہو کہ بارہ ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر آؤنگی جس مقام پر ٹھہرونگی اتنی زمین بھی سحر سے مملو کرونگی تاکہ کوئی عیار ملکر میرے لشکر مین نہ چلا آئے چند ساعت مقابلہ مین بسر کرونگی سردار لشکر اسلام مین بہت مین اندر ایک ہفتے کے کل کا خاتمہ ہوگا مگر حضور طبل جنگی بجوائین عین وقت پر مین آجاؤنگی حضور دربار گاہ سے ملاحظہ فرمائین حیرت نے اُسی وقت چیلے کو جواب نامہ دیکر رخصت کیا ناگاہ آفتاب عالمتاب لرزان و ترسان آشیان مغرب مین جاکر چھپا عامل باعمل وافع افسون ساحران پُر دغل خوانندہ اسمائے پرتاثیر اعنی ماہ عالمگیر موکلان ثابت و سیارگان کو ہمراہ لیکر برائے تسخیر ممالک گیتی تسبیح انجم ہاتھ مین اور اد و وظیفہ مین مصروف ہوا ملکہ حیرت جادو نے حکم دیا نام پر ملکہ صنعت کے طبل جنگی بجے اُسوقت لشکر ملکہ حیرت سے صدائے طبل جنگی بلند ہوئی چرند و پرند ہرکارے لشکر اسلام کے خبرین لیکر چلے یہان بارگاہ آسمان جاہ مین وہی ذکر در پیش ہو سرداران مقید کا پس و پیش ہو یہی انتشار ہو کہ دیکھین فلک کیا دکھاتا ہو یکایک ہرکارے سامنے سے حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھاکر دعاء ثناء پادشاہی بجا لائے

نظم

خسروا جلوہ ترا وہ طرب افزائے جہان
سعد ذابح بھی کرے ایسا چھری کو بران
تو جو ہو حامی اسلام تو تنجانے مین
مہر تابان کبھی ظاہر ہو کبھی ہو پنہان
اور گر بھی ہون تو خوش آپ مین دیکھے دور

کہ تجھے دیکھکے ہو عید بھی قربان قربان
گاؤ گردون نہ فقط خوف سے اُسدم کانپے
بت کرے قصد نماز اور کہے ناقوس اذان
قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحاب ہمت
طرفۃ العین مین ہو کاہ رُبا کو یرقان

حکم دے تو جو ذبح واسطے قربانی کے
بلکہ ہو زیر زمین گاؤ زمین بھی لرزان
نیر جاہ شب و روز ترا جلوہ فروز
پیکے سجے مین گہر بحر سے نکلے مرجان
شاہنشاہ گیتی ستان کی عمر دراز ہو

دوست شاد دشمن پامال حیرت جادو نے نام ملکہ صنعت طبل جنگی بجوایا ہی حضور رہے کہ بوقت سحر بعد کروفر صنعت سحر ساز لشکر ساحران لیکر برائے مقابلہ سرکار دولت مدار آئیگی ملکہ جہرخ کو سناٹا آگیا مگر ضبط کرکے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے برائے نوازش نقارہ رزم حکم دیکر ملکہ جہرخ اُٹھین تخلیہ مین تشریف لائین صندلان صندلی پوش کو بلایا کہا

اے شیر بیشۂ جرأت وای جان نثار اسد باشوکت ہم جانتے ہین کہ تم جان نثار سردار نامدار ہو جہان اسد عالیوقار کا پسینہ گریگا خون کا دریا بہاؤ گے لیکن بقول شیخ سعدی شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ؏ کہ جاہا سپر باید انداختن ؏ تمھارے آقاے نامدار شیر بیشۂ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہین سحر و ساحری وہ شے ہے کہ ایک ماش کے دانے مین اگر رستم ہو بیکار ہو جائے ایک غلام کے ہاتھ سے امان نپائے جب ہاتھ پاؤن بیکار ہوے اگر دل مین جرأت ہو تو کیا نتیجہ کل کیفیت سنی کہ صنعت سحر ساز نے سحر کامل تیار کر لیا ہم سبھون سے کل مقابلہ ہو لشکر مین سب ساحر ہین لڑینگے بھڑینگے جہان تک ہو سکیگا دشمن کو پامال کرینگے اگر خدانخواستہ شکست فاش ہوئی جان بچانے کی تلاش ہوئی ہر طرح بھاگ کر نکل جائینگے کوئی اپنے کو جانور بنائیگا کوئی پر پرواز پیدا کر کے اُڑ جائیگا لیکن تمھارے آقاے نامدار سحر و ساحری مین ایک لفظ نہین جانتے سحر کرنا انکے مذہب مین حرام ہے تلوار کے دھنی دل کے غنی اگر دریاے آتش ہو جا پڑین اگر خدانخواستہ صنعت سحر ساز زبردست انداز ہوئی ایکی مرتبہ اگر گرفتار ہوے یا در کھنا افراسیاب زندہ نہ چھوڑیگا جس روز سے گنبد نور سے رہا ہوے افراسیاب بوٹیان کاٹتا ہے کہ مین نے قتل مین کیون عرصہ کیا پھر اگر ہم سب ملکر اپنی جان دینگے تو کیا پھل پائینگے پس مناسب ہے کہ اپنے آقاے نامدار کو ترغیب شکار دیکر کسی صحراے پر فضا مین لیجاؤ دو چار روز وہان بسر کرو لشکر مین نہ آنے دو اگر خدا نے فضل کیا ہمکو فتح حاصل ہوئی عیاران لشکر جا کر تمکو اطلاع کرینگے اگر یہ خبر سُن لینا کہ ہم لوگ کام آئے تقاضاے خیر خواہی یہ ہے کہ اپنے آقا کو لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے نکل جانا لشکر مین صاحبقران زمان کے پہونچنا ہم سبھون کی جانب سے آداب و تسلیمات عرض کرنا کہنا کنیزان جانباز کو اجل نے مہلت نہ دی کہ قدم بوسی سے مشرف ہوتین اب معاوضہ خون کا اپنے جان نثارون کے افراسیاب سے لیجیے گا ان کلمات حسرت آیات ملکہ مہرخ پر صندلان بیقرار ہو کر رو یا مثل مرغ بسمل تڑپا عرض کی اے بادشاہ لشکر اسلام اے ملکۂ خوش انجام اسد نامدار وہ دلیر ہے جب اس راز سے واقف ہو گا مجھکو نظرون سے گرا دیگا لیکن چونکہ مقدمۂ جان ہے کوشش مجھپر واجب و لازم ہے انشاء اللہ قبل از نماز سحر براے شکار طرف صحرا کے لیجاؤنگا ملکہ مہرخ اُٹھکر دربار مین آئین دربار برخاست ہوا ساحران نامی اپنے اپنے خیمے مین آکے سحر کی تیاری مین مصروف ہوے مگر صندلان صندلی پوش خدمت مین اسد نامدار کے حاضر ہوا عرض کی اے شہریار ابھی ہر کارون نے خبر دی کہ یہان سے قریب ایک صحرا پُر بہار ہے وہان بیحساب شکار ہے چلکر شکار کھیلیے عمرو نے بھی آکر اسد کو سمجھایا کہ اے نور نظر ابھی لڑائی معطل ہے تم واسطے دو چار دن کے شکار کھیل آؤ مین براے رہائی باغبان و

بھار جاتا ہون سب سردار مشورۂ فکر بوح مین مصروف ہین دربار بھی موقوف رہیگا قریب قریب شکار کھیلنا انشاء اللہ بعد رہائی باغبان و بہار بشوکت ملا کلام طرف دریاے نیل کے سفر ہوگا جرائت و شوکت کا تمھاری امتحان قریب دریاے نیل لیا جائیگا اب لشکر مین فی الحال تمھاری کچھ ضرورت نہین ہو اس طرح پر جو خواجہ عمرو نے اسد نامدار کو سمجھایا خیال مین آیا بزرگ ہین جو فرماتے ہین وہی مناسب ہوگا اسد نامدار نے اُسی وقت صندلان صندلی پوش کو حکم دیا ہمرکاب رہے سے سامان شکار تیار ہو سرداران صف شکن تیغ زن نام سے صحرا کے باغ باغ ہوئے غم والم سے فراغ ہوے اُسی وقت تیاریان ہونے لگین ہمرکاب رہے عمرو نے اپنے سامنے اسد کو پشت مرکب پر سوار کرایا صندلان صندلی پوش کو مع اسباب شکار ہمراہ کرکے طرف صحراے سبزہ زار کے روانہ کیا کنارے تک لشکر کے خود خواجہ پہونچانے آئے ملکہ مہرخ وغیرہ بھی براے رخصت حاضر ہوئی ہین ہر ایک کو یہی خیال ہو کہ دیکھیے آئندہ اپنے آقاے نامدار سے زندگی مین ملین گے یا اب عدم مین ملاقات ہوگی جوش دریاے اشک چشمہ چشم سے ظاہر ہوتا ہو لیکن آنسوؤن کو پی جاتی ہین ہر چند ملکہ مہرخ نے ضبط کیا نہو سکا گرد اسد نامدار پھرنے لگی بلائین لینے لگی ترقی عمر و دولت کی دعائین دین کچھ کلمات حسرت آیات بھی زبان سے نکالے اسوقت اسد نامدار نے مادر مہربان کہکر گلے مین ہاتھ ڈالدیے کہا اے مادر مہربان مجھپر آپ کے بڑے بڑے احسان ہین آپکا مرتبہ مثل ملکہ زبیدہ شیر گیر ہو آپکا رنگ رو کیون متغیر ہو آپ مفصل فرمائیے مین شکار کو نہ جاؤنگا ملکہ مہرخ نے ضبط کرکے عرض کی اے شہریار براے شکار آپکا جانا واجب و لازم ہو کنیز اپنی بے اختیاری سے نادم ہو کچھ خدمتگزاری نہو سکی اسکا خیال ہو یہی ملال ہو انسان کی زندگی کی کیا حقیقت ہو حباب لب دریا سے مثال بقول سعدی ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات دچون برمی آید مفرح ذات اگر یہ دم نہ آیا رشتۂ حیات منقطع ہوا اکثر کنیز کو عوارضات درپیش رہتے ہین خیال حیات دور درزہ پر پس و پیش رہتے ہین اگر کنیز کا عقب مین حضور کے انتقال ہوا امیدوار ہون فوراً تشریف لائیے گا اپنے سامنے جنازہ اُٹھوائیے گا کہ کنیز کا انجام بخیر ہو باغ دنیا کو چھوڑ کر بہشت عنبر سرشت کی سیر ہو اسد نامدار کی بھی آنکھون سے اشک حسرت ٹپکے کہا اے مادر مہربان انشاء اللہ تعالیٰ پروردگار آپ کو حیات طولانی عطا فرمائیگا افراسیاب آپ کے سامنے مارا جائیگا آپ تخت سلطنت طلسم ہوش رُبا پر جلوہ فرما ہونگی نانا جان کی ملاقات سے آپ مشرف ہونگی قبلہ و کعبہ قبۂ دین ستون اسلام کرب ذوی الاحتشام نظر کردۂ بزرگان دین آپ کی سرپرستی فرمائینگے آپ کو ہمراہ

لیکر قلعۂ ذوالامان حصار مین سامنے مادر مہربان کے لیے جا پہنچینگے بزرگ محلات زلزلۂ قاف ملکہ مہر گہر تاجدار
کی بصد شوکت و وقار زیارت فرمایئے گا ایک ایک شاہزادی آپ سے ملے گی جدہ ہماری ماہ اندر ہی
سے آپکی تعریفین کرینگی فرمائینگی کتنے ہمارے نور نظر کا ساتھ دیا پروردگار تمھاری لیاقت کو ترقی
دے سب صاحب آپکے نام سے آگاہ ہو گئے ہین سب آپکی ترقی عمر و مین دعائین کرتے ہونگے نازیون
کی دعا بیکار نہوگی آپ ضرور فتح طلسم ہوشربا ملاحظہ فرمائینگی ملکہ مہرخ فرمانے سے اسد نامدار کے
باغ باغ ہوگئین رنج و ملال دل سے دفع ہوا کہا بسم اللہ برائے شکار تشریف لیجایئے یہ کہکے
رکاب سعادت انتساب سے ہاتھ ہٹایا اسد نامدار نے اشک حسرت پاک کرکے مرکب باد رفتار
کو طرف صحرائے سبزہ زار کے بڑھایا سواری اسد کی مثل باد بہاری روانہ ہوئی خواجہ عمرو سرداران
نامور روتے ہوئے پلٹے بارگاہ مین پہونچے دیکھا رات قلیل باقی ہے لشکر خیل خیل ذیل ذیل طرف
میدان کارزار کے روانہ ہو رہے ہین یکایک ملکہ مہ جبین الماس پوش برآمد ہوئین ملکہ مہرخ سے
پوچھا نانی امان طلسم کشا آج برآمد نہین ہوئے محل مین لالان خونین قبا کے تشریف لیگئے تھے
تشریف نہین لائے ملکہ مہرخ نے رو کر جواب دیا بی بی ہم رات بھر جاگے ہین تمھارے وارث کو اتنا
کا سمجھایا برائے شکار روانہ کیا صنعت سحر ساز فسون ساز ایسی مکار و غدار کی آمد ہو خیال
ہوا ایسا نہو گرمی جنگ مین اُنکے دشمنون کو گرفتار کرلے پھر ہمارا کچھ زور نہ چلے گا ہم ایسے اگر ہزار دو ہزار
قتل ہو جائینگے جان نثاران دیگر مقابلہ کرینگے لڑائی کا خاتمہ نہوگا اگر انکے دشمنون پر کچھ گذر گئی پھر
صفوف فوج کا جمنا لشکر ظفر اثر کا پڑا ادبر بھنما دشوار ہوگا اسواسطے اُنکو ٹال دیا کسی طرح نجاتے تھے
بروقت رخصت مجھکو جوش رقت ہوا خدا اُنکو سلامت رکھے رحم دل ہین مجھکو سمجھانے لگے اپنے بزرگون کا
نام لیا کہ وہ سب تمھارے واسطے دعا کرتے ہونگے مین نے ضبط کرکے رخصت کیا یہ سُنکر ملکہ
مہ جبین بے اختیار رونے لگین عرض کی نانی امان آپ نے بہت مناسب کیا کیا کہون خبر فراق سُنکر
قلب اُلٹ گیا کلیجہ پھٹ گیا جی چاہتا ہے فقیر بنکر ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہون ہزارون جفائین
سہون لیکن فراق نصیب نہو قلب مین بار فراق اُٹھانے کی طاقت نہین رہی ایسے کلمات مصیبت
آیات کہکر بیقرار ہوکے زار زار مثل ابر نوبہار رونے مین یہ اشعار زیب النسا مخفی زبان پر جاری ہوئے نظم

ز شمع بخت خواہم ز مہر ہمگنان را
فرصت شمر غنیمت دیدار دوستان را
خورشید حسن ہرجا طالع شود ز راول

خواہم کشم بیک سو از مردمان عنان را
کر وصل گل به بلبل آسان شود میسر
سازد ز زرعت شبلی ترتیب آشیان را

تا چشم باز کردہ صحبت وجود عشق است
صد خار بودہ باشد در پا چو باغبان را
تا چند با محنت بردل توان حرام

یاس جور عاشقے کن بیدرد نا توان را
آمد برون ز گوشت این مہ پہ ہائے غفلت
نبود کنار دریا دریاے بیکران را

در چشم اہل بینش اصلا تفاوتے نیست
در درس نکتہ سنجان ج رکام کش زبان را
مخفی بہ دام محنت گشتم اسیر آخر

در فصل نو بہاران وز رنگ نو خزان را
در راہ عشق مجنون باید گذشت از جان
چون مرغ ناز پرور گم کردہ آشیان را

اُسوقت بارگاہ مین شور گریۂ و زاری بلند ہوا ملکہ لالان خونقبا بھی بارگاہ سے نکل آئین دیکھا ملکہ مہ جبین رو رہی ہی لالان خون قبا نے ہمشیرہ صاحبہ کیکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے پوچھا خیر تو ہی ملکہ مہ جبین نے فرمایا آپ محل مین جاکر آرام فرمائین شہریار براے شکار تشریف لے گئے ہم براے مقابلہ ملکہ صنعت سحر ساز جاتے ہین اگر زندہ پلٹے پھر آپ سے ملین گے ہمارے نام کے بھی سب دشمن ہین حضور بخوبی آگاہ ہین یہ سنکر ملکہ لالان خون قبا نے گھبرا کر کہا آپ سب صاحبون کی راے مین ہمکو کیا دخل ہی ہمتو بالکل بیکار محبوس بنا چاہتے ہین آپ سب صاحبون کے واسطے دعا کیا کرتے ہین خدا فتح و نصرت نصیب کرے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر ملکہ لالان خونقبا کو محل مین پہونچایا ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت پر سوار ہوئین ملکہ مہرخ نے پایۂ تخت پر ہاتھ ڈالا ایک جانب ملکہ زیور محمل نشین و لاہوت جادو و اسرار جادو و ملکہ ماران زمین گن و لرزان و زلزلہ و گلزار چشم و زیور چشم وغیرہ سب نے تخت شاہنشاہی گھیر لیا آمادہ مرگ و مہیاے قضا طرف میدان کارزار کے روانہ ہوے عیاران لشکر اسلام لرزان و ترسان مضطر و بیقرار بخوف ملکہ صنعت طرف صحرا کے نکل گئے صورتین بدلکر ٹھہرے دوسری جانب سے ملکہ حیرت جادو نے ٹیکرے کے اوپر تخت بچھوایا وزیرزادیان شاہزادیان گرد آنکر ٹھہرین فوج نے پشت پر صف آرائی کی انتظار آمد ملکہ صنعت سحر ساز مین سب طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین خواجہ عمر بھی جنگل مین ایک گنوار کی شکل بنے ہوے دیکھ رہے ہین کہ یکا یک صحرا سے گرد اُڑی سب نے دیکھا ملکہ صنعت سحر ساز تخت پر سوار پہلوے تخت مین طاؤس زرین بال آسپر کاٹھی کسی ہوئی دوسرے پہلو مین اک خر در آتش فشان اُسپر کاٹھہ کسا ہوا اُسین اسباب سحر گرد بارہ ہزار ساحران غدار لیکن سب سوار کوئی پیدل ہمراہ نہین ہی اسی خیال سے سوار ہمراہ کہ عیاران لشکر اسلام کسی کی شکل بنکر ہمراہ چلے آئین باث ہو کا نہ کھائین ایک جانب ملکہ ظلمات جادو دوسری جانب ملکہ گیسو کشا سب چاق و چوبند اسباب سحر سے آراستہ لباس حرب و ضرب سے پیراستہ اسقدر جلدی صنعت لشکر کو لیکر پہونچی کہ آنکھین سب کی جھپک گئین بیچ مین میدان چھوڑکر لشکر اپنا ایک جانب ٹھہرایا تخت سے اُترکر گرداُن بارہ ہزار سواران کے حصار سحر درست کیا اس خیال سے کہ میدان کارزار مین جا کر ان سرداروں سے مقابلہ کرون اتنے عرصے مین ایسا نہو کوئی عیار مکار آکر شریک لشکر ہوجاتے تا بہ گشت

پہونچنے ایسے ایسے صنعت نے انتظام کیے کہ عیارون کا قریب آنا نہایت دشوار ہے ظلمات و گیسو کشا
کو نگہبان قرار دیا کہا خبردار ہم میدان کارزار مین جا کر مقابلہ کرینگے کوئی ساحر غیر آیندہ و روندہ راہ گیر
وغیرہ کو اپنے لشکر کے قریب آنے نہ دینا ظلمات جادو و ملکہ گیسو کشا تو اس اہتمام مین مصروف ہین
اُسنے اپنے طاؤس کو بڑھایا اول سامنے ملکہ حیرت جادو کے آئی سلام کیا عرض کی اے ملکۂ عالم دائی
ہماتون محل شاہنشاہ محترم اجازت میدان دیجیے حضور نے خبر سُنی کہ میان باغبان قدرت کو بھی
مین نے گرفتار کیا جانور بنا کر زندان خانے مین چھوڑ آئی عیارون کے لیے بھی بخوبی انتظام ہو گیا
ہم امیدوار ہین اب تلک کوئی عیار صاحب ہمارے لشکر مین برائے عیاری تشریف نہ لائے بڑے
حیف کی بات ہے کہ عیاران اسلام کو تو بڑے بڑے دعوے تھے خواجہ عمرو کا قول ہے کہ ہم ہوا بنکر
آسمان پر جاتے ہین قطرۂ آب بنکر زمین مین جذب ہوتے ہین لیکن ہمپر عیاری نہوئی دیکھا حضور
نے کنیز نے کیا انتظام کیا ملکہ حیرت نے صنعت سحر ساز کی بہت تعریفین کین کہا اے صنعت
حقیقت مین تو نے ایسا انتظام کیا کہ کسی سے نہو سکے گا عرض کی کئی مرتبہ سامان کیسے بڑے بڑے دعوے کے
کہاے صاف ثابت ہوا عیارون کا انتظام واجب و لازم ہے سردار سب پیچھے بھاگے ہین جب
قصد کیا گرفتار کر لیا آج جانبازی کنیز کی ملاحظہ ہو حیرت نے کہا جاؤ تمکو خداوند لقا کے سپرد کیا
صنعت نے طاؤس بڑھا میدان کارزار مین آکر نعرہ کیا اے فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ ہو
نکل کر مقابلہ کرے لیکن صنعت نے دیکھا صف لشکر پر اسد نامور تعین ہے سمجھ گئی کہ مین اسکو چھپا یا
اے صنعت چشم زدن مین پیدا کرونگی پہلے ان سرکشون کی فکر واجب و لازم ہے جیسے ہی صنعت نے
نسیب وہی اول ملکہ سرخ موے کاکل کشا حسین و رعنا اپنے طاؤس سے کودی سامنے تخت
ملکہ مہ جبین کے حاضر ہوئی اجازت طلب کی ملکہ مہ جبین کو شدت گریہ سے کلام کرنے کا
یارا نہ باقی تھا طرف آسمان کے اشارہ کیا یہ کنایہ تھا کہ خدا کے سپرد کیا وہ حافظ و نگہبان ہے
اُسی کی قوت و توانائی پر اطمینان ہے ملکہ سرخ موے کاکل کشا ملکہ فرخ وغیرہ سے بغلگیر
ہو کر شادان و فرحان طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئی صنعت نے سرخ مو کو جو آتے دیکھا
آواز دی اے سرخ موے کاکل کشا تو نے مجھکو پہچانا مین ملکہ صنعت سحر ساز قوت بازوے
شہنشاہ طلسم ہوشربا ہے ملکہ سرخ مو کیون اپنے کو دام مصیبت مین پھنساتی ہے اب میرے
ہاتھ سے رہائی دشوار ہے عیارون کو کچھ اکر عیاری کرین جنکے بھروسے پر سلطنت قرار پائی لڑکو تا
کے گھروندے بنے مشیر و وزیر قرار پائے ایک ہفتہ گذرا بہار کو گرفتار کرکے مین لے گئی خواجہ سلامت

ایک لمحہ بھر اپنے سردار کو قید نہ رہنے دیتے تھے اب کیا ہوا جو ہمارے کو رہا نہ کیا سرخ مو نے آواز دی کیا بیہودہ بکتی ہی اگر قضا ہی ہماری آچکی ہی تو بیت سرمنی پیچم زشمشیر حبیب ٭ ہر چہ آید بر سرمن بانصیب مرنے سے ڈرنا کیا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر اب ہم افراسیاب کی کیا اطاعت کرینگے جام بادۂ دین اسلام ملت بیضا سے مست ہین شکر ہی کہ یزدان پرست ہین یہ سُنکر صنعت نے دکھلانے کو گولہ پھینکا سُرخ مو نے کاٹا دو چار سحر ظاہری رد و بدل ہوے صنعت غصے مین جا پڑی وہ سحر کامل سکا یعنے یا ساہری کہکر زمین پر دو ہتڑ مارا سُرخ مو زمین پر گری بیہوش ہوئی ملکہ ظلمات نے بڑہکر قفس آہنی پیش کیا ملکہ سرخ مو کو صنعت سحر ساز نے طائر بنا کر قفس مین بند کیا مثل طائر نو گرفتار قفس سحر مین یہ گلعذار تڑپی سر ٹکرانے لگی شاہزادہ خورشید زرین سحر واسطے مقابلے کے نکلا کیا تڑپ کے جہاں کے صنعت پر گرا لیکن صنعت پر تاثیر نہوئی سحر آخر مین صنعت نے یہ اندھیر کیا شاہزادہ خورشید زرین سحر بھی لڑکھڑا کر گرا صنعت سحر ساز نے طائر بنا کر اسکو بھی قفس آہنی مین بند کیا ظلمات کے سپرد کیا استادان سخنور نے اس داستان حیرت بیان کو بصد شد و مد یون تحریر فرمایا ہی کہ آج دو پہر تک صنعت نے گیارہ سردار نامی و گرامی سحر کر کے گرفتار کیئے اسی طرح طائر بنائے سب قفس اپنے ہمراہ لیے بعد زوال نیر اعظم بصد کبر و نخوت ملکہ صنعت نے نعرہ کیا ای ملکہ مہرخ ایک ہفتے کی مہلت دیتی ہون سحر ما بدولت کا تم نے ملاحظہ کیا اندر اس ایک ہفتے کے آپس مین صلاح کر کے معرفت ملکہ حیرت شاہوں شاہنشاہ عالیجاہ تدبیر صلاح کرو اگر اسکے خلاف ہوا سجاہ و جلال خداوندی ابکی مرتبہ آکر اگر کل کا یہی حال نہ کیا تو مجھکو ملکہ صنعت سحر ساز نہ کہنا یہ کہکر باگ کو منعطف کیا اپنے لشکر مین آکر طبل فتحت اُڑاتی ہوئی جاہ و جلال دکھاتی ہوئی کلمات کبر و نخوت زبان پر بصد کر و فر طرف مرگھٹ کے روانہ ہوئی مہتر برق وہ چالاک وغیرہ چھپٹے سافر بنکے قصد ہوا اسکے لشکر مین ملجائین ڈیرا و پراپنے کو پہونچائین وہان جاکر عیاری کرین اپنے سرداران نامی و قار کو قید سے چھڑائین لیکن ملکہ صنعت سحر ساز پشت دیلو سے ہوشیار دور سے دیکھا کہ ایک مسافر آتا ہی آواز دی او آنے والے سایہ مین ہمارے لشکر کے نہ آنا یہ کہکے گولہ اُٹھایا کہا او مسافر سامنے سے ہٹ جا اپنی جان کو بچا ورنہ گولہ پڑتا ہی تجھ ایسے دس ہزار مارڈالونگی کوئی دامنگیر نہوگا منم ملکہ صنعت سحر ساز وزیر اعظم افراسیاب سرکوب مسلمانان آخر بیچارہ برق فرنگی بھاگا درۂ کوہ مین چالاک جانسوز وضرغام موجود تھے اُنسے حال کہا چالاک نے کہا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہو بھائی اب کیونکر عیاری کرین وہ ملعونہ تو اپنے قریب نہین آنے دیتی برق نے کہا ای مہتر والا گہر اول مین استاد نے اس قدر عیاریان اسپر کین کہ وہ ہوشیار ہوگئی اب اسکو اپنا سایہ بھی عیار معلوم ہوتا ہی ہمزاد کی قربت

بھی نہین چاہتی یہ باتین کر رہے تھے کہ اسی درۂ کوہ کے سامنے سے لشکر صنعت گزرا جانسوز و ضرغام نے اپنی آنکھون سے دیکھا کئی ماہ صنعت نے سحر کر کے قتل کیے جو سامنے آگیا اُسکو گولہ مارا دور تک عیارون نے پیچھا کیا لیکن صنعت کو غافل نہ پایا حیران و پریشان دیکھا کیے صنعت نے اندر حصار سحر کے داخلہ کیا زندانِ مصیبت مین سرداران مذکور کو بند کیا عیار روتے پیٹتے پلٹے لشکر مین آئے تمام کیفیت مہرخ سے بیان کی خواجہ نے کہا حصار سحر مین جانا بہت مشکل ہی چالاک نے کہا کل انشاءاللہ اندر حصار کے جا کر صنعت کو مار ڈالین گے یہ کہکر چالاک و برق و جانسوز و ضرغام شیر دل آپس مین صلاح کر کے واسطے عیاری کے روانہ ہوتے ہین ذکر عیاری چالاک و خواجہ عمرو مہتر قران انشاءاللہ جلد ششم مین تحریر کرونگا حصۂ دوم جلد پنجم کو اس مقام پر تمام کیا الحمد للہ کہ یہ کیفیت انجام ہوا

اشعار مصنف بہ مضمون ختم حصۂ دوم جلد پنجم و نشان آغاز جلد ششم

قمر شکر خلاقِ کون و مکان
منور کن بزم قصر زمین
ہون آگاہ اس بات سے ناظرین
ہو واضح کہ اس جلد پنجم کے بعد
فلک در پئے ظلم بیکار ہی
نکلتے ہین عیار بھی فکر مین
کمیت قلم کی ہین طراریان
کہ کھل جائینگے حجرہ ہائے بلا
یہی صاف تقدیر کا پھیر ہی
عدو سرکشی پر ہے اسکو ٹوک
نہ شاعر ہون مین اور نہ نثار ہون
خطا پر خطا آکے غالب ہوئی
نگارندۂ جزو نہ آسمان
بتائید و لطفِ جان آفرین
یہ ہی حصۂ دیگر پنجمین
ہوا مہر مضمون نو کا طلوع
کہ صنعت سے در پیش بیکار ہی
کیے خوب صنعت نے سامانِ سحر
عمرو کی ہون تحریر عیاریان
عنایت پہ اسکی رہے دل غنی
کہ تاریک کا سحر اندھیر ہی
ہر اک سے ہی یہ التماس ای قمر
حقیر و ذلیل و گنہگار ہون
بشر ہون بشر ہون بشر ہون بشر
فروزندۂ شمع مہر مبین
ہوئی ختم جلد فصاحت قرین
بروز سعید و باوقات سعد
چھٹی جلد کی اس جگہ سے شروع
ہین سردار مہرخ اسی ذکر مین
بنے قصر افسون و ایوان سحر
در بدعت و ظلم وا ہوئے گا
کہ مشعل بھی دکھلائیگا روشنی
قمر توسن کلک کی باگ روک
چھپائین مرے عیب کو سر بسر
مری عیب پوشی مناسب ہوئی
خطا کم بہ پوشند اہل ہنر

الحمد للہ کہ حصۂ دوم جلد پنجم کا بعون اللہ تعالی تمام ہوا

واضح رائے ناظرین والا مقام و مشتاقانِ خوش انجام ہو کہ یہ حصۂ دوم جلد پنجم اس مقام پر ختم ہوا کہ لشکر
ظفر اثر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کوہ عقیق گلزار سلیمانی
پر مقابلہ لقاے بے بقا فروکش ہے لقا نے نامہ برائے طلب مدد بسمت افراسیاب روانہ کیا ہے
ابھی کوئی ساحر افراسیاب نے نہیں بھیجا نقد روح در وان قاسم عالیشان ایرج نوجوان مع ملکہ
انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ می نوش و شاہزادہ صیقل آئینہ دار مع فوج بسمت ہوش رُبا
روانہ ہوے ہیں پہونچنا اُنکا بھی گوش گذار ہوگا اور طلسم ہوش رُبا میں ہنگامۂ عظیم برپا ہے یعنے ملکہ صنعت
سحر ساز نے مرگھٹ پر سحر سے ایک مکان عالیشان بنایا ہے چند سرداران مہرخ قید کر چکی ہے ہفتے کی
مہلت دی ہے چالاک و جانسوز و ضرغام و برق فکر عیاری میں چل چکے ہیں کہ جا کر کسی تدبیر
سے اندر حصار سحر کے پہونچیں سرداران نامی کو رہا کریں افراسیاب جادو باغ سیب میں داخل
ہے صنعت کو نامہ لکھ بھیجا ہے کہ قتل و غارت مسلمانان میں تمکو اختیار ہے نا بدولت بھی وقت پر آئینگے
صنعت سحر ساز نے سرداران نامی و گرامی کو ملکہ مہرخ کے قید کیا ہے اول عیاری مہتر برق و
چالاک و جانسوز و ضرغام مردہ بنکے اندر حصار سحر کے پہونچنا آخرش بہچانے جانا اور گرفتاری
عیاران مذکور پھر بڑی دھوم کے عیاری خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کی دولھا بنکے برات لیکر بشکل
فرزند تاجدار جادو ناظم طلسم ہوش رُبا جانا اندر حصار سحر صنعت سحر ساز کے اور ہمراہ ہونا
مہتر قران کا بشکل سرفروش جادو پہونچنا تا بہ قصر ملکہ صنعت حیلے سے نذر دینے کے اور قتل کرنا
ملکہ صنعت سحر ساز کو رہائی جملہ سرداران اور جنگ عظیم برپا ہونا بعد اسکے چہرہ بلاے اول کا
کھلنا اور آمد مشعل جادو و عیاری خواجہ عمرو و سحر کوکب اور لڑنا مشعل جادو کا اور
روح قبض ہونا جملہ سرداروں کی و عیاری خواجہ عمرو و ذکر قتل مشعل جادو و بربادی کنیزان ساحری
بر سر کوہ زبرجدی متعلق آفات چہار دست و ذکر آمد نیرنگ گیرنگ برادران حیرت و
سوسن زبان دراز دائیہ ملکہ حیرت و عیاری خواجہ عمرو و آمد ملکہ تاریک صورت کش و دیگر
حالات حجرہ ہاے بلا و جنگ ایرج کے سمت طلسم ہوش رُبا چلے ہیں و نیز حالات جنگ صاحبقرانی مان
و ساحران افراسیاب لشکر زہر و شاہ باختری و دیگر حالات جلد ششم ہوش رُبا بشرط
حیات انشاء اللہ تعالیٰ لفظاً لفظاً تحریر ہونگے حالات حجرہ ہاے بلا و دیگر داستانہاے دلچسپ رنگین
اس جلد ششم کی لائق ملاحظہ ناظرین والا تمکین ہونگی حقیر سراپا تقصیر اسکے شائع ہونے میں بہت
جلدی کر رہا ہے البتہ بعض امورات جو اختیار راقم سے باہر ہیں اُن میں مجبور ہونا چاہے لیکن بہت جلد

انشاء اللہ تعالیٰ یہ جلد ہفتم تحریر کرکے ملاحظہ مشتاقان والامقام میں پیش کریگا یہ بھی واضح رہے کہ اس زمانے مین بعد سال بھر کے قلعہ تخت الشعلاع مین جہان کا حاکم زال جادو ہے ایک جلسہ ہوتا ہے تمام ساحران نامی و نامور طلسم ہوش ربا کے قلعۂ مذکور پر جاکر جمع ہوتے ہین زال نے افراسیاب کو بھی نامہ لکھا ہے کہ اس سال شاہنشاہ بھی تشریف لائین بقدمہ مشعل جادو حاکم حجرہ بلائے اول ایک انجمن مشاورت منعقد ہوگی شروط کھولنے حجرہ بلا کے آپ سے عرض کرونگا اگر ان شرائط کو بجا لائیے گا ضرور مشعل جادو پہلو نشین ساہری جو دو برس سے محبت ساہری و جمشید مین ایک حجرہ بنا کر بعض مین اپنے کو دفن کرا چکا ہے تشریف لائیے گا پس اسکا آنا باعث افتخار بادشاہ طلسم ہوش ربا ہوگا ان مضامین خجستہ آئین کا ناظرین کو خیال ہے کہ کل مقدمات کو انشاء اللہ بشرط حیات جلد ششم مین لفظاً لفظاً تحریر کرونگا فقط والسلام والاکرام

قطعہ تاریخ مصنف جلد پنجم طلسم ہوش ربا

طبع گشت چو نسخۂ بیمثل
متفکر شدہ بود دل خود
واقع برنج و فکر و حزن و ملال
آمد قمر من برائے مصرعہ سال
نظم این رشک نظم فردوسی
این ندا آمد از لب احباب
نثر این بہ ز بوستان خیال
گلشن سخنوران علم و کمال

قطعہ تاریخ چکیدہ کلک جواہر سلک جناب نواب میرزا محمد علی خان صاحب نبیرہ نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم و مغفور نور اللہ مرقدہ متخلص بہ محمد

حبذا ہو کا شگفت دفتر طلسم دلکشا
خوش بیانی خوش کلام و خوش خصال خوش سیر
جب بیان ہوتا ہے لیے فسانۂ فرحت فزا
فکر سال عیسوی دل مین ہوئی المختصر

مرحبا منشی ملقب احمد حسین نامور
واہ کیا تصنیف کی ہے یہ کتاب لاجواب
ہوش مین بیہوش آگئے ہین یہ طرفہ ہوا اثر
اے محمد لکھدیا یہ مصرعہ تاریخ طبع

داستان گوئے امیر حمزہ صاحبقران
جمع ہین جسمین مضامین خیالی سربسر
طبع جب ہونے لگی یہ داستان بوستان
پاک ہے جو رخزان سے یہ گلستان قمر
۱۸۹۱

قطعہ تاریخ ایضاً جناب نواب صاحب ممدوح

طبع چون شد طلسم ہوش ربا
شدہ مطبوع طبع اہل مذاق
منشی فکر ما بہ سال نوشت
شاہد فکر و شہرۂ آفاق

قطعہ تاریخ دوست صادق محب واثق جناب سلطان علی خان صاحب متخلص بہ حشر شاگرد جناب سید ضامن علی صاحب متخلص بہ جلال

ہو جاتے ہین گم ہوش بشر کے اسے سنکر
ہاتھون مین بصد شوق لیے نقد دل و جان
غش ہوتے ہین حساد بھی اس طرز بیان پر
تاریخ کی تھی فکر کہ ہاتف نے پکارا

بیجا نہین نام اسکا اگر ہوش ربا ہے
ہر فرد بشر اسکا خریدار ہوا ہے
یہ طرز بیان سحر ہے اعجاز ہے کیا ہے
کیا ہوش ربا شہرۂ آفاق لکھا ہے
۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ ریختۂ کلک گہر سلک شاعر نازک خیال شیرین سعادت پناہ نجابت دستگاہ صاحب توقیر جناب میر علی جعفر صاحب متخلص بہ کیثر

احمد حسین منشی ذی اقتدار ہین — لکھا طلسم ہوش رُبا عاشقانہ ہے
یکتا ہین نظم و نثر کے فن مین وہ خوش بیان — عالم مین اُنکی مدح و ثنا غائبانہ ہے
سعدی و انوری و ظہوری کا ہے یہ قول — اس رنگ خاص مین تو قمر اب یگانہ ہے
حاسد کی مد آہ سے طبع روان ہو تیز — انکے سمند فکر کو یہ تازیانہ ہے
دفتر نہین جواہر مضمون کا ہے یہ گنج — قارون کی کب بساط مین ایسا خزانہ ہے
شیرانہ ہے اسد کی لڑائی کسی جگہ — بالکل کہین یہ سحر کا سب کارخانہ ہے
آمد ہے اس طرح کہین افراسیاب کی — جادو کا تخت دوش صبا پر روانہ ہے
نازان ہے اپنی چادر نیلی پہ چرخ پیر — باران ہفت رنگ کا اک شامیانہ ہے
آمد کہین ہے کوکب روشن ضمیر کی — برّان سحر سازی کے فن مین یگانہ ہے
عیاریان عمرو کی دکھاتی ہین فطرتین — ساحر بھی تیر مکر کا انکے نشانہ ہے
یون فکر طبع سال مین دل نے کہا کیثر — اب تو جہان مین ہوش رُبا یہ فسانہ ہے
۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ جناب منشی لچھمن پرشاد صاحب متخلص بہ صدر

کیا ہے اسکو جناب قمر نے خوب رقم — طلسم ہوش رُبا ہے طلسم ہوش رُبا
یہ کلک صدر نے تاریخ طبع کی لکھی — جدید خوب چھپا ہے طلسم ہوش رُبا
۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ جناب منشی بھگوتی پرشاد صاحب متخلص بہ روشن

رقم نمود چہ خوش داستان جناب قمر — بہ نثر اہل کمال است و خوش بیان شاعر
زروے بام فلک اے روشن ندا آمد — طلسم ہوش رُبا طبع شد بہ وجہ نادر
۱۳۰۸ھ

تقریظ ریختۂ کلک جواہر سلک جناب منشی متھرا پرشاد صاحب متخلص بہ فہم شعر

تماشا دیکھیے مدت سے جس یوسف کا شہرہ تھا — وہ مضمون بنکے آج آیا ہے بازار معانی مین

تفسیر خوانان مصحف تہذیب و اخلاق و سبحۂ گردان تسبیح رفق و وفاق کدھر ہین ادھر آئین چشم انصاف بین مین جواہر شناسی کی عینک لگائین دیکھین آج تجلی گاہ معانی و شبستان سخندانی کس شمع جہان افروز و شعلۂ تاریکی سوز سے بعینہ طور پر نور کلیم اللہ ہے۔ وادی ایمن بلند پروازی و سینائے انشا پردازی کس آتش افروز جمال نازک خیالی تجلی بخش شمع شیرین مقالی کی تجلی گاہ ہے۔ واہ واہ کیا قدرت رب قدیر ہے کہ

دبیر عطارد نظیر نے اعجاز فکر سے اپنے ہاتھ کو ید بیضا بنایا شاخ قلم کو شاخ نخل طور کے قلم سے بڑھایا ہے۔
نقاط گل شمع میدان کا چراغ گل کرتے ہین آنکھین پائے جائے جاتے ہین۔ حروف زبان قلم سے نکلکر
صفحۂ قرطاس پر آتے آتے کاف و نون بنجاتے ہین خامۂ معجز بیان عصائے حضرت موسی کا اعجاز دکھاتا
ہے سطور عبارت کو اثر دہائے کلیم اللہ کی صورت بناتا ہے یہ آواز قرأت زبان قاری سے نکلکر بانگ
لن ترانی کو مات کرتی ہے۔ صدائے مرحبا لب سامع پر ندائے ارنی کا بہروپ بھرتی ہے پیشانی قرطاس پر
الف اللہ ہے یا وادی ایمن مین شمع میدان۔ عبارت مین حروف مد ورہین یا حضرت موسٰی کی چشم حیران
سبحان اللہ کیا کتاب لاجواب و نسخۂ انتخاب ہے جسکی خوبی کا ڈنکا اساتذۂ ماضی کو آغوش لحد مین سونے
نہین دیتا حروف ہین یا آئینہ حلب نازک خیالی الفاظ ہین یا لعل یمن رنگین مقالی جملے لآلی فصاحت
کے عدن۔ فقرے غزالان مطالب کے ختن مصرع گلہائے متانت کے گلزار۔ اشعار مشک ذہانت
کے تاتار سطور تیغ جادو نگاری کی اصفہان ہے بحور حسینان مضمون آفرین کے مقابل ید بیضا ن
ہے۔ آفرین منشی آسمان شیرین بیانی۔ سر دفتر جریدۂ سخندانی صاحب فضل و ہنر جناب منشی
احمد حسین قمر جنھون نے اس قصۂ عجیب و غریب بحر ناپیدا کنار کو کوزۂ ترتیب و تنظیم مین بند
کرکے سحر سازان مضامین آفرین کو کرشمۂ لیاقت دکھایا بارک اللہ کیا نسخۂ جواہر نگار ہے یا
مصحف رخسار حسینان صحیفۂ نادر روزگار ہے یا رحل نظر کا قران ہر حرف نقش و نگار گلستان پر
حرف رکھکر نقش فروغ جگانیوالا۔ ہر نقطہ خال روئے حسینان کو بے نقط سُناکر اپنی خوبی کو نقطۂ
انتخاب بنانے والا جملے جملہ محاسن نثاری کا آئینہ بنکر عبارت جلالی کو درست کرنے والے فقرے
کل خوبیون پر نازان ہوکر فقرات واعظ پر فقرے چست کرنے والے نثر کی صفت مین شرائے
فلک عاری نظم معلے پر نظم پروین ہزار جان سے داری مصرعے مصراع ہلالی کو گرد کرنیوالے
اشعار مطلع خورشید کا رنگ زرد کرنے والے۔ بندون کی ردیف مین زبان عطارد بند۔
رباعیان مصنف رباعی اربعۂ عناصر کو دل پسند۔ قافیہ ناہید و خورشید کا قافیہ تنگ
کرنے مین برق۔ ردیفون کو چمکنے مین خورشید کی طرح دعوائے انا الشرق ہے۔ اب ہم
اس تقریظ کو ختم کرکے دعا کرتے ہین کہ رب معبود واجب الوجود اس کتاب کو سرمۂ چشم
اہل فن اور اسکی ہر جلد کو ہم شیرازۂ جلد زبان اہل سخن بناکے مصنف نازک
خیال و ناشر ناصری مثال کو صلۂ خیالات عمیم و اجر کوشش ترتیب و تنظیم دے
آمین ثم آمین

خاتمۃ الطبع از طرف مصنف شعر

جگر کی آگ بجھے جلد جس سے وہ شے لا | لگا کے برف مین ساقی صراحی مے لا

اس حقیر ہیچمدان کی نثر خوانی وداستان سرائی تمام شہر مین زبان زد خاص و عام ہورہی ہی تمام رئیسان عظام وشاہزادگان والامقام بہ عنایت رب الانام بہ تعریف تمام ماہر ہین اس نیازمند نے بعنایت رب اکبر بعبارت سلیس واشعار نفیس انشا پردازی کے ساتھ اس حصۂ دوم کو لکھا اب یہ خوشہ چین نثاران ناظرین باتمکین سے امیدوار ہی کہ میری خطائین دامن لطف سے چھپا کر قلم اصلاح سے درست فرمائین

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بخدمت ارباب ذوق وشوق التماس ہی کہ داستان امیر حمزۂ صاحبقران ایک عجیب داستان ہردل عزیز اور ضخیم ہی جسکے معائنہ کا ایک عالم مشتاق تھا مگر بوجہ نایابی کے علی العموم ہر شخص اسکے مطالعہ سے محروم ومغموم تھا۔ کارخانہ نے اس امر بزرگ کا انصرام اپنے ذمہ لے لیا اور اس پوری داستان کے ترجمہ وطبع کا انتظام کرلیا اس داستان عظیم الشان کے آٹھ دفتر ہین دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلدمین دفتر دوم کوچک باختر ایک جلدمین دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلدمین دفتر پنجم طلسم ہوش رُبا سات جلدمین دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلدمین دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلدمین دفتر ہشتم لعل نامہ ایک جلد مین منجملہ انکے نوشیروان نامہ جلد اول اور کوچک باختر اور ایرج نامہ جلد اول چھپکر تیار ہی اور برابر فروخت ہورہا ہی۔ اور نوشیروان نامہ جلد دوم اور بالا باختر اور ایرج نامہ جلد دوم قریب الاختتام ہی اور باقی ہر سہ دفتر صندلی نامہ وتورج نامہ ولعل نامہ کے بھی ترجمہ ہونے کا اہتمام ہورہا ہی۔ اور دفتر پنجم طلسم ہوش رُبا کی ساتون جلدین جنکی اول چار جلد کا ترجمہ ماہر ہمہ دان منشی محمد حسین جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلد کا ترجمہ استاد داستانگویان منشی احمد حسین قمر مرحوم نے از جانب مطبع فرمایا تھا۔ داستان کے ذوق سلیم سے تھوڑے ہی عرصہ مین ہاتھون ہاتھ فروخت ہوگئین اور نوبت طبع چہارم کی آئی چنانچہ طلسم ہوش رُبا کی جلد پنجم کا یہ حصۂ دوم مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین حسب ایماء مالکان مطبع وباہتمام [illegible] بار چہارم ماہ مارچ ۱۹۲۱ع طبع ہو کر پسند عام ہوا

اعلان حق تالیف اس ترجمہ کا بحق نولکشور پریس محفوظ ہی

کتاب	قیمت
ستان خیال - (جلد دوم)	عہ/
〃 (جلد سوم)	للعہ/
〃 (جلد چہارم)	لعہ/
〃 (جلد پنجم)	سے/
〃 (جلد ششم)	۸/
〃 (جلد ہفتم)	۸/
〃 (جلد ہشتم)	ے/
〃 (جلد نہم)	للعہ/
سوانحمری عمر و عیار . نہایت دلچسپ قصہ ہے	۱۴/

کتاب	قیمت
جادۂ تسخیر ہمرنگ فسانۂ عجائب	۱۴/
سنگاسن بتیسی	۴/
گل بکاولی	۳/
قصہ گل وصنوبر	۲/
قصہ اگر گل -	۴/
ایک روسی زمیندار کا قصہ	۶/
سیر مقبول	۱۴/
لطائف ہندی . نہایت دلچسپ لطیفے	۱۰/
فسانۂ معقول	۱۰/

دلچسپ ناول

ٹر رینالڈ کے ناولوں کے ترجمے

کتاب	قیمت
سانۂ الہ دین و لیلی	۱۲/
یب حسن	۱۲/
سانۂ سوزن عشق	عہ/
سانۂ لارنس ورد تھ	عہ/
سانۂ حسرت وصل	۵/
ر گریٹ	۶/
وز الیمبرٹ	للعہ/
دل اسرار	عہ/
یلز ونیڈا	۱۲/
ام جوانی حصہ اول	عہ/
حصہ دوم	۹/
وکا یا طلسمی فانوس -	عہ/

دیگر مصنفوں کے انگریزی ناولوں کے ترجمے

کتاب	قیمت
تسخیر	عہ/
خون ناحق	۶/
شاہد طرار	۸/
طلسم خیالات	۱۱/
ثمرۂ نیکی	للعہ/
قصۂ حاجی بابا اصفہانی	عہ/
کرشمۂ تقدیر	۷/
لال کپتان	۵/
نیرنگ فرنگ	۱۴/
شہید جفا	عہ/
سیتا	سے/
ہنگامۂ عشق	۷/

ناول ترجمہ سید وجاہت حسین

کتاب	قیمت
خوبی قسمت	۱۱/
بوالہوس	۱۲/
جوشش خون	۱۴/
چابک سوار معشوقہ	۱۲/
بادشاہ سلامت	۱۵/
خلق مجسم	۱۴/
حور عین کامل ہر دو حصہ	۱۳/

متفرق ناولوں کے ترجمے

کتاب	قیمت
تگڈم	۹/
الو کی دم فاختہ	۵/
کلجگ کی کھونٹی	۵/

الف لیلہ دنیا زاد بطرز ناول ۲ر
معشوقہ فرنگ ۵ر
اسرار ہند ۹ر
منارۂ قیصری ۱۰ر
مجموعۂ افسانۂ دلپذیر ۸ر

بنگالی ناولون کے ترجمے

بنگالی دولھن ۱۰ر
پرتاب ۱۰ر
روہنی ۸ر
مارآستین ۸ر
مرالنی ۸ر

اوریجنل ناول

حیران خانم ۴ر
خوش نصیب ۶ر
خواتین نازنہ مستورات کیواسطے نہایت ہی نصیحت آموز ناول ہے عہ
جام زہر ۱۰ر
راز عشق ۹ر

طویلہ کی بلا بندر کے سر ۲ر
طلسم شہر عرف گلاب کنور ۱۲ر
عیارون کا عیار ۸ر
فریب بیرنگ ۴ر
مفید خاص و عام ۱۴ر
ناشاد ۷ر
نئی نویلی ۳ر
نئے بگڑے ۵ر
وقائع نادری ۵ر
ہم خرما و ہم ثواب ۵ر
شمس و قمر ۲ر
خواب کلکتہ حصہ سوم چہارم ۱۲ر
سبز باغ ۵ر
آلتش عہ
سندر شاستا کامل چہار حصہ عہ
بزم اکبری ہر دو حصہ عہ
مکاری کا پتلہ ۱۰ر
جفا و فا ۱۰ر
دلچسپ حصہ اول ۴ر
بلاس کماری ۱۳ر

پھول وتی عرف سندر شاستا ۱۲
دربار اودھ حصہ دوم عہ
حجاب عصمت پردہ کے متعلق نہایت دلچسپ بحث ۲ر
کرشن کانتا ہر دو حصہ ۱۲
شوکت آرا بیگم حصہ اول و دوم مجلد کاغذ گندہ صر
" بلا جلد کاغذ معمولی ہے
" حصہ سوم مجلد کاغذ گندہ صر
" " بلا جلد کاغذ رسمی سے
ملاز اغلول ۸ر
خاتون اودھ ۱۰ر
منصور و منیرہ ۶ر
ویر پرتاب عہ
لال چین ۱۰ر
فرمان قضا ۸ر
عائشہ بیگم ۱۰ر
سیف کمال ۴ر
حامد محمود ۸ر
تلاش حق عہ

Checked 1967

المشتہر

مینجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو حضرتگنج لکھنؤ

اعلان - حق تالیف اس کتاب کا بحق مطبع اودھ اخبار محفوظ ہے ۔